عمدۃ المطالب

ترجمہ

مناقب آلِ ابی طالبؑ

جلد اوّل

مؤلف شیخ محدث امام حافظ محمدؐ بن علیؒ شہر آشوب متوفی ۵۸۸ھ

ترجمہ و حواشی۔ ملک العلماء مولانا ملک محمد شریف صاحب قبلہ ملتان

حسب فرمائش

شیعہ جنرل بک ایجنسی محلہ شیعہ لاہور

مطبع انصاف پریس ریلوے روڈ۔ لاہور

ہدیۂ عقیدت

شہید اعظم محسن اسلام جوانان جنت کے سردار آقائے نامدار امام حسین علیہ السلام شہید کربلا کی خدمت میں۔

میرے غریب نواز آقا! آپ نے یقیناً میری دعا کو قبول فرمایا۔ میرا یہ حقیر ہدیہ قبول فرمائیے جس میں آپ کے اور آپ کے آباؤ اجداد کے حالات کو اردو زبان میں منتقل کیا ہے۔ روحی لک الفداء بابی انت و امی۔ لا اسئلک علیہ من اجر الا التقبلہ منی بقبول حسن۔

العبد المذنب

محمد شریف عفی عنہ

نذرانہ عقیدت

مناقب آل ابی طالب مذہب شیعہ کی مشہور و معروف مستند کتاب ہے۔ ملک العلماء مولانا ملک محمد شریف صاحب قبلہ نے اس کا ترجمہ کر دیا اور اس بندہ حقیر نے اسے شائع کرنے کی ذمہ داری اٹھائی۔ امید ہے کہ یہ کتاب جو کہ فضائل محمد و آل محمد کا خزانہ ہے اسلامی حلقوں میں بہت مقبول ہو گی۔ اور مومنین اسے ہاتھوں ہاتھ خرید لیں گے تاکہ اس کی دوسری جلد بھی شائع کی جا سکے۔

یہ چہاردہ معصومین علیہم السلام کی نظر عنایت ہے کہ میں اس ضخیم کتاب کی طباعت کی ذمہ داریوں سے سبکدوش ہو رہا ہوں۔ دراصل اس کتاب کی اشاعت کا مقصد ہی آل ابی طالب کی خدمت میں نذرانہ عقیدت پیش کرنا ہے۔ خدا کرے کہ اس حقیر کا یہ تحفہ ان معصومین کی بارگاہ میں قبول ہو اور اس کا صلہ روز آخرت مل جائے۔

(الحاج) ملک صادق علی عرفانی

نوٹ: اس کتاب کے جملہ حقوق محفوظ ہیں۔ کوئی صاحب چھاپنے کا قصد نہ کریں۔

منجر شیعہ جنرل بک ایجنسی لاہور۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ؕ

تعارف

الحمد للہ رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی اشرف الانبیاء والمرسلین محمد وآلہ

الطیبین الطاہرین المعصومین

اما بعد۔ اس مادی دور میں حاملان اسلام کے کارناموں کو زیادہ سے زیادہ شائع کرنے کی ضرورت ہے۔ میں اس سلسلے میں اپنی مقدور بھر کوشش کر رہا ہوں۔ اور زندگی کے آخری لمحات تک انشاءاللہ تعالٰی یہی کوشش رہے گی۔ میری نگاہ میں عالم، حافظ، محدث، امام محقق کامل محمد بن علی شہر آشوب علیہ الرحمہ متوفی ۵۸۸ھ کی کتاب ایک بہترین چیز تھی۔ چونکہ اصل کتاب عربی زبان میں تھی۔ اس لئے اردو داں طبقہ فائدہ نہیں اٹھا سکتا تھا۔ میں نے اس کا اردو زبان میں بامحاورہ ترجمہ کیا ہے۔

مؤلف علیہ الرحمہ نے ہر ایک واقعہ کو تحریر کرنے کے بعد اس موضوع سے متعلق اشعار کو بھی نقل کیا ہے میں نے ترجمہ کے وقت اشعار کا مطلب تحریر کرنا چھوڑ دیا ہے۔ چونکہ جو باتیں نثر میں آگئی ہیں۔ وہ اشعار میں موجود ہیں جس کا تکرار کے سوا کوئی فائدہ نہیں تھا۔ ہاں چیدہ چیدہ اشعار کو مع ترجمہ نقل کر دیا ہے۔

اگر آپ اصل کتاب کو ملاحظہ فرمائیں۔ تو آپ پر یہ بات واضح ہوگی۔ کہ بعض مقامات پر عبارت کے جملے موجود نہیں ہیں جس سے مطلب واضح نہیں ہوتا۔ میری دانست میں ایک عرصہ تک اس لاجواب موتی کا قلمی صورت میں پردۂ اخفا میں رہنے کی وجہ سے بعض مقامات اصل عبارت سے الفاظ محو ہو گئے ہیں۔ جس شکل میں کتاب دستیاب ہوئی ہے۔ اسی صورت میں شائع کر دی گئی ہے۔ اس وقت تک محو شدہ عبارت کا کوئی علاج نہیں معلوم ہوا۔ مطالعہ کے وقت ایسی عبارتوں کا مطالعہ بری طرح کھٹکتا ہے۔ اگرچہ چودہ پندرہ سو صفحات کی کتاب میں ایسی عبارتوں کی تعداد بیس پچیس سے زیادہ نہیں ہوگی۔ مگر بعض بے نظیر مطالب کا فوت ہو جانا ظلم نہیں تو اور کیا ہے۔ اس کا مداوا امام وقت کے سوا کسی کے پاس نہیں۔

میرے سامنے اس وقت مناقب آل ابی طالب کا وہ نسخہ ہے جو مطبع حیدریہ سے ۱۳۷۶ھ مطابق ۱۹۵۶ء میں نجف اشرف سے شائع ہوا ہے اور بعض افاضل نے نہایت خال خال مقامات پر حاشیہ بھی تحریر کیا ہے۔ لیکن ایسی عبارتوں کی گتھی فضلائے عراق بھی نہیں سلجھا سکے۔ اور اس کے سلجھانے کی بات بھی نہیں تھی۔ احادیث رسول یا آئمہ معصومین میں اضافے کا کسی کو حق حاصل نہیں شیعی دنیا کی کمال دیانت کی یہ زبردست دلیل ہے۔

علیہ الرحمہ نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جناب سیدہ سلام اللہ علیہا اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام تک آئمہ معصومین علیہم السلام کے حالات کو تحریر کیا ہے اور قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ کے حالات کو تحریر نہیں کیا۔ اس کتاب میں یہ کمی تھی۔ میں نے قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ کے حالات کو خود تالیف کر کے کتاب میں شامل کر دیا ہے تاکہ اس بات کی کمی نہ رہے۔ اور کتاب چہاردہ معصومین علیہم السلام کے حالات میں مکمل اور جامع ہو۔

کتاب کیا ہے؟ آپ کو اس کے ترجمہ کے مطالعہ سے اس بات کا علم ہو جائے گا۔ کہ یہ فضائل آل محمدؐ میں ایک بحر ذخار ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے حالات کو نہایت شرح اور بسط سے بیان کیا گیا ہے۔ اردو دان حضرات کو اس کتاب کے مطالعہ سے بہت سی نئی باتیں معلوم ہوں گی۔ جو ان کے ایمان کی زیادتی کا باعث ہوں گی۔

یہ لاجواب کتاب ہر دور میں اہل علم کا مرجع رہی ہے۔ اس کتاب کی تالیف و اشاعت کے بعد تالیف ہونے والی شاید ہی کوئی کتاب ایسی ہو جس میں اس شائق کتاب کا حوالہ موجود نہ ہو۔

میں نے اس لاجواب کتاب کے اردو ترجمہ کا نام **عمدۃ المطالب** ترجمہ مناقب آل ابی طالب رکھا اس کو دو حصوں میں تقسیم کیا۔ پہلے حصے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اور امیرالمومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حالات ہیں۔ اور دوسرے حصے میں جناب سیدہ صلوٰۃ اللہ وسلامہ علیہا سے لے کر جناب قائم آل محمد عجل اللہ فرجہ تک بارہ معصومین علیہم السلام کے حالات موجود ہیں۔

مؤلف کتاب کا تعارف علامہ عباس قمیؒ کے الفاظ میں ملاحظہ فرمائیں

حالات مؤلف

رشید الدین ابوجعفر محمد بن علی بن شہر آشوب السروی المازندرانی فخر الشیعة ومروج الشریعة محی اثار المناقب والفضائل والبحر المتلاطم الزخار الذی لایساجل ؎

هو البحر لا بل دون ما علمه البحر
هو البدر لا بل دون طلعته البدر
هو النجم لا بل دونه النجم رتبةً
هو الدر لا بل دون منطقه الدر
هو العالم المشهور فی الدهر والذی
به بین ارباب النهی افتخر الدهر
هو الکامل الاوصاف فی العلم والتقی

فہرست مضامین

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

مقدمہ

الحمد للہ الذی خلقنی فھو یھدینی والذی ھو یطعمنی ویسقین، واذا مرضت فھو یشفینی والذی یمیتنی ثم یحیین، والذی اطمع ان یغفرلی خطیئتی یوم الدین وصلی اللہ علی سیدنا نبیہ محمد خاتم النبیین، وعلی اخیہ ووصیہ وبعل ابنتہ امیرالمومنین وعلی اھل بیتہ الطیبین الطاھرین۔

محمد بن علی بن شہر آشوب مازندرانی کا بیان ہے، کہ جب میں نے امیرالمومنین علیہ السلام کے ساتھ دشمنوں اور خارجیوں کو کفر کرتے ہوئے دیکھا، اور اس بارے میں شیعہ اور سنی کی رائے مختلف تھی، اور اکثر لوگ والا اہل بیتؑ سے روگردان، ان کے ذکر سے بھاگنے والے، ان کے علوم پر طعنہ زنی کرنے والے اور ان سے محبت کرنے میں کراہت کرنے والے لوگوں کو دیکھا تو میں غفلت کی نیند سے چونکا۔ حالات کے واضح ہونے کا مجھ پر خاص فیض ہوا۔ اقوال کے اختلاف میں غور کیا، اہل سنت ناکثین، قاسطین، مارقین، خارجین، واقفین، ضعفا، مجروحین، خوارج اور شاکین سے مختلف احادیث اور مضطرب اخبار روایت کرتے تھے، (وما افتی الاخبار الا رواتھا) احادیث کی تباہی کا باعث احادیث کے راوی ہوتے ہیں۔ ان سب لوگوں نے اللہ تعالیٰ کے نور کو ختم کرنے کا آپس میں گٹھ جوڑ کر لیا۔ کیا آپ کو علم نہیں ہے، کہ ان کے پاکیزہ ترین آدمی نے حدیث خاتم واقعہ غدیر، حدیث طیر اور آیت تطہیر کو نظر انداز کر دیا۔ ان کے منصف ترین آدمی نے حدیث (اصحاب) کہف، اجابت تحف اور ازتعار کو چھپا دیا۔ اور ان کے بہترین فرد نے حدیث انا مدینۃ العلم اور حدیث لوح کے بارے طعن و تشنیع کی ہے، اور ان مشہور ترین انسان نے حدیث وصیت کو بیان کرنے میں توقف کیا (آیت) یوفون بالنذر اور حدیث نعیم الطیبۃ کے بارے میں تاویل کی۔ میں نے (اپنے دل میں) کہا۔ ان ھذا لشیء عجاب یہ تو حیران کن معاملہ ہے۔

افبهذا الحدیث انتم مدھنون اس حدیث پر تم مداہنت کرتے ہو۔ فماذا بعد الحق
الا الضلال حق کے بعد اور چیز تو گمراہی ہے۔ فانی تصرفون اس کو چھوڑنے والو کہاں بھاگتے ہو۔
میں نے ایک جماعت کو ملاحظہ کیا جو متفق علیہ آیت انما ولیکم اللہ ورسولہ اور حدیث۔ وانت منی
بمنزلة ھارون من موسیٰ اور انی تارک فیکم الثقلین کی بھی تاویل کرتی تھی۔ وجحدوا بھا
واستیقنتھا انفسھم ظلما وعلوا ظلم اور زیادتی کے باعث انہوں نے ان باتوں کا انکار کیا۔ وما
منع الناس ان یؤمنوا اذ جاءھم الھدیٰ ویستغفروا ربھم لوگوں کو کیا چیز روکتی ہے
ہدایت آنے کے بعد ایمان لائیں اور اپنے رب سے مغفرت طلب کریں۔ ایک گروہ نے حق کے مقابل
باطل کو گھڑ لیا اور سچی بات کے مقابل میں (جھوٹی بات) بنالی مثلاً اس حدیث الحسن والحسین
سید شباب اھل الجنة[1] حسنؑ اور حسینؑ جوانان جنت کے سردار ہیں۔ اور یہ حدیث وکان احب
الناس الی رسول اللہ من الرجال علی ومن النساء فاطمہ رسول اللہ کے نزدیک مردوں میں حضرت
علیؑ اور عورتوں میں جناب فاطمہؑ زیادہ محبوب تھیں۔ (ان دونوں احادیث کے مقابل میں وضعی حدیثیں
تیار کریں) ویجادل الذین کفروا بالباطل لیدحضوا بہ الحق وقد ضلوا ضلالاً کثیراً
وضلوا عن سواء السبیل

اور ایک ٹولے نے احادیث میں کمی بیشی کرلی حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کو بیان کرتے
ہیں لیکن اس کے بعد (رسول اللہ) کی دعا کا ذکر نہیں کرتے۔ حدیث انت منی بمنزلة ھارون من
موسیٰ کا ذکر کرتے ہیں لیکن لا نبی بعدی بیان نہیں کرتے الحسن والحسین سید الشباب
اھل الجنة کی روایت کرتے ہیں لیکن ابوھما خیر منھما کا ذکر نہیں کرتے بعض نے حضرت علی
علیہ السلام سے یہ روایت بیان کی ہے۔ کہ حضرت نے جناب عمر سے فرمایا کیا تجھے اس بات کا علم نہیں
ہے کہ پاگل کی سزا اس وقت تک معاف ہے جب تک اس کو ہوش نہ آجائے۔ اور لڑکے سے اس وقت
تک جب تک وہ سن بلوغ کو نہ پہنچ جائے۔ اور سوئے ہوئے شخص سے حتیٰ کہ وہ بیدار ہوجائے اور اس
راوی نے حدیث کے شروع حصہ کو چھوڑ دیا جو اس طرح ہے۔ کہ جناب عمر نے ایک پاگل عورت کو سزا دینے

---

[1] اس حدیث کے مقابل میں یہ حدیث تیار کی۔ ان ابابکر وعمر کانا سیدا کھول اھل الجنة حضرت ابوبکر اور حضرت عمر جنت کے بڈھوں کے سردار ہیں۔ ملاحظہ ہو الامامت والسیاست حصہ اول ابتدائی صفحات کیا بڈھوں کا جنت میں گذر ہوگا؟
مترجم

کا ارادہ کیا۔ جو زنا کے فعل سے مرتکب ہوئی تھی۔ اور اس نے خبر کے ایک حصہ کو ترک کر دیا جو حضرت عمر کا اپنا قول ہے کہ میں مجنونہ عورت پر سزا جاری کرنے سے ہلاک ہو جاتا[1] فمن بدله بعد ما سمعه فانما اثمه على الذين يبدلونه جس نے سننے کے بعد تبدیلی کر دی اس کا گناہ تبدیل کرنے والوں پر ہے۔ ایک جماعت نے مناقب اہل بیتؑ کو ان کے اغیار کی طرف منسوب کر دیا۔ جیسے حدیث سد ابواب۔ صالح المومنین حضرت کا نام عرش پر لکھا ہونا[2] اور حضرت علیؑ سے جبرئیل کا سلام کرنا۔

الذین یستحبون الحیوة الدنیا علی الآخرة ویصدون عن سبیل الله اولئک فی ضلال بعید وہ لوگ جو آخرت پر دنیا کو ترجیح دیتے ہیں اور اللہ کی راہ سے روکتے ہیں۔ وہ کھلی ہوئی گمراہی میں ہیں۔

ایک جماعت احادیث مناقب کی روایت کو ناقابل اعتبار قرار دیتی ہے۔ اور ان احادیث مناقب[3] کے الفاظ میں تحریف کرتی ہے۔ اور ان کے معانی میں جرح و قدح سے کام لیتی ہے[4] خوارج اہل بیتؑ کے دشمنوں کے فضائل جو اس شان سے بیان کرتے ہیں جن کو نہ عقل تسلیم اور نہ نقل قبول کر سکتی ہے

اذا ما روی الراوون الف فضیلة لاصحاب مولانا النبی محمد

یقولون هذا فی الصحیحین مثبت بخط الامامین الحدیث فسدد

وهما رویناه فی علی فضیلة یقولون هذا احادیث ملحد

جب راوی ہمارے آنحضورؐ نبی کے اصحاب کی ہزار فضیلت بیان کرتے ہیں تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ حدیث بخاری اور مسلم میں دونوں اماموں کے خط سے ثابت اور درست ہے۔ اور ہم جب کبھی حضرت علی علیہ السلام کی فضیلت کی کوئی حدیث بیان کرتے ہیں تو یہ لوگ کہتے ہیں کہ یہ حدیث تو کافروں کی ہے۔

سنجزی الذین یصدفون عن آیاتنا سوء العذاب بما کانوا یصدفون

جو لوگ ہماری آیات سے لوگوں کو روکتے ہیں۔ انھیں عنقریب بڑے عذاب کا بدلہ دیا جائے گا۔

ایک جماعت اکثر فضائل مثلاً حدیث حجابہ[5]، حدیث ثعبان اسد جان[6] مفرعل اور ردبان کا ذکر کرتی ہے۔ اور کہتی ہے کہ یہ بڑا جھوٹ اور بہتان عظیم ہے۔

---

[1] اس حدیث میں مذکورہ بالا ترمیم امام بخاری نے کی ہے ۱۲ منہ [2] ایسا امام بخاری واقدی اور واحدی نے کیا ہے ۱۲ منہ
[3] جرح کرنے والوں میں ابو عمرو حافظ کا شمار ہے ۱۲ منہ [4] اس بات کو ابو داؤد سجستانی نے روایت کیا ہے ۱۲ منہ
[5] اس بات کی طرف امام احمد بن حنبل نے اشارہ کیا ہے ۱۲ منہ

اذا ذکروا فی مجلس علیاً — وسبطیہ وفاطمۃ الزکیۃ

یقول الحاضرون ذروا فہذا — سقیم من حدیث الرافضیۃ

جب حضرت علیؑ جناب سبطینؑ اور جناب فاطمہؑ کا وہ لوگ مجلس میں ذکر کرتے ہیں تو حاضرین کہتے ہیں اس بات کو چھوڑ دو یہ رافضیوں کی واہیات باتیں ہیں۔ ومن اضل ممن اتبع ھواہ بغیر ھدی من اللہ۔

کچھ لوگوں نے یہ بیان کیا ہے کہ تمام امت آل محمدؐ میں اور تمام اصحاب عترت میں داخل ہیں[1] اور رسول اللہ کی تمام عورتیں اہل بیتؑ میں شامل ہیں اولاد رسول کو رسول اللہ کی ذریت اور آل ماننے سے انکار کر دیا ہے[2] امام محمد باقر علیہ السلام نے ارشاد فرمایا ہے کہ آیت فبدل الذین ظلموا قولاً غیر الذی قیل لھم آل محمدؐ کے بارے میں ہے کہ آل محمدؐ کے بارے میں ظالم لوگوں نے اس بات کو جو ان لوگوں کے حق میں نازل ہوئی تھی تبدیل کر دیا ظالموں کی ایک جماعت نے یہاں تک کہہ دیا ہے کہ کان ابوبکر اشجع من علیؑ جناب ابوبکر حضرت علی سے زیادہ بہادر تھے، اور مرحب کو محمد بن مسلمہ نے قتل کیا تھا۔ ذوالثدیہ مصر میں قتل ہوا ہے[3] اور سورہ براءت کے ادا کرنے کے وقت جناب ابوبکر حضرت علیؑ کے امیر تھے۔ اور بسا اوقات یہ بات فرما دیتے ہیں کہ اس سورہ کو انس بن مالک نے لوگوں پر پڑھا تھا۔ اور حضرت محسنؑ کو جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا نے رسول اللہ کے زمانہ حیات میں سقط کی صورت میں جنا تھا[4] اور نبی صلعم نے فرمایا کہ بنی ہشام بن مغیرہ مجھے اس بارے میں اذیت دیتے ہیں کہ وہ اپنی لڑکی علی ابن ابی طالب کے عقد میں لانا چاہتے ہیں۔ ان کو اس بات کی اجازت نہیں اگر علی ابن ابی طالبؑ اس بات کو چاہتے ہیں تو وہ میری بیٹی کو طلاق دے دیں اور ان کی بیٹی سے عقد کر لیں[5] نبی صلعم کے صدقہ کا مال حضرت علیؑ اور عباس کے قبضہ میں تھا حضرت علیؑ نے

---

[1] اس سے ابن شاہین کی مشہور روایت ہے[1a] اس بات کا مطلب قابل غور ہے ۱۲ [2] انکار کرنے والوں میں حجاج بن یوسف ثقفی اموی بھی تھا جو بنی امیہ کی طرف سے عراق کا گورنر تھا ۱۲ [3] قاموس میں لکھا ہے کہ ذوالثدیہ عمرو بن عبدود کا لقب ہے جس کو حضرت علی کرم اللہ وجہہ نے قتل کیا تھا ۱۲ [4] حالانکہ احراق باب فاطمہؑ کے وقت جناب سیدہ کو اذیت دینے کی وجہ سے حضرت محسنؑ آپ کے شکم مقدس سے ساقط ہوئے۔ ملاحظہ ہو ملل و نحل ۱۲ محمد شریف مترجم [5] یہ روایت سرے سے بے معنی ہے کیونکہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیک وقت نو بیویاں رکھ سکتے تھے تو حضرت علیؑ کے متعلق یہی بات کیسے فرما سکتے تھے۔ جبکہ دوسری شادی کرنا حضرت علیؑ کے لئے جائز تھی حقیقت یہ ہے کہ یہ حدیث جھوٹی اور وضعی ہے اور بنوامیہ کی حدیث سازی نے حضرت کی شان کو سبک کرنے کی خاطر وضع کی ہے ورنہ نہ ہی حضرت علیؑ نے ابو جہل کی لڑکی سے نکاح کا ارادہ فرمایا تھا اور نہ ہی حضرت نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے یہ بات فرمائی تھی۔ اس حدیث کو امام بخاری اور محدثین نے روایت کیا ہے ۱۲ محمد شریف عفی عنہ

حضرت عباس کو بے دخل کر کے خود قبضہ کر لیا (مولف) جو باطل پر ہوا ہوتا ہے اس کا قدم پھسل جاتا ہے
وزین لھم الشیطان اعمالھم فصدھم عن السبیل وما کانوا مستبصرین ایک جماعت
نے حضرت سے دشمنی رکھنے پر کمر باندھ لی۔ جیسے کہ نظام نے اپنی کتاب النکت اور د والنکف میں امیر علیہ
السلام کے احکام کے بارے میں عیب جوئی کی ہے اور جاحظ کا قول بھی اسی طرح واقع ہے کہ حضرت
علی کا ایمان لانا کوئی فضیلت نہیں رکھتا۔ کیوں کہ آپ اس صورت میں ایمان لائے جبکہ آپ لڑکے
تھے۔ (لڑکے کا ایمان لانا کوئی معنی نہیں رکھتا) اور حضرت کی شجاعت کی بھی کوئی حقیقت نہیں۔ کیونکہ
رسول اللہ نے ان کو آگاہ کیا تھا کہ آپ ابن ملجم کے ہاتھوں قتل کیے جائیں گے۔ اور ایک گروہ نے آپ
پر یہ الزام لگایا کہ حضرت کی جنگیں غلطی پر مبنی تھیں۔ اور آپ نے بلا وجہ مسلمانوں کو قتل کیا ہیثم کا
بیان ہے کہ حضرت علی کے چھوٹے چھوٹے بچے تھے (آپ انہیں میں منہمک رہتے تھے) امام حسن
علیہ السلام نے بغیر توقف کیے ابن ملجم کو قتل کر دیا قتیبی کا قول ہے کہ اسلام میں سب سے پہلے جس
شخص نے (خلیفہ وقت کے خلاف) خروج کیا وہ امام حسین علیہ السلام ہیں۔

فویل للقاسیۃ قلوبھم من ذکر اللہ اولئک فی ضلال بعید

میری جان کی قسم یہ ایک بہت بڑا بھاری امر اور اسلام میں ایک وسیع رخنہ ہے۔ بلکہ جس
طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان ھذا لھو الضلال المبین یعنی یہ تو ایک واضح گمراہی ہے
ایک شاعر نے کہا

اذا ما ذکرنا من علی فضیلۃ رمینا بزندیق و بغض ابی بکر

اگر ہم لوگ حضرت علی کی فضیلت بیان کرتے ہیں۔ تو ہمیں کافر اور حضرت ابوبکر سے بغض رکھنے
والا کہا جاتا ہے

وان قلت عیبا من علی تقاصر دا علی وقالوا انت سبیت معاویہ

اگر میں کہتا ہوں کہ عیب علی میں ہے تو وہ لوگ گھور کر مجھے دیکھتے ہیں اور کہتے ہیں تم نے معاویہ
پر سب کیا۔

باقی رہ گئے علماء شیعہ ان کی یہ حالت ہے کہ وہ اپنے معاملات میں سرگرداں ہیں اور پریشان ہیں
اور انہیں اپنی جان کا خوف ہے۔ اور وہ ایک کونے میں گوشہ نشین ہیں بلکہ ان کی حالت تو ان انبیاء

اور رسولوں علیہم السلام کی مانند ہے جن کی حکایت اللہ تعالیٰ نے کفار کی زبان سے کی ہے
لئن لم تنته یا لوط لتکونن من المخرجین اے لوط! اگر آپ باز نہ آئے تو ضرور
ضرور نکال دیا جائے گا۔ لئن لم تنته یا نوح لتکونن من المرجومین۔ اے نوح! اگر
تم باز نہ آئے تو تمہیں ڈھیلے مار مار کر ضرور ختم کر دیا جائے گا۔ لنخرجنک یا شعیب والذین
امنوا معک من قریتنا او لتعودن فی ملتنا اے شعیب ہم لوگ ضرور تمہیں اور ان لوگوں کو
ضرور نکال دیں گے جو تمہارے ساتھ ہیں۔ وقال الذین کفروا لرسلهم لنخرجنکم من
ارضنا او لتعودن فی ملتنا کفار نے اپنے رسولوں سے کہا ہم ضرور تم کو اپنی زمین سے نکال دیں
گے یا تم لوگ ہمارے مذہب میں داخل ہو جاؤ۔ یہ حالت دیکھ کر ہی میں نے کہا اهدنا الصراط
المستقیم صراط الذین انعمت علیهم غیر المغضوب علیهم ولا الضالین۔
اے اللہ! مجھے سیدھے راستے کی ہدایت عنایت فرما ان لوگوں کا راستہ جن پر تو نے اپنی نعمتیں نازل کیں
نہ تو ان پر غضب ناک ہوا اور نہ وہ لوگ گمراہ ہیں۔ ان وجوہ کی بنا پر کس شخص پر اعتماد کیا جائے؟ اور
کس شخص کی روایت کو سند مان لیا جائے؟ گمراہی کے طوفان کے وقت اپنے مقام پر سکوت کی زندگی بسر
کرنا مصائب پر سوار ہونے سے بہتر ہے۔ ان لوگوں میں کوئی بھلائی نہیں جو نہ خود ناصح ہیں اور نہ ہی
نصیحت کرنے والوں کو دوست رکھتے ہیں۔ اور نہ ہی کوئی بہتری سمجھے لوگوں اور بلند پرکی اڑانے
والے علما میں موجود ہے۔ وہ لوگ بہت کم ہیں کہ جن پر بھروسہ کیا جائے صاحب عزت ہے وہ شخص
جس سے کچھ لے لیا جائے۔ کتاب کی تالیف کے سلسلے میں میں نے انصاف کی عینک لگا کر
کام کیا ہے۔ اپنے مخالف کے معاملہ میں تعصب کے طریقے کو دور پھینک کر کام لیا ہے۔ اور میں نے
یہ بات اپنے اوپر واجب قرار دے رکھی ہے کہ شبہ کو ثابت سے، بدعت کو سنت سے الگ کر کے رکھ
دوں گا۔ صحیح اور سقیم میں، حدیث اور قدیم میں فرق قرار دوں گا۔ حق کو باطل کے غول کو فاضل کے ذریعہ
شناخت کراؤں گا۔ حق کی مدد کرتے ہوئے اس کی پیروی کروں گا۔ باطل کو رد کرتے ہوئے اس کی بیخ و بن کو
اکھاڑ دوں گا۔ جس بات کو ان لوگوں نے پوشیدہ کر رکھا ہے۔ اس کو ظاہر کر دوں گا۔ پراگندہ چیز کو جمع کروں گا۔
اور جس بات پر ان کا اتفاق اور اختلاف ہے۔ اس کو ذکر کروں گا۔ مجھ پر اس بات کا ادا کرنا واجب ہے
جس کو روایت نے ادا کیا ہے۔ اور میں اس بات کی طرف اشارہ کروں گا جس کی طرف شیعوں نے

راہنمائی کی ہے۔ افمن اسس بنیانہ علی تقوی من اللہ ورضوان خیر ام من اسس
بنیانہ علی شفا جرف ھار فانھار بہ فی نار جہنم (کیا جس شخص نے بنیاد اس کے عمارت
کی اوپر تقوی کے اللہ کی طرف سے اور رضامندی کے بہتر ہے یا جو شخص بنیاد رکھے عمارت اپنی کی
اوپر کنارے کھائی گرنے والی کے پس لے کر گرے اس کو بیچ آگ دوزخ کے) اہل باطن نے راہ صواب و
حق کی تلاش علماء عامہ اور خاصہ کی کتب سے ساتھ ساتھ تلاش کی ہے۔ کیونکہ اگر دو مختلف مکتب خیال
کے لوگ ایک حدیث کی نقل کرنے میں متفق ہو جائیں، تو حدیث ان پر قائم قرار پائے گی۔ اگر ایک فرقہ
اس بات کے خلاف اعتقاد رکھتا ہے کہ اس نے روایت کیا ہے اور جس چیز کو نقل اور روایت کیا اس
کے الٹ کا معتقد ہو گیا تو ایسا فرقہ خطا کا مرتکب ہوا تو پھر انسان اس چیز کی روایت کیوں کرے جو اس
کے نزدیک جھوٹی ہو اور اس کا اعتراف کرے جس سے اس کا خصم حجت قرار دے اور اس
بات کو کیوں کر تحریر کر سکتا ہے جو اس کے علم کے مخالف ہو، یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ایسی
روایت مخالفین کے ہاں موجود ہیں جو ان پر خود حجت ہیں۔ (انطقنا اللہ الذی
انطق کل شئ ان لوگوں کو اللہ تعالیٰ نے گویا کیا ہے جس نے ہر چیز کو گویا کیا یعنی حق بات ان کی
زبان سے نکال دی) اگرچہ شیطان اپنے غرور قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ (ویابی اللہ الا ان
یتم نورہ (اللہ تعالیٰ اپنے نور کو تمام کر کے ہی دم لے گا۔ میں نے اس کتاب میں فریقین کی احادیث
کو جمع کرنے کا التزام کیا ہے ساتھ ہی میں کہتا ہوں میں قلیل البضاعت اور تصنیف و تالیف
کا کام ایک عظیم المرتبت ہے۔ میں تو صرف اس وقت اس شخص کی پوزیشن میں ہوں جس نے
بکھرے ہوئے موتیوں کو پایا۔ اور ان کو لڑی میں پرو دیا۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ تندرست انسان تندرست ہو
جاتا ہے صحیح و سالم آدمی ہلاک ہو جاتا ہے۔ ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ نابینا منزل مقصود تک
پہنچ جاتا ہے۔ بینا عقلمند ٹھوکر کھا جاتا ہے۔ سماع، قرات، مناولہ مکاتبت اور اجازہ کے
باعث جب مجھے اہل علم اور دیانت کی ایک جماعت نے اجازت دے دی۔ تو تب میں کہتا ہوں کہ
مجھے حدیث بیان کی مجھے خبر دی اور مجھے آگاہ کیا (فلاں شخص نے)

راہنمائی کی ہے۔ افمن اسس بنیانہ علی تقوی من اللہ ورضوان خیر ام من اسس
بنیانہ علی شفا جرف ھار فانھار بہ فی نار جہنم کیا جو شخص بنیاد اس کے عمارت
کی اوپر تقوی کے اللہ کی طرف سے اور رضامندی کے بہتر ہے یا جو شخص بنیاد رکھے عمارت اپنی کی
اوپر کنارے کھائی گرنے والی کے پس لے گرے اس کو بیچ آگ دوزخ کے (پہلا) میں نے راہ صواب و
حق کی تلاش علماء عامہ اور خاصہ کی کتب سے یکساں ساتھ تلاش کی ہے۔ کیونکہ اگر دو مختلف مکتب خیال
کے لوگ ایک حدیث کی نقل کرنے میں متفق ہو جائیں۔ تو حدیث ان پر لازم قرار پائے گی۔ اگر ایک فرقہ
اس بات کے خلاف اعتقاد رکھتا جس کو اس نے روایت کیا ہے اور جس چیز کو نقل اور روایت کیا اس
کے الٹ کا معتقد ہو گیا تو ایسا فرقہ خطا کا مرتکب ہوا تو پھر انسان اس چیز کی روایت کیوں کرے جو اس
کے نزدیک جھوٹی ہو اور اس کا اعتراف کرے جس سے اس کا خصم حجت قرار دے اور اس
بات کو کیوں کر تحریر کر سکتا ہے جو اس کے علم کے مخالف ہو۔ یہ کوئی تعجب کی بات نہیں۔ ایسی
روایت مخالفین کے ہاں موجود ہیں جو ان پر خود حجت ہیں۔ نقص انطقھم اللہ الذی
انطق کل شیء ان لوگوں کو اللہ تعالی نے گویا کیا ہے جس نے ہر چیز کو گویا (یعنی حق بات ان کی
زبان سے نکال دی) اگرچہ شیطان اپنے غرور قائم رکھنے کی کوشش کرتا ہے۔ فقد یابی اللہ الا ان
یتم نورہ اللہ تعالی اپنے نور کو تمام کر کے ہی دم لے گا۔ میں نے اس کتاب میں فریقین کی احادیث
کو جمع کرنے کا التزام کیا ہے ساتھ ہی میں کہتا ہوں میں قلیل البضاعت اور تصنیف اور تالیف
کا کام ایک عظیم المرتبت ہے میں تو صرف اس وقت اس شخص کی پوزیشن میں ہوں جس نے
بکھرے ہوئے موتیوں کو پایا اور ان کو لڑی میں پرو دیا۔ اکثر ایسا ہوا ہے کہ سخت بیمار انسان تندرست ہو
جاتا ہے صحیح و سالم آدمی ہلاک ہو جاتا ہے ایسا بھی دیکھنے میں آیا ہے کہ نابینا منزل مقصود تک
پہنچ جاتا ہے۔ بینا عقل مند ٹھوکر کھا جاتا ہے۔ سماع، قرات، مناولہ مکاتبت اور اجازہ کے
باعث جب مجھے اہل علم اور دیانت کی ایک جماعت نے اجازت دے دی۔ تو تب میں کہتا ہوں کہ
مجھے حدیث بیان کی مجھے خبر دی اور مجھے آگاہ کیا (فلاں شخص نے)

اسنادِ کتب عامہ

اسنادِ بخاری[۱] | ابو عبد اللہ محمد بن فضل صاعد فریری[۲]۔ ابو عثمان سعید بن اللہ عیار صعلوکی اور بخاری یہ تمام حضرات ابو ہیثم کشمیہنی[۳] سے روایت کرتے ہیں۔ وہ ابو عبد اللہ محمد فریری وہ محمد بن اسمٰعیل بن مغیرہ بخاری سے وہ ابو الوقت عبد الاول بن عیسےٰ سجزی داؤدی سے وہ سرخسی سے وہ فریری سے وہ بخاری سے روایت کرتے ہیں۔

اسنادِ مسلم | فراوی ابو الحسین عبد الغافر فارسی نیشاپوری سے وہ ابو احمد محمد بن عمرویہ جلودی سے وہ ابو اسحاق ابراہیم بن محمد فقیہ سے وہ ابو الحسین مسلم بن حجاج نیشاپوری[۴] سے

اسنادِ ترمذی | ابو سعید محمد بن احمد صفار اصفہانی سے وہ ابو القاسم خزاعی سے وہ ابو سعید بن کلیب شاشی سے وہ ابو عیسےٰ محمد بن عیسےٰ بن سورۃ الترمذی سے روایت کرتے ہیں۔

اسنادِ دارقطنی[۶] | ابو بکر محمد بن علی بن محمد بن یاسر جیانی سے وہ ابو الحسن مہرانی سے وہ ابو الحسن علی بن مہدی دارقطنی سے روایت کرتے ہیں۔

اسنادِ معرفۃ اصول الحدیث | عبد اللطیف بن ابی سعید بغدادی اصفہانی ابو علی حداد سے وہ حاکم سے وہ ابو عبد اللہ محمد بن عبد اللہ نیشاپوری ابن بیع سے روایت کرتے ہیں۔

اسنادِ موطا | قعنبی اور معن سے وہ یحییٰ بن یحییٰ سے محمد بن حسن کے طریق سے وہ مالک بن انس سے روایت کرتے ہیں[۷]

اسنادِ مسند ابی حنیفہ[۸] | ابو القاسم بن صفوان موصلی احمد بن طوق سے وہ نصر بن مرجیٰ سے

---

[۱] بخاری نے کتاب بخاری کو سترہ سال کی مدت میں تالیف کیا آپ کا بیان ہے کہ میں نے سات ہزار احادیث کو منتخب کیا اور میں نے اس کتاب کو اپنے اور اللہ کے درمیان حجت قرار دیا ہے۔ امام بخاری کا انتقال ۲۵۶ھ ہجری میں ہوا ہے ۱۲۔ [۲] خراسان کا ایک شہر ہے ۱۲ [۳] کشمیہنی کاف کی پیش اور میم کی زیر اور ہا کی فتح کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ یہ مرو کی بستیوں میں سے ایک بستی ہے ۱۲ [۴] ابو الحسین مسلم بن حجاج قشیری نیشاپوری کا انتقال ۲۶۱ھ ہجری میں ہوا۔ [۵] ابو عیسیٰ محمد بن عیسیٰ ترمذی بخاری کا شاگرد تھا ترمذ میں ۲۷۹ھ میں انتقال کیا ۱۲۔ [۶] دارقطنی بغداد کے ایک محلہ کی طرف منسوب ہے آپ کا انتقال ۳۸۵ھ ہجری ماہ ذالحجہ میں ہوا ۱۲۔ [۷] مالک بن انس اصبحی مدنی کہا گیا کہ آپ تیمی قریشی تھے کتاب الموطا کے مولف ہیں جو فقہ کے موضوع پر مشتمل ہے اور آپ چار ائمہ میں سے ایک ہیں ۸۴ سال کی زندگی بسر کرنے کے بعد آپ نے ربیع الاول ۱۷۹ھ ہجری میں وفات پائی اور بقیع میں دفن ہوئے ۱۲ [۸] ابو حنیفہ نعمان بن ثابت چار ائمہ میں سے ایک ہیں اصل میں آپ فارس کے رہنے والے تھے۔ ۱۵۰ھ ہجری میں وفات پائی ۱۲

وہ ابوالقاسم شاہد عدل بغار سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد مسند شافعی | جیانی ابوالقاسم صوفی سے محمد بن علی ساوی سے وہ ابوالعباس اصم سے وہ ربیع سے وہ محمد بن ادریس شافعی سے۔ ۱؎

اسناد مسند احمد اور فضائل | ابوسعد بن عبداللہ دجاجی حسن بن علی مذہب سے وہ ابوبکر بن مالک قسطیفی سے وہ عبداللہ بن احمد بن محمد بن حنبل سے آپ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد مسند ابی یعلی | ابوالقاسم شحامی ابوسعید کنجرودی سے وہ ابوعمر سعیدی، وہ ابویعلی احمد بن مثنیٰ موصلی سے روایت کرتے ہیں۔ ۲؎

اسناد تاریخ خطیب | عبدالرحمن بن بہریق قزاز بغدادی خطیب ابوبکر ثابت بغدادی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد تاریخ نسوی | ابوعبداللہ مالکی محمد بن حسین بن فضل قطان سے وہ درستویہ نحوی سے وہ یعقوب بن صفوان فسوی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد تاریخ طبری | قسطیفی ابوعبدالرحمن سلمی سے وہ عمرو بن محمد سے اس کے اسناد کے ساتھ وہ محمد بن جریر بن یزید طبری سے روایت کرتے ہیں۔ یہ اسناد تاریخ ابوالحسن احمد بن یحییٰ بن جابر بلاذری کے ہیں۔

اسناد تاریخ علی بن مجاہد | قسطیفی سلمے سے وہ ابوالحسن علی بن محمد دلویہ ۳؎ قنطری سے وہ مامون بن احمد سے وہ عبدالرحمن بن محمد دجاج سے وہ ابن جریج سے وہ مجاہد سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد تاریخی ابوعلی حسن بیہقی سلامی | ابوعلی مسلویہ ابومنصور محمد بن حمدہ عطاری طوسی سے آپ خطیب ابی زکریا تبریزی سے روایت کرتے ہیں۔

۱؎ محمد بن ادریس بن عباس بن عثمان بن شافع مطلبی جو آئمہ میں سے ایک ہیں۔ اور مجدد المذہب ہیں ابوحنیفہ کی وفات کے روز پیدا ہوئے ۲۰۴ھ میں ۵۴ سال کی عمر میں انتقال کیا ۱۲ ۲؎ احمد بن محمد بن حنبل شیبانی مروزی نزیل بغداد چار آئمہ میں سے ایک ہیں۔ ۷۷ سال کی عمر میں ۲۴۱ھ میں انتقال کیا اور بغداد میں دفن ہوئے ۱۲ ۳؎ دلویۃ اصل کتاب میں موجود ہے بظاہر لفظ دلویہ ہی ہے ابن حجر نے اپنی تقریب میں تحریر کیا ہے کہ دلویہ زیاد بن ایوب طوسی کا لقب ہے۔ آپ اس لقب سے نا خوش ہوتے تھے۔ موصوف ثقہ اور حافظ تھے ۲۵۲ھ میں انتقال کیا۔ ۱۲ منہ

سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد مناقب ابن شاہین | منتہی بن ابی زید بن کیابکی حسینی[1] جرجانی آپ فاضل اجل مرتضیٰ موسوی سے آپ مصنف سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد مناقب ابن مردویہ | ادیب ابو العلا اپنے والد ابو الفضل حسن بن زید سے آپ ابوبکر مردویہ اصفہانی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد امالی الحاکم | مہدی بن حرب حسنی جرجانی حاکم نیشاپوری سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد مجمع | ابن عقدہ ابو العباس احمد بن محمد اور معجم ابو القاسم سلیمان بن احمد طبرانی یحییٰ روایتی ابو العلاء عطار ہمدانی اپنے اسناد کے ساتھ دونوں سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد الوسیط اور کتاب اسباب النزول | ابو الفضائل محمد بیہقی ابو الحسن علی بن احمد واحدی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد معرفۃ الصحابہ | عبد اللطیف بغدادی اپنے والد ابو سعید سے آپ یحییٰ بن مندہ سے آپ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد دلائل النبوۃ و جامع | حسین بن عبد اللہ مروزی ابو نصر عاصمی سے آپ ابو العباس لغوی سے آپ ابوبکر احمد بن حسین بیہقی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد احادیث علی بن احمد جوہری اور احادیث شعبہ بن حجاج | محمود لغوی حرانی[2] سے آپ جوہری سے آپ ابن عیینہ سے آپ ان حضرات سے روایت کرتے ہیں جو ان دونوں سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد المغازی | کرمانی ابو الحسن سے وہ ابو الحسن قدوسی سے آپ حسین بن صدیق نواجی سے آپ محمد بن اسحاق واقدی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد البیان والتبیین، العزۃ والفتیا | کرمانی ابو سہل انماطی سے آپ احمد بن محمد سے آپ ابو عبد اللہ بن محمد خازن سے آپ علی بن موسیٰ قمی سے آپ عمرو بن بحر جاحظ سے روایت کرتے ہیں[3]

---

[1] ایک نسخہ میں حسنی ہے ۱۲ [2] ایک نسخہ میں حرانی تحریر ہے ۱۲ [3] معتزلہ کا ایک فرقہ جاحظیہ کہلاتا ہے۔ وہ لوگ دو واسطے ہیں جو جاحظ کہتے ہیں۔ جاحظ کا انتقال ۲۵۵ھ میں بصرہ میں ہو گیا تھا آپ کی ادبی تالیفات مشہور ہیں آپ کا لقب امیر البیان العربی ہے ۱۲ منہ

اسناد غریب القرآن | قطیفی اپنے باپ سے وہ ابوبکر محمد بن عزیز عزیزی سجستانی سے روایت کرتے ہیں

اسناد شوف العروس | قاضی عزیزی ابو عبداللہ دامغانی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد عیون المجالس | قسطیفی ابو عبداللہ طاہر بن محمد بن احمد فہلوی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد المعارف اور عیون الاخبار غریب الحدیث اور غریب القرآن | کرمانی اپنے باپ سے وہ آپ کے دادا سے وہ محمد بن یعقوب سے وہ ابوبکر مالکی سے وہ عبداللہ بن مسلم بن قتیبہ سے روایت کرتے ہیں

اسناد غریب الحدیث | قسطیفی سلمی سے وہ ابو محمد دعلج سے وہ ابو عبید القاسم بن سلام سے روایت کرتے ہیں۔ کتاب کامل مبرد مولفہ ابو العباس مبرد کا سلسلہ اسناد بھی یہی ہے[1]

اسناد نزہتہ القلوب | قسطیفی اور شہر آشوب میرے دادا دونوں ابو اسحاق ثعلبی سے روایت کرتے ہیں

اسناد اعلام النبوۃ | عمر بن حمزۃ علوی کوفی ان لوگوں سے روایت کرتے ہیں جو قاضی ابو الحسن ماوردی سے کرتے ہیں

اسناد الابانہ اور کتاب اللوامع | مہدی بن ابی حرب حسنی[2] ابو سعید احمد بن عبد الملک خرکوشی سے روایت کرتے ہیں

اسناد نزہتہ الابصار | شہر آشوب قاضی ابو المحاسن رویانی سے وہ ابو الحسن علی بن مہدی مامطیری سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد المحاضرات من باب المفردات | ہشیم شناشی قاضی عزیزی سے آپ ابوبکر بن علی خوارزمی سے آپ ابو القاسم راغب اصفہانی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد الابانہ | فرادی[3] ابو عبداللہ جوہری سے وہ قسطیفی سے وہ عبداللہ بن احمد بن حنبل وہ اپنے باپ سے آپ ابو القاسم حسن بن محمد سے وہ ابی یعقوب یوسف بن منصور سیاری سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد الترغیب والترہیب | ابو العباس احمد اصفہانی ابو القاسم اصفہانی سے روایت کرتے ہیں

---

[1] ابو العباس محمد بن یزید المبرد جن کا اسم فاعل ادیب مشہور ہیں متوفی ۲۸۵ھ ۱۲ منہ

[2] ایک نسخہ میں حسینی تحریر کیا گیا ہے ۱۲ منہ

[3] ایک نسخہ میں فزاری ہے ۱۲ منہ

اسناد کتاب ابو الحسن مدائنی | قسطیفی ابو بکر محمد بن عمر بن حمدان سے آپ ابراہیم بن محمد بن سعید نحوی سے روایت کرتے ہیں۔

اسناد الدارمی و اعتقاد السنۃ | ابو حامد محمد بن محمد زیاد بن حمدان منوجہری سے آپ علی بن عبد العزیز اشنہی سے روایت کرتے ہیں۔

محمود بن عمر زمخشری نے کتاب الکشاف ، والفائق اور ربیع الابرار کے ذریعہ مجھے حدیث بیان کی اور مجھے کیا شیعین نے آگاہ کیا [1] زاد المسافر کے ذریعہ مجھے ابو العلاء عطار ہمدانی نے آگاہ کیا۔ کتاب الاربعین کے ذریعہ مجھے کاتبنی موفق بن احمد مکی خطیب خوارزم شاد نے آگاہ کیا۔ کتاب الفضائل کی روایت مجھے قاضی ابو السعادات نے کی۔ الخصائص العلویہ مجھے ابو عبد اللہ محمد بن احمد نطنزی نے عنایت کی۔ کتاب ما نزل من القرآن فی علی کی روایت کرنے کی اجازت مجھے ابو بکر محمد بن مومن شیرازی نے عطا فرمائی۔ بہت سی باتوں کا میں نے اسناد ابو العزیز کلاش عکبری اور ابو الحسن عاصمی خوارزمی اور یحیی بن سعدون قرطبی اور ان جیسے لوگوں سے لیا ہے۔

اسانید تفاسیر

تفاسیر اور معانی کے اسانید کو میں نے الاسباب والنزول میں ذکر کیا ہے۔ اور وہ تفاسیر یہ ہیں۔ تفسیر البصری۔ والطبری۔ قشیری۔ زمخشری۔ جبائی۔ طائی۔ سدی۔ واقدی۔ واحدی۔ ماوردی۔ کلبی۔ ثعلبی۔ رمانی۔ قتادہ۔ قرطبی۔ مجاہد۔ خرکوشی۔ عطاء بن رباح۔ عطاء خراسانی۔ وکیع۔ ابن جریج۔ عکرمہ۔ نقاش۔ ابو العالیہ۔ ضحاک۔ ابن عیینہ۔ ابو صالح۔ مقاتل۔ قطان۔ سمان۔ یعقوب بن سفیان۔ اصم۔ زجاج۔ فراء۔ ابو عبیدہ۔ ابن عباس۔ نجاشی۔ دمیاطی۔ عوفی۔ نہدی۔ ثعالبی۔ ابن فورک اور ابن جبیر۔

اسانید کتب الشیعہ

ہمارے اصحاب کی کتب کے اسانید اکثر شیخ ابو جعفر طوسی سے مروی ہوتے ہیں۔ اس بارے

---

[1] ایک نسخہ میں کیا شیعی تحریر ہے لیکن ہو سکتا ہے کہ یہی درست ہو۔ ۱۲ منہ

باب اوّل

ہمارے آقا رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بارے میں

فصل

آنحضرتؐ کی نبوت کی بشارتیں

موسیٰؑ کی بشارتیں سفر اوّل میں۔ ابراہیمؑ کی بشارتیں سفر ثانی، اور سفر پندرہ میں بیان کی گئی ہیں اور سفر ۵۳ میں حضرت داؤدؑ کی بشارتیں ذکر کی گئی ہیں۔ عویبتنا[1]، حیقوق، حزقیل، دانیال اور شعیاؑ کی بشارتیں بھی موجود ہیں۔ کتاب زبور میں ہے کہ حضرت داؤدؑ نے فرمایا۔ اللھم ابعثہ مقیم السنۃ بعد الفترۃ لے پالنے والے فترت کے بعد سنت کے قائم کرنے والا بھیج۔ حضرت عیسیٰؑ نے انجیل میں فرمایا۔ ان البرذاھب والبارقلیط جاء من بعدہ برذاھب اور بارقلیط آپکے بعد تشریف لائیں گے۔ وھو یخفف الاصار و یفسر حکم کل شئی، و یشھد لی کما شھدت لہ انا جئتکم بالامثال وھو یاتیکم بالتاویل وہ گناہوں کو کم کریں گے اور ہر چیز کے کلمات کی تفسیر بیان کریں۔ میری گواہی اس طرح دیں گے جس طرح میں اس کی گواہی دیتا ہوں کعب ابن لوی کے پاس لوگ ہر جمعہ کے روز جمع ہوتے تھے۔ اور لوگ جمعہ کے روز عروبہ کہتے تھے اور کعب نے اس روز کا نام جمعہ رکھا۔ اور اس روز کعب خطبہ دیا کرتے تھے جس میں نبی آخر الزمان کی خبر دیا کرتے اور آپ کا آخری خطبہ جو عام الفیل سے ۵۲۰ برس پہلے آپ نے دیا تھا۔ اس میں آپ نے فرمایا خدا کی قسم اگر میں اس زمانہ میں صاف کان، صاف بصارت، صاف ہاتھ اور صاف پاؤں والا (یعنی زندہ) ہوتا تو ضرور (آپ کی حمایت میں) اونٹ کی طرح ایک جگہ قائم ہو جاتا۔ اور اونٹ کے بچے کی طرح دوڑ کر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو جاتا پھر آپ نے یہ شعر پڑھا ؎

یالیتنی شاھد فحوی دعوتہ   حتی العشیرۃ تبغی الحق خذلانا

---

[1] ایک نسخہ میں عوبدیا یا ابن البرۃ لکھا ہے۔ ۱۲ منہ

کاش کہ میں آپ کی دعوت تبلیغ[1] کا مشاہدہ کرتا جبکہ اس کے اعزہ عین حق کو چھوڑ چکے ہوں گے

محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ زید بن عمرو بن نفیل نے دین حنیف کی تلاش میں کئی سفر کیے شام میں آپ سے ایک راہب نے کہا کہ تم دین کی تلاش میں ہو۔ لیکن میں تمہیں ایک ایسے نبی کی بشارت دیتا ہوں جو ملت حنیفہ حضرت ابراہیمؑ کو لائے گا۔ اور یہ آپ کے ظہور کا زمانہ ہے۔ وہاں سے وہ جلدی جلدی نکل کر جب آپ زمین لخم پر پہنچے تو (نصاریٰ نے) آپ کو پکڑ کر قتل کر دیا۔ (جب آنحضرت صلعم مبعوث ہوئے) تو نبی صلعم نے فرمایا۔ زید بن عمرو ایک امت کی صورت میں اکیلے مبعوث ہوں گے[2] زید کا مرثیہ ورقہ بن نوفل نے کہا۔ جس کا آخری شعر یہ ہے کہ

وقد تدرک الانسان رحمة ربه ولو کان تحت الارض ستين واديا

کبھی انسان اپنے رب کی رحمت کو اس صورت میں بھی حاصل کر لیتا ہے۔ اگرچہ وہ زمین کے نیچے ساٹھ وادیوں میں کیوں نہ رہتا ہو۔

تبع اول ان پانچ بادشاہوں میں تھا جن کے زیر حکومت تمام دنیا تھی۔ اس نے تمام دنیا کا چکر لگایا اور وہ ہر شہر سے دس عقلمند آدمیوں کو منتخب کر لیتا تھا۔ جب وہ مکہ پہنچا تو اس کے ساتھ چار ہزار علماء موجود تھے۔

مکہ والوں نے اس کی کوئی عزت و تکریم نہ کی۔ وہ ان پر غضبناک ہو گیا۔ اس نے اس بارے میں اپنے وزیر سے کہا جس کا نام عمیا ریسیا تھا۔ وزیر نے عرض کیا کہ یہ لوگ جاہل ہیں۔ انھیں اس گھر (بیت اللہ) پر گھمنڈ ہے۔ بادشاہ نے اپنے دل میں مصمم ارادہ کر لیا کہ وہ خانہ کعبہ کو گرا دے گا۔ اور وہاں کے رہنے والوں کو قتل کر دے گا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کو صدام[3] کی بیماری میں مبتلا کر دیا۔ اس کی دونوں آنکھوں، کانوں ناک اور منہ سے بدبودار پانی بہنے لگا۔ اطباء اس کے علاج سے عاجز آ گئے اور کہنے لگے یہ کوئی آسمانی

---

[1] دعوت ذوالعشیرہ کی طرف اشارہ جب رسول اللہ نے آیت وانذر عشیرتک الاقربین کے بعد اپنے رشتہ داروں کو اپنی نبوت کی دعوت دی تھی۔ حضرت امیر علیہ السلام کے سوا آپ کی دعوت کو کسی نے قبول نہیں کیا تھا ۱۲

[2] قیامت میں آپ کو ایک امت کی حیثیت حاصل ہو گی ۱۲ منہ

[3] صدام زبر کے ساتھ پڑھا گیا ہے۔ یہ ایک ایسی بیماری ہے جو جانوروں کے سر اور دماغ پر واقع ہوتی ہے۔ ۱۲ منہ

...ہے ۔ اطبا ر وہاں سے چلے گئے ۔ ایک روز ایک عالم بادشاہ کے وزیر کی خدمت میں حاضر ہو کر
...طور پر وزیر سے کہا کہ اگر بادشاہ اپنی نیت کو درست کر لے تو میں اس کا علاج کر دوں گا ۔ وزیر نے
...سے اس کی اجازت طلب کی ۔ عالم تخلیہ میں بادشاہ سے کہا ، کیا تم نے اس گھر کے متعلق کسی بات
...دہ کیا ہے ؟ اس نے کہا ہاں میں نے ایسا ارادہ کیا ہے ۔ عالم نے کہا اس ارادہ سے توبہ کر دو ۔ اس
...میری دنیا اور آخرت کی بھلائی مضمر ہے ۔ بادشاہ نے کہا میں نے جس بات کا ارادہ کیا تھا اس سے توبہ
...ہے ۔ وہ اسی وقت ٹھیک ہو گیا

ثم امن باللہ دینا براھیم الخلیل وخلع علی الکعبۃ اربعۃ اثواب وھو

اول من کسی الکعبۃ

وہ اللہ تعالیٰ اور حضرت ابراہیمؑ پر ایمان لے آیا اور کعبہ پر چار کپڑوں کا غلاف چڑھایا ۔ یہ وہ پہلا شخص
...ہے جس نے سب سے پہلے خانہ کعبہ پر غلاف چڑھایا ۔ پھر وہ مدینہ کی طرف چلا گیا ۔ یہ وہ زمین ہے
...میں پانی کا ایک چشمہ تھا ۔ وہ مدینہ میں چار ہزار عالم لوگوں کے ساتھ آیا تھا ۔ وہ چار ہزار علما اس سے
...دا ہو گئے تاکہ وہ لوگ مدینہ میں قیام کریں ۔ اس غرض کے تحت وہ بادشاہ کے دروازہ پر حاضر ہو کر
...ض پرداز ہوئے کہ ہم لوگ عرصہ دراز سے اپنے شہروں سے نکلے ہوئے ہیں اور بادشاہ کے ساتھ
...رہتے رہے ہیں آخرکار ہم اس مقام پر وارد ہوئے ہیں ۔ اب ہم لوگ اس جگہ پر مرنا چاہتے ہیں ۔ فقال
...وزیر ما الحکمۃ فی ذالک ؛ اس میں کیا مصلحت ہے ، قالوا ! علم ایھا الوزیر ان شرف
...ھذا البیت بشرف محمد صاحب القران والقبلۃ واللوا والمنبر مولدہ بمکۃ
...ہجرتہ ھھنا انہوں نے عرض کیا اے بادشاہ اس گھر (خانہ کعبہ) کو شرف اس ذات سے حاصل ہو گا ۔
...جس کا نام محمد ہو گا جو صاحب قرآن ، صاحب قبلہ ، لوا اور منبر کے مالک ہوں گے ۔ ان کی جائے
...پیدائش مکہ ہو گی ۔ اور ہجرت اس جگہ مدینہ میں ہو گی ۔ ہم لوگ اس امید پر یہاں رہنا چاہتے ہیں ۔ ہم
...آپ کے زمانہ کو پا سکیں ، ہماری اولاد آپ کے زمانہ کو حاصل کر سکے جب بادشاہ نے اس بات کو سنا
...ایک گہری فکر میں پڑ گیا ان لوگوں کے ساتھ ایک سال تک اس امید میں رہا کہ آپ حضرت محمدؐ کو پا
...سکیں ۔ بادشاہ نے حکم دیا کہ ان چار ہزار علما کے لئے الگ الگ چار ہزار گھر تعمیر کئے جائیں اور پھر

ب النبوۃ میں ابن بابویہ سے روایت ہے۔ کہ حضرت ابو عبد اللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا
ے قبیلہ اوس اور خزرج سے کہا کہ تم لوگ اس وقت تک یہاں قیام کرو۔ جب تک کہ اس
ظہور ہو جائے۔ اگر میں نے آپ کے زمانہ کو پالیا۔ تو میں خود آپ کی خدمت کروں گا۔ اور آپ کا
وں گا۔

تب کتابا الی النبی علیہ السلام یذکر فیہ ایمانہ و اسلامہ وانہ من امتہ
ہ تجعل شفاعتہ اس نبی علیہ السلام کی خدمت میں ایک خط لکھا جس میں اپنے ایمان اور
نے کا ذکر کیا۔ اور اس بات کی خواہش ظاہر کی۔ کہ آنحضرتؐ اس کی قیامت کے روز شفاعت کریں
نوان یہ تھا۔ الی محمد بن عبد اللہ خاتم النبیین و رسول رب العالمین من تبع
یہ خط تبع اول کی طرف سے محمد بن عبد اللہ خاتم الانبیاء اور رب العالمین کے رسول کی طرف
یہ تحریر اس عالم کے سپرد کی جس نے اس کو نصیحت کی تھی۔ پھر وہاں سے چلا گیا۔ اور ہندوستان
غلسان میں جا کر مر گیا۔ اس کی موت نبی صلعم کی پیدائش سے ایک ہزار سال قبل واقع ہوئی تھی جب
مبعوث ہوئے۔ تو اکثر اہل مدینہ آپ پر ایمان لے آئے انہوں نے اس تحریر کو ابو لیلیٰ کے ذریعے
کی خدمت میں پیش کیا۔ نبی صلعم نے قبیلہ بنی سلیم میں ابو لیلیٰ کو پایا۔ رسول اللہؐ نے اس کو پہچان لیا
ت نے اس سے فرمایا انت ابو لیلیٰ؟ تم ابو لیلیٰ ہو؟ قال نعم اس نے کہا ہاں قال
ب تبع الاول؟ فرمایا تبع اول کا خط کہاں ہے؟ فتحیر الرجل وہ آدمی حیران ہو کے رہ گیا۔
(ص) ہات الکتاب آنحضرت صلعم نے فرمایا خط لاؤ اس نے خط کو نکال کے رسول کی خدمت
پیش کر دیا۔ نبی صلعم نے اس خط کو علی ابن ابی طالب کے حوالے کیا۔ حضرت علیؑ نے اس خط کو آنحضرتؐ
دمت میں پڑھا۔ جب آنحضرتؐ نے تبع کی بات کو سنا۔ تو تین بار فرمایا۔

مرحبا بالاخ الصالح۔ ثلاث مرات

میرے نیک بخت بھائی کے لئے خوش آمدید ہو۔ آنحضرتؐ نے ابو لیلیٰ کو واپس مدینہ کی طرف
نے کا حکم دیا۔

ش کی جمع تبابعۃ ہے۔ یہ لقب یمن کے بادشاہوں کو دیا جاتا تھا۔ یہ لقب ان کو اس وقت تک نہیں دیا جاتا تھا۔
ے حمیر اور حضر موت کا علاقہ ان کے قبضہ میں نہیں ہوتا تھا ۱۲ منہ
[illegible] کوئی بڑی بات نہیں

...لمانؓ کا ایمان لانا

کتاب اکمال الدین میں ابن بابویہ سے اور روضۃ الواعظین میں
محمد قتال سے روایت ہے کہ نبی صلعم کی خدمت کے پاس کچھ لوگ موجود
...ا امیرالمومنین علیہ السلام نے حضرت سلمانؓ سے شروع شروع میں اسلام لانے کے متعلق دریافت کیا
...عرض کیا کہ میں شیراز میں ایک کسان کا بیٹا ہوں میں اپنے والد کا بہت پیارا بیٹا تھا میں ایک
...سوار اپنے والد کے ہمراہ جا رہا تھا میں نے اچانک ایک گرجے کو دیکھا جس پر ایک شخص
...با اشهد ان لا اله الا الله وان عیسٰی روح الله وان محمد حبیب الله
...بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں اور حضرت عیسٰے روح اللہ ہیں اور حضرت
...اللہ کے حبیب ہیں اس آواز کا سننا تھا کہ حضرت محمدؐ کی محبت میرے دل گوشت اور خون میں
...گئی۔ جب میں لوٹ کر اپنے گھر آیا تو میں نے چھت میں ایک تحریر معلق دیکھی اور اس کے بار
...نے اپنی والدہ سے دریافت کیا تو بتایا اس تحریر کو تم نہ پڑھو ورنہ تمہارے والد تمہیں قتل کر دیں
...سے رات چھا گئی تو میں نے اس تحریر کو لیکر پڑھا جس میں تحریر تھا۔ بسم الله الرحمن
...یم هذا عهد من الله الی ادم ان خالق من صلبه نبیا یقال له محمد
...مکارم الاخلاق وینهی عن عبادة الاوثان یا روزبه (سلمان) ائت وصی عیسٰی
...ورترك المجوسية بعهدیت اللہ تعالیٰ کا آدم کے لئے کہ وہ اس کی صلب سے ایک
...دے گا جس کا نام محمدؐ ہوگا۔ جو مکارم اخلاق کا حکم دے گا۔ اور بتوں کی پوجا سے منع کرے گا۔
...روزبہ (سلمان کا پہلا نام) عیسٰے کے وصی کے پاس جاؤ اور ایمان لے آؤ اور مجوسیت کو ترک
...یہ پڑھ کر گھبرا گیا تھا میرے ماں باپ نے مجھے پکڑ لیا اور مجھے ایک ویران کنوئیں میں ڈال
...اور دونوں نے کہا اگر تم اپنے ارادے سے باز آجاؤ تو ٹھیک ورنہ تمہیں مار ڈالیں گے انھوں
...پر کھانے پینے کی تنگی شروع کر دی جب مجھے اس حالت میں رہتے ہوئے کافی عرصہ گذر گیا
...نے محمدؐ اور وصی محمدؐ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے اس مصیبت سے نجات
...ناگاہ میں نے ایک سفید کپڑے والے آدمی کو دیکھا اس نے کہا اے روزبہ اٹھو اس نے
...پکڑ لیا اور مجھے کنوئیں سے باہر نکال لیا۔ اور ایک گرجے میں لے آیا۔ اس نے کہا اشهد ان
...الا الله وان عیسٰی روح الله وان محمد حبیب الله ...

...ت سلمانؓ کا ایمان لانا

کتاب اکمال الدین میں ابن بابویہ سے اور روضۃ الواعظین میں
محمد قتال سے روایت ہے کہ نبی صلعم کی قبر کے پاس کچھ لوگ موجود
...ب امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت سلمانؓ سے شروع شروع میں اسلام لانے کے متعلق دریافت کیا
...نے عرض کیا کہ میں شیراز میں ایک کسان کا بیٹا ہوں میں اپنے والد کا بہت پیارا بیٹا تھا میں ایک
...تہوار پر اپنے والد کے ہمراہ جا رہا تھا میں نے اچانک ایک گرجے گھر کو دیکھا جس میں ایک شخص
...رہا تھا۔ اشہد ان لا الہ الا اللہ و ان عیسیٰ روح اللہ و ان محمداً حبیب اللہ
...اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں اور حضرت عیسیٰ روح اللہ ہیں اور حضرت
...اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں۔ اس آواز کا سننا تھا کہ حضرت محمدؐ کی محبت میرے دل گوشت اور خون میں
...گئی۔ جب میں لوٹ کر اپنے گھر آیا تو میں نے چھت میں ایک تحریر معلق دیکھی اور اس کے بارے
...میں نے اپنی والدہ سے دریافت کیا تو بولیں اس تحریر کو تم نہ پڑھو ورنہ تمہارے والد تمہیں قتل کر دیں
...جب رات چھا گئی تو میں نے اس تحریر کو لیکر پڑھا جس میں تحریر تھا۔ بسم اللہ الرحمن
...الرحیم هذا عهد من الله الی آدم انه خالق من صلبه نبیا یقال له محمد
...بمکارم الاخلاق وینهی عن عبادة الاوثان یا روزبه (سلمان) ائت وصی عیسیٰ
...و اترک المجوسیة یہ عہد ہے اللہ تعالیٰ کا آدم کے لئے کہ وہ اس کی صلب سے ایک
...پیدا کرے گا جس کا نام محمدؐ ہوگا۔ جو مکارم اخلاق کا حکم دے گا۔ اور بتوں کی پوجا سے منع کرے گا۔
...اے روزبہ (سلمان کا پہلا نام) عیسیٰ کے وصی کے پاس جاؤ اور ایمان لے آؤ اور مجوسیت کو ترک
...یہ پڑھ کر میں چھپا تھا میرے ماں باپ نے مجھے پکڑ لیا اور مجھے ایک ویران کنوئیں میں ڈال
...اور دونوں نے کہا اگر تم اپنے ارادے سے باز آ جاؤ تو ٹھیک ورنہ تمہیں مار ڈالیں گے انھوں
...مجھ پر کھانے پینے کی تنگی شروع کر دی جب مجھے اس حالت میں رہتے ہوئے کافی عرصہ گذر گیا
...نے محمدؐ اور وصیٔ محمدؐ کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے اس مصیبت سے نجات
...ناگاہ میں نے ایک سفید کپڑے والے آدمی دیکھا اس نے کہا اے روزبہ اٹھو اس نے میرا
...ہاتھ کو پکڑ لیا اور مجھے کنوئیں سے باہر نکال لیا۔ اور ایک گرجے میں لے آیا اس نے کہا اشہد ان
...لا الہ الا اللہ و ان عیسیٰ روح اللہ و ان محمداً حبیب اللہ میں نے کہا...

حضرت سلمانؓ کا ایمان لانا

کتاب اکمال الدین میں ابن بابویہ سے اور روضۃ الواعظین میں محمد فتال سے روایت ہے کہ نبی صلعم کی قبر کے پاس کچھ لوگ موجود تھے جناب امیر المومنین علیہ السلام نے حضرت سلمانؓ سے شروع شروع میں اسلام لانے کے متعلق دریافت کیا سلمانؓ نے عرض کیا کہ میں شیراز میں ایک کسان کا بیٹا ہوں میں اپنے والد کا بہت پیارا بیٹا تھا میں ایک عید کے تہوار پر اپنے والد کے ہمراہ جا رہا تھا میں نے اچانک ایک گرجے کے گھر کو دیکھا جس میں ایک شخص کہہ رہا تھا۔ اشهد ان لا اله الا الله و ان عیسیٰ روح الله و ان محمدا حبیب الله میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی نہیں (اور) حضرت عیسیٰ روح اللہ ہیں اور حضرت محمد اللہ تعالیٰ کے حبیب ہیں (اس آواز کا سننا تھا کہ حضرت محمدؐ کی محبت میرے دل گوشت اور خون میں سرایت کر گئی۔ جب میں لوٹ کر اپنے گھر آیا تو میں نے چھت میں ایک تحریر معلق دیکھی اور اس کے بارے میں میں نے اپنی والدہ سے دریافت کیا تو بابا اس تحریر کو تم نہ پڑھو ورنہ تمہارے والد تمہیں قتل کر دیں گے جب رات چھا گئی تو میں نے اس تحریر کو لیکر پڑھا جس میں تحریر تھا۔ بسم الله الرحمن الرحیم هذا عهد من الله الی آدم انه خالق من صلبه نبیا یقال له محمد یامر بمکارم الاخلاق و ینهی عن عبادة الاوثان یا روزبه (سلمان) ائت وصی عیسیٰ و آمن واترك المجوسیة یہ عہد ہے اللہ تعالیٰ کا آدم کے لئے کہ وہ اس کی صلب سے ایک نبی پیدا کرے گا جس کا نام محمد ہوگا جو مکارم اخلاق کا حکم دے گا۔ اور بتوں کی پوجا سے منع کرے گا۔ اے روزبہ (سلمان کا پہلا نام) عیسیٰ کے وصی کے پاس جاؤ اور ایمان لے آؤ اور مجوسیت کو ترک کر دو یہ پڑھ کر کانپ اٹھا میرے ماں باپ نے مجھے پکڑ لیا اور مجھے ایک ویران کنویں میں ڈال دیا۔ اور دونوں نے کہا اگر تم اپنے ارادے سے باز آجاؤ تو ٹھیک ورنہ تمہیں مار ڈالیں گے انھوں نے مجھ پر کھانے پینے کی تنگی شروع کر دی جب مجھے اس حالت میں رہتے ہوئے کافی عرصہ گذر گیا تو میں نے محمد اور وصی محمد کے وسیلے سے اللہ تعالیٰ سے دعا کی کہ مجھے اس مصیبت سے نجات دے ناگاہ میں نے ایک سفید کپڑے والے آدمی دیکھا اس نے کہا اے روزبہ اٹھو اس نے میرا ہاتھ پکڑ لیا اور مجھے کنویں سے باہر نکال لیا۔ اور ایک گرجے میں لے آیا۔ اس نے کہا اشهد ان لا اله الا الله و ان عیسیٰ روح الله و ان محمدا حبیب الله یا روزبہ کہا کہ

جود ی صبح کو اٹھا۔ اور اس نے بیت کو دیکھا تو مجھے کہا تم جادوگر ہو۔ فقد خفت منک
سے خائف ہوں۔ اس نے مجھے ایک عورت کے ہاں فروخت کر ڈالا جس کا نام سلیمہ تھا
لیے کہا اس باغ کی چوکیداری کرو۔ میں اس باغ میں موجود تھا کہ ناگاہ کیا دیکھتا ہوں کہ سات
جود ہیں۔ تظلھم غمامۃ جن پر بادل سایہ کیے ہوئے ہے۔ فلما دخلوا کان رسول
امیرالمومنین وابوذر والمقداد وعقیل وحمزۃ وزید فما درد منھم
من رطب جب وہ باغ میں داخل ہوئے تو ایک ان میں سے حضرت رسول اللہؐ دوسرے
نین علیؑ تیسرے ابوذرؓ چوتھے مقداد، پانچویں عقیل چھٹے حمزہ اور ساتویں زید تھے میں
کا ایک تھال ان کی خدمت میں پیش کیا۔ میں نے کہا یہ صدقہ ہے نبی صلعم نے فرمایا تم لوگ
کرو۔ آنحضرتؐ نے خود اور امیرالمومنینؑ نے اس سے کچھ نہ کھایا۔ میں نے ایک دوسرا تھال خدمت
کیا۔ اور عرض کیا یہ ہدیہ ہے رسول اللہؐ نے اپنا دست مبارک آگے بڑھایا اور فرمایا بسم اللہ
میں نے اپنے دل میں خیال کیا (نبی صلعم کی تینوں علامات ہونی چاہیں۔ دو تو ظاہر ہو گئیں صدقہ
ہونا اور ابر کا سایہ کرنا) میں حضرت کے پیچھے تیسری علامت کی خاطر ہو لیا۔ رسول اللہ
علیہ والہ وسلم متوجہ ہوئے اور فرمایا اے روزبہ! مہر نبوت کی تلاش ہے فکشف عن کتفیہ
بخاتم النبوۃ معجون بین کتفیہ علیہ شعرات آپ نے اپنے دونوں شانے کھول
ناگاہ میں نے مہر نبوت کو دیکھا۔ جو حضرت کے دونوں شانوں پر گندھی ہوئی تھی جس پر بال موجود
میں حضرت کے قدموں پر گر پڑا اور ان کو چومنے لگا۔ حضرت نے فرمایا کہ اس عورت کے پاس چلے جاؤ
سے کہو کہ محمد بن عبداللہ دریافت کرتے ہیں کہ اس غلام کو ہمارے پاس فروخت کرو گی؟ جب
عورت کو واقعے سے آگاہ کیا۔ تو اس نے کہا۔ آپ سے جا کر کہو کہ میں اس غلام کو چار سو کھجور
میں فروخت کروں گی۔ سو کھجوریں زرد ہوں۔ اور دو سو سرخ رنگ کی نکلی ہوں۔ میں نے آنحضرت
سے آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا کس قدر اس نے آسان سوال کیا ہے! اے علیؑ! اٹھو ان
ہوں کو جمع کر دو۔ آپ نے گٹھلیوں کو زمین میں بو دیا پھر فرمایا ان کو پانی دے دو آپ نے پانی
حضرت علیؑ نے آخری گٹھلی کو بویا تو کھجوریں نکل آئیں۔ اور ایک دوسرے سے مل گئیں آنحضرت
اب جا کر اس سے کہہ دو۔ اپنی چیز لے لو۔ اور ہماری چیز ہمارے پاس سے حوالے کر دو۔

ہے۔ تم قیصر کے مالک ہو جب تک تم قیام کرو گے۔ تمہاری عزت کی جائے گی۔ جب تشریف لے جاؤ گے تمہیں عطیہ دیا جائے گا۔ پھر ان لوگوں کو وہ مہمان خانہ میں لے گیا۔ انہوں نے ہاں ایک ماہ قیام کیا۔ ایک رات حضرت عبدالمطلبؑ کو تخلیہ میں بلایا۔ اور آپ سے کہا میں اپنے علم کا ایک راز تیرے سپرد کرتا ہوں۔ وہ تیرے پاس اس وقت تک پوشیدہ رہے حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس بات کو ظاہر کرے۔ اور اللہ تعالیٰ اپنے کام کو انجام دیتا ہے۔ عبدالمطلب نے کہا اے بادشاہ آپ جیسے انسان کا راز اور کسی کیسے مطلع ہو سکتی ہے۔ تمام کائنات کے باشندے یکے بعد دیگرے آپ پر قربان ہوں۔ وہ کون سا راز ہے۔ بادشاہ نے کہا مکہ کی سرزمین پر ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کے دونوں شانوں پر مہر ہوگی۔ وہ دنیا کا امام ہوگا۔ اس کی وجہ سے قیامت تک تمہاری عزت ہوگی۔

عبدالمطلب نے کہا اے بادشاہ میں آج رات ایک ایسی اچھائی کے ساتھ بسر کروں گا کہ ایسی رات میں نے کبھی بسر نہ کی ہوگی۔ اگر بادشاہ کا رعب اور جلال مانع نہ ہوتا۔ تو میں اپنے لئے اس کی وضاحت طلب کرتا جس سے میری خوشی میں اضافہ ہوتا۔ بادشاہ نے کہا یہ زمانہ اس لڑکے کے پیدا ہونے کا ہے یا وہ پیدا ہو چکا ہے۔ اس کا نام محمدؐ ہوگا۔ اس کے ماں باپ مر جائیں گے۔ اس کا دادا اور اس کا چچا اس کی کفالت کریں گے۔ وہ پوشیدہ طور پر پیدا ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ اس کو کھلم کھلا کرے گا۔ اور ہم سے آپ کے مددگار بنائے گا۔ الیٰ آخر کلام۔

عبدالمطلب نے کہا اے بادشاہ آپ کا ملک ہمیشہ قائم رہے۔ اور آپ کا نسب بلند ہو بادشاہ کچھ وضاحت اور فرمائیں جس سے مجھے اطمینان ہو۔ سیف نے کہا اس میں جھوٹ نہیں ہے تم اس کے دادا ہو۔ یہ سن کر عبدالمطلب سجدہ میں گر پڑے۔

حضرت عبدالمطلب اکثر فرمایا کرتے تھے۔ اے گروہ قریش تم میں سے کوئی شخص میرے ساتھ بادشاہ کی بہت بڑی بخشش کا مقابلہ نہیں کر سکتا کیوں کہ مال کی زیادتی ختم ہو جاتی ہے لیکن میں اس چیز کا فخر کرتا ہوں۔ جو باقی رہے گی نہ صرف میرے لئے باقی رہے گی۔ بلکہ میرے بعد میری اولاد کے لئے اس کا ذکر باعث فخر اور شرف ہوگا۔ جب حضرت عبدالمطلبؑ سے دریافت کیا گیا کہ وہ کیا چیز ہے۔ تو آپ نے فرمایا تم تھوڑے عرصہ کے بعد معلوم کر لو گے۔ مستقبل [illegible]

ابن ابیک نے یہ اشعار کہے ہیں ؎

...خاتم الرسل الذی سبقت	به بشارة قس وابن ذی یزن
...در النطقاء الصادقون بما	یکون من امره والطهر لم یکن
...مل الوصف فی حلم وفی کرم	والطاهر الاصل من دام ومن درن
...ل الاله ومفتاح النجاة ذنب	بر ع الحیات وغیث الشارض الهتن
...جعله ذخرک فی الدارین معتصما	به والمرتضی الهادی ابی الحسن

...ضرت عبدالمطلب کی قربانی

حضرت عبدالمطلب کو جب حضرت اسماعیل علیہ السلام کی قربانی کے متعلق معلوم ہوا۔ تو آپ اس نتیجے پر پہنچے۔ کہ فرزند کی قربانی اللہ تعالیٰ کے نزدیک سب سے زیادہ قرب کا ذریعہ ہے۔ چنانچہ آپ نے ...س چیز کی منت مانی۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ نے آپ کو دس فرزند عطا کئے تو آپ ان میں سے ایک کو کعبہ ...ی خاطر اللہ تعالیٰ کے شکریہ میں ذبح کریں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو دس فرزند عطا کئے تو آپ نے اپنے فرزندوں سے کہا اے میرے بیٹو! تم منت کے بارے میں کیا کہتے ہو؟ انھوں نے عرض کیا جیسا جناب کا حکم ہو۔ ہم تو آپ کے سامنے موجود ہیں۔ آپ نے کہا تم میں سے ہر ایک ...دمی اپنے پانسے کی طرف چلے اور اس پر اپنا نام تحریر کردے انھوں نے حکم بجالایا اور پانسے لے کر حضرت عبدالمطلب کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ نے ان پانسوں کو لے کر فرمایا ؎

عاهدته وانا اوفی عهده	اذ کان مولای وکنت عبده
نذرت نذرا لا احب رده	ولا احب ان اعیش مبدله

میں نے اللہ تعالیٰ سے عہد کیا ہے۔ اب میں اس عہد کو پورا کروں گا۔ کیونکہ اللہ تعالیٰ میرا مولا ہے۔ اور میں اس کا بندہ ہوں۔

پانسوں کو زمین پر ڈال کر خانہ کعبہ کے پردوں کو پکڑ کر آواز دی۔

اللهم رب البیت الحرام والرکن والمقام ورب المشاعر العظام والملائک...
الکرام

اے پالنے والے تو بیت الحرام۔ رکن اور مقام کا رب ہے۔ اور مشاعر عظام اور بزرگی والے مہینوں کا بھی رب ہے۔

اللهم خلقت الخلق لطاعتك وامرتهم بعبادتك

اے پالنے والے تو نے مخلوق کو اپنی اطاعت کے لئے پیدا کیا اور ان کو اپنی عبادت کا حکم دیا پھر آپ نے پانسوں کو ڈالنے کا حکم دیا۔ اور کہا

اللهم اليك اسلمتهم ولك اعطيتهم فخذ من احببت منهم فانی راض لما حكمت وهب لی اصغرهم سنا فانه اضعفهم ركنا

اے میرے معبود! میں نے ان سب کو تیرے سپرد کیا ہے .... تو ان میں جس کو پسند کرتا ہے منتخب کرے۔ تو جو فیصلہ کرے گا میں اس پر رضامند ہوں۔ ان میں سب سے چھوٹے فرزند کو مجھے بخش دے۔ کیونکہ یہ سب سے زیادہ کمزور ہیں پھر آپ نے یہ شعر پڑھا ے

یارب لاتخرج علیه قدحی واجعل له واقیة من ذبحی

اے معبود اس (عبداللہ) پر پانسے کو نہ نکال۔ اور اس کو میرے ذبح کرنے سے بچا۔

جناب عبداللہ کے نام پانسہ نکلا آپ نے عبداللہ کو لے کر خانہ کعبہ میں جا کر لٹا دیا۔ اور کہا ے

عبدانی تراید نحره ! والله لایقبل شیئ قدره

فان توخر لاتقبل عذره

یہ میرے فرزند ہیں۔ میں اس کو قربان کرنا چاہتا ہوں اللہ اس کے عوض کسی چیز کو قبول نہیں کرتا۔ اگر تو اس کو بچا لے تو عبدالمطلب کا عذر قبول کر لیا جائے گا۔

آپ نے ذبح کرنے کا ارادہ فرمایا۔ اور حضرت ابوطالب نے آپ کے ہاتھ کو پکڑ لیا۔ اور کہا ے

كلا ورب البيت ذی الانصاب ماذبح عبد الله بالتلعاب

خانہ کعبہ کے رب کی قسم عبداللہ پانسوں کے ذریعہ ہرگز ذبح نہیں کیا جائے گا۔ پھر کہا

اے معبود مجھے عبداللہ کا فدیہ قرار دے اور اس کا ذبح ہونا مجھے بخش دے۔ پھر کہا۔

خذها اليك هدية يا خالقی روحی وانت مليك هذا الخالق

ـب ہے۔

عبداللہ کے ایک ماموں نے کہا ؎

یا عجباً من فعل عبد المطلب　　　وذبح ابنا کتمثال الذھب

عبدالمطلبؑ کے اس فعل پر حیرانی اور تعجب ہے کہ سونے کی شکل والے فرزند کو ذبح کر رہے ہیں

ابوطالبؑ کی مدد حضرت عبداللہ کے ماموؤں نے کی جو بنو مخزوم میں سے تھے۔ ان لوگوں نے

سعد کی ایک کاہنہ عورت کے پاس چلنے کو کہا۔ آپ آٹھ سو آدمیوں کے ساتھ یہ اشعار پڑھتے ہوئے

ـنہ ہوئے ؎

تفادرنی امر ضعفت به ذرعا　　　ولم استطع مما تحملنی دفعا

نذرته ونذر المرء دین ملازم　　　وما سنتی مما تقضی به منعا

وعاهدته عشرا اذا ما تکملوا　　　اتی منهم واحد اماله رجعا

فاکملهم عشرا فلما همدت ان　　　افی بذلک النذر نازله دمعا

یصدرنی من امر ربی واننی　　　سارضیه مشکورا لیسبغنی نفعا

جب یہ لوگ کاہنہ کے پاس گئے تو عبدالمطلب نے یہ شعر پڑھا ؎

یارب انی فاعل لما ترد　　　ان شئت الہمت الصواب والرشد

کاہنہ نے کہا تمہارے ہاں ایک آدمی کی کتنی دیت ہے؟ انہوں نے کہا دس اونٹ۔ اس نے

ـاس لڑکے اور اونٹوں پر پانسہ ڈالیے۔ اگر پانسہ اونٹوں پر نکل آئے تو اونٹوں کو نحر کر دیں۔

ـر لڑکے پر نکل آئے تو دس دس اونٹ اضافہ کر کے پانسہ ڈالتے جایئے۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ اس بات

ـراضی ہو جائے۔ چنانچہ انہوں نے دس اونٹوں اور حضرت عبداللہ پر پانسہ ڈالا۔ پانسہ حضرت عبداللہ

ـکے نام نکلا۔ حتیٰ کہ جب سو اونٹوں پر پانسہ ڈالا گیا۔ تو پانسہ اونٹوں کے نام نکلا۔ یہ دیکھ کر حضرت

ـعبدالمطلب نے تکبیر کی آواز بلند فرمائی۔ اور آپ کے ساتھ قریش نے بھی تکبیر کی آواز بلند کی۔ اس

ـاقعہ کو دیکھ کر جناب عبدالمطلب غش کھا کر گر پڑے۔ آپ کی طرف بنو مخزوم دوڑ پڑے اور آپ کو اپنے

ـدوش پر اٹھا لیا۔ جب حضرت عبدالمطلب کو ہوش آئی۔ تو انہوں نے کہا۔ اللہ تعالیٰ نے تیرے فرز

قضا و قدر کا حکم جاری ہو گیا۔ اور حضرت محمد مصطفیٰ کے ظہور کا وقت آگیا حضرت عبد المطلب نے
پانسے غلطی کبھی کر سکتے ہیں۔ اور درست طور پر بھی پڑ سکتے ہیں آپ نے تین بار پانسے ڈالے تو تینوں
پانسے اونٹوں کے نام نکلے۔ آپ نے یہ شعر پڑھا ۔

دعوت ربی مخلصا و جهرا   یا رب لا تنحر بنی نحرا

یعنی میں نے پر خلوص طور پر بلند آواز سے اللہ کی بارگاہ میں آواز دی۔ کہ میرے بیٹے کو ذبح نہ فرما۔
آپ نے تمام اونٹوں کو ذبح کر دیا۔ آدمی کی دیت میں سو اونٹ دینے کا طریقہ جاری ہو گیا

حمیری کی بشارت

عفکلان حمیری نے عبد الرحمن بن عوف سے کہا کہ میں تجھے ایک ایسی خوشخبری سناتا ہوں جو تیری تجارت سے بہتر ہے۔ میں تجھے عجیب و
غریب خبر دیتا ہوں۔ اور پوشیدہ بشارت سے تمہیں آگاہ کرتا ہوں۔ ماہ اول ربیع الاول میں تیری قوم
میں اللہ تعالیٰ ایک نبی کو پیدا کرنے والا ہے جو اللہ تعالیٰ کا پسندیدہ اور منتخب شدہ ہے۔ اللہ تعالیٰ
نے اس پر کتاب کو نازل کیا ہے۔ اور اس کتاب کی تلاوت کرنے کا ثواب مقرر کیا ہے۔ وہ نبی لوگوں
کو بتوں کی پرستش سے منع کرے گا۔ اور اسلام کی طرف دعوت دے گا۔ یہاں ٹھہرنے کو کم کر دو اور جلدی
واپس جاؤ۔ اور عفکلان نے نبی صلعم کی خدمت میں یہ اشعار تحریر کیے۔

اشهد بالله رب موسى   انك ارسلت بالبطاح

میں موسیٰ کے رب اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں۔ کہ آپ مکہ میں مبعوث ہوں گے۔

فكن شفيعي الى مليك   يدعو البرايا الى الفلاح

اللہ سے میری سفارش کرنا۔ جو کائنات کو فلاح کی طرف بلاتا ہے۔

جب عبد الرحمن بن عوف رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو رسول اللہ نے فرمایا۔
امانت لے کر آئے ہو یا بھیجنے والے نے تجھے خط دے کر روانہ کیا ہے۔ وہ مجھے دے دو۔ یعنی
عفکلان کا پیغام دے دو۔

اوس کا بشارت دینا

رسول اللہ صلعم کی بعثت سے تین سو سال قبل اوس بن حارثہ بن ثعلبہ نے آنحضرت کے تشریف لانے کی خوشخبری سنائی تھی۔ اور ایک لمبی
وصیت کی ... آنحضرت کی پیروی کا حکم دیا تھا اور یہ اشعار کہے ...

ابعث المبعوث من ال غالب   بمکة فیما بین زمزم الحجر

...میں زمزم اور حجر کے درمیان جب ایک شخص آل غالب سے رسالت پر فائز ہو

...الت فاشروا نصرہ ببلادکم   بنی غالب ان السعادة فی النصر

...ے بنو غالب اپنے شہروں میں اس کی نصرت کرنا سعادت آپ کی نصرت سے حاصل ہوگی۔
...ں کے بارے میں نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ رحم اللہ اوسا مات فی نصرتنا اللہ اوس
...ہے۔ وہ حنیفیت پر قائم رہ کر انتقال کر گیا اور جاہلیت کے زمانے میں ہماری نصرت کے لیے
...و ایمان لانا۔ حضرت عبدالمطلب اور جناب ابوطالب رضی اللہ عنہما کا کلام رسول اللہ کے
...میں اور آپ کی مدد کرنے کے متعلق اس قدر واقع ہوا ہے جس کا شمار نہیں ہو سکتا۔ حضرت
...ب نے رسول اللہ کی ہجرت کے بارے میں اپنے قصیدہ میمیہ میں کافی اشعار بیان کیے ہیں۔

فصل ۲
خوابیں اور نشانیاں

...ت عبدالمطلب کا خواب

خرکوشی نے کتاب شرف النبی میں لکھا ہے کہ حضرت ابوطالب سے روایت ہے کہ جناب عبدالمطلب نے خواب میں دیکھا
...ک درخت ان کی پیٹھ پر اُگا ہوا ہے جس کی چوٹی آسمان تک ہے اور جس کی شاخیں مشرق
...مغرب میں پھیلی ہوئی ہیں۔ اور جس کے نور کی روشنی سورج کی روشنی سے ستر گنا زیادہ ہے۔ عرب
...ا سے سجدہ کر رہے ہیں۔ اور یہ درخت ہر روز بلندی اور نور کے لحاظ سے بڑھتا جا رہا ہے۔ قریش
...کا گروہ اسے کاٹنا چاہتا ہے جب یہ لوگ اس درخت کے قریب ہوئے تو ان کو ایک نوجوان نے
...یا۔ جوان سے خوبصورت اور ان سے زیادہ پاکیزہ لباس والا تھا۔ ان لوگوں کی گردن کو توڑ دیا۔
...ان کی آنکھیں نکال دیں۔ آپ نے اس واقعہ سے قریش کو آگاہ کیا اس نے کہا اگر آپ خواب
...ن کرنے کے معاملے میں سچے ہیں۔ تو ضرور تیرے صلب سے ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو مشرق مغرب
...دشاہ ہوگا۔ اور لوگوں میں نبوت کا دعوےٰ کرے گا۔

...باس بن عبدالمطلب کا خواب

عباس بن عبدالمطلب سے روایت ہے کہ میں نے

یں عبداللہ کو دیکھا کہ اس کے نتھنے سے ایک سفید پرندہ نکل کر اڑا جو اڑتا ہوا مشرق اور
ب میں جا پہنچا۔ اور واپس آکر خانہ کعبہ پر بیٹھ گیا اور تمام قریش کے آدمیوں نے اس کو سجدہ کیا۔
ت کو ابھی لوگ سوچ رہے تھے کہ وہ پرندہ نور بن کر زمین اور آسمان کے درمیان پھیل گیا۔
ہ نور اتنا بڑھا کہ مشرق اور مغرب میں پھیل گیا آپ کا بیان ہے کہ میں نے اس بارے میں
نزوم کی کاہنہ سے دریافت کیا۔ اس نے کہا کہ عبداللہ کی صلب سے ایک لڑکا پیدا ہوگا جس
ی عت ساکنان مشرق اور مغرب کریں گے۔

المطلب کا ایک اور خواب

ماوردی نے بیان کیا کہ عبدالمطلب نے ایک خواب دیکھا کہ آپ کی پشت سے ایک سفید زنجیر
جس کے چار کونے تھے۔ ایک مشرق میں دوسرا مغرب میں جا پہنچا ایک سرا آسمان سے جا لگا
سرا زمین کے اندر داخل ہو گیا آپ اس دوران میں حیران ہی تھے۔ کہ وہ نور ایک سبز درخت
ل میں منتقل ہو گیا جس کی شاخیں ایک دوسرے کے ساتھ ملی ہوئی تھیں۔ جن پر بہت زیادہ
ار میں پتے موجود تھے۔ وہ شاخیں لمبائی اور چوڑائی میں زمین پر پھیل گئیں۔ اور ان سے ایک
بلند ہوا جس نے مشرق اور مغرب کو گھیر لیا۔ ایسا معلوم ہو رہا تھا کہ میں اس درخت کے نیچے بیٹھا
ا ہوں میرے سامنے دو خوبصورت شخص بیٹھے ہوئے تھے اور وہ حضرت نوحؑ اور حضرت ابراہیمؑ
ھ۔ جو اس درخت کے سایہ میں تھے۔ آپ نے یہ واقعہ ایک کاہن سے بیان کیا۔ اس نے اس کی
یر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پیدا ہونے کے متعلق بتائی۔

انی کاہن کی پیشین گوئی

محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ کسریٰ نے نعمان بن منذر کی
طرف خط تحریر کیا کہ وہ آپ کے پاس کسی عالم کو روانہ کرے
ں نے عبدالمسیح بن ثعلبہ غسانی کو آپ کے پاس بھیج دیا۔ کسریٰ نے اس سے اپنا خواب بیان کیا
ں نے کہا اس خواب کا علم میرے ماموں کو حاصل ہے جو شام کے مشرق میں رہتا ہے اور اس
نام سطیح ہے کسریٰ نے اس کو اس کی خدمت میں روانہ کر دیا۔ جب وہ پہنچا تو اس نے اس کو
س حالت میں پایا کہ وہ قریب المرگ ہے اور اس کے وارد ہونے پر سطیح نے آنکھیں کھول دیں
کہ عبدالمسیح ... سطیح کے پاس ... وقت آیا ہے جو عالم شروع

...وفا ہے (اے عبدالمسیح) تجھے بنو ساسان کے ایک بادشاہ نے خواب کی تعبیر دریافت کرنے کیلئے
...کیا ہے۔ اس نے خواب میں دیکھا ہے کہ اس کے محل میں زلزلہ آگیا ہے اور آتش کدہ فارس)
...ہے۔ اسے عبدالمسیح (قرآن کی) تلاوت زیادہ ہوگئی عصا والے صاحب (آنحضرتؐ) ظاہر
...گے (یہ اس وقت ہوگا) جب وادی سماوہ خشک ہو جائے گی اور جھیل ساوہ جاری ہو جائے گی
...ور آتش کدہ فارس بجھ جائے گا۔ یہ شام سطیح کا شام نہیں ہوگا۔ (اس وقت رسول اللہ ظاہر
...ں گے)

...رے کے پاس فرشتہ

زہری ابوسلمہ بن عبدالرحمن بن عوف سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کسریٰ کے پاس ایک فرشتہ دوپہر
...وقت روانہ کیا۔ فرشتہ کسریٰ کے پاس آیا اور کہا۔ اے کسریٰ! اسلام قبول کرو ورنہ سلطنت
...ڈنڈے کو توڑ دو۔ اس نے کہا رک جاؤ۔ رک جاؤ۔ فرشتہ چلا گیا اور کسریٰ نے اپنے چوکیدار و
...یا۔ اور کہا کہ اس آدمی کو کس نے میرے پاس روانہ کیا؟ انہوں نے کہا ہم لوگوں نے کسی آدمی کو
...یں دیکھا۔ دوسرے سال اسی وقت پھر فرشتے نے آکر وہی بات کہی جو پہلے کہہ گیا تھا۔
...یسرے سال آیا۔ اور کہا اسلام قبول کرو ورنہ سلطنت کے عصا کو توڑ ڈالو؟ کسریٰ نے کہا
...و ٹھہرو۔ فرشتے نے ڈنڈے (سلطنت) کو توڑ ڈالا پھر چلا گیا۔ تھوڑے عرصہ میں کسریٰ کے
...بیٹے نے کسریٰ پر حملہ کر کے اس کو قتل کر ڈالا [1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ایام میں لوگ برابر ایک نور کو ملاحظہ کرتے آتے جب
...ہہ بن صباح نے خانہ کعبہ کے گرانے کا ارادہ کیا۔ تو جناب عبدالمطلب نے ابرہہ کے پاس جا کر

...آج کل کسریٰ کے محل کا صرف دروازہ شکستہ صورت میں موجود ہے۔ اور محل کی فصیل کا بھی تھوڑا سا ٹکڑا موجود
...صرف دروازہ کو دیکھ کر محل کی وسعت کا اندازہ بخوبی ہو سکتا ہے۔ محل کے دروازے سے بڑھ کا درخت
...انی سے گذر سکتا ہے۔ دروازہ چھوٹی پختہ اینٹ سے تیار کیا گیا ہے۔ اور لکڑی کو بالکل کام میں نہیں لایا گیا دروازے
...لٹے ایک دالان پر ایک موٹی زنجیر پڑی ہوئی تھی آج کل اس محل کے مقام کو طاق کسریٰ کے نام سے یاد کیا جاتا ہے
[illegible]

کہ آپ میرے اونٹ واپس کر دیجئے۔ ابرہہ نے کہا تم مجھ سے اپنے سو اونٹ واپس مانگتے ہو۔
اپنے اور اپنے آبا و اجداد کے دین کو چھوڑتے ہو جو خانہ کعبہ کی ہے میں اس کو گرانے آیا ہوں؟
جناب عبدالمطلب نے کہا۔ "انا رب الابل" میں اونٹوں کا مالک ہوں "وان للبیت ربا"
خانہ کعبہ کا اپنا مالک ہے وہ تجھ کو اس کے گرانے سے باز رکھے گا۔ جناب عبدالمطلب نے واپس
کر قریش کو اس بات سے آگاہ کر دیا۔ اور کعبہ کی کنڈی پکڑ کر یہ اشعار پڑھے

یارب لا ارجو لهم سواکا ۔۔۔ یارب فامنع منهم حماکا

ان عدو البیت من عاداکا ۔۔۔ امنعهم ان یخربوا قراکا

جناب عبدالمطلب کا نور کعبہ کے اوپر جلوہ گر ہوا۔ اور اپنی قوم سے فرمایا۔ خدا کی قسم جب یہ نور
میری پیشانی سے ضوفگن ہوتا ہے۔ تو میں فتح یاب ہوتا ہوں۔ اب یہ نور میری پیشانی سے جلوہ
فگن ہوا ہے۔ ہاتھی جناب عبدالمطلب کی خدمت میں سجدہ ریز ہوا۔ آپ نے فرمایا اے محمود! ہاتھی
نے اپنا سر ہلایا۔ آپ نے فرمایا کیا تجھے معلوم ہے کہ تمہیں یہاں کیوں لے کر آئے ہیں۔ ہاتھی
نے سر ہلا کر کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا تجھے اس لئے لائے ہیں۔ کہ تم اپنے رب کے گھر کو گرا دو۔
کیا تم یہ کام کرنے والے ہو؟ ہاتھی نے اپنا سر ہلا کر کہا نہیں۔

ایک عورت جس کا نام فاطمہ بنت مرہ تھا۔ اس نے بہت سی کتابوں کو پڑھا تھا۔ ایک دن
جناب عبداللہ بن عبدالمطلب اس کے پاس سے گذرے۔ تو اس نے کہا کیا تم وہی شخص ہو جس پر
تمہارے باپ نے سو اونٹ قربان کئے تھے؟ فرمایا ہاں۔ اس نے کہا میں تجھے سو اونٹ پیش کرتی
ہوں آپ ایک دفعہ مجھ سے ہم بستری فرما لیجئے۔ آپ یہ سن کر چلے گئے۔ آپ کے والد نے آپ
کی شادی جناب آمنہ سے کر دی۔ ایک دن اور رات گذارنے کے بعد عبداللہ کی طرف سے جناب
آمنہ کو رسول اللہ کا حمل ہو گیا۔ ایک دفعہ پھر جناب عبداللہ کا اس عورت کے پاس سے گذر ہوا۔
آپ نے اس میں پہلے والی بات ملاحظہ نہ فرمائی۔ آپ نے بطور آزمائش فرمایا۔ کیا تم میں اس بات
کی خواہش ہے۔ جو مجھ سے کہتی تھی؟ اس نے کہا نہیں۔ بات اس وقت کے لئے تھی آج ایسا
نہیں ہو سکتا۔ اس عورت نے کہا میرے پاس سے جانے کے بعد آپ نے کیا کیا تھا؟ فرمایا میرے باپ

ں نے آپ کے چہرے مبارک پر نورِ نبوت کو ملاحظہ کیا تھا۔ اور میری خواہش تھی کہ مجھ میں منتقل
ے۔ مگر اللہ تعالیٰ کو یہ بات منظور نہ تھی۔ اس نورِ نبوت کو وہاں قرار دیا جہاں اس کی مرضی تھی۔
ہے۔ کہ حضرت عبداللہ کی پیشانی پر ایک نور چمکتا تھا۔ جب حضرت محمدؐ کے حمل کا زمانہ قریب
ی شخص میں اس بات کی طاقت نہ تھی کہ آپ کو دیکھ سکے آپ جس درخت اور پتھر کے
سے گزرتے تھے۔ وہ آپ کو سجدہ کرتا۔ اور سلام کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جناب عبداللہ سے
بوقت عصر جمعہ کے دن جناب آمنہؑ کی طرف منتقل کیا۔
ل اللہ صلعم کا نور یوم عرفہ
پھاڑنے والے جانور حضرت ابوطالب سے بھاگا کرتے تھے۔ طائف کی راہ میں آپ کی خدمت
یک شیر حاضر ہوا۔ اور آپ کی خدمت میں دم ہلانے اور آپ کے سامنے پیشانی رگڑنے لگا۔
ب ابوطالب نے فرمایا۔ اے شیر! تجھے تیرے پیدا کرنے والے کی قسم۔ تم مجھے اپنی داستان
و شیر نے عرض کیا آپ اللہ کے شیر کے باپ ہیں۔ جو اللہ کے نبی کے ناصر اور اس کے رسول
ے پروردہ ہیں۔ ابوطالب میں رسول اللہ کی محبت اور زیادہ ہو گئی۔ اور آپ کے ایمان میں بھی اضافہ
اس کے بارے میں رسول اللہ صلعم نے فرمایا ہے کہ خلقت انا و علی من نور واحد
یح اللہ یمنة العرش قبل ان یخلق اللہ آدم بالفی عام۔ میں اور علیؑ ایک نور سے
ا کیے گئے ہیں۔ حضرت آدم علیہ السلام کی پیدائش سے دو ہزار سال پہلے اور ہم عرش کی دائیں
ں اللہ تعالیٰ کی تسبیح کرتے تھے۔ رسول اللہ صلعم کے بارے میں عباس نے یہ اشعار
کہے ہیں۔

من قبلها طبت فی الظلال وفی ... مستودع حیث یخصف الورق
ثم هبطت البلاد لا بشر انت ... ولا مضغة ولا علق
بل نطفة ترکب السفین وقد
الجم نسراً واهله الغرق
تنقل من صالب الی رحم ... اذا مضی عالم بدا طبق
حتی احتوی بیتک المهیمن من ... خندف علیاء تحتها النطق

فنحن فی ذلک الضیاء و فی النور وسبل الارشاد نخترق[1]

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ "اللہ تعالٰی تیرے منہ کو بند نہ کرے":

فصل ۳

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی ولادت با سعادت

ابان بن عثمان سے روایت ہے کہ جناب آمنہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا نے کہا کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی ولادت کا وقت قریب آیا۔ تو میں نے ایک سفید پرندہ دیکھا جس نے اپنا سفید پر میرے سینے پر ملا جس کی وجہ سے میرا خوف جاتا رہا۔ میں پیاس میں مبتلا تھی مجھے ایک سفید شربت کا پیالہ دیا گیا جس کو میں نے پیا۔ مجھے ایک بلند نور نے گھیر لیا۔ میں نے کھجور کی مانند دراز قامت عورتیں دیکھیں جو مجھ سے باتیں کرتی تھیں۔ میں نے ان سے ایسی گفتگو سنی جو آدمیوں کی بات کے مشابہ نہ تھی۔ میں نے سفید ریشم کو دیکھا۔ جو آسمان اور زمین کے درمیان پھیلا ہوا ہے اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے اس کو سب سے زیادہ عزت والے انسان کے لئے لے لو۔

ورایت رجالا وقوفاً فی الھواء بایدیھم اباریق

میں نے ہوا میں معلق کچھ آدمیوں کو دیکھا۔ جن کے ہاتھوں میں آفتابے تھے۔ میں نے زمین کے مشارق اور مغارب کو دیکھا اور ایک ریشمی جھنڈے کو دیکھا جس کی چھڑ یاقوت کی تھی

قد ضرب بین السماء والارض فی ظھر الکعبۃ

جو کعبہ کی پشت پر زمین و آسمان کے درمیان نصب کر دیا گیا۔

فخرج رسول (صلعم) رافعا اصبعہ الی السماء جب رسول اللہ صلعم پیدا ہوئے تو

---

[1] جناب عباس کے منسوبہ بالا اشعار تاریخی کتاب ... ینابیع المودۃ مطبوعہ انصاف پریس لاہور ...
... کتاب ... لاہور میں ملاحظہ فرمائیں معالم العترت اہل بیت رسول کے منازل و مقامات کا نشان ...

نگلی کو آسمان کی طرف بلند کر لیا۔ ورایت سحابۃ بیضاء تنزل من السماء حتی
ہ میں نے ایک سفید بادل کو آسمان سے اترتے ہوئے دیکھا جس نے رسول اللہ صلعم
ھا لیا۔ فسمعت منادیا طوفوا بمحمد شرق الارض وغربہا والبحار میں نے ایک
لے کو کہتے ہوئے سنا مشرق، مغرب اور سمندروں کے رہنے والو! محمد کا طواف کرو وتعرفوہ
ہ ونعتہ وصورتہ تاکہ تم محمد کو اس کے نام خصوصیت اور شکل کے ساتھ پہچان لو پھر
پ سے الگ ہو گیا۔ فاذا انا بہ فی ثوب ابیض من اللبن وتحتہ حریرۃ خضراء
ے آنحضرت کو ایسے سفید کپڑے میں لپٹا ہوا دیکھا جو مکھن سے زیادہ نرم تھا۔ اور آپ کے
ریشم بچھا ہوا تھا۔ قد قبض علی ثلاثۃ مفاتیح من اللؤلؤ الرطب آپ کے ہاتھ
نجیاں تھیں۔ جو سفید موتیوں سے بنی ہوئی تھیں۔ وقائل یقول قبض محمد
فاتیح النصرۃ والریح والنبوۃ ایک کہنے والے نے کہا۔ محمد کے ہاتھ میں مدد، ہوا اور
ی کنجیاں ہیں۔ ثم اقبلت سحابۃ اخری فغیبتہ عن وجہی اطول من المرۃ
پھر ایک اور بادل آیا جو پہلے بادل سے لمبا تھا۔ اس نے رسول اللہ صلعم کو میرے چہرے
جھل کر دیا اور ایک کہنے والے نے کہا طوفوا بمحمد الشرق والغرب واعرضوہ
روحانی الجن والانس والطیر والسباع مشرق اور مغرب والے محمد کا طواف کریں
محمد کو جن وانس طیر اور سباع پر پیش کرو۔ واعطوہ صفاء آدم ورقۃ نوح وخلۃ
براہیم ولسان اسماعیل وکمال یوسف وبشری یعقوب وصوت داؤد وزھد
کرم عیسیٰ محمد کو صفاء آدم۔ رقت نوح خلت ابراہیم۔ زبان اسماعیل کمال یوسف
یعقوب آواز داؤد زہد یحیٰی اور کرم عیسیٰ دے دو۔ پھر وہ بادل چلا گیا۔ فاذا
ہ بیدہ حریرۃ بیضاء قد طویت طیاً شدیداً وقد قبض علیہا
دیکھتی ہوں کہ رسول اللہ کے ہاتھ میں ایک سفید ریشم کا کپڑا تھا۔ جو سخت لپٹا ہوا تھا۔
کہنے والے نے کہا۔ قد قبض محمد علی الدنیا کلہا فلم یبق شیء الا دخل
قبضتہ تمام دنیا محمد صلعم کے قبضہ میں ہے۔ اور ہر چیز کی گرہ آپ کے قبضہ میں ہے۔ ثم ان
ۃ نفر کان الشمس تطلع من وجوھھم فی ید احدھم ابریق فضۃ ونافجۃ

ك، وفي يد الثاني طست من زمردة خضراء لها اربع جوانب من كل جانب

لؤلؤة بيضاء وقائل يقول هذه الدنيا فاقبض عليها يا حبيب الله

فقبض على وسطها بہترین آدمی نمودار ہوئے (جو فضا میں معلق تھے) جو سورج کی طرح

درخشاں تھے۔ ایک کے ہاتھ میں چاندی کا لوٹا تھا جس سے مشک کی خوشبو آرہی تھی۔ اور دوسرے

کے ہاتھ میں سبز زمرد کا تھال تھا جس کے چار کونے تھے اور ہر کونے پر سفید موتی جڑے

ہوئے تھے۔ اور ایک کہنے والے نے کہا اے اللہ کے دوست تمام زمین پر قابض ہو جا۔

قائل يقول اقبض الكعبة ایک کہنے والے نے کہا کعبہ پر قابض ہو جائیے۔ وفي

الثالث حريرة بيضاء مطوية فنشرها فاخرج منها خاتما تحار ابصار

الناظرين تیسرے شخص کے ہاتھ میں سفید لپٹا ہوا ریشم تھا۔ اس نے اس کو کھولا تو اس میں سے

ایک انگوٹھی نکلی جس سے لوگوں کی آنکھیں حیران رہ گئیں۔ اس کو تھال کے پانی سے سات مرتبہ

دھویا۔ ثم ضرب الخاتم على كتفيه وتفل في فيه اس نے حضرت کے شانوں

پر لگائی۔ اور آپ کے منہ میں لعاب دہن ڈالا۔ ایک بولنے والا بولا جس کی بات کو میں نہ سمجھ

سکا صرف اتنا سمجھی کہ اللہ کی امان اور حفظ میں ہیں۔ فقد حشوت قلبك ايمانا وعلما ويقينا

وعقلا وشجاعة انت خير البشر طوبى لمن اتبعك وويل لمن تخلف عنك

میں نے تیرے دل کو ایمان، علم الیقین، عقل اور بہادری سے بھر دیا ہے تم بہترین بشر ہو

اس شخص کے لئے بشارت ہے جو تیری پیروی کرے۔ اور اس کے لئے ہلاکت ہے جو تجھے

چھوڑ دے گا۔ پھر آپ کو ایک گھنٹہ تک اپنے پروں میں ڈھانپ لیا۔ اور یہ کام کرنے والا

رضوان فرشتہ تھا۔ پھر وہ چلا گیا اور مڑ مڑ کر آپ کی طرف دیکھتا تھا۔ اور کہتا تھا تجھے دنیا

اور آخرت میں بہشت کی بشارت ہو۔ میں نے ایک نور کو رسول اللہ کے سر اقدس سے بلند ہوتے

دیکھا جو آسمان تک جا پہنچا اور میں نے شام کے محلات کو دیکھا۔ جو آگ کے شعلے کی طرح

روشن ہو رہے تھے۔

عبدالمطلب فرماتے ہیں۔ کہ جب آدھی رات گذر گئی۔ تو میں خانہ کعبہ میں چلا گیا مقام ابراہیم

پر سجدہ کیا۔ کعبہ سے آواز آئی۔ اللہ بڑا ہے جو محمد مصطفیٰ کا رب ہے۔ اب مجھے اللہ تعالیٰ نے

ی نجاست اور کافروں کی گندگی سے پاک کیا پھر کعبہ میں رکھے ہوئے بت سرنگوں ہو گئے
ناگاہ میں نے کعبہ کی طرف پرندوں کو جمع ہوتے ہوئے دیکھا۔ مکہ کے پہاڑ روشن
ا اور سفید بادل آمنہ کے حجرے کے سامنے آیا۔ میں آمنہ کے حجرے میں داخل ہوا۔ کہا کہ
سو رہا ہوں یا جاگتا ہوں جناب آمنہ نے کہا بلکہ آپ جاگ رہے ہیں۔ میں نے کہا تیری پیشانی
سہے ؟ کہا میں نے اس کو (محمدؐ) کی صورت میں جنا ہے۔ اور یہ پرندے اس بارے
سے جھگڑا کرتے ہیں۔ کہ میں اس (محمدؐ) کو ان کے حوالے کر دوں تاکہ وہ ان کو
اپنے گھونسلوں میں لے جائیں۔ اور یہ بادل بھی اس بات کا مطالبہ کرتا ہے۔ میں نے
لائے تو ہی میں آپ کو دیکھ لوں۔ جناب آمنہ نے کہا تین دن تک آپ کے اور اس
یان پردہ حائل رہے گا۔ میں نے اپنی تلوار کو نکال لیا۔ اور کہا تم ضرور مجھے دکھاؤ ورنہ
سے ضرور قتل کر دوں گا۔ جناب آمنہ نے کہا۔ یہ آپ کی مرضی ہے جب میں گھر کے اندر
ہونا چاہا تو اندر کی جانب سے میری طرف ایک آدمی لپکا۔ مجھے کہا واپس چلے جاؤ اولاد
سے کوئی شخص اس کو نہیں دیکھ سکتا جب تک فرشتے آپ کی زیارت سے فارغ نہ

میں یہ سن کر کانپ اٹھا اور باہر نکل آیا۔
ابن اسحاق جناب آمنہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے روشنی میں ایک آواز کو سنا۔
آمنہ! تم نے تمام لوگوں کے سردار کو جنا ہے۔ اور کہہ میں اس کو اکیلے اللہ تعالیٰ کی
میں ہر حسد کرنے والے کی شر سے دیتی ہوں اور اس کا نام محمدؐ رکھو۔ جناب عبدالمطلب
اللہ کے پاس آئے۔ اور آپ کو اپنی گود میں لے لیا پھر یہ اشعار کہے۔

الحمد لله الذی اعطانی — هذا الغلام الطیب الاردان

قد ساد فی المهد علی الغلمان — اعیذه بالله ذی الارکان

حتی اراه مبلغ الفتیان — اعیذه من کل ذی شنآن

من حاسد ذی طرف العینان

آپ نے رسول اللہ کے بارے میں بہت سے اشعار بیان کئے

میں زلزلہ آگیا۔ اور اس کے چودہ کنگرے گر پڑے جھیل ساوہ خشک ہوگئی آتش کدہ فارس بجھ
گیا جو ایک ہزار سال پہلے سے نہیں بجھا تھا۔ ہر بادشاہ کا تخت اوندھا ہوگیا۔ اور اس روز تمام
دنیا کا ہر بادشاہ گونگا رہا۔ علم کہانت ختم ہوگیا۔ جادوگروں کا جادو مٹ گیا۔ اور عرب کی ہر
کاہنہ اپنے شوہر سے پس پردہ رہی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ کی ولادت کی رات موبدان[1] نے
خواب میں دیکھا کہ مضبوط جسم کے اونٹ عربی گھوڑوں کو رسی سے کھینچے ہوئے لے جارہے ہیں۔
یہاں تک کہ انہوں نے دریائے دجلہ کو عبور کر لیا۔ طاق کسریٰ درمیان سے دو ٹکڑے ہوگیا دریائے
دجلہ اس پر چڑھ گیا۔ اسی رات حجاز کی طرف ایک نور پھیلا۔ جو بلند ہوتے ہوتے مشرق تک
پہنچ گیا۔

علی بن ابراہیم سے روایت ہے کہ مکہ میں ایک یہودی رہا کرتا تھا جس کا نام یوسف تھا۔
رسول اللہ صلعم کی ولادت کی رات اس نے ستاروں کو ٹوٹتے دیکھا۔ اس نے کہا ہم نے اپنی
کتاب میں پڑھا ہے کہ جب آخرالانبیاء کی ولادت ہوگی تو شیاطین کو رجم کیا جائے گا۔ جب اس
رات کی صبح کی۔ تو اس لڑکے کی تلاش میں نکلا۔ اس سلسلے میں اسے حضرت عبدالمطلب کے گھر کی طرف
رہنمائی کی گئی وہاں آیا اور رسول اللہ صلعم کی دونوں آنکھوں اور شانوں کو دیکھا جن پر بال اُگے
ہوئے تھے۔ یہ دیکھ کر غش کھا کر گر پڑا اور کہا ذهبت النبوة عن بني اسرائيل اولادِ
اسرائیل سے نبوت نکل گئی اس بات سے قریش نے تعجب کیا اور ہنسنے لگے۔

صادق آل محمد علیہ السلام سے روایت ہے کہ شیاطین پہلے سات آسمانوں پر جایا کرتے
تھے۔ جب حضرت عیسٰی علیہ السلام پیدا ہوئے تو انہیں تین آسمانوں سے روکا گیا۔ اور چار آسمانوں
پر جایا کرتے تھے۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پیدائش ہوئی تو تمام آسمانوں سے
روک دیئے گئے اور شیطانوں کو ستاروں سے رجم کیا جانے لگا۔ قریش نے کہا یہی وقت ہے
جس میں آپ ظہور فرمائیں گے۔ ہم لوگوں نے اہل بیت سے آپ کا تذکرہ سنا ہے۔

۱۔ موبدان مجوسیوں کے بڑے عالم کو کہتے ہیں ۱۲ منہ

کعب نے کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ رسولؐ کی ولادت کے ایام میں کوئی ایسا پہاڑ نہیں جس نے اپنے رہنے والے کو (رسول اللہ کی) بشارت نہ دی ہو۔ اور تمام پہاڑ کوہ ابوقبیس کے سامنے جھک گئے۔ چالیس دن تک دنیا کے تمام درختوں نے اپنی ٹہنیوں اور اپنے پھلوں کے ذریعے اللہ تعالیٰ کی تقدیس بیان کی۔ زمین اور آسمان کے درمیان نور کے مختلف اقسام کے چالیس ستون نصب کیے گئے۔ جنت میں حوض کوثر میں ہیجان پیدا ہو گیا۔ کیوں کہ سات سو ہزار موتیوں اور جنت کے محلات کا اس پر نچھاور کیا گیا تھا۔ اور جنت مسکرانے لگی ہمیشہ مسکراتی رہے گی۔

صادق آل محمد علیہم السلام سے روایت ہے کہ شیطان نے شیاطین کو آواز دی اور وہ اس کی خدمت میں جمع ہو گئے۔ تو اس نے کہا حضرت عیسیٰؑ کے اٹھائے جانے سے لے کر اس وقت تک ایسا امر ظہور پذیر نہیں ہوا اس کے چیلے اس امر کی تلاش میں پھیل گئے واپس آ کر کہا ہم نے کسی چیز کو نہیں دیکھا۔ ابلیس نے کہا میں اس امر کی خود تحقیق کروں گا۔ اس نے کائنات کا چکر لگایا۔ جب حرم (خانہ کعبہ) میں پہنچا۔ تو اس نے حرم کو فرشتوں سے پُر پایا۔ جب ابلیس حرم میں داخل ہوا تو اس کو فرشتے دیکھ کر چلا اٹھے جبرئیل نے کہا کیوں آئے ہو؟ کہا ایک بات آپ سے دریافت کرتا ہوں آج رات کیا واقعہ ظہور پذیر ہوا ہے۔ جبرائیل نے کہا محمد پیدا ہوئے ہیں۔ ابلیس نے کہا کیا میں محمد کو بہکا سکوں گا۔ جبرائیل نے کہا نہیں۔ کہا آپ کی امت کو؟ کہا۔ ہاں۔ کہا میں اس بات پر راضی ہوں۔

وہب سے روایت ہے۔ کہ ابلیس کی مذمت کی گئی۔ اور اس کو زنجیر میں جکڑ کر چالیس دن تک قلعہ میں بند کیا گیا۔ اسے چالیس روز پانی میں ڈبویا گیا۔ تمام کے تمام بت سرنگوں ہو کر زمین پر گر پڑے لوگوں نے کعبہ سے ایک آواز کو سُنا "اے قریش! تمہارے ڈرانے والے آ گئے ہیں جن کے ساتھ ہمیشہ کی عزت اور منافع اکبر ہو گی اور آپ خاتم الانبیاء ہیں۔"

امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلعم پیدا ہوئے۔ جو بت کعبہ کے اندر موجود تھے وہ تمام سرنگوں ہو کر منہ کے بل گر پڑے۔ رات کے وقت یہ آواز سنی گئی۔

روی ہے کہ جس رات رسول اللہ کی ولادت ہوئی تمام کائنات روشن ہوگئی ہر پتھر ہر ذرہ
درخت مسکرا اٹھا ۔ اللہ عزوجل کی ہر اس چیز نے تسبیح کی جو آسمانوں اور زمین کے
ن موجود تھی ۔ شیطان نے شکست کھائی کہنے والے نے کہا خیر الامم اکرم العبید اور
عالم محمد پیدا ہوگئے ۔

مفضل بن عمر سے روایت ہے کہتے ہیں نے ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے
جب رسول اللہ صلعم کی ولادت ہوئی ۔ تو جناب آمنہ نے فارس تک کی روشنی اور شام کے
ت کو ملاحظہ کر لیا ۔ فاطمہ بنت اسد ابوطالب کی خدمت میں خوشی خوشی ہنستی ہوئی آئیں اور
کو اس بات سے آگاہ کیا جو جناب آمنہ نے کہی تھی ۔ جناب ابوطالب نے آپ سے کہا کہ
س بات سے حیران ہو رہی ہو ۔ تم بھی حاملہ ہوگی ۔ تم رسول اللہ صلعم کے وصی اور وزیر
ہوگی ۔

ابن مسکان کی روایت میں ہے ۔ کہ فاطمہ بنت اسد سے حضرت ابوطالب نے فرمایا ۔ کہ تم
سبت تک صبر سے کام لو ۔ تو بھی ایسا فرزند پیدا کرے گی ۔ مگر وہ درجہ نبوت پر فیض یاب
یں ہوگا ۔ سبت تیس سال کو کہتے ہیں ۔

فصل ۴

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی پرورش کے بارے میں

ابان بن تغلب سے مروی ہے کہ نبی صلعم ختنہ شدہ پیدا ہوئے اور مسکرا رہے تھے اس بات کا ذکر
پ کے دادا جناب عبدالمطلب کے پاس ہوا آپ نے فرمایا میرے فرزند کی ضرور بڑی شان ہوگی
کافی کلینی نے بھی اس بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ جب رسول
صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم پیدا ہوئے ۔ آپ کئی روز تک اس حالت میں رہے کہ آپ کے لئے دودھ

ابن بطہ سے بظاہر مراد ابو عبداللہ عبیداللہ بن محمد بن حمدان بن بطہ عکبری حنبلی صاحب الابانہ ہیں

تھا (یعنی آپ کی والدہ کا دودھ کم تھا) حضرت ابوطالب نے اپنے پستان سے رسول اللہ کو لگایا
[ت]عالیٰ نے ابوطالب کے پستان میں دودھ اتار دیا۔ رسول اللہ کئی روز تک آپ کا دودھ پیتے
[رہ]ے۔ حضرت ابوطالبؑ کو حلیمہؓ دایہ کے طور پر مل گئی۔ آپ نے رسول اللہ کو اس کے حوالے کر[دیا]
حلیمہ بنت ابوذویب عبداللہ بن حرث بنو قبیلہ مضر سے تعلق رکھتی تھیں۔ اور حرث بن عبدالعزیٰ
[...]وی تھیں کا بیان ہے کہ عرب میں قحط پڑا۔ ان حالات نے ہمیں مجبور کیا اور ہم مکہ میں داخل
[ہوئی]ں۔ اور بنو سعد کی عورتوں نے مجھ سے پہلے مکہ میں داخل ہو کر امیر لوگوں کے بچوں کو دودھ پلانے کے
[لئ]ے لے لیا۔ میں نے بھی بچے کی تلاش کی۔ مجھے بتایا گیا کہ حضرت عبدالمطلبؑ کے پاس ایک بچہ
[ہ]ے جس کو دودھ پلانے والی کی ضرورت ہے۔ میں عبدالمطلبؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے
[فرم]ایا اے حلیمہ میرا فرزند یتیم ہے۔ اس کا اسم مبارک محمدؐ ہے۔ رسول اللہ صلعم نے دونوں آنکھوں سے
[مجھ]ے دیکھا جن سے نور بلند ہوتا تھا۔ آپؐ نے ایک گھنٹہ تک میرے دائیں پستان سے
دودھ پیا اور بائیں پستان کو بالکل چھوڑ دیا۔ اپنے ساتھی دودھ پینے والے کے ساتھ عدالت سے
[ک]ام لیا۔ میرا بچہ اس وقت تک دودھ نہیں پیتا تھا۔ جب رسول اللہ صلعم دودھ نہیں پی لیتے
تھے میں نے رسول اللہ صلعم کو اپنے دراز گوش پر سوار کر لیا۔ وہ میرے مکہ آنے کے باعث ست
[کم]زور ہو گیا تھا۔ اب اس نے تمام دراز گوشوں سے آگے بڑھنا شروع کیا۔ وہ جلدی جلدی تو
اور خوشی سے تمام سے آگے آگے جا رہا تھا۔ میں خانہ کعبہ میں حاضر ہوئی۔ کعبہ کو تین مرتبہ سجدے
کئے۔ سید المرسلینؐ، خاتم النبیینؐ، خیر الاولینؐ اور خیر الآخرینؐ کی وجہ سے میں نے بیماری سے شفا پائی
اور ٹھیک ٹھاک ہو گئی۔ لوگ میرے فربہ اور شفایاب ہو جانے کی وجہ سے تعجب کرتے تھے۔ اور
میری چھاتی سے دودھ اتر آیا۔ جب ہم غار پر وارد ہوئے تو وہاں سے ایک آدمی باہر نکلا جس
کا نور دامن آسمان تک چمکتا تھا۔ اس نے محمدؐ کو سلام کیا اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے محمدؐ کی
نگہبانی کے لئے مقرر کیا ہے۔ ہمارے سامنے ہرنوں کا ایک ٹولہ نمودار ہوا۔ انھوں نے کہا۔ اے

ہ مراد حلیمہ سعدیہ دایہ رسول اللہ ہیں جو عفت و طہارت میں مشہور ہیں ۱۲ منہ

تمہیں معلوم ہے کہ تم کس شخص کی پرورش کر رہی ہو؟ یہ تو اطیب الطیبینؐ اور اطہر الطاہرین
جس پہاڑ کی چوٹی پر یا کسی وادی سے ہم گزرتے۔ وہاں کے ساکنان نے رسول اللہ صلعم کو سلام
آنحضرت کی بدولت ہمارے مال و دولت میں برکت کے آثار نمودار ہونے لگے۔ ہمارے
...کافی مقدار میں ہونے لگے اور دولت میں زیادتی واقع ہوئی۔ آپ نے نہ کبھی کپڑوں میں حدث
اور نہ کبھی آپ کی شرمگاہ ظاہر ہوئی۔ آپ کو دن میں رفع حاجت کی ایک دفعہ ضرورت پڑتی
آپ پاکیزہ اور مختون حالت میں پیدا ہوئے۔ میں آپ کے بستر مبارک پر ایک نوجوان
دیکھا کرتی تھی جو آپ کے کپڑوں کو درست کیا کرتا تھا۔ میں نے رسول اللہ صلعم کی پانچ سال اور
دو دن پرورش کی۔ ایک دن آپ نے مجھ سے فرمایا کہ میرے بھائی روزانہ کہاں جاتے ہیں؟ میں
نے کہا بھیڑیں چرانے جاتے ہیں۔ فرمایا آج میں بھی ان کے ساتھ جاؤں گا۔ آپ ان کے ساتھ تشریف
لے گئے۔ آپ کو فرشتوں نے اٹھا لیا اور پہاڑ کی چوٹی پر لے گئے آپ کو غسل دیا۔ آپ کی تنظیف
کی۔ میرے لڑکے میرے پاس آ کر کہنے لگے کہ محمدؐ کی جلد خبر لو وہ ہم سے چھین لئے گئے
ہیں۔ میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوئی تو کیا دیکھتی ہوں کہ آپ سے ایک نور بلند ہو کر آسمان
تک پھیلا ہوا ہے۔ میں نے آپ کو بوسہ دیا اور دریافت کیا کہ آپ کو کیا واقعہ پیش آیا؟ فرمایا تم غم
نہ کرو۔ اللہ تعالیٰ ہمارے ساتھ ہے۔ رسول اللہ صلعم نے جناب حلیمہ کو پورا واقعہ سنایا۔ آپ
کے جسم اطہر سے مشک کی بھینی بھینی خوشبو آ رہی تھی۔ لوگوں نے کہا آپ کو شیاطین نے پکڑ لیا
تو آپ نے فرمایا مجھے کسی چیز نے گزند نہیں پہنچایا۔ اور نہ ہی مجھ پر کسی چیز کا اثر ہے۔ ایک کاہن
آپ کو دیکھ کر چلا اٹھا کہ یہ وہ شخص ہیں جو بادشاہوں پر غالب آئیں گے اور عرب کی کایا پلٹ
دیں گے۔ جناب حلیمہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ تین ماہ کے تھے تو بیٹھنے لگے۔ نو ماہ کی عمر میں لڑکوں
کے ساتھ کھیلنے لگے۔ دس ماہ کی عمر میں مجھ سے اپنے بھائی کے ساتھ بھیڑیں چرانے کی اجازت طلب
کی۔ پندرہ ماہ کے سن میں لڑکوں کے ساتھ تیر اندازی کرتے تھے۔ تیس ماہ کی مدت میں لڑکوں کے
ساتھ کشتی کرتے تھے۔ پھر میں نے ایک [illegible] کے بعد آپ کو آپ کے دادا کے سپرد کر دیا۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم صبح کے وقت لڑکوں کے پاس جایا کرتے۔ آپ
ان کے ساتھ رہتے لیکن [illegible] ادھر ادھر اچھلتے کودتے تھے اور لڑکوں کی آنکھیں صبح کو کیچڑ آلود ہوتی

ں اور آپ کی آنکھیں صداقت سے بھری ہوئی تھیں۔
کعبہ کی طرف سے ایک شخص نے آواز دی۔ اے عبدالمطلب! حلیمہ کا لڑکا گم ہو گیا ہے جس کا نام
ہے۔ یہ سن کر حضرت عبدالمطلب غضبناک ہو گئے۔ آپ جب ناراض ہوتے تو لوگ آپ کے
نے تھے آپ نے ندا دی اے اولاد ہاشم! اے اولاد غالب! سواریوں پر سوار ہو جاؤ محمد گم
ہو گئے ہیں۔ آپ نے قسم اٹھائی ہے میں اس وقت تک سواری سے نیچے نہیں اتروں گا جب تک
کو تلاش نہ کر لوں۔ ورنہ ایک ہزار بدو اور ایک سے قریش کو قتل کر دوں گا۔ اس دوران میں آپ کعبہ
طواف فرما رہے تھے اور یہ اشعار زبان پر جاری تھے ؎

یارب عادر بنی محمدا ردالی واتخذ عندی یدا
یارب ان محمدا لم یوجد تصبح قریش کلہم مبددا

کعبہ کی طرف سے آپ نے آواز کو سنا "اللہ تعالیٰ محمد کو ضائع نہیں کرے گا" آپ نے
وہ کہاں ہیں؟ کہا فلاں وادی میں فلاں درخت کے نیچے موجود ہیں۔
ابن مسعود سے روایت ہے کہ ہم لوگ وادی میں وارد ہوئے۔ آپ تازہ رطب تناول فرما
رہے تھے آنحضرت کے گرد دو نوجوان موجود تھے جب ہم آپ کے قریب گئے تو وہ دونوں
نوجوان جاتے رہے۔ وہ جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام تھے۔ ہم نے رسول اللہ صلعم سے دریافت
کیا کہ آپ کون ہیں؟ اور کیا کر رہے ہیں؟ فرمایا۔ میں عبداللہ بن عبدالمطلب کا فرزند ہوں۔ جناب
عبدالمطلب نے آپ کو اپنی گردن پر اٹھا لیا اور لے کر خانہ کعبہ کا طواف کیا۔ اس واقعہ کی وجہ سے
عورتیں جناب آمنہ کے پاس جمع ہو گئیں تھیں۔ آپ رسول اللہ کو گھر لے آئے۔
ایک دفعہ عبدالمطلب نے رسول اللہ صلعم کو اونٹوں کے چرانے کے لئے روانہ کیا۔ جب
آپ کے آنے میں دیر ہوئی۔ تو عبدالمطلب نے آپ کو ہر راہ اور ہر گھاٹی میں تلاش کیا اور کعبہ کی زنجیر
کو پکڑ کر کہا: اے رب! ان کو اپنی حفاظت میں رکھنا۔ اس اثنا میں رسول اللہ صلعم اونٹ لے کر واپس
تشریف لائے جب آپ کو دیکھا تو آپ کو پکڑ کر آپ کے بوسے دیئے اور کہا "میرے ماں باپ
آپ پر قربان ہوں۔ اس کے بعد میں آپ کو کبھی نہیں بھیجوں گا مجھے اس بات کا خوف ہے کہ کہیں
تجھے دھوکا دے کر قتل نہ کیا جائے۔"

ے روایت ہے کہ جناب عبدالمطلبؑ کی خاطر کعبہ کے سایہ میں فرش بچھایا جاتا تھا۔ اس پر
تشریف فرما ہوتے تھے۔ آپ کے رعب و دبدبہ کی وجہ سے اور کوئی اس پر نہیں بیٹھتا
ے فرزند آپ کے گرد بیٹھتے تھے۔ رسول اللہ صلعم تشریف لاتے اور اس فرش پر تشریف
تھے۔ رسول اللہ صلعم کے چچا آپ کو پکڑ پیچھے ہٹانا چاہتے تھے۔ تو عبدالمطلبؑ نے ان
برے فرزند کو چھوڑ دو خدا کی قسم ان کی بہت بڑی شان ہے۔ میں دیکھ رہا ہوں کہ ایک
ے گا۔ کہ یہ تم سب کے سردار ہوں گے۔ میں اس کی ایسی عزت ملاحظہ کر رہا ہوں۔ کہ یہ
ں پر سیادت کریں گے۔ پھر آپ کو اٹھا لیتے پاس بٹھاتے آپؐ کی پشت مبارک پر ہاتھ
اور آپؐ کو بوسے دیتے۔ اور آپؐ کے بارے میں حضرت ابوطالبؑ سے نیک سلوک
وصیت فرماتے تھے۔

عنی معتمدؒ اپنی تفسیر میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب ابوطالب بغرض تجارت
ی یہودی تھے ایک یہودی نے آپ سے کہا آپ ہم پر کس بات کا فخر کر رہے ہیں۔ آپ
یتیم مکہ میں لوگوں سے سوال کرتے پھر رہے ہیں۔ یہ سن کر ابوطالب ناراض ہو گئے تجارت کو
ر واپس مکہ میں آگئے۔ دیکھا کہ لڑکے کھیل رہے ہیں۔ اور حضرت محمدؐ صلعم ان میں موجود
ے لڑکے تم کون ہو اور تمہارا باپ کون ہے؟ فرمایا میں محمدؐ بن عبداللہ ہوں۔ میں یتیم ہوں
پ ہے نہ ماں ہے۔ حضرت ابوطالبؑ نے آپ کو گلے لگا لیا اور بوسے دیئے مصری
ہنایا سر پر تیل لگایا۔ کچھ دینار آپؐ کی چادر میں باندھ دیئے۔ اور آپؐ کے سامنے کھجور
اور نہیں کہا اے لڑکو آجاؤ ان کھجوروں کو کھالو رسول اللہ صلعم چار کھجوریں لے کر ام کلث
ے پاس آئے اور آپ کو تمام واقعہ بیان کیا ام کلثوم نے کہا۔ معلوم ہوتا ہے تمہارے
ابوطالبؑ ہوں گے فرمایا میں اور کچھ نہیں جانتا مگر میں نے ایک بزرگی والے شخص
کھا ہے۔ ابوطالب کا وہاں سے گذر ہوا۔ ام کلثوم نے کہا اے محمدؐ کیا یہی شخص ہیں، فرمایا

قاضی عبدالعزیز نحریر مراد ہے جن کی کنیت ابن براج ہے جو کتاب المہذب اور المعتمد وغیرہ

یہی ہیں، کہاں ہیں۔ یہ آپ کے باپ ابوطالبؑ ہیں۔ رسول اللہ صلعم دوڑ کر ابوطالبؑ سے لپٹ گئے فرمایا اے ابا جان ذات الٰہی کا شکر ہے کہ اس نے مجھے آپ کو دکھا دیا۔ آپ نے مجھے ان شہروں میں مجھے کیوں چھوڑ دیا ہے حضرت ابوطالبؑ نے آپ کو اٹھا لیا[1]

اوزاعی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم جناب عبدالمطلبؑ کی کفالت میں تھے۔ عبدالمطلب کی عمر ۱۰۲ سال ہو گئی تھی۔ رسول اللہ کی عمر اس وقت آٹھ سال کی تھی۔ جناب عبدالمطلبؑ نے اپنے فرزندوں کو جمع کر کے فرمایا محمدؐ یتیم ہیں ان کی پرورش کرو۔ ان کی حفاظت کرو۔ انھیں کسی قسم کی کوئی گزند نہ پہنچے۔

ابولہب ——" میں محمدؐ کا ہر طرح کا خیال رکھوں گا۔"

عبدالمطلبؑ ——" تم ان سے اپنی برائی کو روکے رکھنا۔"

عباسؓ ——" میں اس بات کا ذمہ لیتا ہوں۔"

عبدالمطلبؑ ——" تم غصہ ور ہو شاید تم آپ کو اذیت دینے میں دریغ نہ کرو۔"

ابوطالبؑ —— میں آپ کے حکم کی تعمیل کروں گا۔

عبدالمطلبؑ ——" ہاں تم اس بات کے اہل ہو۔" —— اے محمدؐ! تم ابوطالبؑ کی اطاعت کرنا

رسول اللہ —— اے باپ! اس بات کا غم نہ کرو۔ میرا رب مجھے ضائع نہیں کرے گا

ابوطالبؑ نے رسول اللہ صلعم کو اپنی کفالت میں لے لیا۔ اپنی جان و مال سے ہر طرح آپ کی حفاظت کی۔ یہودیوں کی عداوت اور آپ کے بنو اعمام کے شر سے آپ کو بچاتے رہے اور ان عرب کی شرارت سے آپ کی خاص طور حفاظت کرتے رہے۔ جو آپ سے اللہ تعالیٰ کی عطا کردہ

---

[1] غالباً یہ اس وقت کا واقعہ ہے جب رسول اللہ جناب حلیمہ کی پرورش میں تھے ورنہ کوئی وجہ نہ تھی کہ حضرت ابوطالبؑ رسول اللہ کو نہ پہچانتے۔ یا ممکن ہے کہ صرف تمہید کلام کی خاطر ایسا جملہ کہا گیا۔ جسے تجاہل عارفانہ کہتے ہیں۔ یا یہی عین ممکن ہے کہ بنو امیہ کی خانہ ساز کمپنی جس کا صدر دفتر شام میں تھا جس کا مقصد وحید آل محمدؐ کی تنقیص تھا۔ امیرالمومنینؑ کے والد کے مرتبہ کو گھٹانے کے لئے یہ خانہ ساز واقعہ گھڑ لیا ہو۔ جہاں حضرت ابوطالبؑ کے ایمان پر حملہ کیا۔ وہاں یہ شوشہ چھوڑ دیا ہو۔ مؤلف کتاب نے روایت عامہ سمجھ کر درج کر لیا ہو ۱۲۔ محمد شریف عفی عنہ مترجم

منصب کی وجہ سے آپ سے حسد کرتے تھے۔ عبدالمطلب نے یہ شعر پڑھا ۔

عیبلك یا خلیل مناف بعدی | بموحشة بعد ابیه فرد

یا ۔

بیت من کنفیه بطالب | عبد مناف وهو ذو تجارب

ی الحبیب اکرم الاقارب | یا بن الذی قد غاب غیر آئب

ب ابوطالب نے حکم بجا لایا۔ آپ نے ایک راہب سے حضرتؐ کی وصف سنی تھی اسے

کہے ۔

وصی بلازم و واجب | انی سمعت اعجب العجائب

من کل حبر عالم و کاتب | بان بحمد الله قول الراهب

سعید واعظ کتاب شرف المصطفیٰ میں تحریر کرتے ہیں جب حضرت عبدالمطلب کی وفات
قریب آیا تو آپ نے اپنے فرزند ابوطالبؑ کو بلایا اور کہا۔ اے فرزند! آپ کو علم ہے کہ
زیادہ محمدؐ کے ساتھ محبت ہے اور میں آپ کے معاملہ میں کس قدر اہتمام کرتا ہوں۔
ن کی اچھی طرح حفاظت کرنا! ابوطالب نے عرض کیا۔

ے والد محترم! آپ فکر نہ کریں۔ یہ میرے اور میرے بھائی کے فرزند ہیں۔
ب عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا۔ تو حضرت ابوطالب طعام اور لباس کے بارے میں حضور
پنے اوپر اور اپنے تمام اہل و عیال کے اوپر ترجیح دیتے تھے۔ ابن عباس کا بیان ہے کہ
نے اپنے بھائی عباس سے کہا اے عباس میں محمدؐ کے بارے میں آگاہ کرتا ہوں کہ
پنے ساتھ رکھتا ہوں۔ دن رات میں اسے ایک لمحہ بھی اپنے سے جدا نہیں کرتا مجھے
کے بارے میں کسی شخص پر بھروسہ نہیں ہے۔ انتہا یہ ہے کہ میں آپ کے ساتھ آپ کے بستر
ول جب میں آپ سے یہ بات کہتا ہوں کہ آپ اپنے کپڑے اتار لیجئے اور میرے
وئیے تو میں آپ کے چہرے انور سے ناگواری کے علامات محسوس کرتا ہوں۔ آپ فرما
ے چچا! اپنے چہرے کو پھیر لیجئے تاکہ میں کپڑے اتار لوں اور اپنے بستر پر سو جاؤں۔

تھا کہ وہ میرے جسم کو دیکھے۔ مجھے آپ کی بات سے تعجب ہوا میں نے آپ سے اپنی
در لیا۔ آپ میرے بستر پر لیٹ گئے جب میں بستر پر لیٹا تو آپ کے اور میرے درمیان ایک
ل ہوتا تھا۔ خدا کی قسم جب کبھی میں آپ کو اپنے بستر پر سلاتا تھا تو آپ کو محسوس نہیں کرسکتا
پر ایک کپڑا ہوا کرتا تھا۔ پھر میں اس کپڑے کو سونگھا کرتا تھا تو اس سے مشک کی خوشبو
جب صبح کو اٹھتا تھا تو آپ کو موجود نہیں پاتا تھا آپ کا یہ طرز مستمر العمل ہی رہا۔ عام
میں آپ کو اپنے بستر سے مفقود پاتا تھا جب میں اٹھتا تو آپ کو تلاش کرتا۔ تو آپ بستر ہی
دار ہو کر فرماتے اے چچا! میں یہاں موجود ہوں۔ آپ اپنی جگہ پر لیٹ جائیے۔
سول اللہ صلعم چاہ زمزم پر تشریف لاتے وہاں سے پانی نوش فرماتے کبھی کبھی یہ بھی ہوتا
حضرت ابوطالب آپ کی خدمت میں صبح کا کھانا پیش کرتے تو آپ فرماتے چچا میں سیر ہو
مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت ابوطالب صبح یا شام جس وقت بھی اپنی اولاد کو
نے کا ارادہ فرماتے تو کہتے کہ تم لوگ اس وقت تک انتظار کرو جب تک میرا فرزند نہ آئے
صلعم تشریف لاتے ان کے ساتھ کھانا تناول فرماتے۔ اور کھانا ویسے کا ویسا بچ رہتا تھا
قاضی محمد اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں کہ ابوطالب کا بیان ہے کہ جب رات کا کچھ حصہ ختم
تا تو عام طور پر میں آپ سے ایسا کلام سماعت کرتا تھا۔ جس کو سن کر میں حیران ہوجاتا تھا۔
کھانے پینے کے وقت آپ سے یہ کلام سنتے تھے۔ بسم اللہ الاحد پھر آپ
تناول فرمانا شروع کرتے جب کھانے سے فارغ ہوجاتے تو فرماتے الحمد للہ کثیراً۔
اس بات سے حیران ہوتا تھا کبھی کبھی جب اس وقت آپ کی خدمت میں حاضر ہوتا جب آپ
سوتے ہوتے تھے تو میں آپ کے سر مبارک سے ایک نور روشن ہوتے دیکھا۔ جو آسمان تک پہنچا
تھا میں نے آپ سے جھوٹ صادر ہوتے ہوئے اور نہ کوئی آپ سے جاہلیت والی رسم دیکھی۔
کبھی آپ کو بے محل ہنستے ہوئے دیکھا اور نہ ہی بچوں کے ساتھ کھیلتے ہوئے دیکھا اور آپ تنہا

لئے کیا ایسا مشفق انسان ایمان کی دولت سے مالا مال نہیں تھا۔ اور کفر کی موت پر مرا تھا؟ خدا بہتر

کی طرف ملتفت نہیں ہوتے تھے۔ آپ کو تنہائی اور انکساری بہت زیادہ پسند تھی [۱]

رسول اللہ صلعم کی عمر جب سات سال کی تھی ۔ تو یہودیوں نے کہا۔ کہ ہم نے اپنی کتب میں ملاحظہ کیا ہے کہ محمدؐ کا رب محمدؐ کو حرام مشتبہ چیزوں سے بچائے گا۔ انھوں نے حضرت کا اس بارے میں تجربہ کیا۔ انھوں نے ایک مرغی حبشہ کا کہکے پکائی ۔ آپ کی خدمت میں لائے۔ قریش نے مرغی کو کھا لیا اور آپ نے اپنا دست مبارک روک لیا۔ قریش نے کہا یہ کیوں؟ فرمایا یہ حرام ہے میرے لئے رب نے مجھے محفوظ رکھا ہے انہوں نے کہا یہ حلال ہے ۔ ہم آپ کو لقمہ بنا کر کے کھلائیں گے فرمایا اگر تم میں طاقت ہے تو ایسا کرو لقمہ دیتے وقت ان کے ہاتھ آپ کے دہن اقدس سے اِدھر اُدھر مڑ جاتے تھے۔ پھر انھوں نے اپنے ہمسائے کی مرغی کو پکڑا جو موجود نہیں تھا ۔ اور یہ ارادہ کیا۔ کہ جب وہ واپس آجائے گا۔ تو قیمت اسے دے دی جائے گی ۔ انھوں نے اس مرغی کو پکا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا آپ نے ابھی لقمہ اٹھایا ہی تھا۔ کہ وہ آپ کے ہاتھ سے گر گیا فرمایا یہ مرغی مشتبہ تھی ۔ میرے رب نے مجھے اس سے محفوظ رکھا ہے ۔ انھوں نے کہا ہم آپ کو اس سے ضرور کھلائیں گے ۔ جب وہ لوگ مرغی کے گوشت میں سے کچھ حصہ اٹھا کر آپ کو کھلانا چاہتے تھے تو اُن کے ہاتھ نہیں اُٹھتے تھے ۔ تب انھوں نے کہا اس شخص کی شان بلند ہے۔

جب رسول اللہ صلعم نے اظہار نبوت کیا۔ تو ابو جہل اور بنو مخزوم کے تمام لڑکے آپؐ کے دشمن ہو گئے ۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ میں تمہارا سردار ہوں ۔ بنو ہاشم اور بنو عبد المطلب کے لڑکوں نے رسول اللہ کے بارے میں متفق ہو کر کہا آپ ہمارے سردار ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام کی والدہ فاطمہ بنت اسد کا کہنا ہے کہ میرے گھر کے صحن میں درخت تھا جو سوکھ گیا تھا۔ ایک روز رسول اللہ صلعم تشریف لائے ۔ آپؐ نے اپنا دستِ مبارک درخت کو لگایا ۔ وہ اسی وقت اور اسی لمحہ میں سرسبز ہو گیا ۔ اور کھجوریں لے آیا ۔ میں ہر روز ایک زنبیل نم برتن میں رسول اللہ کے لئے خرمے جمع کرتی تھی آپ چاشت کے وقت گھر میں تشریف لاتے اَ

---

[۱] کیا ایسے واقعات دیکھنے والا انسان ایمان کی دولت سے محروم رہ سکتا ہے جو حضرت کا لڑکوں کے ساتھ کھ

نے اے اماں مجھے دیوان عسکر عنایت فرمایئے آپ اس زنبیل نما برتن کو باہر لے جا کر بنو ہاشم کے
یں کھجوریں تقسیم فرما دیتے۔ ایک دن آپ تشریف لائے اور فرمایا اے اماں مجھے دیوان العسکر
کا تمام اعنایت فرمایئے۔ میں نے کہا کہ اے بیٹے آپ کو معلوم ہونا چاہیئے کہ آج کھجور نے کوئی
نہیں دیا۔ جناب فاطمہ بنت اسد فرماتی ہیں کہ آپ کے چہرے کے نور کی قسم میں نے آپ کو کھجور
ف جاتے دیکھا۔ اور آپ نے چند کلمات پڑھے۔ کھجور آپ کے سامنے جھک گئی۔ کھجور کا سر
کے پاس موجود تھا جس قدر آپ نے چاہا کھجوریں چن لیں۔ پھر کھجور پہلی حالت کی طرف پلٹ گئی۔
روز میں نے اپنے دل میں کہا اللھم رب السماء ارزقنی ولداً کی لھا یکون اخاً لمحمد
تلک اللیلۃ واقعنی ابو طالب فحملت بعلی بن ابی طالب فرزقتہ فما
یقرب صنماً ولا یسجد لوثن کل ذلک ببرکۃ محمد اے آسمان کے رب مجھے
ایسا فرزند عطا فرمایئے۔ جو محمد کا بھائی بن سکے۔ اسی رات میرے ساتھ ابو طالب نے ہمبستری
میرے حمل قرار پایا۔ علی ابن ابی طالب پیدا ہوئے۔ وہ نہ کبھی بت کے قریب ہوئے اور
بھی کسی بت کو سجدہ کیا۔ یہ تمام باتیں محمد کی برکت کی وجہ سے تھیں [۱]

آیت لایلاف قریش کے بارے میں مفسرین عبداللہ ابن عباس سے روایت کرتے
کہ قریش کے دو قافلے ہر سال تجارت کی غرض سے یمن اور شام جایا کرتے۔ جناب ابو طالب
قریش کے قافلے کے ساتھ جانے کا شام کی طرف عزم کیا۔ اس وقت رسول اللہ کی عمر آٹھ سال
تھی۔ رسول اللہ صلعم نے جناب ابو طالب کی اونٹنی کی مہار پکڑ کر فرمایا۔ اے چچا! مجھے کس شخص
کے بھروسہ پر چھوڑے جا رہے ہیں۔ میری ماں ہے نہ باپ؟ (ابو طالب نے جب جانے کا ارادہ
ا تو آپ کی خدمت میں کہا گیا۔ کہ آپ ان کو ساتھ لے جا کر تکلیف میں مبتلا ہوں گے۔ گرمی کا

جناب فاطمہ بنت اسد کو رسول اللہ اپنی ماں کہا کرتے تھے۔ جب فاطمہ کا انتقال ہوا تو رسول اللہ آپ کے جنازے
ساتھ پا پیادہ چلے اور قدم آہستہ آہستہ رکھتے تھے۔ آپ کے جنازہ پر رسول اللہ نے ستر تکبیریں کہیں۔ آپ کی قبر میں لیٹے اور
قمیص آپ کو پہنائی اور تلقین پڑھی۔ رسول اللہ سے لوگوں نے دریافت کیا کہ آپ نے فاطمہ بنت اسد کے جنازے کے ساتھ جو
[illegible] رسول اللہ نے فرمایا [illegible] قدم آہستہ آہستہ اس لئے (اگلے صفحہ پر)

کا زمانہ ہے۔ اور یہ اکیلے بچے ہیں۔ جناب ابوطالب نے جواباً ارشاد فرمایا۔ خدا کی قسم میں ضرور آپ
کو ساتھ لے جاؤں گا۔ اور آپ کو کبھی الگ نہیں رکھوں گا۔ طبری کی روایت ہے سوار کافی تعداد میں تھے
اور خدا کی قسم جس اونٹ پر محمد سوار تھے وہ تمام اونٹوں سے آگے آگے تھا۔ راستے میں کثرت سے
[illegible] ایک سفید ابر ایسے جو سورج کی مانند تھا آپ پر سایہ کئے ہوئے تھا۔ اور ہم پر مختلف
موسم کے پھل برساتا رہا۔ جب ہم لوگ شہر بصرہ کے قریب پہنچ گئے۔ تو ناگاہ ہم لوگ کیا دیکھتے ہیں
کہ راہب کا گرجا اس طرح تیزی کے ساتھ ہماری طرف دوڑتا ہوا چلا آرہا ہے جس طرح تیز رفتار
[illegible] جب وہ گرجا ہمارے قریب آگیا تو رک گیا۔ اس میں سے ایک پادری نکلا۔ جب اس نے
رسول اللہ صلعم کے چہرے انور کی طرف دیکھا تو کہا اگر اس قافلہ میں کوئی شخص صاحب منزلت ہے
تو وہ آپ ہیں ہم ایک بڑے درخت کے نیچے اتر پڑے جس کی شاخیں بہت کم تھیں۔ اور نہ اس
میں کوئی پھل لگا ہوا تھا۔ آنحضرت کی دعا سے وہ درخت خوشی کے مارے جھومنے لگا۔ اور اس نے
اپنی شاخوں کو آنحضرت پر ڈال دیا اور اس میں دو قسم کے پھل پیدا ہوگئے دو پھل گرمی کے موسم کے
تھے۔ اور ایک پھل سردی کے موسم کا تھا۔ بحیرا رسول اللہ صلعم کی خاطر کھانا لایا۔ جو حضرت رسول اللہ
کے لئے کافی ہوسکتا تھا۔ بحیرا نے کہا اس لڑکے کا ولی کون ہے؟ جناب ابوطالب کا بیان ہے کہ
میں نے کہا میں ہوں۔ اس نے کہا کہ آپ کا اس سے کیا رشتہ ہے؟ میں نے کہا کہ میں اس کا چچا
ہوں۔ اس نے کہا اس کے تو کئی چچا ہیں آپ ان میں سے کون ہیں؟ میں نے کہا میں اس کے

[illegible] رکھتا تھا کہ جنازے کے ساتھ فرشتوں کا ہجوم تھا میں نے ستر تکبیریں اس لئے کہیں کیوں کہ جنازے پر فرشتوں
کی صفیں تھیں۔ میں قبر میں صرف اس لئے لیٹا کہ میں نے ایک دفعہ آپ سے قبر کی تنگی کا ذکر کیا تو آپ گھبرا گئیں۔ میں نے اس کا علاج
[illegible] قبر میں لیٹ گیا۔ میں نے اپنی قمیص آپ کو اس لئے پہنائی کہ ایک دفعہ آپ سے حشر میں لوگوں کے برہنہ ہونے کا ذکر
کیا تو آپ کہنے لگیں کاش کہ مجھے ایسا کفن ملتا جس سے میں برہنہ نہ ہوتی پوشیدہ رہتی۔ ملاحظہ ہو حق الیقین جلد دوم
مطبوعہ مطبع حیدریہ نجف اشرف سال طبع ۱۳۷۵ ہجری مطابق ۱۹۵۶ عیسوی مولفہ علامہ سید عبداللہ شبر
۱۱۸۸ ہجری - متوفی ۱۲۴۲ ہجری [illegible]

آپ مجھے تین چیزوں کے متعلق آگاہ فرمایئے۔

رسول اللہ ۔۔۔ میں ان دونوں کو سب سے زیادہ دشمن رکھتا ہوں "

۔ پھر اس نے اللہ کی قسم دے کر آنحضرتؐ کے حال نیند اور مصیبت کے متعلق دریافت کیا۔ پھر اس نے مہر نبوت کو دیکھا۔ اور آپ کے پاؤں کو چومنے لگا پھر جناب ابو طالب سے کہا یہ آپ کے رشتے میں کیا لگتے ہیں ؟ فرمایا میرے فرزند ہیں ؟ کہا یہ آپ کے فرزند نہیں ہو سکتے یہ بات ناممکن ہے۔ کہ آپ کے باپ زندہ ہوں۔ فرمایا میرے بھائی کے فرزند ہے جو مرچکا ہے اس وقت یہ پیٹ میں تھے ۔ کہا اب آپ نے سچ فرمایا۔ کہا اس کو لے کر اپنے وطن پلٹ جایئے ۔ اور اس کے بارے میں یہودیوں سے ڈرتے رہیئے ۔ خدا کی قسم اگر انہیں وہ بات معلوم ہو جائے جس کو میں جانتا ہوں ۔ تو وہ ضرور آپ کو قتل کر دیں گے ۔ اور آپ کے بھائی کے فرزند کی بہت بلند شان ہوگی فرمایا ۔ اگر واقعی یہی ہے جو تم نے بیان کیا ہے ۔ تو یہ اللہ کے مضبوط قلعہ کی حفاظت میں محفوظ ہیں۔

بکر بن عبداللہ اشجعی سے روایت ہے ۔ کہ ابو موہیب راہب نے عبد مناف بن کنانہ اور نوفل بن معاویہ سے ملک شام میں دریافت کیا کہ کیا تمہارے ساتھ تم دونوں کے علاوہ کوئی شخص اور بھی آیا ہے ، انہوں نے کہا کہ ہاں بنو ہاشم کا ایک نوجوان آیا ہے جس کا اسم گرامی محمدؐ ہے ۔ اس نے کہا میری مراد اسی سے ہے انہوں نے کہا وہ یتیم ابو طالبؑ اور اجیر خدیجہ ہے ۔ اخذ یحرک [illegible] نقال ھو ھو ۔ اس نے اپنے سر کو ہلانا شروع کیا اور کہا ۔ وہ وہی ہیں مجھے آپ کے پاس لے چلو ۔ یہ لوگ ابھی باتیں کر ہی رہے تھے ۔ کہ اس اثناء میں رسول اللہ صلعم ظاہر ہوئے ۔ تو وہ کہنے لگا ۔ وہ یہی ہیں ۔ اس نے آنحضرتؐ کو تنہائی میں لے جا کر راز و نیاز کی باتیں کیں ۔ اور حضرتؐ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا ۔ اس نے اپنی آستین سے کوئی چیز نکالی ۔ اور رسول اللہ صلعم کی خدمت میں پیش کرنے لگا لیکن رسول اللہ نے قبول کرنے سے انکار فرما دیا ۔ جب وہ جدا ہو کہنے لگا ۔ ھذا نبی آخر الزمان یہ آخر الزمان نبیؐ ہیں ۔ آپ عنقریب ظاہر ہوں گے پھر کہا ھل ولد لعمہ ابی طالب علی ؛ کیا آپ کے چچا ابو طالب کا فرزند علی پیدا ہوا ہے ۔ فقلنا لا ہم نے کہا نہیں ۔ فقال ھذہ سنۃ وہ اس سال پیدا ہوں گے وہ اول من یؤمن بہ وہ پہلے شخص ہوں گے ۔ جو آپ پر ایمان لانے کا اظہار کریں گے ہم

جناب کی علامت وصی ہونے کی حیثیت سے معلوم کی ہے۔ جس طرح محمدؐ کی صفت نبوت کی
مہر سے پہچانی ہے۔
یعلی بن سبابہ سے روایت ہے کہ خالد بن اسید بن ابی عاص اور طلیق بن ابی سفیان بن امیہ
نے بیان کیا کہ یہ دونوں آدمی رسول اللہ صلعم کے ساتھ ایک سفر میں موجود تھے۔ جب ہم لوگ
شام کے قریب پہنچے۔ تو خدا کی قسم ہم نے شام کے تمام محلات کو جنبش کرتے ہوئے دیکھا اور وہاں
سے ایک نور بلند ہوا۔ جو سورج کے نور سے بہت بڑا تھا۔ جب ہم شام کے بازار کے درمیان میں
پہنچے تو لوگوں کی بھیڑ کی وجہ سے ہم بازار میں چل نہیں سکتے تھے۔ لوگ رسول اللہ صلعم کو دیکھ
رہے تھے۔ نسطورا نامی ایک عالم آیا۔ اور رسول اللہ صلعم کے سامنے بیٹھ کر آپؐ کو دیکھنے لگا۔ اور
جناب ابو طالبؑ سے دریافت کیا۔ کہ آپؐ کا نام کیا ہے؟ کہا محمدؐ بن عبداللہ۔ یہ سن کر اس
کے چہرے کا رنگ بدل گیا۔ پھر کہا میں آپؐ کی پشت کو ظاہر کرنا چاہتا ہوں۔ جب پشت مبارک
ظاہر کیا اور مہر نبوت کو دیکھا تو اس پر گر پڑا اور اس کو بوسے دینے لگا۔ اور روتا تھا اور حضرت ابو طالبؑ
کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ اس کو جلدی وطن واپس لے جاؤ۔ یہاں اس کے دشمن بہت زیادہ ہیں۔
وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں ایک قمیص لایا جس کو آپؐ نے قبول نہ کیا۔ اور جناب ابو طالبؑ نے
اس کو اس غرض کے لئے لے لیا تا کہ اس کو دکھ نہ ہو۔

فصل ۵

حضرت ابو طالبؑ کا جناب خدیجہؓ سے رسول اللہ کا عقد کرنا

ایک دفعہ عید کے موقعہ پر قریش کی عورتیں خانہ کعبہ میں جمع تھیں۔ اچانک ایک یہودی نے آکر
کہا کہ عنقریب تم میں ایک نبی ظاہر ہوگا۔ تم میں سے کون ایسی عورت ہے جو اس کی بیوی بنے۔ یہ
بات جناب خدیجہؓ کے دل میں گھر کر گئی۔ رسول اللہ صلعم جناب خدیجہؓ کے اجیر بن کر آپ کے غلام
میسرہ کے ساتھ شام میں تجارت کرنے گئے تھے۔ جب دونوں واپس ہوئے۔ تو نبی صلعم ایک درخت
کے نیچے تشریف فرما ہوئے۔ آپ کو ایک راہب نے دیکھا۔ جس کا نام نسطورا تھا۔ اس نے آگے بڑھ کر آپ
کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا۔ اور کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمد رسول

اللہ راہب نے جب آنحضرت سے علامات نبوت کو ملاحظہ کیا۔ تو میسرہ سے کہا کہ آپ کے احکامات
اور نواہی کی تعمیل کیا کرو کیونکہ یہ اللہ کے نبی ہیں۔ خدا کی قسم جس جگہ آپ تشریف فرما ہیں حضرت
عیسیٰ کے بعد اور کوئی شخص تشریف فرما نہیں ہوا اور حضرت عیسیٰ نے آنحضرت کے متعلق بشارت
دی تھی۔ و مبشرا برسول یاتی من بعدی اسمہ احمد وہ تمام کائنات کا مالک ہوگا
میسرہ نے عرض کیا۔ اے محمد ہم نے ایک وقت میں اس قدر گھاٹیاں طے کی ہیں جو ہم
کئی دنوں کے بعد طے کرتے تھے۔ اے محمد ہم نے آپ کی برکت سے سفر تجارت میں اس قدر منافع
کمایا ہے۔ جو چالیس سال میں نہیں کمایا میسرہ آگے بڑھا اور خدیجہؓ کو تجارت کی بشارت دی خدیجہ اس
وقت ایک ایسی جگہ بیٹھی تھیں جہاں سے قافلہ نظر آسکتا تھا۔ رأت علی یمینہ ملکاً بیدہ
سیف اس نے دیکھا کہ آنحضرت کی دائیں طرف ایک فرشتہ سوار ہے اور اس کے ہاتھ میں کھنچی ہوئی تلوار
ہے وفوقہ سحابة معلق علیها قندیل من زبرجد و حولہ قبة من یاقوت
اور آپ کے سر کے اوپر بادل سایہ کئے ہوئے ہے۔ اور اس بادل کے اوپر ایک زبرجد کی قندیل معلق ہے
اور آنحضرت کے گرد ایک سرخ یاقوت کا قبہ ہے۔ خدیجہؓ نے گمان کیا کہ کوئی بادشاہ آرہا ہے۔ جو اس سے
نکاح کرنے کی خواستگاری چاہتا ہے۔ تو کہا اے پالنے والے جب وہ شخص میرے پاس آئے تو میرے
گھر میں تشریف فرما ہو جب وہ شخص آیا۔ تو وہ حضرت محمد صلعم کی ذات با صفات تھی۔ آنحضرت صلعم نے
منافع کی خوشخبری سنائی۔ خدیجہؓ نے کہا میسرہ کہاں ہے؟ فرمایا میرے پیچھے آرہا ہے۔ خدیجہؓ نے
کہا واپس جائیے اس کے ساتھ ہو کر آئیے۔ اس سے مقصود خدیجہ کا یہ تھا کہ بادل کے سائے کا علم اس
کے لئے علم یقین کی حد تک پہنچ جائے۔ آنحضرت واپس تشریف لے گئے۔ اور بادل بھی آپ کے اوپر
سایہ کئے ہوئے واپس جارہا تھا۔ میسرہ جناب خدیجہؓ کی خدمت میں حاضر ہوا اور اسے رسول اللہ کے
حالات سے آگاہ کیا۔ بلی کنت آکل معه حتی نشبع و یبقی الطعام بحاله کما هو میں آپ
کے ساتھ کھانا کھاتا تھا حتیٰ کہ ہم لوگ سیر ہو جاتے تھے لیکن کھانا ویسے کا ویسا بچ جاتا تھا۔ و کنت اری
وقت الهاجرة ملکین یظلانه میں نے سفر کے دوران میں آپ پر دو فرشتوں کو سایہ کرتے دیکھا
خدیجہؓ نے بحیرا کو بلوایا جو بڑے راہب تھے۔ اس نے امتحان کی خاطر لوگوں کو اور رسول اللہ صلعم کو

ی وجہ سے بیسر ہوگو ہیں ہزار درہم عطا کیے۔ خدیجہ کے چچا نے خدیجہ کی طرف سے رضامندی
یا (رضامندی پاکر جناب ابوطالب نے پیغام نکاح دیا)

ری اپنی تاریخ میں تحریر کرتے ہیں۔ خدیجہ کا نکاح اس کے باپ خویلد بن اسد نے پڑھا اور جناب
نے خطبے کے فرائض انجام دیئے۔ اس واقعہ کو شرف المصطفیٰ میں خرگوشی، ربیع الابرار اور اپنی
شافی میں علامہ زمخشری، ابن بطہ نے کتاب الابانہ میں، اجوہی نے سیرہ میں حسن سے۔ علامہ شاقادری
ور قتی سے نے اس واقعہ کو نقل کیا ہے۔ ابوطالب نے یہ خطبہ پڑھا "تمام تعریفیں اللہ کے لیے
ستے ہیں ابراہیم خلیل کی اولاد سے گردانا، معد کی خالص نسل اور مضر کے خمیر سے ہمیں بنایا۔ اپنے
اور اپنے حرم کا ہمیں پاسبان بنایا۔ اور ہماری قیام گاہ کو اپنے پوشیدہ گھر اور اپنے خانہ امن کو قرار
ں لوگوں کا حاکم قرار دیا۔ میرا بھتیجا محمد بن عبداللہ ایسا شخص ہے جس کا قریش میں کوئی شخص مقابلہ
ا اور کسی شخص سے آپ کی برابری کا قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اگرچہ وہ مال میں کم ہیں لیکن مال تو ایک
ہ والی چیز ہے۔ اور ڈھلتی پھرتی چھاؤں کا نام ہے۔ اس کا اللہ کے نزدیک بڑا رتبہ ہے۔ اس کی خدیجہ
کرنے کی مرضی ہے اور خدیجہ بھی اس کے بارے میں رغبت رکھتی ہے اور جو کچھ تم طلب کرو گے
ر دیا جائے گا۔ میرے مال سے عاجل اور آجل دونوں صورتوں میں۔ خویلد نے کہا۔ ہم نے خدیجہ
کا عقد کر دیا ہے اور ہم اس بات پر راضی ہیں۔"

ں موقعہ پر محمد بن غنم نے مندرجہ ذیل اشعار پڑھے ؎

ینًا ھنیئًا یا خدیجۃ قد جرت — لک الطیر بما کان منک اسعد
وجتہ خیر البریۃ کلھا — ومن ذا الذی فی الناس مثل محمد
شر بہ البران عیسی بن مریم — موسی بن عمران فیا قرب موعد
رت بہ الکتاب قدمًا بانہ — رسول من البطحا ھاد و مھتدی

فصل ۴
رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی بعثت

ساتھ رسول بنا کر بھیجا۔ ھو الذی ارسل رسولہ بالھدی و دین الحق اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے جس نے اپنے رسول کو ہدایت اور دین حق کے ساتھ بھیجا۔ ماکان محمد ابا احد من الرجال ولکن رسول اللہ وخاتم النبیین محمد مردوں میں سے کسی کے باپ نہیں لیکن اللہ کے رسول اور خاتم الانبیاء ہیں۔

آپ چالیس سال کی عمر میں مبعوث ہوئے اس کی چند صورتیں تھیں (۱) رویائے صادقہ (۲) اللہ تعالیٰ نے جبرائیل کو آپ کے پاس بھیجا۔ یہ نبوت کے اظہار سے قبل تین سال پہلے کی بات ہے۔ آپ آواز کو سنتے تھے لیکن اس شخص کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ جبرائیل ایک بات کے بعد دوسری بات سے آپ کو آگاہ کرتے تھے۔ اور اس وقت پر قرآن نازل نہیں ہوا تھا۔ آپ اس دوران میں مبشر کی حیثیت میں تھے۔ اور لوگوں کی طرف رسول بنا کر نہیں بھیجے گئے تھے (۳) جناب خدیجہ کا ورقہ بن نوفل سے واقعہ بیان کرنا اور ورقہ کا کہنا کہ یہ علامات نبوت میں سے ہے (۴) آپ کو نعمت کے اظہار کا موقعہ دیا گیا۔ اور آپ کو ڈرانے کا حکم نہیں دیا گیا تھا۔ واما بنعمۃ ربک فحدث اپنے رب کی نعمت کا اظہار کرو۔ یعنی جو کچھ تمہارے پاس نبوت میں سے آیا ہے (۵) جب آپ پر قرآن نازل ہوا جو امر اور نہی پہ مشتمل تھا لیکن ان چیزوں کے اظہار کا حکم نہیں تھا۔ جب آیت یاایھا المدثر نازل ہوئی۔ تو علیؑ خدیجہؓ پھر زید پھر جعفر اسلام لائے جب آیت فاصدع بما تومر نازل ہوئی۔ تو انذار عام کا حکم ملا۔ اعلان نبوت کے تین سال بعد کا واقعہ ہے جب آیت وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تو آپ نے کھلم کھلا تبلیغ کا کام شروع کر دیا۔ (۷) مکہ کے قیام کے دوران نماز اور طہارت کے سوا اور کوئی حکم شرعی نازل نہیں ہوا تھا۔ یہ چیزیں آنحضرتؐ پر فرض تھیں۔ اور آپ کی امت کے لئے سنت تھیں۔ نبوت کے نویں سال معراج کے بعد پانچ وقت کی نماز فرض ہوئی۔ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے کے بعد ماہ رمضان کے روزے فرض ہوئے۔ پھر تحویل کعبہ کا حکم ہوا۔ ہجرت کے دوسرے سال ماہ شعبان کا واقعہ ہے۔ زکوٰۃ فطرہ نماز عید نماز ظہر کی بجائے نماز جمعہ کا حکم ہوا۔ پھر مال کی زکوٰۃ۔ حج۔ عمرہ۔ حلال۔ حرام۔ مباح۔ مستحب۔ مکروہ سے آگاہ کیا گیا۔ پھر جہاد کا حکم ملا۔ اور ولایت امیر المومنین علی علیہ السلام اور آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی۔"

فصل ۷

نزول وحی کی کیفیت

حریث بن ہشام نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دریافت کیا کہ آپؐ پر وحی کس طرح
ل ہوتی ہے؟ فرمایا کبھی پہلے جرس سی آواز آتی ہے۔ اور جو کچھ مجھے بتایا جاتا تھا میں یاد کر لیتا تھا
ں فرشتہ انسان کی صورت میں نمودار ہوتا تھا اور میرے ساتھ گفتگو کرتا تھا۔ اور میں اُسے ازبر کر لیتا
روایت کیا گیا ہے۔ کہ جب آپ پر وحی نازل ہوتی تھی تو آپؐ کے چہرے اقدس سے شہد کی
ھیوں کی بھنبھناہٹ سی جاتی تھی۔ جب سخت سردی کے وقت آپ پر وحی نازل ہوتی تھی۔ تو آپؐ
یشانی مبارک پر پسینہ آجاتا تھا۔ چہرہ متغیر ہو جاتا تھا۔ سر جھک جاتا تھا آپؐ کے اصحاب کے سر جھک
تے تھے جب قرآن نازل ہوتا تھا۔ تو زبان اور ہونٹوں سے پڑھتے تھے۔ اور آپؐ کو اس بات سے
ت تکلیف ہوتی تھی۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ لاتحرک بہ لسانک آپ پر جب وحی نازل ہوتی تھی
کو سخت تکلیف ہوتی تھی۔ اور سر میں درد پڑ جاتا تھا۔ اور آپؐ بوجھ محسوس کرتے تھے۔ اس بارے میں
تعالیٰ کا فرمان ہے۔ انا سنلقی علیک قولا ثقیلاً مشہور یہی ہے کہ آپؐ پر ساٹھ ہزار بار
ی نازل ہوئے۔

علی بن ابراہیم بن ہاشم قمی اپنی کتاب میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم
ر ۳۷ سال کی تھی۔ تو آپؐ نے خواب میں دیکھا کہ آنے والے نے آکر کہا "اے اللہ کے رسولؐ!"
ک ایک عرصہ تک ایسا ہوتا رہا۔ ایک دن آپؐ پہاڑ کے درمیان جناب ابو طالبؑ کی بکریاں چرا رہے
پ نے ایک شخص کو دیکھا۔ اس نے کہا "اے اللہ کے رسول!" رسول اللہ نے اس سے کہا۔ تم کون
اس نے کہا میں جبرائیل ہوں۔ مجھے اللہ تعالیٰ نے تیرے پاس بھیجا ہے۔ تاکہ تم کو اپنا رسول بنائے۔
ل اللہ نے اس بات سے جناب خدیجہؓ کو آگاہ کیا۔ اس نے کہا اے محمدؐ! مجھے ایسا معلوم ہوتا
جبرائیلؑ آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپؐ کی خدمت میں آسمانی پانی پیش کیا۔ آپؐ کو وضو
اور سجود کے متعلق آگاہ کیا۔ جب آپؐ کی عمر چالیس سال کی ہو گئی۔ تو آپؐ کو حدود نماز کے متعلق

دو رکعتیں نماز پڑھ لیا کرتے تھے "

ابو میسرہ اور ابو بریدہ سے روایت ہے۔ کہ جب نبی صلعم ایک دفعہ باہر تشریف لاتے تو یہ آ
سنتے۔ اے محمدؐ! آپ جناب خدیجہؓ کے پاس آئے اور کہا کہ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ میری عقل میں کچھ نقص
معلوم ہوتا ہے۔ اور جب میں تنہائی میں ہوتا ہوں۔ تو ایک اور آواز سنتا ہوں " اھ

محمد بن کعب اور عائشہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم پر سب سے پہلے وحی رویائے
صادقہ کی شکل میں نازل ہوئی پھر آپ کو گوشہ نشینی پسند آئی چنانچہ آپ غار حرا میں گوشہ نشین ہو گئے پھ
آپ نے ایک ... آواز سنی۔ آپ جنابِ خدیجہؓ کے پاس آئے اور کہا مجھے کمبل اوڑھا دو خدا کی قسم
میرے تو اس گم ہو رہے ہیں۔ خدیجہ نے عرض کیا خدا کی قسم ایسا ہرگز نہیں ہوگا۔ آپ کو اللہ تعالیٰ کبھی رسوا
نہیں کرے گا۔ آپ صلہ رحمی کرتے ہیں اور مشقت برداشت کرتے ہیں غریبوں کی مدد کرتے ہیں اور
مہمانوں کو کھانا کھلاتے ہیں اور حق کی خاطر مصائب جھیلتے ہیں۔ جناب خدیجہ ورقہ بن نوفل کے پاس آئیں
انہوں نے حالات سن کر کہا۔ خدا کی قسم یہ وہی فرشتہ ہے جو حضرت موسےٰ اور حضرت عیسےٰ پر نازل ہوتا
تھا میں نے تین رات خواب میں دیکھا ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مکہ میں ایک نبی بھیجا ہے جس کا نام محمدؐ ہے
جن کے مبعوث ہونے کا وقت قریب آگیا ہے۔ خدا کی قسم میں نے لوگوں میں محمدؐ سے زیادہ افضل کسی شخص
کو نہیں دیکھا۔ رسول اللہ غار حرا کی طرف تشریف لائے۔ آپ نے وہاں یاقوت سرخ کی ایک کرسی دیکھی
ایک سیڑھی زبرجد اور دوسری سیڑھی موتیوں کی دیکھی جب آپ نے یہ چیزیں ملاحظہ فرمائیں۔ تو غش میں
آگئے۔ ورقہ نے کہا اے خدیجہ جب آپ پر یہ کیفیت طاری ہو جائے۔ تو تم اپنے سر سے دوپٹہ اتار
دو اگر کوئی چلا جائے تو فرشتہ ہے۔ اگر باقی رہ جائے تو شیطان ہے۔ خدیجہؓ نے دوپٹہ اتار دیا۔
تو وہ چلا گیا۔ آپ نے پھر دوپٹہ کر لیا۔ فرشتہ پھر آگیا۔ ورقہ نے خدیجہؓ سے آنے والے کی صفت دریافت
کی خدیجہؓ نے بیان کیا کہ آنے والا کھڑا ہوا تو اس نے آنحضرتؐ کے سر کو بوسہ دیا۔ ورقہ نے کہا یہی
ناموس اکبر ہے جو حضرت موسیٰؑ اور حضرت عیسےٰ پر نازل ہوتا تھا۔ اے محمدؐ! آپ کو بشارت ہو۔ آپ وہ
ہیں جن کی بشارت جناب موسےٰ اور جناب عیسےٰ نے دی تھی آپ نبیؐ اور رسولؐ ہیں۔ عنقریب آپ کو
حکم ملے گا۔ ورقہ نے جناب خدیجہؓ کی طرف متوجہ ہو کر یہ اشعار پڑھے ؎

فان یک حقا یا خدیجہ فاعلمی
حدیثک ایانا فاحمد

وجبرائیل ثانیہ ومیکال لھما | من اللہ وحی یشرح الصدر منزل
یفوز من نازیہ عزاً لدینہ | ویشقی بہ الغاوی الشقی المضلل
فریقان منھم فرقۃ فی جنانہ | واخری باغلال الجحیم تغلل

ورقہ کے قصیدے کا ایک شعر یہ ہے ؎

بان احمد یاتیہ فیخبرہ | جبرائیل انک مبعوث الی البشر

ایک قصیدہ کے یہ اشعار ہیں ؎

ان ابن عبداللہ احمد مرسل | الی کل من ضمت علیہ الاباطح
وظنی بہ ان سوف یبعث صادقا | کما ارسل العبدان نوح وصالح
وموسی وابراھیم حتی یری لہ | بھاء ومنشور من الذکر واضح

روی ہے کہ ایک روز جبرائیل زرد گھوڑے پر نازل ہوئے رسول اللہ حضرت علی اور جناب جعفر کے آرام فرما تھے۔ جبرائیل آنحضرت کے سر کی جانب اور میکائیل آپ کے پاؤں کی طرف بیٹھ گئے انہوں نے آپ کو آپ کی جلالت القدر کی وجہ سے بیدار نہ کیا جب آپ بیدار ہوئے۔ تو جبرائیل نے اللہ تعالیٰ کا سلام پہنچایا۔ جب جبرائیل اٹھ کر کھڑے ہونے لگے۔ تو رسول اللہ نے جبرائیل کے کپڑے کے دامن فرمایا تمہارا کیا نام ہے؟ عرض کیا جبرائیل۔ پھر حضرت اٹھ کر اپنی قوم کی طرف جانے لگے۔ آپ درخت اور پتھر کے پاس سے گزرتے تھے۔ وہ آپ پر سلام کرتا اور آپ کو مبارکباد دیتا تھا۔ اس جب بھی جبرائیل آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے تھے۔ آپ کی اجازت کے بغیر حاضر نہیں ہوتے ایک روز جبرائیل آپ کی خدمت میں اس وقت حاضر ہوئے۔ جب آپ مکہ کے اوپر والے جانب تشریف فرما تھے۔ جبرائیل نے حضرت کے عقب کی طرف وادی کی جانب ایک پتھر کی دیکھا وہاں پانی کا چشمہ جاری ہو گیا۔ جبرائیلؑ نے وضو کیا۔ رسول اللہ نے بھی وضو کیا۔ اور نماز ۔ اور حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ کے ساتھ نماز ادا کی۔ اسی روز رسول اللہ جناب کے پاس آئے اور آپ کو تمام واقعہ سے آگاہ کیا۔ خدیجہؓ نے وضو کر کے اسی روز نماز عصر ادا کی روایت ہے کہ جبرائیل نے ایک ریشم کا ٹکڑا نکالا جس پر ایک تحریر لکھی ہوئی تھی۔ رسول اللہ سے اس کو پڑھ۔ آپ نے کہا کہ میں کیونکر پڑھوں میں تو پڑھا ہوا نہیں ہوں تین مرتبہ یہ گفتگو ہوئی

چوتھی دفعہ جبرائیل نے کہا اپنے رب کے نام کے ساتھ پڑھو۔ صالم بعلم اس کے بعد جبرائیل اور میکائیل نازل ہوئے۔ ان دونوں کے ساتھ ستر ہزار فرشتے اور بھی تھے جبرائیل ایک کرسی لائے آپ کے سر اقدس پر ایک تاج رکھا اور لواء الحمد آپ کے ہاتھ میں دیا۔ عرض کیا اس کرسی پر بیٹھ کر اللہ کی حمد بجا لاؤ۔ جب رسول اللہ کرسی سے اترے تو سیدھے جناب خدیجہ کے پاس گئے۔ ہر چیز آپ کو سجدہ کرتی تھی اور فصیح زبان میں کہتی تھی۔ السلام علیکم یا نبی اللہ گھر میں داخل ہوئے تمام گھر بقعہ نور بن گیا۔ خدیجہ نے عرض کیا یہ نور کیا ہے؟ فرمایا یہ نور نبوت ہے۔ کہو لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ خدیجہ نے عرض کیا میں کافی عرصہ سے اس چیز کو دیکھ رہی ہوں پھر آپ اسلام لائیں فرمایا اے خدیجہ میں سردی محسوس کرتا ہوں آپ کو چادر اوڑھا دی۔ آپ سو گئے۔ ندا آئی یا ایھا المدثر الایہ آپ اٹھے اور انگلی کو کان میں ڈال کر فرمایا۔ اللہ اکبر اللہ اکبر موجودات میں سے جس چیز نے بھی اس آواز کو سنا آپ کے ساتھ اللہ اکبر اللہ اکبر کہنے لگی۔

فصل
دعوت ذوالعشیرۃ

آیت وانذر عشیرتک الاقربین نازل ہوئی تو رسول اللہ نے ایک دن کوہ صفا پر چڑھ کر خطرے کی آواز بلند کی۔ آپ کی خدمت میں قریش جمع ہو گئے۔ انہوں نے عرض کیا کیا واقعہ پیش آگیا؟ فرمایا۔ اگر میں تمہیں اس بات سے آگاہ کر دوں کہ دشمن تم پر صبح کو یا شام کو حملہ کرنے والا ہے تو کیا تم میری بات کی تصدیق کرو گے؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں؟ فرمایا میں تمہیں اللہ تعالیٰ کے سخت عذاب سے ڈرانے والا ہوں۔ ابولہب نے کہا تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ تم نے ہمیں اس بات کے لئے کیوں بلایا۔ اس بارے میں سورہ تبت یدا ابی لہب ابولہب کے دونوں ہاتھ ہلاک ہو جائیں نازل ہوا۔

قتادہ کا بیان ہے کہ رسول اللہ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اے لوگو! اللہ وہ ذات ہے جس کے سوا کوئی معبود نہیں میں خاص طور پر تمہاری طرف حق کے ساتھ رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں۔ اور لوگوں کی طرف عام طور پر۔ احسان کا بدلہ احسان ہے [illegible]

ے گی میں پہلا شخص ہوں۔ جو تمہیں (اللہ تعالیٰ سے) ڈرا رہا ہوں۔ پھر رسول اللہ صلعم پر نازل ہوئی اس
ت سے نبی صلعم نے سخت گھبراہٹ ظاہر کی۔

جناب خدیجہؑ نے کہا۔ اللہ آپ کو سلامت رکھے۔ سورہ الضحیٰ کا نزول ہوا۔ آپ نے جبرائیل سے
۔ آپ کو ہمارے پاس روزانہ آنے سے کون سی چیز منع کرتی ہے؟ یہ سورہ وما نتنزل الا بامر
ک لفظ نسیا تک نازل ہوا۔

جنات کو دعوت

ابن جبیر سے روایت ہے۔ کہ نبی صلعم نے مکہ میں نصف رات کے وقت ایک کھجور کے نیچے کھڑے
نماز ادا فرمائی۔ آپ کے پاس جنات کا ایک گروہ گذرا۔ انہوں نے آپ کو صبح کی نماز پڑھتے ہوئے پایا
آپ قرآن مجید کی تلاوت بھی فرما رہے تھے۔ انھوں نے رسول اللہ کی تلاوت کو کان لگا کر سنا اور کہا
رسول اللہ صلعم کو جنات کو ڈرانے کا حکم دیا گیا ہے۔ آپ کی خدمت میں نینوا کے جنات کا ایک
وہ حاضر ہوا۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت واذا صرفنا الیک نفراً من الجن
پ نے رات ایک وادی میں بسر کی۔ جو مدینہ سے ایک میل کے فاصلہ پر واقعہ ہے۔ فرمایا کہ مجھے
م ملا ہے۔ کہ آج رات میں جنات پر قرآن کی تلاوت کروں تم میں سے کوئی میرا ساتھ دیتا ہے۔ ابن مسعود
ے آپ کا ساتھ دیا۔ آپ کا بیان ہے کہ جب ہم مکہ سے حجون میں داخل ہوئے (یہ پہاڑ ہے جو مکہ پر
یا ہوا ہے) رسول اللہ صلعم نے میری خاطر ایک خط کھینچ دیا۔ اور فرمایا تم اس میں بیٹھ جاؤ۔ تم اس سے
س وقت تک نہ نکلنا جب تک کہ میں واپس نہ آلوں۔ آپ چل پڑے۔ آپ نے قرآن پڑھنا شروع
دیا۔ کثیر مقدار میں آپ کو سیاہ سایہ دار نے گھیر لیا سانپ مرے اور آپ کے درمیان حائل ہو گئے۔
ہاں تک آپ کی آواز کو سنتا تھا۔ پھر یہ سب چل پڑے۔ بادل کی طرح یہ آپ سے الگ ہونا شروع
ونے رسول اللہ صلعم فجر کے وقت فارغ ہوئے مجھے فرمایا کیا تم نے کسی چیز کو دیکھا ہے؟ میں نے
ن سب کے علامات بیان کئے۔ فرمایا یہ نصیبین کے جنات تھے۔

کلبی نے کہا کہ میں جنات کی رات رسول اللہ کے ساتھ نہیں تھا۔ اور میں اس بات کو پسند کرتا تھا
میں آپ کے ساتھ ہوتا "یہ واقعہ صحیح ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ نصیبین کے علاقہ کے سات جن تھے رسول اللہ نے ان کو ایلچی

بناکر ان کی قوم کی طرف روانہ کیا تھا۔

زربن حبیش نے کہا کہ وہ جن تعداد میں سات تھے۔ ان میں زوبعہ جن بھی تھا زر کے علاوہ ایک اور صاحب نے کہا ہے۔ کہ ان جنات کے نام یہ ہیں۔ مسار، مسار، لارد اور جمیع۔

محمد بن منکدر جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ نے سورہ الرحمٰن کو لوگوں پر پڑھا۔ لوگ خاموش رہے ایک لفظ تک نہ بولے۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ تم سے تو جنات نے بھی اچھا جواب دیا تھا۔

میں نے ان پر فبای الاء ربکما تکذبان پڑھا۔ تو انہوں نے جواب میں کہا لا بشیء من الائک ربنا نکذب اے ہمارے رب ہم آپ کی کسی نعمت کو نہیں جھٹلاتے۔

علی بن ابراہیم سے روایت ہے۔ کہ جناب نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ پر ایمان لائے آنحضرت نے ان کو شرائع اسلام کی تعلیم دی سورہ قل اوحی نازل ہوا۔ جناب نبی صلعم کی خدمت میں ہر وقت اور ہر جگہ پر حاضر ہوتے تھے۔

فصل ۹

کفار کی ایذا رسانی

رسالہ فائق میں تحریر ہے کہ ابولہب نے رسول اللہ صلعم کی وحدت پر اعتراض کیا تو اسے حضرت ابوطالب نے ڈانٹ کر کہا کہ اے کانے تجھے معلوم نہیں کہ یہ کون ہے۔ اس اعرابی نے کہا ہے کہ ابولہب ابوطالب کے ماں اور باپ کی جانب سے بھائی نہیں تھے۔

ابن عباس سے روایت ہے۔ ولید بن مغیرہ قریش کے پاس آیا اور کہا کہ حج کے موسم میں جب لوگ جمع ہوں گے اور اس شخص کا معاملہ لوگوں میں مشہور ہو گیا ہے لوگ تم لوگوں سے اس شخص کے بارے میں دریافت کریں گے اس وقت تم کیا جواب دو گے۔ ابوجہل نے کہا میں کہوں گا۔ یہ ... ابولہب نے کہا میں تو یہ کہوں گا کہ یہ شاعر ہیں۔ عقبہ بن ابی معیط نے کہا میں کہوں گا کہ ... اور ولید نے کہا میں کہوں گا یہ ساحر ہیں۔ جو مرد اور عورت بھائی اور باپ میں جدائی ڈالتے ... نے سورہ قلم نازل کیا۔ وما هو بقول شاعر قرآن شاعر کا کلام نہیں ہے

نبی کریم صلعم قرآن مجید کی تلاوت فرمارہے تھے۔ تو ابوسفیان، ولید، عتبہ اور شیبہ نے نضر بن حرث سے دریافت کیا کہ محمد کیا کہہ رہے ہیں؟ کہا گذشتہ قصوں کا ذکر فرمارہے ہیں۔ جو میں تمہیں بیان کرتا تھا۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی فمنھم یستمع الیک وجعلنا علےٰ قلوبھم اکنۃ

کلبی سے روایت ہے۔ کہ نضر بن حرث اور عبداللہ بن امیہ نے کہا "اے محمد! ہم آپ پر اس وقت تک ایمان نہیں لائیں گے۔ جب تک آپ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہمارے پاس کتاب نہ لائیں اور اس پر فرشتے گواہی نہ دیں۔ کہ یہ کتاب اللہ کی جانب سے ہے۔ اور آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ لو نزلنا علیک کتابا فی قرطاس قریش اور یہود مکہ نے آنحضرتؐ سے کہا کہ یہ سرزمین انبیاء کی زمین نہیں ہے۔ انبیاء کے مبعوث ہونے کی زمین شام ہے۔ اور آپ شام چلے جائیں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ وان کادوا لیستفزونک من الارض

اہل مکہ نے کہا (اے محمد) آپ نے اپنی قوم کے طریقہ کو چھوڑ دیا ہے۔ آپ کو غربت نے اس بات پر مجبور کیا ہے۔ ہم آپ کی خاطر اس قدر مال جمع کر دیتے ہیں۔ کہ آپ کا شمار تونگروں میں ہونے لگے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ قل اغیر اللہ اتخذ ولیا محمد ان سے کہہ دو۔ کہ کیا میں اللہ کے سوا کسی اور کو چارہ ساز قرار دوں مشرکین سے جب یہ بات کہی جاتی تھی۔ کہ تمہارے رب نے محمد پر کیا چیز نازل کی ہے۔ تو وہ لوگ جواب میں کہتے گذشتہ لوگوں کے قصے اس موقعہ پر اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ واذا قیل لھم ماذا انزل الیکم قالوا اساطیر الاولین۔"

ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ قریش کہا کرتے تھے۔ کہ یہ قرآن اللہ کی طرف سے نازل نہیں ہوا۔ بلکہ اس کی تعلیم آپ کو بلعام دیا کرتے ہیں۔ بلعام مکہ میں رہتا تھا۔ قوم کا رومی اور نصرانی تھا۔ جس کا پیشہ تلوار سازی تھا (یعنی) ضحاک کا بیان ہے۔ اس سے ان کی مراد حضرت سلمان فارسی کی ذات تھی۔ مجاہد کا بیان ہے۔ کہ اس سے مراد عبدالنبی حضرمی تھا جس کا نام یعیش تھا۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ولقد نعلم انھم یقولون انما یعلمہ بشر الخ اور وقال الذین کفروا ان ھذا الا افک افتراء کافر لوگ کہتے ہیں۔ کہ یہ وہ بہتان ہے۔ جس کو (معاذ اللہ) محمد نے تراشا ہے اور یہ بات اپنے

ن حضرمی کا غلام یسار۔ عامر کا غلام جبیرا۔ جو دونوں اہل کتاب سے تعلق رکھتے تھے۔ اللہ تعالے نے کفار کی تکذیب کی اور فرمایا۔ فقد جاء ظلما وزورا وہ لوگ ظلم اور جھوٹ سے پیش آئے ....

رسول اللہ صلعم خانہ کعبہ میں نماز ادا فرما رہے تھے۔ بنو عبدالدار کے دو آدمی آئے۔ ایک نے داہنی جانب کھڑے ہو کر سیٹی بجانا شروع کر دی اور دوسرے نے بائیں طرف کھڑے ہو کر اپنے ہاتھوں سے تالیاں بجانا شروع کر دیں۔ اس سے ان کا مقصد یہ تھا کہ آپؐ کی نماز میں خلل ڈال سکیں۔ یہ دونوں جنگ بدر میں قتل ہوئے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ (فذوقوا العذاب) عذاب کا مزہ چکھو۔

قال الذین کفروا کے تحت روایت کیا گیا ہے کہ قریش نے اپنے ماننے والوں سے اس وقت کہا جبکہ وہ قرآن مجید کے مقابلہ سے عاجز آگئے کہ اس قرآن کو مت سنو۔ اور اس میں شور و غل مچاؤ ان لاتسمعوا لھذا القرآن والغوا فیہ یعنے قرآن کے ساتھ لغو۔ باطل سیٹیوں اور بلند آواز سے شعر پڑھ کر کرو لعلکم تغلبون) تاکہ تم بے ہودہ بات کے ذریعے غالب آجاؤ۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فلنذیقن الذین کفروا ہم کافرین کو عذاب کا مزا ضرور چکھائیں گے "

کلبی کا بیان ہے۔ کہ ایک دفعہ اہل مکہ نے آپ کی خدمت میں آکر کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ کو آپؐ کے سوا اور کوئی رسول نہیں ملا۔ ہم نے ملاحظہ کیا ہے۔ کہ آپ کی تصدیق کوئی شخص بھی نہیں کرتا۔ اور ہم نے آپ کے متعلق یہود اور نصاریٰ سے دریافت کیا ہے۔ تو وہ کہتے ہیں۔ کہ ہمارے پاس آپ کا کوئی ذکر موجود نہیں ہے ہمارے پاس ایسے شخص کو لائیے۔ جو اس بات کی گواہی دے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ قل ای شئی اکبر شھادۃ الخ قریش نے کہا۔ بڑے تعجب کی بات تو یہ ہے۔ کہ اللہ تعالے کو لوگوں کی طرف رسول بھیجنے کے لئے یتیم ابو طالب کے سوا اور کوئی شخص نہیں ملا۔ یہ آیت نازل ہوئی الر تلک ایات الکتاب الحکیم اکان للناس عجبا الخ

ولید بن مغیرہ نے کہا۔ خدا کی قسم اگر نبوت حق ہوتی تو میں اس کا تیرے مقابلہ میں زیادہ مستحق

...ا کیونکہ میں تم سے عمر کے لحاظ سے بڑا ہوں۔ اور میرے پاس تیرے مقابلہ میں بہت زیادہ مال ہے۔ ایک گروہ نے کہا کہ مکہ کے دو بڑے شخص ابوجہل اور عبد نائل کو اللہ تعالیٰ نے کیوں رسول بنا کر نہیں بھیجا۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ (قالوا لولا نزل ھذا القرآن علیٰ رجل

ابوجہل نے کہا۔ بنو عبد مناف نے شرف کا ہمارے ساتھ مقابلہ کیا حتیٰ کہ کہنے لگے کہ ہم میں نبی پیدا ہوا ہے جس پر وحی نازل ہوتی ہے خدا کی قسم! ہم اس پر ہرگز ایمان نہ لائیں گے اور کبھی بھی اس کی پیروی نہیں کریں گے۔ ہاں ایک صورت ممکن ہے۔ کہ جس طرح اس پر وحی نازل ہوتی ہے اس طرح ہم پر وحی نازل ہو۔ یہ آیت نازل ہوئی (واذا جاءتھم آیۃ قالوا لن نؤمن حتیٰ نؤتیٰ الخ ہم اس وقت تک ہرگز ایمان نہیں لائیں گے جب تک ہمیں بھی وہ چیز نہ ملے۔ جو اس کو عطا کی گئی ہے"

حرث بن نوفل بن عبد مناف نے کہا آپ کا کہنا تو حق ہے لیکن ہم اس کی پیروی اس لئے نہیں کرتے کہ عرب ہم کو یہاں سے نکال دیں گے۔ اور اس بات کے برداشت کرنے کی ہم میں طاقت نہیں ہے۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی (وقالوا ان نتبع الھدیٰ نتخطف من ارضنا) اللہ تعالیٰ نے ان کا جواب یوں دیا۔ اولم نمکن لھم حرما آمنا کیا ہمارے لئے ان کے لئے امن کی جگہ پیدا کرنا ممکن نہیں؟"

زجاج نے کتاب المعانی میں ثعلبی نے کتاب الکشف میں، زمخشری نے الفائق میں، واحدی نے کتاب اسباب نزول القرآن میں اور ثمالی نے اپنی تفسیر میں بیان کیا ہے۔ اور الفاظ ثمالی کے یہ ہیں۔ کہ عثمان نے ابن سلام سے کہا کہ آیت الذین آتیناھم الکتاب یعرفونہ کما یعرفون ابناءھم جن لوگوں کو ہم نے کتاب دی وہ محمد کو اس طرح جانتے ہیں جس طرح وہ اپنے بیٹوں کو جانتے ہیں۔ یہ آیت محمد کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ یہ واقعہ کس طرح ہے؟ اللہ کا نبی اس صفت کے ساتھ پہچانا جاتا ہے۔ جو صفت آپ کی اللہ تعالیٰ نے بیان کی ہے۔ ہم آنحضرتؐ کو تم لوگوں میں اس طرح پہچان لیتے ہیں جس طرح اپنے بیٹے کو اور لڑکوں کے درمیان ہوتے ہوئے پہچان لیتے ہیں۔ خدا کی قسم میں محمدؐ کو اپنے بیٹے کی نسبت زیادہ پہچانتا ہوں۔ میں آپ کو اس نشانی کے ساتھ جانتا۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے ہماری کتاب میں بیان کیا ہے میں اپنے بیٹے کے متعلق یہ نہیں جانتا کہ اس کے پیدا کرنے میں اس کی ماں نے کیا [?] بیٹے ہیں"

مدد طلب کرتے تھے۔ جب اللہ تعالیٰ نے آپ کو بنی اسرائیل کے بجائے عرب میں مبعوث کیا تو آپ کا
کا انکار کر دیا۔ بشر بن معرور اور معاذ بن جبل نے انھیں کہا "اللہ سے ڈرو! اور اسلام لاؤ۔ محمدؐ کے ذریعے
سے ہم فتح مندی کی آرزو کیا کرتے تھے۔ اور ہم اس زمانے میں اہل شرک میں سے تھے۔ اور تم اس بات کا تذکرہ
کیا کرتے کہ آنحضرتؐ مبعوث ہوں گے۔ سلام بن مشکم، بنو نضیر کے بھائی نے کہا کہ ہمارے پاس آپ کوئی
ایسی چیز نہیں لائے جس سے ہم آپ کو پہچان سکیں۔ آپ وہ نہیں ہیں جس کا ذکر تم سے کیا کرتے تھے۔ یہ
آیت نازل ہوئی۔ ولما جاءهم كتاب من عند الله الى قوله وكانوا من قبل يستفتحون
یہود کو کفار سے جب کوئی تکلیف لاحق ہوتی تھی۔ تو کہتے تھے۔ اللهم انصرنا بالنبي المبعوث
في آخر الزمان الذي نجد نعته في التوراة اے معبود! ہماری مدد اس نبی کے ذریعہ کر جو
آخری زمانے میں مبعوث ہوں گے جس کی صفت ہم تورات میں پاتے ہیں۔ جب رسول اللہ صلعم
کے مبعوث ہونے کا وقت قریب ہوا۔ تو کہنے لگے کہ وہ زمانہ آگیا ہے جس میں آپ خروج فرمائیں
گے۔ اور جو کچھ ہم نے کہا تھا۔ اس کی تصدیق ہو جائے گی۔ جب آپ ان کے پاس تشریف لائے تو
انہوں نے آپ کو نہ پہچانا اور آپ کے ساتھ کفر کیا۔ اللہ کی لعنت کافروں پر واقع ہے۔ صادق آلِ
محمدؐ سے مروی ہے کہ یہودیوں کے علما آپ کو پہچانتے تھے۔ تورات میں نبی صلعم کے فضائل کو
معائب میں بدل دیا۔ جب عامۃ الناس یہودیوں نے کہا کہ تم کہا کرتے تھے کہ محمدؐ آخری زمانے میں
مبعوث ہوں گے۔ تو انھیں علما نے کہا حاشا وکلا یہ صفات تورات میں نہیں ہیں۔

عبداللہ بن سلام اسلام لے آیا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! یہودیوں سے میرے بارے میں
دریافت فرمایئے۔ تو وہ کہیں گے کہ وہ ہم سے زیادہ عالم ہیں۔ جب وہ یہ بات کہیں گے تو میں
کہوں گا کہ تورات آپ کی نبوت پر دلالت کرتی ہے۔ اور آپ کے صفات اس میں واضح طور پہ
مذکور ہیں۔ جب آنحضرتؐ نے ان سے (عبداللہ بن سلام کے بارے میں) دریافت کیا۔ تو انھوں نے
کہا ایسا ہی ہے۔ اس وقت عبداللہ بن سلام نے اپنے ایمان لانے کا اظہار کیا۔ تو انھوں نے آپ
کی تکذیب کر دی۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ قل ارأيتم ان كان من عند الله وكفرتم به و
شهد شاهد الخ

قریش سے کہنے لگا کہ محمد تمہیں عاد اور ثمود (قوموں) کے قصے سناتے ہیں میں تمہیں اسفندیار رستم کے قصے سناؤں گا۔ قریش اس شخص کے قصوں کی طرف راغب ہو گئے۔ اور قرآن کو سننا چھوڑ دیا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔ ومن الناس من یشتری لہو الحدیث۔

قشیری نے بیان کیا کہ بعض مسلمانوں نے اہل کتاب کی کتب سے کچھ چیزوں کو لکھ لیا تو یہ نازل ہوئی۔ اولم یکفھم انا انزلنا الکتاب۔ نبی صلعم نے فرمایا میں تمہارے پاس پاکیزہ روشن شریعت لے کر آیا ہوں۔

سدی سے مروی ہے کہ ولید بن مغیرہ سے کہا گیا کہ جو کچھ محمد پڑھتا ہے۔ جادو ہے کہانت ہے یا خبر ہے وہ ان لوگوں کو لے کر نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام کے پاس آیا۔ اور آنحضرت سے کہا۔ ہمارے سامنے پڑھیے۔ آنحضرت نے پڑھا بسم اللہ الرحمن الرحیم اس نے کہا تم یمامہ کے اس شخص کو پکارتے ہو جس کا نام رحمن ہے۔ فرمایا ایسا نہیں ہے میں تو اللہ تعالیٰ کو پکارتا ہوں جو رحمن بھی اور رحیم بھی پھر آپ نے سورہ حم السجدہ کو پڑھا جب آپ اس مقام پر پہنچے۔ فان اعرضوا فقل انذرتکم صاعقۃ مثل صاعقۃ عاد وثمود اس کا جسم کانپ اٹھا اور اس کے رونگٹے کھڑے ہو گئے۔ وہ اٹھ کر اپنے گھر چلا گیا۔ اس سے کہا گیا کہ تم دین محمد کی طرف مائل ہو گئے ہو کہا نہیں لیکن ایک سخت کلام سنا ہے جس سے میرے رونگٹے کھڑے ہو گئے ہیں کہا کہ وہ جادو ہے جو لوگوں کے دلوں کو پکڑ لیتا ہے یہ آیت نازل ہوئی۔ ذرنی ومن خلقت وحیدا۔

عکرمہ سے مروی ہے کہ ولید بن مغیرہ نے نبی صلعم سے یہ آیت سنی ان اللہ یامر بالعدل والاحسان تو کہنے لگا خدا کی قسم اس کلام میں شیرینی اور چمک ہے۔ اس کا اوپر کا حصہ سنجیدہ اور نیچے کا حصہ پر ثمر اور باوقار ہے اور یہ انسان کا کلام نہیں ہے۔

وقال الذین کفروا لولا انزل علیہ القرآن جملۃ واحدۃ کما انزلت التورات اور انجیل کے بارے میں ابن عباس اور مجاہد سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ان کے جواب میں فرمایا کہ تفرق اس لئے ہے کہ تمہارا دل اس سے مضبوط رہے۔ اور اس کی وجہ یہ ہے کہ آنحضرت پر ہر امر کے متعلق وحی ہوتی تھی۔ انبیاء پر جو کتابیں نازل ہوتی تھیں وہ ان کو لکھتے تھے اور پڑھتے تھے۔ اور آپ پر جو آیتیں نازل ہوا ہے اس میں ناسخ اور منسوخ آیات ہیں اور اس میں امور سے متعلق سوال کرنے والے

کا جو اب بھی موجود ہے۔ گذشتہ واقعات کی حکایت بھی ہے۔ لگا تار رسول اللہ ان لوگوں کو معجزات دکھاتے تھے اور غیب کی خبروں سے متعلق آگاہ فرماتے رہتے تھے۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔ لا تعجل بالقرآن قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کیا کرو۔ اس کے معانی یہ ہیں کہ جب تک مقررہ اوقات پر اس کی تفسیر نازل نہ ہو جائے قرآن پڑھنے میں جلدی نہ کیا کرو۔ ؎

نضر بن حارث نے رسول اللہ صلعم سے مناظرہ کیا آنحضرت صلعم نے اس کو خاموش کر دیا۔ اور فرمایا جن چیزوں کی تم پوجا کرتے ہو۔ وہ جہنم کا ایندھن ہیں۔ رسول اللہ وہاں سے تشریف لے گئے ابن زبعری نے کہا۔ خدا کی قسم اگر میں اس مجلس میں ہوتا۔ تو ضرور آپ سے مناظرہ کرتا۔ محمدؐ سے دریافت کرو۔ ہر وہ چیز جس کی پوجا کی جاتی ہے اپنے پوجا کرنے والوں کے ساتھ جہنم کا ایندھن ہوگی۔ ہم لوگ فرشتوں کی پوجا کرتے ہیں۔ یہودی حضرت عزیرؑ اور نصاریٰ جناب عیسیٰؑ کی۔ کیا یہ سب جہنم میں جائیں گے۔ نبی صلعم کو اس بات سے آگاہ کر دیا گیا۔ آپ نے فرمایا اس نے حقیقت کو سمجھا ہی نہیں میں نے ماتعبدون کہا ہے۔ لفظ ما غیر ذوی العقول کے لئے آتا ہے اور لفظ من ذوی العقول کے لئے مستعمل ہوتا ہے (فرشتے، عزیرؑ اور عیسیٰؑ ذوی العقول ہیں) یہ آیت نازل ہوئی۔ ان الذین سبقت لهم الخ

رسول اللہ صلعم سے یہودیوں نے دریافت کیا۔ کہ آپ ہمیشہ سے نبی نہیں ہیں؟ فرمایا۔ ہاں انہوں نے کہا۔ آپ نے گہوارہ میں اس طرح کلام کیوں نہیں کیا جس طرح عیسیٰؑ نے کلام کیا تھا؟ فرمایا عیسیٰؑ بغیر باپ کے پیدا ہوئے تھے۔ اگر وہ گہوارہ میں گفتگو نہ کرتے۔ تو جناب مریمؑ کے دامن عصمت سے دھبہ تہمت نہیں مٹ سکتا تھا۔ میرے ماں اور باپ دونوں تھے۔ مجھے مہد میں بولنے کی ضرورت نہ تھی۔

قریش آپ کی خدمت میں جمع ہوئے اور کہا۔ اے محمدؐ آپ ہمیں کس چیز کی طرف بلاتے ہیں؟ فرمایا اس بات کی گواہی کی طرف کہ اللہ کے سوا کوئی چیز عبادت کے لائق نہیں۔ کہ تمام معبودوں کی

؎ کیا اس کا مطلب یہ نہیں ہو سکتا۔ کہ آنحضرت صلعم قرآن کو تلاوت وحی کی تلاوت سے پہلے کر دیا کرتے۔ کیونکہ آپ قرآن کی تعلیم عالم ارواح میں حاصل کر کے دنیا میں تشریف لائے تھے ۱۲ مترجم

طرف بلاتا ہوں۔ انہوں نے کہا ہم تین سو ساٹھ معبودوں کو پوجتے ہیں اور آپ ایک معبود
دت کرتے ہیں۔ اس حالت میں آپ کا اور ہمارا کیسے گذارہ ہو سکتا ہے۔
یہ آیت وعجبوا ان جاءھم منذر عذاب تک نازل ہوئی۔
ابو سفیان۔ عکرمہ اور ابو اعور اسلمی عبداللہ بن اُبَی اور عبداللہ بن ابی سرح کے پاس آکر
کہنے لگے اے محمدؐ! اگر آپ ہمارے معبودوں کا ذکر کرنا چھوڑ دیں۔ اور یہ اعلان کر دیں۔ کہ وہ
پجاریوں کی سفارش کریں گے۔ تو ہم تیرے معبود کا ذکر ترک کر دیں گے۔
نبی صلعم کو اس بات سے سخت صدمہ ہوا آپ نے حکم دیا کہ تم مدینہ سے نکل جاؤ۔ اور یہ آیت
ہوئی۔ ولا تطع الکافرین یعنی مکہ کے رہنے والے کافروں کی اطاعت نہ کرو۔ اور مدینہ کے
والے منافقین کی۔
ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ پر مشرکین نے کثرت ازواج کی طعنہ زنی کی۔ اور کہا۔
آپ نبی ہوتے تو منصب نبوت آپ کو عورتوں سے شادی کرنے سے روک دیتا تو یہ آیت
ہوئی۔ ولقد ارسلنا رسلاً من قبلک
ابن عباس اور ہم سے مروی ہے۔ کہ نبی صلعم مقام ابراہیم کی جگہ نماز ادا فرما رہے تھے۔ تو وہاں
ابو جہل کا گذر ہوا۔ اور کہا "اے محمدؐ! میں نے آپ کو اس بات سے منع نہیں کیا تھا۔ اور آپ
دھمکا اور ڈرایا۔ رسولؐ کو اس پر غصہ آیا۔ اور اسے دھمکایا۔ اس نے کہا تم کس کی وجہ سے مجھے دھمکاتے
میں اس وادی میں نماز کرنے کے لیے سب سے بڑا ہوں۔ یہ آیت نازل ہوئی ارایت الذی
ی عبداً اذا صلیٰ الیٰ فلیدع نادیہ سندع الزبانیہ
ابن عباس کا بیان ہے کہ اگر وہ ندا دیتا تو اس کو اسی جگہ زبانیہ عذاب میں گرفتار کر لیتے۔
قرظی سے مروی ہے کہ قریش نے کہا "اے محمدؐ! آپ نے ہمارے معبودوں کو گالیاں دیں۔ اور
ہے عقل مندوں کو بیوقوف بنایا۔ اور ہماری جماعت میں پھوٹ ڈال دی۔ اگر تمہیں مال کی ضرورت
تو تجھے مال دیتے ہیں۔ اگر شہرت کی ضرورت ہے۔ تو تجھے اپنا سردار بناتے ہیں۔ اگر کسی بیماری میں
مبتلا ہو تو تمہارا علاج کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ مجھے ان باتوں میں سے کوئی بھی لاحق
کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمہاری طرف رسول بنا کر بھیجا ہے۔ اور ایک کتاب کو مجھ پر نازل کیا

مروی ہے کہ قریش یہود اور نصاریٰ پر اس وجہ سے لعنت کرتے تھے۔ کہ انہوں نے انبیاء کو جھٹلایا تھا اگر ان کے پاس کوئی نبی آ گیا۔ تو وہ ضرور اس کی مدد کریں گے۔ جب اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلعم کو مبعوث کیا۔ تو انہوں نے آپ کی تکذیب کی۔ یہ لوگ اپنی آنکھوں سے رسول اللہ کی طرف اشارہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل فرما کر ان کی پوزیشن بیان کی ہے۔ واذا رآک الذین کفروا ان یتخذونک الا ھزوا ایک دوسرے سے کہا کرتے ھذا الذی یذکر آلھتکم آنحضرت نے فرمایا تھا۔ کہ یہ بت پتھر کے بنے ہوئے ہیں نہ یہ نفع دیتے ہیں۔ اور نہ نقصان وھم بذکر الرحمن ھم کافرون۔

اُبی بن خلف نے ایک بوسیدہ ہڈی کو اپنے ہاتھ سے پیس کر ہوا میں اڑا کر کہا اے محمد کیا آپ کا خیال ہے کہ تمہارا رب اس کو زندہ کرے گا۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ وضرب لنا مثلا الخ

جب کوئی وفد رسول اللہ صلعم کے حالات معلوم کرنے کی غرض سے آتا تھا تو وہ ابولہب کے پاس جاتا اور ان سے کہتا تمہارے ابن عم کا کیا حال ہے؟ وہ نبی صلعم کے بارے میں طعنہ زنی کرتا تھا۔ اور کہتا تھا کہ ہم لوگ برابر اس کے جنون کا علاج کر رہے ہیں۔ یہ لوگ واپس آ جاتے اور رسول اللہ کی خدمت میں حاضر نہیں ہوتے تھے۔

طارق محاربی کا بیان ہے۔ کہ میں نے نبی صلعم کو سوق ذی المجاز میں اس صورت میں دیکھا کہ آپ نے سرخ جوڑا پہنا ہوا تھا اور کہتے تھے۔ اے لوگو! لا الہ الا اللہ کہو تاکہ تم نجات پا جاؤ۔ ابولہب آپ کے پیچھے لگے ہوئے تھے۔ اور آپ کو پتھر مارتے تھے۔ جن سے آنحضرتؐ کے ٹخنے زخمی ہو گئے۔ ابولہب کہتا تھا۔ اے لوگو! اس کی بات نہ مانو یہ جھوٹا ہے۔

کتاب الشیعہ میں ابو ایوب انصاری سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم سوق ذی المجاز میں کھڑے ہوئے لوگوں کو اللہ تعالیٰ کی طرف بلا رہے تھے۔ عباس کھڑے ہوئے آپؐ کا کلام سن رہے تھے۔ عباس نے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں تم بہت بڑے جھوٹے ہو۔ عباس ابولہب کے پاس چلا گیا اس بات سے ابولہب کو آگاہ کیا۔ دونوں واپس آ کر آوازے کسنے لگے۔ "ہمارے بھائی کا بیٹا بہت بڑا جھوٹا ہے۔ خیال کرو کہیں تمہیں تمہارے دین سے برگشتہ نہ کر دے۔" رسول اللہ ابو طالبؑ کے

کہ تمہارے ہاتھ قلم ہو جائیں تمہارا کیا ارادہ ہے۔ خدا کی قسم آپ صادق القول ہیں۔ جناب ابوطالبؑ نے یہ اشعار پڑھے ؎

انت الامین امین اللہ لا کذب   والصادق القول لا لہو و لا لعب

انت الرسول، رسول اللہ نعلمہ   علیک تنزل من ذی العزۃ الکتب

آپ امین بلکہ اللہ کے امین ہیں۔ صادق القول ہیں۔ آپ رسول ہیں بلکہ اللہ کے رسول ہیں ہم جانتے ہیں کہ آپ پر اللہ کی جانب سے کتاب نازل ہوتی ہے

ابوجہل نے ایک روز رسول اللہ سے کہا۔ اے محمد! تیرا راستہ یہ ہے اور ہمارا راستہ وہ۔ تم اپنے دین اور مذہب پر عمل کرو۔ ہم اپنے دین اور مذہب پر عمل کریں گے۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ وقالوا فی قلوبنا اکنۃ ان یفقھوہ

ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک جماعت کی یہ حالت تھی اگر ان کا جسم درست ہو جاتا تھا یا ان کی عورت لڑکا پیدا کرتی تھی، یا ان کے جانور زیادہ ہو جاتے۔ تو وہ لوگ اسلام سے خوش ہوتے۔ اگر کوئی شخص درد میں مبتلا ہوتا یا اسے کوئی تکلیف درپیش ہوتی۔ تو کہتا کہ مجھے تو اس دین اختیار کرنے کے بعد برائی ہی برائی سے سابقہ پڑ رہا ہے۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ ومن الناس من یعبد اللہ علی حرف

ابوجہل نے رسول اللہ صلعم کو نماز پڑھنے سے روکا۔ اور کہا اگر میں نے محمدؐ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ تو ان کی گردن کچل کر رکھ دوں گا۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ فاصبر لحکم ربک ولا تطع آثما وکفورا

آیت وان کادوا لیفتنونک بالذی اوحینا کے بارے میں ابن عباس سے مروی ہے کہ بنو ثقیف کا ایک وفد رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ ہم آپ کی بیعت تین شرائط کے تحت کرنے کے لئے تیار ہیں ہم اپنے معبودوں کی پوجا سے باز نہیں آئیں گے۔ اور نہ ہی انہیں اپنے ہاتھوں سے توڑیں گے اور ایک سال تک لات کی پوجا کریں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اس دین میں کوئی بھلائی نہیں ہے جس میں رکوع اور سجود بجا نہ لایا جائے۔ بتوں کو تمہیں اپنے ہاتھوں سے توڑنا [illegible]

فرمایئے۔ تاکہ ہم اپنے معبودوں سے اکتساب فیضان کر سکیں۔ جب ہم ان سے فیضان حاصل کر لیں گے۔ تو پھر انہیں توڑ دیں گے۔ اور اسلام لائیں گے۔ آنحضرت صلعم نے انہیں بتوں کو توڑنے کے متعلق جلدی کرنے کا حکم دیا تب مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔

رسول اللہ صلعم خانہ کعبہ کا طواف فرما رہے تھے۔ عقبہ بن ابی معیط آیا۔ اور آنحضرت کو گالیاں دیں پھر عمامہ حضرت کی گردن میں ڈال کر سختی سے اپنی طرف کھینچا۔ اس سے آنحضرت صلعم کے ہاتھ کو پکڑ لیا۔ ایک روز نبی صلعم کوہ صفا پر تشریف فرما تھے۔ ابوجہل نے آپ کو گالیاں دیں۔ اور پھر آنحضرت کو پتھر سے زخمی کیا۔ حضرت حمزہ بن عبد المطلب نے اشعار بیان کئے ؎

اتعجبت لاقوام ذوی سفہ   من القبیلتین من سہم ومخزوم

قبیلہ سہم اور مخزوم سے بے وقوف لوگوں پر مجھے تعجب ہوتا ہے۔

القائلین لما جاء النبی بہ   ہذا حدیث اتانا غیر ملزوم

جب بھی نبی تشریف لاتے تو کہنے لگے۔ یہ بات درست نہیں ہے۔

فقد اتاہم بحق غیر ذی عوج   ومنزل من کتاب اللہ معلوم

حالانکہ آپ سچا حق لے کر ان کے پاس آئے۔ جو اللہ کی معلوم کتاب سے نازل ہوا ہے۔

فامنوا بنبی لا ابا لکم   ذی خاتم صاغہ الرحمن مختوم

تمہارا باپ تباہ ہو تم نبی پر ایمان لاؤ   جو صاحب خاتم ہیں جس کو رحمن نے ڈھالا ہے

حضرت ابوطالبؑ کی نصرت

تاریخ طبری اور بلاذری میں تحریر ہے کہ جب آیت فاصدع بما تؤمر نازل ہوئی تو آنحضرت صلعم نے لوگوں کو اسلام کی دعوت دی۔ اور جب آیت انکم وما تعبدون من دون اللہ نازل ہوئی تو کفار نے رسول اللہ صلعم کے خلاف محاذ قائم کر لیا۔ جناب ابوطالب آپ کے معین اور مددگار بنے رہے۔

عتبہ، ولید، ابوجہل اور عاص ابوطالب کے پاس آئے اور کہنے لگے آپ کے بھتیجے

اسلاف کو گمراہ سے تعبیر کیا۔ یا ان کو ہمارے حوالے کیجیے یا آپ ہمارے اور ان کے درمیان حائل نہ ہوجیے ابوطالب نے ان کو نرم گرم باتیں کر کے ٹال دیا۔ رسول اللہ اپنے مشن میں مشغول رہے۔ دین خدا کا اظہار کرتے رہے اور لوگوں کو اس کی طرف دعوت دیتے رہے بعض آدمی اسلام لائے۔

دوسری مرتبہ کفار کا ایک بڑا ہجوم جناب ابوطالب کے پاس آکر کہنے لگا کہ اس میں کلام نہیں کہ آپ کو شرافت اور منزلت حاصل ہے۔ ہماری درخواست ہے کہ آپ اپنے بھتیجے کو منع کر دیں۔ اگر وہ نہیں رکتا تو خدا کی قسم ہمارا پیمانہ صبر اس حالت کو دیکھتے ہوئے لبریز ہو چکا ہے کہ یہ ہمارے اسلاف کو گالیاں دیں ہمارے عقل مندوں کو بے وقوف کہیں اور ہمارے دین میں کیڑے نکالیں۔ جناب ابوطالب نے نبی صلعم سے کہا کہ لوگ تیری شکایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا میں انہیں ایک کلمہ کہلوانا چاہتا ہوں۔ جس کی وجہ سے عرب ان کا مطیع ہو جائے گا۔ اور عجم والے ان کی خدمت میں جزیہ پیش کریں گے ابوطالب نے عرض کیا کہ اے بھائی کے لال وہ کون سا کلمہ ہے۔ فرمایا لا الہ الا اللہ وہ لوگ کپڑے جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور کہا کہ ہم کئی معبودوں کو چھوڑ کر ایک معبود کو مان لیں۔ یہ بات تعجب خیز ہے۔

ابن اسحاق نے کہا کہ پوشیدہ طور پر جناب ابوطالب نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض کیا کہ مجھ پر اتنا بوجھ نہ ڈالیے جس کے اٹھانے کی مجھ میں طاقت نہ ہو۔ رسول اللہ صلعم نے خیال کیا کہ جناب ابوطالب آپ کی مدد کو ایک بوجھ سمجھ کر آپ سے دست کش ہو رہے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اے چچا اگر سورج میرے داہنے ہاتھ اور چاند بائیں ہاتھ میں رکھ دیا جائے۔ اور مجھے کہا جائے کہ میں اپنے مشن کو چھوڑ دوں تو میں اس کو ہرگز نہیں چھوڑوں گا۔ یا میں اپنے مشن کو نافذ کر کے رہوں گا یا قتل ہو جاؤں گا۔ یہ کہہ کر آنحضرت کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور روتے ہوئے پیٹھ پھیر کر جانے لگے۔ ابوطالب نے عرض کیا آپ اپنے کام کو جاری رکھئے۔ خدا کی قسم میں آپ کا ساتھ کبھی نہیں چھوڑوں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں کو اس کی طرف دعوت دوں۔ پس جناب ابوطالب نے آپ کے ساتھ نصرت اور مدد کے وعدہ کے علاوہ آپ کی تعریف میں جناب ابوطالب نے یہ اشعار کہے ہیں

خدا کی قسم یہ لوگ آپ کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے جب تک میں مٹی میں دفن نہ ہو جاؤں۔

فاصدع بامرک ما علیک غضاضۃ   وابشر بذاک وقر منک عیونا

اپنے کام کو کھول کر بیان فرمایئے۔ آپ پر کوئی روک ٹوک نہیں ہے آپ دین کی نشر و اشاعت
کیجئے اس سے میری آنکھیں ٹھنڈی ہوں گی۔

ودعوتنی وزعمت انک ناصحی   فلقد صدقت وکنت قبل امینا

تم نے مجھے دعوت دی اور کہا کہ میں ناصح ہوں۔ تم نے سچ کہا اس سے پہلے بھی تم امین کے لقب
سے یاد کئے جاتے تھے۔

وعرضت دینا قد عرفت بانہ   من خیر ادیان البریۃ دینا

تم نے ایک ایسا دین پیش کیا میں جانتا ہوں کہ یہ تمام ادیان سے بہتر دین ہے

طبری اور واحدی اپنی اپنی اسناد کے ساتھ سدی سے اور ابن بابویہ نے کتاب النبوۃ میں امام زین
العابدین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم جناب ابوطالب کے پاس تھے۔ اور
قریش ابوطالب کے پاس آکر کہنے لگے۔ کہ ہم آپ سے آپ کے بھتیجے کے بارے میں انصاف کے
طالب ہیں۔ ابوطالب نے کہا کیا انصاف چاہتے ہو؟ کہا ہم اس سے رک جاتے ہیں۔ وہ ہم سے رک جائیں
نہ ہمارے متعلق کوئی بات کریں۔ اور نہ ہم ان کے متعلق کوئی بات کریں گے۔ وہ نہ ہم سے جھگڑا کریں۔
نہ ہم اس سے جھگڑا کریں۔ اس کی دعوت نے دلوں میں دوری، کینہ اور بغض پیدا کر دیا ہے۔ ابوطالب نے
کہا اے بھتیجے سنا؟ یہ کیا کہہ رہے ہیں؟ فرمایا: اے چچا اگر یہ لوگ میرے بارے میں انصاف
کا دیں اور میری نصیحت کو مان لیں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے کہ میں لوگوں کو دین حنیف کی طرف
بلاؤں جو شخص اس کو قبول کرے گا۔ اس سے اللہ تعالیٰ راضی ہوگا۔ اور ہمیشہ بہشت میں داخل ہوگا
اور جو شخص میری نافرمانی کرے گا میں اس سے جہاد کروں گا حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ ہمارے درمیان فیصلہ کرے
گا۔ وہ بہترین فیصلہ کرنے والا ہے۔ کہا ان سے کہہ دیں۔ وہ ہمارے خداؤں کو گالیاں دینے سے باز
آجائیں۔ اور ان کو برے الفاظ سے یاد نہ کریں۔ یہ آیت نازل ہوئی قل افغیر اللہ تامرونی اعبد
انہوں نے کہا کہ اگر محمد سچے ہیں تو ہمیں اس بات سے آگاہ کریں کہ ہم میں سے کون شخص ایمان لائے گا اور
ہم میں سے کون اپنے کفر پر قائم رہے گا اگر ہم نے آپ کو سچا پایا۔ تو آپ پر ایمان لائیں گے۔ اور یہ آیت

...و کر جا کر اس کی نماز کو خراب کر دے۔ ابن زبعری اس کام کے لئے تیار ہو گیا۔ اس نے گوبر اور ...
...اٹھا کر رسول اللہ پر ڈال دیا۔
...جب ابو طالب کو اس بات کا علم ہوا تو آپ نے تلوار کھینچ لی۔ جب آپ کو اس حالت میں دیکھا
...کے سب بھاگ کھڑے ہوئے۔ کہا خدا کی قسم اگر ان میں سے کوئی بھی کھڑا رہتا تو میں اس کو تلوار
...ٹکڑے ٹکڑے کر دیتا۔ پھر کہا اے بھتیجے تیرے ساتھ یہ سلوک کس شخص نے کیا ہے۔ فرمایا عبد اللہ
...ابو طالب نے گوبر اور خون کو اٹھا کر عبد اللہ پر ڈال دیا۔ اور روایات متواترہ سے یہ بات ثابت
...رسول اللہ نے حکم دیا کہ وہ آپ کی پشت سے جھلی کو اتار کر پھینک دیں۔ بخاری میں ہے کہ جناب
...نے اس جھلی کو اٹھا کر پھینک دیا۔ پھر جناب فاطمہ نے انھیں سخت سست کہا۔ تو وہ ہنسنے
...جب رسول اللہ نے مشرکین سے نجات پائی تو فرمایا۔ اے میرے اللہ قریش کے ان لوگوں
...بن ہشام، عتبہ بن ربیعہ، شیبہ بن ربیعہ، عقبہ بن ابی معیط اور امیہ بن خلف پر عذاب نازل فرما۔
...اس ذات کی جس کے سوا کوئی چیز عبادت کے لائق نہیں ہے۔ کہ میں نے دیکھا جن لوگوں کے
...رسول اللہ نے بد دعا کی تھی۔ وہ امیہ کے سوا باقی سب کے سب بدر کی لڑائی میں قتل کئے گئے۔
...کھینچ کر چاہ قلیب میں ڈالا گیا۔ صرف امیہ باقی رہ گیا جسے پتھر مار کر قتل کیا گیا۔
...محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم بدر کے کنوئیں پر کھڑے ہوئے اور کہا تم اپنے
...بد ترین قبیلہ تھے۔ تم نے میری تکذیب کی اور لوگوں نے میری تصدیق کی۔ تم نے مجھے نکال دیا اور
...نے مجھے پناہ دی۔ اور تم نے مجھ سے جنگ کی۔ اور لوگوں نے میری مدد کی۔ پھر فرمایا کیا تم نے
...چیز کو صحیح طور پر پایا۔ جس کا وعدہ میرے رب نے تم سے کیا ہے۔ اور میرے رب نے جو وعدہ مجھ
...کیا تھا۔ میں نے درست پایا ہے۔ پھر فرمایا یہ لوگ میری بات کو سن رہے ہیں۔
...تاریخ طبری جلد دوم میں ہے۔ کہ جب قریش نے آنحضرت کے ساتھ اپنی قوم کی ہمدردی اور ابو طالب
...حمایت دیکھی۔ تو ابو طالب کے پاس آئے اور کہا۔ کہ ہم لوگ قریش کا ایک خوبصورت سخی اور پر شکوہ
...ولید عمارہ بن ولید آپ کے پاس لائے ہیں۔ یہ ہم آپ کے حوالے کرتے ہیں۔ اس کی پرورش کیجئے۔
...کا مال ہمارے پاس موجود ہے۔ وہ بھی لے لیجئے۔ اور ہمارے حوالے اپنا بھتیجا کر دیجئے جس نے ہماری
...میں تفرقہ ڈالا ہے۔ اور ہمارے عقل مندوں کو بے وقوف کہا ہے۔ ہم اسے قتل کر دیں گے ابو طالب

کہا خدا کی قسم تم نے میرے ساتھ انصاف نہیں کیا۔ تم مجھے اپنا فرزند دیتے ہو کہ میں اس کی پرورش
کروں۔ اور میرا فرزند لے کر اس کو قتل کرنا چاہتے ہو۔ خدا کی قسم یہ کام کبھی نہیں ہوگا۔ کیا تمہیں علم نہیں کہ
جب اونٹنی کا بچہ چھوٹ جاتا ہے۔ تو وہ کسی دوسرے بچے کی طرف رغبت نہیں کرتی پھر آپ نے
ان کو جھڑکا۔ انھوں نے زبردستی آنحضرتؐ کو چھینا چاہا۔ ابو طالبؑ نے انھیں باز رکھا اور اس
بارے میں اشعار کہے ۔

حمیت الرسول رسول الله ببیض تلالا مثل البروق

میں نے رسول اور خدا کے رسول کی حمایت کی۔ جو بجلیوں کی مانند روشن چہرے والے ہیں

اذب واحمی رسول الله حمایة عم علیه شفیق

میں اللہ کے رسولؐ سے مشرکین کو دور رکھوں گا۔ اور مہربان چچا کی طرح آپؐ کی مدد کروں گا۔

نیز کہا ۔

یقولون ماذ تصرمن جاء بالهدی وغالب لنا غلاب کل مغالب

کہتے ہیں کہ جو شخص ہدایت لے کر آیا ہے۔ اس کی نصرت چھوڑ دیجئے میں تو ہر غالب پر غالب آنے
والا ہوں۔

وسلم الینا احمداً واکفلن لنا بنینا ولا تحفل بقول المعاتب

احمد ہمارے حوالے کر دیجئے ہمارا ایک لڑکا لے لیجئے عیب لگانے والے کی بات پر توجہ
نہ دیجئے ۔

فقلت لهم الله ربی و ناصری علی کل باغ من لوی بن غالب

میں نے کہا اللہ میرا رب ہے۔ جو لوی بن غالب کے ہر باغی سے میری مدد کرے گا۔
مقاتل میں تحریر ہے کہ جب قریش نے دیکھا کہ آنحضرتؐ کا کام روز بروز ترقی کر رہا ہے۔ تو انھوں
نے کہا کہ ہم لوگ محمدؐ میں تکبر اور غرور کے سوا اور کوئی چیز نہیں دیکھتے۔ یہ یا تو ساحر ہیں یا مجنون ہیں۔
انھوں نے آپس میں اس بات کا معاہدہ کیا کہ جب ابو طالبؑ مر جائیں تو قریش کے تمام قبیلے جمع ہو
کر ان کو قتل کر دیں۔ اور یہ بات ابو طالبؑ کو معلوم ہوئی تو آپ نے بنو ہاشم کو جمع کر کے یہ وصیت

ں ہمارے اسلاف اور ہمارے علما بیان کرتے رہے ہیں۔ محمدؐ نبی صادق اور امین ناطق ہیں آپ
رت بلند ہے اور آپ کا مرتبہ اللہ کے نزدیک بہت اونچا ہے۔ محمدؐ کی دعوت کو قبول
پ کی نصرت پر اتفاق کرو۔ اور آپ کے دشمن کو مار بھگاؤ۔ اور تمہارے لئے یہ شرف ہمیشہ
ہے گا۔

س طور پر اپنے بھائی حمزہ کو رسول اللہ کے بارے میں پیروی کرنے کی وصیت فرمائی۔ ایک
ت حمزہ کمان لٹکائے ہوئے شکار سے واپس پلٹ رہے تھے۔ اس نے اپنی بہن کے گھر میں
للہ کو پایا۔ اور اس کی بہن رو رہی تھی۔ اس نے کہا کیوں رو رہی ہو؟ کہا اے ابو عمارہ حکایت
ں۔ ابھی آپ کے بھتیجے محمدؐ کو ابو الحکم بن ہشام سے وہ مصیبت اٹھانی پڑی کہ (بیان کیا) اگر حضرت
ں موجود تھے۔ اس نے آپ کو تکلیف دی اور گالیاں دیں۔ آپ نے اس سے ناسزا باتیں برداشت
ضرت حمزہ غصہ کے عالم میں پلٹ گئے۔ اس کے سر کو بری طرح پتھر سے زخمی کر دیا۔ اس کے
ردوں نے حمزہ کو مارنا چاہا تو ابو جہل نے کہا ابو عمارہ کو چھوڑ دو وہ اسی وجہ سے مسلمان
یں۔

پ حمزہؓ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا اس نے تیرے ساتھ جو سلوک کیا ہے
سزا پالی ہے اس بات سے نبی معظم کو خوشی نہ ہوا۔ فرمایا۔ اے چچا! تم بھی تو انہیں لوگوں میں
ست نہیں ہو)

ں کہ حضرت حمزہ ایمان لائے قریش کو یہ یقین ہو گیا کہ رسول اللہ حضرت حمزہ کے اسلام
سے با توقیر ہو گئے ہیں اور حضرت حمزہؓ آپ کی حمایت کریں گے۔ ابن عباس نے کہا کہ حمزہ
نے کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اومن کان میتا فاحییناہ حمزہ کے اسلام
ہ توقیر پر حضرت ابوطالب نے خوشی ہو کر یہ اشعار کہے

حط من اتی بالدین من عند ربہ ۔۔۔ بصدق و حق لا تکن حمز کافراً

ق اور سچائی کے ساتھ محمدؐ اپنے رب کی طرف سے دین کو لے کر آئے ہیں۔ اے حمزہ کافر
ہونا۔

آپ نے یہ اشعار کہے ؎

الم تعلموا انا وجدنا محمداً ۔۔۔ نبیاً کموسیٰ خط فی اول الکتب

کیا تمہیں اس بات کا علم نہیں کہ ہم نے محمدؐ کو ایسا نبی پایا جیسا کہ حضرت موسیٰ تھے اور آپ کو گذشتہ کتب میں مسطور ہے ۔

الیس ابونا ھاشم شد ازرہٗ ۔۔۔ واوصی بنیہ بالطعان وبالضرب

کیا ہمارے باپ ہاشم نہیں تھے جنہوں نے اپنی سیادت کو قائم رکھا اپنے بیٹوں کو نیزہ زنی اور تلوار چلانے کی وصیت کی تھی ۔

وان الذی علقتم من کتابکم ۔۔۔ یکون لکم یوماً کراعیۃ السقب

اے قریش! وہ معاہدہ جس کو تم نے کعبہ میں لٹکا رکھا ہے ایک دن ریزہ ریزہ ہو کر رہے گا ۔

افیقوا افیقوا قبل ان یحفر الثریٰ ۔۔۔ ویصبح من لم یجن ذنباً کذی ذنب

خاک میں مل جانے سے پہلے ذرا ہوش سے کام لو ۔ گناہ نہ کرنے والا بھی گنہگاروں میں شمار ہونے لگے ۔

جب رسول اللہ شعب ابوطالب میں محصور ہو گئے ۔ تو ابوجہل عاص بن وائل نضر بن حارث بن کلدہ اور عقبہ بن معیط ان راستوں پر جا کر بیٹھ جاتے جو شعب ابوطالبؑ کی طرف جاتے تھے اور جو شخص شعب ابوطالب کی طرف کھانے پینے کی چیز لے جا کر جاتا تو اس کو مارتے پیٹتے اور اس کو لوٹ لیتے تھے ۔

شعب میں محصوری کے ایام میں جناب خدیجہؑ نے رسول اللہ صلعم پر بہت سامان خرچ کیا ۔

رسول اللہ صلعم جب اپنے بستر پر سو جاتے اور دیگر لوگ بھی آرام میں ہوتے ۔ تو ابوطالب حاضر ہوتے آنحضرت صلعم کو اٹھا کر اپنے بستر پر سلاتے اور حضرت علی کو رسول اللہ صلعم کے بستر پر سلا دیتے تھے ۔ اور رسول اللہ کی حفاظت پر اپنے بیٹوں اور بھتیجوں کو مقرر کرتے تھے ۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا اے پدر بزرگوار! میں کسی نہ کسی رات قتل کر دیا جاؤں گا ۔

ابوطالب نے یہ اشعار کہے ؎

اصبرن یابنی فالصبر احجیٰ ۔۔۔ کل حی مصیرہ لشعوب

بیٹا صبر سے کام لو صبر سب سے زیادہ مناسب ہے۔ ہر قبیلہ کو شعب میں پناہ لینی پڑتی تھی
علی علیہ السلام نے جواب میں یہ اشعار کہے ۔

اتامرنی بالصبر نصر احمد — وواللہ ماقلت الذی قلت جازعاً

(اے بابا) آپ احمد کی نصرت کے بارے میں صبر کی تلقین کرتے ہیں خدا کی قسم میں نے جو بات
کی خدمت میں عرض کی ہے۔ وہ کسی ڈر اور خوف کی وجہ سے نہیں کہی ۔

ولکننی احببت ان ترنصرتی — وتعلم انی لم ازل لک طائعاً

لیکن میں نے اس بات کو پسند کیا کہ آپ مجھ پر راضی رہیں اور آپ کو یقین ہونا چاہیئے کہ میں ہمیشہ
کا فرمانبردار رہوں گا۔

وسعی لوجہ اللہ فی نصر احمد — نبی الھدی المحمود طفلاً ویافعاً

میں محمد (صلعم) کی نصرت بچپن اور جوانی میں اللہ کی رضا جوئی کی خاطر کروں گا۔ جو پسندیدہ ہدایت
نبی ہیں ۔

موسم عمرہ ماہ رجب اور موسم حج ماہ ذوالحجہ میں یہ محصور لوگ امن اور امان میں ہوتے تھے ان
دنوں میں خرید و فروخت کیا کرتے تھے رسول اللہ صلعم ہر موسم میں قبائل عرب کا دورہ کرتے تھے
ان سے کہتے کہ تم نے میرے لیے رکاوٹ پیدا کردی ہے حتیٰ کہ میں تمہیں قرآن کی حقیقت سے آگاہ
نہیں کر سکتا جس کا ثواب اللہ کے نزدیک جنت ہے ابولہب حضرت کے پیچھے لگا رہتا تھا ۔ اور
کہتا یہ میرا بھتیجا جھوٹا اور جادوگر ہے ۔

قریش نے ابوطالب کو کہلا بھیجا کہ محمد کو ہمارے حوالے کردیجئے ۔ ہم اس کو قتل کردیں گے اور تجھے
سردار تسلیم کرلیں گے ۔

ابوطالب نے آنحضرت کی مدح میں اپنا پرمغز قصیدہ مدحیہ کہا۔ اس قصیدہ کو سن کر قریش مایوس
۔ ابوالعاص بن ربیع رات کے وقت گیہوں اور کھجوریں اونٹ پر لاد کر شعب کے دروازے پر لاتے
صبح تک وہیں رہتے۔ رسول اللہ صلعم نے ابوالعاص کے اس فعل کی تعریف کی ہے یہ لوگ شعب میں
ابن سیرین کی روایت کے مطابق تین سال محصور رہے ۔

خدا نے دیمک کو حکم دیا وہ اسے چاٹ کر کھا گئی۔ جبرائیل نے نازل ہو کر اس واقعہ سے نبی صلعم کو
آگاہ کیا۔ رسول اللہ نے اس بات کو ابو طالب کو گوش گذار کیا۔ ابو طالب نے خانہ کعبہ میں قریش
کے پاس تشریف لائے انہوں نے آپ کی تعظیم و تکریم کی۔ انہوں نے کہا آپ ہم سے صلہ رحمی کرنا چاہتے
ہیں اور محمدؐ کو ہمارے حوالے کرنا چاہتے ہیں آپ نے کہا خدا کی قسم میں تمہارے پاس اس لئے نہیں
آیا بلکہ مجھے میرے بھتیجے نے آگاہ کیا ہے اور جھوٹ بھی نہیں کہا۔ اللہ تعالٰے نے آپ کو تمہارے
صحیفہ کے متعلق آگاہ کیا ہے کہ اسے دیمک نے چاٹ لیا۔ جاؤ اپنے معاہدے کو دیکھو اگر بات درست
ہے اللہ تعالٰے سے ڈرو۔ آپ پر جو ظلم کرتے ہو۔ اور آپ سے جو قطع رحم کیا ہوا ہے اس سے باز آ
جاؤ۔ اگر محمدؐ کی بات جھوٹی ہے تو میں اس کو تمہارے حوالے کر دوں گا۔ انہوں نے معاہدہ کو اتارا اور اس
کی مہریں اتار کر دیکھیں تو اس میں باسمک اللھم اور اسم محمدؐ کے سوا کوئی چیز باقی نہ تھی۔ ابو طالب نے
کہا اللہ سے ڈرو آنحضرتؐ کے بارے میں اپنے ناپاک ارادوں سے باز آجاؤ۔ یہ سن کر وہ خاموش ہو
گئے۔ اور اپنی اپنی جگہ چلے گئے اللہ تعالٰے نے اس آیت کو نازل کیا ادع الی سبیل ربک لے
محمد ان کو اپنے رب کی طرف بلاؤ۔ رسول اللہ نے کہا (اے معبود) میں ان کو کیسے دعوت دوں۔
کیا انہوں نے ترک دعوت پر معاہدہ نہیں کر رکھا؟ اللہ تعالٰے نے اس آیت کو نازل کیا یمحو اللہ
ما یشاء و یثبت اللہ جس چیز کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے۔ اور جس چیز کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے
(معاہدہ کو جب دیمک نے چاٹ لیا تو) رسول اللہ شعب سے باہر نکلے۔ اور تبلیغ کا کام شروع
کر دیا۔ اور اس بارے میں ابو طالب نے یہ اشعار کہے ؎

محا اللہ کفر ہم و عقو ہم   وما نقموا من ناطق الحق معرب

اللہ تعالٰی نے معاہدہ سے ان سے کفر اور نافرمانی کو مٹا کے رکھ دیا۔ وہ لوگ حق بیان کرنے والے
سے کوئی بدلہ نہ لے سکے ۔

واصبح ابن عبد اللہ فینا مصدقا   علی سخط من قومنا غیر معتب

عبد اللہ کے بیٹے محمدؐ کا بول بالا ہو گیا باوجودیکہ میری قوم ناراض رہی اور آپ کا کچھ نہ بگاڑ سکی۔

فصل

ابوطالب کی وفات کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کیا کیا آفتیں اٹھائیں

ولقد مکناکم کے تحت امام زہری سے روایت ہے کہ وفات ابوطالب کے بعد رسول اللہ صلعم کا کوئی ناصر اور مددگار نہ رہا۔ اور کفار نے آپ کے سر اقدس پر مٹی کو پھینکا آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ وفات ابوطالب سے پہلے قریش نے میرا کچھ بھی نہیں بگاڑا تھا۔ آپ کی وفات کے بعد مشرکین آپ پر پتھر برساتے تھے جب آیت تبت یدا ابی لہب (ابولہب کے دونوں ہاتھ ٹوٹ جائیں) نازل ہوئی۔ تو ام جمیل معاویہ کی پھوپھی رسول اللہ صلعم کے پاس آئیں۔ وہ غیظ و غضب سے بھری ہوئی تھیں۔ رسول اللہ صلعم خانہ کعبہ میں تھے۔ آنحضرت صلعم کی خدمت میں عرض کیا گیا اے اللہ کے رسول آپ کے پاس ام جمیل آ رہی ہے۔ ہمیں خوف لاحق ہے کہ کہیں آپ کو دیکھ نہ لے۔ فرمایا مجھے ہرگز نہ دیکھ سکے گی۔ مسجد کے پاس ٹھہر گئی۔ اور کہا کہ مجھے معلوم ہوا ہے کہ تمہارے ساتھی نے میری مذمت بیان کی ہے لوگوں نے کہا کہ اس گھر کی قسم اس نے آپ کی مذمت بیان نہیں کی یہ کہتی ہوئی واپس چلی گئی کہ قریش کو معلوم ہے کہ میں ان کے سردار کی لڑکی ہوں۔

فان تولوا فقل حسبی اللہ اگر تم چھوڑ جاؤ گے۔ تو میرا اللہ میرا سازگار ہے۔ کے تحت امام زہری سے روایت ہے کہ حضرت ابوطالب کی وفات کے بعد رسول اللہ سخت مصائب و آلام میں گھر گئے حتیٰ کہ آپ نے طائف کا قصد اس نیت سے کیا کہ وہاں کے سردار عبد یالیل مسعود اور حبیب بنو عمرو بن عمیر ثقفی آپ کی مدد کریں گے انہوں نے آپ کی دعوت کو قبول نہ کیا اور ان کے احمق آپ کے پیچھے پڑ گئے اور آپ پر پتھر برسانے لگے۔ اور آپ کے پاؤں کو زخمی کر دیا حضرت نے وہاں سے نجات حاصل کر کے ایک پہاڑ کے دامن میں پناہ لی۔ کہا اے معبود! میں اپنی کمزوری بے بسی اور مددگاروں کی کمی اور اس توہین کی جو لوگوں نے میری کی ہے تجھ سے شکایت کرتا ہوں۔ اے تمام رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے۔

ربیعہ کے دونوں فرزندوں عقبہ اور شیبہ نے آپ کی خدمت میں اپنے عداس غلام کے ذریعہ انگور کا تھال بھیجا اور عداس

ہاتھ بڑھایا۔ غلام نے کہا یہاں کے رہنے والے تو یہ کلمہ نہیں کہتے۔ آنحضرت صلعم نے پوچھا۔
ے رہنے والے ہو۔ عرض کیا میں شہر نینوا کا رہنے والا ہوں۔ فرمایا پرہیزگار مرد یونس بن
ہر کے رہنے والے ہو۔ اس نے کہا آپ اسے کیسے پہچانتے ہیں۔ آنحضرتؐ نے فرمایا میں
ول ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے مجھے یونس کے متعلق آگاہ کیا ہے۔ عداس رسول اللہ کی
میں گر پڑا اور دونوں قدموں کو چومنے لگا۔ جن سے خون بہہ رہا تھا۔ عتبہ نے اپنے بھائی
م نے اپنے غلام کو خراب کر دیا۔ جب عداس آنحضرت سے چلا گیا۔ تو اس سے آنحضرتؐ
ے میں دریافت کیا گیا۔ اس نے کہا خدا کی قسم وہ سچے نبی ہیں انھوں نے کہا اس آدمی
یں دھوکا دیا ہے کہیں نصرانیت سے برگشتہ نہ کر دے۔ اگر نبی ہوتے تو کارِ نبوت انہیں
ں کے شغل سے باز رکھتا۔ اسے تمام قسم کے معجزات اور اپنے اقربا کی موت کو روکنا ممکن ہوتا؟
ت اور خدیجہؑ کا انتقال ہو گیا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی ولقد ارسلنا رسلاً من قبلک
تجھ سے پہلے رسولوں کو بھیجا تھا۔

امام حسن عسکری علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ ایک دفعہ ابوجہل نے مدینہ میں رسول اللہ کی
میں خط تحریر کیا کہ وہ خیالات جو تمہارے سر میں جاگزیں تھے۔ انہوں نے تیرے لئے مکہ کی
تنگ کر دیا جس کی وجہ سے تمہیں مکہ چھوڑ کر مدینہ کی طرف ہجرت کرنی پڑی وہ خیالات لگاتار
لوگوں کو نفرت دلاتے رکھیں گے۔ آنحضرت نے جواب میں ابوجہل کو تحریر کیا اے ابوجہل
دھمکاتے ہو۔ حالانکہ میرے رب نے میرے ساتھ نصرت کا اور ظفر کا وعدہ کیا ہے اللہ
کی خبر بالکل سچی ہوتی ہے اور اللہ کے قول کو قبول کرنا حق کے زیادہ نزدیک ہوتا ہے
چھوڑنے والا کوئی نقصان نہیں پہنچا سکتا یا اللہ تعالیٰ کی امداد کے بعد اس پر ناراض ہونے
کا کچھ نہیں بگاڑ سکتا۔ اے ابوجہل! تم وہ بات کر رہے ہو جو شیطان نے تمہارے
ڈال دی ہے۔ اور میں وہ بات کر رہا ہوں جس سے مجھے رضوان نے آگاہ کیا ہے تیرا
را فیصلہ ۱۹ دن کے بعد میدان جنگ میں ہوگا۔ تم اس جنگ میں میرے کمزور ترین ساتھی
ہاتھوں قتل کر دئے جاؤ گے عنقریب تم عتبہ، شیبہ، ولید اور فلاں فلاں (آپؐ نے
کر آدمیوں کی تعداد گنا) بدر کے کنوئیں میں ڈالے جاؤ گے۔ تم میں سے ستر آدمی قتل کئے

نکالیں گے۔ اور ستر آدمی قید کر لئے جائیں گے۔ پھر آپ نے بلند آواز سے کہا کیا تم اس بات کو پ
کرتے ہو کہ میں تمہیں ان میں سے ہر ایک کی جائے قتل دکھا دوں۔ آؤ میرے ساتھ بدر کی طرف چلو
وہاں ایک بہت بڑا امتحان ہوگا۔ حضرت کی دعوت کو حضرت علی کے سوا اور کسی نے قبول نہ کیا
عرض کیا بسم اللہ تشریف لے چلیے۔ آنحضرتؐ نے پھر دوسرے فرمایا۔ تم صرف ایک قدم آگے بڑھاؤ
اللہ تعالیٰ تمہارے لئے طی الارض کر دے گا۔ لوگوں نے ایک قدم بڑھایا اور ان کا دوسرا قدم
بدر کے کنوئیں کے پاس تھا۔ فرمایا۔ یہاں عتبہ قتل ہوگا۔ اور اس جگہ ولید مارا جائے گا۔ آپ نے
ستر آدمیوں کا نام لیا۔ اور فلاں فلاں آدمی قید کر لئے جائیں گے۔ آپ نے ستر آدمیوں کو گنا۔ جب آخری
آدمی کا نام لیا تو فرمایا یہاں ابوجہل قتل ہوگا۔ پھر فرمایا یہ بات پکی ہے اور اٹھارہ روز کے بعد ضرور
واقع ہوگی۔

فصل

مشرکین اور شیطان کی چال سے حفاظت

جابر ابن عبداللہ انصاری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم ایک درخت کے نیچے
تشریف فرما ہوئے۔ اور اپنی تلوار کو درخت کے ساتھ لٹکا دیا۔ پھر آپ سو گئے۔ ایک اعرابی نے
کر آپ کی تلوار کو اٹھا لیا۔ آنحضرتؐ کے سر پر کھڑا ہو گیا۔ حضورؐ نیند سے بیدار ہوئے تو کہا کہ لے
اب بتاؤ تمہیں کون بچائے گا۔ فرمایا۔ اللہ تعالیٰ۔ وہ کانپ گیا اور تلوار اس کے ہاتھ سے گر
ی۔ رسول اللہ صلعم نے تلوار کو اٹھا لیا۔ اور فرمایا اب تمہیں مجھ سے کون بچائے گا۔ کہا کوئی بھی
یں لیکن میں آپ سے وعدہ کرتا ہوں کہ میں آپ سے کبھی نہیں لڑوں گا۔ اور نہ ہی آپ کے خلاف
کے دشمن کی امداد کروں گا۔ آپ نے اسے چھوڑ دیا۔ واپس لوٹا تو لوگوں نے اس سے حال دریافت
نے کہا میں نے ایک لمبے قامت والے سفید آدمی کو دیکھا اس نے میرے سینے پر دھکا
یں سمجھ گیا کہ یہ فرشتہ ہے۔ ایک روایت ہے کہ وہ اسلام لایا اور لوگوں کو اسلام
عوت دیتا تھا۔

حذیفہ

آپ کی گردن پر سوار ہو جائے پھر وہ الٹے پاؤں پلٹ گیا لوگوں نے پوچھا یہ کیوں کہا
ے اور محمدؐ کے درمیان ایک خندق حائل تھی جس میں آگ بھڑک رہی تھی اور بہت سے پردار
فرشتوں کو دیکھا نبی صلعم نے کہا اگر یہ میرے نزدیک ہوا تو فرشتے اس کے ٹکڑے ٹکڑے
کر دیتے۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔ افرایت الذی ینھی

ابن عباس سے روایت ہے کہ قریش حجر اسود کے پاس جمع ہوئے اور لات عزیٰ
ت کی قسم کھا کر معاہدہ کیا کہ اگر ہم محمدؐ کو دیکھیں گے۔ تو یک دم مل کر آپ کو قتل کر دیں
جناب فاطمہؑ روتی ہوئیں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں داخل ہوئیں اور ان کے ارادہ
گاہ کیا فرمایا بیٹی وضو کا پانی لاؤ۔ آپ نے وضو کیا اور خانہ کعبہ کی طرف تشریف لے گئے
انہوں نے آپ کو دیکھا تو کہنے لگے۔ وہ آ رہے ہیں ان کے سر جھک گئے اور ان کی ٹھوڑیاں
ے سینے میں دھنس گئیں۔ ان میں کا کوئی آدمی بھی آپ تک نہ پہنچ سکا۔ رسول اللہ نے مٹی کی
بھر کر ان کی طرف پھینکی فرمایا۔ شاہت الوجوہ جس پر مٹی پڑی۔ وہ بدر کی جنگ میں
ہوا۔

محمد بن اسحاق سے مروی ہے جب رسول اللہ صلعم مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کر کے
ہے تھے۔ تو آپ کا پیچھا سراقہ بن جعشم نے گھوڑے پر سوار ہو کر کیا۔ رسول اللہ نے جب اس کو
دیکھا تو اسے بددعا کی اس کے گھوڑے کے پاؤں زمین میں دھنس گئے حتیٰ کہ وہ لوگوں
ں سے اوجھل ہو گیا۔ یہ دیکھ کر وہ فریاد کرنے لگا۔ نبی صلعم نے دعا فرمائی۔ پھر وہ زمین کی سطح
ظاہر ہو گیا یہ واقعہ تین دفعہ ہوا۔ نبی صلعم فرماتے۔ اے زمین اس کو پکڑ لے جب وہ فریاد کرتا
فرماتے۔ اے زمین اس کو چھوڑ دے چوتھی بار اس نے اقرار کیا۔ کہ وہ آپ کا تعاقب نہیں
گا۔ اس بارے میں نصر بن منتصر کا شعر ہے ؎

من قال الارض خذی فاخذت عدوہ لما راہ قد طغا

زمین سے کس شخص نے کہا تھا۔ کہ سراقہ کو پکڑ لے۔ اس نے آنحضرت کے دشمن کو پکڑ
جب اس نے سرکشی کی تھی۔

ایک اور شاعر نے کہا ؎

وفی سراقۃ ایات مبینۃ ۔ اذا ساخت الحجر فی حل بلا وحل

سراقہ کو روشن معجزات کا سامنا کرنا پڑا جبکہ اس کے گھوڑے کو زمین نے دھنس دیا جو کیچڑ دار نہیں تھی۔

رسول اللہ صلعم مکہ کی سنگلاخ زمین پہ چلے جا رہے تھے ابو جہل نے آپ کو ایک پتھر مارا۔ جو سات دن اور سات رات فضا میں معلق رہا۔ انھوں نے کہا۔ اس کو کس نے معلق رکھا ہے فرمایا۔ اس کو اس ذات نے معلق رکھا ہے جس نے آسمان کو بغیر ستونوں کے بلند کر رکھا ہے

عکرمہ سے مروی ہے۔ کہ جب رسول اللہ غزوہ حنین میں جہاد فرما رہے تھے۔ تو شیبہ بن عثمان بن ابی طلحہ نے حضرت کے دائیں جانب آپ پر وار کرنا چاہا۔ تو اس نے وہاں عباس کو پایا پھر وہ بائیں طرف آیا۔ تو وہاں اس نے ابو سفیان بن حارث کو پایا پھر وہ حضرت کے عقب کی طرف آیا۔ اس نے آگ کے بھڑکتے ہوئے شعلے دیکھے الٹے پاؤں واپس پلٹ گیا رسول اللہ صلعم نے اس کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ اے شیبہ! اے شیبہ! میرے قریب ہو جا۔ پھر فرمایا اے معبود! ان سے شیطان کو دُور رکھ وہ اسلام لے آیا۔

ابن عباس نے آیت یرسل الصواعق کے تحت کہا کہ عامر بن طفیل نے اربد بن قیس سے کہا۔ کہ تم نے کئی دفعہ آنحضرت کے قتل کا ارادہ کیا لیکن باز رہا (اس کی کیا وجہ ہے) اربد نے کہا میں نے آپ کے قتل کا ارادہ دو دفعہ کیا۔ ایک دفعہ تو لوہے کی دیوار حائل ہو گئی۔

کلبی کی روایت میں ہے کہ جب اس نے اپنی تلوار ایک بالشت باہر نکالی تو پھر اسے اور زیادہ نکالنے کی طاقت نہ ہوئی۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے پالنے والے ان دونوں کو ہلاک کر دینا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ تلوار اربد کے ساتھ پیوست ہو گئی تھی۔

ابن عباس انس اور عبداللہ بن مغفل سے روایت ہے۔ کہ مکہ کے رہنے والے اسّی آدمی صبح کے وقت سال صلح حدیبیہ کوہ تنعیم سے نیچے اترے تاکہ ان کو قتل کر دیں۔ آنحضرت ایک درخت کے نیچے تشریف فرما تھے۔ حضرت علیؑ آپ کے سامنے موجود تھے۔ اور صلح نامہ لکھ رہے تھے۔ تیس آدمی آنحضرت کے قتل کے ارادے سے آگے بڑھے۔ آپ نے انھیں بددعا

قتل ہوئی وھو الذی کف ایدیھم عنکم

فاصدع بما تومر کے شان نزول کے تحت ابن جبیر، ابن عباس اور محمد بن ثور سے روایت ہے۔ کہ مندرجہ ذیل اشخاص آنحضرت صلعم کا تمسخر اڑاتے تھے۔ ولید بن مغیرہ مخزومی اسود بن عبد یغوث زہری۔ ابو زمعہ اسود بن مطلب عاص بن وائل سہمی حرث بن عقبہ سہمی عقبہ بن ابی معیط قبیلہ بنی عامر فہری۔ اسود بن حرث ابو جیحہ سعید بن عاص۔ نضر بن حرث عبدی حکم بن عاص بن امیہ، عتبہ بن ربیعہ طعیمہ بن عدی۔ حرث بن عامر بن نوفل۔ ابو البختری عاص بن ہاشم بن اسد ابوجہل اور ابو لہب ان تمام کو اللہ تعالے نے بری طرح موت کے گھاٹ اتار دیا انہوں نے آنحضرت سے کہا تھا۔ کہ ہم تمہارا ظہر تک انتظار کرتے ہیں اگر تم اپنے مشن سے باز آ گئے۔ تو درست ورنہ ہم تجھے قتل کر ڈالیں گے آنحضرت صلعم نے اپنے گھر کے اندر داخل ہو کر دروازہ بند کر لیا۔ جبرائیل اسی وقت نازل ہوئے اور کہا اے محمد! اللہ تعالے سلام کے بعد کہتا ہے کہ جس کا تجھے حکم دیا گیا ہے اُسے بیان کر دیں ہم تمہارے ساتھ ہوں اور اللہ تعالے نے مجھے تیری اطاعت کرنے کا حکم دیا ہے جب آنحضرت صلعم خانہ کعبہ میں تشریف لائے تو اسود بن مطلب نے آپ کے چہرے اقدس پر ایک سبز پتہ پھینکا آنحضرت صلعم نے کہا اے پالنے والے اسے اندھا کر دے اور اس کو بیٹے کی موت کے صدمے میں مبتلا کر اللہ نے اس کو اندھا کر دیا اور اس کے بیٹے کو موت دی۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے اس کی طرف اشارہ کیا وہ اندھا ہو گیا اور وہ اپنا سر دیوار پر مارتا تھا حتی کہ واصل النار و السقر ہو گیا۔ پھر آپ کے پاس سے اسود بن عبد یغوث گزرے آنحضرت صلعم نے اس کے پیٹ کی طرف اشارہ کیا۔ وہ استسقا کی بیماری میں مبتلا ہوا۔ اس کا پیٹ پھول گیا اسی حالت میں موت کی بھینٹ چڑھ گیا۔ جب ولید گزرا۔ اس کے پھوڑے کی طرف اشارہ کیا۔ وہ ... ہو گیا۔ اس کی پنڈلی میں کانٹا چبھ گیا جس سے اس کی پنڈلی خراب ہو گئی وہ بیمار ہو کر اسی حالت میں مر گیا

عاص گھر سے باہر چلا گیا۔ اور اسے باد سموم لگ گئی جب واپس گھر میں آیا۔ تو گھر والوں نے اسے نہ پہچانا۔ اور گھر سے باہر نکال دیا۔ وہ اسی غم میں مر گیا ایک روایت میں ہے کہ گھر والے اسے

پاؤں میں کانٹا چبھ گیا۔ اور کہتا تھا کہ مجھے سانپ نے کاٹ کھایا۔ ان الفاظ کو دھراتے دھراتے مر گیا۔ جب حارث گزرا تو حضرت نے اس کے سر کی طرف اشارہ کیا۔ اس میں پیپ بھر گئی ایک روایت میں ہے کہ کراء کے پہاڑ کی طرف گیا۔ ایک پتھر کا ٹکڑا اس کے سر پر پڑا جس سے وہ ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ایک سفر سے موقع پر اس کے بیٹے نے اس کا استقبال کیا۔ جبرائیل نے اس کا سر درخت سے ٹپک دیا اور وہ کہتا تھا۔ اے فرزند میری امداد کو پہنچو! لیکن اس کا لڑکا کہتا کہ میں تو کسی چیز کو نہیں دیکھتا۔ وہ اسی حالت میں مر گیا۔ اسود بن حارث نے مچھلی کھائی اسے پیاس کا غلبہ ہوا۔ لگاتار پانی پیتا تھا۔ حتیٰ کہ اس کا پیٹ پھٹ گیا اور مر گیا۔

قیطلہ بن عامر طائف کی طرف جانے کے ارادہ سے نکلا وہ ایسا گم ہوا کہ کہیں نہ ملا۔

عقبہ استسقا کی بیماری میں مبتلا ہو کر مرا۔ ایک روایت میں ہے کہ اس کی آنکھوں میں کانٹا لگا۔ اس کی آنکھ کا ڈھیلا نکل کر اس کے رخسار پر بہنے لگا۔ ابولہب نے ابوسفیان سے بدر کا حال دریافت کیا۔ اس نے کہا ہم نے لوگوں سے لڑائی کی۔ وہ ہمارے شانے پکڑتے ہمیں قتل کرتے اور ہمیں قیدی بناتے تھے جس طرح ان کی مرضی ہوتی تھی۔ خدا کی قسم ہم نے سفید آدمیوں کو دیکھا۔ جو ابلق گھوڑوں پر سوار زمین اور آسمان کے درمیان چلے آ رہے تھے۔ جن کا کوئی بھی مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔ ابورافع نے اُم فضل بنت عباس سے کہا یہ فرشتے تھے۔ یہ سن کر ابولہب نے ابورافع کو مارا۔ ام الفضل نے ابولہب کے سر پر ایک خیمہ کی عمود ماری اس کا سر بری طرح پھٹ گیا۔ وہ صرف سات راتیں زندہ رہا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے طاعونی پھوڑے میں مبتلا کر دیا جس کی وجہ سے اس کے بیٹوں نے اسے تین دن دفن نہ کیا۔ قریش طاعون کی قسم کے پھوڑے سے ڈرتے تھے اس لئے انھوں نے اسے مکہ کی اوپر کی دیوار میں دفن کر دیا۔ اس پر پتھر برساتے تھے حتیٰ کہ اس کی قبر پتھروں میں چھپ گئی۔

ابوجہل کا واقعہ یہ ہے کہ اس نے قسم کھائی کہ اگر میں نے محمدؐ کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا تو اس کا سر کچل کے رکھ دوں گا۔ ایک دفعہ وہ آیا جبکہ آنحضرتؐ نماز پڑھ رہے تھے اس کے ساتھ ایک پتھر تھا جس کے ذریعے آنحضرتؐ کا سر کچلنا چاہتا تھا۔ جب اس نے پتھر بلند کیا تو اس کا ہاتھ گردن کے ساتھ لگ گیا اور پتھر اس کے ہاتھ میں چپک کر رہ گیا جب واپس ہوا تو اپنے ساتھیوں کو واقعہ سے آگاہ کیا تو

بنو مخزوم کے ایک آدمی نے کہا کہ میں آنحضرت کو اس پتھر سے قتل کر دوں گا۔ وہ ایک پتھر لے کر
حضرت کو مارنے کی خاطر آیا۔ اور آپ اس وقت نماز پڑھ رہے تھے۔ اللہ نے اس کی آنکھوں
پردے ڈال دیئے۔ آواز کو سنتا تھا لیکن آواز والے کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ اپنے ساتھیوں کے پاس
پلٹا لیکن ان کو دیکھ نہ سکا۔ انہوں نے آواز دی کہ تم نے کیا کیا کہا آنحضرت کو دیکھا نہیں بلکہ آواز
سنتا تھا۔ آپ کے اور میرے درمیان سانڈ نما جانور حائل ہو گیا۔ جو اپنی دم ہلاتا تھا۔ اگر میں حضرت
نزدیک ہوتا۔ تو وہ ضرور مجھے کھا جاتا۔ آیت وجعلنا من بین ایدیہم سدا کے
نزول کے تحت ابن عباس سے روایت ہے کہ قریش نے مل کر کہا اگر محمد داخل ہوں تو ان
پر مل کر حملہ کر دو۔ نبی کریم صلعم تشریف لائے اللہ تعالیٰ نے ان کے سامنے اور پیچھے ایک
دیوار حائل کر دی۔ وہ حضرت کو نہیں دیکھ سکتے تھے۔ آنحضرت صلعم نے نماز ادا کی آپ ان کے سر
پر مٹی ڈالتے تھے۔ آنحضرت جب چلے گئے۔ تو انہوں نے اپنے سروں پر مٹی کو دیکھا تو کہا کہ یہ وہ
دوست ہے جو ابن ابی کبشہ نے کیا ہے۔"

جنگ احزاب کے موقعہ پر ابو سفیان نے سات ہزار تیر اندازوں کو حکم دیا کہ وہ
تمام آنحضرت صلعم کی طرف تیر پھینک دیں۔ آنحضرت کے اصحاب کو بہت سے تیر پہنچے انہوں
نے اس بات کی آنحضرت صلعم سے شکایت کی۔ آپ نے اپنی آستین سے تیروں کی طرف اشارہ
کیا سخت آندھی آئی تیر مارنے والے کی طرف لوٹ پڑے اور اسے زخمی کر دیا۔ یہ سب کچھ اللہ کی قدرت
اور اس کے رسول کی طرف سے واقع ہوا۔

ایک دفعہ رسول اللہ صلعم میسرہ کے ساتھ یہودیوں کے قلعہ میں روٹی اور سالن خریدنے کی خاطر تشریف
لے گئے۔ ایک یہودی نے کہا میں آپ کا مقصد پورا کرتا ہوں وہ آنحضرت کو اپنے مکان پر لے گیا۔ اور
اپنی بیوی سے کہا کہ مکان کی چھت پر چڑھ جاؤ جب یہ شخص داخل ہو۔ تو اس پر یہ پتھر پھینک دینا۔
اس عورت نے آپ پر پتھر پھینک دیا جبرائیل امین نے نازل ہو کر اپنے پر کے ذریعہ پتھر کو ہٹا دیا۔
جس نے دیوار کو پھاڑ دیا۔ وہ بجلی کی طرح کوندتا تھا۔ وہ اس ملعون کے گلے میں پڑ گیا۔ اس کی گردن میں
طوق کی طرح پڑ گیا۔ اس طرح گرا جس طرح مرگی والا گرتا ہے جب ہوش آیا تو رونے لگا۔ نبی صلعم نے
... یہ کام کرنے کے لئے کس چیز نے برانگیختہ کیا۔ عرض کیا اسے محمد! مجھے

ں واسباب کی ضرورت نہیں تھی۔ میں تو صرف آپ قتل کرنا چاہتا تھا۔ آپ رسول کریم ہیں سید العرب
جم ہیں آپ مجھے معاف فرمایئے آنحضرت کو رحم آگیا۔ اس گردن سے پتھر نکال دیا۔
جابر اور ابن عباس سے روایت ہے کہ قریش کے ایک آدمی نے کہا میں محمد کو ضرور قتل کردوں گا۔
ں کو گھوڑا لے کر کودا۔ اور اس کی گردن ٹوٹ گئی۔

معمر بن یزید ایک بہادر آدمی تھا۔ اور بنو کنانہ کا سردار تھا۔ لوگوں نے آنحضرتؐ کے بارے میں اس
ے فریاد کی۔ اس نے کہا میں محمد سے نپٹ لوں گا۔ میرے پاس مذحج کے دس ہزار آدمی ہیں۔ بنو ہاشم
ے قبیلے کو مجھ سے لڑنے کی طاقت نہیں ہے۔ اگر انھوں نے مجھ سے دیت کا سوال کیا تو میں
ہیں دس آدمیوں کے قتل کی دیت دے دوں گا۔ اور میرے پاس مال بھی کافی ہے۔ وہ آنحضرت صلعم
طرف تلوار لے کر بڑھا جس کا طول دس بالشت اور عرض ایک بالشت تھا۔ آنحضرت صلعم حجر اسود کے
س سجدہ میں تھے۔ جب وہ آنحضرتؐ کے قریب ہوا۔ تو پاؤں پھسلا۔ اور گر گیا پتھر سے چوٹ آنے کی
جہ سے اس کا چہرہ لہولہان ہوگیا۔ وہ تیزی سے دوڑ کر گھر میں پہنچا۔ لوگ اس کے پاس جمع ہوگئے۔ اس
ے چہرے سے خون کو دھویا۔ انھوں نے کہا تجھے کیا ہوگیا ہے؟ کہا خدا کی قسم وہ شخص فریب خوردہ
ہے جس کو تم نے فریب دیا۔ انھوں نے کہا واقعہ تو بتاؤ؟ کہا میں نے آج جیسی مصیبت کبھی نہیں
ھی۔ انھوں نے کہا وہ کیا تکلیف تھی۔ کہا جب میں محمدؐ کے قریب ہوا۔ تو دو بہادر آدمیوں کو دیکھا
و آگ کے شعلے میری طرف پھینک رہے تھے۔

آنحضرت صلعم عقیل کے گھر میں تشریف فرما تھے۔ کلدہ بن اسد نے آنحضرتؐ کی طرف ایک
برچھا پھینکا۔ پلٹ کر خود کلدہ کے سینے میں لگا۔ وہ چیختا ہوا واپس دوڑا۔ لوگوں نے دریافت کیا تجھے
یا ہوگیا ہے؟ اس نے کہا تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ کیا تم میرے پیچھے ایک سانڈ لگا ہوا نہیں
یکھتے؟ انھوں نے کہا ہم تو کوئی چیز نہیں دیکھتے وہ لگاتار تیزی سے دوڑا حتیٰ کہ طائف پہنچ گیا
واقدی نے بیان کیا کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلعم قضائے حاجت کے لئے مکہ سے دور نکل
گئے تھے کہ آپ حجون کی گھاٹی کے پچھلے حصے میں تشریف لے گئے نضر بن حرث نے اس
نیت سے تعاقب کیا کہ آپ پر حملہ کر دے جب حضرتؐ کے قریب پہنچا۔ تو پھر واپس لوٹ آیا
ابوجہل نے پوچھا کہاں سے آرہے ہو؟ کہا میں محمدؐ پر حملہ کرنا چاہتا تھا جب اس کے قریب پہنچا تو میں

وں کو دیکھا کہ وہ منہ کھولے ہوئے دانت نکالے ہوئے میرے سر کاٹنا چاہتے ہیں۔ ابوجہل نے
یہ بھی محمدؐ کا جادو ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک دفعہ رسول صلعم خانہ کعبہ میں زور سے قرآن مجید کی
ت کر رہے تھے۔ قریش کے بعض آدمیوں نے آپ کو اذیت دینے کی خاطر پکڑنا چاہا تو ان
ہاتھ گردن کے ساتھ پلٹ گئے۔ اور اندھے ہوگئے بالکل نہیں دیکھ سکتے تھے۔ نبی صلعم نے
فرمائی۔ تو وہ اس مصیبت سے چھوٹ گئے۔ لیس والقرآن الحکیم الیٰ تومہ فھم
یبصرون تک نازل ہوئی۔

رسول اللہ صلعم سجدہ کی حالت میں تھے۔ ابولہب نے پتھر اٹھا کر آپؐ کو مارنا چاہا اس کا
تھ فضا میں اٹھ کر رہ گیا نبی صلعم کی خدمت میں فریاد کی۔ اور حلف اٹھایا کہ اگر وہ اس بلا سے
ت پا گئے۔ تو آپؐ کو پھر کبھی تکلیف نہیں دیں گے جب درست ہوگیا تو کہا کہ ماہر جادوگر ہیں اور
ورہ تبت یدا ابی لہب نازل ہوا۔

ابوجہل اس تلاش میں تھا کہ آپؐ کو نقصان پہنچائے۔ ایک دن اس نے آپؐ کو سجدہ میں پایا اس
نے ایک بہت بڑے پتھر کو بلند کیا تاکہ وہ آپؐ پر گرا دے وہ پتھر اس کے ہاتھ میں چپک کے رہ گیا
جہل لوگوں کے لئے مقام عبرت بنا ہوا تھا۔ اس نے آنحضرتؐ سے اس مصیبت سے چھٹکارے کی
خواہش کی آنحضرتؐ نے دعا کی وہ پتھر اس کے ہاتھ سے گر پڑا۔

فصل

استجابت دعا

بنو خباجہ کی طرف آنحضرتؐ تشریف لے گئے آپؐ نے ان پر اسلام پیش کیا۔ انہوں نے
اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آنحضرتؐ کے خلاف پانچ ہزار سوار نکل پڑے اور آپؐ کا تعاقب
لیا۔ جب وہ آنحضرتؐ سے مل گئے تو آپؐ نے دعا کی ایک ایسی ہوا چلی جس نے ان تمام آدمیوں
کو واصل جہنم کر دیا۔

آنحضرتؐ قصیم بن ہمیسع تہامی سے جہاد کرنے کی خاطر تشریف لے گئے۔ مسلمانوں کے

راستے میں ایک بہت بڑا پہاڑ حائل تھا جس سے سواریوں اور گھوڑوں کو تکلیف اٹھانی پڑی۔ جب مسلمان پہنچ گئے۔ تو انہوں نے رسول اللہ سے اس بات کی شکایت کی جو تکلیف اور مشقت انہوں نے اٹھائی تھی۔ آنحضرتؐ نے دعا کی۔ پہاڑ دھنس گیا اور ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔

احد کی جنگ میں آنحضرت نے ابن قمیہ کو غلول ماری جو اس کے ٹخنے پر جا لگی۔ اور اس کے ہاتھ سے تلوار گر گئی۔ اس نے آنحضرت کی خدمت میں عرض کیا اس کو نکال لو۔ میں ابن قمیہ ہوں نبی صلعم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تجھے ذلیل اور رسوا کرے۔ ابن قمیہ نیند کی حالت میں تھا۔ اس کے پاس ہرن آیا اور اس نے اپنے سینگ کو اس کی چھاتی پر مارے اس نے چلانا شروع کیا ہے۔ ذلت اور رسوائی یہ تھی کہ اس نے اپنے دونوں سینگ اس کے سینے سے نکال لئے۔

جنگ احزاب میں کفار کی تعداد دس ہزار تھی۔ اور بنو قریظہ بھی ان کی مدد کے لئے ان کے ساتھ تھے پانی کی سخت قلت تھی۔ آنحضرتؐ نے اپنے ہاتھوں کو بلند کر کے دعا کی۔ اے جلدی حساب لینے والے کتاب کو نازل کرنے والے ان گروہوں کو شکست دے۔ سخت آندھی چلی جس سے کفار کے خیمے اکھڑ گئے۔ اللہ کے حکم سے گروہ شکست کھا گئے اللہ تعالیٰ نے مسلمانوں کی ایسے لشکر سے مدد کی جن کو وہ نہیں دیکھ سکتے تھے۔

بدر کی لڑائی کے دن آنحضرت صلعم نے ایک مٹی کی مٹھی لی۔ ایک روایت ہے کہ سنگ ریزے کی مٹی لی۔ اس کو کفار کی طرف پھینکا سنگ ریزے الگ ہو کر مشرکین کے چہروں پر لگے جس شخص پر سنگ ریزہ پڑا وہ یا قتل ہوا یا قیدی ہوا۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ وما رمیت اذ رمیت ولکن اللہ رمیٰ

(اے محمدؐ) جو سنگریزے تو نے پھینکے وہ تو نے نہیں پھینکے۔ بلکہ اللہ تعالیٰ نے پھینکے

نصر بن منتصر نے کہا ہے

ومن رمی کف حصاۃ فی الوغیٰ　　　فھزم القوم العدیٰ کما رمیٰ

جنگ بدر میں کس نے کنکروں کی مٹھی پھینکی تھی جس سے قوم اعدا شکست کھا گئی تھی۔

خطیب منیح نے کہا ہے

ومن نشر الحصیٰ فی یوم بدر　　　فصاح بھم فولوا ھاربینا

جنگ بدر میں کسی نے کنکر پھینکے تھے جس کی وجہ سے قوم چیخ اٹھی اور دم دبا کر بھاگ گئی۔

ومن نصرته امداداً علیهم ملائکة السماء مسومینا

رسول اللہ کی امداد آسمانی فرشتوں نے برا باندھ کر کی۔

ابن مہدی مامیطیری نے اپنی مجالس میں تحریر کیا کہ نبی صلعم نے کسرٰے کی طرف یہ خط تحریر فرمایا۔

"محمد رسول اللہ کی طرف سے یہ خط کسرٰے بن ہرمز کی طرف روانہ ہے۔ اما بعد اسلام لے آؤ اور صحیح سالم رہو گے۔ ورنہ اللہ اور اس کے رسولؐ کے ساتھ جنگ کرنے کے لیے تیار ہو جاؤ۔ والسلام علےٰ من اتبع الہدیٰ"

جب کسرٰے کے پاس خط پہنچا تو اس نے خط کے ٹکڑے ٹکڑے کر دئے۔ اور حقارت آمیز لہجے میں کہا۔ "یہ کون شخص ہے جو مجھے اپنے دین کی طرف دعوت دیتا ہے اور میرے نام سے پہلے اپنا نام تحریر کیا ہے" اس نے آنحضرتؐ کے پاس مٹی بھیج دی۔ رسول اللہ نے فرمایا۔

"اللہ تعالےٰ نے اس کے ملک کو اس طرح ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جس طرح اس نے میرے خط کو ٹکڑے کیا ہے اس نے ہمارے پاس مٹی بھیجی ہے عنقریب تم اس کے ملک کے مالک ہو گے۔"

جیسا آپ نے فرمایا ویسے ہی ہوا۔

ماوردی کی کتاب اعلام النبوۃ میں تحریر ہے کہ کسرٰے نے اسی وقت اپنے عامل یمن کو خط تحریر کیا جس کا نام باذان اور کنیت مہران تھی۔ کہ اس شخص کو پکڑ کر میرے پاس روانہ کر دے جو اس بات کا مدعی ہے کہ میں نبی ہوں۔ جس نے اپنا نام میرے نام سے پہلے تحریر کیا ہے اور مجھے میرے دین کے خلاف کسی اور مذہب کی دعوت دی ہے۔

اس نے فیروز دیلمی کو ایک جماعت کے ساتھ آنحضرتؐ کی طرف روانہ کیا۔ اور اس نے حضرت کی طرف خط لکھا جس میں کسرٰے کے خط کا حوالہ تھا۔ وہ یہ تھی کہ مجھے کسرٰے نے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو ان کے پاس لے جاؤں۔ آپ کو آج کی رات کی مہلت ہے۔ دوسرے روز فیروز حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میرے رب نے مجھے آگاہ کیا ہے کہ کسرٰے کل رات قتل کر دیا گیا ہے۔ اللہ نے اس کے بیٹے شیرویہ کو رات کے سات بجے اس پر مسلط کر دیا ہے ذرا انتظار کرو تاکہ تیرے

اس بات کی خبر آجائے۔

یہ خبر سن کر فیروز ڈر گیا۔ اور باذان کی طرف واپس آیا۔ اسے حالات سے آگاہ کیا۔ باذان نے
جب آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو تم نے اپنی حالت کو کیسا پایا؟ کہا اس آدمی کی ہیبت
طرح آج تک مجھ پر کسی اور آدمی کی ہیبت طاری نہیں ہوئی کسریٰ کے قتل کی خبر اسی رات اور
وقت سے متعلق موصول ہوگئی۔ یہ دونوں آدمی اسلام لائے۔

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ عرنیوں نے آنحضرت صلعم کے چرواہے کو قتل کر دیا۔ آنحضرت
نے دعا کی اے پالنے والے! ان لوگوں پر راستہ پوشیدہ کر دے۔ چنانچہ ان کے جانے کا راستہ
پوشیدہ ہوگیا۔ آنحضرت صلعم نے اپنے آدمیوں کو ان کی گرفتاری کے لئے روانہ کیا۔ حتیٰ کہ انہوں
نے جا کر ان کو پکڑ لیا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام اور ابن عباس سے مجاہد نے روایت کی ہے کہ جب سورۂ والنجم
نازل ہوا۔ تو عتبہ بن ابی لہب نے کہا کہ میں نے والنجم اذا ہوئے وانجم اذا تدلیٰ کے ساتھ
کفر کیا۔ تو نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ اے پالنے والے! اپنے کتوں میں سے ایک کتے کو اس پر مسلط کر دے
شام کے سفر کی طرف قریش کے ساتھ روانہ ہوا۔

جب یہ لوگ ایک راہب کے گرجے میں اترے۔ تو راہب نے انہیں شیر کے پھاڑ ڈالنے
کے متعلق ڈرایا۔ ابو لہب نے کہا اے قریش! آج رات میری مدد کرنا۔ مجھے محمدؐ کی بددعا کا ڈر
ہے۔ انہوں نے عتبہ کو اپنے درمیان میں سلایا۔ شیر گرجتا ہوا آیا اور کہا کہ یہ عتبہ بن ابی لہب
نکلے سے پوشیدہ اس غرض کے لئے نکلا کہ وہ محمدؐ کو قتل کر دے۔ شیر نے عتبہ کو پھاڑ ڈالا لیکن
گوشت نہ کھایا۔ ؎

حکم بن عاص نے رسول اللہ صلعم کی چال کا مذاق اڑایا۔ آنحضرت صلعم نے بددعا کی کہ تو ایسا
ہی چنانچہ وہ ویسا ہی ہوگیا۔ اسے رعشہ ہوا۔ اسی حالت میں مرگیا۔

رسول اللہ صلعم نے ایک عورت کو نکاح کا پیغام دیا۔ تو اس کے باپ نے محض نکاح نہ کرنے
کی غرض سے کہلا بھیجا کہ وہ مبروص ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ ایسی ہی ہو جائے۔ چنانچہ وہ
برص میں مبتلا ہوئی اس عورت کا نام ام شبیب برصا ہے۔

آنحضرت صلعم نے زہیر بن ابی سلمیٰ کو دیکھا جو سو سال کا ہو چکا تھا۔ فرمایا اے پالنے والے!
ے اس کی شیطانیت سے پناہ دینا۔ وہ گھر پہنچنے سے پہلے مر گیا۔

آنحضرت صلعم نے ایک شخص کو نماز پڑھنے کی حالت میں داڑھی کے بال نوچتے ہوئے دیکھا
و اسے ایسا کرنے سے منع فرمایا۔ پھر اسے ایک اور شخص نے ایسا کرتے ہوئے دیکھا۔ اس نے آنحضرت
عم کو آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ عزوجل تیرے بالوں کو کشادہ کرے۔ چنانچہ اس کی ساری
ی بالوں سے خالی ہو گئی۔

سلمہ اکوع اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے ایک شخص کو بائیں
تھ سے کھاتے ہوئے دیکھا۔ آپ نے فرمایا۔ داہنے ہاتھ سے کھایا کرو۔ اس نے عرض کیا۔ اس سے
ت نہیں رکھتا۔ آپ نے فرمایا۔ اب طاقت نہیں رکھے گا۔ اس کے بعد داہنے ہاتھ سے کبھی نہ
یا۔

تاریخ واقدی میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلعم نے بنو حارثہ بن عمر کو ایک خط میں اسلام کی دعوت
۔ انہوں نے رسول اللہ صلعم کے خط کو لے کر دھو ڈالا۔ اور اسے ڈول کے پیندے میں لگا دیا
ضرت صلعم نے فرمایا۔ ان کو کیا ہو گیا ہے؟ اللہ تعالےٰ نے ان کی عقلوں کو ختم کر دیا ہے ان سب
قت طاری ہو گئی۔

آنحضرت صلعم قریش کے ڈر کی وجہ سے اپنے اونٹ پر سوار ہو کر کہیں تشریف لے جا رہے تھے
تہ میں آپ کا اونٹ پیلو کے درخت کے درمیان سے گذرا۔ تو بدک گیا۔ ابو شروان آپ کی خدمت
یا۔ اور کہا کہ آپ کون ہیں۔ فرمایا۔ میں محمد ہوں۔ اس نے کہا۔ خدا کی قسم اٹھ کر چلے جاؤ۔ اب تمہارا
بھی ٹھیک نہ ہوگا۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اے معبود! اس کی بدبختی اور زندگی کو لمبا کر
عبد الملک کا بیان ہے کہ میں نے اسے ایک شیخ کبیر کی حالت میں دیکھا۔ وہ موت کی تمنا کرتا تھا۔
ت اسے نہیں آتی تھی۔ اور لوگ کہتے تھے کہ یہ رسول اللہ صلعم کی بد دعا کا نتیجہ ہے۔

جابر سے روایت ہے کہ ایک عورت رسول اکرم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا کہ میں وہی کچھ
وں جو ایک مسلمان عورت چاہتی ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اپنے شوہر کو لے آؤ۔ وہ
ے کر حاضر ہو گئی۔ آنحضرت صلعم نے اس عورت سے دریافت کیا کہ تو اپنے شوہر سے بغض

یا تم دونوں میرے قریب ہو جاؤ۔ وہ دونوں قریب ہو گئے آپ نے عورت کی پیشانی کو مرد کی پیشانی پر رکھ کر فرمایا اے معبود ان دونوں میں محبت ڈال دے۔ اور آپس میں ایک دوسرے کے ساتھ محبت کریں۔" ایک دفعہ وہ عورت رسول اللہ صلعم کو مل گئی آپ نے دریافت فرمایا۔ اب تیرے شوہر کا کیا حال ہے؟ اس عورت نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مکرم کیا دنیا میں میرے نزدیک اس سے زیادہ پسندیدہ اور کوئی شخص نہیں ہے۔

جناب خدیجہ کے پاس ایک اندھی کنیز تھی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا تیری آنکھوں کو درست ہو جانا چاہیے چنانچہ اس کی دونوں آنکھیں درست ہو گئیں۔ جناب خدیجہ نے عرض کیا یہ دعا تو مبارک ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وما ارسلناک الا رحمۃ اے محمدؐ ہم نے تم کو رحمت بنا کر بھیجا ہے۔

آنحضرت صلعم نے قیصر روم کے حق میں دعا فرمائی "اللہ اس کے ملک کو قائم رکھے" ایسا ہی ہوا کسریٰ کے حق میں بد دعا کی۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔

سلمان سے روایت ہے کہ جناب ابوطالبؑ بیمار ہوئے آنحضرت صلعم نے آپ کی عیادت کی ابوطالب نے کہا کہ (اے محمدؐ) اپنے رب سے سوال کرو کہ وہ مجھے تندرستی عطا کرے" آنحضرت صلعم نے عرض کیا "اے خدا میرے چچا کو شفا عطا کر" چنانچہ جناب ابوطالب شفایاب ہو گئے۔

جعفر بن نطور رومی کا بیان ہے کہ میں جنگ تبوک میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ تھا۔ آپ کے ہاتھ سے کوڑا گر گیا میں اپنے گھوڑے سے اترا اور اس کو اٹھا کر آنحضرت صلعم کی خدمت میں پیش کر دیا۔ آپ نے میری طرف دیکھ کر فرمایا "اے جعفر اللہ تعالیٰ تیری عمر دراز کرے" اس دعا کی طفیل جعفر تین سو سال زندہ رہا۔

نابغہ شاعر نے آنحضرت صلعم کی مدح کی تو آنحضرت صلعم نے فرمایا "اللہ تعالیٰ تجھے بے دانت نہ کرے" اس کا دانت گر جاتا تھا تو اس کی جگہ اس سے زیادہ خوبصورت دانت پیدا ہو جاتا تھا۔ اور وہ ایک سو بیس سال زندہ رہا۔ اس واقعہ کو علامہ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے کتاب الغرر میں تحریر کیا ہے۔

میمونہ سے روایت ہے کہ عمرو بن حمق نے آنحضرت صلعم کو دودھ پلایا۔ تو آپ نے اس کے حق میں فرمایا "اے پالنے والے اس کو جوانی کی نعمت سے مالا مال کر" اس کی عمر اسی سال کی ہو گئی تھی۔ لیکن اس کے اپنے جسم پر ایک بال بھی سفید نہیں دیکھا تھا۔

ایک دفعہ رسول اللہ صلعم کا گذر عبداللہ بن جعفر کے پاس سے ہوا۔ وہ بچوں کے لئے مٹی کے
نے بنا رہے تھے۔ آپ نے دریافت کیا کہ ان کو کیوں بنا رہے ہو۔ عرض کیا میں ان کو بیچ دوں گا
اس کی قیمت کو کیا کرو گے۔ فرمایا کھجوریں خریدوں گا۔ اور ان کو کھاؤں گا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا
معبودا اس کی ہاتھ کی تجارت میں برکت عطا فرما۔ اس کے بعد جعفر جو بھی چیز خریدتے تھے۔ اس میں نفع
تھا حتیٰ کہ جعفر کا معاملہ ضرب المثل ہو گیا۔ لوگ حضرت عبداللہ بن جعفر کو جواد کہتے تھے۔ جب
ت عبداللہ کی طرف مدینہ والوں کو بخشش ملتی تھی تو ایک دوسرے کا قرضہ چکاتے تھے۔

رسول اللہ نے عبداللہ بن عباس کے حق میں دعا فرمائی اے اللہ! اس کو دین کا تفقیہ بنا آپ بحر
لم اور حبر الامۃ ثابت ہوئے۔

امیر المومنین علیہ السلام کا فرمان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے یمن کی طرف روانہ فرمایا میں نے
کیا یا رسول اللہ میں نوجوان ہوں مجھے فیصلہ کرنے کا تجربہ نہیں ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا
رجاؤ اللہ عزوجل تمہیں راہ راست بھی دکھلائے گا۔ اور تیری زبان کو ثابت رکھے گا۔ حضرت علی
فرمایا اس کے بعد مجھے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں کبھی شک و شبہ نہ ہوا۔

جنگ خندق کے موقعہ پر لوگ خندق کھود رہے تھے۔ اور حضرت سلمان کے سوا سب لوگ اشعار
پڑھتے تھے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے پالنے والے سلمانؑ کی زبان کو بھی گویا کر۔ اگرچہ
بیت ہی کیوں نہ ہوں سلمان نے کہا ۔

مالی لسان فاقول شعراً	اسال ربی قوۃ و نصراً
علی عدوی و عدو الطھرا	محمد المختار حاز الفخرا
حتی اتال فی الجنان قصراً	مع کل حوراء تحاکی البدرا

مسلمانوں نے یہ کہنا شروع کیا کہ سلمان منا۔ سلمان ہم میں سے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔
لمان منا اھل البیت سلمان ہم اہل بیت رسول میں سے ہیں۔ امیر المومنین علی علیہ السلام
ے کہا ۔

الم تر ان اللہ ابلی رسولہ	بلاء عزیز ذی اقتدار و ذی فضل
وقد انزل الکفار دار مذلۃ	فلاقوا ھوانا من اسار و من قتل

فاشهد رسول الله قد عز نصره | وکان امین الله ارسل بالعدل
نجاء بفرقان من الله منزل | مبینة آیاته لذوی العقل
فامن اقوام بذاک فایقنوا | فامرا بحمد الله مجتمعی الشمل
وانکر اقوام فزاغت قلوبهم | فزادهم ذوالعرش خبلاً علی خبل
وسلم فیهم یوم بدر رسوله | وقوما کماۃ فعلهم احسن الفعل

فصل

خواب اور بتوں کی طرف سے غیبی آوازیں

مازن بن عصفور طائی کی روایت میں ہے کہ جب عنیزہ نے بت کے آگے اونٹ نحر کیا۔ تو بت سے آواز آئی ہے

بعث نبی من مضر | فدع نحتانی حجر

بنو مضر میں نبی مبعوث ہو گیا | پتھر کی پوجا چھوڑ دو

پھر اس نے دوسرے روز ایک اونٹ کو بُت کی بھینٹ چڑھایا۔ تو اس سے آواز آئی

هذا نبی مرسل | جاء بخیر منزل

یہ نبی مرسل ہیں آسمان سے نازل شدہ بھلائی لے کر آئے ہیں۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ ایک رات قریش نے کوہ ابی قبیس سے کسی کہنے والے کی یہ آواز سنی ہے

اذا اسلم السعدان یصبح بمکة | محمد لایخشی خلاف المخالف

جب دو سعد اسلام لائیں گے۔ تو مکہ میں محمدؐ کسی مخالفت سے نہیں ڈریں گے۔

جب لوگوں نے صبح کی تو ابو سفیان نے کہا۔ کہ وہ دو سعد کون مراد ہیں۔ کہا گیا کہ سعد بکر سعد تمیم مراد ہیں پھر دوسری رات یہ آواز سنی گئی ہے

ایا سعد سعد الاوس کن انت ناصراً | ویا سعد سعد الخزرجین الغطارف

اے سعد اوس اے سعد خزرج محمدؐ کے ناصر اور مددگار بن جاؤ۔

اجیبیا الی داع الھدی وتمینا　　علی اللہ فی الفردوس خیر زخارف

ہادی برحق کی دعوت کو قبول کرو۔ اور جنت الفردوس کی اور اللہ تعالیٰ سے امید رکھو

جب لوگوں نے صبح کی تو ابوسفیان نے کہا اس سے مراد سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ ہیں۔

تمیم داری کا بیان ہے کہ مجھے شام کے سفر میں ایک وادی میں رات گذارنے کا اتفاق ہوا

جب میں رات کو لیٹ گیا۔ تو ایک آواز دینے والے نے آواز دی۔

اللہ عزوجل سے پناہ مانگ۔ جن اللہ عزوجل کے کسی دشمن کو پناہ نہیں دیتا۔ اللہ کے رسول

پرجھوں میں مبعوث ہو گئے۔ ہم نے جحون میں ان کے پیچھے نماز پڑھی ہے شیطان کا نکرچلیا

اس پر شہاب ثاقب مارے گئے محمد صلعم کے پاس جاؤ۔ جو رب العالمین کے رسول ہیں۔

سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ سواد بن قارب نے کہا کہ میں سرات کے پہاڑوں میں

سے ایک پہاڑ پر سو گیا۔ ایک آنے والے نے آکر ٹھوکر لگائی۔ اور کہا اٹھ اے سواد بن قارب

لوی بن غالب سے تمہارے پاس رسول آگیا ہے جب میں اٹھ کر بیٹھ گیا۔ تو وہ یہ اشعار کہتا

ہوا پلٹ گیا ے

تھوی الی مکۃ تبغی الھدی　　لاصالحوھا مثل انجاسھا

مکہ جاؤ۔ وہاں ہدایت حاصل کرو۔ وہاں کے لوگ نجس لوگوں کی طرح نہیں۔

میں پھر سو گیا۔ تو اس نے دوبارہ ٹھوکر لگائی۔ اور پہلے کی طرح کہتے ہوئے واپس چلا گیا ے

تھوی الی مکۃ تبغی الھدی　　ماصادتوھا مثل کذابھا

مکہ میں جاؤ۔ ہدایت حاصل کرو۔ وہاں کا سچا آدمی جھوٹے کی مانند نہیں ہے

تھوی الی مکۃ تبغی الھدی　　ماموموھا مثل کفارھا

مکہ میں جاؤ۔ ھدایت حاصل کرو۔ وہاں کے مومن کفار کی طرح نہیں ہیں۔

میں اپنی اونٹنی پر سوار ہو کر مکہ میں نبی اکرم صلعم کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ اور میں نے آپ کی

خدمت میں یہ اشعار عرض کئے ے

اتانی جن قبل ھدءۃ وراقدۃ　　ولم یک فیما قد امابکاذبا

[illegible]

ثلاث لیال قولہ کل لیلۃ　　اتاک رسول من لوی بن غالب

تین راتیں وہ برابر کہتا رہا کہ لوی بن غالب کی طرف سے تمہارے پاس رسول آگیا۔

فاشھد ان اللہ لا رب غیرہ　　وانک مامون علی کل غالب

میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی رب نہیں ہے۔ تم ہر غالب سے مامون ہو۔

بنو عذرہ کا بت تھا۔ جس کا نام حمام تھا۔ جب آنحضرت صلعم مبعوث برسالت ہوئے۔ تو
اس کے پیٹ سے یہ آواز سنی گئی۔

یا بنی مهند بن حزام ✦ ظهر الحق واودی حمام ✦ ودفع الشرك الاسلام

اے بنو مہند بن حزام۔ حق ظاہر ہوگیا۔ اور حمام ہلاک ہوگیا۔ اور اسلام نے شرک کو دفع کیا۔
کچھ ایام کے بعد طارق سے کہا۔ اے طارق! اے طارق!! سچے نبی مبعوث ہوگئے ناطق
لے کر آگئے۔ مکہ میں ایک آواز دینے والے نے آواز دی محمد کے مددگاروں کے لئے
عزت ہے اور آپ کو چھوڑ دینے والوں کے لئے ذلت اور رسوائی ہے میری جانب سے
قیامت تک کے لئے آخری پیغام ہے۔ پھر وہ بت منہ کے بل گر پڑا اور ٹکڑے ٹکڑے ہوگیا۔
زید بن ربیعہ کا بیان ہے کہ میں نبی اکرم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس واقعہ سے
آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ جن مومن کا کلام تھا جس نے تمہیں اسلام لانے کی دعوت دی تھی جب رسول اللہ
صلعم نے خروج فرمایا۔ تو اسی رات مکہ میں ایک جن کی آواز سنی گئی ؎

جزی اللہ رب الناس خیر جزائہ　　رسولاً اتی فی خیمتی ام معبد

لوگوں کے پالنے والے اللہ نے اچھا بدلہ دیا کہ ام معبد کے خیمہ میں ایک رسول تشریف لائے

اس جن کی آواز کا جواب حسان نے اپنے ان اشعار میں دیا ہے ؎

لقد خاب قول زال عنهم نبيهم　　وقد سر من يسری اليه ويغتدی

وہ قوم گھاٹے میں ہے جن سے ان کے نبی جدا ہوگئے۔ وہ شخص خوش قسمت ہے جو آپ کی خدمت
میں حاضر ہوا اور آپ کی اقتدا کی۔

نبی یری ما لا یری الناس حوله　　ویتلو کتاب اللہ فی کل مشهد

وہ اللہ کا ایسا نبی ہے۔ جو اپنے گرد ایسی چیزوں کو دیکھتا ہے جن کو اور لوگ نہیں دیکھ سکتے

جگہ کتابِ خدا کی تلاوت کرتا ہے۔ بدر کی لڑائی کے روز مکہ کے پہاڑوں سے ایک ہاتف
سنی گئی ۔

لقد ذاق خزیاً فی الحیاۃ وخسرا   ومحمد ... یع من امی ت ...

دار اس شخص کے لیے ہلاکت ہے جو محمدؐ کا دشمن ہو گیا۔ وہ دنیا میں ذلت اور رسوائی کا مزہ

اس بن مرداس سلمی ایک بُت کے پاس آیا جس کا نام ضمیر تھا۔ اس کے گرد جھاڑ دی اور اس پہ ہاتھ
اس کو بوسہ دیا۔ ناگاہ ایک آواز آئی ۔

هلك الضمير وفاز اهل المسجد   للقائل من سليم كلهم ...

لیم کے تمام قبیلوں سے کہہ دو کہ ضمیر ہلاک ہو گیا۔ اور خانہ کعبہ والے کامیاب ہو گئے۔

قبل الكتاب الى النبي محمد   لك الضمير وكان يعبد مرة

میر ہلاک ہو گیا۔ محمدؐ نبی پر کتاب نازل ہونے سے پہلے جس کی پوجا مرہ کا قبیلہ کیا کرتا تھا۔
اس بن مرداس کے قبیلے کے تین سو سوار رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنحضرت
انہیں دیکھ کر مسکرا دیا۔ پھر آنحضرت صلعم نے کہا اے عباس مرداس تم نے اسلام کیوں کر قبول
نے آپ کے سامنے تمام قصہ بیان کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ تم نے سچ کہا اور آپ اس
سے مسرور ہوئے۔

ار عنانی سے جب حضرت عمر نے کہا کہ کیا تم کاہن ہو؟ تو اس نے کہا۔ اللہ نے اسلام کے ذریعہ ہر
ھدایت کی۔ اور حق کے ذریعہ باطل کو دفع کیا۔ اور نا پسند چیز کو قرآن کے ذریعہ سیدھا کیا۔
رو بن جبلہ کلبی سے مروی ہے۔ کہ ہم نے ایک بُت کی خاطر جس کا نام عمرہ تھا۔ جانور ذبح کیا اور اس
ر سے آواز سنی پھر اپنے پکاری سے کہہ رہا تھا۔ لے عصام! اے عصام! جاء الاسلام
آگیا۔ وذهبت الاصنام بُت مٹ گئے۔ وحقنت الدماء خون محفوظ ہو گئے ووصلت
م صلہ رحمی جاری ہو گئی۔ ہم لوگ اس بات سے ڈر گئے۔ ہم نے پھر بُت کی خاطر دوسری
کی۔ تو ہم نے ایک آدمی کو یہ کہتے ہوئے سُنا جس کا نام بکر تھا۔ اے بکر بن جبل
بی امر سل نبی مرسل آگئے۔ ان کی تصدیق کھانا کھلانے والے کریں گے۔ کھجوروں

کے مالک مدینے والے اور آنحضرت صلعم کی تکذیب بخدا مکہ والے کریں گے اور اہل فلج اور یمامہ نبی اکرم صلعم کی خدمت میں آئیں گے۔ اور اسلام لائیں گے۔ عمرو بن جبلہ نے کہا ہے

اجبت رسول اللہ اذ جاء بالھدی فاصبحت بعد الحمد للہ اوحدا

رسول اللہ صلعم جب ہدایت لے کر آئے تو میں نے اس کو قبول کیا۔ اللہ کی حمد کے بعد میں توحید والا ہو گیا ہوں۔ ہبل بت کے اندر سے شیطان بولا ہے

قاتل اللہ رھط کعب بن فھر ما اضل العقول والاحلاما

اللہ کعب بن فہر کے گروہ کو قتل کرے۔ انھوں نے کس قدر لوگوں کی عقلوں اور دانشوں کو گمراہ کیا۔

جاءنا بہ یعیب علینا دین اباءنا الحماۃ الکراما

ہمارے پاس ایسے شخص کو لائے ہیں۔ جو ہمارے باپ دادا کے دین کی عیب جوئی کرتا ہے حالانکہ وہ لوگ نیکوں کے مددگار تھے۔

ہبل کے اندر سے یہ آواز سن کر تمام کفار ہبل کے سامنے سجدہ میں گر پڑے۔ اور آنحضرت صلعم کی تنقیص بیان کی۔ اور کہا۔ کہ کل آنا۔ اور ہم ہبل سے اور گفتگو بھی سنیں گے۔ اس بات سے آنحضرت صلعم کی رسوائی ہوئی۔ آپ کی خدمت میں ایک مرد مومن حاضر ہوا۔ اور کہا یا رسول اللہ میں نے مسعر شیطان کو قتل کر دیا ہے۔ جو بتوں کے اندر گفتگو کرتا ہے (یا رسول اللہ) اب انھیں کہو۔ کہ مشرکین کو بلاؤ۔ دیکھیں۔ اب ہبل انھیں کس طرح جواب دیتا ہے۔ جب مشرکین اکٹھے ہوئے اور نبی اکرم صلعم تشریف لائے۔ تو تمام بت منہ کے بل گر پڑے انھوں نے بتوں کو کھڑا کر دیا۔ انھوں نے کہا اے محمد! کچھ بیان کیجیے۔ مومن جن لات کے اندر سے آواز دینے لگا ہے

انا الذی سمانی المطھرا انا الذی قتلت ذالفجور مسعرا

میں وہ ہوں جس کا نام مطہر ہے۔ میں وہ ہوں جس نے بدکار مسعر کو قتل کیا ہے۔

اذ طغی لما طغی واستکبرا وانکر الحق ورام المنکرا

یہ اس وقت ہوا جب اس نے سرکشی اور تکبر کیا حق کا انکار کیا اور باطل کی طرف جھک گیا

تمہ نبینا المطھرا ! قد انزل اللہ علیہ السورا

من بعد موسیٰ فاتبعنا الا ثرا

نے ہمارے پاکیزہ نبی کو گالیاں دی تھیں۔ جس پر اللہ تعالیٰ نے سورتوں کو حضرت موسے کے بعد آپ پر نازل کیا۔ ہم تو سنت کی پیروی کریں گے۔ یہ سُن کر کفار کہنے لگے کہ محمد نے تو لات دھوکا دیا ہے جس طرح ہمیں دھوکا دیتے ہیں۔

خ طبری میں جبیر بن مطعم اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کی بعثت بیٹھے ہوئے تھے یہ ایک ماہ پہلے کی بات ہے۔ اور ہم نے اونٹوں کو نحر کیا ہُوا تھا۔ ناگاہ بت ایک آواز دینے والے نے آواز دی عجیب بات کو سُنو۔ وحی کا چرانا ختم ہُوا شیطان کو رے جائیں گے۔ ایک نبی مکہ میں مبعوث ہوگا جو یثرب کی طرف ہجرت کرے گا۔

نے ابن اسحاق سے اور زہری عبداللہ بن کعب عثمان کے غلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رنے کہا کہ ہم جاہلیت کے زمانے میں بتوں کی پوجا کرتے تھے۔ حتّٰے کہ اللہ تعالیٰ نے م کے ذریعہ سے کرم کیا۔ خدا کی قسم ہم قریش کے ساتھ جاہلیت کے بتوں میں سے ایک پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ اور ایک عرب مرد نے بُت کی خاطر قربانی کی اور ہم اس تھے کہ وہ ہمارے لئے اس کا گوشت تقسیم کرے گا۔ ناگاہ میں نے بت کے اندر سے ایسی تیز آواز میں نے کبھی نہیں سنی تھی۔ یہ واقعہ اسلام کے ظہور سے ایک سال ایک ہے۔ آواز یہ تھی کہ اے آل ذریح ایک عمدہ امر ظاہر ہوگیا ہے۔ اور مشبہ فصیح زبان والا کہتا اللہ۔ اللہ تعالیٰ کے سوا کوئی چیز عبادت کے لائق نہیں۔ اسی قبیل سے حدیث خثعمی اور سعد بن عمرو ہندی ہے۔

فصل ۱۴

جمادات کا بولنا

ن من شیٔ الا یسبح بحمدہ ولکن لا تفقھون تسبیحھم

ز اللہ تعالیٰ کی حمد بیان کرتی ہے لیکن تم ان کی حمد کو سمجھ نہیں سکتے۔

امیر المومنین علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ ایک دفعہ میں رسول اکرم صلعم کے ہمراہ مکہ کے تحتانی حصہ میں درختوں کے تلے جا رہا تھا۔ آنحضرت صلعم کا جس پتھر اور درخت کے پاس سے گذر ہوتا تھا وہ کہتا تھا السلام علیک یا رسول اللہ۔ اے اللہ کے رسول آپ پر سلام ہو۔ دانا اسمیع میں اس بات کو سنتا تھا۔

علقمہ اور ابن مسعود سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر تھے۔ اور رسول اللہ صلعم کے سامنے کھانا رکھا ہوا تھا۔ اور اس کھانے سے تسبیح کی آواز آ رہی تھی۔ اور رسول اللہ صلعم کھانا تناول فرما رہے تھے

ایک دفعہ آنحضرت صلعم کی خدمت میں گروہ عام حاضر ہوا۔ اور آنحضرت صلعم سے معجزہ طلب کیا آپ نے نو سنگریزے طلب کئے اور وہ آپ کے ہاتھ میں تسبیح کرنے لگے۔ اُبی کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے ان سنگریزوں کو زمین پر رکھ دیا۔ انہوں نے تسبیح نہ کی اور خاموش ہو گئے۔ پھر آنحضرت صلعم نے ان کو ہاتھ مبارک پر اٹھا لیا۔ وہ پھر تسبیح کرنے لگے۔

ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ حضرموت کا بادشاہ آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا کہ ہم کس طرح جانیں۔ کہ آپ اللہ کے رسول ہیں آپ نے ایک پتھر کو مٹھی میں لیا۔ اور فرمایا یہ اس بات کی گواہی دے گا۔ کہ میں اللہ کا رسول ہوں۔ پتھر نے آپ کے ہاتھ میں تسبیح شروع کر دی اور اس بات کی گواہی دی۔ کہ آنحضرت صلعم اللہ تعالیٰ کے رسول ہیں۔

رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ میں مکہ کے ہر اس پتھر کو جانتا ہوں۔ جس کے پاس سے میں گزرا۔ اور اس نے مجھ پر سلام کیا۔

ابوہریرہ۔ جابر انصاری۔ ابن عباس۔ اُبی بن کعب اور امام زین العابدین علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم مدینہ منورہ میں ایک سوکھی کھجور کے سہارے سے ٹیک دیا کرتے تھے۔ جب لوگوں کی کثرت ہوگئی تو آنحضرت صلعم کے لئے منبر بنایا گیا۔ تو وہ کھجور کا تنا رسول اللہ صلعم کی طرف لپکا۔ اور اس طرح آواز دی جس طرح اونٹنی آواز دیتی ہے۔ اور رسول اللہ صلعم کی طرف مڑا۔ آپ نے اس کو تھام لیا۔ وہ بچے کی طرح گنگناتا تھا۔

ایک روایت میں ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے اس کو سینے سے لگا لیا اور فرمایا۔ اگر میں اس کو سینے

لگاتا۔ تو وہ قیامت تک کراہتا رہتا۔

ایک روایت ہے کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے اسے بلایا۔ وہ زمین پر چلتا ہوا آیا۔ آنحضرت صلعم
ں پر اپنا ہاتھ رکھا۔ اور کہا۔ اپنی جگہ پر واپس چلے جاؤ۔ وہ گھوڑے کی مانند واپس چلا گیا۔
کتاب مسند امام احمد بن حنبل میں اُبی بن کعب سے روایت ہے۔ کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا ٹھہرو ٹھہر
ہوگئے تو میں تمہیں جنت میں بو دوں گا۔ اور تیرا پھل نیکو کار لوگ کھائیں گے۔ اگر تو چاہے گا تو تجھے
سابق کھجور کی صورت تر و تازہ بنا دوں گا۔ اس نے آخرت کو دنیا پر ترجیح دی۔
سنن ابن ماجہ میں ہے۔ کہ جب مسجد کو تعمیر کی خاطر گرایا گیا۔ تو اُبی بن کعب نے حنانہ کھجور کو اکھاڑ
اور اپنے گھر میں بو دیا۔ وہ کھجور آپ کے گھر میں رہی۔ اور وہیں خشک ہوگئی اور پھر تر و تازہ ہوگئی
امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ یہود ایک عورت کے پاس جمع ہوئے جس
بدہ تھا اس سے کہا کہ تم اس بکری کے گوشت میں زہر ملا دو۔ اس عورت نے گوشت کو پکایا اور
ں زہر ملا دیا۔ جب رؤساء یہود اس کے گھر میں جمع ہوئے تو رسول اللہؐ کے پاس آ کر کہنے لگی کہ
پ کو اس بات کا علم ہے۔ کہ ہمسائے کا حق کس قدر واجب ہے اور میں چاہتی ہوں کہ رؤساء
برے گھر میں تشریف لا چکے ہیں۔ آپؐ بھی بمعہ اصحاب کے میرے گھر کو زینت

ہیں۔

رسول اللہ صلعم۔ حضرت علیؑ۔ ابو دجانہؓ۔ ابو ایوبؓ۔ سہل بن حنیفؓ اور ایک حدیث کی رُو سے
ں مقدادؓ۔ عمارؓ۔ صہیبؓ۔ ابوذرؓ۔ بلالؓ اور براء بن معرور کے گھر تشریف لائے۔ اس عورت
بکری کا گوشت نکالا۔ یہودیوں نے اپنے ناک کو ان سے بند کر کے کھڑے ہو گئے اور اپنے اپنے
کا سہارا لیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ بیٹھ جاؤ۔ انہوں نے کہا کہ ہم جب کسی نبی کی زیارت
یں۔ تو اس مقصد کے تحت نہیں بیٹھتے کہ کہیں ہماری سانسیں نبیؐ تک نہ پہنچ جائیں۔ جب
رت صلعم کی خدمت میں بکری کا گوشت پیش ہوا۔ تو بکری کا شانہ گویا ہوا۔ اے محمدؐ! مجھے نہ
ے۔ میں زہر آلود ہوں۔ رسول اللہ صلعم نے عبدہ کو بلا کر کہا۔ کہ یہ کام تم نے کیوں کیا؟ اس نے
لیا۔ میں نے اپنے دل میں سوچا کہ اگر آپ نبی ہیں تو زہر آپ کا کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ اور اگر آپ بناوٹی
ی۔ تو اس قوم کو آپ سے نجات مل جائے گی۔

حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے۔ اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ بعد از سلام فرماتا ہے۔ کہو۔
بسم اللہ الذی یسمیہ بہ کل مومن ربہ جز کل مومن و بنورہ الذی
اضاءت بہ السموٰت والارض و بقدرتہ الذی خضع لہا کل
جبار عنید وانتکس کل شیطان مرید من شرالسم والسحر و
اللھم بسم العلی الملک الفرد الذی لا الہ الا ھو و ننزل فی
القرآن ما ھو شفاء و رحمۃ للمومنین ولا یزید الظالمین
الا خسارا
آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ اس دعا کو پڑھو۔ جب انھوں
نے دعا کو پڑھ لیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اب کھاؤ۔"
ایک روایت میں ہے۔ کہ براء ابن معرور نے دعا ختم ہونے سے پہلے گوشت کا ایک لقمہ کھایا۔
امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ رسول اللہ صلعم ابھی کلام پڑھ رہے ہیں۔ اور تم پہل کر رہے
ہو۔ اگر تم نے رسول اللہ صلعم کے حکم سے کھایا تو وہ زہر کے اثر کے تمہارے ضامن ہوں گے۔ اگر تم نے
آپ کی اجازت کے بغیر کھایا۔ تو اس کا ذمہ دار تیرا نفس ہوگا۔ براء کر مر گیا۔
ایک روایت میں ہے۔ کہ زہر کھلانے والی سلام بن مشکم کی بیوی زینب بنت حرث تھی۔ اور زہر
کھانے والا بشر بن براء بن معرور تھا آنحضرت صلعم کی وفات کے وقت بشر بن براء کی والدہ آنحضرت صلعم
کی خدمت میں آئیں۔ تو آپ نے فرمایا اے بشر کی والدہ وہ زہر جو میں نے تیرے بیٹے کے ساتھ کھایا
وہ برابر مجھے ستاتا رہا۔ ان ایام میں اس نے میری پشت کے ٹکڑے کر دیے۔ اسی بنا پر کہا گیا ہے۔ کہ
رسول اللہ صلعم شہید ہو کر مرے ہیں [1]

---

[1] اللہ کی مصلحت بھی اسی میں مضمر تھی۔ کہ آپ کو شہادت کا درجہ نصیب ہو۔ ورنہ جان بوجھ کر زہر کھانے کے کوئی معانی نہیں
ہیں علاوہ جبرئیل کی لائی ہوئی دعا عمل ثابت ہوتی ہے۔ مقصد یہ معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس دعا کی وجہ سے زہر نے فوری طور پر کوئی اثر نہ
ہونے دیا۔ چونکہ مشیت ایزدی چاہتی تھی۔ کہ آپ کو شہادت کا درجہ ملے۔ مقررہ وقت پر زہر نے اپنا کام کر لیا۔ اور رسول اللہ صلعم
شہادت کے درجہ پر فائز ہوئے۔ اسی طرح آئمہ معصومین علیہم السلام کے واقعات بھی ملتے ہیں۔ کہ انھوں نے بھی مصلحت وقت کے تحت
[illegible]

روہ بن زبیر سے روایت ہے۔ کہ اس زہر خوردنی کے واقعہ کے بعد آنحضرت صلعم تین سال تک

ہے زہر کے اثر سے آپ کی موت واقع ہوئی

ت روایت میں ہے۔ کہ آپ زہر کے واقعہ کے بعد چار سال تک زندہ رہے۔ اور صحیح بات بھی

م ہوتی ہے۔ اس بارے میں نضر بن منتصر نے کہا ہے

من ینادیہ الذراع الی مسمومۃ قد سمنی القوم الیہودی

ی شخص کو بکری کے بازو نے یہ آواز دی تھی۔ کہ میں زہر آلود ہوں۔ دشمن قوم نے مجھے زہر آلود کیا ہے

ن حماد نے کہا ہے

ہمۃ الذراع اذ سم فیہا: یا رسول اللہ دع عنک اکلی

ی کے زہر آلود بازو نے آپ سے اس وقت گفتگو کی۔ جب اس میں زہر ملایا گیا تھا۔ اور کہا:۔

ے اللہ کے رسول میرا کھانا چھوڑ دیجیے۔"

یر امام حسن عسکری علیہ السلام میں اللہ تعالے کی اس آیت ثم قست قلوبھم کے تحت

ے۔ کہ یہودیوں نے آنحضرت صلعم سے کہا۔ کہ آپ یہ کہتے ہیں۔ کہ پتھر ہمارے دلوں سے

ہیں۔ اور ہم سے زیادہ اللہ تعالے کے فرمانبردار ہیں۔ اگر بات یہی ہے۔ تو ان پہاڑوں سے

ی کی تصدیق کرا لیجیے۔ رسول اللہ صلعم نے پہاڑ کو حکم دیا۔ وہ اپنی جگہ سے متحرک ہوا۔ اور اس

پیدا ہوا۔ اور اس سے پانی بہنے لگا۔ اور بلند آواز سے پکارا کہ "میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ آپ

المین کے رسول اور تمام مخلوقات کے سردار ہیں۔" پھر آپ نے پہاڑ کو حکم دیا۔ کہ وہ دو ٹکڑے

ہو جائے۔ کہ اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا حصہ اوپر چلا جائے۔ چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ پھر رسول اللہ

میدان میں تشریف لائے۔ اور بلند آواز سے کہا "اے پہاڑ! بحق محمدؐ و آل محمدؐ کلام کر۔" پہاڑ گونج اٹھا

نحضرت صلعم کے سامنے کھڑا ہو گیا۔ ان لوگوں نے کہا یہ شخص (محمدؐ) جادوگر ہے۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں وارد ہے۔ کہ قریش نے محمدؐ اور علیؑ علیہما السلام پر پتھر

عسکری علیہ السلام کی یہ تفسیر مکمل قرآن مجید کی تفسیر نہیں بلکہ ابتدائی حصہ کی تفسیر ہے۔ مولانا سید شریف حسین صاحب اعلیٰ

ے اس کا عرصے سے اردو میں ترجمہ کر دیا ہے۔ جو آثار حیدری کے نام سے لاہور میں شائع ہوا ہے۔ ۱۲ محمد شریف عفی عنہ

پرسائے لیکن انھوں نے دیکھا کہ ہر پتھر دونوں پر سلام کرتا تھا۔ قریش کے دس آدمیوں نے کہا کہ پتھر ان دونوں کے ساتھ کیوں بات چیت کرتے ہیں۔ ہو نہ ہو محمدؐ نے زمین کے نیچے کچھ آدمی چھپا رکھے ہیں جو باتیں کرتے ہیں۔ ایسا کہنے والوں پر پتھر پڑے۔ عشاء کے وقت ان کے ورثا چیختے چلاتے۔ روتے ہوئے کہنے لگے۔ کہ محمدؐ نے ہمارے آدمیوں کو مار ڈالا ہے۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے مُردوں کو گویا کیا۔ اور انھوں نے کہا محمدؐ سچے ہیں۔ اور تم جھوٹے ہو۔ مُردوں میں حرکت پیدا ہوئی۔ اور وُہ جنازے کی چارپائی سے نیچے گر پڑے۔ اور بلند آواز سے پکارے کہ ہم اس بات کو گوارا نہیں کرتے کہ ہمیں دُشمنِ خدا اُٹھا کر لے چلیں۔ ابوجہل نے کہا۔ کہ یہ ایک بہت بڑا جادو ہے۔ پھر حضرت رسولؐ خدا اور حضرت علیؑ نے اللہ تعالیٰ سے دُعا کی۔ وہ سب کے سب زندہ ہو گئے زندہ ہو جانے والوں نے بلند آواز سے کہا:

"جن ممالک میں ہم موجود تھے۔ وہاں محمدؐ اور علیؑ کو بہت بڑی منزلت حاصل ہے۔"

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں اس آیت ان الذین کفروا سواء علیھم کی تفسیر کے تحت مروی ہے۔ کہ مالک بن صیف نے کہا۔ اے محمدؐ! میں چاہتا ہوں کہ میرا فرش (مراد کپڑے کی دری ہے) آپ کی نبوت کی تصدیق کرے۔ ابولبابہ بن منذر نے کہا۔ کہ میرا کوڑا آپ کی نبوت کی گواہی دے۔ کعب بن اشرف نے کہا میں چاہتا ہوں۔ کہ میرا گدھا آپ پر ایمان لے آئے۔ اللہ تعالےٰ نے فرش کو گویا کیا۔ اس نے کہا۔ اشھد ان لا الٰہ الا اللہ واشھد انک یا محمد عبدہ و رسولہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی چیز لائق عبادت نہیں اے محمدؐ آپ اللہ کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔ واشھد ان علی بن ابی طالب وصیک میں گواہی دیتا ہوں کہ علی بن ابی طالبؑ آپؐ کے وصی ہیں۔

یہ سُن کر انھوں نے کہا یہ تو ایک کُھلا ہوا جادو ہے۔ فرش فضا میں بلند ہوا۔ اس کے مالک اور ساتھی زمین پر گر پڑے۔ پھر ابولبابہ کے کوڑے نے آنحضرت صلعم کی نبوت کی اور حضرت علیؑ کی امامت کی گواہی دی۔ پھر وہ کوڑا ابولبابہ سے لپٹ گیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ یہ کوڑا ہمیشہ لپٹا رہے گا۔ تو اسلام لا ورنہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ ابولبابہ اسلام لے آیا۔

کعب گدھے پر سوار ہو کر آیا۔ گدھے نے اسے سر کے بل زمین پر پٹک دیا۔ اور کہا "تو اللہ تعالیٰ کا نہایت بُرا بندہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے آیات کا مشاہدہ کرتا ہے۔ پھر ان کا انکار کرتا ہے"۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ تیرا گدھا تجھ سے بہتر ہے۔ گدھے نے اسے سوار کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے اسے کبھی سوار

دیا۔ آخر مجبور ہو کر اس نے قیس بن ثابت کے ہاتھ فروخت کر دیا۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں مذکور ہے کہ حارث بن کلدہ ثقفی آنحضرت صلعم کی خدمت میں معجزہ طلب کیا۔ اور کہا کہ میری خاطر درخت کو طلب کیجیے۔ رسول اللہ صلعم نے درخت کو طلب کیا طرف زمین پر بڑے بڑے خطوط دیتا ہوا آپ کے سامنے آکھڑا ہو گیا۔ اور بلند آواز سے کہا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی لائق عبادت نہیں وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اے محمدؐ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے عبد اور رسول ہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ علیؑ آپ کے چچا کے فرزند آپ کے اسلامی بھائی ہیں۔ حارث اسلام لے آیا۔

روضۃ اللطائف میں تحریر ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مدینہ منورہ میں ایک مسجد کی بنیاد رکھی اور مکہ کے ایک درخت کو طلب کیا۔ زمین شگافتہ ہو گئی اور وہ درخت چل کر رسول اللہ صلعم کے سامنے آیا۔ اور رسول اللہ صلوٰۃ اللہ علیہ السلام کی نبوت کی شہادت دی ہے

من دعا الدوحة اذ قال لها الا اقبلی فاقبلت لمن دعا

اس ذات نے درخت کو بلایا جب اس سے کہا تم کو ضرور آنا چاہیے۔ وہ اس ذات کے سامنے حاضر ہو گیا جس نے اُسے بلایا تھا۔

عبداللہ بن رواحہ نے کہا ہے

لو لم يكن فيك آيات مبينة كانت بديهته تنبئك بالخبر

اے محمدؐ اگر آپ میں کھلے ہوئے معجزات موجود نہ ہوتے تو میں تجھے تیری ایک خبر سے

فصل ۱۵
حیوانات کا کلام کرنا

ابوہریرہ اور بی بی عائشہ سے روایت ہے۔ کہ ایک اعرابی نبی اکرم صلعم کی خدمت میں آیا۔ اس کے ہاتھ میں گوہ تھی کہا اے محمدؐ میں اس وقت تک اسلام نہیں لاؤں گا۔ جب تک یہ اسلام نہ لائے۔ نبی اکرم صلعم نے گوہ سے دریافت کیا۔ بتا تیرا رب کون ہے؟ اس نے کہا وہ وہ ذات ہے جس کی حکومت ہے۔ اور زمین پر کلی سلطنت ہے سمندر میں جس کے عجائبات ہیں خشکی میں

س کی عجیب وغریب چیزیں ہیں۔ اور ارحام کے متعلق وہ جانتا ہے۔ کہ ان میں کیا چیز موجود ہے پھر
آنحضرت صلعم نے گوہ سے کہا کہ یہ بتاؤ کہ میں کون ہوں۔ اس نے کہا۔ انت رسول رب العالمین
وزین الخلق یوم القیامۃ اجمعین آپ رب العالمین کے رسول اور قیامت کے روز تمام
مخلوقات کی زینت کا باعث ہیں۔ وقائد الغر المحجلین چمکتی ہوئی پیشانیوں والوں کے امام ہیں قد
افلح من امن بک وسعد جو تجھ پر ایمان لایا فلاح پا گیا اور نیک بخت ہوا۔ اعرابی نے کہا اشھد
ان لا الٰہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ اللہ کے سوا کوئی معبود
نہیں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ یہ کہہ کر اعرابی ہنس پڑا۔ اور کہا کہ جب
میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ تو اس وقت تمام مخلوق سے زیادہ آپ سے بغض رکھتا تھا۔ جب
آپ کے ہاں سے چلا جاؤں گا۔ تو تمام مخلوق سے زیادہ آپ میرے نزدیک محبوب ہوں گے۔ جب
اعرابی اپنے گھر پہنچا تو اس کے ساتھی جمع ہو گئے۔ آپ نے جو واقعہ رسول اللہ صلعم سے مشاہدہ کیا
تھا۔ اس سے انہیں آگاہ کیا وہ تمام کے تمام رسول اللہ صلعم کی خدمت میں چل پڑے۔ نبی اکرم صلعم
نے ان کا استقبال کیا۔ اعرابی نے کہا ؎

الا یا رسول اللہ انک صادق — فبورکت مھدیاً وبورکت ھادیا
شرعت لنا دین الحنیفۃ بعدما — عبدنا کامثال الحمیر الطواغیا
فیا خیر مدعو ویا خیر مرسل — الی الانس ثم الجن لبیک داعیا
اتیت ببرھان من اللہ واضح — فاصبحت فینا صادق القول راضیا

فبورکت فی الاقوام حیاً ومیتاً
وبورکت مولوداً وبورکت ناشیا

۱۔ اے اللہ کے رسول ہمیں یقین ہونا چاہیے کہ آپ سچے ہیں ہدایت یافتہ ہیں۔ اور ہدایت
کرنے کی حیثیت سے برکت دیے گئے ہیں۔
۲۔ ہم گدھوں کی طرح بتوں کو پوجتے تھے آپ نے ہمارے لئے دین حنیف کے راستے کھول دیے۔
۳۔ آپ بہترین مدعو بہترین رسول تمام جنات اور انسانوں کے کارساز ہیں۔
۴۔ اللہ کی طرف سے واضح دلیل لے کر تشریف لائے جب تک ہم میں رہے ہم نے آپ کو سچا پایا۔

آپ قوم میں زندگی اور موت دونوں حالتوں میں برکت والے ہیں بچپن اور پرورش کے وقت بھی برکت والے ہیں۔

اعرابی کا نام سعد بن معاذ اسلمی تھا۔ ان تمام آدمیوں کے اسلام لانے کے باعث آنحضرت صلعم ... ہوئے۔ اور اعرابی کو ان کا سردار مقرر کر دیا۔

زید بن ارقم۔ انس ام سلمہ اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت کا گذر ایک ... کے پاس سے ہوا۔ جو کہ ایک یہودی کے خیمے کے پاس بندھی ہوئی تھی۔ ہرنی نے عرض کیا! اے ... کے رسولؐ! میں دو بچوں کی ماں ہوں۔ اور میرے تھن دودھ سے بھر چکے ہیں۔ مجھے چھوڑ دیجئے تاکہ اپنے بچوں کو دودھ پلا لوں۔ میں پھر واپس آجاؤں گی۔ آپ مجھے دوبارہ باندھ دینا۔ آنحضرت صلعم نے ... فرمایا۔ کہ مجھے اس بات کا خوف ہے۔ کہ تو واپس نہیں آئے گی؟ اس نے کہا کہ اگر میں واپس نہ آؤں ... اللہ تعالیٰ مجھے دس گنا عذاب میں مبتلا کرے۔ آنحضرت صلعم نے اسے چھوڑ دیا۔ وہ چلی گئی۔ اس نے ... واقعہ کا ذکر اپنے بچوں سے کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس وقت تک دودھ نہیں پئیں گے جب تک تمہارا ... رسول اللہ تکلیف اور اذیت میں مبتلا ہیں۔ ہرنی اپنے بچوں سمیت رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ... اس کے دونوں بچے رسول اللہ صلعم کے قدموں پر اپنے سر ملتے تھے یہودی رو پڑا اور اسلام لے ... اور کہا میں نے ہرنی کو آزاد کر دیا۔ اس نے وہاں ایک مسجد تعمیر کی۔ رسول اللہ نے اس کی گردن میں ... پٹہ ڈال دیا۔ اور فرمایا کہ میں نے تیرا گوشت شکار کرنے والے پر حرام کر دیا ہے۔ پھر فرمایا۔ کاش کہ ... وروں کو موت کا علم ہوتا۔"

زید کی روایت میں ہے۔ کہ خدا کی قسم میں نے اس ہرنی کو دیکھا تھا جو جنگل میں تسبیح کرتی تھی اور ... تھی۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ۔ روایت میں ہے کہ ہرنی کو باندھنے والے ... دی کا نام اہیب بن سماع تھا۔"

جابر انصاری اور عبادہ بن صامت سے روایت ہے۔ کہ بنو نجار کے باغ میں ایک بدمست اونٹ ... جو شخص بھی باغ میں داخل ہوتا تھا۔ وہ اس پر حملہ کر دیتا تھا نبی صلعم باغ میں تشریف لائے اس اونٹ

آنحضرت صلعم نے صرف لوگوں کے دکھانے کی خاطر ایسا فرمایا ورنہ آپ جانتے تھے کہ ہرنی ضرور واپس آئے گی۔

وہ آنحضرتؐ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور اس نے اپنے ہونٹ کو زمین پر رکھ دیا۔ اور رسول اللہ کے
بیٹھ گیا۔ آنحضرتؐ نے اس کو نکیل دے دی۔ اور اپنے اصحاب کے حوالے کر دیا۔ لوگوں نے
رت صلعم کی خدمت میں عرض کیا۔ جانور بھی آپ کی نبوت کو جانتے ہیں۔ فرمایا۔ ابوجہل اور قریش کے سوا
ت کی ہر چیز میری نبوت کی معرفت رکھتی ہے۔ انہوں نے کہا ہم جانوروں کی نسبت تجھے سجدہ کرنے
یادہ سزاوار ہیں۔ فرمایا میں مر جاؤں گا۔ حی لایموت کو سجدہ کرو۔

ایک روز اونٹ آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے اپنے دونوں ہونٹوں کو حرکت دی
ضرت صلعم نے اس اونٹ کے کان میں کوئی بات فرمائی۔ اور ہنس پڑے۔ پھر فرمایا۔ یہ قلت گھاس د
ور کثرت بوجھ کی شکایت کرتا ہے۔ اے جابر! اس کے ساتھ جاؤ۔ اور اس کے مالک کو بلا کر لے آؤ۔ میں
کیا خدا کی قسم میں تو اس کے مالک کو نہیں جانتا۔ فرمایا یہ خود تجھے بتا دے گا۔ جابر کا بیان ہے کہ میں
ونٹ کے ساتھ بنو حنظلہ کے ایک شخص کے پاس گیا اور اس کو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لے
رمایا یہ تمہارا اونٹ ہے اور یہ باتیں کہتا ہے اس نے عرض کیا ہاں اس کی نافرمانی کی وجہ سے ایسا
رتا ہے۔ ہم نے یہ سلوک اس کے ساتھ دو زانوں سے کیا ہے۔ رسول اللہ صلعم نے اونٹ کی
متوجہ ہو کر فرمایا۔ تم اپنے مالک کے ساتھ چلے جاؤ۔ انہوں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ہم
س کو تمہاری حرمت کی وجہ سے آزاد کر دیا ہے۔ وہ اونٹ گلیوں میں گھوما کرتا تھا۔ اور لوگ کہا کر
یہ رسول اللہ کے آزاد کردہ ہیں۔ نصر بن منتصر نے کہا سہ

ومن شکا البعیر ظلم اھلہ　　　　لہ الیہ ثقل حمل وخوی

ونٹ نے اپنے مالک کے ظلم کی شکایت کسی سے کی جس پر بار زیادہ لادا جاتا تھا۔ اور اسے چارہ
جاتا تھا۔ ابن حماد نے کہا سہ

ودعاہ البعیر یا رسول اللہ　　　　اشکر الیک جفوۃ اھلی

ونٹ نے کہا اے اللہ کے رسول میں اللہ کے لئے آپ کی خدمت میں اپنے مالک کی

یا آج کل ابوجہل کی اولاد موجود نہیں جو رسول اللہ کی شان میں نازیبا باتیں بیان کرتی ہے کہ آپ سے غلطی کا امکان تھا
ہا انہوں نے کیا رسول اللہ کا جانشین وہ شخص نہیں ہونا چاہیئے جو آنحضرت کی طرح جانوروں بلکہ کائنات کی ہر چیز کی زبان
ہا ہو اور ان کا مداوا کر سکتا ہو۔ رسول اللہ کے بعد یہ اوصاف حضرت بارہ آئمہ معصومین علیہم السلام ہی میں پائے جاتے ہیں۱۲

ت کرتا ہوں۔

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ نبی صلعم تشریف فرما تھے ناگاہ ایک اونٹ بلبلاتا ہوا آپ کی
مت میں آیا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کیا تم لوگ جانتے ہو کہ یہ اونٹ کیا کہتا ہے، یہ کہتا ہے
رح کا فلاں قبیلہ مجھے استعمال کرتا رہا اور مجھے سخت تعب و مشقت میں ڈالتا ہے یہاں میں بوڑھا ہو
وں اور میرے اعضا کمزور پڑ گئے ہیں اب انہیں میرے ذبح کرنے کی فکر سوجھی ہے میں جناب
رت میں اس بات کا استغاثہ کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلعم نے اونٹ کو روک لیا آپ سے اس
مالک طلب کرنے کے لیے حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلعم نے ان کو تمام واقعہ سے آگاہ کیا انہوں
عرض کیا اے اللہ کے رسول اس کے بارے میں جو چاہیں آپ فیصلہ فرمائیں آپ نے فرمایا۔ اسے
ہوڑ دو جہاں اس کی مرضی چاہے کھاتا پھرے۔ انہوں نے اونٹ کو آزاد کر دیا۔ اونٹ تھوڑی
چلا پھر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں سجدے میں گر پڑا۔ انہوں نے کہا یہ جانور ہے جو آپ کو سجدہ
ہے۔ ہم اس سے آپ کو سجدہ کرنے کے زیادہ حقدار ہیں۔ فرمایا کسی شخص کو کسی شخص کا سجدہ کرنا نہیں
ہیے۔ اگر میں کسی کو کسی شخص کے سجدہ کرنے کا حکم دیتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ اپنے شوہر کا اس
لت کی وجہ سے سجدہ کرے۔

امیر المومنین علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہم رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر تھے ناگاہ
اعرابی دوسرے اعرابی کو لے کر حاضر ہوا۔ اور کہا یہ شخص میری اونٹنی کو چرا کر لے جا رہا تھا جب
وٹے گواہوں نے گواہی دی۔ تو اسے ہاتھ کاٹنے کے لیے تیار کیا گیا۔ تو اونٹنی نے عرض کیا یا رسول
یہ فلاں شخص میرے بارے میں بے گناہ ہے۔ گواہوں نے جھوٹی گواہی دی ہے۔ مجھے فلاں یہودی
نے چرایا تھا۔

عروہ بن زبیر سے روایت ہے۔ کہ فتح خیبر کے موقع پر رسول اللہ کے حصے میں چار بازنقش چار
نیف۔ دس اوقیہ سونا اور چاندی اور ایک گدھا آیا۔ رسول اللہ جب اس پر سوار ہوئے تو وہ گدھا
یا ہوا۔ یا رسول اللہ میرا مالک ایک یہودی ہے جب میں اس سے سرکشی کرتا رہا کبھی اس کی اطاعت
ہیں کی۔ آنحضرتؐ نے فرمایا کیا تیرا باپ موجود ہے؟ کہا نہیں۔ ہم میں سے ستر گدھے ایسے گذرے
ہ جو انبیاء کی سواری کے کام آئے ہیں۔ اس وقت ہماری نسل ختم ہو چکی ہے میرے سوا کوئی باقی

ہیں رہا۔ اور نہ آپ کے سوا اور کوئی نبی باقی رہا ہے آپ کے متعلق ہمیں حضرت زکریا علیہ السلام
نے بشارت دی تھی ۔ رسول اللہ صلعم نے اسے ایک شخص کے دروازے پر بھیجا ۔ وہ دروازے پر
اپنے سر کے ساتھ دروازے کو کھٹکھٹایا ۔ جب گھر کا مالک باہر نکلا تو اس نے اشارہ سے کہا کہ تجھے
رسول اللہ صلعم یاد کرتے ہیں ۔ جب رسول اللہ کا انتقال ہوا ۔ تو اس نے اپنے آپ کو ہیثم بن تیہان
کے کنوئیں میں گرا کر ہلاک کر دیا ۔ اسی جگہ اس کی قبر بن گئی تھی ۔ اس روایت کو ہو بہو ابو جعفر علیہ السلام
امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ۔ جو کتاب علل الشرائع میں موجود ہے ۔

عبد الرحمن عنبری سے روایت ہے ۔ کہ رسول اللہ صلعم نے عرفہ کے روز خطبہ ارشاد فرمایا ۔ اور لوگوں
کو صدقہ دینے کی ترغیب دی ۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میری اونٹنی فقراء کے لئے حاضر
نبی صلعم نے اونٹنی کو دیکھ کر فرمایا اس کو میری خاطر خرید لو ۔ وہ خرید دی گئی ۔ اس ناقہ نے ایک رات رسول
کے حجرے کے پاس آ کر آپ کو سلام کیا ۔ رسول اللہ نے فرمایا اللہ تجھے برکت عطا کرے ۔ اونٹنی نے کہا ۔
حاملہ تھی ۔ میرے مالک سے مجھے بطور شکار لیا گیا ۔ میں ان لوگوں سے بھاگ گئی جب میں
چرا کرتی تو نباتات مجھے خود بلایا کرتے ۔ شیر پکار پکار کہتے کہ اسے نہ پکڑو یہ محمد کی اونٹنی ہے
حضرت صلعم نے اس سے اس کے مالک کا نام دریافت کیا ۔ اس نے کہا میرے مالک کا نام عضبا
آنحضرت صلعم نے اس کا نام عضباء رکھا ۔ عمر بن خطاب کا بیان ہے ۔ کہ جب رسول اللہ صلعم کا انتقال
عضباء نے عرض کیا اپنے بعد میرے لئے کس کو وصیت فرماتے ہیں ؟ آنحضرت نے فرمایا ۔ اے
اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت عطا کرے ۔ تم میری بیٹی فاطمہ کی ملکیت میں رہو گی ۔ جو تجھ پر دنیا اور
آخرت میں سوار ہوں گی ۔ رسول اللہ صلعم کے انتقال کے بعد رات کے وقت جناب فاطمہ سلام اللہ
کے دروازے پر حاضر ہوئی ۔ اور عرض کیا السلام علیک یا بنت رسول اللہ اے رسول اللہ
کی بیٹی تم پر سلام ہو ۔ قد حان فراقی الدنیا میرا دنیا کو چھوڑنے کو جی چاہتا ہے واللہ
ماتت بعلف ولا شراب بعد رسول اللہ وماتت بعد النبی بثلاثۃ ایام
رسول اللہ کے انتقال کے بعد اس نے گھاس اور پانی کو منہ نہ لگایا ۔ اور تین روز کے بعد مر گئی
ایک حدیث میں انس سے روایت ہے کہ ایک انصاری کے باغ میں ایک بکری تھی جس
رسول اللہ صلعم کو سجدہ کیا

نہیں رہا۔ اور نہ آپ کے سوا درکوئی نبی باقی رہا ہے آپ کے متعلق ہمیں حضرت زکریا علیہ السلام نے بشارت دی تھی۔ رسول اللہ صلعم نے اسے ایک شخص کے دروازے پر بھیجا۔ وہ دروازے پر آیا اپنے سر کے ساتھ دروازے کو کھٹکھٹایا۔ جب گھر کا مالک باہر نکلا تو اس نے اشارہ سے کہا کہ تجھے رسول اللہ صلعم یاد کرتے ہیں۔ جب رسول اللہ کا انتقال ہوا۔ تو اس نے اپنے آپ کو ہیثم بن تیہان کے کنویں میں گرا کر ہلاک کر دیا۔ اسی جگہ اس کی قبر بن گئی تھی۔ اس روایت کو ہو ابو جعفر علیہ السلام امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں جو کتاب علل الشرائع میں موجود ہے۔

عبدالرحمن عنبری سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے عرفہ کے روز خطبہ ارشاد فرمایا۔ اور لوگوں کو صدقہ دینے کی ترغیب دی۔ ایک شخص نے عرض کیا یا رسول اللہ میری اونٹنی فقراء کے لئے حاضر ہے۔ نبی صلعم نے اونٹنی کو دیکھ کر فرمایا اس کو میری خاطر خرید لو۔ وہ خرید لی گئی۔ اس ناقہ نے ایک رات رسول اللہ کے حجرے کے پاس آ کر آپ کو سلام کیا۔ رسول اللہ نے فرمایا اللہ تجھے برکت عطا کرے۔ اونٹنی نے کہا میں حاملہ تھی۔ میرے مالک سے مجھے بطور صدقہ لیا گیا۔ میں ان لوگوں سے بھاگ گئی۔ جب میں گھاس چرا کرتی تو نباتات مجھے خود بلایا کرتے۔ شیر پکار پکار کر کہتے کہ اسے نہ پکڑو۔ یہ محمدؐ کی اونٹنی ہے۔ آنحضرت صلعم نے اس سے اس کے مالک کا نام دریافت کیا۔ اس نے کہا میرے مالک کا نام عضباء ہے۔ آنحضرت صلعم نے اس کا نام عضباء رکھا۔ عمر بن خطاب کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلعم کا انتقال ہوا۔ تو عضباء نے عرض کیا اپنے بعد میرے لئے کس کو وصیت فرماتے ہیں؟ آنحضرت نے فرمایا۔ اے عضباء اللہ تعالیٰ تجھ میں برکت عطا کرے۔ تم میری بیٹی فاطمہ کی ملکیت میں رہو گی۔ جو تجھ پر دنیا اور آخرت میں سوار ہوں گی۔ رسول اللہ صلعم کے انتقال کے بعد رات کے وقت جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کے دروازے پر حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا السلام علیک یا بنت رسول اللہ اے رسول اللہ کی بیٹی! میرا تم پر سلام ہو۔ قد حان فراقی الدنیا میرا دنیا کو چھوڑنے کو جی چاہتا ہے۔ واللہ ما ھنأت بعلف ولا شراب بعد رسول اللہ وماتت بعد النبی بثلاثۃ ایام خدا کی قسم رسول اللہ کے انتقال کے بعد اس نے گھاس اور پانی کو منہ نہ لگایا۔ اور تین روز کے بعد مر گئی۔

ایک حدیث میں انس سے روایت ہے کہ ایک انصاری کے باغ میں ایک بکری تھی جس نے رسول اللہ صلعم کو سجدہ کیا ابوبکر نے کہا ہم اس بکری سے سجدہ کرنے کے زیادہ سزاوار ہیں رسول

صلعم نے فرمایا۔ خدا کے سوا کسی ایک کا سجدہ جائز نہیں ہے اگر کسی کا سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

محمد بن مشکوۃ اپنی حدیث میں رسول اللہ کے غلام سفینہ روایت کرتے ہیں کہ میں سمندر میں کشتی پر سوار تھا کشتی ٹوٹ گئی میں اس کے ایک تختہ پر سوار ہو گیا اس نے مجھے ایک گھنے جنگل میں پھینک دیا۔ وہاں ایک شیر رہا کرتا تھا میں نے کہا اے ابوالحارث میں رسول اللہ صلعم کا غلام ہوں۔ اس نے سر نیچے کر لیا پھر اس نے اپنی پشت پر سوار ہونے کا اشارہ کیا۔ وہ لگاتار مجھے اشارہ کرتا رہا حتیٰ کہ مجھے راستہ پر لا کر اتار دیا پھر اس نے کچھ ہمہمہ کیا میں بھی سمجھا کہ وہ مجھے رخصت کر رہے ہیں۔

بطن مر میں جناب ابوذرؓ بکریاں چرا رہے تھے۔ بھیڑیئے نے آپ کی بکری کو پکڑ لیا آپ نے شور مچایا آخر کار بھیڑیے نے بکری کو چھوڑ دیا۔ بھیڑیا اس شکل میں بیٹھ گیا کہ جسم کا پچھلا حصہ زمین پر اور اپنی رانوں کے اندر اپنی دم کو داخل کر لیا۔ پھر کہا تم اللہ سے نہیں ڈرتے کیا تم میرے اور میرے رزق کے معاملہ میں حائل ہو رہے ہو۔ یہ رزق میرا اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔ ابوذر کا بیان ہے کہ خدا کی قسم میں نے اس سے زیادہ عجیب بات کبھی نہیں سنی تھی۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ رسول اللہ صلعم پہاڑوں کے درمیان نخلستان کے مقام پر ماضی اور مستقبل کی باتیں کر رہے ہیں۔ اور تم اپنی بکری کا رونا رو رہے ہو۔ ابوذر نے کہا اے فلاں کون ایسا شخص ہے۔ جو میری بکریاں چرائے گا تاکہ میں جا کر رسول اللہ صلعم پر ایمان لے آؤں۔ بھیڑیئے نے کہا میں چراؤں گا۔ ابوذر مکہ میں آیا۔ رسول اللہ مجمع کے ساتھ مسجد میں بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگ رسول اللہ صلعم کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ ابوطالب تشریف لائے تو کسی نے کہا اس کو کچھ نہ کہو اس کے چچا آ رہے ہیں۔ ابوذر حضرت ابوطالب کے پیچھے ہو لئے۔ ابوطالب نے ابوذر کی طرف دیکھا اور پوچھا کہ کیا مقصد ہے۔ عرض کیا میں اس نبی کے دیدار کی خاطر آیا ہوں جو مبعوث ہوئے ہیں۔ کہا اس کے پاس جانے کا کیا مقصد ہے۔ عرض کیا میں اس پر ایمان لاؤں گا۔ ابوطالب نے کہا تم لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دو گے۔ کہا ہاں۔ ابوطالب نے اسے جعفر کے پاس بھیجا جب جعفر کو آپ کی خواہش کا پتہ چلا۔ تو آپ نے جناب حمزہؓ کے پاس جانے کو کہا جب حمزہ کو معلوم ہوا۔ تو آپ نے حضرت علی علیہ السلام کے پاس جانے کو کہا۔ جب حضرت علی علیہ السلام کو آپ کی خواہش کا علم ہوا تو آپ اسے لے کر گھر میں تشریف لائے جہاں رسول اللہ صلعم موجود تھے جب رسول

صلعم نے فرمایا۔ خدا کے سوا کسی ایک کا سجدہ جائز نہیں ہے اگر کسی کا سجدہ جائز ہوتا تو میں عورت
کو حکم دیتا کہ وہ اپنے شوہر کو سجدہ کرے۔

محمد بن مشکوٰۃ اپنی حدیث میں رسول اللہ کے غلام سفینہ روایت کرتے ہیں کہ میں سمندر میں کشتی پر
سوار تھا کشتی ٹوٹ گئی میں اس کے ایک تختہ پر سوار ہو گیا اس نے مجھے ایک گھنے جنگل میں پھینک
دیا اس میں شیر رہا کرتا تھا میں نے کہا اے ابوالحارث! میں رسول اللہ صلعم کا غلام ہوں۔ اس نے
سر نیچے کر لیا پھر اس نے اپنی پشت پر سوار ہونے کا اشارہ کیا۔ وہ رگڑتا ہوا مجھے اشارہ کرتا رہا حتیٰ کہ
راستہ پر لا کر اتار دیا پھر اس نے کچھ ہمہمہ کیا میں یہی سمجھا کہ وہ مجھے رخصت کر رہا ہے۔

بطن مرّ میں جناب ابوذر بکریاں چرا رہے تھے۔ بھیڑیے نے آپ کی بکری کو پکڑ لیا آپ نے
شور مچایا آخر کار بھیڑیے نے بکری کو چھوڑ دیا۔ بھیڑیا اس شکل میں بیٹھ گیا کہ جسم کا پچھلا حصہ
زمین پر اور اپنی رانوں کے اندر اپنی دم کو داخل کر لیا۔ پھر کہا تم اللہ سے نہیں ڈرتے کیا تم میرے
رزق کے معاملہ میں حائل ہو رہے ہو۔ یہ رزق میرا اللہ تعالیٰ نے مقرر کیا ہے۔ ابوذر کا بیان ہے کہ خدا
کی قسم میں نے اس سے زیادہ عجیب بات کبھی نہیں سنی تھی۔ کیا یہ تعجب کی بات نہیں کہ رسول اللہ
پہاڑوں کے درمیان نخلستان کے مقام پر ماضی اور مستقبل کی باتیں کر رہے ہیں۔ اور تم اپنی بکری کا
غم کر رہے ہو۔ ابوذر نے کہا اے فلاں کون ایسا شخص ہے۔ جو میری بکریاں چرائے گا تاکہ میں جا کر
رسول اللہ صلعم پر ایمان لے آؤں۔ بھیڑیا نے کہا میں چراؤں گا۔ ابوذر مکہ میں آیا۔ رسول اللہ مجمع کے
حلقہ میں بیٹھے ہوئے تھے۔ لوگ رسول اللہ صلعم کو برا بھلا کہہ رہے تھے۔ ابوطالب تشریف لائے
لوگوں نے کہا اس کو کچھ نہ کہو اس کے چچا آ رہے ہیں۔ ابوذر حضرت ابوطالب کے پیچھے ہو لئے۔ ابوطالب
نے ابوذر کی طرف دیکھا اور پوچھا کہ کیا مقصد ہے۔ عرض کیا میں اس نبی کے دیدار کی خاطر آیا ہوں۔ جو
مبعوث ہوئے ہیں۔ کہا اس کے پاس جانے کا کیا مقصد ہے۔ عرض کیا میں اس پر ایمان لاؤں گا۔ ابوطالب
نے کہا تم لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ کی شہادت دو گے۔ کہا ہاں۔ ابوطالب نے اسے ابو جعفر کے پاس
بھیجا جب جعفر کو آپ کی خواہش کا پتہ چلا۔ تو آپ نے جناب حمزہ کے پاس جانے کو کہا جب یہ بات
پوری ہوئی۔ تو آپ نے حضرت علی علیہ السلام کے پاس جانے کو کہا۔ جب حضرت علی علیہ السلام کو آپ کی

اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت صلعم نے دریافت فرمایا کس غرض کے تحت آئے ہو؟ عرض کیا اس نبی کے پاس آیا ہوں جو تم میں مبعوث ہوا ہے۔ فرمایا اس سے کیا مطلب ہے؟ عرض کیا اس پر ایمان لاؤں گا۔ اور اس کی تصدیق کروں گا جس بات کا مجھے حکم دیں گے۔ اسے بجا لاؤں گا۔ فرمایا تم اس بات کی گواہی دو گے کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں؟ عرض کیا ہاں۔ فرمایا میں خود رسول اللہ ہوں ابوذرؓ! تم اپنے شہر واپس چلے جاؤ۔ تیرا ابن عم وفات پا گیا ہے۔ اس کا مال لے لو۔ وہاں قیام رکھو۔ حتیٰ کہ میرا امر ظاہر ہو جائے۔ پھر آنحضرتؐ نے آپ کو دعا دی۔ اور فرمایا۔ اے ابوذرؓ اللہ تعالیٰ تجھے دنیا اور عقبیٰ کی فکر سے محفوظ رکھے۔ ابوذرؓ چالیس روز وہاں ٹھہرے۔ وہ صرف زمزم کے پانی سے غسل کرتے تھے اور کسی چیز کی خواہش نہیں رکھتے تھے جب اپنے شہر میں پہنچے تو اپنے ابن عم کو ویسے پایا جیسے آنحضرت نے فرمایا تھا ابوذر نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا کہ میری بکریاں موجود ہیں لیکن آپ کی مفارقت مجھے نہایت شاق ہے۔ آنحضرت نے فرمایا تجھے بکریوں میں رہنا پڑے گا۔ ساتویں دن پھر آنحضرت کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا۔ یا رسول اللہ! کہ میں نماز میں مصروف تھا بھیڑیے نے بکری کا بچہ اٹھا لیا۔ شیر نے بڑھ کر بھیڑیے کے دو ٹکڑے کر دیئے اور بچہ کو چھڑا لیا اور اسے ریوڑ کی طرف واپس کر دیا اور مجھے آواز دی اے ابوذر! تم اپنی نماز میں مشغول رہو۔ اللہ نے مجھے تیری بکریوں کا اس وقت تک چرواہا مقرر کیا ہے جب تک آپ نماز پڑھتے رہیں گے۔ جب میں نماز سے فارغ ہوا تو اس نے کہا کہ محمدؐ کے پاس جاؤ۔ اور انہیں آگاہ کرو کہ میں نے تیری بکریوں کی حفاظت کی ہے۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں وارد ہوا ہے۔ کہ دو بھیڑیوں نے چرواہے سے گفتگو کی۔ اور اسے اسلام کی طرف راغب کیا چرواہا رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور دونوں کی گفتگو سے آپ کو آگاہ کیا۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ مجھے گھیر لو حتیٰ کہ مجھے بھیڑیے دیکھ نہ سکیں۔ انہوں نے آنحضرتؐ کو گھیر لیا آپؐ نے چرواہے سے فرمایا اب تم بھیڑیے سے کہو۔ کہ ان میں محمد کون ہیں۔ وہ دونوں تلاش کرتے ہوئے ان کے درمیان داخل ہوئے۔ اور رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہو کر کہا۔ السلام علیک یا رسول رب العالمین وسید الخلق اجمعین انہوں نے اپنے رخساروں کو آنحضرت کے سامنے مٹی پر ملنا شروع کر دیا۔ رسول اللہ نے فرمایا علیؑ کو گھیر لو۔ انہوں نے علیؑ کو گھیر لیا پھر آپ نے آواز بلند کی۔ اے بھیڑیو! بتاؤ ان میں علیؑ

کے پاس پہنچے۔ تو اپنے جسم کو مٹی میں ملنا شروع کیا۔ حضرت کے سامنے اپنے چہرے رکھ دیئے اور
کیا۔ اے وہ شخص جو دانائی کا محل ہیں پہلے صحیفوں کی باتیں جانتے ہیں۔ اور محمد مصطفےٰ کے
میں چرواہے کا نام عمیر طائی تھا۔ ایک اور روایت میں اس کا نام عقبہ تھا۔ اس شخص کے خاندان
یہ بات فخر کے ساتھ بیان ہوتی تھی۔ اور یہ لوگ اس فضیلت کے باعث عرب پر فخر کیا کرتے تھے۔
میں کا فخر کرنے والا کہتا تھا۔ انا ابن تکلم الذی کب میں اس کا بیٹا ہوں جس سے بھیڑیے
نے گفتگو کی۔

رسول اللہ صلعم وادی حنین میں جا رہے تھے۔ اچانک تمام لشکر رک گیا آنحضرت نے دریافت
کیا اے قوم کیا خبر ہے؟ کہا یا رسول اللہ ایک بہت بڑا اژدہا راستے پر پڑا ہوا ہے جو ایک بہت بڑا
معلوم ہوتا ہے۔ راستہ بند کر رکھا ہے ہمارے لئے راستہ طے کرنا ناممکن ہے۔ رسول اللہ اژدہا
طرف چلے۔ جب آپ نزدیک تشریف لائے تو اس نے اپنا سر اٹھایا اور بلند آواز سے پکارا۔ یا رسول
میں ہیثم بن طاح بن ابلیس ہوں۔ جو آپ پر ایمان لا چکا ہوں۔ میں آپ کی خدمت میں اپنی قوم کے
کو اس غرض کے لئے لایا ہوں تاکہ اس قوم سے جہاد کرتے وقت آپ کی مدد کروں۔ رسول اللہ
فرمایا۔ اپنی قوم کو لے کر ہماری دائیں طرف چلتے رہو۔ اس نے حکم بجا لایا اور مسلمان بھی (جنگ
ں کی طرف چل پڑے۔

محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ مشرکین کی ایک عورت رسول اللہ صلعم کو نہایت نا سزا الفاظ
یاد کرتی تھی۔ اس کا ایک بچہ تھا جس کی عمر صرف دو ماہ تھی۔ بچے نے کہا السلام علیک یا رسول اللہ!
بن عبداللہ۔ عورت نے اپنے بیٹے کی اس بات کا انکار کر دیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اے بچے تم
کیسے یہ معلوم کیا کہ میں اللہ کا رسول ہوں اور محمد بن عبداللہ ہوں۔ عرض کیا میرے رب رب العالمین
روح الامین نے مجھے آگاہ کیا ہے۔ آنحضرت صلعم نے پوچھا۔ روح الامین کون ہیں عرض کیا جبرائیل
جو آپ کے سر پر کھڑے ہیں۔ اور آپ پر نازل ہوتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے پوچھا اے بچے
نام ہے؟ عرض کیا میرا نام عبدالعزیٰ ہے لیکن میں عزیٰ بت کا منکر ہوں۔ یا رسول اللہ!
نام آپ تجویز فرما کر رکھ دیجئے۔ فرمایا! تمہارا نام عبداللہ ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! آپ

عرض کیا۔ وہ شخص سعادت مند ہے جو آپ پر ایمان لایا۔ اور وہ شخص بدبخت ہے جس نے آپ کے ساتھ کفر کیا۔ پھر اس نے ایک زبردست چیخ بلند کی اور انتقال کر گیا۔

شمر بن عطیہ ایک بچے کو رسول اللہ کی خدمت میں لایا جو گونگا تھا۔ آنحضرت صلعم نے بچے سے کہا کہ میرے نزدیک ہو جاؤ۔ جب بچہ نزدیک ہوا تو آنحضرت نے فرمایا۔ بتاؤ میں کون ہوں ؟ عرض کیا آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ہیں۔

واقدی نے مطلب بن عبداللہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ مدینہ منورہ میں اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے ناگاہ ایک بھیڑیا رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آنحضرت کے سامنے آکر کھڑا ہو گیا اور چیخنے لگا۔ آنحضرت نے فرمایا پھاڑنے والا درندہ تمہارے پاس آیا ہے اگر تم چاہتے ہو کہ اس کو کوئی چیز دے دو۔ اور یہ کسی چیز کے پاس نہیں جائے گا۔ اگر تم اس کو کچھ دینا نہیں چاہتے ہو تو اس سے اپنے آپ کو بچاؤ۔ اور جس چیز کو یہ لے گا۔ وہ اس کا رزق ہوگا۔ انہوں نے عرض کیا رسول اللہ! ہم اس کو کچھ دینا نہیں چاہتے آنحضرت نے اپنی تین انگلیوں سے اشارہ کیا۔ وہ واپس دوڑتا ہوا سر ہلاتا ہوا چلا گیا۔

عمرو بن منتشر نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں ایک سانپ کے دفع کرنے کی درخواست کی آنحضرت صلعم تشریف لائے وہ اونٹ کی طرح بلبلاتا تھا۔ اور بیل کی طرح ڈکارتا تھا۔ جب اس نے نبی صلعم کو دیکھا تو کھڑا ہو گیا۔ اور آپ کو سلام کیا اور چلا گیا۔

خریم بن فاتک اسدی سے روایت ہے کہ وہ اونٹ چرا رہا تھا۔ جو اس نے ہاتف کی آواز کو سنا کہ

هذا رسول الله ذو الخيرات جاء بياسين وحاميمات

یہ برکت والے رسول ہیں۔ جو سورہ یاسین اور حامیم لائے۔

فصل

کھانے پینے کا زیادہ ہونا

ويجعل الله فيه خيراً كثيراً

ابوہریرہ، ابوسعید، واثلہ بن اسقع عبداللہ بن عاصم بلال اور عمر بن خطاب سے روایت ہے کہ جنگ تبوک کے موقعہ پر لوگ بھوک کی شدت میں مبتلا ہو گئے انہوں نے رسول اللہ کی خدمت میں عرض

کیا کہ ہمیں اجازت مرحمت فرمایئے تاکہ ہم اپنے اونٹوں کو نحر کریں۔ آپ نے فرمایا۔ فرش بچھا دو۔ ایک شخص کھجوروں کی مٹھی لایا۔ ایک کوئی اور چیز لایا۔ دوسرا کوئی اور چیز جب یہ چیزیں فرش پر جمع ہو گئیں۔ تو رسول اللہ نے ان میں برکت کی دعا کی۔ فرمایا ان سے اپنے اپنے برتن بھر لو۔ ہر ایک نے اپنے برتنوں کو بھر لیا۔ لشکر کا کوئی ایسا سپاہی نہ بچا جس نے اپنا برتن نہ بھر لیا ہو۔ انہوں نے ان چیزوں کو کھایا اور سب سیر ہو گئے۔ لیکن باوجود کھانے کے وہ چیزیں ویسی کی ویسی بچ گئیں رسول اللہ نے فرمایا۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ جو شخص ان کلمات کو ادا کرے گا۔ اس کے لئے اللہ تعالٰے جہنم کی آگ حرام کر دے گا۔

رسول اللہ نے عمرہ بنت رواحہ کو اس حالت میں دیکھا کہ وہ اپنے باپ کے پاس خندق کی جنگ کے روز کھجوریں لے جا رہی تھی۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ ان کو میرے ہاتھ پر رکھ دو۔ پھر آپ نے ان کو ایک فرش پر رکھ دیا۔ اور کچھ کلمات پڑھے اور ان کو تین ہزار آدمیوں نے کھایا۔

بخاری میں جابر انصاری سے خندق کھودنے کی حدیث اس طرح روایت کی گئی ہے۔ کہ میں نے نبی صلعم میں بھوک کی کمزوری کو ملاحظہ کیا تو ایک بھیڑ کا بچہ اور ایک صاع جو کے آٹے کو لایا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! اس کو تناول فرمائیں تاکہ ہمیں عزت افزائی کا موقع مرحمت فرمائیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا چولہے سے ہانڈی کو نہ اتارا جائے۔ اور نہ ہی تنور کو ٹھنڈا کیا جائے۔ پھر فرمایا اے قوم جابر کے گھر کی طرف چلو۔ یہ لوگ حضرت جابر کے گھر کی طرف آئے جن کی تعداد نو سو افراد پر مشتمل تھی۔ ایک اور روایت میں آٹھ سو اور دوسری روایت میں تعداد ایک ہزار بیان کی گئی ہے۔ جابر کے گھر کا صحن تنگ تھا۔ رسول اللہ صلعم نے ایک دیوار کی طرف اشارہ کیا۔ وہ دیوار منہدم ہو گئی اور تمام لوگ اس صحن میں سما گئے۔ ان حضرات کو رسول اللہ اپنے ہاتھ مبارک سے خود کھانا تقسیم فرما رہے تھے۔ آخر کار تمام کے تمام سیر ہو گئے جب تمام لوگ چلے گئے تو جابر کا بیان ہے میں نے ہنڈیا کو دیکھا۔ وہ سالن سے بھری تھی۔ اور تنور روٹیوں سے ویسے کا ویسے بھرا ہوا تھا۔

انس سے روایت ہے کہ جب ابو طلحہ نے بھوک کو محسوس کیا۔ تو مجھے رسول اللہ کی خدمت میں بھیجا۔ جب آنحضرت نے مجھے دیکھا تو فرمایا تمہیں ابو طلحہ نے بھیجا ہے۔ میں نے عرض کیا ہاں۔ فرمایا جو لوگ بھی اس کے ساتھ ہوں اٹھ کھڑے ہوں ابو طلحہ نے کہا اے ام سلیم رسول اللہ صلعم لوگوں کے ساتھ کھانے کی خاطر تشریف لا رہے ہیں لیکن ہمارے پاس ان کے لیے کھانا کھلانے کی کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا

اے ام سلیم جو کچھ تمہارے پاس ہے۔ اسے میرے پاس لے آؤ۔ وہ جو کی چند روٹیاں لائیں۔ آنحضرت صلعم نے حکم دیا کہ ان روٹیوں کے ٹکڑے ٹکڑے کئے جائیں۔ ایسا ہو جانے کے بعد ام سلیم نے گھی کے برتن سے گھی نکال کر ان روٹیوں کو چپڑ دیا۔ آنحضرت نے ان روٹی کے ٹکڑوں کو لیا۔ اور اس ثرید (روٹیوں کی موجودہ حالت) پر اپنا ہاتھ مبارک رکھ دیا۔ آنحضرت صلعم دس دس آدمیوں کو بلا کر کھانا کھلاتے تھے۔ وہ کھا کر سیر ہو جاتے تھے۔ کھانے والوں کی تعداد ستر یا اسی افراد پر مشتمل تھی۔ سارے سیر ہو گئے۔

ابو ہریرہ کا شمار اصحاب صفہ میں تھا سے روایت ہے کہ میں نے ان حضرات کے سامنے ایک کھانے کا کاسہ رکھ دیا تھا۔ اور آنحضرت نے اس پر اپنا ہاتھ رکھا۔ یہ لوگ کھا کر سیر ہو گئے لیکن کاسہ ویسے کا ویسا بھرا رہا۔ اور اس کاسہ میں آنحضرت صلعم کی انگلیوں کے نشان موجود تھے۔

ام شریک سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں گھی برتن میں ڈال کر بھیجا۔ آنحضرت صلعم نے اپنے نوکر کو حکم دیا کہ برتن خالی کر کے واپس دے دیا جائے۔ ام شریک نے برتن کو ملاحظہ کیا۔ تو وہ برتن بعینہ گھی سے بھرا ہوا تھا۔ یہ اس سے برابر گھی نکال کر استعمال کرتی رہی۔ اور یہ طریقہ ایک بڑی مدت تک جاری رہا۔ یہ بات ام شریک کے لئے بطور شرف کے باقی رہی۔

آنحضرت صلعم نے ایک بوڑھیا کو شہد کا بھرا ہوا پیالہ دیا۔ وہ اس سے شہد کھاتی تھی لیکن شہد ختم ہونے میں نہ آتا تھا۔ ایک دن اس نے اس شہد کو ایک اور برتن میں ڈال دیا۔ شہد فوراً ختم ہو گیا۔ اس نے اس بات سے آنحضرت صلعم کو آگاہ کیا۔ فرمایا پہلا فعل اللہ تعالے کا تھا اور دوسرا فعل تمہارا ہے۔

جابر سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ سے کھانا کھلانے کی استدعا کی آپ نے اسے جو کے ستو کھلائے۔ وہ شخص خود۔ اس کی زوجہ اور ان دونوں کے نوکر برابر اس سے کھاتے رہے لیکن وہ ستو ختم ہونے میں نہیں آتا تھا۔ ایک دن اس نے اس ستو کو تولا تو وہ ختم ہو گیا۔ اس نے اس بات سے آنحضرت کو مطلع کیا آپ نے فرمایا اگر تم اس کو نہ تولتے تو ہمیشہ اس سے کھاتے رہتے۔ اور وہ ستو تمہارے پاس باقی رہتا۔

ابو ہریرہ کا بیان ہے کہ میں آنحضرت صلعم کی خدمت میں کچھ کھجوریں لایا۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ ان میں برکت کی دعا فرما دیجئے آنحضرت صلعم نے ان پر اپنا دست مبارک رکھ دیا میں ان سے ہمیشہ کھاتا پیتا رہا ختم نہیں ہوتے تھے۔ حضرت عثمان کے قتل کے زمانہ میں (اتفاق سے) وہ مٹکا گرا۔ اور کہیں

تک آگیا تیس ہزار آدمیوں نے اس سے سیر ہو کر پانی پیا۔ آنحضرت صلعم نے وادی مشقق میں ایک کم رستے والی چٹان کے اوپر ہاتھ رکھ دیا۔ اس سے پانی اُبل پڑا۔ لوگوں نے بجلی کی مانند ایک آواز کو سُنا۔ لوگوں نے اس سے سیر ہو کر پانی پیا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اگر تم سب باقی رہے یا تم میں ایک آدمی بھی باقی رہ گیا تو اس وادی سے یہی آواز سُنتا رہے گا۔ وہ وادی چاروں طرف سے سرسبز ہوگئی۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلعم کے فرمان کے مطابق وادی آج تک سرسبز ہے۔

قتادہ کی روایت کے مطابق آنحضرت صلعم نے غزوہ بنو مصطلق کے موقعہ پر جب اپنے ہاتھ کو ایک چٹان پر رکھ دیا تو آپ کی انگلیوں سے پانی بہنے لگا۔ ایک لشکرِ عظیم نے پانی پیا اور جمع کر لیا تھا۔

علقمہ بن عبداللہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنا ہاتھ مبارک کو ایک برتن میں ڈال دیا۔ آپ کی انگلیوں سے پانی جوش مارنے لگا۔ فرمایا۔ وضو کر لو یہ اللہ تعالیٰ کی برکت ہے لوگوں نے وضو کیا۔

ابو یعلی سے روایت ہے۔ کہ ہم نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں پیاس کی شکایت کی تو آپ نے گڑھا کھودنے کا حکم دیا۔ گڑھا کھودا گیا آپ نے اس پر فرش بچھا دیا۔ اور اپنے ہاتھ اقدس کو فرش پر رکھ دیا فرمایا پانی لاؤ۔ صاحب مطہرہ سے کہا پانی کو میری ہتھیلی پر ڈال دو۔ اور اللہ کا نام لو۔ اس نے ایسا کیا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کی انگلیوں سے پانی کے چشمے بہتے ہوئے دیکھے۔ لوگ پانی پی کر سیراب ہوئے اور انھوں نے اپنی سواریوں کو پانی پلایا۔

ایک جنگ کے موقعہ پر آنحضرت صلعم کی خدمت میں لشکر نے فقدانِ آب کی شکایت کی۔ آپ نے اپنے ہاتھ کو ایک پیالہ میں رکھ دیا۔ پانی جاری ہوگیا۔ لوگوں سے فرمایا پانی پیو۔ لشکر نے پانی پیا۔ اور سیر ہوگیا اور وضو کیا۔ اور اپنے برتنوں کو پانی سے بھر لیا۔ اس بارے میں معاذ نے کہا ہے

وانبع الماء عذبا من انامله   من غیر ما صخرۃ کانت علی وشل

پانی کا میٹھا چشمہ آپ کی انگلیوں سے جاری ہوگیا حالانکہ چٹان سے دن تھوڑا تھوڑا پانی بہہ رہا تھا۔

نیز کہا ہے

انت الذی انبع فی راحتہ   من حجر ماء معینا فجری

(یا رسول اللہ) آپ وہ ذات ہیں پتھر پر آپ کے ہتھیلی رکھنے کی وجہ سے آپ کی ہتھیلی سے میٹھے جاری ہوگیا۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے قولی معجزات

بعض وہ معجزات ہیں جن کی خبر آنحضرت صلعم نے قرآن میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے دی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ لتعلمن نباء بعد حین آنحضرت صلعم کا واقعہ ایک عرصے کے بعد تم ضرور معلوم کر لو گے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا واذا وقع القول علیھم اخرجنا دابۃ من الارض جب ان پر قول واقع ہوگا تو ہم زمین سے ایک جانور نکالیں گے۔ اللہ تعالیٰ کا فرمان اذا جاء وعد الاخرۃ اور حتیٰ اذا فتحت یاجوج وماجوج اور اذا السماء انفطرت اسی طرح کی اور آیات ہیں جس سے آپ کے قولی معجزات کی طرف اشارہ ہوتی ہے۔

ابو رجاء[1] عطاردی کا بیان ہے کہ نبی صلعم کی بعثت کے وقت جس چیز کا ہم نے سب سے پہلے انکار کیا۔ وہ ستاروں کا ٹوٹنا تھا (آنحضرتؐ کی بعثت سے پہلے ستارے نہیں ٹوٹتے تھے)

آیت فاستمع السمع فاتبعہ شھاب ثاقب کے تحت زجاج سے روایت ہے شہاب ثاقب ہمارے نبی کے معجزات میں سے ہیں۔ آپ کے زمانے سے پہلے ان کو نہیں دیکھا گیا اس پر دلیل یہ ہے کہ آنحضرت کے زمانے کے پہلے شعراء تیزی . . . کی مثال بجلی اور پانی کی سیل سے دیا کرتے تھے ان کے اشعار میں آنحضرت صلعم کے زمانے سے پہلے ایک شعر بھی ایسا نہیں ملتا جس کی مثال ٹوٹنے والے ستارے کے ساتھ دی گئی ہو جب آنحضرت صلعم کی ولادت کے وقت ستارے ٹوٹنے لگے۔ تو شہاب ثاقب کا استعمال اشعار میں ہونے لگا۔ چنانچہ ذو رمہ نے کہا ہے ؎

کانہ کوکب فی اثر عفریتہ　　　مسوم فی سواد اللیل منقضب

آیت فارتقب یوم تاتی السماء بدخان کے تحت ضحاک سے مروی ہے۔ کہ ایک آدمی بھوک میں گرفتار تھا۔ اس نے اپنے اور آسمان کے درمیان دھوئیں کی مانند ایک چیز کو دیکھا۔ یہ اس قدر بھوک کی شدت کا عالم تھا کہ لوگ مردار اور ہڈیاں کھاتے تھے۔ (اس مصیبت کے وقت) آنحضرت صلعم کی

---

[1] ابو رجاء کا نام عمران بن ملحان ہے۔ ابن حجر نے کہا آپ ثقہ اور بڑی عمر والے تھے ۱۰۵ھ میں وفات پائی اور آپ کی عمر ۱۲۰ سال تھی ۱۲ منہ

خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگے۔ اے محمدؐ! آپؐ صلہ رحم کا حکم کرتے ہیں اور آپؐ کی قوم بھوک کی وجہ سے ہلاک ہو رہی ہے۔ اللہ تعالیٰ سے وسعت رزق کی دعا فرمایئے۔ اللہ نے اس تکلیف کو دور کر دیا لیکن وہ دوبارہ اپنے کفر کی طرف لوٹ گئے

جب کسریٰ اور قیصر کے درمیان جنگ چھڑ گئی تو مسلمانوں کی ہمدردیاں قیصر کے ساتھ تھیں۔ کیوں کہ وہ صاحب کتاب اور ملت تھا۔ اور اس نے آنحضرت صلعم کے خط کی بڑی تعظیم کی تھی۔ اور اس کو اپنی آنکھوں پہ رکھا تھا۔ کسریٰ نے آنحضرت صلعم کے خط کو پھاڑ ڈالا تھا۔ یہ اس وقت کی بات ہے جب آنحضرتؐ نے ان دونوں کو خط لکھا اور اسلام لانے کی دعوت دی تھی۔ فتح روم کے بارے میں جب مسلمانوں اور مشرکوں میں تکرار زیادہ ہوئی۔ تو آنحضرتؐ نے سورہ الم غلبت الروم کو تلاوت کیا پھر آنحضرت صلعم نے آیت بضع سنین سے فتح روم کے وقت کی بھی تعین کر دی تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا فارس ایک لڑائی یا دو لڑائیاں لڑے گا۔ پھر ہمیشہ کے لئے فارس کی حکومت ختم ہو جائے گی۔ اور رومی صدیوں تک حکومت کریں گے (چنانچہ ایسا ہی ہوا)

آیت وان من اهل الکتاب من یومن باللہ کے تحت قتادہ اور جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ یہ آیت نجاشی بادشاہ کے حق میں نازل ہوئی۔ جب نجاشی کا انتقال ہوا تو آنحضرت صلعم کو جبرائیل نے اس کی موت سے آگاہ کیا۔ رسول اللہ صلعم نے بقیہ لوگوں کو جمع کیا۔ مدینہ اور حبشہ تک زمین کے تمام پردے اٹھا دیئے اور لوگوں کو نجاشی کا تخت دکھلا دیا اور اس کی غائبانہ نماز جنازہ پڑھی منافقین نے اس بارے میں چہ میگوئیاں کیں ہر طرف سے خبریں آگئیں کہ نجاشی اسی روز اور اسی وقت مر گیا تھا۔ نجاشی بادشاہ کو موت کا علم مدینہ کے تاجروں کے ذریعہ ہوا۔

کلبی نے کہا کہ آیت مشدوا الوثاق عباس کے بارے میں نازل ہوئی۔ بدر کی جنگ کے روز جب عباس گرفتار ہوئے تو آنحضرت صلعم نے اس سے فرمایا اپنے دونوں بھتیجوں عقیل اور نوفل اور اپنے حلیف عتبہ بن ابی جحدر کا فدیہ ادا کرو۔ تم مالدار آدمی ہو عباس نے عرض کیا میرے پاس کوئی مال نہیں ہے مجھے تو قوم مجبور کر کے لے آئی تھی آنحضرت صلعم نے فرمایا تیرا وہ مال کیا ہوا جس کو تم نے مکہ سے روانہ ہوتے وقت ام الفضل کے پاس رکھا تھا۔ اس وقت تم دونوں کے پاس اور کوئی نہیں تھا۔ اور تم نے کہا تھا۔ اگر میں سفر میں مر جاؤں تو اتنا مال فضل کے لئے اتنا عبداللہ کے لئے اور اتنا قثم کے لئے ہے

عباس نے عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ نبی مبعوث کیا اس بات کا علم ام فضل کے سوا اور کسی کو نہ تھا۔ اور مجھے اس بات کا یقین ہے کہ آپ اللہ کے رسول ہیں عباس نے اپنے اور ہر ایک کے سو سو اوقیے زر فدیہ کے طور پر ادا کئے اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی یاایھا النبی قل لمن فی ایدیکم من الاسری الخ عباس کہا کرتے تھے کہ اللہ اور اس کے رسول نے سچ فرمایا۔

ابو جعفر علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ مسجد میں تشریف فرما تھے۔ فرمایا اے فلاں اٹھو۔ اے فلاں اٹھو آپ نے پانچ آدمیوں کو نکالا۔ اور فرمایا۔ ہماری مسجد سے نکل جاؤ۔ تم اس میں نماز نہ پڑھو۔ تم نے اپنے آپ کو پاکیزہ نہیں بنایا۔ اس بات کا حکم اس آیت میں موجود ہے ولتدخلن المسجد الحرام

آنحضرت صلعم نے اونگھ کی مثال بیان کی جو آپ کے اصحاب کو جنگ کے دوران میں لاحق ہوگئی تھی۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ہے اذ یغشیکم النعاس

آنحضرت صلعم نے یہودیوں کے متعلق فرمایا کہ یہ موت کی تمنا ہرگز نہیں کریں۔ اور یہودی اس بات سے عاجز رہے حالانکہ وہ اپنے فعل میں خود مختار تھے۔ یہ آیت سورہ جمعہ میں موجود ہے۔ جو نماز جمعہ کے موقعہ پر بلند آواز سے پڑھی جاتی ہے۔

آپ نے اہل نجران کے بارے میں فرمایا اگر انہوں نے مباہلہ کیا تو تمام وادی ان کو آگ کی صورت میں جلا کر تباہ کر دے گی۔ وہ لوگ مباہلہ سے باز آ گئے تھے انہیں حضرت کے قول کی صحت کا یقین تھا۔ اس قبیل سے آیت فسوف یکون لزاما اور یوم نبطش البطشۃ الکبری[۱] ہے۔

جنگ تبوک کے موقعہ پر آنحضرت صلعم نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ ایک سخت آندھی چلے گی کسی کو آج رات نہیں ٹھہرنا چاہیے۔ ورنہ اسے آندھی اڑا کر لے جائے گی۔ ایک شخص ٹھہر رہا۔ اسے آندھی اڑا کر لے گئی اور کسی پہاڑ کے پاس لے جا کر پھینک دیا۔

آنحضرت صلعم نے اسود عیسیٰ کذاب کے قتل کے متعلق آگاہ کیا جس رات وہ قتل ہوا۔ اس وقت صنعا میں وہ رہتا تھا۔ اور اس شخص کے متعلق بھی بتایا جس نے اس کو قتل کیا تھا۔

---

[۱] ان دونوں آیات میں جنگ بدر کی طرف اشارہ ہے ۱۲

آنحضرت صلعم نے مقام تبوک میں ایک بڑے منافق کی موت کے متعلق آگاہ کیا جب لوگ مدینہ میں واپس ہوئے تو وُہ اسی روز مر گیا۔

آنحضرت صلعم نے ایک روز اپنے اصحاب سے فرمایا۔ آج عرب وعجم پر فتح یاب ہوگئے جنگ ذی قار کی خبر آگئی کہ عرب نے عجم پر فتح پائی۔

ایک روز رسول اللہ صلعم اپنے اصحاب کے ساتھ تشریف فرما تھے فرمایا۔ جنگ چھڑ گئی (موتہ) زید بن حارثہ نے علم لیا قتل ہوئے شہید ہو کر چلے گئے۔ آپ کے بعد جعفر بن ابی طالب نے علم لیا۔ آگے بڑھے قتل ہوئے شہید ہو کر چلے گئے۔ پھر رسول اللہ صلعم تھوڑی دیر ٹھہر گئے کیونکہ عبداللہ نے علم لینے وقت توقف کیا تھا پھر عبداللہ بن رواحہ نے علم لیا آگے بڑھے قتل ہوئے شہید ہو کر انتقال کر گئے۔ پھر فرمایا (اب) خالد بن ولید نے علم لیا۔ اور مسلمانوں سے دشمن کو دُور کیا۔ اسی وقت آپ کھڑے ہوئے اور جعفر کے گھر میں داخل ہوئے اور اس کے گھر والوں کو جعفر کی موت کے متعلق آگاہ کیا۔

سراقہ بن مالک کی پتلی کلائیوں کو دیکھ کر فرمایا۔ اے سراقہ اس وقت تیرا کیا حال ہوگا۔ جب تم میرے بعد کسریٰ کے کنگن پہنو گے جب فارس کا ملک فتح ہوا تو حضرت عمر نے سراقہ کو دے دیا اور اسے کسریٰ کے کنگن پہنائے گئے۔

آنحضرت صلعم نے سلمانؓ سے فرمایا۔ کہ عنقریب تیرے سر پہ کسریٰ کا تاج رکھا جائے گا فتح فارس کے وقت آپ کے سر پر تاج رکھا گیا۔

جناب ابو ذرؓ سے رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ (اے ابو ذرؓ) اس وقت تم کیا کرو گے جب تم مدینہ سے نکالے جاؤ گے۔ رسول اللہ صلعم نے زید بن صوحان سے کہا زید! کیا کہنا زید کا کہ اس کا ایک ہاتھ اس سے پہلے جنت میں جائے گا۔ نہاوند[1] کی لڑائی کے روز اس کا ایک ہاتھ اللہ کی راہ میں کاٹ دیا گیا تھا۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ عنقریب تم مصر فتح کرو گے۔ جب تم اسے فتح کر لو تو میں تمہیں قبیلہ قبط کے ساتھ نیکی کی وصیت کرتا ہوں کیوں کہ ان کے ساتھ ایک رشتہ ہے۔ جناب ابراہیمؑ کی والدہ ماجدہ ماریہ

---

[1] نہاوند کا قصبہ پہاڑ کے دامن میں واقع ہے۔ ایک معمولی سا قصبہ ہے کوئی بڑا شہر نہیں ہے۔ طہران سے براستہ معصومہ قم جانے کے بعد جب لاری قصر شیرین کی طرف جاتی ہے تو یہ قصبہ راستہ میں آتا ہے۔ میں نے اگست ۱۹۶۱ء میں اس قصبہ کو دیکھا ہے قصبہ کا کچھ حصہ پہاڑ کے اوپر اور کچھ پہاڑ کے دامن میں آباد ہے ۱۲ محمد نصیر ہمایوں عفی عنہ۔

قبطیہ ان میں سے تھیں۔

فرمایا رومیہ کو فتح کرو گے۔ جب تم کنیسہ شہر قیبہ فتح کر لو۔ تو اس کو مسجد قرار دینا۔ اور پتھر کے سات زنجیروں کو ٹکڑے ٹکڑے کر دینا اور آٹھویں زنجیر کو اکھاڑنا اس کے نیچے حضرت موسیٰ کا عصا اور جناب علیہا کی پوشاک پاؤ گے۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا میری امت کا ایک گروہ سمندر میں جہاد کرے گا۔ اور ایسا واقعہ ہوا تھا۔

خیبر کی جنگ کے روز زبیر یاسر سے جنگ کرنے کے لئے نکلا تو آپ کی ماں صفیہ نے کہا یا رسول اللہ کیا یاسر میرے فرزند کو قتل کرے گا۔ فرمایا نہیں بلکہ انشاء اللہ تیرا فرزند اس کو قتل کرے گا۔ ایسا ہی ہوا۔

محمد کوشی نے شرف المصطفیٰ میں روایت کی ہے کہ آنحضرت نے طلحہ سے کہا عنقریب تم علی سے لڑو گے تم اس وقت ظالم ہو گے۔ آنحضرت کا فرمان زبیر کے متعلق مشہور ہے۔ کہ تم علیؑ سے لڑو گے اور تم ظالم ہو گے اور بی بی عائشہ سے فرمایا کہ عنقریب تمہیں حواب کے کتے بھونکیں گے۔

جناب فاطمہ علیہا السلام سے فرمایا تم میرے اہل بیت سے سب سے پہلے مجھے ملو گی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔ حضرت علیؑ سے فرمایا کہ کل میں ایسے شخص کو علم دوں گا جو مرد ہو گا۔ ایسا ہی ہوا۔

اور حضرت علیؑ سے فرمایا عنقریب تم ناکثین (جمل والوں) قاسطین (صفین والوں) اور مارقین (نہروان والوں) سے جہاد کرو گے۔

جنگ احد میں جب آپ کو بے ہوشی سے افاقہ ہوا۔ تو فرمایا۔ اتنا ہمارا نقصان یہ لوگ کبھی نہیں کریں گے۔

آنحضرت نے حضرت علی اور حسنینؑ کے قتل کے متعلق خبر دی تھی چنانچہ ایسا ہی ہوا۔[1]

سلیمان بن صرد سے روایت ہے کہ جب آنحضرت صلعم سے (غالباً جنگ خندق کے موقعہ پر) لشکر دور ہو گیا تو فرمایا۔ نہ ہم ان سے لڑیں گے اور نہ یہ ہم سے لڑیں گے۔

آنحضرت نے ابی بن خلف جمحی کے قتل کے متعلق خبر دی وہ جنگ احد میں معمولی طور پر زخمی ہوا۔ اور یہی زخم اس کی موت کا باعث ہوا۔

محمد کوشی نے شرف النبی میں بیان کیا ہے کہ آنحضرت نے انصار سے فرمایا۔ کہ عنقریب تم میرے بعد مصائب میں مبتلا ہو گے جب معاویہ ان کا حکمران ہوا تو اس نے انصار کے عطیات کو بند کر دیا۔ معاویہ مدینہ میں

---

[1] امام حسنؑ کو زہر سے قتل کیا گیا۔ اور امام حسینؑ کربلا میں شہید ہوئے۔ محمد شریف شاکی عفی عنہ

ان کے پاس آیا لیکن انہوں نے معاویہ کی ملاقات نہ کی۔ معاویہ نے ان سے کہا کہ تم لوگوں کو میری ملاقات سے کون سی چیز مانع رہی۔ انہوں نے کہا ہمارے پاس اونٹ نہیں تھے جن پر سوار ہو کر تیرے پاس آتے معاویہ نے کہا تمہارے پانی لانے والے اونٹ کیا ہوئے۔ ابو قتادہ نے کہا کہ ہم نے انھیں تیرے باپ کی تلاش میں ختم کر دیا تھا۔ انہوں نے معاویہ کو تمام ماجرا سے آگاہ کیا معاویہ نے کہا تمہیں رسول اللہ نے کیا کہا تھا کہا کہ آپؐ نے ہمیں اس وقت کے لئے صبر کی تلقین فرمائی تھی جب تک ہم آپ سے قیامت کے روز آملیں۔ معاویہ نے کہا تو ضرور صبر کرو۔ اس بارے میں عبدالرحمٰن بن حسان نے کہا ؎

الا ابلغ معاویہ بن صخر　　امیر المومنین نبا کلامی

ضرور میری بات سے معاویہ بن صخر کو آگاہ کرنا۔ جو امیر المومنین کہلاتا ہے۔

فانا صابرون و منظروکم　　الی یوم التغابن والخصام

ہم قیامت کے روز تک صبر اور تمہاری بے اعتدالیوں کا انتظار کریں گے۔

سدی سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے اپنے اصحاب سے فرمایا کہ اس وقت تمہارے پاس قبیلہ ربیعہ کا ایک شخص داخل ہو رہا ہے جو شیطان کی گفتگو کرے گا حضرت حطم ابن ہند داخل ہوا اور کہا اے محمدؐ آپ کس چیز کی دعوت دیتے ہیں آپ نے آگاہ کیا۔ اس نے کہا مجھے مہلت دیجئے تاکہ اس بارے میں مشورہ کر لوں چھر چلا گیا نبی صلعم نے فرمایا کافر ہو کر آیا تھا۔ اور دھوکہ باز ہو کر چلا گیا۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ بنی امیہ کا ایک ظالم آدمی میرے اس منبر پر نکسیر بہائے گا۔ عمرو بن سعید بن عاص کو راوی نے آنحضرت صلعم کے منبر پر نکسیر بہاتے دیکھا۔

رسول اللہ صلعم نے فرمایا امام قریش میں سے ہوں گے۔ خواہ وہ گمراہی کے امام ہوں یا حق کے۔

انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جس چیز کے متعلق تم مجھ سے سوال کرو گے میں اس کے متعلق تمہیں آگاہ کروں گا۔ بنو سہم کا ایک شخص کھڑا ہوا جس کا نام عبداللہ بن حذافہ تھا جس کے نسب میں شک کیا جاتا تھا۔ عرض کیا اے اللہ کے نبی میرے باپ کون ہیں؟ فرمایا تیرا باپ حذافہ بن قیس ہے۔ تو اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ یا ایھا الذین امنوا لا تسئلوا عن اشیاء اور سبحان الذی اسری بعبدہ لیلاً نازل ہوئی۔

رسول اللہ کے اصحاب کے مجمع میں بیت المقدس کی صفت بیان کی۔ اور اس کے دروازوں اور ستونوں

کی تعداد کے متعلق آگاہ کیا اور اس سواری کی توصیف بیان کی جس کے ذریعے آپ معراج پر تشریف لے گئے
اور اس سرخ اونٹ کا بھی ذکر فرمایا جو آپ کی سواری کے آگے تھا۔
بنو لحیان نے حبیب بن عدی انصاری کو گرفتار کر لیا۔ اور اس کو مکہ والوں کے ہاتھ فروخت کر دیا۔
حبیب نے کہا ؎

لقد جمع الاحزاب حولی والبوا — قبائلهم واستجمعوا کل مجمع

قریش کے گروہ میرے گرد جمع ہو گئے ہیں اور ان کے تمام قبائل مجتمع ہو گئے۔

وقد جمعوا اولادهم ونساءهم — وقربت من جذع طویل ممنع

انھوں نے اپنی اولاد اور عورتوں کو جمع کیا ہے۔ اور مجھے ایک لمبی کھجور کے پاس لے گئے۔

فذا العرش صبرنی علی ما یراد بی — فقد بضعوا لحمی وقد یاس مطمعی

اے عرش کے مالک! مجھے صبر عطا کرنا۔ اس دن کے بعد میں اپنی زندگی سے مایوس ہو چکا ہوں

ولست ابالی حین اقتل مسلما — علی ای جنب کان فی الله مصرعی

خدا کی قسم جب میں پرہیزگار ہوں تو کسی بات سے نہیں ڈرتا۔ اللہ کی خاطر میری موت واقع ہو گی۔
جب حبیب کو کھجور پر سولی دی گئی تو اس نے اس مقام سے عرض کیا۔ السلام علیک یا رسول
اللہ اور رسول اللہ اس وقت مدینہ میں اپنے اصحاب کے درمیان موجود تھے۔ آپ نے مدینہ سے فرمایا۔ و
علیک السلام۔ پھر رسول اللہ رو پڑے اور فرمایا۔ یہ حبیب تھے جو مجھ پر سلام کہہ رہے تھے جب کہ انہیں
قریش نے قتل کیا۔
بمقام کازرون رسول اللہ صلعم نے سلمان کی قوم کے لئے ایک عہد نامہ سلمان کی فرمائش کے مطابق تحریر
کیا۔ محمد بن عبداللہ رسول اللہ کی طرف سے یہ عہد نامہ ہے جس کا سوال سلمان فارسی نے کیا سلمان اپنے
بھائی مہاد بن فروخ بن مہیار اور اپنے اقارب، اپنے گھر والوں اور بعد آنے والوں کو وصیت کرتے ہیں
اسلام لائیں اور اپنے دین پر قائم رہیں۔ میں اللہ کی حمد کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا کہ میں لا الہ الا
اللہ وحدہ لا شریک لہ بیان کروں اور اس بات کا لوگوں کو حکم دوں۔ تمام چیزیں اللہ کے قبضہ میں ہیں
خواہ اس کی خلقت یا موت وہ انھیں زندہ کرے گا۔ اور اسی کی طرف لوٹ کر جانا ہے۔ پھر رسول اللہ نے سلمان
کے احترام کا ذکر کیا۔ آخر میں فرمایا۔ میں نے سلمان کی قوم سے جزیہ، ٹیکس، خمس اور عشر اور تمام واجبات اٹھا لئے

ہیں۔ اگر یہ لوگ تم سے سوال کریں۔ تو ان کو دے دو۔ اگر یہ مدد طلب کریں تو ان کی مدد کرو۔ اگر پناہ مانگیں۔ تو ان کو پناہ دو۔ اگر کوئی غلطی کریں۔ تو انہیں معاف کر دو۔ اگر انہیں کوئی تکلیف دے تو اس کو روکو۔ انہیں مسلمانوں کے بیت المال میں ہر سال دو سو پوشاکیں اور سو اوقیہ (سکہ کا نام ہے) دیئے جائیں رسول اللہ کی طرف سے سلمانؓ اس بات کے مستحق ہیں۔ پھر آنحضرت صلعم نے اس شخص کے حق میں دعائے خیر کی جو اس پر عمل کرے گا۔ اور اس شخص کے بارے میں بد دعا کی جو انہیں اذیت دے گا۔ اور اس تحریر کو حضرت علی بن ابیطالب علیہ السلام نے لکھا اور یہ تحریر آج تک سلمانؓ کے اعزہ کے پاس موجود ہے۔ اور لوگ اس پر عمل کرتے ہیں۔

اسی طرح رسول اللہ نے تمیم داری کے اہل کے لئے ایک عہد نامہ تحریر فرمایا۔ محمد رسول اللہ کی طرف سے یہ عہد نامہ داریین کے حق میں ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ انہیں زمین عطا کرے تو بیت عینن۔ حبرین اور بیت ابراہیم انہیں بخش دیا جاتا ہے۔

اسی طرح رسول اللہ صلعم نے عباس کے لئے کوفہ میں حیرہ کا علاقہ۔ ملک شام میں مبدان۔ ہجر میں خط کا موضع اور یمن میں تین دن کی مسافت کا علاقہ لکھ دیا تھا۔ جب یہ علاقہ فتح ہوا۔ تو حضرت عباسؓ حضرت عمر کی خدمت میں آئے۔ اور اس علاقہ کا مطالبہ کیا۔ اور حضرت عمر نے کہا یہ تو بہت بڑا مال ہے۔

آنحضرت صلعم کے معجزات میں سے یہ بات بھی موجود ہے۔ کہ آپ نے دین کے ان احکامات سے آگاہ کیا۔ جو قبل از وقت تھے اور ان کی ابھی ضرورت لاحق نہیں ہوئی تھی۔ آپ نے حج کے میقات کو مقرر کر دیا تھا۔ بطن عقیق عراق والوں کا میقات مقرر فرمایا۔ حالانکہ اس وقت عراق مسلمانوں کے قبضہ میں نہیں تھا جحفہ شام والوں کا میقات متعین کیا۔ حالانکہ شام کی اس وقت یہ حالت تھی۔ کہ ایک فرد بھی حج کی طرف میلان نہیں رکھتا تھا۔ آپ سے علم کی ایسی ایسی باتیں منقول ہیں جس کی نظیر پیش کرنے سے اولین اور آخرین عاجز ہیں۔ ایسی باتیں تو صرف ایسے انسان سے ظہور پذیر ہو سکتی ہے۔ جو وحی اور تنزیل الٰہی کا حامل ہو۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ میرے لئے زمین سمیٹ دی گئی۔ میں نے زمین کے مشرق اور مغرب کو ملاحظہ کیا بحر اندلس سے لے کر ہند کے علاقہ کو دیکھا (چونکہ آپ نے جنوب و شمال کی پیشین گوئی نہیں فرمائی تھی) اسی لئے جنوب اور شمال میں اسلامی سلطنت وسیع نہیں ہوئی۔ یہ پیش گوئی حرف بحرف پوری اتری۔

آنحضرت صلعم نے صفیہ اور ربیع کے زوج سے فرمایا۔ تمہارے وہ برتن کہاں گئے جن کی بنا پر تم تکیے والوں پر عیب لگایا کرتے تھے۔ انہوں نے کہا ہم نے انہیں ایک زمین کے بعد دوسری زمین میں دبا دیئے

رہے۔ اس حالت میں ہم نے انفس ضائع کر دیا۔ آپ نے فرمایا کہ جس چیز کو تم نے چھپایا ہے میں اس پر مطلع ہوں یعنی تم دونوں کا اور تمہاری اولاد کا خون حلال کر دیا ہے۔ آپ نے انصار کے ایک آدمی کو بلایا۔ اور فرمایا کہ فلاں مزارعہ زمین میں چلے جاؤ پھر تم کھجوروں میں وارد ہو گئے تم اپنے دائیں اور بائیں کھجور کو دیکھنا تم وہاں ایک اونچی کھجور کو دیکھنا جو کچھ اس کے تلے مدفون ہے اس کو لے کر میرے حوالے کر دو۔ وہ شخص چلا گیا۔ اور وہاں سے برتن اور مال لے کر آگیا۔ آنحضرت صلعم نے ان دونوں کی گردنیں اڑوا دیں

جارود بن عمرو عبدی اور سلمہ بن عباد ازدی رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا کہ اگر آپ نبی ہیں۔ اور ہمیں اس بات سے آگاہ کیجئے کہ ہم آپ سے کیا دریافت کرنے آئے ہیں۔ آپ نے جارود سے فرمایا تم تو مجھ سے جاہلیت کے خون، حلف، اسلام اور صدقے کے بارے میں دریافت کرنے آئے ہو۔ اس نے کہا آپ نے درست فرمایا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا خون جاہلیت ختم ہو گیا جاہلیت کے حلف کو اسلام ایک سخت زیادتی تصور کرتا ہے۔ ایسے حلف اسلام میں جائز نہیں۔

اے سلمہ بن عباد تم میرے پاس یہ سوال کرنے آئے ہو کہ بتوں کی عبادت کا کیا مقصد ہے۔ اور یوم سباسب اور عقل الہجین[1] کس بلا کا نام ہے۔ بتوں کی عبادت کے متعلق اللہ جل وعزت فرماتا ہے انکم وما تعبدون من دون اللہ تم اللہ کے سوا اوروں کی عبادت کیوں کرتے ہو، یوم سباسب کو تمہارے لئے لیلۃ القدر اور یوم عید میں تبدیل کر دیا ہے۔ اس وقت ایک عمر ایسا آتا ہے جس میں سورج کی روشنی نہیں ہوتی۔ عقل الہجین کے متعلق یہ ہے کہ اہل اسلام سب برابر ہیں۔ ان کے خون مساوی ہیں۔ بڑے آدمی سے چھوٹے آدمی کا بدلہ لیا جائے گا۔ اللہ کے نزدیک عزت والا وہ ہے جو سب سے زیادہ پرہیز گار ہو دونوں نے کہا کہ ہم اس بات کی گواہی دیتے ہیں کہ یہی چیز ہمارے دلوں میں موجود تھی۔

ابو جعفر علیہ السلام کی حدیث میں وارد ہے کہ رسول اللہ صلعم نے نماز ادا فرمائی اور لوگ تو چلے گئے لیکن ایک انصاری اور ایک ثقفی باقی رہ گیا۔ فرمایا۔ مجھے معلوم ہے کہ تمہیں کوئی ضرورت درپیش ہے جس کے متعلق سوال کرنا چاہتے ہو۔ اگر تم چاہو تو میں تمہارے سوال کرنے سے پیشتر تمہیں اس کے متعلق آگاہ کر دوں عرض کیا کہ ہم اس بات کو پسند کرتے ہیں کہ آپ ہمارے بیان کرنے سے پہلے بتا دیں تو یہ اندھے کے

---

[1] عقل ہجین سے مسائل کی مراد یہ ہے کہ غیر شریف نسب کی دیت شریف النسب سے پوری لی جائے یا یہ ہے کہ شریف سے رذیل کا بدلہ نہ لیا جائے ۱۲ منہ

اور میرا بھتیجا قتل ہوا۔ میں حضور کی خدمت میں عصا کے ذریعہ کھڑا ہوا ہوں رسول اللہ صلعم نے مسلمانوں کو بلایا۔ اور فرمایا۔ زرہ کو تلاش کر کے واپس کر دو۔ چنانچہ انہوں نے زرہ واپس کر دی۔

رسول اللہ صلعم نے ابن جلندی اور اہل عمان کے پاس خط تحریر فرمایا اور کہا کہ یہ لوگ میرے خط کو قبول کریں گے اور میری تصدیق کریں گے۔ ابن جلندی تم سے دریافت کریں گے کہ کیا رسول اللہ صلعم نے کوئی ہدیہ بھیجا ہے ؟ تم کہنا نہیں۔ ابن جلندی کہے گا۔ اگر رسول اللہ صلعم تمہارے ساتھ ہدیہ بھیجتے تو وہ اس دستر خوان کی طرح ہوتا جو بنی اسرائیل اور حضرت عیسٰی پر نازل ہوا تھا۔ یہ واقعہ اسی طرح ہوا۔

جریر بن عبداللہ بجلی اور عبید بن حضرمی کی حدیث میں وارد ہوا ہے کہ عبید نے رسول اللہ صلعم سے سوال کیا کہ مجھے اس بات سے آگاہ فرمایئے کہ میں نے خواب میں کیا دیکھا ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ تم نے خواب میں ایک تلوار حسام اپنے بیٹے ہمام اور اپنے گھوڑے حسام کو دیکھا ہے اور یہ بات تم نے خواب میں رات کی دیکھی ہے کہ تیرا بیٹا معاشقہ کا ارادہ کرے گا۔ بنی ذہل کی ایک عورت کے ساتھ پہاڑ کی چوٹی پر اس سے اتر نہیں سکے گا۔ نجدہ بن نیل اسے قتل کرے گا۔ پھر آنحضرت صلعم نے اس بات سے آگاہ کیا۔ جو واقع ہوگی۔ اور جس پر عمل کرنا اس کے لئے واجب ہوگا۔

وابصہ بن یزید بن ابی شیبہ صحابی کا بیان ہے کہ میرے پاس سے ایک لونڈی گزری میں نے اس کے پہلو کو پکڑ لیا۔ صبح کے وقت رسول اللہ صلعم لوگوں سے بیعت لے رہے تھے۔ میں بیعت کی خاطر آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا لیکن آپ نے مجھ سے بیعت نہ لی۔ اور فرمایا تم لونڈی والی عورت کے پہلو کے چھیڑنے والے ہو۔ میں نے عرض کیا۔ خدا کی قسم میں پھر ایسا فعل کبھی نہیں کروں گا۔ فرمایا (اب) میری بیعت کر۔ اس قسم کی بہت سی مثالیں ہیں جو آپ کے فرمان کے مطابق ظہور پذیر ہوئیں۔

صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے فعلی معجزات

محمد بن منکدر سے روایت ہے کہ میں نے جابر کو کہتے ہوئے سنا کہ میں بیمار تھا۔ رسول اللہ صلعم میری عیادت کو تشریف لائے۔ آپ نے وضو کیا اور وضو کے پانی کو مجھ پر ڈالا۔ اور میں تندرست ہو گیا۔

طفیل عامری نے رسول اللہ کی خدمت میں مرض جذام کی شکایت بیان کی آپ نے ایک ظرف منگوایا۔ اور اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ اور آپ نے حکم دیا کہ وہ اس سے غسل کرے۔ اور اس

نے غسل کرے اور صحیح سالم ہو گیا۔

حسان بن عمرو خزاعی جذام کے مرض میں گرفتار تھا اس نے رسول اللہ صلعم سے اس بات کی شکایت کی آنحضرت صلعم نے اس کی خاطر پانی طلب کیا۔ اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا پھر اسے حکم دیا کہ وہ اس سے غسل کرے۔ وہ بیماری سے ٹھیک ہو گیا۔ اور اس کی قوم اسلام لے آئی۔

آنحضرت صلعم کی خدمت میں قیس بھی حاضر ہوا جو برص میں مبتلا تھا۔ آپ نے اس پر اپنا لعاب دہن ڈالا اور وہ ٹھیک ہو گیا۔

ابو بکر قفال دلائل النبوۃ میں تحریر کرتے ہیں کہ ملاعب الاسنہ براء استسقاء کی بیماری میں مبتلا تھا۔ لبید بن ربیعہ نے اس کو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں بھیجا۔ اور آنحضرت صلعم کی خدمت میں دو گھوڑے اور کچھ عمدہ اونٹ بطور ہدیہ کے ارسال خدمت کئے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا میں مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کروں گا اس نے عرض کیا میں جناب سے استسقاء کی بیماری کی شفا طلب کرتا ہوں۔ آنحضرت صلعم نے تھوڑی سی مٹی لی اور اس پر تھوک دیا اور اسے مٹی دے دی۔ پھر فرمایا اس کو پانی میں حل کر کے پی لے جب براء نے اسے پیا تو بیماری سے تندرست ہو گیا۔

حمید بن خاطب کا بیان ہے کہ بچپن میں میری کلائی پر ہنڈیا گر گئی تھی۔ میں اپنی والدہ کے ہمراہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آنحضرت نے میرے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ اور میری کلائی پر ہاتھ پھیرا۔ اور یہ عا پڑھی۔ اذھب الباس رب الناس واشف انت الشافی لا شفاء الا شفاءک شفاء لا یغادر سقماً وہ اللہ تعالیٰ کے حکم سے ٹھیک ہو گیا۔

انفاق میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک لڑکے کے سر پر ہاتھ پھیرا۔ اور فرمایا ایک صدی تک زندہ رہ وہ سو سال تک زندہ رہا۔

ایک عورت اپنے بچے کو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لائی جس کے بال گر گئے تھے۔ آنحضرت نے اپنا دست مبارک اس کے سر پر پھیرا اس کے بال اگ آئے بیماری سے ٹھیک ہو گیا۔ ابن لطہر کا بیان ہے کہ وہ لڑکا مطلب تھا۔ جب اس بات کا علم اہل یمامہ کو ہوا تو وہاں کی سلمہ نامی ایک عورت ایک بچہ کو رسول اللہ کی خدمت میں لائی آنحضرت نے اپنا دست اقدس اس کے سر پر پھیرا۔ اس کا گنجاپن دور ہو گیا۔ اس کی نسل ہمارے اس زمانہ تک موجود اور باقی ہے۔

عبداللہ بن عتیک انصاری کا ہاتھ جنگ احد میں کٹ گیا آنحضرت صلعم نے اس کو جوڑ دیا۔ اور اس پر پھونک ماری۔ وہ پہلے کی طرح ٹھیک ہو گیا۔

جنگ خیبر کے موقعہ پر حضرت علی کی آنکھ میں تکلیف تھی رسول اللہ صلعم نے پھونک ماری۔ آنکھ کی تکلیف جاتی رہی۔ اسی وقت ٹھیک ہو گئی۔

جنگ احد میں قتادہ بن ربعی یا قتادہ بن نعمان انصاری کی آنکھ نکل پڑی۔ اور اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلعم فریاد ہے۔ فرمایا ہے۔ آنحضرت صلعم نے اس کی آنکھ کو اپنے ہاتھ سے واپس اس کی جگہ پر رکھ دیا۔ وہ آنکھ صحیح سالم ہو گئی۔ پہلی آنکھ خراب ہو گئی۔ لیکن جس آنکھ کو رسول اللہ صلعم نے لوٹایا تھا وہ کبھی خراب نہ ہوئی۔ اس کا لقب دو آنکھوں والا پڑ گیا۔ حالانکہ اس کی ایک آنکھ تھی۔ اس بارے میں خرنق اوسی نے کہا ہے

ومنا الذی سالت علی الخد عینہ   فردت بکف المصطفی احسن الرد

ہم میں وہ شخص موجود ہے۔ کہ جس کی آنکھ نکل کر اس کے رخسار پر گر پڑی تھی۔ اور مصطفٰے کے ہاتھ سے پھر وہ اچھی طرح واپس کر دی گئی۔

فعادت کما کانت لاحسن حالہا   فیا طیب ما عین ویا طیب ما ید

وہ آنکھ اپنی پہلی حالت میں واپس ہو گئی۔ اس پاکیزہ آنکھ اور اس پاکیزہ ہاتھ کا کیا کہنا۔

آنحضرت صلعم کے ایک صحابی کے پیر میں ایک تکلیف لاحق ہوئی۔ آپ نے اس کے پیر پر ہاتھ پھیر دیا۔ وہ اسی وقت ٹھیک ہو گیا۔

عروہ بن زبیر زہرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ وہ اسلام لائی اور اس کی آنکھ کی بصارت جاتی رہی قریش نے کہا کہ یہ تکلیف تجھے لات اور عزیٰ نے پہنچائی ہے۔ رسول اللہ صلعم نے اس کی آنکھ کی بصارت واپس لوٹا دی۔ قریش نے کہا۔ اگر جو چیز محمد لائے ہیں اچھی ہوتی۔ تو آپ کی طرف زہرہ نہ جاتی۔

اس بارہ میں یہ آیت نازل ہوئی۔ وقال الذین کفروا للذین امنوا لو کان خیراً ما سبقونا الیہ

رسول اللہ صلعم نے عبداللہ بن عتیک کو ابو رافع یہودی کے قلعہ کی طرف روانہ کیا۔ وہ اچانک قلعہ میں داخل ہو گئے۔ ابو رافع ایک تاریک گھر میں موجود تھا۔ لیکن انہیں علم نہیں تھا کہ وہ کہاں ہیں۔ ابو رافع نے کہا یہ کون ہے۔ عبداللہ آواز کی طرف بڑھا۔ اس کو ایک ضرب لگائی۔ اور نکل کر چلا گیا۔

ابو رافع چلایا۔ عبداللہ پھر اس کے پاس آیا۔ اور کہا۔ اے ابو رافع یہ آواز کیسی ہے؟ اس نے کہا

ایک شخص میرے گھر میں داخل ہوا۔ اور اس نے مجھے ضرب لگائی ہے عبداللہ نے اسے ایک اور ضرب لگائی جس سے اس کی پنڈلی ٹوٹ گئی۔ اس نے پنڈلی کو باندھ دیا جب ابو رافع رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس نے آپ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اپنا پاؤں پھیلاؤ۔ اس نے پاؤں پھیلایا۔ آپ نے اس پر اپنا ہاتھ پھیر دیا۔ وہ درست ہوگیا۔

اُبی بن خلف کہا کرتا تھا کہ میرے پاس ایک گھوڑا موجود ہے۔ اور میں اسے ہر روز ایک فرق چارہ ڈالا کرتا ہوں (اے محمدؐ) اس پر سوار ہو کر میں آپ کو قتل کروں گا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا انشاء اللہ تعالیٰ میں آپ کو قتل کروں گا۔ احد کی لڑائی کے روز آنحضرت صلعم نے اس کی گردن پر نیزہ مارا۔ اور اسے معمولی زخمی کیا۔ وہ گھوڑے سے گر پڑا۔ وہ بیل کی طرح ڈکارتا تھا۔ ایک دن کے بعد مر گیا۔

کتاب لطائف القصص میں تحریر ہے کہ ایک قوم نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں پانی کے کھارے ہونے کی شکایت کی۔ آنحضرت صلعم اُن کے ساتھ تشریف لائے۔ اور ان کے کنوئیں میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ کنوئیں کا پانی میٹھے پانی میں تبدیل ہوگیا۔ یہ کنواں بطور میراث اپنے مالکوں کے ہاں منتقل ہوتا رہا۔ آنحضرت صلعم کے صدق پر یہ بات زیادہ تاکید کرتی ہے۔ وہ یہ کہ ایک قوم مسیلمہ کذاب کے پاس آئی اس سے ایسا ہی سوال کیا۔ تو اس نے کنوئیں میں تھوکا۔ تو کنوئیں کا پانی گدھے کے پیشاب کی طرح نمکین ہوگیا۔ اس وقت وہ اسی حالت میں موجود ہے اور اس کی جگہ مشہور ہے۔

روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے ایک کھارے کنوئیں میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ اس میں پانی نے اس قدر جوش مارا کہ اوپر آگیا۔ آپ نے اس سے بغیر ڈول کے پانی نکالا اور استعمال کیا۔ ایک بے شرم عورت رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ سے کھانا مانگا۔ آپ نے دے دیا۔ اس کے بعد صاحب شرم ہوگئی جرہد نبی کریم صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آنحضرت صلعم کے سامنے کھانے کا تھال رکھا ہوا تھا۔ اس نے اپنا بایاں ہاتھ بڑھا کر کھانا چاہا اور اس کے دائیں ہاتھ میں تکلیف تھی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا دائیں ہاتھ سے کھاؤ۔ عرض کیا یا رسول اللہ وہ آزاری ہے آپ نے اس پر دم کیا اور تکلیف جاتی رہی۔

ابو ہریرہؓ سے روایت ہے کہ ایک رات رسول اللہ صلعم نماز عشاء پڑھ کر گھر تشریف لا رہے تھے آپ نے قتادہ بن نعمان کی طرف دیکھا اس نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! رات بارش والی ہے میں اس بات کو چاہتا تھا کہ میں نماز آپ کے ساتھ ادا کروں۔ آپ نے اسے کھجور کی ایک شاخ دی اور فرمایا جاؤ اس سے

تاریک رات میں روشنی حاصل کرو:

رسول اللہ صلعم نے عبداللہ بن طفیل ازدی کی پیشانی میں نور عطا کیا جس کے ذریعہ وہ اپنی قوم کو بلایا کرتا تھا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو ایک مثلہ ہے تو رسول اللہ صلعم نے اس نور کو اس کے کوڑے میں مقرر کیا جس کے ذریعے سے ابو ہریرہ نے ہدایت پائی۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ کہ طفیل بن عمرو کو قریش نے رسول اللہ صلعم کے قریب جانے سے منع کر دیا۔ وہ مسجد میں اس حالت میں داخل ہوا کہ اپنے دونوں کانوں میں کپاس کو ٹھونسے ہوئے تھا۔ تاکہ وہ رسول اللہ صلعم کی بات کو نہ سُن سکے باوجود اس کے وہ رسول اللہ صلعم کی بات کو سنتا تھا۔ وہ اسلام لے آیا۔ پھر اس نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں اپنی قوم کا سردار ہوں آپ اللہ سے دعا کریں کہ وہ مجھے ایک معجزہ عطا کرے تاکہ وہ میرا مددگار ہو۔ اور میں اپنی قوم کو اسلام کی دعوت دوں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "اے معبود! اس کو معجزہ قرار دے" وہ اپنی قوم کی طرف واپس لوٹا۔ تو اس نے اپنے کوڑے کے کنارے میں قندیل کی مانند نور دیکھا۔ اس نے ایک قصیدہ پڑھا جس کے چند اشعار یہ ہیں۔

بان اللہ رب العالمین فرد ٭ تعالیٰ جدہ عن کل جد

اللہ عالمین کا پالنے والا ایک ہے ٭ اس کی جد ہر جد سے بلند ہے

وان محمد احمد رسول ٭ دلیل ھدی وموضع کل رشد

محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں ٭ ہدایت کی دلیل اور ہر رشد کی جگہ ہیں

رایت لہ دلائل انبا تنی ٭ بان سبیلہ للفضل یھدی

میں نے اس کے ایسے دلائل دیکھے جنہوں نے مجھے آگاہ کیا کہ آپ کا راستہ بھلائی کی طرف راہنمائی کرتا ہے۔

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے۔ کہ ہم نے خندق کھودتے وقت آنحضرت صلعم کی خدمت میں ایک پتھر کی سخت چٹان کی شکایت کی۔ آپ نے پانی طلب فرمایا۔ اور اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ پھر جو کچھ چاہا دعا فرمائی۔ پھر آپ نے اس پانی کو اس سخت چٹان پر چھڑک دیا۔ وہ گوندھی کی طرح نرم ہوگئی۔

روایت ہے کہ جنگ بدر کے موقعہ پر عکاشہ کی تلوار ٹوٹ گئی۔ رسول اللہ صلعم نے اس کو لکڑی دے دی۔ فرمایا۔ اسی کے ذریعے کفار سے جہاد کرو۔ وہ لکڑی شمشیر بران ہوگئی۔ وہ اسی کے ذریعہ جہاد کرتا تھا

حتیٰ کہ اس نے اس کے ذریعہ طلیحہ کو قتل کیا۔

آنحضرت صلعم نے جنگ اُحد کی لڑائی میں عبد اللہ بن جحش کو کھجور کی شاخ دے دی۔ وہ اس کے ہاتھ میں تلوار بن گئی جنگ احد میں ابو دجانہ کو کھجور کا تنا دیا جو تلوار بن گیا۔ بعد ابو دجانہ نے کہا

نصرنا النبی بسیف النخیل   فصار الجرید حساماً صقیلا

ہم نے رسول اللہ کی مدد ایک کھجور کے تنے سے کی جو چمکیلی تلوار بن گیا۔

عبد القیس کی قوم میں سے لوگ رسول اللہ کی خدمت میں بکری لائے اور آنحضرت صلعم کی خدمت میں درخواست کی اس میں کوئی ایسی نشانی قرار دے دیں جس سے اسے یاد کیا جائے آپ نے اپنی انگلی کے ذریعے اس کے کانوں کو دبایا۔ وہ سفید ہو گئی۔ وہ آج تک مشہور النسل ہے اور یہ علامت اس میں پائی جاتی ہے۔

ایک روز رسول اللہ صلعم اپنے دائیں ہاتھ سے کھجوریں کھا رہے تھے اور گٹھلیوں کو بائیں ہاتھ سے جمع کر رہے تھے۔ ایک بکری گذری آپ نے اسے گٹھلیوں کے کھانے کی طرف اشارہ کیا وہ آپ کے دائیں ہاتھ کی گٹھلیاں کھا رہی تھی اور آنحضرت صلعم خود بائیں ہاتھ سے تناول فرما رہے تھے جب رسول اللہ صلعم فارغ ہوئے تو وہ بکری چلی گئی

روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علی کو ایک سنگریزہ دیا آپ نے اس کو پھینک دیا۔ اور اس نے کہا جاء الحق وزھق الباطل کلبی کا بیان ہے کہ جب سنگریزے نے یہ کہا تو بت منہ کے بل گر پڑا۔ کہ والوں نے کہا ہم نے محمد سے زیادہ جادوگر کسی کو نہیں دیکھا۔

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں کمان بطور ہدیہ کے پیش کی جس پر عقاب کی تصویر بنی ہوئی تھی۔ آپ نے اس پر اپنا ہاتھ پھیرا اللہ تعالیٰ نے اس تصویر کو مٹا دیا۔

خباب بن ارت نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں نان و نفقہ کی شکایت کی آپ نے فرمایا اپنی بکری میرے پاس لاؤ آپ نے اس کے تھنوں پر اپنا ہاتھ پھیر دیا۔ تو اس کے تھنوں میں دودھ بھر آیا۔ خباب کی واپسی تک ایسا رہا۔

شیخ طوسی کی کتاب امالی میں زید بن ارقم سے ایک طویل حدیث منقول ہے کہ آنحضرت صلعم صبح کے وقت بھوک کے عالم میں جناب سیدہ فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا کے در دولت پر تشریف لائے آپ نے حسنؑ اور حسینؑ کو بھوک کی وجہ سے روتے ہوئے دیکھا۔ اور آپ نے انھیں اپنا لعاب دہن چٹایا وہ دونو

سیر ہو کر سو گئے ۔ حضرت علیؑ کے ساتھ ابو ہیثم کے گھر تشریف لے گئے اس نے کہا میرے لئے آپ کا اور آپ کے اصحاب کا آنا خوشی کا باعث ہوتا ۔ اگر میرے گھر میں کوئی چیز کھانے کو ہوتی اور جو کچھ میرے پاس تھا ۔ وہ میں نے اپنے پڑوسیوں میں تقسیم کر دیا ۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ۔ برابر جبرائیل مجھے ہمسائے کے ساتھ نیک سلوک کی وصیت کرتے رہے حتیٰ کہ مجھے خیال ہوا ۔ کہ اس کو میراث میں شریک قرار دیں گے ۔ آنحضرت صلعم نے ایک کھجور کی طرف نگاہ کی جو گھر کے ایک کونے میں موجود تھی ۔ فرمایا اے ابو ہیثم مجھے اجازت ہے کہ میں اس کھجور میں سے کچھ لے لوں عرض کیا یا رسول اللہ یہ تو ابھی نیا درخت ہے ۔ اس پر ابھی کچھ چیز نہیں آئی ایسے جناب کی مرضی ۔ آپ نے فرمایا اے علیؑ مجھے پانی کا ایک پیالہ لا دو ۔ آپ نے اس سے پانی پیا ۔ اور اس میں اپنا لعاب دہن ڈال دیا ۔ اور اس کو کھجور پر چھڑک دیا ۔ اس میں پکے اور پکے پھل آ گئے ۔ فرمایا اپنے پڑوسیوں کو بلاؤ ۔ ہم نے انھیں کھلایا ۔ اور پانی پیا حتیٰ کہ ہم کھا پی کر سیر ہو گئے ۔ فرمایا اے علیؑ یہ وہ نعمت ہے جس کے متعلق لوگ قیامت کے روز سوال کریں گے ۔ اے علیؑ فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ کے لئے اس میں سے لو ۔ یہ درخت ہمارے پاس باقی رہا جس کو ہم تحفہ جبرانی کے نام سے یاد کرتے تھے ۔ واقعہ حرہ کے وقت یزیدیوں نے اس کو کاٹ دیا ۔

حضرت حزام بن ہشام بن خالد اور ابو معبد خزاعی سے روایت ہے ۔ کہ رسول اللہ صلعم ہجرت کی راہ میں ام معبد خزاعیہ کے گھر میں تشریف فرما ہوئے آپ نے اس سے کوئی چیز خریدنے کے لئے طلب کی لیکن کوئی چیز نہ پائی ۔ آپ نے گھر کے کونے میں ایک لاغر اور کمزور بکری کو دیکھا ۔ اسے منگوا لیا ۔ اپنا ہاتھ اس کے تھنوں پہ پھیرا ۔ فرمایا اے معبود اس میں برکت عطا کر اس کے تھنوں میں دودھ بھر آیا ۔ آنحضرت صلعم نے ایک برتن منگوایا ۔ اس میں دودھ دوہا ۔ خود پیا اور اپنے اصحاب کو پلایا ۔ اس عورت اور اس کے ساتھیوں کو بھی پلایا ۔ یہ تمام کے تمام سیر ہو گئے فرمایا قوم کا ساقی خود آخر میں پیتا ہے وہ بکری ہمیشہ دودھ دیتی رہی ۔ خطیب منیح نے کہا ہے

دعا حلب الفیلة وهی تنفو   فاسبل درها الحالبینا

کمزور بکری کو کس نے دوہا ۔ جس کا دودھ دوہنے والوں کے لئے بھر آیا ۔

وکانت حائلا فغدت وراحت   بیمن المصطفیٰ الهادی بهونا

محمد مصطفیٰ ہادی کی برکت سے اس کا دودھ ہمیشہ باقی رہا ۔ حالانکہ اس سے پہلے اس کا دودھ

مفقود ہو چکا تھا۔

ایک اور شاعر نے کہا ؎

والشاة لما مسحت الکف منك جهدا طفر ال باد صال لها تحلی

سمت بدرة سکل الفرع حافلة فدرت الرب بعد المتمل بالحلل

بکری حالانکہ کمزور اور خستہ تھی جب رسول اللہ نے اس کے تھنوں کو ہاتھ لگایا تو اس کے تھن دودھ سے بھر گئے تو تانقے نے بار بار سیر ہو کر دودھ پیا۔

ایک آواز سُنی گئی ؎

سلوا اختکم عن شاتها وانائها فانکم ان تسالوا الناس تشهد

دعاها بشاة حائل تحلبت لم بصریح ضرة الشاة من بید

(حاصل) اپنی بہن سے بکری اور اس کے برتن کا واقعہ دریافت کرو۔ اگر تم یہ بات لوگوں سے دریافت کرو تو وہ تمہیں اس بات کی شہادت دیں گے۔ جب رسول اللہ صلعم نے اس بکری کو طلب کیا جس کا دودھ نہیں تھا۔ تو آنحضرت صلعم کے ہاتھ پھیرنے سے اس کے تھنوں میں دودھ بھر آیا۔

رسول اللہ صلعم نے ایک ایسی بکری پر ہاتھ پھیرا جس کا دودھ نہیں تھا۔ اس کے تھنوں میں دودھ آگیا۔

یہ بات ابن مسعود کے اسلام لانے کا سبب ہوئی۔

حاکم کی کتاب امالی میں تحریر ہے کہ ایک دفعہ رسول اللہ صلعم نیند میں تھے۔ جب نیند سے بیدار ہوئے تو آپ نے پانی طلب کیا اور اس سے اپنے ہاتھوں کو دھویا اور کلی کی۔ اور اس پانی کو درخت پر ڈال دیا صبح کو لوگوں نے دیکھا کہ وہ درخت مضبوط ہو چکا تھا۔ اور ثمر دار ہو گیا۔ اور بڑے بڑے پکے پھل لایا جن کا رنگ گلابی تھا۔ خوشبو عنبر کی تھی۔ ذائقہ شہد کا۔ خدا کی قسم جس بھوکے انسان نے اس کا پھل کھایا۔ وہ سیر ہو گیا اور جس پیاسے نے اس کا رس پیا سیراب ہو گیا۔ اور جس بیمار نے اسے کھایا۔ وہ ٹھیک ہو جس حیوان نے اس کے پتے کھائے اس میں دودھ اتر آیا۔ لوگ اس کے پتوں سے شفا حاصل کرتے تھے۔ وہ درخت کھانے پینے کے طور پر استعمال ہوتا تھا۔ ہم نے اس کی وجہ سے اپنے اموال میں زیادتی اور برکت پائی اس کا یہی طریقہ جاری رہا۔ جب رسول اللہ صلعم کا انتقال ہوا۔ تو اس کے پھل گرنے لگے اس کے پھل چھوٹے ہو گئے۔ تیس سال تک یہی حالت رہی جب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا انتقال ہوا اس کے پھلوں کے

ذائقے اور خوشبو میں فرق آگیا۔ اور اس کی ٹہنیوں کی تر و تازگی جاتی رہی۔ اس کے بعد اس نے تھوڑا یا زیادہ کوئی پھل نہ دیا۔ ایک مدت تک اس کی یہی حالت رہی جب امام حسین علیہ السلام شہید ہوئے۔ تو اس کی جڑوں سے تازہ خون بہتا تھا۔ اور اس کے پتے زائل ہونے لگے۔ ان سے گوشت کی مانند سرخ قطرات ٹپکتے تھے

عطا، حسن اور بلخی کے سوا اور تمام مفسروں نے آیت اقتربت الساعۃ وانشق القمر کے تحت بالاتفاق تحریر کیا ہے۔ بدر کی رات رسول اللہ صلعم کے پاس مشرکین جمع ہوئے اور کہا اگر تم سچے ہو تو ہماری خاطر چاند کے دو ٹکڑے کر دو۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کیا تم اس کے بعد ایمان لے آؤ گے۔ انہوں نے کہا ہاں۔ آپ نے اپنی انگلی سے چاند کی طرف اشارہ کیا۔ وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔

ایک روایت میں ہے کہ اس کا ایک حصہ کوہ ابو قبیس اور دوسرا حصہ کوہ قیقعان پر چلا گیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ اس کا ایک حصہ کوہ صفا پر اور دوسرا حصہ کوہ مروہ پر چلا گیا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم لوگ گواہ ہو اور گواہی دو۔ لوگوں نے کہا محمدؐ نے ہمیں جادو کیا ہے۔ ایک آدمی نے کہا اگر تم پر جادو کیا ہے تو تم سب آدمیوں پر جادو نہیں کیا۔ یہ ہجرت سے پہلے کا واقعہ ہے۔ چاند عصر کے وقت سے لے کر رات تک اسی صورت میں رہا۔ اور لوگ چاند کی طرف دیکھتے رہے اور کہتے تھے کہ یہ جادو لگاتار رہنے والا ہے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ وان یروا اٰیۃ یعرضوا

جب ہر طرف سے قافلے واپس آئے۔ اور انہوں نے اس بات کی شہادت دی۔ کہ انہوں نے بھی چاند کو دو ٹکڑوں کی صورت میں اس طرح دیکھا تھا۔ اس بارے میں نصر بن منتصر نے کہا ہے

والقمر البدر المنیر شقہ نقیل سحر عجب لما رائی

چودھویں کے روشن چاند کو جب رسول اللہ صلعم نے دو ٹکڑے کیا۔ جب (قریش نے) دیکھا تو کہا۔ کہ یہ عجب جادو ہے۔

صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ذاتی معجزات

آنحضرت صلعم بعثت سے پہلے انبیاء کے تیس خصائل کے ساتھ متصف تھے۔ اگر آپ میں صرف ایک خصوصیت بھی موجود ہوتی۔ تو وہ آپ کے جلالت القدر کے لئے کافی تھی۔ اور اس ذات کا کیا کہنا ہے جس میں بیک وقت یہ صفات موجود تھے۔ آپ نبی، امین، صادق، مصادق، اصیل، نبیل، مکین، فصیح، عاقل، فاضل

عابد۔ زاہد۔ سخی۔ قانع۔ متواضع۔ حلیم۔ رحیم۔ غیور۔ صبور۔ موافق اور مرافق تھے۔ حالانکہ آپ نہ کسی نجومی اور نہ ہی کسی کاہن اور رستہ باز کے ساتھ بیٹھے۔ قریش نے جب سے وہ چیزیں ملاحظہ کیں جن پر ان کا دسترس نہیں تھا تو کہنے لگے یہ جادوگر ہے۔ جب آپ نے کسی آنے والی بات کی طرف راہنمائی کی تو کہنے لگے۔ یہ مجنوں ہے۔ اور جب غائب کی باتیں بتائیں تو کہنے لگے یہ کاہن ہے جب ان کے پوشیدہ بھیدوں سے آگاہ کیا تو کہنے لگے۔ یہ معلم ہیں جن جن باتوں کی انہوں نے تکذیب کی۔ وہ سب سچی ثابت ہوئیں۔

آپ میں کمزور آدمیوں کے صفات پائے جاتے تھے آپ یتیم تھے۔ غریب تھے۔ کمزور تھے۔ اکیلے تھے۔ اکیلے تھے۔ مسافر تھے جس کا کوئی سہارا نہ ہو۔ اور نہ ہی شان و شوکت کے مالک ہوں آپ کے دشمن بہت تھے ان تمام باتوں کے باوجود اللہ تعالیٰ نے آپ کے مقام کو بلند اور آپ کی شان کو اونچا کیا یہ باتیں آپ کی نبوت پر دلالت کرتی ہیں۔

ایک یہودی نے آپ کا چہرہ مبارک دیکھ کر کہا۔ واللہ ما ھذا وجہ کذاب خدا کی قسم یہ جھوٹے آدمی کا چہرہ نہیں ہے۔ آپ شدائد پر ثابت قدم تنگی اور تکالیف پر صبر کرنے والے تھے۔ حالانکہ آپ بے چین اور پریشان ہوتے تھے۔ آپ دنیا سے کنارہ کش۔ آخرت کے طالب تھے۔ باوجودیکہ ایک سلطنت کے مالک تھے آنحضرت صلعم کے ہر عضو سے معجزہ مشاہدہ کیا گیا۔

آپ کا نور جب آپ تاریک راتوں میں چلتے تو آپ کا نور چاند کی طرح ظاہر ہوتا تھا۔ بی بی عائشہ سے روایت ہے کہ میرے گھر میں چراغ نہیں تھا اور میری سوئی گم ہو گئی تھی نبی صلعم میرے گھر میں تشریف لائے تو میں نے آپ کے چہرے مبارک کے نور کے ذریعہ سوئی کو تلاش کر لیا تھا۔

حمزہ بن عمرو اسلمی سے روایت ہے کہ ہم نبی اکرم صلعم کے ساتھ ایک تاریک رات میں چلے تو آپ کی انگلیوں سے نور روشن تھا۔

آپ کا پسینہ جابر بن عبداللہ سے روایت ہے کہ جس رستے پر رسول اللہ صلعم تشریف لے جاتے تھے۔ اس پر دو روز کے بعد بھی اگر کوئی انسان چلتا تھا تو وہ پہچان لیتا تھا کہ اس پر آنحضرت صلعم تشریف لے جا چکے ہیں۔ (راستہ پسینہ کی خوشبو سے معطر ہو جاتا تھا)

صحیح مسلم میں روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم جناب ام المومنین بی بی ام سلمہ کے گھر میں گرمی کے موسم

میں دوپہر کو سوتے تھے۔ تو اُمِ سلمہؓ آپ کے پسینے کو خوشبوؤں میں ڈال دیتی۔ جس سے خوشبو زیادہ ہو جاتی تھی) جبار بن وائل اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم ایک پانی کے ڈول کے پاس تشریف لائے۔ اس سے پانی پیا۔ پھر وضو کیا اور کلی کی پھر تھوڑا سا لعابِ دہن ڈول میں ڈال دیا۔ تو وہ پانی مشک بن گیا یا مشک سے بھی زیادہ خوشبودار تھا۔

آپ کا سایہ آپ کا سایہ زمین پر نہیں پڑتا تھا۔ کیوں کہ سایہ جسم کثیف کا ہوتا ہے۔ وکان اذا وقف فی الشمس والقمر والمصباح نورہ یغلب انوارھا جب آپ سورج چاند اور چراغ کے سامنے کھڑے ہو جاتے تھے تو آپ کا نور ان کے نور پر غالب ہوتا تھا۔

قامت جب آپ کسی کے ساتھ چلتے تھے۔ تو آپ کا سر اس سے بلند ہوتا تھا۔ اگرچہ وہ شخص بذاتِ خود کتنا ہی لمبا کیوں نہ ہو۔

سر مبارک سورج کے بادل کا ایک ٹکڑا آپ پر سایہ فگن ہوتا تھا۔ جب آپ چلتے تو وہ چلتا تھا۔ جب آپ رک جاتے تو وہ رک جاتا تھا۔ ولا یطیر الطیر فوقہ آج تک کوئی پرندہ آپ کے سر کے اوپر نہیں اُڑا تھا۔

آنکھ کان یبصر من ورائہ کما یبصر من امامہ ویری من خلفہ کما یری من قدامہ آپ جس طرح آگے دیکھ سکتے تھے ویسے پیچھے کی طرف دیکھتے تھے۔

ناک لم یشم بہ منذ خلقہ اللہ تعالیٰ رائحۃ کریھۃ روزِ پیدائش سے آپ کی ناک مبارک نے کوئی بدبودار چیز نہیں سونگھی۔

دھن اقدس اگر آپ کوزے یا کنوائیں میں اپنا لعابِ دہن ڈالتے تھے۔ تو لوگ اس سے مشک سے بھی زیادہ خوشبو محسوس کرتے تھے۔

زبان شریف آپ اپنے وقت کی رائج الوقت زبانیں بول اور سمجھ سکتے تھے۔

محاسن آپ میں سترہ نور کی طاقتیں تھیں۔ جو آپ کے جسم کے عوارض سے روشن ہوتی تھیں۔

کان کان یسمع فی منامہ کما یسمع فی انتباھہ یسمع کلام جبرائیل عند الناس ولا یسمعونہ آپ جس طرح بیداری میں بات سنتے تھے۔ اس طرح نیند میں سنتے تھے آپ

لوگوں کے پاس جبرائیل کے کلام کو سن لیتے تھے۔ اور لوگ نہیں سن سکتے تھے۔

سینہ مبارک لم یکن علی وجہ الارض اعلم منہ روئے زمین پر آپ سے زیادہ کوئی شخص عالم نہیں تھا۔

پشت رسول آپ کے دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت موجود تھی جیسے وہ ظاہر ہوتی تھی سورج کے نور کی طرح نور بلند ہوتا تھا۔ اور مہر نبوت پر یہ عبارت تحریر تھی۔ لا الہ الا اللہ وحدہٗ لا شریک لہ توجہ حیث شئت فانت منصور اللہ کے سوا کوئی چیز عبادت کے لائق نہیں۔ وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں جہاں چاہیں تشریف لے جایئے۔ آپ فتح یاب ہوں گے۔"

جابر بن سمرہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے آنحضرت صلعم کی مہر کو دیکھا جو کبوتری کے انڈے کی مانند ایک غدود کی شکل میں تھی۔ ــــ ابو سعید خدری سے دریافت کیا گیا۔ تو اس نے کہا کہ وہ گوشت کا ایک ٹکڑا تھا۔ ابو زید انصاری نے کہا۔ کہ وہ بالوں کا ایک گچھا تھا۔ جو آپ کے دونوں شانوں پر موجود تھا۔ ــــ سائب بن یزید نے کہا۔ مثل زر الحجلۃ

جب رسول اللہ صلعم کی وفات کے بارے میں لوگ شک کرنے لگے۔ تو اسماء بنت عمیس نے اپنے ہاتھ کو آنحضرت کے دونوں شانوں پر رکھ کر فرمایا کہ رسول اللہ صلعم وفات پا گئے۔ کیوں کہ مہر نبوت ختم ہو گئی ہے۔"

شکم اقدس آپ بھوک کی وجہ سے اس پر پتھر باندھ لیا کرتے تھے۔ اور سیر ہو جاتے۔

قلب پاک کان تنام عیناہ ولا ینام قلبہ آپ کی آنکھیں سوتی تھیں۔ اور دل نہیں سوتا تھا۔

ہاتھ مبارک آپ کی انگلیوں سے پانی جاری ہوا۔ اور آپ کے ہاتھ پر سنگریزوں نے تسبیح پڑھی

آپ کا ذکر آپ مسرور اور مختون پیدا ہوئے۔ آپ کو کبھی احتلام نہیں ہوا کیوں کہ یہ کام شیطان کے عمل کی وجہ سے ہوتا ہے آپ کی قوت مردمی چالیس انبیاء کے برابر تھی۔

آپ کا بیٹھنا بی بی عائشہ سے روایت ہے کہ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ صلعم آپ بیت الخلاء میں تشریف لے جاتے ہیں اور جب باہر نکلتے ہیں تو میں جاتی ہوں۔ تو میں وہاں کوئی چیز نہیں دیکھتی ہوں تو وہاں مشک کی خوشبو سونگھتی ہوں۔ فرمایا کہ ہم گروہ انبیاء کے اجسام کی پرورش جنت کی ہواؤں سے ہوتی ہے اور ہم سے جو چیز نکلتی ہے اسے زمین نگل جاتی ہے۔

ایک شخص نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا کیا آپ اس کا مقصد سمجھ گئے۔ فرمایا ہم گروہ انبیاء سے وہ باتیں

وقوع پذیر نہیں ہوتیں جو ایک آدمی سے صادر ہوتیں ہیں۔

اُم ایمن سے روایت ہے کہ ایک صبح کو رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے ام ایمن! اُٹھو جو چیز پیشاب کے کوزے میں ہے اسے گرا دو یعنی پیشاب کو۔ میں نے عرض کیا خدا کی قسم میں پیاسی تھی اور جو چیز کوزے میں تھی اس کو میں نے پی لیا ہے۔ آپ خوب ہنسے اور فرمایا اے ایمن! اب تمہیں پیٹ کی تکلیف کبھی نہیں ہوگی اسی طرح فصد کا واقعہ مشہور ہے۔

رانِ مبارک جس جانور پر رسول اللہ صلعم سوار ہوتے تھے وہ کبھی بوڑھا نہیں ہوتا تھا۔

پاؤں آپ نے اپنے پاؤں کو ایک ایسے کنوئیں کے اندر ڈالا جس کا پانی کھارا تھا۔ وہ میٹھا ہو گیا

آپ کی قوت آنحضرت صلعم کا کوئی شخص مقابلہ نہیں کر سکتا تھا۔

سحاق بن بشار سے روایت ہے کہ رکانہ بن عبد بن زید بن ہاشم قریش میں بڑی طاقت کا مالک انسان تھا۔ وادی اصم میں اسے رسول اللہ صلعم نے کہا اے رکانہ! تم اللہ سے نہیں ڈرتے۔ اور اس چیز کو قبول کرو جس کی طرف میں تم کو دعوت دیتا ہوں۔ کہا اگر میں یہ بات جانتا کہ آپ حق پر ہیں تو میں ضرور آپ کی دعوت کو قبول کرتا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اگر میں تمہیں پچھاڑ دوں تو تم مان لو گے کہ میں حق پر ہوں۔ اس نے کہا ہاں۔ فرمایا اُٹھو میں تمہیں پچھاڑ دوں گا۔ رکانہ مقابلہ میں آیا آپ نے اسے پچھاڑ دیا۔ جب رسول اللہ نے پکڑا تو اسے چت لٹا دیا۔ فرمایا۔ پھر لڑو۔ وہ لڑا آپ نے دوبارہ اسے پچھاڑ دیا۔ اس نے کہا یہ تعجب کی بات ہے اے قوم! یہ روئے زمین میں سب سے زیادہ ساحر اور جادوگر ہے

آپ کی عزت آپ کے بچپن کے زمانے میں چاند آپ کا جھولا جھولایا کرتا تھا۔ آپ جس درخت سے گذرتے تھے وہ آپ پر سلام کرتا تھا۔ اور آپ پر کبھی مکھی نہ بیٹھی تھی۔ اور نہ ہی کوئی گزندہ کیڑا آپ کے قریب آتا تھا۔

چال اگر رسول اللہ نرم زمین پر چلتے تھے۔ تو قدم کا نشان نہیں ہوتا تھا اگر سخت زمین پر چلتے تھے تو قدم کا نشان ظاہر ہو جاتا تھا۔

رعب آنحضرت صلعم بہت ہیبت والے تھے۔ جو لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہوتے ان پر آپ کا رعب طاری ہو جاتا تھا کھرے کا وقد آپ کو دیکھ کر کانپ گیا تھا۔ حالانکہ آپ منکسر المزاج اور دلوں میں پسندیدہ تھے۔ حالانکہ آپ کا ساتھی اور دوست آپ سے دور نہیں ہوتا تھا۔

سدی نے آیت سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب کے تحت بیان کرتے ہیں کہ جب ابوسفیان مشرکین مکہ کے ساتھ عازم جنگ احد ہوا۔ تو اللہ تعالیٰ نے مشرکین کے دلوں میں آپ کا رعب ڈال دیا۔ وہ جس ارادہ سے نکلے تھے اس سے باز آگئے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ کفار مکہ میں شکست خوردہ لوگوں کی طرح داخل ہوئے۔ انہیں اس بات کا ڈر تھا کہ کہیں مسلمان ان پر حملہ نہ کر دیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں اپنے رعب کی وجہ سے ایک ماہ کی مسافت طے کرنے تک فتح مند ہوا ہوں۔ آیت وکف ایدی الناس عنکم کے بارے میں یہ ہے کہ جب نبی صلعم نے خیبر کے محاصرہ کا ارادہ کیا تو اسد اور غطفان کے قبائل نے مدینہ پر غارت گری کرنے کا ارادہ کیا۔ تو اللہ تعالیٰ نے ان کے دلوں میں رعب ڈال کر انہیں روک دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ کی آیت ہے۔

ھو الذی ایدک بنصرہ اللہ وہ ذات ہے جس نے تمہاری مدد اپنی نصرت سے کی

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں ہمیشہ کامیاب اور فتح مند رہا۔ خواہ اسلام کا ابتدائی زمانہ تھا خواہ انتہائی۔

جمیل بن معمر فہری کی قوت حافظہ کا یہ عالم تھا کہ وہ جو بات بھی سنتا تھا وہ اسے یاد ہو جاتی تھی اور وہ کہا کرتا تھا کہ میرے سینے میں دو دل ہیں ان کی وجہ سے میں زیادہ عقل مند ہوں اور میری عقل محمدؐ کی عقل سے افضل ہے۔ قریش اس کو دو قلب والا کہتے تھے۔ جنگ بدر کے موقع پر ابوسفیان اس سے ملا اور دیکھا کہ وہ اپنا ایک جوتا ہاتھ میں اٹھائے ہوئے ہے۔ اور دوسرا پاؤں میں پہنے ہوئے ہے۔ کہا اے ابو معمر کیا قصہ ہے؟ کہا قریش شکست کھا گئے۔

ابوسفیان نے کہا تیری جوتی کو کیا ہو گیا ہے؟ کہا مجھے اس بات کی ہوش نہیں ہے کہ ایک جوتا میرے پیر میں ہے اور دوسرا میرے ہاتھ میں ہے یہ سب محمدؐ کی ہیبت کی وجہ سے ہے۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔ وما جعل اللہ لرجل من قلبین فی جوفہ اللہ تعالیٰ نے کسی شخص کے سینے میں دو دل قرار نہیں دیئے ہیں۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ہے

وینصر اللہ من لاقاہ الذالہ نصراً مثل بالکفار ما عملوا

رسول اللہ صلعم کی نبوت پر واضح دلیل یہ ہے کہ آپ لوگوں کے سینے میں چھپے ہوئے بھیدوں کو بتا دیتے تھے یہی لوگ آگے چل کر ان لوگوں کو فاسقین کے نام سے یاد کرتے تھے۔ جو آنحضرت صلعم کے مقرر کردہ

قوانین پر گامزن نہیں ہوتے تھے۔ اور ان کو جاہل کہتے تھے۔ جو حضرت کی معرفت نہیں رکھتے تھے۔ جو آپ کا منکر ہوتا تھا اُسے کافر کہتے تھے جو شخص آپ کی شریعت سے خارج ہوتے تھے۔ ان پر قتل، ضرب، قید کرنے کا حکم لگاتے تھے۔ آنحضرت صلعم کی محبت میں اپنے اعزہ سے بیزاری کرتے تھے۔ آپ نے لوگوں میں بیس سال سے کچھ زیادہ اپنی نبوت کی تبلیغ کی۔ آپ صرف جزیرہ عرب کے مالک تھے پانچ سو ستر سال کے عرصہ میں آپ کی دعوت تمام خشکی اور تری میں پھیل گئی آنحضرت صلعم کا نام گرامی پانچ اوقات نماز میں تشہد کے ساتھ تمام بلاد چین ہند ترک خزر۔ صقالیہ شرق عرب جنوب اور شمال میں اللہ تعالیٰ کے نام کے ساتھ اذانوں میں بلند آواز سے پکارا جاتا ہے۔ اور یہ آواز بلند کرنے والے بغیر کسی اجرت کے یہ وظیفہ ادا کرتے ہیں۔ بڑے بڑے جابروں کی گردنیں آپ کے پیغام کے سامنے جھک گئی ہیں آنحضرت صلعم کی رحلت کے بعد اب کوئی ایسا ملک باقی نہیں رہا۔ جہاں آپ کا کلمہ نہ پڑھا جاتا ہو۔

اللہ تعالیٰ کی اس آیت ورفعنا لک ذکرک اے محمد! ہم نے تیرے ذکر کو بلند کیا کے تحت حسن اور مجاہد تحریر کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کی عنایت کا نتیجہ ہے۔ کہ موذن اور خطیب منبروں پر آپ کا نام صبح و شام بلند کرتے ہیں۔ ایک شاعر نے کہا ہے

وضم الاله اسم النبی باسمہ　　　اذ قال فی الخمس المؤذن اشھد

اذان دینے والا پانچ وقت نماز میں اشہد کا لفظ کہتا ہے۔ اللہ نے اپنے نام کو آپ کے نام کے ساتھ ملا دیا ہے۔

آنحضرت صلعم کی قوت کشش کا یہ عالم ہے۔ کہ ہر سال اطراف اور اکناف عالم سے لوگ فریضہ حج کی ادائیگی کی خاطر خانہ کعبہ کی طرف والہانہ انداز میں چل پڑتے ہیں۔ اس بارے میں پردہ نشین عورتیں اپنے پردوں سے نکل پڑتی ہیں[1] اور کمزور اور لاچار عورتیں اپنی کمزوری کی پرواہ نہیں کرتیں۔ آنحضرت نے اپنی وفات کے وقت فریضہ حج کی ادائیگی کا حکم دیا تھا۔ ماہ رمضان کے زمانے میں تم روزہ دار کو دیکھو گے کہ شدت پیاس کی وجہ سے اس کا برا حال ہوگا۔ لیکن کیا مجال کہ پانی کی ایک بوند اس کے حلق میں میں جا سکے۔ اور پانی کا ایک گھونٹ پینا اس کی قوت اقتدار میں شامل نہیں۔ ہر روزہ دار اللہ کے خوف اور اپنے

---

[1] گھر کی چار دیواری سے نکل پڑتی ہیں ۱۲ محمد شریف عفی عنہ

عجز اور انکساری کو ظاہر کرنے کی خاطر پانچ وقت نماز میں بارگاہ خداوندی میں لوگ سجدہ ریز ہوتے ہیں۔ اور یہی عالم دوسرے احکامات کے بجالانے کا ہے۔

آنحضرت صلعم کی بعثت میں لوگ گروہوں میں بٹ گئے ہیں۔ اور ہر ایک گروہ یہی کہتا ہے کہ میں حق پر قائم ہوں اور دوسرے کو کہتا ہے کہ تم دین محمدؐ پر قائم نہیں ہو۔

بخاری نے کہا ہے

اللہ قد اید بالوحی — محمداً ذوالامر والنھی

یامر بالعدل وینھی عن — الفحشاء والمنکر والبغی

اللہ تعالیٰ نے محمدؐ صلعم کی بذریعہ وحی تائید کی جو امر اور نہی کے مالک ہیں۔
آپ نیکی کا حکم دیتے ہیں، فحشاء منکر اور بغی سے منع کرتے ہیں۔

فصل
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ کا اعجاز

علی بن ابراہیم بن ہاشم سے روایت ہے۔ کہ ابو بکر خزاعی آنحضرت صلعم کے پاؤں کے نشان کو دیکھتا ہوا غار کے دہانہ تک پہنچ گیا۔ اور کہنے لگا خدا کی قسم یہ محمدؐ کے قدم کا نشان ہے اور اس قدم کا نشان ابو قحافہ کا ہے یا اس کے بیٹے کا۔ اس جگہ سے کہیں آگے گئے نہیں آسمان پر چڑھ گئے ہیں یا زمین کے اندر چلے گئے ہیں ایک فرشتہ انسان کی صورت میں آکر غار کے دروازہ پر کھڑا ہو گیا۔ اور انہیں کہا کہ محمد صلعم کو ان گھاٹیوں میں تلاش کرو۔ وہ اس جگہ نہیں ہیں۔ غار کا منہ تنگ تھا۔ جب آنحضرتؐ پہنچے تو اس کا منہ چوڑا ہو گیا آنحضرت صلعم کی اونٹنی اس میں داخل ہو گئی۔ اور غار کا منہ پھر پہلے کی طرح تنگ ہو گیا۔

واقدی نے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلعم پہاڑ پر پہنچے تو مخصوص صورت میں تھا وہ شگافتہ ہو گیا اور رسول اللہ صلعم اس کے اندر چلے گئے۔

زید بن ارقم، انس اور مغیرہ بن شعبہ سے روایت ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ایک چھوٹے سے درخت کو حکم دیا۔ وہ غار کے منہ پر پیدا ہو گیا۔ اور مکڑی کو حکم دیا اس نے غار کے منہ پر جالا تنا۔ اور دو کبوتروں کو حکم دیا اس نے غار کے دروازے پر انڈے دیئے۔

ایک روایت میں ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ثمامہ نامی درخت کو غار کے منہ پر پیدا کر دیا۔

زہری سے روایت ہے کہ جب قریش غار سے چالیس گز کے فاصلے پر پہنچے تو ان میں کا ایک آدمی آگے جلدی سے بڑھا تاکہ وہ دیکھے کہ غار میں کیا چیز موجود ہے۔ انہوں نے کہا کیا غار کے دروازے پر تم انڈے نہیں دیکھتے؟ اس نے کہا میں نے غار کے دروازے پر دو کبوتروں کو دیکھا ہے۔ مجھے یقین ہے کہ اس میں کوئی شخص موجود نہیں ہے۔ رسول اللہ صلعم نے اس شخص کی آواز کو سن لیا تھا۔

ابو بکر نے ایک شخص کو پیشاب کرتے ہوئے دیکھا تو کہا کہ یہ لوگ ہم کو دیکھ رہے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اگر ہم کو دیکھتے تو ہماری طرف شرمگاہیں کر کے پیشاب نہ کرتے۔ حمیری نے کہا ہے

حتی اذا قصدوا لباب مغارۃ الفوا علیہ نسیج غزل العنکب

صنع الالہ فقال فریقہم مافی الغار لطالب من مطلب

جب غار کے دروازے پر پہنچے تو انہوں نے دیکھا کہ وہاں مکڑی نے جالا بنا ہوا ہے
اللہ تعالیٰ کی کاری گری تھی۔ اور ان کے ایک ساتھی نے کہا غار میں کوئی چیز نہیں ہے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اپنے خطبہ قاصعہ میں فرماتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے درخت! اگر تو اللہ اور آخرت کے دن پر ایمان رکھتا ہے اور اگر تو جانتا ہے کہ میں اللہ تعالیٰ کا رسول ہوں اللہ کی اجازت سے اپنی جڑوں کو اکھاڑ کر میرے سامنے کھڑا ہو جا۔ خدا کی قسم جس نے محمد کو حق کے ساتھ ساتھ مبعوث کیا وہ درخت جڑوں سمیت اس حالت میں اکھڑا کہ اس سے پرندوں کے پھڑپھڑانے کی سخت آواز آ رہی تھی۔ اور رسول اللہ کے سامنے آ کر کھڑا ہو گیا۔ بعض ٹہنیوں کو رسول اللہ کے اوپر اور بعض کو رسول اللہ صلعم کے شانوں پر ڈال دیا۔ اور بائیں رسول اللہ صلعم کی دائیں طرف کھڑا ہوا تھا۔ جب قوم نے یہ واقعہ دیکھا تو بڑائی اور تکبر کے الفاظ کہنے لگے اور کہا کہ اس کے نصف حصے کو حکم دیجئے۔ وہ آپ کے پاس آئے آپ نے اس بات کا حکم دیا۔ اس کا نصف حصہ عجیب انداز اور سخت آواز کے ساتھ حاضر ہوا۔ اور قوم نے رسول اللہ کی طرف رجوع کر کے کہا کہ یہ کفر اور سرکشی ہے۔ اور اس نصف حصے کو حکم دیجئے کہ وہ اپنے دوسرے نصف حصے کی طرف پلٹ جائے۔ آنحضرت صلعم نے اسے حکم دیا۔ وہ واپس چلا گیا۔ قوم نے کہا یہ شخص ساحر کذاب ہے۔

ابن عباس اپنے باپ عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جناب ابو طالب نے رسول اللہ صلعم سے کہا اے بھتیجے! کیا آپ کو اللہ نے بھیجا ہے؟ فرمایا۔ ہاں۔ عرض کیا کہ مجھے معجزہ دکھائیے کہ اس درخت

کو بلایا ہے۔ آنحضرت صلعم نے اُسے بلایا۔ اور وہ آپؐ کے سامنے سجدہ میں گر پڑا۔ پھر واپس چلا گیا۔ ابوطالبؑ نے عرض کیا کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ سچے رسول ہیں۔ اے علیؑ! اپنے ابن عم کے پہلو میں نماز پڑھو۔

ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپؐ سے معجزہ طلب کیا۔ آنحضرت صلعم نے کھجور کے خوشے کو حکم دیا۔ وہ کھجور سے اتر کر نیچے آگیا۔ اور زمین پر گر کر جھوم کر چلنے لگا۔ جب رسول اللہ کے پاس آیا تو آپؐ نے فرمایا۔ واپس اپنی جگہ پر چلا جا۔ وہ اپنی جگہ واپس چلا گیا۔ اعرابی اسلام لے آیا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہ سجدہ کرتا ہوا آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگا

؎ وفی دعائک للاشجار حسین اتت　　تمشی بامرک فی اعضائها الامل

وقدت عروی نضارت فی منابتها　　تلک العروق باذن الله لم تسل

(اے محمدؐ) آپ کی دعا کا یہ اثر ہوا۔ کہ درخت اس حالت میں تیری خدمت میں حاضر ہوئے۔ کہ ان کی شاخوں میں آواز بھی ہوتی۔ آپ نے فرمایا۔ اپنی جگہ پر لوٹ جا۔ تو اس کی جڑیں اللہ کے حکم سے بغیر کسی تکلیف کے واپس لوٹ گئیں۔

ابوجہل کہا کرتا تھا۔ کاش کہ محمدؐ کو میرے ساتھ کوئی ضرورت پیش آئے۔ اور میں اس کا مذاق اڑاؤں۔ اور اس کو محروم کروں۔ طائی کے قبیلے کے ایک آدمی نے ابوجہل سے اونٹ خریدا۔ اور ابوجہل اس کو رقم دینے میں پس و پیش کرتا تھا۔ وہ قریش کے پاس آکر فریادی ہوا۔ انہوں نے مذاق کی خاطر رسول اللہ کے حوالے کیا۔ جب رسول اللہ صلعم کی پناہ میں آگیا۔ تو آنحضرت صلعم اس کو لے کر ابوجہل کے پاس آئے۔ اور فرمایا اے ابوجہل اس کا حق ادا کرو۔ اسی دن سے ابوجہل اس کی کنیت پڑ گئی۔ ورنہ اس کا اصلی نام عمرو بن ہشام ہے ابوجہل جلدی سے اٹھا اور اس شخص کا حق ادا کر دیا۔ ابوجہل کے ایک دوست نے کہا۔ کہ تم نے یہ فعل محمدؐ کے ڈر کی وجہ سے کیا ہے۔ اس نے کہا تمہارے لئے افسوس ہے۔ مجھے معذور سمجھو جب آپ میرے پاس آئے۔ تو میں نے آپ کے دائیں بائیں کچھ آدمیوں کو دیکھا۔ جن کے ہاتھوں میں چمکیلے کوڑے تھے۔ اور آپ کے بائیں پہلو میں دو اژدھے موجود تھے جو دانت نکالے ہوئے تھے۔ اور ان کی آنکھوں سے آگ برس رہی تھی۔ اگر میں انکار کرتا تو نہ بچتا۔ وہ مجھے کوڑے مار کر میرا پیٹ پھاڑ ڈالتے اور اژدھے مجھے نگل جاتے

ابن مسعود سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلعم طائف میں تشریف لائے عتبہ اور شیبہ تخت پر بیٹھے ہوئے تھے اور کہنے لگے۔ آپ ہمارے سامنے کھڑے ہوں جب رسول اللہ صلعم ان کے قریب تشریف لے

گئے۔ تو تخت الٹا ہو گیا۔ اور وہ دونوں زمین پر گر پڑے۔ اور کہا کہ اہل مکہ پر آپ کا جادو چل نہیں سکا۔ اور آپ طائف میں آ گئے۔

رسول اللہ صلعم پوشیدہ باتوں کے متعلق آگاہ فرمایا کرتے تھے۔ منافق جو بات بھی آپ کے متعلق کرتے اللہ تعالیٰ اس سے آپ کو آگاہ کر دیا کرتا تھا۔ حتیٰ کہ ایک دوسرے سے کہا کرتے کہ خاموش رہو خدا کی قسم اگر محمد کے پاس پتھر کے سوا اور کوئی چیز نہ ہو۔ تو بطحا کا پتھر آپ کو آگاہ کر دے گا۔

ابوسفیان نے اپنی بیوی ہند سے ہمبستری کے وقت کہا کہ یتیم ابوطالب نبی بن گیا۔ اور میں نبی نہ بن سکا۔ آنحضرت صلعم نے صبح کو یہ بات ابوسفیان سے بیان کی۔ اس نے افشائے راز کی وجہ سے ہند کو سزا دینے کا ارادہ کیا۔ آنحضرت صلعم نے یہ بات اس کو بتا دی۔ ابوسفیان یہ دیکھ کر حیران رہ گیا۔

صفوان بن امیہ مخزومی نے عمیر بن وہب جمحی سے کہا کہ اگر تو مدینہ میں جا کر محمد کو سوتے میں قتل کر دے تو جب تک زندہ رہے گا تیرا اور تیرے عیال کا نان و نفقہ میرے ذمے ہے جبرائیل اللہ تعالیٰ کی یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ سواء منکم من اسر القول۔ مقصد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو اس راز سے آگاہ کر دیا۔ جب آنحضرت صلعم نے عمیر کو دیکھا۔ تو فرمایا کیوں آئے ہو۔ عرض کیا میں آپ کے پاس رات بسر کروں گا۔ فرمایا تلوار کیوں لائے ہو۔ کہا اللہ آپ کا برا کرے آپ ہر چیز کو جاننا چاہتے ہیں۔ فرمایا تم نے صفوان بن امیہ سے حجر اسود کے پاس بیٹھ کر کیا شرط طے کی ہے؟ اس نے کہا میں نے کیا شرط لگائی ہے۔ فرمایا کہ تم مجھے قتل کرو۔ اور وہ تمہارا قرضہ ادا کرے۔ اور تیرے عیال کی پرورش کرے لیکن اللہ تعالےٰ میرے اور تمہارے درمیان حائل ہے۔ وہ شخص مسلمان ہو گیا۔ اور مکہ چلا گیا۔ اور بشر بھی اس کے ساتھ مسلمان ہو گیا لیکن عمیر نے قسم اٹھائی تھی کہ وہ صفوان کے ساتھ کبھی بات نہیں کرے گا۔

آنحضرت صلعم کی تبوک نامی اونٹنی کہیں گم ہو گئی لوگوں نے بہت تلاش کیا لیکن وہ کہیں نہ ملی۔ زید بن الاصیب نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے آسمانی خبر کے ذریعہ ہمیں اونٹنی کے متعلق آگاہ کیا اور بذات خود آپ نہیں جانتے تھے کہ اونٹنی کہاں ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا خدا کی قسم میں وہی کچھ جانتا ہوں جس کی مجھے میرے رب نے تعلیم دی ہے۔ اور آپ نے آگاہ کیا کہ وہ فلاں وادی میں موجود ہے اور اس کی مہار ایک درخت کے ساتھ اٹک کے رہ گئی ہے جس طرح آپ نے فرمایا تھا ویسے تھا۔

اخبر الناس عما فی ضمائرھم — مفصل بجواب غیر مھمل

آپ نے لوگوں کو ان کے بھیدوں سے مفصل آگاہ کیا اور کسی قسم کا شبہ باقی نہیں رہ گیا تھا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کی خدمت میں گوشت کی قوت کا ذکر ہوا۔ فرمایا اتنا عرصہ ہو گیا ہے میں نے اس کو نہیں چکھا۔ ایک نادار آدمی اپنی بھیڑ لایا۔ اور اس کا گوشت پکا کر آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اس گوشت کو کھاؤ لیکن اس کی ہڈیاں نہ توڑو۔ جب گوشت کھا کر فارغ ہوئے تو آپ نے بھیڑ کی طرف اشارہ کیا۔ اور فرمایا اللہ کے حکم سے اٹھو۔ آپ نے اسے زندہ کیا۔ وہ اپنے مالک کے ساتھ اسی چال کے ساتھ چلتی تھی جس طرح وہ اسے کھینچ کر لایا تھا۔

جناب سیدہ فاطمہؑ کی شادی کے موقعہ پر ابوایوب انصاری ایک بکری رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لائے لیکن جبرائیلؑ نے اس کے ذبح کرنے سے منع کر دیا۔ اور یہ بات ابوایوب کو ناگوار گذری۔ آپ نے دو روز کے بعد زید بن جبیر انصاری کو اس کے ذبح کرنے کا حکم دیا جب پک گئی۔ تو آپ نے حکم دیا کہ اللہ کا نام لے کر کھاؤ۔ اور اس کی ہڈیاں نہ توڑو۔ پھر آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ ابوایوب ایک نادار آدمی ہے اے معبود تو نے اس بکری کو پیدا کیا تھا۔ اور تو نے ہی اس کو ختم کیا ہے اور تو اس کے دوبارہ لوٹانے پر قادر ہے اے زندہ تو اس کو زندہ کر دے عبادت کے لائق صرف تو ہی ہے اللہ تعالیٰ نے اس کو زندہ کر دیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس میں ابوایوبؑ کے لئے برکت قرار دی۔ اور اس کے دودھ میں بیماریوں کی شفا پوشیدہ تھی۔ اہل مدینہ اس کو مبعوثہ دوبارہ زندہ ہونے والی کے نام سے پکارتے تھے۔

حضرت سلمانؓ فارسی کی حدیث میں ہے کہ جب رسول اللہ صلعم ابوایوب کے گھر میں تشریف فرما ہوئے اس کے پاس بھیڑ اور جو کے ایک صاع کے سوا اور کوئی چیز موجود نہ تھی۔ اس نے بھیڑ کو ذبح کیا اور پکایا جو کو پیسا۔ اور گوندھ کر روٹی تیار کی۔ اور آنحضرت صلعم کے سامنے رکھا۔ اور ابوایوب کو حکم دیا کہ منادی کی جائے اس نے اعلان کیا کہ جو شخص کھانا حاصل کرنا چاہے اسے ابوایوبؑ کے گھر آنا چاہیئے۔ ابوایوبؑ نے منادی شروع کر دی۔ اور لوگ اس کے گھر کی طرف اس تیزی سے بھاگ رہے تھے جس طرح سیل تیز چلتی ہے۔ گھر لوگوں سے بھر گیا۔ تمام لوگوں نے کھانا کھایا اور طعام ذرا برابر بھی کم نہ ہوا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ ہڈیوں کو جمع کرو۔ انہوں نے ہڈیوں کو جمع کیا اور انکو بھیڑ کے چمڑے کے اندر داخل کر کے فرمایا۔ اللہ کے حکم سے اٹھو۔ بھیڑ اٹھ کھڑی ہوئی لوگ کلمہ پڑھتے ہوئے چیخ اٹھے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے کہ جب ہم نے خیبر کو فتح کیا۔ تو ہمارے ساتھ فدک والے

۔ معمولی تھے۔ جب ہم ایک ٹیلے پر چڑھ گئے تو ناگاہ ہم نے ایک وادی کو دیکھا جس کا پانی موجیں مار رہا تھا اور پہاڑوں سے ٹکرا رہا تھا۔ ہم نے پانی کی پیمائش کی تو چودہ آدمیوں کی قامت کے برابر تھا۔ ایک آدمی نے کہا۔ یا رسول اللہ صلعم دشمن ہمارے پیچھے ہے اور وادی ہمارے سامنے ہے۔ آنحضرت صلعم سواری سے اترے سجدہ کیا اور دعا مانگی۔ پھر فرمایا۔ اللہ کا نام لے کر چلو۔ گھوڑوں اور اونٹوں اور آدمیوں نے وادی کو عبور کیا۔

حسین سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا یا رسول اللہ میں اپنے سفر سے واپس آیا میری ایک پانچ سال کی لڑکی تھی۔ وہ اپنے زیوروں کے ساتھ میرے آگے دوڑ پڑی میں نے اس کا ہاتھ پکڑا۔ اور اسے فلاں وادی میں لے آیا۔ اور میں نے اسے اس وادی میں گم کیا ہے رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ میرے ساتھ چلو اور مجھے وہ وادی دکھاؤ۔ آنحضرت صلعم اس کے ساتھ چل پڑے اور آپ کو وہ وادی دکھلائی۔ آنحضرت صلعم نے اس کی ماں سے فرمایا۔ کہ اس لڑکی کا کیا نام تھا۔ عرض کیا اس کا یہ نام تھا عرض کیا۔ اس کا یہ نام تھا آنحضرت صلعم نے فرمایا اے فلانہ! اللہ کے حکم سے جواب دو۔ لڑکی لبیک یا رسول اللہ وسعدیک کہتی ہوئی نکل کر آگئی آپ نے فرمایا تیرے والدین تکلیف میں مبتلا ہیں اگر تم پسند کرو تو میں تمہیں ان کے پاس واپس کر دوں عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے ان کے پاس جانے کی ضرورت نہیں میں نے اُن کے مقابلہ میں اللہ تعالیٰ کو بہتر پایا ہے۔

قریش نے ابولہب سے کہا کہ ابو طالب ہمارے اور محمد کے درمیان حائل ہیں۔ اگر تم ان کو قتل کر دو تو ابو طالب اس بات کا برا نہیں مانیں گے۔ اور تم اس کی دیت سے بری ہو۔ اور ہم لوگ اس کا خون بہا ادا کر دیں گے۔ اور تم قوم کے سردار بن جاؤ گے۔ اس نے کہا میں اس کا ذمہ لیتا ہوں۔ ابولہب اور اس کی بیوی دیوار کے ساتھ لگ کر کھڑے ہو گئے آنحضرت صلعم کا وہاں سے گذر ہوا۔ ابولہب نے چلا کر آپ کو آواز دی۔ آنحضرت صلعم نے کوئی توجہ نہ دی۔ دونوں اپنی جگہ سے آگے ایک قدم نہ بڑھا سکے انھیں حرکت کرنے کی طاقت نہیں تھی۔ آخر کار صبح ہو گئی۔ آنحضرت صلعم نماز صبح سے فارغ ہوئے۔ ابولہب نے عرض کیا اے محمد! ہمیں چھوڑ دیجئے۔ فرمایا میں تم کو نہیں چھوڑوں گا۔ جب تک تم مجھے اس بات کی ضمانت نہ دو۔ کہ تم مجھے اذیت نہیں دو گے۔ انہوں نے کہا ہم اذیت نہیں دیں گے۔ آپ نے اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ دونوں کے پاؤں زمین نے چھوڑ دیئے یہ واپس گھر چلے گئے۔

جابر سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم مسلمانوں کی طرف تشریف لائے اور فرمایا۔ خندق کھودنے میں

کوشش کرو لوگوں نے بیحد کوشش کی لگاتار کھودنے کے بعد خندق کھودنے سے فارغ ہوگئے اور مٹی خندق کے گرد ایک بڑے ٹیلہ کی صورت میں موجود تھی۔ میں نے اس بات سے آنحضرت صلعم کو آگاہ کیا فرمایا اے جابر خوف نہ کرو عنقریب تم مٹی کا ایک عجیب قصہ دیکھو گے۔ جابر کا بیان ہے کہ رات چھائی اور میں نے مٹی کے نزدیک بہت بڑی چیخ و پکار کی آواز سنی اور کہنے والا کہتا تھا سے

انتفوا التراب والصعید   واستودعوہ بلداً بعیداً

مٹی اور خاک کو کہیں دور و دراز علاقے میں پھینک دو۔

وعاونوا محمد الی شیدا   قد جعل اللہ لہ عمیدا

ولایت یافتہ محمد کی مدد کرو اللہ نے آپ کو نعمت قرار دیا ہے۔

اخاہ وابن عمہ الصندیدا

اس کے بھائی اور ابن عم کو بڑا بہادر بنایا ہے

جب میں نے صبح کی تو میں نے مٹی کی ایک مٹھی تک نہ دیکھی۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا

ان الذی قد اصطفی محمداً   واظھر الامر بہ دا بیداً

وسر من والی واکبا الحسدا   واحسن الذخر لہ ومھدا

وجاء بالنور المضئ المحمدا   وناصح اللہ وخاف الموعدا

فصل

وہ باتیں جو حیوانات اور جمادات سے ظاہر ہوئیں

سلمانؓ کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ صلعم مدینہ میں تشریف لائے تو لوگوں نے اونٹنی کی مہار کو پکڑ لیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اے قوم! اونٹنی کو چھوڑ دو۔ اسے حکم دیا گیا ہے۔ یہ جس کے دروازے پر بیٹھ جائے گی میں اس کے پاس رہوں گا۔ انہوں نے اونٹنی کی مہار کو چھوڑ دیا۔ وہ آہستہ آہستہ چل کر مدینہ میں داخل ہوئی۔ اور ابو ایوب انصاری کے دروازے پر بیٹھ گئی۔ اور مدینہ میں آپ سے زیادہ نادار آدمی کوئی نہیں تھا۔ نبی صلعم کی جدائی کی وجہ سے لوگوں کے دل حسرت کے ساتھ دھڑکنے لگے۔ ابو ایوب نے آواز دی اے ماں! دروازہ کھولو۔ سید البشر قبیلہ ربیعہ اور مضر کے بزرگ ذو محمد مصطفےٰ اور رسول مجتبیٰ تشریف لائے

ہیں۔ وہ باہر نکلیں اور دروازہ کھول دیا۔ وہ بے چاری آنکھوں سے نابینا تھیں۔ اور کہنے لگیں ہے افسوس کاش میری آنکھیں ہوتیں جس کے ذریعہ میں اپنے آقا رسول اللہ صلعم کا چہرہ مبارک دیکھتی۔

نبی صلعم کا سب سے پہلا معجزہ جو مدینہ شریف میں ظاہر ہوا۔ وہ یہ تھا کہ

"آنحضرت صلعم نے اپنا دست مبارک ابوایوب کی ماں کے چہرے پر رکھا۔ اور اس کی دونوں آنکھیں ٹھیک ہوگئیں"

محمد بن اسحاق ایک طویل حدیث میں کثیر بن عامر سے روایت کرتے ہیں کہ وہ ابطح سے سوار ہو کر چلا۔ اور اس کے پیچھے ستر اونٹنیاں ریشمی کپڑوں سے لدی ہوئی تھیں۔ اور ہر اونٹنی پر ایک حبشی غلام سوار تھا وہ نبی کریم کی تلاش میں تھا تاکہ اپنے باپ کی وصیت کے مطابق یہ چیزیں آنحضرت صلعم کے حوالے کر دے۔ ابن البختری نے ابوجہل کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا تمہارے صاحب یہ ہیں جب اس کے قریب ہوا تو کہا کہ تو میرا صاحب نہیں ہے وہ گھومتا رہا۔ آخر کار نبی صلعم کو دیکھا آپ کی طرف دوڑا اور آپ کے ہاتھوں اور پاؤں کو بوسہ دیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ تم ناجی بن منذر سکاکی نہیں ہو۔ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ۔ فرمایا ستر اونٹنیاں سونا چاندی۔ در۔ یاقوت جواہر وغیرہ سے لدی ہوئی کہاں ہیں۔ عرض کیا میرے پیچھے آرہی ہیں۔ فرمایا وہ ستر اونٹنیاں ہیں جن پر حبشی غلام سوار ہیں۔ اور ان پر ریشمی کپڑا اور سونے کے توڑے لدے ہوئے ہیں۔ اور ان سواروں کے نام محرز۔ منعم۔ بدر۔ شہاب۔ منہاج اور فلاں فلاں ہیں۔ اس نے کہا ہاں یا رسول اللہ ایسا ہی ہے فرمایا مال میرے سپرد کر دیجئے۔ میں محمد بن عبداللہ ہوں۔"

انہوں نے تمام مال آنحضرت صلعم کے سپرد کر دیا۔ ابوجہل نے کہا اے آل غالب! اگر تم نے میرے ساتھ انصاف نہ کیا۔ اور میری مدد نہ کی۔ تو میں اپنی تلوار اپنے سینے میں بھونک دوں گا۔ اور یہ تمام مال خانہ کعبہ کا تھا وہ گھوڑے پر سوار ہوا اور تلوار کو نیام سے باہر نکال لیا۔ مکہ کے اطراف و اکناف میں پروپیگنڈہ کیا۔ ابوجہل کے ساتھ ستر ہزار جنگجو جمع ہوگئے۔ ابوطالب سوار ہو کر بنو ہاشم اور بنو عبدالمطلب کے پاس گئے۔ انھوں نے آنحضرت صلعم کو گھیر لیا۔ ابوطالب نے کہا تمہارا کیا ارادہ ہے؟ ابوجہل نے کہا۔ تمہارے بھتیجے سے ایک بہت بڑا گناہ سرزد ہوا ہے۔ عرب حق بجانب ہیں کہ ناراض ہو کر خون بہانے لگ جائیں۔ اور عورتوں کو قید کر لیں۔ ابوطالب نے کہا کہ کیا ہوا۔ ابوجہل نے اس لڑکے کا قصہ سنایا۔ اور کہا کہ محمدؐ نے اس پر جادو کر کے اسے اپنے دین پر لے آیا ہے اور اس سے وہ تمام کا تمام مال لے لیا ہے۔ جو خانہ کعبہ کا تھا۔ ابوطالبؑ

نے کہا ٹھہرو میں اس سے جاکر دریافت کرتا ہوں نبی صلعم کے پاس آئے اور آپ کو مال واپس کرنے کو کہا آنحضرت صلعم نے فرمایا میں ایک پائی بھی واپس نہیں کروں گا۔ ابو طالب نے کہا کہ دس اونٹ تم لے لو۔ اور سات ابوجہل کو دے دو۔ آپ نے اس سے انکار کر دیا۔ پھر آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ مال اس کے سامنے رکھ دیا جاتا ہے۔ اگر وہ اس مال کو آواز دے۔ اور مال اس کی آواز کا جواب دے۔ تو مال اسی کا ہے۔ اگر میں نے مال سے گفتگو کی۔ اور اس نے میری بات کا جواب دے دیا۔ تو مال میرا ہے۔ ابو طالب نے آکر کہا کہ میرے بھتیجے نے انصاف سے کام لیا ہے آپ نے نبی صلعم کی بات سے اسے آگاہ کیا اور کہا۔ کہ اس امتحان کا وقت کل صبح سورج نکلنے کے وقت ہوگا۔ ابوجہل خانہ کعبہ میں آیا۔ اور ہبل بت کو سجدہ کیا۔ اور پورا واقعہ اس کے آگے بیان کیا۔ اور کہا کہ میں تم سے سوال کرتا ہوں کہ تو اونٹنیوں کو مجھ سے بات کرا دے۔ اور میرا محمد تمسخر نہ اڑائیں میں چالیس سال سے تیری پوجا پاٹ کر رہا ہوں میں نے آج تک تجھ سے کوئی حاجت طلب نہیں کی۔ اگر تو نے اونٹنیوں کو مجھ سے کلام کرنے والا قرار دیا۔ تو میں تیرا قبہ سفید موتیوں کا بنا دوں گا۔ اور تجھے سونے کے کنگن اور چاندی کے پازیب پہنا دوں گا۔ اور جواہرات سے مرصع تاج تیرے سر پر رکھوں گا۔ اور عقیان کا ہار تیرے گلے میں ڈال دوں گا۔ آنحضرت صلعم تشریف لائے۔ آپ سے معجزات کا ظہور ہوا۔ ہر ایک اونٹنی نے آپ کے کلام کا سات مرتبہ جواب دیا۔ اور آپ کی نبوت کی گواہی دی۔ ابوجہل اس بات سے عاجز رہا۔ اور آنحضرت صلعم نے مال لے لیا۔

یعلی بن سیابہ سے روایت ہے۔ کہ میں ایک سفر میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ تھا آپ نے قضائے حاجت کا ارادہ کیا۔ اور دو کھجوروں کو حکم دیا۔ کہ وہ ایک دوسرے کے ساتھ مل جائیں۔ وہ دونوں مل گئیں۔ قضائے حاجت کے بعد فرمایا کہ وہ الگ ہو جائیں اور اپنی جگہ پر چلی جائیں۔ اور وہ اپنی اپنی جگہ پر واپس چلی گئیں۔

غزوۂ طائف کے موقع پر آنحضرت صلعم کا کیلے اور بیری کے کانٹے دار درختوں کے پاس سے گزر ہوا ایک بیری کا درخت آپ کے راستے میں حائل ہوا۔ وہ بیچ میں سے شگافتہ ہو گیا۔ آپ اس کے درمیان سے گزر گئے۔ اور اس کے دونوں حصے ہمارے زمانے تک شگافتہ رہے۔ ہر گزرنے والا اس سے برکت حاصل کرتا ہے اور لوگ اسے سدرۃ النبی کے نام سے یاد کرتے ہیں۔

ایک مچھلی شکار کی گئی۔ اس کے ایک حصے پر لا الہ الا اللہ اور دوسرے حصے پر محمد رسول اللہ لکھا ہوا تھا۔

کتاب شرف المصطفےٰ میں تحریر ہے۔ کہ ایک بکری کا بچہ لایا گیا جس کے کان پر لکھا ہوا تھا

لاالہ الا اللہ محمد رسول اللہ

جنگ احد میں رسول اللہ صلعم نے اُبَیّ کی زرہ میں نیزہ مارا۔ وہ اپنے گھوڑے کی گردن سے لپٹ گیا اور بیل کی طرح ڈکارتا تھا۔ ابوسفیان نے کہا۔ تم پر افسوس ہے جزع فزع کرتا ہے۔ یہ ایک معمولی خراش ہے۔ اور کوئی چیز نہیں ہے۔ اس نے کہا مجھے ابن ابی کبشہ نے نیزہ مارا ہے اور وہ کہتا تھا۔ کہ میں تجھے قتل کر دوں گا۔ وہ ملعون برابر بیل کی طرح ڈکارتا رہا۔ حتیٰ کہ فی النار والسقر ہوا۔

بلال جب اذان میں اشہد ان محمداً رسول اللہ کہتا تھا۔ تو ہر بار ایک منافق کہا کرتا تھا۔ خدا اس جھوٹے یعنی نبی صلعم کو جلا ڈالے۔ ایک رات وہ منافق چراغ جلانے کے لئے اُٹھا۔ آگ اس کی سبابہ انگلی میں لپٹ گئی وہ آگ بجھا نہ سکا۔ آگ پہلے اس کے ہاتھ پر لگی۔ پھر کلائی پر اور پھر بازو پر آخر کار اس کے تمام جسم کو جلا ڈالا۔

ایک مدیون آنحضرت صلعم کے پاس آیا۔ اور قرض خواہ بھی اس کے ساتھ تھے اور اس سے قرضہ مانگ رہے تھے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا جو کچھ کھجوریں تیرے پاس ہیں۔ وہ دے دے۔ آپ نے ان پر اپنا ہاتھ رکھا۔ اور فرمایا ہر قرض خواہ کو ان میں سے دے دو۔ تمام قرض چک گیا۔ کھجوریں ویسی کی ویسی باقی رہیں۔

آنحضرت صلعم نے ایک سوکھے درخت کا سہارا لیا۔ وہ ہرا بھرا ہو گیا اور پھل لے آیا۔

جحفہ کے مقام پر رسول اللہ صلعم ایک ایسے درخت کے نیچے قیام فرما ہوئے۔ جس کا سایہ کم تھا۔ اور آپ کے اصحاب آپ کے اردگرد تھے۔ آپ نے اللہ کے حکم سے اس درخت میں کوئی چیز داخل کی وہ بڑا ہو گیا اور اس کا سایہ تمام لوگوں کے لئے کافی ہو گیا۔ اللہ تعالیٰ نے اس بات کا ذکر اس آیت میں کیا ہے۔

الم تر الی ربک کیف مد الظل ولو شاء لجعلہ ساکناً

رسول اللہ صلعم کی خدمت میں ایک اعرابی نے عرض کیا۔ اے محمدؐ میں اور بڑا بھائی اس پہاڑ کے عقب میں بکریاں چرا رہے تھے۔ کہ ہم نے ایک گروہ کو دیکھا جو ایک دوسرے سے لڑ رہے تھے۔ میں نے اپنے بھائی سے کہا۔ بیٹھ جاؤ۔ ان میں سے کون غالب آتا ہے۔ ناگاہ ہماری آنکھوں کے سامنے سے اللہ تعالیٰ نے پردے ہٹا دیئے۔ ہم نے گھوڑوں کو دیکھا جو آسمان سے زمین پر اتر رہے تھے جن کے پلوں زمین پر اور گردنیں آسمان سے لگی ہوئی تھیں۔ ان پر ایک قوم ہتھیاروں کی سوار تھی سواروں کے ساتھ جھنڈا تھا

جو زمین اور آسمان کے درمیان پھیلا ہوا تھا۔ (اس منظر کو دیکھ کر) میرے بھائی کا پتا پھٹ گیا۔ وہ اسی وقت اور اسی گھڑی مر گیا۔ اور میں آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں۔ پھر وہ شخص اسلام لایا۔

بدر کے روز جن فرشتوں کو اللہ تعالیٰ نے ظاہر کیا تھا۔ اور وہ ابلق گھوڑوں پر سوار اور سفید کپڑے پہنے ہوئے تھے۔ اور جبرئیل ایک گھوڑے پر سوار ہو کر ان فرشتوں کو آگے بڑھاتے تھے اور جس گھوڑے پر جبرائیل سوار تھے۔ اس کا نام حیزوم تھا۔

حجۃ الوداع میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں ایک بچہ کپڑے میں لپٹا ہوا لایا گیا۔ آنحضرت صلعم نے اس کو اپنے ہاتھ پر لے کر فرمایا۔ "بتا ئیں کون ہوں؟" ۔۔۔ کہا آپ رسول اللہ ہیں۔ ۔۔۔ فرمایا اے مبارک تو نے سچ کہا۔ رسول اللہ صلعم نے پھر فرمایا۔ ہم نے اس کا نام یمامہ رکھا۔

فتح مکہ کے روز عامر بن کریز اپنا بیٹا عبداللہ بن عامر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لایا۔ اس وقت اس کی عمر پانچ یا چھ سال کی تھی آپ نے اسے لے لیا۔ اور اس کے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا جس کو وہ شوق سے چوستا تھا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ یہ سقہ ہو گیا۔ وہ جس زمین سے گزرتا تھا۔ اس کے لیے پانی ظاہر ہو جاتا تھا۔ اور اس کی سقائی مشہور و معروف ہے۔

ابن عباس اور ضحاک نے ویوم یعض الظالم کے تحت بیان کیا ہے۔ کہ یہ آیت عقبہ بن ابی معیط اور ابی بن خلف کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ دونوں خلقت میں جڑواں تھے۔ عقبہ سفر سے واپس آیا اس نے اشراف قریش کی دعوت دلیمہ کی جس میں رسول اللہ صلعم بھی موجود تھے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا میں اس وقت تک تمہاری دعوت نہیں کھاؤں گا۔ جب تک لا الہ الا اللہ نہ کہو۔ اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے کلمہ شہادتین پڑھا اور آنحضرت صلعم نے کھانا کھایا۔ جب ابی ابن خلف آیا۔ تو اس نے عقبہ کو برا بھلا کہا اور کہا کہ میں تم سے اس وقت تک راضی نہیں ہونگا۔ جب تک تم محمدؐ کی تکذیب نہ کرو۔ وہ نبی صلعم کی خدمت میں آیا۔ اس نے آپ کے چہرے پر تھوک دیا۔ تھوک کے دو حصے ہو گئے۔ اور عقبہ کے چہرے پر پڑے۔ اور اس کے چہرے کو جلا دیا۔ اور ان کے نشان باقی تھے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ جب تک میں مکہ میں رہوں گا۔ یہ زندہ رہے گا۔ جب آپ مکہ سے ہجرت کر گئے۔ تو اپنی تلوار سے قتل کیا گیا۔ عقبہ بدر کی جنگ میں مارا گیا۔ لوہ ابی کو آنحضرت صلعم نے اپنے ہاتھ سے قتل کیا۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مسح کرنے کی خاطر اپنی جرابوں کو اتار دیا۔ جب آپ

نے ان کے پہننے کا ارادہ کیا۔ تو انہیں عقاب لے کر ہوا میں اڑ گیا۔ وہ انہیں ہوا میں معلق کیے رہا۔ پھر اسی طرح ان کو نیچے پھینک دیا جب وہ نیچے گرے تو ان کے درمیان ایک سانپ موجود تھا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا میں اس چیز کے شر سے اللہ تعالیٰ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اور جو پیٹ کے بل چلے اور اس چیز کے شر سے بھی جو دو پاؤں کے ذریعے چلے۔ پھر آپ نے کپڑے کو جھاڑے بغیر پہننے سے منع کیا۔

انس سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے پہاڑ کی چوٹی سے ایک آواز کو سنا۔ اے معبود! مجھے امت مرحومہ مغفورہ میں سے قرار دے۔ رسول اللہ اس آواز کی طرف آئے تو دیکھا کہ وہاں ایک شیخ موجود ہے جس کا قدم تین بالشت لمبا ہے۔ جب اس نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا تو آپ کے گلے لپٹ گیا پھر کہا کہ میں سال میں صرف ایک مرتبہ کھانا کھاتا ہوں اور یہ اس کا وقت ہے۔ اچانک آسمان سے ایک دسترخوان نازل ہوا۔ دونوں نے مل کر کھایا اور یہ الیاس علیہ السلام نبی تھے۔

مدینہ والے قحط سالی کا شکار تھے۔ جب رسول اللہ صلعم تشریف لائے۔ تو آپ سے بارش کی استدعا کی۔ آپ نے اپنے ہاتھوں کو بلند کیا اور باران کو طلب کیا آپ کے ہاتھ سینے تک نہیں پہنچے تھے کہ بارش شروع ہوگئی یا ایک ہفتہ تک بارش ہوتی رہی۔ کثرت بارش کی وجہ سے مدینہ والے گھبرا گئے۔ اور آپ کی خدمت میں بارش کے رک جانے کی درخواست کی آپ نے فرمایا۔ حوالینا ولا علینا آسمان سے بادل دور ہوگیا اور مدینہ میں سورج نکل آیا اور بادل مدینہ کے علاقے میں برسنے لگا۔ یہ برکات رسول اللہ صلعم کے تشریف لانے سے ظاہر ہوئیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اللہ ابوطالب کا بھلا کرے۔ اگر وہ زندہ ہوتے تو اس کی آنکھیں ٹھنڈی ہوتیں۔ ابوطالب کا کلام کون پڑھتا ہے۔ حضرت عمر نے عرض کیا شاید آپ کی مراد یہ شعر ہے ؎

وما حملت من ناقة فوق رحلها   ابر و اوفى ذمة من محمد

اونٹنی نے محمد سے زیادہ نیک اور وفاداری کو پورا کرنے والا کو نہیں اٹھایا۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا یہ تو حسان بن ثابت کا شعر ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے عرض کیا کہ میرے خیال میں آپ کی مراد ان اشعار سے ہے ؎

وابیض یستسقی الغمام بوجهه   ربیع الیتامی عصمة للارامل الخ

محمد سفید پیشانی والے ہیں بادل آپ کے چہرے سے بارش طلب کرتا ہے۔ یتامی کی پرورش کرنے والے اور بیوہ عورتوں کے لئے جائے پناہ ہیں۔

فرمایا۔ ہاں یہی اشعار مراد ہیں،
ان اشعار کا محرک یہ بات تھی۔ کہ جناب ابو طالبؑ کے زمانے میں قحط پڑا۔ اور قریش نے کہا کہ لات اور عزےٰ پر بھروسہ کرو کچھ اور لوگوں نے کہا منات الثالثہ الاخریٰ پر بھروسہ کرو۔ ورقہ بن نوفل نے کہا کیا اٹکل پچھو کی باتیں کرتے ہو۔ تم لوگوں میں بقیہ ابراہیم اور سلالہ اسماعیل ابو طالب موجود ہیں۔ اس سے بارش ہونے کی درخواست کرو۔ ابو طالب بارش کرنے کی خاطر باہر نکلے اور آپ کے ساتھ بنو عبد المطلب کے چھوٹے چھوٹے بچے نکلے۔ ان بچوں کے درمیان میں ایک ایسا بچہ تھا۔ جو سورج کی طرح روشن تھا۔ اس بچے نے (محمدؐ نے) اپنی پشت کو دیوار کعبہ سے لگا دیا۔ اور اپنی انگلی پر کچھ پڑھا اور بچے بھی پڑھنے لگے۔ اس وقت بادل آگیا۔ اور خوب برسا۔ ابو طالب نے اپنا لامیہ قصیدہ پڑھا۔ اس حدیث کی طرح ایک اور حدیث ہے کہ ایک اعرابی رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا کہ ہم آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ کہ قحط سال کا یہ عالم ہے۔ ہمارے پاس بٹھانے کے لیے اونٹ تک نہیں ہے۔ آپ نے دعا فرمائی اور بارش ہو گئی۔ یہ حدیث لمبی ہے۔

فصل
آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے متفرق معجزات

حی بن اخطب مدینہ میں آیا۔ اور وہ خیبر کا رئیس تھا۔ نبی صلعم کے پاس آکر کہنے لگا۔ کہ اس شخص پر تعجب ہے جو تمہارے دین میں داخل ہوگا۔ جس کی کل مدت ۷۱ سال ہے۔ الم سے اس کا سبب پوچھا تو کہا الم جس کے عدد علم ابجد کی رو سے الف کا ایک لام کے تیس اور میم کے چالیس ہیں۔ جو کل ۷۱ سال ہوئے۔ اس نے کہا اے محمدؐ ان کے علاوہ بھی کوئی بات ہے۔ فرمایا المص۔ اس نے کہا الف کا ایک ہوا۔ لام کے تیس میم کے چالیس اور ص کے نوے کل ۱۶۱ سال ہوئے۔ کہا اور بھی کوئی بات ہے۔ کہا اور بھی ہیں؟ فرمایا۔ الر۔ کہا یہ تو لمبا سلسلہ ہے۔ کہا اور بھی ہیں۔ المر۔ کہا اور بھی ہیں؟ فرمایا۔ ہاں کھیعص، حمعسق اور طسم۔ حی نے کہا تمہارا معاملہ ہماری سمجھ سے بالاتر ہے۔

مامون نے حکیم ابرہ ذراہ ماشاء اللہ سے کہا کہ جب حضرت کے نشانات دیکھ چکے ہیں۔ تو تم ہمارے نبی پر ایمان کیوں نہیں لاتے اور تم علم اور کیاست کے مالک بھی ہو۔ اس نے کہا کہ میں کس طرح ایک چھوڑتے

آدمی پر ایمان لاؤں۔ اور اس کی تصدیق کروں۔ اور میں اس کے جھوٹ کو جانتا ہوں۔ اور نبی جھوٹا نہیں ہو سکتا
مامون نے کہا یہ کیوں کر؟ کہا کہ محمدؐ کا قول ہے۔ کہ میں آخری نبی ہوں۔ اور خاتم الانبیاء ہوں۔ اور میرے
بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ حالانکہ یہ بات میرے علم کے لحاظ سے بالکل جھوٹی ہے۔ کیونکہ جو بچہ بھی اس طالع میں
پیدا ہوگا۔ وہ ضرور نبی ہوگا۔ اس بات سے میرے لئے اس کا کذب ظاہر ہو گیا۔ کیوں کہ آپ نے کہا کہ میرے بعد
کوئی نبی نہیں ہوگا۔ پس ایسے انسان پر کس طرح ایمان لاؤں اور اس کی تصدیق کروں۔ مامون شرمندہ ہوا۔ اور فقہا
حیران رہ گئے اس جگہ ایک بولنے والے نے کہا۔ کہ ہم کہتے ہیں کہ آنحضرت صلعم سچے ہیں اور آپ خاتم الانبیاء
ہیں کیونکہ تمام حکماء کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کا ستارہ مشتری، عطارد، زہرہ اور مریخ سے
اور جو بچہ ان حالات میں پیدا ہوگا۔ وہ اسی وقت مر جائے گا۔ اگر زندہ رہا تو سات دن سے زیادہ زندہ نہیں رہے
گا۔ اور آنحضرت ۶۳ سال زندہ اور باقی رہے۔ یہ بات درست ہے کہ آنحضرت صلعم خداوند تعالیٰ کا ایک زندہ
معجزہ تھے آپ سے ایسے معجزات وقوع پذیر ہوئے جو آپ سے پہلے یا بعد کسی سے ظاہر نہ ہوئے۔ ایزد خواہ
نے اس بات کا اقرار کیا ہے اور مسلمان ہو گیا۔ اور اس کا نام ماشاء اللہ حکیم رکھا گیا۔ جو شخص مشتری دیکھے گا۔ وہ علم
حکمت سیاحت سلطنت اور ریاست کا مالک ہوگا۔ اور جو شخص عطارد دیکھے گا۔ وہ لطافت ظرافت
ملاحت اور فصاحت اور سیادت کا مالک ہوگا۔ اور جو ستارہ زہرہ کو دیکھے گا۔ وہ سباحت بشاشت
بشاشت طیب جمال، بہا غنج اور دلال کا اور جو مریخ کو دیکھے گا۔ وہ تلوار جلادت قتال، قہر، غلبہ اور محاربہ
کا مالک ہوگا۔ اور اللہ تعالیٰ نے آپ میں یہ تمام صفات جمع کر دیئے ہیں۔

بعض نجومیوں نے کہا کہ انبیاء کی ولادت سنبلہ اور میزان میں واقع ہوتی ہے اور نبی صلعم کا طالع میزان
تھا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ میں سماک کے ساتھ پیدا ہوا ہوں۔ نجومیوں کے حساب کے لحاظ سے آپ سماک
رامح ہیں۔ بلال نے غارت کے مال سے جمانہ بنت زہاف اشجعی کو لے لیا جب وادی نعام میں بلال پہنچے
تو وہ اس پر ٹوٹ پڑے ... اور آپ کو خوب مارا۔ جمانہ سونا چاندی اور سب سامان جو اس سفر میں
تھا۔ لے کر چل دی۔ اپنے باپ کے ایک گھوڑے پر سوار ہو کر لشکر سے نکلی۔ شہاب بن مازن کے پاس
چلی گئی جس سے اس کے باپ نے نکاح کر دیا تھا۔ مازن کا لقب کوکب دری تھا۔ بلال کے آنے میں دیر کی
سے آنحضرت صلعم نے آپ کے پاس سلمان اور صہیب کو بھیجا جب یہ دونوں پہنچے۔ تو انہوں نے بلال کو زمین
مردہ حالت میں پایا۔ اور اس کے نیچے سے خون بہہ رہا تھا۔ یہ دونوں نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ

کو بلال کے متعلق آگاہ کیا۔ نبی صلعم نے فرمایا رونا بند کرو۔ پھر آنحضرت صلعم نے دو رکعت نماز پڑھی اور دعائیں مانگیں۔ اور پانی کا ایک چلو لیا۔ اور اس کو بلال پر چھڑکا۔ بلال کود کر کھڑا ہوگیا۔ اور آنحضرت صلعم کے قدموں کو چومنے لگا۔ رسول اللہ صلعم نے دریافت فرمایا۔ اے بلال تیرے ساتھ یہ سلوک کس نے کیا ہے؟ عرض کیا جمانہ بنت زحاف نے اور میں اس پر عاشق تھا۔ فرمایا اے بلال تجھے بشارت ہو میں عنقریب اس کے پاس آدمیوں کو بھیجوں گا۔ اور وہ لائی جائے گی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اے ابوالحسن کہ یہ جبرائیل میرا بھائی تجھے رب العالمین کی جانب سے آگاہ کرتا ہے۔ کہ جمانہ نے بلال کو قتل کیا ہے۔ اور شہاب بن مازن نامی شخص کے پاس چلی گئی ہے اور اس نے اپنے شوہر سے تمام شکایت کی ہے۔ اور وہ ایک جمعیت سمیت ہم سے جنگ کرنے کا ارادہ رکھتا ہے۔ تیار ہو جاؤ۔ اور مسلمانوں کو لے کر اس کو جا لو۔ اللہ تعالیٰ تیری مدد کرے گا۔ اور میں مدینہ کی طرف لوٹ رہا ہوں۔

اس کے بعد امیرالمومنین مسلمانوں کے ساتھ چل پڑے۔ اور وہ چلنے میں تیزی کرتے تھے۔ انھوں نے شہاب کو جا لیا۔ اور اس سے جہاد کیا۔ مسلمان فتح یاب ہوئے۔ شہاب اسلام لے آیا۔ جمانہ اور لشکر بھی مسلمان ہوا۔ ان سب کو لے کر امام حضرت علیؑ مدینہ میں وارد ہوئے۔ ان لوگوں نے رسول اللہ صلعم کے ہاتھ پر تجدید اسلام کی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اے بلال! تم کیا کہتے ہو؟ عرض کیا اے اللہ کے رسول! میں جمانہ کو چاہتا تھا لیکن اب مجھ سے شہاب اس کے زیادہ مستحق ہیں۔ شہاب نے دو لونڈیاں دو گھوڑے اور دو اونٹنیاں بلال کو بخش دیں۔

مسلم بن جابر سے روایت ہے۔ کہ اُم مالک نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں ایک برتن میں کچھ گھی بطور ہدیہ کے بھیجا تھا۔ اس کے فرزندوں نے اس سے سالن طلب کیا۔ اور ان لوگوں کے پاس اور کوئی چیز نہ تھی۔ اُم مالک نے اس برتن کو اُٹھایا جس میں گھی ڈال کر رسول اللہ کی خدمت میں بھیجا تھا۔ تو اس نے اس میں گھی پایا۔ وہ گھی اس کے گھر میں برابر سالن کا کام دیتا رہا۔ آخر کار اس نے اس کو دھو ڈالا (اور وہ ختم ہوگیا) نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئیں۔ آپ نے فرمایا تم نے اس دھو ڈالا ہے۔ عرض کیا۔ ہاں۔ فرمایا اگر تم اس کو ایسا ہی رہنے دیتیں تو وہ ہمیشہ تمہارے پاس باقی رہتا۔

فصل

وہ معجزات جو آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد ظاہر ہوئے

خزیمہ بن اوس سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا حیرہ کا سفید قلعہ میرے لئے فتح ہو گا شیما بنت نفیلہ ازدیہ شہبا خچر پر سوار ہو کر سیاہ دوپٹہ اوڑھے ہوئے میرے پاس آئے گی۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ! کہ جب ہم حیرہ میں داخل ہوں گے۔ تو وہ عورت ہمارے حصہ میں آئے گی۔ فرمایا ہاں۔ جب حیرہ فتح ہو گیا شیما پکڑی گئی۔ خزیمہ کے حق میں دو انصاریوں محمد بن مسلمہ اور محمد بن بشیر نے گواہی دی کہ رسول اللہ نے اس عورت کو خزیمہ کے لئے کہا تھا۔ خالد نے اس عورت کو خزیمہ کے حوالے کر دیا۔

ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اس کسریٰ کے بعد کوئی کسریٰ نہیں ہو گا۔ اور جب قیصر ہلاک ہو گا۔ تو کوئی قیصر نہیں ہو گا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے۔ تو ان دونوں کے خزانوں کو اپنے تصرف میں لاؤ گے۔

جبیر بن عبداللہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ ایک شہر دجلہ، دجیل[1] اور قطربل[1] کے درمیان بنایا جائے گا جس کی طرف زمین کے خزانے لائے جائیں گے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہاں زمین کے جابر لوگ سکونت اختیار کریں گے۔

ابوبکر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میری اُمت کے لوگ غائطہ میں قیام کریں گے جس کا نام بصرہ ہو گا۔ اور اس کے نزدیک ایک دریا ہو گا جس کا نام دجلہ ہو گا۔ اور اس پر ایک پل ہو گا اور اس کے رہنے والوں میں اضافہ ہو گا۔ اور اس کے رہنے والے مہاجر ہوں گے[2]

فضالہ بن ابی فضالہ انصاری اور عثمان بن صہیب سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؑ سے فرمایا۔ آخرین کا بدبخت ترین انسان وہ ہو گا۔ جو تمہیں ضرب لگائے گا۔ آنحضرت صلعم نے آپؑ کے

---

[1] عراق کا ایک موضع ہے جہاں کی شراب مشہور ہے ہوت[1] دجیل کا علاقہ کاظمین سے سامرہ جاتے ہوئے راستے میں پڑتا ہے دجیل کے علاقہ میں ہے۔ [2] غالباً بغداد مراد ہے ۱۲ منہ

سر کی طرف اشارہ کیا۔

انس بن حارث سے روایت ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ میرا یہ فرزند یعنے حسینؑ عراق کی سرزمین میں شہید کیا جائے گا۔ تم میں سے جو شخص آپ کا زمانہ پائے آپ کی مدد کرے۔ اس روایت میں اس شے کا ذکر بھی ہے۔ جو آنحضرت صلعم نے جناب ام سلمہ کو دی تھی۔

امام حسن علیہ السلام کے متعلق فرمایا کہ یہ عنقریب دو گروہوں کے درمیان صلح کرائے گا۔

جناب فاطمہ زہرا علیہا السلام کی وفات رسول اللہ صلعم کے وقت رونا اور ہنسنا آپ نے فرمایا تم میرے اہل بیت میں سب سے پہلے مجھے ملو گی)

حواب کے کتوں والی حدیث اگر وہ جناب بی بی عائشہ کو بھونکیں گے چنانچہ ایسا ہُوا تھا)

حذیفہ نے کہا۔ اگر میں تم کو اس حدیث سے آگاہ کردوں۔ جو میں نے رسول اللہ صلعم سے سنی تھی۔ تو تم مجھے سنگسار کردو گے۔ انہوں نے کہا سبحان اللہ ہم ایسا کریں گے۔ کہا اگر میں تمہیں آگاہ کروں کہ تمہاری ایک ماں ایک کثیر گروہ کے ساتھ جو شدید لڑائی والا ہو گا۔ تمہارے پاس آئے گی۔ اور وہ تم سے لڑیں گے۔ تو کیا تم میری اس بات کی تصدیق کرو گے۔ انہوں نے کہا سبحان اللہ کون شخص اس بات کی تصدیق کرے گا۔ کہا تمہاری ماں حمیرا ایک بخت گروہ کے ساتھ آئے گی جس کی وجہ سے تمہارے چہرے رسوائی میں پڑ جائیں گے

ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ رسول صلعم نے فرمایا۔ کہ تم میں ایک عورت گھنے بالوں والے اونٹ پر سوار ہو گی۔ جس کے ارد گرد بہت سے لوگ قتل ہوں گے۔ اور تم میں سے بہت بڑے ہاتھ والی سب سے پہلے مجھے ملے گی۔ (یہ جناب سودہ کے متعلق ہے کہ آپ کا ہاتھ آپ کی تمام عورتوں سے زیادہ لمبا تھا۔

آنحضرت صلعم نے اویس قرنی کے غائبانہ ایمان لانے کی خبر دی تھی۔

ابو ایوب انصاری کو خلیج قسطنطینیہ کے پاس دیکھا گیا آپ سے کسی نے پوچھا کہ آپ کی کیا حاجت ہے کہا مجھے تمہارے مال و دولت کی ضرورت نہیں ہے۔ اگر میں مر جاؤں تو مجھے دشمن کے علاقہ میں دفن کر دینا۔

لہ۔ امام علی نقی علیہ السلام کے فرزند حضرت سید محمد علیہ السلام کا مزار ہے جو معجزات اور کرامات کا مرکز ہے۔ مترجم نے خود حضرت کی کرامت کا مشاہدہ کیا ہے۔ حضرت کی سوانح عمری تالیف کی ہے۔ جو دیکھنے سے تعلق رکھتی ہے شیعہ جنرل بک ایجنسی لاہور سے شائع ہو رہی ہے۔ ۱۲ محمد شریف عفی عنہ

کیوں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے میرے اصحاب میں سے ایک مرد صالح دفن ہوگا۔ اور میں چاہتا ہوں کہ وہ مرد میں ہو جاؤں۔ پھر آپ انتقال کر گئے۔ یہ لوگ جنگ کرتے ہوئے آپ کا جنازہ اٹھائے ہوئے آگے بڑھے۔ قیصر نے ان سے اس کا سبب دریافت کیا۔ انہوں نے کہا کہ ہمارے نبی کے صحابی تھے ہم سے وصیت کی ہے کہ ہم آپ کو آپ کے علاقہ میں دفن کریں اور ہم آپ کی وصیت کو پورا کرنا چاہتے ہیں۔ اس نے کہا کہ جب تم اس کو دفن کر کے چلے جاؤ گے۔ تو ہم اس کو نکال کر کتوں کے حوالے کر دیں گے۔ انہوں نے کہا اگر تم نے ایسا کیا۔ تو سرزمین عرب میں کوئی نصرانی ایسا نہ رہے گا۔ جس کو قتل نہ کر دیا جائے گا۔ اور کوئی گرجا ایسا باقی نہ رہے گا جس کو گرا نہ دیا جائے گا۔ اس کی قبر پر ایک قبہ بنایا گیا جہاں آج تک روشنی ہوتی ہے آپ کی قبر کی زیارت کو آج تک لوگ آتے ہیں آپ کی قبر قسطنطنیہ کی فصیل کے نیچے ہے۔

آنحضرت صلعم جب خیبر میں پہنچے تو آپ نے یہودیوں سے کہا کہ تم اس قلعہ میں بھی جا کر امان نہ پا سکو گے۔ کیوں کہ میں نے تمہارے قلعوں کو فتح کیا ہے۔ انہوں نے کہا کہ یہ قلعے تو مقفل ہیں۔ اور ان کی کنجیاں ہمارے پاس ہیں۔ آپ نے فرمایا ان کی کنجیاں میرے حوالے کی گئی ہیں۔ آپ نے ان کنجیوں کو نکال کر آپ کو دکھایا۔ انہوں نے اپنے کلید بردار پر تہمت لگائی۔ کہ انہوں نے دین محمد قبول کر لیا ہے اور کنجیاں آپ کے حوالے کر دی ہیں۔ انہوں نے قسم کھائی کہ کنجیاں میرے پاس ایک صندوق کے اندر گھڑیں موجود ہیں۔ کلید بردار نے کہا کہ میں نے محمد کے جادو کے خوف سے ان پر تو رات کی تلاوت کی تھی۔ جب اس نے تلاش کیا۔ تو کنجیاں مفقود تھیں۔ کلید بردار نے کہا۔ اب مجھے یقین ہے کہ محمد جادوگر نہیں ہیں آپ کا امر ایک عظیم امر ہے۔ وہ لوگ آپ کی خدمت میں آئے اور کہا کہ یہ کنجیاں آپ کو کس نے دی ہیں۔ فرمایا۔ یہ اس شخص نے دی ہیں جس نے موسیٰ کو تختیاں دی تھیں وہ جبرائیل تھے۔ کلید بردار نے کلمہ شہادت پڑھا۔ انہوں نے دروازہ کھول دیا۔ اور رسول اللہ صلعم کے پاس آتے ان میں بعض لوگ اسلام لائے۔ اور آپ کو اپنے گھروں میں جگہ دی۔ آپ نے ان سے خمس وصول کیا۔ وآت ذالقربیٰ والی آیت نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلعم نے دریافت کیا کہ قریبی رشتہ دار کون لوگ ہیں؟ فرمایا۔ فاطمہ کو فدک دے دو۔ یہ فاطمہ کا اس کی ماں اور اس کی بہن ہند بنت ابی ہالہ کی طرف سے بطور میراث ہے۔ اور آنحضرت صلعم نے جو کچھ فدک سے لیا تھا۔ وہ جناب فاطمہ کے حوالے کر دیا۔ اور فرمایا یہ معاملہ آیت کی رو سے ہے سیدہ نے عرض کیا جب تک آپ زندہ ہیں۔ میں اس میں کوئی ترمیم نہیں کروں گی۔ آپ مجھ

سے اس بات کے زیادہ حق دار ہیں میرا مال آپ کا مال ہے۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ یہ معاملہ کہیں تیرے لئے معصیت اور عار کا سبب نہ بن جائے۔ اور میرے بعد لوگ تمہیں فدک کے دینے سے انکار نہ کر دیں۔ عرض کیا اس بارے میں اپنا فرمان جاری کر دیجئے

آنحضرت صلعم نے فاطمہ کے گھر میں لوگوں کو جمع کیا۔ اور انہیں آگاہ کیا کہ یہ مال (فدک) فاطمہ کا حق ہے جب رسول اللہ صلعم کی وفات کا وقت آگیا تو آپ نے فدک کو جناب فاطمہ کے حوالے کر دیا۔

فصل

وہ خصوصیات جن سے اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو نوازا۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو ایسی بہت سی خصوصیات ایسی عطا کیں جو اور انبیاء میں موجود نہیں تھیں بعض ان میں سے حسب ذیل ہیں۔ آنحضرت صلعم کی نبوت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا۔

۱۔ خاتم النبیین ۲۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اعطیت جوامع الکلم مجھے جوامع الکلم عطا کیا گیا ہے ۳۔ فرمایا مجھے اللہ تعالیٰ نے تمام مخلوق کی طرف بھیجا اور آپ کا دین باقی رہے گا۔ لیظہرہ علی الدین کلہ۔ ۴۔ آپ کی کتاب کی مثل لانے سے لوگ عاجز رہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا قل لئن اجتمعت الانس والجن علی ان یاتوا بمثل ھذا القرآن لا یاتون بمثلہ ولو کان بعضھم لبعض ظھیرا۔ اے محمد! ان سے کہہ دو۔ کہ اگر تمام دنیا کے انسان اور جن جمع ہو جائیں کہ قرآن کی مانند کوئی چیز پیش کر سکیں۔ تو وہ ہرگز ایسا نہیں کر سکیں گے۔ اگرچہ ایک دوسرے کی مدد ہی کیوں نہ کریں (۵) آپ کو شعر کہنے سے منع کیا گیا وما علمناہ الشعر (۶) آپ کی شریعت آسان ہے ماجعل علیکم فی الدین من حرج (۷) عمل کا ثواب دس گنا ملے گا۔ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا (۸) آپ کی امت عذاب میں گرفتار نہ ہوگی۔ وما کان اللہ معذبھم وانت فیھم (۹) آپ کے اہل بیت کی محبت فرض ہوگی۔ قل لا اسئلکم علیہ اجرا الا المودۃ فی القربیٰ (۱۰) آنحضرت صلعم کی امت بہترین امت ہے۔ کنتم خیر امۃ وھو سماکم المسلمین۔ انما المومنون اخوۃ۔ (۱۱) آپ کی امت کو منتخب کیا گیا۔ الذین اصطفینا من عبادنا۔ وھو اجتباکم (۱۲) آپ کی امت کے مومنین کا کارساز اللہ

ہے۔ اللہ ولی الذین امنوا (۱۳) آپ کی اُمت کے مومنین پر فرشتے درود بھیجتے ہیں۔ اور ان کے حق میں استغفار کرتے ہیں۔ ھو الذی یصلی علیکم، ویستغفرون للذین امنوا (۱۴) ایک دوسرے پر سلام کرنے کا حکم۔ (۱۵) وضو کا حکم۔ (۱۶) تیمم کا حکم (۱۷) پتھر سے استنجا کا حکم (۱۸) پانی سے نجاست دُور کرنے کی اجازت۔ (۱۹) زیادہ پانی میں نجاست اثر نہیں کرتی کا حکم (۲۰) زمین پر ہر جگہ سجدہ کرنے کی اجازت (۲۱) منی کو پاک قرار دینا (۲۲) رسول اللہ صلعم سونے کے بعد بغیر وضو کئے نماز پڑھ سکتے تھے۔ (۲۳) آنحضرت صلعم کی آنکھوں کا بحالت خواب سونا اور دل کا نہ سونا تنام عینی ولاینام قلبی (۲۴) حضرت پر مسواک کرنا فرض اور ہمارے لئے سنت قرار دینا۔ (۲۵) اذان کا حکم ہونا (۲۶) اقامت کا حکم ہونا (۲۷) نماز جمعہ کا حکم (۲۸) نماز باجماعت کا حکم (۲۹) رکوع کا حکم (۳۰) دو سجدوں کا حکم (۳۱) تشہد کا حکم (۳۲) سلام کا حکم (۳۳) نماز شب کا حکم (۳۴) نماز وتر کا حکم (۳۵) نماز کسوف وخسوف کا حکم۔ (۳۶) نماز استسقا کا حکم۔ (۳۷) نماز عشا اخیرہ کا حکم (۳۸) آپ پر مال زکوٰۃ حرام قرار دیا گیا (۳۹) آپ پر صدقہ حرام ہوا (۴۰) آپ پر کافر کا ہدیہ حرام قرار ہوا (۴۱) آپ کے لئے خمس حلال قرار دیا گیا۔ (۴۲) مال انفال حلال قرار دیا گیا (۴۳) مال غنیمت جائز قرار دیا گیا (۴۴) ماہ رمضان کے روزے فرض قرار دئے گئے۔ (۴۵) شب قدر کی عبادت واجب قرار دی گئی (۴۶) عیدین کی نماز (۴۷) ماہ رمضان میں صبح تک کھانے پینے اور مجامعت کی اجازت دی گئی۔ (۴۸) صوم وصال حرام قرار دیا گیا۔ (۴۹) آنحضرت صلعم پر قربانی کرنا واجب اور ہم پر سنت قرار دیا گیا (۵۰) فطرہ واجب قرار دیا گیا (۵۱) آپ مکہ میں بغیر احرام داخل ہو سکتے تھے۔ (۵۲) آپ احرام کی حالت میں عقد نکاح کر سکتے تھے (۵۳) جہاد میں اللہ تعالی نے آپ کی مدد کی بحمد دکم ریکم (۵۴) آپ رعب وہیبت کی وجہ سے دشمن پر غالب ہو جاتے تھے۔ نصرت بالرعب (۵۵) جب آپ جنگی لباس پہنتے تو جہاد کئے بغیر نہ اتارتے تھے (۵۶) جب جنگ کے لئے تشریف لے جاتے تو جہاد کئے بغیر واپس نہیں آتے تھے۔ (۵۷) جنگ میں دشمن سے شکست نہیں کھاتے تھے۔ اگرچہ وہ زیادہ کیوں نہ ہوں کیونکہ آپ کائنات سے زیادہ بہادر تھے۔ وانہ افرس العالمین (۵۸) آپ کے لئے لونڈیاں اور ذمی عورتوں سے نکاح کرنا حرام تھا اور ان عورتوں سے بھی جو آپ سے نکاح کرنا برا خیال کرتی تھیں (۵۹) آپ کی عورتیں دوسروں کے لئے حرام تھیں۔ (۶۰) آپ استغاطہ مہر کے ساتھ مخصوص تھے اور آپکا عقد نکاح بغیر مہر کے ہو جاتا تھا (۶۱) آپ نو بی بیاں بیک وقت رکھ سکتے تھے (۶۲) آپ کی طاقت امت سے زیادہ تھی (۶۳) آپ کی اگر کوئی عورت

برائی کی مرتکب ہوتی تو اس کے لئے دوگنا عذاب تھا (۶۴) آپ کی اُمت پر احکام کو آسان کر دیا گیا (۶۵) قتل کے بغیر اور امور میں توبہ کو آسان کر دیا گیا (۶۶) گنہگار کی معصیت پر پردہ ڈالا گیا (۶۷) خطا اور نسیان سے درگذر کیا گیا (۶۸) قصاص، دیت اور معافی کا اختیار دیا گیا (۶۹) خطا اور عمد میں فرق قرار دیا گیا (۷۰) گناہ سے توبہ کو قبول کیا گیا (۷۱) حائضہ عورتوں کے ساتھ بیٹھنے کی اجازت دی گئی (۷۲) آپ کی اُمت کو اہل کتاب کی عورتوں سے نکاح کی اجازت دی گئی۔ (۷۳) آپ کو آنکھ سے اشارہ کرنے کی اجازت نہ تھی (۷۴) اور ہاتھ سے بھی اشارہ کرنے کی اجازت نہ تھی (۷۵) آپ کو لہسن کھانے کی اجازت نہیں تھی (۷۶) آپ کے لئے سب سے پہلے زمین شگافتہ ہوگی (۷۷) آپ سب سے پہلے جنت میں داخل ہوں گے (۷۸) آپ تمام انبیاء پر ان کے فرائض کی ادائیگی کی گواہی دیں گے[1] (۷۹) آپ لوگوں کی (قیامت کے روز اللہ کے نزدیک) سفارش کریں گے (۸۰) قیامت کے روز آپ کے ہاتھ میں ایک جھنڈا ہوگا جس کا نام لواء الحمد ہے (۸۱) آپ حوض کوثر کے مالک ہوں گے (۸۲) کوثر آپ کی ملکیت میں ہوگا۔ (۸۳) قیامت کے روز آپ سے غیر کے متعلق دریافت کیا جائے گا (۸۴) تمام لوگوں کو اپنا حساب آپ کو دینا ہوگا (۸۵) سب انبیاء سے آپ کا درجہ بلند ہوگا۔ (۸۶) تمام انبیاء سے آپ کی امت زیادہ ہوگی (۸۷) آپ کو اتنے معجزات ملے جو کسی اور نبی کو نہیں ملے (۸۸) آپ کو چار ہزار چار سو چالیس معجزے ملے بعض قبل ولادت بعض بوقت ولادت بعض بعثت کے بعد اور بعض وفات کے بعد ظاہر ہوئے۔ (۸۹) قرآن آپ کا معجزہ ہے جو قیامت تک باقی رہے گا۔

ہر نبی کو زمانے کے حالات کے تحت معجزات دیے گئے (۱) موسیٰ کو عصا کا معجزہ دیا گیا جس نے سانپوں کو نگل لیا تھا اور سمندر کو خشک کر دیا تھا۔ اور اللہ تعالیٰ نے عصا کو اژدھا کی صورت میں تبدیل کر دیا تھا جس سے جادوگر مبہوت ہو گئے تھے اور کافر ذلیل ہو گئے تھے۔ (۲) عیسیٰ علیہ السلام کے زمانہ میں طبیبوں کا زور تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جناب عیسیٰ کو مردوں کے زندہ کرنے کا معجزہ دیا جس کی وجہ سے ہر طبیب دہشت زدہ اور عقل مند ششدر رہ گیا تھا۔ (۳) آنحضرت صلعم کی قوم فصیح و بلیغ تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو افتخار کے ساتھ قرآن کا معجزہ عطا کیا جس کی فصاحت کے سامنے فصحا عاجز اور بلغا قرآن کی بلاغت کو مان گئے تھے اور شعراء قرآن کی اعجازیت کے

---

[1] اگر انبیاء علیہم السلام کی بعثتوں میں آپ کو ان کے حالات کا مشاہدہ نہیں کرایا گیا تو گواہی کس طرح دیں گے۔ اس سے تو واضح ہوتا ہے کہ آپ نے انبیاء کے اصلاب میں موجود رہ کر ان کے حالات کا مشاہدہ کیا ہے۔ محمد شریف نقی عفی عنہ

آگے طفل مکتب معلوم ہونے لگے۔

معجزہ نما ہر قوم میں ان کے افہام عقول اور اذہان کے مطابق معجزہ لاتا ہے بنی اسرائیل جو موسیٰ اور عیسیٰ علیہما السلام کی قوم تھی۔ ان میں بلادت اور غباوت پائی جاتی تھی۔ ان میں سے کسی شخص کا ہنر بن کلام منقول نہیں ہوا۔ عرب قوم نہایت فہیم اور ذہین تھی۔ تو انھیں قرآن کا معجزہ دیا گیا تا کہ وہ اپنی عقل کی وجہ سے قرآن کی کنہ تک پہنچ سکے۔

(۹) قرآن کے معجزہ ہونے کی ایک دلیل یہ ہے۔ کہ قرآن دنیا میں پھیلا اور زمانے میں باقی رہے گا۔ اس کا اعجاز ہمیشہ باقی رہے گا۔ آنحضرت صلعم کے انتقال کے بعد قرآن مجید دنیا کے مشرق و مغرب جنوب و شمال میں پھیلا ایک زمانے کے بعد دوسرے زمانے میں اور ایک صدی کے بعد دوسری صدی برابر دنیا میں پھیلتا گیا۔ آج ۱۴۰۵ھ آپ کے مبعوث ہوئے ہو گیا ہے لیکن کسی شخص میں اس بات کی جرأت نہیں ہوئی۔ کہ قرآن کا مقابلہ کر سکے۔ اور اس کی مثل بنا سکے۔ صاحب نے کہا ہے

قالت فمن صاحب الدين الحنيف اجب   فقلت احمد خير السادة الرسل

قالت فهل معجز وافى الرسول به   فقلت القرآن وقد اعيى به الاول

اس نے کہا کہ دین حنیف کا مالک کون ہے۔ جواب دو۔ میں نے کہا احمد ہیں جو تمام رسولوں کے سردار ہیں۔

اس نے کہا کہ اس رسول کو معجزہ دیا گیا ہے میں نے کہا قرآن آپ کا معجزہ ہے۔ جس کی نظیر لانے سے پہلے لوگ عاجز آگئے تھے۔

ابن حماد نے کہا ہے

فمن اياته القران يهدى كل من فكر   ولو لم يك من اياته الا الفتى حيدر

آنحضرت کے معجزات میں سے قرآن معجزہ ہے جو شخص اس میں غور و تدبر کرتا ہے۔ اس کو ہدایت دیتا ہے اگر قرآن کو آپ کا معجزہ نہ بھی قرار دیا جاتا۔ تو صرف حیدر (علیؑ) نوجوان ایک معجزہ کے لئے کافی تھا۔

فصل

آداب و مزاح

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سب سے زیادہ جلیل القدر، سب سے زیادہ صاحب حلم، سب سے زیادہ انصاف کرنے والے، سب سے زیادہ بہادر، سب سے زیادہ رحمدل آپ کے ہاتھ نے کسی نامحرم عورت کو مس نہیں کیا۔ سب لوگوں سے زیادہ سخی تھے آپ کوئی دینار درہم اپنے پاس بچا کر نہیں رکھتے تھے۔ اگر آپ کے پاس کوئی درہم و دینار بچ جاتا تھا۔ اور رات آجاتی تھی تو اس وقت تک اپنے گھر میں تشریف نہیں لاتے تھے جب تک وہ رقم مستحق کے حوالے نہ کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے جو کچھ آپ کو دیا تھا۔ آپ اس سے صرف قوت لایموت لیتے تھے۔ آپ کی زیادہ تر خوراک جو اور کھجوریں تھیں۔ باقی سب راہ خدا میں دے دیتے جو شخص بھی سوال کرتا اس کو دے دیتے۔ آپ قوت لایموت پر گذارہ کرتے۔ اور اس سے بھی ایثار سے کام لیتے۔ بسا اوقات سال کے ختم ہونے سے پہلے خرچ ختم ہوتا تھا۔ اور آپ کے پاس کوئی چیز نہیں ہوتی تھی۔ زمین پر تشریف رکھتے۔ زمین پر سوتے اور زمین پر نشست کرتے تھے۔ اپنی جوتی کو خود پیوند لگاتے تھے۔ اور اپنے کپڑے کا خود ٹانکا لگاتے تھے۔ خود دروازہ کھولتے۔ بکری کو خود دوھتے۔ اونٹ کو خود باندھتے خود کھولتے تھے۔ جب غلام تھک جاتا تو اس کے ساتھ خود آٹا پیستے۔ رات کے لئے طہارت کا پانی اپنے ہاتھ سے بھر کر رکھتے۔ اور پانی کا برتن آپ کے آگے کوئی نہیں بڑھاتا تھا۔ ٹیک لگا کر نہ بیٹھتے۔ اپنے گھر والوں کا کام میں ہاتھ بٹاتے۔ گوشت کے خود ٹکڑے کرتے۔ جب کھانا کھانے بیٹھتے تو عجز و انکساری کے ساتھ بیٹھتے اپنی انگلیوں کو چاٹتے آزاد اور غلام کی دعوت کو قبول کرتے۔ اگرچہ تھوڑا اور جانا پڑتا۔ یا زیادہ ہدیہ کو قبول کرتے اگرچہ دودھ کا ایک پیالہ کیوں نہ ہوتا تھا۔ آپ صدقہ کا مال نہیں کھاتے تھے۔ کسی کے چہرے کو گھور کر نہیں دیکھتے تھے۔ اللہ کی خاطر ناراض ہوتے اپنی ذات کے لئے ناراض نہیں ہوتے تھے۔ بھوک کی وجہ سے پیٹ پر پتھر باندھتے تھے جو کچھ موجود ہوتا اس کو تناول فرماتے۔ اور رد نہیں فرماتے تھے۔ بیک وقت دو کپڑے نہیں پہنتے۔ یمنی چادر پہنتے۔ اون کا کپڑا زیب تن کرتے۔ موٹی روئی کا کپڑا یا کتان کا کپڑا پہنتے اکثر اوقات سفید کپڑا پہنتے۔ عمامے پر عمامہ باندھتے تھے قمیص پہنتے۔ جمعہ کا لباس خاص طور پر ہوتا تھا۔

؎ بعض اخبار میں آیا ہے کہ رسول اللہ صلعم اون کا کپڑا کم استعمال فرماتے تھے ۱۲ مترجم

جب نیا کپڑا پہنتے تو پرانا کپڑا کسی مسکین کو دے دیتے۔ جب کہیں جاتے تو عبا کو تہ کر کے نیچے بچھا لیتے۔ داہنے ہاتھ کی چھوٹی انگلی میں چاندی کی انگوٹھی پہنتے تھے۔ خربوزہ کو زیادہ پسند کرتے تھے۔ بدبو سے نفرت کرتے۔ وضو کے مسواک کرتے۔ سواری کے وقت اپنے پیچھے خادم یا کسی اور کو سوار کر لیتے۔ گھوڑا خچر اور گدھا جو بھی ان میں سواری کو میسر آجاتا۔ اس پر سوار ہو جاتے تھے۔ گدھے پر زین کے بغیر سوار ہوتے۔ پیدل ننگے پاؤں چلتے نہ آپ پر چادر ہوتی تھی اور نہ ہی عمامہ ہوتا تھا۔ اور نہ ہی پگڑی جنازوں کے ساتھ جاتے۔ مریض کی عیادت کرتے۔ اگرچہ وہ مدینہ کے آخری کونے میں کیوں نہ رہتا ہو۔ غربا کے ساتھ بیٹھتے اور مساکین کو اپنے ہاتھ سے کھانا کھلاتے۔ اچھے لوگوں کی عزت کرتے۔ شرافت والوں سے نیکی کا برتاؤ کرتے۔ رشتہ داروں سے صلہ رحم کرتے۔ اور دوں کو ان پر ترجیح نہیں دیتے تھے۔ ہاں اس بات میں ایسا کرتے جب خدا ایسا حکم دیتا کسی پر ظلم نہیں کرتے تھے۔ عذر کرنے والوں کا عذر قبول کر لیتے۔ جب تک قرآن نازل نہیں ہوا تھا۔ تمام لوگوں سے زیادہ مسکراتے تھے۔ جب ہنستے تھے تو قہقہہ نہیں لگاتے تھے۔ کھانے اور پہننے میں اپنے غلاموں اور کنیزوں سے زیادہ نہیں چاہتے تھے۔ گالی کا جواب گالی سے نہیں دیتے تھے۔ کسی عورت اور خادم پر لعنت نہیں کرتے تھے اور کسی کو ملامت نہیں کرتے تھے۔ اور فرماتے اس کو چھوڑ دو۔ آپ کے پاس آزاد غلام اور لونڈی جو بھی آتا تھا۔ اس کی حاجت بغیر ترش روئی اور درشتی کے پوری کرتے۔ گلیوں میں شور و غل نہ کرتے۔ برائی کا بدلہ برائی سے نہیں دیتے تھے۔ معاف کر دیتے تھے۔ اور درگذر کرتے تھے۔ جو شخص ملتا اس سے سلام کی ابتدا فرماتے۔ جب کوئی اپنی ضرورت بیان کرتا تو اس کو آرام سے سنتے۔ اور وہ شخص خود چلا جاتا تھا۔ جب کوئی آپ کا ہاتھ پکڑتا۔ آپ اس کو نہیں چھوڑتے تھے۔ حتیٰ کہ وہ خود چھوڑ دیتا تھا۔ جب کوئی مسلمان ملتا۔ تو آپ مصافحہ کرنے میں پہل کرتے تھے۔ اٹھتے بیٹھتے آپ اللہ تعالیٰ کا ذکر کرتے۔ اگر کوئی آپ کے پاس آتا۔ اور آپ نماز میں ہوتے۔ تو اس کی خاطر نماز میں تخفیف کرتے۔ آپ اس کی طرف متوجہ ہوتے اور فرماتے تمہاری کیا ضرورت ہے۔ آپ اس وقت تک بیٹھے رہتے جب تک مجلس اٹھ نہ جاتی تھی۔ عام طور پر آپ قبلہ رو ہو کر بیٹھتے تھے جو آپ کے پاس آتا اس کی عزت کرتے۔ اس کے لئے اپنا کپڑا بچھاتے۔ یا اس کپڑے پر ساتھ بٹھاتے جو آپ کے تلے ہوتا تھا۔ خوشی اور ناراضگی میں صرف حق بات کہتے۔ ککڑیوں کو کھجوروں اور نمک کے ساتھ کھاتے۔

پھلوں میں زیادہ مرغوب کھجور، خربوزہ اور انگور تھا۔ آپ کی زیادہ خوراک پانی اور کھجور ہوتی تھی۔ آپ دودھ کے ساتھ چھوہارا ملا کر کھاتے۔ اور ان کو اطیبین فرماتے تھے۔ آپ کو گوشت زیادہ مرغوب تھا۔ گوشت

اور ثرید کو کھاتے تھے آپ مشورہ کو زیادہ پسند کرتے تھے شکار کا گوشت کھاتے لیکن شکار نہیں کرتے تھے۔ روٹی اور روغن کھاتے۔ بکری کا ہاتھ اور شانہ زیادہ مرغوب تھا۔ سرکہ پسند تھا۔ کھجوروں میں عجوہ کھجور کو پسند کرتے سبزیوں میں ساگ اور بیگن۔

مزاح

رسول اللہ صلعم مزاح کرتے تھے لیکن حق بات کہتے تھے۔ ایک حبشی غلام رسول اللہ صلعم کے ساتھ سفر میں تھا جو شخص بھی تھک جاتا تھا اس پر اپنا سامان لاد دیتا تھا۔ ایک دفعہ رسول اللہ صلعم اس کے پاس سے گزرے۔ اور فرمایا تم کشتی ہو۔ اور آپ نے اس کو آزاد کر دیا۔ آپ نے ایک شخص کو پیچھے سے پکڑ کر فرمایا اس عبد کو کون خریدتا ہے اور اس سے آپ کی مراد عبداللہ تھی۔

رسول اللہ صلعم نے ایک شخص سے کہا اے دو کانوں والے اس بات کو بھولنا نہیں۔

زید بن اسلم سے روایت ہے۔ کہ ایک عورت نے اپنے شوہر کا ذکر کیا۔ تو آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ "یہ وہی شخص ہے جس کی آنکھوں میں سفیدی ہے۔ اس نے کہا اس کی آنکھوں میں سفیدی نہیں ہے اس نے اپنے شوہر سے اس بات کا ذکر کیا۔ تو اس نے کہا کیا تو نہیں دیکھتی کہ میری آنکھوں کی سفیدی سیاہی سے زیادہ ہے۔

آنحضرت صلعم نے ایک اونٹ کو دیکھا جس پر گندم کا بار تھا فرمایا ہریسہ جا رہا ہے (ہریسہ گندم سے بنتا ہے)

آنحضرت صلعم نے بلال کو دیکھا کہ اس کا پیٹ نکلا ہوا تھا۔ فرمایا ام جنین (بچے کی ماں)

ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے اپنی ایک عورت کو ڈھیلا ڈھالا لباس پہنایا اور فرمایا اس کو پہن لو۔ اور اللہ کی حمد کرو۔ اس کے دامن کو دلہن کی طرح کھینچ کر چلو۔

انصار کی ایک بوڑھیا نے آنحضرت صلعم سے سوال کیا کہ آپ میرے لئے جنت میں داخل ہونے کی دعا فرمائیں۔ فرمایا بوڑھی عورت جنت میں داخل نہیں ہوگی۔ وہ عورت رو پڑی آنحضرت صلعم ہنس پڑے اور فرمایا کیا تم نے اللہ تعالیٰ کا قول نہیں سُنا۔

انا انشانا ھن انشاء فجعلنا ھن ابکاراً

رسول اللہ صلعم نے ایک اشجعیہ بوڑھیا سے فرمایا۔ بوڑھی عورت بہشت میں داخل نہیں ہوگی۔ بلال نے اسے روتے ہوئے دیکھا تو اس نے اس بات کا رسول صلعم سے تذکرہ کیا۔ تو آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ حبشی کے ساتھ

بھی یہی سلوک ہوگا۔

یہ دونوں بیٹھ کر رونے لگے عباس نے انہیں دیکھا تو ان کا ذکر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں کیا آپ نے فرمایا بوڑھے پیر کا بھی یہی حشر ہوگا۔ پھر آپ نے ان حضرات کو بلایا۔ اور کہا اللہ تعالیٰ ان کو بہت خوبصورت شکل میں دوبارہ اٹھائے گا۔ اور فرمایا کہ یہ لوگ نوجوان ہو کر نورانی شکل میں جنت میں داخل ہوں گے۔ جنت کے رہنے والے اٹھتی ہوئی جوانی والے ہوں گے۔ اور ان کی آنکھیں سرمگیں ہوں گی۔

ایک شخص نے آنحضرت صلعم سے کہا کہ ہم جانتے ہیں آپ سچے نبی ہیں اور اسلام آپ کا دین ہے۔ ہم اس کی تعظیم کرتے ہیں۔ ہم اسلام لانے کے ساتھ ساتھ کوئی چیز بھی طلب کرتے ہیں جس کو چباتے رہیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے علیؑ اس کی حاجت پوری کر دو۔ علی علیہ السلام نے اسے سیر کر دیا۔ اور اس کو ایک اونٹنی اور کھجوریں دے دیں۔

ایک اعرابی رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا یا رسول اللہ صلعم مجھ کو یہ معلوم ہوا ہے کہ دجال لوگوں کے پاس آئے گا۔ اور انہیں ثرید کھلائے گا۔ وہ تمام لوگ بھوک کے باعث مر جائیں گے میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں۔ میں پرہیزگاری اور زہد کی وجہ سے ثرید کھانے سے رک گیا ہوں۔ رسول اللہ صلعم ہنس پڑے۔ اور فرمایا اللہ تعالیٰ آپ کو اس چیز کے ذریعے بے پروا کر دے۔ جس کے ذریعے مومنین کو بے پروا کرے گا۔

خالد قسری کے دادا نے ایک عورت کا بوسہ لیا۔ اس عورت نے اس بات کی شکایت رسول اللہ صلعم کی خدمت میں پیش کر دی۔ آنحضرت صلعم نے اسے بلایا۔ اس نے اپنے جرم کا اعتراف کیا۔ اور اس نے کہا کہ اگر حضور چاہتے ہیں تو مجھ سے بدلہ لیں۔ رسول اللہ اور آپکے اصحاب ہنس پڑے۔ آپ نے فرمایا پھر تو ایسا کرے گا؟ عرض کیا یا رسول اللہ صلعم خدا کی قسم ایسا پھر نہیں کروں گا۔ آپ نے اس سے درگذر کیا۔

رسول اللہ صلعم نے صہیب کو کھجوریں کھاتے ہوئے دیکھا تو فرمایا تم کھجوریں کھاتے ہو حالانکہ تمہاری آنکھ دکھتی ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلعم میں کھجوریں اس حصے میں کھاتا ہوں۔ اور میری آنکھ دوسرے حصے میں دکھتی ہے۔

رسول اللہ صلعم نے ابوہریرہ کو عرب سے مزاح کرنے سے منع فرمایا۔ اس نے رسول اللہ صلعم کی جوتی چرالی اور اسے رہن رکھ کر کھجوریں حاصل کیں۔ اور انہیں کھانے لگا۔ رسول اللہ صلعم نے پوچھا اے ابوہریرہؓ

کیا کھا رہے ہو؟

عرض کیا اللہ کے رسول کی جوتی کھا رہا ہوں۔ سویبط مہاجری نے نعیمان بدری سے کہا کہ مجھے کھانا کھلاؤ

اس نے کہا سفر کا معاملہ ہے ساتھی آجائیں تب ایسا ہوگا۔ یہ لوگ ایک قوم کے پاس سے گزرے سویبط نے

ان سے کہا کہ کیا تم مجھ سے ایک غلام خرید و گے؟ انہوں نے کہا کیوں نہیں۔ اس نے کہا کہ اس غلام کی ایک

خاص بات ہے وہ کہتا ہے کہ میں آزاد ہوں۔ انہوں نے اس کو خرید لیا۔ اور اس کے گلے میں ایک پٹی ڈال

دی۔ نعیمان نے کہا کہ یہ مذاق کرتا ہے کہ میں آزاد ہوں۔ انہوں نے کہا کہ آپ کی خبر مجھے معلوم ہو چکی ہے

وہ اس کو لے کر چل دیئے۔ لوگوں نے ان کو گھیر لیا۔ اور اسے چھڑوا دیا۔ آنحضرت صلعم یہ سن کر ہنس پڑے۔

مخرمہ ابن نوفل نے آنکھوں پر پٹی باندھی تھی۔ اور آواز دی کہ مجھے کوئی شخص لے جائے تاکہ میں پیشاب کر

لوں۔ نعیمان نے اس کے ہاتھ کو پکڑ کر مسجد کے پچھلے حصے میں لے گئے اور کہا یہاں پیشاب کرو۔ اس نے

پیشاب کیا۔ لوگوں نے دیکھ کر چلانا شروع کیا۔ اس نے کہا مجھے یہاں کون لایا تھا؟ لوگوں نے کہا نعیمان نے

اس نے کہا خدا کی قسم میں اسے اپنے اس ڈنڈے سے ضرور ماروں گا۔ نعیمان کو بھی اس بات کا پتہ چل گیا۔

نعیمان نے اس سے کہا تمہیں نعیمان کی تلاش ہے؟ کہا ہاں۔ کہا اٹھو۔ وہ اس کے ساتھ چل دیا۔ وہ اس کو حضرت

عثمان کے پاس لے آئے۔ آپ نماز پڑھ رہے تھے۔ اور کہا کہ یہی وہ شخص ہے جو آپ کو کھینچ کر لایا تھا۔ اس نے

ہاتھوں میں ڈنڈے کو پکڑ کر آپ کو مارا۔ لوگوں نے کہا یہ تو امیر المومنین (عثمان) ہیں۔ اس نے کہا مجھے یہاں کون

لایا تھا؟ انہوں نے کہا نعیمان۔ اس نے کہا میں ہرگز ایسا کام پھر نعیمان کے ساتھ نہیں کروں گا۔

نعیمان نے ایک شہد کا برتن اعرابی کے ساتھ دیکھا۔ اور اس کو اس سے خرید لیا۔ اور عائشہ کی باری کے دن

اس کے دروازے پاس اسے لایا۔ اور کہا کہ اس کو لے لو۔ رسول اللہ صلعم نے خیال کیا کہ کسی شخص نے آپ کی

خدمت میں بطور تحفہ کے پیش کیا ہے۔ نعیمان وہاں سے گذرا اور اعرابی دروازے پر موجود تھا۔ جب اعرابی

کو بیٹھے ہوئے کافی عرصہ ہوگیا۔ تو اس نے کہا۔ اے لوگو! شہد کے برتن واپس کر دو۔ اگر تمہارے پاس رقم نہیں تو

رسول اللہ کو اصل واقعہ کا علم ہوا۔ آپ نے اسے قیمت ادا کر دی۔ آپ نے نعیمان سے کہا کہ تم نے یہ کام کیوں

کیا؟ کہا۔ میں نے دیکھا۔ کہ رسول اللہ صلعم شہد کو پسند فرماتے ہیں اور اعرابی شہد کا برتن لئے ہوئے ہے۔

رسول اللہ ہنس پڑے اور اس کو کچھ نہ کہا۔

فصل

اسماء اور القاب

رسول اللہ صلعم کے قرآن مجید میں چار سو چار نام ہیں۔

۱۔ عالم وعلمک مالم تکن تعلم۔ ۲۔ حاکم۔ فلا وربک لایومنون حتی یحکموک

۳۔ خاتم۔ خاتم النبیین ۴۔ عابد۔ واعبد ربک

۵۔ ساجد وکن من الساجدین ۶۔ شاہد۔ انا ارسلناک شاہداً

۷۔ مجاہد۔ یاایہا النبی جاہد الکفار ۸۔ طاہر۔ طہ، ما انزلنا۔

۹۔ شاکر شاکراً لانعمہ اجتبہٰ ۱۰۔ صابر۔ واصبر وما صبرک

۱۱۔ ذاکر واذکر اسم ربک ۱۲۔ قاضی اذاقضی اللہ ورسولہ

۱۳۔ راضی یعطک ترضیٰ ۱۴۔ داعی وداعیاً الی اللہ باذنہ

۱۵۔ ہادی۔ وانک لتھدی (۱۶) قاری اقرأ باسم ربک (۱۷) تالی۔ یتلوعلیھم

۱۸۔ ناہی وما نہاکم عنہ (۱۹) آمر وامر اھلک (۲۰) صادع۔ فاصدع بما تؤمر

۲۱۔ صادق ص والقرآن (۲۲) قانت امن ھوقانت (۲۳) حافظ یحفظونہ من امر اللہ

۲۴۔ غالب وان جندنا (۲۵) عائل ووجدک عائلاً (۲۶) ضال آپ کے ذریعہ گمراہ نے ہدایت

پائی۔ ووجدک ضالاً (۲۷) کریم انہ لقول رسول کریم (۲۸) رؤف رحیم (۲۹) عظیم

وانک لعلی خلق عظیم (۳۰) یتیم الم یجدک یتیما (۳۱) مستقیم فاستقم کما امرت

(۳۲) معصوم واللہ یعصمک (۳۳) بشیراً انا ارسلناک بالحق بشیراً (۳۴) نذیر ونذیراً

(۳۵) شہید وجئنابک شہیداً (۳۶) قریب ق والقرآن (۳۷) حبیب، محب اور محبوب قرآن کے

سات مقامات پر آیا ہے۔ حم (۳۸) نبی یاایہا النبی (۳۹) قوی ذی قوۃ (۴۰) وحی

ولکن نکہ اوحینا الیک (۴۱) امی النبی الامی (۴۲) امین مطاع ثم امین (۴۳) مکین

عند ذی العرش مکین (۴۴) مبین وقل انی انا النذیر المبین (۴۵) مذکر فذکر انما انت مذکر

(۴۶) مبشر ومبشراً برسول (۴۷) منذر انما انت منذر (۴۸) مستغفر واستغفر لذنبک

(۴۹) سبح فسبح بحمد ربک (۵۰) مصلی فصل لربک (۵۱) مصدق مصدق لما معکم (۵۲) مبلغ یا ایھا الرسول بلغ (۵۳) محدث واما بنعمۃ ربک فحدث الخ (۵۴) مومن امن الرسول (۵۵) متوکل وتوکل علی الحی الخ (۵۶) مزمل یا ایھا المزمل (۵۷) مدثر یا ایھا المدثر (۵۸) متہجد من اللیل فتھجد (۵۹) منادی سمعنا منادیاً (۶۰) مہتدی وھدا ہ الی صراط (۶۱) حق قد جاءکم الحق (۶۲) صدق والذی جا بالصدق (۶۳) ذکر انا ارسلنا الیکم ذکرا (۶۴) برہان قد جاءکم برھان (۶۵) فضل قل بفضل اللہ (۶۶) مرسل انک لمن المرسلین (۶۷) مبعوث ھو الذی بعث (۶۸) مختار وربک یخلق۔

(۶۹) مغفور لیغفر لک اللہ (۷۰) مکفی انا کفیناک (۷۱) مرفوع (۷۲) یرفع ورفعنا لک (۷۳) موید ھو الذی ایدک (۷۴) منصور وینصرک اللہ (۷۵) مطاع مکین مطاع (۷۶) حسنیٰ سندر یا لحسنیٰ (۷۷) ہدیٰ وما منع الناس الخ (۷۸) رسول یا ایھا الرسول (۷۹) روف بالمومنین رؤف (۸۰) نعمت یعرفون نعمت اللہ (۸۱) رحمت وما ارسلناک الا رحمۃ (۸۲) نور قد جاءکم من اللہ نور (۸۳) فجر والفجر ولیال (۸۴) المصباح فی زجاجۃ (۸۵) سراج وسراجاً منیراً (۸۶) ضحیٰ والضحی واللیل (۸۷) نجم والنجم اذا ھو (۸۸) شمس ثم جعلنا الشمس (۸۹) بدر طہٰ (۹۰) ظل الم تر الی ربک کیف مد الظل (۹۱) بشر بشر مثلکم (۹۲) ناس ام یحسدون الناس (۹۳) انسان خلق الانسان (۹۴) رجل علی رجل منکم (۹۵) صاحب ما ضل صاحبکم وما غویٰ (۹۶) عبد اسری بعبدہ (۹۷) مجتبیٰ ولکن اللہ یجتبی (۹۸) مقتدی فبھدٰھم اقتدہ (۹۹) مرتضیٰ الامن ارتضیٰ (۱۰۰) مصطفیٰ اللہ یصطفی (۱۰۱) احمد یاتی من بعدی اسمہ احمد (۱۰۲) محمد محمد رسول اللہ (۱۰۳) کہیعص (۱۰۴) یٰسٓ (۱۰۵) طٰہٰ (۱۰۶) حمعسق ہر وہ حرف جو کسی نام پر دلالت کرتا ہے وہ آپ کا نام ہے۔ مثلاً کافی، ہادی، عارف، سخی طاہر وغیرہ وغیرہ

اور وہ نام جو آپ کے احادیث میں مذکور ہیں۔ وہ یہ ہیں

(۱) عاقب انبیاء کے بعد آنے والے۔ (۲) ماحی کفر کو مٹانے والے اور اپنے ماننے والوں کے گناہ محو کرنے والے (۳) حاشر لوگوں کا حشر آپ کے قدموں میں ہوگا۔ (۴) مقفی انبیاء کی جماعت آپ کے

پیچھے ہوگی۔ (۵) موقف لوگوں کو اللہ کے سامنے کھڑا کریں گے (۶) خشمہ کامل اور جامع (۷) ناشر (۸) ناسخ (۹) وفی (۱۰) مطاع (۱۱) نجی (۱۲) مامون (۱۳) حنیف (۱۴) حبیب (۱۵) طبیب (۱۶) سید۔ (۱۷) مقترب (۱۸) رافع (۱۹) شافع (۲۰) مشفع (۲۱) حامد (۲۲) محمود (۲۳) موجبہ (۲۴) متوکل (۲۵) غیث (۲۶) توراۃ میں میذ میذا سے غفور رحیم کہا گیا ہے۔ کہ میذ میذا سے کے معنی محمد ہیں۔ کہا گیا ہے کہ موذ موذ کے معانی محمد ہیں ایک حکایت میں ہے کہ توراۃ میں آپ کا نام مرقوف ہے۔ جس کے معانی محمود کے ہیں (۲۷) زبور میں آپ کا نام فلیطا ہے جو ابوالقاسم کے ہم معنی ہے۔ بعض لوگ کہتے ہیں۔ کہ زبور میں آپ کا نام یقیطا ہے۔ بعض نے کہا فاروق اور بعض نے کہا حیاثا ہے (۲۸) انجیل میں طاب طاب احمد ہے کہا گیا ہے کہ طیب طیب ہے (۲۹) کتاب شعیا میں نورالامم (۳۰) رکن المتوصفین (۳۱) رسول التوبہ (۳۲) رسول الملاحم صحیفوں میں (۳۳) بلقیطا شیث کے صحف میں (۳۴) طالیشا صحف ادریس میں (۳۵) المعیایل۔ (۳۶) صحف ابراہیم میں موذ موذ (۳۷) آسمان دنیا میں مجتبیٰ دوسرے آسمان میں (۳۸) مرتضیٰ (۳۹) تیسرے آسمان میں مزکی (۴۰) چوتھے آسمان میں مصطفےٰ۔ (۴۱) پانچویں آسمان میں منتجب (۴۲) چھٹے آسمان میں مطہر (۴۳) ساتویں آسمان میں مقرب اور حبیب ہے۔ مقرب لوگ آپ کو عبدالواحد، السفرۃ الاول، والبرۃ، الاخرۃ کہتے ہیں۔ کروبین صادق کہتے ہیں۔ روحانیوں اطاہر۔ اولیا۔ قاسم، رضوان ملک جنۃ۔ عبدالملک۔ حور۔ عبدالعطاء۔ اہل جنت عبدالدیان۔ مالک عبدالجبار، اہل جہنم عبدالخالق، ربانیہ۔ عبدالرحیم، رحیم عبدالمنان کہتے ہیں۔ ساق عرش پر رسول اللہ۔ کرسی پر نبی اللہ۔ طوبیٰ پر صفی اللہ لوالحمد پر صفوۃ اللہ۔ جنت کے دروازے پر خیرۃ اللہ۔ چاند پر قمرالاقمار۔ اور سورج پر نورالانوار تحسید ہے۔ شیاطین کے نزدیک عبدالہیبۃ۔ جنات کے نزدیک عبدالحمید، موقف پر داعی میزان پر صاحب حساب کے مقام پر داعی۔ مقام کی جگہ پر محمود اور خطیب۔ کوثر پر ساقی۔ عرش پر مفضل۔ کرسی پر عبدالکریم قلم پر عبدالحق، جبرائیل کے نزدیک عبدالجبار، میکائیل کے نزدیک عبدالوہاب۔ اسرافیل کے نزدیک عبدالفتاح۔ عزرائیل کے نزدیک عبدالتواب۔ سحاب کے نزدیک عبدالسلام۔ ریح کے نزدیک عبدالاعلیٰ۔ برق کے نزدیک عبدالمنعم۔ رعد کے نزدیک عبدالوکیل۔ پتھروں کے نزدیک عبدالجلیل۔ مٹی کے نزدیک عبدالعزیز۔ پرندوں کے نزدیک عبدالقادر۔ درندوں کے نزدیک عبدالعطا۔ پہاڑ کے نزدیک عبدالرحیم سمندر کے نزدیک عبدالمومن۔ مچھلیوں کے نزدیک عبدالمہیمن۔ اہل روم کے نزدیک حلیم۔ اہل مصر کے

نزدیک محمد۔ اہل مکہ کے نزدیک امین۔ اہل مدینہ کے نزدیک میمون۔ ترک کے نزدیک صاحب حرب کے نزدیک اُمّی اور عجم کے نزدیک احمد ہیں۔

القاب

حبیب اللہ۔ صفی اللہ۔ نعمۃ اللہ۔ عبداللہ۔ خیرۃ اللہ۔ خلق اللہ۔ سید المرسلین۔ امام المتقین، خاتم النبیین۔ رسول الصادقین۔ رحمۃ للعالمین۔ قائد الغر المحجلین۔ فتاح الجنۃ۔ دعوت ابراہیم بشریٰ عیسیٰ۔ خلیفۃ اللہ فی الارض۔ زین القیامہ۔ نور القیامہ۔ تاج القیامہ۔ صاحب اللواء یوم القیامۃ۔ واضع الاصر والاغلال۔ افصح العرب۔ سید ولد آدم، ابن عواتک۔ ابن فواطم۔ ابن ذبیحین۔ ابن بطحاء و مکہ۔ عبد المؤید۔ رسول مسدد۔ نبی مہذب۔ صفی مقرب۔ حبیب منتخب۔ امین منتجب۔ صاحب الحوض والکوثر والتاج والمغفر والخطبۃ والمنبر والرکن۔ والمشعر والوجہ الانور والخد الاقمر۔ والجبین الازہر۔ غالب دین والے پاکیزہ حسب والے۔ مشہور نسب والے۔ محمد خیر البشر۔ رسالت کے لئے منتخب۔ ولایت کی جگہ۔ وحی اور رسالت کے لئے مصطفےٰ۔ علم اور نبوت کے لئے مرتضیٰ۔ صاحب معجزات، صاحب ادلہ۔ حرمین کے نور دو چاند کے درمیانی سورج۔ دوجہانوں میں سفارش کرنے والے۔ آپ کا نور نہایت واضح۔ آپ کا دل بہت پاکیزہ آپ کے شرائع نہایت ظاہر۔ آپ کے برہان نہایت روشن۔ آپ کے بیانات بے حد مسرور۔ آپ کی امت بہت زیادہ۔ صاحب فضل۔ صاحب عطا۔ صاحب جود، صاحب سخا، صاحب تذکرہ، صاحب ذکار، صاحب خشوع، صاحب دعا، صاحب انابت۔ صاحب حیا، صاحب خوف صاحب رجا۔ صاحب نور، صاحب ضیا۔ مالک حوض، مالک لواء، مالک تقضیب۔ مالک عزو اصالۃ غضبا اور بغلہ شہبا کے مالک۔ قیامت میں مخلوق کے قائد۔ اصفیا کے چراغ دنیا کے تاج پرہیزگاروں کے امام۔ خاتم الانبیاء۔ صاحب منشور، صاحب کتاب، صاحب فرقان۔ صاحب خطاب صاحب حق، صاحب صواب، صاحب دعوت، صاحب جواب۔ صاحب [illegible] ثنا، رہیب۔ صاحب رائے مصیب۔ بعید اور قریب پر مہربان۔ محمد حبیب۔ صاحب قبلہ بابرکت ملت حنیفہ۔ صاحب شریعت مرضیہ۔ صاحب امت مہدیہ۔ صاحب اولاد حسینہ، صاحب دین حنیف اسلام، صاحب بیت حرام، صاحب رکن۔ صاحب مقام، صاحب صولت، صاحب [illegible] شریعت والاحکام، صاحب الحل والحرام، صاحب حجت، صاحب برہان۔ صاحب حکمت۔ صاحب

قرآن صاحب حق۔ صاحب قربان۔ صاحب حق۔ صاحب بیان۔ صاحب فضل، صاحب احسان صاحب
کرم صاحب امتنان۔ صاحب محبت، صاحب عرفان۔ صاحب خلق جلی صاحبِ نور مضی صاحب کتاب
بہی صاحب دینِ مضی، رسول نبی امی۔ صاحبِ خلق عظیم۔ صاحبِ دینِ قدیم۔ صاحب صراط مستقیم
صاحبِ ذکر حکیم۔ صاحب رکن صاحب حطیم۔ صاحبِ دین۔ صاحبِ طاعت۔ صاحب فصاحت،
صاحبِ براعت۔ صاحب کر۔ صاحب شجاعت۔ صاحب توکل۔ صاحب قناعت۔ صاحبِ حوض
صاحب شفاعت صاحبِ دین ظاہر۔ صاحب حق زاہر صاحبِ زمان ماہر صاحب لسان ذاکر صاحب
بدن صابر صاحب قلب شاکر صاحب اصل طاہر۔ صاحبِ ابا۔ اخایر۔ صاحب امہات طواہر صاحب
الضیا صاحب النور صاحب البرکتہ، صاحب الجبور، صاحب الیمن صاحب السرور، صاحبِ لسان
ذکور، صاحب بدن صبور، صاحب قلب شکور، اور صاحب بیت معمور۔

کنیت

ابوالقاسم۔ ابوالطاہر۔ ابوالطیب ابوالمساکین، ابوالدینین۔ ابوالریحانتین، ابوالسبطین توراۃ
میں ابوالارامل جب آپ کا فرزند ابراہیم پیدا ہوا تو جبرائیل نے آپ کی کنیت ابو ابراہیم قرار دی جب
آپ کا پہلا فرزند قاسم پیدا ہوا۔ تو آپ کی کنیت ابوالقاسم رکھی گئی۔ کہتے ہیں کہ آپ کو ابوالقاسم
اس لئے کہا گیا ہے کہ آپ جنت کی قیامت کے روز تقسیم کریں گے۔

صفات

راکب الجمل۔ اکل الزراع۔ قابل الہدیہ، محرم المیتہ۔ حامل الہراوۃ، خاتم النبوۃ

نسب

عربی، تہامی، ابطحی، یثربی، مکی، مدنی، قریشی، ہاشمی، مطلبی۔ آپ باپ کی طرف سے
ہاشمی ہیں اور ماں کی جانب سے زہری ہیں۔ رضاعت کی وجہ سے سعدی۔ پیدائش کے
لحاظ سے مکی اور پرورش کی حیثیت سے مدنی۔

فصل

حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کا نسب اور حلیہ

نام مبارک محمد بن عبداللہ بن عبدالمطلب۔ مطلب اس لئے کہتے ہیں۔ کہ جب ہاشم مکہ داخل ہوئے تو آپ ان کے ردیف تھے۔ عبدالمطلب کا نام شیبۃ الحمد ہے۔ پیدائش کے وقت ان کے بال سفید تھے۔ آپ ہاشم کے فرزند ہیں۔ ہاشم کو اس لئے ہاشم کہتے ہیں۔ کہ آپ نے گرانی کے زمانے میں ثرید تیار کی اور لوگوں میں تقسیم کی آپ کا نام عمرو بن عبدمناف ہے۔ عبدمناف کا اصلی نام مغیرہ بن قصی ہے قصی کا نام زید ہے۔ قصی کو قصی اس لئے کہتے ہیں کہ آپ بچپن کے زمانہ میں مکہ سے بلاد ازدشنوءۃ کی طرف منتقل کر دیئے گئے۔ اور اپنی قوم سے دور تھے۔ آپ کا لقب مجمع ہے کیوں کہ آپ نے قریش کے قبائل کو پہاڑوں کی گھاٹیوں میں جمع کر کے مکہ میں لا بسایا تھا۔ اور انہیں گھر بنوا کر تقسیم کئے تھے۔ یہ کلاب بن مرہ بن کعب بن لوی بن غالب بن فہر بن مالک بن نضر کے بیٹے ہیں نضر کو قریش کہتے ہیں۔ آپ کو نضر اس لئے کہتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو منتخب کیا تھا۔ نضر کے معنے تروتازگی کے ہیں آپ خزیمہ کے بیٹے ہیں۔ آپ کو خزیمہ اس لئے کہتے ہیں کہ آپ نے اپنے آباؤ اجداد کے نور کو اپنے میں سمو دیا تھا۔ آپ مدرکہ کے بیٹے ہیں۔ مدرکہ کو مدرکہ اس لئے کہتے ہیں۔ کہ قریش نے آپ کے زمانہ میں شرف حاصل کیا تھا۔ اور آپ نے اپنی سمجھ بوجھ سے اپنے باپ کی خاطر شکار کیا تھا۔ آپ کے ایک بھائی کا نام طابخہ ہے کیوں کہ اس نے اپنے باپ کے لئے کھانا تیار کیا تھا۔ یہ الیاس ہی کے بیٹے ہیں۔ ان کا نام الیاس اس لئے پڑا کہ آپ مایوسی اور تنہائی کے عالم میں تشریف لائے تھے۔ یہ مضر کے بیٹے ہیں۔ ان کا نام اس لئے مضر پڑا۔ کہ آپ دلوں کو موہ لیتے تھے۔ جو شخص آپ کو دیکھتا وہ آپ پر فریفتہ ہو جاتا تھا آپ نزار کے بیٹے ہیں ان کا نام عمر ہے ان کا نام نزار اس لئے پڑا۔ کہ آپ کے باپ معد نے آپ کی پیشانی میں نبی صلعم کے نور کو دیکھا تھا۔ یہ نزار معد کے بیٹے ہیں۔ معد کو اس لئے معد کہا جاتا ہے کہ آپ نے یہودیوں کے ساتھ بہت سی جنگیں کیں۔ اور ان پر حملے کئے اور آپ مظفر و منصور ہوتے تھے۔ یہ عدنان کے بیٹے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ یہ میرا سلسلہ نسب عدنان تک پہنچ جائے تو رک جاؤ۔ اور فرمایا انساب جھوٹ بولتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وقرونا بین ذالک کثیراً درمیان میں بہت سی صدیاں گذری ہیں۔

عدنان قوم کے داس در یئس تھے یہیلہ کی نگاہیں آپ پرلگی رہتی تھیں قاضی عبدالجبار بن احمد نے کہا ہے۔ اس سے مراد یہ ہے کہ نسب کا اتصال معلوم نہیں۔ یہ بات دو باتوں سے خالی نہیں ہے۔ یا نسب بیان کرنے والوں نے جھوٹ سے کام لیا ہے یا جھوٹ کے حکم میں یہ سلسلہ بیان ہو گیا ہے۔ آنحضرت صلعم کا سلسلہ نسب حضرت ابراہیمؑ سے جا ملتا ہے ام سلمہؓ کا بیان ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا۔ معد بن عدنان بن ادد اددآپ کا نام اس لئے پڑا کہ آپ آواز کو کھینچ کر بولتے اور بہت عزت والے تھے۔ یہ ادد بن زید بن ثری بن اعراق اثری ہیں۔ اعراق اثری اسمٰعیل بن ابراہیم ہیں۔ پھر آنحضرت صلعم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ وعاداً وثمود و اصحاب الرس الخ نسابین اور اہل تاریخ نے بیان کیا ہے کہ عدنان ادد بن ادد۔ بن یسیع بن ہمیع بن سلامان بنت بن حمل بن قیدار بن اسمٰعیل ہیں۔

ابن عباس نے کہا۔ عدنان بن اد بن ادد بن یسع بن ہمیسع ہے اور کہا گیا۔ یہ سلسلہ نسب آگے یوں جاری ہوتا ہے۔ ابن یامین بن یشجب بن قسعر بن صابوغ بن ہمیع بن بنت بن قیدار بن اسمٰعیل بن ابراہیم۔ بن تارخ بن ناحور بن شروغ بن ارغو۔ آپ ہی ہود علیہ السلام ہیں کہا گیا ہے کہ تارخ بن عابر ہیں۔ جو ہود علیہ السلام ہیں۔ ارفخشد بن متوشلخ بن سام بن نوح بن ملک بن اخنوخ حضرت ادریس علیہ السلام کا نام ہے بن مہائیل کہا گیا ہے۔ کہ مہائیل بن زیاد ہیں۔ ایک روایت میں مہائیل بن مارو ہیں۔ ایک روایت میں ایاد بن قینان بن انوش ہیں۔ دوسری روایت میں قینان بن ادد بن انوش بن شیث جن کا نام ہبۃ اللہ ہے۔ جو حضرت آدم علیہ السلام کے فرزند ہیں۔

آنحضرت صلعم کی والدہ۔ امنہ بنت وہب بن عبدمناف بن زہرہ بن کلاب بن مرہ الخ
کہا جاتا ہے کہ آنحضرت صلعم کا سلسلہ نسب حضرت آدم علیہ السلام سے ۴۹ پشت میں جا ملتا ہے

عادات وخصائل اور حلیہ

ترمذی نے شمائل میں طبری نے تاریخ میں زمخشری نے فائق میں۔ فتال نے روضہ میں بہت سی روایات بیان کی ہیں۔ ان میں سے امیرالمومنین علیہ السلام ابن عباس۔ ابوہریرہ۔ جابر بن سمرہ اور ہند بن ابی ہالہ سے روایت کی ہے۔ کہ آنحضرت صلعم لوگوں کی نگاہوں میں معظم اور دلوں میں مکرم تھے۔ آپ کا چہرہ مبارک چودہویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ نکھرا ہوا رنگ تھا جس میں سرخی موجود تھی۔ میانہ قد والے چوڑی پیشانی والے بلند ناک والے بڑی آنکھ والے۔ ملے ہوئے ابرو والے

خوبصورت رخسار والے، بھاری بازو والے، کھلے ہاتھ والے، گھنی ڈاڑھی والے۔ خوبصورت قامت
کشادہ پیشانی والے، چاندی سی گردن آپ نہ زیادہ لمبے تھے نہ زیادہ چھوٹے تھے۔ آپ کے سینے اور پیٹ
پر بال کم تھے۔ آپ کا ہاتھ مبارک ایسا تھا۔ جیسا عطار کا ہاتھ ہو۔ جس نے اسے خوشبو سے مس کیا ہو۔
چوڑی ہتھیلی والے تھے۔ جب راضی خوشی ہنستے تھے تو آپ کا چہرہ آئینہ کی طرح شفاف ہوتا تھا۔ تبسم
میں دلکشی چہرے پر چمک۔ لطیف الخلقت۔ نرم طبیعت والے تھے۔ جب چہرہ مبارک لوگوں کی طرف
کرتے۔ تو آپ کی پیشانی سے چراغ کی روشنی کی طرح نور چمکتا تھا۔ آپ کے چہرے کی رگیں موتیوں کی طرح
تھیں۔ آپ کا پسینہ مشک سے زیادہ خوشبو دار تھا۔ دونوں شانوں کے درمیان مہر نبوت تھی۔

ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ ہمہ تن لڑتے اور ہمہ تن متوجہ ہوتے تھے۔

ام ہانی سے روایت ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلعم کے سر اقدس میں چار گیسو دیکھے۔ صحیح یہ ہے
آپ کے سر میں دو گیسو تھے۔ جن کی ابتدا ہاشم سے ہوئی تھی۔

انس سے روایت ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلعم کے سر اور ڈاڑھی میں چودہ سفید بال دیکھے تھے

ایک روایت میں ہے سترہ بال سفید تھے۔

ابن عمر سے روایت ہے کہ میں نے آنحضرت صلعم کے بڑھاپے میں آپ کے بیس بال سفید دیکھے۔

براء بن عازب سے روایت ہے۔ کہ آپ کے بال آپ کے شانوں پر پڑتے تھے

انس سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے بالوں کی زلف آپ کے دونوں کانوں تک ہوتی تھی۔

نہج البلاغہ میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم انبیاء کے درخت میں سے تھے۔ روشنی کا فانوس، جلیل القدر
بطحا کا راز، تاریکی کا چراغ۔ حکمت کے چشمے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو انبیاء کی رکاوٹ کے عرصہ کے بعد بھیجا۔
تمام رسولوں کے بعد آئے۔ وحی آپ پر ختم ہوگئی۔ آپ نے اللہ کی راہ میں ان لوگوں سے جہاد کیا جو دین کی
راہ میں آپ سے منحرف تھے۔ اور روگردانی کر گئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایک روشنی کے ساتھ بھیجا چننے
میں آپ کو مقدم کیا۔ آپ کے ذریعہ الگ چیزوں کو جوڑ دیا۔ مشکلات کو آسان کر دیا۔ غالب چیزوں کو مند کر
دیا۔ فہم کو امان بنایا۔ گمراہی دائیں اور بائیں دونوں طرف سے مٹ گئی۔ اللہ نے محمد کو حق کی طرف بلانے والا
بنایا۔ اور مخلوقات پر گواہ قرار دیا۔ آپ کو اپنے پیغامات کا پہنچانے والا بنایا۔ جو کسی سستی اور کمزوری کے
بغیر یہ فریضہ انجام دیا۔

بغیر کسی کوتاہی اور کمی کے آنحضرت صلعم نے اللہ کی راہ میں اللہ کے دشمنوں سے جہاد کیا آپ متقیوں کے امام ہیں۔ اور ہدایت حاصل کرنے والے کے لئے بصیرت ہیں۔

کتاب سحر البلاغہ میں تحریر ہے۔ درود نازل ہے اس ذات پر جو تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ اور بہترین وارث اور مورث ہیں۔ اور افضل ترین مولود ہیں۔ آپ نے غیر معبود کی طرف لوگوں کو دعوت دی۔ رحمت اور ثواب کی دعوت دینے والے ہیں۔ ہر ایک شریعی ملت کو منسوخ کرنے والے ہیں۔ ہر ایک تقلید کردہ مذہب کو مٹانے والے ہیں اور اپنی اُمت کو تاریکی سے نکالتے اور نور کی طرف لانے والے ہیں۔ اور اس کو گرمی سے نکال کر سایہ کی طرف لانے والے ہیں۔ شرف اور سرداری میں آپ خود منفرد ہیں آپ نے نبوت کے سلسلہ کو ختم کر دیا آپ کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اللہ تعالےٰ نے آپ روشن چاند بنا کر بھیجا۔

اقرباء اور خدام

عبد المطلب کے دس فرزند ہیں۔ حارث۔ زبیر۔ حجل۔ آپ کا نام غیداق بھی ہے۔ ضرار آپ کا نام نوفل بھی ہے مقوم، ابولہب کا آپ کا نام عبد العزےٰ ہے۔ عبد اللہ۔ ابوطالب۔ حمزہ اور عباس ہیں۔ یہ سب سے زیادہ کم سن تھے۔ یہ لوگ مختلف ماؤں سے تھے۔

عبد اللہ اور ابوطالب ایک ماں سے تھے۔ ان کی ماں کا نام فاطمہ بنت عمرو بن عایذ ہے حضرت عبد المطلب کے بعد آپ کے چار فرزند باقی رہے۔ ابوطالب۔ عباس، حارث اور ابولہب۔

رسول اللہ صلعم کی چھ پھوپھیاں تھیں۔ عاتکہ، امیمہ۔ بیضا آپ ہی ام حکیم ہیں۔ صفیہ یہ زبیر کی ماں ہیں۔ برہ آپ کو وزیدہ بھی کہا جاتا ہے۔

حضرت رسول اللہ صلعم کے مندرجہ ذیل چچا اسلام لائے تھے۔ ابوطالبؑ۔ حمزہؑ اور عباسؓ حضرت کی پھوپھیوں میں سے صفیہ، اروی اور عاتکہ اسلام لائیں۔ سب کے آخر میں آپ کے چچا اور ... پھوپھی صفیہ نے انتقال کیا۔

آپ کی دادی فاطمہ بنت عمرو مخزومی ہیں۔ اور نانی برہ بنت عبد العزےٰ بن عثمان بن عبد الدار ہیں۔ رضاعی بھائی عبد اللہ اور انیسہ ہیں۔ اور آپ کے خدام انجلاء وحارث ہیں۔ آپ کا جاہلیت کا بھائی

خلاص بن علقمہ ہے۔ آنحضرت صلعم کا بھائی، وزیر، وصی، اور داماد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

جناب خدیجہؓ کی طرف سے آپ کے پرورش کردہ ہند بن ابی ہالہ اسدی اور جناب ام سلمہ کی طرف سے عمرو بن ابی سلمہ اور اس کی بہن زینب ہیں۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے سترہ عورتوں سے شادی کی تھی۔ اور ایک وقت میں آپ کے پاس نو عورتیں تھیں

کتاب مبسوط میں تحریر ہے۔ کہ ابو عبیدہ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے اٹھارہ عورتوں سے شادی کی۔

کتاب اعلام الورئے۔ نزہتہ الابصار، امالی حاکم اور شرف المصطفےٰ میں مذکور ہے کہ آنحضرت صلعم نے اکیس عورتوں سے شادی کی۔

ابن جریر اور ابن مہدی نے کہا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے عقد میں یک دفت گیارہ عورتیں تھیں۔

آپ کی عورتوں کی ترتیب یہ ہے۔ جناب خدیجہ سے سب سے پہلے نکاح کیا آپ سے پہلے عتیق بن عائذ مخزومی کے عقد میں تھیں پھر ابو ہالہ زرارہ بن بناشی اسدی کے عقد میں آئیں [1]

احمد بلاذری ابوالقاسم کوفی نے اپنی کتابوں میں جناب سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے کتاب شافی میں اور ابو جعفر طوسی نے کتاب تلخیص میں تحریر کیا ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلعم نے جناب خدیجہ سے عقد کیا تو آپ باکرہ تھیں۔ اور اس بیان کی مزید تقویت ہوتی ہے۔ اس بات سے جس کو کتاب الانوار اور البلاغ میں تحریر کیا ہے۔ کہ رقیہ اور زینب جناب خدیجہ کی بہن ہالہ کی بیٹیاں تھیں۔

جناب خدیجہ کی وفات کے بعد سودہ بنت زمعہ سے عقد کیا۔ جو پہلے سکران بن عمرو کے عقد میں تھیں سکران حبشہ کے مہاجرین میں سے تھا اور اس نے حبشہ میں انتقال کیا۔

عائشہ بنت ابوبکر آنحضرت صلعم کی بیوی تھیں۔ ہجرت سے دو سال پہلے آپ کی عمر سات سال تھی ایک روایت میں ہے آپ کی عمر چھ سال کی تھی۔ جب رسول اللہ صلعم شوال کے مہینہ میں مدینہ میں تشریف لائے تو اس وقت اس کی عمر نو سال کی تھی۔ اور رسول اللہ صلعم نے اس کے سوا اور کسی باکرہ عورت سے عقد نکاح نہیں کیا۔ رسول اللہ صلعم کے انتقال کے وقت آپ کی عمر اٹھارہ سال کی تھی۔ معاویہ کی حکومت کے

---

[1] ... یہ ہے کہ جناب خدیجہ سلام اللہ علیہا باکرہ تھیں۔ ۱۲ منہ محمد شریف عفی عنہ

زمانہ تک زندہ رہیں۔

آنحضرت صلعم نے مدینہ میں جناب ام سلمہ سے عقد کیا۔ ام سلمہ کا نام ہند بنت ابیہ مخزومیہ ہے یہ عاتکہ بنت عبدالمطلب کی پھوپھی کی لڑکی تھیں جنگ بدر کے بعد دو سال تک یہ سلمہ بن عبدالاسد کے عقد میں رہیں۔ اسی سال رسول اللہ صلعم نے حفصہ بنت عمر سے نکاح کیا۔ اس سے پہلے یہ حفیس بن عبداللہ بن حذافہ سہمی کی بیوی تھیں۔ حضرت علی علیہ السلام کی خلافت کے آخری زمانہ تک زندہ رہیں اور مدینہ میں انتقال کیا۔ آنحضرت صلعم کی ایک زوجہ کا نام زینب بنت جحش ہے جو اسدی قبیلہ سے تعلق رکھتی تھیں۔ یہ امیہ بن عبدالمطلب کی پھوپھی کی لڑکی تھیں۔ یہ آنحضرت صلعم سے عقد کرنے سے پہلے زید بن حارثہ کے عقد میں تھیں۔ آپ کی ازواج میں سے سب سے پہلے اس نے حضرت عمر کی خلافت کے زمانہ میں انتقال کیا۔ جویریہ بنت حارث بن ضرار مصطلقیہ بھی آپ کی زوجہ تھیں۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے اس کو خرید لیا۔ پھر آزاد کیا پھر شادی کر لی۔ ۵۰ سنہ ہجری میں انتقال کیا۔ اس سے پہلے یہ مالک بن صفوان بن ذی سفرتین کی بیوی تھیں۔

ام حبیبہ بنت سفیان بھی رسول اللہ صلعم کی زوجہ تھیں۔ آپ کا نام رملہ تھا۔ اس سے پہلے عبداللہ بن جحش کے عقد میں تھیں۔ معاویہ کی حکومت کے زمانہ تک زندہ رہیں۔

صفیہ بنت حی بن اخطب نضری یہ بھی رسول اللہ صلعم کی بیوی تھیں۔ اس سے پہلے سلام بن مسلم کے عقد میں تھیں پھر یہ کنانہ بن ربیع کے عقد میں رہیں۔ ۷ سنہ ہجری میں قید ہو کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں پیش ہوئیں۔

میمونہ بنت حارث ہلالیہ جو ابن عباس کی خالہ کی لڑکی تھیں یہ بھی آنحضرت صلعم کے عقد میں آئیں۔ اس سے پہلے عمیر بن عمرو ثقفی کی زوجہ تھیں۔ پھر یہ ابو زید بن عبد عامری کے رشتہ نکاح میں منسلک ہوئیں۔ رسول اللہ صلعم کی طرف سے آپ سے جعفر بن ابی طالب نے خطبہ دیا۔ آنحضرت صلعم نے اس سے نکاح کیا۔ اس کی زفاف موت اور قبر سرف کے مقام پر واقع ہوئی۔ یہ جگہ مکہ سے دس میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ اس کا انتقال ۳۶ سنہ ہجری میں ہوا۔ اور مذکورہ بالا عورتوں سے رسول اللہ صلعم نے ہمبستری کی۔

مطلقات: یہ وہ عورتیں ہیں جن سے رسول اللہ صلعم نے دخول نہیں کیا۔ بلکہ ان کو پیغام خواستگاری دیا اور ان سے عقد نکاح نہیں کیا۔

فاطمہ بنت شریح، ایک روایت میں ہے ۔ کہ یہ ضحاک کی بیٹی ہیں ۔ آیت تخییر کے بعد رسول اللہ صلعم نے اسے اختیار دیا تھا اس نے دُنیا کو اختیار کیا۔ رسول اللہ صلعم نے اسے طلاق دے دی اس کے بعد اس کی یہ حالت ہو گئی تھی کہ اونٹ کی مینگنیاں چنا کرتی تھیں اور کہا کرتی تھی ۔ کہ میں وہ بدبخت ہوں جس نے دُنیا کو پسند کیا۔

زینب بنت خزیمہ بن حرث ام المساکین۔ یہ پہلے عبیدہ بن حرث بن عبد المطلب کے عقد میں تھیں

اسماء بنت نعمان بن اسود کندی جو یمن کی رہنے والی تھیں اسماء بنت نعمان کے پاس جب رسول اللہ صلعم داخل ہوئے تو یہ کہنے لگی ۔ اعوذ باللہ منک ۔ میں تجھ سے اللہ کی پناہ مانگتی ہوں ۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ۔ اعذتک میں بھی تجھ سے پناہ مانگتا ہوں۔ الحقی باھلک اپنے رشتہ داروں کے پاس جاؤ۔ اس کو یہ بات آنحضرت صلعم کی بعض بیویوں نے سکھائی تھی ۔ کہ تم آنحضرت صلعم کے پاس رہ کر گھلنے میں رہو گی۔

قتیلہ اشعث بن قیس کندی رسول اللہ صلعم کے دخول کرنے سے پہلے انتقال کر گئیں ۔ ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے اس کو طلاق دے دی تھی ۔ اور عکرمہ بن ابی جہل نے اس سے نکاح کیا تھا ۔ یہ بات صحیح ہے ام شریک جس کا نام غزیہ بنت جابر جو قبیلہ بنو نجار سے تعلق رکھتی تھیں

سناء بنت صلت جو بنو سلیم سے تھیں ایک روایت میں ہے کہ یہ خولہ بنت حکیم سلمی تھیں جو رسول اللہ صلعم کی ہمبستری کرنے سے پہلے مر گئی تھیں

یہی قصہ وجیہ کلبی کی بہن صراف کا ہے آپ نے عمرہ کلابیہ امیمہ بنت نعمان جونیہ، عالیہ بنت ضبیان کلابیہ اور ملیکہ لیثیہ سے دخول نہیں کیا۔

آپ نے جب عمرہ بنت یزید کو دیکھا تو وہ مبروص تھیں ۔ آپ نے فرمایا مجھے دھوکہ دیا گیا ہے آپ نے اسے واپس کر دیا۔

لیلے بنت حطیم انصاریہ ۔ اس نے آنحضرت صلعم کی پشت پر ہاتھ مارا اور کہنے لگی مجھے چھوڑ دیجئے آنحضرت صلعم نے اسے چھوڑ دیا اور اسے بھیڑیا کھا گیا۔

عمرہ مرطا کا یہی قصہ ہے ۔ اس کے باپ نے آنحضرت صلعم سے کہا کہ یہ کبھی بیمار نہیں ہوئیں فرمایا ۔ اس کے لئے اللہ کے پاس بھلائی نہیں ہے۔

آنحضرت صلعم کی وہ نو عورتیں جو آپ کے پاس رہیں ۔ وہ مندرجہ ذیل ہیں ۔
ام سلمہ ۔ زینب بنت جحش ۔ میمونہ ۔ ام حبیبہ ۔ صفوریہ ۔ جویریہ ۔ سودہ ۔ عائشہ اور حفصہ
امام زین العابدین علیہ السلام ضحاک اور مقاتل نے کہا جس عورت کو بنو اسد نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا تھا اس بارے میں چھ اقوال مذکور ہیں ۔
وہ عورتیں جو رسول اللہ صلعم کی زندگی میں انتقال کر گئیں ۔ مندرجہ ذیل ہیں : ۔
خدیجہ ۔ ام ہانی ۔ زینب بنت خزیمہ ان سب سے افضل خدیجہ ۔ پھر ام سلمہ پھر میمونہ ہیں
کتاب مبسوط طوسی میں مرقوم ہے کہ آنحضرت صلعم نے تین لونڈیاں اپنے پاس رکھی تھیں ۔
دو عجمی اور ایک عربی ۔ آپ نے عربی لونڈی کو آزاد کر دیا تھا ۔ ایک عجمی لونڈی سے لڑکا پیدا ہوا ۔ وہ ماریہ قبطیہ ہے ۔۔۔ اور ۔ ریحانہ بنت زید قرظیہ کو اسکندریہ کے مقوقس نے آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ کے بھیجا تھا ۔ ماریہ کی ایک بہن تھی جس کا نام سیرین تھا ۔ اسے آنحضرت صلعم نے حسان کو دے دیا تھا ۔ اس سے عبدالرحمٰن پیدا ہوئے ۔ رسول اللہ صلعم کے انتقال کے پانچ سال بعد ماریہ کا انتقال ہو گیا ۔
ایک روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے ریحانہ کو آزاد کر کے پھر اس سے عقد نکاح کیا ۔
کتاب تاج التراجم میں تحریر ہے کہ رسول اللہ صلعم نے بنو قریظہ کے قیدیوں میں ایک لونڈی کو منتخب کیا تھا جس کا نام نکاد بنت عمرو ہے یہ آنحضرت صلعم کے ملک میں رہیں ۔ جب رسول اللہ صلعم کا انتقال ہوا ۔ تو اس سے عباس نے شلوی کر لی ۔ آنحضرت صلعم کی عورتوں کا حق مہر بارہ اوقیہ اور ایک نش ہوتا تھا ۔ ۱؎
آنحضرت صلعم کی اولاد ۔ جناب خدیجہ کے بطن سے دو لڑکے قاسم اور عبداللہ پیدا ہوئے ان دونوں کو طاہر اور طیب بھی کہا جاتا ہے ۔ (اہل سنت کے نزدیک) آنحضرت صلعم کی چار بیٹیاں ہیں ۔ زینب ۔ رقیہ ۔ ام کلثوم ۔ آپ کا نام آمنہ ہے اور جناب فاطمہ ہیں ۔ جناب ماریہ سے ابراہیم پیدا ہوئے ۔ ایک روایت ہے ۔ کہ ابراہیم ۸ھ کو مدینہ میں پیدا ہوئے ۔ اور وہیں ایک سال دس ماہ آٹھ دن کی عمر میں انتقال کیا ۔ اور آپ کی قبر بقیع میں واقع ہے ۔

۱؎ اوقیہ چالیس درہم کا اور نش بیس درہم کا ہوتا ہے ۔ ۱۲ منہ

کتاب الانوار۔ الکشف۔ اللمع۔ اور کتاب بلاذری میں مرقوم ہے کہ زینب اور رقیہ آنحضرت صلعم کی پروردہ تھیں۔[1]

قاسم اور طیب مدینہ میں بچپن کی عمر میں انتقال کر گئے تھے۔

مجاہد کا بیان ہے کہ تمام سات رات زندہ رہے۔ زینب ابو العاص قاسم بن ربیع کے عقد میں تھیں، ایک لڑکی پیدا کی جس کا نام ام کلثوم تھا۔ اور حضرت علی علیہ السلام نے اس سے عقد نکاح کیا۔ ابو العاص جنگ بدر کے موقع پر گرفتار ہو کر آئے۔ اور آنحضرت صلعم نے بغیر فدیہ کے اُسے آزاد کر دیا۔ پھر زینب طائف چلی گئیں۔ اور نبی صلعم کی خدمت میں مدینہ میں آئیں۔ ابو العاص مدینہ میں آیا۔ اور اسلام لے آیا۔ زینب نبی صلعم کی خدمت میں مدینہ میں حاضر ہونے کے سات سال اور دو ماہ کے بعد انتقال کر گئیں۔

رقیہ سے عتبہ نے اور ام کلثوم سے عتیق نے عقد کیا۔ یہ دونوں ابولہب کے بیٹے تھے ان دونوں نے اُن دونوں کو طلاق دے دی۔

عثمان نے رقیہ سے مدینہ میں شادی کر لی۔ اس نے ایک لڑکا عبداللہ جنا۔ چھ سال کی عمر میں اس کی آنکھ میں ایک مرغ نے ٹھونگا مارا جس کی وجہ سے وہ مر گیا۔ عثمان نے رقیہ کے بعد ام کلثوم سے عقد کیا۔

آنحضرت صلعم کا سلسلۂ نسب جناب فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا کی اولاد سے چلا۔[2]

آنحضرت صلعم کے رفیق: حضرت علی اور آپ کے دونوں بیٹے۔ حمزہ۔ جعفر۔ سلمان۔ ابوذر۔ مقداد عمار۔ حذیفہ۔ ابن مسعود اور بلال۔

آنحضرت صلعم کے کاتب وحی کے حکم کی کتابت عام طور پر (بلکہ ہمیشہ) حضرت علی فرمایا کرتے تھے اور غیر وحی کو بھی تحریر کرتے تھے۔

اُبی بن کعب۔ زید بن ثابت۔ کبھی کبھی وحی کی بات لکھا کرتے تھے۔

بادشاہوں کی طرف زید اور عبداللہ بن ارقم خط لکھا کرتے تھے: علاء بن عقبہ۔ عبداللہ بن ارقم جبالہ تحریر کرتے۔ زبیر بن عوام، اور جہم بن صلت ملاقات تحریر کرتے۔ حذیفہ صدقات کھجور تحریر کرتے کبھی کبھی یہ حضرات بھی آنحضرت صلعم کے خطوط کی کتابت کے فرائض انجام دیتے تھے۔ عثمان اور

---

[1] علمائے محققین کی یہی رائے ہے۔ ۱۲ مترجم [2] رسول اللہ صلعم کی صرف ایک لڑکی تھی جسے جناب فاطمہ زہرا کے نام سے یاد کیا جاتا ہے۔ تمام علمائے محققین کا اس بات پر اتفاق ہے کہ رسول اللہ کی صرف ایک لڑکی تھی جس کا نام فاطمہ صلوٰۃ اللہ علیہا ہے ۱۲ منہ

خالد فرزندان سعد بن عاص۔

مغیرہ بن شعبہ۔ معیقیب بن نبیر۔ علاء بن حضرمی۔ شرجیل بن حسنہ۔ کاتب حنظلہ بن ربیع اسدی۔ عبداللہ بن سعد بن ابی سرح یہ شخص کتابت کرتے وقت خیانت کرتے تھے۔ رسول اللہ نے اس پر لعنت کی تھی۔ اور یہ شخص مرتد ہو گیا تھا۔ رسول اللہ صلعم نے عباس کو معاویہ کے پاس بھیجا تاکہ وہ کتابت کرے۔ اس نے کہا کہ وہ کھانا کھا رہا ہے۔ آنحضرت صلعم نے عباس کو پھر بھیجا۔ پھر اس نے کہا کہ ابھی کھانا کھا رہا ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اللہ اس کا پیٹ نہ بھرے ؎

دربان۔ انس بن مالک

موذن۔ بلال ہیں سب سے پہلے اذان دینے والے آپ ہیں۔ عمرو بن ام کلثوم جن کے باپ کا نام قیس تھا۔ زیاد بن حارث صدائی۔ ابو محذورہ اوس بن مغیرہ صرف صبح کی نماز میں اذان دیا کرتے تھے۔ عبداللہ بن زید انصاری اور سعید قرظی نے مسجد قبا میں اذان دی۔

آنحضرت صلعم کا شادی کرنے والا ابو طلحہ تھا۔

جن کے سامنے کفار کی گردنیں اڑائی جاتی تھیں۔ حضرت علی۔ زبیر۔ محمد بن مسلمہ۔ عاصم بن افلح اور مقداد تھے۔

آنحضرت صلعم کے نگہبان

بدر کے دن قریش میں آنحضرت صلعم کی حفاظت سعد بن معاذ نے کی۔ ذکوان بن عبداللہ نے بھی آپ کی حفاظت کی۔ احد میں محمد بن مسلمہ۔ خندق میں زبیر نے۔ خیبر میں سعد بن ابی وقاص نے وادی قریٰ میں ابو ایوب انصاری اور بلال نے۔ فتح مکہ کی رات میں زیاد بن اسد نے۔ سعد بن عباد آپؐ کی دشمن سے حفاظت کیا کرتے تھے۔

جب آیت واللہ یعصمک من الناس نازل ہوئی تو حفاظت ترک کر دی گئی۔

جن حضرات کو آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے نماز میں آگے بڑھایا

تبوک کی جنگ کے ایام میں مدینہ میں بغزوہ طائف اور فدک کے موقعہ پر امیر المومنین علی علیہ السلام نے نماز پڑھائی۔ ابوا اور مروان میں سعد بن عبادہ نے۔ بواط میں سعد بن معاذ نے۔ صفوان اور بنو

؎ آنحضرت صلعم نے لوگوں کو دکھانا تھا۔ کہ ابو سفیان کے دل میں اسلام اور بانی اسلام کی کس قدر عداوت موجود ہے ۱۲ مترجم

معطلق میں زید بن حارثہ تھے۔ ذی العشیرہ میں ابو سلمہ مخزومی نے۔ جنگ بدر، بنو قینقاع اور سویق میں ابو لبابہ نے۔ بنو غطفان اور ذی امرہ اور ذات الرقاع میں عثمان نے، قرقرۃ الکدر، بنو سلیم احد، حمراء الاسد، بنو نضیر، خندق، بنو قریظہ، بنو لحیان، ذی قرد اور حجۃ الوداع میں ابن ام کلثوم تھے حدیبیہ اور دومۃ الجندل میں سباع بن عرفطہ نے حنین اور عمرہ قضا میں ابو ذر تھے۔ بدر میں ابن رواحہ نے محمد بن مسلمہ نے تین دفعہ نماز پڑھائی۔ عبدالرحمن بن عوف، معاذ بن جبل، ابو عبیدہ، عائشہ بن محض اور مرثد الغنوی کو بھی آنحضرت صلعم نے نماز پڑھانے میں آگے بڑھایا۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے عمّال

عمرو بن حزم انصاری نجران کا حاکم تھا۔ زیاد بن ولید حضر موت کا۔ خالد بن سعید بن عاص صنعا کا کندہ اور صدف کا ابوامیہ مخزومی۔ زبید۔ رفعہ۔ عدن اور ساحل کا ابو موسے اشعری، جبل جبلہ، غضا اور یمن کا معاذ بن جبل۔ عمان کا عمرو بن عاص اور اس کے ساتھ ابو زید انصاری تھا۔ نجران کا یزید بن ابو سفیان۔ دبا کا حذیفہ۔ پھلوں کے صدقات کا حاکم بلال تھا۔ صدقات بنو معطلق کا عباد بن بشر انصاری تھا۔ بنو دارم کے صدقات کا اقرع بن حابس۔ صدقات عوف کا زبرقان بن بدر تھا۔ بنو یربوع کے صدقات کا مالک بن نویرہ۔ بنو طی اور بنو اسد کے صدقات کا عدی بن حاتم تھا۔ فزارہ کے صدقات کا عیینہ بن حصن تھا۔ مزینہ، ھذیل اور کنانہ کے صدقات کا عامل ابو عبیدہ بن جراح تھا[1]

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے پیغام رساں

مقوقس بادشاہ کے پاس حاطب بن ابی بلتعہ کو بھیجا۔ حارث بن شمر کے پاس شجاع بن وہب اسد کو بھیجا۔ قیصر کے پاس دحیہ کلبی کو۔ ہوذہ بن علی حنفی کے پاس سلیط بن عمرو عامری کو، کسریٰ کے پاس عبداللہ بن حذافہ کلبی کو، نجاشی کے پاس عمرو بن امیہ ضمری کو۔

---

[1] رسول اللہ صلعم کے انتقال کے بعد اس شخص کا رویہ اہل بیت کے حق میں نہایت منافقانہ تھا۔ اور بعض کتب میں مذکور ہے کہ اس نے اور آدمیوں سے مل کر خانہ کعبہ میں حضرت علی کے خلاف ایک معاہدہ طے کیا تھا کہ خلافت حضرت علی تک ہرگز نہیں جانے دی جائے گی۔ ان لوگوں نے یہ معاہدہ رسول اللہ صلعم کی زندگی میں طے کیا تھا۔ تفصیل کے لئے کتاب سلیم بن قیس کوفی متوفی حدود ۸۰ھ ہجری صحابی امیر المومنین ملاحظہ ہو۔ ۱۲ مترجم

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے مشابہت رکھنے والے حضرات

جعفر طیار، حسن بن علی۔ قثم بن عباس۔ ابوسفیان بن حارث بن عبدالمطلب ہاشم بن عبدالمطلب مسلم بن معتب بن ابی لہب

آپ کے ساتھ مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کرنے والے حضرت ابوبکر اور عامر بن فہیرہ اور ان کا راہنما عبداللہ بن اریقط تھا۔ رسول اللہ صلعم نے حضرت علی کو مکہ میں امانتیں واپس کرنے کے لئے چھوڑ دیا تھا جب آپ نے امانتیں واپس کر دیں۔ تو تنہا ہی سفر طے کر کے آنحضرت صلعم سے آملے۔

آنحضرت صلعم کے خدام آزادوں میں سے انس اور ہند اور اسماء۔ یہ دونوں خارجہ اسلمیہ کی بیٹیاں تھیں ابو الحمراء اور ابو خلف

آنحضرت کے حجام خزاعی عبداللہ بن حدرد۔ خراش بن امیہ خزاعی نے حدیبیہ میں آنحضرت صلعم کے سر کے بال تراشے۔

آنحضرت صلعم کے شعراء

۱۔ کعب بن مالک۔ ۲۔ عبداللہ بن رواحہ ۔۳۔ حسان بن ثابت ۔۴۔ نابغہ جعدی۔ ۵۔ کعب بن زہیر۔ ۶۔ قیس بن صرمہ۔ ۷۔ لبید۔ ۸۔ ابن زبعری۔ ۹۔ امیہ بن صلت ۱۰۔ عباس بن مرداس ۱۱۔ طفیل غنوی۔ ۱۲۔ کعب بن نمط۔ ۱۳۔ مالک بن عوف ۱۴۔ قیس بن بحر اشجعی۔ ۱۵۔ عبداللہ بن حرب اسہمی۔ ۱۶۔ ابو دہبل جمحی۔ ۱۷۔ بجیر بن ابی سلمی۔

اعشیٰ شاعر مکہ میں آیا۔ اور قریش نے اس سے کہا کہ محمد نے شراب اور زنا کو حرام کر دیا ہے۔ جب وہ واپس جانے لگا۔ تو اونٹ سے گر کر مر گیا۔

آنحضرت صلعم کی برائی بیان کرنے والے شعراء ۔۱۔ ابن زبعری سہمی جو بعد میں تائب ہوگیا تھا ہبیرہ بن ابی وہب مخزومی مسافع بن عبد مناف جمحی۔ عمرو بن عاص۔ امیہ بن صلت ثقفی۔ اور ابوسفیان بن ابی حرث۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے مال اور غلام

گھوڑے (۱) ورد۔ تمیم داری نے آپ کی خدمت میں پیش کیا۔ ۲۔ طرب۔ اس کا نام اس کی خوبصورت آواز کی وجہ سے پڑا تھا۔ ۳۔ لزاز۔ مقوقس بادشاہ نے بطور ہدیہ کے پیش کیا۔ ۴۔ مرتجز۔ ۵۔ سکب۔ یہ

پہلا گھوڑا تھا جس پر آنحضرت صلعم نے سواری کی۔ اور اس پر سوار ہو کر جنگ احد میں جہاد کیا۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ اس کا نام جدید الفلاح تھا۔ (۶) یعسوب (۷) بحتہ (۸) ذو العقاب (۹) ملاوح ایک روایت میں اس کا نام مراوح ہے۔

خچر ۔ دلدل یہ مقوقس بادشاہ نے آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ پیش کیا۔ رسول اللہ صلعم نے دلدل کو حضرت علیؑ کے حوالے کر دیا تھا۔ پھر دلدل امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے پاس رہا۔ یہ بوڑھا ہو کر اندھا ہو گیا تھا۔ یہ اسلام میں پہلا خچر ہے جس پر سواری کی گئی۔

۲۔ فروۃ بن جذامی نے ایک خچر آپ کی خدمت میں بطور ہدیہ کے پیش کیا جس کا نام نفقہ تھا۔

گدھے ۔ یعفور کو مقوقس نے دلدل کے ساتھ بطور ہدیہ کے آنحضرت صلعم کی خدمت میں پیش کیا۔

عفیر کو فروہ جذامی نے نفقہ کے ساتھ بطور ہدیہ کے پیش کیا۔

اونٹ ۔ عضباء جس کے آگے کوئی سواری نہیں بڑھ سکتی تھی۔ ۱۔ ۲۔ جدعا۔ ۳۔ قصواء۔ ۴۔ ایک روایت میں اس کا نام قصواء آیا ہے۔ یہی وہ اونٹ ہے جس کو آنحضرت صلعم نے ابوبکر سے چار سو درہم میں خریدا تھا۔ اور اس پر سوار ہو کر ہجرت کی تھی۔ ۴۔ صہباء۔ ۵۔ بغوم۔ ۶۔ غیم۔ ۷۔ نوق۔ ۸۔ بردۃ آنحضرت صلعم کی دودھ والی اونٹنیاں تعداد میں (۲۰) تھیں جن کو ہر رات دو بڑی مشکوں میں بسا اوقات تھے اور آنحضرت صلعم کی عورتوں میں دودھ تقسیم کرتے تھے۔ ان اونٹنیوں کے نام یہ ہیں۔ ۱۔ مہرۃ۔ ۲۔ شقرا ۳۔ ریا۔ ۴۔ جبار۔ ۵۔ سمرا۔ ۶۔ عریس۔ ۷۔ سعدیہ۔ ۸۔ بغوم۔ ۹۔ یسیرہ۔ ۱۰۔ بردہ۔

دودھ دینے والی بکریاں سات تھیں۔ جن کو ام ایمن کے بیٹے چرایا کرتے تھے۔ وہ یہ ہیں۔ ۱۔ عجوۃ ۲۔ زمزم۔ ۳۔ سقیا۔ ۴۔ برکتہ۔ ۵۔ ورسہ۔ ۶۔ اطلال۔ ۷۔ اطراف (بکریوں کی کل تعداد ایک سو تھی)

باغات۔ مخریق بنو نضیر کا عالم آدمی تھا۔ یہ شخص اسلام لایا اور رسول اللہ صلعم کی معیت میں رہ کر جہاد کیا۔ اس نے اپنے مال کی وصیت رسول اللہ کے حق میں کی۔ اس کے سات باغ تھے وہ یہ ہیں "میثب ۲۔ صافیہ۔ ۳۔ حسنی۔ ۴۔ برقہ۔ ۵۔ عواف۔ ۶۔ کلاء۔ ۷۔ مشربہ ام ابراہیم۔

علاقہ جات مال بنو نضیر خیبر اور فدک۔ رسول اللہ صلعم نے فدک جناب فاطمہ کو دے دیا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے جناب فاطمہ کے حق میں فدک کو ونف کر دیا تھا۔ آپ مال غنیمت کا خمس لیا کرتے۔ بکریوں کے مال غنیمت میں سے تقسیم سے پہلے جس کو پسند کرتے اپنے لئے لے

کرتے۔ مسلمانوں کے ساتھ آپ کا حصہ ایک آدمی کے برابر ہوتا تھا۔ مال انفال بھی آپ کا حصہ ہوتا تھا۔
ام ایمن باپ کے میراث کے طور پر آپ کے پاس آئیں۔ آنحضرت صلعم نے اسے آزاد کر دیا تھا
اور ورثہ میں پانچ اونٹ اور گلہ بکریوں کا اور ایک تلوار ملی۔
آنحضرت صلعم کی تلواریں۔ ذوالفقار۔ مخذم اور رسوب تھی۔ یہ آپ کو باپ کے ورثہ میں ملی تھی۔
عضب نامی تلوار آپ کو سعد بن عبادہ نے دی تھی۔ بنو قینقاع سے ایک شمشیر آپ کو ملی تھی۔ آنحضرت
صلعم کے پاس ایک نیزہ تھا جس کا نام مستوفی تھا۔ آپ کے پاس ایک چھتر تھا جس کو تنی کہتے تھے۔ یہ
آپ کی خدمت میں نجاشی بادشاہ نے بھیجا تھا۔
ایک روایت میں ہے کہ نجاشی نے چھتر زبیر کو دیا تھا۔ جب زبیر رسول اللہ صلعم کے پاس آیا۔ تو اس
نے یہ چھتر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں پیش کر دیا جس کو عید کے دن رسول اللہ صلعم کے سامنے بلال
اٹھائے رہتے تھے۔ اور جب آپ سفر میں تشریف لے جاتے تھے۔ تو وہ بھی آپ کے ساتھ ہوتا تھا۔
اور وہ آنحضرت کے سامنے گاڑھ دیا جاتا تھا۔ اور آپ کھڑے ہو کر نماز پڑھتے تھے۔
ایک روایت میں ہے۔ کہ اس چھتر کو موذن خلفا کے سامنے اٹھائے رہتے تھے۔
آپ کی زرہیں ایک کا نام ذات الفضول تھا۔ جسے سعد بن عبادہ نے دیا تھا۔ ایک زرہ کا نام فضہ تھا۔
دو زرہیں بنو قینقاع کے ہاتھ لگی تھیں ایک کا نام سعدیہ اور دوسری کا نام وشاح تھا۔
ایک اور روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلعم کے پاس داؤدی کی زرہ تھی۔ جس کو حضرت داؤدؑ نے
قتل جالوت کے وقت زیب تن کیا تھا
ایک ڈھال تھی جس کو زلوق کہتے تھے۔ ایک اور ڈھال تھی جس پر مینڈھے کا سر بنا ہوا تھا۔ اللہ نے
اسے مٹا دیا۔ ایک ترکش تھا جس کا نام کافورہ تھا جب آپ مکہ میں داخل ہوئے۔ تو آپ مکہ میں داخل ہوتے
تو آپ کے سر پر خود تھا جس کو سبوح کہا جاتا ہے۔
ایک جھنڈا تھا جس کا رنگ سفید تھا۔ ایک تازیانہ تھا جس کو ممشوق کہا جاتا تھا۔ ایک چمڑے کا پٹکا
تھا جس پر چاندی کے تین حلقے بنے ہوئے تھے۔ ایک پتھر کا پیالہ تھا جس کو مخضب کہتے تھے ایک شیشے
کا پیالہ تھا۔ ایک تانبے کا نہانے کا برتن تھا۔ ایک چادر، ایک کاسہ، ایک چاندی کی انگوٹھی جس پر محمد رسول
اللہ کا لفظ کندہ تھا۔ دو سیاہ موزے جو نجاشی بادشاہ نے بطور تحفہ کے بھیجے تھے۔

بی بی عائشہ سے روایت ہے ۔ کہ آنحضرت صلعم کا وہ بچھونا جس پر آپ نیند کرتے تھے ۔ وہ چمڑے کا تھا اور اس میں کھجور کی چھال بھری ہوئی تھی ۔ ایک لحاف تھا جو سرخ یا زعفرانی رنگ کا رنگا ہوا تھا ۔ جمعہ کے روز سرخ چادر اور عمامہ سحاب پہنا کرتے تھے ۔ فتح مکہ کے روز جب مکہ میں داخل ہوئے تو آپ کے سر مبارک پر سیاہ عمامہ تھا ۔ آپ کے پاس ایک تھیلہ تھا جس میں چار چیزیں موجود تھیں ہاتھی دانت کی کنگھی ۲ ۔ سرمہ دانی ۔ ۳ ۔ مقراض ۔ ۴ ۔ اور مسواک ۔

جس روز آپ کا انتقال ہوا ۔ تو آپ نے دس کپڑے چھوڑے ۔ ایک جبہ کا کپڑا ۔ ایک یمانی چادر کپڑے سماری ۔ ایک قمیص طولی ۔ ایک جبہ تنی ایک سفید چادر ۔ چند چھوٹی ٹوپیاں ۔ تین یا چار ۔ آپ کی چادر کا طول تین بالشت تھا ۔ آپ نے اسی یمنی موٹی چادر میں انتقال کیا ایک اور چادر تھی جس کو عبدہ کہتے تھے ۔ ایک تخت تھا جس کو اسعد بن زرارہ نے پیش کیا ۔

ایک منبر تھا جس کی تین سیڑھیاں تھیں ۔ جسے میمون نجار نے بنایا تھا ۔ مسجد بغیر مینارہ کے تھی ۔ بلال زمین پر کھڑے ہو کر اذان دیا کرتے تھے ۔ اصحاب رسول کا شعار یا تویا منصور امت تھا ۔ آنحضرت صلعم نے مغر قبیلہ کی شاخ مزینہ سے کہا تمہارا شعار کیا ہے ۔ انہوں نے کہا حرام ۔ آپ نے فرمایا ۔ تمہارا شعار حلال ہے ۔ مہاجرین کا شعار احد کی لڑائی کے روز ۔ یا بنی عبد اللہ خزرج کا شعار ۔ یا بنی عبد الرحمٰن اور اوس کا یا بنی عبد اللہ تھا ۔

آنحضرت صلعم کے غلام سلمان فارسی ۔ زید بن حارثہ ۔ اسامہ بن زید ۔ ابو رافع اسلم ۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ کا غلام بندو یہ عجمی تھا عباس نے آنحضرت صلعم کو بخش دیا تھا ۔ اور آپ نے اس کو آزاد کر دیا تھا جب آنحضرت صلعم کو عباس کے اسلام لانے کی بشارت دی گئی ۔ تو آپ نے عباس سے سلمٰی کی شادی کر دی ۔ جس سے عباس کے فرزند عبید اللہ پیدا ہوئے ۔ جو امیر المومنین کے کاتب تھے ۔ بلال حبشی ، صہیب رومی ۔ سفینہ جس کا نام مفلح اسود تھا ۔

ایک روایت میں ہے کہ ثوبان بھی ام سلمہ کے پاس تھے ۔ آنحضرت صلعم نے اس کو آزاد کر دیا تھا ۔ اس بات پر ام سلمہ نے نبی صلعم کی خدمت کرنے کی شرط باندھی تھی ۔ ثوبان حمیری کو رسول اللہ صلعم نے خریدا تھا اور آزاد کر دیا ۔ یہ شخص رسول اللہ صلعم اور آپ کی اولاد کی خدمت میں معاویہ کی حکومت کے زمانے تک رہا ۔ یسار نوبی یہ جو وہ بنو ثعلبہ میں گرفتار ہوا ۔ اور رسول اللہ صلعم نے اس کو آزاد کر دیا تھا جو عرنیوں نے اس

کو قتل کر دیا تھا۔ شقران جن کا نام صالح بن عدی حبشی ہے۔ جو رسول اللہ صلعم کو باپ کی وراثت میں ملا تھا۔ یہ رائے کے کسانوں کی اولاد میں سے تھا۔

مدعم حبشی جس کو فروۃ بنت عمرو جذامی نے بطور ہدیہ کے پیش کیا تھا۔ ابو مویہبہ جو قبیلہ مضر کی شاخ مزینہ میں سے تھا۔ آنحضرت نے اس کو آزاد کر دیا تھا۔ ابو کبشہ جس کا نام سلیم تھا۔ اور یہ سرزمین دوس یا مسکہ کا رہنے والا تھا۔ آنحضرت صلعم نے اسے بھی آزاد کر دیا تھا۔ حضرت عمر کی خلافت کی جانشینی کے پہلے روز انتقال کر گیا تھا۔

ابوبکرہ شام جس کا نام نفیع تھا۔ یہ صبح کے وقت طائف کے قلعہ پر ظاہر ہوا۔ اور آ کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آیا آپ نے اسے آزاد کر دیا تھا۔

ابو یہو جس کا نام رباح اور حبشی تھا۔ ابو لبابہ قرظی آنحضرت صلعم نے اسے خریدا اور آزاد کر دیا تھا۔

فضالہ کو رفاعہ بن زید جذامی نے آنحضرت صلعم کو بخش دیا تھا۔ یہ وادی قریٰ میں قتل ہوا۔

انبسہ بن کردی مجمی جو بدر کی لڑائی میں مارا گیا۔ روایت ہے کہ حضرت ابوبکر کی خلافت کے زمانے میں انتقال کر گیا تھا۔ کرکرہ کو کسی نے بطور ہدیہ کے پیش کیا تھا۔ اور آنحضرت صلعم نے اسے آزاد کر دیا تھا۔ روایت ہے کہ یہ غلامی کی حالت میں مر گیا تھا۔

ابو ضمرہ حرب کی غنیمت میں رسول اللہ صلعم کے ہاتھ آیا۔ ایک روایت میں ہے کہ ام سلمہ نے اسے رسول اللہ صلعم کی خاطر خریدا تھا۔ اور آنحضرت صلعم نے اسے آزاد کر دیا۔ ایک دوسری روایت ہے کہ یہ شخص ہدیہ شیرازی تھا۔ جو گشتاسب بادشاہ کا لڑکا تھا۔ اسلم اصغر رومی، حبشہ حبشی۔ ماہر کو مقوقس نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں بطور ہدیہ کے پیش کیا تھا۔ ابو تابجت۔ ابو نیرز۔ ابو سلمی، ابو عسیب۔ ابو رافع اصغر، ابو سقط۔ ابو البشر۔ مہران، عبید، افلح، یرفع اور یسار الاکبر۔

آپ کی لونڈیاں۔ حارثہ بنت سمعون جسے حبشہ کے بادشاہ نے بطور ہدیہ کے پیش کیا تھا۔ سلمٰی رضیہ۔ ام ایمن جس کا نام برکہ تھا۔ اسلمہ۔ امۃ اللہ مویہبہ۔ ایک روایت ہے۔ کہ یہ دونوں آنحضرت صلعم کے غلام تھے۔ لونڈیاں نہیں تھیں۔ اور ایک حبشی غلام بھی تھا جس کا نام بابور تھا۔

رسول اللہ صلعم کے حالات اور تاریخ

ایام تشریق میں جمرہ عقبہ وسطی کے نزدیک عبداللہ بن عبدالمطلب کے گھر میں حاملہ ہوئیں۔ بوقت

عام الفیل بروز جمعہ ۱۷ ربیع الاول اصحاب فیل کی ہلاکت کے ۵۵ سال بعد مکہ میں پیدا ہوئے۔ اہل سنت کے نزدیک ۱۲ یا دس ربیع الاول کو بروز سوموار پیدا ہوئے۔ نوشیرواں بادشاہ کی سلطنت کے ابھی سات سال باقی تھے۔ روایت ہے کہ ہرمز کی سلطنت کے آٹھ سال باقی تھے۔ بادشاہ عرب عمرو بن ہند کی سلطنت کو ختم ہوئے آٹھ سال گزر گئے تھے۔

"تاریخ طبری میں ہے کہ نوشیرواں کی سلطنت کا ۴۲ سال تھا۔ یہی بات صحیح ہے۔ کیونکہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ نوشیرواں بادشاہ عادل کے زمانے میں پیدا ہوا۔

کلینی نے کہا کہ آنحضرت شعب ابوطالب میں محمد بن یوسف کے گھر کے انتہائی کونے میں اندر کی جانب پیدا ہوئے۔ طبری نے کہا ہے کہ آپ محمد بن یوسف کے گھر میں پیدا ہوئے جو حجاج بن یوسف کا بھائی تھا۔ اس نے اس گھر کو عقیل سے خرید اتھا اور اسے اپنے گھر میں شامل کر لیا تھا۔ پھر خیزران نے اس حصے کو نکال کر باہر کر دیا۔ اور وہاں ایک مسجد کی تعمیر کی جس میں لوگ نماز پڑھتے ہیں۔

ابو عبداللہ طرابلسی نے کہا کہ رسول اللہ محمد بن یوسف کے گھر میں پیدا ہوئے حضرت دو ماہ کے تھے کہ آپ کے والد ماجد کا انتقال ہو گیا۔ واقدی نے کہا کہ آپ اس وقت سات ماہ کے تھے۔ طبری نے کہا کہ حضرت کے والد کا انتقال مدینہ میں ہوا۔ اور آپ نابغہ کے گھر میں دفن ہوئے۔ ابن اسحاق نے کہا کہ آپ کے والد اس وقت انتقال کر گئے۔ جب کہ آپ کی والدہ حاملہ تھیں۔ اور چار سال کی عمر میں آپ کی والدہ کا انتقال ہو گیا۔ کلینی نے کہا کہ آپ کی والدہ کے انتقال کے وقت آپ کی عمر صرف اٹھارہ ماہ تھی۔ محمد بن اسحاق نے کہا آپ کی والدہ نے بمقام ابوا مکہ جاتے ہوئے انتقال کیا۔ اس وقت آپ چھ ماہ کے تھے۔ آپ کی پرورش عبدالمطلب نے کی آپ آٹھ سال دو ماہ دس دن کے تھے۔ کہ عبدالمطلب کا انتقال ہو گیا۔ آنحضرت صلعم سے متعلق ابوطالب سے وصیت کی اور ابوطالب نے آپ کی پرورش کی۔

کتاب العروس اور تاریخ طبری میں تحریر ہے کہ ثویبہ ابولہب کی لونڈی نے آپ کو اپنے بیٹے مسروح کے ساتھ چند دن دودھ پلایا۔ یہ ہجرت کے ساتویں سال مسلمان ہو کر مر گئیں۔ اس کا بیٹا مسروح اس سے پہلے مر گیا تھا۔ پھر آپ کو حلیمہ سعدیہ نے دودھ پلایا۔ آپ ان لوگوں میں پانچ سال رہے۔ آنحضرت صلعم سے پہلے حمزہ کو اور آپ کے بعد ابو سلمہ مخزومی کو دودھ پلایا۔ جب ابوطالب آپ کو تجارت کی طرف لے گئے۔ تو اس وقت آپ کی عمر نو سال کی تھی یا ایک روایت ہے کہ آپ کی عمر بارہ سال تھی۔ جب جناب خدیجہ

لے کر تجارت کی غرض کے لئے شام کی طرف تشریف لے گئے تو اس وقت آپ کی عمر پندرہ سال کی تھی چند ماہ بعد آنحضرت صلعم نے جناب خدیجہ کبریٰ سے عقد نکاح کیا۔

محمد بن یعقوب کلینی نے کہا کہ جب آپ نے خدیجہ سے نکاح کیا تو بیس سال سے اوپر آپ کی عمر تھی چوبیس سال کچھ ماہ خدیجہ کے ساتھ رہے جب کعبہ کی دوبارہ تعمیر ہوئی۔ اور حجر اسود کے رکھنے کے جھگڑے کے بارے میں قریش آپ کے فیصلے پر متفق ہوئے۔ تو اس وقت آپ کی عمر ۳۵ سال تھی۔

ابن عباس اور انس سے روایت ہے کہ بروز پیر، ۲۷ رجب کو اللہ تعالیٰ نے آپ کو وحی کی اس وقت آپ کی عمر چالیس سال تھی [1] ابن مسعود نے ۴۱ سال بیان کی ہے۔ ابن مسیب اور ابن عباس نے کہا ۴۳ سال، اور ربیع الاول کی گیارہ تاریخ تھی۔

روایت ہے کہ دس ربیع الاول کی تاریخ تھی۔ روایت ہے کہ آپ اللہ تعالیٰ کے فرمان شہر رمضان الذی انزل فیہ القرآن کی رو سے ماہ رمضان میں مبعوث برسالت ہوئے۔

قرآن کے نزول کی ابتداء ماہ رمضان کی ۱۷، ۱۸ تاریخ کو شروع ہوئی۔ ابن عباس نے کہا کہ ۲۴ تاریخ تھی۔

ابو جلید سے روایت ہے کہ آپ نے لوگوں کو دعوت دی۔ ابوطالب نے آپ کی نصرت کی۔ خدیجہ۔ علی اور زید اسلام لے آئے دو سال بعد آپ کو معراج ہوئی۔

"روایت ہے کہ ایک سال چھ ماہ طائف کی واپسی کے بعد آپ کو معراج ہوئی۔"

حلبی نے ابو عبداللہ سے روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ کو خوف کی وجہ سے مکہ میں پانچ سال چھپاتا رہا۔ آپ اپنا کھلم کھلا اظہار نبوت نہیں کرسکتے تھے۔ حالانکہ علی اور خدیجہ آپ پر ایمان لاچکے تھے پھر اللہ تعالیٰ نے آپ کو اعلانیہ اعلان نبوت کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے بھی اپنے ایمان کا اظہار کیا اور آنحضرت صلعم نے بھی اعلان نبوت کردیا۔ آپ کی نبوت کے اعلان کے ۹ سال آٹھ ماہ بعد حضرت ابوطالب وفات پاگئے یہ واقعہ شعب سے نکلنے کے دو ماہ بعد کا ہے۔

واقدی کا بیان ہے کہ یہ لوگ شعب سے ہجرت سے تین سال پہلے نکلے تھے۔ اسی سال

---

[1] چالیس سال کی عمر میں وحی نازل ہوئی یہ غلط ہے کہ آپ کو چالیس سال کے بعد نبوت ملی۔ آپ ماں کے شکم میں بھی نبی تھے۔ "النبی نبیاً ولوکان صبیاً" ساعتہم

ابوطالب کا انتقال ہوگیا آپ کے انتقال کے چھ ماہ بعد جناب خدیجہ وفات پاگئیں آنحضرت صلعم کی عمر اس وقت ۴۹ سال آٹھ ماہ چوبیس دن تھی۔ ایک طور روایت ہے کہ ۴۹ سال چھ ماہ اور کچھ دن تھی۔
ابوعبداللہ نے کتاب المعرفہ میں تحریر کیا ہے کہ جناب خدیجہ کا انتقال حضرت ابوطالب کی وفات کے تین دن بعد ہوا۔ کتاب المعرفہ میں نسوی سے روایت ہے کہ خدیجہ مکہ میں ہجرت سے پہلے نماز جنازہ کی فرضیت سے پہلے وفات پاگئیں۔ اس سال کا نام سال غم ہے۔

خدیجہ کے انتقال کے بعد آپ تین ماہ مکہ میں قیام فرما رہے آپ نے اپنے اصحاب کو حبشہ کی طرف ہجرت کا حکم دیا۔ آپ کے اصحاب کی ایک جماعت نے اپنے اہل وعیال کے ساتھ ہجرت کی تھی یہ نبوت کے اعلان کے پانچویں سال کے بعد کا واقعہ ہے جب ابوطالب کا انتقال ہوگیا۔ تو آپ طائف تشریف لے گئے اور وہاں چند ماہ قیام فرما ہوئے۔ اور آپ کے ساتھ زید بن حارث تھا پھر آپ مکہ میں تشریف لائے۔ یہاں ایک سال چھ ماہ مطعم بن عدی کے پڑوس میں رہے حج کے زمانہ میں قبائل کو دعوت دیتے تھے۔
بیعت عقبہ اولیٰ منیٰ میں واقع ہوئی آنحضرت صلعم کی بیعت کرنے والے پانچ آدمی قبیلہ خزرج اور ایک آدمی اوس کا تھا۔ ان لوگوں نے اپنی خفیہ بیعت کی تھی۔ بیعت کرنے والے حضرات حسب ذیل ہیں۔

۱۔ جابر بن عبداللہ۔ ۲۔ ثعلبہ بن عامر بن حزام، عوف بن حارث۔ ۴۔ حارثہ بن ثعلبہ۔ ۵۔ مرثد بن اسعد۔ ۶۔ ابوامامہ ثعبہ بن عمرو۔ روایت ہے کہ یہ اسعد بن زرارہ ہیں۔

جب لوگ مدینہ میں چلے گئے تو انہوں نے آنحضرت صلعم کا حال بیان کیا۔ قرآن کی تلاوت کی۔ اور آنحضرت صلعم کی تصدیق کی۔ اگلے سال ان حضرات کے ساتھ مکہ میں چھ آدمی آئے۔ انہوں نے بیعت کی۔ یہ بیعت عقبہ ثانیہ کہلاتی ہے۔ وہ چھ آدمی یہ ہیں۔

۱۔ ابوہیثم بن تیہان۔ عبادہ بن صامت۔ ذکوان بن عبداللہ۔ نافع بن مالک بن عجلان۔ عباس بن عبادہ بن فضلہ۔ اور یزید بن ثعلبہ جو عباس بن عبادہ کے حلیف تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ مسعود بن حارث اور عویم بن ساعدہ بھی تھے۔ جو ان حضرات کے حلیف تھے۔ آنحضرت صلعم نے ان حضرات کے ساتھ مصعب بن عمیر کو بھیجا۔ یہ لوگ اسعد بن زرارہ کے گھر میں اترے۔ لوگ ان کے پاس جمع ہوئے۔ اور اسلام لائے۔ امیہ بن زید خطمہ وائل اور واقف مسلمان نہ ہوئے یہ جنگ بدر، احد، اور خندق کے بعد اسلام لائے۔

پھر اگلے سال اوس اور خزرج کے ستر آدمیوں اور دو عورتوں نے اسلام قبول کیا۔ آنحضرت صلعم نے ان

کے بارہ آدمیوں کو چن کر ان کو قوم کا نقیب بنایا۔ نو آدمی خزرج کے اور تین آدمی اوس کے تھے۔ خزرج کے آدمی یہ تھے۔ جن کو آنحضرت صلعم نے نقیب بنایا۔

۱۔ اسعد، ۲۔ جابر، ۳۔ براء بن معرور، ۴۔ عبداللہ بن حرام ۵۔ سعد بن عبادہ ۶۔ منذر بن عمر، عبداللہ بن رواحہ۔ سعد بن ربیع۔ اور نوافل میں سے عبادہ بن صامت تھے۔ اوس میں سے ابی ہیثم اسید بن حضیر اور سعید بن خیثمہ نقیب تھے۔ آنحضرت صلعم نے اِدھر اُدھر کے علاقہ جات میں اپنے ایلچی روانہ کئے۔ وفود ان لوگوں کی طرف بھیجے گئے۔ بنو سلیم جن میں عباس بن مرداس بھی شامل تھا۔ بنو تمیم کی طرف جن میں عطارد بن حاجب بن زرارہ بھی شامل تھا۔ بنو عامر بن طفیل اور اربد بن قیس کی طرف، بنو سعد بن بکر کی طرف جن میں صمام بن ثعلبہ عبدالقیس اور جارود بن عمر بھی شامل تھا۔ بنو حنیفہ کی طرف جن میں مسیلمہ کذاب بھی شامل تھا۔ قبیلہ طے کی طرف جن میں زید خیل اور عدی بن حاتم بھی شامل تھا۔ زبید کی طرف جن میں عمرو بن معدی کرب بھی شامل تھا۔ بنو کندہ کی طرف جن میں اشعث بن قیس شامل تھا۔ اہل نجران کی طرف جن میں سید، عاقب اور ابوالحارث شامل تھا۔ اور ازد بھی قبیلہ حمیر نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں اپنے اسلام لانے کی خبر دی۔ فروہ جذامی نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں اپنے اسلام لانے کے متعلق اپنا قاصد بھیجا۔ آنحضرت صلعم نے بنو حارث بن کعب کی طرف بھی وفد بھیجا۔ جن میں قیس بن حصین اور یزید بن عبد مدان بھی شامل تھا۔ بنو ثقیف کی طرف وفد بھیجا جن کا سردار عبدیالیل تھا۔ بنو اسد اور بنو اسلم کی طرف بھی وفد بھیجے گئے۔ رسول اللہ صلعم کی عمر جب ۵۳ سال کی ہو گئی۔ تو آپ نے مدینہ کی طرف ہجرت فرمائی اور اپنے اصحاب کو بھی ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ آپ غار میں تین روز قیام فرمایا ہے تاکہ آپ کو گرفتار کرنے والا اپنے ارادے میں ناکام رہے

روایت ہے کہ آپ نے چھ روز غار میں قیام کیا۔ ۱۲ ربیع الاول روز دوشنبہ کو مدینہ میں تشریف لائے۔ روایت ہے کہ ۱۱ ربیع الاول کی تاریخ تھی۔ اس سے سنہ ہجری کی بنیاد پڑی۔ مگر تاریخ میں اس کا آغاز محرم الحرام سے شروع ہوا تھا۔ میں کلثوم بن ہدم کے گھر میں قیام فرمایا۔ پھر تین دن خیثمہ ادمی کے گھر میں رہے

ایک روایت ہے کہ حضرت علی اور اہل بیتؑ کے پہنچنے تک بارہ دن قبا میں کیا۔ مدینے والے ہر روز آنحضرت صلعم کے استقبال کے لئے آتے۔ اور پھر مڑ کر مدینے جاتے۔ آنحضرت صلعم نے ان لوگوں

کی خاطر قبا میں مسجد کی بنیاد رکھی۔ جمعہ کے روز مدینہ منورہ کی طرف تشریف لے چلے۔ مدینہ میں قیام
فرمایا۔ اور بطن وادی کی مسجد میں نماز پڑھی۔ فسوی نے اپنی تاریخ میں تحریر کیا ہے کہ آپ نے مدینہ
میں سب سے پہلی نماز عصر کی نماز ادا کی۔ پھر آپ نے ابو ایوب کے گھر میں نزول اجلال فرمایا۔ جب آپ
کی ہجرت کو ایک ماہ اور چند دن ہو گئے تو آپ نے نماز مقیم ادا کی۔ آٹھ ماہ گذرنے کے بعد آپ نے
مومنین میں بھائی چارہ قائم کیا۔ اور اذان دینے کا طریقہ مقرر کیا۔ جب حضرت نبی اکرم صلعم کی ہجرت کو ایک سال
دو ماہ اور ۲۷ دن گذر گئے تو آپ نے فاطمہ سے علی کی شادی کر دی
روایت ہے کہ آپ نے مدینہ میں آنے کے ایک سال بعد فاطمہؑ کی شادی علیؑ سے کر دی تھی۔
امام حسن علیہ السلام نے کہا کہ آنحضرت صلعم پہ قرآن مجید اٹھارہ سال اترتا رہا۔ آٹھ سال مدینہ میں
اور دس سال مکہ میں۔
شعبی نے کہا کہ آنحضرت صلعم پر قرآن بیس سال کے عرصہ میں نازل ہوتا رہا۔
امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ تحویل کعبہ کا حکم کب ہوا؟ آپ نے فرمایا کہ آنحضرت
صلعم کی بدر سے واپسی کے بعد۔ انس نے کہا کہ یہ حضرات صبح کی نماز میں رکوع کی حالت میں دخانہ کعبہ کی طرف
پھر گئے تھے۔
بخاری اور واقدی نے تحریر کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم کے مدینہ میں تشریف لانے کے بعد ۱۶ ماہ
تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے رہے۔
بخاری نے تحریر کیا ہے کہ نبی صلعم نے اعلان نبوت سے قبل اور بعد اعلان نبوت حج ادا کیا لیکن
نہیں تعداد کے متعلق معلوم نہیں ہو سکا۔ ہجرت کے بعد صرف حجۃ الوداع کے علاوہ اور کوئی حج نہیں
کیا۔ جابر انصاری سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے حج سے پہلے دو حج ادا کئے۔ اور حجۃ الوداع کا حج
ادا کیا۔ علا بن اذین اور عمرو بن یزید ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے
بیس حج ادا کئے تھے۔ طبری ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلعم چار عمرے بجا لائے
۱۔ عمرہ حدیبیہ ۔ ۲۔ عمرہ قضا ۔ ۳۔ عمرہ جعرانہ اور ۔ ۴۔ وہ عمرہ جس میں آپ نے حج ادا کیا۔
معاویہ بن عمار امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے تین مختلف
عمرے ادا کئے تھے۔ پھر آپ نے عمرہ حدیبیہ، قضا اور جعرانہ کا ذکر کیا۔ آپ نے مدینہ میں دس سال قیام

کیا۔ پھر آخری حج ادا کیا۔ غدیر خم کے مقام پر حضرت علیؑ کو (لوگوں کا) امام مقرر کیا۔

جب رسول اللہ صلعم مدینہ میں آئے تو آپؐ نے اسامہ بن زید کو حکم دیا۔ کہ وہ اپنے باپ کے قاتل کا ارادہ کریں۔ اسامہ رئیس لشکر تھا۔ اور آپ کی ماتحتی میں ابو بکر، عمر اور ابو عبیدہ تھے۔ جب اسامہ بمقام جرف پہنچے تو رسول اللہ صلعم کی بیماری میں اضافہ ہوگیا۔ اور رسول اللہ صلعم نے بیماری کے دوران کئی دفعہ فرمایا۔ اسامہ کے لشکر کو بھیجو۔ جب سال ۱۱ ہجری داخل ہوا۔ آپ نے محرم میں مدینہ میں قیام فرمایا۔ اور کئی روز بیمار رہ کر ۲۸ صفر بروز پیر انتقال کیا۔ روایت ہے۔ کہ ۱۲ ربیع الاول بروز جمعہ انتقال کیا۔ مدینہ میں تشریف لانے اور آپ کی وفات تک کا عرصہ دس سال ہوتا ہے۔ سورج غروب ہونے سے پہلے انتقال فرما گئے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ اس وقت آپ کی عمر ۶۳ سال کی تھی۔ آپ کو حضرت علی علیہ السلام نے آپ کی وصیت کے مطابق غسل و کفن دیا (اہل سنت کی روایت کے موجب) آپ کی نعش تین روز تک دفن نہ ہو سکی۔ اور لوگ آپ پر نماز جنازہ پڑھتے تھے [۱]

آنحضرت صلعم کی قبر مبارک ابو طلحہ زید بن سہل انصاری نے تیار کی۔ اور حضرت علی علیہ السلام نے آپ کو سپرد خاک کیا۔ حضرت علی علیہ السلام کی امداد عباس۔ فضل اور اسامہ نے کی۔

انصار نے بلند آواز سے کہا۔ اے علی! ہم تمہیں اللہ یاد دلاتے ہیں۔ آج ہمارا بھی رسول اللہ صلعم کے بارے میں حق ہے۔ کہ آپ کے دفن کرنے میں ہم میں سے بھی کسی آدمی کو شامل فرمایئے۔ فرمایا اوس بن خولی قبر میں اتر آئے۔ جب اس نے رسول اللہ صلعم کو قبر میں رکھ دیا۔ تو حضرت علیؑ نے فرمایا۔ باہر نکل جاؤ۔ اور قبر کو ہموار شکل میں بنادو۔

فصل

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج

الحمد للہ العلی الاعلی الوفی الادنی المولی الاولی۔ رب الاخرۃ والاولی خالق السموٰت العلی ومبدع الارضین السفلی لہ الاخرۃ والاولی الذی خلق

---

[۱] نماز جنازہ سے مراد آپ کے پاس حجرہ میں چار پانچ آدمی آتے اور آپ پر درود و سلام پڑھتے ۱۲۔

نسوی والذی قدر فهدی، والذی اخرج المرعیٰ فجعله غثاء احویٰ۔ بعث محمداً صلی
الله علیه واله ذی النعمة العظمیٰ والمحبة الکبریٰ الهادی الی الطریقة المثلیٰ
الداعی الی الخلیفة الحسنیٰ وجعله خیر الخلق مابین الثریا والثریٰ ورفعه الی اسماء
من ام القریٰ بقوله بسم الله الرحمن الرحیم سبحان الذی اسریٰ بعبدہٖ
لیلاً من المسجد الحرام الی المسجد الاقصیٰ۔

لوگوں نے معراج کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ خوارج اس کے منکر ہیں۔ فرقہ جہمیہ اس بات کا قائل ہے۔ کہ آپ کو معراج روحانی خواب کے ذریعہ حاصل ہوئی تھی اور آپ کا جسم پرواز کر کے نہیں گیا۔ امامیہ۔ زیدیہ۔ اور معتزلہ اس بات کے قائل ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ کے قول کے مطابق الی المسجد الاقصیٰ آپ کو روح اور جسم کے ساتھ مسجد اقصیٰ تک معراج ہوئی تھی۔ دوسرے لوگوں نے کہا ہے۔ کہ آپ روح اور جسم کے ساتھ آسمانوں کی طرف تشریف لے گئے تھے۔ یہ بات ابن عباس۔ ابن مسعود۔ حذیفہ۔ انس۔ عائشہ اور ام ہانی سے منقول ہے۔ جب آنحضرت صلعم کی معراج جسمانی کے متعلق دلائل اپنی جگہ پر مسلم ہیں تو ہم معراج جسمانی کا انکار نہیں کر سکتے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی معراج کوہ طور قرار دی تھی۔ (وما کنت بجانب الطور)

اور حضرت ابراہیم علیہ السلام کی معراج آسمان دنیا تک قرار دی (وکذلک نری ابراھیم)

اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی معراج آسمان چہارم تک قرار دی (بل رفعه الله الیه)

اور حضرت ادریس علیہ السلام کی معراج جنت تک قرار دی (ورفعنا مکانا علیاً)

اور حضرت امام الانبیاء محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی معراج قاب قوسین او ادنیٰ تک قرار دیا۔ ایسا آنحضرت صلعم کی علو ہمتی کی وجہ سے تھا۔ اسی لئے تو کہا جاتا ہے کہ انسان اپنی ہمت کے مطابق اڑتا ہے۔ اللہ تعالیٰ بطور تعجب آپ کے عروج کے متعلق فرماتا ہے۔ سبحان الذی اسریٰ اور آپ کے اترنے کو والنجم اذا ھویٰ کے ذریعے قسم کھاتا ہے۔

آپ کا عروج اور نزول تقریباً [illegible] گھنٹے درمیان واقعہ ہوا۔ اسکی اور واقدی نے تحریر کیا ہے کہ آنحضرت صلعم کو معراج ہجرت سے چھ ماہ پہلے سترہ ماہ رمضان شب شنبہ ام ہانی بنت ابی طالب کے گھر مکہ میں ہوئی۔ روایت ہے کہ جناب خدیجہ کے گھر میں ہوئی۔ دوسری روایت ہے کہ شعب ابوطالب

میں ہوئی ۔ حسن اور قتادہ سے روایت ہے۔ کہ عین مسجد سے معراج ہوئی ۔ ابن عباس سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم کی معراج پیر کی رات ماہ ربیع الاول نبوت کے دو سال بعد واقع ہوئی ۔ معراج اول کا بیان یہی ہے اور دوسری معراج کرامت ہے۔

ابن عباس سے حدیث مروی ہے ۔ کہ جبرائیل نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا ۔ کہ مجھے میرے پروردگار نے آپ کی خدمت میں بھیجا ہے ۔ اور مجھے حکم دیا ہے کہ میں آپ کو بارگاہ باری میں لے جاؤں ۔ آپ اٹھ کھڑے ہوں ۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کو ایسی بزرگی کے ساتھ نوازا ہے کہ آپ سے پہلے ایسی بزرگی سے کسی شخص کو نہیں نوازا ۔ اور نہ ہی بعد میں کوئی آنے والا اس شرف سے معزز کیا جائے گا ۔ آپ کو خوشخبری ہو ۔ آپ نے قیام فرمایا ہو کر دو رکعت نماز پڑھی ۔ اسی دوران میں اچانک میکائیل اور اسرافیل ستر ہزار فرشتوں کے ساتھ حاضر ہوئے ۔ اور ان سب نے رسول اللہ صلعم کو سلام عرض کیا اور آپ کو بشارت دی ۔ اور ان کے ساتھ ایک جانور تھا جو گدھے سے بڑا تھا ۔ اور خچر سے قامت میں چھوٹا تھا ۔ جس کے رخسار انسان کے رخسار کی طرح اور پاؤں اونٹ کے پاؤں کی طرح اور گردن کے بال گھوڑے کے بالوں کی مانند اور دم گائے کی دم کی مانند تھی ۔ پاؤں ہاتھوں سے زیادہ لمبے تھے ۔ اور اس کے دو پر تھے اس کے قدم حد نگاہ تک پڑتے تھے اس کی لگام سرخ یاقوت کی تھی ۔ جب رسول اللہ صلعم نے سوار ہونا چاہا تو اس نے سوار نہ ہونے دیا ۔ جبرائیل نے کہا یہ تو محمدؐ ہیں ۔ تب وہ جھک گیا ۔ اور اپنے آپ کو زمین سے لگا لیا ۔ جبرائیل نے لگام کو اور میکائیل نے رکاب کو تھاما ۔ آنحضرت صلعم سوار ہوئے ۔ جب نیچے اترا ۔ تو آپ کے ہاتھ بلند ہوتے تھے ۔ اور جب اوپر کو جاتے تو اس کے پاؤں بلند ہوتے تھے ۔ جب جنگل میں پہنچے ۔ تو آپ کو پیاس لگی ۔ آپ نے ایک برتن سے پانی پیا ۔ باقی پانی پھینک دیا ۔ اسی دوران میں ایک آدمی نے راستے میں داہنی طرف آواز دی ۔ اے محمدؐ! دوسرے نے بائیں جانب سے ندا دی ۔ اے محمدؐ! اور ایک عورت سامنے آئی جو حسین اور جمیل تھی ۔ ایسی خوبصورت عورت کبھی نہ دیکھی گئی ۔ وہ کہنے لگی (اے محمدؐ) ذرا ٹھہر جائیے ۔ تاکہ میں تجھے آگاہ کر سکوں ۔ جب حضرت ابراہیم علیہ السلام سے ملاقات ہوئی تو آپ نے آنحضرت کو ان تمام واقعات سے آگاہ کیا ۔ اور کہا کہ داہنی جانب ندا دینے والا یہودیوں کا داعی تھا ۔ اگر آپ اس کو جواب دیتے ۔ تو آپ کی تمام امت یہودی ہو جاتی ۔ بلند بائیں جانب ندا دینے والا نصرانیوں کا داعی تھا ۔ اگر آپ اس کو جواب دیتے ۔ تو آپ کی تمام امت نصرانیوں کا مذہب

اختیار کرتی۔ اور جو بصورت عورت زینت بھی ہو تیرے سامنے بن ٹھن کر آئی تھی۔ اگر آپ اس کو جواب دیتے تو آپ کی امت دنیا کو آخرت پر ترجیح دیتی۔ جبرائیل بیت المقدس میں آئے اور اس کو اوپر اٹھایا۔ اور اس کے تلے سے تین پیالوں کو لیا۔ ایک پیالہ دودھ کا تھا۔ دوسرا شہد کا تیسرا شراب کا۔ آپ کو دودھ کا پیالہ دیا۔ آپ نے اسے پی لیا۔ اور آپ کو شہد کا پیالہ دیا۔ آپ نے اس کو بھی پی لیا۔ پھر آپ کو شراب کا پیالہ دیا۔ آپ نے فرمایا اے جبرائیل۔ میں سیر ہو چکا۔ جناب جبرئیل نے عرض کیا۔ اگر آپ شراب کا پیالہ پیتے تو آپ کی امت گمراہ ہو جاتی۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ جبرائیل کے ساتھ ایک فرشتہ اترا تھا جو اس سے قبل زمین پر کبھی نازل نہیں ہوا تھا۔ اور اس کے پاس تمام روئے زمین کے خزانوں کی کنجیاں تھیں۔ اور عرض کیا اے محمدؐ! آپ کا رب آپ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ یہ زمین کے خزانوں کی کنجیاں ہیں اگر آپ پسند کریں تو نبی عبد ہو۔ اور اگر آپ چاہیں تو نبی ملک ہو۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا میں نبی بننا پسند کرتا ہوں۔

براق کے پر سونے اور اس کے پاؤں چاندی کے تھے۔ جو موتیوں اور یاقوت سے مرکب تھے۔ جس کا نور روشن تھا اس کا نیچے کا حصہ بیت المقدس کے پتھر پر تھا اور اس کا سر آسمان پر تھا۔

جناب جبرائیل نے عرض کیا اے محمدؐ! اوپر تشریف لے چلئے جب آپ آسمان پر پہنچ گئے تو آپ نے وہاں درخت کے تلے ایک بوڑھے آدمی کو دیکھا جس کے ارد گرد لڑکے جمع تھے جبرائیل علیہ السلام نے کہا اے محمدؐ! یہ آپ کے باپ حضرت آدم علیہ السلام ہیں جب آپ اپنی اولاد میں سے کسی کو جنت میں داخل ہوتے دیکھتے ہیں تو ہنستے ہیں اور خوش ہوتے ہیں۔ اور جب اپنی اولاد میں سے کسی کو دوزخ میں داخل ہوتے ہوئے دیکھتے ہیں۔ تو رو پڑتے ہیں آپ نے ایک ترش رو . . . . فرشتے کو دیکھا جس کے ہاتھ میں ایک تختی تھی جس پر نورانی اور ظلمانی خط دونوں تحریر تھے۔ جبرائیل نے کہا یہ موت کا فرشتہ ہے پھر آپ نے ایک اور فرشتہ دیکھا۔ جو کرسی پر بیٹھا ہوا تھا جس طرح اور فرشتوں سے بشاشت کو ملاحظہ کیا تھا۔ اس سے بشاشت کو نہیں دیکھا تھا۔ جناب جبرائیل نے کہا یہ دوزخ کا خزانچی ہے۔ یہ دوزخ کا فرشتہ مقرر ہونے سے پہلے خوش و خرم رہتا تھا جب اس کی ڈیوٹی دوزخ پر مقرر ہوئی ہے۔ اس وقت سے کسی نے اس کو ہنستے ہوئے نہیں دیکھا۔ آپ نے فرمایا اے جبرئیل دوزخ کا معائنہ تو کراؤ۔ آپ نے اس میں جو کچھ دیکھا سو دیکھا۔ پھر آپ جنت میں تشریف لے گئے اور ان تمام چیزوں کو ملاحظہ کیا۔ جو اس میں موجود تھیں۔ اور آپ نے امنا برب العالمین کی آواز کو

سُنا۔ جبرائیل نے عرض کیا کہ فرعون کے جاہ و گردن کی آواز ہے۔ لبیک اللھم لبیک کی آواز کو سُنا۔ کہا یہ حاجیوں کی آواز ہے۔ تسبیح کو سُنا جبرائیل نے کہا یہ لوگ انبیاء ہیں۔

جب سدرۃ المنتہیٰ اور پردوں کی انتہا تک پہنچ گئے۔ تو جبرائیل نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! آپ آگے تشریف لے جائیے میں اس جگہ سے آگے نہیں بڑھ سکتا۔ اگر میں ایک انگلی کے برابر بھی آگے بڑھوں تو جل کر خاک ہو جاؤں گا۔ (بقول مولانا رومؒ سے

اگر یک سر موئے برتر پرم — فروغ تجلی بسوزد پرم)

ابو بصیر سے روایت ہے۔ کہ جبرائیل نے آنحضرتؐ کو لیئے ہوئے آسمان کے ایک مقام پر جا کر چھوڑ دیا۔ اور عرض کیا آپ کے سوا اور کوئی نبی اس جگہ پر نہیں پہنچا۔

روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے دوسرے آسمان پر عیسیٰ اور یحییٰ کو دیکھا تیسرے آسمان پر یوسف علیہ السلام کو چوتھے آسمان پر ادریس علیہ السلام کو۔ پانچویں پر ہارون علیہ السلام کو۔ چھٹے آسمان پر کروبین کو ساتویں پر ایک مخلوقات اور فرشتوں کو دیکھا۔

ایک حدیث میں ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ میں نے چھٹے آسمان پر جناب موسےؑ اور ساتویں آسمان پر حضرت ابراہیمؑ کو دیکھا۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے پردوں کے فرشتوں کو سورہ نور پڑھتے ہوئے دیکھا اور کرسی کے خازن فرشتوں کو آیۃ الکرسی اور عرش کے اٹھانے والے فرشتوں کو حٰمٓ المومن کو پڑھتے ہوئے دیکھا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ جب میں قاب قوسین کے مقام پر پہنچ گیا۔ تو مجھے قریب ہونے کی ندا دی گئی۔

روایت ہے کہ ایک ہزار مرتبہ آپ کو قریب پہنچنے کی آواز دی گئی۔ فرمایا ہر مرتبہ میری ایک حاجت روا کی گئی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے فرمایا۔ جو کچھ تم مانگو گے میں تمہیں دوں گا۔ میں نے عرض کیا اے معبود! آپ نے ابراہیم کو خلیل بنایا اور موسےٰ سے کوہ طور پر گفتگو فرما کر کلیم بنایا۔ اور سلیمان کو ملک عظیم عطا کیا۔ آپ مجھے کیا عطا کریں گے۔ فرمایا میں نے ابراہیم کو اپنا خلیل بنایا۔ اور تجھے اپنا حبیب بنا دیا۔ اور میں نے موسےٰ سے بساط طور پر گفتگو کی لیکن تم سے نور کی بساط پر بیٹھ کر ہمکلام ہوا۔ اور میں نے سلیمان علیہ السلام کو فنا ہونے والا ملک دیا۔ اور تجھے وہ ملک دیا جو جنت میں ہے اور ہمیشہ باقی

رہے گا۔ روایت ہے۔ کہ اللہ تعالےٰ نے کہا میں محمود ہوں تم محمد ہو۔ میں نے تیرا نام اپنے نام سے نکالا ہے۔ جو شخص تجھ سے ملائے گا میں اس سے ملاؤں گا۔ اور جو شخص تجھ سے قطع کرے گا میں اس سے علیحدگی اختیار کروں گا۔ زمین پر میرے بندوں کے پاس تشریف لے جایئے اور انہیں اس کرامت سے آگاہ کیجئے جس سے میں نے تجھے نوازا ہے۔ میں نے جس نبی کو بھی مبعوث کیا۔ اس کا ایک وزیر مقرر کیا۔ تم میرے رسول ہو۔ تیرا وزیر علیؑ ہے۔ روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلعم ساتویں آسمان پر پہنچے تو آواز آئی اے محمدؐ کہ تم اس جگہ پر تشریف لائے جس پر آج تک کوئی شخص نہیں چلا۔ اللہ نے آپ سے کہا امن الرسول بما انزل الیہ من ربہ رسول اس چیز پر ایمان لایا جو اس کی طرف اس کے رب کی جانب سے نازل ہوئی۔ رسول اللہ نے عرض کیا اے معبود! والمومنون کل امن باللہ کل مومن اللہ پر ایمان لاتے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا لا یکلف اللہ نفسا الخ۔ اللہ تعالیٰ کسی نفس کو اس کی طاقت سے زیادہ تکلیف نہیں دیتا۔ آنحضرتؐ نے عرض کیا۔ ربنا لا تواخذنا ان نسینا الخ اے معبود اگر ہم کبھول جائیں۔ تو اس کا ہم سے مواخذہ نہ کر۔ اللہ تعالیٰ نے کہا میں نے یہ بات منظور کرلی ہے پھر اللہ تعالےٰ نے کہا۔ تیرے بعد تیری امت میں کس شخص کو خلیفہ قرار دوں۔ آنحضرت نے عرض کیا اللہ تعالیٰ اس بات کو بہتر جانتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا علی ابن ابی طالب امیر المومنین ہیں۔

روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس رات آنحضرت صلعم کو چار چیزیں عطا کیں۔ قاب قوسین کا درجہ (فکان قاب قوسین) مناجات (راز و نیاز کی باتیں) فاوحی الی عبدہ مقام سدرۃ المنتہیٰ یعنی السدرۃ۔ اور حضرت علیؑ کی امامت۔ روایت ہے۔ کہ معراج کے پانچ حرف ہیں۔ میم سے علو مقام رسول۔ ملک اعلےٰ کے نزدیک، عین سے مراد وہ عزت ہے جو ہر چیز کے خفیہ جاننے والے کے پاس آپ کو حاصل ہے۔ رائے سے خالق دُنیا کے نزدیک رفعت اور بلندی مقصود ہے الف سے مراد آنحضرت صلعم کی خوشی اور سرور مراد ہے جو آپ کو دُنیائے پوشیدہ اور مخفی میں حاصل ہوئی اور جیم سے جاہ اور مرتبہ مراد ہے جو آپ کو ملکوت اعلےٰ میں حاصل ہوا۔

روایت ہے کہ اس رات جناب ابو طالب آپ کو نہ پاکر تلاش کرتے رہے اور بنو ہاشم کے پاس آکر کہا۔ کہ کس قدر بڑی مصیبت واقع ہوگی۔ اگر میں نے صبح تک محمدؐ کو نہ دیکھا۔ تو تمہاری خیر نہیں ہوگی۔ اس دوران میں ابو طالب کیا دیکھتے ہیں۔ کہ رسول اللہ آسمان سے آ کر اُم ہانی کے مکان پر [illegible] آنحضرت صلعم نے کہا کہ میرے ساتھ چلو۔ آپ نے آنحضرت صلعم کو اپنے سامنے مسجد میں [illegible] [illegible] ابو طالب نے [illegible] کے پاس تلوار کھینچ کر فرمایا اے بنو ہاشم!

جو کچھ ہتھیار وغیرہ تمہارے پاس ہیں نکال لو۔ پھر ابو طالب قریش کی طرف متوجہ ہوئے اور کہا خدا کی قسم اگر میں آپ کو نہ دیکھتا، تو تم میں کوئی متنفس (ذیبرتی تلوار) سے نہ بچتا۔ قریش نے کہا کہ ہم سے بھی آپ کو بہت بڑی تکلیف کا سامنا کرنا پڑتا۔ صبح کے وقت آنحضرت صلعم نے لوگوں کو معراج کے واقعات کے متعلق آگاہ کیا۔ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ ہمیں بیت المقدس کی حقیقت سے آگاہ فرمائیے جبرائیل بیت المقدس کی تصویر کو آپ کی آنکھوں کے سامنے لائے۔ وہ لوگ بیت المقدس کی جو چیز دریافت کرتے تھے۔ آپ اس چیز سے انہیں آگاہ کرتے تھے۔ انہوں نے کہا فلاں گھر اور فلاں جگہ کہاں واقع ہے۔ آپ نے انہیں ہر سوال کا جواب دیا۔ ان میں سے تھوڑے لوگ ایمان لائے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وما تغنی الآیات والنذر عن قوم لا یؤمنون۔

فصل

ہجرت

حج کے زمانہ میں رسول اللہ صلعم قبائل عرب کے پاس تشریف لے جاتے تھے۔ اور انہیں اسلام کی دعوت دیتے تھے۔ آپ کی ملاقات خزرج کے ایک گروہ سے ہوگئی۔ آپ نے فرمایا کیا تم بیٹھتے ہو۔ کہ میں تمہیں حدیث بیان کروں، انہوں نے کہا ہاں۔ وہ لوگ آنحضرت صلعم کے پاس بیٹھ گئے۔ آپ نے انہیں اللہ تعالیٰ کی طرف دعوت دی۔ اور آپ نے ان پر قرآن مجید کی تلاوت کی۔ وہ لوگ ایک دوسرے سے کہنے لگے۔ اے قوم! تمہیں یقین ہونا چاہیئے۔ خدا کی قسم! یہ وہ نبی ہیں۔ جس کا وعدہ تم سے یہود نے کیا تھا۔ ان لوگوں نے آپ کی دعوت کو قبول کر لیا۔ اور آنحضرت صلعم کی خدمت میں عرض کیا کہ ہم نے اپنی قوم کو چھوڑ دیا ہے۔ ان کی طرح کوئی قوم شر اور عداوت میں گرفتار نہیں ہے۔ ممکن ہے۔ اللہ تعالیٰ ان کے اور آپ کے درمیان اتفاق پیدا کر دے۔ آپ ان کے پاس تشریف لے چلئے اور انہیں اپنے امر کی دعوت دیجئے۔ ان لوگوں کی تعداد چھ افراد پر مشتمل تھی۔ جب یہ لوگ مدینہ میں آئے تو اپنی قوم کو رسول اللہ صلعم کے حالات سے متعلق آگاہ کیا۔ پھر تو مدینہ کا کوئی ایسا گھر باقی نہ رہا۔ جس میں رسول اللہ صلعم کے واقعات کے چرچے نہ ہوتے ہوں۔ اگلے سال موسم حج میں انصار کے بارہ آدمی رسول صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ سے اس بات پر بیعت کی۔ کہ وہ اللہ تعالیٰ کے ساتھ

کسی کو شریک نہیں ٹھہرائیں گے۔ اور نہ ہی کسی کا مال چوری کریں گے۔ یہ لوگ واپس مدینہ چلے آ
آنحضرت صلعم نے ان کے ساتھ مصعب بن عمیر کو بھیج دیا۔ وہ ان کو نماز پڑھاتے تھے جب تک و
مدینہ میں رہے۔ وہ مقری کہلائے (اب تو) مدینہ میں ایسا کوئی گھرانا نہیں تھا جس میں مرد اور عورتیں
مسلمان موجود نہ ہوں۔ مگر امیہ خطیمہ اور وائل کے گھروں کی یہ حالت نہ تھی۔ یہ لوگ قبیلہ اوس سے
تعلق رکھتے تھے (ابھی تک کافر تھے) پھر مصعب مکہ کی طرف لوٹے۔ انصار میں سے کافی لوگ اپنی قوم
کے حاجیوں کے ساتھ حج کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ لوگ عقبہ کے پاس شعب میں ایام تشریق کی رات کو
جمع ہوئے۔ یہ ۷۳ مرد تھے اور دو عورتیں تھیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں تم سے اسلام پر بیعت لیتا ہوں
ایک آدمی نے عرض کیا کہ اے اللہ کے رسول ہم یہ جاننا چاہتے ہیں۔ ہم پر اللہ کا حق اور آپ کا حق
ہے؟ فرمایا اللہ کا حق تم پر یہ ہے کہ تم صرف اس کی عبادت کرو۔ اور اس کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہراؤ۔ اور
میرا حق تم پر یہ ہے کہ میری امداد اپنی عورتوں اور بیٹوں کی طرح کرو تلوار کے وار پر صبر سے کام لو
اگرچہ تمہارے بہترین آدمی قتل کیوں نہ ہو جائیں۔ انہوں نے عرض کیا اگر ہم یہ امور سر انجام دیں تو
کا معلوم صفہ اللہ کی طرف سے ہمیں کیا ملے گا؟ فرمایا دنیا میں یہ فائدہ ہوگا کہ تم اپنے دشمنوں پر غالب آ جاؤ گے
اور آخرت میں رضوان اور جنت کے مالک ہو گے۔ براء بن معرور نے آپ کا ہاتھ پکڑ کر عرض کیا قسم
ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا ہم ان ذرائع کے ساتھ آپ کی حفاظت
کریں گے جن ذرائع کے ساتھ اپنے اہل وعیال کی حفاظت کرتے ہیں۔ اے اللہ کے رسول (اب) ہم
آپ کی بیعت کر چکے ہیں خدا کی قسم ہم لوگ جنگ اور عہد و پیمان کے عادی ہیں۔ ہم نے ان باتوں کو ورثہ
میں اپنے آباؤ اجداد سے حاصل کیا ہے ہمارے اور ان کے درمیان پہاڑ حائل ہیں اگر ہم نے پہاڑوں کو
عبور کیا یا انہوں نے عبور کیا۔ تو ہم آپ کی امداد کریں گے۔ یہ سن کر رسول اللہ صلعم مسکرائے۔ پھر فرمایا خون کا
بدلہ خون ہوگا۔ جہاں تمہاری قبریں ہوں گی وہاں میری قبر ہوگی میں ان سے لڑوں گا جو تم سے لڑیں گے
میں ان سے صلح کروں گا جو تم سے صلح کریں گے پھر فرمایا میرے لئے اپنے لئے بارہ نقیب منتخب کرو
انہوں نے بارہ آدمیوں کو منتخب کیا آپ نے فرمایا میں تم سے اس طرح بیعت لوں گا جس طرح عیسیٰ ابن
مریم نے حواریوں سے بیعت لی تھی۔ کہ وہ اپنے قومی معاملات میں قوم کے ضامن ہو جائیں۔ میری اس
چیز سے حفاظت کرنا جس چیز سے تم اپنی عورتوں اور بچوں کی حفاظت کرتے ہو۔ انہوں نے اس شرط

رسول اللہ صلعم کی بیعت کی شیطان نے عقبہ سے چیخ بلند کی۔ اور کہا اے گورو گھنٹا لو کیا تم نے محمد اور ان کے ساتھیوں کے لئے کوئی تدبیر سوچی ہے۔ جنہوں نے تم سے لڑنے کے لئے اجتماع کر رکھا ہے۔ پھر لوگ منیٰ کے پہاڑوں کی طرف بھاگ گئے۔ شیطان نے اس بات کی تشہیر کر دی۔ مشرکین ان لوگوں کی تلاش میں نکل پڑے۔ انہوں نے سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو کو جالیا۔ منذر کو تو م نے چھڑوا لیا۔ سعد کو انہوں نے پکڑ کر اس کی سواری کی رسی کے ساتھ باندھ دیا۔ اس کو اس حالت میں مارتے ہوئے مکہ میں لائے۔ سعد کے متعلق جبیر بن مطعم اور حرث بن حرب بن امیہ کو معلوم ہوگیا۔ دونوں نے آ کر آپ کو چھڑوا دیا۔

آنحضرت صلعم نے اذیت کے بارے میں دعا اور صبر کے سوا اور کوئی حکم نہ دیا۔ اور جاہل سے درگذر کرنے کے متعلق فرمایا۔ جب مسلمانوں کے متعلق قریش کی تعدی اور ظلم حد سے زیادہ بڑھ گیا۔ تو آپ نے ان کو ہجرت کرنے کا حکم دیا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ (مدینہ میں) اللہ تعالٰے نے تمہارے لئے گھر اور بھائی مقرر کئے ہیں۔ وہاں جا کر تم امن میں رہو گے۔ ان لوگوں نے تھوڑے تھوڑے ہو کر ہجرت کرنا شروع کر دی۔ حضرت علی علیہ السلام اور حضرت ابوبکر کے سوا کوئی شخص نہ رہا۔ قریش کو آنحضرت صلعم کے بارے میں خوف دامن گیر ہوا کہ آپ بھی ہجرت کر جائیں گے۔ انہوں نے یہ نتیجہ اخذ کیا۔ کہ آپ نے لوگوں کو ان سے جنگ کرنے کی خاطر جمع کر لیا ہے۔ یہ لوگ دار الندوہ میں جمع ہوئے۔ یہ قصیٰ بن کلاب کا گھر تھا۔ آنحضرت صلعم کے بارے میں آپس میں مشورہ کرنے لگے۔ ابلیس نجد کے ایک بوڑھے کی شکل میں اختیار کر کے ان کے پاس آیا۔ اور کہا کہ میں ایک صاف رائے آدمی ہوں۔ میں تمہارے پاس مشورہ دینے کی غرض سے حاضر ہوا ہوں۔ عمرو بن ہشام نے کہا یہ سب باتیں ٹھیک ہیں۔

ابن بختری نے کہا۔ اس کا علاج یہ ہے۔ کہ آپ کو نکال دیا جائے۔ اور اس کی اذیت سے راحت پاؤ گے۔ عتبہ شیبہ اور ابو سفیان نے کہا۔ کہ ہم ایک اکھڑ اونٹ پر محمد کو مضبوطی کے ساتھ باندھ کر چھوڑ دیں گے۔ پھر ہم اس اونٹ کو تیروں کی بارش کے ساتھ بھگا دیں گے۔ وہ اس کو سخت زمین پر پٹک کر ٹکڑے ٹکڑے کر دے گا۔ ابوجہل نے کہا میری رائے یہ ہے کہ اپنے دس قبائل میں سے دس بہادر چن لو۔ وہ رات کو جا کر آپ کو ختم کر دیں۔ محمد کا خون قریش کے تمام قبائل میں بٹ جائے گا۔ بنو ہاشم و بنو مطلب میں یہ طاقت نہیں ہے کہ تمام قریش کا مقابلہ کر سکیں۔ خواہ مخواہ خون بہانے پر راضی ہو

جائیں گے۔ ابو عمرو نے کہا اے ابوالحکم آپ کا مشورہ سولہ آنے ٹھیک ہے۔ ہم آپ کے مشورے سے سرمو انحراف نہیں کریں گے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ اذ یمکر بک الخ جبرائیل رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض گذار ہوئے۔ اے محمد اپنے بستر پر آرام فرماتے ہو آرام نہ کرو۔ آپ نے حضرت علی کو بلایا اور کہا۔ کہ مجھے اللہ تعالیٰ نے وحی کی ہے۔ کہ میں اپنے قوم کی طرف ہجرت کر جاؤں۔ اور میں راتوں رات غار ثور کی طرف روانہ ہو جاؤں اور مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں آپ کو حکم دوں کہ آپ میرے بستر پر سو جائیں۔ اور دشمنوں کو تم پر میرا گمان ہو۔ حضرت علی نے عرض کیا اگر میں آپ کے بستر پر سو جاؤں۔ تو کیا آپ کی جان بچ جائے گی؟ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ ہاں یہ سن کر حضرت علی مسکراتے ہوئے ہنس پڑے۔ اور زمین پر سجدہ میں گر پڑے۔ آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے اللہ تعالیٰ کا سجدہ شکر ادا کیا۔ اور آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے سجدے کے لئے اپنے چہرے کو زمین پر رکھا۔ سجدے سے سر اٹھا کر عرض کیا۔ میرے کان آنکھیں اور دل آپ پر قربان ہوں۔ جہاں آپ کی مرضی ہو تشریف لے جائیے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ رات کو میرے بستر پر سو جانا۔ اور میری حضرمی چادر اوڑھ لینا۔ اے علیؑ میں تمہیں آگاہ کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ اپنے اولیاء کا امتحان ان کے ایمان اور منازل کے مطابق اپنے دین کے بارے میں لیتا ہے۔ سب لوگوں سے زیادہ سخت امتحان انبیاء کا ہوتا ہے۔ پھر بسلسلہ تدریج۔ اے میری ماں کے بیٹے! اللہ نے تیرا امتحان لے لیا ہے اور تیرے بارے میں میرا امتحان اس طرح لیا ہے۔

جس طرح اللہ تعالیٰ نے اپنے دوست ابراہیم کا امتحان ذبیح اسمعیل کے بارے میں لیا تھا صبر سے کام لو بے شک اللہ کی رحمت احسان کرنے والوں کے قریب ہوتی ہے۔ پھر آنحضرت صلعم نے حضرت علیؑ کو سینے سے لگا لیا۔

رسول اللہ صلعم چل پڑے۔ ابو بکر آپؐ کے پیچھے ہو لئے اور آپ نے ہند بن ابی ہالہ۔ عبداللہ بن فہیرہ اور ان کے راہنما اریقط (عبداللہ بن اریقط) کو حکم دیا کہ وہ بتائی ہوئی جگہ پر جا کر [illegible] آپ حضرت علی کو وصیت فرماتے رہے عشا کی تاریکی میں روانہ ہوئے۔ قریش نے پہرہ [illegible] کے ادھر ادھر چکر لگاتے تھے۔ آدھی رات کے آنے کے انتظار میں تھے۔ اور آپ [illegible] تھے۔ وجعلنا من بین ایدیھم الخ آنحضرت صلعم کے دست اقدس

میں مٹی کی ایک مٹھی تھی۔ آپ نے اس کو کفار کے سر پر پھینک دیا اور روانہ ہو گئے جب آپ ان لوگوں کے پاس پہنچ گئے تو ان کے ساتھ چل پڑے۔ اور غار کے پاس پہنچ گئے۔ ہند اور عبداللہ کو واپس کر دیا۔ کفار کا علی علیہ السلام پر ہجوم ہو گیا جب رسول اللہ صلعم کو وہاں نہ پایا تو صعب۔ ذمول اور اجھل سوار ہو کر آپ کی تلاش میں نکلے۔ اگلی رات حضرت علیؑ اور ہند آنحضرت صلعم کی خدمت میں غار میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلعم نے حضرت علیؑ کو اپنی امانتیں ادا کرنے کا حکم دیا۔ یہ تمام امانتیں ادا کر دی گئیں رسول اللہ صلعم غار میں تین دن رہے۔ حضرت علی علیہ السلام آنحضرت صلعم کے بستر پر پہلی رات سوئے تھے آنحضرت مدینہ میں پہنچ کر بنو عمرو بن عوف کے گھر میں حضرت علیؑ کے انتظار میں رک گئے۔ آنحضرت صلعم نے حضرت علیؑ علیہ السلام کو ابو واقد لیثی کے ذریعے خط لکھ کر اپنے پہنچنے کی اطلاع کرادی حضرت ہجرت کے لئے تیار ہو گئے آپ نے کمزور مومنین کو حکم دیا۔ کہ جب رات تمام وادیوں پر چھا جائے تو چلنے کے لئے تیار ہو جائیں حضرت علی علیہ السلام .... جناب فاطمہ اور ہاشمی عورتیں اور ام ایمن کنیز رسول کے ساتھ مکہ کی وادی ذی طوے کی طرف چلے۔ ابو واقد آگے آگے سواری کو کھینچ رہا تھا۔ ابو ماس نے ان سے کچھ سختی سے بات کی آپ نے فرمایا اے ابو واقد عورتوں کے ساتھ نرمی کا سلوک کرو۔ کیوں کہ یہ کمزور ہیں۔ اس نے عرض کیا کہ مجھے افسوس ہے کہ کہیں ہمیں جاسوس پکڑ نہ لیں آپ نے فرمایا آہستہ آہستہ چلو۔ مجھے رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا کہ وہ لوگ ہم تک نہیں پہنچ سکیں گے۔ اور اس نے اونٹوں کو آہستہ آہستہ چلانا شروع کیا۔ اور یہ رجز پڑھتا جاتا تھا ؎

ولیس الا اللہ فارفع ظنکا یکفیک رب الناس ما اھمکا!

اللہ کو کافی سمجھو اپنے گمان کو دور کر دو۔ جس خوف میں گرفتار ہو اس بارے میں اللہ کو کافی تصور کرو۔
جب یہ لوگ کوہ ضبحنان کے پاس پہنچے تو دو جاسوس سواریوں پر سوار ہو کر جا پہنچے۔ آپ نے عورتوں کو اتار کر الگ بٹھا دیا۔ اور تلوار کھینچ ان پر حملہ کے لئے تیار ہو گئے۔

انہوں نے کہا اے بے وفا تمہارا یہ خیال ہے کہ تم عورتوں کو لے کر چلے جاؤ گے۔ تیرا بیڑا تباہ ہو واپس (مکہ) چلو۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اگر میں ایسا نہ کروں۔ تو کیا تم عورتوں کے پاس پہنچ جاؤ گے وہ عورتوں کے قریب ہوئے۔ آپ ان کے درمیان حائل ہو گئے۔ آپ نے ان پر اس قدر سخت حملہ کیا۔ جس طرح شیر اپنے شکار پر حملہ کرتا ہے۔ اور آپ فرماتے جاتے تھے ؎

خلوا سبیل المجاھد المجاھد الیت لا اعبد غیر الواحد

مجاہد کے راستے کو چھوڑ دو میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ اللہ یکتا کے سوا کسی کی عبادت نہیں کروں گا۔ یہ لوگ منتشر ہو گئے۔ آپ ان پر کامیاب اور غالب رہے آپ کوہ ضجنان[1] کے قریب اتر کر ایک رات اور دن انتظار کرتے رہے ایک روایت ہے۔ کہ کمزور مسلمانوں کا ایک گروہ اس مقام پر آپ سے آکر مل گیا۔ آپ نے تمام رات قیام و قعود میں بسر کی۔ اور حتیٰ کہ صبح نمودار ہو گئی۔ آپ نے ان لوگوں کے ساتھ صبح کی نماز ادا کی پھر آپ وہاں سے روانہ ہو کر مدینہ میں تشریف لاتے ان لوگوں کے پہنچنے سے پہلے وحی نے آنحضرتؐ پر نازل ہو کر آپ کو ان تمام حالات سے آگاہ کر دیا تھا۔ اور آیت نازل ہوئی۔

الذین یذکرون اللہ قیاماً الخ

ذکر سے مراد علیؑ اور دانثیٰ سے مراد جناب فاطمہؑ ہیں بعضکم من بعض کا مطلب یہ ہے علیؑ اور فاطمہؑ اور ہاشمی عورتوں میں سے ہیں۔ اور وہ علی سے ہیں۔ فالذین ھاجروا و اخرجوا من دیارھم حسن الثواب تک یہ آیت ان حضرات کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ رسول اللہ نے آیت ان اللہ اشتری کی تلاوت کی پھر فرمایا اے علیؑ! تم اس امت میں سب سے پہلے اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لانے والے ہو اور ان سب سے اللہ اور اس کے رسول کی طرف ہجرت کرنے والے ہو اور ان سب سے آخری وقت تک اللہ کے رسول کے ساتھ عہد و پیمان پر قائم رہو گے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ تجھے صرف مومن ہی دوست رکھے گا۔ اور اللہ تعالیٰ نے تیرے دل کا امتحان ایمان کے ساتھ لے لیا ہے۔ منافق یا کافر تیرے ساتھ دشمنی رکھے گا۔

ایک روایت ہے۔ کہ اصحاب رسول صلعم رسول اللہ کی خدمت میں استقبال کے لئے حاضر ہوتے تھے۔ اور دوپہر کے وقت واپس مدینہ لوٹ جاتے تھے۔ ایک روز یہ لوگ رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آنحضرتؐ باہر تشریف لائے سب سے پہلے آپ کو ایک یہودی نے دیکھا۔ تو زور زور سے چیخنے لگا۔ اور کہا کہ اے بنو قیلہ یعنے اوس اور خزرج! تمہارا جدی رشتہ دار آگیا ہے۔ رسول اللہ صلعم نے کلثوم[2] بن ھدم کے گھر میں قیام فرمایا آنحضرت صلعم سعد بن خیثمہ کے گھر میں تشریف

---

[1] ضجنان مکہ کے قریب ایک پہاڑ ہے ۱۲۔ [2] کلثوم بن ہدم بنو عمرو میں سے تھے۔ جو قبیلہ اوس سے تعلق تھے۔ نیک آدمی تھے۔ ان کی آنکھیں بند ہو چکی تھیں ۱۲ منہ

لاکر لوگوں کی خاطر بیٹھ جاتے تھے۔ حضرت علی نے رسول اللہ صلعم کے جانے کے بعد تین رات مکہ میں قیام کیا پھر آپ رسول اللہ صلعم سے جا کر مل گئے اور آپ کے ساتھ کلثوم کے گھر میں تشریف فرما ہوئے حضرت ابوبکر کا قیام حبیب بن اساف کے گھر میں تھا۔ رسول اللہ صلعم نے پیر۔ بدھ اور جمعرات کے دن قیام کیا۔ آپ نے وہاں ایک مسجد تعمیر کی اور جمعہ کی نماز بطن وادی میں ادا کی۔ یہ مدینہ کی سرزمین پر آپ کی پہلی نماز تھی پھر آپ کی خدمت میں غسان بن مالک اور عباس بن عبادہ بنو سالم کے مرد حاضر ہوئے۔ انھوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہمارے پاس تشریف رکھئے۔ ہم آپ کی ہر طرح کی خدمت کریں گے۔ اس کے بعد آپ کے پاس زیاد بن عبید اور فروہ بن عمرو آئے۔ انہوں نے بھی آپ سے قیام کرنے کی درخواست کی۔ سعد بن عبادہ اور منذر بن عمرو نے بھی التماس کی۔ سعد بن ربیعہ، خارجہ بن زید اور عبداللہ بن رواحہ نے بھی قیام کرنے کے متعلق عرض کیا۔ آپ نے فرمایا کہ میری اونٹنی کو اللہ کی طرف سے حکم دیا گیا ہے جس کے گھر پر یہ جا کر بیٹھ جائے گی میں اس کے ہاں قیام کروں گا۔ اونٹنی روانہ ہوئی جب بنو مالک بن نجار کے گھر کے پاس مسجد رسول صلعم کے دروازے کے پاس پہنچی تو بیٹھ گئی۔ یہ جگہ ان دنوں میں بنو نجار کے دو یتیم بچوں کی ملکیت میں تھی۔ جب وہ بیٹھ گئی۔ تو رسول اللہ صلعم اس سے نہ اترے وہ اٹھ کر تھوڑی دور اور چلی اور پھر بیٹھ گئی رسول اللہ صلعم اس کی مہار پکڑے ہوئے تھے اور اسے کسی طرف نہیں موڑتے تھے۔ پھر اونٹنی پیچھے کی طرف مڑی اور اپنی پہلی جگہ پر آکر بیٹھ گئی۔ اور اپنے سینے کو زمین پر لگا دیا۔ رسول اللہ صلعم اتر پڑے۔ ابوایوب نے آنحضرت صلعم کے سامان کو اٹھا کر اپنے گھر میں رکھ دیا اور آنحضرت ابو ایوب کے گھر میں قیام فرما ہو گئے۔ آنحضرت صلعم نے اس غیر آباد زمین کے متعلق دریافت کیا آپ کو بتایا گیا کہ یہ زمین سہل اور سہیل دو یتیم لڑکوں کی ملکیت میں ہے آپ نے ان کو راضی کر کے زمین کو خرید لیا۔ آپ نے وہاں مسجد کی تعمیر کا حکم دیا۔ رسول اللہ صلعم نے بنفس نفیس اس مسجد کی تعمیر میں حصہ لیا۔ مہاجر اور انصار بھی اس مسجد کی تعمیر میں شریک تھے۔ مسلمانوں نے جب مسجد کو تعمیر کرنا شروع کیا۔ تو یہ رجز پڑھتے تھے ؂

لئن قعدنا والنبی یعمل　　　لذاک منا العمل المضلل

اگر ہم بیٹھ گئے اور نبی صلعم کام کرتے رہے۔ تو ہمارا یہ فعل گمراہی پر مبنی ہوگا۔

نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم یہ رجز پڑھتے تھے ؂

لا عیش الا عیش الاخرۃ   اللھم ارحم الانصار والمھاجرۃ

زندگی صرف آخرت کی زندگی ہے۔   اے معبود انصار اور مہاجرین پر رحمت فرما۔

حضرت علی علیہ السلام یہ رجز پڑھتے تھے ؎

لا یستوی من یعمل المساجد   ید آب فیھا قائما وقاعدا

ومن یری عن الغبار حائدا

پھر آپ ابوایوب کے گھر سے ان گھروں میں منتقل ہو گئے۔ جو آپ کی خاطر تیار کر لئے گئے تھے۔ روایت ہے کہ ایک سال کے عرصہ میں مسجد اور آپ کے مکانات تعمیر ہو گئے تھے۔ ربیع الاول میں کام شروع ہوا اور اگلے سال صفر تک کام اختتام کو پہنچ گیا۔

فصل

غزوات رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

ہجرت کے سات ماہ بعد جبرائیل آپ کی خدمت میں یہ آیت لے کر نازل ہوئے۔ اذن للذین یقاتلون الخ آنحضرت صلعم نے اپنے گلے میں تلوار کو حمائل کر لیا۔ روایت ہے کہ تلوار کا یہ پرتلا نہیں تھا۔ جبرائیل نے کہا اے محمد) اس تلوار کے ذریعے اپنی قوم سے اس وقت تک جہاد کرو جب تک وہ لا الہ الا اللہ نہ کہہ لیں

اہل سیر نے تحریر کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مندرجہ ذیل ترتیب کے ساتھ ۲۶ غزوات میں بنفس نفیس حصہ لیا:۔

ابواء۔ (۲) عشیرہ (۳) بدر اولی (۴) بدر کبرے (۵) سویق (۶) ذی امرہ (۷) احد (۸) نجران۔ (۹) بنو سلیم (۱۰) اسد (۱۱) بنو نضیر (۱۲) ذات الرقاع (۱۳) بدر اخیرہ (۱۴) دومۃ الجندل (۱۵) خندق۔ (۱۶) بنو قریظہ (۱۷) بنو لحیان (۱۸) بنو قرد (۱۹) بنو مصطلق (۲۰) حدیبیہ (۲۱) خیبر (۲۲) فتح مکہ (۲۳) حنین (۲۴) طائف (۲۵) تبوک (۲۶) بنو قینقاع۔

نو غزوات میں آپ نے جہاد فرمایا۔ وہ یہ ہیں:۔

(۱) بدر کبرے (۲) احد (۳) بنو قریظہ (۴) بنو مصطلق (۵) بنو لحیان (۶) خندق (۷) خیبر

(۸) فتح مکہ (۹) حنین (۱۰) طائف (مؤلف نے اوپر عنوان نو غزوات کا قائم کیا ہے۔ لیکن جب غزوات تحریر کیئے ہیں۔ تو ان کے تحت دس غزوات تحریر کیئے ہیں)

جن لڑائیوں میں رسول اللہ خود شامل نہیں ہوئے۔ ان کی تعداد ۳۶ ہے۔

اول سریہ حمزہ ہے۔ کہ سیف البحر میں ابوجہل سے تیس مہاجرین کا مقابلہ ہوا۔ ماہ ذی قعدہ میں آنحضرت صلعم نے سعد بن ابی وقاص کو قافلہ کی تلاش میں بھیجا۔ سات ماہ بعد ساٹھ مہاجرین ..... جحفہ کی طرف ابوسفیان سے مقابلہ کے لئے روانہ ہوئے۔ ربیع الآخر میں قریش اور بنو حمزہ سے جنگ کی۔ اور کرز بن جابر فہری بلواط تک پہنچ گیا تھا۔ دوسرے سال ماہ صفر میں ودان نے جنگ کی۔ اور ابواط تک پہنچ گیا۔ ربیع الاخر میں غزوہ عشیرہ وادی بطن ینبع میں پیش آیا۔ کرز بن جابر فہری نے مدینہ کی طرف چڑھائی کی اور آپ مدینہ میں زید بن حارثہ کو چھوڑ کر روانہ ہوئے۔ اور وادی سفوان بدر اولی پر چڑھائی کی اور آپ کا جھنڈا اٹھانے والے حضرت علیؑ تھے۔ عبداللہ بن جحش کو رجب کے آخر میں قریش کی نگرانی کے لئے بھیجا۔

واقد بن عبداللہ تمیمی نے عمرو بن جموح حضرمی کو قتل کر دیا۔ حکم بن کیسان عثمان بن عبداللہ اور اس کا بھائی بھاگ گئے۔ باقی لوگوں نے امان طلب کی۔ اور قافلے کو کھینچ کر نبی صلعم کی خدمت میں لائے آنحضرت صلعم نے فرمایا خدا کی قسم میں نے تمہیں ماہ حرام میں جنگ کرنے کا حکم نہیں دیا تھا۔ چونکہ یہ بات رجب کے تلے وقوع پذیر ہوئی تھی۔ اس لئے اس جنگ کا نام کھجور والی جنگ ہو گیا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔ یسئلونک عن الشهر الحرام قتال فیه الخ قیدیوں سے فدیہ لے کر انہیں چھوڑ دیا پھر جنگ بدر واقع ہوئی جس کو یوم فرقان بھی کہتے ہیں۔ اس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے آیت اخرجک ربک اور قد کان لکم میں کیا ہے۔ بدر مکہ اور مدینہ کے درمیان واقع ہے۔ شعبی نے کہا کہ یہ ایک کنواں ہے۔ بنو بدر غفاری کی طرف منسوب ہے۔ واقدی نے کہا کہ یہ ایک موضع کا نام ہے آنحضرت اس جنگ کے لئے ۱۲ ماہ رمضان میں نکلے۔ اصحاب طالوت کی طرح آپ کے اصحاب کی تعداد ۳۱۳ پر مشتمل تھی۔ ستر یا اسی سوار تھے۔ روایت ہے کہ ۷۰ مہاجر اور ۲ سو انصار تھے۔ صرف مقداد سوار

کمکورے ایک وادی ہے ۱۲ منہ

تھے ایک اونٹ کے پیچھے پہ لشکر چلتا تھا۔ نبی صلعم اور ابو مرثد غنوی کے درمیان صرف ایک اونٹ بطور سواری کے تھا۔ روایت ہے کہ گھوڑا تھا۔ ان کے ساتھ سات زرہیں اور آٹھ تلواریں تھیں ابو سفیان اور عتبہ بن ابی شیبہ کے ساتھ لڑائی کا ارادہ تھا جو چالیس یا ستر آدمیوں کے ساتھ موجود تھے۔ رسول اللہ صلعم کو آگاہ کیا گیا کہ وہ ساحل کا راستہ سے نکل گئے ہیں۔ ضمضم بن عمرو غفاری کے ذریعہ اس بات کی مکہ والوں کو اطلاع کرادی گئی ہے۔

عاتکہ بنت عبد المطلب نے خواب میں دیکھا کہ ایک شخص مکہ میں آیا اور چلایا۔ اے آل عدی اپنے پچھڑنے کی جگہ چلو۔ پھر اس نے کعبہ کی چھت پر اور کوہ ابو قبیس پر یہی آواز دی۔ پھر اس نے ایک پتھر پھینکا جس کا سنگریزہ مکہ کے ہر گھر میں جا کر گرا۔ ابن قتیبہ نے کہا مشرکین مکہ جو بدر میں لڑنے کے لیے آئے تھے۔ ان کی تعداد نو سو پچاس تھی۔ روایت ہے کہ ایک ہزار دو سو پچاس تھی۔ ایک اور روایت ہے کہ تین ہزار تھی۔ اور ان کے ساتھ دو سو پچاس سوار تھے جو ان کی رہنمائی کر رہے تھے۔ اور لونڈیاں ڈھول بجا رہی تھیں۔ اور مسلمانوں کی برائی کے گیت گا رہی تھیں۔ بنو زہرہ اور بنو عدی کے سوا مشرکین کا کوئی ایک گھر باقی نہ تھا جس کے آدمی آنحضرت صلعم سے لڑنے کے لئے نہ نکلے ہوں۔ رسول اللہ صلعم نے اس بارے میں مشورہ کیا۔ کہ کیا ان سے مقابلہ کیا جائے یا واپس لوٹ جانا چاہیئے۔ حضرت ابو بکر اور حضرت عمر نے کوئی بات کی۔ لیکن آنحضرت صلعم نے ان دونوں کو بٹھا دیا۔ حضرت مقداد اور سعد بن معاذ نے ایک ایسا کلام کیا۔ کہ آنحضرت صلعم نے ان دونوں کے حق میں دعا کی اور خوش ہوئے اور یہ آیت نازل ہوئی۔ سنلقی فی قلوب الذین کفروا الرعب بارش نے ان کو گھیر لیا۔ مشرکین نے عمیر بن وہب جمحی کو بھیجا اس نے نبی صلعم کے لشکر کے گرد چکر لگایا۔ اور بطور استہزاء کہا کہ یہ تو مدینے کے پانی لاتے والے اونٹ ہیں جب یہ آیت وان جنحوا للسلم فاجنح لہا نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ صلعم نے ان کی طرف اپنا ایک آدمی بھیجا۔ اور کہا کہ اے گروہ قریش! میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں۔ کہ تم پر جنگ کی ابتدا کروں تم میرے اور عرب کے معاملہ میں رکاوٹ نہ بنو۔ واپس مکہ لوٹ جاؤ۔ عتبہ نے کہا اس تجویز کو قوم کو رد نہیں کرنا چاہئے۔ اس میں ان کی بہتری مضمر ہے ابو جہل نے کہا تم نے بزدلی کا مظاہرہ کیا ہے . . . اور محمد کا جادو تم پر چل گیا ہے عتبہ نے زرہ کو پہنا وہ خود اور اس کا بھائی شیبہ اور اس کا بیٹا ولید آگے نکلا اور کہا اے محمد! قریش میں ہمارے کفو ہمارے ساتھ لڑنے کے لئے بھیجو۔ انصار نے مقابلہ کے

سے لڑنا چاہا۔ لیکن رسول اللہ نے ان کو روک دیا۔ آنحضرت صلعم نے حضرت علی علیہ السلام، حضرت حمزہ، عبیدہ بن حارث بن عبد المطلب کو جس کی عمر اس وقت ستر سال تھی۔ لڑائی کے لئے بھیجا۔ اور فرمایا کہ تم ان سے اس حق میں جہاد کرو۔ جس کے ساتھ اللہ نے تمہارے نبی کو بھیجا ہے۔ یہ لوگ باطل میں گرفتار ہو کر آئے ہیں تاکہ یہ اللہ کے نور کو بجھاویں۔ جب انھوں نے ان کو دیکھا تو کہا کہ یہ تو کفو کریم ہیں۔ حضرت علی نے ولید اور جناب حمزہؓ نے عتبہ کو قتل کر دیا۔ عبیدہ کی ران پر ایک ضرب لگی۔ علی اور حمزہ آپ کو اٹھا کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لائے۔ عبیدہ نے کہا اے اللہ کے رسول! کیا میں شہید نہیں ہوں؟ فرمایا ہاں تم میرے اہل بیتؑ سے پہلے شہید ہو۔ آپ بمقام صفراء وفات پا گئے۔ کلبی، ابو جعفر اور ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ ابلیس مشرکین کی صف میں موجود تھا۔ اس نے حارث بن ہشام کے ہاتھ کو پکڑ رکھا تھا۔ جب اس نے کہا اے سراقہ تو نے ایسا کیوں کیا۔ اس نے کہا خدا کی قسم میں مدینہ کے ذلیل لوگوں کو دیکھ رہا ہوں۔ ابلیس حارث کے سینے پر ایک کہ مار کر چلا گیا۔ مشرکین کو شکست ہوئی۔ جب یہ مکہ میں آئے تو کہنے لگے۔ ہم کو سراقہ نے شکست دلوائی ہے۔ اس نے کہا خدا کی قسم میں تو تمہارے ساتھ گیا بھی نہیں تھا۔ مجھے تو تمہاری شکست کی خبر یہاں معلوم ہوئی ہے۔ انہوں نے کہا تم فلاں فلاں دن ہمارے پاس آئے تھے۔ سراقہ نے ان کے سامنے قسم اٹھائی کہ میں وہاں موجود نہیں تھا۔ جب یہ لوگ اسلام لائے۔ تو انہیں معلوم ہوا۔ کہ وہ شیطان تھا۔

سدی اور کلبی نے روایت کیا ہے۔ کہ مشرکین جنگ بدر کے خوف کی وجہ سے کشمکش و پیچ میں مبتلا تھے۔ ابلیس سراقہ بن جشعم مدلجی کی شکل میں آیا اور کہا۔ کہ میں تمہارا مددگار ہوں۔ جب اس نے فرشتوں کو دیکھا تو الٹے پاؤں بھاگ۔ اور کہا میں تم سے بری الذمہ ہوں۔

رسول اللہ صلعم عریش کے مقام پر قیام فرما تھے۔ اور آپ نے کہا۔ اے معبود! اگر آج کے دن یہ فرقہ ہلاک ہوا تو اس دن کے بعد تیری عبادت کرنے والا کوئی باقی نہیں رہے گا تو یہ آیت نازل ہوئی اذ تستغیثون ربکم اس وقت کو یاد کرو۔ جب تم اپنے رب سے امداد طلب کر رہے تھے۔ آنحضرت یہ کہتے ہوئے مقابلہ کے لئے نکلے۔ سیھزم الجمع عنقریب یہ گروہ شکست کھا جائے گا۔ اللہ نے آپ صلعم کی پانچ ہزار فرشتوں کے ساتھ مدد کی۔ جن کے سروں پر عمامے بندھے ہوئے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو مشرکین کی نگاہوں میں زیادہ دکھایا۔ اور مشرکین مسلمانوں کی آنکھوں میں کم دکھائی دیئے

اور یہ آیت نازل ہوئی۔ وھم بالعدوۃ القصویٰ یعنے مشرکین وادی کے انتہائی حصے میں موجود تھے جو عقنقل کے پیچھے تھی۔ اور نبی صلعم عدوۃ الانیا یعنی چاہ قلیب کے نزدیک تھے۔

مسومین کی تفسیر میں علیؑ اور ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ فرشتوں کے سر پر سفید عمامے بندھے ہوئے تھے۔ اور جن کے کونے ان کے شانوں پر پڑے ہوئے تھے۔ عروہ نے روایت کی ہے۔ کہ فرشتے ابلق گھوڑوں پر سوار تھے۔ اور ان کے سر پر زرد رنگ کے عمامے تھے۔ حسن اور قتادہ سے روایت ہے۔ کہ فرشتے گھوڑوں کی پیشانی کے بالوں اور کانوں سے پہچانے گئے۔

ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ غفاری نے بادل میں گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز سنی۔ اور ایک کہنے والا کہتا تھا۔ کہ میں حیزم کو (جبرائیل کا گھوڑا) آگے بڑھاؤں گا۔

بخاری نے بیان کیا ہے۔ کہ بدر کی لڑائی کے روز رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ یہ جبرائیل ہیں۔ آنحضرت صلعم نے جبرائیل کے گھوڑے کے سر کو پکڑ لیا تھا جس پر سامان جنگ لدا ہوا تھا۔

حسنؑ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے کہا۔ اے اللہ کے رسول میں نے ابو جہل کے جسم پر زخموں کا جال دیکھا ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا یہ فرشتوں کے مارنے کے نشانات ہیں۔

ابن عباسؓ سے روایت ہے۔ کہ فرشتوں نے صرف بدر کی جنگ میں جہاد کیا تھا۔ باقی جنگوں میں صرف ان کی امداد شامل رہی۔

ثعلبی اور سماک بن حرب ابن عباس سے وما رمیت اذ رمیت کے تحت روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم نے علی علیہ السلام سے فرمایا کہ مجھے سنگریزوں کی ایک مٹھی دے دو۔ آپ نے آنحضرت صلعم کو سنگریزوں کی مٹھی دے دی۔ آنحضرت صلعم نے ان کو قوم کے چہروں پر پھینکا ان سب کی آنکھیں سنگریزوں سے بھر گئیں۔ ایک اور روایت میں ہے۔ کہ ان کے منہ نتھنے سنگریزوں سے بھر گئے۔

انس نے روایت کی ہے کہ آنحضرت صلعم نے تین سنگریزے مشرکین کے میمنہ، میسرہ اور قلب لشکر پر پھینکے تھے۔

ولیبتلی المومنین منہ بلاء حسنا کے تحت ابن عباس سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے ... شکست دی تاکہ نبی اور وصی (علی) علیھما السلام مال غنیمت حاصل کر سکیں علیؑ نے خلف کو، حمزہ نے ... بن ... الاسود مخزومی اور عبیدہ بن سعید بن عامر کو اور عمار نے امیہ بن خلف کو قتل

کیا۔ اور معاذ بن عمرو کو مجروح کیا۔ اور جموح انصاری نے ابوجہل کو زخمی کر کے گرا دیا۔ ابوجہل کے بیٹے عکرمہ نے معاذ کے دائیں بازو کو کاٹ دیا۔ معاذ خلافت عثمان کے زمانے تک زندہ رہا۔ جنگ بدر میں ستر مشرکین قید کیئے گئے۔ ایک روایت میں چوالیس کی تعداد بیان کی گئی ہے۔ حسب ذیل آدمی قید کیئے گئے

عباس، عقیل، نوفل، اور عقبہ بن ابی جحدر۔ ان سب کا فدیہ عباس نے ادا کیا۔ اور یہ لوگ مسلمان ہو گئے تھے۔ صفرا کے مقام پر آنحضرت صلعم نے عقبہ بن ابی معیط اور نضر بن حارث کو قتل کر دیا۔ مسلمانوں میں سے کوئی آدمی بھی قید نہ ہوا۔ ۱۴ مسلمان شہید ہوتے۔ ہر مشرک سے چالیس اوقیہ فدیہ لیا گیا۔ اور عباس سے زر فدیہ ایک سو اوقیہ وصول کیا گیا۔ روایت ہے کہ زر فدیہ چار ہزار درہم سے زیادہ تھا۔ جنگ بدر ۱۷ ماہ رمضان کو لڑی گئی۔ علم مصعب بن عمیر کے ہاتھ میں تھا۔ اور آنحضرت صلعم کا جھنڈا حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ میں تھا۔ سعد بن عبادہ کے ہاتھ میں انصار کا رایت تھا۔

مدینہ میں واپسی کے سات دن بعد آنحضرت صلعم نے بنو سلیم سے مقابلہ کیا۔ آنحضرت صلعم اُن کے چشمے تک پہنچ گئے جس کو بدر کہتے ہیں۔ آپ نے تین دن وہاں قیام کیا۔ آنحضرت صلعم نے سویق کی لڑائی ماہ ذی الحجہ میں لڑی جس کو بدر صغرا بھی کہتے ہیں۔

یہ بنو کنانہ کا چشمہ تھا۔ سویق وہ گاؤں ہے جہاں لوگ زمانہ جاہلیت میں آٹھ روز میلہ لگاتے اور جمع ہوتے تھے۔ جنگ سویق کی بعض کے نزدیک وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ابوسفیان نے جنگ بدر کی شکست کے بعد قسم کھائی تھی کہ وہ اس وقت تک جنابت کی وجہ سے اپنے سر کو نہ چھوئے گا جب تک محمدؐ سے جنگ نہ کرے گا۔ وہ رات کے وقت ایک سو سوار لے کر بنو نضیر کے پاس پہنچا لیکن حی بن اخطب بن کے سردار نے ان کے لئے اپنا دروازہ نہ کھولا۔ پھر وہ سلام بن مسلم کے پاس آیا۔ اس نے اس کی آؤبھگت کی۔ پھر وہ عریض کے پاس آیا۔ ابوسفیان نے دو انصار کو قتل کر دیا۔ آنحضرت صلعم نے ان کا قرقرۃ الکدر تک پیچھا کیا۔ ابوسفیان خوف کے مارے زاد راہ اور سویق یعنی ستو چھوڑ کر بھاگ گیا۔ اس لئے اس جنگ کو ستو والا جنگ کہتے ہیں۔

سنہ ۳ھ ماہ صفر میں جنگ غطفان کا واقعہ پیش آیا۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ ذی مرہ کی جنگ تھی آنحضرت صلعم کو معلوم ہوا۔ کہ دعثور بن حارث چار سو پچاس آدمی لے کر مدینہ کے اطراف میں غارت گری کے لئے نکلا ہے۔ آنحضرت صلعم ذی مرہ (یا غطفان) میں قیام فرما ہوئے۔ اور ایک لشکر تیار

کیا لشکر پر بارش برس پڑی آنحضرت صلعم کے کپڑے بارش سے بھیگ گئے ۔ آپؐ نے ان کو سوکھانے کے لئے اتار دیا۔ دعثور نے اپنی تلوار لے کر آنحضرت صلعم کے قتل کا ارادہ کیا الخ (مصنف نے واقعہ کو ناتمام چھوڑ دیا ہے) پھر سریہ زید بن حارثہ پیش آیا جس کو جنگ قردہ کہتے ہیں یہ نجد کے پانی کے چشموں میں سے ایک چشمہ ہے ابو سفیان قریش کے قافلے کے ساتھ بغرض تجارت عراق کی طرف جا رہا تھا۔ آنحضرت صلعم نے زید بن حارثہ کو اس کے پیچھے بھیجا۔ قریش بھاگ گئے کعب بن اشرف مارا گیا۔ بروز شنبہ نصف شوال کو غزوہ بنو قینقاع پیش آیا۔ یہ مدینہ کے نواح میں ایک بازار کا نام ہے

ابن عباس سے روایت ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ قل للذین کفروا ستغلبون

واقدی کا بیان ہے کہ فاما تثقفنھم دو آیتیں نازل ہوئیں۔ آنحضرت صلعم ان کے مقابلہ کے لئے تشریف لائے۔ اور یہودیوں سے کہا۔ اللہ تعالیٰ سے ڈرو۔ تم پر بھی اللہ تعالیٰ کا عذاب نازل ہوگا جو قریش پر نازل ہوا ہے۔ تم میری صفت کو اپنی کتاب میں جانتے ہو انہوں نے اس بارے میں آنحضرت صلعم سے نامناسب باتیں کیں، اور جھگڑا اکھڑا کر دیا۔ تو اس بارے میں آیت قد کان لکم اولی الابصار تک نازل ہوئی۔ آنحضرت صلعم نے ان کا پچھ روز تک محاصرہ کیا۔ آخرکار آنحضرت صلعم کا حکم ماننے پر تیار ہو گئے۔ آنحضرت صلعم نے عبداللہ بن ابی سلول کی سفارش پر ان کو چھوڑ دیا۔ آیت یا ایھا الذین امنوا لاتتخذوا الیھود تک عبداللہ اور بنو خزرج کے کچھ لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔

جنگ احد

ماہ شوال میں جنگ احد پیش آئی جس کو یوم المہراس کہتے ہیں۔

ابن عباس، مجاہد، قتادہ، ربیع، سدی اور ابن اسحاق سے روایت ہے۔ کہ جنگ احد کے موقعہ پر یہ آیت نازل ہوئی ۔ واذ غدوت من اھلک اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی یہی بات مروی ہے

زید بن وہب سے روایت ہے۔ کہ جب آیت الذین تولوا منکم

کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اللہ نے ہمیں فتح دی ہے۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی ولقد صدقکم اللہ وعدہ

ابن مسعود اور امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ ابو سفیان تین ہزار قریش کے آدمی لے کر رسول اللہ صلعم سے لڑنے کے لئے نکلا۔ ایک روایت میں دو ہزار تحریر ہیں۔ جن میں دو سو گھوڑوں پر سوار تھے۔ اور باقی اونٹ سواریوں پر سوار تھے ان کے پاس سات سو زرہیں تھیں۔ ابو سفیان کی بیوی ہند ڈھول پر یہ گیت گاتی تھی۔

نحن بنات الطارق نمشی علی النمارق

ہم ستاروں کی بیٹیاں ہیں اور ریشمی کپڑوں پر چلتی ہیں

والمسک فی المفارق والدر فی المخارق

مشک ہماری مانگوں میں بسا ہوا ہے۔ اور موتی ہمارے ہاروں میں ٹکے ہوئے ہیں

احد کی لڑائی میں آنحضرت صلعم کی رائے یہ تھی۔ کہ مرد شہر کے اندر گلی کوچوں میں لڑیں۔ اور کمزور آدمی مکانات کی چھتوں پر کھڑے ہو کر لڑیں۔ لیکن لوگوں نے آنحضرت صلعم کی بات ماننے سے انکار کر دیا۔ اور شہر سے باہر لڑنے کا ارادہ کیا۔ جب رسول اللہ صلعم باہر راستے پر چلے گئے تو کہنے لگے ہم واپس جاتے ہیں۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا نبی کے لئے یہ مناسب نہیں ہے کہ جب وہ کسی قوم سے مقابلہ کا ارادہ کرے تو واپس لوٹ جائے۔ آنحضرت صلعم کے ساتھ جانے والوں کی تعداد ایک ہزار تھی۔ ایک روایت میں سات سو بتائی گئی ہے۔ ایک تہائی آدمی لے کر عبد اللہ بن اُبی ان لوگوں سے الگ ہو گیا۔ بنو حارثہ اور بنو سلمہ نے واپس لوٹنے کا ارادہ کیا۔ اذ ھمت طائفتان میں اللہ تعالیٰ نے اس بات کا اشارہ کیا ہے۔ جبائی نے تحریر کیا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کے بارے میں بدنیت کی تھی۔ لیکن ان دونوں گروہ نے ایسا نہیں کیا تھا۔ یہ لوگ بنو حارثہ کے گھر کے پاس اُتر گئے۔ صبح کے وقت تھوڑا سا آگے چلے تھے مہاجرین کا علم علیؑ کے سپرد تھا۔ انصار کا نشان سعد بن عبادہ کے حوالے کیا۔ آنحضرت صلعم انصار کے نشان کے تلے دو زرہیں پہن کر تشریف فرما ہوئے۔ انصار کے پچاس تیر اندازوں کے ساتھ عبد اللہ بن جبیر کو پہاڑ کے اوپر متعین کر دیا۔ فرمایا تم میں سے کوئی آدمی بھی اپنی جگہ سے نہ ہلے۔ اگرچہ ہمارا آخری آدمی بھی کیوں نہ قتل ہو جائے۔ ہم خود تمہارے پاس آئیں گے۔ ان کے مقابلہ میں خالد بن ولید کھڑا ہوا۔ قریش کا علمبردار طلحہ بن ابو طلحہ تھا۔ جب میدان کارزار گرم ہوا۔ تو حضرت علیؑ نے ان کے

سر پر تلوار ماری جس کی وجہ سے وہ مرگیا۔ تاریخ میں جناب امیر علیہ السلام سے یہ اشعار منقول ہیں۔

افا طم هاك السيف غير ذميم ۔۔۔ فلست برعديد ولا بلئيم

لعمري لقد جاهدت في نصر احمد ۔۔۔ وطاعة رب بالعباد رحيم

وسيفي بكفي كالشهاب اهزه ۔۔۔ واجذ به من عاتق وصميم

فما زلت حتى نفس ربي جمعهم ۔۔۔ وحتى تشفت نفس كل حليم

فتح کی خبر سن کر مسلمان مال غنیمت پر ٹوٹ پڑے۔ درہ کے محافظوں نے اپنے سردار کو بارہ آدمیوں کے ساتھ چھوڑ کر مال غنیمت پر لوٹ میں لگ گئے۔ خالد نے فرصت پا کر محافظوں پر حملہ کر کے انہیں قتل کر دیا۔ اور آنحضرت صلعم کی پشت کی طرف آگیا۔ تمام نے مل کر رسول اللہ صلعم پر حملہ کر دیا۔ بہت سے لوگوں کو قتل کر دیا۔ باقی لوگ درے کی طرف بھاگ گئے۔ خالد بن ولید مشرکین کے سواروں کو لے کر آگے بڑھا۔ رسول اللہ صلعم بار بار مسلمانوں کو بلا رہے تھے۔ کہ میں اللہ کا رسول ہوں اللہ میرے رب نے میرے ساتھ فتح کا وعدہ کیا ہے۔ تم کہاں بھاگ رہے ہو؟ (رسول اللہ کی آواز پر کسی نے کان نہ دھرا) اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ان کے بھاگنے کو اس طرح بیان کیا ہے۔ اذ تصعدون ولا تلوون على احد والرسول يدعوكم في اخراكم ثم وليتم مدبرين رسول اللہ صلعم مشرکین پر پتھر مارتے جاتے تھے اور کہتے تھے۔ اللهم اهد قومي فانهم لا يعلمون اے پالنے والے میری قوم کو راہ راست پر لا۔ یہ محمد کی حقیقت کو نہیں جانتے؛ ابن قمئہ نے آنحضرت صلعم کو تیر مارا۔ آپ کا ہاتھ زخمی ہوگیا۔ ایک تیر عبداللہ بن شہاب نے مارا۔ جس سے آپ کی کہنی مجروح ہوگئی۔ سعد کے بھائی ۔۔ ابی وقاص نے آپ کے سر پر تلوار ماری۔ جس سے آپ کا سر زخمی ہوگیا۔ حضرت گھوڑے سے ۔۔ نے جھپٹ کر آپ کے پہلو پر ضرب لگائی۔ ابلیس نے پہاڑ احد پر چلایا کہ محمد

حضرت حمزہ کے ۔۔ فاطمہ نے اس آواز کو سنا۔ تو چلائیں اور اپنے ۔۔ رت اقدس پکڑ لیے

مدی ۔۔ صفیہ چلاتی ہوئی میدان کارزار (میدان احد کی طرف)

زینب ۔۔ کی طرف لائے۔ عباس بلند آواز

کا سامنا نہیں کرنا پڑا۔ اللہ نے ہمیں فتح دی ہے۔ تو ان ۔۔

۔۔ خر کی طرف فرار کر رہے تھے۔ ۔۔ اللہ وعدہ

۔۔ سر میں میرے چچا کو

قتل کر دیا تھا۔ اگر تم نے محمدؐ۔ یا حمزہؓ یا علیؑ میں سے کسی کو قتل کر دیا تو بس تم آزاد ہو۔"

واقدی نے مغازی میں تحریر کیا ہے۔ کہ ہندہ نے وحشی حبشی کو دیکھا۔ جو اس کے سامنے دوڑ رہا تھا۔ ہندہ نے وحشی سے کہا۔ اگر تم میرے باپ، بھائی اور چچا کا بدلہ علیؑ، حمزہؓ اور محمدؐ سے لے لو۔ تو تم میرے دل پر حکومت کرو گے۔ وحشی نے کہا۔ محمدؐ کے بارے میں ایسا نہیں کر سکتا۔ کیوں کہ آپ کا جلال مانع ہے۔ نہ ہی علیؑ کو قتل کر سکتا ہوں۔ کیوں کہ وہ بہت بڑے بہادر ہیں ہاں اگر کوئی موقعہ ملا۔ تو حمزہ کو قتل کر دوں گا ہندہ نے کہا اگر تم نے حمزہ کو قتل کر دیا۔ تو میں نے اپنا بدلہ لے لیا۔ وحشی نے تیر اندازی کا علم حبشہ میں سیکھا تھا حضرت حمزہ مشرکین پر شیروں کی طرح حملہ کر رہے تھے۔ جب آپ اپنے موقف کی طرف واپس لوٹے۔ تو وحشی ایک درخت کے نیچے چھپا ہوا تھا۔ جس نے حضرت حمزہ کو تیر مار کر گرا دیا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ وحشی نے حضرت حمزہ کے سینہ بے کینہ پر تیر مارا جس کی وجہ سے آپ گر پڑے اور لوگوں نے آپ کو قتل کر دیا۔ وحشی آپ کا کلیجہ نکال کر ہندہ کے پاس لے گیا۔ اس نے لے کر منہ میں رکھ کر چبانا چاہا لیکن وہ پتھر کی مانند ہو گیا۔ روایت ہے کہ پتھر ہو گیا۔ اس نے مجبور ہو کر اس کو منہ سے باہر نکالا۔ حلیس بن علقمہ نے دیکھا کہ ابو سفیان حضرت حمزہ کی باچھوں پر نیزے کی انیاں مار رہا ہے اور کہتا ہے دیکھو اس شخص کی طرف جو یہ کہتا ہے۔ کہ میں قریش کا سردار ہوں۔ وہ اپنے اس چچا کا کیا کرے گا۔ جو گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا ہے۔ حضرت حمزہ سے کہتا تھا مارے سرکش سرکشی کا مزا چکھ۔ ہندہ حضرت حمزہ کے پاس آئی۔ آپ کا ناک اور کان کاٹ کر گلے کا ہار بنا کر پہنا[1] اور مدت تک پہنے رہی۔ ستر مسلمان اس جنگ میں شہید ہوئے۔ رسول اللہ صلعم نے حمزہ کو مقتول حالت میں پایا۔ تو آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے فرمایا میں ضرور قریش کے ستر آدمیوں کا مثلہ کروں گا یہ آیت نازل ہوئی۔ فان عاقبتم فعاقبوا آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ میں صبر سے کام لوں گا۔ طلحہ نے جس ہاتھ سے آنحضرت صلعم پر حملہ کیا تھا۔ وہ شل ہو گیا تھا۔

---

[1] میں نے بعض کتب میں دیکھا ہے۔ کہ ہندہ نے حمزہ کا آلۂ تناسل بھی کاٹ لیا تھا۔ اور باقی اعضا مقطوعہ کے ساتھ بنا کر گلے میں پہنا تھا ۱۲ منہ

جنگ حمراء اسد

آیت الذین استجابوا للہ وللرسول کے تحت ثعلبی مفسر نے کلبی سے وہ ابوصالح سے وہ ابن عباس سے اور ابورافع سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔ اس کی وجہ یہ ہے۔ کہ احد کی جنگ کے دوسرے روز آپ نے مسلمانوں کو حمراء الاسد کی لڑائی کے لئے پکارا۔ تو انہوں نے آپ کی آواز پر لبیک کہا۔ آپ مہاجرین کا نشان لے کر ستر آدمیوں کے ساتھ دشمن کو مرعوب کرنے کی خاطر حمراء الاسد کی طرف روانہ ہوئے۔ یہ ایک بازار ہے۔ جو مکہ سے تین میل کے فاصلہ پر واقع ہے۔ آپ جمعہ کے روز مدینہ میں واپس آ گئے۔

ابوسفیان مکہ سے پھر نکل کر مقام روحا تک پہنچ گیا۔ اس نے عبدالقیس کے ایک قافلے کے ہاتھ کہلا بھیجا کہ محمد سے کہہ دو کہ میں نے تمہارے بڑے بڑے آدمیوں کو قتل کر دیا ہے۔ میں دوبارہ تمہاری بیخ کنی کرنے کے لئے آیا ہوں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ حسبنا اللہ ونعم الوکیل ابورافع کا بیان ہے کہ یہ جملہ حضرت علی علیہ السلام نے کہا تھا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ الذین قال لھم الناس الخ

جنگ رجیع

آنحضرت صلعم جمعہ کے روز واپس مدینہ میں آ گئے پھر غزوہ رجیع کا واقعہ پیش آیا۔ یہ مقام ہذیل کے قبیلے کا پانی کا چشمہ ہے۔ اس جنگ کا واقعہ یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلعم کی خدمت میں عضل اور دیش کے آدمی پہنچے اور عرض کیا کہ ہمارے ساتھ کچھ آدمی روانہ فرمایئے۔ جو ہمیں قرآن کی تعلیم دیں۔ اور دین کے مسائل سمجھائیں۔ آنحضرت صلعم نے مرثد بن ابو مرثد غنوی کی معیت میں چھ آدمیوں کو روانہ کیا۔ وہ چھ آدمی یہ ہیں۔

خالد بن بکر۔ ،۔ عاصم بن ثابت افلح۔ خبیب بن عدی۔ زید بن دثنہ اور عبداللہ بن طارق جب یہ لوگ بطن رجیع میں پہنچے۔ تو اس قوم نے ان کے قتل کا ارادہ کیا۔ تو انہوں نے کہا کہ تم ہم سے عہد و پیمان باندھا تھا۔ اب ہمیں کیوں قتل کرتے ہو۔ مرثد، خالد اور عاصم لڑتے لڑتے مارے گئے۔ زید۔ خبیب اور عبداللہ نے اپنے آپ ان کے حوالے کر دیا۔ یہ ان کو لے کر مکہ کی طرف

روانہ ہو گئے۔ عبداللہ اپنا ہاتھ چھڑوا کر پیچھے کی طرف مڑا۔ انہوں نے اس کو پتھر مار کر قتل کر دیا۔ زید کو صفوان بن امیہ نے اپنے باپ کے بدلہ میں قتل کرنے کے لئے خرید لیا (اور قتل کر ڈالا گیا) جنیب کو حجیر بن اصاب تیمی نے عقبہ بن حارث کے لئے خریدا۔ تاکہ وہ اس کو اپنے باپ کے بدلہ میں قتل کر دے۔ جب آپ کو اپنے قتل ہو جانے کا یقین ہو گیا۔ تو آپ نے کہا مجھے چھوڑ دو۔ تاکہ میں دو رکعت نماز ادا کر لوں آپ کو چھوڑ دیا گیا۔ آپ نے دو رکعت نماز ادا کی۔ اس کے بعد یہ بات سنت بن گئی ہے کہ جب کوئی شخص ظلم کی وجہ سے قتل ہوتا ہے تو دو رکعت نماز پڑھتا ہے۔ جنیب نے قتل ہوتے وقت یہ شعر پڑھا ۔

وذلك فی ذات الاله وان یشاء ۔ یبارك فی اوصال شلو ممزق

پھر آنحضرت صلعم نے محمد بن مسلمہ کو ایک گروہ کے ساتھ روانہ کیا۔ محمد کے سوا باقیوں کو مشرکین نے قتل کر دیا۔ ان کا خیال تھا۔ کہ محمد بھی قتل کر دیئے گئے ہیں۔

جنگ چاہ معونہ

سنہ ہجری میں ابو براء عامر بن مالک بن جعفر ملاعب الاسنہ جو بنو عامر بن صعصعہ کا سردار تھا رسول اللہ صلعم کی خدمت میں مدینہ میں حاضر ہوا۔ اور آپ کی خدمت میں ہدیہ پیش کیا آپ نے فرمایا میں مشرک کا ہدیہ قبول نہیں کروں گا۔

اس نے کہا۔ کہ اگر آپ اپنے کچھ آدمی نجد والوں کی طرف روانہ کر دیں۔ تو وہ آپ کی دعوت کو قبول کر لیں گے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ مجھے اس کے بارے میں خوف ہے۔ اس نے کہا میں اس کا ہمسایہ ہوں۔ آپ کچھ لوگوں کو ضرور روانہ کریں۔ تاکہ وہ انہیں آپ کے امر کی دعوت دیں۔ آپ نے منذر بن عمرو بنو ساعدہ کے بھائی کو مسلمانوں کے بہتر آدمیوں کے ساتھ جن کی تعداد ستر تھی۔ روانہ کیا۔ بعض یہ تھے۔

حارث بن صمت۔ حرام بن ملحان۔ عروہ بن اسماء السلمی۔ نافع بن بدیل بن ورقا خزاعی عامر بن فہیرہ اور منذر بن عمرو ساعدی حرام بن ملحان رسول اللہ صلعم کا خط عامر بن طفیل کے پاس لے کر چلا تھا جس کو عامر نے دیکھا نہیں تھا۔ حرام نے کہا اے چاہ معونہ کے رہنے والو! میں تمہارے پاس اللہ کے رسول کا قاصد بن کر آیا ہوں۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی چیز عبادت کے لائق نہیں ہے اور

محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لاؤ۔ ایک شخص نے اس کو نیزہ مارا۔ عامر بن طفیل مسلمانوں کے خلاف ہو گیا۔ لیکن مسلمانوں نے اس کو کوئی جواب نہ دیا۔ اور کہا یہ عہد و پیماں ہم نے ابو براء سے کیا ہے۔ اس کو نہیں توڑیں گے۔ بنو سلیم رعل اور ذکوان کے لوگوں نے انھیں گھیر لیا۔ انہوں نے ان سے جہاد کیا۔ اور شہید ہو گئے۔ کعب بن زید میں رمق جان باقی تھی۔ اس کو چھوڑ دیا۔ وہ زندہ بچ گئے۔ خندق کی جنگ کے روز قتل ہوئے۔ ان کے دو آدمی قوم کے ٹھکانوں پر موجود تھے۔ انہوں نے پرندوں کے لشکر کے گرد گھومتے دیکھا یہ دونوں آگے بڑھے تاکہ دیکھیں کہ لشکر پر کیا بیت گئی ہے۔ یہ آکر کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ان کے ساتھی خون میں غلطاں ہیں۔ اور گھوڑے پاس کھڑے ہوئے ہیں انصاری نے ان سے جہاد شروع کیا۔ اور شہید کر دیے گئے۔ عمرو بن امیہ کو قید کر کے لے گئے جب اس نے انہیں آگاہ کیا۔ کہ میں قبیلہ مضر سے تعلق رکھتا ہوں تو عامر بن طفیل نے آپ کو چھوڑ دیا۔ اور آپ کی پیشانی کے بال کاٹ کر آزاد کر دیا۔ عمرو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کو تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ سب کام ابو براء کی وجہ سے ہوا ہے۔ جب ابو براء کو خبر ہوئی تو اس نے عامر بن طفیل پر حملہ کر دیا۔ اور اس کو نیزہ مارا جس کی وجہ سے وہ گھوڑے سے گر پڑا۔ عامر نے کہا یہ کام ابو براء کا ہے اگر میں مر گیا تو میرے خون کا بدلہ میرا چچا لے گا۔ اگر میں زندہ رہا۔ تو جیسا مناسب سمجھوں گا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے شہداء بچاہ معونہ کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ بلغوا عنا قومنا انا قد لقینا ربنا فرضی عنا و رضینا عنہ پھر یہ آیت منسوخ ہو گئی۔ اور آسمان کی طرف اٹھالی گئی۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ الخ

غزوہ بنو نضیر

واذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا کے تحت مجاہد سے مروی ہے۔ کہ یہ آیت بنو قریظہ اور بنو نضیر کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ رسول اللہ صلعم جب مدینہ میں تشریف لائے۔ تو بنو نضیر نے آپ سے اس بات پر صلح کر لی۔ کہ ہم آپ کو نہ کوئی فائدہ پہنچائیں گے۔ اور نہ نقصان۔ جب آپ نے بدر کی جنگ کی اور آپ کو فتح نصیب ہوئی۔ تو کہنے لگے۔ خدا کی قسم یہ وہ نبی ہیں جن کی تعریف ہم نے تورات میں پڑھی ہے۔ جب احد میں مسلمانوں کو شکست کا سامنا کرنا پڑا۔ تو شک و شبہ میں

پڑ گئے۔ اور عہد و پیمان کو توڑ ڈالا۔ کعب بن اشرف چالیس آدمیوں کے ساتھ اور ابوسفیان بھی چالیس آدمیوں کے ساتھ یہ دونوں کعبہ کے پردے کے پاس جمع ہوئے اور آپس میں معاہدہ کیا جبرائیل نے سورہ حشر لاکر آپ کو اس بات سے آگاہ کیا۔ آنحضرت صلعم نے محمد بن مسلمہ کو رات کے وقت ان کے پاس بھیجا۔ انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔ پھر آنحضرت صلعم نے ان سے مقابلہ کرنے کا قصد کیا۔ اور ان کے قلعے کا محاصرہ کر لیا۔ بنو حطمہ کی پتھریلی زمین میں آنحضرت صلعم کا خیمہ نصب کیا گیا۔ جب رات ہو گئی تو آپ کے خیمہ میں ایک تیر پڑا۔ خیمہ زمین پر آ گیا۔ صحابہ نے خیمہ کو گھیر لیا۔ انہوں نے شام کے وقت حضرت علی علیہ السلام کو مفقود پایا۔ اس بارے میں آنحضرت صلعم کو آگاہ کیا گیا رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں علی کو ایک ایسے کام پر لگا ہوا دیکھتا ہوں جس سے تمہاری عزت میں اضافہ ہوگا۔ تھوڑی دیر کے بعد حضرت علی تیر مارنے والے کا سر قلم کر کے لائے۔ یہ یہودیوں کا سرغنہ آدمی تھا آپ آنحضرت صلعم سے دس اور آدمی لے کر روانہ ہوئے۔ جن میں ابودجانہ سہل بن حنیف بھی تھا۔ جناب امیر تھوڑی دیر کے بعد نو اور یہودیوں کے سر قلم کر کے لائے۔ جن کو ان کے کنوؤں میں ڈال دیا گیا۔ اسی رات کعب بن اشرف قتل ہوا۔ آنحضرت صلعم نے ان کے قلعہ کا محاصرہ بیس دن سے کچھ زیادہ جاری رکھا۔ اور ان کے باغات کاٹنے کا حکم دیا۔ اور اس آیت میں ماقطعتم من لینۃ او ترکتموھا کی طرف اشارہ ہے۔ مصالحت کی وجہ سے ان کے باغات کے قطع کرنے سے رک گئے۔ اور انہوں نے اس بات پر مصالحت کی۔ وہ یہاں سے نکل جائیں گے۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ھوالذی اخرج الذین کفروا یہودی مواضعات اریحا، خیبر اور حیرہ کی طرف نکل گئے۔ ان کو سواری کے لئے تین آدمیوں کو ایک اونٹ میسر آسکا۔ ان کا چیدہ چیدہ مال لے لیا گیا۔ سب سے زیادہ چیدہ مال مہاجرین اولین میں تقسیم کیا گیا۔ وہ تین آدمی تھے۔ ابودجانہ، سہل بن حنیف اور حارث بن صمہ۔ آنحضرت صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کو حکم دیا کہ وہ رسول اللہ صلعم کے لئے مال جمع کریں۔ آنحضرت صلعم نے اس مال کو صدقہ قرار دیا۔ آپ کی زندگی تک آپ کے قبضہ میں رہا۔ آپ کے بعد حضرت علیؑ کے تصرف میں رہا۔ حضرت علی کے بعد اولاد فاطمہ علیہا السلام کی ملکیت میں آگیا جو آج تک باقی ہے۔

غزوہ بنو لحیان

یہ غزوہ جمادی الاولیٰ پیش آیا۔ مشرکین اور مسلمانوں کے باہمی تیروں کا مقابلہ ہو رہا تھا۔ آنحضرت

صلعم نے عفان کے مقام پر نماز خوف ادا فرمائی۔

روایت ہے۔کہ یہ امر ذات الرقاع کے مقام پر غطفان کے مقام کے ساتھ پیش آیا۔اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے۔کہ یہ ایک ایسا پہاڑ ہے جس میں سرخی سیاہی اور سفیدی تینوں رنگ پائے جاتے ہیں۔

ایک دوسری روایت میں ہے۔کہ اصحاب صفہ کے چھ آدمیوں کے پاس جوتیاں نہیں تھیں۔وہ پاؤں سے ننگے تھے۔راستے کی دشواری کے باعث انہوں نے اپنے پاؤں پر کپڑوں کے چیتھڑے پیٹے ہوئے تھے۔ اور ان کے پاؤں سے کپڑوں کی ٹاکیاں گر گئیں تھیں۔ یہ واقعہ غزوۂ نضیر کے دو ماہ بعد کا ہے۔

بخاری نے تحریر کیا ہے۔کہ یہ جنگ خیبر کے بعد کا واقعہ ہے۔ ۵ھ میں ماہ شوال میں کوئی جنگ واقع نہیں ہوئی تھی۔

غزوۂ خندق

اس کو غزوۂ احزاب بھی کہتے ہیں۔اس کے متعلق اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ہے اذ جاء کم من فوقکم اے مسلمانوں اس وقت کو یاد کرو کہ جب مشرکین تمہارے پاس قریش کی طرف سے آئے ومن اسفل منکم اور تمہارے پاس مغرب کی جانب سے بھی آئے غدورا" تک آیت اس واقعہ کے متعلق ہے۔ابو سفیان اور قریش کے ساتھ اس جنگ میں مندرجہ ذیل قبائل اور افراد بھی شامل ہو گئے۔بنو مرہ کا حارث بن عوف۔ اشجع کا مسعود بن طریف اور مسعود بن جبلہ بنو اسد کا طلیحہ بن خویلد اسدی غطفان اور بنو فزارہ کا عیینہ بن حصن فزاری،بنو سلیم کا قیس بن غیلان اور ابو اعور سلمی اور یہودیوں میں سے حی بن اخطب۔کنانہ بن ربیع۔سلام بن ابی الحقیق۔اور ہوزہ بن قیس۔اپنے اپنے آدمیوں کے ساتھ شامل ہو گئے تھے۔ان کی تعداد اٹھارہ ہزار افراد پر مشتمل تھی اور مسلمانوں کی کل تعداد تین ہزار افراد پر مبنی تھی جب آنحضرت صلعم نے ان کے اجتماع کی خبر کو سنا۔تو اپنے اصحاب سے مشورہ کیا۔تو انہوں نے مدینہ کے ایک مقام پر جمع ہونے کا مشورہ دیا۔اس مشاورت میں حضرت سلمان فارسی نے مدینہ کے گرد خندق کھودنے کا مشورہ دیا۔قریباً بیس روز تک کوئی جنگ نہ ہوئی۔صرف تیر اندازی ہوتی رہی۔رسول اللہ صلعم نے اپنی قوم میں ضعف محسوس کیا۔تو سعد بن معاذ اور سعد بن عبادہ سے مشورہ کیا۔کہ ان سے مصالحت کر لی جائے اور مدینہ کے پھلوں کا تیسرا حصہ عیینہ بن حصن اور حارث بن عوف کو دیا جائے۔لیکن ان دونوں نے انکار

کردیا۔ رسول اللہ نے آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ اپنے نبی کو کبھی ذلیل نہیں کرے گا۔ اور نہ ہی اسے اکیلا چھوڑے گا۔ بلکہ جس بات کا اس نے وعدہ کیا ہے۔ اس کو پورا کرے گا۔ آنحضرت صلعم نے لوگوں کو جہاد اور نصرت کی ترغیب دینا شروع کیا۔ کفار شراب نوشی اور غنا و سرود میں مست اور اپنی تعداد کی زیادتی اور شان و شوکت پر اترا رہے تھے۔ مسلمانوں کی خوف کے مارے یہ حالت تھی کہ گویا ان کے سر پر پرندہ بیٹھا ہوا ہے۔ یہ خوف عمرو بن عبدود کی وجہ سے تھا۔ آنحضرت صلعم گھٹنوں کے بل بیٹھے ہوئے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کئے بچشم گریاں بلند آواز سے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں یہ دعا کر رہے تھے۔ یا صریخ المکروبین یا مجیب دعوة المضطرین اکشف غمی وکربی فقد تری حالی اے تکلیف زدہ لوگوں کی فریاد سننے والے۔ لاچار لوگوں کی دعا کو قبول کرنے والے میرا غم اور میری مصیبت کو دور فرما تم میری حالت کو دیکھ رہے ہو۔[1]

عبداللہ بن ابی اوفی سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے مشرکین کو بددعا دی جو یہ تھی۔ اللھم منزل الکتاب سریع الحساب اھزم الاحزاب اے معبود! کتاب کے نازل کرنے والے جلدی حساب لینے والے احزاب کو شکست دے۔ عمرو بن عبدود، عکرمہ بن ابی جہل مخزومی، ضرار بن الخطاب، مرداس فہری بروایت واقدی۔ نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ مقابلہ کے لئے نکلے۔ اور خندق پر کھڑے ہو گئے۔ اور کہنے لگے خدا کی قسم یہ وہ فریب ہے جس میں عرب والے پھنس گئے ہیں عمرو بن عبدود نے گھوڑے کو ایڑی لگائی اور خندق کو عبور کر کے اس پار آگیا۔ طبری نے بیان کیا ہے کہ حضرت علیؑ مقابلہ کے لئے نکلے۔ اور عمرو کو قتل کر دیا۔ مشرکین نے آنحضرت صلعم کے پاس ایک آدمی بھیجا۔ کہ عمرو کی نعش ہمیں دے دیں۔ اور ایک ہزار دینار لے لیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اس کو اٹھا کر لے جاؤ ہم مردوں کی قیمت نہیں کھاتے۔"

ابن اسحاق سے روایت ہے۔ کہ اس جنگ میں چھ مسلمان شہید ہوئے۔ اور تین مشرک مارے گئے۔ آیت نازل ہوئی۔ اذکروا نعمة اللہ علیکم اذ جاءتکم جنود الخ آنحضرت صلعم نے حذیفہ کو ان کے حالات دریافت کرنے کے لئے روانہ کیا۔ واپس آکر حذیفہ نے عرض کیا۔ کہ قوم نے

---

[1] مصیبت کے لئے یہ دعا خوب ہے۔ اس کا پڑھنے والا انشاء اللہ تعالیٰ مصیبت سے نجات پائے گا۔ ۲۔ مترجم

جو آگ روشن کی تھی۔ وہ بجھی پڑی ہے آندھی کا ایک بڑا لشکران پر آپڑا ہے۔ جس میں سنگ ریزے تھے۔ ان کی آگ کو بجھا دیا۔ ان کے خیموں کو اکھاڑ دیا۔ اور ان کے تیر اڑ اڑ کر ان کو لگنے لگے۔ اور سنگریزوں کی وہ مار پڑی۔ کہ اپنے ڈھالوں سے منہ چھپاتے تھے۔ اور میں نے ڈھال پر سنگ ریزوں کے پڑنے کی آواز کو سنا۔ اور چیخ و پکار کرتے تھے نجات نجات آخرکار وہ لوگ بھاگ کھڑے ہوئے

ابوالحسین مدائنی نے بیان کیا ہے۔ کہ جب عمرو بن عبدود کی بہن کو عمرو کی موت کی خبر سے آگاہ کیا گیا۔ تو اس نے کہا کہ عمرو کو قتل کرنے کی کس شخص نے جرأت کی ہے۔ انہوں نے کہا علی نے قتل کیا ہے اس نے کہا کہ اس کو بہادر آدمی نے قتل کیا اور اپنے ہم پلہ کے مقابلہ میں جنگ کرنے کے لئے نکلا عمرو کی موت اپنی قوم کے کریم آدمی کے ہاتھ سے واقع ہوئی ہے اے بنو عامر میرے لئے اس سے زیادہ اور کوئی فخر کی بات نہیں ہے۔ پھر یہ شعر کہا ؎

لو کان قاتل عمرو غیر قاتلہ   لکنت ابکی علیہ آخر الابد

اگر عمرو کو علی کے سوا کوئی اور قتل کرتا۔ تو میں ساری زندگی روتی رہتی۔

غزوہ بنو قریظہ

آنحضرت صلعم مدینہ میں داخل ہوئے۔ جناب فاطمہ سلام اللہ آپ کا سر مبارک دھو رہی تھیں۔ جناب جبرائیل نے آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ خدا آپ پر رحم کرے۔ آپ نے تو ہتھیار رکھ دیئے ہیں لیکن آسمان کے رہنے والوں نے ہتھیار نہیں رکھے۔ میں نے لگاتار روحا تک ان کا پیچھا کیا ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ ہم عصر کی نماز بنو قریظہ میں پڑھیں گے۔ آنحضرت صلعم نے دریافت فرمایا۔ ابھی ابھی تمہارے پاس سے کوئی آدمی گذرا ہے۔ انہوں نے عرض کیا۔ کہ دحیہ کلبی کے سوا اور کوئی شخص نہیں گزرا۔ اور وہ شہبا خچر پر سوار تھا۔ جس کے نیچے ریشم کا گدا رکھا ہوا تھا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ وہ دحیہ کلبی نہیں تھے۔ بلکہ جبرائیل تھے۔ جو بنو قریظہ کی طرف روانہ کئے گئے تھے۔ تاکہ کفار کے دل متزلزل کر دیں اور ان کے دلوں میں رعب اور خوف ڈال دیں۔ اس کے بعد حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اللہ کی برکت کے ساتھ چلے جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی زمین اور گھروں کے دینے کا وعدہ کیا ہے۔ حضرت علی کے ساتھ مہاجرین بنو نجار اور بنو اشہل تھے۔ جب انہوں نے حضرت علی کو دیکھا تو کہنے

لگے۔ کہ عمرو بن عبدود کا قاتل آرہا ہے۔ حضرت علی نے فرمایا۔ الحمد للہ الذی اظہر الاسلام وقمع الشرک آنحضرت صلعم نے پچیس روز ان کا محاصرہ کیا۔ کعب بن اسد نے کہا کہ اے گروہ یہود! ہمیں اس آدمی کی بیعت کر لینی چاہیئے۔ اور یہ بات واضح ہو چکی ہے۔ کہ آپ اللہ کے نبی اور رسول ہیں۔ انہوں نے کہا ہمیں آپ کی بات ماننے سے انکار ہے۔ اس نے کہا اگر یہ تجویز منظور نہیں ہے۔ تو ہمیں اپنے لڑکے اور عورتوں کو قتل کر دینا چاہیئے۔ تب تلوار کھینچ کر محمد پر ٹوٹ پڑنا چاہیئے۔ انہوں نے کہا۔ یہ تجویز بھی نامنظور ہے۔ اس نے کہا یہ شنبہ کی رات ہے۔ وہ ہمارے بارے میں غافل پڑے ہوئے ہوں گے۔ ہم ان پر اچانک حملہ کر دیں۔ انہوں نے کہا یہ بات بھی منظور نہیں ہے۔ فریقین میں اس بات پر اتفاق ہوا۔ کہ سعد بن معاذ کو حکم بنایا جائے۔ سعد کی آنکھ میں جنگ خندق کے موقعہ پر تیر لگا تھا۔ تو اس نے اس وقت کہا تھا۔ اے معبود! اگر تو نے مجھے قریش کی جنگ سے زندہ رکھا ہے۔ تو اس جنگ سے بھی زندہ رکھ۔ اگر میں ان لوگوں کو بھگا دوں تو میرے لئے شہادت کا درجہ قرار دے۔ اور مجھے اس وقت تک موت نہ ہو۔ جب تک میں بنو قریظہ سے اپنی آنکھیں ٹھنڈی نہ کر لوں۔

صادق آل محمد علیہم السلام سے روایت ہے۔ کہ سعد نے یہ فیصلہ کیا کہ ان کے مرد قتل کر دیئے جائیں اور ان کی اولاد اور عورتوں کو قید کر لیا جائے۔ اور ان کا مال تقسیم کر لیا جائے اور ان کی زمین مہاجرین کو دے دی جاتے۔ اور اس میں انصار کو کچھ نہ دیا جائے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ تم نے اللہ کے حکم کے مطابق فیصلہ کیا ہے

آنحضرت صلعم نے ان کی تمام زمین کو مہاجرین میں تقسیم کر دیا۔ اور انصار کو کچھ نہ دیا۔ ان میں سے چار سو پچاس آدمی قتل کر دیئے گئے۔ ان کا مال تقسیم کر دیا۔ ان کی اولاد کو بنو نجار کے ایک گھر میں قید کر دیا گیا پھر آنحضرت صلعم اس گاؤں میں چلے گئے جسے آج کل سوق کے نام سے پکارا جاتا ہے۔ ان کی تعداد سات سو تھی۔ دس آدمی حضرت علی نے اور دس آدمی زبیر نے قتل کئے۔ اور صحابہ نے کم از کم ایک یا دو دو آدمیوں کو قتل کیا۔ بنانہ نامی عورت خلال بن سوید بن ثعلبہ کے گھر بھیج دی گئی۔ اور آنحضرت صلعم نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ مسلمانوں میں صرف خلال قتل ہوا۔ آنحضرت صلعم نے عمرو نامی عورت کو اپنے لئے پسند فرمایا پھر آنحضرت صلعم نے عبداللہ بن عتیک کو خیبر کی طرف روانہ کیا۔ اس نے رافع بن ابی حقیق کو قتل کر دیا۔

غزوہ بنو معطلق

حضرت علی علیہ السلام نے ماہ شعبان میں ان لوگوں سے مقابلہ کیا۔ اور ان کا سردار حارث بن ابی ضرار تھا۔ اس موقعہ پر بنو عبدالمطلب کے کچھ لوگوں کو تکلیف کا سامنا کرنا پڑا۔ حضرت علی علیہ السلام نے مالک اور اس کے بیٹے کو قتل کر دیا۔ آنحضرت صلعم کے ہاتھ بہت سے قیدی آئے۔ اور حضرت علی علیہ السلام نے جویریہ بنت حارث بن ابی ضرار کو قید کر لیا۔ آنحضرت صلعم نے اسے اپنے لئے منتخب کیا اس کا باپ فدیہ لے کر حاضر ہوا۔ آنحضرت صلعم نے اس سے اس کے دو اونٹوں کے متعلق سوال کیا جس کو اس نے گھاٹی میں چھپا رکھا تھا۔ اس آدمی نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللّٰہ وانک لرسول اللّٰہ خدا کی قسم ان دونوں اونٹوں کو میرے سوا اور کوئی شخص نہیں جانتا تھا۔ پھر اس نے عرض کیا یا رسول اللہ میری بیٹی ایک نیکو کار عورت ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ تم اس کے پاس جاؤ۔ اسے اختیار ہے۔ کہ وہ تیرے ساتھ جائے یا نہ جائے۔ اس نے کہا آپ نے بہت اچھا فیصلہ کیا ہے۔ اس کا باپ اس کے پاس آیا۔ اور اس سے کہا اے میری بیٹی! تم اپنی قوم کو ذلیل نہ کرو۔ (اور میرے ساتھ چلو) اس نے عرض کیا میں نے اللہ اور اس کے رسول کو چن لیا ہے۔ اس کے باپ نے اسے بددعا دی۔ آنحضرت صلعم نے اسے آزاد کر دیا۔ اور اپنی ازواج میں شامل کر لیا۔ جب لوگوں نے اس بات کو سنا۔ تو بنو معطلق کے لوگوں کے پاس جو کچھ تھا۔ انہوں نے (اس عورت کے پاس) بھیج دیا۔ کوئی عورت اس قدر برکت والی اور جلیل القدر کسی قوم میں نہیں سنی گئی۔ ان غزوات میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ان الذین جاؤا بالافک اور انہیں غزوات میں عبداللہ بن ابی نے کہا تھا۔ لئن رجعنا الی المدینہ لیخرجن الاعز منھا الاذل

سریہ زید بن حارثہ وغیرہ

سنہ ہجری ربیع الاول میں آنحضرت صلعم نے عکاشہ بن محض کو چالیس آدمیوں کے ساتھ غمرہ کی طرف بھیجا۔ وہ لوگ بھاگ گئے۔ عکاشہ نے دو سو اونٹوں کو پکڑ لیا۔ اسی سال رسول اللہ صلعم نے عبیدہ بن جراح کو قصہ کی طرف روانہ کیا۔ اس نے ان لوگوں کو مار بھگایا۔ اسی سال رسول اللہ صلعم نے

زید بن حارثہ کو جموم کی طرف بھیجا۔ جو بنو سلیم کی زمین ہے۔ یہ لوگ بنو ثعلبہ کے پندرہ آدمیوں کے پاس پہنچے۔ وہ سب کے سب بھاگ گئے۔ انہوں نے ان کے بیس اونٹ پکڑ لیے" غزوہ زید جو بمقام عیص واقع ہوا۔ جمادی الاول میں ہوا تھا۔

غزوہ بنو قرد

اس کا قصہ یوں ہے کہ کچھ دیہاتی لوگ مسلمانوں کے اونٹ بھگا کر لے گئے۔ رسول اللہ صلعم انکے مقابلہ کے لئے نکلے۔ قتادہ انصاری ایک جماعت کے ساتھ آگے بڑھا۔ اور اونٹ واپس لے آیا۔

رسول اللہ صلعم نے محمد بن مسلمہ کو ہوازن کی طرف بھیجا۔ وہ لوگ مسلمانوں کی گھات میں تھے۔ انہوں نے محمد بن مسلمہ کو پکڑ لیا اور آپ کے اصحاب کو قتل کر دیا۔ اس جنگ کو ذات السلاسل بھی کہتے ہیں اور سلاسل ایک قلعہ کا نام ہے

رسول اللہ صلعم نے حضرت علی بن ابی طالب کو بنو عبد اللہ بن سعد اہل فدک کی طرف لڑنے کے لئے روانہ کیا۔ اور آنحضرت صلعم کو یہ بات معلوم ہو چکی تھی۔ کہ یہ لوگ خیبر کے یہودیوں کی امداد کرنا چاہتے ہیں۔

ایک سریہ عبدالرحمٰن بن عوف ہے۔ جو دومتہ الجندل کی طرف روانہ ہوا۔ یہ ماہ شعبان کی بات ہے۔ ایک اور سریہ عرنیین ہے۔ یہ وہ لوگ تھے جنہوں نے رسول اللہ صلعم کے چرواہے کو قتل کر دیا تھا اور اونٹ ہنکا کر لے گئے تھے۔ یہ لوگ تعداد میں بیس تھے۔ جو گھوڑوں پر سوار تھے۔ اس میں ابوالعاص بن ربیع کا مال لوٹا گیا۔ جو شام کی طرف بغرض تجارت جا رہے تھے۔ اور قریش کا مال بھی آپ کے ساتھ تھا۔ رسول اللہ صلعم کے سریہ نے ان کو جا لیا۔ اور مال کے ساتھ اونٹ بھی واپس لائے۔" اس ماہ میں غزوہ قابہ بھی واقعہ ہوا۔

عمرہ حدیبیہ

رسول اللہ صلعم نے ایک ہزار سے کچھ زیادہ لوگوں کے ساتھ عمرہ حدیبیہ کا قصد فرمایا۔ اور ستر اونٹ آنحضرت کے ساتھ تھے۔ قریش نے آنحضرت صلعم کو روکنے کا ارادہ کیا۔ آپ نے قریش کے پاس مکرز بن حفص اور خالد بن ولید کو بھیجا۔ اور قربانی کے اونٹوں کو اپنے مقام تک پہنچنے سے قریش نے روک دیا۔

آنحضرت صلعم نے قریش کے پاس مکہ میں حضرت عثمان کو بھیجا۔ کہ وہ قریش کو آگاہ کریں، کہ آنحضرت صلعم کا ارادہ صرف عمرہ کرنے کا ہے۔

جب جناب عثمان کے واپس آنے میں تاخیر ہوگئی۔ تو آنحضرت صلعم نے ببول (کیکر) کے درخت کے تلے اپنے اصحاب سے اس بات پر بیعت لی کہ وہ بھاگیں نہیں۔ زہری کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم چل کر مقام ذوالحلیفہ تک پہنچ گئے۔ تو قربانی کے اونٹوں کے گلے میں قلاوہ ڈالا۔ اور عمرہ کا احرام باندھا۔ آنحضرت صلعم جب عسفان کے نزدیک مقام غدیر الاشطاط میں پہنچے۔ تو آپؐ کی خدمت میں عینیہ خزاعی حاضر ہوا اور عرض گزار ہوا۔ کہ کعب بن لوی اور عامر بن لوی نے لوگوں کو آپؐ سے لڑنے کے لئے جمع کر رکھا ہے۔ اور آپ کو بیت الحرام میں جانے سے روکیں گے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ تم کوئی فکر نہ کرو۔ آنحضرت صلعم نے راستہ میں فرمایا۔ خالد بن ولید مقام غمیم میں ہراول دستہ کے طور پر جا رہا ہے۔ اس کو داہنی طرف روک لو۔ جب آنحضرت ثنیہ پر پہنچے۔ تو آپ کی اونٹنی بیٹھ گئی۔ فرمایا قصوی اونٹنی کو اس ذات نے روکا ہے جس نے ہاتھی کو روکا تھا۔ [1]

آپ حدیبیہ کی سرزمین پر پہنچے۔ تو بدیل بن ورقہ خزاعی خزاعہ کی ایک جماعت کے ساتھ حاضر خدمت ہوا۔ اور عینیہ نے رسول اللہ صلعم کو نصیحت کی۔ اور اس نے بھی وہی بات کی جس طرح اوروں نے کی تھی۔ نبی صلعم نے فرمایا میں جنگ کرنے نہیں آیا ہم لوگ تو صرف عمرہ کی غرض سے آتے ہیں۔ آنحضرت صلعم اور ان کے درمیان جنگ اور صلح کی گفتگو ہوتی رہی۔ بدیل نے کہا کہ جو کچھ آپ فرماتے ہیں میں جا کر اس سے قریش کو آگاہ کرتا ہوں۔ وہ قریش کے پاس آیا۔ اور کہا کہ یہ آدمی اس طرح اور اس طرح کہتا ہے۔ عروہ بن مسعود ثقفی نے کہا۔ وہ تم سے معقول بات کہتا ہے اس کو قبول کر لو۔ انہوں نے کہا تم آنحضرت صلعم کے پاس جاؤ۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس نے بھی بدیل کی گفتگو کی طرح آنحضرت صلعم سے گفتگو سنی۔ اس نے دیکھا کہ آنحضرت صلعم کے اصحاب آپؐ کی کمال تعظیم اور عزت کرتے ہیں۔ جب وہ واپس آیا۔ تو کہا اے قوم خدا کی قسم میں ایک وفد کے ساتھ قیصر، کسریٰ اور نجاشی بادشاہ کے پاس گیا تھا۔ خدا کی قسم میں نے کسی بادشاہ کے ساتھ ویسا

---

[1] اللہ تعالیٰ نے ابرہہ بادشاہ کے ہاتھی کو خانہ کعبہ کو گرانے سے روک دیا تھا ۱۲ منہ محمد شریف عفی اللہ عنہ

کو اس کی اتنی عزت و توقیر کرتے ہوئے نہیں دیکھا جس قدر اصحاب محمدؐ محمدؐ کی کرتے ہیں۔ وہ آپؐ کے اشارے پر قتل ہونے کے لئے تیار ہو جاتے ہیں۔ اور آپؐ کے حکم کے بجالانے میں پہل کرتے ہیں۔ ان کے سامنے اپنی آوازوں کو بلند نہیں کرتے۔ اور ان کی تعظیم کی خاطر ان کی طرف نگاہ اٹھا کر نہیں دیکھتے آپؐ نے معقول بات پیش کی ہے اس کو قبول کر لو۔ کنانہ کے ایک آدمی نے کہا کہ میں آپ کی خدمت میں جاتا ہوں۔ جب وہ ان لوگوں کو دکھائی دیا۔ تو آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ یہ فلاں شخص ہے اور یہ اس قوم سے تعلق رکھتا ہے۔ جو قربانی کے اونٹوں کی تعظیم کرتے ہیں۔ ان کے پاس قربانی کا اونٹ لے جاؤ۔ اس کے پاس قربانی کا اونٹ بھیج دیا گیا۔ مسلمانوں نے خوش آمدید کہتے ہوئے اس کا استقبال کیا۔ جب اس نے اس بات کو دیکھا۔ تو کہنے لگا۔ سبحان اللہ ایسے لوگوں کو بیت الحرام کی طرف جانے سے نہیں روکنا چاہیئے۔ مگر مکرز بن حفص آگیا۔ وہ نبی صلعم سے گفتگو کرنے لگا۔ اور سہیل بن عمرو بھی آگیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ تم پر کام آسان ہوگیا ہے۔ سہیل بیٹھ گیا اور آنحضرت صلعم سے انکساری کے ساتھ بات چیت کرنے لگا۔ آنحضرت صلعم پر وحی نازل ہوئی۔ کہ اس بات کو قبول کر لیا جائے۔ (فریقین میں صلح ہوگئی)

صلحنامہ حدیبیہ

حضرت علی علیہ السلام نے صلح نامہ تحریر کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اے علی لکھو۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم الی آخرہ۔ حضرت نے تحریر کیا۔ باسمک اللہم فریقین نے یہ مصالحت کی ہے۔ کہ سات سال تک جنگ نہیں ہوگی اور ان سات سال کے عرصہ میں لوگ امن میں رہیں گے۔ اور ایک دوسرے سے باز رہیں گے۔ ایک دوسرے کے پاس آنے جانے والے محفوظ ہوں گے اور جس شخص کو یہ بات پسند ہو وہ محمدؐ کے ذمہ اور عہد و پیمان میں داخل ہو اور وہ داخل ہو سکے گا۔ اور جو شخص قریش کے عقد اور پیمان میں داخل ہونا چاہے گا۔ وہ داخل ہو سکے گا۔ اور کسی شخص کو اس کے مذہب چھڑانے پر مجبور نہیں کیا جائے گا۔ اور مکہ کی سرزمین پر علانیہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کی جائے گی۔ اور محمدؐ اس جگہ قربانی کے جانوروں کو ذبح کر دیں۔ اور وہ اگلے سال صرف تین دن کے لئے مکہ میں ہتھیار رکھ کر سوار ہو کر آئیں۔ اور قریش کے تمام آدمی مکہ خالی کر دیں۔ صرف ان کا ایک آدمی مکہ میں رہ جائے گا۔ اور جو شخص محمدؐ اور آپ کے اصحاب کے پاس آئے گا۔ محمدؐ اس کو قریش کے پاس واپس کر دیں گے۔ اگر حضرت کا کوئی صحابی قریش کے پاس چلا جائے گا۔ تو قریش اس کو محمدؐ کے پاس واپس نہیں کریں گے۔ مسلمانوں نے اس بارے میں چہ میگوئیاں

کیں نبی صلعم نے فرمایا۔ کہ ہمارا جو آدمی قریش کے پاس جائے گا۔ اس کو اللہ تعالے نے دور کیا ہے اور ان کا جو آدمی ہمارے پاس آئے گا۔ اس کو میں واپس کردوں گا۔ مگر اللہ تعالیٰ اس کے دل میں اسلام کی حقیقت کو جانے گا۔ تو اس کے لئے کوئی سبیل پیدا کردے گا۔ ابو جندل بن سہل بن عمرو بیڑیوں میں جکڑا ہوا حضرت کی خدمت میں آیا۔ سہیل نے کہا اے محمدؐ! یہ پہلا شخص ہے جو آپ کی خدمت میں آیا ہے اس کو واپس کر دیجئے۔ آپؐ نے فرمایا میں عہد و پیمان کو نہیں توڑوں گا۔ اس نے کہا خدا کی قسم اس کو واپس کردیجئے۔ میں اور کسی بات پر آپ سے مصالحت نہیں کروں گا۔ نبی صلعم نے فرمایا اس کو میرے پاس رہنے دو۔ اس نے کہا میں اس کو آپ کے پاس نہیں رہنے دوں گا۔ مکرز نے کہا ہم نے اس کو پناہ دے دی ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اس پر کوئی خوف اور ڈر کی بات نہیں ہے یہ اپنے ماں باپ کے پاس واپس جارہا ہے۔ اور میں قریش کے ساتھ اپنے معاہدے کو قائم رکھنا چاہتا ہوں۔ حضرت عمر نے کہا خدا کی قسم مجھے اسلام لانے کے بعد اتنا شک (محمدؐ کی نبوت میں نہیں) گزرا جتنا اس روز میں شک میں مبتلا ہوا الخ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ انا فتحنا لک الخ آنحضرت صلعم نے قربانی کے اونٹ کو ذبح کر دیا اور اپنے سر کے بال کترانے کا حکم دیا۔"

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ مدت کے ختم ہونے سے پہلے اہل مکہ پر اسلام غالب ہو گیا تھا۔

صلح حدیبیہ کے بعد رسول اللہ صلعم واپس مدینہ تشریف لائے۔ ابو بصیر بن السید بن حارثہ ثقفی مشرکین کے پنجہ سے نکل کر بھاگ آیا۔ اخنس بن شریق نے اس کے پیچھے دو آدمی بھیجے۔ اس نے ایک کو قتل کردیا۔ ابو بصیر مسلم مہاجر کی حیثیت سے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اگر میرے پاس ایک آدمی بھی خلاف معاہدہ باقی رہ گیا۔ تو یہ بات جنگ بھڑکانے کے لئے کافی ہوگی آنحضرت صلعم نے فرمایا جہاں تمہاری مرضی آئے چلے جاؤ۔ ابو بصیر مدینہ سے روانہ ہو گیا اور نیز اس کے ساتھ پانچ آدمی اور بھی شامل ہوگئے۔ یہ لوگ عیص اور ذی مرہ کے درمیان میں موجود تھے۔ جو جہینہ کی زمین تھی۔ جہاں سے قریش کے قافلے گذرتے تھے اور یہ علاقہ سیف البحر سے ملا ہوا تھا۔ ابو جندل جو مشرکین کی گرفت سے نکل کر مع ستر سواروں کے جو مسلمان ہو چکے تھے ابو بصیر سے مل گئے۔ ان کے ساتھ کچھ لوگ غفار۔ اسلم اور جہینہ کے بھی آکر شامل ہو گئے۔ ان کی تعداد تین سو

ہوگئی۔ قریش کا جو قافلہ وہاں سے گذرتا تو اس کو پکڑ لیتے۔ اور انھیں قتل کر دیتے انھوں نے قریش کے ایک قافلہ کو پکڑ لیا۔ جن میں ابوالعاص شوہر زینب پروردہ رسول موجود تھا۔ انھوں نے اور لوگوں کو قتل کر دیا۔ لیکن ابوالعاص کو قتل نہ کیا۔ قریش نے ابوسفیان کو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں بھیجا۔ اور انکساری کے ساتھ عرض کی۔ کہ ان لوگوں کو اپنے پاس واپس بلا لیجئے۔ اور آئندہ ہمارا جو آدمی آپ کے پاس آئے اس کو بے شک روک لیجئے۔

فتح خیبر

سنہ ہجری میں ماہ محرم الحرام میں واقدی کے روایت کے بموجب خیبر فتح ہوا۔ نبی صلعم جب خیبر کے نزدیک پہنچے تو اپنے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا۔ اللھم رب السماوات وما اظللن ورب الارضین السبع وما اقللن ورب الشیاطین وما اضللن۔ ترجمہ (اے معبود) میں اس بستی کی اور اس کے رہنے والوں کی بھلائی چاہتا ہوں۔ اور میں تم سے اس بستی کے شر سے اور اس کے رہنے والوں کے شر سے پناہ مانگتا ہوں:

جب اہل خیبر نے حضرت علی علیہ السلام کے کارنامے ملاحظہ کئے۔ تو ابن ابی حقیق نے حضرت نبی صلعم کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آپ سواری سے نیچے تشریف لائیے میں آپ سے بات کرتا ہوں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا بہت بہتر۔ آپ نیچے تشریف لائے۔ اور اس نے نبی صلعم سے خیبر کے رہنے والوں کے خون کی حفاظت کی شرط کے ساتھ صلح کر لی اور وہ قلعہ سے ایک کپڑے کے ساتھ نکل کر چلے جائیں گے

فدک

فدک والوں نے جب خیبر والوں کا قصہ سنا۔ تو انہوں نے محیصہ بن مسعود کو نبی صلعم کی خدمت میں بھیجا اور آنحضرت کی خدمت میں درخواست کی۔ آپ انھیں کپڑے پہننے دیں جب رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آنحضرت صلعم کی خدمت میں التماس کی۔ کہ آپ ان کا نصف مال لے لیں۔ آنحضرت صلعم نے خیبر والوں کی طرح ان سے بھی اس معاہدے پر مصالحت کر لی۔

اسی سال غزوہ بنو غزیہ پیش آیا۔ انہوں نے اسلام کا دعوے کیا تو جو کچھ ان کا مال لیا گیا وہ انھیں واپس کر دیا گیا اور ان کے مقتولین کی دیت ادا کر دی اور اسی سال غزوہ نجد واقعہ ہوا۔ بشیر بن رزام یہودی فدک میں جمع ہوگیا۔ آنحضرت صلعم نے عبداللہ بن رواحہ کو تیس سواروں کی معیت میں اس سے مقابلہ

کے لئے بھیجا آنحضرت صلعم نے غالب بن عبداللہ کلبی کو بنو مرہ کی زمین کی طرف روانہ کیا۔ اور عیینہ بن حصین بدری کو بنو عنبہ کے پاس بھیجا۔ اور ماہ ذیقعدہ میں حدیبیہ کا عمرہ قضا ادا کیا۔ اور مکہ میں داخل ہوئے۔ اور اپنے اونٹ پر بیٹھ کر خانہ کعبہ کا طواف کیا آپ کے اونٹ کی مہار محجن اور عبداللہ بن رواحہ کے ہاتھ میں تھی آنحضرت صلعم مکہ میں تین روز قیام فرما رہے تھے۔

جنگ مؤتہ

سنہ ہجری ماہ جمادی الاول میں جنگ مؤتہ پیش آئی۔ کتاب ابان کی تحریر کے مطابق مسلمانوں کی تعداد تین ہزار تھی۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم نے جناب جعفر کو ان کا قائد بنایا۔ اور فرمایا۔ اگر جعفر قتل کر دیئے جائیں تو تمہارے سردار زید ہوں گے۔ اور وہ بھی قتل ہو جائیں۔ تو تمہارے سردار عبداللہ بن رواحہ ہوں گے۔ مسلمان روانہ ہو کر مقام معان پہنچے۔ تو انہیں معلوم ہوا۔ کہ ہرقل بادشاہ ایک لاکھ رومیوں کی فوج لے کر قارب میں پڑاؤ ڈالے ہوئے ہے۔ اور اس کے پاس ایک لاکھ فوج مستعربہ کی بھی تھی۔ ان لوگوں کی مڈبھیڑ زمین مشارف پر ہوگئی۔ مشارف وہ جگہ ہے جس کی طرف مشرفی تلواریں منسوب ہیں۔ جو حضرت سلیمان بن داؤد علیہما السلام کے لئے بنائی جاتی تھیں۔ مسلمانوں میں مخالف کے کثرت لشکر کی وجہ سے اختلاف پیدا ہو گیا۔ ابن رواحہ نے کہا ہم لوگوں سے کثرت و قلت کے اعتبار سے نہیں لڑتے۔ بلکہ دین کی خاطر جہاد کرتے ہیں۔ بلقا کی بستی کے پاس مسلمانوں کی ان کے ساتھ مڈبھیڑ ہو گئی۔ پھر یہ لڑتے ہوئے موتہ کے مقام پر پہنچے۔ بخاری میں تحریر ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے جعفر، زید اور ابن رواحہ کی موت کی خبر پہنچنے سے پہلے سنائی تھی اور آنحضرت صلعم کی آنکھوں سے آنسو بہتے تھے۔

زید بن ارقم سے روایت ہے کہ جناب جعفر نے عفر گھوڑے پر سوار ہو کر جہاد کیا۔ آخر کار اس کے پاؤں کاٹ دیئے گئے۔ جعفر اسلام میں پہلے شخص ہیں جس کے گھوڑے کے پاؤں کاٹے گئے اور اس نے پیدل جہاد کیا حتیٰ کہ شہید ہو گئے۔

فضیل بن یسار امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جس روز جناب جعفر شہید ہوئے تو آپ کے جسم مبارک پر پچاس زخم موجود تھے۔ اور پچیس زخم صرف چہرہ مبارک پر تھے۔

محمد بن جریر طبری نے بیان کیا ہے کہ ایک دفعہ علم زمین پر گر پڑا۔ تو ساتھ والے آدمی نے اٹھا لیا

اس سے خالد بن ولید نے لے لیا۔ عبدالرحمٰن بن سمرہ آنحضرت صلعم کی خدمت میں شہادت جعفر وغیرہ کی خبر لایا۔

محمد بن اسحاق سے روایت ہے۔ کہ جب موتہ کا لشکر واپس مدینہ میں آیا۔ اور رسول اللہ صلعم سے ملا۔ تو صحابہ نے ان پر مٹی پھینکنا شروع کر دی۔ اور کہتے تھے اے بھگوڑو۔ تم اللہ کی راہ سے بھاگ آئے ہو۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا یہ بھگوڑے نہیں ہیں بلکہ بہادر ہیں۔

فتح مکہ

فتح مکہ کا واقعہ رمضان کی دو راتیں یا تیرہ راتیں گذرنے کے بعد پیش آیا۔ آنحضرت صلعم مکہ کی طرف دس ہزار آدمی لے کر نکلے۔ اور اس کے علاوہ چار ہزار گھوڑوں پر سوار بھی ساتھ تھے۔ اور اس موقعہ پر آیت لتدخلن المسجد الحرام، اذا جاء نصر اللہ اور آیت انا فتحنا لک نازل ہوئی۔

ابان کا بیان ہے کہ جب ابو سفیان کو اس بات کا علم ہوا اور وہ اس وقت شام میں تھا۔ مدینہ میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور عرض کیا اے محمدؐ! اپنی قوم کے خون کو محفوظ کیجیے اور قریش کو بچائیے۔ اور معاہدہ کی میعاد میں اور اضافہ فرمائیے۔ آپ نے فرمایا تم نے بے وفائی کی ہے شیخین سے ملا۔ انہوں نے اس کی کوئی شنوائی نہ کی۔ ام حبیبہ کے پاس آیا۔ رسول اللہ صلعم کے بستر پر بیٹھنے لگا۔ ام حبیبہ نے بستر لپیٹ دیا۔ کہا اے بیٹی! یہ بستر مجھ سے زیادہ پیارا ہے۔ کہا ہاں یہ بستر اللہ کے رسول کا ہے تم نجس اور مشرک ہو اس بستر پر نہیں بیٹھ سکتے۔ پھر جناب فاطمہ الزہرا حسنین علیہم السلام سے سفارش طلب ہوا۔ انہوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ عرض کیا آپ تمام قوم سے مجھ پر زیادہ مہربان ہیں۔ میں شش و پنج میں مبتلا ہوں مجھے نصیحت فرمائیے۔ آپ نے فرمایا تم قوم قریش کے سردار ہو۔ لوگوں کے پاس جاؤ۔ ان سے مشورہ کرو پھر اپنی قوم کے پاس جاؤ۔ عرض کیا کیا یہ بات میرے لئے مفید ہوگی۔ آپ نے فرمایا۔ اس کا مجھے علم نہیں ہے لوگوں کے پاس آیا اور کہا۔ اے لوگو! میں تم سے مشورہ کرنے آیا ہوں۔ پھر اپنے اونٹ پر سوار ہو کر مکہ چلا آیا۔ قریش کے پاس آیا۔ انہوں نے دریافت کیا کہ کیا بات ہے؟ ان کو تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ انہوں نے کہا کیا محمدؐ نے علیؑ کو گفتگو کی اجازت

دی تھی ۔ کہا نہیں ۔ انہوں نے کہا اس شخص نے تیرا مذاق اڑایا ہے ۔

آنحضرت صلعم مدینہ سے روانہ ہو کر مقام مرالظہران میں قیام فرمایا ۔ اسی رات ابوسفیان حکیم بن حزام اور بدیل بن ورقہ دریافت حالات کے لیے مکے سے باہر نکلے عباس نے ابوسفیان بن حارث اور عبداللہ بن امیہ کے ساتھ رسول اللہ صلعم سے ملاقات کی ۔ یہ ملاقات ثنیۃ العقاب کے مقام پر ہوئی نبی صلعم نوجوانوں کے ساتھ تشریف فرما تھے ۔ عباس رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ اور عرض کیا آپ پر میرے ماں باپ قربان ہو جائیں ۔ ابوسفیان تیرے چچا کا بیٹا ہے ۔ یہ تائب ہو کر آپ کی خدمت میں پیش ہوا ہے اور یہ عبداللہ تیری پھوپھی کا بیٹا ہے ۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا مجھے ان کی ضرورت نہیں ہے ۔ میرے چچا کے فرزند نے میری بے عزتی کی ہے ۔ اور میری پھوپھی کا بیٹا وہ شخص ہے جو مکہ میں کہا کرتا تھا اے محمد ہم تجھ پر اس وقت تک ایمان نہ لائیں گے ۔ جب تک ہمارے لیے زمین سے ایک چشمہ نہ نکال دیں جناب ام سلمہ نے بھی ان دونوں کے بارے میں گفتگو کی ۔ ابوسفیان نے کہا ہمارے ساتھ وہ سلوک فرمائیے جس طرح عبد صالح جناب یوسف نے اپنے بھائیوں سے سلوک کیا تھا ۔ کہ آج کے دن تم پر کوئی سرزنش نہیں ہوگی ۔ آنحضرت صلعم نے ان دونوں کی بات مان لی اور ان کی توبہ کو قبول کیا ۔ عباس نے کہا خدا کی قسم ! اگر ابوسفیان نہ مانتا ۔ اور آنحضرت صلعم مکہ میں بزور شمشیر داخل ہوتے تو تمام قوم قریش ہلاک ہو جاتی ۔ نبی صلعم سفید خچر پر سوار ہو کر بات چیت کی فکر میں تھے ۔ یا ایسے نرم دل انسان کی حیثیت میں تھے ۔ کہ کسی ایسے آدمی کو تلاش کریں ۔ جو جا کر ان کو کہے کہ آپ سے امان طلب کر لو ۔ ابوسفیان نے بدیل اور حکیم سے کہا کہ یہ آگ کیسی ہے ؟ اس نے کہا کہ یہ آگ قبیلہ خزاعہ کی معلوم ہوتی ہے ۔ اس نے کہا کہ خزاعہ کے لوگ تو تھوڑے ہیں اور یہ آگ زیادہ ہے معلوم ہوتا ہے کہ یہ آگ قبیلہ تمیم اور ربیعہ کی ہے ۔ عباس نے ابوسفیان کی آواز کو پہچان لیا اور اس کو آواز دی ۔ اور اس کو حالات سے آگاہ کیا ۔ ابوسفیان نے کہا اب اس لشکر سے بچنے کی کیا تدبیر ہے ؟ اس نے کہا حاجتمند طور پر اس خچر پہ سوار ہو کر آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہو جا اور آپ سے امان طلب کر ۔ اس نے اس بات پر عمل کیا ۔ ابوسفیان جب جو چلا تو کیا دیکھتا ہے کہ دور دور تک آگ ہی آگ روشن ہے ۔ وہ حضرت عمر کے پاس پہنچا ۔ حضرت عمر ابوسفیان اور عباس سے پہلے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں پہنچے اور عرض کیا کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کو بغیر کسی معاہدہ کے قدرت

عباس رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آیا۔ اور سعد کی بات چیت سے آپ کو آگاہ کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ سعد کی باتوں میں سے کوئی چیز بھی واقع نہ ہوگی۔ اور حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ سعد کے پاس جاؤ۔ علم اس سے نشان لے لو۔ اور نشان لے کر آرام اور سکون کے ساتھ مکہ میں داخل ہو جاؤ۔ سعد نے کہا اے علیؑ اگر آپ نہ ہوتے۔ تو مجھ سے نشان نہ لیا جاتا۔ ابوسفیان نے کہا اے ابوالفضل تیرا بھتیجا ایک بڑے ملک کا بادشاہ بن گیا ہے۔ عباس نے کہا اے ابوسفیان! تم پر افسوس ہے۔ یہ حکومت نہیں ہے یہ نبوت کا کرشمہ ہے۔ ابوسفیان قریش کے پاس وادی کے زیرین حصہ سے ہوتا ہوا آیا۔ اور انہوں نے اس سے دریافت کیا۔ کہ گرد و غبار کیا ہے؟ اس نے کہا محمدؐ ایک عظیم لشکر کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں۔ پھر چلا کر کہا۔ اے آل غالب اپنے اپنے گھروں میں چلے جاؤ۔ اور جو شخص اپنے گھر میں داخل ہوگا۔ وہ امن میں ہوگا۔ جب ہندہ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ لوگوں کو بہکاتی تھی اور کہتی تھی۔ کہ اس بڈھے خبیث کو قتل کر دو۔ قوم کا رہنما بن کر ایسی باتیں کرتا ہے اس نے کہا تیرے لئے ہلاکت ہو۔ میں نے بڑے بڑے سرداروں کو اور فارس کے بزرگ لوگوں، بادشاہاں کندہ اور حمیر کے نوجوانوں کو دیکھا ہے۔ لیکن انہیں محمدؐ کے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہے تیرے لئے ہلاکت ہو۔ خدا کی قسم خاموش ہو جا۔ حق آگیا مصیبت دور ہو گئی۔

رسول اللہ صلعم عہد کر چکے تھے۔ کہ مکہ میں دس آدمیوں کے سوا اور کسی کو قتل نہیں کریں گے۔ وہ دس آدمی یہ ہیں۔ حویرث بن نفیل بن کعب۔ قیس بن حبابہ۔ قرینہ مغینہ۔ ان لوگوں کو امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے قتل کر دیا تھا۔ عبداللہ بن خطل کو عمار نے قتل کیا۔ یا بریدہ نے یا سعید بن حبیب مخزومی نے قتل کیا تھا۔ صفوان بن امیہ جدہ کی طرف بھاگ گیا تھا۔ عبداللہ بن وہب نے اسے امان دے دی تھی۔ وہ عبداللہ کے پاس رسول اللہ صلعم کا عمامہ لے آیا تھا۔ اور یہ شخص اسلام لے آیا تھا۔ عکرمہ بن ابی جہل یمن کی طرف دوڑ گیا۔ اور اسلام لے آیا۔ عبداللہ بن ابی سرح کے متعلق امیرالمومنین کو معلوم ہوا۔ کہ وہ حضرت عثمان کے گھر میں چھپا ہوا ہے۔ حضرت عثمان اس کی سفارش کرنے آئے۔ آنحضرت صلعم نے اس کی سفارش منظور کر لی جب وہ چلا گیا۔ تو آنحضرت صلعم نے اس کے قتل کرنے کا حکم دیا۔

سعد بن عبادہ نے کہا۔ آپ نے اشارہ کیوں نہ کیا۔ نبی صلعم نے فرمایا اشارہ کرنا نبی کی شان نہیں

عباس رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آیا۔ اور سعد کی بات چیت سے آپ کو آگاہ کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ سعد کی بات میں سے کوئی چیز بھی واقع نہ ہوگی۔ اور حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ سعد کے پاس جاؤ۔ اور اس سے نشان لے لو۔ اور نشان لے کر آرام اور سکون کے ساتھ مکہ میں داخل ہو جاؤ۔ سعد نے کہا اے علی اگر آپ نہ ہوتے۔ تو مجھ سے نشان نہ لیا جاتا۔ ابوسفیان نے کہا اے ابوالفضل تیرا بھتیجا ایک بڑے ملک کا بادشاہ بن گیا ہے۔ عباس نے کہا اے ابوسفیان! تم پر افسوس ہے۔ یہ حکومت نہیں ہے یہ نبوت کا کرشمہ ہے۔ ابوسفیان قریش کے پاس وادی کے زیرین حصہ سے ہوتا ہوا آیا۔ اور انہوں نے اس سے دریافت کیا۔ کہ گرد و غبار کیا ہے؟ اس نے کہا محمدؐ ایک عظیم لشکر کے ساتھ تشریف لا رہے ہیں۔ پھر چلا کر کہا۔ اے آل غالب اپنے اپنے گھروں میں چلے جاؤ۔ اور جو شخص اپنے گھر میں داخل ہوگا۔ وہ امن میں ہوگا۔ جب ہندہ کو اس بات کا علم ہوا تو وہ لوگوں کو بھڑکاتی تھی اور کہتی تھی۔ کہ اس بڈھے خبیث کو قتل کر دو۔ قوم کا رہنما ہو کر ایسی باتیں کرتا ہے اس نے کہا تیرے لئے ہلاکت ہو۔ میں نے بڑے بڑے سرداروں کو اور فارس کے بزرگ لوگوں بادشاہاں کندہ اور حمیر کے نوجوانوں کو دیکھا ہے۔ لیکن انہیں محمدؐ کے ساتھ کوئی نسبت نہیں ہے تیرے لئے ہلاکت ہو۔ خدا کی قسم خاموش ہو جا۔ حق آگیا مصیبت دور ہو گئی۔

رسول اللہ صلعم عہد کر چکے تھے۔ کہ مکہ میں دس آدمیوں کے سوا اور کسی کو قتل نہیں کریں گے۔ وہ دس آدمی یہ ہیں۔ حویرث بن نفیل بن کعب۔ قیس بن حبابہ۔ قرینہ مغنیہ۔ ان لوگوں کو امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے قتل کر دیا تھا۔ عبداللہ بن خطل کو عمار نے قتل کیا۔ یا بریدہ نے یا سعید بن حریث مخزومی نے قتل کیا تھا۔ صفوان بن امیہ جدہ کی طرف بھاگ گیا تھا۔ عبداللہ بن وہب نے اسے امان دے دی تھی۔ وہ عبداللہ کے پاس رسول اللہ صلعم کا عمامہ لے آیا تھا۔ اور یہ شخص اسلام لے آیا تھا۔ عکرمہ بن ابی جہل یمن کی طرف دوڑ گیا۔ اور اسلام لے آیا۔ عبداللہ بن ابی سرح کے متعلق امیر المومنین کو معلوم ہوا۔ کہ وہ حضرت عثمان کے گھر میں چھپا ہوا ہے۔ حضرت عثمان اس کی سفارش کرنے آئے۔ آنحضرت صلعم نے اس کی سفارش منظور کر لی جب وہ چلا گیا تو آنحضرت صلعم نے اس کے قتل کرنے کا حکم دیا۔

سعد بن عبادہ نے کہا۔ آپ نے اشارہ کیوں نہ کیا۔ نبی صلعم نے فرمایا اشارہ کرنا نبی کی شان نہیں

ہے۔ بنو عبد المطلب کی نوکرانی سارہ مقتولہ پائی گئی۔ ہندہ ابوسفیان کے گھر میں داخل ہو گئی ابوسفیان نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں عورتوں کی بیعت کے بارے میں گفتگو کی۔ اور ام الفضل نے اس بات کی تائید کی۔ اور ام الفضل نے عورتوں کے سامنے یہ آیت تلاوت کی۔ یاایھا النبی اذا جاءک المومنات آنحضرت صلعم نے عورتوں سے بیعت لی اور ان کی بیعت قبول کر لی گئی۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے قریش کے چند اوباش آدمیوں کو دیکھا۔ تو آپ نے ان کے قتل کا حکم دیا۔ اور ہم لوگوں نے ان میں سے کچھ لوگوں کو قتل کر دیا۔ اور باقی بھاگ گئے۔ مسلمانوں کے تین آدمی شہید ہو گئے تھے۔ جو کہ کے زیریں حصے میں داخل ہو گئے تھے۔ اور راستہ بھول گئے تھے۔ اور قتل کر دیئے گئے۔

بشیر بن ... سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ خانہ کعبہ کی کنجی کس کے پاس ہے؟ انہوں نے کہا شیبہ کی ماں کے پاس موجود ہے آپ نے شیبہ کو بلا کر حکم دیا کہ اپنی والدہ کے پاس جاؤ اور اُسے کہو کہ کنجی میرے پاس بھیج دے۔ اس نے آنحضرت صلعم سے کہا کہ آپ نے ہمارے بہادروں کو قتل کر دیا۔ اب آپ کا ارادہ ہے کہ ہماری عزت کو بھی لے لو۔ آپ نے فرمایا کنجی کو بھیج دیجئے ورنہ میں تمہیں ضرور قتل کر دوں گا۔ اس نے اپنے لڑکے کے ذریعے کنجی رسول اللہ صلعم کی خدمت میں بھیج دی آنحضرت صلعم نے کنجی کو لے لیا۔ آنحضرت صلعم نے حضرت عمر کو بلا کر کہا کہ یہ میرے خواب کی تعبیر ہے۔ اس کے بعد آنحضرت صلعم کھڑے ہو گئے۔ اور خانہ کعبہ کے دروازے کو کھولا۔ اور اس پر غلاف چڑھایا۔ اور اس دن کے بعد خانہ کعبہ پر غلاف چڑھانے کی رسم پڑ گئی۔ پھر آپ نے اس لڑکے کو بلایا۔ اور اس نے اپنی چادر کو پھیلا دیا۔ آنحضرت صلعم نے اس کے اندر کنجی ڈال دی۔ اور فرمایا۔ اس کو اپنی ماں کے پاس لے جاؤ۔ آپ نے اپنے دونوں بازوؤں سے دروازہ بند کر دیا۔ اور کہا۔

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں۔ وہ یکتا اور اکیلا ہے۔ اس نے اپنا وعدہ پورا کیا اور اپنے بندے کی مدد کی۔ اور احزاب پر اکیلا غالب آیا۔

قریش کے سرداروں کا خیال تھا۔ کہ جب آنحضرت صلعم مکہ میں داخل ہو گئے۔ تو ان کو تہس نہس کر دیں گے۔ مگر اس کے برعکس آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ تمہیں یقین ہونا چاہیئے۔ کہ ہر وہ خون مال وغیرہ جو جاہلیت میں کسی کا کسی پر عائد تھا۔ میں آج اس کو اپنے پاؤں کے نیچے دفن کرتا ہوں۔ اور تم لوگوں کو

معلوم ہونا چاہیئے۔ کہ کعبہ کی کلید برداری اور حجاج کے پانی پلانے کا اعزاز ان لوگوں کی طرف منتقل ہو گا۔ جو ان دونوں کے حصول کی صلاحیت رکھتے ہوں۔ اور تمہیں آگاہ ہونا چاہیئے کہ اللہ کی حرمت کی وجہ سے کعبہ کی حرمت کی جگہ ہے اور مجھ سے پہلے اور میرے اس وقت تک سے پہلے بھی یہ کسی کے لئے حلت کی جگہ نہیں تھی۔ یہ قیامت کے قائم ہونے تک حرمت کی جگہ ہے۔ اس میں کسی قسم کی شورش نہیں کی جا سکتی اس کا درخت نہیں کاٹا جائے گا۔ یہاں شکار نہیں کیا جائے گا۔

پھر فرمایا اے قریش تم نبی کے بہت برے ہمسایہ تھے۔ تم نے مجھے جھٹلایا۔ مجھے گھر سے نکال دیا مجھے کمزور کر دیا۔ تم کسی حال پر مجھ سے راضی نہ ہوئے۔ تم نے اس پر بس نہ کیا۔ بلکہ میرے شہر مدینہ میں لڑائی کرنے کے لئے چڑھ کر آ گئے۔ اور مجھ سے جنگ کی۔ اب جاؤ میں تم کو آزاد کرتا ہوں یہ لوگ اسلام میں داخل ہو گئے۔

بلال نے خانہ کعبہ میں اذان دی عکرمہ نے اس بات کو ناپسند کیا خالد بن ولید نے کہا شکر ہے اس بات کا جس نے ابو عتاب کو اس دن مکرم کیا۔ سہیل بن عمرو نے بھی کوئی بات کی۔ حرث بن ہشام نے کہا۔ کہ محمد کو اس سیاہ کوے کے سوا اور کوئی اذان دینے والا نہیں ملا۔ ابو سفیان نے کہا۔ میں تو کوئی بات نہیں کہوں گا۔ خدا کی قسم اگر میں کچھ کہوں تو مجھے یقین ہے کہ جلد ہی سن کر محمد کو اس بات سے آگاہ کر دے گی۔ آنحضرت صلعم نے کسی شخص کے ذریعہ ان کو ان کی گفتگو کے متعلق کہلا بھیجا عتاب نے معافی طلب کی۔ اور اسلام لے آیا۔ اور آنحضرت صلعم نے اس کو مکہ کا حاکم بنا دیا خانہ کعبہ میں تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ اور ایک دوسرے کے ساتھ سکے سے جڑے ہوئے تھے۔

ابو سفیان نے فتح مکہ کی رات منات کو حبشہ کی طرف بھیج دیا۔ منات حبشہ سے ہندوستان کی طرف منتقل ہوا اس کے پجاریوں نے اس کے لئے ایک مقناطیس کا گھر تیار کیا۔ اور وہ فضا میں سلطان محمود سبکتگین کے زمانے تک معلق رہا۔ جب محمود غزنوی نے ہندوستان کو فتح کیا۔ تو اس نے مقناطیسی گھر کو مسمار کر دیا اور بت سومنات کو شہر اصفہان لے آیا۔ اور اسے گذرگاہ کے نیچے دفن کر دیا[1] جب رسول

---

[1] لفظ منات سے سومنات بن گیا جو ریاست جوناگڑھ کا ایک مشہور مندر ہے جس کو سلطان محمود غزنوی نے فتح کیا تھا جس کا تمام سامان لے کر ایران روانہ ہو گیا۔ مترجم

اللہ صلعم مکہ میں داخل ہوئے تو حضرت علیؑ سے فرمایا ۔ کہ اے علیؑ مجھے سنگریزوں کی ایک مٹھی دے دو۔ الی آخرہٖ (مصنف نے واقعے کو ادھورا چھوڑ دیا ہے) اس کے بعد آنحضرت صلعم نے بنو ذیل کے پاس مسعود بن اُمیہ کو اور بنو محارب کے پاس عبداللہ بن سہیل اور بنو خزیمہ بن عامر کے پاس خالد بن ولید کو روانہ کیا۔ اور یہ لوگ مقام غمیصا میں رہتے تھے ۔ خالد نے معاہدہ کے بعد ان پر لوٹ مار کر دی اور ان کے چند آدمیوں کو گرفتار کر لیا ۔ نبی صلعم نے خالد کے اس فعل سے بیزاری ظاہر کی ۔

غزوہ حنین

قبیلہ ہوازن نے وادی حُنین میں فتنہ و فساد برپا کر رکھا تھا آنحضرت صلعم کے ساتھ دس ہزار فوج تھی علاوہ دو ہزار سپاہی مکے سے آکر مل گئے تھے آنحضرت صلعم نے صفوان بن اُمیہ سے سو زرہیں مستعار لیں اور یہ شخص قبیلہ خثعم کا رئیس تھا حضرت ابوبکر اپنی کثرت کو دیکھ کر اترایا ۔ اور یہ آیت نازل ہوئی ۔ د یوم حنین اذ عجبتکم کثرتکم لا ؍ ادھر سے مالک بن عوف نضری قیس اور ثقیف کے قبائل کے ساتھ میدان جنگ میں اُترا ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہوازن کے ساتھ درید بن صمہ تھا ۔ انہوں نے اس بوڑھے آدمی کو بطور برکت ساتھ لے لیا تھا جب یہ لوگ مقام اوطاس میں اُترے ۔ تو اس نے کہا یہ گھوڑے دوڑانے کے لئے اچھی جگہ ہے نہ زیادہ زمین سخت ہے اور نہ زیادہ نرم ۔ اس نے کہا مجھے کیا ہو گیا ہے ۔ کہ میں اونٹ کا بلبلانا ۔ گدھے کا ہینگنا ۔ بچے کا رونا بکری کا ممیانا ۔ اور بیل کے ڈکارنے کی آواز کو سن رہا ہوں اور اس نے اس بارے میں ابن عوف سے گفتگو کی ۔ اس نے کہا ۔ کہ میرا ارادہ ہے کہ میں ہر ایک شخص کے پیچھے اس کے بال بچے اور مال کو کر دوں ۔ اور وہ ان کی طرف سے مقابلہ کرے درید نے کہا تم پر افسوس ہے ۔ تم ایسا نہ کرو ۔ کیا بھاگنے والوں کے لئے یہ چیزیں مفید ہوں گی تجھے صرف تلوار اور نیزے سے مسلح فائدہ دے گا ۔ اگر تم نے جنگ میں شکست اُٹھائی ، تو اس ترکیب سے تیرے بال بچوں کے سامنے رسوائی ہو گی عوف نے کہا آپ بڈھے ہو گئے اس لئے آپ کا علم چلا گیا ۔

جابر بن عبداللہ سے مروی ہے کہ مخالف فوج گھاٹی کے تنگ راستوں میں چھپ کر بیٹھ گئی ۔ ہم

سے اچانک قوم کے جتھوں کو آتے ہوئے دیکھا۔ جنہوں نے بنو سلیم کو شکست دے دی جو مقدمۃ
الجیش میں تھے۔ اور جو لوگ ان کے پیچھے تھے۔ وہ بھی شکست کھا کر بھاگ گئے۔ صرف حضرت علیؑ
رسول اللہ صلعم کے ساتھ تنہا باقی رہ گئے۔ اور آپ کے ہاتھ میں علم تھا۔ مالک بن عوف نے کہا مجھے
محمدؐ کو دکھلاؤ۔ انہوں نے آپ کو دکھلا دیا۔ اس نے آپ پر حملہ کر دیا۔ ایمن بن عبیدہ جو ام ایمن کا بیٹا
تھا اس کے مقابلے کے لئے نکلا۔ دونوں گتھ گئے۔ مالک نے اس کو قتل کر دیا۔ (جب مسلمانوں کا
لشکر شکست کھا کر بھاگ گیا تو) رسول اللہ صلعم نے عباس سے کہا جو بلند آواز تھے۔ کہ قوم کو پکار دو۔
اور ان کو وعدہ یاد دلاؤ۔ یعنے اللہ تعالیٰ کی یہ آیت مراد تھی۔ ولقد کانوا عاھدوا اللہ
من قبل عباس نے بلند آواز سے پکارنا شروع کیا" اے درخت کے تلے بیعت کرنے
والو کہاں بھاگ رہے ہو۔ اپنے وعدے اور عہد کو یاد کرو۔ مخالف قوم سر پر موجود ہے یہ واقعہ
شوال کی پہلی رات کا ہے لوگ سرپٹ بھاگ رہے تھے۔ آنحضرت صلعم نے بھاگنے والوں کو اپنے
چہرے مبارک کی روشنی سے جو چودھویں رات کے چاند کی طرح چمک رہا تھا۔ حضرت علی دونوں
گھاٹیوں کے درمیان مخالفین سے جہاد کر رہے تھے۔ اور آپ کی مدد بعض انصار کر رہے تھے۔
آنحضرت صلعم زین کی رکاب پر کھڑے۔ اور لوگوں سے اونچا ہو کر فرمایا۔ اب جنگ گرم ہو گئی ہے (بھاگنے
سے پرہیز کرو) میں نبی ہوں۔ یہ جھوٹ نہیں ہے۔ میں عبدالمطلب کا بیٹا ہوں۔ مسلمان لگاتار مشرکین
کو قتل کر رہے تھے۔ اور ان میں بعض کو گرفتار کر رہے تھے۔ آخرکار دن بلند ہو گیا۔ آنحضرت صلعم
نے رک جانے کا حکم دیا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے حنین کی جنگ میں
چار ہزار آدمیوں کو قید کیا۔ اور بارہ ہزار اونٹوں کو پکڑا۔ اور اس کے علاوہ اور مال بھی تھا جس کی
صحیح تعداد معلوم نہیں ہے۔ امام زہری کی روایت کے موجب چھ ہزار بچے اور عورتیں قید
ہوئیں اور جانوروں کی تعداد شمار سے باہر ہے اور ان کی ٹھیک تعداد معلوم نہیں ہو سکی۔

جنگ اوطاس وغیرہ

قبیلہ ثقیف طائف کی طرف چلا گیا۔ اور اعراب اوطاس کی طرف روانہ ہو گئے نبی صلعم نے

ابو عامر اشعری کو اوطاس کی طرف بھیجا۔ اس نے وہاں جا کر جہاد کیا اور خود قتل ہو گیا۔ اس کے چچا زاد بھائی ابو موسیٰ اشعری نے علم لے لیا اور اوطاس کو فتح کر لیا۔ ابو سفیان کو ثقیف کی طرف روانہ کیا۔ بنو ثقیف نے ابو سفیان کے چہرے پر ضربیں لگائیں۔ وہ شکست کھا کر واپس آ گیا اور فرار کے حیلے بہانے کرتا تھا۔ آنحضرت خود طائف کی طرف تشریف لے گئے۔ کئی دن تک ان لوگوں کا محاصرہ کئے رہے۔ آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو چند سواروں کے ساتھ روانہ کیا۔ شہاب بن عبیس مقابلے کے لئے نکلا۔ حضرت علیؑ نے بڑھ کر اسے قتل کر دیا اور آپ نے ان کے بتوں کو توڑ دیا۔ اور واپس رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آنحضرت صلعم نے آپ سے راز کی باتیں بیان کیں۔ القصہ

محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے طائف والوں کا محاصرہ تیس دن جاری رکھا۔ ابوبکر، بجیلہ اور خولان ایک جماعت کے ساتھ نیچے اتر کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور اسلام لائے۔ جب طائف کا وفد رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آیا۔ تو کہنے لگا کہ ہمارے غلام واپس کر دیجئے۔ جو آپ کے پاس دوڑ آئے ہیں۔ آپ نے فرمایا ایسا نہیں ہو سکتا وہ اللہ کے آزاد کردہ ہیں۔ جنگ اوطاس وغیرہ ماہ رجب سنہ ۹ھ میں واقع ہوئی۔ آیت انفروا خفافا وثقالا نازل ہوئی۔ آنحضرت صلعم نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ مجبور اور لاچار لشکر کے ساتھ ہمدردی کرنے کی طرف رغبت دلائی۔ عباس، عثمان، عبدالرحمن، طلحہ اور زبیر وغیرہم نے مال خرچ کیا۔ آیت والمتقین نازل ہوئی۔ تمام صحابہ نے گرمی کی شدت اور پانی کی قلت کی شکایت کی اور جنگ نہ کرنے کا اظہار کیا۔ ان اسباب کے باوجود آنحضرت صلعم نے روم کے شہر تبوک کا قصد فرمایا۔ روایت ہے کہ وہ شہر تبوک نہیں ہے بوک ہے۔ کیونکہ صحابہ پانی کی تلاش کی خاطر زمین کو کھودتے تھے۔ حتیٰ کہ بعض صحابہ نے اپنے گھوڑوں کو ذبح کر ڈالا۔ اور ان کی آنتوں کا خون چوس لیا۔ جنگ تبوک کے موقع پر آنحضرت صلعم نے حضرت علیؑ کو مدینہ میں اپنا جانشین بنایا۔ اور فرمایا اے علیؑ! مدینہ تیرے یا میرے قیام کی وجہ سے ٹھیک رہ سکتا ہے۔ یہ بات اس لئے ہوئی کہ آنحضرت صلعم کو مدینہ میں اپنے دشمنوں کے غلبہ کا ڈر تھا۔ آنحضرت صلعم نے مدینہ میں علیؑ کا قیام کرا کے اپنے بعد علیؑ کی خلافت پر نص کر دی تھی۔ انصار کے سوا اور لوگوں کو یہ بات گراں گزری۔ ثنیۃ الوداع کے مقام آنحضرت صلعم نے اپنے لشکر کو چلنے کا حکم دیا۔ لیکن اکثر اصحاب نے کوچ کرنے میں لیت و لعل

کا ثبوت دیا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی الاحضر وا بعضہ بکم الخ آنحضرت صلعم روانہ ہو کر مقام جرف میں قیام فرما ہوئے۔

رسول اللہ صلعم کی اجازت کے بغیر عبداللہ بن اُبی راستے سے واپس مڑ کر آ گیا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمؤمنین والف بین قلوبھم الخ ایک روایت ہے کہ عبداللہ بن ابی نے معذرت کرتے ہوئے قسم کھائی تو یہ آیت نازل ہوئی یحلفون باللہ لو استطعنا لخرجنا معکم الخ

بنو غفار کے بعض آدمیوں نے پیچھے رہ جانے کی آنحضرت سے اجازت طلب کی۔ تو یہ آیت وجاء المعذرون کاذبین تک نازل ہوئی۔ جد بن قیس اور معتب بن قشیر اور ان دونوں کے ساتھیوں نے جو منافق تھے جن کی تعداد اسی آدمیوں پر مشتمل تھی آنحضرت صلعم سے جنگ میں عدم شمولیت کی اجازت طلب کی۔ جد بن قیس نے اپنی عورتوں کی حفاظت کا بہانہ کیا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ ومنھم من یقول ائذن لی۔

ایک منافق نے اپنے ساتھیوں سے کہا کہ گرمی کے زمانے میں جنگ کی طرف کوچ نہ کرو۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ قل نار جھنم اشد حرا" بعض نے کہا ہم عرب میں لڑ سکتے ہیں، اور روم میں جا کر نہیں لڑ سکتے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ ولئن سالتھم لیقولن انما کنا نخوض۔ معقل بن یسار صخر بن خنا۔ عبداللہ بن کعب۔ علیہ بن زید۔ سالم بن عمیر، ثعلبہ بن عنتم اور عبداللہ بن مغفل رسول اللہ صلعم کی خدمت میں روتے ہوئے حاضر ہوئے گھوڑوں یا خچروں وغیرہ کے حصول کا سوال کیا جب یہ میسر نہ آ سکے۔ تو روتے ہوئے واپس پلٹ آئے۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ ولا علی الذین اذا ما اتوک لتحملھم الخ زہری کا بیان ہے کہ عبداللہ بن کعب بن مالک۔ ہلال بن امیہ اور مرارہ بن اُمیہ ان تینوں کی جنگ میں شمولیت نہ کرنے کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ وعلی الثلاثۃ الذین خلفوا۔

آنحضرت صلعم نے ان تینوں سے گفتگو کرنے سے منع کر دیا اور یہ آیت نازل ہوئی۔ حتی ضاقت علیھم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین جب آنحضرت صلعم مقام جرف میں پہنچے تو حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلعم کی سواری کو

عرض کیا۔ یارسول اللہ صلعم قریش مجھے طعنہ دیتے ہیں۔ کہ آپ نے مجھے مدینہ میں اس لئے قائم مقام بنایا ہے کہ آپ مجھے ایک بوجھ محسوس کرتے ہیں۔ اور آپ مجھ سے ناراض ہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ لوگ ہمیشہ انبیاء کو ستاتے ہوئے چلے آرہے ہیں۔ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو۔ کہ تم کو مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھا؟ حضرت علی نے عرض کیا میں راضی ہوں میں راضی ہوں فرمایا اے بھائی واپس اپنی جگہ لوٹ جاؤ۔ مدینہ کا انتظام صرف تمہارے یا میرے ذریعے ہی ٹھیک ہو سکتا ہے آنحضرت صلعم نے آپ کے ساتھ کمزور آدمیوں اور مریضوں کو واپس کر دیا۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ لیس علی الضعفاء کمزور اور ضعیف آدمی اگر جنگ میں شامل نہ ہوں۔ تو کوئی حرج کی بات نہیں ہے حضرت ابوذر اپنی اونٹنی کے انتظار میں ٹھہر گئے تھے۔ جب اونٹنی نہ ملی۔ تو پیدل زاد راہ لے کر چل پڑے۔ آنحضرت صلعم کو ایک منزل پر اس بات پر آگاہ کیا گیا کہ ابوذر پیدل چل کر ہم سے آملے ہیں۔ تو آپ نے فرمایا اللہ ابوذر پر رحم کرے۔ وہ اکیلے زندگی بسر کریں گے۔

آنحضرت صلعم تبوک میں ۱۰ شعبان منگل کے روز تشریف لائے۔ اور اسی روز منافقین ظاہر ہو گئے۔ خرکوشی کا بیان ہے۔ کہ منافقین کی تعداد تیس ہزار سے زیادہ تھی۔ واقدی کا بیان ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ دس ہزار آدمی گھوڑے سوار تھے۔ آنحضرت صلعم نے تبوک میں تین روز قیام کیا۔ یحنہ بن روبہ رئیس تبوک آنحضرت صلعم کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ اور جزیہ پیش کیا۔ اور آئندہ کے لئے جزیہ دینا منظور کر لیا۔ آنحضرت صلعم نے ان کو ایک نوشتہ لکھ دیا۔ نیز آنحضرت صلعم نے اہل جربا اور اذرح کو نوشتہ لکھ دیا۔ آنحضرت صلعم نے سعد بن عبادہ کو بنو سلیم کے کچھ لوگوں کے پاس اور جموح کو قبیلہ بلی کے پاس بھیجا جب یہ لوگ ان کے قریب پہنچ گئے۔ تو وہ بھاگ گئے خالد کو تیس سو آدمیوں کی معیت اور عبدالرحمٰن بن عوف کو سات سو آدمیوں کے ساتھ اکیلا اور دومۃ الجندل کے سردار کی طرف روانہ کیا۔

فصل
لطائف کے بیان میں

گر آدم علیہ السلام کو ایک دفعہ فرشتوں نے سجدہ کیا۔ تو حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم

پر اللہ تعالیٰ، فرشتے اور تمام لوگ قیامت تک درود بھیجتے رہیں گے۔ اگر حضرت آدم علیہ السلام فرشتوں کا قبلہ قرار پاتے تھے۔ تو آنحضرت صلعم کو اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات تمام انبیاء علیہم السلام کا امام بنایا تھا۔ حتیٰ کہ آپ حضرت آدم علیہ السلام کے بھی امام تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت آدم علیہ السلام کو مٹی سے پیدا کیا۔ اور آنحضرت صلعم کو نور سے خلق کیا۔ اور آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ میں اس وقت بھی نبی تھا۔ جب جناب آدم پانی اور مٹی کے منازل طے کر رہے تھے۔ اگرچہ حضرت آدم پہلی مخلوق ہیں۔ لیکن اللہ نے محمد کو اس سے پہلے پیدا کیا تھا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ ان اللہ خلقنی من نورہ و خلق ذلک النور قبل آدم بالف سنۃ اللہ تعالیٰ نے مجھے نور سے پیدا کیا۔ اور اس نور کو حضرت آدم علیہ السلام سے ایک ہزار سال پہلے پیدا کیا۔ حضرت آدم علیہ السلام ابو البشر ہیں۔ تو حضرت محمد صلعم سید البشر ہیں آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ آدم ومن دونہ تحت لوائی یوم القیامۃ آدم اور اس کے علاوہ اور انبیاء قیامت کے روز میرے جھنڈے تلے جمع ہوں گے۔ اگرچہ حضرت آدم پہلے نبی ہیں۔ لیکن حضرت محمد ان سے مقدم ہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کنت نبیاً وآدم منجدل فی طینتہ میں اس وقت نبی تھا۔ جب آدم مٹی میں گندھے ہوئے تھے۔ اگرچہ آدم کے مقابلہ میں فرشتے امتحان میں فیل ہو گئے تھے۔ تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو قرآن کا ایسا معجزہ عطا کیا جس کی نظیر لانے سے اولین اور آخرین درماندہ اور عاجز ہیں۔

اگر حضرت آدم علیہ السلام کے لئے یہ کہا گیا۔ فتلقی آدم من ربہ کلمات فتاب علیہ تو اللہ تعالیٰ نے آنحضرت [illegible] لیغفر لک اللہ [illegible] اگر آدم جنت میں داخل ہوئے تو رسول اللہ کو اللہ تعالیٰ نے قاب قوسین او ادنیٰ کی منزل تک بلند کیا۔ حضرت ادریس علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ورفعناہ مکاناً علیاً ہم نے ادریس کو بلند جگہ یعنی آسمان تک بلند کیا۔ اور نبی صلعم کے متعلق کہا ورفعنا لک ذکرک ہم نے تیرے ذکر کو بلند کیا۔ حضرت ادریس علیہ السلام سے اس کے رب نے سرگوشی کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلعم کو ندا دی اوحی الی عبدہ ما اوحی اللہ تعالیٰ نے اپنے بندے محمد سے وحی کی جو بھی وحی کی۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ادریس کو اس کے مرنے کے بعد کھانا کھلایا لیکن اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد کو آپ کی زندگی میں کھانا کھلایا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ انی لست کاحدکم انی ابیت عند ربی یطعمنی ویسقینی

میں تمہاری طرح نہیں ہوں۔ میں اپنے رب کے پاس رات بسر کرتا ہوں۔ وہ مجھے کھلاتے ہیں اور پانی پلاتے ہیں۔ نوح علیہ السلام کی کشتی پانی پر چلتی تھی جس پر مومن اور کافر دونوں سوار تھے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلعم کی خاطر پانی پر پتھر چلایا۔ اس کا واقعہ یوں ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم ایک چشمے کے کنارے موجود تھے اور اس چشمے کی پشت پر ایک بہت بڑا ٹیلہ تھا۔ عکرمہ بن ابو جہل نے کہا اے محمدؐ اگر آپ نبی ہیں تو اس ٹیلے کے پتھروں میں سے ایک پتھر کو بلایئے وہ پانی پر چلے۔ اور اس کو عبور کرے۔ آنحضرت صلعم نے پتھر کو بلایا۔ وہ پانی کی سطح پر چلتا ہوا آنحضرت صلعم کی خدمت میں آ کر کھڑا ہو گیا۔ آنحضرت صلعم نے اُسے واپس جانے کا حکم دیا۔ وہ جس طرح آیا تھا اسی طرح واپس چلا گیا۔ اللہ تعالیٰ نے نوحؑ کی دعا کو قبول کر لیا تھا۔ کہ زمین پر اس کی قوم کا کوئی فرد باقی نہ رہے۔ آسمان سے بارش کی شکل میں پانی برسا۔ اللہ تعالیٰ نے محمدؐ کی دعا کو بارانِ رحمت کی صورت میں قبول کیا۔ اور حضرت صلعم نے فرمایا تھا۔ حوالینا ولا علینا حضرت نوح عذاب والے رسول ہیں اور محمد رحمت والے رسول ہیں۔ ما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین نوح نے اپنی ذات اور ایک مختصر گروہ کے لئے دعا کی تھی۔ رب اغفرلی ولوالدی اے معبود مجھے اور میرے والدین کو بخش دے۔ اور آنحضرت صلعم نے اپنی تمام اُمت کے لئے دعا کی تھی۔ جو ان میں پیدا ہو چکے تھے۔ اور جو پیدا نہیں ہوئے تھے۔ واعف عنا ہم سب کو معاف کر دے۔ اللہ تعالیٰ نے نوح کے بارے میں کہا۔ وجعلنا ذریتہ ھم الباقین ہم نے نوح کی اولاد کو باقی رکھا۔ اور حضرت محمدؐ سے کہا ذریۃ بعضھا من بعض نوح کی کشتی دنیا میں نجات کا سبب تھی۔ اور محمدؐ کی اولاد قیامت میں نجات کا سبب ہوگی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ مثل اھل بیتی کمثل سفینۃ نوح من رکب نجا ومن تخلف عنھا غرق وھوی میرے اہل بیتؑ کی مثال نوح کی کشتی کی مانند ہے جو اس پر سوار ہو گیا تھا۔ نجات پا گیا تھا۔ جس نے اس کو چھوڑ دیا تھا۔ وہ غرق ہو گیا تھا۔ آنحضرت صلعم نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا۔ ان ابنی من اھلی میرا بیٹا میرے اہل سے ہے۔ حضرت نوح کو جواب ملا۔ تیرا بیٹا تیرے اہل سے نہیں ہے آنحضرت صلعم کی قوم نے آپ سے دشمنی کا اعلان کیا۔ اور عداوت کی تلواریں آپ پر بلند کیں۔ آنحضرت صلعم نے ان کی طرف مڑ کر بھی نہیں دیکھا تھا۔

[illegible]لام اپنے دشمنوں پر آندھی کی امداد سے غالب ہوا تھا۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ وفی

عاد اذ ارسلنا علیھم ریحاً عاد کی قوم پر ہم نے آندھی کو بھیجا تھا۔ حضرت محمد صلعم کی اللہ تعالےٰ نے جنگ خندق کے روز آندھی اور فرشتوں دونوں کے ذریعے مدد کی تھی اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے جنود دلم تروھا ایسا لشکر بھیجا تھا جس کو تم نے نہیں دیکھا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ہود کے مقابلہ میں محمد صلعم کی امداد تین ہزار فرشتوں سے اور زیادہ کی۔ آنحضرت صلعم کو ہود علیہ السلام پر فضیلت دی ہود والی آندھی ناراضگی اور عذاب کی آندھی تھی۔ اور حضرت محمد صلعم کی خاطر جو آندھی جنگ خندق کے روز چلائی تھی، وہ رحمت کی آندھی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ یاایھا الذین امنوا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جاتکم ریح الخ اے ایمان والو! اللہ کی نعمت کو یاد کرو۔ جب کہ تمہارے پاس آندھی کی شکل میں آئی تھی۔ ہود علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صبر کیا۔ اور جب قوم نے جھٹلایا تو اللہ تعالےٰ سے شکایت کی۔ رسول اللہ صلعم نے اللہ تعالیٰ کی راہ میں صبر کیا اور جب قوم نے آپ کی تکذیب کی، آپ کو نکال دیا اور آپ پر پتھر برسائے۔ اور ابو جہل نے آپ پر بکری کی اوجھری پھینکی تو اس وقت اللہ تعالیٰ نے جبرائیل فرشتے کو وحی کی۔ جو پہاڑوں کا فرشتہ ہے کہ پہاڑ کو شگافتہ کر کے حضرت محمد کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ۔ جس طرح آپ حکم دیں۔ وہی بجالاؤ۔ وہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ کہ اللہ نے مجھے آپ کی اطاعت کا حکم دیا ہے اگر آپ حکم دیں۔ تو میں ان سب کو پہاڑوں کے اندر دھکیل دوں۔ اور میں ان کو پہاڑوں کے ذریعے ہلاک کر دوں۔ آپ نے فرمایا میں رحمت کا نبی ہوں۔ اے اللہ! میری قوم کو ہدایت دے۔ یہ حقیقت کو نہیں سمجھتے۔

اللہ تعالیٰ نے صالح علیہ السلام کی خاطر ایک عشرا نامی اونٹنی کو ٹھوس پتھر سے نکالا۔ اللہ تعالیٰ نے ہمارے نبی حضرت محمد صلعم کی خاطر پہاڑوں کے درمیان سے ایک آدمی کو باہر نکالا۔ جو آپ کے حق میں یہ دعا کر رہا تھا۔ اللھم ارفع لہ ذکراً اللھم اوجب لہ اجراً اللھم احطط عنہ وزرہ۔ اے معبود! محمد کا ذکر بلند کر۔ اے معبود! اس کی مزدوری کو واجب قرار دے۔ اے پالنے والے محمد کا بوجھ ہلکا کر۔ صالح کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی گئیں تھیں۔ اور محمد کی اولاد کے اعضاد کربلا کی بے آب و گیاہ زمین میں تین روز کی بھوک اور پیاس کی شدت کے عالم میں کاٹے گئے۔ ابو القاسم بارع نے کہا ؎

لناقۃ صالح نادت اناس وقد خروا علی قتل الحسین

حضرت صالح کی اونٹنی کے پاؤں کٹنے وقت لوگوں نے فریاد کی۔ لیکن افسوس مسلمانوں نے حسین کی شہادت کے کوئی فریاد نہ کی۔ حضرت صالح اپنی قوم کو عذاب خداوندی سے ڈرایا کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے صالح سے کہا یاصالح ائتنا بعذاب اے صالح ہم عذاب لائیں گے۔ اور حضرت محمد صلعم نبی رحمت ہیں آپ کے متعلق کہا وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین اے محمدؐ ہم نے آپ کو مجسم رحمت بنا کر بھیجا ہے۔ صالح کی اونٹنی نے حضرت صالح سے بات چیت نہیں کی تھی اور آپ کی نبوت کی گواہی نہیں دی تھی لیکن رسول اللہ صلعم کے ساتھ بے شمار اونٹنیوں نے کلام کیا۔

حضرت لوط علیہ السلام آپ کے بارے میں حسان بن ثابت نے کہا ؎

وان کان لوط دعا ربہ علی القوم ماسترصلوا بالبلا

جناب لوط نے اپنی قوم کے لئے اپنے رب سے بددعا کی۔ وہ مصیبت میں مبتلا ہو کر ہلاک ہو گئی۔

فان النبی ببدر دعا علی المشرکین بسیف الفنا

بدر کی جنگ کے موقع پر آنحضرت صلعم نے مشرکین کو بددعا کی۔ وہ تلوار کے ذریعے موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔

لنا مراہ جبرائیل من فوقہ بلبیک لبیک سل ماتشاء

جناب جبرائیل نے اوپر سے آواز دی لبیک لبیک جو کچھ چاہو مانگ لو۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے ملک سے ملکوت کی سیر کی تھی وکذلک نری ابراھیم) رسول اللہ صلعم نے ایک ملک سے دوسرا ملک دیکھا تھا۔ الم تر الی ربک کیف مد الظل ابراہیم خلیل اللہ تعالیٰ کو طلب کرنے والے ہیں انی ذاھب الی ربی میں آپ کے پاس جا رہا ہوں اور محمد حبیب ذات باری تعالیٰ کو مطلوب ہیں (اسریٰ بعبدہ لیلا) اپنے بندے محمد کو رات کو سیر کرائی۔ خلیل ابراہیم نے کہا۔ والذی اطمع ان یغفر لی۔ اللہ تعالیٰ وہ ذات ہے مجھے امید ہے کہ وہ مجھے بخش دے گا۔ اور اپنے حبیب محمد سے فرمایا: لیغفر لک اللہ خلیل نے کہا ولا تخزنی یوم یبعثون حبیب نے کہا یوم لا یخزی اللہ۔ خلیل نے وسط النھار کہا حسبی اللہ اور حبیب سے کہا یا ایھا النبی حسبک اللہ خلیل نے کہا واجعل لی لسان صدق مجھے سچائی کی زبان قرار

دیے۔ حبیب نے کہا ورفعنا لک ذکرک ہم نے تیرے ذکر کو بلند کیا۔ خلیل نے کہا و ارنا مناسکنا ہمارے مناسک ہمیں دکھا۔ حبیب سے لزمیہ خلیل نے کہا واجعلنی ورثۃ جنۃ النعیم ہمیں جنت کی نعمتوں کا وارث قرار دے۔ حبیب سے کہا۔ وللہ فرۃ خیرلک آخرت تیرے لئے بہتر ہوگی۔ خلیل نے کہا والذی یطعمنی اللہ مجھے کھانا کھلاتا ہے۔ حبیب سے کہا اطعمھم من جوع میں ان لوگوں کو بھوک کے باعث کھانا کھلاتا ہوں یہ تیری وجہ سے۔ خلیل نے آذری کے معاملہ میں اپنے دشمنوں کے لئے بخل سے کام لیا۔ اور کہا وارزق اھلہ من الثمرات میرے اہل کو پھلوں کے رزق سے مالامال کر۔ اور حبیب نے رزق کے معاملہ میں اپنے دشمنوں سے سخاوت کی۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ کو ٹوکنا پڑا۔ ولا تبسطھا کل البسط روزی کو ان پر زیادہ کشادہ نہ کر خلیل نے کہا اقسم باللہ میں اللہ کی قسم کھاتا ہوں (نیز کہا) وتاللہ لاکیدن اصنامکم اللہ نے حبیب کی زندگی کی قسم کھائی لعمرک انھم فی سکرۃ تیری زندگی کی قسم وہ (کفر کی) مدہوشی میں گرفتار ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے مقام خلیل کو قبلہ قرار دیا۔ واتخذوا من مقام ابراھیم حبیب کے حالات اقوال اور افعال کو قبلہ قرار دیا۔ لقد کان لکم فی رسول اللہ اسوۃ تمہیں رسول اللہ صلعم کے کردار کی پیروی کرنی چاہیئے۔

خلیل نے اپنی قوم کے بتوں کو اللہ تعالیٰ کی ناراضگی کے باعث توڑ دیا تھا۔ حبیب نے خانہ کعبہ کے تین سو ساٹھ بتوں کو توڑ دیا اور جس شخص نے ان بتوں کی پوجا کی تھی۔ اس کو تلوار کے ذریعے ذلیل اور رسوا کیا۔ خلیل کو امتحان کے بعد برگزیدہ کیا۔ ولقد اصطفیناہ اور حبیب کو امتحان سے پہلے برگزیدہ کیا اللہ یصطفی خلیل نے رب جلیل کی راہ میں مال خرچ کیا۔ اور اللہ جلیل نے اپنے حبیب کی خاطر تمام کائنات کو پیدا کیا۔ مقام خلیل مقام حضرت ہے۔ اور مقام حبیب مقام شفاعت ہے عسی ان یبعثک ربک مقاما محمودا عنقریب تیرا رب تجھے مقام محمود (مقام شفاعت) پر کھڑا کرے گا۔ سفارش کرنے والا خدمت کرنے والے سے افضل ہوتا ہے خلیل نے ابتداء وصلت طلب کی اور کہا۔ یہ میرا رب ہے۔ (قال ھذا ربی) اور حبیب نے بقائے وصلت کو طلب کیا۔ وامرت ان اکون من المسلمین مجھے حکم ہوا ہے کہ میں مسلمانوں میں ہو جاؤں۔ بقاء ابتداء سے افضل ہے۔

اللہ تعالیٰ نے آگ کو خلیل پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈا کیا جب خیبر میں عورت نے آنحضرت صلعم کو

زہر دی۔ تو اللہ تعالیٰ نے زہر کے اثر کو آنحضرت صلعم کے شکم مبارک میں دُور کر دیا گیا نیز آنحضرت صلعم کے لیئے جہنم کی آگ کو مطیع کیا جس کا ایک حصہ تمام دُنیا کی آگ ہے خلیل نے حج اور قربانی کی منادی کی تھی واذن فی الناس بالحج حبیب نے اسلام اور ایمان کی منادی کی۔ اور ایمان کی منادی اس طرح کی۔ ان امنوا بربکم اپنے رب کے ساتھ ایمان لاؤ خلیل سے کہا اولم تؤمن کیا تم ایمان نہیں لائے، حبیب نے کہا امن الرسول رسول محمد ایمان لایا خلیل نے کہا فانھم عدولی وہ میرے دشمن ہیں اور حبیب سے کہا لولاک لما خلقت الافلاک اگر آپ کا پیدا کرنا مقصود نہ ہوتا تو میں افلاک کو پیدا نہ کرتا۔ خلیل سے کہا گیا۔ وفدیناہ بذبح عظیم حبیب کے باپ عبداللہ کا فدیہ سو اونٹ قرار پائے۔ اللہ تعالیٰ نے خلیل کی اولاد میں برکت عطا کی۔ حتیٰ کہ حضرت داود نے اپنے زمانے میں ان کے شمار کرنے کا حکم دیا۔ تو لوگ ان کا شمار نہ کر سکے اللہ تعالیٰ نے خلیل کی طرف وحی کی کہ جب تم نے اپنے فرزند اسمٰعیل کے ذبح کرنے میں میری اطاعت کی۔ تو میں نے تیری اولاد میں کثرت دی۔ اور حبیب کا جب اس کے بیٹے امام حسینؑ کے ذبح کرنے کے ساتھ امتحان لیا گیا تو آپ کی اولاد میں کثرت عطا کی گئی۔ خلیل کا وصل اللہ تعالیٰ سے بالواسطہ کذلک نری ابراھیم ہوا اور حبیب کا وصل بلا واسطہ ہوا۔ ثم دنیٰ فتدلیٰ۔ خلیل نے خانہ کعبہ بنا کر رضائے خداوندی حاصل کی واذ یرفع ابراھیم القواعد من بیت اللہ تعالیٰ نے تحویل کعبہ کا حکم رضائے حبیب کی خاطر دیا۔ فلنولینک قبلۃ ترضھا خلیل کا امتحان پہلے لیا گیا۔ اور آخر میں آپ کا اجتبا ہوا واذ ابتلیٰ ابراھیم ربہ اور حبیب کی ابتدائی بشارت کے ذریعے کی۔ یستظھر علی الذین کلہ خلیل نے سوال کیا۔ واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام اور حبیب سے کہا انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس خلیل محبت کرنے والا ہوتا ہے۔ حبیب وہ ہے جس سے پاکیزہ محبت کی جائے۔ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ

خلیل مرید ہوتا ہے اور حبیب مراد ہوتا ہے خلیل عطشان ہوتا ہے اور حبیب ریان۔ کتاب صاحب العین نے کہا ہے۔ کہ "حا" کا مخرج "خا" کے مخرج سے ایک درجہ دور ہے۔ خا حلق سے خارج ہوتا ہے اور حا دل سے نکلتا ہے اگر تم خلیل کا نام لوگے تو تمہارا منہ آواز سے نہیں بھرے گا کیونکہ خلیل حلق سے نکلتا ہے۔ جب تم حبیب کا لفظ بولو گے۔ تو آواز سے منہ اور دل دونوں بھر جائیں

گئے۔ کیوں کہ حبیب کا تعلق دل سے ہوتا ہے۔ کہا گیا ہے کہ خدا نے خلیل کے لفظ کا ذکر کیا ہے۔ اور حبیب کے لفظ کا ذکر نہیں کیا تو اس کا جواب یہ ہے۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کی پیروی کرنے والوں سے اپنی محبت کا ذکر کیا تو متبوع کی محبت کا خود ذکر ہو گیا۔ ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ۔

حضرت یعقوب علیہ السلام کے بارہ بیٹے تھے۔ اور آنحضرت صلعم کے بارہ اوصیا تھے۔ اور اسباط کو صلب ابراہیم سے قرار دیا۔ اور مریم بن عمران کو اس کی لڑکیوں میں قرار دیا۔ اور اس کی اولاد میں ہدایت ودیعت کی۔ وھبنا لہ اسحاق ویعقوب وجعلنا فی ذریتھما النبوۃ والکتاب محمدؐ کے ذکر کو بلند کیا۔ سیدہ نساء العالمین فاطمہ کو آپ کی بیٹی قرار دیا۔ حسنؑ اور حسینؑ کو آپؐ کی اولاد بنایا اور آپ کو ایک ایسی کتاب عنایت کی جو تبدیل اور تغییر سے محفوظ ہے یعقوب نے اپنے بیٹے یوسفؑ کے فراق پر صبر کیا۔ اور رسول اللہ صلعم نے اپنے بیٹے ابراہیم کی موت پر صبر کیا۔ حضرت یوسف علیہ السلام صاحب جمال تھے اور آنحضرت صلعم صاحب ملاحت۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کان یوسف احسن ولکننی املح۔ یوسف خوبصورت تھے اور میں ملیح ہوں۔ حضرت یوسفؑ دنیا میں نورانی تھے۔ اور آنحضرت محمد صلعم دُنیا اور آخرت دونوں میں نورانی ہیں۔ دنیا میں یھدی اللہ لنورہ اور آخرت میں انظرونا نقتبس۔ مالک بن زعر کے کثرت مال اور اولاد کے بارے میں یوسف علیہ السلام نے دعا کی اور آنحضرت صلعم نے جابر سے کہا۔ کہ عنقریب تم میرے ایک فرزند کو ملو گے۔ جس کا نام باقر ہو گا۔ جب تم اس کو ملو تو اس کو میرا اسلام کہنا۔

انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے پالنے والے اس (محمد باقر) کی عمر لمبی کرنا۔ اور اس کے مال اور اس کی اولاد کو زیادہ کرنا۔ آپ خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے زمانہ تک زندہ رہے۔ آپ کے بیس فرزند اور اسی لڑکیاں تھیں۔ (یہ روایت صحیح نہیں ہے) آپ کے درخت سال میں دو دفعہ پھل لاتے تھے۔ حضرت یوسف علیہ السلام نے کنواں میں صبر کیا۔ قید خانہ میں صبر کیا۔ باپ کی جدائی میں صبر کیا۔ جب زلیخا نے گناہ کی طرف مائل کرنا چاہا۔ تو اس وقت صبر سے کام لیا۔ آنحضرت صلعم نے تین سال شعب ابی طالب میں اور تین راتیں غار میں قید رہے۔ یوسف علیہ السلام نے خواب دیکھا۔ اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے متعلق فرمایا۔ لقد صدق اللہ ورسولہ الرؤیا

بالحق بمتن خلق المسجد الحرام اللہ تعالٰی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو پانی کے بارہ چشمے دیئے تھے۔ فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عینا آنحضرت صلعم نے یوم حدیبیہ مقام پر ایک خشک کنواں میں تیر گاڑھنے کا حکم دیا۔ اس سے بارہ پانی کے چشمے پھوٹ نکلے تھے۔ ہزار آدمیوں کے لئے وہ پانی مکتفی ہوگیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خاطر پانی پتھر سے نکلا تھا۔ اور حضرت کی انگلیوں کے درمیان پانی کا چشمہ جاری ہوگیا تھا۔ اور یہ بات زیادہ حیران کن ہے۔

اللہ تعالٰی نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو ایک عمود دیا جس سے لوگوں کے لئے راتیں روشن ہوجاتی تھیں۔ اور دن کے وقت وہ عمود اوپر کو چلا جاتا تھا۔ آنحضرت صلعم نے اپنے بعض اصحاب کو عصا دیا جس کی وجہ سے اس کا سامنے اور آگے کا حصہ روشن ہوجاتا تھا۔

آنحضرت صلعم نے قتادہ بن نعمان کو ایک کھجور کی چھڑی دی جو آگے سے دور تک روشن ہوجاتی تھی۔ اللہ تعالٰی نے کہا۔ ولقد اتینا موسیٰ تسع ایات بینات ہم نے جناب موسیٰ کو نو کھلے ہوئے معجزات عطا کئے۔ ابن عباس اور ضحاک نے کہا وہ معجزات یہ تھے۔ ید بیضا۔ عصا کا اژدھا بن جانا۔ پتھر، سمندر کا خشک ہوجانا۔ طوفان کا آنا۔ ٹڈیوں کا لشکر۔ جوں۔ کھٹمل اور مینڈک اور خون۔

روایت ہے کہ آنحضرت صلعم نے شام کے ایک سفر میں وضو کیا یہود یوں نے تلواریں لے کر آپ کو گھیر لیا۔ اللہ تعالٰی نے آپ کے قدم کے تلے ٹڈیوں کا ایک لشکر پیدا کیا۔ جو ان کو گھسیٹتا تھا آخر کار تمام لوگوں کو کھا گیا اور ان کی تعداد دوسو آدمیوں پر مشتمل تھی۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ رکن اور صفا کے درمیان ستر انبیاء کی قبریں ہیں۔ جو بھوک اور جوؤں کی تکلیف سے مر گئے تھے۔

ایک روز قوم نے آنحضرت صلعم کا تعاقب کیا ان میں سے ایک شخص نے اپنے کپڑوں میں جوئیں دیکھیں۔ اس نے اپنا بدن کھجایا اور یہی حشر اس کے دوسرے ساتھیوں کا ہوا تمام کے تمام جوؤں سے مر گئے وہ ان پر غالب ہوگئیں اور ان کا الباخون چوسا کہ پانچ دن سے لے کر دو ماہ کے اندر اندر مر گئے۔

ایک جماعت مکہ سے مدینہ کی طرف آنحضرت صلعم کے قتل کے ارادے سے روانہ ہوئی۔ اللہ تعالٰی نے ان کے کھانے پینے اوڑھنے اور بچھونے اور ٹھہرنے کی چیزوں میں ٹڈیوں کو مسلط کر دیا۔ انہوں نے

ان کو زچنا اور چیرنا پھاڑنا شروع کیا اور ان کے پاس جو پانی تھا وہ سب بہہ گیا۔ جب ان کو پیاس لگی، تو لوٹ کر اپنے ان حوضوں کی طرف لوٹے جن سے انہوں نے پانی لیا تھا۔ ٹڈیاں ان کے پہنچنے سے پہلے پہنچ گئی تھیں۔ انہوں نے حوضوں کی دیواروں میں سوراخ کر دیا تھا۔ گرمی میں پانی بہہ گیا۔ وہ سب کے سب مر گئے۔ صرف ایک آدمی ان میں سے بچ گیا تھا۔ وہ برابر کہا کرتا تھا اے محمدؐ و آل محمدؐ کے رب میں محمدؐ کو تکلیف دینے سے توبہ کرتا ہوں۔ محمدؐ و آل محمدؐ کا واسطہ مجھ سے اس مصیبت کو دور کر دے اس کے پاس ایک قافلہ آیا انہوں نے اس کو پانی پلایا اور اس کو اونٹ پر سوار کر کے نبی صلعم کی خدمت میں لائے۔ رسول اللہ صلعم نے وہ تمام مال اونٹ اس شخص کو دے دیا۔

ایک دفعہ آنحضرت صلعم نے فصد کھلوائی اور اس سے خون نکلا۔ آپ نے ابوسعید خدری سے فرمایا کہ جاکر اس کو کہیں دبا دو۔ اس نے باہر جا کر خون کو پی لیا۔ اس کی واپسی پر آنحضرت صلعم نے فرمایا تم نے خون کے ساتھ کیا کیا۔ عرض کیا میں اس کو پی گیا ہوں۔ فرمایا میں نے تمہیں کہا تھا کہ اس کو دبا دو۔ عرض کیا میں نے اسے شکم کے برتن میں دفن کر دیا ہے فرمایا ایسا کام دوبارہ ہرگز نہ کرنا۔ پھر فرمایا تمہیں یقین ہونا چاہیئے۔ کہ اللہ عزوجل نے تم پر دوزخ کی آگ کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ تیرا خون میرے خون سے مل گیا ہے۔ اس بات کا چالیس منافقین نے مذاق اڑایا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ ان کو خون کے عذاب میں مبتلا کرے گا۔ ان میں سے بعض آدمیوں کی نکسیر پھوٹ نکلی اور بعض کی ڈاڑھوں سے خون جاری ہو گیا اور کھانے پینے کی جو چیز کھاتے تھے اس میں خون مل جاتا تھا چالیس روز اسی حالت میں رہے پھر ہلاک ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسےٰ علیہ السلام سے کہا۔ اسلک یدک فی جیبک تخرج بیضاء اے موسیٰ اپنے ہاتھ کو اپنی جیب میں ڈالو۔ اور پھر نکالو تو وہ روشن ہو گا۔ رسول اللہ صلعم کو اس سے افضل چیز عطا کی۔ وہ یہ تھی۔ کہ آنحضرت صلعم جہاں تشریف فرما ہوتے تھے۔ آپ کے داہنے پہلو سے ایک نور روشن ہوتا تھا۔ اور اس نور کو تمام لوگ دیکھتے تھے اور یہ نور قیامت تک باقی رہے گا جب حسنین علیہما السلام کو بلانا چاہتے۔ تو ان کو پکارتے کہ میرے پاس آجاؤ۔ وہ دور ہوتے تھے۔ آپ کی آواز ان تک پہنچ جاتی تھی۔ آپ اپنی سبابہ انگلی سے فرماتے کہ اس دروازے سے آجاؤ۔ آپ کی انگلی سے ایسا نور روشن ہوتا تھا۔ جو چاند اور سورج کے نور سے زیادہ روشن ہوتا تھا۔ حسنین اس

ان کو نچنا ادھیڑنا پھاڑنا شروع کیا اور ان کے پاس جو پانی تھا وہ سب بہہ گیا۔ جب ان کو پیاس لگی۔ تو لوٹتے پلٹے اپنے ان حوضوں کی طرف لوٹے۔ جن سے انہوں نے پانی لیا تھا۔ ٹڈیاں ان کے پہنچنے سے پہلے پہنچ گئیں تھیں۔ انہوں نے حوضوں کی دیواروں میں سوراخ کر دیا تھا گرمی میں پانی بہہ گیا۔ وہ سب کے سب مر گئے۔ صرف ایک آدمی ان میں سے بچ گیا تھا۔ وہ برابر کہا کرتا تھا اے محمد و آل محمد کے رب میں محمد کو تکلیف دینے سے توبہ کرتا ہوں۔ محمد و آل محمد کا واسطہ مجھ سے اس مصیبت کو دور کر دے اس کے پاس ایک قافلہ آیا انہوں نے اس کو پانی پلایا اور اس کو اونٹ پر سوار کر کے نبی صلعم کی خدمت میں لائے۔ رسول اللہ صلعم نے وہ تمام مال اونٹ اس شخص کو دے دیا۔

ایک دفعہ آنحضرت صلعم نے فصد کھلوائی اور اس سے خون نکلا۔ آپ نے ابو سعید خدری سے فرمایا کہ جاکر اس کو کہیں دبا دو۔ اس نے باہر جا کر خون کو پی لیا۔ اس کی واپسی پر آنحضرت صلعم نے فرمایا تم نے خون کے ساتھ کیا کیا۔ عرض کیا میں اس کو پی گیا ہوں۔ فرمایا میں نے تمہیں کہا تھا۔ کہ اس کو دبا دو عرض کیا میں نے اسے شکم کے برتن میں دفن کر دیا ہے فرمایا ایسا کام دوبارہ ہرگز نہ کرنا۔ پھر فرمایا تمہیں یقین ہونا چاہیئے کہ اللہ عزوجل نے تم پر دوزخ کی آگ کو حرام قرار دیا ہے کیونکہ تیرا خون میرے خون سے مل گیا ہے۔ اس بات کا چالیس منافقین نے مذاق اڑایا۔ فرمایا اللہ تعالیٰ ان کو خون کے عذاب میں مبتلا کرے گا۔ ان میں سے بعض آدمیوں کی نکسیر پھوٹ نکلی اور بعض کی ڈاڑھوں سے خون جاری ہو گیا۔ اور کھانے پینے کی جو چیز کھاتے تھے۔ اس میں خون مل جاتا تھا چالیس روز اسی حالت میں رہے پھر ہلاک ہو گئے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ اسلک یدک فی جیبک تخرج بیضا اے موسیٰ اپنے ہاتھ کو اپنی جیب میں ڈالو۔ اور پھر نکالو تو وہ روشن ہوگا۔ رسول اللہ صلعم کو اس سے افضل چیز عطا کی۔ وہ یہ تھی۔ کہ آنحضرت صلعم جہاں تشریف فرما ہوتے تھے۔ آپ کے داہنے پہلو سے ایک نور روشن ہوتا تھا۔ اور اس نور کو تمام لوگ دیکھتے تھے اور یہ نور قیامت تک باقی رہے گا جب حسنین علیہما السلام کو بلانا چاہتے۔ تو ان کو پکارتے کہ میرے پاس آجاؤ۔ وہ دور ہوتے تھے۔ آپ کی آواز ان تک پہنچ جاتی تھی۔ آپ اپنی سبابہ انگلی سے فرماتے کہ اس دروازے سے آجاؤ۔ آپ کی انگلی سے ایسا نور روشن ہوتا تھا۔ جو چاند اور سورج کے نور سے زیادہ روشن ہوتا تھا۔ حسنین اس

کی روشنی میں تشریف لائے۔ پھر آپ اپنی انگلی کو پہلی حالت میں لے جاتے جب حسنینؑ واپس جاتے۔ تو آنحضرت صلعم یہی عمل پھر کرتے۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے فرمایا: ان الق عصاک۔ اپنے عصا کو پھینک دو۔ (وہ اژدھا بن گیا)

روایت ہے کہ ایک جنگ میں زبیر بن عوام کی تلوار ٹوٹ گئی۔ آنحضرت صلعم نے ایک لکڑی کو لے کر اس کے دونوں کونوں پر ہاتھ پھیرا اور وہ ایک بہترین تلوار بن گئی۔ جو پہلی تلوار سے زیادہ اچھی کاٹ کرتی تھی۔ اور زبیر اس سے جہاد کرتے تھے۔

آنحضرت صلعم سے یہودیوں نے جھگڑا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے مکان کی چھتوں کو گرا دیا۔ ان سے سو سے زیادہ سانپ نکل پڑے۔ انہوں نے یہودیوں کا قصد کیا۔ ان کے گھروں کا سامان کھا گئے چار ان میں سے مر گئے۔ کچھ حواس گم کر بیٹھے۔ بعض اسلام لائے۔ جو اسلام لائے انہوں نے یہ دعا کی کہ اے اللہ تجھے محمد کا واسطہ جس کو تو نے مصطفےٰ بنایا۔ اور علی کا واسطہ جس کو تو نے مرتضیٰ بنایا (اس دعا کی برکت سے) اللہ تعالیٰ نے ان چار مردہ آدمیوں کو زندہ کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ فاضرب بعصاک البحر۔ اپنا عصا سمندر پر مارو جس سے بارہ رستے بن گئے۔

امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ خیبر کی طرف روانہ ہوئے۔ تو جب ہم وادی شخب میں وارد ہوئے۔ تو چودہ آدمیوں نے پکار کر کہا۔ یا رسول اللہ صلعم ہمارے عقب میں دشمن آ رہا ہے اور وادی ہمارے سامنے (حائل) ہے۔ انہوں نے اس طرح کہا جس طرح اصحاب موسیٰ نے کہا تھا۔ کہ ہم تو پکڑے جائیں گے۔ رسول اللہ صلعم سواری سے اتر پڑے اور فرمایا۔ اے معبود! تو نے ہر نبی کے لئے معجزہ قرار دیا ہے۔ مجھے اپنی قدرت کا نظارہ دکھلا دیجئے۔ آپ سوار ہو گئے گھوڑوں نے وادی کے پانی کو عبور کر لیا۔ اور ان کے کھر تک بھیگے نہ ہوئے۔ اور اونٹوں نے وادی کو عبور کر لیا۔ لیکن ان کے پاؤں تک نہ بھیگے۔ آنحضرت صلعم نے خیبر کو فتح کر لیا۔ اور ہم لوٹ کر واپس آ گئے۔

انس سے روایت ہے کہ تین دن اور تین رات لگاتار وادی خوات میں بارش ہوتی رہی اصحاب نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! ایک بڑا خطرہ پیدا ہو گیا ہے۔ فرمایا اے لوگو! میرے عقب میں چلے آؤ۔

انس کا بیان ہے۔ کہ میں سب آدمیوں میں آخیر میں ماوی کو مجبور کرنے والا تھا۔ اور میں نے دیکھا۔ کہ اونٹوں کے پاؤں تک نہیں بھیگے تھے۔

اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ ولقد اخذنا فرعون بالسنین

روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا اے پالنے والے الحق اعلاً ذکوان اعل اور ذکوان پر لعنت کر۔ اے معبود! قبیلہ مضر پر اپنا قدم سخت کر دے۔ اے معبود! ان کے سال کو اس طرح خشک کر جس طرح تو نے یوسف کے سالوں کو خشک کیا تھا۔ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ کہ ان لوگوں کی یہ حالت ہوگئی کہ ان میں سے اگر کوئی آدمی اپنے ساتھی سے ملنا چاہتا تھا۔ تو وہ نہیں مل سکتا تھا اگر مل بھی جاتا تھا تو اس کو دیکھ نہیں سکتا تھا۔ یہ بھوک کے سخت دھواں کے وجہ سے ہوتا تھا۔ اگر کوئی شخص غلہ وغیرہ علاقہ جات سے خرید کر لاتا تھا تو اس کو اپنے گھر میں لے جانے نہیں پاتا تھا آخرکار وہ اناج سوکھ کر بدبودار ہوجاتا تھا۔ (اس حالت میں) انہوں نے مردار، جیفہ، اور چمڑے کھائے۔ قبر کو کھود کر مردے نکال کر کھائے۔ اور مردوں کی ہڈیوں کو جلا کر کھایا۔ عورت اپنا لڑکا کھا جاتی تھی۔ دھواں زمین سے لے کر آسمان تک نہ بتہ پھیلا ہوا تھا۔ اور اس واقعہ کے بارے میں یہ آیت ہے۔ فارتقب یوم تاتی السماء بدخان مبین یغشی الناس ھذا عذاب الیم۔ اس دن کا انتظار کر۔ جب آسمان ایک کھلا ہوا دھواں لائے گا۔ جو لوگوں کو گھیر لے گا۔ یہ ایک دردناک عذاب ہوگا۔ رسول اللہ صلعم نے ان لوگوں کے حق میں دعا کی۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ہے۔ ربنا اکشف عنا العذاب انا مؤمنون اے معبود! ہم سے عذاب کو دور کر ہم تو مومن ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ انا کاشفوا العذاب قلیلا انکم عائدون ہم تھوڑی دیر کے لئے عذاب کو دور کردیں گے۔ پھر تم پہلی حالت میں آجاؤ گے۔ پھر سبزی اور شادابی لوٹ کر پھر ان کے پاس آگئی اور اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں ہے۔ فلیعبدوا رب ھذا البیت لاپ تم اس بیت خانہ کعبہ کے رب کی عبادت کرو۔

اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خاطر ایک فرعون سے بدلہ لیا۔ اور حضرت محمد صلعم کی خاطر کئی فراعنہ سے انتقام لیا۔ سیھزم الجمع ویولون الدبر عنقریب یہ گروہ دم دبا کر بھاگ جائے گا اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام کو عصا دیا۔ اور حضرت محمد صلعم کو ذوالفقار عطا کی۔ حضرت

موسےٰ علیہ السلام نے اپنی قوم میں اپنا جانشین حضرت ہارون کو بنایا۔ اور حضرت محمد صلعم نے اپنا قائم مقام حضرت علی علیہ السلام کو کیا۔ اور فرمایا۔ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے۔ جو ہارون کو موسےٰ سے حاصل تھی۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے بارہ نقیب تھے۔ اور آنحضرت صلعم کے بارہ امام ہیں۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کی خاطر اگر زمین پر سمندر شگافتہ ہوا تھا تو آنحضرت صلعم کی خاطر چاند آسمان پر دو ٹکڑے ہوا تھا۔ اور یہ بات اس سے بڑی ہے۔ اقتربت الساعۃ وانشق القمر قیامت قریب ہے چاند دو ٹکڑے ہو گیا۔ موسےٰ کا عصا جب سمندر تک پہنچا۔ تو سمندر پھٹ گیا۔ آنحضرت صلعم نے انگلی سے چاند کی طرف اشارہ کیا۔ تو وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ رب اشرح لی صدری اے معبود! میرا سینہ کشادہ کر دے۔ اور حضرت محمد صلعم کے حق میں خود فرمایا۔ الم نشرح لک صدرک کیا ہم نے تیرے سینے کو کشادہ نہیں کیا؟ جناب موسیٰ اور ہارون سے کہا۔ فقولا لہ قولا لینا فرعون سے نرم بات کرنا۔ اور حضرت محمد صلعم سے کہا۔ واغلظ علیھم ولا تطع کل حلاف ان پر سختی کر اور ہر جھوٹے کی اطاعت نہ کر۔ اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰ کو من و سلویٰ دیا۔ اور آنحضرت صلعم کے لئے مال غنیمت حلال کیا۔ اور آپ کی امت کے لئے بھی۔ اور آپ سے پہلے کسی اور کے لئے حلال نہیں تھا۔ اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰ کے حق میں فرمایا وظللنا علیھم الغمام ہم نے ان پر بادل کا سایہ کیا۔ یعنی اس وقت جبکہ وہ میدان تیہ میں موجود تھے۔ اور رسول اللہ صلعم جب تشریف لے جاتے تھے۔ تو ابر آپ کے اوپر سایہ کرتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے طور سینا پر گفتگو کی اور حضرت محمد صلعم سے سدرۃ المنتہیٰ کے مقام پر راز و نیاز کی بات چیت کی اللہ عزوجل اور موسیٰ علیہ السلام کے درمیان (او رخت کا) واسطہ تھا۔ اور حضرت محمد صلعم اور اللہ عزوجل کے درمیان گفتگو کرتے وقت کسی چیز کا واسطہ نہیں تھا۔ فاوحی الی عبدہٖ

جو شخص اپنے پاؤں سے چل کر جائے اس شخص کی طرح نہیں ہو سکتا جس نے اللہ کے راز کے ساتھ سیر کی وہ شخص جس نے اللہ سے ندا کی ہو۔ اس شخص کی مانند نہیں ہو سکتا جس سے اللہ نے راز و نیاز کی گفتگو کی ہو وہ شخص جس کو دور سے آواز دی ہو۔ وہ اس شخص کی مانند کیسے ہو سکتا ہے۔ جس کو قریب بلا کر بات کی گئی ہو۔ جناب موسیٰ نے چالیس رات کے بعد اللہ تعالیٰ سے بات چیت کی تھی۔ اور حضرت

محمد صلعم اُم ہانی کے گھر میں محوخواب تھے ۔ وہاں سے آپ کو معراج کرائی ۔ جناب موسیٰ کو معراج وعدہ کے بعد نصیب ہوئی ۔ اور حضرت محمد صلعم کو معراج وعدے کے بغیر حاصل ہوئی ۔ معراج کے موقع پر جناب موسے اپنی قوم کے ستر آدمی منتخب کر کے لے گئے اور اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلعم کی ذات کو اکیلا منتخب کر کے بلایا ۔ جناب موسیٰ نے جس چیز کو دیکھا اس کو برداشت نہ کر سکے ۔ وخر موسے صعقا موسے بے ہوش ہو کر گر پڑے ۔ اور حضرت محمد صلعم نے جس چیز کو دیکھا ۔ اس کو برداشت کیا ۔ لقد رای من آیات ربہ ۔ آنحضرت صلعم نے اپنے رب کی آیات کو ملاحظہ کیا ۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معراج دن کو ہوا ۔ اور آنحضرت صلعم کو رات کو ۔ حضرت موسیٰ علیہ السلام کو معراج زمین پر ہوا ۔ اور حضرت محمد صلعم کو سات آسمانوں کے اوپر ۔ جناب موسیٰؑ اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جو گفتگو ہوئی اس کو اللہ تعالیٰ نے بیان کیا اور آنحضرت صلعم اور اللہ تعالیٰ کے درمیان جو بات چیت ہوئی ہے اس کو اللہ تعالیٰ نے مخفی رکھا ۔ فاوحیٰ الیٰ عبدہ ما اوحیٰ اور حضرت موسے علیہ السلام کے متعلق اللہ تعالیٰ نے کہا ۔ ولما جاء موسیٰ لمیقاتنا جب موسیٰ ہماری ملاقات کے لئے آیا یعنی موسیٰ فرعون کے ہاں سے آیا تھا ۔ اور آنحضرت صلعم کے بارے میں فرمایا ۔ لقد جاءکم رسول ۔ تمہارے پاس رسول آیا یعنی رسول اللہ کی طرف سے آیا ۔ جناب موسیٰ سے کہا ۔ واوحینا الیٰ موسیٰ واخیہ ان تبوا لقومکما بمصر بیوتا ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی کی طرف وحی کی کہ تم دونوں اپنی قوم کے لئے مصر میں گھر بناؤ ۔ آنحضرت صلعم نے اپنی عترت کے سوا باقی تمام لوگوں کو اپنی مسجد سے باہر نکال دیا تھا ۔ اس بات کی آنحضرت صلعم کی اس بات سے وضاحت ہوتی ہے ۔ انت منی بمنزلۃ ھارون من موسیٰ اے علیؑ ! تم کو مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے ۔ جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھا ۔

حضرت داؤد علیہ السلام ۔ آپ کو سلسلہ حکومت حاصل تھا ۔ تاکہ آپ حق کو باطل سے الگ کر سکیں آنحضرت صلعم کو قرآن ملا ۔ ما فرطنا فی الکتاب من شئی) ہم نے کتاب میں ہر چیز کا بیان کر دیا ہے حکومت کا سلسلہ کتاب کی مانند نہیں ہو سکتا ۔ حکومت کا سلسلہ ختم ہو گیا تھا ۔ لیکن قرآن ابد تک باقی رہے گا ۔ حضرت داؤد علیہ السلام کو نغمہ الحان کی نسبت حاصل تھی ۔ اور حضرت محمد صلعم کو شیریں بیانی حاصل تھی ۔ واذا سمعوا ما انزل الی الرسول حضرت داؤد علیہ السلام کے تیس ہزار پہرہ دار تھے ۔ اور حضرت محمد صلعم کا پہرہ دار ایک تھا اور وہ اللہ تعالیٰ کی ذات تھی واللہ یعصمک من الناس اللہ تجھ کو لوگوں

کے شر سے بچائے گا۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے جانور پرندے اور پہاڑ تسبیح کرتے تھے اللہ تعالیٰ اور اس کے فرشتے محمد صلعم کی نبوت کی گواہی دیتے ہیں کفی باللہ شہیدا محمد کا گواہ اللہ کافی ہے حضرت داؤد کے حق میں فرمایا۔ الناله الحدید ہم نے داؤد کے لئے لوہا کو نرم کر دیا۔ حضرت محمد صلعم کے دل کو رحمت اور شفاعت کے لئے نرم کر دیا۔ فبما رحمة من الله لنت لهم نیز آنحضرت صلعم اور آپ کے صحابیوں کی خاطر سخت پتھروں کو نرم کر کے غار بنا دیا۔ آپ لاغر بکری سے دودھ دوہا کرتے تھے۔ اور اس کے تھنوں پر ہاتھ پھیرتے۔ اور جس قدر چاہتے دودھ دوہ لیا کرتے تھے۔ حضرت داؤد علیہ السلام کے لئے پہاڑ مطیع ہو گئے تھے۔ اور وہ تسبیح کرتے تھے۔ آنحضرت صلعم نے پتھروں کو اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ آپ کے ہاتھ پر تسبیح پڑھنے لگے۔ جناب داؤد علیہ السلام کے لئے پرندے جمع ہو جاتے تھے۔ وکل له اواب اور حضرت محمد کو براق عطا کیا۔ حضرت داؤد کے لئے کہا گیا۔ وشددنا ملکه ہم نے اس کے ملک کو مضبوط کیا۔ حضرت محمد صلعم کے ملک کو اس طرح مضبوط کیا۔ کہ آنحضرت صلعم کی شریعت نے تمام شرائع کو منسوخ کر دیا۔

اللہ تعالیٰ نے سلیمان علیہ السلام کے لئے ہوا کو مسخر کیا۔ غدوها شهر ورواحها شهر روایت ہے۔ کہ صبح کے وقت ہوا پر حضرت سلیمان عراق سے چلتے اور قیلولہ مرو میں اور شام کو بلخ پہنچ گئے۔ آنحضرت صلعم کو براق کے ساتھ مکرم کیا۔ جس کا ایک قدم حد نظر تک جا کر پڑتا تھا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کو علم منطق الطیر دیا۔ آنحضرت صلعم کے متعلق روایت ہے۔ کہ چڑو پرندہ آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اسے اس کے ایک بچے کے بارے میں کسی نے ستایا تھا۔ وہ پریشانی کے عالم میں رسول اللہ صلعم کے سر کے اوپر چکر لگانے لگا۔ آنحضرت صلعم نے دریافت فرمایا۔ کہ اس کو کس نے تکلیف دی ہے۔ ایک شخص نے کہا میں نے اس کے انڈے سے لئے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا جا کر ان کو واپس گھونسلے میں رکھ دو۔ آنحضرت صلعم سے اونٹ بچھڑے ہرن بکری۔ بھیڑئیے اور گوہ نے کلام کیا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام کے تابع جن اور شیاطین تھے۔ اور آنحضرت صلعم سے اللہ تعالیٰ نے کہا۔ قل اوحی الی انه استمع نفر من الجن

اور اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم سے فرمایا۔ واذ صرفنا الیک نفرا من الجن ہم نے تیری طرف جنوں کا ایک ٹولہ بھیجا۔ یہ جنات تعداد میں نو تھے۔ نصیبین اور یمن کے اشراف جنوں میں تھے۔

جو بنو عمرو بن عامر سے تعلق رکھتے تھے۔ ان میں آٹھ یہ تھے۔ شصاہ۔ مصاہ۔ ہملکان۔ مرزبان۔ مازان۔ فضاہ۔ مضاضب اور عمرو۔

انہوں نے آنحضرت صلعم کے ہاتھ پر اس بات کی بیعت کی۔ کہ وہ اللہ کی عبادت بجا لائیں گے۔ اور انھوں نے اس بات کی توبہ کی۔ کہ وہ اللہ کے حق میں ناسزا باتیں کہتے تھے۔ حضرت جنات کو ان کی نافرمانی کے باعث زنجیروں میں جکڑ دیتے تھے۔ اور آنحضرت صلعم کی خدمت میں اطاعت گزار ہو کر آئے تھے۔ حضرت سلیمان نے ملک دنیا طلب کیا۔ وہب ھب لی ملکا لے معبود! مجھے ملک عطا کر۔ حضرت محمد صلعم کی خدمت میں دنیا کے خزانوں کی کنجیاں پیش کی گئیں۔ لیکن آپ نے واپس کر دیں۔ ان دونوں انسانوں کے درمیان بڑا فرق ہے۔ ایک کو سوال کرنے کے بعد چیز ملتی ہے ایک کو سوال کے بغیر ملتی ہے لیکن وہ قبول نہیں کرتا۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو کوثر شفاعت اور مقام محمود عطا کیا۔ ولسوف یعطیک ربک فترضی عنقریب اللہ آپ کو اتنا دے گا۔ کہ آپ راضی ہو جائیں گے۔ خداوند عالم نے حضرت سلیمان علیہ السلام سے کہا۔ امنن او امسک بغیر حساب اور ہمارے نبی کے متعلق فرمایا۔ ما اتاکم الرسول فخذوہ ما نھاکم عنہ فانتھوا۔ جو چیز رسول تمہیں دے اس کو لے لو۔ اور جس چیز سے منع کریں۔ اس سے باز آجاؤ۔

حضرت یحییٰ علیہ السلام۔ اللہ تعالیٰ نے ان کے بارے میں کہا اتیناہ الحکم صبیا۔ یحییٰ کو بچپن کے عالم میں ہم نے حکم عطا کیا۔ حضرت یحییٰ جاہلیت کے زمانے میں نہ تھے۔ آنحضرت صلعم جاہلیت کے زمانے میں تھے۔ اور آپ کو بچپن میں حکم اور فہم دیا گیا۔ جبکہ بتوں اور شیاطین کی پوجا کی جاتی تھی۔

یحییٰ اپنے زمانے کے بڑے عبادت گزار اور بڑے زاہد تھے اور حضرت محمد صلعم تمام مخلوق سے زیادہ عبادت بجا لانے والے اور پرہیزگار تھے۔ آخر کار اللہ تعالیٰ کو کہنا پڑا۔ طہ ما انزلنا علیک القرآن لتشقی ہم نے قرآن کو تم پر اس لئے نازل نہیں کیا۔ کہ تم اپنے آپ کو عبادت کی تکلیف میں ڈال دو۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کوڑھی اور جذامی کو درست کر دیتے تھے۔ اور ہمارے نبی صلعم کی خدمت میں معاذ بن عفر حاضر ہوا اور عرض کرنے لگا۔ اے اللہ کے رسول! میں نے شادی کی ہے۔ اور میری بیوی

کوکسی نے آگاہ کیا ہے۔ کہ میرے پہلو میں برص کے داغ ہیں۔ اور وہ مجھ سے ہمبستری کرنے سے نفرت کرتی ہے۔ میرے پہلو سے ان داغوں کو دور فرما دیجئے۔ اس نے اپنے پہلو کو کھولا۔ آنحضرت صلعم نے ایک لکڑی اس کے داغوں پر پھیری تمام داغ غائب ہو گئے۔

اسی طرح جہینہ اجذم آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوا۔ جس کا جسم جذام کی وجہ سے گل گیا تھا۔ آپ نے پانی کا ایک پیالہ لیا۔ اور اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ پھر فرمایا اس کو اپنے جسم پر ملو۔ اس نے ایسا کیا اور وہ ٹھیک ہو گیا۔ ـــــ اور ایک گنجا بھی اسی طرح ٹھیک ہو گیا۔

ایک عورت رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ میرا بیٹا مرض الموت میں مبتلا ہے۔ جب میں اس کے پاس کھانا لے جاتی ہوں۔ تو اس پر جنون کا دورہ پڑ جاتا ہے آنحضرت صلعم کھڑے ہو گئے۔ اور ہم بھی آپ کے ساتھ کھڑے ہو گئے۔ ہم سب اس عورت کے گھر میں آئے۔ آنحضرت صلعم نے اس سے کہا اے اللہ کے دشمن۔ میں اللہ کا رسولؐ ہوں۔ شیطان نے اس کو چھوڑ دیا۔ اور وہ صحیح سالم ہو کر اٹھ کھڑا ہوا۔

آنحضرت صلعم کی خدمت میں ایک ایسا شخص حاضر ہوا۔ جس کا خصیہ اس کی وجہ سے بہت پھول گیا تھا۔ اس نے عرض کیا یا رسول اللہ! مجھے یہ طہارت اور وضو کے وقت تکلیف دیتا ہے۔ آنحضرت صلعم نے پانی طلب فرمایا۔ دعا مانگی اور اس میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ پھر فرمایا کہ اس پانی کو اس پر ڈال دو۔ اس شخص نے ایسا کیا۔ اس پر بے ہوشی طاری ہو گئی۔ جب بیدار ہوا وہ ٹھیک ہو گیا تھا۔

ایک عورت رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئی اس کے پاس گھی کا برتن اور پنیر کا ٹکڑا تھا۔ اور اس کے ساتھ اس کی بیٹی تھی۔ عرض کیا یا رسول اللہ صلعم! میں نے اس کو اندھا جنا ہے۔ رسول اللہ صلعم نے ایک لکڑی کو اٹھا کر اس کی دونوں آنکھوں پر لگایا۔ وہ ٹھیک ہو گئی۔

آنحضرت صلعم سے قتادہ بن ربعی، احمد بن سلمہ اور عبداللہ بن انیس روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے مردوں کو اللہ کے حکم سے زندہ کیا۔ کلبی کا بیان ہے۔ کہ حضرت عیسیٰؑ یا حی یا قیومؑ کے ذریعے بعض کو زندہ کیا کرتے تھے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے صرف ان چار اشخاص کو زندہ کیا۔ عاذر۔ ابن عجوز، عاشر کی بیٹی، اور سام بن نوحؑ۔

امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ قریش رسول اللہ صلعم کے پاس جمع ہوئے۔ اور آپ سے سوال

کیا کہ آپ ان کے مردے زندہ کر دیں۔ آنحضرت صلعم نے ان کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام کو روانہ کر دیا۔ اور فرمایا کہ تم قبرستان میں ان کے ساتھ چلے جاؤ۔ اور جس گروہ کے نام ان لوگوں نے لیئے ہیں ان کو بلند آواز سے پکارو۔ اے فلاں۔ اے فلاں۔ اللہ کا رسول تمہیں کہتا ہے کہ اللہ کے حکم سے کھڑے ہو جاؤ۔ وہ قبروں سے باہر نکل آئے۔ اور اپنے جسم سے مٹی کو جھاڑتے تھے۔ قریش نے ان لوگوں سے ان کے حالات دریافت کیئے۔ انہوں نے ان کو آگاہ کیا کہ اللہ تعالیٰ نے محمد صلعم کو نبی بنا کر بھیجا ہے۔ اور ہم چاہتے تھے کہ آپ کا زمانہ پائیں اور آپ پر ایمان لائیں۔ (وہ لوگ ایمان لائے۔ اور پھر اپنی اپنی قبروں کی طرف چلے گئے)

آنحضرت صلعم نے بدر کی جنگ کے موقعہ پر چند لوگوں کو زندہ کیا جو قتل کر دیئے گئے تھے۔ آپ نے ان سے بات چیت کی۔ اور کلام کیا۔ اور ان کے کفر پر عیب لگایا۔

حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے متعلق ہے کہ وہ لوگوں کو جو کچھ وہ کھاتے اور ذخیرہ کرتے تھے۔ آگاہ کرتے تھے۔ آنحضرت صلعم نے لوگوں کو بہت سی چیزوں کے متعلق بتایا۔ چنانچہ حاطب بن بلتعہ کا واقعہ اور ان کا مکہ میں خط سے جانا۔ اور عباس کا قصہ اور اس کے اسلام لانے کا سبب۔

یعلمہم الکتاب والحکمۃ کے تحت ابن جریج نے روایت کی ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے عیسیٰ کو چیزوں کے حفظ کے نو حصے عطا کئے تھے۔ اور باقی تمام لوگوں کو ایک حصہ دیا ہے۔ نبی صلعم سے روایت ہے۔ کہ مجھے قرآن دیا گیا۔ اور اس کے دو مثل دیئے گئے۔

فصل

نکات اور اشارات کے بیان میں

آنحضرت صلعم کے بارہ نام منتخب کئے گئے۔ دو نام عبارت کے مدثر اور مزمل۔ دو نام اشارہ کے منذر اور منذر، دو نام بشارت کے بشیر اور نذیر، دو نام کرامت کے نبی اور رسول۔ دو نام کنایہ کے طٰہٰ اور یٰس۔ دو نام علامت کے محمد اور احمد۔ نیز چار نام اور انتخاب کئے گئے۔ اول شمس حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے زمانے سے لے کر آنحضرت صلعم کے زمانہ تک تمام کائنات کفر کی تاریکی کی وجہ سے اندھیرے میں گھری ہوئی تھی۔ آپ کی شریعت شرق سے لے کر غرب تک سورج سے بھی زیادہ روشن

ہوئی۔ دوم نجم ستارہ شہروں کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ آنحضرت صلعم صراط المستقیم کی طرف راہنمائی کرتے ہیں تیسرا سراج۔ چراغ تاریک گھر کو روشن کرتا ہے۔ آپ کی محبت دل کو منور کرتی ہے۔ ایک چراغ سے ہزاروں چراغ روشن کیئے جاتے ہیں لیکن چراغ کی روشنی کم نہیں ہوتی۔ اسی طرح آپ کے نور سے تمام دنیا روشن ہوئی۔ اور آپ کا نور کم نہ ہوا۔ گمراہ تاریکی میں آپ کے نور کی وجہ سے ہدایت پاتا ہے۔ اور گھر والے امن میں رہتے ہیں۔ چوتھا نام آپ کا طٰہٰ ہے۔ طا سے مراد آپ کا نام طاہر ہے۔ اور ہا سے مراد آپ کا نام ہادی ہے سورہ کے شروع میں آپ کے دو ناموں سے ابتدا کی گئی ہے۔ جب تم طٰہٰ پڑھو گے۔ تو تمہاری زبان پر آنحضرت صلعم کے دو نام جاری ہوں گے۔

ایک روایت ہے۔ کہ طا کے عدد ۹ ہیں اور ہا کے پانچ ہیں۔ مجموعہ ۱۴ ہوا۔ مطلب یہ ہوا کہ آپ چودھویں کے چاند کی مانند ہیں۔ جب چودھویں کا چاند طلوع ہوتا ہے تو دنیا روشن ہو جاتی ہے۔ ان راتوں کو سفید راتیں کہا جاتا ہے۔ نبیؐ کے نور سے مومنین کے دل روشن ہو گئے۔ اور ان کے چہرے اس روز (قیامت میں) روشن ہوں گے۔ انصار نے کہا ؎

طلع البدر علینا من ثنیات الوداع

ثنیات الوداع کی پہاڑیوں سے ہم پر چودھویں رات کے چاند نے طلوع کیا۔

وجب الشکر علینا ما دعا للہ داع

اللہ کا شکر یہ ادا کرنا اس وقت تک ہم پر واجب ہے۔ جب تک کوئی بلانے والا اللہ کی طرف بلاتا رہے۔

اللہ تعالیٰ نے آپ کو تیرہ مقامات پر نبی کہہ کر پکارا ہے

۱۔ یا ایھا النبی حرض المومنین۔ اے نبی مومنین کو برانگیختہ کرو۔

۲۔ یا ایھا النبی حسبک اللہ۔ اے نبی تجھے صرف اللہ کافی ہے۔

۳۔ یا ایھا النبی قل لمن فی ایدیکم۔ اے نبی ان سے کہہ دو۔ کہ جو کچھ تمہارے ہاتھوں میں ہے۔

۴۔ یا ایھا النبی جاھد الکفار۔ اے نبی کفار سے جہاد کرو۔

۵۔ یا ایھا النبی اتق اللہ۔ اے نبی اللہ سے ڈرو

۶۔ یا ایھا النبی قل لازواجک ان۔ اے نبی! اپنی عورتوں سے کہہ دو۔

۷۔ یا ایھا النبی انا جعلناک۔ اے نبی! ہم نے تجھے بنا دیا

۸۔ یاایھا النبی انا ارسلنا۔ اے نبی ہم نے تجھ کو بھیجا۔

۹۔ یاایھا النبی انا احللنالک اے نبی ہم نے تیرے لئے حلال کیا۔

۱۰۔ یاایھا النبی اذا جاءک المومنات اے نبی جب تیرے پاس مومنہ عورتیں آئیں۔

۱۱۔ یاایھا النبی لم تحرم اے نبی کیوں حرام کرتے ہو۔

۱۲۔ یاایھا النبی قل لازواجک اے نبی۔ اپنی بیویوں سے کہہ دو۔

۱۳۔ یاایھا النبی اذا طلقتم اے نبی، جب تم طلاق دو۔

اللہ تعالیٰ نے بارہ انبیاء کی طاعت کے مختلف بارہ مقامات کی تعریف کی ہے۔

اسحاقؑ اور یعقوبؑ کی مدح اطاعت کی وجہ سے کی ہے۔ ووھبنالہ اسحاق ویعقوب

حضرت عیسیٰ کی پرہیزگاری پر تعریف کی۔ آپ سے کہا گیا۔ کہ آپ گھر بنا لیتے یا کوئی جانور خرید لیتے۔ آپ نے جو جواب دیا سو دیا (یعنی مجھے ان چیزوں کی ضرورت نہیں ہے)

حضرت سلیمان کی سخاوت مشہور ہے۔ ہر روز اپنے سات سو ساتھیوں کو کھانا کھلاتے تھے۔ اور خود بھوسہ ملی ہوئی روٹی کھاتے تھے۔

حضرت ابراہیم علیہ السلام کی رحمت و مہربانی کی تعریف کی ہے۔ ان ابراھیم لحلیم اواہ منیب اس بات پر وہ واقعہ گواہ ہے۔ کہ مجوسی آپ کی ضیافت کی وجہ سے اسلام لائے۔

حضرت نوح کی صلابت رب لا تذرنی فردا اے معبود! مجھے اکیلا نہ چھوڑنا۔

نیز موسےٰ و ہارون کی صلابت ربنا انک اتیت فرعون

ہمارے نبی صلعم نے ان صفات میں اس قدر مبالغہ کیا۔ کہ اللہ تعالیٰ کو منع کرنا پڑا۔

استغفار۔ استغفرلھم اولا تستغفرلھم۔ مجاھدہ ولا تعجل بالقرآن عبادت۔ طہ ما انزلنا۔ زھد۔ لم تحرم ما احل اللہ لک اس میں ماریہ کی حدیث بھی ہے۔ آپ کی خدمت میں دنیا کے خزانوں کی کنجیاں پیش کی گئیں۔ آپ نے انکار کر دیا سخاوت۔ ولا تجعل یدک مغلولۃ رحمت واغلظ علیھم اور فلعلک باخع نفسک صلابت لست علیھم بمسیطر اور یاایھا النبی جاھد الکفار اس میں ام کلثوم کا قصہ بھی ہے۔ انذار۔ نبی عبادی انی انا الغفور الرحیم مشرکین کے خداؤں کو برا بھلا کہا۔ ولا تسبوا

الذین یدعون من دون اللہ اللہ تعالیٰ نے آپ کی وجہ سے پندرہ مقامات پر قسم کھائی ہے۔ آپ کی ہدایت کی قسم۔ والنجم اذا ھوی (۲) آپ کی رسالت کی قسم یٰسٓ والقرآن الحکیم (۳) آپ کے دل جہد کی قسم کھائی والعادیات ضبحاً (۴) آپ کے معراج کی قسم لترکبن طبقاً عن طبق (۵) آپ کی شریعت کی قسم والعصر ان الانسان لفی خسر۔ (۶) آپ کی کتاب کی قسم قٓ والقرآن المجید (۷) آپ کی پیدائش کی قسم لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (۸) آپ کے اخلاق کی قسم نٓ والقلم (۹) آپ کے زیادہ نماز نافلہ بجالانے کی قسم طٰہٰ ما انزلنا (۱۰) آپ کی طہارت کی قسم فلا اقسم بما تبصرون (۱۱) آپ کے شہر کی قسم لا اقسم بھذا البلد (۱۲) آپ کی محبت کی قسم والضحیٰ واللیل (۱۳) آپ کو اذیت دینے والے کی سرزنش کی قسم۔ کلا لئن لم ینتہ (۱۴) آپ کے دشمنوں کو سزا دینے کی قسم کلا انھم عن ربھم یومئذ (۱۵) آپ کی زندگی کی قسم لعمرک انھم فی سکرتھم یعمھون محبت کی زیادتی کے باعث اپنے حبیب کی عمر کی قسم کھائی جاتی ہے جو چیز اور انبیاء کو سوال کرنے پر دی آپ کو بغیر سوال کے دی۔ آدم وان لم تغفر لنا آنحضرت صلعم کے لئے لیغفر لک اللہ۔ نوح لا تذر علی الارض آنحضرت انا کفیناک المستھزئین۔ ابراہیم ولا تخزنی یوم یبعثون آنحضرت یوم لا یخزی اللہ النبی شعیب ربنا افتح بیننا آنحضرت انا فتحنا لک لوط۔ رب انصرنی علی القوم آنحضرت ینصرک اللہ موسےٰ قال رب اشرح لی صدری آنحضرت الم نشرح لک صدرک موسےٰ اخلفنی فی قومی آنحضرت انما ولیکم اللہ

رسول اللہ صلعم کی قرآن مجید میں ۲۲ خصوصیات مذکور ہوئیں ہیں۔

(۱) آپ احسن الخلق تھے الذی خلق فسوٰلک (۲) آپ اجمل الناس تھے۔ لقد خلقنا الانسان فی احسن تقویم (۳) اطہر الناس تھے طٰہٰ ما انزلنا (۴) افضل الناس تھے۔ وکان فضل اللہ علیک کبیراً (۵) اعز الناس تھے لقد جاءکم رسول (۶) اشرف الناس تھے انا ارسلناک (۷) اظہر المعجزہ تھے۔ قل لئن اجتمعت الانس والجن (۸) حبیب الناس مسلق فی قلوب الذین کفروا (۹) اکمل السعادۃ تھے عسیٰ ان یبعثک ربک (۱۰) کے لحاظ سے اکرم الناس تھے سبحان الذی اسریٰ (۱۱) منزلت کے لحاظ سے زیادہ

قریب تھے ثم دنی فتدلیٰ (۱۲) نصرت کے لحاظ سے زیادہ مضبوط تھے وینصرک اللہ نصراً
(۱۳) خواب کے لحاظ سے لوگوں سے زیادہ صحیح تھے۔ لقد صدق اللہ رسولہ الرویا (۱۴)
رسالت کے لحاظ سے زیادہ مکمل تھے۔ اللہ نزل احسن الحدیث (۱۵) دعوت کے لحاظ سے
احسن تھے فبشر عبادی الذین (۱۶) عصمت کے لحاظ سے زیادہ عصمت والے تھے۔ واللہ
یعصمک (۱۷) شہرت کے لحاظ سے زیادہ شہرت والے تھے۔ ورفعنا لک ذکرک (۱۸) خلق
کے لحاظ سے زیادہ اچھے خلق والے تھے۔ وانک لعلی خلق عظیم (۱۹) ولایت کے لحاظ سے
زیادہ باقی رہنے والے تھے۔ لیظہرہ علی الدین کلہ (۲۰) خاصیت کے لحاظ سے بہت زیادہ
بلند تھے۔ لعمرک (۲۱) خلیفہ کے لحاظ بلند مرتبہ تھے۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا
(۲۲) اولاد کے لحاظ سے بہت زیادہ پاکیزہ تھے۔ انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس

اللہ تعالیٰ نے تین باتیں اپنے رسول کی مرضی کے مطابق کیں۔ نماز۔ ومن اللیل فسبح و
اطراف النہار شفاعت ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ قبلہ ولنولینک قبلۃ

اللہ تعالیٰ نے جناب موسیٰ کو توراۃ دی۔ جناب عیسیٰ کو انجیل جناب داؤد کو زبور۔
نبی صلعم نے فرمایا مجھے توراۃ کی بجائے سات لمبے (سورے) دیئے۔ انجیل کی بجائے دو سو
آیات اور زبور کی بجائے مثانی (سورہ الحمد)

میرے رب نے اپنے فضل سے مجھے فضیلت عطا کی۔ اور اس نے مجھے ذات کے ساتھ دس مقامات
پر شریک کیا (۱) وللہ العزۃ ولرسولہ عزت صرف اللہ اور اس کے رسولؐ کے لئے ہے۔
(۲) اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول اللہ اور اس کے رسول کی اطاعت کرو۔
(۳) ومن یعص اللہ ورسولہ جو شخص اللہ اور اس کے رسول کی نافرمانی کرتا ہے انھیں حکم
دیا گیا (۴) استجیبوا للہ وللرسول (۵) یحادون اللہ ورسولہ (۶) اذا نصحوا
للہ ولرسولہ (۷) فاذنوا بحرب من اللہ ورسولہ (۸) فآمنوا باللہ ورسولہ (۹)
ومن یتول اللہ ورسولہ (۱۰) ان الذین یؤذون اللہ ورسولہ

آنحضرت صلعم کی جلالت قدر کے باعث آپ کی شریعت کے ذریعے اور تمام شرائع کو منسوخ کر دیا۔ اور
آپ کی شریعت کو منسوخ نہیں کیا۔ آپ تمام مخلوق کے نبی ہیں آپ کو آپ کے نام کے ساتھ بلایا

لا تجعلوا دعاء الرسول بینکم کدعاء بعضکم بعضاً آپ کو یا ایھا الرسول اور یا ایھا النبی کے ساتھ پکارا۔

آپ کی آواز سے اونچی آواز کرنے کا حکم نہیں دیا۔ یا ایھا الذین امنوا لا ترفعوا اصواتکم فوق صوت النبی

اللہ تعالیٰ نے تمام انبیاء کو ایک خاص گروہ کے پاس بھیجا۔ وما ارسلنا من نبی الا بلسان قومہ انا ارسلنا نوحاً الی قومہ۔ والی عاد اخاھم ھوداً قوم عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا۔ والی ثمود اخاھم صلحاً قوم ثمود کی طرف ان کے بھائی صالح کو بھیجا۔ یہ ایک ایسی بستی تھی جس کے گھر چالیس بھی پورے نہ تھے۔ والی مدین اخاھم شعیباً قوم مدین کی طرف ان کے بھائی شعیب کو بھیجا۔ جن کے چالیس گھر بھی مکمل نہ تھے۔ پھر ہم نے موسیٰ اور اس کے بھائی ہارون کو مصر کی طرف بھیجا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم کو کوثی کی بستی کی طرف بھیجا جس کی آبادی جھونپڑیوں پر مشتمل تھی۔ حضرت ابراہیمؑ کے بعد اسحاق اور یعقوب کو سرزمین کنعان کی طرف بھیجا۔ یوشع کو بنی اسرائیل کی طرف بیابان میں بھیجا۔ حضرت الیاس کو پہاڑوں کی طرف بھیجا۔ اور مصر کی زمین پر حضرت یوسف کو بھیجا۔ اور ہمارے نبی صلعم کو تمام انسانوں کی طرف بھیجا۔ نذیراً للبشر۔ نیز جنات کی طرف آپ کو بھیجا واذ صرفنا الیک نفراً من الجن۔ نیز شیاطین کی طرف مبعوث کیا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے شیطان کے بارے میں میری امداد کی۔ آخرکار وہ اسلام لے آیا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا وما ارسلناک الا کافۃ للناس میں نے تم کو تمام انسانوں کے پاس رسول بنا کر بھیجا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ میں سرخ سیاہ اور سفید انسانوں کی طرف مبعوث کیا گیا ہوں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ بعثت الی الثقلین۔ میں جن وانس کی طرف بھیجا گیا ہوں۔

رسول اللہ صلعم کی پیروی کا تعلق پانچ چیزوں پر موقوف ہے (۱) محبت فاتبعونی یحببکم اللہ و یغفر لکم ذنوبکم میری پیروی کرو۔ اللہ تمہیں دوست رکھے گا اور تمہارے گناہ بخش دے گا۔

(۲) فلاح فاتبعوہ لعلکم تفلحون آنحضرت صلعم کی اتباع کرو تاکہ فلاح ونجات پاؤ۔

(۳) ہدایت فمن تبع ھدای فلا یضل ولا یشقی جس نے میری ہدایت کی پیروی کی۔ نہ وہ گمراہ ہوا اور نہ بدبخت۔

۴۔ رحمت۔ فبما رحمتہ من اللّٰہ (مصنف نے پانچویں چیز کو تحریر نہیں کیا)

مقامات رخاص اچار ہیں۔

۱۔ مقام شوق۔ جو شعیبؑ کو حاصل تھا۔ جو اللہ عزوجل کے خوف سے روتے رہتے۔

۲۔ مقام سلام۔ جو حضرت ابراہیم کو حاصل تھا۔ اذ جاء ربہ بقلب سلیم

۳۔ مقام مناجات۔ جو موسیٰ کو حاصل تھا۔ وقربناہ نجیاً

۴۔ مقام محبت جو نبی صلعم کو حاصل تھا۔ فکان قاب قوسین۔

اللہ تعالیٰ نے نوحؑ کا مشکور ہونا کہا ہے۔ انہ کان عبداً شکوراً اور ابراہیم کو حلیم کہا۔ ان ابراھیم لحلیم۔ موسےٰ کو کلیم کہا وکلم اللہ موسےٰ تکلیما۔ اور آنحضرت صلعم کے نام وہ قرار دیئے جو آپ کی اپنی ذات کے ہیں۔ ان اللہ بالناس لرؤف رحیم۔ آنحضرت صلعم کے متعلق کہا۔ بالمومنین رؤف رحیم کہا گیا ہے کہ رؤف اور رحیم کا ایک ہی مطلب ہے۔ رؤف بہت بڑے مہربان کو کہتے ہیں۔ فرمانبرداروں کے لئے رؤف ہیں اور گنہگاروں کے لئے رحیم ہیں۔ آنحضرت صلعم اپنے اقربا کے لئے رؤف اور اپنے اصحاب کے لئے رحیم ہیں۔ اپنی عترت کے لئے رؤف اور اپنی امت کے لئے رحیم ہیں۔ جس نے آنحضرت صلعم کو دیکھا اس کے لئے رؤف ہیں اور جس نے آپ کو نہیں دیکھا اس کے لئے رحیم ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کے ہر عضو کی مدح کی ہے۔

نفس لا یکلف الا نفسک۔ سر یا ایھا المدثر۔ بال۔ واللیل اذا سجی آنکھ۔ ولا تمدن عینیک۔ نگاہ۔ مازاغ البصر۔ کان۔ ویقولون ھو اذن۔ زبان فانما یسرناہ بلسانک۔ کلام۔ وما ینطق عن الھوی چہرہ قد نری تقلب وجھک۔ رخسار۔ ولا تصعر خدک۔ فؤاد۔ ماکذب الفؤاد سینہ قلب سینہ الم نشرح لک صدرک پشت الذی انقض ظھرک ہاتھ ولا تجعل یدک۔ قیام۔ حتی تقوم آواز فوق صوت النبی پاؤں طٰہٰ ما انزلنا یعنی اپنے قدموں کے ذریعے زمین پر کھڑے ہوتے ہو۔ روح۔ لعمرک انھم لفی سکرتھم یعمھون۔ اخلاق وانک لعلی خلق عظیم کپڑے وثیابک فطھر علم وعلمک مالم تکن تعلم۔ نماز

فتہجد بہ نافلة لک ۔ روزہ ان لک فی النہار کتاب وانہ لکتاب عزیز آپ کے دین کے
متعلق کہا دینهم الذی ارتضی لهم آپ کی امت کے متعلق کنتم خیر امة آپ کے قبلہ
کے متعلق فلنولینک قبلة آپ کے شہر کے متعلق لا اقسم بهذا البلد آپ کے فیصلہ جات
کے متعلق اذا قضی الله ورسوله امراً آپ کے لشکر کے متعلق والعادیات ضبحاً آپ کی
عزت کے متعلق ولله العزة ولرسوله آپ کی عصمت کے متعلق والله یعصمک من الناس آپ
کی شفاعت کے متعلق فلعلک ترضی آپ کی صلابت کے متعلق براءة من الله ورسوله آپ کے
وصی کے متعلق انما ولیکم الله ورسوله آپ کے اہل بیت کے متعلق لیذهب عنکم الرجس
اهل البیت اللہ تعالیٰ نے آپ کا نام نور رکھا۔ لقد جاءکم من الله نور آپ کا نام سایہ
رکھا۔ الم تر الی ربک کیف مد الظل آنحضرت صلعم کے نور سے شہر روشن ہو جاتے ہیں۔
آپ کے سائے میں بندے زندگی بسر کرتے ہیں تمام انبیاء سے کہا گیا فبهداهم اقتده اور
آنحضرت صلعم کے متعلق کہا وان تطیعوه تهتدوا۔ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ ولله العزة ولرسوله
عزت صرف اللہ اور اس کے رسول کے لئے ہے۔ بادشاہوں کے لئے عیش بغیر دین ہے۔ فرشتوں
کا دین ہے لیکن انہیں عیش نہیں ہے۔ طسم طا سے مراد درخت طوبیٰ ہے۔ اور سین سے
مراد سدرة المنتهی ہے اور میم سے مراد محمد ہیں۔ اعتراض کیا گیا کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت کو سراج
منیر کہا ہے۔ حالانکہ شمع اس سے زیادہ روشن ہوتی ہے۔ اس کا جواب یہ ہے۔ کہ شمع امیر لوگوں
کے لئے ہے اور چراغ غریب لوگوں کے لئے ہوتا ہے تاکہ غرباء کو اللہ نے آپ کے نور سے محروم
نہیں کیا۔ سورج ظاہر کو روشن کرتا ہے باطن کو نہیں اور دن کے وقت روشن ہوتا ہے لیکن رات
کو نہیں۔ اور جس روز بادل چھایا ہوا ہوتا ہے۔ اس روز سورج غائب ہوتا ہے۔ بخلاف چراغ کے
وہ ہر وقت اور ہر حالت میں روشن ہوتا ہے۔ آنحضرت صلعم کے متعلق اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے الم
یجدک یتیما فآوی یعنی جس شخص کو میں پناہ دینے والا ہوں وہ یتیم نہیں ہے۔ الیس الله
بکاف عبده کیا اللہ تعالیٰ اپنے بندے (محمد) کے لئے کافی نہیں ہے (اے محمد) اگر تیرے والدین
دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں میں زندہ ذات موجود ہوں۔ جس کو کبھی موت نہیں آئے گی میں تمہاری
پرورش اس طرح کروں گا۔ جس طرح وہ تمہاری پرورش کرتے تھے۔ قل من یکلؤکم باللیل

اے رسول! کہہ دو۔ کہ رات کے وقت تمہاری حفاظت کون کرتا ہے۔ (اسے محمدؐ) میں تمہیں اس طرح روزی دوں گا جس طرح وہ روزی دیتے تھے۔ نحن نرزقک میں تمہیں روزی دیتا ہوں۔ آنحضرت صلعم کی حفاظت کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا واللہ یعصمک من الناس اللہ تجھے لوگوں کے شر سے بچائے گا۔ آنحضرت صلعم کی مدح میں سراجاً منیراً کہا اور آپ کی نصرت کے متعلق فرمایا۔ ھو الذی ایدک بنصرہ اللہ نے اپنی امداد سے تمہاری نصرت کی۔ آنحضرت صلعم کی تزویج کے متعلق فرمایا۔ یاایھا النبی انا احللنا لک محبت کے فرمایا۔ ما ودعک ربک قرب کے متعلق فرمایا۔ ثم دنیٰ فتدلیٰ عفو کے بارے لیغفر لک اللہ فرمایا۔ آخرت کے متعلق وللاخرۃ خیر لک من الاولیٰ کہا کون سے وہ والدین ہیں جن میں بیک وقت یہ صفات موجود ہیں؟ ان صفات کے ہوتے ہوئے دُنیا اور آخرت کو مَیں نے تیری خاتم کے نیچے قرار دیا۔ "تاکہ اپنے دین کو دُنیا کے تمام ادیان پر غالب کردو۔ اور قیامت کے روز تیرا رب تجھے مقام محمود پر رکھے گا۔

خاتم النبیین کے تحت جناب جابر اور ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ کہ میری اور انبیاء کی مثال اس شخص کی مانند ہے۔ کہ جس نے اپنا گھر بہت خوبصورت اور مکمل بنایا ہو۔ لیکن ایک اینٹ کی جگہ خالی چھوڑ دی ہو۔ اور لوگ اس گھر میں داخل ہوں۔ اور تعجب اور حیرانی سے کہیں۔ کہ اینٹ کو اس جگہ کیوں نہیں لگایا گیا؛ مَیں وہی اینٹ ہوں۔ اور میں خاتم النبیین ہوں۔ وماارسلناک الارحمۃ للعالمین۔ کا مطلب یہ ہے۔ کہ ہر نبی عذاب لایا۔ مثلاً نوح، ہود، شعیب اور صالح، اور آنحضرت صلعم مجسم رحمت بن کر تشریف لائے۔ آپ کی حرمت و عزت کی وجہ کافر عذاب اور منافق تلوار کی زد سے دنیا میں محفوظ رہا۔ اس میں شک وشبہ کی گنجائش ہی نہیں ہے۔ کہ قیامت کے روز مومن عذاب سے نجات پائے گا۔ وماکان اللہ لیعذبھم وانت فیھم جب تک آپ ان میں موجود ہیں۔ اللہ ان کو عذاب سے محفوظ رکھے گا۔ النبی الامی الذی یجدونہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ ہم امت امیہ ہیں۔ نہ ہم لکھتے ہیں۔ اور نہ حساب کرتے ہیں۔ کہا گیا ہے کہ امی منسوب ہے اپنی امت کی طرف یعنی جماعت ناس کی طرف جو لکھ نہیں سکتی تھی۔

ایک روایت ہے کہ آپ کو امی اس لئے کہا گیا ہے۔ کہ آپ عرب میں سے ہیں۔ اور عرب

کو امی کہا جاتا ہے۔ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً۔ روایت ہے۔ کہ آپ کو امی اس لئے کہتے ہیں۔ کہ آپ قیامت کے روز فرمائیں گے۔ امتی امتی۔ میری امت میری امت۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ اصل (کائنات کی ایجاد کا باعث ہیں) اور بمنزلہ ام ماں کے ہیں جس کی طرف اولاد رجوع کرتی ہے۔ اسی لحاظ سے مکہ کو ام القریٰ کہا جاتا ہے۔

ایک روایت ہے کہ بمنزلت مہربان والدہ کے ہیں جو اپنے بچوں پر مہربان ہوتی ہے۔ جب قیامت کے روز بھائی بھائی سے بھاگے گا۔ تو آپ اپنی امت کی نگرانی کریں گے۔

روایت ہے کہ آپ کو امی اس لئے کہا گیا ہے۔ کہ آپ ماں کی مانند ہیں۔ ماں کے فرائض میں لکھنا شامل نہیں ہے لکھنا مردوں کے فرائض میں ہوتا ہے۔ علامہ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے آیت (وما کنت تتلو من قبلہ من کتاب کے تحت تحریر فرمایا ہے۔ کہ آیت کا ظاہری مقتضا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ لکھنا پڑھنا نبوت کے پہلے نہیں جانتے تھے۔ اور نبوت کے بعد ایسی بات نہ تھی۔ آیت میں قبل نبوت لکھنے پڑھنے کی نفی اس لئے واقع ہوئی ہے کہ لوگ آپ کی نبوت میں شک کرتے۔ کہ یہ اچھی طرح پڑھا لکھا آدمی ہے (اپنی طرف سے باتیں بنا کر پیش کرتا ہے) نبوت کے بعد اس بات کے شک کی گنجائش باقی نہیں رہتی۔ کیوں کہ ممکن ہے آپ نے کتابت وغیرہ کی تعلیم جبرئیلؑ سے نبوت کے بعد حاصل کی ہو۔ اور یہ بھی جائز ہے۔ کہ جو کتابت سیکھنے سے حاصل کی جاتی ہے آپ اس کو نہ جانتے ہوں۔ (یعنے سیکھ کر کتابت حاصل نہ کی ہو۔ بلکہ یوم ازل سے سیکھ کر تشریف لائے ہوں) علامہ شعبی اور ایک جماعت اہل علم نے کہا ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے اس وقت تک انتقال نہیں کیا۔ جب تک آپؐ نے کتابت اور قرأت کو سیکھ نہیں لیا تھا۔

آیت ھو الذی بعث فی الامیین رسولاً کے تحت امام محمد تقی بن امام علی رضا علیہما السلام سے روایت ہے۔ کہ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ آپ اس چیز کی تعلیم لوگوں کو کس طرح دے سکتے تھے۔ جس کو خود نہیں جانتے تھے۔ خدا کی قسم رسول اللہ بہتر زبانوں میں پڑھ سکتے تھے۔ فرمایا (بلکہ تہتر زبانوں میں پڑھ سکتے تھے) صحاح ستہ اور تواریخ میں رسول اللہ صلعم کا یہ فرمان منقول ہے کہ ائتونی بدواۃ وکتف اکتب لکم کتابا لا تضلوا بعدہ ابداً مجھے قلم دوات اور کاغذ لا دو میں تمہیں ایک نوشتہ لکھ دوں۔ کہ اس کے بعد تم ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ (اگر لکھنا پڑھنا نہیں

جانتے تھے۔ تو قلم دوات اور کاغذ کیوں طلب کیا؟ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو محمد کہہ کر چار مقامات کا ذکر فرمایا ہے۔

۱۔ محمد رسول اللہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ (۲) محمد رسول اللہ محمد اللہ کے رسول ہیں (۳) ما کان محمد ابا احد محمد کسی کے باپ نہیں ہیں (۴) وامنوا بما نزل علی محمد اس چیز پر ایمان لاؤ جو محمد پر نازل ہوئی۔

نبی صلعم نے فرمایا جب تم اپنے بچے کا نام محمد رکھو۔ تو اس کو گالیاں نہ دو۔ اور نہ ہی اس کو مارو۔ وہ گھر برکت والا ہے جس میں محمد نام کوئی آدمی رہتا ہو۔ اگر کوئی قوم مشورے کے لئے اکٹھی ہو۔ اور ان میں محمد نام کا کوئی شخص موجود ہو۔ اور اس کو مشورہ میں شامل نہ کریں۔ تو ان لوگوں کے مشورے میں کوئی برکت نہیں ہوتی۔"

صاحبان اشارات نے کہا ہے۔ کہ محمد کی میم سے اللہ کا میثاق مراد ہے۔ جو آپ کی خاطر انبیاء سے لیا تھا۔ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین "ح" سے مراد یہ ہے۔ کہ آپ کی حُب کو مرسلین کے دلوں میں ڈالا ہے اور پاکیزہ اصلاب میں اللہ تعالیٰ آپ کو منتقل کرتا رہا۔ الذی یراک حین تقوم دوسری میم" آپ کا مرتبہ کتب انبیاء میں مرقوم ہے۔ النبی الامی الذی یجدونہ مکتوبا فی التوراۃ والانجیل۔ دال سے آپ کی دولت ابدی مراد ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں دعوت ابراہیمؑ ہوں۔ میں بشارت عیسےٰ ہوں۔ اور میں اپنی ماں کا خواب ہوں۔

روایت ہے۔ کہ محمد کی پہلی میم سے مراد وہ معرفت ہے جو آپ کو اللہ تعالیٰ نے علم الاولین اور آخرین کے ساتھ عطا کی۔ "حا" سے مراد یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آپ کے ہاتھوں پر مسلمانوں کو کفر کی موت سے زندہ کیا۔ جیسا کہ فرمایا۔ وکنتم امواتا فاحیاکم تم مردہ تھے۔ اور تمہیں زندہ کیا۔ دوسری میم سے آنحضرت صلعم کی مملکت مراد ہے جو اللہ تعالیٰ نے ایسی مملکت کسی فرد کو عطا نہیں کی۔ دال آپ کے دلیل رہنما ہونے پر دلالت کرتی ہے۔ اور آپ تمام خلائق کی جنت الفردوس کی طرف راہنمائی کرتے ہیں۔

ایک روایت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے کہا امح الشرائع ومد شریعتک دوسری شریعتوں کو مٹا دو۔ اور اپنی شریعت پھیلاؤ۔ محی الشرک ومد الاسلام شرک کو مٹا دے اور اسلام کو پھیلا دو

روایت ہے کہ میم سے آپ کا پسندیدہ ملک ہے۔ "حا" سے آپ کا حرمِ مورود اور میم ثانی سے آپ کا مقام محمود ہے اور دال سے دین شہود مراد ہے۔

روایت ہے کہ حضرت موسیٰ کے پاس آپ کے نام کا حرف ایک تھا۔ اور غرق ہونے سے نجات پا گئے اور نوح کے پاس ایک حرف تھا۔ وہ طوفان سے بچ گئے تھے۔ سلیمان کے پاس ایک حرف تھا۔ اس نے ملک پایا۔ اور داود کے پاس ایک حرف تھا۔ اس نے بھی ملک حاصل کیا تھا۔ اور جس ذات کے پاس یہ سارے حرف ہوں۔ اپنی امت کو آگ سے نجات دلا کر جنت میں داخل نہیں کر سکے گی۔

اُمت کے حصے میں صرف آپ کے نام کا ایک حرف آیا ہے۔ اور امامیہ حضرات کو یہ شرف حاصل ہے۔ کہ انہوں نے آنحضرت صلعم کی ذات کے دو حرف حاصل کیے ہیں۔ انہوں نے شریعت کو دونوں کونوں سے حاصل کیا ہے۔ محمدؐ و آل محمدؐ سے۔ اللہ تعالیٰ نے اولادِ آدم کو محمدؐ کے نام کی صورت پر پیدا کیا ہے۔ محمدؐ کی میم انسان کے سر کی مانند ہے۔ حا دونوں ہاتھوں کی طرح ہے۔ دوسری میم پیٹ کی مانند ہے۔ اور دال دونوں پاؤں کی مانند ہے۔ جب اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو آپ کے نام کی صورت پر پیدا کیا ہے۔ تو قیامت کے روز اس بات کی مخلوق کو توقع رکھنی چاہیئے۔ کہ اللہ ان کا حشر آپ کے گروہ میں کرے اور آپ کی شفاعت کے ذریعہ ان پر رحم کرے۔ ولسوف یعطیک ربک فترضیٰ

سیبویہ نحوی نے کہا ہے۔ کہ لفظ احمد افعل کے وزن پر ہے۔ یہ اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ تمام انبیاء سے افضل ہیں۔ کیوں آپ افضل التفضیل ہیں۔ محمدؐ کا لفظ مفضل کے لفظ پر واقع ہوا ہے۔ تمام انبیاء محمود ہیں آپ محمود سے زیادہ حمد کرنے والے ہیں۔ کیوں کہ محمدؐ کی تشدید مبالغہ پر دلالت کرتی ہے۔ لہذا آپ انبیاء سے افضل ہیں۔

انس سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے بازار میں ابوالقاسم کہہ کر پکارا۔ رسول اللہ صلعم اس شخص کی طرف متوجہ ہوئے۔ اس شخص نے کہا میں نے فلاں شخص کو بلایا ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ نام لے کر پکارا کرو۔ میری کنیت سے کر نہ بلایا کرو۔

ابوہریرہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ میرا نام رکھتے وقت میرے نام اور کنیت کو جمع نہ کرو۔ میں ابوالقاسم ہوں۔ اللہ تعالیٰ عطا کرنے والا ہے۔ اور میں تقسیم کرنے والا ہوں۔

جب قریش نے خانہ کعبہ کی تعمیر کے وقت حجر اسود کے رکھنے کے موقعہ پر جھگڑا کیا۔ قریب تھا کہ جنگ تک نوبت پہنچ جائے حسن اتفاق سے رسول اللہ صلعم تشریف لائے۔ تو انہوں نے کہا۔ محمدؐ امین آ گئے ہیں۔ ہم آپ کے فیصلہ پر راضی ہیں۔ آپ نے ایک کپڑا بچھانے کا حکم دیا۔ جب کپڑا بچھ گیا۔ تو آنحضرت صلعم نے حجر اسود کو اٹھا کر کپڑے کے درمیان رکھ دیا پھر آپ نے قریش کی ہر شاخ کے سردار کو حکم دیا کہ وہ کپڑے کا کونہ پکڑ لے۔ انہوں نے حجر اسود کو اٹھایا جب رکھنے کی جگہ پہنچا تو آپ نے اپنے ہاتھ سے اٹھا کر اس کو نصب کر دیا۔

روایت ہے کہ اس واقعہ سے پہلے بیشتر مقامات پر آپ کو امین کہتے تھے۔ اور یہ بات درست ہے علم ابجد کی رو سے سید النبیین صلی اللہ علیہ وآلہ اور المصطفےٰ محمد رسول اللہ کے عدد برابر سات سو چودہ ہوتے ہیں۔

فصل

وفات رسول کے بیان میں

ابن عباس اور سدی سے روایت ہے۔ کہ جب آیت انک میت۔ انہم میتون نازل ہوئی تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کاش کہ مجھے معلوم ہوتا۔ کہ یہ کب ہوگا۔ سورہ نصر نازل ہوا۔ اس کے نازل ہونے کے بعد آنحضرت صلعم تکبیر اور قرأت کے درمیان خاموش ہو گئے اور کہا سبحان اللہ وبحمدہ استغفر اللہ واتوب الیہ۔ آپ سے دریافت کیا گیا۔ کہ آپ ایسا کیوں فرما رہے ہیں۔ فرمایا۔ مجھے موت کا پیغام مل چکا ہے۔ پھر آپ پھوٹ پھوٹ کر روئے۔ عرض کیا گیا اے اللہ کے رسولؐ موت کے ڈر کے باعث روتے ہیں۔ حالانکہ اللہ تعالےٰ نے آپ کو بخش دیا ہے۔ فرمایا۔ قبر کی تنگی۔ لحد کی تاریکی۔ قیامت اور اس کے خوفناک منازل پیش آئیں گے۔ اس سورہ کے نازل ہونے کے بعد آپ ایک سال زندہ رہے تھے۔

کتاب الاسباب والنزول میں واحدی عکرمہ سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم جنگ حنین سے واپس تشریف لائے۔ تو اللہ تعالیٰ نے سورہ فتح کو نازل کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اے علی بن ابی طالب، اے فاطمہ! آپ نے اذا جاء نصر اللہ کو آخر تک پڑھا۔

سدی اور ابن عباس سے روایت ہے کہ پھر لقد جاءکم رسول من انفسکم نازل ہوئی
اس سورۃ کے نازل ہونے کے بعد آپ چھ ماہ زندہ رہے۔ جب آپ حجۃ الوداع کی طرف تشریف لے
گئے تو راستہ میں آپ پر یہ آیت نازل ہوئی یستفتونک قل اللہ یفتیکم فی الکلالۃ الخ
اس کو آیت ضیف بھی کہتے ہیں۔ اس کے بعد آپ عرفہ میں تشریف فرما تھے۔ اور آیت الیوم
اکملت لکم دینکم نازل ہوئی۔ اس کے بعد آپ ۸۱ روز زندہ رہے۔ پھر آپ پر آیات
ربوا نازل ہوئی۔ پھر اس کے بعد آیت واتقوا یوماً ترجعون فیہ نازل ہوئی یہ آسمان سے
نازل ہونے والی آخری سورت ہے۔ اس کے بعد آپ ۲۱ روز زندہ رہے۔ ابن جریج نے کہا ۹ راتیں۔
ابن جبیر اور مقاتل نے کہا سات راتیں۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کی تسلی کے لئے فرمایا۔ وما
محمد الا رسول قد خلت من قبلہ الرسول وجعلنا بشر من قبلک الخلد
رسول اللہ صلعم ماہ صفر میں روز شنبہ یا یک شنبہ کو بیمار ہوئے آپ نے علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑا
اور آپ کے ساتھ صحابہ کی ایک جماعت چل پڑی۔ بقیع میں تشریف لا کر فرمایا۔ السلام علیکم
اھل القبور اے قبروں میں رہنے والے تم پر سلام ہو۔ جس حالت میں تم ہو۔ اس کی میں تمہیں
مبارکباد دیتا ہوں۔ اب لوگوں کو ان فتنوں کا سامنا کرنا پڑے گا۔ جو تاریک رات کی مانند پے در پے
آئیں گے۔ پھر آپ نے لوگوں سے فرمایا۔ جبرئیل مجھ پر قرآن سال میں ایک مرتبہ لایا کرتے تھے۔ اب
کی مرتبہ سال میں دو دفعہ لائے ہیں۔ اس کا صاف مطلب یہ ہوا۔ کہ میری موت کا وقت آگیا ہے پھر
بدھ کے روز اس حالت میں باہر نکلے۔ کہ آپ نے سر پر کپڑا باندھا ہوا تھا اپنا دایاں ہاتھ علی علیہ السلام پر
اور بایاں ہاتھ فضل پر رکھا ہوا تھا۔ منبر پر تشریف لے گئے اللہ عزوجل کی حمد و ثنا کے بعد فرمایا۔ اے لوگو!
میری موت کا وقت آگیا ہے۔ اگر میں نے کسی سے کوئی وعدہ کیا تھا۔ تو وہ مجھے بیان کرے تاکہ میں اس
کو پورا کر دوں۔ اگر کسی کا مجھ پر قرض ہے۔ تو وہ مجھے آگاہ کرے تاکہ میں اس کو پورا کر دوں ایک شخص نے
کھڑے ہو کر عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول! آپ نے مجھ سے وعدہ کیا تھا۔ کہ اگر میں شادی کروں گا۔ تو آپ
مجھے تین اوقیہ سونا دیں گے۔ آپ نے فضل سے فرمایا۔ وعدے کو پورا کرو۔ پھر آپ منبر سے نیچے تشریف لائے
جمعہ کے روز منبر پر تشریف لے گئے۔ اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ اے میرے اصحاب میں تمہارا کیسا نبی تھا۔ کیا میں نے
سامنے جہاد نہیں کیا۔ کیا میدان جہاد میں میرے رباعی دانت شہید نہیں ہوئے۔ کیا میری پیشانی

خون آلود نہیں ہوئی ، کیا خون میرے چہرے پر نہیں بہا ، کیا میں نے اپنی قوم کے جاہل لوگوں سے طرح طرح کی تکالیف برداشت نہیں کیں ، کیا میں نے بھوک کی وجہ سے اپنے پیٹ پر پتھر نہیں باندھا۔ انھوں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ نے ایسا کیا ہے پھر فرمایا ۔ میرا رب فیصلہ کرنے والا ہے۔ میں قسم کھا کر کہتا ہوں کہ اللہ کسی ظالم کے ظلم کو برداشت نہیں کرے گا ۔ میں تمھیں اللہ کی قسم دے کر کہتا ہوں اگر کسی شخص کا کوئی مظلمہ میرے ذمہ ہو ۔ تو وہ اس کا قصاص اس دنیا میں مجھ سے لے لے ۔ اور مجھے یہ بات زیادہ پسند ہے ۔ کہ وہ قیامت کے روز انبیاء اور فرشتوں کے سامنے مجھ سے بدلہ لے ۔ ایک شخص نے جس کا نام سوادہ بن قیس تھا ۔ کہا آپ جب طائف سے واپس تشریف لا رہے تھے ۔ میں نے آپ کا استقبال کیا آپ اپنی اونٹنی عضباء پر سوار تھے ۔ ایک ہاتھ میں ممشوق نامی چھڑی تھی ۔ آپ نے اپنی چھڑی کو اپنی سواری کے لئے بلند کیا لیکن وہ میرے پیٹ پر لگ گئی ۔ میں اس بات کا آپ سے بدلہ لینا چاہتا ہوں ، رسول اللہ صلعم نے بلال سے فرمایا ۔ فاطمہؑ کے گھر جاؤ ۔ اور مجھے ممشوق نامی چھڑی لا کر دو ۔ جب بلال جناب فاطمہؑ کے گھر گیا ۔ تو آپ نے دریافت کیا کہ رسول اللہ اس سے کیا کرنا چاہتے ہیں ، عرض کیا آپ کو علم نہیں ہے آنحضرت دین اور دنیا سے رخصت ہو رہے ہیں ، جناب فاطمہؑ فریاد کرتی تھیں ہے غم ، اے باپ آپ کا غم کس قدر گراں ہے ۔ جب بلال آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ تو فرمایا شیخ کہاں ہے؟ اس نے کہا یا رسول اللہ ! میں موجود ہوں ۔ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہوں ۔ فرمایا جس قدر تمھاری مرضی ہو مجھ سے قصاص لے لو ۔ شیخ نے عرض کیا کہ آپ اپنا پیٹ ظاہر کیجئے ۔ پھر عرض کیا (یا رسول اللہ) کیا آپ اس بات کی اجازت دیتے ہیں کہ میں اپنا منہ آپ کے شکم اقدس پر رکھ دوں ، آنحضرت صلعم نے اس بات کی اجازت دے دی ۔ اس نے عرض کیا کہ میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں ۔ کہ رسول اللہ صلعم کے شکم مبارک سے بدلہ لوں ۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ۔ اے معبود ! سوادہ بن قیس کو اس طرح معاف فرما دیجئے ۔ جس طرح اس نے تیرے نبی محمد کو معاف کر دیا ہے ۔

رسول اللہ صلعم نے فرمایا ۔ کہ کوئی نبی اس وقت تک انتقال نہیں کرتا جب تک اپنے بعد میں کسی اپنے جانشین کو نہ چھوڑ جائے وقد خلفت فیکم الثقلین کتاب اللہ و عترتی میں تم میں گراں قدر چیز چھوڑتا ہوں ، ایک کتاب خدا اور دوسری میری عترت ہے ۔ پھر آنحضرت صلعم یہ کہتے ہوئے ام سلمیٰ کے گھر تشریف لے گئے ۔ اے معبود ! امت محمدؐ کو آگ سے محفوظ رکھ ۔ اور ان پر حساب قیامت کو آسان کر دے

ابن سعد۔ طبری۔ مسلم اور بخاری نے روایت کیا ہے۔ روایت کے الفاظ بخاری کے ہیں۔ ابن عباس کو کہتے ہوئے سنا گیا ہے۔ خمیس ہائے افسوس ہے کہ خمیس کے دن کیا ہو گیا۔ پھر ابن عباس اتنا روئے کہ سنگریزے آپ کے آنسوؤں سے تر ہو گئے آپ سے پوچھا گیا کہ خمیس کے دن کون سا سانحہ پیش آیا تھا فرمایا کہ رسول اللہ خمیس کے روز درد کی تکلیف میں زیادہ مبتلا ہو گئے تھے۔ اور فرمایا مجھے قلم دوات اور کاغذ لا دو۔ تاکہ میں تمہیں ایک ایسا نوشتہ تحریر کر دوں جس کے بعد کبھی گمراہ نہ ہو گے۔ لوگوں نے آپس میں جھگڑا شروع کر دیا۔ تو آنحضرت صلعم نے فرمایا میرے پاس جھگڑا کرنے کی ضرورت نہیں ہے انہوں نے کہا رسول اللہ (معاذاللہ) ہذیان کہہ رہے ہیں۔ مسلم اور طبری کی روایت ہے۔ کہ انہوں نے کہا رسول اللہ ہذیان کہہ رہے ہیں۔

۵ دعی النبی لقال قائلهم قد ظل یهجر سید البشر

رسول اللہ صلعم نے وصیت کی لیکن ایک کہنے والے نے کہا کہ رسول اللہ کو ہذیان ہو گیا ہے

بخاری اور مسلم میں ایک روایت ہے کہ حضرت عمر نے کہا۔ رسول اللہ پر درد کی تکلیف ہے اور تمہارے پاس قرآن موجود ہے اور حسبنا کتاب اللہ۔ ہمیں کتاب خدا کافی ہے۔ گھر میں اس وقت جو لوگ موجود تھے۔ ان میں مخاصمہ اور جھگڑا شروع ہو گیا۔ بعض لوگ کہتے تھے۔ کہ رسول اللہ صلعم کو قلم دوات لا دو۔ وہ تمہیں نوشتہ لکھ دیں۔ تاکہ تم آپ کے بعد گمراہ نہ ہو جاؤ۔ اور بعض لوگ وہی بات کہتے تھے۔ جو حضرت عمر نے بیان کی تھی۔ جب آنحضرت صلعم کے باتوں کا ہیر پھیر اور اختلاف زیادہ ہو گیا۔ تو آنحضرت صلعم نے نے فرمایا۔ میرے پاس سے اٹھ کر چلے جاؤ۔

ابن عباس کہا کرتے تھے۔ ہے مصیبت سخت مصیبت وہ تھی۔ جب رسول اللہ صلعم کو لوگوں نے اپنے اختلاف اور جھگڑے کی وجہ سے تحریر لکھنے سے روک دیا گیا تھا۔

مسند ابو یعلی اور فضائل احمد میں ام سلمہ سے روایت ہے۔ قسم ہے اس ذات کی جس کی قسم ام سلمہ کھاتی ہے۔ رسول اللہ صلعم کے آخری وقت میں صرف لوگوں میں حضرت علی ہی آپ کے ساتھ تھے۔ رسول اللہ صلعم نے حضرت علی کو اس صبح کو جس صبح کو آپ کا انتقال ہوا کسی کام کے لئے بھیجا۔ رسول اللہ صلعم (باربار) فرماتے تھے۔ کیا علی آ گئے ہیں۔ آپ نے تین مرتبہ ایسا فرمایا۔ حضرت علی طلوع [illegible] سے پہلے آ گئے۔ جب ہمیں معلوم ہوا۔ کہ آنحضرت صلعم کو علی سے کوئی کام ہے تو ہم لوگ گھر سے

باہر نکل آئے علی نے اپنے آپ کو رسول اللہ پر گرا دیا۔ علی وہ شخص ہیں جنہوں نے آخری وقت میں رسول اللہ صلعم سے بات چیت کی۔ آنحضرت صلعم آپ سے چپکے چپکے راز و نیاز کی باتیں کرتے تھے۔

طبری نے کتاب الولایۃ میں دار قطنی نے کتاب صحیح میں، سمعانی نے کتاب الفضائل میں اور تبعوں کی ایک جماعت نے حسین بن علی بن حسن بن حسن، عبد اللہ ابن عباس، ابو سعید خدری اور عبد اللہ بن حارث سے روایت کی ہے اور حدیث کے الفاظ دار قطنی کی صحیح کے ہیں۔ بی بی عائشہ کا بیان ہے۔ اور آنحضرت بی بی صاحبہ کے گھر میں انتقال کے وقت موجود تھے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ میرے حبیب کو میرے پاس بلاؤ۔ میں نے ابو بکر کو بلایا۔ آنحضرت صلعم نے آپ کو دیکھ کر سر کو نیچے کر دیا پھر فرمایا۔ میرے حبیب کو بلاؤ۔ میں نے حضرت عمر کو بلایا جب آپ نے اس کو دیکھا تو فرمایا میرے حبیب کو بلاؤ۔ میں نے کہا تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ علی بن ابی طالب کو بلاؤ۔ خدا کی قسم آپ علی کے سوا اور کسی کو نہیں چاہیئے۔ جب آپ نے حضرت علی کو دیکھا۔ تو جو کپڑا آپ اوڑھے ہوئے تھے۔ اس کو علیحدہ کر کے علی کو اس کے اندر داخل کیا۔ آنحضرت صلعم آپ کو اپنے ساتھ لپٹاتے رہے اسی حالت میں رسول اللہ صلعم کا انتقال ہو گیا۔ رسول اللہ صلعم کا ہاتھ علیؑ کے جسم کے اوپر تھا۔

امام احمد بن حنبل اپنی مسند میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے مرض الموت کے وقت فرمایا۔ میرے حبیب علی کو میرے پاس بلاؤ۔ عائشہ نے عرض کیا میں آپ کے لئے ابو بکر کو بلاؤں۔ حفصہ نے عرض کیا میں عمر کو بلاؤں۔ ام الفضل نے کہا میں عباس کو بلاؤں؛ جب یہ حضرات جمع ہو گئے تو رسول اللہ صلعم نے اپنا سر مبارک بلند کیا۔ لیکن علی کو نہ پایا۔ آنحضرت خاموش رہے۔ عمر نے کہا رسول اللہ صلعم کے پاس سے چلے جاؤ الخ

اہل بیت علیہم السلام کے سلسلہ روایت میں ہے کہ بی بی عائشہ نے اپنے باپ کو بلایا۔ اور آنحضرت صلعم نے اس سے منہ موڑ لیا۔ حفصہ نے اپنے باپ کو بلایا۔ لیکن آنحضرت صلعم نے اس سے بھی اپنا منہ موڑ لیا۔ جناب ام سلمہ نے حضرت علی علیہ السلام کو بلایا۔ تو آنحضرت صلعم ان سے کافی دیر تک راز و نیاز کی باتیں کرتے رہے۔ پھر آنحضرت صلعم کو غشی آ گئی۔ حسن اور حسین نے آکر رونا اور چلانا شروع کر دیا۔ دونوں بے تابی کے عالم میں رسول اللہ صلعم پر گر پڑے۔ جناب علی نے دونوں کو ہٹانے کا ارادہ کیا۔ رسول اللہ صلعم کو ہوش آ گئی۔ فرمایا اے علی! ان کو رہنے دو۔ میں ان کی خوشبو سونگھتا ہوں۔ اور یہ میری خوشبو

سونگھتے ہیں میں ان سے زاد راہ لے رہا ہوں۔ یہ مجھ سے زاد راہ لے رہے ہیں۔ پھر آنحضرت صلعم نے علی کے کپڑے کے دامن کو کھینچا۔ اپنا منہ علیؑ کے منہ پر ڈال دیا۔ آنحضرت صلعم نے آپ سے سرگوشیاں کرنی شروع کیں۔ جب آنحضرت صلعم کی وفات کا وقت آیا۔ تو فرمایا اے علیؑ! میرا سر اپنی گود میں رکھ دو۔ اللہ کا حکم آگیا ہے جب میری روح پرواز کرنے لگے تو اس کو اپنے ہاتھ میں لے لینا۔ اور اس کو اپنے چہرے پر پھیرنا پھر مجھے قبلہ رُخ لٹا دینا۔ میرے ضروریات جنازہ کو سرانجام دینا۔ سب لوگوں سے پہلے مجھ پر نماز جنازہ پڑھنا۔ مجھ سے اس وقت تک جدا نہ ہونا جب تک میرے جسد کو سپرد خاک نہ کر لینا۔ اللہ عزوجل سے امداد طلب کرنا! حضرت علیؑ نے آنحضرت صلعم کا سر لے کر اپنی گود میں رکھ لیا آپؐ بے ہوش ہوگئے۔ جناب فاطمہؑ رونے لگیں۔ آپ نے اشارے سے فرمایا میرے قریب آجاؤ۔ آپ قریب ہوگئیں۔ آنحضرت صلعم نے آپ سے کچھ راز کی باتیں کیں۔ سیدہ کا چہرہ خوشی سے تمتما اُٹھا۔ القصہ پھر آنحضرت صلعم نے انتقال فرمایا۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنا بایاں ہاتھ بڑھا کر حضرت کے حنک کے تلے دیا۔ آنحضرت صلعم کی روح جناب علی کے ہاتھ پر پرواز کرنے لگی۔ جناب علیؑ نے اپنے ہاتھ کو اپنے چہرے کی طرف بلند کیا۔ اپنا ہاتھ اپنے چہرے مبارک پر مس کیا علی نے آنحضرت صلعم پر چادر اوڑھا دی۔ آپؑ کے لوازمات میں مصروف ہوگئے۔

آنحضرت صلعم کی خدمت میں جبرائیل نے عرض کیا کہ ملک الموت آپ سے اجازت طلب کرتے ہیں کہ آپ سے پہلے کسی نبی سے اجازت طلب نہیں کی۔ اور نہ ہی آپ کے بعد کسی سے اجازت طلب کرے گا۔ آنحضرت صلعم نے اس کو اجازت دے دی۔ وہ حاضر ہوا اور آپ کو اسلام کیا اور عرض کیا۔ اے احمد! اللہ تعالیٰ نے مجھے آپ کے پاس بھیجا ہے کہ میں آپ کی اطاعت کروں۔ میں آپ کی روح کو قبض کرلوں۔ یا واپس چلا جاؤں؟ فرمایا۔ بلکہ تم میری روح کو قبض کرلو۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلعم کی وفات کا وقت آیا۔ تو جبرائیل نے نازل ہو کر عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! آپ دنیا میں رہنا پسند کرتے ہیں۔ فرمایا نہیں میں نے تبلیغ کا کام پورا کردیا ہے۔ پھر عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ دنیا میں رہنا پسند کرتے ہیں؟ فرمایا۔ نہیں بلکہ میں رفیق اعلٰے کے پاس جانا چاہتا ہوں۔

صادق آل محمدؐ علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ جبرائیلؑ نے عرض کیا اے محمدؐ! میرا دنیا میں یہ

آخری اترنا ہے۔ دنیا میں میرا مطلوب تو آپ ہی تھے۔"

روایت ہے۔ کہ جب حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلعم کے کپڑے کے اندر سے باہر نکلے تو فرمایا اعظم اللہ اجورکم فی نبیکم۔ اللہ تمہارے اجر کو نبی کے بارے میں زیادہ کرے۔

علی علیہ السلام سے دریافت کیا گیا کہ رسول اللہ صلعم نے اپنے کپڑے کے تلے آپ سے کس قسم کی راز دنیا کی باتیں کیں تھیں ؟ فرمایا مجھے رسول اللہ صلعم نے ہزار باب علم کے تعلیم کئے تھے۔ اور میرے لئے ہر باب سے ہزار ہزار باب علم اور کھل گیا ہے اور مجھے ان امور کی وصیت فرمائی۔ جن پہ انشاءاللہ میں قائم رہوں گا۔

ابو عبداللہ بن ماجہ سنن میں اور ابو یعلی موصلی مسند میں انس سے روایت کرتے ہیں کہ جناب فاطمہ علیہا السلام فرماتی ہیں۔ کہ جب آنحضرت صلعم کار رسالت انجام دے چکے۔ تو آپ کی خدمت میں جبرئیل حاضر ہوئے۔ اور آپ کو خدا کے پاس واپس آنے کا پیغام دیا۔ جناب فاطمہ نے کہا اے بابا آپ اپنے رب کے قریب ہو گئے۔ اے بابا آپ کا ٹھکانا جنت الفردوس ہے۔ اے بابا آپ کو رب نے بلایا اور آپ نے رب کی دعوت کو قبول کیا۔

اصول کافی میں منقول ہے کہ بنو ہاشم کی عورتیں جناب سیدہ کے گھر میں جمع ہوئیں۔ جناب فاطمہ نے فرمایا عورتوں کی تعداد کو چھوڑ دو۔ آنحضرت صلعم کے لئے دعا کرو۔

نبی صلعم نے فرمایا اے علی جس مصیبت میں تم گرفتار ہو جاؤ۔ تم میری مصیبت کو یاد کرنا۔ میرے جدا ہونے کی مصیبت تمام مصائب سے بڑی ہے۔ امیر المومنین نے فرمایا ؎

الموت لا والد یبقی و لا ولدا   ھذا السبیل الی ان تری احدا

موت سے نہ باپ بچے گا نہ ہی بیٹا۔ اس راہ پر ہر ایک کو چلنا ہوگا۔

ھذا النبی ولم یخلد لامتہ   لو خلد اللہ خلقا قبلہ خلدا

یہ نبی اپنی امت میں ہمیشہ نہ رہے اگر اللہ کسی کو باقی رکھتا۔ تو آپ سے پہلے باقی رکھتا۔

للموت منا سھام غیر خاطئۃ   من فاتہ الیوم سھم لم یفتہ غدا

موت ایسا تیر ہے جو بالکل خطا نہیں کرتا۔ اگر آج چوک جائے گا تو کل بالکل نہیں چوکے گا۔

تاریخ طبری اور بانۃ العکبری میں تحریر ہے۔ کہ نبی صلعم سے دریافت کیا گیا۔ اے اللہ کے رسول

آپ کو کون غسل دے گا؟ فرمایا۔ میرا سب سے زیادہ نزدیکی رشتہ دار۔"

کتاب حلیۃ الاولیا اور تاریخ طبری میں تحریر ہے۔ کہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام آنحضرت صلعم کو غسل دینے تھے۔ اور فضل آنحضرتؐ پر پانی ڈالتے جاتے تھے۔ اور جبرئیل امین ان دونوں کی مدد کرتے تھے اور حضرت علی علیہ السلام فرماتے جاتے تھے (اے اللہ کے رسولؐ) آپ زندگی اور موت میں کس قدر پاکیزہ ہیں۔"

مسند موصل میں بی بی عائشہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم کو علیحدہ چھوڑ دیا گیا۔ علی بن ابی طالب علیہ السلام اور اسامہ بن زید نے آپ کو غسل دیا۔

صفوانی اپنی کتاب حن و محسن میں اسمٰعیل بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ اپنے باپ سے وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے وصیت فرمائی کہ جب میرا انتقال ہو جائے تو مجھے سات مشکیزوں سے میرے چاہ غرس کے پانی سے غسل دینا۔ ابانہ بن بطہ نے کہا۔ کہ یزید بن بلال نے کہا کہ علی علیہ السلام نے کہا۔ کہ رسول اکرم صلعم نے مجھے وصیت فرمائی کہ میرے سوا آپ کو غسل کوئی اور شخص نہ دے۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ جو شخص بھی میری شرمگاہ دیکھے گا۔ وہ آنکھوں سے اندھا ہو جائے گا۔

حضرت علی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ میں حضرت کے جس عضو کو ہاتھ لگانا چاہتا تھا۔ اس کو میرے ساتھ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ تیس آدمی الٹ رہے ہیں۔ آخر کار میں آپ کے غسل سے فارغ ہو گیا۔"

روایت ہے۔ کہ آنحضرت کے غسل کے وقت حضرت علی نے فضل بن عباس کو امداد کے لئے بلایا۔ فضل آنکھوں پر پٹی باندھے ہوئے تھے۔ آپ کو اس بات کا حکم حضرت علی علیہ السلام نے دیا تھا۔ اس ڈر کے باعث کہ کہیں فضل اندھے نہ ہو جائیں۔ حمیری نے کہا ؎

هذا الذی ولیته عوس تی ولو رای عورتی سواۃ عمی

آنحضرت صلعم کی زبانی تحریر کرتے ہیں۔ کہ یہ علی وہ ہیں جس کو میں نے اپنے عورتین کے غسل کا متولی بنایا اگر علی کے سوا کوئی اور میری شرمگاہ کی طرف نگاہ کرے گا۔ تو وہ اندھا ہو جائے گا۔"

نیز حمیری نے کہا ؎

من فاتشا غسل بالنبی وغسله رای عن الدنیا بذاک عنا

وہ ذات کون تھی جو رسول کے تجہیز و تکفین اور غسل میں مشغول ہو گئی۔ دنیا نے اس بات کو ایک معیبت دیکھا۔

عبدی نے کہا ہے

من ولی غسل النبی ومن لفقہ من بعدہ فی الکفن

نبی کو کس نے غسل دیا۔ اور کس نے آپ کو کفن پہنایا۔ (جناب امیر علیہ السلام نے ایسا کیا)

سروجی نے کہا ہے

غسلہ امام صدق طاهر من دنس الشرك واسباب الغير

آنحضرت صلعم کو امام صدق (علی) نے غسل دیا۔ جو شرک کی آلودگی اور پسے ہودہ اسباب سے پاک تھے۔

ایک اور نے کہا ہے

کان بغسل النبی مشتغلاً فافتتنوا والنبی لم یقبر

حضرت علی رسول اللہ کو غسل بیں مصروف تھے۔ اور لوگ فتنے میں مبتلا ہو گئے۔ حالانکہ نبی ابھی قبر میں دفن نہیں ہوئے تھے

ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام سے دریافت کیا۔ کہ آپ پر نماز جنازہ کس طرح پڑھی جائے علی علیہ السلام نے فرمایا کہ رسول اللہ صلعم زندگی اور موت میں امام ہیں۔ دس دس آدمی داخل ہو کر آپ پر نماز پڑھتے تھے۔ سوموار کے دن سے لے کر منگل کی صبح تک بلکہ منگل کا سارا دن آپ پر نماز پڑھتے رہے (سب سے پہلے) آپ پر اقربا نے نماز پڑھی پھر خواص نے۔ اصحاب سقیفہ نماز میں شامل نہ ہوئے۔ حضرت نے اصحاب سقیفہ کے پاس بریدہ کو بھیجا لیکن ان میں سے کوئی بھی نہ تھا۔ اصحاب سقیفہ کی بیعت آنحضرت صلعم کے دفن کے بعد مکمل ہوئی۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ کہ یہ آیت ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی الخ میرے انتقال کرنے کے بعد مجھ پر نماز پڑھنے کے متعلق نازل ہوئی ہے

بخاری کی روایت کے مطابق آنحضرت کی وفات کے وقت خلیفہ اول مدینہ کے محلہ سنح میں تھا شبلی نعمانی نے الفاروق میں لکھا ہے کہ یہ بات سچ ہے کہ شیخین رسول اللہ کے جنازے میں شامل نہیں ہوئے تھے محمد شریف عفی عنہ

امام محمد باقر علیہ السلام سے دریافت کیا گیا۔ کہ رسول اللہ صلعم پر کس طرح نماز جنازہ پڑھی گئی۔ آپ نے فرمایا کہ جب امیرالمومنین علی علیہ السلام نے آپ کو غسل دیا اور کفن پہنایا۔ تو آپ نے لوگوں کو دس دس کی شکل میں آنحضرت پر داخل کیا۔ جو آنحضرت کے گرد حلقہ بنا کر کھڑے ہو جاتے۔ علی علیہ السلام ان لوگوں کے درمیان کھڑے ہو جاتے۔ اور فرماتے۔ ان اللہ و ملائکتہ الخ لوگ بھی اسی طرح کہتے تھے جس طرح علی علیہ السلام کہتے تھے۔ تمام مدینہ والوں نے آپ پر نماز جنازہ پڑھی۔ اس بات میں اختلاف پیدا ہو گیا کہ آنحضرت صلعم کو کہاں دفن کیا جائے۔ بعض نے کہا آپ کو بقیع میں دفن کیا جائے۔ اور کچھ اور لوگوں نے کہا کہ مسجد کے صحن میں دفن کیا جائے۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی روح کو زمین کے پاکیزہ ترین خطے میں قبض کیا ہے۔ مناسب ہے۔ کہ آپ کو اس زمین میں کیا جائے۔ جہاں سے آپ کی روح نے پرواز کیا ہے۔ ایک جماعت نے آپ کی رائے پر اتفاق کیا۔ اور آنحضرت صلعم کو آپ کے حجرے میں دفن کیا گیا۔ تاریخ طبری میں ابن مسعود سے ایک حدیث مروی ہے۔ کہ ہم نے رسول اللہ صلعم سے سوال کیا اے اللہ کے نبی آپ کو قبر میں کون داخل کرے گا۔ آپ نے فرمایا جو میرے اہل میں سے ہوگا طبری اور ابن ماجہ میں تحریر ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم کو قبر میں حضرت علی بن ابی طالب۔ فضل۔ قثم اور شقران نے اتارا یہی وجہ ہے۔ کہ امیرالمومنین نے فرمایا۔ میں اول ایمان لانے میں اور عہد میں آخر رسول اللہ کے ساتھ ہوں۔ حمیری نے کہا ہے

وکلاہ تغسیلہ ، وحدہ   احمد میتا و ضعہ فی اللحد

آنحضرت صلعم کے انتقال کے بعد اکیلے علی نے آپ کو غسل دیا۔ اور اکیلے ہی آپ کو قبر میں اتارا۔
عبدی نے کہا ہے

من کان صنو النبی غیر علی   من غسل الطہر ثم واراہ

علیؑ کے سوا نبی کا ہم جنس کون ہے۔ کس نے رسول اللہ صلعم کو غسل دیا اور آپ کو سپرد خاک کیا
عونی نے کہا ہے

من غسل المرسل من انزلہ   فی لحدہ وعنہ للدین قضی

کس نے محمد مرسل کو غسل دیا۔ اور کس نے آپ کو قبر میں اتارا۔ اور کس نے آپ کا قرض ادا کیا۔
امیرالمومنین علیہ السلام نے کہا ہے

نفسی علی زفراتھا محبوسۃ   یالیتھا خرجت مع الزفرات

وفات رسول سے فرطِ غم واندوہ کی وجہ میرا دم گھٹتا جارہا ہے۔ کاش میں غم واندوہ کے ساتھ دنیا سے رخصت ہو جاؤں۔

لاخیر بعدک فی الحیاۃ وانما   اخشی مخافۃ ان تطول حیاتی

(یا رسول اللہ) آپ کے بعد زندگی میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔ مجھے ڈر ہے کہ کہیں زندگی لمبی ہو جائے۔ (میں تو جلدی موت کے بعد آپ سے ملنا چاہتا ہوں)

امیر علیہ السلام نے فرمایا ہے

امن بعد تکفین النبی و دفنہ   باثوابہ آسی علی ھالک ثوی

کیا نبی کے دفن کے بعد میں کسی اور ہلاک ہونے والے شخص پر افسوس کروں گا۔

رزئنا رسول اللہ فینا فلن نری   بذاک عدیلا ما حیینا من الوری

ہم رسول اللہ کی موت کی مصیبت میں اس قدر مبتلا ہوئے جب تک ہم دنیا میں زندہ رہیں گے ایسی کوئی مصیبت نہیں دیکھیں گے۔

وکان لنا کالحصن من دون اھلہ   لھم معقل حرز حریز من العدی

آپ اپنے اہل بیت کے لئے دشمنوں کے مقابل میں ایک مضبوط قلعہ اور امن کی پناہ گاہ تھے۔

وکنا بہ شم الانوف بنحوہ   علی موضع لا یستطاع و لا یری

آپ کی وجہ سے ہمارے منازل اس قدر بلند تھے جو دیکھے جا سکتے ہیں اور نہ سُنے جا سکتے ہیں۔

فیا خیر من ضم الجوانح والحشا   ویا خیر میت ضمہ الترب والثری

اے وہ بہترین انسان جس کو پہلوؤں اور انتوں نے چھپا رکھا تھا اے وہ بہترین نفس جس کو مٹی اور خاک نے ڈھانپ دیا۔

کان امور الناس بعدک ضمنت   سفینۃ موج البحر والبحر قد طمی

آپ کے بعد لوگوں کے حالات اس قدر ابتر ہو گئے جس طرح طوفان خیز سمندر میں کشتی غوطے کھاتی ہے۔

وضاق فضاء الارض عنھم برحبہ   لفقد رسول اللہ اذ قیل قد قضی

جب یہ خبر مشہور ہو گئی کہ رسول اللہ انتقال کر گئے تو زمین اپنی وسعت کے باوجود تنگ ہو گئی۔

فیا حزنا انا رأینا نبینا علی حین تم الدین واشتدت القوی

ہے افسوس ہم نے اپنے نبی کا غم و اندوہ اس وقت دیکھا جب دین مکمل ہوا۔ اور اس کے قوئے مضبوط ہو گئے تھے۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے قبر کی زیارت کرتے وقت یہ مرثیہ کہا ہے

ماغاض دمعی عند نائبۃ الا جعلتک للبکاء سببا

کسی مصیبت کے وقت میرے آنسو نہیں بہے مگر جب آپ کی قبر پر حاضر ہوا ہوں تو لگاتار رو رہا ہوں

واذا ذکرتک سامحتک بہ منی الجفون ففاض وانسکبا

جب آپ کو یاد کرتا ہوں۔ تو میری آنکھوں سے آنسوؤں کی لڑی بندھ جاتی ہے۔

انی اجل ثری حللت بہ عن ان اری بسواہ مکتئباء

جس خاک میں آپ مدفون ہیں۔ اگرچہ میں اس کو جلیل القدر خیال کرتا ہوں پھر بھی میں اس کو غمناک دیکھتا ہوں۔

امیرالمومنین علیہ السلام کا ایک مرثیہ یہ ہے

الی اللہ اشکولا الی الناس اشتکی اری الارض تبقی والاخلاء تذھب

میں اللہ تعالیٰ سے شکایت کر رہا ہوں۔ لوگوں سے نہیں۔ دوست دنیا سے رخصت ہو گئے ہیں۔ اور زمین ابھی تک اپنی حالت پر قائم ہے۔ (اسے بھی ختم ہونا چاہیئے)

اخلای لو غیر الحمام اصابکم عتبت ولکن ماعلی الموت معتب

اے دوستو! اگر موت کے سوا کوئی اور چیز تمہیں تکلیف دیتی تو میں ضرور اس کی خبر لیتا۔ لیکن کیا کروں موت سے کوئی بدلہ نہیں لے سکتا۔

جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا مرثیہ

قل للغیبت تحت اطباق الثری ان کنت تسمع صرختی وندائیا

جو ذات زمین کی تہوں کے اندر غائب ہو گئی ہے اسے کہہ دو۔ اگر آپ میری فریاد و پکار کو سنتے (تو بے قرار ہو جاتے)

صبت علی مصائب لو انہا صبت علی الایام صرن لیالیا

آپ کی موت کے بعد مجھ پر اتنی مصیبتیں پڑیں۔ اگر دنوں پہ پڑتیں تو کالی راتیں ہو جاتیں۔

قد کنت ذات حمیٰ بظل محمد　　لا اخش من ضیم وکان جمالیا

میں محمد کے سائے عاطفت میں مامون و محفوظ تھی مجھے کسی دشمن کا خوف نہیں دیکھا ہماری ہر قسم کی حفاظت زبانی تھے۔

فالیوم اخشع للذلیل واتقی　　ضیمی وادفع ظالمی بردائیا

آج یہ حالت ہے کہ میں ہر ذلیل اور ظالم سے ڈرتی ہوں۔ اور اپنی چادر سے ظالم کو روکتی ہوں۔

فاذا بکت قمریۃ فی لیلہا　　شجنا علی غصن بکیت صباحیا

اگر قمری رات کے وقت ٹہنی پر کسی غم کی وجہ سے روتی ہے۔ تو میں دن دھاڑے روتی رہتی ہوں۔

فلاجعلن الحزن بعدک مونسی　　ولاجعلن الدمع فیک وشاحیا

آپ کے بعد میں نے غم کو اپنا مونس اور آپ کے بارے میں آنسو بہانا اپنا شعار بنا لیا ہے۔

ماذا علی من شم تربۃ احمد　　ان لایشم مدی الزمان غوالیا

جو شخص ایک دفعہ احمد کی قبر کی خاک سونگھ لے گا۔ وہ ساری زندگی خوشبو نہیں سونگھے گا

جناب سیدہؑ کا ایک اور مرثیہ

فالیوم اخضع للذلیل واتقی　　ذلی وادفع ظالمی بالراح

آپ کے وفات کے بعد میں ذلیل سے ڈرتی ہوں۔ اور اپنی ہتھیلی سے ظالم کو دفع کرتی ہوں

واذا بکت قمریۃ شجناً بہا　　لیلاً علی غصن بکیت صباحی

اگر قمری غم کے باعث رات کو روتی ہے تو میں دن دہاڑے غم واندوہ کی وجہ سے روتی ہوں

فاللہ صبرنی علی ماحل بی　　مات النبی قد انطفی مصباحی

جو مصیبت مجھ پر نازل ہوئی ہیں اس کے بارے میں اللہ کی خاطر صبر کرتی ہوں رسول اللہ کا انتقال ہو گیا اور میرے گھر کا چراغ بجھ گیا۔

ام سلمہ رضی اللہ عنہا کا مرثیہ

فجعنا بالنبی وکان فینا　　امام کرامۃ نعم الامام

رسول اللہ کی موت کا ہم نے صدمہ اٹھایا جو امام کرامت بلکہ بہترین امام تھے۔

اکان قوامنا والراس منا   فخمن الیوم لیس لنا قوام

ہمارے سرپرست اور وارث تھے۔ آج ہمارا کوئی سرپرست اور وارث نہیں ہے۔

فنوح ونشتکی ما قد لقینا   ونشکو فقدک البلد الحرام

اس کے بعد جن حالات سے دوچار ہوئی ہوں۔ اس کے باعث نوحہ کرتی ہوں۔ اور شکایت کرتی کرتی ہوں خانہ کعبہ سے آپ کی جدائی کی شکایت کرتی ہوں۔

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زیارت کے متعلق انس سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ جو شخص مدینہ میں میری زیارت کرے گا۔ میں قیامت کے روز اس کی سفارش کروں گا۔ یا قیامت کے روز اس کا گواہ ہوں گا۔

باب دوم

امیر المومنین علی علیہ السلام کی امامت

فصل

امامت کے شرائط کے بیان میں

امامت کے اثبات میں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت دلالت کرتی ہے۔ انی جاعل فی الارض خلیفہ میں زمین میں ایک اپنا خلیفہ بنانے والا ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مخلوق کو پیدا کرنے سے پہلے خلیفہ کو پیدا کیا ہے۔ حکیم علیم نے اہم چیز کی ابتدا عام چیز سے پہلے کی ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کی یہ آیت فقد وکلنا بھا قوما لیسوا بھا بکافرین اولئک الذین ھدی اللہ فبھداھم اقتدہ اس مطلب پر دلالت کرتی ہے۔ کہ کوئی زمانہ حافظ دین سے خالی نہیں ہے۔ وہ حافظ دین خواہ نبی ہو گا۔ یا امام ہو گا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ہے۔ کہ زمین عالم سے کبھی خالی نہیں ہوگی۔ لوگ حلال اور

م کے مسائل کی دریافت میں اس کی طرف رجوع کریں گے پھر امام نے اپنے قول کی تعبیر یوں فرمائی
نے دین پر صبر کرو۔ اپنے اس دشمن کے معاملہ میں صبر سے کام لو۔ جو تمہارے دین کے بارے میں مخالفت
ہے۔ اپنے امام کو مضبوطی سے پکڑے رہو جس چیز کا اللہ نے تمہیں حکم دیا ہے اور جو چیز تم پر فرض
ہے اس کے متعلق اللہ تعالیٰ سے ڈرتے رہو۔

امام رضا اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے دریافت کیا گیا کہ کوئی ایسا زمانہ بھی آئے گا۔ کہ زمین
م کے وجود سے خالی ہو۔ فرمایا۔ اگر ایسی صورت ہو تو زمین دھنس جائے گی۔

نبی صلعم سے روایت ہے کہ ہر مخلوق میں میرے اہل بیت میں سے ایک عادل انسان موجود ہوگا
اس دین سے غالیوں کی تحریف۔ باطل پرستوں کی بے جا دخل اندازی اور جاہلوں کی تاویل کو رد کرے گا۔

ابو عبیدہ سے مروی ہے۔ کہ میں نے ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی
س آیت کے متعلق دریافت کیا آیتونی بکتاب من قبل ھذا او اثارۃ من علم
فرمایا کتاب سے مراد توراۃ اور انجیل ہے۔ اثارۃ علم سے مراد انبیاء کے اوصیا کا علم ہے۔ امیر
ومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ زمین حجت خدا سے کبھی خالی نہیں رہتی۔ حجت خدا یا ظاہر اور مشہور ہوگا
مخفی اور پوشیدہ ہوگا۔

روایت ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ میرے فرزند (حکم خدا کے ساتھ) ہمیشہ امام ہوں گے۔ عونی نے کہا

ولولا حجۃ فی کل وقت لاضحی الدین مجھول الرسوم

اگر ہر وقت میں حجت خدا موجود نہ ہو تو دین کے نشانات مٹ جائیں۔

وصار الناس فی ظلماء منھا نجونا بالاھلۃ والنجوم

لوگ گھٹا ٹوپ اندھیرے میں سرگرداں پھرتے ہیں۔ ہم نے تاریکی میں چاند اور ستاروں کے
ذریعے نجات پائی ہے ۔۔۔ ایک اور شاعر نے کہا ہے

کواکب دجن کلما انقض کوکب بدا وانجلب عنہ الدجنۃ کوکب

(آئمہ) تاریکی میں ستارے ہیں۔ جب ایک ستارہ چلا جاتا ہے۔ تو دوسرا ستارہ ظاہر ہو جاتا ہے
جس سے تاریکی دور ہو جاتی ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ الامام زمام الدین امام دین کی مہار ہیں۔ نظام امور

للمسلمین مسلمانوں کے کام کے منتظم۔ وعز المومنین مومنین کی عزت۔ بوار الکافرین کافروں کی ہلاکت۔ اس الاسلام اسلام کی بنیاد۔ وصلاح الدنیا دنیا کی اصلاح کا باعث۔ و النجم الهادی ہدایت کرنے والے ستارے۔ والسراج الزاهر روشن چراغ۔ والماء العذب علی الظما پیاسوں کے لئے میٹھا پانی۔ والنور الدال علی الهدیٰ ہدایت کی طرف رہنمائی کرنے والا نور۔ المنجی من الردی ہلاکت سے نجات دلانے والا۔ والسحاب الماطر برسنے والا بادل۔ و الغیث الهاطل لگاتار برسنے والا ابر۔ والشمس المظلة سایہ دار سورج۔ والارض البسیطة کشادہ زمین۔ والمعین الغزیرة بہتا ہوا چشمہ۔ والامین الرفیق مہربان امین۔ والوالد الشفیق مہربان باپ۔ والاخ الشفیق مہربانی والا بھائی۔ والام البرة بچے کے ساتھ نیکی کرنے والی ماں۔ وامین الله فی خلقه مخلوق میں اللہ کا امین۔ وحجته علی عباده بندوں پر حجت خدا۔ وخلیفة فی بلاده زمین میں خلیفہ خدا۔ الداعی الی الله اللہ کی طرف بلانے والا۔ والذاب عن حرم الله اللہ کے حرم سے دور کرنے والا۔

نبی صلعم نے فرمایا۔ من مات ولم یعرف امام زمانه فقد مات میتة جاهلیة
جو شخص اپنے زمانے کے امام کو پہچانے بغیر مرگیا۔ وہ جاہلیت کی موت مرا۔
حمیری نے کہا ؎

فمن لم یکن یعرف امام زمانه
ومات فقد لاقی المنیة بالجهل
جو شخص اپنے زمانے کے امام کو پہچانے بغیر مرگیا۔ وہ جاہلیت کی موت کے ساتھ مرا۔

کتاب العیون اور المحاسن میں تحریر ہے۔ کہ ہشام بن حکم کا بیان ہے۔ کہ میں نے عمرو بن عبید سے کہا کہ میں چند سوال کرنا چاہتا ہوں۔ اس نے کہا بیان فرمایئے۔ ہشام کیا آپ کی آنکھ ہے؟ عمرو ہاں ہے۔ ہشام اس کے ذریعہ کیا دیکھتے ہو؟ عمرو۔ رنگ اور چیزوں کا وجود۔ ہشام کیا آپ کی ناک ہے؟ عمرو ہاں ہے۔ ہشام۔ اس سے کیا کام کرتے ہو۔ عمرو۔ اس سے خوشبو اور بدبو سونگھتا ہوں۔ ہشام تیرا منہ ہے؟ عمرو۔ ہاں ہے۔ ہشام۔ اس سے کیا کام لیتے ہو؟ عمرو کھانے کا مزا معلوم کرتا ہوں۔ ہشام۔ دل رکھتے ہو۔ عمرو۔ ہاں رکھتا ہوں۔ ہشام۔ اس سے کیا کرتے ہو۔ عمرو۔ جو چیزیں حواس پر وارد ہوتی ہیں۔ ان میں تمیز کرتا ہوں۔ ہشام:۔ کیا دل کے بغیر گذارہ نہیں ہوسکتا؟

عمرو: نہیں ہشام: یہ کیوں یہ تمام اعضا تو ٹھیک ٹھاک ہیں ؟ عمرو: بیٹے! جب مجھے کسی سونگھنے ۔ دیکھنے چکھنے اور سننے کی چیز کے بارے میں شک ہوتا ہے ۔ تو میں اس کو دل کی طرف لوٹاتا ہوں ۔ تو یقین پختہ ہوجاتا ہے اور شک دور ہوجاتا ہے ۔ ہشام: اللہ نے دل کو شک کے دور کرنے کے لئے بنایا ہے ۔ عمرو: ہاں ایسا ہی ہے ۔ ہشام: اس کا مقصد یہ ہوا کہ دل کا وجود ضروری ہے ورنہ اور حواس کے ذریعہ لائی ہوئی چیز سے یقین حاصل نہ ہوگا ۔ عمرو: ہاں درست ہے ۔

ہشام بولے: ابامروان! جب اللہ تعالٰے نے ان حواس کو خالی نہیں چھوڑا ۔ اور اس کے لئے ایک امام مقرر کیا ہے جو دل ہے جو حواس کی صحیح بات کو صحیح قرار دیتا ہے ۔ اور جس چیز میں اس کو شک ہوتا ہے اس میں ان کے لئے یقین پیدا کرتا ہے تو کیا خداوند عالم نے تمام مخلوق کو حیرت شک اور اختلاف میں چھوڑ دیا ہے ۔ ان کے لئے کوئی امام مقرر نہیں کیا جس کے ذریعے وہ اپنے شکوک اور اوہام کا علاج کریں ؟

ایک متکلم نے کہا ۔ امامت پر چار طرح سے استدلال کیا جا سکتا ہے نبی صلعم نے اپنی تمام امت کے اولین اور آخرین لوگوں کو وہ تمام احکامات تعلیم کر دیئے ہوں ۔ جن کی ان کو ضرورت ہو ۔ اور آپ کے انتقال کے بعد ان کو پھر کسی چیز کی احتیاج نہ رہے ۔ یا امت آپ کے بعد وہ تمام احکامات کی تعلیم حاصل کرے ۔ اور اللہ کے بھیجے ہوئے کسی مؤدب اور معلم کی ضرورت باقی نہ ہو ۔ یا نبی کے بعد امت سے شرعی تکلیف ساقط ہوجائے ۔ اور وہ جانوروں کی طرح آوارہ پھرتے رہیں یہ تمام باتیں باطل ہیں ۔ تکلیف لازم ۔ لطف واجب ۔ اور لوگ غیر معصوم ہیں ۔ اس سے یہ نتیجہ نکلا کہ امت کے لئے ایک حافظ شرع معصوم کا ہونا ضروری ہے ۔ جو شخص بھی ہلاک ہو ۔ دلیل کے ساتھ ہلاک ہو ۔ اور جو بھی زندہ ہو ۔ دلیل کے ساتھ زندہ ہو ۔

امام کی عصمت کے دلائل

یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین اے ایمان والو! اللہ سے ڈرو ۔ اور سچے لوگوں کے ساتھ ہوجاؤ ۔ اللہ تعالی نے بغیر کسی تخصیص کے ہمیں حکم دیا ہے ۔ کہ ہم سچے لوگوں کے ساتھ ہوجائیں ۔ اور یہ بات اس امر کی مقتضی ہے کہ جن کی معیت اختیار کرنے کا حکم دیا ہے ۔ وہ معصوم ہوں جس شخص میں عصمت ثابت نہ ہو ۔ اس کی اتباع کرنا امر قبیح ہے ۔ اللہ تعالی امر قبیح کا حکم نہیں دیتا ۔ جب امامت کے بارے میں عصمت کا ہونا ضروری قرار پایا ۔ تو عصمت

کی خصوصیت امیرالمومنین علیہ السلام اور اپنی اولاد میں بطور اجماع پائی جاتی ہے۔ کیونکہ امت کے کسی اور کی عصمت کا دعویٰ پیش نہیں کیا۔ بلکہ عصمت کو انہی حضرات کے ساتھ مخصوص کیا ہے عصمت کے صفات کسی اور شخص میں نہیں پائے گئے اور ان حضرات کے سوا اور کسی نے اپنے معصوم ہونے کا دعویٰ نہیں کیا۔

آیت ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم آئمہ معصومین علیہم السلام کی عصمت پر دلالت کرتی ہے۔ کیوں اللہ تعالیٰ نے اس بات سے آگاہ کیا ہے۔ کہ کسی بات کا صحیح علم اس وقت حاصل ہو سکتا ہے۔ جب بات کو ان حضرات کے سامنے پیش کیا جائے جس طرح رسول صلعم کی خدمت میں کسی امر کے پیش کرنے سے صحیح علم ہو سکتا ہے۔ صحیح علم اور یقین اس شخص سے حاصل نہیں ہو سکتا جو معصوم نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ اس بات کو جائز قرار نہیں دیتا کہ وہ اس شخص کی پیروی کا حکم دیں جس سے خطا کا صادر ہونا ممکن ہو۔ اگر یہ بات درست ہو۔ تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ اللہ تعالیٰ خود امر قبیح کا حکم دیتا ہے۔ حالانکہ یہ بات بالکل غلط ہے۔

جب یہ آیت عصمت اولی الامر پر دلالت کرتی ہے تو ائمہ معصومین علیہم السلام کا معصوم ہونا ثابت ہوا کیوں کہ ان دونوں امروں میں کسی نے فرق قرار نہیں دیا جب یہ بات ثابت ہو گئی کہ یہ آیت معصوم کی پیروی پر دلالت کرتی ہے تو اس آیت کا مصداق آل احمدؐ ہیں روایت ہے کہ یہ آیت یارہ بنج اللہ (آئمہ) کے حق میں نازل ہوئی ہے۔

انی جاعلک للناس اماما۔ اے ابراہیم! میں تم کو لوگوں کا امام مقرر کرنے والا ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ نے امامت کو ایک عظیم منصب خیال کرتے ہوئے کہا۔ ومن ذریتی میری اولاد میں بھی امام پیدا ہوں گے؟ تو اللہ تعالیٰ نے کہا لاینال عھدی الظالمین میرے عہد امامت کو ظالم لوگ حاصل نہ کر سکیں گے۔

ایک حدیث میں ہے۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا کہ کیا میرے ظالم بیٹے بھی منصب امامت پر فائز ہوں گے؟ خداوند تعالیٰ نے کہا میرے سوا بت کی پوجا کرنے والے اس مرتبے کے اہل نہیں ہوں گے۔ تو اس موقعہ پر ابراہیم علیہ السلام نے عرض کیا۔ واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام پالنے والے مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پوجا سے بچا۔ اس سے

ثابت ہوا۔ کہ نبی اور وصی علیہما السلام نے کبھی بتوں کی پوجا نہیں کی۔ (ورنہ دعائے ابراہیم بے کار جب دعوت کا سلسلہ ان دونوں حضرات تک پہنچا۔ تو محمدؐ نبی ہوئے اور علی وصی قرار پائے جب اللہ تعالیٰ نے کہا۔ کہ لاینال عھدی الظالمین تو اس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ امامت پاکیزہ اور معصوم لوگوں میں قرار پائی۔

خداوند عالم نے کہا ووھبنا لہ اسحاق ویعقوب ابراہیمؑ کی اولاد پے در پے امامت کی وارث قرار پائی۔ آخرکار اس امامت کے منصب کو نبی صلعم نے حاصل کیا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ اولی الناس بابرٰھیم للذین اتبعوہ وھذا النبی والذین امنوا ابراہیمؑ کے منصب کے حق دار وہ لوگ ہیں جنہوں نے اس کی پیروی کی۔ اور یہ نبی اور وہ لوگ جو ایمان لائے تو آنحضرت کے لئے امامت کا عہدہ خاص طور پر مخصوص ہوا۔ آپ نے اس منصب جلیل کو علی علیہ السلام کے سپرد بحکم خدا تعالیٰ ان تمام مراسم کے ساتھ کیا جو اللہ تعالیٰ نے آپ پر فرض کئے تھے۔ علی علیہ السلام کی اولاد میں وہ اصفیاء قرار پائے جن کو علم اور ایمان سے نوازا گیا تھا۔ قال الذین اوتوا العلم والایمان یہ آیت علی علیہ السلام کی اولاد کے ان امام ہوں گے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جو قیامت تک یکے بعد دیگرے پیدا ہوں گے۔

عبداللہ بن عجلان امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اس آیت سے مراد آئمہ معصومین علیہم السلام اور ان کے پیرو مراد ہیں۔ اور ابراہیم نے کہا۔ ومن ذریتی لفظ من تبعیض کے لئے آتا ہے۔ اور یہ بات معلوم ہو جائے کہ بعض ذریت امامت کی مستحق ہے اور بعض نہیں ہے۔ امامت کا وہ دعوے دار ہو سکتا ہے۔ جو حضرت ابراہیم کی طرح طاہر و پاکیزہ ہو۔ اور لاینال عھدی الظالمین کا اقتضا یہی ہے۔ اور ابراہیم نے کہا۔ ومن تبعنی فانہ منی جو میری پیروی کرے گا وہ مجھ سے ہوگا۔ اس سے یہ بات واجب ہوتی ہے۔ کہ پیروی کرنے والے معصوم ہوں۔ ابراہیمؑ نے جب رزق کا سوال کیا۔ تو کہا وارزق اھلہ من الثمرات یہاں کے رہنے والوں کو پھلوں کے رزق سے مالا مال کر۔ یہ سوال عام تھا کسی کے ساتھ مخصوص نہیں تھا۔ جیسے امامت کا سوال کیا تو من ذریتی کہہ کر سوال خاص کیا یعنی امام میری اولاد میں سے ہوں۔

وجعلنا کلمۃ باقیۃ فی عقبہ کے متعلق امام جعفر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ امامت قیامت

تک باقی رہے گی۔ بعدی نے کہا عقبہ سے مراد آل محمدؐ ہیں۔
رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں تم میں دو گرانقدر چیزیں چھوڑتا ہوں "کتاب خدا اور اپنے اہل بیت"
یہ حدیث مذکورہ بیان کردہ حضرات کی عصمت پر دلالت کرتی ہے کیونکہ آنحضرت صلعم نے علی الاطلاق ان
سے تمسک کرنے کا حکم دیا ہے۔ یہ بات اہل بیت کی عصمت پر دلالت کرتی ہے۔ کیونکہ آنحضرت نے علی
الاطلاق ان سے تمسک کرنے کا حکم دیا ہے یہ بات اہل بیت کی عصمت پر دلالت کرتی ہے۔ ورنہ
یہ بات لازم آئے گی کہ اللہ تعالیٰ نے امر قبیح کا حکم دیا ہے۔ پھر آنحضرت صلعم نے اس بات کی تائید
کی ہے کہ جو شخص اہل بیتؑ سے تمسک کرے گا۔ وہ گمراہی سے محفوظ ہوگا۔ اگر اہل بیت سے خطا
کا جواز ممکن ہو تو اس کا مطلب یہ ہوا کہ گمراہی پر بھی ان کی پیروی کی جا سکتی ہے۔ (حالانکہ یہ ناممکن ہے)
آنحضرت صلعم نے حجت میں اہل بیت اور کتاب کو ساتھ ساتھ بیان کیا ہے۔ اور ان سے تمسک کرنا واجب
گردانا ہے۔ اور یہ بھی فرمایا ہے کہ اہل بیت اور کتاب آپس میں جدا نہ ہوں گے۔ اگر اہل بیت کتاب سے
جدا ہو گئے تو ان سے خطا کا صادر ہونا ممکن ہوگا۔ اور یہ بات نص کی مخالف ہے۔ جب اہل بیت
کی عصمت ثابت ہو گئی تو ان کی امامت بھی ثابت ہو گئی۔ اس بات کی تائید آنحضرت صلعم کی حدیث
کرتی ہے۔

ابو علی محمودی ابو ہذیل سے سوال کرتا ہے کہ کیا عصمت اور توفیق تیرے دین کا جز نہیں ہے
یہ دونوں چیزیں اللہ کی جانب سے اس شخص میں ودیعت کی جاتی ہیں۔ جو ان دونوں کا مستحق ہوتا ہے۔
ابو ہذیل ——— آپ کی بات تو درست ہے لیکن الیوم اکملت لکم دینکم کی رو سے
اللہ نے ہمارے لئے دین کو تو مکمل کر دیا ہے۔
ابو علی محمودی ——— تم ان مسائل کے بارے میں کیا کرو گے۔ جن کا حکم کتاب خدا، سنت رسولؐ
اقوال صحابہ اور فقہا کے اجتہاد میں موجود نہیں ہے۔
ابو ہذیل ——— ایسا مسئلہ بیان فرمائیے۔
ابو علی محمودی ——— ان دس آدمیوں کے متعلق کیا کرو گے۔ جو ایک عورت کے ساتھ ایک ہی حصر
میں زنا کیا ہے۔ اور ہر ایک کے زنا کرنے کی نوعیت مختلف ہے۔ بعض نے کچھ ضرورت پوری کی۔ اور بعض
نے حسب امکان کچھ مقاربت کی۔ کیا اللہ کی مخلوق میں کوئی ایسا شخص آج کل موجود ہے جو جرم کی مقدار کے

ہر ایک آدمی پر اللہ کے حدود کو قائم کرے۔ دنیا میں اس شخص پر حد قائم کرے۔ اور آخرت کے
ں کو پاک کرے۔

یہ سن کر ابو ہذیل خاموش ہو گیا۔ اور ابو علی نے تقریر کو جاری رکھتے ہوئے کہا۔
اگر امام معصوم نہ ہو۔ تو تمام لوگوں سے اپنی برتری کیسے ظاہر کر سکے۔ جو شخص ماومین کے گروہ
ل جاتا ہے۔ وہ معصومین کے زمرے میں شامل ہو جاتا ہے۔ جس کی طرف بشر محتاج ہو وہ صاحب عصمت
ہے۔ جس ذات سے معجزات کا ظہور ہوتا ہے۔ اس کے لئے عصمت ثابت ہوتی ہے۔

ان الذین امنوا وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمن ودا۔ وہ لوگ جو ایمان
اور نیک اعمال کئے عنقریب اللہ تعالیٰ ان کے لئے ود (مودت) مقرر کرے گا۔ اس آیت کے
امیر المومنین علیہ السلام نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ مومنین کے دلوں میں مودت مقرر کرنے
راد عصمت ہے۔"

امامت کے بارے میں نصوص

اللہ تعالیٰ نے جناب آدمؑ کے متعلق فرمایا۔ ان اللہ اصطفی ادم اللہ نے آدم کو چنا۔ انی
ل فی الارض خلیفہ میں آدم کو زمین میں خلیفہ بنانے والا ہوں۔ حضرت ابراہیمؑ کے متعلق
ولقد اصطفینا ہ فی الدنیا ہم نے اس کو دنیا میں چن لیا۔ انی جاعلک للناس اماماً
میں لوگوں کا امام مقرر کرنے والا ہوں۔ جناب موسےٰ کے بارے میں فرمایا۔ انی اصطفیتک
الناس میں نے تم کو لوگوں پر چن لیا۔ واصطفیتک لنفسی میں نے تجھے اپنے نفس کے
چن لیا۔ طالوت کے بارے میں فرمایا۔ ان اللہ اصطفاہ علیکم اللہ تعالیٰ نے ان کو تم پر
یا۔ تمام انبیاء اور اوصیاء کے بارے میں فرمایا۔ ان الذین سبقت لھم منا الحسنی ہماری
سے اچھائی ان کے لئے سبقت کر چکی ہے۔ اللہ یصطفی من الملائکۃ رسلا ومن
س اللہ فرشتوں میں سے اور انسانوں میں سے رسول منتخب کرتا ہے۔ وانہ عندنا لمن
مصطفین الاخیار

ولقد اخترنا ھم علی علم علی العالمین

وجعلنا ھم ائمۃ یھدون بامرنا۔ ہم نے ان کو امام بنایا۔ وہ ہمارے امر کے ساتھ ہدایت

مالک الملک توتی الملک من تشاء اللہ ملک کا مالک ہے جس کو چاہتا ہے ملک
یوتی الحکمۃ من یشاء اللہ جس کو چاہتا ہے حکمت دیتا ہے ۔ وعد اللہ
امنکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم تم لوگوں میں سے جو لوگ ایمان لائے ۔
ان کو ضرور خلیفہ بنایا جائے گا ۔ نجعلھم ائمۃ و نجعلھم الوارثین
ہیں گے ۔ اور ہم انہیں زمین کا وارث قرار دیں گے ۔ وانزل اللہ علیک الکتاب
نے تم پر کتاب اور حکمت نازل کی ۔ ذالک فضل اللہ یوتیہ من یشاء یہ اللہ
کو چاہتا ہے دیتا ہے ۔ قل ان الفضل بید اللہ کہہ دو کہ فضل اللہ کے ہاتھ میں
امافضل اللہ تم اس بات کی تمنا نہیں کرتے جو اللہ نے فضل کیا ہے ۔ اشھد
الا ھو والملائکۃ واولوا العلم قائماً بالقسط
فضل بعضکم علی بعض اللہ نے بعض کو بعض پر فضیلت دی ۔ ورفعنا بعضھم
درجات ہم نے بعض کے درجات بعض سے بلند کئے ہیں ۔
کتاب
وما وھب الملک لعبدہ بقی وھما لم یھب لم یوھب
اللہ کا عطیہ ہے ۔ اپنے جس بندے کو چاہتا بخش دیتا ہے جب وہ نہیں بخشتا تو
حاصل نہیں ہوتا ۔
ثبت ما یشاء وعندہ علم الکتاب وعلم ما لم یکتب
کو چاہتا ہے مٹا دیتا ہے ۔ جس کو چاہتا ہے قائم رکھتا ہے ۔ اور اس کے پاس کتاب کا علم
اس کے پاس ہے جس کو وہ نہیں لکھتا ۔
کتاب
آی من القرآن منزلۃ یقر طوعاً بھا من لا یحرفہ
امت کی نص کے متعلق ایک آیت نازل ہوئی جو شخص اس میں تحریف کرتے کی
مجبوراً ان کا اقرار کرتا ہے ۔
جانشین سے متعلق وصیت فرمائی ہے ۔

امام رضا، امام جعفر صادق اور امیر المومنین علیہم السلام سے روایت ہے۔ اور حدیث مختصر ہے
ان حضرات نے فرمایا کہ آدم علیہ السلام نے اپنے بیٹے شیث کو وصیت کی۔ شیث نے شبان کے بارے
میں وصیت کی۔ شبان نے مجلت کے بارے میں، مجلت نے محوق کے بارے میں، محوق نے عثمیشا کے
متعلق۔ عثمیشا نے اخنوخ۔ آپ نے ادریس نبی کے بارے میں وصیت کی۔ اور ادریس نے ناحور کے بارے
میں۔ ناحور نے نوح کے بارے میں، نوح نے سام کے بارے میں، سام نے عثامر کے بارے میں عثامر
نے برغیشا کے بارے میں، برغیشا نے یافث کے بارے میں یافث نے برہ کے بارے میں۔ برہ نے جفیسہ
کے بارے میں جفیسہ نے عمران کے بارے میں۔ عمران نے ابراہیم کے بارے میں۔ ابراہیم نے اسمٰعیل کے
بارے میں اسمٰعیل نے اسحاق کے بارے میں۔ اسحاق نے یعقوب کے بارے میں یعقوب نے یوسف
کے بارے میں۔ یوسف نے بثریا کے بارے میں بثریا نے شعیب کے بارے میں۔ شعیب نے موسٰے
کے بارے میں موسٰے نے یوشع کے بارے میں۔ یوشع نے داؤد کے بارے میں داؤد نے سلیمان کے
بارے میں۔ سلیمان نے آصف کے بارے میں۔ آصف نے زکریا کے بارے میں۔ زکریا نے عیسٰے کے
بارے میں عیسٰے نے شمعون کے بارے شمعون نے یحیٰی کے بارے میں۔ یحیٰی نے منذر کے بارے میں
منذر نے سلمہ کے بارے میں سلمہ نے بردہ کے بارے میں وصیت کی۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ بردہ
نے وصیت کو میرے حوالے کیا۔ اے علیؑ! میں اس وصیت کو تیرے حوالے کرتا ہوں۔ اور تم اس
وصیت کو اپنے وصی کے حوالے کرو گے، اور تیرا وصی اس وصیت کو تیرے اوصیا کے حوالے کرے گا۔
جو پے در پے تیرے فرزند (حسینؑ) سے پیدا ہوں گے۔ آخرکار یہ وصیت کا سلسلہ اس شخص پر جاکر ختم
ہوگا جو تیرے بعد تمام زمین پر اپنے رہنے والوں سے افضل ہوگا۔ (عجل اللہ فرجہ) اگر امام منصوص
من اللہ نہ ہوتا۔ تو اللہ تعالےٰ کے علم کے ساتھ مختص نہ ہوتا جس شخص نے اپنے آپ کو بغیر نص کے امام
جانا۔ اس نے اٹکل پچو سے کام لیا۔

جس شخص نے نص کو اپنے لئے اپنے باپ کی جانب سے قرار دیا۔ تو یہ بات اس کے لیے اس
کے رشتہ دار کی جانب سے قرار پائی۔ اور اللہ تعالیٰ کی جانب سے یہ نص نہ ہوئی۔ اور وہ امام برحق نہیں
ہوگا۔ ابن حماد نے کہا ہے

رایت النص یفضح جاحدبه   ویلجئهم الی ضیق الخناق

تم دیکھو گے کہ رسول اللہ صلعم کی نص منکرین کو رسوا کرے گی۔ انہیں ایسے تنگ مقام پڑے جائے گی جس کے جواب میں ان سے کوئی بات نہ بن آئے گی۔

لوکان اجتماع القوم رشداً لما ادی الی طول افتراق

اگر قوم کا اجتماع ہدایت پر ہوتا۔ تو خلافت کے بارے میں لمبا جھگڑا پیدا نہ ہوتا۔

ناشی نے کہا ہے

وان لم یقل بالنص معانداً غدا غفلة بالرغم منہ یحاولہ

جو شخص دشمنی کی وجہ سے نص کا قائل نہ ہوا۔ تو نص کی طاقت کو دیکھ کر ہاتھ پیر مارنے لگا۔

یعرفہ حق الوصی وفضلہ علی الخلق حتی تضمحل بواطلہ

نص وصی کے حق اور فضیلت کو لوگوں پر آگاہ کرے گی۔ مخالف کے جھوٹے دعوے ختم ہو جائیں گے

بشنوی نے کہا ہے

یا معرض النص جهلاً عن ابی حسن باب المدینة عن ذی الجهل مقفول

باب مدینہ ابوالحسن علیؑ سے جہالت کے باعث نص کو پھیرنے والے! جہالت کی وجہ سے علم کے دروازہ کو تالا لگاتے ہو۔

مولی الانام علی والولی معاً کما تفوه عن ذی العرش جبرائیل

حضرت علی بیک وقت لوگوں کے سردار اور ولی ہیں۔ اس بات کا جبرائیل نے عرش کی طرف سے اعلان کیا۔

حمران بن المیین نے قاضی یحییٰ بن اکثم سے نبی صلعم کے اس قول کے بارے میں دریافت کیا کہ جب رسول اللہ صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ کو پکڑ کر لوگوں کے سامنے کھڑا کر کے فرمایا "من کنت مولاہ فعلی مولاہ جس کا میں مولا ہوں اس کے علی مولا ہیں" کیا رسول اللہ صلعم نے یہ بات اللہ کی جانب سے کہی تھی یا اپنی ذاتی رائے سے فرمائی تھی؟ قاضی یحییٰ یہ بات سن کر خاموش ہو گیا۔ جب حمران چلا گیا۔ تو آپ سے اس بارے میں دریافت کیا گیا۔ یحییٰ نے کہا اگر میں یہ کہتا ہوں کہ اپنی رائے سے علیؑ کو لوگوں کا امام بنایا تھا۔ تو میں اللہ تعالیٰ کی اس آیت کی مخالفت کرتا۔ ...ن الهوی میرا رسول اپنی مرضی سے کوئی بات نہیں کہتا۔ اگر میں کہتا کہ رسول اللہ نے اللہ کے حکم

سے علی کو کھڑا کر کے امام بنایا تھا۔ تو میں علی کی امامت کو صحیح ثابت کرتا۔

سائل نے دریافت کیا کہ لوگوں نے رسول اللہ صلعم کے فرمان کی کیوں مخالفت کی۔ اور علیؑ کے سوا غیر آدمی کو کیوں خلیفہ بنایا (یحییٰ سے اس سوال کا کوئی جواب بن نہ آیا)

ان اللہ یامرکم ان تؤدوا الامانات الی اھلھا کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ ایک امام دوسرے امام کو اپنی وفات کے وقت وصیت کرتا ہے

نبی صلعم نے فرمایا کہ جو اس حالت میں مرگیا۔ اور اس نے کوئی وصیت نہ کی۔ تو وہ جاہلیت کی موت مرا۔

آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ وصیت کرنا ہر مسلمان پر واجب ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا جو شخص بغیر وصیت کئے ہوئے مرگیا۔ اس نے اپنے عمل کا خاتمہ گناہ پر کیا۔[1] ابن عودی نیلی نے کہا

وکل نبی جاء قبل وصیہ مطاع وانتم للوصی عصیتم

رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ مجھ سے پہلے ہر نبی کا ایک فرمانبردار وصی ہوتا تھا۔ اور تم میرے وصی کا انکار کرتے ہو۔

وفعلکم فی الدین اضحی منافیا لفعلی وامری غیر ما فیہ امرتم

تمہارا فعل دین کے بارے میں میرے فعل کے خلاف ہے۔ میرا حکم تمہارے حکم کے مخالف ہے۔

وقلتم مضی لنا بغیر وصیۃ : الم اوص فقلنا زعمتم وغفلتم

تم نے کہا کہ نبی بغیر وصیت کے وفات پا گئے کیا میں نے تمہیں بذریعہ الفاظ وصیت نہیں کی حالانکہ تم اس بات کو جانتے ہو۔

نصبت لکم بعدی اماما یدلکم علی اللہ فاستکبرتم وضللتم

میں نے اپنے بعد تمہارے لئے امام مقرر کیا۔ جو تمہیں اللہ کی طرف ہدایت کرے۔ تم نے تکبر کیا اور گمراہ ہوگئے۔

وقد قلت فی تقلیل یمہ ودلائلہ علیکم بما شاہدتم وسمعتم

---

[1] وصیت کے بارے میں علامہ حلی علیہ الرحمۃ کی کتاب اثبات الوصیۃ خوب چیز ہے۔ احقر نے اس کا ترجمہ بھی کر دیا ہے جو امامیہ مشن پاکستان کے زیر اہتمام چھپ رہی ہے۔ ۱۲ محمد شریف عفی عنہ

...نے کہا۔ کہ علیؑ تم پر مقدم ہیں۔ اور آپ کی ولایت تم پر واجب۔ تم اس موقعہ پر موجود تھے اور

علی عندا منی محلا وقربة　　کہارون من موسی فلم عنہ حلتم

... میرے نزدیک وہی محل اور مرتبہ ہے۔ جو ہارون کو موسےٰ سے حاصل تھا۔ علی کے بارے میں دیوانہ ... گئے ہو؟

... رسول فاتبعوہ فانہ　　ولیکم بعدی اذا غبت عنکم

... جب دُنیا سے غائب ہو جاؤں گا۔ تو میرے بعد علی میرے جانشین ہیں اور آپ کی پیروی کرنا۔

ولقد اوحی الیک رخ کی تفسیر میں ابو جعفر اور ابو عبداللہ علیہما السلام بیان فرماتے ہیں۔ کہ اللہ ... نے اپنے رسول کو حکم دیا تھا۔ کہ آپ علی علیہ السلام کو خلیفہ بنائیں۔ اور علی کے ساتھ اور کسی کو شریک ... ناشی نے کہا ہے

... امنوا بنبی الھدی　　وباللہ ذی الطول ماخانوکا

... لوگ نبی صدیے اور اللہ پر ایمان لاتے تو (اے علیؑ) آپ کی مخالفت نہ کرتے۔

... یقنوا بمعاد لما　　ازالوا النصوص ولا مانعوکا

... ان لوگوں کو قیامت پر یقین ہوتا۔ تو نصوص کو ضائع نہ کرتے۔ اور آپ کو آپ کا حق دینے ... نہ کرتے۔

... کنہم کتموا لشک فی　　اخیک النبی وابدوہ فیکا

... لوگوں نے تیرے بھائی نبی کے بارے میں شک کو پوشیدہ رکھا۔ اور تیرے متعلق ظاہر کر دیا۔

... خلف نص واقولھم　　لیبغوا علیک وما عاینوکا

... نے ایک آدمی کو خلیفہ بنایا۔ اور اپنی بات کا پاس اس لئے رکھا تاکہ آپ پر بغاوت کریں۔ ... کی امداد نہ کریں۔

... مع النص قالوا لنا　　نوانی عن الحق واستضعفوکا

... نص صحیح ثابت ہو گئی۔ تو ہم سے حق سے کترانی والی باتیں کہنے لگے۔ اور آپ کو کمزور کر دیا۔

... لھم نص خیر الوری　　یدبل الظنون ویبغی اشکوکا

ہم نے انھیں کہا یہ فضل تو خیر الوریٰ کی ہے۔ جو گمانوں اور شکوک کو دور کرتی ہے۔

صفات ائمہ معصومین علیہم السلام

امامیہ حضرات کی احادیث میں وارد ہوا ہے کہ امام حق کی پچاس صفتیں ہیں۔ امام معصوم ہو۔ اس کے متعلق نصوص ثابت ہوں۔ اعلم الناس ہو۔ افصح الناس ہو۔ احلم الناس ہو۔ احکم الناس ہو۔ اتقا الناس ہو۔ اشجع الناس ہو۔ اشرف الناس ہو۔ اسمح الناس ہو۔ اوفی الناس ہو۔ اجود الناس ہو۔ ازہد الناس ہو۔ اسخاء الناس ہو۔ اعبد الناس ہو اور لوگوں پر سب سے زیادہ مہربانی کرنے والا ہو۔ اللہ کی تواضع کے بارے میں سب سے زیادہ سخت ہو۔ اللہ کے حکم کو زیادہ پکڑنے والا ہو۔ اللہ کی نہی سے زیادہ رکنے والا ہو۔ نفس کے لحاظ سے لوگوں سے زیادہ بہتر ہو۔ مختون پیدا ہوا ہو۔ پاک ہو۔ اس کی ولادت اور وفات کے امور کو معصوم انجام دیتا ہو۔ لوگوں کے احوال اس کے تصرف میں ہوں فراست صادقہ کے باعث اپنے آگے پیچھے دیکھتا ہو۔ اس کا سایہ نہ ہو۔ کیونکہ وہ اللہ کے نور سے پیدا ہوا ہے ہر وہ نفس جس سے وہ پیدا ہوا ہے مومن ہو۔ جب ماں کے شکم سے زمین پر تشریف لائے۔ تو اپنی دونوں ہتھیلیوں کو زمین پر ٹیک کر کلمہ شہادت بلند آواز سے پڑھتا ہو۔ اس کا قلب نہ سوتا ہو۔ محدث ہو۔ اس کی دعا قبول ہوتی ہو۔ اس کے فضلہ کو زمین پر نہ دیکھا گیا ہو۔ اللہ نے زمین کو حکم دیا ہے کہ وہ امام کے فضلہ کو نگل لے۔ اس کو احتلام نہ ہوتا ہو۔ جمائی نہ لیتا ہو۔ اکڑ کر نہ چلتا ہو۔ اس کے جسم کی خوشبو مشک کی خوشبو سے زیادہ ہو۔ اس کے بارے میں ظاہراً وصیت کی گئی۔ حاوی ناممکن دلیل اور معجزہ رکھتا ہو۔ واقعات کے ظاہر ہونے سے پہلے آگاہ کرتا ہو۔ نبی نے اس سے عہد و پیمان کیا ہو۔ رسول اللہ صلعم کے ہتھیار اس کے پاس موجود ہوں۔ اس کی تلوار ذوالفقار ہو۔ آنحضرت صلعم کی زرہ اس کو پوری آتی ہو۔ اس کے پاس ایک ایسا صحیفہ ہو جس میں آئمہ کے شیعوں کے نام درج ہوں۔ جو قیامت تک پیدا ہوں گے۔ اور اس کے پاس ایک ایسا صحیفہ ہو جس میں قیامت تک ہونے والے اعدائے اہل بیت کے نام تحریر ہوں۔ اس کے پاس صحیفہ جامعہ ہو جس کا طول ستر گز ہے۔ اس میں وہ ہر چیز تحریر ہے جس کی ضرورت اولاد آدم کو ہوگی۔ یہ رسول اللہ صلعم کی تحریر ہے اور علی نے اس کو لکھا ہے۔ اس کے پاس جفر احمر ہو۔ یہ ایک برتن ہے۔ جس میں رسول اللہ صلعم کے ہتھیار موجود ہیں جفر احمر اس وقت نکلے گا۔ جب ہمارے قائم خروج فرمائیں گے۔ اس کے پاس جفر ابیض ہو۔ یہ وہ ظرف ہے جس میں توراۃ موسیٰ انجیل عیسیٰ۔ زبور داؤد اور کتب منزلہ موجود ہیں

[illegible] سماع حاصل ہوتا ہے۔

زنجیر کی آواز جس طرح تھال پر پڑتی ہے۔ ایسی آواز سنتا ہو۔ کبھی کبھی اس کے پاس ایسی شکل ظاہر ہوتی ہو جو جبرائیل میکائیل اور اسرافیل سے بڑی ہو۔ کبھی کبھی کسی چیز کو دیکھتا ہو۔ اور خطاب کرتا ہو۔ بعض حضرات نے امام کی صفت یہ بھی قرار دی ہے۔ کہ اسے تمام احکام اسلام کا علم ہو۔ مفضول کا فاضل پر مقدم ہونا اصول کے خلاف ہے۔ جب مفضول میں نقص ثابت ہو گیا۔ تو اس کا اختصاص خود باطل ہوگا۔ —— عبدالمحسن صوری نے کہا ہے

ال النبی هم النبی وانما بالوحی فرق بینهم فتفرقوا

آل نبی اور نبی ایک ہیں وحی کی وجہ سے فرق ہے۔ جس کے باعث یہ لوگ آپس میں جدا جدا ہو گئے ہیں۔

ابت الامامة ان تلیق بغیرهم ان الرسالة بالا مامة الیق

اہل بیت کے سوا امامت نے کسی اور کے پاس جانے سے انکار کر دیا ہے۔ رسالت امامت سے خاص مرتبہ ہے۔

ہمارے ائمہ علیہم السلام علوم میں خاص دسترس رکھتے ہیں۔ (ان کا مقابلہ کوئی شخص نہیں کر سکتا) حالانکہ یہ کبھی مدرسہ میں داخل ہوئے ہیں۔ اور نہ ہی کسی استاد سے پڑھا ہے۔ اور نہ ہی کسی فقیہ کے سامنے زانوئے تلمذ بچھایا ہے۔ اور نہ کسی راوی حدیث سے روایت کو سیکھا ہے۔ تمام کا تمام علم کے لوگوں میں ان حضرات اہل بیت علیہم سے پہنچا ہے۔ لوگوں نے ان حضرات سے علم اخذ کیا ہے۔ اور انھوں نے نبی صلعم سے علم حاصل کیا ہے۔ اہل بیت علیہم السلام کے جد رسول اللہ صلعم کا بھی یہی حال ہے۔ آپ نے قریش میں پرورش پائی۔ کسی مدرسے میں داخل نہیں ہوئے۔ اور نہ ہی کسی معلم سے پڑھا۔ اور نہ ہی کسی نجبرے سے استفادہ کیا۔ [illegible] لوگوں کے سامنے قرآن عظیم کو پیش کیا۔ جس میں اسرار انبیاء اور اخبار متقدمین کا ذکر موجود ہے۔ [illegible] چند لوگوں نے اعتراف کیا۔ کہ یہ قرآن اللہ کی جانب سے نازل ہوا ہے۔

[illegible] کے بعد ایسی قوم ہے۔ جو نور خلافت سے مزین ہو کر افق شرق پر تاباں رہے گی۔ اور [illegible] زبان نبوت کے ساتھ گفتگو کرتی ہے۔ جو روایات لوگوں نے اس سے روایت [illegible] کا نام اصول رکھا گیا۔ اور یہ اصول سات سو ہیں۔ بلکہ اس سے بھی زیادہ ہیں۔ اور یہ

اصول علوم دین اور سب حکمت مواعظ وغیرہ پر مشتمل ہیں۔ لوگوں نے جن آئمہ سے روایات کو نقل کیا ہے ان میں سے امام حسن امام حسین علیہما السلام ہیں۔ ان سے روایات کم روایت کی گئی ہیں کیونکہ زمانے نے ان کو بیان کرنے کی فرصت نہیں دی۔ ابو الحسن امام علی نقی اور ابو محمد امام حسن عسکری تو سامرہ کے قید خانے میں قید رہے ہیں اس لئے ان سے روایات کم لی گئیں ہیں۔ جب یہ بات ہو گئی تو انہوں نے علوم کو عام لوگوں سے حاصل نہیں کیا۔ اور نہ ہی ایک امام کا فتویٰ دوسرے امام کے فتوے کے خلاف ہو سکتا ہے۔ تو یہ اس امر کی دلیل ہے بلکہ یہ منصوص من اللہ امام تھے۔ عام لوگ جن فتووں پر عمل کرتے ہیں آئمہ معصومین کے بیشتر فتوے ان کے خلاف ہیں۔ آج تک کسی آدمی نے اس امر کا دعوےٰ نہیں کیا۔ کہ انہوں نے اپنے مخالف سے کوئی بات دریافت کی ہو۔ بلکہ مخالفین ان سے مسائل دریافت کرتے رہے ہیں۔ یہ بات اس امر کا ثبوت ہے کہ استحقاق امامت کے باعث اللہ تعالیٰ نے ان کو یگانہ روزگار بنایا ہے یہ حضرات امامت و خلافت کے زیادہ حق دار ہیں۔ کیوں کہ لوگ احکام دین کے بارے میں ان کے محتاج ہیں۔ اور ان کو احکام دین کے بارے میں لوگوں کی ضرورت نہیں ہے۔ احکام دین میں لوگوں کے محتاج نہ ہونے کے باعث آئمہ معصومین مثل رسول خدا ہیں۔ کیوں کہ سابقہ امتوں کے حالات انہوں نے لوگوں سے معلوم نہیں کئے نہ ہی انھوں نے احکام شرائع انبیاء کو ان ادیان کے علماء سے حاصل کئے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان کو لوگوں کی احتیاج سے مستغنی کر دیا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کی نبوت کی ایک دلیل یہ بھی دی ہے۔ افمن یھدی الی الحق احق ان یتبع امن لا یھدی الا ان یھدی

اور اللہ تعالیٰ نے کہا قل ھل یستوی الذین یعلمون والذین لا یعلمون محمد ان سے کہہ دو۔ کہ جاننے والے اور نہ جاننے والے برابر ہیں؟ چونکہ آئمہ معصومین علیہم السلام تمام ادیان کا علم بتوسط رسول رکھتے ہیں۔ لہذا وہی حضرات خلافت و نیابت کے حق دار ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ؎

انا علی صاحب الصمصامہ   صاحب الحوض لدی القیامہ

میں علی ہوں صاحب تلوار ہوں قیامت کے روز حوض کوثر کا مالک ہوں۔

اخو نبی اللہ ذی العلامہ   قد قال اذ عممنی العمامہ

میں نبی کا بھائی ہوں۔ صاحب علامت ہوں جب مجھے نبی نے عمامہ باندھا تو فرمایا۔

انت اخی و معدن الکرامہ ومن لہ من بعدی الامامہ

تم میرے بھائی ہو۔ معدن کرامت ہو۔ اور وہ شخص جو میرے بعد امامت کے منصب پر فائز ہو گئے۔

انتخاب قدرت

اللہ تعالیٰ کی مشیت کا انتخاب جس چیز سے متعلق ہے۔ یرزق من یشاء جس کو چاہتا ہے روزی دیتا ہے۔ یھب من یشاء اناثا جس کو چاہتا ہے۔ لڑکی دیتا ہے۔ ویھب من یشاء الذکور جس کو چاہتا ہے لڑکے دیتا ہے۔ ویجعل من یشاء عقیما جس کو چاہتا ہے بانجھ بنا دیتا ہے۔ توتی الملک من تشاء جس کو چاہتا ہے ملک دیتا ہے۔ وتنزع الملک ممن تشاء جس سے چاہتا ہے ملک چھین لیتا ہے۔ وتعز من تشاء جس کو چاہتا ہے عزت دیتا ہے۔ وتذل من تشاء جس کو چاہتا ہے ذلت دیتا ہے۔ ویغفر من یشاء جس کو چاہتا ہے بخش دیتا ہے ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء یہ اللہ کا فضل ہے جس کو چاہتا ہے دیتا ہے۔ ویفعل ما یشاء جو کچھ چاہتا ہے کرتا ہے واللہ یضاعف لمن یشاء اللہ جس کو چاہتا ہے دوگنا کرتا ہے۔ ولکن اللہ یزکی من یشاء اللہ جس کو چاہتا ہے پاکیزہ کرتا ہے۔ یؤتی الحکمۃ من یشاء جس کو چاہتا ہے حکمت دیتا ہے۔ واللہ یؤید بنصرہ من یشاء اللہ جس کو چاہتا ہے اپنی نصرت سے اس کی مدد کرتا ہے۔ ولکن اللہ یمن علی من یشاء اللہ جس پر چاہتا ہے احسان کرتا ہے۔ یرفع درجات من یشاء جس کو چاہتا ہے درجات بلند کرتا ہے۔ یھدی اللہ لنورہ من یشاء جس کو چاہتا ہے اپنے نور کی طرف ہدایت کرتا ہے۔ وربک یخلق ما یشاء و یختار تیرا رب جس کو چاہتا ہے۔ اس کو پیدا کرتا ہے اور جس کو چاہتا ہے منتخب کرتا ہے۔ ان اللہ یصطفی من الملائکۃ اللہ بعض فرشتوں کو چنتا ہے۔

یخلق ما یشاء و یختار کی تفسیر میں محمد بن سنان حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ نے محمدؐ اور آپ کے اہل بیت کو چنا۔

ابو ہاشم اپنے استاد کے ساتھ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے حضرت محمد صلعم سے کہا کہ میں نے تم کو چن لیا اور علیؑ کو منتخب کیا۔ اور میں نے تم دونوں سے اولاد کو پیدا کیا۔ اور ان کے لئے خمس مقرر کیا۔

ابن بطہ کتاب الابانہ میں اپنی سند اعمش تک لے جاتے ہیں۔ اعمش ابو صالح سے وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ ابو صالح مؤذن کتاب الاربعین میں اور سمعانی نے کتاب الفضائل میں، دونوں اپنی سند عبدالرزاق سے بیان کرتے ہیں عبدالرزاق معمر سے وہ ابو نجیح سے وہ مجاہد سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ اور یہ الفاظ ابن عباس کے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلعم نے علی کی شادی جناب فاطمہؑ سے کر دی۔ تو جناب فاطمہ نے حضرت رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آپ نے میری شادی ایک غریب آدمی کے ساتھ کر دی ہے جس کے پاس مال نہیں ہے۔ حضرت رسول خدا نے فرمایا۔ اے فاطمہؑ تم اس بات پر راضی نہیں ہو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے روئے زمین پر نگاہ انتخاب دوڑائی اس سے دو آدمیوں کو منتخب کیا۔ ایک ان میں تیرا باپ ہے اور دوسرا تیرا شوہر۔ [1]

علی بن جعد شعبہ بن حماد بن مسلمہ سے وہ انس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے آدم کو جس طرح چاہا مٹی سے پیدا کیا۔ اور اسے منتخب کیا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے اور میرے اہل بیت کو تمام مخلوق سے منتخب کیا اور مجھے رسول بنایا اور علی کو امام مقرر کیا۔ پھر آنحضرت صلعم نے ماکان لہم الخیرۃ کو تلاوت فرمایا۔ کہ بندوں کو انتخاب کا کوئی حق نہیں ہے۔ لیکن جس کو چاہا اس نے منتخب کیا اور میرے اہل بیت کے برگزیدہ اور اللہ کی مخلوق میں سے اس کے چنے ہوئے ہیں۔ پھر اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ سبحان اللہ اللہ پاک ہے۔ اس چیز سے جس سے کفار مکہ اللہ کا شریک قرار دیتے ہیں۔ پھر فرمایا اے محمدؐ! تیرا رب جانتا ہے۔ جو کچھ انھوں نے اپنے سینوں میں بغض چھپا رکھا ہے یہ منافق ہاتم سے اور تیرے اہل بیت سے بغض رکھتے ہیں۔ اور صرف زبان سے تیری اور تیرے اہل بیت کی محبت کا اظہار کرتے ہیں۔

اللہ تعالیٰ نے موسےٰ کو منتخب کیا تو موسیٰ سے کہا۔ وانا اخترتک میں نے تجھے چن لیا ہے۔ انتخاب ہی کے بعد موسیٰ نبی اور کلیم ہو گئے۔ قربناہ نجیا وکلم اللہ موسےٰ تکلیما۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا کہ موسےٰ نے میقات کے لیئے ستر آدمیوں کو چنا۔ لیکن موسےٰ کا یہ انتخاب بہتر ثابت نہ ہوا۔ بلکہ بڑے فساد کا موجب ہوا۔

تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے۔ کہ آنحضرت نے بدر کے قیدیوں کے متعلق صحابہ سے مشورہ

---

[1] جناب سیدہ کا علی کی غربت کی شکایت کرنا روایت غلط ہے۔ جو عصمت کے منافی ہے۔ ۱۲ منہ

لیا۔ انہوں نے قیدیوں سے فدیہ لینے کا مشورہ دیا۔ اور آنحضرت صلعم نے اُن کا مشورہ قبول کر لیا اور اللہ کے نزدیک یہ مشورہ غلط تھا صحیح نہیں تھا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ ما کان لنبی ان یکون له اسری لے

رسول اللہ صلعم قبائل میں اسلام کی تبلیغ کر رہے تھے۔ آپؐ بنو کلاب کے پاس تشریف لائے۔ انہوں نے کہا کہ ہم اس شرط پر آپ کی بیعت کریں گے۔ کہ آپؐ کے بعد حکامت ہماری ہوگی۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا یہ معاملہ اللہ کے اختیار میں ہے۔ اگر چاہے گا تو حکومت ہم میں ہوگی۔ اگر نہیں چاہے گا۔ تو حکومت کسی غیر میں ہوگی۔ یہ سن کر وہ کہنے لگے کہ جنگ تو ہم کریں اور حکومت ہمارے غیر کریں۔ چلے گئے اور بیعت نہ کی۔ ماوردی اعلام النبوۃ میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ عامر بن طفیل نے نبی صلعم کی خدمت میں عرض کیا اے محمد اگر میں مسلمان ہو جاؤں تو مجھے کیا ملے گا۔ فرمایا جو کچھ اسلام کے لئے فائدہ مند ہوگا۔ وہ تیرے لئے بھی فائدہ مند ہوگا۔ اور جو چیز اسلام کے لئے مضر ہوگی۔ وہ تیرے لئے بھی مضر ہوگی۔ عرض کیا کہ مجھے اپنے بعد حاکم مقرر کر دیں ؟ فرمایا۔ اس بات کا نہ تجھ سے اور نہ ہی تیری قوم کے ساتھ کوئی وعدہ کرتا ہوں لیکن تم لوگ گھوڑوں کی باگیں تھام لو اور اللہ کی راہ میں جہاد کرو۔ وُہ جو کچھ چاہے گا۔ تمہیں دے گا۔ القصہ

جملة الامر ان الله قــدمه   والامر لله ليس الامر من قبلی

تمام امور اللہ کے ہاتھ میں ہیں اور میرے ہاتھ میں کوئی چیز نہیں ہے۔

الخير اجمع فيما اختار خالقنا   وفی اختيار سواه اللام والشئوم

بھلائی وہ ہے جس کو ہمارا خالق منتخب کرتا ہے۔ اور وہ جس کو کوئی اور منتخب کرتا ہے۔ وہ برائی اور نحوست ہے۔

[illegible] رسول اللہ صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپؐ نے فرمایا جس نے کسی جوان کو ایسے گروہ کا حاکم [illegible] اس گروہ میں اس شخص سے زیادہ پسندیدہ اللہ کے نزدیک اگر شخص موجود ہو تو اس مقرر کرنے والے نے اللہ کی خیانت کی۔

لے [illegible] اللہ صلعم نے لوگوں کو دکھلایا۔ کہ نبی کے لئے لوگوں کا مشورہ قبول کرنا درست نہیں۔ ورنہ آنحضرت ان کے [illegible] کو پہلے سے جانتے تھے ۱۲ منہ

ولید بن صبیح نے کہا کہ ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر غیر مستحق نے خلافت کا دعوے کیا۔ تو اللہ اس کی زندگی کو تباہ کر دے گا:

ابو الحسن رضا ابن راین فقیہ سے۔ جب رسول اللہ مدینہ سے نکلے تھے۔ تو کسی کو خلیفہ نہیں بنایا تھا۔

ابن راین فقیہ ـــ بلکہ آنحضرت صلعم نے علی کو خلیفہ بنایا تھا!

ابو الحسن ـــ مدینہ والوں سے آنحضرت صلعم نے یہ کیوں نہیں فرمایا تھا۔ کہ تم جس کو چاہو منتخب کر لینا اور تمہارا اجماع گمراہی پر نہ ہوگا۔

ابن راین ـــ آنحضرت صلعم کو فتنہ و فساد کا خوف دامن گیر تھا۔

ابو الحسن ـــ اگر فساد ہو جاتا تو آپ واپسی پر اس کی اصلاح فرما دیتے

ابن راین ـــ فساد سے پہلے فساد کو بند کرنا ضروری تھا۔

ابو الحسن ـــ آنحضرت صلعم نے اپنی وفات کے بعد کسی کو خلیفہ مقرر کیا تھا؟

ابن راین ـــ نہیں۔

ابو الحسن ـــ آنحضرت صلعم کی وفات تو آپ کے سفر سے بہت زیادہ بڑی اور اہم تھی جس فتنہ اور فساد کا خوف آپ کو اپنے سفر کے وقت ہوا۔ آپ نے موت کے بعد امت پر اس کا کیسے اطمینان کر لیا تھا؟

عبدی نے کہا ؎

قالوا رسول الله ما اختار بعده   اماما ولکننا لانفسنا اخترنا

کہا رسول اللہ نے اپنے بعد کسی کو امام مقرر نہیں کیا۔ ہم نے اپنا امام خود منتخب کر لیا۔

اقمنا اماما ان اقام علی الهدی   اطعنا وان ضل الهدایة قومنا

ہم نے امام مقرر کیا ہے اگر ہدایت پر قائم رہا تو اطاعت کریں گے۔ اگر بہک گیا تو اس کو سیدھا کریں گے۔

فقلنا اذاً انتم امام امامکم   بحمد من الرحمن تهتم ولا تهمنا

ہم نے کہا اس کا مطلب یہ ہوا۔ کہ تم اپنے امام کے امام ہوئے۔ خدا کا شکر ہے تم سرگرداں ہوگئے اور ہم سرگرداں نہیں ہوئے۔

ولکننا اخترنا الذی اختار ربنا — لنا یوم خم ما اعتدنا ولا حلنا

غدیر خم کے روز جس امام کو ہمارے لیے ہمارے رب نے منتخب کیا ہے ہم نے بھی اسی کو منتخب کیا ہے۔ اس بارے میں ہم نے نہ زیادتی کی ہے اور نہ روگردانی۔

سیجمعنا یوم القیامة ربنا — فتجزون ما قلتم ونجزی الذی قلنا

قیامت کے روز ہمیں ہمارا رب جمع کرے گا۔ تم کو اس چیز کا بدلہ ملے گا جو تم کہتے ہو۔ اور ہمیں وہ بدلہ ملے گا جو ہم کہتے ہیں۔

هدمتم بایدیکم قواعد دینکم — ودین علی غیر القواعد لا یبنیٰ

تم نے اپنے ہاتھوں سے دین کی بنیادیں اکھاڑ دیں۔ جس دین کی بنیادیں نہ ہوں وہ تعمیر نہیں ہوتا۔

ونحن علی نور من الله واضح — فیا رب زدنا منک نورا وثبتنا

ہم اللہ کے روشن نور پر قائم ہیں۔ اے رب اپنی طرف سے ہمارے لئے نور زیادہ کر۔ اور ہمیں ثابت قدم رکھ۔

نہج البلاغہ میں تحریر ہے۔ اگر امامت اس وقت تک قائم نہیں ہو سکتی جب تک کہ تمام لوگ حاضر نہ ہو جائیں تو یہ بات ناممکن ہے (اس کا بندوبست نہیں کیا گیا) اب تو جو لوگ امامت پر متمکن ہیں وہ غائب لوگوں پر حکم چلاتے ہیں۔ پھر نہ شاہد کو سوچنے کا حق ہے اور نہ ہی غائب کو انتخاب کا۔

یحییٰ بن وزیر مغربی نے کہا ہے

اذا کان لا یعرف الفاضلین — الا شبههم فی الفضیله

جب یہ بات طے شدہ ہے کہ فاضل آدمی اپنے مانند آدمیوں کو پہچان سکتے ہیں۔

فمن این للامة الاختیار — وما لعقولهم المستحیله

تو امت کو انتخاب کا حق کہاں سے مل گیا۔ اور ان کی کمزور عقلیں کس طرح کام کر سکتی ہیں۔

ابن ابی مغربی نے کہا ہے

عجبت لقوم اضلوا السبیل — وقد بین الله دین الهدیٰ

مجھے اس قوم پر تعجب ہوتا ہے جس نے سیدھا راستہ گم کر دیا۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ نے واضح کر دیا۔

کیونکہ اسلام کہاں ہے۔

فما عرفوا الحق لما استبان ولا اتصوا الرشد لما بان

جب حق ظاہر ہوا تو اس کو نہ پہچانا۔ جب ہدایت سامنے آئی تو اس کی طرف نہ دیکھا

وما خفی الرشد لکنما اضل الحلوم اتباع الھدیٰ

ہدایت مخفی نہ تھی۔ عقلیں گمراہ ہوئیں۔ اور خواہش کی پیروی کی۔

ایک اور شاعر نے کہا ہے

نور الھدایۃ لا یخفی اعلی احد لولا اتباع الھدی والغی والحسد

اگر خواہش کی پیروی گمراہی اور حسد نہ ہو۔ تو ہدایت کا نور کسی شخص پر مخفی نہیں ہے۔

قد بین الله ما یرضی ویسخطہ منا وفرق بین الغی والرشد

جس بات سے اللہ ہم سے راضی اور ناراض ہوگا۔ اس کو بیان کر دیا۔ گمراہی اور ہدایت میں فرق کر دیا۔

یا احمد المصطفیٰ الھادی وعترتہ من اھتدی بھداھم واستقام الھدیٰ

احمد مصطفےٰ ہادی اور آپ کی عترت کی راہنمائی سے جس نے راہنمائی حاصل کی وہ ہدایت پر قائم رہا۔

ان الامامۃ رب العرش نیصبھا مثل النبوۃ لم تنقص ولم تزد

نبوت کی طرح امامت کو رب العرش مقرر کرتا ہے۔ اس میں نہ زیادتی ہوتی ہے اور نہ ہی کمی۔

والله یختار من یرضاہ یس لنا نحن اختیار کما قد قال فاقتصد

اللہ جس پر راضی ہوتا ہے۔ اس کو منتخب کرتا ہے۔ ہمیں انتخاب کا کوئی حق نہیں۔

ویوم القیامۃ تری الذین کذبوا علی الله وجوھھم مسودۃ

اے محمدؐ! تو دیکھے گا۔ کہ جن لوگوں نے اللہ پر بہتان باندھا ہوگا۔ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے۔

ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں ایک شخص نے دریافت کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ اس آیت سے مراد وہ شخص ہے جس نے اپنے کو امام سمجھا۔ حالانکہ وہ امام نہیں تھا۔

راوی کا بیان ہے۔ کہ میں نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ اگرچہ علوی فاطمی ہی کیوں نہ ہو؟ فرمایا۔ اگرچہ علوی فاطمی ہو۔

زرارہ بن اعین نے کہا۔ کہ مجھے زید بن علی نے امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس یہ پوچھنے کے لئے

پوچھا کہ تم اس شخص کے بارے میں کیا کہتے ہو۔ جو آل محمد سے ہو ۔ اور تم سے امداد طلب کرے ؟ میں نے کہا اگر اس کی اطاعت فرض ہے ۔ تو میں اس کی مدد کروں گا۔ اگر اس کی اطاعت فرض نہیں ہے ۔ تو میری مرضی ہے ۔ اگر چاہوں گا تو اس کی مدد کروں گا۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ جب زید نے خروج کیا تو خدا کی قسم میں نے اس کو ہر طرح روکا۔ اور اس کے باز رکھنے میں کوئی دقیقہ نہ چھوڑا

زید بن علیؑ اور مومن طاق کی آپس میں گفتگو؛

اس گفتگو کے بیان کرنے والے ابو مالک احمسی ہیں:۔

زید ــــ کیا تمہارا خیال ہے کہ آل محمد میں مفترض الطاعہ امام موجود ہے۔ جو اپنی ذات کے لحاظ سے مشہور و معروف ہو ۔

مومن طاق ــــ کیوں نہیں ۔ ان میں سے ایک آپ کے والد ماجد تھے ۔

زید ــــ تم پر افسوس ہے کہ تم یہ بات بھی جانتے ہو لیکن میری امامت کا اقرار نہیں کرتے خدا کی قسم میرے والد مجھ پر اس قدر مہربان تھے ۔ کہ اگر گرم کھانا لایا جاتا تھا تو آپ مجھے اپنے زانو پر بٹھاتے تھے ۔ کھانے کا نوالہ لے کر اس کو ٹھنڈا کرتے اس کے بعد میرے منہ میں ڈالتے تھے ۔ تم نے دیکھا کہ آپ مجھ پر اس قدر مہربان تھے کہ میرے لئے کھانے کی گرمی برداشت نہیں کرتے تھے ۔ تو جہنم کی آگ میرے لئے کیسے برداشت کرتے ۔ اور مجھے فرماتے کہ جب میں مر جاؤں گا۔ تو تم اپنے بھائی میرے فرزند امام محمد باقر کی بات سننا ۔ اور آپ کی اطاعت کرنا ۔ کیونکہ وہ حجت خدا ہیں ۔ اور مجھے اس حالت میں نہ چھوڑتے کہ میں جاہلیت کی موت مر جاؤں ۔ (اس کا صاف مطلب یہ ہے کہ میں مفترض الطاعہ امام ہوں)

مومن طاق ــــ امام نے یہ اس لئے نہ فرمایا کہ تم کہیں کافر نہ ہو جاؤ ۔ جس کی وجہ سے عذاب خدا کے مستحق نہ بن جاؤ ۔ اور آپ تیرے بارے میں شفاعت بھی نہ کر سکیں ۔ اور تجھے مشیت خدا کے حوالے کر کے چھوڑ دیا ۔ تاکہ آپ تیرے متعلق شفاعت کر سکیں ۔

(زید ــ تمہارا یہ خیال غلط ہے)

مومن طاق ــــ اچھا بتاؤ کہ تم افضل ہو یا انبیاءؑ ؟

زید ــــ انبیاء افضل ہیں ۔

مومن طاق ــــ حضرت یعقوب علیہ السلام نے حضرت یوسف علیہ السلام سے کہا کہ تم اپنا خواب بھائیوں

سے بیان نہ کرنا۔ ورنہ تیرے بارے میں کوئی چال چل جائیں گے۔ جناب یعقوب نے یوسف
کے بھائیوں کو اس بات سے کیوں نہ آگاہ کیا۔ تاکہ وہ یوسف کے ساتھ کوئی چال نہ چلتے۔ جس
طرح یعقوب نے بات کو ان سے چھپایا۔ اس طرح آپ کے باپ نے نہ چھپایا۔ امام زین العابدینؑ
کو آپ کے بارے میں یہی خوف تھا۔ اگر آپ امام محمد باقر کے مقام کو آگاہ کرتے۔ اور اللہ نے جس
خصوصیت کے ساتھ آپ کو نوازا تھا۔ بیان کرتے۔ تو تم ضرور کوئی چال چلتے یعقوب کو بھی یوسف
کے بارے میں ان کے بھائیوں کی جانب سے یہی خوف لاحق تھا۔

مومن طاق کی بات جب امام جعفر صادق علیہ السلام کو معلوم ہوئی تو آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم اس
کے علاوہ امام کو اور کسی بات کا خوف نہیں تھا۔

زیدی۔ وہ شخص امام نہیں ہو سکتا جو پردے چھوڑ کر گھر کے اندر بیٹھا ہے۔ بلکہ امام وہ شخص ہو سکتا ہے
جو اپنی تلوار نیام سے باہر نکالے۔ (اور جہاد کرے)

ابو بکر حضرمی (اس دوران میں کہا) اے ابو الحسن! علی بن ابی طالب کے بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟
وہ امام تھے یا نہیں تھے۔ اس نے بھی پردے ڈال دیئے تھے۔ اور گھر میں بیٹھ گئے تھے۔ ایک دفعہ
کے بعد آپ تلوار لے کر میدان جہاد میں نکلے؛

(حضرمی نے دو تین مرتبہ یہی سوال کیا۔ لیکن زید نے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرمی نے کلام کو جاری رکھتے
ہوئے کہا)

اگر علی بن ابی طالبؑ امام ہو سکتے ہیں۔ تو آپ کے بعد گھر پر پردہ لٹکانے والا امام ہو سکتا ہے۔ اگر
علیؑ گھر پر پردے نہ لٹکاتے اور آپ کا وجود بطور امام نہ ہوتا۔ تو آج جناب کا وجود نہ ہوتا؟

ایک زیدی۔ (فساد کے ارادے سے شیخ مفید علیہ الرحمہ سے سوال کیا کہ آپ کن وجوہ کی بنا پر زید کی
امامت کا انکار کرتے ہیں؛

شیخ مفید۔ میرے متعلق تمہارا خیال غلط ہے۔ میں زید کے بارے میں وہی بات کہتا ہوں۔ جس کا کوئی
زیدی المذہب انکار نہیں کرے گا۔

زیدی۔ جناب کا کیا مذہب ہے؟

شیخ مفید۔ میں زید کی امامت کے متعلق وہی بات ثابت کرتا ہوں جو زیدی ثابت کرتے ہیں۔ اور میں

اس بات کی نفی کرتا ہوں جس کی زیدی نفی کرتے ہیں ۔ میں کہتا ہوں کہ زید علم کے امام تھے ۔ زہد کے امام تھے ۔ امر بالمعروف اور نہی عن المنکر کے امام تھے ۔ میں زید کی اس امامت کا انکار کرتا ہوں جو موجب عصمت نص اور معجزہ ہوتی ہے ۔ اس بارے میں میری کوئی زیدی مخالفت نہیں کرے گا۔"

ہشام بن ولید مدینہ میں آیا۔ بنو عباس نے اس کے پاس حضرت امام جعفر صادق علیہ کی شکایت کی۔ کہ آپ نے ماہر نخل کی میراث کو لے لیا ہے ۔ اور ہمیں کوئی چیز نہیں ملی ۔ ابو عبد اللہ امام جعفر صادق منبر پر تشریف لے گئے ۔ اور خطبہ ارشاد فرمایا ۔ اور کہا۔ جب اللہ تعالے نے رسول اللہ صلعم کو رسالت پر مبعوث کیا ۔ تو ہمارے دادا ابو طالبؑ نے آپ کی جان و مال سے ہمدردی اور مدد کی ۔ تمہارے باپ اور ابو لہب نے آنحضرت صلعم کی تکذیب کی ۔ ابو لہب پر تو شیاطین مسلط رہے ۔ تمہارا باپ (عباس) سرکشیاں دکھلاتا رہا ۔ جنگ بدر میں ایک لشکر لے کر آنحضرت صلعم کے مقابلہ میں آگیا اور خود مقدمتہ الجیش میں تھا ۔ سواروں اور پیادوں کے ساتھی بنے رہے ۔ آنحضرت صلعم سے جنگ کی ۔ تمہارے باپ ہمارے آزاد کردہ ہیں ۔ اس نے اللہ اور رسول کی خاطر ہرگز جنگ نہیں کی ۔ اسی وجہ سے اللہ نے ہم سے اس کا رشتہ اس آیت کی رو سے کاٹ دیا الذین امنوا ولم یھاجروا مالکم من ولایتھم من شیئ یہ مرنے والے ہمارے غلام ہیں ۔ ہم نے ان کی میراث کو لے لیا ہے ۔ ہم رسول اللہ صلعم کے فرزند ہیں ہماری ماں فاطمہؑ ہیں ۔ جس نے اپنے باپ کا میراث پایا تھا ۔

واولی الارحام بعضھم اولی ببعض سے فضل بن شاذان نے استدلال کیا ہے ۔ اللہ تعالے نے رسول اللہ صلعم کے لئے زیادہ قریبی کے لئے ولایت مقرر کی ہے ۔ علی علیہ السلام رسول اللہ صلعم کی جانشینی کے سب سے زیادہ مقدم ہیں ۔ کیوں کہ امامت رسالت کی شاخ ہے اللہ تعالیٰ نے قرآن میں عباس کی قرابت کا کہیں ذکر نہیں کیا ۔ النبی اولی بالمومنین من انفسھم ۔ نبی مومنوں کی جان سے اولیٰ ہیں ۔ پہلی آیت میں اولویت کی شرط ایمان اور ہجرت قرار دی ہے ۔ عباس بالاجماع مہاجر نہ تھے ۔ امیر المومنین علیہ السلام نبی صلعم سے عباس کی نسبت زیادہ قریب تھے ۔ حضرت علی رسول اللہ صلعم کے ابن عم اور ماں باپ کی طرف سے تھے ۔ عباس باپ کی طرف سے رسول اللہ صلعم کے چچا تھے ۔ جو شخص دو اسباب کی وجہ سے قریب ہو ۔ وہ ایک سبب والے سے زیادہ نزدیک ہوتا ہے ۔ اگر رسول اللہ صلعم کے انتقال کے وقت جناب فاطمہ موجود نہ بھی ہوتیں ۔ تو علی عباس کی نسبت رسول اللہ صلعم کے ترکے کے زیادہ حق دار ہوتے ۔

ی قرابت تھی ۔ اور عباس کی ایک ہی ۔ علی خود بھی وارث تھے ۔ اور ان کی زوجہ اور اولاد بھی وارث تھی۔
یر ۔ اے ابن عباس ایک مسئلہ بتلایئے ۔ کہ ایک شخص مرگیا ۔ اس نے ایک چچا اور بیٹی چھوڑی اس
یث کس طرح تقسیم ہوگی؟
مال دونوں میں برابر تقسیم ہوگا۔
ی کیا وجہ ہے ۔ کہ فاطمہؑ نے میراث رسول پایا ۔ اور عباس کو کچھ نہ ملا ۔
نہیں دونوں نے میراث حاصل کی تھی ۔
ے کے پاس رسول اللہ صلعم کے ہتھیار و عمامہ ۔ تلوار ، انگوٹھی ۔ بغلہ ۔ تازیانہ اور دوسری
رث کی موجود ہیں؟

یزیں تو میرے پاس موجود نہیں ہیں
س نے رسول اللہ صلعم کے ترکے میں سے کیا چیز حاصل کی تھی ؟
ے امام احمد بن حنبل حضرت ابوبکر افضل الصحابہ تھے یا حضرت علیؑ ؟
ام صحابہ سے افضل ہیں ۔ اور علیؑ تمام اہل بیت سے افضل تھے ۔
ب یہ ہوا ۔ کہ آپ نے بھتیجے کو چچا پر ترجیح دی ۔ جس دن رسول اللہ نے مسجد کے
ند کرنے کا حکم دیا تھا ۔ تو حمزہ اور عباس نے بھی یہی بات آنحضرت صلعم سے کہی تھی ۔
دشاہ نے اپنے سرداروں کی موجودگی میں شیخ مفید سے سوال کرتا ہے ۔
ر نبی صلعم کے بعد امام کون تھا ؟
ہے ۔ جس کی خدمت میں عباس نے عرض کیا ۔ کہ آپ اپنا ہاتھ بڑھایئے ۔ میں آپ
رتا ہوں ۔ کہ جس سے آپ جنگ کریں گے ۔ میں اس سے جنگ کروں ۔ اور جس سے
ے میں اس سے صلح کروں گا ۔
ا ہے ؟
السید ہیں ۔ تمام احادیث کا اس بات پر اتفاق ہے ۔ کہ جس روز آنحضرت صلعم
یاس نے علی سے کہا ۔ اے بھتیجے اپنا ہاتھ بڑھایئے میں آپ کی بیعت کرتا
ے کہ رسول اللہ صلعم کے چچا نے اپنے بھتیجے کی بیعت کر لی ہے ۔ پھر آپ کی کوئی

...ں نہیں کرے گا۔

...اس کا کیا جواب دیا تھا؛

...اب یہ دیا تھا کہ نبی صلعم نے مجھے فرمایا تھا۔ لوگ میرے پاس خود حاضر ہوں۔ اور میں کسی کو
...بیت تک سب میری بیعت نہ کرلیں۔ اس وقت تک میں تلوار میان سے باہر نہ نکالوں میں
...ہوں۔ کعبہ کے پاس آتے ہیں کعبہ کسی کے پاس نہیں جاتا۔ ان باتوں کے باوجود میں سول
...کے اسوہ حسنہ پر چلتا ہوں۔

...مطلب یہ ہوا کہ عباس نے علی کی بیعت کی دعوت دے کر غلطی کی تھی۔

...باس نے کوئی غلطی نہیں کی تھی۔ اس نے ظاہری اسباب پر عمل کیا اور علی کا عمل باطن پر تھا
...ں حق پر قائم تھے۔

...نبی کے بعد امام تھے۔ تو شیخین اور ان کے ماننے والوں نے غلطی کی۔

...ں وغیرہ کو غلطی سے بری سمجھتے ہو تو علی اور عباس نے غلطی کی۔ کیوں کہ انہوں نے ابوبکر
...ت کرنے سے تاخیر کی۔ اور ابوبکر کی خلافت پر دونوں راضی نہ تھے۔ اور نہ ہی ابوبکر اور عمر
...ں دونوں کو اس بات کا اہل تصور کیا۔ کہ ان کو اپنے امور میں کسی بات میں شریک کریں خاص
...ورے کے روز حضرت عمر نے ان دونوں کو درخور اعتنا نہ سمجھا۔

...یہ السلام پر کبھی مزاح اور کبھی دنیا کے لالچ کا عیب لگایا۔ اگر علی عبدالرحمن کی مخالفت کریں تو
...قتل کر دیا جائے۔ حق کو عبدالرحمن کے ساتھ گردانا نہ کہ علی کے ساتھ۔ عبدالرحمن کو علیؑ پر
...لت دی۔ منتخب کرنے والی اور منتخب ہونے والی کسی پارٹی نے عباس کو شریک نہ کیا۔ علی اور عباس
...لام بنوہاشم سے خمس چھین کر فوجی ہتھیاروں اور فوجی کاموں میں صرف کیا۔ اے بادشاہ آپ خود
...صلہ کریں۔ کہ حق کس طرف تھا۔

...طالب محسن حسینی نصیبی نے کہا

...د کان فی الشوری من القوم ستة   ولم یک للعباس ثم دخول

...ر سے چھ آدمیوں کے متعلق تھا۔ عباس کو کسی نے داخل نہیں کیا۔

...ضاہ ابوحفص ولم یرضہ لها!   اصاب ام اخطا ای ذاک نقول

ابوحفص عمر نے عباس کو شوریٰ سے باز رکھا۔ یہ ٹھیک کام کیا یا غلط ہیں اس کے متعلق کیا کہوں۔

غالیوں کی تردید

اللہ تعالیٰ نے کہا۔ لاتغلوا فی دینکم ولا تقولوا علی اللہ الا الحق دین میں غلو نہ کرو۔ اللہ کے بارے میں حق بات کہو۔ معقل بن یسار سے روایت ہے۔ کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ دو شخص میری شفاعت سے محروم رہیں گے جن وارد نہ ہوں گے۔ ایک ظالم امام۔ دوسرا دنیا میں زیادتی کرنے والا۔ اور حد سے زیادہ بڑھنے والا۔

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اے معبود! میں غالیوں سے بری ہوں۔ جس طرح نصاریٰ سے عیسیٰ بن مریم بری ہیں۔ اے معبود! ان کو ہمیشہ ذلیل کرنا۔ اور ان میں سے کسی کی امداد نہ کرنا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ آپ فرمایا۔ غالی اللہ کی شریر مخلوق ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی عظمت کو حقیر تصور کرتے ہیں۔ اللہ کے بندوں کی ربوبیت کا دعوے کرتے ہیں۔ خدا کی قسم غالی یہود نصاریٰ اور مجوس سے زیادہ شرارتی ہیں۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جنھوں نے بندوں کو اللہ تعالیٰ کا شریک قرار دیا۔ مصنف کتاب نے کہا ہے

لا تغلون فی حلا الانبیاء ... ونی الاصیاء بجھل غلوا

جہالت کی وجہ سے انبیاء اور اصیاء کے مرتبہ میں غلو نہ کرنا۔

... الشین الذی قالہ ... جعلنا لکل نبی عدوا

... کہنے والے کی بات کو نہ بھولنا کہ ہم نے ہر نبی کا ایک دشمن مقرر کیا ہے۔

... رم صلعم نے فرمایا۔ اے علی! تیری اس آیت میں مثال عیسیٰ بن مریم جیسی ہے۔ ایک قوم نے ... رکھا۔ تو آپ کے بارے میں افراط سے کام لیا۔ ایک قوم نے آپ سے بغض رکھا۔ تو آپ کے ... تفریط کی۔ وحی نازل ہوئی۔ ولما ضرب بن مریم مثلا اذا قومک منہ یصدون بحوالہ ... احمد بن حنبل۔

... عشرہ مؤلفہ ابو السعادات۔

... حافظ کتاب اشرف نبی صلعم میں کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

... ان یقال فیک ما قالت النصاری فی المسیح قلت الیوم فیک مقالۃ

لاتمر بملأ من المسلمين الا اخذوا تراب نعليك وفضل وضوئك يستشفعون به ولكن حسبك ان تكون مني وانا منك ترثني وارثك الخ اگر مجھے اس بات کا خوف نہ ہوتا کہ تیرے بارے میں (اے علی) وہ بات کہیں گے۔ جو نصاریٰ عیسیٰ کے بارے میں کہتے ہیں۔ تو میں آج کے دن تمہارے متعلق ایک ایسی بات کہتا کہ تم مسلمانوں کے جس گروہ کے پاس سے گذرتے تو وہ تیرے جوتوں کی مٹی اور تیرے وضو کے بچے ہوئے پانی کو اٹھا لیتے۔ اور اس سے شفا حاصل کرتے۔ لیکن (اے علیؑ) تیرے لئے اتنی بات کافی ہے کہ تم مجھ سے ہو اور میں تم سے ہوں۔ تم میری میراث پاؤ گے اور میں تمہاری میراث لوں گا۔ اس روایت کو ابو بصیر نے امام جعفر صادق سے روایت کیا ہے
کتاب الغیبہ میں یہ اشعار درج ہیں ؎

لولا مخافة مفتر من امتي ... ما في ابن مريم يفتري النصراني

(شاعر رسول اللہ کی زبانی تحریر کرتا ہے) اگر مجھے اپنی امت کے افترا پردازوں کا خوف نہ ہوتا جس طرح نصاریٰ نے ابن مریم کے بارے میں افترا پردازی سے کام کیا

اظهرت فيك مناقبا في فضلها ... قلب الاديب يظل كالحيران

تیری ایسی فضیلت بیان کرتا جس سے ثناکی کا دل حیران اور ششدر رہ جاتا۔

ويسارع الاقوام منك لاخذ ما ... وطاته منك من اشهى العقيان

لوگ دوڑ کر تیرے قدموں کی خاک کو اٹھا لیتے۔

متبركين بذاك ترامنه لهم ... شم المعاطس اي مارشمان

اور اس کو بطور تبرک اور شفا استعمال کرتے۔ آخری شعر اصل کتاب میں اسی طرح واقع ہوا ہے سو آخری مصرعہ کا مطلب مبہم معلوم ہوتا ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہو جائیں گے۔ غالی محب اور بغض رکھنے والا ــــ یہ روایت بھی آپ سے منقول ہے۔ میرے بارے میں دو شخص ہلاک ہو جائیں گے افراط سے کام لینے والا محب میرے بارے میں ایسی باتیں بیان کرے گا۔ جو مجھ میں موجود نہیں ہوں گی۔ اور مجھ سے بغض رکھنے والا شخص اس کو میری دشمنی اس بات پر برانگیختہ کرے گی۔ کہ وہ مجھ پر بہتان باندھے۔

عبداللہ بن سنان کا کہنا ہے ۔ کہ عبداللہ بن سبا نبوت کا مدعی تھا ۔ اور اس کا عقیدہ تھا کہ امیر
المومنین خدا ہیں ۔ یہ بات امیرالمومنین تک پہنچ گئی آپ نے اس کو بلایا اور دریافت کیا اس نے
اقرار کیا حضرت نے فرمایا ۔ تیری ماں تیرا ماتم کرے ۔ شیطان نے تجھ پر غلبہ کیا ہے اس عقیدہ سے توبہ
کر اس نے توبہ کرنے سے انکار کیا ۔ آپ نے تین دن کی مہلت دی جب اس نے پھر بھی توبہ نہ
کی تو آپ نے اس کو آگ میں جلا دیا ۔ [1]

بصرہ کی لڑائی کے بعد ستر جاٹ امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ اور آپ کو خدا
سمجھتے تھے ۔ آپ کو سجدہ کیا ۔ فرمایا تمہارے لئے ہلاکت ہو ۔ ایسا نہ کرو میں تمہاری مانند مخلوق ہوں ۔
انہوں نے اس بات کے ماننے کا انکار کر دیا ۔ فرمایا میرے بارے میں جو عقیدہ رکھتے ہو ۔ اس سے
باز آؤ ۔ اور اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں توبہ کرو ۔ ورنہ میں تمہیں قتل کر دوں گا ۔ انہوں نے حضرت کی بات
نہ مانی حضرت نے ایک گڑھا تیار کرایا ۔ اس میں لکڑیاں ڈال کر آگ جلوا دی ۔ قنبر ایک ایک کو اپنے
کندھوں پر اٹھا کر لاتا اور اس کو آگ میں پھینک دیتا تھا ۔ پھر حضرت نے یہ اشعار پڑھے ؎

انی اذا ابصرت امراً منکراً اوقدت نارا و دعوت قنبر

جب میں نے ایک ناجائز بات کو دیکھا ۔ تو آگ جلوایا اور قنبر کو طلب کیا ۔

ثم احتفرت حفراً فحفراً وقنبر یحطم حطماً منکراً

تو میں نے گڑھا کھدوا ! اور قنبر ناجائز فعل کو لگام دیتا تھا ۔

عمری نے یہ اشعار بیان کئے ہیں ؎

قوم غلوا فی علی لا ابا لهم وجشموا انفساً فی حبه تعباً

ایک قوم نے علی کے بارے میں غلو سے کام لیا ان کے لئے تباہی ہو ۔ انھوں نے آپ کی محبت
میں اپنے نفسوں کو سخت مصیبت میں ڈالا ۔

قالوا هو الله جل الله خالقنا من ان یکون ابن ام او یکون ابا

انہوں نے کہا علی خدا ہیں ۔ ہمارا خدا بلند و برتر ہے ۔ ماں یا باپ سے پیدا شدہ انسان
خدا نہیں ہو سکتا ہے ۔

... اذ کان فی المهد ادحی البطن محتجبا
اماد امور الخلق بینهم

---

[1] ... عبداللہ بن سبا نامی کوئی شخص پیدا نہیں ہوا بلکہ دشمنان علیؑ اور بنو امیہ کی حدیث ساز کمیٹی نے اس واقعہ کو تراشا ہے ۔ تفصیل
... عسکری کی کتاب ملاحظہ ہو ۔ ۱۲ ۔ مترجم

آگ میں چلنے کے بعد حضرت نے ایک آدمی کو زندہ کیا جس کا نام محمد بن نصیر نمیری تھا۔ اس کا عقیدہ تھا۔ کہ اللہ تعالیٰ اس زمانہ میں ظاہر ہوا ہے۔ وہ صرف علی کی ذات ہے۔ نصیری گروہ اپنے آپ کو محمد بن نصیر کی طرف منسوب کرتے ہیں۔ یہ قوم اباحیہ کہلاتی ہے۔ انہوں نے عبادات اور شرعی امور کو چھوڑ دیا۔ منہیات اور محرمات میں پڑ گئے اور یہ لوگ کہا کرتے تھے۔ کہ یہودی حق پر ہیں ہم ان کے مقابلہ میں کوئی چیز نہیں ہیں۔ نصاریٰ حق پر ہیں۔ ہم ان کے ساتھ برابری نہیں کر سکتے۔

فرقہ سبعیہ کا رد

نبی صلعم کے انتقال کے بعد امت نے امامت کے بارے میں نص و اختیار کے متعلق اختلاف کیا۔ جو لوگ نص کے حق میں تھے۔ کہ آنحضرت صلعم نے اپنے بعد امام کے متعلق نص فرمائی ہے مخالف اور موافق دونوں طریقوں سے یہ بات ثابت کی ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم کے بعد بارہ آئمہ ہیں جو رسول اللہ صلعم کے جانشین ہیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام کے انتقال کے بعد فرقہ سبعیہ پیدا ہوا۔ انہوں نے ایسا دعوےٰ کیا جس سے امامت میں تفرقہ پڑا۔ جناب امام جعفر صادق علیہ السلام نے اپنے بعد اپنے فرزند امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کے متعلق نص فرمائی۔ اور آپ نے اس بات پر اپنے دونوں بیٹوں اسحاق اور علی کو گواہ کیا۔ اور مندرجہ ذیل حضرات کو بھی گواہ بنایا۔ مفضل بن عمر۔ معاذ بن کثیر۔ عبدالرحمن بن حجاج بن مختار۔ یعقوب سراج۔ حمران بن اعین۔ ابو بصیر، داود رقی یونس بن ظبیان۔ یزید بن سلیط، سلیمان بن خالد اور صفوان جمال۔ اور اس بات پر تمام گواہ ہیں۔ امام جعفر صادق علیہ السلام نے اس فتنہ کے بارے میں آگاہ فرمایا تھا۔ کہ یہ فتنہ آپ کی موت کے بعد ظہور پذیر ہوگا۔ اور آپ نے اسماعیل کی موت کا اعلان کیا۔ آپ کو غسل دیا۔ کفن پہنایا۔ اور آپ کو دفن کیا۔ اور برہنہ پا آپ کے جنازے کے ساتھ چلے۔ اور اسمٰعیل کی وفات کے بعد آپ کی طرف سے حج کرنے کا حکم دیا۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے عکاشہ بن محصن اسدی کو میمون کے گھر میں ایک لونڈی کی خریداری کی روانہ کیا۔ حضرت نے لونڈی کے اوصاف بتا دیئے تھے۔ اور آپ اسے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خاطر خریدنا چاہتے تھے۔ جب عکاشہ دلال کے پاس آیا۔ تو اس نے کہا۔ کہ میں تو اسے ستر دیناروں سے کم قیمت پر نہیں بیچوں گا۔ اس نے تھیلی کو کھولنا چاہا۔ عکاشہ نے کہا۔ اس کو مت کھولو۔ اس میں اتنی رقم ہوگی۔ جس کا تم مطالبہ کرتے ہو۔ جب اس نے تھیلی کو کھولا تو اس میں اتنی ہی رقم موجود تھی۔ راوی کا

بیان ہے۔ کہ حضرت لونڈی کو امام جعفر صادق علیہ السلام کے پاس لائے۔ اور لونڈی سے پوچھا کہ تمہارا کیا نام ہے؟ اس نے عرض کیا۔ میرا نام حمیدہ ہے۔ آپ نے فرمایا تم دنیا میں حمیدہ ہو۔ اور آخرت میں تمہارا نام محمودہ ہے۔ حمیدہ کھرے سونے کی طرح میل سے پاک وصاف تھی ہمیشہ فرشتے اس کی نگہبانی کرتے تھے۔ حتیٰ کہ اللہ کی کرامت کے ساتھ میرے سپرد کی گئی۔ اور میرے بعد حجتِ خدا کے حوالے ہوگی حضرت نے اس سے سوال کیا۔ کہ تم کنواری ہو یا ثیبہ؟ عرض کیا کہ میں کنواری ہوں۔ فرمایا۔ تم دلالوں کے ہاتھ میں کنواری کیسے رہ گئی۔ فرمایا۔ اگر کوئی دلال میرا ارادہ کرتا تھا۔ تو اس کے منہ پر ایک بزرگ تھپڑ مارتا تھا۔ اور وہ مجھے چھوڑ دیتا تھا۔ جب حمیدہ کو ایک سوداگر نے خریدا۔ تو اہلِ کتاب کی ایک عورت نے کہا کہ عنقریب تم سے ایک ایسا فرزند پیدا ہوگا۔ جو روئے زمین پر مخلوق سے زیادہ عزت والا ہوگا۔

ابن بابویہ اپنے استاد سے منصور بن حازم سے روایت کرتے ہیں کہ ایک دفعہ ابو عبداللہ علیہ السلام کے ساتھ دروازے پر بیٹھا ہوا تھا۔ اور حضرت کے ساتھ آپ کا بیٹا اسماعیل بھی موجود تھا۔ اس دوران میں امام موسیٰ کاظم علیہ السلام گزرے۔ اور آپ ابھی بچے تھے۔ تو آپ کو دیکھ کر جناب اسماعیل نے کہا بھلائی میں لونڈی کے فرزند سبقت لے گئے‘‘

ابن بابویہ اپنے استاد سے ولید بن صبیح سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے اسماعیل کو ایک شراب نوش قوم کے پاس بیٹھا ہوا دیکھا۔ میں اس حالت کو دیکھ کر غمگین صورت میں باہر نکلا۔ میں خانۂ کعبہ میں حجر اسود کے پاس آیا۔ تو اسماعیل کو خانۂ کعبہ کو پکڑے ہوئے روتے دیکھا۔ اور اسماعیل کے آنسوؤں سے خانۂ کعبہ کے غلاف کا پردہ بھیگ گیا ہے۔ میں نے اس بات کا ذکر ابو عبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں کیا آپ نے فرمایا۔ میرے فرزند کو شیطان نے مبتلا کر رکھا ہے شیطان اس کی صورت میں آگیا ہے روایت ہے کہ شیطان نبی اور وصی کی شکل میں نہیں آسکتا۔

زرارہ بن اعین سے روایت ہے۔ کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے داؤد بن کثیر رقی۔ حمران بن اعین اور ابو بصیر کو بلایا۔ اور مفضل بن عمر بھی ایک جماعت کے ساتھ حضرت کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ کل تیس آدمی ہو گئے تھے جضرت نے داود سے فرمایا۔ اسماعیل کا چہرہ کھولو۔ آپ نے اس کا چہرہ کھولا۔ فرمایا اے داؤد غور کرو۔ اور اچھی طرح دیکھو۔ کہ اسماعیل زندہ ہیں یا مر گئے ہیں۔ عرض کیا مر گئے ہیں۔ حضرت باری باری ایک ایک آدمی کو دکھلاتے تھے۔ حتیٰ کہ آپ نے آخری آدمی کو دکھلا دیا۔

فرمایا اے معبود! گواہ رہنا۔ پھر حضرت نے غسل اور تجہیز کا حکم دیا۔ مفضل سے فرمایا۔ کہ اس کے چہرہ سے کپڑا ہٹا دو۔ اس نے کپڑا ہٹا دیا۔ فرمایا زندہ ہیں یا مر گئے ہیں۔ تم تمام اس کو اچھی طرح دیکھ لو سب نے کہا اے آقا وہ تو مر چکے ہیں۔ فرمایا تم اس بات کے گواہ رہنا۔ تم نے اچھی طرح تحقیق کر لی ہے۔ عرض کیا ہاں اچھی طرح دیکھ لیا ہے۔ ان لوگوں کو حضرت کے اس فعل سے تعجب ہوا۔ فرمایا اے اللہ! ان لوگوں پر گواہ رہنا۔ پھر حضرت اس کو قبر کے پاس لے آئے۔ اور اس کو لحد میں رکھ دیا۔ فرمایا اے مفضل! اس کے چہرے سے کپڑا ہٹا دو۔ اس نے کپڑا ہٹا دیا۔ آپ نے فرمایا۔ تم تمام لوگ دیکھ لو۔ اسماعیل مر گئے یا زندہ ہیں انہوں نے کہا اے اللہ کے ولی وہ تو مر گئے ہیں۔ فرمایا اے اللہ! گواہ رہنا۔ عنقریب باطل پرست شک میں پڑ جائیں گے۔ اور چاہیں گے کہ اللہ کے نور کو بجھا دیں۔ آپ نے امام موسیٰ کاظم علیہ السلام کی طرف اشارہ فرمایا۔ فرمایا واللہ متم نورہ ولو کرہ المشرکون اور اپنے نور کو مکمل کر کے رہے گا۔ اگرچہ کافر چیں بجبیں ہوتے رہیں گے۔ حضرت نے اسمٰعیل پر مٹی کو ڈالا۔ اور اپنے قول کا اعادہ فرمایا۔ کفن دیا ہوا حنوط لگایا ہوا۔ اس قبر میں دفن شدہ میت کون ہے؟ ہم نے عرض کیا آپ کے فرزند اسماعیل ہیں۔ فرمایا اے لوگو! گواہ رہنا پھر حضرت نے امام موسیٰ کاظم کے دستِ اقدس کو پکڑ کر فرمایا۔ یہ حق ہے۔ حق اس کے ساتھ ہوگا۔ اور اس سے وہ حق پیدا ہوگا۔ جس کو اللہ تعالیٰ زمین اور زمین پر رہنے والوں کا وارث بنائے گا۔

عنبسہ عابد نے کہا۔ کہ جب اسمٰعیل بن جعفر کا انتقال ہو گیا۔ تو امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ اے لوگو! یہ دنیا جدائی کا گھر ہے۔ الترا کا گھر ہے استوا کا گھر نہیں ہے۔ پھر آپ نے ابو خراش کا یہ شعر بطور تمثیل کے پیش کیا ؎

فلا تحسبی انی تناسیت عہدہ ولکن صبری یا امیم جمیل

اے امیم یہ خیال نہ کرو۔ کہ میں اپنا وعدہ بھول گیا ہوں بیں تو صبر کر رہا ہوں۔

حمس اپنی حدیث میں بیان کرتے ہیں۔ جب اسماعیل کو موت آئی۔ تو آپ کے پاس ابو عبداللہ علیہ السلام موجود تھے۔ آپ نے کچھ گفتگو کے بعد اسماعیل کے کفن کے کونوں پر یہ عبارت تحریر کی اسماعیل یشھد ان لا الہ الا اللہ اسماعیل گواہی دیتا ہے کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ آپ نے اپنے ایک شیعہ کو بلایا۔ اور آپ کو کچھ

درہم عطا کئے اور اس کو حکم دیا۔ کہ وہ آپ کے فرزند اسماعیل کی طرف سے جا کر حج ادا کرے۔ اور اس سے فرمایا جب تو اسماعیل کی طرف سے حج کرو گے۔ تو تمہیں نو حصے ثواب ملے گا۔ اور اسماعیل کو ایک حصہ۔

خارجیوں کا رد

حلیۃ الاولیاء میں ابو ریحانہ سے روایت ہے۔ کہ علی بن ابی طالب نے فرمایا۔ لوگ حکمین کے بارے میں مجھ پر عیب جوئی کرتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے پرندے کے بارے میں دو حکم مقرر کئے ہیں۔

ابن عباس کا خارجیوں سے مناظرہ۔

ابو عبداللہ بن بطہ سے روایت ہے۔ کہ ابن عباس سے خارجیوں کی ایک جماعت نے مناظرہ کیا۔ ابن عباس نے دریافت کیا۔ کہ تمہیں امیرالمومنین کی ذات پر کیا اعتراض ہے؟ انہوں نے کہا تین اعتراض ہیں (۱) اللہ کے دین کے بارے میں حکم مقرر کیا۔ اس لحاظ سے کافر ہو گئے (۲) آپ نے جہاد کیا لیکن مال غنیمت نہ لیا اور نہ ہی کسی کو قیدی بنایا۔ (۳) اور اپنے نام سے لفظ 'امیرالمومنین' ہٹا دیا تھا۔ ابن عباس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ نے امر اللہ میں لوگوں کو حکم بنایا ہے جیسا کہ شکار کے قتل کے بارے میں فرماتا ہے: یحکم بہ ذوا عدل منکم اور میاں بیوی کی اصلاح کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ فان خفتم شقاق بینہما فابعثوا حکما من اھلہ وحکما من اھلھا اور تمہارا یہ اعتراض کہ آپ نے جہاد کیا اور نہ مال لیا۔ اور نہ ہی کسی کو گرفتار کیا۔ تم اپنی ماں عائشہ کو گرفتار کرو گے؟ جو دوسری سے حلال تصور کرتے ہو۔ اگر تم نے وہ بات کی تو کافر ہو جاؤ گے۔ کیوں کہ وہ تمہاری ماں ہیں۔ اگر تم کہو کہ وہ ہماری ماں نہیں تو تم نے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کی تکذیب کی۔ وازواجہ امھاتکم۔ نبی کی عورتیں تمہاری مائیں ہیں۔ اور تمہارا یہ اعتراض کہ آپ نے اپنے نام سے لفظ امیرالمومنین مٹا دیا تھا۔ تو تمہیں معلوم ہے کہ جب سہیل بن عمرو اور ابوسفیان حدیبیہ کے روز صلح کی خاطر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا۔ اے علی! لکھو یہ وہ صلح نامہ ہے۔ جس پر محمد رسول اللہ نے صلح کی ہے ابوسفیان وغیرہ نے اس بات پر اعتراض کیا۔ اور رسول اللہ صلعم نے اپنے نام سے لفظ رسول اللہ مٹا دیا تھا۔ خدا کی قسم رسول اللہ علی سے بہتر ہیں۔ یہ رسول اللہ کے لفظ مٹانے سے رسول اللہ نبوت سے خارج نہیں ہوتے تو لفظ امیرالمومنین مٹانے سے علی امامت سے کیسے خارج ہو جائیں گے عبداللہ بن عباس کے مناظرہ کی وجہ کافی لوگ اپنے عقیدے سے باز آ گئے تھے۔

جو اس کو دوسری چیز حلال تصور کرتے ہو

عبداللہ بن اباض اور ہشام بن حکم نے خلیفہ ہارون رشید کے سامنے مناظرہ کیا۔
ہشام۔ خوارج کا ہمارے خلاف کوئی مسئلہ نہیں ہے۔
اباض۔ یہ کیوں کر؟
ہشام۔ تم وہی لوگ ہو۔ جنہوں نے ہمارے ساتھ حضرت علی کی ولایت عدالت۔ خلافت امامت اور فضیلت
پر اتفاق کیا تھا۔ پھر تم حضرت سے دشمنی کی وجہ سے ہم سے نکل گئے۔ اور آپ سے اظہار بیزاری کیا۔
ہم اپنے اصول پر قائم ہیں۔ اور تمہاری گواہی بھی اس پر موجود ہے۔ تمہارا اختلاف ہمارے مذہب میں کوئی
نقصان نہیں دیتا۔ تمہارا دعوے ہم پر حجت نہیں ہے۔ اختلاف اتفاق کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ دشمن
کی گواہی دشمن کے حق میں مقبول ہوتی ہے اور دشمن کی مخالف گواہی مردود ہوتی ہے۔
یحییٰ بن خالد۔ فیصلہ کا وقت قریب آگیا۔ اور ذرا اور گفتگو کی ضرورت ہے۔
ہشام۔ جب کلام اس حد تک پہنچ جائے۔ جو افہام کو سمجھنے میں مشکل معلوم ہوتی ہو۔ تو انصاف کا تقاضہ ہے۔
کہ فریقین کے درمیان کوئی واسطہ ہونا چاہیئے۔ جو ثالث کے طور پر ان باریک امور کا فیصلہ کرے۔ اگر ثالث
میرے اصحاب میں سے ہوگا۔ تو وہ فیصلہ تیرے لئے ناقابل قبول ہوگا۔ اگر ثالث تیرے اصحاب میں سے
ہوگا تو وہ فیصلہ میرے لئے ناقابل عمل ہوگا۔ اگر ثالث ہم دونوں کے مخالف ہوگا تو اس کا فیصلہ نہ میرے
لئے اور نہ ہی تیرے لئے واجب العمل ہوگا۔ اس کی بہتر صورت یہی ہے کہ ایک آدمی میری طرف
سے ہو۔ اور ایک آدمی تیری طرف سے ہو۔ وہ بطور ثالث کے فیصلہ کریں۔ وہ فیصلہ قابل قبول ہوگا۔
اباض۔ ہاں یہ رائے مناسب ہے میں اس پر راضی ہوں۔
ہشام۔ فیصلہ ہوگیا اور جھگڑا ختم ہوگیا۔ اس شخص نے حکمین کو امر دین میں مان لیا۔ یہ خارجی لوگ ولایت امیرالمومنین
میں ہمارے ساتھ رہے حتیٰ کہ حکمین کا قصہ درپیش ہوا۔ انہوں نے تحکیم سے انکار کر دیا۔ اور حضرت کی تکفیر
کے قائل ہو کر گمراہ ہو گئے۔ یہ شخص دو مختلف مذہب لوگوں کے فیصلہ پر راضی ہوگیا۔ ان میں ایک شخص حضرت
کا کافر کہتا ہے۔ دوسرا آپ کو عادل مانتا ہے۔ اگر یہ بات ٹھیک ہے۔ تو حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام
اولیٰ بالصواب خلافت کے اہل ہیں۔ اگر یہ بات غلط تھی تو اس نے حضرت پر کفر کا فتوے لگا کر ہماری
بات کو رفعت دی۔ مطلب غور طلب معاملہ حضرت کے کفر اور ایمان کے بارے میں ہوا نہ کہ حضرت کے کفر
کے متعلق۔ خلیفہ ہارون رشید نے اس بات کو مستحسن قرار دیا۔ اور ہشام کو انعام دینے کا حکم دیا۔

(مومن طاق اور ضحاک شاری کا مناظرہ)

مومن طاق۔ اے ضحاک! تم علی بن ابی طالبؑ سے کیوں بیزاری کرتے ہو۔ اور آپ کا خون بہانا کیوں حلال جانتے ہو؟

شاری۔ علی نے دین کے معاملہ میں حَکَمْ مقرر کیا۔

مومن طاق۔ ہر وہ شخص جو اللہ کے دین میں حَکَمْ مقرر کرے۔ اس کا خون بہانا حلال ہے۔

شاری۔ بالکل جائز ہے۔

مومن طاق۔ تم مجھے اپنے مذہب کے بارے میں آگاہ کرو میں اس کے متعلق تم سے مناظرہ کروں گا۔ اگر تمہاری دلیل میری دلیل پر غالب آگئی تو میں تیرے مذہب میں داخل ہو جاؤں گا؟

شاری۔ درستی رائے کا فیصلہ کون کرے گا۔ لہٰذا اس بارے میں ایک حَکَمْ عالم کا فیصلہ کرنے کے لئے ہونا ضروری ہے؟

مومن طاق۔ اے شخص! تم نے اپنے دین کے معاملہ میں حکم کا فیصلہ منظور کر لیا ہے؟

شاری۔ ہاں مجھے حکم کا فیصلہ منظور ہے۔

مومن طاق۔ شاری کے اصحاب سے مخاطب ہو کر تمہارے ساتھی نے اللہ کے دین میں حکم مقرر کرنا منظور کر لیا ہے۔ اب تمہارا اس کے بارے میں کیا خیال ہے؟

انھوں نے تلواریں مار مار کر ضحاک شاری کو قتل کر ڈالا۔

سوالات و جوابات

[…]۔ کن وجوہ کی بنا پر حضرت امیر المومنینؑ نے خلیفہ بن جانے کے بعد فدک کو چھوڑ دیا تھا؟

[…] باقر علیہ السلام۔ امیر المومنینؑ نے رسول اللہ صلعم کی پیروی کی تھی۔ جب رسول اللہ صلعم نے مکہ فتح کیا [تو] آنحضرت صلعم کے گھر کو عقیل نے فروخت کر دیا تھا۔ آنحضرت صلعم سے کہا گیا۔ کہ اپنا گھر کیوں نہیں واپس کر لیتے؟ فرمایا کیا عقیل نے ہمارا گھر چھوڑ دیا تھا۔ ہم لوگ اہل بیت جو چیز ہم سے بذریعہ ظلم لے لی جائے۔ ہم اس کو واپس نہیں لیتے۔

[…] حدیث میں آیا ہے۔ کہ ظالم اور مظلوم رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے (آنحضرت صلعم [نے فرمایا کہ]) اللہ نے مظلوم کو ثواب اور ظالم کو عذاب دیا ہے۔

عزاز سے ہشام سے اگر حضرت علیؑ وصی رسول ہوتے۔ تو رسول اللہ کی وفات کے بعد لوگوں کو اپنی طرف بلاتے

ہشام بن حکم۔ یہ بات حضرت علی پر واجب نہیں تھی۔ کیوں کہ رسول اللہ نے یوم غدیر اور یوم تبوک اور دونوں

موقعوں کے علاوہ لوگوں کو علی کی امامت اور خلیفہ کی دعوت دی تھی۔ لیکن لوگوں نے آنحضرت صلعم کی بات

کو قبول نہ کیا۔ اگر رسولؐ کی دعوت کے بعد بھی علی کے لئے لوگوں کو بلانا ضروری تھا۔ تو حضرت آدمؑ کے

لیے بھی جائز تھا۔ کہ وہ ابلیس کو اپنے سجدے کی طرف اللہ تعالی کے حکم کے بعد بلاتے۔ حضرت علی

نے اس طرح صبر کیا جس طرح اولوالعزم رسولوں نے صبر کیا۔

ابو حنیفہ نے مومن طاق سے) اگر خلافت علی کا حق تھا تو رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد آپ نے اس کو

کیوں نہ طلب کیا،

مومن طاق۔ حضرت کو اس بات کا خوف تھا۔ کہ کہیں جن (مراد کوئی انسان) آپ کو اس طرح نہ قتل کر دے

جس طرح لوگوں نے (ہنگام سقیفہ کے وقت) مغیرہ بن شعبہ کے سامنے سعد بن عبادہ کو قتل

کر دیا تھا علی بن میسم سے سوال کیا۔ کہ حضرت علی نے ان لوگوں سے جہاد کیوں نہ کیا آپ نے

کہا کہ حضرت اسی طرح باز رہے جس طرح ہارون سامری سے باز رہا۔ حالانکہ بنی اسرائیل نے گوسالہ

پرستی شروع کر دی تھی۔ کہا گیا ہارون تو کمزور تھے۔ کہا حضرت بھی ہارون کی طرح کمزور تھے ہارون

نے کہا یابن ام ان القوم استضعفونی اور نوح کی طرح کمزور تھے۔ نوح نے کہا انی مغلوب

فانتصر لوط کی طرح کمزور تھے اس نے کہا لو ان لی بکم قوۃ او آوی الی رکن شدید

اس طرح بے بس تھے۔ جس طرح موسٰے اور ہارون بے بس تھے۔ اور موسے نے کہا رب

لا املک الا نفسی واخی اے معبود! میں تو اپنی ذات اور اپنے بھائی پر صرف قدرت رکھتا ہوں

پہلے اس مطلب کو امیر المومنین کے زبان سے اخذ کیا ہے۔ امیر المومنین سے سوال کیا گیا کہ آپ

نے خلافت کے بارے میں کیوں جھگڑا نہ کیا؟ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔

انبیاء کے اسوہ حسنہ پر عمل کیا ہے۔ پہلے حضرت ابراہیم ہیں۔ آپ نے کہا تھا۔ واعتزلکم وما

تدعون من دون اللہ اگر تم کہو کہ ابراہیمؑ نے خوشی سے ان سے کنارہ کشی کی تھی تو تم کافر ہو گئے۔

کسی وجہ سے ایسا تھا۔ تو وصی اس سے زیادہ مجبور تھے۔ اور لوط نے کہا۔ لو ان لی بکم

قوۃ او آوی الی رکن شدید میں اگر تم کہو کہ لوط کو ان پر قدرت تھی تو تم کافر ہو گئے۔ اور کہو کہ اس

و طاقت نہیں تھی ۔ تو وصی رسول اس سے زیادہ مجبور تھے ۔ یوسف نے کہا ۔ رب السجن احب الی
مما یدعوننی الیہ ۔ اگر تم کہو کہ قید خانہ کی خواہش کی مجبوری کے بغیر کی تھی ۔ تو تم کافر ہو گئے ۔ اگر تم
کہو ۔ کہ یوسف کو اس چیز کی طرف بلایا گیا جس سے اللہ ناراض ہوتا تو وصی اس سے بھی زیادہ مجبور تھے ۔
موسیٰ نے کہا ففررت منکم لما خفتکم ۔ اگر تم کہو کہ موسے بغیر خوف کے بھاگ گئے تھے تو تم کافر
ہو گئے ۔ اگر تم کہو کہ موسے لوگوں کے برے ارادے کی وجہ سے بھاگ گئے تھے ۔ تو وصی اس سے
بھی زیادہ بے بس تھے ۔ میں نے ہارون کی تاسی کی جبکہ اس نے اپنے بھائی سے کہا ۔ یا ابن ام
ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلوننی ۔ اگر تم کہو کہ قوم نے ہارون کو کمزور نہیں کر دیا تھا ۔ اور آپ
کے قتل پر آمادہ نہیں تھے ۔ تو تم کافر ہو گئے ۔ اگر تم کہو کہ آپ کو قوم نے کمزور کر دیا تھا اور آپ کے قتل
پر آمادہ تھے ۔ اس لئے آپ ان سے خاموش رہے تو وصی اس سے بھی زیادہ مجبور اور بے بس تھے ۔
میں نے حضرت محمد صلعم کے اسوہ حسنہ پر عمل کیا ۔ آپ غار کی طرف بھاگ گئے تھے ۔ اور مجھے اپنے
بستر پر سلا دیا تھا ۔ اور میں نے اللہ کی راہ میں اپنی جان بخش دی تھی ۔ اگر تم کہو کہ آنحضرت صلعم بغیر کسی
خوف کے بھاگ گئے تھے ۔ تو تم کافر ہو گئے ۔ اگر تم کہو کہ کفار مکہ سے آنحضرت صلعم کو خوف تھا ۔ اور بھاگے
بغیر کوئی چارہ کار نہ تھا ۔ تو وصی اس سے زیادہ مجبور اور بے بس تھے ۔ لوگوں نے عرض کیا امیرالمومنین
آپ نے سچ فرمایا ۔

کتاب نہج البلاغہ میں حضرت کا ایک خطبہ درج ہے ۔ میں نے غور کیا ۔ مجھے میرے اہل بیت کے سوا
اور کوئی مددگار نہ ملا ۔ مجھے ان کی موت کا خوف تھا ۔ میری آنکھوں میں خس و خاشاک تھے ۔ اور گلے میں
اچھو آ گیا تھا ۔ اور میں صبر کے کڑوے گھونٹ پی رہا تھا ۔ جو میرے لئے اندرائن سے بھی زیادہ کڑوے تھے ۔

کتاب الخصال میں ادب الملوک کے ضمن میں تحریر ہے کہ امیر علیہ السلام نے فرمایا ۔ میں موسےؑ کے
اسوہ حسنہ اور اپنے خلیل کی سیرت پر عمل کروں گا ۔ کتاب خدا میں جو کچھ موجود ہے وہ میرے لئے درس عبرت
کے لئے کافی ہے ۔ اور جو چیز رسول اللہ صلعم نے مجھے ودیعت کی ہے ۔ اس میں برہان موجود ہے جس چیز
کو میں نے جانا وہ میری بصیرت کے لئے کافی ہے ۔ اگر ان لوگوں نے میری تکذیب کی ہے ۔ تو لوگوں نے
مجھ سے پہلے حق کی تکذیب کی تھی ۔ اگر میرا اس معاملہ میں امتحان لیا گیا تو میری سیرت ایک روشن دلیل اور
سیدھے راستے کا کام دے گی ۔ جو شخص میری سیرت پر چلے گا نجات پا جائے گا ۔ میں اس روش پر چلتا رہوں گا ۔

میں ہرگز کتابِ خدا کو ضائع نہیں کروں گا۔ اور نہ اپنے ابن عم کے عہد کو پامال کروں گا۔

محمد بن سلام نے بیان کیا۔ کہ امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد مجھ پر اس قدر مصائب ٹوٹ پڑے کہ اگر پہاڑوں پر پڑتے۔ تو وہ ان کو نہ اٹھا سکتے۔ اگر ان سختیوں کو پہاڑ اٹھا لیتے تو میں ضرور اٹھا لیتا۔ میں نے اپنے اہل بیت کو غصہ کی حالت میں دیکھا۔ جس کا غصہ قابو سے باہر تھا۔ اپنے نفس پر ضبط نہیں کر سکتے تھے۔ اور جو مصیبت ان پر نازل ہوئی تھی۔ وہ ان کے برداشت سے باہر تھی۔ نا داشتگی نے ان کے صبر کو زائل کر دیا تھا۔ اور ان کی عقل کو مفلوج کر دیا۔ ان کی فہم و تفہیم بات چیت اور سننے کی قوت کے درمیان پردہ حائل ہو گیا۔ میں نے آنحضرت صلعم کی وفات کے وقت صبر سے کام لیا۔ اور چپ رہنا لازم تصور کیا۔ آنحضرت صلعم نے مجھے اپنی تجہیز و تکفین کے متعلق جو حکم دیا تھا اس میں مصروف ہو گیا۔

اللہ تعالیٰ کا فرمان خوکزہ موسیٰ فقضی علیہ موسیٰ نے صرف ایک آدمی کو دفاع کے طور پر قتل کیا تھا اور اس کو شہر میں خوف لاحق ہو گیا۔ فخرج منھا خائفاً خوف کے مارے شہر سے نکل گئے تھے۔ ففررت منکم لما خفتکم جب مجھے تم سے خوف ہوا تو میں تم سے بھاگ گیا تھا رب انی قتلت منھم معبودا! میں نے ان کا ایک آدمی قتل کر دیا ہے۔ رب انی اخاف اے معبود! میں ان سے ڈرتا ہوں۔ علیؑ کو ان لوگوں سے خوف کیوں نہ لاحق ہو۔ کیونکہ میں نے ان کا خون بہایا۔ اور انھیں فنا کے گھاٹ اتارا۔ اور ان کو قید کیا۔ میں نے چھوٹے بڑے قبیلہ کے بڑے بڑے سرداروں کو قتل کیا۔

جب امیر المومنین علیہ السلام گھر میں بیٹھ گئے اور لوگوں نے کوئی تعرض نہ کیا۔ تو آپ سے اس کی وجہ دریافت کی گئی آپ نے فرمایا۔ کہ مجھے نبی صلعم کا فرمان یاد ہے (اے علی) قوم تیرے امر کو توڑ دے گی۔ امر خلافت کے بارے میں تیرے ساتھ زیادتی کرے گی۔ تم صبر کو واجب جاننا آخر کار امر تیری طرف لوٹے گا۔ عنقریب یہ لوگ تیرے ساتھ بے وفائی کریں گے۔ تم میری ملت پر زندگی بسر کرو گے۔ اور میری سنت پر قتل ہو گے۔ جس نے تجھے دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا۔ اور جس نے تجھ سے بغض رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا۔ تیری یہ داڑھی عنقریب تیرے سر کے خون سے خضاب ہو گی۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی شخص نے سوال کیا۔ کہ علی کو کس چیز نے جہاد کرنے سے منع کیا تھا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا کتاب اللہ کی ایک آیت نے منع کیا تھا۔ لو تزیلوا لعذبنا الذین کفروا

منهم عذابا الیما۔ اللہ تعالیٰ نے کچھ مومنین کو کفار اور منافقین کی پشتوں میں ودیعت کر رکھا ہے علی نے ان لوگوں سے اس وقت تک جہاد نہ کیا جب تک وہ ودیعتیں ان کی پشتوں سے باہر نہیں آ گئیں۔ جب وہ ان کی پشتوں سے باہر آگئیں۔ تو علی نے جہاد کیا اور ان لوگوں کو قتل کیا۔

زرارہ بن اعین سے روایت ہے کہ میں نے ابو عبداللہ علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ امیر المومنین علیہ السلام نے اپنی ذات کی طرف لوگوں کو کیوں نہ بلایا۔ اور اپنے دشمنوں کے خلاف تلوار کیوں نہ اٹھائی؟ فرمایا۔ آپ کو اس بات کا خوف تھا۔ کہ کہیں یہ لوگ مرتد نہ ہو جائیں۔ اور اس بات کی بھی گواہی نہ دیں۔ کہ محمدؐ اللہ کا رسول ہے۔

صدقہ بن مسلم نے عمر بن قیس ناصر سے سوال کیا۔ کہ حضرت علیؑ اپنے گھر میں کیوں بیٹھ گئے؟ کہا علیؑ اس امت میں اللہ کے فرائض میں سے ایک فریضہ ہیں۔ نماز۔ روزہ۔ زکوٰۃ اور حج کی طرح رسول اللہ صلعم نے اس فریضہ کو امت تک پہنچا دیا تھا۔ فرائض پر یہ بات واجب نہیں ہے کہ وہ لوگوں کو اپنی طرف بلائیں۔ بلکہ لوگوں پر فرض عائد ہوتا ہے۔ کہ وہ فرائض کی بات کو قبول کریں۔ علیؑ ہارونؑ سے بھی زیادہ معذور تھے۔ جب موسےٰ میقات کی طرف تشریف لے گئے۔ اور ہارون سے فرمایا۔ میری قوم میں میرے خلیفہ بن جاؤ۔ اور فسادیوں کے راہ کی پیروی نہ کرنا۔ اور آپ کو ان کا نگران مقرر کیا تھا۔ اللہ کے نبی محمدؐ نے اس امت میں علی کو علم مقرر کیا تھا۔ اور لوگوں کو علیؑ کی طرف بلایا تھا۔ جب لوگوں نے علیؑ کی بات ماننے سے انکار کیا۔ تو آپ اپنے گھر میں بیٹھ گئے وہ لوگ ایک نقصان میں پڑ گئے۔ علیؑ کو اس منصب سے نکال دیا جس میں آپ کو رسول اللہ صلعم نے رکھا تھا۔ امام جعفر صادقؑ علیہ السلام نے اس جواب کو اچھا سمجھا۔

امیر المومنین علیہ السلام سے ان دونوں (شیخین) کے بارے میں سوال کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ میں لوگوں میں اس شخص کی مانند تھا جس کا ان پر حق ہو۔ اگر وہ اس کو جلدا دا کر دیں۔ تو ان کی تعریف کرے اگر وہ تاخیر کریں۔ تو ان کو غیر پسندیدہ قرار دے۔ میں لوگوں میں اس شخص کی طرح تھا۔ جو ان کو آسانی کی طرف بلائے۔ اور لوگ اس کی اس بنا پر تحقیر کریں۔ کہ اس سے ہدایت حاصل کرنے والے کم ہیں۔ اگر میں خاموش رہا۔ تو مجھے معاف کر دو۔ شوریٰ کے روز امیر علیہ السلام نے عبدالرحمٰن بن عوف سے فرمایا۔ ہمارا حق ہے اگر دے دو گے تو ہم لے لیں گے۔ اگر منع کر دو گے۔ تو اونٹ پر سوار ہو کر کہیں دور نکل جائیں گے!!

ایک متکلم نے سوال کیا کہ آپ نے اولین میں کیوں جہاد نہ کیا۔ اور آخرین سے کیوں لڑے۔ تو ایک جواب دینے والے نے جواب دیا کہ رسول اللہ پہلے کیوں نہ لڑے۔ اور شعب ابوطالب اور غار میں کیوں رہے۔ اور اس کے بعد لڑے؟

ابان بن تغلب نے عبداللہ بن شریک سے سوال کیا جب امیرالمومنین نے لوگوں کو جنگ جمل کے روز شکست دے دی تھی۔ اور فرمایا تھا کہ بھاگنے والوں کا پیچھا نہ کرو۔ اور زخمی کو کچھ نہ کہو۔ اور جو اپنا دروازہ بند کرے وہ امان میں ہے۔ جب صفین کی لڑائی کا روز ہوا۔ تو آپ نے بھاگنے والوں کو قتل کیا۔ اور زخمی پر سختی کی۔ آپ کے ان دونوں فعلوں میں تضاد پایا جاتا ہے۔ عبداللہ نے کہا کہ جمل والوں نے طلحہ اور زبیر کو قتل کر دیا تھا اور جنگ صفین میں معاویہ خود موجود تھا۔ اور ان لوگوں کا قائد اور سردار تھا۔

ایک ناصبی نے مومن طاق سے سوال کیا۔ کہ امیرالمومنین علیہ السلام شیخین کو امیرالمومنین کہہ کر سلام کرتے تھے۔ آپ اس حالے میں جھوٹے تھے یا سچے؟ مومن طاق نے کہا کہ مجھے ان دو فرشتوں کے متعلق آگاہ کرو۔ جو حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تھے۔ ان میں سے ایک نے کہا یہ میرا بھائی ہے۔ اس کے پاس ننانوے بکریاں ہیں۔ اور میرے پاس ایک بکری ہے۔ کیا یہ بات جھوٹی تھی یا سچی؟ ناصبی خاموش ہو گیا۔

سلیمان بن جریر نے ہشام بن حکم سے سوال کیا کہ مجھے علی کے اس قول کے بارے میں آگاہ کرو۔ جو ابوبکر کو یا خلیفہ رسول کہہ کر پکارتے تھے۔ آپ اپنے اس قول میں سچے تھے یا جھوٹے؟ ہشام نے کہا اس بات پر کیا دلیل ہے کہ آپ ایسا کہتے تھے؟ اگر بالفرض کہتے بھی تھے تو اس کہنے کو ایسا سمجھو جیسا کہ حضرت ابراہیمؑ نے کہا انی سقیم۔ میں بیمار ہوں۔ (حالانکہ بیمار نہ تھے) بل فعلہ کبیرھم بتوں کو ان کے بڑے بت نے توڑا ہے۔ (حالانکہ ابراہیم نے خود بت توڑے تھے) یا جس طرح حضرت یوسفؑ نے کہلوایا تھا۔ ایتھا العیر انکم لسارقون اے قافلے والو تم چور ہو۔ (حالانکہ وہ چور نہ تھے)

ابوعبیدہ معتزلی نے ہشام بن حکم سے سوال کیا۔ کہ ہمارے عقیدہ کے درست ہونے اور تمہارے عقیدہ باطل ہونے کی دلیل یہ ہے۔ کہ ہماری تعداد زیادہ ہے۔ اور تمہاری تعداد کم ہے۔ حالانکہ علیؑ اور آپ کے ماننے والوں کی اولاد زیادہ ہے ہشام نے کہا۔ تو نے ہم پر چوٹ نہیں کی۔ بلکہ حضرت نوح نبی پر چوٹ کی ہے حضرت نوح علیہ السلام اپنی قوم میں ساڑھے نو سو سال رہے۔ اور ان کو دن رات نجات کی

طرف بلاتے رہے۔ آپ پر صرف چند لوگ ایمان لائے۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ میں نے اہل بصرہ کے ساتھ وہی سلوک کیا ہے۔ جو سلوک مکہ والوں کے ساتھ رسول اللہ صلعم نے کیا تھا۔

سائل۔ (علی بن میثم سے سوال کرتا ہے) یہ بتلایئے کہ علی نے قوم کے پیچھے نماز کیوں پڑھی تھی؟

علیؑ۔ آنحضرت ان لوگوں کو بمنزل ستون سمجھتے تھے۔

سائل۔ جب عثمان کی خلافت کو حق نہیں جانتے تھے۔ تو اس کے سامنے ولید بن عقبہ کو سزا کیوں دی؟

علیؑ۔ آپ امام تھے۔ آپ کو حق تھا۔ کہ ملزم کو سزا دیتے۔

سائل۔ جب ابوبکر اور عمر کو خلیفہ برحق نہیں جانتے تھے۔ تو ان کو مشورہ کیوں دیا؟

علی۔ آپ کا امام ہونے کی حیثیت سے فرض تھا۔ کہ احکام الہیہ کو لوگوں کے سامنے بیان کریں جس طرح حضرت یوسف علیہ السلام نے امن عامہ کے پیش نظر شاہ مصر کو مشورہ دیا تھا۔

سائل۔ شورے کے روز گھر میں کیوں بیٹھ گئے تھے۔

علی۔ اتمام حجت کے لئے اور یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اگر قوم نے انصاف سے کام لیا۔ تو آپ سب پر غالب آئیں گے۔ اگر حجت ثابت ہو جائے گی۔ تو آپ کا حق آپ کو مل جائے گا۔ اس روز امیرالمومنین مکان شورے کے دروازے میں اس لئے داخل ہوئے تھے۔ کہ اگر انصاف سے کام لیا گیا۔ تو مجھے میرا حق مل جائے گا۔ انہوں نے آپ سے مشورہ نہ کیا۔

ایک سائل۔ (شیخ مفید سے) یہ فرمایئے حضرت علی نے ان لوگوں کے عطیات کیوں قبول کئے اور ان کے پیچھے نماز کیوں پڑھی ان کی گرفتار کی ہوئی عورتوں سے نکاح کیوں کیا۔ اور ان کی مجالس میں فیصلے کیوں کئے۔

شیخ مفید۔ عطیات اس لئے قبول کئے کہ یہ آپ کا حق تھا۔ اور نماز اس لئے پڑھی کہ آپ امام تھے؟ جو شخص آپ کے آگے بڑھ کر نماز پڑھے گا۔ اس کی نماز باطل ہو جائے گی۔ اب رہا قیدی کنیز سے نکاح کا معاملہ تو شیعوں نے اس بات کو سرے سے تسلیم ہی نہیں کیا۔ حنفیہ جن کے بارے میں تمہارا خیال ہے۔ کہ حضرت نے پہلے اس کی شادی محمد بن مسلم حنفی سے کی تھی۔ اور اس کی موت کے بعد پھر اس سے خود شادی کر لی تھی۔ اس بات کی دلیل یہ ہے۔ کہ حنفیہ قیدیوں میں سے نہیں تھیں یہ ہے کہ جب حضرت عمر نے حضرت ابوبکر کی قیدکی ہوئی عورتوں کو واپس کر دیا تھا۔ تو حنفیہ کو واپس نہیں کیا

تھا۔ اگر حنفیہ قیدی ہوتیں تو حضرت عمرؓ ضرور اس کو واپس کر دیتے۔ اگر ہم بالفرض مان بھی لیں۔ تو تمہارا اعتراض درست نہیں۔ جن لوگوں کو حضرت ابوبکر نے گرفتار کیا تھا۔ یہ وہ لوگ تھے۔ جو رسول اللہ صلعم کی نبوت کے منکر اور کافر تھے۔ ان سے نکاح کرنا ہر مسلمان کے لیے جائز تھا۔ رہا حضرت کے فیصلے کرنے کا مسئلہ تو اگر حضرت کو قدرت حاصل ہوتی تو آپ ان کو فیصلے کرنے سے روک دیتے۔ آپ امام برحق تھے۔ اس لحاظ سے فیصلہ کرنا آپ کا حق تھا۔ اور آپ نے فیصلہ کیا۔

کتاب الکرو الفر میں تحریر ہے کہ لوگوں نے کہا کہ حضرت علی پہلے شخص کا عطیہ کیوں قبول کر لیتے تھے۔ ظالم کا عطیہ تو ظالم ہی قبول کرتا ہے؟ ہم کہتے ہیں کہ دانیال نبی بخت نصر بادشاہ کا عطیہ قبول کرتے تھے۔ لوگوں نے کہا کہ یہ بات درست ہے۔ کہ علی نے پہلے بیعت نہیں کی۔ (اور بعد میں بیعت کی ان میں سے کون سی بات درست ہے۔ کیا دوسرے فعل میں غلطی کی؟ ہم کہتے ہیں کہ رسول اللہ نے ایک وقت لوگوں کو اسلام کی دعوت نہیں دی۔ اور دوسرے وقت لوگوں کو دعوت دی ہے ایک دفعہ جہاد نہیں کیا پھر جہاد کیا ہے (تو ان باتوں میں رسول اللہ صلعم کا کون سا فعل درست تھا)

ایک شخص نے علامہ مرتضیٰ سے دریافت کیا۔ کہ وہ کون سا خلیفہ ہے کہ جس نے جہاد تو کیا لیکن لوگوں کو قید نہیں کیا۔ اور نہ ہی مال غنیمت لیا؟ آپ نے فرمایا کہ ابوبکر کے زمانہ خلافت میں علاثہ مرتد ہو گیا لوگوں نے اس کو قتل کر ڈالا تھا۔ لیکن ابوبکر نے اس کا مال نہیں لیا تھا۔ روایت ہے کہ عمر کے دور خلافت میں ایک مرتد قتل ہوا لیکن عمر نے اس کے مال سے کوئی سروکار نہ رکھا۔ مسورہ عجلی کو حضرت نے قتل کیا۔ لیکن آپ نے اس کا مال نہ لیا۔ قتل کر دینے سے یہ ضروری نہیں۔ کہ مال بھی لیا جائے۔

ایک شخص نے شریک سے سوال کیا۔ کہ جمل کی لڑائی کے روز حضرت علیؑ نے اپنے فرزند امام حسینؑ سے فرمایا تھا۔ کہ بیٹا تیرا باپ اس بات کو دوست رکھتا ہے کہ اس دن سے قبل تیس سال پہلے مر گیا ہوتا۔ یہ بات اس چیز پر دلالت نہیں کرتی کہ آپ کو جنگ جمل کے بارے میں کچھ شبہ اور کھٹکا تھا ایسا امر حق اس بات کا متقاضی تھا۔ کہ اس میں تکلیف اٹھائی جائے جناب مریم نے حق بات ہی میں کہا جس میں کسی شک کی گنجائش ہی نہیں تھی۔ یا لیتنی مت قبل ھذا وکنت نسیاً منسیاً کہ میں اس دن سے پہلے مر جاتی اور میں نسیاً منسیاً ہو جاتی۔ حکمین کے بارے میں امیر المومنین سے کہا گیا کہ کیا آپ کو اس بات میں شک ہے۔ آپ نے فرمایا۔ کیا مجھ پر یہ بات عائد ہوتی ہے۔

کریں اپنے دین میں شک نہ کروں ۔ یا نبی پر بھی یہ بات عائد ہوتی تھی ؟ کیا اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول سے نہیں کہا تھا۔ قل فاتوا بکتاب من عند اللہ ھو اھدیٰ منھما اتبعہ ان کنتم صادق اے محمدؐ! ان سے کہہ دو۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کی طرف سے ایک کتاب لاؤ ۔ جو ان دونوں سے زیادہ ہدایت کرتی ہو۔ تو میں اس کی پیروی کروں گا۔ اگر تم اپنے دعوے میں سچے ہو۔

ہشام بن حکم نے متکلمین کی ایک جماعت سے سوال کیا کہ مجھے اس بات سے آگاہ کرو۔ کہ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ کو مکمل دین کے ساتھ بھیجا تھا یا ناقص دین کے ساتھ ۔ انہوں نے کہا مکمل دین کے ساتھ۔ کہا گیا تکمیل کی صورت یہ تھی ۔ کہ نبوت اور خلافت ایک گھر میں رہے گی ۔ یا نبوت تو ہوگی۔ لیکن خلافت نہیں ہو گی ۔ انہوں نے کہا بلکہ نبوت اور خلافت ایک گھر میں موجود ہوگی ۔ اس نے کہا۔ تو تم خلافت کو اور گھر میں کیوں قرار دیتے ہو۔ جب خلافت بنو ہاشم میں قرار پاتی ہے ۔ تو ان کے چہروں پر تلواریں چلاتے ہو؟

باب سوم

دوازدہ ائمہ علیہم السلام کی امامت کا ثبوت

فصل

خطبات کے بیان میں

مندرجہ ذیل خطبہ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ علیہ الرحمہ کی طرف منسوب ہے

الحمد للہ باری النسم   قدر الرزق قاسم القسم[1]

الواحد الماجد المفیض علی   عبادہ من سوابغ النعم

---

[1] عربی دان حضرات کی دلچسپی کے لئے درج کر دیا ہے ۔ میرے خیال میں اُردو ترجمہ کی ضرورت نہیں ہے مطالب کم و بیش بیان پہلے ہو چکے ہیں ۱۲ مترجم

رب توالت فنون نعمته !   كما توالت صواطل الديم

نحمده شاكرين انعمه   حيث هدانا لدينه القيم

وارسل المرسلين قاطبة   بكتبه حجة على الامم

وابتعث المصطفى و فضله   بافضل الكتب اشرف الكلم

محمد خير من سعى ودعا   وحج بيتاً بكعبة الحرم

صلى عليه الاله ما زهرت   ثوابك النجم فى رجى الظلم

ثم على المرتضى و زوجته   وابنيه ثم الامام ذى الحرم

ثم على باقر وجعفر والكاظم   ثم الرضا ذوى الهمم

ثم ابنه ذا التقى والحسن   السموم ثم الامام ذى العلم

القائم العادل المجدد دين   المصطفى الحبر سيد الامم

من يملأ الارض بعد ما ملئت   بالجور والعدل خير مقتسم

هم عصمتى فى الورى لانهم   خير قرين وخير معتصم

سهل ويسر لنا لقاءهم   فى الجنة الخلد بارى النسم

واغفر لنا سيئاتنا وقنا   حصول عذاب الجحيم والادم

ابن ہیثم کا خطبہ یہ ہے :-

الحمد لله ذى الافضال والكرم   رب البرايا ولى الطول والنعم

ابداعه من غيب قدرته   تذهب بدايعها كالروض فى الديم

يجرى بالملك سلطان حكمته   ماشاء يخرجه خلقا من العدم

انظر الى القبة الخضراء عالية   قد زانها الانجم الزهراء فى الظلم

وانظر الى الارض فوق الماء طابقه   محفوظة بالرواسى ثم والديم

لما ترى شخصك المنعوت ابن م   من نطفة مكنت فى ظلمة الرحم

شخصاً عجيباً بلا عيب تعاوره   قد اجملا منه ساق والقدم

فالوجه والعين والاذنان ظاهرة   والقلب والروح والاحشاء فى ظلم

فیها و هی حلیف العقل من کی | هذا الحکیم السیف النطق والکلم
هذا امرتب افعال میسرة | هذا امقتح مخزون ومنکتم
هذا برهان محض القول فی شرف | هذا بتوحید رب العرش فی نعم
سبحان منشئها سبحان مبدعها | اعجب بضعته فی کل ذی قسم
اختار من خلقه ماشا مفتتیا | حتی تعالی رفیع الشان والعلم
واختار منهم رسول الله سیدنا | محمد افضل الاحیاء والنسم
جلت مناصبه عزت مناسبه | فاحت اطایبه فی الحل والحرم
صلی علیه الٰه الخلق متصلا | ما انهل وبل علی الخیمات والاکم
ثم الصلوٰة علی من عند خلف | عنه الخلیفة حقا کاسر الصنم
اخو الرسول امیر المومنین ولی | الله خیر عباد الله کلهم
ثم الصلوٰة علی نجل له فطن | اعنی به الحسن المختار ذی لهم
ثم الصلوٰة علی نجل له ندس | اعنی الحسین کریم الخیم والشیم
ثم الصلوٰة علی زین العباد رضا | اعنی علیا علی الفضل والخیم
ثم الصلوٰة علی المعصوم باقرنا | محمد بن علی سید الامم
ثم الصلوٰة علی المامول جعفرنا | الصادق الطاهر الخالی من التهم
ثم الصلوٰة علی المنصور کاظمنا | الغیظ عنط الخیل والخدم
ثم الصلوٰة علی المظلوم سیدنا | علی بن موسی الرضا الحفاظ الذمم
ثم الصلوٰة علی الصدر التقی فذ | محمد بن علی عالم فهم
ثم الصلوٰة علی البدر النقی به | نجل التقی امام الخلق محتشم
ثم الصلوٰة علی معصومنا الحسن | الزکی واتقی الانام الطاهر الحرم
ثم الصلوٰة علی المهدی قائمنا | محمد بن الحسن الکشاف الغمم

علیهم صلوٰة الله زاکیة
مادامت المکة الزهراء فی اللمم

ایک اور صاحب کا خطبہ ہے لیکن اس کی چاشنی سے صرف عربی دان طبقہ ہی لطف اندوز ہو سکتا ہے۔ الحمد للہ خالق السموٰت والارض وجعلنا اطباقاً فوق بعض، خالق الرفع والخفض والابرام والنقص، المبرء عن الطول والعرض، نور السماوات والارض خالق الظلام والصباح فالق الاصباح، منشئ الریاح، باعث الارواح اهل الجود والسماح۔ مثل نوره کمشکاة فیها مصباح۔ مفرج البیض من الاجاجة والمنزل الماء من المزن بعضها عذب وبعضها اجاجه، وصف فی قلوب المومنین سراجه فقال المصباح فی الزجاجة۔ رب العالمین علیم عملی رقیب وعد المومنین وفی ضرب لنا مثلا ومثله سنی، فقال کانها کوکب دری۔ یعطی الجزیل من الثواب غیر ممنونة وانزل التوراة والانجیل فی صحف مکنونة وانزل القرآن فی اوقات میمونة۔ یوقد من شجرة مبارکة زیتونة، لاجوهریة ولاعرضیة ولاسماویة ولا ارضیة ولا فوقیة ولا تحتیة لاشرقیة ولاغربیة، فمن عرفه لم یلحقه الضر ولاعار ومن جحد صار الی النار ومن رب من عذابه لاتنجیه دار ولاغار وهو الله الواحد الله هاد النافع الضار، یکاد زیتها یضیء ولو لم تمسسه نار و من جماله سرور فی سرور ومن کماله حبور فی حبور فی جنات تصور فی قصور وفی کتابه نور علی نور اله العزة والبهاء والقدرة والسناء یهدی الله لنوره من یشاء فمن عرفه رفع عنه العقوبة والباس۔ والقنوط والیاس ویضرب الله الامثال للناس وهو الملک القدیم الرحمن الرحیم وهو بکل شیء علیم

مذکورہ بالا خطبہ سے عربی دان طبقہ زیادہ لطف اٹھا سکتا ہے۔ اور اس لئے اس کا ترجمہ نہیں کیا گیا اور اصل کو تحریر کر دیا گیا ہے۔

فصل ۳۵

ان آیات کے بارے میں جو آئمہ معصومین علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئیں

اللہ نور السموٰت کے بارے میں رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے علیؑ! نور میرا نام ہے مشکوٰۃ

اللہ ... میری صلہ رحمی کا کچھ خیال نہ کیا، اللہ ان کو میری شفاعت نصیب نہ

تم ہو "مصباح" حسنؑ و حسینؑ ہیں۔ "زجاجہ" علی بن حسینؑ ہیں "کانہا کوکب دری" محمد بن علیؑ "یوقد من شجرۃ" جعفر بن محمدؑ "مبارکۃ" موسےٰ بن جعفرؑ "زیتونۃ" علی بن موسےٰؑ "لا شرقیۃ" محمد بن علی "ولا غربیۃ" علی بن محمدؑ "یکاد زیتہا" حسن بن علی یعنی قائم مہدی (عجل اللہ فرجہ) ہیں۔

کتاب التوحید ابن بابویہ اپنے اسناد کے ساتھ امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت مکشٰوۃ فیہا مصباح کے متعلق روایت کی ہے۔ علم کا نور نبی اکرم صلعم کے سینے میں ہے۔ چراغ شیشے میں ہے شیشے سے مراد علیؑ کا سینہ ہے علم نبی علیؑ کے سینہ میں بذریعہ تعلیم نبی پہنچا۔ یوقد من شجرۃ مبارکۃ سے مراد نور علم ہے جو نہ شرقیہ اور نہ ہی غربیہ ہے۔ یعنی نہ یہودیہ ہے اور نہ ہی نصرانیہ ہے۔ یکاد زیتہا یضیٔ ولو لم تمسسہ نار سے مراد آل محمدؑ کا عالم ہے جو سوال کرنے سے علم کی گفتگو کرتا ہے۔ نور علی نور سے مراد امام ہیں جو نورِ علم اور حکمت سے مؤید ہے آل محمدؑ کا ایک امام دوسرے امام کی تائید کرتا ہے۔ یہ سلسلہ جناب آدم علیہ السلام سے لے کر قیامت تک چلا جائے گا۔ یہ لوگ وہ اوصیا ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے زمین پر خلیفہ بنایا ہے۔ اور مخلوق پر ان کو اپنی حجت قرار دیا ہے۔ زمین کسی وقت میں بھی ان میں سے ایک سے خالی نہ رہے گی۔ شجرہ سے مراد رضوان بیعت نبی صلعم ہے، لقد رضی اللہ من المومنین سے مراد اصحاب رسولؐ ہیں۔ درخت نور اور مبارک سے مراد بارہ آئمہ ہیں۔ درخت ملعونہ سے مراد بنو امیہ ہیں۔

جابر جعفی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے والفجر ولیال عشر کے متعلق روایت کی ہے۔ آپ نے فرمایا اے جابر! الفجر سے مراد میرے جد ہیں۔ اور دس راتوں سے مراد دس امام ہیں والشفع سے مراد امیرالمومنینؑ والوتر قائم آل محمد علیہ السلام کا نام ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے آیت اللہ نور السموٰت والارض کی تفسیر میں فرمایا۔ کہ نور سے مراد ان لوگوں کی ہدایت ہے جو آسمانوں میں ہیں اور ان لوگوں کے لئے ہے جو رہتے زمین پر ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے۔ کہ اس نور سے مراد زمین اور آسمان کے ہادی ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ وہ مثل ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے ہمارے لئے بیان کیا ہے۔

صاحب کتاب مصباح الواعظ نے بیان کیا ہے کہ اللہ تعالےٰ نے ہر چیز کو بارہ چیزوں سے زینت دی ہے۔ آسمان کو بروج سے ونہ یننا السماء الدنیا سالوں کو مہینوں سے وان

الشہور عند اللہ سمندروں کو جزیروں سے وہ بھی بارہ ہیں۔ اور زمین کو
سے جو علیؑ اور فاطمہ کی اولاد ہیں۔

آقاشی انس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز پڑھی
نماز سے فارغ ہوتے تو ہماری طرف متوجہ ہوتے اور فرمایا۔

اے لوگو! جو شخص سورج کو نہ پائے۔ وہ چاند کی طرف رجوع کرے۔ اور جو چاند کو نہ پائے وہ
زہرہ سے تمسک کرے۔ جو اس کو نہ پائے۔ فرقدین سے تمسک کرے۔

آپ سے اس کے متعلق سوال کیا گیا ـــ آپ نے فرمایا۔ میں سورج ہوں۔ علیؑ چاند ہیں۔ زہرہ فاطمہ
ہیں اور فرقدین حسنؑ اور حسینؑ ہیں ـــ اس واقعہ کو زمخشری نے کتاب الخصائص میں ذکر
کیا ہے۔

ہماری روایات میں ہے کہ قاسم نے سلمان فارسی سے روایت کی ہے۔ کہ جب تم فرقدین کو
نہ پاؤ۔ تو نجوم زاہرہ سے تمسک کرو۔ پھر فرمایا۔ نجوم زاہرہ نو آئمہ ہیں جو امام حسین علیہ السلام کی پشت
سے پیدا ہوں گے۔ اور ان میں نویں مہدی (عجل اللہ فرجہ) ہیں۔" اللہ تعالیٰ نے بارہ چیز کو نور کہا ہے۔

۱۔ اپنی ذات کو اللہ نور السمٰوٰت والارض
۲۔ اپنے رسول کو قد جاءکم من اللہ نور
۳۔ اپنے ولی کو نور علیٰ نور
۴۔ بارہ آئمہ کو یریدون ان یطفؤا نور اللہ
۵۔ ایمان کو مثل نورہ کمشکوٰۃ
۶۔ دن کو وجعل الظلمات والنور
۷۔ چاند کو وجعل القمر فیھن نوراً
۸۔ سعادت کو تسعیٰ نورھم
۹۔ آگ کو مثلھم کمثل الذی
۱۰۔ اطاعت کو یخرجکم من الظلمات الی النور
۱۱۔ تورات کو انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی ونوراً
۱۲۔ قرآن کو واتبعوا النور الذی
۱۳۔ عدل کو۔ واشرقت الارض بنور ربھا

(مصنف نے بارہ چیزوں کو تحریر کیا ہے۔ لیکن جب چیزیں تحریر کیں ہیں تو تیرہ بنتی ہیں)

جابر جعفی جابر انصاری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے یا ایھا الذین آمنوا اطیعوا اللہ

واطیعوا الرسول کے بارے میں رسول اللہ صلعم سے سوال کیا گیا کہ ہم نے اللہ اور اس کے رسول کو تو پہچان لیا۔ لیکن اولی الامر کون ہیں؟

آپ نے فرمایا۔ اے جابر! وہ میرے خلفا ہیں۔ اور میرے بعد مسلمانوں کے آئمہ ہیں۔ ان میں اوّل علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں پھر حسنؑ ہیں۔ پھر حسینؑ ہیں پھر علیؑ بن حسینؑ پھر محمدؑ بن علیؑ جو توریت میں باقر کے نام سے مشہور ہیں۔ اے جابر! عنقریب تم اس سے ملو گے مگر جب اس سے ملو۔ تو ان سے میرا سلام کہہ دینا پھر صادق جعفر بن محمد ہیں۔ پھر موسٰے بن جعفر ہیں۔ پھر علی بن موسٰے ہیں۔ پھر محمد بن علی ہیں۔ پھر علی بن محمد ہیں پھر حسن بن علی ہیں۔ پھر وہ امام ہوگا جس کا نام اور کنیت میرے نام پر ہوگی۔ وہ زمین پر اللہ تعالیٰ کی حجت ہوں گے۔ اللہ کے بندوں میں اللہ کا بقیہ ہوں گے وہ حسن بن علیؑ کے فرزند ہوں گے جن کے ہاتھوں پر اللہ تعالیٰ شرق اور غرب کی فتح دے گا۔ اور وہ اپنے شیعوں سے غائب رہیں گے۔ غیبت کے زمانہ میں آپ پر ایمان صرف وہ شخص لائے گا جس کے دل کا امتحان اللہ تعالےٰ نے ایمان کے ساتھ لے لیا ہوگا۔

ابو بصیر اس آیت کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آئمہ علیؑ اور فاطمہؑ کی اولاد میں سے ہوں گے حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے گی۔

جابر بن یزید جعفی ایک لمبی حدیث اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے بارے میں فقلنا اضرب بعصاک الحجر فانفجرت منه اثنتا عشرة عینا قد علم کل اناس مشربهم حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے امام علیہ السلام نے فرمایا۔ جب جناب موسیٰ علیہ السلام کی قوم نے موسٰے سے قحط سالی اور پیاس کی شکایت کی انھوں نے حضرت موسٰے سے طلب باراں کی استدعا کی۔ تو جناب موسٰے نے ان کے لئے باران رحمت کی دعا کی۔ تم نے اس بات کو سنا ہے جو کچھ کہ اللہ تعالیٰ نے کہا ہے اس طرح مومنین میرے نانا رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ جو آئمہ آپ کے بعد ہوں گے۔ ان کے متعلق ہمیں آگاہ کیجئے۔ رسول اللہ صلعم نے ایک طویل حدیث کے بیان کے بعد فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے مجھے وحی کی کہ جب تم علیؑ کی شادی فاطمہ سے کر دو گے۔ تو میں فاطمہ کے ذریعے علیؑ کی صلب سے گیارہ آئمہ کو پیدا کروں گا۔ جن کی تعداد علیؑ سمیت بارہ ہو گی۔ یہ کل کے کل امام ہوں گے۔ اور آپ کی امت کے ہادی ہوں گے ہر زمانے

بیین
کے لوگ ان سے ہدایت پائیں گے ۔ وہ ان کو اس طرح جانیں گے
اپنے بیٹے کو جان لیا تھا۔ واذا اخذ نا
اللہ میثاق النبیین۔
میثاق کے اسرائیل وبعثنا منهم اثنی عشر نقیباً
نے
حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کہا کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میرا میثاق
اور میرے بعد ہونے والے بارہ آئمہ کا میثاق لیا تھا۔ یہ حضرات اللہ تعالیٰ کی مخلوق پر اللہ تعالیٰ
کی حجت ہیں۔ ان میں بارھویں امام قائم (عجل اللہ فرجہ) ہیں۔ وہ زمین کو عدل و انصاف سے بھر
دیں گے۔ اس سے پہلے وہ ظلم و جور سے بھری ہوئی ہو گی۔
قیس بن ابو حازم ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اولئك الذین
انعم اللہ علیهم من النبیین میں انبیاء سے مراد میں ہوں۔ صدیقین سے مراد علیؑ ہیں شہداء
سے حسنؑ اور حسینؑ صالحین سے مراد حضرت حمزہ اور جعفر وحسنؑ اولئك رفیقا سے مراد میرے
بعد آنے والے بارہ امام ہیں۔
حضرت محمد باقر علیہ السلام نے ومن یطع اللہ ورسولہ میں فرمایا۔ انبیاء سے مراد (محمد مصطفےٰ)
صدیقین سے مراد علی المرتضےٰ شہداء سے حسنؑ اور حسینؑ۔ صالحین سے اولاد حسینؑ اور حسنؑ۔ حسن
اولئك رفیقا سے مراد مہدی علیہ السلام ہیں۔
کتاب النبوۃ میں ابن بابویہ اپنے اسناد سے مفضل بن عمر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے
اللہ تعالےٰ کی اس آیت کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا۔ واذا ابتلی
ابراهیم ربه کلمات کہ یہ کلمات کیا ہیں؟ فرمایا۔ وہ کلمات ہیں۔ جن کو حضرت آدمؑ نے اپنے رب کی جانب
سے حاصل کیا تھا۔ جن سے حضرت آدم کی توبہ قبول ہوئی تھی جناب آدمؑ نے کہا تھا۔ یارب اسالك
بحق محمد وعلی وفاطمه والحسن والحسین الاتبت علی فتاب علیه اے معبود! میں تجھے محمدؐ۔ علیؑ
فاطمہ، حسنؑ اور حسینؑ کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ میری توبہ کو قبول فرما۔ اللہ نے جناب آدم کی توبہ قبول
کی۔ اور وہ بڑا توبہ قبول کرنے والا اور مہربان ہے میں نے عرض کیا۔ اللہ کے اس فرمان فاتمهن کا کیا مطلب
ہے۔ فرمایا کہ جناب آدم نے قائم (آل محمدؐ) تک بارہ آئمہ کو پورا گنا تھا۔

کوٹ کوٹ کر بھر دیا گیا ہے۔ میری امت کے ان لوگوں کے لئے ہلاکت ہے جنھوں نے
فضیلت کو جھٹلایا۔ اور ان سے میری صلہ رحمی کا کچھ خیال نہ کیا۔ اللہ ان کو میری شفاعت نصیب نہ

والشمس وضحاھا کی تفسیر میں حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام فرماتے ہیں کہ والشمس سے مراد رسول اللہ ہیں۔ اور والقمر اذا تلاھا سے مراد علی بن ابی طالب ہیں والنھار اذا جلاھا سے مراد حسنؑ اور حسینؑ ہیں اور آل محمد مراد ہیں۔ دونوں حضرات نے فرمایا۔ واللیل اذا یغشاھا سے مراد عتیق ابن ضحاک اور ان دونوں کو دوست رکھنے والے مراد ہیں۔

اصول کافی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ شمس سے مراد رسول اللہ ہیں۔ آپکے ذریعہ اللہ تعالیٰ نے دین کو لوگوں پر روشن کیا۔ والقمر اذا تلاھا سے مراد امیر المومنین ہیں جو رسول اللہ صلعم کے ساتھ رہے۔ اور رسول اللہ نے چن چن کر آپ کو علم ودیعت کیا۔

واللیل اذا یغشاھا سے مراد ائمہ جور مراد ہیں جو رسول اللہ صلعم کے خلاف امر الٰہی کے مالک بنے۔ اور رسول اللہ کی جگہ بیٹھ گئے جہاں رسول اللہ کا بیٹھنا اولیٰ تھا۔ ان میں بعض لوگ وہ ہیں جنہوں نے ظلم اور جور کی وجہ سے اللہ کے دین پر پردہ ڈالا۔ اللہ تعالےٰ نے ان کے اس فعل کی حکایت واللیل اذا یغشاھا سے کی ہے۔ والنھار اذا جلاھا سے وہ امام مراد ہیں۔ جو اولاد فاطمہ سے پیدا ہوں گے جن سے رسول اللہ کے دین سے متعلق لوگ سوال کریں گے۔ اور ان کی حکایت اللہ تعالیٰ نے والنھار اذا جلاھا سے کی ہے۔

کتاب کشف الغمہ میں ہے۔ کہ امیر المومنین نے فرمایا تمہیں اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ اللہ تعالیٰ نے سورہ حج میں یاایھا الذین امنوا ارکعوا واسجدوا واعبدوا ربکم کو نازل کیا۔ سلمان نے عرض کیا اے اللہ کے رسول وہ کون لوگ مراد ہیں جن پر آپ گواہ ہیں جن کو اللہ تعالیٰ نے چن لیا ہے۔ ان کی وجہ سے دین میں کوئی حرج واقع نہ ہوگا۔ یہ لوگ جناب ابراہیمؑ کی ملت پر قائم ہیں۔

نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس سے مراد گیارہ آدمیوں کو خاص طور پر لیا ہے۔ جو اُمت کے علاوہ ہیں۔ سلمان نے عرض کیا یارسول اللہ ان کی ہم پر وضاحت فرما دیجئے فرمایا۔ ایک میں ہوں۔ دوسرے میرے بھائی علیؑ ہیں۔ اور گیارہ ائمہ میرے فرزند مراد ہیں۔ لوگوں نے عرض کیا۔ ہاں آپ نے بجا فرمایا ہے الخ

جابر بن یزید جعفی امام محمد باقر علیہ السلام سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ ان عدۃ الشھور حضرت نے فرمایا۔ سال کے بارہ مہینے ہوتے ہیں۔ ان سے مراد امیر المومنین ہیں۔ حضرت نبی اکرم نے امیر المومنینؑ کے بعد آنے والے بارہ ائمہ کو ایک ایک کر کے گنا۔ پھر حضرت نے طویل کلام کے بعد

فرمایا۔ منھا اربعۃ حرم چار ان میں حرمت کے مہینے ہیں۔ ان سے مراد چار علی ہیں۔ (۱) امیرالمومنین علی۔ (۲) میرے والد علی بن حسین۔ (۳) علی بن موسیٰ (۴) علی بن محمد۔ فلا تظلموا فیھن انفسکم کا مطلب یہ ہے۔ کہ ان سب کا دامن پکڑو اور ہدایت پا جاؤ گے۔

ایک روایت میں ہے۔ کہ چار حرمت والے مہینوں سے مراد یہ چار حضرات ہیں۔ علی حسن حسین اور قائم آل محمد ذلک دین القیم کی آیت اس بات پر دلالت کرتی ہے۔

سلیمان تعری نے کہا میں نے حسن بن علی علیہما السلام سے سوال کیا کہ آئمہ کی تعداد کیا ہے فرمایا ان کی تعداد سال کے بارہ مہینوں کے برابر ہے

اصبغ بن نباتہ امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلعم سے ائمہ کی تعداد کے متعلق دریافت کیا گیا۔ اور میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر تھا رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ راتوں دنوں اور مہینوں کے رب کی قسم۔ ان کی تعداد آسمان کے برجوں کی تعداد کے برابر ہے۔

سلیم بن قیس امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت نے ایک طویل حدیث میں ووالد وما ولد کے بارے میں فرمایا۔ کہ والد رسول ہیں اور وما ولد سے مراد یہ اوصیا ہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ واولو العلم قائما بالقسط سے مراد ائمہ معصومین علیہم السلام ہیں جو پے در پے امام ہوتے رہیں گے۔

وعلامات وبالنجم ھم یھتدون کے متعلق روایت ہے۔ کہ اس سے مراد بارہ ائمہ علیہم ہیں۔ اور اس کی توضیح رسول اللہ کی حدیث کرتی ہے۔ النجوم امان لاھل السماء واھل بیتی امان لاھل الارض ستارے آسمان والوں کے لئے امان کا باعث ہیں۔ اور میرے اہل بیت زمین کے لئے امان کا باعث ہیں۔ بیابان میں بھٹکا ہوا آدمی ستاروں سے ہدایت پاتا ہے اور دین میں گمراہ ہوگا۔ وہ اہل بیت کے ذریعے ہدایت پائے گا۔

ایود احدکم ان تکون لہ جنۃ من نخیل کی تفسیر میں آیا ہے۔ کہ باغ کے مالک رسول اور باغ آنحضرت صلعم کی شریعت ہے۔ درخت آئمہ معصوم علیہم السلام ہیں اور نہریں علما کے سینے ہیں ... سے مراد رسول اللہ کا اللہ تک پہنچنا ہے۔ ذریعۃ سے آنحضرت صلعم کی اولاد مراد ہے

آگ کے فتنے اور تیموں سے مراد اُمت ہے۔

ابوالقاسم کوفی نے کہا وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم کے بارے میں روایت ہے کہ راسخون فی العلم وہ لوگ ہیں جن کو رسول اللہ صلعم نے کتاب قرآن کے ساتھ رکھا ہے اور آگاہ کیا ہے کہ وہ حوض تک ایک دوسرے سے جدا نہ ہوں گے لغت میں راسخ کے معانی یہ ہیں کہ وہ کسی صورت میں بھی اپنے ملزوم سے جُدا نہ ہوں جن کی طینت ہی اللہ تعالیٰ نے علم پہ خلق کی ہو جس طرح حضرت عیسیٰ وقت ولادت ہی عالم تھے۔ اور کہا انی عبد اللہ دا تانی الکتاب میں اللہ کا بندہ ہوں اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے۔ جو شخص ایک مدت تک جاہل رہا ہو۔ اور اس کے بعد کسی غیر سے اکتساب علم کیا ہو۔ ایسا شخص راسخون فی العلم نہیں ہو سکتا۔ کہا جاتا ہے کہ درخت کی جڑیں زمین میں راسخ ہو گئیں جڑیں ابتدا سے ہی راسخ ہوتی ہیں۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ وہ لوگ کہاں ہیں۔ جو ہمارے سوا راسخون فی العلم کا دعوےٰ کرتے ہیں۔ ایسے لوگ جھوٹ کہتے ہیں اور بغاوت کرتے ہیں اور ہم پر حسد کرتے ہیں۔ اللہ تبارک و تعالیٰ نے ہمیں بلند کیا ہے اور ان لوگوں کو پست کیا ہے۔ اور ہمیں عطا کیا اور ان کو محروم رکھا ہے اور ہمیں داخل کیا اور ان کو باہر نکال دیا۔ ہماری ہی وجہ سے ہدایت حاصل ہوتی ہے۔ اور ہمارے ہی ذریعہ سے اندھاپن دُور ہوتا ہے اور ان لوگوں کو اس بات کی قدرت کہاں ہے۔

ابو صباح کنانی اور ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے، فضل بن یسار اور یزید بن معاویہ عجلی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حدیث کے الفاظ کنانی کے ہیں کہ ہم ایک ہی قوم ہیں جس کی اطاعت کرنا اللہ تعالیٰ نے فرض کی ہے۔ اور ہم مال غنیمت کے مالک ہیں اور ہم پاکیزہ مال کے حق دار ہیں اور ہم راسخون فی العلم ہیں۔ اور ہم وہ محسود لوگ ہیں۔ جن کے متعلق اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ ام یحسدون الناس علی ما اتاھم اللہ من فضلہ کیا لوگ ان آدمیوں پر حسد کرتے ہیں۔ جن کو اللہ نے فضل عطا کیا ہے ؎

اقول بتوحید رب العلی؛ وان الائمۃ اثنا عشر

بلند رب کی توحید کا اقرار کر کے کہتا ہوں کہ امام بارہ ہیں۔

فصل

ان نصوص کے بارے جو ہمارے پیشواؤں کے بارے میں نازل ہوئیں۔

اس بارے میں دو قسم کی حدیثیں ہیں۔ کچھ احادیث وہ ہیں جو آئمہ کے بارے میں حضرت آدمؑ کی خلقت سے پہلے کی بیان کی جاتی ہیں۔ اور بعض وہ ہیں جو شریعتِ اسلام سے پہلے کی بیان کی جاتی ہیں۔ اور کچھ وُہ ہیں جو نبی صلعم سے منقول ہیں۔ اور جو آنحضرت صلعم سے مروی ہیں۔ ان کی بھی دو قسمیں ہیں یا ایک حصہ وہ ہے جن کو اہل سنت نے بیان کیا ہے اور کچھ تعداد وہ ہے جو امامیہ حضرات نے بیان کی ہیں جو احادیث حضرت آدم سے پہلے کی بیان کی جاتی ہیں۔ ان میں حدیث میثاق، حدیث اصل۔ حدیث اسماء مکتوبہ علی العرش ہے اور حدیث کلمات وغیرہ ہیں۔ ہر ایک کا بیان اپنے اپنے مقام پر آئے گا۔ اور وہ حدیث جو اسلام سے پہلے کی ہے۔ وُہ حدیث ہارونی ہے جس کے بارے میں حضرت عمر بن خطاب۔ نے سوال کیا تھا کہ یہ ایک طویل حدیث ہے۔ ہم نے اس کا کچھ حصہ اس کتاب میں بیان کیا ہے۔ ابو علی طبرسی نے کتاب اعلام الوریٰ میں نقل کیا ہے کہ مجھے اس شخص نے حدیث بیان کی جس پر مجھ کو اعتماد ہے۔ کہ حضرت موسیٰ علیہ السلام نے تورات کے سفر اوّل میں نبی صلعم کے آنے کی بشارت دی ہے اور تورات کی عبرانی عبارت کے الفاظ یہ ہیں۔ ویشمعیل شمعتنیع هنه برختی آتوو هفرتی آتو بمار مار شنیم عاسار نسیئم یوالد وانا تیتو لگوی گاول یدات برتی هاشیم ترجمہ: میں نے اسمٰعیل کی نماز کو قبول کر لیا۔ اور میں نے اس کو برکت دی۔ میں نے اس کو بڑھایا۔ اور اس کے عدد کو زیادہ کیا۔ اس کے ایک ایسے فرزند کے ذریعے جس کا نام محمد ہوگا جس کا علم حساب کے عدد کے ذریعہ ۹۲ عدد ہوگا۔ میں اس کی اولاد سے بارہ امام بناؤں گا۔ اور محمدؐ کو ایک قوم (امت) عطا کروں گا۔ قاضی کراجکی نے استبصار میں تحریر کیا ہے۔ کہ یہ عبارت پرانی تورات میں موجود ہے۔ جو یونانیوں کے پاس ہے۔

شیخ مفیدؒ نے حدیث خضر کو بیان کیا ہے۔ اور امیر المومنین کے ساتھ خضر کی بحث کا بھی تذکرہ ہے۔ نیز آنحضرت سے چند مسائل دریافت کرنا اور حضرت کا اپنے فرزند حسن کو جواب دینے کے متعلق حکم دینا امام حسن نے سائل کا جواب دیا۔ تو خضر نے لوگوں کی موجودگی میں یہ اعلان کیا۔ کہ میں گواہی دیتا ہوں

کہ اللہ تعالیٰ یکتا ہے
اس کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ اور میں ہمیشہ اس بات کی گواہی دیتا رہا ہوں۔ کہ
اس کا کوئی شریک نہیں ہے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے رسول ہیں۔ اور میں ہمیشہ اس
بات کی گواہی دیتا رہا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ (علی) اللہ کے رسول کے وصی ہیں۔ اور اللہ کی
حجت کے ساتھ قائم ہیں۔ آپ نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی طرف اپنے ہاتھ سے اشارہ کیا۔ اور کہا
میں ہمیشہ اس بات کی گواہی دیتا رہا ہوں۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ علی کے وصی ہیں اور حجت خدا
ہیں۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے امام حسن کی طرف اشارہ کیا۔ اور کہا کہ آپ اپنے باپ کے وصی ہیں۔ اپنے
باپ کے بعد حجت خدا ہیں۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ حسین بن علی اپنے باپ کے وصی ہیں (اے حسن!)
آپ کے بعد آپ حجت خدا ہیں۔ اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں۔ کہ علی بن حسین امر حسین لے کر
کھڑے ہوں گے۔ اور میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ محمد بن علی امر علی بن حسین لے کر کھڑے ہوں گے۔
میں گواہی دیتا ہوں کہ جعفر بن محمد، محمد بن علی کا امر لے کر کھڑے ہوں گے۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ
موسیٰ بن جعفر، جعفر بن محمد کا امر لے کر کھڑے ہوں گے۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں۔ کہ علی
بن موسیٰ، موسیٰ بن جعفر کا امر لے کر کھڑے ہوں گے۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ محمد بن علی، علی بن موسیٰ
کا امر لے کر کھڑے ہوں گے۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ علی بن محمد، محمد بن علی کا امر لے کر کھڑے ہوں گے۔
میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ حسن بن علی، علی بن محمد کا امر لے کر کھڑے ہوں گے۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ
ایک مرد حسین کی اولاد سے ایسا پیدا ہوگا۔ جس کو نام اور کنیت کے ساتھ نہیں پکارا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ
اس کے امر کو غالب کرے گا۔ جو زمین کو اس قدر عدل و انصاف سے بھر دے گا۔ جس قدر وہ ظلم و
جور سے بھری ہوئی ہوگی۔ والسلام علیک یا امیرالمومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ

کلبی شرقی بن قطامی سے روایت کرتے ہیں۔ وہ تمیم بن وعدمری سے وہ جارود بن منذر
عبدی سے روایت کرتے ہیں۔ جارود نصرانی المذہب تھا۔ صلح حدیبیہ کے سال اسلام لایا اور
کہا ؎

اخبر الاولون باسمك فينا وبأسماء بعده تتلالا

(یا رسول اللہ) ہمارے پہلے لوگوں نے آپ کے نام اور آپ کے بعد ہونے والے اوصیاء کے
کے نام سے آگاہ کیا ہے۔

(جماعت صحابہ سے) تم میں قس بن ساعدہ آیا۔ اس کو کون جانتا ہے؟

یارسول اللہ! ہم میں سے ہر شخص اس کو جانتا ہے۔ لیکن میں خصوصیت سے اس کے حالات اور واقعات سے آگاہ ہوں۔

ہمیں اس کے حالات سے آگاہ کیجئے۔

یارسول اللہ میں نے قس کو اس وقت دیکھا۔ جب وہ ایاد کی ایک مجلس سے باہر نکل رہے تھے۔ اس کا چہرہ رات کی تاریکی میں سورج کی طرح چمکتا تھا۔ اس نے اپنے ہاتھ کی انگلیوں کو آسمان کی طرف بلند کیا ہوا تھا۔ اور میں اس کے قریب گیا۔ اور اس کو یہ کہتے سنا۔ اے بلند آسمانوں اور چوڑی چکلی زمینوں کے مالک! تجھے محمد اور ان تین محمدوں کا واسطہ جو محمد کے ساتھ ہیں۔ چار علیوں کا واسطہ۔ فاطمہ اور حسنین کا واسطہ۔ جعفر اور موسیٰ کا واسطہ جو ایسے نقیب ہیں جن کی شفاعت منظور کی جائے گی۔ اور یہ اسماعیل کے وارث ہیں گمراہوں کو ہدایت دینے والے ہیں۔ طاغوتوں کو الگ کرنے والے ہیں۔ صادق القول ہیں۔ جن کی تعداد بنی اسرائیل کے نقیبا کی تعداد کے برابر ہے۔ مخلوق کی تخلیق انہی سے شروع ہوئی اور انہی پر قیامت قائم ہوگی۔ انہی کی شفاعت حاصل ہوگی۔ ان لوگوں کی اطاعت اللہ کی طرف سے فرض کی گئی ہے۔

جارود ریل میں والے ابر سے ہمیں سیراب کر۔ پھر کہا کاش کہ میں ان حضرات کا زمانہ پاتا۔

بیان ہے کہ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلعم ہمیں ان کے نام بتایئے۔ جن کی گواہی قس نے دی ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے جارود جب میں شب معراج آسمان پر گیا۔ تو میرے رب نے میری طرف وحی کی۔ کہ میں اللہ تعالیٰ سے سوال کروں کہ مجھ سے پہلے رسولوں کو کس چیز کی وجہ سے مبعوث کیا گیا تو میں نے دربار خداوندی میں عرض کیا کہ رسولوں کو کیوں مبعوث کیا گیا؟ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ کہ میں نے ان کو تیری نبوت، علی بن ابی طالب اور ان ائمہ کی ولایت پر مبعوث کیا جو تم دونوں سے پیدا ہوں گے۔ پھر اللہ تعالیٰ نے مجھے ان کی حقیقت اور ان کے ناموں سے آگاہ کیا۔ اللہ تبارک وتعالیٰ نے کہا۔ یہ میرے اولیاء ہیں۔ اور یہ میرے دشمنوں سے بدلہ لے گا۔ یعنی مہدی علیہ السلام۔

صاحب الروضۃ نے تحریر کیا ہے۔ کہ قس کا واقعہ اعلان نبوت سے دس سال پہلے کا ہے۔ اور حضرت سلمان فارسی کی اس بارے میں گواہی مشہور ہے۔"

میں نے آنحضرت صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ کہ یہ کام اس وقت تک ختم نہ ہوگا۔ جب تک لوگوں میں بارہ خلفا نہ ہولیں گے۔ آنحضرت صلعم نے آہستہ سے کلام فرمایا جس کو میں نہ سمجھ سکا۔ میں نے اپنے باپ سے کہا۔ کہ آنحضرت صلعم نے کیا فرمایا ہے۔ والد نے کہا کہ فرمایا ہے۔ کہ وہ خلفا سب کے سب قریش میں سے ہوں گے۔
بعض اسناد سے مسلم نے اس حدیث کو بیان کیا ہے۔

(بحذف اسناد) جابر بن سمرہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ لوگوں کا کام برابر چلتا رہے گا۔ یہاں تک کہ ان میں بارہ خلفا ہوں گے۔ پھر آنحضرت نے آہستہ کلمہ فرمایا جس کو میں نہ سمجھ سکا۔ میں نے اپنے باپ سے دریافت کیا۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہے؟ کہا کہ فرمایا۔ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے۔

جابر بن سمرہ کا بیان ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ کہ یہ اسلام برابر غالب رہے گا۔ لوگوں میں بارہ خلفا ہوں گے۔ آپ نے ایک کلمہ فرمایا جس کو میں سمجھ نہ سکا۔ میں نے اپنے باپ سے سوال کیا۔ کہ آنحضرت صلعم نے کیا فرمایا ہے۔ کہا کہ وہ سب کے سب قریش میں سے ہوں گے۔

(بحذف اسناد) جابر بن سمرہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے نبی صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ یہ امر (اسلام) بارہ خلفا تک غالب رہے گا۔ آنحضرت صلعم نے آہستہ سے کلام فرمایا۔ جس کو میں نہ سمجھ سکا۔ میں نے اپنے باپ سے دریافت کیا۔ تو آپ نے کہا کہ وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

(بحذف اسناد) عامر بن سعد کا بیان ہے۔ کہ میں نے جابر بن سمرہ کے پاس ایک رافع نامی غلام کے ہاتھ خط بھیجا۔ جس میں تحریر تھا۔ کہ ہمیں اس بات سے آگاہ کیجئے جس کو آپ نے رسول اللہ صلعم سے سنا ہے۔ عامر کا بیان ہے۔ کہ جابر نے میرے پاس خط لکھا۔ کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے جمعہ کے دن شام کو اس جمعہ کی شام کو اسلمی کو رجم کیا گیا تھا۔ یہ دین ہمیشہ قائم رہے گا۔ حتیٰ کہ قیامت قائم ہو جائے اور تمہارے بارہ خلیفے ہوں گے۔ جو سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

(بحذف اسناد) جابر بن سمرہ سے روایت ہے۔ کہ میں اپنے باپ کے ساتھ نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا۔ کہ یہ دین اس وقت تک محفوظ اور غالب رہے گا۔ جب تک بارہ خلیفے نہ گزر لیں گے۔ آپ نے ایک ایسا کلمہ ارشاد فرمایا۔ جس کو لوگوں نے سُنا لیکن میں نہ سمجھا۔ میں نے اپنے باپ سے دریافت کیا۔ کہ رسول اللہ صلعم نے کیا فرمایا ہے؟ کہا کہ فرمایا ہے۔ خلفا سب

کے سب قریش سے ہوں گے ۔

شعبی مسروق سے روایت کرتے ہیں کہ ہم عبداللہ بن مسعود کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ ایک آدمی نے آپ سے دریافت کیا، اے ابوعبدالرحمٰن کیا آپ لوگوں نے رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا تھا۔ کہ اس اُمت میں آپ کے بعد کتنے لوگ خلیفہ ہوں گے ؟ ابن مسعود نے کہا۔ کہ جب سے میں عراق سے واپس آیا ہوں۔ تجھ سے پہلے مجھ سے اس بات کا کسی نے سوال نہیں کیا ہم میں کسی نے رسول اللہ صلعم سے سوال کیا تھا۔ اور آپ نے فرمایا تھا۔ کہ بنو اسرائیل کے نقیبا کے تعداد کے برابر بارہ خلیفے ہوں گے۔

(محذوف اسناد) ثوری عبدالملک بن عمیر سے وہ جابر بن سمرہ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ لوگوں کا کام درست اور صالح رہے گا۔ حتیٰ کہ ان میں بارہ امیر ہوں گے۔ جو قریش سے ہوں گے۔

(محذوف اسناد) انس نے کہا کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ لگاتار یہ دین قائم رہے گا۔ حتیٰ کہ بارہ امیر ہوں گے۔ جو قریش میں سے ہوں گے۔ جب وہ امیر دنیا سے رخصت ہو جائیں گے۔ تو زمین رہنے والوں کے ساتھ تباہ ہو جائے گی۔

(محذوف اسناد) جابر بن سمرہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ میرے بعد بارہ خلیفے ہوں گے ؛ جو سب کے سب قریش سے ہوں گے۔ پھر ان کے بعد خرابی واقع ہوگی۔

(محذوف اسناد) ابن سمرہ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ اس دین والے اپنے دشمنوں پر اس وقت تک فتح یاب رہیں گے۔ حتیٰ کہ اس میں بارہ خلیفے ہوں گے۔ اور وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے

ابوطفیل سے روایت ہے۔ کہ مجھے عبداللہ بن عمر نے کہا کہ اسے ابوطفیل نبی صلعم کے بعد بارہ خلیفے شمار کر تا اس کے بعد مار دھاڑ ہوگی۔

شفیق اصبحی نے کہا میں نے عبداللہ بن عمر کو کہتے ہوئے سنا۔ اس نے کہا میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا۔ کہ میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے۔

عون بن جحیفہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ہم نبی صلعم کے پاس موجود تھے آپ نے فرمایا کہ میری امت کا کام برابر درست حالت پر رہے گا۔ حتیٰ کہ ان میں بارہ خلیفے گزریں گے۔ اور وہ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

(محذوف اسناد) انس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ ہم میں سے بارہ خلیفے ہوں گے۔

ے گا۔ اللہ ان کی مدد کرے گا۔ اور دشمنوں کی عداوت انہیں کوئی نقصان نہ دے گی۔
ان عمر سے رسول اللہ کے بعد خلفاء کے بارے میں دریافت کیا تو اس نے کہا کہ رسول
ہوں گے۔ جو بنو کعب سے ہوں گے۔

یبین میں حسین بن علی علیہما السلام سے روایت ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے
شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ میری زندگی کی طرح زندگی بسر کرے۔ اور میری موت
اور اس جنت میں داخل ہو جس کا وعدہ میرے رب نے مجھ سے کیا ہے۔ تو اسے چاہیئے
ب اور آپ کی پاکیزہ اولاد کو دوست رکھے۔ جو آنحضرتؐ کے بعد ہدایت کے امام اور
۔ یہ حضرات تم لوگوں کو ہدایت کے دروازے سے نکال کر گمراہی کے دروازے پر

ے۔

جابر بن سمرہ کا بیان ہے کہ میں اپنے باپ کے پاس مسجد میں گیا۔ اور رسول اللہ صلعم خطبہ
اور میں نے آپ کو فرماتے ہوئے سنا۔ میرے بعد بارہ خلیفہ ہوں گے۔ پھر آنحضرت
تہ کر دیا۔ مجھے معلوم نہ ہو سکا۔ کہ آنحضرت صلعم نے کیا فرمایا ہے۔ میں نے اپنے باپ سے
اللہ صلعم نے کیا فرمایا ہے۔ کہا کہ فرمایا۔ سب کے سب قریش سے ہوں گے۔

عن ابن عباس انہ قال قال النبی (ص) من سرہ ان یحیی حیاتی و یموت
دن التی غرسا ربی فیوال علیا من بعدی و لیوال ولیہ و لیقتد بالائمۃ
عترتی خلقو من طینتی رزقوا فہما علما و یل للمکذبین بفضلہم من امتی
تی لا انالہم اللہ شفاعتی

کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ جس شخص کو یہ بات خوش کرے۔ کہ وہ میری زندگی
میری موت کی طرح موت مرے۔ اور اس باغ عدن میں قیام پذیر ہو جس کو
جو میرے بعد علی سے دوستی کرے۔ اور علی کے دوست سے محبت کرے۔ اور
جو میری عترت سے ہوں گے۔ وہ میری مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں۔ ان میں
ہے۔ میری امت کے ان لوگوں کے لئے ہلاکت ہے جنہوں نے
ی صلہ رحمی کا کچھ خیال نہ کیا۔ اللہ ان کو میری شفاعت نصیب نہ

کرے گا۔

عن عبد اللہ ...

موسیٰ بن جعفر محصیھا و علی بن موسیٰ معبرھا و منجیھا و طارد مبغضیھا و مدنی مومنیھا و محمد بن علی قائدھا و سابقھا و علی بن محمد سایرھا و عالمھا والحسن بن علی نادیھا و معطیھا والقائم الخلف ساقیھا و ناشدھا و شاھدھا ان فی ذلک لایات للمؤمنین

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے علی! میں اپنی امت کا نذیر ہوں۔ تم اس کے ہادی ہو۔ حسن اس کے قائد۔ حسین سائق۔ علی بن حسین جامع۔ محمد بن علی عارف۔ جعفر بن محمد کاتب موسیٰ بن جعفر محصی۔ علی بن موسیٰ معبر، منجی اور اس امت کے مبغضین کو بھگانے والے اور مومنین کو لانے والے ہیں جعفر بن علی اس کے قائد اور سائق علی بن محمد سائر اور عالم۔ حسن بن علی نادی اور معطی اور قائم خلف ساقی، ناشد اور شاہد ہیں ان باتوں میں مومنین کے لئے آیات موجود ہیں۔

علی بن ابی طالب اور جابر انصاری دونوں نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا انا ... علی الحوض وانت یا علی الساقی والحسن الرائد والحسین الآمر وعلی بن الحسین الفارط ومحمد بن علی الناشر وجعفر بن محمد السائق وموسیٰ بن جعفر محصی المحبین والمبغضین و قامع المنافقین وعلی بن موسیٰ مزین المومنین ومحمد بن علی منزل اھل الجنۃ فی درجاتھم وعلی بن محمد خطیب شیعتھم و مزوجھم الحور والحسن بن علی سراج اھل الجنۃ یستضئون بہ والھادی المھدی شفیعھم یوم القیامۃ حیث لا یاذن الا لمن یشاء و یرضی۔ میں حوض پر موجود ہوں گا۔ اے علی! تم حوض کے ساقی ہوگے۔ حسن رائد ہوں گے ... ین آمر ہوں گے۔ علی بن حسین فارط ہوں گے۔ محمد بن علی ناشر ہوں گے۔ جعفر بن محمد سائق ہوں گے۔ موسیٰ ...ستوں اور دشمنوں کو شمار کرنے والے ہوں گے۔ اور منافقین کی بیخ کنی کرنے والے ہوں گے ... مومنین۔ محمد بن علی اہل جنت کو ان کے درجات میں اتارنے والے۔ علی بن محمد اپنے ...یوں سے ان کی شادی کرنے والے۔ حسن بن علی سراج اہل جنت ہوں گے۔ ...کریں گے۔ ہادی مہدی (عجل اللہ فرجہ) قیامت کے روز ان کی

کرے گا۔

عن عبداللہ بن عمر قال قال النبی یا علی انا نذیر امتی وانت هادیها والحسن قائدها والحسین سائقها وعلی بن حسین جامعها ومحمد بن علی عارفها وجعفر بن محمد کاتبها وموسی بن جعفر محصیها وعلی بن موسیٰ معبرها ومنجیها وطارد مبغضیها ومدنی مومنیها ومحمد بن علی قائدها وسائقها وعلی بن محمد سایرها وعالمها والحسن بن علی نادیها ومعطیها والقائم الخلف ساقیها وناشدها وشاهدها ان فی ذلک لایات للمومنین

عبداللہ بن عمر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے علی! میں اپنی امت کا نذیر ہوں تم اس کے ہادی ہو۔ حسن اس کے قائد۔ حسین سائق۔ علی بن حسین جامع۔ محمد بن علی عارف۔ جعفر بن محمد کاتب موسیٰ بن جعفر محصی، علی بن موسیٰ معبر، منجی اور اس امت کے مبغضین کو بھگانے والے اور مومنین کو لانے والے ہیں جعفر بن علی اس کے قائد اور سائق علی بن محمد سائر اور عالم، حسن بن علی نادی اور معطی اور قائم خلف ساقی، ناشد اور شاہد ہیں ان باتوں میں مومنین کے لئے آیات موجود ہیں۔

علی بن ابی طالب اور جابر انصاری دونوں نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ انا وارد علی الحوض وانت یا علی الساقی والحسن الرائد والحسین الامر وعلی بن الحسین الفارط ومحمد بن الناشر وجعفر بن محمد السائق وموسی بن جعفر محصی المحبین والمبغضین و قامع المنافقین وعلی بن موسی مزین المومنین ومحمد بن علی منزل اهل الجنة فی درجاتهم وعلی بن محمد خطیب شیعتهم و مزوجهم الحور والحسن بن علی سراج اهل الجنة یستضیئون به والهادی المهدی شفیعهم یوم القیامة حیث لا یاذن الا لمن یشاء ویرضی میں حوض پر موجود ہوں گا۔ اے علی! تم حوض کے ساقی ہو گے حسن رائد ہوں گے حسین آمر ہوں گے۔ علی بن حسین فارط ہوں گے۔ محمد بن علی ناشر ہوں گے۔ جعفر بن محمد سائق ہوں گے۔ موسےٰ دوستوں اور دشمنوں کو شمار کرنے والے ہوں گے۔ اور منافقین کی بیخ کنی کرنے والے ہوں گے [illegible] مومنین محمد بن علی اہل جنت کو ان کے درجات میں اتارنے والے۔ علی بن محمد اپنے شیعوں سے ان کی شادی کرنے والے حسن بن علی سراج اہل جنت ہوں گے۔ [illegible] کریں گے۔ ہادی مہدی (عجل اللہ فرجہ) قیامت کے روز ان کی

شفاعت کریں گے۔

ابن عباس کا بیان ہے کہ مجھے میرے والد عباس بن عبدالمطلب نے حدیث بیان کی کہ رسول اللہ نے آپ سے فرمایا۔ اے چچا! میری اولاد میں سے بارہ آدمی خلیفہ ہوں گے۔ اس کے بعد مکروہ امور صادر ہوں گے۔ اور بڑی سختی کا سامنا کرنا ہوگا۔ پھر میری اولاد میں سے مہدی خروج فرمائیں گے۔ اللہ تعالیٰ آپ کا انتظام ایک رات کے اندر کردے گا جس قدر زمین ظلم سے بھری ہوگی۔ اسی قدر وہ اس کو انصاف سے بھر دیں گے۔ جتنا عرصہ اللہ تعالیٰ کو منظور ہوگا۔ اسی قدر وہ زمین پر تشریف فرما ہوں گے۔ پھر دجال کا خروج ہوگا۔

(بحذف اسناد) علی علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ کہ جس شخص کو یہ بات مرغوب ہو۔ وہ اللہ تعالیٰ سے امن اور پاکیزہ حالت میں ملاقات کرے۔ اور اسے بڑا ڈر غمگین نہ کرے۔ تو اسے چاہیئے کہ وہ تجھے دوست رکھے۔ اور تیرے بیٹوں حسن حسین علی بن حسین محمد بن علی جعفر بن محمد موسے بن جعفر علی بن موسے محمد بن علی علی بن محمد حسن بن علی پھر مہدی کو دوست رکھے۔ اور مہدی انکے آخر میں ہوں گے۔

اگر ہم اس قسم کی احادیث کو کما حقہ جمع کردیں تو کتاب ضخیم ہو جائے گی۔ جس شخص کو مزید زیادہ کی ضرورت پیش ہو تو اسے چاہیے کہ وہ دوسری بڑی بڑی کتب کا مطالعہ کرے ان کتب میں بارہ آئمہ کی امامت پر رسول اللہ کی نص موجود ہے۔ رسول اللہ صلعم نے بارہ آئمہ کی وضاحت کی ہے ان کے اسمار اور عدد پر نص فرمائی ہے۔ اور ان کے خلیفہ ہونے کا ذکر کیا ہے۔ احادیث میں بارہ خلفا کا عدد بنص رسول ثابت ہو چکا ہے۔ لہٰذا ان حضرات کی امامت ثابت ہے۔ جن لوگوں نے اہل بیت کی مخالفت کی ہے۔ امامت کے بارے میں ان کے نزدیک تعداد بارہ آئمہ تک محدود نہیں رہتی۔ بلکہ ان کا سلسلہ تعداد بارہ سے تجاوز ہو جاتا ہے امت میں بارہ کی تعداد کا دعوےٰ امامیہ حضرات کے سوا اور کسی نے نہیں کیا جو چیز اجماع کے خلاف ہو وہ باطل ہوتی ہے۔

فصل

ان احادیث کے بارے میں جو امامیہ حضرات سے روایت ہوئیں

ان احادیث کی دو قسمیں ہیں۔ ایک وہ ہیں جو نبی کریم صلعم سے مروی ہیں اور ایک حصہ وہ ہے

جن کی آباء نے اپنے بیٹوں پر نص فرمائی ہے۔ اس قسم کی احادیث کا سلسلہ انشاء اللہ تعالیٰ ہر امام کے باب میں بیان ہوگا۔ وہ احادیث جو نبی صلعم سے مروی ہیں ان کے ملاحظہ کے لئے کتاب الکفایۃ فی النصوص کے مؤلف خراز قمی رازی کی رائے کافی ہے۔ آپ نے اس سلسلہ کی ۱۵۵۔ احادیث مختلف راویوں کے حوالے سے بیان کی ہیں۔ اصحاب رسول میں سے ان حضرات سے روایت کی ہے۔

۱۔ ابن عباس۔ آپ سے سعید بن جبیر، ابو صالح، مجاہد، طاؤس، اصبغ اور عطاء روایت کرتے ہیں

۲۔ ابن مسعود۔ آپ سے عطا بن سائب۔ مسروق اپنے باپ سے قیس بن عباد، اور حنش بن معتمر روایت کرتے ہیں۔

۳۔ ابو سعید خدری آپ سے عطیہ عوفی اور ہارون عبدی سعید بن مسیب، اور ابو صدیق ناجی روایت کرتے ہیں۔

۴۔ ابو ذر غفاری آپ سے ابو حارث حنش بن معتمر اور ابن سائب۔ روایت کرتے ہیں۔

۵۔ جابر انصاری۔ آپ سے جابر جعفی۔ واثلہ بن اسقع۔ قاسم بن حسان اور امام ...

۶۔ ابو ایوب انصاری۔ آپ سے ایاس بن سلمہ بن اکوع۔ یزید بن ہارون آپ کے مشائخ کے ذریعے سے روایت کرتے ہیں۔

۸۔ عمار بن یاسر۔ آپ سے ابو طفیل۔ ابو عبیدہ اور محمد بن عمار۔

۹۔ حذیفہ بن الیمان۔ آپ سے احمد بن عبد اللہ بن یزید بن سلام

۱۰۔ حذیفہ بن الیمہ آپ سے ابو طفیل، ابو جحیفہ۔ اور ہشام روایت کرتے ہیں۔

۱۱۔ زید بن ارقم۔ آپ سے محمد بن زیاد، یزید بن حسان اور ابو الضحیٰ روایت کرتے ہیں۔

۱۲۔ واثلہ بن اسقع۔ آپ سے مکحول۔ اجلح، خالد بن معدان۔ ابو سلیمان جنی۔ ابراہیم بن ابی عبلہ اور قاسم

۱۳۔ زید بن ثابت۔ آپ سے قاسم بن حسان اور ابو طفیل۔

۱۴۔ ابو امامہ اسعد بن زرارہ۔ آپ سے اجلح کندی، قاسم، ابو سلیمان جنی۔

۱۵۔ عمران بن حصین۔ آپ سے مطرف بن عبد اللہ۔ اصبغ اور ابو عبد اللہ شامی۔

۱۶۔ سعد بن مالک۔ آپ سے سعید بن مسیب۔

۱۷۔ جابر بن سمرہ آپ سے زیاد بن علقمہ عبدالملک بن عمیر، شعبی، سماک بن حرب۔ اور اسود بن سعید ہمدانی

۱۸۔ انس۔ آپ سے ہشام بن زید۔ انس بن سیرین۔ ابوعالیہ۔ حفصہ بن سیرین اور حسن بصری۔

۱۹۔ ابوہریرہ آپ سے سعید مقبری۔ عبدالرحمٰن اعرج۔ ابوصالح سمان۔ ابومریم۔ اور ابوسلمہ۔

۲۰۔ ابوقتادہ آپ سے بھی روایت لی گئی ہے۔

۲۱۔ عمر بن خطاب آپ سے مفضل بن حصین عبداللہ بن مالک۔ عمرو بن عثمان بن عفان

بی بی عائشہ۔ آپ سے شعبہ بحوالہ قتادہ بحوالہ حسن بصری۔ بحوالہ ابوسلمہ۔ ہشام بن جابر۔ بحوالہ ابوسلمہ۔ ابوبشیر۔ محمد بن منکدر بحوالہ ابوسلمہ

۲۲۔ فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا آپ سے زینب بن علی۔ ابوذر۔ سہل ساعدی۔ جابر انصاری حسین بن علی۔ عباس بن سعد ساعدی۔

ام سلمہ آپ سے عمار دہنی۔ ابن جبیر اور ابن مقلاص۔ اور تابعین میں سے مندرجہ ذیل حضرات روایت کرتے ہیں۔ زید بن علی گیارہ آئمہ بھی پے در پے روایت کرتے ہیں۔ اور جناب ام سلمہ سے اصبغ ابن نباتہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ انا و علی آئمہ حسین کی اولاد سے پاک۔ هذا الحسین مطهرون معصومون میں علی حسن حسین اور نو

ابن سائب ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت ... الائمة من بعدی اثنا عشر تسعة من صلب الحسین والتاسع مهدیهم میرے بعد بارہ امام ہوں گے۔ نو حسین کی صلب سے پیدا ہوں گے۔ ان میں سے نواں مہدی (عجل اللہ فرجہ) ہوگا۔

حنش بن معتمر ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ میرے بعد بارہ امام ہوں گے۔ سب کے سب قریش میں ہوں گے۔

عطیہ عوفی حذری سے روایت کرتی ہیں کہ نبی صلعم نے امام حسینؑ سے فرمایا۔ تم امام ہو۔ امام کے فرزند ہو۔ نو امام تیری صلب سے پیدا ہوں گے۔ جو نیکوکار ہوں گے۔ ان میں سے نواں قائم (عجل اللہ فرجہ) ہوگا۔

ابوذر غفاری نے کہا۔ کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ میرے بعد بارہ آئمہ ہوں گے۔ نو امام حسینؑ کی

ابو امامہ نے کہا۔ کہ نبی کریم نے فرمایا۔ جب میں شب معراج آسمان پر گیا۔ تو میں نے ساق عرش پر نور کے ساتھ یہ عبارت لکھی ہوئی دیکھی۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ایدتہ بعلی ونصرتہ بعلی ثم بعدہ کا الحسن الحسین ورایت علیا علیا علیا ورایت محمد محمد أمرتین وجعفر اً وموسیٰ والحسن والحجۃ اثنی عشر اسما مکتوبا بالنور فقلت یا رب اسامی [illegible] الذین قرنتھم بی؟ تنوریت یا محمد ھم الائمۃ بعدک والاخیار من ذریتک

اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے۔ محمد اللہ کے رسول ہیں میں نے اس کی تائید کی اور نصرت علی کے ذریعے کی۔ اور اس کے بعد حسن اور حسین کے ذریعے کی پھر میں نے تین دفعہ علیؑ علیؑ علیؑ اور دو دفعہ محمد محمد لکھا ہوا دیکھا۔ پھر جعفر موسیٰ حسن اور حجت کے نام تحریر شدہ دیکھا۔ یہ سب نام نور کے ساتھ لکھے ہوئے تھے۔ میں نے عرض کیا اے معبود! مجھے ان ناموں کے متعلق آگاہ فرمایئے۔ جن کو تم نے میرے نام کے ساتھ لکھا ہے؟

آواز آئی اے محمدؐ! یہ وہ امام ہیں جو تیرے بعد پیدا ہوں گے۔ اور تیری اولاد کے بہترین لوگ ہیں"۔

ابو جعفر قمی نے اکمال الدین میں سماعہ بن مہران اور ابو بصیر سے روایت کی ہے۔ یہ دونوں حضرات ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے اور ابو عبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ دونوں حضرات نے فرمایا۔ ہم بارہ آدمی محدث ہیں"۔

ابو بصیر ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نو امام حسین بن علی کے بعد ہوں گے ان میں کا نواں قائم (عجل اللہ فرجہ) ہوگا"۔

سعید بن جبیر ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ میرے بعد میرے خلفا میرے اوصیا اور حجج اللہ بارہ ہوں گے۔ ان میں کا اول اور ان میں کا آخر میرا فرزند ہوگا۔ (یعنی تمام میری اولاد میں سے ہوں گے)

ابن عباس سلیم بن قیس ہلالی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ عبداللہ بن جعفر اور معاویہ کے درمیان کچھ گفتگو جاری ہوئی۔ عبداللہ نے کہا میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا۔ میں تمام مومنین سے ان کے

نفس کے لحاظ سے افضل ہوں پھر علی بن ابی طالب تمام مومنین سے ان کے نفس کے لحاظ سے افضل ہیں جب علی شہید ہو جائیں گے۔ تو حسن بن علی تمام مومنین سے ان کی جان کے لحاظ سے افضل ہوں گے۔ حسن کے بعد میرے بیٹے حسین تمام مومنین سے ان کی جان کے لحاظ سے افضل ہوں گے۔ جب امام حسین شہید ہو جائیں گے۔ تو آپ کا بڑا فرزند علی بن حسین تمام مومنین کی جان سے افضل ہو گا۔ پھر اس کا بیٹا محمد باقر تمام مومنین کی جان سے افضل ہو گا۔ اے جابر! عنقریب تم ان کو پاؤ گے۔ پھر آنحضرت صلعم نے بارہ آئمہ کا نام لیا۔ فرمایا۔ نو حسین کی اولاد سے ہوں گے۔ پھر عبداللہ نے حسن، حسین، عبداللہ بن عباس، عمر بن ابی سلمہ اور اسامہ بن زید سے گواہی طلب کی۔ ان حضرات نے اس بات کی گواہی دی نیز یہ روایت سلمان، ابوذر اور مقداد سے بھی سلیم نے روایت کی ہے۔"

حدیث لوح

کتاب مولد فاطمہ میں ہے۔ کہ مندرجہ ذیل حضرات نے جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے (۱) ابو جعفر محمد بن موسےٰ بن متوکل (۲) محمد بن علی ماجیلویہ (۳) احمد بن علی بن [illegible] بن ابراہیم (۵) احمد بن زیاد [illegible] جابر کا بیان ہے۔ کہ [illegible] محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ جب جناب فاطمہ کو حضرت امام حسین کی ولادت کی مبارکباد دی گئی تو آپ کے ہاتھ میں [illegible] تختی تھی جس پر یہ عبارت تحریر تھی۔

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم۔ اللہ عزیز و علیم کی طرف سے محمدؐ کے لئے ہے۔ جو اللہ کا نور ہیں ان [illegible] اللہ کا حجاب اور دلیل ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے آپ پر روح الامین یہ پیغام لے کر نازل ہوئے [illegible] محمد میرے نام پڑھتے ہیں۔ میری نعمتوں کا شکریہ ادا کرو۔ ان کا کفران نہ کرو۔ میں ہی خدا ہوں۔ میرے [illegible] کوئی چیز عبادت کے لائق نہیں ہے۔ میرے سوا جو شخص کسی اور سے آس لگائے گا میں اسے دردناک [illegible] عذاب میں گرفتار کروں گا۔ میری عبادت کرو۔ مجھ پر بھروسہ کرو۔ میں نے جس نبی کو روانہ کیا جب اس کی [illegible] حیات ختم ہوئی۔ تو میں نے اس کے لئے ایک وصی کو مقرر کیا۔ میں نے تمہیں تمام انبیاء پر فضیلت [illegible] تمہارے وصی علیؑ کو تمام اوصیا سے افضل گردانا۔ میں نے تمہیں حسن اور حسین کے ذریعے بزرگ بنایا۔ [illegible] کو باپ کے بعد میں نے ان کی حکمتوں کا منبع قرار دیا۔ اور حسین کو وحی الٰہی کا خزانچی اور میں نے حسین [illegible] شہادت کے ساتھ مکرم کیا۔ ان کے درجات کو تمام شہداء کے درجوں سے بلند کیا۔ اس کے ساتھ مکمل نامہ کو

مقرر کیا آپ کی اولاد کو حجت بالغہ بنایا۔ ان میں کا اول علی سید العابدین اور گذشتہ اولیا کی زینت ہیں اور آپ کا فرزند جو اپنے نانا کا ہم شکل ہیں محمد باقر ہیں۔ جو میرے علم کا باقر اور میری حکمت کا منبع ہیں۔ آپ کے بعد جعفر ہیں۔ آپ کے بارے میں شک کرنے والے تباہ ہو جائیں گے۔ جو شخص آپ کے فرمان کو رد کرے گا۔ وہ میرے فرمان حق کا رد کرنے والا ہوگا۔ میں آپ کے مقام کو بلند کروں گا۔ آپ کے شیعوں سے آپ کی آنکھیں ٹھنڈی کر دوں گا۔ میرے اولیاء کا انکار کرنے والا ایسا ہے۔ کہ گویا اس نے میری نعمتوں کا انکار کیا۔ جس نے میری آیت کو بدل دیا۔ اس نے مجھ پر بہتان باندھا ہے۔ تباہی ہو تہمت لگانے والوں اور افترا پردازوں پر۔ علی میرے ولی ہیں میرے مددگار ہیں۔ میں آپ پر بار نبوت لادوں گا۔ علی کو ایک متکبر عفریت قتل کرے گا۔ آپ اس شہر میں دفن ہوں گے۔ جس کو نیکوکار بندے حضرت صالح نے بنایا ہے آپ کے پہلو میں جو دفن ہوگا ...... میں اس کی آنکھوں کو ٹھنڈا کروں گا جس کے بیٹے سے جو میرے علم کا وارث ہوگا۔ اور میرے علم کا منبع ہوگا۔ میرے اسرار کا خازن مخلوق پر میری حجت ہیں نے جنت اس کا ٹھکانا بنایا۔ اس کے خاندان کے ستر لوگوں کے بارے میں جو دوزخ کے مستحق ہوں گے۔ اس کی شفاعت کو منظور کروں گا۔ اس کا بیٹا علی میرا ولی اور مددگار ہوگا۔ پس اس پر نیک بختی کو ختم کر دوں گا۔ وہ مخلوق پر میرا گواہ میری وحی کا امین۔ میں اس سے ایک ایسے شخص کو پیدا کروں گا جس کا نام حسن ہوگا۔ جو لوگوں کو میرے راستے کی طرف دعوت دینے والا ہوگا۔ میرے علم کا خزانہ ہوگا۔ میں اس سلسلے کو آپ کے ایک بیٹے پر ختم کروں گا۔ جو تمام عالموں کے لئے رحمت ہوگا۔ اس میں موسیٰ کا کمال، عیسیٰ کی شان، ایوب کا صبر ہوگا۔ اپنے دشمنوں کو ذلیل کرے گا۔ ترک اور دیلم کی طرح ان کے سر جھکا دے گا۔ پھر قتل ہو جائے جائیں گے۔ خوف کرتے اور ڈرتے ہوں گے۔ ان کے خون سے زمین رنگی جائے گی ان کی عورتوں میں دھاڑ دھاڑ ہوگی یہ لوگ میرے اولیاء ہیں۔ ان کے ذریعے فتنے کے اندھیرے کو دور کروں گا۔ اور زلزلوں کو روکوں گا۔ یہ سب ہدایت یافتہ ہیں۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے اپنی تمام اولاد کو جمع کیا۔ ایک تحریر نکالی جو علی کے ہاتھ کی لکھی ہوئی تھی۔ اور رسول اللہ نے لکھوایا تھا۔ اور حضرت امیر علیہ السلام نے تحریر کیا تھا۔

مفید محمد بن نعمان۔ ابو جعفر کلینی۔ حسن بن حمزہ علوی امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ جابر سے روایت کرتے ہیں کہ میں جناب فاطمہ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور جابر نے حدیث لوح کو بیان

کیا۔ کلینی نے بہت سی روایات ابن اذینہ سے آپ زرارہ سے بیان کرتے ہیں۔ کہ ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ آل محمد سے بارہ امام ہوں گے۔ تمام کے تمام محدث ہوں گے۔ رسول اللہ، علیؑ اور علی کے دونوں بیٹے محدث ہیں۔

ابو سعید خدری اور ابو طفیل سے روایت ہے کہ ہارونی حضرت عمر کے پاس آیا اور آپ سے کچھ مسائل دریافت کیا۔ حضرت عمر نے حضرت علی کے پاس جانے کو کہا کہ مسائل جاکر وہاں دریافت کرو۔ ہارونی نے حضرت علی سے کہا یہ بیان فرمایئے کہ محمدؐ کے اوصیاء کتنے ہوں گے۔ اور محمد کا جنت میں کیا مقام ہوگا؟

حضرت علیؑ۔ اس امت میں بارہ امام ہوں گے۔ جو سب کے سب آنحضرت صلعم کی اولاد میں سے ہوں گے۔ اور وہ میرے ذریعے پیدا ہوں گے۔ جنت میں ہمارے نبی کا مقام جنت عدن میں بہت افضل اور اشرف جگہ پر ہوگا۔ اور یہ بارہ امام بھی آنحضرت صلعم کے ساتھ اسی درجہ میں ہمارے شامل ہوں گے ایسے آئمہ حضرات کی اولاد میں سے ہوں گے۔

ذکر ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ میرے بعد بارہ امام ہوں گے۔ اے علی! ان کے پہلے تم ہو گے۔ اور آخری (قریبہ) ہوگا۔ جن کے (نصوں پر) اللہ تعالیٰ مشرق اور مغرب کی فتح دے گا۔

امام محمد باقر علیہ السلام نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ تم لوگ لیلۃ القدر پر ایمان لاؤ۔ اس رات اللہ تعالیٰ کا سال بھر کا امر نازل ہوتا ہے۔ اور اس امر کے حامل میرے بعد علی بن ابی طالب اور آپ کے گیارہ فرزند ہوں گے۔ قریب قریب اس کے اس حدیث کو جابر بن عبداللہ نے نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام سے اور ابن عباس نے امیر المومنین سے روایت کیا ہے۔

ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کی وفات سے پہلے ایک کتاب نازل فرمائی۔ اور جبرائیل نے کہا اے محمد! یہ تیری وصیت ہے تیرے نجیب اہل بیت کے لئے آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اے جبرائیل! میرے اہل بیت نجیب کون کون ہیں؟ عرض کیا علی بن ابی طالب اور ان کی اولاد اور کتاب پر کئی مہریں سونے کی لگی ہوئی تھیں۔ آنحضرت صلعم نے اس کتاب کو امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے حوالے کر دیا۔ اور آپ کو حکم دیا۔ کہ آپ اس کی ایک مہر توڑ کر جو کچھ اس میں لکھا ہوا ہے۔

[illegible]

اس پر عمل کریں۔ آپ نے ایک مہر کو توڑا۔ اور جو کچھ اس میں لکھا ہوا تھا اس پر عمل کیا۔ آپ نے اپنی وفات کے قریب) اس کتاب کو اپنے بیٹے حسن کے حوالے کیا۔ آپ نے ایک مہر کو توڑا۔ (اور اس پر جو کچھ لکھا ہوا تھا۔ اس پر عمل کیا) پھر آپ نے کتاب کو حسین کے حوالے کیا۔ آپ نے مہر کو توڑا اور اس میں تحریر تھا۔ ان اخرج بقوم الی الشہادۃ فلا شہادۃ لہم الا معک کچھ لوگوں کو لے کر شہادت کے لیے روانہ ہو جاؤ۔ ان لوگوں کی شہادت صرف تیرے ذریعے ہی نصیب ہوگی۔ اور اپنی جان اللہ کی راہ میں قربان کر دے" آپ نے اس تحریر پر عمل کیا۔ آپ نے اس کتاب کو علی بن حسین کے حوالے کیا آپ نے ایک مہر کو توڑا۔ اس میں تحریر تھا۔ ان اطرق واصمت والزم منزلک واعبد ربک حتی یاتیک الیقین دنیا سے کنارہ کشی فرمایئے اپنے گھر میں بیٹھ جایئے۔ اپنے رب کی عبادت کیجئے حتیٰ کہ آپ کو موت آجائے پھر آپ نے وہ نوشتہ اپنے بیٹے محمد باقر بن علی کے حوالے کیا۔ آپ نے مہر کو توڑا تو اس میں تحریر تھا۔ کہ لوگوں سے حدیث بیان فرمایئے۔ اور انہیں فتوے دیجئے۔ اللہ کے سوا کسی سے خوف نہ کرو اور تمہارا کوئی بھی کچھ نہیں بگاڑ سکے گا۔ آپ نے اس نوشتہ کو اپنے بیٹے امام جعفر صادق کے حوالے کیا آپ نے مہر کو توڑا تو اس میں تحریر تھا۔ حدث الناس وانشر علوم اھل بیتک وصدق اباءک الصالحین ولا تخافن الا اللہ وانت فی حرز وامان لوگوں کو حدیث بیان فرمایئے۔ اپنے اہل بیت کے علوم کی اشاعت کیجئے۔ اور اپنے نیک آبا کی تصدیق فرمایئے اللہ کے سوا کسی سے نہ ڈرو۔ تم پناہ اور امان میں رہو گے۔ آپ نے ایسا کیا۔ آپ نے اس تحریر کو امام موسیٰ کاظم کے حوالے کیا۔ آپ نے اپنی وفات کے وقت اس تحریر کو اپنے بعد والے امام امام علی رضا کے حوالے کیا۔ پھر یہ تحریر اسی طرح پے درپے امام مہدی (عجل اللہ فرجہ) تک پہنچی۔ اس حدیث کو ابو بکر بن ابی شیبہ نے محمد بن فضیل سے آپ نے اعمش سے آپ نے ابو صالح سے آپ نے ابن عباس سے آپ نے نبی صلعم سے روایت کیا ہے۔

راویوں نے حیاۃ الوابیہ سے حدیث بیان کی ہے جبابہ نے کہا کہ میں نے علی کی خدمت میں عرض کیا۔ اے امیر المومنین آپ کی امامت پر کیا دلیل ہے۔ آپ نے فرمایا یہ کنکریاں اٹھا کر لے آؤ میں کنکریاں اٹھا لائی آپ نے ان پر اپنی مہر چھاپ دی۔ پھر فرمایا اے جبابہ! جو شخص امامت کا مدعی ہوتا ہے اس کو اس بات کی قدرت ہوتی ہے جس طرح تو نے دیکھا کہ مہر کنکریوں پر چھاپ دی گئی

ہے تجھے علم ہونا چاہیئے کہ ایسا شخص امام مفترض الطاعۃ ہوتا ہے۔ امام جس چیز کا ارادہ کرتا ہے اس کے کام میں کوئی چیز رکاوٹ پیدا نہیں کرتی۔ میں امیرالمومنین کی وفات کے وقت امام حسنؑ کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ تم حبابہ والبیہ ہو؟ میں نے عرض کیا ہاں میں وہی ہوں۔ فرمایا۔ جو کچھ تیرے پاس ہے اسے میرے پاس لاؤ۔ میں نے کنکریاں آپ کی خدمت میں حاضر کردیں۔ آپ نے ان پر اپنی مہر اس طرح چھاپ دی جس طرح امیرالمومنین نے چھاپ دی تھیں۔ پھر میں امام حسین کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے فرمایا تم امامت کی دلیل چاہتی ہو۔ تمہارے پاس جو چیز ہے اس کو میرے سامنے حاضر کرو۔ میں نے کنکریاں آپ کی خدمت میں پیش کردیں۔ آپ نے ان پر اپنی مہر چھاپ دی۔ پھر میں علی بن حسین کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ میں ان دنوں میں اپنی عمر ۱۱۳ سال شمار کرتی تھی۔ میں نے حضرت کو عبادت میں مشغول پایا۔ آپ نے اپنی سبابہ انگلی سے میری طرف اشارہ فرمایا میری جوانی لوٹ کر دوبارہ آگئی۔ فرمایا جو کچھ تمہارے پاس ہے اس کو میرے پاس لاؤ۔ میں نے وہ کنکریاں آپ کی خدمت میں پیش کردیں۔ آپ نے ان پر اپنی مہر لگادی۔ پھر میں ابو جعفر کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ آپ نے بھی لگادی۔ اسی طرح میں امام رضا علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اس کے بعد حبابہ نو ماہ زندہ رہیں۔

فصل

نکتے اور اشارے

اللہ تعالے نے آئمہ معصومین علیہم السلام کے اسماء اور عدد کو کئی چیزوں کے ساتھ بطور اشارہ کے بیان فرمایا ہے۔ اللہ عزوجل فرماتے ہیں۔

سنریھم آیاتنا فی الافاق وفی انفسھم حتی یتبین لھم انہ الحق

بعض جگہ آئمہ کا ذکر کتب آسمانی میں کیا ہے اور بعض جگہ اپنی مخلوق میں ظاہر کی ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ جو چیز زیادہ محبوب ہوتی ہے اس کا ذکر زیادہ کیا جاتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالی فرماتا ہے۔ فبھداھم اقتدہ۔ ان کی ہدایت کی پیروی کرو۔ سنۃ من قد ارسلنا قبلک من رسلنا ولا تجد لسنتنا تحویلا۔ یہ طریقہ ہے ان لوگوں کے لئے جن کو ہم نے تم سے پہلے بھیجا۔ اور تم ہمارے طریقہ

میں نافذ ہوں گے ۔

انس سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے سنۃ اللہ فی الذین خلوا من قبل کے بارے میں فرمایا یہ وہ طریقہ ہے جس میں تبدیل اور تغییر جائز نہیں ۔ نبی صلعم نے فرمایا میری امت میں سب وہ باتیں ہوں گی جو بنی اسرائیل میں واقع ہوئیں تھیں ۔ بالکل اسی طرح جس طرح ایک جوتا دوسرے جوتا سے مشابہ ہوتا ہے ۔ بنو اسرائیل میں بارہ نقیب تھے ۔ وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا (اور میری امت میں بھی بارہ نقیب ہوں گے)

عقیل، ابو ایوب ۔ ابن مسعود، واثلہ، حذیفہ بن اسید، ابو قتادہ، ابو ہریرہ، اور انس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم سے دریافت کیا گیا کہ آپ کے بعد کتنے امام ہوں گے، فرمایا بنو اسرائیل کے نقبا کے برابر۔

اعمش کی حدیث میں حسین بن علی علیہما السلام سے روایت ہے کہ آنحضرت صلعم سے پوچھا گیا کیا رسول اللہ آپ کے بعد کوئی نبی ہوگا ۔ فرمایا نہیں میں آخری نبی ہوں میرے بعد امام ہوں گے جو نقبا بنی اسرائیل کے برابر ہوں گے ۔ اور انصاف کو قائم کیے ہوں گے ۔

ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا میرے اہل بیت میں بارہ نقیب ہوں گے ۔ یہ محدث اور مفہم ہوں گے ۔ قائم بالحق انہیں میں ہوگا ۔ جو زمین کو عدل وانصاف سے بھر دے گا جس قدر وہ ظلم وجور سے بھر چکی ہوگی اللہ تعالیٰ فرماتا ہے وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم اللہ تعالیٰ نے اس آیت وبعثنا منھم اثنی عشر نقیبا کی تحت میں آگاہ کیا ہے کہ ہمارے خلفا کی تعداد بھی بارہ ہوگی آیت استخلاف میں جو کاف کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے ۔ اس سے یہ بات واضح ہوتی ہے کہ ہمارے خلفا کی تعداد بارہ ہو ۔ اور اس میں تو کلام ہی نہیں ہے ۔ کہ نقبا سے مراد خلفا ہیں ۔

ابن مسعود نے کہا کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا ، میرے بعد بنی اسرائیل کے نقبا کی تعداد کے برابر بارہ خلفا ہوں گے ۔ بنو اسرائیل میں نقبا کی طرح بارہ حواری بھی تھے "واذ قال الحواریون یا عیسیٰ"

ہشام بن زید انس سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ میں نے رسول اللہ صلعم سے سوال کیا کہ یا رسول اللہ

آپ کے حواری کون ہیں؟ فرمایا میرے حواری بارہ امام ہیں جو میرے بعد ہوں گے۔ علی اور فاطمہ کی
صلب سے ہوں گے۔ وہ لوگ میرے حواری ہیں اور میرے دین میں میرے مددگار ہیں۔ ان پر اللہ کی جانب
سے تحیہ اور سلام ہے۔ ان ہیں اسباط اولاد یعقوب تھے اور وہ بارہ ہیں۔ وقطعنا هم اثنتی عشرة
اسباطا امما۔

ابو صالح سلمان ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے جب خطبہ دیا اور فرمایا اے
لوگو! جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ میری زندگی کی طرح زندگی بسر کرے۔ اور میری موت کی
طرح مرے۔ تو اسے چاہیے کہ وہ علی بن ابی طالب کو دوست رکھے۔ اور آپ کے بعد آئمہ کی اقتدا کرے
آپ سے پوچھا گیا یا رسول اللہ آپ کے بعد کتنے آئمہ ہوں گے؟ فرمایا اسباط کی تعداد کے برابر ہوں
گے۔ جن کی خاطر موسیٰ علیہ السلام کے لیے بارہ چشمے جاری ہو گئے تھے۔ اسباط کی تعداد بارہ تھی)
نابعث منه اثنتا عشرة۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یوسف علیہ السلام کی زبانی بیان کیا۔
انی رایت احد عشر کوکبا والشمس والقمر رایتهم لی ساجدین۔ اے باپ! میں نے گیارہ
ستارے سورج اور چاند کو دیکھا ہے کہ مجھے سجدہ کرتے ہیں۔ گیارہ ستاروں سے مراد حضرت یوسف کے
گیارہ بھائی اور بارہویں حضرت یوسف خود تھے۔ جن کی کل تعداد بارہ تھی۔ اور بنو اسرائیل کے گروہ بھی بارہ
تھے۔ اللہ تعالیٰ نے بارہ نبیوں کا خاص طور پر ذکر کیا ہے۔ وہ یہ ہیں۔ ابراہیم۔ اسماعیل۔ اسحاق،
یعقوب، یوسف۔ عیسیٰ، ایوب، یونس۔ موسیٰ، ہارون۔ داؤد۔ اور زکریا۔ انا اوحینا الیک
کما اوحینا الی ابراهیم واسماعیل واسحاق ویعقوب والاسباط وعیسٰی وایوب ویونس
وهارون واتینا داود زبورا ورسلا قد قصصناهم علیك من قبل ورسلا لم نقصصهم
علیك وکلم الله موسی تکلیما۔

منصور بن حازم نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ کیا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ
وسلم بارہ آئمہ کو جانتے تھے؟ آپ نے فرمایا، ہاں جانتے تھے جس طرح نوح جانتے تھے۔ پھر حضرت نے
یہ آیت تلاوت فرمائی شرع لکم من الدین ما وصی به نوحا۔ ان آئمہ کی تعداد کا ذکر قرآن مجید میں
اشارے کے طور پر ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ نے ان کے ناموں کی قسم اس طرح کھائی ہے جس طرح کہ
صلعم کے نام کی قسم کھائی ہے ولعمرک سے نبی کے نام کی قسم کھائی ہے اور والصافات والذاریات

والنازعات والنجم ۔ والطور ، والسماء ذات البروج ۔ والسماء والطارق، و
والتین والزیتون، والیل ، والضحیٰ اور والتین سے ائمہ کے نام کی قسم کھائی ہے ۔
امام باقر علیہ السلام نے فرمایا ۔ والتین سے مراد امام حسن ۔ والزیتون سے مراد امام حسین
طور سینین سے مراد امیر المومنین و ھذا البلد الامین سے مراد رسول اللہ ہیں ۔ لقد خلقنا
الانسان فی احسن تقویم اللہ تعالیٰ نے اس وقت فرمایا ۔ جب کہ اللہ تعالیٰ نے تمام ارواح سے رسول
اور آپ کے اوصیاء کی ولایت کا میثاق لیا تھا ۔
اللہ تعالیٰ نے توارت میں آئمہ معصومین علیہم السلام کا نام ان اسماء کے ساتھ کیا ہے ۔ بماد ماد ۔
ایلیا ۔ فتندرات ۔ ابوبیل ۔ سطور ۔ مشموط ۔ وزور ۔ مشوذ ۔ ھراد ۔ شموید ۔ نشطور
یشیخ ابو نیشمور
اور انجیل میں ان حضرات کے نام یہ ہیں ۔ تخوبیث ۔ فید ماد ۔ بیجرا ۔ متقشورا ۔ مشمو ۔ جبلذ
یشمر ۔ ابطون ۔ نوتش اور فیذ موا
کلمہ توحید میں بارہ حروف ہیں ۔ لا الہ الا اللہ اور محمد رسول اللہ میں بھی بارہ حروف ہیں ۔
اور ورفعنا لک ذکرک میں بھی بارہ حروف ہیں یعنی ان بارہ سے رسول کے ذکر کو بلند کیا ۔ ان کے اول کا
ذکر ہے کہ آخر کا منکر ہے ۔ کلمہ شہادتین میں نقطہ کا نہ ہونا اس بات کی دلیل ہے ۔ کہ ان حضرات کا کوئی مثل
اور شبیہ نہیں ہے ۔
مندرجہ ذیل اللہ عزوجل کے اسماء میں بارہ بارہ حروف ہیں ۔ جو ان حضرات کے عدد کے برابر ہیں
الواحد القدیم ۔ الحلیم العلیم ۔ الرحمن الرحیم ۔ السمیع البصیر ۔ اللطیف الخبیر ۔ الخالق
العالمین ۔ مالک یوم الدین ۔ المالک القادر ۔ الخالق الرازق ۔ المحی الممیت ۔ الدائم الباقی
اللہ لا الہ الا ھو ۔ الحمد للہ شکرا ۔ الحمد للہ حقا ۔ اللہ ولی الدین ۔ توکلت علی
اللہ ۔ حسبی اللہ وکفی ۔ وحدہ لاشریک لہ ۔
بعض آیات کے حروف بھی ان حضرات کے عدد پر ہیں ۔ اعطینک الکوثر آنحضرت صلعم کی اولاد
ورفعنا لک ذکرک آپ کی اولاد کے ذریعہ وعلم آدم الاسماء یہ آئمہ معصومین علیہم السلام کے نام
تھے ۔ جن کو آدم نے عرش پر لکھا ہوا دیکھا تھا ۔ وجعلنا ھم ائمۃ ۔ فبھدا ھم اقتدہ ۔ سنریھم

ایاتنا۔ اذا فرغت فانصب۔ اذکرنی عند ربک
نبی صلعم کی تعریف آئمہ کی تعداد کے مطابق بارہ حروف سے کی جاتی ہے۔ النبی المصطفیٰ۔ الولی المجتبیٰ۔ افضل العالمین۔ خاتم النبیین۔ البشیر النذیر۔ السراج المنیر۔ الصادق المقال۔ الشریف الخصال۔ الحاکم بالعدل۔ القاضی بالفصل۔ الهادی المرشد الشفیع المنقذ۔ محمد رسول اللہ۔ محمد حبیب اللہ۔ محمد امین اللہ۔ محمد جاء بالشرع۔ محمد خص بالوحی۔ محمد صاحب الحق۔ محمد صفوۃ الرب۔ محمد سید الرسل۔ محمد خیر البشر۔ محمد سید العرب۔ محمد نبی الهدی محمد ابو القاسم

انبیاء کے ناموں میں اس تعداد کا خیال رکھا گیا ہے۔ آدم و الی البشر۔ آدم خلیفۃ اللہ۔ نوح ذو السفینۃ۔ نوح ذو الطوفان۔ ابراھیم الخلیل۔ آدم نوح ابراهیم۔ عیسیٰ محمد۔ موسیٰ التورات۔ موسیٰ کلیم اللہ۔ عیسیٰ والانجیل۔ عیسیٰ کلمۃ اللہ۔ محمد والفرقان۔ اولوالعزم رسول پانچ ہیں اور خاتم النبیین ان سے افضل ہیں۔

حضرت علی کے القاب کے حروف بھی تعداد میں بارہ ہیں۔ علی وصی الرسول علی زوج البتول علی قامع الشرک۔ علی واقع الافلاک۔ علی تابع السباب۔ علی رد الاحتجاب۔ علی حالم العلم علی ابو الائمۃ علی فارج الکرب۔ علی خلیفۃ الرب۔ علی ذو العجائب علی ذو الغرائب علی خلیفۃ اللہ۔ حیدرۃ ابو تراب۔ علی بن ابی طالب۔ امیر المومنین

ہمارے آئمہ کا ذکر بارہ حروف پر مشتمل ہے الائمۃ من قریش۔ النبی والامام علی واولادہ حق۔ فاطمۃ الزهرا۔ الحسن والحسین۔ الحسن المسموم۔ الحسین الشهید۔ الحسین بن علی علی ذوالثفنات۔ الامام الباقر۔ الامام الصادق۔ الامام الکاظم۔ الرضا رضی موسیٰ۔ ابوجعفر التقی۔ ابو الوصی النقی۔ الحسن العسکری الحجۃ المنتظر۔ اثنا عشر خلیفۃ۔ اثنا عشر اماما۔ اثنا عشر نقیبا۔ اثنا عشر اسباطا الحجج اثنا عشر۔ الائمۃ اثنا عشر۔ اصحاب الاعراف۔ ذریۃ نبی الهدی۔ اهل بیت الرسول۔ العترۃ الزکیۃ۔ کتاب اللہ العترۃ۔ المنصوص علیهم۔ صلی اللہ علیه

ولیهم فی الجنۃ ۔ عدوهم فی النار ۔

لقد اتانا خبر بانهم اثنا عشر   وسیلتی فی محشری ائمتی اثنا عشر

مجھے حدیث سے معلوم ہوا ہے کہ رسول اللہ صلعم کے خلفا بارہ ہیں قیامت کے روز میرا وسیلہ بارہ امام ہیں۔

کلمات حق کی حروف بارہ ہیں انهم الصدیقون ۔ الهدی دین الحق ۔ ائمۃ امنا اللہ العقل حجۃ اللہ ۔ اشرع دین ۔ الدین الاسلام ۔ انجاۃ الایمان ۔ العماد القرآن ۔ الوعد والوعید ۔ الحیاۃ والموت ۔ البعث والنشور ۔ محاسبۃ العباد ۔ الجنۃ والجحیم الثواب الدائم ۔ العقاب الدائم ۔ من تفقہ استبصر ۔ لاعمل الا بنیۃ ۔ الطهر وضو وغسل ۔ الوضو غسل و مسح ۔ الکعبۃ القبلۃ الصلوٰۃ الخمس ۔ الزکاۃ الصوم ۔ لاج الاجمرۃ ۔ الصفا والمروۃ ۔ الطواف والسعی ۔ والمشعر الحرام

علم حروف کے ذریعے استخراج ۔ محمدؐ کی ح "اور دال" کے بارہ عدد ہوتے ہیں ۔ آدم کی دال اور حوا کی ح کے بارہ ہیں ۔ بسم کی ب ۔ اللہ کا الف رحمٰن کی ح ۔ اور رحیم کا الف بارہ ہوتے ہیں ۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم میں تین میم ہیں یعنی اہل بیت میں تین محمدؐ ہیں ۔ اور اس میں چار لام ہیں یعنے چار علی ہیں ۔ اور اس میں ی حسین پر دلالت کرتی ہے ۔ سین اور نون حسن پر دلالت کرتے ہیں ۔ ر جعفر پر اور س موسیٰ پر ۔ دلالت کرتا ہے ۔

سورہ قل ہو اللہ کے حروف کی تعداد ۴۸ ہے جو ائمہ کی تعداد کے چار مرتبہ ہے ۔

الم ۔ حم ۔ قرآن مجید میں بارہ جگہ وارد ہیں ۔ مفسرین نے کہا ہے کہ معجم حروف جو سورتوں کے شروع ہیں اللہ کا ایک بھید ہیں ۔ کھیعص سے علی اور فاطمہ کا نام نکلتا ہے ۔ حٰمٓ میں تین حروف محمدؐ کے ہیں طٰہٰ میں دو حروف فاطمہؑ کے ہیں یٰس میں دو حرف حسنؑ اور حسینؑ کے ہیں ۔ آئمہ معصومین علیہم السلام کے ناموں کے حروف ۴۲ ہیں ۔ ۲۸ مکرر ہیں اور ۱۴ غیر مکرر ہیں ۔ یہ علی حسن ، محمد اور روف ہیں اور منقوط محمدؐ سے محمدؐ تک بارہ ہیں ۔

اعراض دو قسم ہیں ۔ اللہ تعالیٰ کا فعل اور ہمارا فعل ۔ اللہ تعالیٰ کے افعال بارہ ہیں ۔ حیات ، قدرت ۔ ثبوت ۔ نفاذ ۔ طعم ۔ رائحہ ۔ حرارت ۔ برودت ۔ رطوبت ۔ یبوست اور فنا ۔ اور یہ اس

بات پر دلالت ہے۔ کہ امامت اللہ تعالیٰ کی جانب سے بطور نص واقع ہے اس میں لوگوں [illegible]
انتخاب کو دخل نہیں اور یہ آئمہ تعداد میں بارہ ہیں۔ علم اصول فقہ کی بنیاد بارہ چیزوں [illegible]
خطاب۔ اوامر۔ نواہی۔ عموم خصوص [illegible] مجمل، بیان، نسخ، اخبار۔ اجماع، اجتہاد اور [illegible]
نحو میں اسم۔ فعل حرف اور یا حروف ندا میں ہے۔ وہ بارہ ہیں۔ لفظ اثنیٰ عشر اپنے اصل [illegible]
میں معرب ہے۔ یہ اپنے اخوات پر اشرف ہے۔ جس طرح نبی کے بعد آئمہ تمام مخلوق سے اشرف
ہیں۔ ثلاثی کے وزن بارہ ہیں۔ وہ اس طرح کہ فا کلمہ پر فتحہ ہوگا یا ضمہ یا کسرہ یا سکون، تین کو
چار سے ضرب دو۔ تو بارہ ہوں گے۔

دو رکعتوں کی تکبیریں بارہ ہیں جنت کا وعدہ بارہ شرطوں میں سے ہے۔ فرض نماز دن رات میں
سترہ رکعتیں ہیں ان میں بارہ معصومین علیہم السلام پر دال ہیں۔ اور پانچ تکبیریں اصول خمسہ کو بتلاتی ہیں
اعلام تک بارہ ہیں۔ حج قرآن و افراد کعبہ کی چار جانب سے ۱۲ میل تک کے لئے ہے۔ مسجد نبوی
کے بارہ دروازے ہیں۔ الواح موسیٰ بارہ ہاتھ لمبی تھیں آیت واذا راوا تجارۃ او لھوا کی
تفسیر میں ہے کہ جو لوگ آنحضرت کے پیچھے نماز پڑھنے میں باقی رہ گئے تھے۔ وہ بارہ تھے۔ باقی سب
بھاگ گئے تھے۔ ایک روایت میں ہے کہ آٹھ آدمی باقی رہ گئے تھے [illegible]
[illegible]
[illegible]
[illegible]

حروف کے اعداد کے لحاظ سے۔ ومن الحجۃ علی عبادہ بعد الرسول (۸۰۳)
رسولوں کے بعد بندوں پر اللہ کی حجت کون شخص ہے؟ علی بن ابی طالب امامنا ووصی
المصطفیٰ بعدہ (۸۰۳) علی ابن ابی طالب ہمارے امام ہیں مصطفیٰ کے بعد آپ کے وصی ہیں
من یکون القدوۃ القائم بالحجۃ بعد علی بن ابی طالب عموزن الحسن بن علی النقی (۸۵۲)
ومن الحجۃ بعد النقی الحسن بن علی ہموزن البر المقتول الحسین بن علی (۱۱۲۱)
ومن الحجۃ بعد الحسین بن علی " الزکی علی بن الحسین بن علی (۵۵۱)
ومن تام بعد اسید علی بن الحسین " اتیم القاسم محمد بن علی (۷۹۳)
ومن تام بعد الباقر حجۃ " الصادق محمد بن جعفر (۷۳۹)

ومن هو الامام القدوۃ القائم بالحجۃ بعد الصادق } موزان الامین وصی الاوصیاء موسیٰ بن جعفر (۸۹۸)

ومن فی الارض بعد موسیٰ حجہ " الرضا علی بن موسیٰ حجہ (۱۳۳۶)

ومن کان القائم بالحق بعد علی بن موسیٰ الحجۃ " محمد بن علی الثقۃ (۸۹۱)

فمن الحجۃ بعد محمد بن علی " الولد الصالح الزکی علی بن محمد (۵۴۷)

ومن القدوۃ من القائم بالحجۃ بعد الناصح علی بن محمد " الخالص حسن بن علی (۱۲۶۹)

دوسری قسم بلحاظ آیات قرآنی

ذریۃ بعضہا من بعض واللہ سمیع علیم " وذریۃ بنی اللہ من فاطمہ وامیر المومنین وہم احد عشر منہم مہدیہم القائم بالحق (۳۱۵۶)

جعلناکم امۃ وسطا لتکونوا شہداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شہیدا " ہولاء وہم الائمۃ الامناء اثنا عشر العلماء اہل البیت المصطفیٰ واصحاب الاعراف یوم القیامۃ صلی اللہ علیہم (۳۰۹۹)

کنتم خیر امۃ اخرجت الناس " وہم النبی رسول اللہ والائمۃ الاثنا عشر اہل البیت امنا اللہ سلام اللہ علیہم (۲۴۴۱)

ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منہم لعلمہ الذین یستنبطونہ منہم " ذلک ہم العلماء من اہل بیت محمد الرسول الاثنا عشر العدول صلی اللہ علیہم (۲۸۱۹)

یاایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ و اطیعوا الرسول واولی الامر منکم " اولیاء امر الامۃ آل نبی الرحمۃ " الاثنا عشر الائمۃ (۱۶۸۴)

فکیف اذا جئنا من کل امۃ بشہید " الشہود بعد النبی علی الامۃ

یہ تحریر کہاں تھی۔ اور کہاں لکھی گئی تھی؟ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول کے فرزند! اللہ اس کا
اور آپ اس کو بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا۔ یہ تحریر حضرت آدمؑ کی خلقت سے دو ہزار سال پہلے تحریر
تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں دین قیم کا ذکر کیا گیا ہے۔ جس کا اختیار کرنا واجب اور ترک کرنا کفر
اس میں کوئی شک نہیں کہ مہینوں اور سالوں کی معرفت ماہ رمضان اور ذوالحجہ کے سوا واجب
ہے۔ اور جو شخص اس حالت میں مر گیا۔ کہ اسے مہینوں اور سالوں کی معرفت نہیں تھی۔ تو وہ قابل
نہیں ہوگا۔ ہاں اگر ائمہ کی معرفت کے بغیر مر گیا۔ تو جاہلیت کی موت مرے گا۔ عبدی نے کہا ہ

اسمتی سادۃ ابرابا عددا کما عدت الشہور

ایک اور نے کہا ہے

ذخیرتی للحشر والنشور اسمتی فی عدد الشہور

علاوہ مہینوں کے یہ حصے ہیں۔ دن رات۔ صبح و شام۔ گرمی۔ خریف۔ جاڑہ۔ ربیع۔ آغاز ماہ
۔ نصف ماہ۔ اور آخر ماہ ان کی تعداد بارہ ہے)

روضۃ الواعظین میں صقر بن ابی دلف سے ایک لمبی حدیث بیان کی گئی ہے۔ کہ میں نے ابو
امام علی نقی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ اے آقا! ایک حدیث رسول اللہ صلعم سے
ہے لیکن اس کا مطلب میری سمجھ میں نہیں آتا۔ آپ نے فرمایا وہ کون سی حدیث ہے؟ عرض
ا دوا الایام فتعادیکم کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا سبت (شنبہ) رسول اللہ کا نام ہے۔ احد
المومنین سے کنایہ ہے۔ اثنین (دو شنبہ) حسن اور حسین ہیں۔ ثلثا (سہ شنبہ) علی بن حسین۔
اور جعفر بن محمد مراد ہیں۔ اربعاء (چہار شنبہ) سے مراد موسیٰ بن جعفر، محمد بن علی اور میں خود ہوں۔
مراد میرا بیٹا حسن ہے اور جمعہ سے مراد میرے بیٹے کا فرزند مراد ہے۔ جس کے پاس حق کا گروہ
پ وہ ہیں۔ جو زمین کو اس قدر عدل و انصاف سے بھر دیں گے۔ جس قدر کہ وہ ظلم و جور سے
ہوگی۔ ان دونوں کے یہی معانی ہیں۔ ان سے دنیا میں دشمنی نہ کرو۔ ورنہ وہ آخرت میں تم سے
گے۔

درجات کے بارہ بارہ گھنٹے ہیں ـــــ جنت کی نہریں بتفصیل ذیل بارہ ہیں:۔
ن ماء غیر آسن وانہار من لبن لم یتغیر طعمہ، وانہار من خمر لذۃ للشاربین

وانہار من عسل مصفٰی (ویسقون فیہا کاسا کان مزاجہا کافورا، عینا فیہا تسمی سلسبیلا
انا اعطیناک الکوثر۔ یسقون من رحیق مختوم۔ (ومزاجہ من تسنیم) فیہا عینان تجریان
فیہا عینان نضاختان

ایک حدیث میں ہے۔ کہ جبرائیل نے کہا اسرافیل کے بارہ پر [illegible]

[illegible]

بڑے بڑے جزیرے بارہ ہیں۔

ابوالصفا سے روایت ہے۔ کہ امام رضا علیہ السلام نے والی الجبال کیف نصبت کے
بارے میں فرمایا۔ اس سے مراد اوصیاء ہیں۔

ظاہر عالم بارہ ہیں:۔ گھاس۔ ترکاریاں۔ پھول۔ دانے۔ درخت پھل والے۔ غیر پھل والے
حشرات الارض۔ تیرنے والے جانور۔ اڑنے والے جانور۔ درندے چوپائے اور آدمی

بڑھنے والی چیزیں بارہ ہیں۔ حالت۔ تازگی۔ نرمی۔ حمل۔ قوت۔ پختگی۔ خوشبو۔ ذائقہ
خرید۔ فروخت۔ اکل۔ استعمال۔

اجساد بارہ ہیں۔ سونا۔ چاندی۔ رانگ۔ سیسہ۔ شیشہ۔ کہربا۔ تانبا۔ نارکول گندھک
پارہ۔ لوہا۔ پتھر۔

جواہرات بارہ ہیں:۔ موتی۔ یاقوت۔ لعل۔ فیروزہ۔ عقیق۔ جزع۔ [illegible]۔ زمرد۔
الماس۔ یشب۔ بسد۔ لاژورد۔

خوشبوئیں بارہ ہیں۔ عنبر۔ مشک۔ کافور، عود، گلاب۔ غالیہ۔ زعفران۔ زباد اور ان
کے مرکبات۔

خوشبوؤں میں سب سے بہتر پھول بارہ ہیں:۔ گلاب، نرجس، سوسن، بنفشہ۔ خیری۔ سنبل،
نیلوفر، چنبیلی۔ بیلا۔ ریحان۔ شبو۔ موتیا۔

میٹھی چیزیں بارہ ہیں:۔ گنا۔ شہد۔ انگور۔ چھوہارہ۔ ترنجبین۔ من۔ سکنجبین۔ آم،
خربوزہ۔ کیلا۔ عناب۔ انار۔

انسانی جسم میں بارہ چیزیں ہیں :۔ بال، ناخن ۔ جلد ۔ گوشت ۔ چربی ۔ مینگ ۔ خون رگیں پٹھے ۔ منی ۔ پیشاب ۔ پاخانہ

ہماری نشوونما ۔ بارہ چیزوں سے ہے ۔ علقہ ۔ مضغہ، ہڈی، گوشت ۔ جنین ۔ رضیع ۔ دودھ بڑھائی، بچپن، جوانی، ادھیڑ عمر ۔ بڑھاپا ۔ آخر میں میت ۔

اندرونی اعضاء بارہ ہیں :۔ مجرائے ہوا ۔ مجرائے طعام ۔ شراب ۔ قلب ۔ جگر ۔ پھیپھڑا ۔ تلی گردے ۔ پتہ ۔ مثانہ ۔ معدہ علیا ۔ معدہ سفلیٰ ۔

اعضائے متصلہ بارہ ہیں :۔ قدم ۔ ساق ۔ ران ۔ ہاتھ ۔ بطن ۔ صدر ۔ پشت ۔ گردن ۔ سر

دوسرے اعضا بارہ ہیں :۔ دو قدم ۔ دو پنڈلیاں ۔ دو رانیں ۔ دو بازو ۔ دو ہتھیلیاں اور منہ ۔ قد ۔ کان ناک وغیرہ کے ۔

فروق بارہ ہیں :۔ دو آنکھیں ۔ دو کان ۔ دو نتھنے ۔ منہ ۔ پستان ۔ شرمگاہ ۔

چہرہ میں بارہ چیزیں ہیں :۔ پیشانی ۔ دو ابرو ۔ دو آنکھیں ۔ دو رخسار ۔ ناک ۔ منہ ۔ دو لب اور زبان ۔

ہاتھ، پاؤں ۔ ہڈیوں کے جوڑ انگوٹھوں کے علاوہ باقی انگلیوں میں بارہ بارہ ہیں ۔ اور انگوٹھا بمنزلہ نبی کے ہے ۔

دابہام خیر المرسلین محمد   نعلی عبد الواحد المتکبر

خصال قلوب بارہ ہیں :۔

ذہن ۔ انتباہ ۔ سرح ۔ حیات ۔ حیا ۔ بصر ۔ فہم ۔ یقین ۔ عقل ۔ معرفت ۔ خوف اور رجا اور قلب بمنزلہ نبی کے ہے ۔

فصل

ان الفاظ کے بارے میں جو آئمہ معصومین علیہم السلام کی مدح میں بیان کئے جاتے ہیں

محمد نبی الجبار ۔ محمد جبار خدا کے نبی ہیں ۔ علیؑ کرار غیر فرار ۔ علیؑ بڑھ بڑھ کر حملہ کرنے والے اور بھاگنے والے نہیں ہیں ۔ الحسن مسموم الفجار ۔ حسنؑ کو فاجروں نے زہر دیا ہے ۔ الحسین قتیل الکفار ۔ حسینؑ کو کافروں

نے نقل کیا ہے السجاد شمس الابرار۔ سید سجاد نیک لوگوں کے سورج ہیں۔ الباقر انس الخیار۔ محمد باقر اچھے لوگوں سے مونس ہیں۔ الصادق سید الاحرار۔ امام جعفر صادق آزاد لوگوں کے سردار ہیں الکاظم خیر الاخیار۔ امام موسےٰ کاظم اچھے لوگوں سے اچھے ہیں۔ الرضا قدس الاسرار۔ امام رضا اسرار کے قدس ہیں۔ التقی المبرا من العار۔ امام محمد تقی عیب سے پاک ہیں۔ النقی المولی الابرار۔ امام علی نقی نیکوکار ولی ہیں۔ الزکی المطہر من اشنار۔ امام حسن عسکری زکی پاک ہیں۔ والمھدی ولی الثار۔ امام مہدی عجل اللہ ذریعہ انوں کا بدلہ لینے والے ہیں۔

محمدؐ خاتم الانبیاء۔ محمدؐ آخری نبی ہیں۔ علیؑ سید الاوصیاء علی اوصیاء کے سردار ہیں۔ الحسن ولی الاصفیاء حسنؑ اصفیا کے ولی ہیں۔ الحسین امام الشہداء۔ حسین شہدا کے امام ہیں۔ السجاد زین الاتقیاء۔ سید سجاد پرہیزگاروں کی زینت ہیں۔ الباقر علم الاولیاء۔ امام محمد باقر اولیا کا علم ہیں۔ الصادق ظہیر الفقراء۔ امام صادق فقرا کے مددگار ہیں۔ الکاظم مونس الضعفاء۔ امام موسےٰ کاظم کمزوروں کے مونس ہیں۔ الرضا معلم الفقہاء۔ امام رضا فقہا کے استاد ہیں۔ التقی میراث النقباء۔ امام محمد تقی نقبا کی میراث ہیں۔ النقی مزین الامراء۔ علی نقی امرا کو زینت بخشنے والے ہیں۔ الزکی ولی الحنفاء حسن عسکری دین حنیف پر چلنے والے لوگوں کے ولی ہیں۔ والمھدی آخر الخلفاء۔ مہدی آخری خلیفہ ہیں

محمد رکن الاعلام محمد اعلام کا رکن ہیں۔ علی حصن الاسلام علی اسلام کا قلعہ ہیں الحسن شرف الکرام حسن نیک لوگوں کا شرف ہیں۔ الحسین زین الایام۔ حسین دنوں کی زینت ہیں۔ السجاد فخر الانام سجاد لوگوں کا فخر ہیں۔ الباقر ذکر الاعلام باقر علام کا ذکر ہیں الصادق السید والامام صادق سید اور امام ہیں۔ الکاظم مزین المقام کاظم مقام کو زینت دینے والے ہیں۔ الرضا البدر التمام رضا چودھویں کا چاند ہیں۔ التقی البلد الحرام تقی بلد حرام (مکہ) ہیں۔ النقی افضل الصیام نقی افضل ترین روزہ ہیں۔ الزکی مرشد الاقوام زکی قوموں کو ہدایت کرنے والے ہیں المھدی الخلف للاقوام مہدی لوگوں کے خلیفہ ہیں۔

محمد سراج الدین۔ محمدؐ دین کا چراغ ہیں۔ علی امیر المومنین علی مومنین کے امیر ہیں الحسن مفتاح الیقین حسن یقین کی کنجی ہیں۔ الحسین مصباح المتقین حسین متقین کے مصباح ہیں۔ السجاد زین العابدین سجاد عابدوں کی زینت ہیں۔ الباقر علم النبیین۔ باقر انبیا کے علم کو ظاہر کرنے والے

ہیں۔ الصادق مقتدی الصادقین صادق صادقین کے مقتدا ہیں۔ الکاظم رحم لمساکین کاظم مساکین پر رحم کرنے والے ہیں۔ الرضا مقدم المنفقین رضا منفقین سے بڑھے ہوئے ہیں۔ التقی امام المحققین تقی محققین کے امام ہیں۔ النقی مولی المشتاقین نقی مشتاقین کے آقا ہیں۔ الزکی رئیس السابقین زکی سابقین کے سردار ہیں۔ المھدی خلیفۃ اللہ فی العالمین مہدی کائنات میں اللہ عزوجل کے خلیفہ ہیں۔

محمد النبی۔ علی الوصی۔ الحسن الرضی، الحسین الوفی۔ السجاد الحیی۔ الباقر السخی الصادق الوفی۔ الکاظم الولی۔ الرضا العلی۔ التقی الصفی، النقی الجلی۔ العسکری الزکی۔ القائم المھدی

اللھم صل علی سراج الوھاج والغیث الثجاج المکرم لیلۃ المعراج الداعی الی افضل شرع ومنھاج۔ وصل علی سید العرب وحائز الفخر والحسب والعزیز الاغلب والاعز المھذب، وصل علی سلیلۃ المصطفیٰ وحلیلۃ المرتضیٰ ابنۃ رسول رب الارض و السماء سیدۃ النساء فاطمۃ الزھراء

وصل علی الحجۃ النبوی الفاطمی الامام الرضی الحسن بن علی

وصل علی السید الرشید الفارس المصندید ذی الباس الشدید الحسین الشھید

وصل علی زین العباد وفخر الزھاد وامان اھل البلاد المعروف بالسجاد

وصل علی محی سنن الاوصیا المصطفی بالنفس والاباء المرتضی للابتہال والانتھاء باقر علم الانبیاء

وصل علی النور المشرق والشجاع المطرق والعسل المسروق والکوکب المتالق الی عبد اللہ جعفر الصادق

وصل علی الامام المطھر واللیث الغضنفر السید علی البشر ابی الحسن موسیٰ بن جعفر

وصل علی الطور الاشم والبحر الخضم السید المحترم امام العرب والعجم علی موسیٰ المعظم

وصل علی الامام الوفی۔ والبطل الکمی ذی الحسب العلی محمد بن علی التقی

وصل علی العلم المویّد والامام المسدد والمعصوم المجرد علی بن محمد

وصل علی السراج المضیٔ والشرف العلی الامام الزکی الحسن العسکری

وصل على الامام الحاكم العامل العالم الثائر المنتقم الحجة القائم

النذير المبين الصادق الامين خاتم النبيين ورسول رب العالمين.

النجم الثاقب الرفيع المراتب الكثير المناقب غالب كل غالب علی بن ابی طالب

زوجته العذراء الانسية الحوراء البتول العذراء المزوجة في السماء فاطمة الزهراء

السند المعصوم والسيد المسموم الرضا المؤتمن ابومحمد الحسن السيد الامين

الواضح الجبين المرکن الرکين الميزان کل شئ ابوعبد الله الحسين

عصمة المسلمين وامام الصابرين ورئيس البکائين وافضل القانتين وسيد المجتهدين

علی بن الحسين زين العابدين

القمر الباهر والبا هر والنجم الزاهر والبحر الذاخر والنور الظاهر والامام

الطاهر محمد بن علی الباقر

النوع الباسق واللسان الناطق تامع کل صادق جعفر بن محمد الصادق

السيد العالم والعادل الحاکم والسيف الصارم القادر القائم موسی بن جعفر الکاظم

الشرق والحجی والضيا المستضاء والنور المصفی قتيل طوس بالقضاء علی بن موسی الرضا

النور المضی والبطل الکمی والفارس الجری واسع الزکی والمهمل الروی محمد بن علی التقی

الامامين العادلين وارثی المشعريين واما می الحی بين المدفونين بسر من رای علی

والحسن. الخلف المفضال اکرم الاخيار ومبيد عصبة الکفار محمد بن الحسن العادل

المهدی.

اللهم صل علی الدعوة النبوية والحجة الحيدرية والاعلام الحسنية والعلاية

الحسينية والسعادة السجادية والعلوم الباقرية والماثر الجعفرية والاسرار الکاظمية

والحجج الرضوية والانوار المحمدية والشروح العلوية والهيبة العسکرية والخلافة

الصالحة المنتظرة

اللهم بحق محمد وامتد وعلی وشيعته وفاطمة وعترتها والحسن ودعوته والحسين و

شهادته والسجاد وزهادته والباقر وجلالته والصادق واستقامته والکاظم وانابته و

الرضا وآيته والتقی وجلالته والنقی وهدايته والزکی ونهايته والمهدی وغيبته

باب چہارم

درجات امیر المومنین علیہ السلام

فصل ۱۴

مقدمات کا بیان

تمام امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ کسی شخص کی ولایت انتخاب اور شورے سے نہیں ہوتی
تاب اور سنت میں ان صفات کو پائیں جو اس شخص کے نام اور صفات پر دلالت کریں جب ان
صفات مل جائیں۔ تو اس کو اپنا ولی بنالیں۔ اور اپنے امور کا منتظم قرار دیں۔

معتزلہ فرقہ کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے۔ کہ جن صفات کے باعث انسان تعظیم وصی کا مستحق
یا ہے وہ صفات اور لوگوں کی نسبت علی میں زیادہ پائے جاتے ہیں۔ وہ صفات مندرجہ ذیل ہیں۔
(۱) علم (۲) جہاد (۳) پرہیزگاری (۴) سخاوت

اور وہ صفات جن پر دلیل سمعی دلالت کرتی ہے۔ جس کے باعث اور لوگوں کی نسبت زیادتی ثواب
فضیلت کے لحاظ سے حضرت علی بڑھے ہوئے ہیں۔ وہ حدیث طیر اور حدیث تبوک ہے ان دونوں
یث کے علاوہ اور احادیث بھی آپ کی فضیلت پر دلالت کرتی ہیں۔ جس صاحب میں یہ صفات موجود ہیں
حب عصمت ہوتا ہے۔ اس بات پر بھی لوگوں کا اجماع ہو چکا ہے۔ کہ تمام فضائل سے افضل فضیلت
ت اسلام ہے۔ پھر قرابت پھر علم پھر ہجرت پھر جہاد پھر راہ خدا میں مال خرچ کرنا۔ پھر زھد اور
اور رسول اللہ صلعم کی رضامندی کا بیان اس کتاب میں کئی مقامات پر موجود ہے آپ کے متعلق قرابت
ا ہونا شک وشبہ سے بالا تر ہے حمزہ، جعفر، حسن، حسین اور عباس وغیرہ بھی رسول اللہ کے رشتہ دار ہیں
رسول کی وجہ سے اللہ نے ان پر صدقہ حرام کر دیا ہے۔ علی علیہ السلام ان سے زیادہ خصوصیات کے
ہیں۔ گو وہ خصوصیات مختلف امور میں آپ کے ساتھ مختص ہیں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے
میں علی علیہ السلام کی خاص فضیلت کے بارے میں دریافت کیا گیا۔ امام علیہ السلام نے فرمایا۔ آپ سبقت
لام کی وجہ سے رشتہ داروں سے فضیلت لے گئے اور دور والوں سے قرابت رسول کی وجہ سے

فائق رہے۔ دیک الجن نے کہا ہے

قرابة ونصرة وسابقة هذا المعالي والصفات الفائقه

علی، قرابت، نصرت سبقت اسلام کی وجہ سے لوگوں سے بڑھ گئے۔ یہ صفات جن میں آپ سب سے ممتاز ہیں۔

حمیری نے کہا ہے

ما استبق الناس الی غایة الاحوی اسبق علی سبقه

لوگ سبقت کی انتہا تک نہ پہنچ سکے۔ آپ نے سبقت کو انتہا تک حاصل کر لیا تھا۔

ابن حماد نے کہا ہے

اما امیر المومنین فانه سبق الهداة ولم یکن مسبوقا

امیر المومنین نے سب لوگوں سے نیکیوں کی طرف سبقت کی۔ اور آپ کسی کے پیچھے نہیں رہے۔

اختاره رب العلی واقامه علما الی سبل الهدی وطریق

آپ کو رب علا نے چن لیا تھا۔ اور آپ کو ہدایت کے راستوں اور راہ کا علم مقرر کیا۔

ہم علی علیہ السلام کے فضائل تین صورتوں میں پاتے ہیں۔ پہلے وہ فضائل جن میں آپ صحابہ کے ساتھ شریک ہیں۔ دوسرے وہ خصوصیات ہیں جو آپ میں اور دیگر صحابہ میں موجود ہیں لیکن آپ ان میں منفرد ہیں۔ تیسرے وہ خصوصیات ہیں۔ جن میں آپ منفرد اور یکتا ہیں۔

جابر انصاری سے روایت ہے۔ کہ اصحاب نبی میں اٹھارہ خصوصیات تھیں۔ ان میں تیرہ خصوصیات صرف حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ مختص تھیں۔ اور آپ باقی پانچ خصوصیات میں بھی ہمارے ساتھ شریک تھے۔

الفضائل میں عکبری عبد اللہ بن شداد سے وہ بن ہاد سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی علیہ السلام کی اٹھارہ ایسی فضیلتیں ہیں جو اُمت میں کوئی آدمی بھی ان میں آپ کے ساتھ شریک نہیں۔

ابن بطہ الابانہ میں عبد الرزاق سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ علی بن ابی طالب اصحاب رسول صلعم سے یک صد زیادہ فضیلتیں رکھتے ہیں۔ اور اصحاب رسول کے ساتھ ان کی فضیلتوں میں بھی برابر کے شریک ہیں۔

کتاب ابوبکر بن جزویہ میں تحریر ہے کہ نافع بن ازرق نے عبد اللہ بن عمر سے کہا۔ کہ میں علیؑ سے دشمنی رکھتا ہوں آپ نے کہا۔ اللہ تعالیٰ تم سے دشمنی رکھے تم ایسے شخص سے دشمنی رکھتے ہو جس کی ایک فضیلت ایسی ہے جو دنیا اور ما فیہا سے افضل ہے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا سابق الاسلام ہونا

معتبر روایات کی رُو سے رسول اللہ صلعم پر اسلام لانے والوں کی ترتیب حسب ذیل طریق پر واقع ہے۔
علی۔ خدیجہ۔ جعفر۔ زید۔ ابوذر۔ عمرو بن عتبہ۔ اسلمی۔ خالد بن سعید بن عاص۔ عمار کی والدہ سمیہ۔ عبیدہ بن
ث۔ حمزہ۔ خباب بن ارت۔ سلمان۔ مقداد و عمار۔ عبداللہ بن مسعود۔ ایک جماعت کے ساتھ ابوبکر۔ عثمان۔ طلحہ
یر۔ سعد بن ابی وقاص۔ عبدالرحمن بن عوف۔ سعید بن زید۔ صہیب اور بلال۔ تاریخ طبری میں تحریر ہے۔ کہ حضرت
۵۰ مردوں اور ۲۱ عورتوں کے بعد اسلام لائے۔ انساب الصحابہ میں طبری سے اور المعارف میں قتیبی سے اسلام
نے والوں کی ترتیب حسب ذیل ہے۔ خدیجہ۔ علی۔ زید۔ ابوبکر۔

یعقوب نسوی نے اپنی تاریخ میں تحریر کیا ہے۔ کہ حسن بن زید نے کہا کہ ابوبکر تین آدمیوں کے اسلام لانے
بعد اسلام لائے۔ قرطبی نے تحریر کیا ہے کہ حضرت علی حضرت ابوبکر سے پہلے اسلام لائے۔

علامہ جاحظ نے بڑے کروفر کے بعد کتاب العثمانیہ میں اس بات کا اعتراف کیا ہے۔ کہ زید اور خباب
سے پہلے اسلام لائے۔ اس بات کو کسی نے نہیں کہا۔ کہ یہ دونوں حضرت علی سے پہلے اسلام لائے۔ اور
ت ابوبکر نے بذات خود حضرت علی کے سابق الاسلام ہونے کی گواہی دی ہے۔

ابوذرعہ دمشقی اور ابواسحاق ثعلبی اپنی اپنی کتابوں میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے کہا کہ
س گھڑی پر افسوس ہے۔ کہ اس میں علی بن ابی طالب مجھ سے سبقت لے گئے تھے۔ اگر میں سبقت
جاتا تو میں سابق الاسلام کہلاتا۔ معاذۃ العدویہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے حضرت علی کو بصرہ کی
کے منبر پر فرماتے ہوئے سُنا۔ "انا صدیق الاکبر" میں صدیق اکبر ہوں۔ آمنت قبل ان یومن ابوبکر۔
بوبکر کے ایمان لانے سے پہلے ایمان لایا ہوں۔ واسلمت قبل ان یسلم عمراً۔ میں عمر کے اسلام لانے سے
اسلام لایا ہوں۔ بحوالہ معارف قتیبی۔ فضائل سمعانی۔ معرفۃ النسوی۔

تاریخ طبری میں قتادہ سالم بن ابی جعد۔ محمد بن سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے
اپ سے پوچھا۔ کہ آپ لوگوں سے پہلے حضرت ابوبکر اسلام لائے تھے۔ فرمایا ایسا نہیں ہے۔ بلکہ آپ
پہلے چالیس آدمیوں سے زیادہ لوگ اسلام لائے تھے۔ لیکن وہ اسلام کے لحاظ سے ہم سے افضل تھے۔
عثمان نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا کہ اگر آپ نے مجھ سے پہلے سبقت اختیار کی
تو آپ سے پہلے ان لوگوں نے سبقت اختیار کی ہے۔ جو آپ سے اور مجھ سے بہتر تھے۔ امیر المومنینؑ
پوچھا۔ مجھ سے بہتر کون شخص تھے۔ عثمان نے کہا ابوبکر اور عمر۔ حضرت امیر علیہ السلام نے کہا تم غلط کہتے ہو

میں تم سے اور ان دونوں سے بہتر ہوں۔ میں نے تم سے اور ان سے پہلے اللہ کی عبادت کی۔ اور تمہارے بعد بھی عبادت کرتا رہوں گا۔ حسان نے ایک شعر کے ذریعے اس بات کا اظہار کیا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر حضرت علیؑ سے پہلے اسلام لائے تھے۔ حسان ایک شاعر ہے اور اس کی دشمنی علی علیہ السلام سے ظاہر ہے۔ اس بارہ میں ابوہریرہ کی روایت قابل اعتبار نہیں ہے۔ کیوں کہ وہ خاذبین میں سے تھا۔ اور کثرت روایات کے سبب حضرت عمر نے اس کو درہ مارا تھا۔ اور کہا تھا۔ کہ یہ بڑا جھوٹا ہے۔ ابراہیم نخعی کی روایت اس لحاظ سے ساقط الاعتبار ہے۔ کہ وہ پکا ناصبی ہے۔ اور اس نے حضرت امام حسین کا ساتھ چھوڑ دیا تھا۔ اور ابن اشعث کے ساتھ رہ کر عبیداللہ بن زیاد کے لشکر میں شامل ہو کر خراسان کی طرف خروج کیا تھا۔ اور کہا کرتا تھا۔ کہ صلیب کی شراب سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔

وہ روایات جن کی رو سے یہ بات ثابت ہے کہ حضرت علی سب سے پہلے اسلام لائے

اس بارے میں کتابیں تصنیف ہو چکی ہیں۔ بعض روایات وہ ہیں جن کو سدی نے ابومالک سے وہ ابن عباس سے آیت والسابقون السابقون اولئک المقربون کے تحت روایت کرتے ہیں۔ کہ اس آیت میں سابق الاسلام علی بن ابی طالب ہیں۔ مالک بن انس ابوصالح سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ خدا کی قسم حضرت علی علیہ السلام نے اہل ایمان سے پہلے ایمان لانے میں پہل کی ہے۔ اور قیامت کے روز تمام بندوں سے پہلے جنت میں تشریف لے جائیں گے۔

ابوبکر شیرازی کی کتاب میں مالک بن انس سے وہ سمی سے وہ ابوصالح سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آیت والسابقون الاولون امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ آپ نے تمام لوگوں سے پہلے ایمان لانے میں سبقت کی ہے۔ اور دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی ہے اور دو بیعتیں کی ہیں ایک بیعت بدر اور دوسری بیعت رضوان۔ اور دو ہجرتیں کی ہیں۔ ایک ہجرت مکہ سے حبشہ کی طرف اور دوسری ہجرت حبشہ سے مدینہ کی طرف۔ (حضرت علی کی یہ ہجرت ثابت نہیں ہے۔ آپ نے صرف مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی ہے)

مفسرین کی ایک جماعت نے بیان کیا ہے۔ کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ بلکہ اکثر تفاسیر میں یہاں تک بیان کیا گیا ہے۔ کہ قرآن مجید کی جس آیت میں یاایہا الذین آمنوا سے خطاب کیا گیا ہے۔ اس آیت کے سردار علی علیہ السلام ہیں۔ کیوں کہ آپ تمام لوگوں سے پہلے اسلام لائے ہیں۔

الخصائص العلویہ میں نطنزی اپنے اسناد سے ابراہیم بن اسمٰعیل سے وہ مامون سے وہ رشید سے وہ مہدی سے وہ منصور سے وہ اپنے دادا سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے عمر بن خطاب کو کہتے ہوئے سنا۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے علی! تم مسلمانوں میں اسلام لانے کے لحاظ سے پہلے ہو۔ اور ایمان لانے میں مومنین سے پہلے ہو۔

المعرفتہ والتاریخ میں ابو یوسف نسوی نے تحریر کیا ہے کہ سدی نے ابو مالک سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ علیؑ مجھ پر سب سے پہلے ایمان لایا۔ اور سب سے پہلے میری تصدیق کی۔

حلیتہ الاولیاء میں ابو نعیم اور الخصائص میں نطنزی اپنے اسناد سے ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلعم نے علی علیہ السلام سے فرمایا۔ اور آنحضرت صلعم نے علی علیہ السلام کے دونوں کندھوں پر اپنا ہاتھ مار کر فرمایا۔ اے علی! سات خصوصیات ایسی ہیں جن کا تیرے ساتھ اور کوئی قیامت کے روز تک مقابلہ نہیں کر سکتا۔ تم تمام مومنین سے پہلے اللہ تعالیٰ کے ساتھ ایمان لائے سب سے زیادہ عہد خدا کے پورا کرنے والے ہو۔ تمام لوگوں سے رعایا پر زیادہ مہربان ہو سب سے زیادہ مساوی تقسیم کرنے والے ہو۔ فیصلے کی حقیقت میں سب سے زیادہ سوجھ بوجھ سے کام لینے والے ہو۔ اور قیامت کے روز سب سے زیادہ مرتبے والے ہو۔

خطیب اربعین میں مجاہد سے وہ ابن عباس سے۔ اسے احمد نے اپنی کتاب فضائل میں ثعلبی نے کتاب کشف میں اپنے اسناد کے ساتھ عبدالرحمٰن بن یعلیٰ سے وہ اپنے والد سے روایت کرتے ہیں۔ دونوں حضرات کا بیان ہے۔ کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ امتوں میں اسلام لانے میں سبقت کرنے والے تین شخص ہیں جنہوں نے ایک لمحہ بھی کفر نہیں کیا۔ وہ علی بن ابی طالب۔ صاحب یٰسٓ۔ اور مومن آل فرعون ہیں۔ یہ حضرات صدیق ہیں۔ علیؑ ان سے افضل ہیں۔

فردوس دیلمی میں تحریر ہے کہ حضرت ابو بکر نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلعم نے ثلۃ من الاولین وثلۃ من الاخرین کی تفسیر میں فرمایا۔ یہ دونوں گروہ اس امت میں ہوں گے۔

ثلۃ من الاولین کی تفسیر میں محمد بن فرات امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اس سے حضرت آدم کا مقتول فرزند ہابیل اور مومن آل فرعون مراد ہیں۔ اور وقلیل من الاخرین سے مراد علی بن ابی طالب ہیں۔

خرکوشی شرف النبی میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلعم نے علی علیہ السلام کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا۔ کہ تم لوگوں کو ہونا چاہیئے کہ یہ وہ شخص ہیں کہ قیامت کے روز سب سے پہلے مجھ سے مصافحہ کریں گے۔ یہ صدیق اکبر

ہیں۔ اور یہ اس امت کے فاروق ہیں۔ حق اور باطل کے درمیان حد قائم کریں گے۔ یہ مسلمانوں کے یعسوب ہیں۔ اور مال ظالموں کا یعسوب ہے۔

زید بن ارقم اور علیم کندی نے کہا۔ علی بن ابی طالب سب سے پہلے اسلام لائے۔ بحوالہ جامع ترمذی ابانہ عکبری۔ تاریخ خطیب۔ طبری۔

ابن عباس نے کہا جناب خدیجہؑ کے بعد سب سے پہلے علی علیہ السلام ایمان لائے۔ بحوالہ محمد بن سعد کتاب طبقات میں اور امام احمد بن حنبل مسند میں۔

تاریخ طبری اور اربعین خوارزمی میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ محمد بن اسحاق نے کہا۔ کہ سب سے پہلے رسول اللہ صلعم پر ایمان لانے والے آپ کے ساتھ نماز پڑھنے والے اور جو کچھ رسول اللہ صلعم اللہ کی طرف سے لائے اس کی تصدیق کرنے والے علی بن ابی طالب ہیں۔

عباد بن عبداللہ کا بیان ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ میں تمام لوگوں سے سات سال پہلے اسلام لایا تھا۔ بحوالہ فضائل الصحابہ عکبری۔ مسند امام احمد بن حنبل۔

ابوذر اور انس سے روایت ہے۔ حدیث کے الفاظ ابوذر کے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ فرشتوں نے مجھ پر اور علی پر سات سال پہلے درود بھیجا تھا۔ اس وقت کوئی شخص بھی اسلام نہیں لایا تھا۔ بحوالہ کتاب ابن مردویہ اصفہانی مظفر سمعانی امالی سہل بن عبداللہ مروزی۔

حبۃ العرنی نے کہا۔ کہ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلعم دوشنبہ کو مبعوث بہ رسالت ہوئے۔ اور میں سہ شنبہ کے روز اسلام لایا۔ بحوالہ تاریخ بغداد۔ رسالہ قوامیہ مسند موصلی۔ خصائص نطنزی

حضرت علی سب سے پہلے اسلام لائے۔ بحوالہ تاریخ طبری۔ تفسیر ثعلبی بذریعہ مندرجہ ذیل روایات محمد بن منکدر۔ ربیعہ بن ابی عبدالرحمن۔ ابوحازم مدنی۔ محمد بن سائب کلبی۔ قتادہ۔ مجاہد۔ ابن عباس۔ جابر بن عبداللہ۔ زید بن ارقم۔ عمرو بن مرہ۔ شعبہ بن حجاج

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا ؎

صدقتہ وجمیع الناس فی بہم　　من الضلالۃ والاشراک والنکد

میں نے رسول اللہ صلعم کی اس وقت تصدیق کی۔ جب تمام لوگ گمراہی شرک اور نحوست کی مصیبت میں گرفتار تھے۔ بحوالہ سربرآوردہ صحابہ۔ خیار تابعین۔ اکثر محدثین۔ جیسے سلمان۔ ابوذر۔ مقداد۔ عمار۔ زید بن صوحان حذیفہ۔ ابوہیثم۔ خزیمہ۔ ابو تراب عذری۔ ابی۔ ابو رافع۔ ام سلمہ۔ سعد بن ابی وقاص۔ موسیٰ اشعری انس بن مالک۔ ابوطفیل۔ جبیر بن مطعم۔ عمرو بن حمق۔ حبۃ العرنی۔ جابر بن حضرمی۔ حارث اعور۔ عبایۃ اسدی۔ مالک بن حویرث۔ قثم بن عباس۔ سعد بن قیس۔ مالک اشتر۔ ہاشم بن عقبہ۔ محمد بن کعب

ابومجاز، شعبی، حسن بصری، ابوبختری، واقدی، عبدالرزاق، معمر، سدی۔ ان حضرات کی روایات سے کتابیں بھری پڑی ہیں۔

حمیری نے کہا ہے

من فضله انه قد كان اول من ۔ صلی وآمن بالرحمن اذ کفروا

علیؑ کی ایک فضیلت یہ ہے کہ آپ نے سب سے پہلے نماز پڑھی۔ اور سب سے پہلے اللہ پر ایمان لائے۔ جبکہ تمام لوگ کافر تھے۔

من كان وحد قبل كل موحد ۔ يدعوا لا اله الواحد القهارا

من كان صلى القبلتين وقومه ۔ مثل النواهق تحمل الاسفارا

آپ سب سے پہلے موحد ہیں جنہوں نے لا الہ الا اللہ کہا۔ آپ نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔ جبکہ قوم گدھوں کی مانند کتابیں اٹھائے ہوئے تھی۔

حضرت علیؑ کا اسلام فطری تھا۔ اور دوں کا اسلام کفر کے بعد تھا۔ جو شخص کافر ہونے کے بعد اسلام لائے وہ نبوت کی صلاحیت نہیں رکھتا۔ جس شخص کا اسلام فطری ہو۔ وہ نبوت کی صلاحیت رکھتا ہے۔ اگر آنحضرت نے لا نبی بعدی کے ساتھ اپنے بعد نبی ہونے کی نفی نہ کی ہوتی۔ تو حضرت علیؑ آپ کے بعد نبی ہوتے۔

کسی نے پوچھا علی کب اسلام لائے، جواب دیا کافر کب تھے۔ آپ نے تو اسلام کی تجدید کی تھی۔

تفسیر قتادہ اور کتاب شیرازی میں ابن جبیر ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے کہا۔ خدا کی قسم جو بندہ بھی ایمان لایا تھا۔ اس نے پہلے بت پرستی کی تھی۔ اللہ تعالیٰ نے اس شخص کو بخش دیا تھا۔ جس نے بتوں کی پرستش سے توبہ کی تھی۔ صرف حضرت علیؑ کی ذات ایسی ہے۔ جو اللہ پر ایمان لائے تھے۔ اور بُت کی کبھی پوجا نہیں کی تھی۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ وھو الغفور الودود یعنی اللہ تعالیٰ علی بن ابی طالبؑ کو دوست رکھتا ہے کیوں کہ آپ بغیر شرک کے ایمان لائے تھے۔

سفیان ثوری منصور سے، وہ مجاہد سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے آیت الذین امنوا کی تفسیر میں فرمایا۔ کہ جو لوگ ایمان لائے۔ اور توحید کی تصدیق کی۔ وہ امیر المومنین علیؑ ہیں جنہوں نے اپنے ایمان کو ظلم کے ساتھ خلط ملط نہیں کیا۔ حق کو باطل کے ساتھ نہیں ملایا۔ یعنی شرک کے ساتھ کیونکہ شرک بہت بڑا ظلم ہے۔

ابن عباس نے کہا خدا کی قسم امیر المومنین کے سوا ہر شخص نے شرک کے اسلام قبول کیا۔ اور انہی لوگوں کے متعلق یہ آیت ہے۔ اولئک لھم الامن وھم مھتدون ان لوگوں کے لیئے امن ہے اور وہ ہدایت یافتہ ہیں۔ اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام کی ذات والا صفات ہے۔

کتاب اصول کافی میں ہے۔ ابو بصیر۔ ابو جعفر۔ اور ابو عبداللہ علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ دونوں حضرات نے فرمایا۔ کہ جب لوگوں نے رسول اللہ کی تکذیب کی۔ تو اللہ تعالیٰ نے تمام زمین کے رہنے والوں کے ہلاک کرنے کا ارادہ کیا۔ حضرت علی کے سوا (حضرت علی نے رسول اللہ صلعم کی کبھی تکذیب نہیں کی) اس بارے میں یہ آیت ہے۔ فتول عنھم فما انت بملوم

پھر اللہ نے مومنین پر رحم کیا۔ اور اپنے نبی صلعم سے کہا۔ کہ ان لوگوں کو نصیحت کرو۔ اور نصیحت مومنین کو فائدہ دے گی۔

مخالف اور موافق دونوں حضرات نے مختلف سلسلہ احادیث میں بیان کیا ہے ان میں سے ابو بصیر اور مسعدہ بن عبداللہ عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ اگر علی کا ایمان میری امت کے ایمان کے ساتھ وزن کیا جائے۔ ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ اگر میری امت کا ایمان علیؑ کے ایمان کے ساتھ تولا جائے۔ تو علی کے ایمان کا پلڑا میری قیامت تک ہونے والی امت کے اعمال کے پلڑے سے بھاری ہوگا۔

ابو رجا عطاردی نے ایک قوم کو حضرت علیؑ کو گالیاں دیتے ہوئے سنا۔ تو آپ نے کہا تمہارے لیئے ہلاکت ہو تم اس فعل سے باز آجاؤ۔ کیا تم رسول اللہ کے بھائی اور اس کے چچا زاد بھائی کو گالیاں دیتے ہو۔ جس نے سب سے پہلے رسول اللہ کی تصدیق کی۔ اور سب سے پہلے آپ پر ایمان لائے۔ علی کا رسول اللہ صلعم کے ایک گھنٹہ بھی رہنا تمہاری تمام عمروں سے بہتر ہے۔ علی کا ایمان باطنی ہے کیوں کہ وہ ولی اللہ ہیں۔ یہ بات آیت تطہیر اور مباہلہ وغیرہما سے ثابت ہے۔ لوگوں کا اسلام ظاہر پر تھا۔

شیرازی نے کتاب التنزیل میں مالک بن انس سے وہ حمید سے وہ انس بن مالک سے آیت ان الذین امنوا کی تفسیر میں روایت کی ہے۔ کہ یہ علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ جو سب سے رسول اللہ صلعم کی تصدیق کرنے والے ہیں۔

الواحدی اسباب نزول القرآن میں آیت فمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ کے متعلق تحریر کیا کہ یہ آیت جناب حمزہ اور حضرت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ فویل للقاسیۃ قلوبھم ابولہب اور اس کی اولاد کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

یاایھا الذین امنوا لاتتخذوا الکافرین اولیاء من دون اللہ کے بارے میں امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

الذین یظنون انھم ملاقوا ربھم وانھم الیہ راجعون کے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا یہ آیت علی، عثمان بن مظعون، عمار اور ان حضرات کے دوستوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ والذین امنوا وعملوا الصالحات اولیک اصحاب الجنۃ علی کے حق میں نازل ہوئی ہے آپ سب سے پہلے ایمان لائے اور سب سے نماز پڑھنے والے ہیں۔

نیز امام علیہ السلام نے فرمایا۔ انما یستجیب الذین یسمعون والموتی یبعثھم اللہ ثم الیہ ترجعون علی کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ آپ پہلے سننے والے ہیں۔ اور مردہ سے مراد ولید بن عقبہ ہے۔ نیز امام علیہ السلام نے فرمایا یہ آیت انما کان قول المومنین اذا دعوا الی اللہ آیت کے معنی امیرالمومنین علیہ السلام ہیں۔

شیرازی نزول القرآن میں عطا سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ واحدی الاسباب والنزول اور الوسیط میں ابن لیلیٰ سے وہ حکم سے وہ حکم سے۔ وہ سعید بن جبیر سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں خطیب اپنی تاریخ میں نوح بن خلف سے۔ ابن بطہ ابانہ میں۔ احمد بن حنبل فضائل میں کلبی سے وہ ابوصالح سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ علامہ ثعلبی اپنی تفسیر میں ابونعیم فیما نزل القرآن فی علی (ع) میں ابوصالح سے وہ ابن عباس سے اور ابن عیینہ سے۔ وہ عمرو بن دینار سے۔ وہ ابوالعالیہ سے۔ وہ عکرمہ سے اور ابوعبیدہ سے۔ وہ یونس سے۔ وہ ابوعمر سے اور مجاہد سے یہ تمام کے تمام ابن عباس سے روایت کرتے ہیں صاحب الاغانی اور صاحب تاج التراجم نے ابن جبیر، ابن عباس اور قتادہ سے روایت کرتے ہیں۔ امام محمد باقر علیہ السلام سے بھی روایت ہے۔ حدیث کے الفاظ امام کے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام سے ولید بن عقبہ نے کہا۔ میں آپ سے نیزے کے لحاظ سے تیز تر زبان کے لحاظ سے فصیح تر۔ اور فوجی لحاظ سے قوی تر ہوں امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا اے فاسق! جیسا تو نے کہا ہے ایسا نہیں ہے بہت سے روایات میں ہے حضرت نے

فرمایا اے فاسق! چپ رہ۔ تب یہ آیت نازل ہوئی۔ افمن کان مومنا کمن کان فاسقا لا یستوون مومن سے مراد علی ابن ابی طالب ہیں اور فاسق سے مراد ولید ہے۔ اما الذین آمنوا وعملوا الصلحات حضرت علی کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اور اما الذین فسقوا ولید کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلعم کے انتقال کے بعد تیس سال تک زندہ رہے۔ اپنے اوقاف اور صدقات سے خیرات دیتے رہے۔ روزے رکھے نمازیں پڑھیں۔ اللہ کی بارگاہ میں گریہ وزاری کیا۔ دعائیں مانگیں۔ باغیوں سے جہاد کیا۔ خطبات دیئے۔ مواعظ فرمائے۔ (انبیاء کی) سیرتیں بیان کیں۔ اللہ کے احکام بیان کیے۔ کائنات میں علوم کو تقسیم کیا۔ یہ سب باتیں حضرت کے ایمانی فضائل کی دلیلیں ہیں۔

تفسیر یوسف بن موسے قطان سے۔ وکیع بن جراح عطا خراسانی میں ہے۔ کہ ابن عباس نے کہا۔ آیت انما المومنون الذین آمنوا صدقوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا یعنی جنہوں نے ایمان میں شک نہیں کیا یہ آیت علی جعفر اور حمزہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ اللہ کی راہ میں جہاد کیا۔ اللہ کی اطاعت میں اپنے مال اور جانوں کو خرچ کیا۔ یہ وہ لوگ ہیں جو اپنے ایمان میں سچے ہیں۔ اللہ نے ان کے صدق اور وفاداری کی گواہی دی ہے۔ ضحاک نے کہا کہ ابن عباس نے کہا۔ الذین امنوا باللہ ورسولہ ثم لم یرتابوا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ کی رو سے حضرت علی اس آیت کی تمام خصوصیات سے متصف ہونے کی وجہ سے بزرگی اور شرافت کے مالک ہو سکتے ہیں۔

ابن ربیع نے معرفۃ اصول الحدیث میں تحریر کیا ہے کہ اصحاب تاریخ میں سے کسی نے حضرت علی کے تمام لوگوں سے اسلام لانے میں اختلاف نہیں کیا۔ بلکہ اختلاف آپ کے بالغ ہونے اور نہ ہونے کا ہے۔ اس صورت میں رسول اللہ صلعم پر معاذ اللہ اعتراض وارد ہوتا ہے۔ کہ آپ نے ایسے شخص کو قبول اسلام کی کیوں دعوت دی جس کا اسلام قبول ہی نہیں تھا ان حالات کے تحت تسلیم کرنا پڑے گا۔ کہ حضرت علی کا اسلام بچپن میں مقبول تھا۔ بچپن میں آپ کا اسلام قبول فرمانا آپ کے فضائل میں داخل ہے آپ کی مثال حضرت یحیٰے جیسی ہے۔ آپ ایک گھنٹے کے تھے کہ کہنا شروع کر دیا۔ کہ میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اور اس نے مجھے کتاب عطا کی ہے حضرت یحییٰ کی مانند ہیں۔ واتیناہ الحکم صبیاً ہم نے ان کو بچپن میں حکم سے نوازا تھا۔ حکم کا درجہ اسلام کے بعد ہوتا ہے۔

اہل سنت نے تحریر کیا ہے کہ حضرت سلیمان کو بچپن میں حکم ملا تھا۔ اسی طرح حضرت دانیال اور صاحب

جریج کو حکم ہوا۔ شاہد یوسف نے جھولے میں گواہی دی۔ اصحاب شعرکے ایک بچے نے گواہی دی۔ بڑھیا کے بچے اور فرعون کی بیٹی کی کنگھی کرنے والی عورت کے بچہ نے گواہی دی۔ اہل سنت والجماعت کے یہاں حدیث مذکور ہے کہ عبداللہ بن عمرو وغیرہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے ایک وفد سے فرمایا تمہارا امام وہ ہونا چاہیے جو تم میں سب سے زیادہ اچھا قاری ہو۔ انہوں نے عمرو بن سلمہ کو آگے بڑھایا۔ حالانکہ اس کی عمر اس وقت آٹھ سال کی تھی۔ عمرو بن سلمہ کا بیان ہے۔ کہ میرے اوپر ایک چادر تھی۔ جب میں نے سجدہ کیا تو وہ کھل گئی قوم کی ایک عورت نے کہا۔ کہ اپنے امام کی شرمگاہ کو چھپا دو۔ جب آٹھ سال کے لڑکے کی امامت جائز ہے۔ تو حضرت علی کی عمر تو کلبی کے بیان کے مطابق نو سال کی تھی تو آپ توحید اور رسالت کی گواہی کیوں نہ دے سکتے تھے۔ امام شافعی نے کہا کہ حضرت علی کے اسلام کو تسلیم کرتے ہیں کیوں کہ بالغ ہونے کی مدت کم سے کم نو سال ہے مجاہد محمد بن اسحاق۔ اور زید بن اسلم اور جابر انصاری نے کہا ہے کہ حضرت علی کی عمر دس سال کی تھی۔ اہل سنت کے بیان کے مطابق حضرت علی کی عمر ۶۳ سال کی تھی۔ ۲۳ سال رسول اللہ صلعم کے ساتھ رہے اور رسول اللہ صلعم کے بعد ۳۰ سال چھ ماہ زندہ رہے۔ بعض کا بیان ہے کہ آپ گیارہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ اور ابو طالب ہارونی نے کہا ہے۔ کہ آپ بارہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ کچھ اور لوگوں نے کہا۔ کہ آپ تیرہ سال کی عمر میں اسلام لائے۔ ابو طیب طبری نے کہا ہے کہ میں نے فضائل الصحابہ کے تحت امام احمد بن حنبل کے ذریعے ایک روایت دیکھی ہے۔ کہ قتادہ نے روایت کی ہے۔ کہ جس وقت حضرت علی اسلام لائے آپ کی عمر پندرہ سال کی تھی۔ فسوی نے اپنی تاریخ میں تحریر کیا ہے کہ قتادہ کا بیان ہے۔ کہ حضرت علی کا یہ شعر کہ غلاماً ما بلغت اوان حلمی میں اس وقت اسلام لایا جبکہ میں بالغ نہ تھا۔ اصل میں یوں ہے۔ غلاماً قد بلغت اوان حلمی میں اس وقت اسلام لایا جب کہ میں بالغ اور عقل مند تھا۔

حضرت امیرؑ کا سب سے پہلے نماز پڑھنا

ابو عبید اللہ مرزبانی اور ابو نعیم اصفہانی نے اپنی اپنی کتابوں فیما نزل من القرآن فی علیؑ میں اور نطنزی نے خصائص علویہ میں کلبی سے وہ ابو صالح سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ اور ہمارے اصحاب امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیت ورکعوا مع الراکعین رسول اللہ صلعم اور علی بن ابی طالب کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ دونوں حضرات سب سے پہلے نماز پڑھنے والے اور رکوع

کرنے والے ہیں۔

تفسیر سدی میں قتادہ سے روایت ہے۔ وہ عطا سے وہ ابن عباس سے نقل کرتے ہیں کہ یہ آیت ان ربک یعلم انک تقوم ادنی من ثلثی الیل ونصفہ وثلثہ وطائفۃ من الذین معک سے مراد سب سے پہلے رسول اللہ صلعم کے ساتھ نماز پڑھنے والے علی بن ابی طالب ہیں۔

تفسیر القطان میں وکیع سے وہ سفیان سے وہ سدی سے وہ ابو صالح سے وہ ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں دریافت کرتے ہیں۔ یا ایھا المدثر محمد ابتاثیاب ہنو۔ قم فانذر یعنی نماز پڑھو اور علی کو بلاؤ۔ تاکہ وہ تمہارے ساتھ نماز پڑھیں۔

تفسیر یعقوب بن سفیان میں ہے کہ ہمیں ابو بکر حمیدی نے حدیث بیان کی کہ وہ سفیان بن سے وہ ابن ابی نجیح سے وہ مجاہد سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ ابن عباس نے ایک حدیث میں رسول اللہ صلعم کی بعثت کا ذکر کیا۔ پھر کہا کہ جب رسول اللہ صلعم جناب خدیجہ کے ساتھ نماز ادا فرما رہے تھے۔ اس دوران میں حضرت علی تشریف لائے اور عرض کیا اے اخی! کیا کر رہے ہو۔ آپ نے فرمایا یہ اللہ کا دین ہے۔ حضرت علی ایمان لائے اور آپ کی تصدیق کی۔ پھر وہ دونوں نماز پڑھنے رکوع کرنے اور سجود کرنے لگے۔ اس حالت میں دونوں حضرات کو اہل مکہ نے دیکھا۔ اور یہ خبر مکہ میں پھیل گئی۔ اور انہوں نے کہنا شروع کیا کہ محمد مجنوں ہو گئے ہیں۔ اور یہ آیت نازل ہوئی نون والقلم وما یسطرون وما انت بنعمۃ ربک بمجنون

خرکوشی شرف النبی میں تحریر کرتے ہیں کہ جبرئیل مکہ کے پہاڑوں کے اوپر والے حصہ پر آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو نماز کی تعلیم دی۔ وادی پر پانی کا ایک چشمہ پھوٹ پڑا۔ جبرائیل نے رسول اللہ صلعم کے سامنے وضو کیا۔ رسول اللہ نے اس بات سے وضو کرنا سیکھ لیا۔ اور آپ نے علی کو وضو کی تعلیم دی۔

تاریخ طبری۔ بلاذری، جامع ترمذی۔ ابانہ عکبری۔ فردوس دیلمی۔ احادیث ابو بکر بن مالک اور فضائل الصحابہ میں زعفرانی یزید بن ہارون سے وہ شعبہ بن عمرو بن مرہ سے وہ ابو حمزہ سے اور وہ زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں۔ مسند امام احمد بن حنبل میں عمرو بن میمون سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ دونوں راویوں کا بیان ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا سب سے پہلے میرے ساتھ علیؑ نے نماز پڑھی۔ تاریخ نسوی میں زید بن ارقم سے روایت ہے کہ جس شخص نے سب سے پہلے رسول اللہ صلعم

کے ساتھ نماز پڑھی۔ وہ حضرت علی علیہ السلام کی ذات تھی۔

جامع ترمذی، مسند ابو یعلیٰ موصلی میں انس سے اور تاریخ طبری میں جابر سے روایت ہے۔ کہ پیر کے روز رسول اللہ صلعم مبعوث بہ رسالت ہوئے۔ اور حضرت علیؑ نے منگل کے روز رسول اللہ صلعم کے ساتھ نماز پڑھی۔

ابو یوسف نسوی المعرفۃ میں، ابو القاسم عبد العزیز بن اسحاق اخبار ابی رافع میں ۳۰ طریقوں سے ابو رافع سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے پیر کے اول حصہ میں نماز پڑھی اور خدیجہؑ نے پیر کے آخری حصہ میں اور حضرت علی نے منگل کی صبح کو نماز پڑھی۔

امام احمد بن حنبل مسند العشرہ اور فضائل میں، نسوی المعرفۃ میں، ترمذی جامع میں ابن لیطہ نے ابانہ میں علی بن جعد سے وہ شعبہ سے وہ سلمہ بن کہیل سے۔ وہ حبہ العرنی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت علی کو فرماتے ہوئے سنا۔ کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے سب سے پہلے رسول اللہ صلعم کے ساتھ نماز پڑھی۔

امام احمد بن حنبل مسند العشرہ اور فضائل الصحابہ میں نیز سلمہ بن کہیل سے وہ حبۃ العرنی سے روایت کرتے ہیں۔ حبۃ العرنی ایک طویل حدیث نقل کرتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اے معبود! میں اس اُمت میں تیرے نبی کے سوا تیرا عبد اور کسی کو نہیں جانتا۔

آپ نے تین مرتبہ فرمایا الخ۔ مسند ابی یعلیٰ میں ہے۔ کہ حضرت علی نے فرمایا میں اس اُمت میں اس کے نبی کے بعد اپنے سوا اور کسی کو اللہ تعالیٰ کا عبد نہیں جانتا۔ الخ

حسین بن علی علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ آپ نے ایت تراھم رکعا سجدا علی بن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ ایک جماعت نے روایت کی ہے کہ آیت الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون حضرت علی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

تفسیر القطان میں ابن مسعود سے روایت ہے۔ کہ حضرت علیؑ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! میں سجدہ کی حالت میں نماز میں کیا کہوں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ سبح اسم ربک الاعلیٰ عرض کیا رکوع کی حالت میں کیا کہوں تو یہ آیت نازل ہوئی۔ فسبح باسم ربک العظیم آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ان تکبیروں کو نماز میں ادا کیا۔

کے ساتھ نماز پڑھی۔ وہ حضرت علی علیہ السلام کی ذات تھی۔

جامع ترمذی، مسند ابو یعلی موصلی میں انس سے اور تاریخ طبری میں جابر سے روایت ہے۔ کہ پیر کے روز رسول اللہ صلعم مبعوث بہ رسالت ہوئے۔ اور حضرت علیؑ نے منگل کے روز رسول اللہ صلعم کے ساتھ نماز پڑھی۔

ابو یوسف نسوی المعرفۃ میں، ابوالقاسم عبد العزیز بن اسحاق اخبار ابی رافع میں ۴۰ طریقوں سے ابو رافع سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے پیر کے اول حصہ میں نماز پڑھی اور خدیجہؓ نے پیر کے آخری حصہ میں اور حضرت علی نے منگل کی صبح کو نماز پڑھی۔

امام احمد بن حنبل مسند العشرہ اور فضائل میں، نسوی المعرفۃ میں، ترمذی جامع میں ابن بطہ نے ابانہ میں علی بن جعد سے وہ شعبہ سے وہ سلمہ بن کہیل سے۔ وہ حبہ العرنی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت علی کو فرماتے ہوئے سنا۔ کہ میں پہلا شخص ہوں جس نے سب سے پہلے رسول اللہ صلعم کے ساتھ نماز پڑھی۔

امام احمد بن حنبل مسند العشرہ اور فضائل الصحابہ میں نیز سلمہ بن کہیل سے وہ حبۃ العرنی سے روایت کرتے ہیں۔ حبۃ العرنی ایک طویل حدیث نقل کرتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اے معبود! میں اس امت میں تیرے نبی کے سوا تیرا عبد اور کسی کو نہیں جانتا۔

آپ نے تین مرتبہ فرمایا الخ۔ مسند ابی یعلی میں ہے۔ کہ حضرت علی نے فرمایا میں اس امت میں اس کے نبی کے بعد اپنے سوا اور کسی کو اللہ تعالیٰ کا عبد نہیں جانتا۔ الخ

حسین بن علی علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ آپ نے ایت تراھم رکعا سجدا علی بن ابی طالب کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ ایک جماعت نے روایت کی ہے کہ آیت الذین یقیمون الصلوۃ ویؤتون الزکوۃ وھم راکعون حضرت علی کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

تفسیر القطان میں ابن مسعود سے روایت ہے۔ کہ حضرت علیؑ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! میں سجدہ کی حالت میں نماز میں کیا کہوں۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ سبح اسم ربک الاعلیٰ عرض کیا رکوع کی حالت میں کیا کہوں تو یہ آیت نازل ہوئی۔ فسبح باسم ربک العظیم آپ پہلے شخص ہیں جنہوں نے ان تکبیروں کو نماز میں ادا کیا۔

حضرت علی علیہ السلام نے تمام لوگوں سے ساٹھ سال اور کچھ ماہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ نماز پڑھی اور لوگوں کے ساتھ چودہ سال۔ اور رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد ۳۰ سال تک نماز پڑھی۔

شرح الاخبار میں ابن فیاض ابوایوب انصاری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ فرشتوں نے مجھ پر اور علیؑ پر سات سال درود بھیجا۔ کیونکہ علی سے پہلے مجھ پر کوئی شخص ایمان نہیں لایا تھا۔ اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی آیت ہے۔ الذین یحملون العرش ومن حولہ یسبحون بحمد ربھم ویستغفرون من فی الارض

ایک روایت میں زیاد بن منذر محمد بن علی سے روایت کرتے ہیں۔ آپ امیر المومنین علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت نے فرمایا کہ کئی سال تک فرشتے صرف رسول اللہ اور میرے لئے استغفار کرتے رہے اور ہمارے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ والملائکۃ یسبحون بحمد ربھم ویستغفرون للذین امنوا ربنا الخ

ایک جماعت نے انس اور ابوایوب سے، ابن شیرویہ نے فردوس میں جابر سے روایت کی ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا اللہ تعالیٰ نے لوگوں سے سات سال پہلے مجھ پر اور علی بن ابی طالب پر درود پڑھا کیونکہ علیؑ نماز پڑھتے تھے اور میرے ساتھ اور کوئی شخص نماز نہیں پڑھتا تھا۔
ایک روایت ہے کہ میرے اور علیؑ کے سوا اور کوئی شخص نماز نہیں پڑھتا تھا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ میرے ساتھ علی کے سوا اور کوئی نماز نہیں پڑھتا تھا۔

سنن ابن ماجہ اور تفسیر ثعلبی میں عبداللہ بن ابی رافع اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ نے رسول اللہ صلعم کے ساتھ چھپ کر سات سال اور کچھ ماہ نماز پڑھی۔

تاریخ طبری اور ابن ماجہ میں روایت ہے۔ کہ عباد بن عبداللہ نے کہا۔ کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا میں اللہ کا بندہ ہوں۔ رسول اللہ کا بھائی ہوں۔ میں صدیق اکبر ہوں میرے بعد جو شخص اس بات کا دعوے کرے گا وہ جھوٹا اور مفتری ہوگا۔ (لوگوں سے پہلے) میں سات سال تک رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھتا رہا۔

مسند امام احمد بن حنبل اور مسند ابویعلی میں حبۃ العرنی سے روایت ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ میں نے لوگوں سے سات سال پہلے نماز پڑھی۔

حضرت علی علیہ السلام پہلے شخص ہیں جنہوں نے دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔ ۱۴ سال تک بیت المقدس کی طرف نماز پڑھتے رہے۔ محراب کی جگہ وہ تھی جہاں رسول اللہ صلعم نماز پڑھتے تھے اور آنحضرت کے ساتھ حضرت علی اور جناب خدیجہ نماز پڑھتی تھیں۔ یہ محراب کی جگہ مشہور و معروف ہے۔ وہ شعب بنو ہاشم میں آنحضرت صلعم کے پیدا ہونے کی جگہ کے دروازے کے پاس ہے۔ ہم نے شیرازی سے اور اہل سنت نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔ کہ آیت والسابقون الاولون حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے شان میں نازل ہوئی ہے آپ تمام لوگوں سے پہلے ایمان لائے۔ اور دو قبلوں کی طرف نماز پڑھی۔ اور دو بیعتیں کیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے کعبہ کی طرف منہ کر کے ۳۹ سال نماز پڑھی۔

تاریخ طبری میں تین طریقوں سے روایت ہے۔ ابانۃ العکبری میں چار طریقوں سے کتاب المبعث میں محمد بن اسحاق سے اور تاریخ میں نسوی سے تفسیر ثعلبی میں۔ کتاب الماوردی میں مسند ابو یعلی موصلی سے اور مسند یحیٰی بن معین میں، کتاب ابو عبداللہ محمد بن زیاد نیشاپوری میں۔ عبداللہ بن احمد بن حنبل سے وہ اپنے استاد سے ابن مسعود، علقمہ بجلی۔ اسماعیل بن ایاس بن عفیف سے وہ اپنے باپ سے ان میں سے ہر ایک نے کہا۔ کہ اشعث بن قیس کندی کے بھائی عفیف نے ایک نوجوان کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا۔ پھر ایک لڑکا آیا وہ اس نوجوان کے دائیں پہلو میں کھڑا ہو گیا۔ پھر ایک عورت آئی وہ ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ وہ ان دونوں کے پیچھے کھڑی ہو گئی۔ عفیف نے عباس سے کہا۔ کہ یہ تو ایک امر عظیم ہے۔ عباس نے کہا تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ یہ محمدؐ ہیں یہ علی ہیں اور یہ خدیجہ ہے۔ میرے بھتیجے نے مجھے آگاہ کیا ہے کہ اس کا رب آسمانوں اور زمین کا رب ہے اس کے رب نے اس دین کا اس کو حکم دیا ہے۔ خدا کی قسم ان تینوں آدمیوں کے سوا اس دین کا کوئی اور پیرو نہیں ہے۔[1]

کتاب النسوی میں تحریر ہے۔ کہ یہ بات عفیف نے اپنے اسلام لانے کے بعد بیان کی عفیف نے

---

[1] مفصل واقعات امام نسائی کی کتاب خصائص امیرالمومنین علیہ السلام ملاحظہ کریں اس کتاب کی پاداش میں امام موصوف کو قتل کر دیا گیا۔ اس کا اردو ترجمہ احقر نے کر دیا ہے مکتبہ ساجدیہ ملتان سے مل سکتا ہے۔

کہا اگر میں اس وقت اسلام لاتا۔ تو حضرت علی کے ساتھ دوسرا آدمی ہوتا۔ ایک اور روایت میں محمد بن اسحاق عفیف سے روایت کرتے ہیں کہ جب میں مکہ سے باہر نکلا۔ تو میں نے ایک خوبصورت نوجوان کو گھوڑے پر سوار دیکھا۔ اس نے کہا اے عفیف! تم نے اس سفر میں کیا دیکھا۔ میں نے اسے سارے واقعہ سے آگاہ کیا۔ اس نے کہا مجھے عباس نے سچ کہا ہے۔ خدا کی قسم اس کا دین تمام ادیان سے بہتر ہے۔ اور اس کی امت تمام امتوں سے افضل ہے۔ میں نے کہا آپ کے بعد خلیفہ کون ہوگا؟ اس نے کہا۔ آپ کا چچا زاد بھائی اور آپ کی بیٹی کا شوہر ہوگا۔ اے عفیف! اس شخص کے لئے تباہی ہی تباہی ہے جو آپ کا حق آپ کو نہ دیگا

شرح الاخبار میں ابن فیاض اور ابو حجاف ایک آدمی سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا حضرت ابو طالب رسول اللہ صلعم کے پاس آئے۔ اور ہم دونوں سجدہ کی حالت میں تھے۔ کہا یہ کام کئے جاؤ پھر میرے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا۔ میں دیکھوں گا کہ تم اس کی کس طرح امداد کرتے ہو۔ اور مجھے اس بات کی طرف رغبت دلاتے ہو۔

کتاب التفسیر لنکری میں ہے۔ کہ جب نبی صلعم پر وحی نازل ہوئی۔ تو آپ مسجد الحرام میں تشریف لائے آپ نے وہاں نماز پڑھنی شروع کر دی حضرت علیؑ کا گذر ہوا۔ اس وقت آپ کی عمر ۹ سال کی تھی۔

آنحضرت نے فرمایا اے علی! میرے پاس آجاؤ۔ آپ آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے رسول اللہ نے فرمایا اے علیؑ میں تمہاری طرف خاص اور دیگر لوگوں کی طرف عام طور پر نبی بن کر آیا ہوں آجاؤ اور میری دائیں طرف کھڑے ہو کر میرے ساتھ نماز پڑھو۔ حضرت علی نے عرض کیا یا رسول اللہ! میں جا کر اپنے والد ابو طالب سے اجازت حاصل کروں آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ جاؤ۔ وہ تم کو اجازت دے دیں گے۔ حضرت علی جناب ابو طالب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آنحضرت صلعم کی پیروی کی اجازت طلب کی جناب ابو طالب نے فرمایا اے بیٹے! تم کو معلوم ہونا چاہیئے۔ خدا کی قسم محمد ہمیشہ سے امین رہے ہیں۔ جاؤ ان کی اتباع کرو۔ ہدایت پاؤ گے اور فلاح حاصل کرو گے۔ اور کلمہ شہادتین کی گواہی

حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت رسول اللہ مسجد میں نماز ادا فرما رہے تھے۔ آنحضرت صلعم کی داہنی جانب کھڑے ہوگئے۔ اور آپ کے ساتھ نماز پڑھنی شروع کر دی جناب ابو طالب کا دونوں کے پاس سے گزر ہوا۔ اور یہ دونوں نماز پڑھ رہے تھے۔ ابو طالب نے کہا اے محمد! کیا کر رہے ہو؟ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ میں آسمانوں اور زمین کے خدا کی عبادت کر رہا

ہوں ۔ اور جو عبادت میں کر رہا ہوں وہی عبادت میرے بھائی علی میرے ساتھ کر رہے ہیں ۔ اے چچا! میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی عبادت کی طرف دعوت دیتا ہوں ۔ جو واحد اور تنہا رہے ۔ حضرت ابوطالب اس قدر ہنسے کہ آپ کے دانت ظاہر ہو گئے ۔ اور ابوطالب نے یہ شعر پڑھا ۔

واللہ من یصلوا الیک بجمعھم حتی اغیب فی اتراب دفینا

خدا کی قسم یہ اپنی جمعیت کے باوجود تیرا بال تک نہیں بگاڑ سکیں گے ۔ جب تک میں قبر میں پوشیدہ نہ ہو جاؤں ۔

تاریخ طبری اور کتاب محمد بن اسحاق میں ہے ۔ کہ جب نماز کا وقت ہوتا تھا تو رسول اللہ مکہ کی گھاٹیوں کی طرف تشریف لے جاتے تھے ۔ اور حضرت علیؑ بھی آپ کے ساتھ ہوتے تھے ۔ آپ اپنی قوم سے پوشیدہ ہو کر جاتے تھے ۔ دونوں ان گھاٹیوں میں نماز پڑھتے تھے ۔ جب شام ہو جاتی تھی ۔ تو دونوں لوٹ کر واپس اپنے اپنے گھر آجاتے تھے ۔ ایک مدت تک دونوں کا یہی معمول رہا ۔ ثعلبی نے روایت کی ہے ۔ کہ ابوطالبؑ نے رسول اللہ اور علی کو نماز پڑھتے ہوئے دیکھا ۔ ابوطالب نے اس بارے میں رسول اللہ صلعم سے پوچھا ۔ رسول اللہ صلعم نے آپ کو آگاہ کیا ۔ یہ اللہ کا دین ہے اور اس کے فرشتوں کا دین ہے ۔ اور ہمارے باپ ابراہیم کا دین ہے ۔

حضرت ابوطالب سے گفتگو کے درمیان میں حضرت علیؑ نے کہا ۔ اے باپ! میں اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آیا ہوں ۔ اور جو کچھ رسول اللہ ، اللہ کے ہاں سے لائے ہیں ۔ میں نے اس کی تصدیق کی ہے اور میں آپ کے ساتھ اللہ کی نماز پڑھتا ہوں ۔ ابوطالب نے کہا محمدؐ تمہیں بھلائی ہی کی طرف بلاتے ہیں ۔ آپ کے ساتھ لگے رہو ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ سب سے پہلی جماعت یہ تھی ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نماز پڑھ رہے تھے ۔ اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام آپ کے ساتھ تھے ۔ حضرت ابوطالب کا وہاں سے گذر ہوا ۔ اور حضرت جعفر بھی آپ کے ساتھ تھے ۔ ابوطالبؑ نے کہا اے بیٹے! اپنے چچازاد بھائی کے پہلو میں کھڑے ہو کر نماز پڑھو (حضرت جعفر نے بھی یہی فرمایا) آنحضرت نے جب اس بات کو محسوس کیا ۔ تو ان دونوں کو ساتھ ملا لیا ۔ حضرت ابوطالب خوشی کی حالت میں واپس چلے گئے

آیت قد افلح المومنون الذین ھم فی صلوتھم خاشعون حضرت علی کی شان

میں نازل ہوئی ہے۔ کہتے ہیں۔ کہ خاشع اس شخص کو کہتے ہیں۔ جس کا وجود محراب میں ہو۔ اور دل مالک وہاب کے پاس ہو۔

ابوالصلت صحیح امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اس آیت واستعینوا بالصبر والصلوٰۃ وانہا لکبیرۃ الا علی الخاشعین میں فرمایا۔ کہ علی خاشعین میں سے ہیں۔ حدیث میں وارد ہوا ہے۔ کہ رسول اللہ کی طرح حضرت علی کے سوا اور کسی نے نماز نہیں پڑھی۔ اور حضرت علی کی طرح علی بن حسین نے نماز پڑھی ہے۔

"تفسیر وکیع۔ سدی اور عطا میں ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم کو دو ناقے بطور ہدیہ کے دیئے۔ جو بڑے قد آور اور موٹے تھے۔ رسول اللہ صلعم نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ کہ کوئی تم میں ایسا آدمی ہے۔ جو دو رکعت نماز اس طرح پڑھے کہ بحالت قیام در کوع و سجود اور وضو اور خشوع میں کسی قسم کا دنیا کا خیال اس کے دل میں نہ گزرے۔ میں ایسے شخص کو ایک ناقہ دوں گا۔ رسول اللہ نے اس بات کو تین دفعہ دہرایا۔ اصحاب میں سے کسی نے اس کا جواب نہ دیا۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کھڑے ہوئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! ایسی دو رکعتیں میں پڑھتا ہوں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ پڑھو۔ امیر المومنین نے تکبیر کہی۔ نماز شروع کر دی اور دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا۔

جبرائیل رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے بعد سلام یہ کہا ہے کہ ناقہ علی کو دے دو۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں نے تو اس سے یہ معاہدہ کیا تھا۔ کہ اس کے دل میں دو رکعتوں کے اندر دنیا کا کوئی خیال نہ گزرے۔ لیکن جب وہ تشہد میں تھے۔ تو اس کے دل میں یہ خیال گزرا کہ کون سی ناقہ لوں۔ جبرائیل نے عرض کیا اے محمد! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ علی نے یہ خیال کیا کون سی بڑی اور موٹی ناقہ لوں۔ اور اس کو نحر کروں۔ اور اس کو اللہ کی راہ میں تصدق کروں اس کا یہ خیال اللہ تعالیٰ کے لئے تھا۔ یہ خیال نہ اپنی ذات کے لئے تھا اور نہ ہی امر دنیا کے متعلق تھا۔ یہ سن کر رسول اللہ رو پڑے اور دونوں ناقے علی کو دے دیئے۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ان ذلک لذکری یعنی نصیحت ہے اس کے لئے جو صاحب عقل ہو۔ والقی السمع یعنے امیر المومنین اپنی زبان سے جو کلام خدا کی تلاوت کریں اس کو گوش دل سے سنا۔ وھو شھید یعنی امیر المومنین شاہد القلب ہیں۔ اپنی نماز میں امر دنیا کا کوئی خیال اس کے دل میں نہ تھا۔

فصل

امیرالمومنین علیہ السلام کا سب سے پہلے بیعت کرنا

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی بیعت دو طرح سے کی گئی ۔ ایک بیعت عامہ دوسری بیعت خاصہ
خاصہ بیعت جنات نے کی جس میں انسانوں کا کوئی حصہ نہ تھا ۔ ایک بیعت انصار کے لئے تھی ۔
جس میں مہاجرین کا کوئی تعلق نہیں تھا ۔ بیعت عشیرۃ ابتدا کی گئی ۔ اور بیعت غدیر آخر میں واقع ہوئی ۔
حضرت علی ان دونوں بیعتوں میں منفرد تھے ۔ اور دونوں بیعتوں کے اطراف کو پکڑا ۔

بیعت عامہ سے مراد بیعت شجرہ ہے ۔ یہ دو پلو کا ایک درخت تھا ۔ جو حدیبیہ کے کوئیں کے
پاس موجود تھا ۔ اس بیعت کو بیعت رضوان بھی کہتے ہیں ۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی آیت ہے ۔ لقد
رضی اللہ عن المؤمنین اب یہ جگہ نامعلوم ہے اور اس درخت کا نام و نشان تک مفقود ہے ۔ کہا
گیا ہے کہ یہ روحا تھا نامعلوم یہ مکہ والا روحا ہے یا وہ روحا ہے جو حمام کے پاس موجود ہے یا وہ روحا
مراد ہے جو مکہ کی راہ پر واقع ہے

اس درخت کو سیلاب بہا کر لے گیا ہے ۔ اس بیعت میں بھی امیر المومنین نے اور صحابہ سے سبقت
کی ہے شیرازی نے اپنی کتاب میں جابر بن انصاری سے روایت کی ہے ۔ کہ اس بیعت میں امیر المومنین
علی علیہ السلام سب سے پہلے کھڑے ہوئے اور بیعت کی ۔ اس کے بعد ابو سنان عبداللہ بن وہب اسدی
پھر سلمان فارسی نے بیعت کی ۔

اخبار لیث میں ہے کہ حضرت علی کے بعد عمار نے بیعت کی ۔ حضرت علی نے سب لوگوں سے پہلے
یہ بیعت کی تھی ۔ اور یہ بیعت اس بات پر تھی کہ اللہ تعالیٰ مومنین سے ان کی جان اور مال خریدے گا
اور اس کے عوض میں انھیں جنت عطا کرے گا وہ لوگ اللہ کی راہ میں جہاد کریں ۔ لوگوں کو قتل کریں اور
خود شہید ہو جائیں ۔ جو اللہ تعالیٰ کا سچا وعدہ ہے جو توراۃ ، انجیل اور قرآن میں ذکور ہے ۔

ان تمام لوگوں نے جابر انصاری سے روایت کی ہے کہ ہم لوگوں نے رسول اللہ کی بیعت موت
پر کی تھی ۔

معرفتہ نسوی میں ہے۔ کہ سلمہ سے پوچھا گیا۔ کہ تم لوگوں نے درخت کے نیچے رسول اللہ صلعم کی بیعت کس بات پر کی تھی۔ اس نے کہا موت پر۔

احادیث بصریین میں اصحاب سے روایت ہے۔ احمد بن یسار نے کہا۔ کہ لوگوں نے حدیبیہ کے مقام پر رسول اللہ صلعم کی اس بات پر بیعت کی تھی۔ کہ وہ بھاگیں گے نہیں۔ اور یہ بیعت لینے مقام پر ایک حقیقت ہے۔ کہ حضرت علیؑ نے کسی جنگ میں فرار نہیں کیا۔ ابن اوفی کی روایت کے بموجب بیعت کرنے والوں کی تعداد ایک ہزار تین سو تھی۔

جابر بن عبداللہ کی روایت کی رو سے یہ تعداد ایک ہزار چار سو تھی۔

ابن مسیب کی روایت کے مطابق تعداد ایک ہزار پانچ سو تھی۔

ابن عباس نے کہا۔ کہ بیعت کرنے والوں کی تعداد ایک ہزار سات سو تھی۔

اس میں کسی کو کلام نہیں۔ کہ ان بیعت کرنے والوں میں منافق بھی شامل تھے جیسے جد بن قیس اور عبداللہ بن ابی سلول۔ اللہ تعالیٰ نے اپنی رضامندی کو آیت میں چند اوصاف کے ساتھ مقید کیا ہے۔ اور فرمایا فعلم ما فی قلوبھم فانزل السکینۃ علیھم اللہ تعالیٰ نے آیت غار میں ابوبکر پر سکینہ نازل نہیں کیا تھا۔ بلکہ رسول پر سکینہ نازل کیا تھا۔

سدی اور مجاہد نے کہا۔ کہ جس شخص سے سب سے پہلے اللہ تعالیٰ بیعت کرنے والوں سے راضی ہوا۔ وہ حضرت علی علیہ السلام کی ذات تھی۔ اللہ تعالیٰ نے آپ کے دل کی صداقت اور وفا کو جان لیا تھا۔ بیعت کنندگان پر حکم لگایا گیا تھا۔ واوفوا بعھد اللہ اذا عاھدتم ولا تنقضوا الایمان بعد توکیدھا وقد جعلتم اللہ علیکم کفیلا اللہ سے معاہدہ کرنے کے بعد اسے پورا کرو قسموں کو پکا کرنے کے بعد نہ توڑو۔ اپنے اوپر تم نے اللہ کو کفیل بنا لیا ہے۔

نیز فرمایا۔ ان الذین یبایعونک انما یبایعون اللہ ید اللہ فوق ایدیھم فمن نکث فانما ینکث علی نفسہ اے محمد جو لوگ آپ سے بیعت کر رہے تھے۔ در حقیقت وہ اللہ سے بیعت کر رہے تھے۔ اللہ کا ہاتھ ان کے ہاتھوں کے اوپر تھا۔ جو شخص بیعت توڑ دے وہ اپنی ذات کے لئے عہد شکنی کرے گا۔

بیعت کو بیعت اس لئے کہتے ہیں کہ یہ جان کے عوض ہے۔

ابن عباس نے کہا۔ کہ نبی کریم صلعم نے درخت سمرہ کے نیچے اس بات پر بیعت لی تھی۔ کہ وہ جنگ سے نہ بھاگیں۔ صحابہ میں کوئی شخص بھی اس بات پر قائم نہ رہا۔ انہوں نے قولاً و فعلاً اس عہد کو توڑ توڑ دیا تھا۔ جنگ خندق کے موقعہ پر اللہ تعالٰے نے ان کی مذمت بیان کی ہے۔ ولقد کانوا عاھدوا اللہ من قبل لا یولون الادبار اس سے پہلے تو اللہ سے وعدہ کیا تھا۔ کہ پیٹھ پھیر کر نہیں بھاگیں گے۔

اور جنگ حنین میں اس طرح مذمت کی۔ وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین وسعت کے باوجود زمین تم پر تنگ ہو گئی پھر تم پیٹھ پھیر کر بھاگ گئے۔

اور جنگ احد میں بیان فرمایا۔ اذ تصعدون ولا تلوٗن علیٰ احد والرسول یدعوکم فی اخرٰکم اس وقت کو یاد کرو۔ جب تم پہاڑ پر چڑھ رہے تھے۔ اور رسول اللہ تمہیں پیچھے سے بلاتے تھے۔

جنگ خیبر میں بالاتفاق ابو بکر اور عمر واپس آ گئے تھے۔ اور حضرت علیؑ تمام غزوات میں ثابت قدم رہے اور بیعت کا پورا پورا لحاظ رکھا۔ اور اس بات پر تمام لوگوں کو اتفاق ہے۔ آپ رسول اللہ صلعم کے ساتھ ہمیشہ ثابت قدم رہے تھی کہ آپ کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی۔ رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ ایسے کچھ آدمی ایسے ہیں۔ جنہوں نے اللہ سے جو وعدہ کیا اسے سچا کر دکھلایا اللہ تعالٰی نے تمام مومنین کے بارے میں نہیں کہا فمنھم من قضی نحبہ بعض وہ ہیں جو انتقال کر گئے ہیں۔ یعنے حمزہ، جعفر اور عبیدہ ومنھم من ینتظر بعض وہ ہیں جو انتظار کر رہے ہیں۔ یعنی علی علیہ السلام

جنگ حنین میں تمام صحابہ بھاگ گئے حضرت علی کے رایت کے نیچے بنو ہاشم کے آٹھ آدمی ثابت قدم رہے۔ اور ان حضرات کا ابن قتیبہ نے اپنی کتاب المعارف میں ذکر کیا ہے۔

ارشاد میں شیخ مفید علیہ الرحمہ نے تحریر کیا ہے کہ عباس بن عبدالمطلب رسول اللہ صلعم کے داہنے اور فضل بن عباس بن عبدالمطلب بائیں جانب لڑ رہے تھے ابو سفیان بن حرث بن عبدالمطلب آنحضرت صلعم کی زین پکڑے ہوئے تھے۔ جبکہ آنحضرت کا بغلہ بدحول کر رہا تھا حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام آنحضرت صلعم کے سامنے اپنی تلوار سے جہاد کر رہے تھے۔

نوفل بن حرث بن عبدالمطلب ۔ ربیعہ بن حرث بن عبدالمطلب اور عبداللہ بن زبیر بن عبدالمطلب
عتبہ ۔ معتب فرزندان ابولہب بن عبدالمطلب آنحضرت صلعم کو گھیرے ہوئے تھے ۔

بیعت رضوان تو ایک امانت تھی لیکن اس کی سب سے پہلے مخالفت پہلے دو آدمیوں نے کی ۔
رسول اللہ اپنی ذات اور اپنی ذریت کے لئے بیعت لیا کرتے تھے ۔ حافظ ابن مردویہ نے اپنی کتاب
میں تین طریقوں سے حسین بن زید بن علی بن حسین سے اس نے جعفر بن محمد علیہم السلام سے روایت کی ہے
آپ نے فرمایا کہ میں گواہی دیتا ہوں ۔ کہ مجھے میرے باپ نے اپنے باپ کے واسطے سے وہ آپ کے دادا
حسین بن علی علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ عقبہ کے مقام پر انصار کا ایک گروہ رسول اللہ صلعم کی
خدمت میں بیعت کرنے کی غرض سے آیا ۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اے علیؑ اٹھو اور ان سے بیعت لے لو
حضرت علی نے عرض کیا ۔ اے اللہ کے رسول ! میں ان کی کس چیز پر بیعت لوں ۔ فرمایا ۔ اللہ کی
اطاعت کریں ، اور میری نافرمانی نہ کریں ؛

جن ذرائع سے اپنی جان و اولاد کی حفاظت کرتے ہیں ۔ انہی ذرائع سے رسول اللہ اور آپ کے اہل بیت
اور اولاد کی حفاظت کریں ۔

امام احمد بن حنبل نے الفضائل میں حبہ عرنی سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے ۔ اور امام
زہری سے بھی روایت کی ہے ۔ کہ حدیبیہ کے روز کاتب علی ابن ابی طالب علیہ السلام تھے ۔

طبری نے اپنی تاریخ میں براء بن عازب سے وہ قیس نخعی سے روایت کرتے ہیں ۔

قطان ۔ وکیع ، ثوری ۔ سدی اور مجاہد اپنی اپنی تفسیر میں ابن عباس سے ایک طویل حدیث تحریر کرتے
ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ۔ اے علیؑ ! جو حرف تم لکھتے جاتے تھے ۔ اس کو جبرائیل دیکھتے جاتے تھے ۔
تجھے دیکھتے تھے اور مسرور اور خوش ہوتے تھے ۔

رسول اللہ صلعم نے بیعت عشیرہ کے موقعہ پر فرمایا ۔ کہ میں اپنے اہل بیت کی طرف خاص طور اور دیگر
لوگوں کی طرف عام طور بھیجا گیا ہوں ۔ یہ واقعہ رسول اللہ صلعم کی بعثت سے تین سال بعد کا ہے ۔

طبری نے تاریخ میں ، خرکوشی نے تفسیر میں ، محمد بن اسحاق نے اپنی کتاب میں ابو مالک سے اس
نے ابن عباس سے اور ابن جبیر سے روایت کی ہے کہ جب یہ آیت وانذر عشیرتک الاقربین نازل
ہوئی تو رسول اللہ صلعم نے بنو ہاشم کو جمع کیا ۔ اور ان کی تعداد چالیس آدمیوں پر مشتمل تھی ؛

آنحضرت صلعم نے حضرت علی کو حکم دیا۔ کہ آپ بکری کی ایک ران پکائیں۔ اور ایک صاع ۲ ۱/۲ سیر آٹے کی روٹیاں تیار کریں۔ اور ایک پیالہ دودھ کا مہیا کریں پھر دس دس آدمیوں کو کھانا کھلانا شروع کیا سب سیر ہوگئے اور ان میں بعض آدمی وہ بھی تھے۔ جو سالم بکری کھا جانے والے اور ایک مشکیزہ پانی کا پی جانے والے تھے۔

براء بن عازب اور ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ ابولہب نے کہا اس شخص نے تم پر کس قدر جادو کردیا ہے۔ ان سے رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ میں سیاہ سفید اور سرخ کی طرف رسول بنا کر بھیجا گیا ہوں اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں اپنے رشتہ داروں کو ڈراؤں۔ میں تم سے اللہ کی طرف سے یہ چاہتا ہوں۔ کہ تم لاالہ الا اللہ کہو۔ ابولہب نے کہا آپ نے ہمیں اس غرض کے لئے بلایا تھا۔ یہ کہہ کر وہ اور اس کے باقی ساتھی چلے گئے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی تبت یدا ابی لہب نازل ہوئی۔

دوسرے روز انہیں رسول اللہ صلعم نے پھر بلایا۔ اور کھلا پلا کر کہا۔ اے اولاد عبدالمطلب میری اطاعت کروگے۔ تو تمام زمین کے بادشاہ بن جاؤ گے۔ اللہ نے جس نبی کو بھیجا ہے۔ اس کا ایک وصی، بھائی اور وزیر مقرر کیا ہے۔ بتاؤ! تم میں سے کون میرا بھائی۔ میرا وزیر میرا وصی میرا وارث اور میرا قرض ادا کرنے والا بننا چاہتا ہے۔ طبری کی روایت ابن جبیر اور ابن عباس سے ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ تم میں سے اس امر میں میری وزارت کون قبول کرے گا۔ تاکہ وہ تم میں میرا بھائی۔ میرا وصی اور میرا خلیفہ ہو! یہ سن کر لوگ خاموش ہوگئے۔

ابوبکر شیرازی مقاتل سے ضحاک سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ ھذہ العشرۃ اور فضائل الصحابہ میں احمد اپنے اسناد سے ربیعہ بن ناجذ سے وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ تم میں میری بیعت کون کرتا ہے۔ تاکہ وہ میرا بھائی اور میرا ساتھی ہو؟ یہ سن کر قوم میں سے کوئی شخص کھڑا نہ ہوا۔ حضرت علی ان لوگوں میں سب سے چھوٹے تھے آپ نے کھڑے ہو کر کہا۔ یا رسول اللہ! میں حاضر ہوں۔ علی نے تین بار یہ کلمہ کہا تیسری بار رسول اللہ نے فرمایا۔ "ہاں! تم ہو" رسول اللہ نے اپنا ہاتھ امیرالمومنین کے ہاتھ پر مارا۔

ثعلبی اپنی تفسیر میں۔ ابن عباس۔ ابن جبیر اور ابو مالک سے اور تفسیر ثعلبی میں براء بن عازب سے روایت ہے کہ حضرت علی سب قوم سے چھوٹے تھے اور کھڑے ہو کر کہا یا رسول اللہ میں ہوں رسول اللہ نے فرمایا۔

تم ہی ہو۔ اسی وجہ سے آپ رسول اللہ کے وصی ہیں یہ سن کر وہ لوگ کھڑے ہو گئے اور حضرت ابوطالب سے کہنے لگے۔ کہ اپنے بیٹے کی اطاعت کیجئے۔ کیوں کہ اس کو تمہارا امیر بنا دیا گیا ہے۔

تاریخ طبری میں ہے کہ رسول اللہ صلعم کا فرمان سن کر لوگ خاموش ہو گئے۔ اور حضرت علی نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسول میں آپ کا وزیر ہوں گا۔ آنحضرت صلعم نے علیؑ کی گردن کو پکڑ کر فرمایا۔ یہ میرا بھائی ہے میرا وصی ہے۔ اور تم پر میرا خلیفہ ہے۔ اس کی بات سنو۔ اور اس کی اطاعت کرو۔ یہ سن کر لوگ کھڑے ہو گئے۔ اور ہنسنے لگے اور ابوطالبؑ سے کہا کہ تجھے حکم دیا گیا ہے۔ کہ اپنے بیٹے کی بات کو سنو اور اس کی اطاعت کرو۔

ایک روایت میں حرث بن نوفل، ابورافع۔ عباد بن اسعد انصاری حضرت علی سے روایت کرتے ہیں، کہ میں نے کہا۔ یا رسول اللہ میں اس کام کے لئے حاضر ہوں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ تم ہی ہو۔ اور مجھے اپنے قریب کر لیا۔ اور میرے منہ میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ وہ لوگ کھڑے ہو گئے اور آپس میں ہنسنے لگے۔ اور کہتے تھے۔ کہ اتباع اور اطاعت کے عوض میں کس قدر بڑی چیز اس کے ابن عم نے عطا کی!!

تاریخ طبری میں ربیعہ بن ناجذ سے روایت ہے۔ کہ ایک آدمی نے حضرت علی کی خدمت میں عرض کیا۔ اے امیرالمومنین آپ اپنے ابن عم کے کیونکر وارث ہوئے۔ اور آپ کے چچا وارث نہ ہوئے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے ایک کلام کے بعد دعوت ذوالعشیرہ کا ذکر کیا۔ اور فرمایا کہ میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو گیا تھا۔ اور میں تمام لوگوں سے عمر کے لحاظ سے چھوٹا تھا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ تم بیٹھ جاؤ۔ رسول صلعم نے تین دفعہ ان لوگوں کو دعوت دی تھی۔ اور میں ہر مرتبہ اٹھ کر کھڑا ہو جاتا تھا۔ اور رسول اللہ صلعم فرماتے تھے بیٹھ جاؤ۔ تیسری مرتبہ رسول اللہ صلعم نے اپنا داہنا ہاتھ میرے ہاتھ پر مار کر فرمایا۔ تم ہی اس منصب کے وارث ہو، میرے چچازاد بھائی میرے چچا کے مقابلے میں میرے وارث ہوئے؟

ابو رافع کی حدیث میں ہے کہ ابوبکر نے عباس سے پوچھا کہ میں تجھے اللہ تعالیٰ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں، کیا آپ اس بات کو جانتے ہیں کہ رسول اللہ نے آپ لوگوں کو جمع کیا تھا اور فرمایا تھا۔ کہ اے اولادِ عبدالمطلب! اللہ تعالیٰ جس نبی کو مبعوث کرتا ہے۔ اس کے اہل میں اس کا ایک وزیر

بھائی وصی اور اس کے اہل میں ایک خلیفہ مقرر کرتا ہے ۔ تم میں کون ایسا شخص ہے جو میری بیعت اس بات پر کرے ۔ کہ وہ میرا بھائی ، میرا وزیر، میرا وارث ، میرا وصی اور میرے اہل میں میرا خلیفہ ہو؛ ان شرائط کے مطابق حضرت علی نے رسول اللہ صلعم کی بیعت کی تھی ۔ عباس نے کہا، ہاں ایسی بات ہے جب یہ بات درست ہے تو نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے بعد حضرت علی کی امامت بلا فصل واجب ہے

حضرت امیر علیہ السلام کا سبقت کرنا

سفیان ابن جریج سے وہ عطا سے وہ ابن عباس سے والذین اوتوا العلم والایمان کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ آدمی مومن ہوتا ہے لیکن عالم نہیں ہوتا لیکن حضرت علی میں دونوں باتیں جمع تھیں آپ عالم بھی تھے اور مومن بھی ۔

مقاتل میں سلیمان ضحاک سے روایت کرتے ہیں اس نے ابن عباس سے انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء کے بارے میں روایت کی ہے ۔ کہ حضرت علی علیہ السلام اپنے اللہ سے ڈرتے رہتے تھے ۔ اور اللہ کے فرائض بجالاتے تھے ۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد کرتے تھے ۔

صفوانی نے الاحق والحن میں کلبی سے اس نے ابو صالح سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ حٰم اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے "عسق" سے علم علی مراد ہے جس میں آپ نے ہر جماعت سے سبقت کی ہے اور ہر فرقے سے ممتاز رہے ہیں ۔

محمد بن مسلم، ابو حمزہ ثمالی ۔ اور جابر بن یزید امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ۔ علی بن فضال فضیل بن یسار اور ابو بصیر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ۔

احمد بن محمد حلبی ۔ محمد بن فضیل امام علی رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ۔ اور امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق علیہما السلام سے بھی یہ روایت کی گئی ہے ۔ زید بن علی ، محمد بن حنفیہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سلمان فارسی ۔ ابو سعید خدری اور اسمٰعیل سدی سے روایت ہے ۔ ان سب حضرات کا متفقہ بیان ہے قل کفی باللہ شہیداً بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں

ثعلبی اپنی تفسیر میں ابو معاویہ سے اس نے اعمش سے اس نے ابو صالح سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے ۔ عبد اللہ بن عطا ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ امام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ کچھ لوگوں کا خیال ہے کہ جس شخص کے پاس کل کتاب کا علم ہے وہ عبد اللہ بن

سلام ہیں۔ امام نے فرمایا ایسا نہیں ہے۔ بلکہ اس سے مراد علی بن ابی طالب ہیں۔

سعید بن جبیر سے پوچھا گیا۔ کہ ومن عندہ علم الکتاب سے مراد عبداللہ بن سلام ہیں۔ آپ نے کہا ایسا نہیں ہے۔ عبداللہ بن سلام اس آیت سے کیوں کر مراد ہو سکتے ہیں۔ کہ یہ سورہ مکی ہے۔ اور عبداللہ مدینہ میں اسلام لائے

ابن عباس سے مروی ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم اس آیت سے عبداللہ بن سلام مراد نہیں ہیں۔ بلکہ اس سے مراد علی بن ابی طالب ہیں۔ جو تفسیر، تشریح، ناسخ، منسوخ، حلال اور حرام کے عالم تھے۔

ابن حنفیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی وہ ہیں۔ جس کے پاس کل کتاب کا علم اول اور آخر کا علم ہے۔

نطنزی نے خصائص میں تحریر کیا ہے۔ کہ یہ بات محال اور ناممکن ہے کہ اللہ تعالیٰ ایک یہودی کو اپنی ذات کے ساتھ دوسرا گواہ بنائے آیت قل کفیٰ باللہ شهیداً بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

امیرالمومنین علیہ السلام کا علم تمام صحابہ پر واضح تھا۔ آپ کے علم کا اعتراف کرتے ہوئے آپ کی بیعت کرلی تھی۔ جاحظ کا بیان ہے کہ امت کا اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ صحابہ میں سے چار اشخاص سے علم لیا گیا ہے۔ حضرت علی۔ ابن عباس۔ ابن مسعود اور زید بن ثابت۔ ایک گروہ نے عمر بن خطاب کے متعلق یہی اظہار کیا ہے۔ لیکن یہ چاروں اشخاص حضرت عمر سے زیادہ قاری قرآن تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ لوگوں کی امامت کا اہل وہ شخص ہو سکتا ہے جو ان میں سب سے زیادہ قاری ہو۔ اس فرمان کی رو سے حضرت عمر کی حیثیت خود بخود ختم ہو جاتی ہے۔ اس بات پر بھی امت کا اجماع ہے کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ ائمہ قریش میں سے ہوں گے۔ ابن مسعود اور زید اس شرط کی وجہ سے ختم ہو گئے۔ باقی رہ گئے حضرت علی اور ابن عباس۔ اگرچہ دونوں عالم فقیہ اور قریشی تھے لیکن حضرت علی ان سے عمر کے لحاظ سے بڑے اور ہجرت کے لحاظ سے مقدم تھے۔ اسی وجہ سے ابن عباس ختم ہو گئے۔ صرف حضرت علی کی ذات باقی رہ جاتی ہے۔ جو بالاجماع امامت کے حق دار ہیں؛

صحابہ حضرت علی علیہ السلام سے مسائل دریافت کرتے تھے۔ اور آپ کسی سے کوئی مسئلہ دریافت نہیں فرماتے تھے۔ نبی صلعم نے فرمایا۔ اگر تم کسی مسئلہ میں اختلاف کرو۔ تو اس طرف ہو جاؤ۔ جہاں علی بن

ابی طالب ہوں

عبادہ بن صامت عمر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہمیں حکم دیا گیا ہے۔ اگر ہم کسی چیز میں اختلاف کریں تو ہم علی کو اپنا حاکم بنائیں۔ اسی وجہ سے مندرجہ ذیل اصحاب رسول نے حضرت علی کی پیروی کی ہے۔ سلمان عمار۔ حذیفہ۔ ابوذر۔ ابی بن کعب۔ جابر انصاری۔ ابن عباس۔ ابن مسعود۔ زید بن صوحان مذکورہ بالا حضرات نے علی کے علم کی پیروی کی ہے اور مندرجہ ذیل حضرات پیچھے رہ گئے۔ زید بن ثابت۔ ابوموسیٰ۔ معاذ۔ عثمان ان سب حضرات کو علی کے علم و فضل کا اعتراف تھا۔

نقاش نے اپنی تفسیر میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ علی کا علم علم رسول سے ماخوذ ہے رسول اللہ کو اللہ تعالیٰ نے تعلیم دی۔ نبی کا علم اللہ کا علم ہے علی کا علم نبی کے علم سے ہے میرا علم علی کے علم سے ہے میرا علم اور تمام اصحاب رسول کا علم علی کے علم کے مقابل میں ایسا ہے۔ جیسے ایک قطرہ پانی کا سات سمندروں میں۔

ضحاک بن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علیؑ کو نو حصے علم دیے گئے تھے اب باقی دسویں حصے میں بھی باقی اصحاب سے زیادہ عالم تھے۔

امالی طوسی میں تحریر ہے کہ حضرت علیؑ کا ایک گروہ کے پاس سے گذر ہوا۔ ان میں حضرت سلمان فارسی بھی موجود تھے سلمان نے ان سے کہا۔ اٹھو اور اس شخص (علی) سے علم حاصل کرو۔ خدا کی قسم اس کے سوا تمہارے نبی کے راز تمہیں اور کوئی نہیں بتلائے گا۔

امالی ابن بابویہ میں مذکور ہے۔ کہ محمد بن منذر نے کہا کہ میں نے ابوامامہ کو کہتے ہوئے سُنا۔ کہ علی علیہ السلام اگر کسی چیز کے متعلق کہتے تھے۔ تو اس میں ان کو شک نہیں ہوتا تھا۔ ہم نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سُنا۔ میرے راز کا خازن علیؑ ہے۔

سید حمیری نے کہا ہے

وعلی خازن الوحی الذی۔ کان مستودع ایات السور

علیؑ وحی کے خازن ہیں جو آیات کی سورتوں میں موجود ہے۔

یحییٰ بن معین اپنے اسناد سے عطا بن ابی رباح سے روایت کرتے ہیں۔ آپ سے کسی نے سوال کیا کہ کیا تم کسی ایسے شخص کو جانتے ہو۔ حضرت علی سے زیادہ علم والا ہو؟ آپ نے کہا خدا کی قسم

میں ایسے کسی شخص کو نہیں جانتا۔ اس بارے میں حضرت عمر بن خطاب کا اکثر کلام وارد ہوا ہے۔ کہ اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتے۔

خطیب نے اربعین میں نقل کیا ہے۔ کہ حضرت عمر نے کہا علم کے چھ حصے ہیں۔ پانچ حصے علی کو ملے ہیں اور لوگوں کو ایک حصہ ملا ہے آپ چھٹے حصے میں بھی ہمارے ساتھ شریک ہیں۔ اور اس چھٹے حصے کو ہم سے زیادہ جانتے ہیں۔

عکرمہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی علیہ السلام سے عمر بن خطاب نے کہا اے ابوالحسن! آپ سے جب سوال کیا جاتا ہے تو آپ حکم لگانے اور فیصلے کرنے میں بہت جلدی کرتے ہیں حضرت نے فرمایا اپنا ہاتھ ظاہر کرو۔ عمر نے ہاتھ ظاہر کیا۔ فرمایا ہاتھ میں کتنی انگلیاں ہیں؟ کہا پانچ ہیں فرمایا اے ابو حفص! تم نے جلدی کی ہے۔ حضرت عمر نے کہا یہ مجھ سے مخفی نہ تھیں۔ حضرت علی نے فرمایا۔ میں اس بات میں جلدی کرتا ہوں۔ جو مجھ سے پوشیدہ نہیں ہوتی۔"

حضرت عمر اور عبدالرحمن کے درمیان کسی بات پر جھگڑا ہو گیا۔ دونوں نے حضرت امیر علیہ السلام کے پاس خط تحریر کیا۔ کہ آپ تشریف لے آئیں۔ آپ نے دونوں کے پاس خط تحریر کیا۔ کہ علم کے پاس آنا پڑتا ہے۔ اور علم کسی کے پاس نہیں جاتا۔ عمر نے کہا یہ بنو ہاشم کے ایک بزرگ ہیں۔ جو اثارۃ علم ہیں۔ جن کے پاس جانا پڑتا ہے۔ وہ خود کسی کے پاس نہیں جاتے۔ عمر جناب امیرؑ کی خدمت میں حاضر ہوتے حضرت کو تکیہ لگائے پایا۔ عمر نے مسئلہ دریافت کیا۔ آپ نے جواب دیا۔ عمر نے کہا آپ کی قوم نے آپ سے روگردانی کی ہے۔ ورنہ آپ خلافت کے زیادہ حق دار تھے۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ فیصلہ کا دن ملاقات کی جگہ ہے۔

یونس بن عبید نے حسن سے روایت کی ہے۔ کہ عمر بن خطاب نے کہا اے معبود! میں اس مشکل سے پناہ مانگتا ہوں۔ جس کے حل کے لئے ہمارے پاس ابوالحسنؑ موجود نہ ہوں۔

کتاب ابانہ میں ابن بطہ سے تحریر کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر کہا کرتے تھے۔ جو چیز بھی میں آپ سے دریافت کرتا ہوں۔ آپ اس کی گرہ کھول دیتے ہیں۔ اور حضرت عمر نے کہا اے ابوالحسن۔ مجھے آپ کے بعد اللہ تعالیٰ زندہ نہ رکھے۔"

تاریخ بلاذری میں مرقوم ہے۔ کہ حضرت عمر نے کہا خدا مجھے اس وقت تک کے لئے باقی نہ رکھے۔

جس مشکل کے حل کے لئے ابوالحسن (علی) موجود نہ ہوں۔

الابانہ اور الفائق میں مذکور ہے۔ کہ عمر نے کہا کہ میں اللہ تعالیٰ سے اس مشکل گتھی کے وقت پناہ مانگتا ہوں جس کے حل کرنے کے لئے ابوالحسن موجود نہ ہوں۔

۲۳ مسائل حضرت عمر نے امیرالمومنین علی علیہ السلام سے دریافت کئے آخر کار حضرت عمر کو اعتراف کرنا پڑا۔ لولا علی لهلك عمر اگر علی موجود نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہو جاتا۔ اس بات کو ایک مخلوق نے روایت کیا ہے۔ جن میں ابوبکر بن عباس اور ابومظفر سمعانی ہیں۔

خطیب خوارزم شاہ نے اس بارے میں دو شعر بیان کئے ہیں ؎

اذا عمر تخطی فی جواب　　　وینبہ علی بالصواب

جب عمر کسی مسئلے کے جواب میں غلطی کرتے ہیں تو حضرت علی تنبیہ فرما کر اس کی درستی کر دیتے۔

یقول بعدلہ مولا علی　　　هلکت هلکت فی ذات الجواب

پھر عمر علی سے کہتے ہیں۔ اگر علی نہ ہوتے۔ تو میں اس جواب کی وجہ سے ہلاک ہو جاتا۔

حضرت ابوبکر کی یہ بات شہرت کے دروازے تک پہنچ چکی ہے کہ آپ نے کہا اگر میں درست فیصلہ کروں۔ تو میری پیروی کرنا اور مسئلے میں بھٹک جاؤں تو مجھے سیدھا کر دینا۔

ابوبکر نے کہا میں ناکہہ کا معنی تو جانتا ہوں لیکن ابا کے معنی اللہ تعالیٰ بہتر جانتا ہے۔

کلالہ کے بارے میں کہا کہ اس کے متعلق میں اپنی رائے سے فیصلہ کرتا ہوں۔ اگر میں نے ٹھیک فیصلہ کر دیا۔ تو اللہ تعالیٰ کی طرف سے ہوگا۔ اگر میں نے غلطی کی تو یہ میری طرف سے ہوگی۔ کلالہ شیطان کی طرف سے ہوتا ہے۔ لڑکے اور والد کی طرف سے نہیں ہوتا۔

بیہقی نے ذاریات کے متعلق عمر سے دریافت کیا۔ تو آپ نے کہا اگر امام غلطی کرے تو اس بات سے تعجب نہ کرو۔

حضرت علی علیہ السلام کے علم کی گواہی رسول اللہ صلعم نے خود اپنے اس فرمان کے ذریعے دی ہے۔ علی عیبۃ علمی۔ علی میرے علم کی گٹھری ہیں۔ علی اعلمکم علما واقدمکم سلما علی تم میں سے علم میں بڑھے ہوئے اور صلح کرنے میں سبقت لئے ہوئے ہیں۔

اعلم امتی من بعدی علی بن ابی طالب میرے بعد میری امت میں زیادہ علم والے علی

بن ابی طالب ہیں ۔

ان باتوں کو علی بن ہاشم اور ابن شیرویہ دیلمی نے اپنے اسناد سے سلمان سے روایت کیا ہے۔
نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے علی کو فضیلت کا ایک جوہر عطا کیا ہے۔ اگر اس کو تمام روئے زمین کے رہنے والوں پر تقسیم کر دیا جائے۔ تو سب کے لئے کافی ہوگا۔
حلیۃ الاولیا میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم سے علی بن ابی طالب کے بارے میں پوچھا گیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ حکمت کے دس حصے کئے گئے علی کو نو حصے عطا کئے گئے۔ اور لوگوں کو ایک حصہ دیا گیا۔
ربیع بن خیثم نے کہا کہ علی سے زیادہ آنحضرت صلعم سے کوئی شخص محبت کرنے والا نہیں تھا۔ اور علی سے زیادہ اس شخص سے زیادہ بغض رکھنے والا کوئی نہیں تھا۔ جو آنحضرت سے بغض رکھتا تھا۔ پھر متوجہ ہو کر کہا۔ کہ جس شخص کو دانائی دی گئی ہے اس کو بہت سی بھلائی دی گئی ہے۔
آپ نے حساب لگا کر حضرت کی فضیلت کے بارے میں استدلال کیا۔ انہوں نے کہا امت میں زیادہ عالم علی بن ابی طالب ہیں۔ یہ بات بالاتفاق بیان کی گئی ہے۔ کہ جناب امیر علیہ السلام کی شان میں ۲۱۸ آیتیں نازل ہوئی ہیں۔ اسی طرح ان لوگوں کا قول ہے۔ کہ جناب امیر اعلم امت اور جمال امت ہیں۔ آپ سید النجبا ہیں۔ آپ کی شان میں تین سو ستر آیتیں نازل ہوئی ہیں۔
اس بات پر اتفاق ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اقضاکم علی تم میں سب سے زیادہ بہتر فیصلہ کرنے والے علی ہیں۔

سعید بن خصیب وغیرہ سے روایت ہے۔ کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابن ابی لیلیٰ سے پوچھا۔ اے عبدالرحمٰن! تم لوگوں کے درمیان فیصلے کرتے ہو؟ کہا اے فرزند رسول ہاں۔ فرمایا کس چیز کے ذریعے فیصلے کرتے ہو؟ کہا اللہ کی کتاب سے۔ فرمایا۔ اگر اللہ کی کتاب میں حکم موجود نہ ہو؟ کہا سنت رسول سے۔ اگر ان دونوں چیزوں میں نہ ہو۔ تو میں صحابہ کے اجماع سے فیصلہ کرتا ہوں۔ فرمایا اگر صحابہ کے فیصلہ میں اختلاف ہو۔ تو کس کی بات سے فیصلہ کرتے ہو۔ کہا۔ اس سے جس پر مجھے اعتماد ہوتا ہے۔ اور باقی لوگوں کی مخالفت کرتا ہوں۔ فرمایا کیا علیؑ کی مخالفت کرتے ہو۔ جب اس کا فیصلہ تم تک پہنچ چکا ہو۔ کہا میں بعض اوقات آپ کے فیصلے کی مخالفت کرتا ہوں۔ اور غیر کے فیصلے کو ترجیح دیتا ہوں۔ ابو عبداللہ علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ قیامت کے روز تم کیا جواب دو گے جب رسول اللہ

معلوم فرمائیں گے اسے رب اس شخص تک میرا قول پہنچ چکا تھا لیکن اس نے اس کی مخالفت کی کہا اے فرزند رسول میں نے آنحضرت کے قول کی کس مخالفت کی ہے فرمایا جب تمہیں رسول اللہ کا یہ فرمان پہنچ چکا ہے کہ اقضاکم علی ؟ تم میں زیادہ فیصلہ کرنے والے علی ہیں۔ کہا ہاں یہ قول تو مجھ تک پہنچ چکا ہے فرمایا جب تم نے علی کے فیصلے کی مخالفت کی تو کیا تم نے رسول اللہ کے فیصلے کی مخالفت نہیں کی ؟ یہ سن کر ابن ابی لیلیٰ کا چہرہ زرد پڑگیا اور خاموش ہوکر رہ گیا۔

ابانہ میں ہے۔ کہ ابو امامہ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ میرے بعد سنت کو زیادہ جاننے والے اور فیصلے کا زیادہ حکم رکھنے والے علی بن ابی طالب ہیں۔

کتاب الجلاء والشفا اور الاحن والمحن میں ہے۔ کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے یمن میں ایک فیصلہ صادر فرمایا۔ وہاں کے لوگ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوئے۔ کہ علی نے ہم پر ظلم کیا ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ علی ظالم نہیں ہیں۔ اور نہ ہی ظلم کے لیئے پیدا کیئے گئے ہیں۔ علی میرے بعد تم پر ولی ہیں لہٰذا تمہارے حاکم ہیں۔ اور آپ کا حکم درست ہے۔ فرمان آپ کا فرمان ہے۔ آپ کا حکم کافر ٹھکرائے گا۔ اور مومن آپ کے حکم پر راضی ہوگا جب یہ بات ثابت ہو گئی تو صحابہ کے لئے یہ بات درست نہ تھی۔ کہ وہ رسول اللہ کے بعد علیؑ کے سوا کسی اور کو حاکم بنائیں۔ فیصلہ کرنے کے لئے دین کے اور علوم کے جاننے کی ضرورت ہوتی ہے علی تمام علوم کے زیادہ جاننے والے ہیں۔ لہٰذا علی پر کسی اور کو مقدم کرنا جائز نہیں ہے۔ کیوں کہ یہ بات اپنے مقام پر نہایت بری ہے کہ فاضل پر مفضول کو مقدم کیا جائے۔

امام محمد باقر اور امیر المومنین علیہما السلام نے آیت ولیس البر بان تاتوا البیوت اور واذ قلنا ادخلوا ھذہ القریۃ کے متعلق فرمایا۔ ہم وہ گھر ہیں جن کے متعلق اللہ تعالےٰ نے حکم دیا کہ ان کے دروازوں سے آنا چاہیئے۔ ہم اللہ کا وہ دروازہ ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ کے وہ گھر ہیں جن کے پاس آنا چاہیئے جس شخص نے ہمارا اتباع کیا اور ہماری ولایت کا اقرار کیا۔ وہ شخص گھروں کے اندر ان دروازوں سے آیا۔ اور جس شخص نے ہماری مخالفت کی اور ہمارے غیر کو ہم پر فضیلت دی۔ وہ ان گھروں میں پشت کی جانب سے آیا۔

یہ حدیث بالاجماع مذکور ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ میں علم کا شہر ہوں اور علیؑ

اس کا دروازہ ہیں جو شخص علم حاصل کرنا چاہیئے۔ اس کو دروازے سے آنا چاہیئے"۔

امام احمد بن حنبل نے اس کو آٹھ طریقوں سے روایت کیا ہے۔ ابراہیم ثقفی نے سات طریقوں سے، ابن بطہ نے چھ طریقوں سے قاضی جعانی نے پانچ طریقوں سے۔ ابن شاہین نے چار طریقوں سے خطیب تاریخی نے تین طریقوں سے۔ اور یحییٰ بن معین نے دو طریقوں سے روایت کیا ہے

اس حدیث کو سمعانی، قاضی ماوردی۔ ابو منصور سکری ابو صلت ہروی۔ عبدالرزاق اور شریک ابن عباس مجاہد اور جابر سے روایت کرتے ہیں یہ بات اس امر کی مقتضی ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کی طرف رجوع کرنا واجب ہے کہ آنحضرت صلعم نے اپنے آپ کو مدینہ شہر سے کنایہ کیا ہے۔ اور آنحضرت صلعم نے اس بات سے آگاہ کیا ہے۔ کہ آپ کے علم تک رسائی صرف حضرت علی کے ذریعے سے ہو سکتی ہے۔ کیوں کہ آنحضرت صلعم نے آپ کو شہر کے دروازے کی مانند قرار دیا ہے۔ شہر میں دروازے کے ذریعے ہی داخل ہونا پڑتا ہے۔ آنحضرت صلعم نے اس بات کو غلیات الباب کے ذریعے لوگوں پر واجب کیا کہ وہ صرف دروازے ہی کے ذریعے آئیں۔ یہ حکم حضرت علی کی عصمت پر دلالت کرتا ہے جو شخص معصوم نہیں ہوگا۔ اس سے غلطیات کا صادر ہونا ممکن ہوگا۔ جب غلطیات متوقع پذیر ہوگی۔ تو اس کی پیروی بذات خود غلط ہوگی۔ یہ بات تو اس امر کی داعی ہے کہ آنحضرت صلعم نے غلطیات کا حکم دیا۔ جو ناجائز ہے۔

نیز امیر المومنین علیہ السلام کے اعلم امت ہونے پر یہ بات بھی دلالت کرتی ہے۔ اور اس موقف کی تائید کرتی ہے۔ کہ صحابہ نے مسائل کے بارے میں آپس میں اختلاف کیا ہے اور ان مسائل میں ایک دوسرے کی طرف رجوع کیا ہے۔ لیکن جناب امیر نے کسی سے کوئی مسئلہ دریافت نہیں کیا۔ یہ بات علی کی ولایت اور امامت پر روشن دلیل کی طرح دلالت کرتی ہے۔ علم اور حکمت میں آپ کی زندگی میں اور آپ کی موت کے بعد آپ ہی سے اخذ کرنا چاہیئے۔

علی اعلم الناس کیوں نہ ہوں۔ آپ مسجد میں اور گھر میں ہر وقت رسول اللہ صلعم کے ساتھ رہتے تھے آنحضرت کی وحی اور آپ کے مسائل کو لکھا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلعم کے فتوے سنا کرتے تھے۔ اور آپ سے مسائل بھی دریافت کرتے تھے۔

جب رسول اللہ پر رات کو وحی نازل ہوتی تھی۔ تو صبح سے پہلے علی کو سنا دیا کرتے تھے۔ اگر دن

کو وحی آتی تھی ۔ تو شام سے پہلے علی کو آگاہ کر دیتے تھے ۔

یہ بات مشہور ہے کہ جناب امیر نے رسول اللہ سے راز کی بات کہنے کے لئے دس دینار خرچ کئے اور آنحضرت نے دس مسئلے دریافت کئے تھے ۔ جس کی وجہ سے آپ پر علم کے ہزار دروازے کھل گئے تھے ۔ اور ان میں سے ہر دروازے سے ہزار ہزار دروازہ اور کھل گیا تھا ۔ اسی طرح رسول اللہ صلعم نے اپنی وفات سے پہلے آپ سے وصیت کی تھی ۔

حافظ ابونعیم اپنے اسناد سے زید بن علی اپنے باپ دادا سے وہ علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا مجھے رسول اللہ صلعم نے علم کے ہزار باب تعلیم کئے تھے ۔ اور میرے لئے ہر باب سے ہزار ہزار باب اور کھل گیا تھا ۔ اس حدیث کو ابوجعفر بن بابویہ نے اپنی کتاب خصال میں ۲۴ طریقوں سے اور سعد بن عبداللہ قمی نے بصائر الدرجات میں ۶۶ طریقوں سے بیان کیا ہے ۔

ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ۔ کہ رسول اللہ صلعم کی تلوار کے قبضہ پر ایک چھوٹا سا صحیفہ تحریر تھا ۔ یہ وہ حروف تھے ۔ جن کے ایک حرف سے ہزار ہزار حرف کھلتے تھے ۔ دو حرف حرف قیامت کے روز کھلیں گے ۔

ابان بن تغلب ۔ حسین بن معاویہ ۔ سلیمان جعفری ۔ اسمٰعیل بن عبداللہ بن جعفر ۔ یہ سب حضرات ابوعبداللہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ جب رسول اللہ کی وفات کا وقت قریب آیا ۔ تو رسول اللہ کی خدمت میں حضرت علی حاضر ہوئے رسول اللہ نے علی کا سر اپنے (کپڑے کے اندر) داخل فرمالیا ۔ اور فرمایا جب میں مر جاؤں تو مجھے غسل دینا ۔ کفن دینا پھر مجھے بیٹھا دینا ۔ اور مجھ سے سوال کرنا اور لکھ لینا

تہذیب الاحکام میں ہے ۔ کہ رسول اللہ صلعم نے علیؑ سے فرمایا میرے کفن کے کونوں کو پکڑ کر مجھے بیٹھا دینا ۔ پھر مجھ سے جو کچھ تم چاہو سوال کرنا ۔ خدا کی قسم جس چیز کا تم مجھ سے سوال کرو گے ۔ میں اس کا تمہیں جواب دوں گا ۔ ایک روایت ابو عوانہ نے کی ہے ۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ۔ کہ میں نے ایسا کیا تھا ۔ رسول اللہ نے مجھے قیامت تک ہونے والے واقعات سے آگاہ کیا تھا ۔

جناب ام سلمہ کا بیان ہے ۔ کہ میں وفات رسول کے وقت آنحضرت صلعم کے پاس موجود تھی آنحضرت صلعم نے مجھے ایک تحریر دی ۔ کہ جو شخص میرے بعد کھڑا ہو اس کو یہ تحریر دے دینا ۔ ابوبکر ، عمر اور عثمان نے اپنی خلافت کے زمانے میں وہ تحریر مجھ سے طلب نہ کی ۔ جب حضرت علی کی بیعت کی گئی ۔ تو آپ منبر سے

نیچے تشریف لائے ۔اور میرے پاس آ کر فرمایا ۔ اے ام سلمہ ! مجھے وہ تحریر عنایت کر دیجئے ۔ جو رسول اللہ صلعم نے تم کو دی تھی ۔ میں نے عرض کیا ۔ آپ ہی اس تحریر کے مالک ہیں ؟ فرمایا ہاں ۔ میں نے تحریر آپ کے حوالے کر دی ۔ آپ سے سوال کیا گیا کہ اس تحریر میں کیا کچھ لکھا ہے ؟ فرمایا ۔ قیامت کے قائم ہونے کے سوا باقی تمام چیزیں اس میں تحریر ہیں ۔ ابن عباس سے روایت ہے ۔ کہ حضرت علیؑ ام سلمہؓ کے پاس آئے ۔ اور تحریر طلب کی ۔ آپ نے تحریر کو کھولا اور اس میں دیکھا اور فرمایا اس میں علم ابد موجود ہے ۔

یہ مضمون الثمار ادیین عون المنطق الاعظم کے بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے دریافت کیا گیا ۔ تو امام علیہ السلام نے فرمایا یہ تمام انبیا کا علم ہے ۔ جو محمدؐ کی طرف وحی کیا گیا ۔ یہ تمام علم حضرت علیؑ کے پاس موجود ہے ۔ امام علیہ السلام نے فرمایا علی علیہ السلام نے علم کے بارے میں ایک ایسا دعویٰ کیا میں نے ایسا دعوےٰ کسی اور شخص سے نہیں سُنا ۔

حنش کنانی کا بیان ہے ۔ کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا " خدا کی قسم میں تبلیغ رسالت ۔ وعدوں کی تصدیق ۔ تمام کلمات کو جانتا ہوں ۔ آپ کا فرمان ہے کہ میرے پہلو میں علم کا ایک بحر ذخار موج مار رہا ۔ کاش کہ مجھے اس کے اٹھانے والے مل جاتے ۔ اور آپ کا فرمان ہے ۔ ولو کشف الغطاء ما ازددت یقیناً

ابن بختری نے چھ طریقوں سے ۔ ابن مغفل نے دس طریقوں سے ابراہیم ثقفی نے چودہ طریقوں سے ان سلسلہ روایات میں ۔ عدی بن حاتم ۔ اصبغ بن نباتہ ۔ علقمہ بن قیس ۔ یحییٰ بن ام طویل ۔ زر بن حبیش ۔ عبایہ بن ربعی بن رفاعہ اور ابو طفیل ہیں ۔ کہ امیر المومنین علیہ السلام نے مہاجرین اور انصار کی موجودگی میں اپنے سینے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا ۔ کہ یہ کس قدر علم سے بھرا ہوا ہے ۔ کاش کہ میں اس کے طلب کرنے والے کو پالیتا ۔ مجھے گم کرنے سے پہلے مجھ سے سوال کرو ۔ یہ علم کا مرکز ہے ۔ یہاں لعاب رسول (کا اثر) موجود ہے ۔ مجھ میں رسول اللہ صلعم نے علم اس قدر چن چن کر بھرا ہے ۔ جس طرح پرندہ اپنے بچے کو دانے چن چن کر بھرتا ہے ۔ مجھ سے دریافت کرو میرے پاس اولین اور آخرین کا علم موجود ہے خدا کی قسم اگر میرے لئے مسند بچھا دی جائے ۔ اور میں اس پر بیٹھ جاؤں ۔ تو میں تورات والوں کے درمیان تورات سے اور انجیل والوں کے درمیان انجیل سے اور زبور والوں کے درمیان زبور سے اور قرآن والوں کے درمیان قرآن سے فیصلہ کروں گا ۔ حتیٰ کہ ہر ایک کتاب کہے گی ۔ کہ علیؑ نے وہ فیصلہ کیا ہے جو اللہ تعالیٰ کا

فیصلہ ہے۔ اور مجھ میں موجود ہے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ انجیل اور تورات بول اٹھے گی۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ہر کتاب خوشی سے جھوم کر کہے گی۔ اے معبود! علی نے تیرے فیصلے کے مطابق فیصلہ کیا ہے۔ پھر فرمایا۔ مجھ سے سوال کرو۔ اس سے پہلے کہ مجھے نہ پاؤ۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے میں شگاف ڈالا اور جسم کو پیدا کیا۔ اگر تم مجھ سے کسی آیت کے متعلق سوال کرو۔ کہ کون سی آیت مکہ میں۔ مدینہ میں۔ سفر میں حضر میں۔ نازل ہوئی۔ ناسخ ہے۔ کہ منسوخ۔ محکم ہے کہ متشابہ۔ اس کی تنزیل اور تشریح کے متعلق آگاہ کروں گا۔

غرر الحکم میں اسدی سے روایت ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا مجھ سے سوال کرو اس سے پہلے کہ مجھے نہ پاؤ۔ میں آسمانوں کی باتوں کو زمین کی باتوں سے زیادہ جانتا ہوں۔

کتاب نہج البلاغۃ میں تحریر ہے کہ آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں جان ہے میں تم کو اس چیز کے متعلق بتاؤں گا۔ جو تمہارے اور قیامت کے درمیان واقع ہے میں اس گروہ کے متعلق آگاہ کروں گا کہ ہدایت یافتہ ہے یا گمراہ ہے۔ اس کا ابھارنے، قیادت کرنے والا اور ہنکانے والا کون ہے۔ ان کے اونٹوں کے بیٹھنے اور سامان اتارنے کی جگہ کہاں ہے اور ان میں سے کون قتل کیا جائے گا۔ اور کون انھیں موت دے گا۔"

ایک اور روایت میں ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ اگر میں چاہوں تو تم میں ہر شخص کو تمہارے داخل اور خارج ہونے اور تمام حالات سے آگاہ کر دوں۔"

سلمان فارسی سے روایت ہے۔ کہ علی علیہ السلام نے فرمایا۔ میرے پاس علم منایا۔ بلایا۔ وصایا۔ الباب فصل الخطاب۔ مولا الاسلام اور مولا الکفر ہے۔ میں صاحب میسم ہوں۔ میں فاروق اکبر ہوں دولت الاول ہوں۔ مجھ سے ان باتوں کے متعلق سوال کرو۔ جو قیامت تک واقع ہوں گی۔ جو مجھ سے پہلے واقع ہوئیں تھیں۔ یا میرے زمانے میں واقع ہوں گی یا اس وقت تک واقع ہو گی۔ جب تک اللہ کی عبادت کی جائے گی۔

ابن مسیب نے کہا۔ کہ اصحاب رسول میں حضرت علی بن ابی طالب کے سوا کسی نے سلونی کا دعوے نہیں کیا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید میں کہا ہے تبیانا لکل شیء، وکل شیء احصینا ہ فی امام مبین، ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین ظاہری طور پر یہ باتیں قرآن مجید میں موجود

نہیں ہیں۔ ہاں اگر تاویل اور تشریح کی جائے۔ تو ان باتوں کی تہہ تک پہنچنے کا امکان ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ وما یعلم تاویلہ الا اللہ والراسخون فی العلم اس سے معلوم ہوا کہ قرآن کی تاویل راسخون فی العلم جانتے ہیں۔ وہ حضرت علی ہیں۔ آپ نے سلونی قبل ان تفقدونی کا دعوے کیا۔ اگر اس آیت میں ظاہری معنی مراد لئے جائیں۔ تو اُمت میں بہت سے لوگ اس کے جاننے والے ہوں گے۔ اور ایک حرف کی غلطی بھی نہ کریں گے۔ اگر ایسا ہوتا۔ تو علی علیہ السلام علی الاعلان اس بات کا دعوے نہ کرتے۔ اگر آپ کو یہ معلوم ہوتا۔ کہ آپ کے ساتھ اس دعوے میں اور بھی شریک ہے۔ تو آپ یہ دعوے نہ کرتے۔ جب یہ بات ثابت ہوگئی ہے۔ کہ علم میں حضرت کی نظیر کوئی شخص نہیں ہو سکتا۔ تو ضرور ماننا پڑے گا۔ کہ امامت کے سزاوار صرف آپ ہی ہیں۔

محمد رازی نے تفسیر نزول القرآن میں اور ابو یوسف یعقوب نے اپنی تفسیر میں ابن عباس سے اس آیت کے متعلق روایت کی ہے۔ لاتحرک بہ لسانک

آنحضرت نزول وحی کے وقت اس غرض کی خاطر ہونٹ ہلاتے تھے۔ تاکہ آپ وحی کو یاد کرلیں۔ ایک قول یہ ہے۔ کہ آپ کے قرأت وحی کے ختم ہونے سے پہلے پڑھنے میں جلدی کرتے تھے۔ اس آیت ان علینا جمعہ وقرآنہ میں اس بات کی اللہ نے محمد صلعم سے ضمانت لی ہے کہ رسول اللہ کے بعد قرآن علی جمع کریں گے۔ ابن عباسؓ نے کہا اللہ تعالیٰ نے قرآن کو علیؑ کے دل میں جمع کر دیا ہے۔ اور رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد حضرت علیؑ نے اس کو چھ ماہ میں جمع کیا۔ اخبار ابن ابی رافع میں ہے۔ کہ رسول اللہ نے مرض الموت کے وقت علیؑ سے فرمایا۔ اے علیؑ یہ کتاب خدا ہے اس کو لے لو۔ آپ نے ان حصوں کو ایک کپڑے میں جمع کرلیا۔ اور اپنے گھر تشریف لے گئے۔ جب رسول اللہ صلعم کا انتقال ہوگیا۔ تو علی علیہ السلام اپنے گھر میں بیٹھ کر اس کی ترتیب دینے لگے جس طرح اللہ تعالیٰ نے قرآن مجید کو نازل کیا تھا اور وہ نزول قرآن کے عالم تھے۔

ابو علا عطار، موفق خطیب خوارزم یہ دونوں حضرات اپنی کتابوں میں تحریر کرتے ہیں۔ علی بن رباح سے کہ رسول اللہ صلعم نے علی کو حکم دیا۔ کہ وہ قرآن کی تالیف کریں۔ چنانچہ آپ نے قرآن کو جمع کیا اور لکھا۔

جابر بن سحیم اپنے باپ سے اس نے امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ آپ نے فرمایا۔ اگر میرے لئے مسند بچھاوی جائے۔ اور میرا حق بھی پہچان لیا جائے۔ تو میں ضرور ایک ایسا مصحف نکالوں گا جس کو میں نے خود لکھا ہے۔ اور رسول اللہ صلعم نے لکھوایا ہے۔

اہل سنت کی کتابوں میں ہے۔ کہ حضرت علی نے ابوبکر کی بیعت سے تاخیر اس لئے کی۔ کہ آپ قرآن مجید کی ترتیب اور جمع میں مصروف تھے۔

حافظ ابونعیم حلیۃ الاولیاء میں، خطیب اربعین میں، سعدی عبد خیر سے وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا۔ جب رسول اللہ صلعم کا انتقال ہوا تو میں نے قسم اور حلف کھائی تھی۔ کہ میں چادر کو اپنی پشت پر اس وقت تک نہ ڈالوں گا۔ جب تک میں قرآن کو دو تختیوں کے درمیان جمع نہ کر لوں۔

اہل بیت علیہم السلام کے روایات میں ہے کہ حضرت نے اس بات کی قسم کھائی تھی۔ کہ آپ نماز کے سوا چادر اپنے کندھے پر نہ ڈالیں گے۔ جب تک کہ قرآن جمع نہ کرلیں۔ حضرت ایک مدت تک لوگوں سے الگ ہو کر قرآن کی تدوین میں مصروف ہو گئے۔ آخرکار آپ نے قرآن کو جمع کر لیا۔ آپ قرآن مجید کو ایک چادر میں رکھ کر ان لوگوں کے پاس تشریف لائے۔ یہ لوگ مسجد میں جمع تھے۔ ان لوگوں نے حضرت کا آنا عجیب و غریب جانا اور کہنے لگے۔ ابوالحسن کسی بہت بڑے کام کی خاطر تشریف لائے ہیں۔ جب آپ ان لوگوں کے درمیان میں بیٹھ گئے۔ تو آپ نے ان کے سامنے قرآن مجید کو رکھ دیا۔ پھر فرمایا کہ رسول اللہ نے فرمایا تھا۔ میں تم میں دو چیزیں چھوڑ رہا ہوں اگر ان کے دامن پکڑو گے۔ تو ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے۔ ایک کتاب خدا اور دوسرے میری عترت جو میرے اہل بیت ہیں۔ اور یہ کتاب خدا ہے۔ اور میں عترت (رسول) ہوں۔ عمر نے کھڑے ہو کر کہا جس طرح کا قرآن تمہارے پاس ہے اسی طرح کا ہمارے پاس موجود ہے۔ ہمیں تم دونوں کی ضرورت نہیں ہے۔ حضرت ان لوگوں پر حجت تمام کرنے کے بعد قرآن لے کر واپس گھر تشریف لائے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک طویل حدیث میں منقول ہے۔ کہ حضرت قرآن مجید کو اٹھائے ہوئے اپنے حجرے کی طرف واپس تشریف اس حالت میں لائے۔ کہ آپ یہ آیت پڑھتے تھے۔ فنبذوہ وراء ظهورهم واشتروا به ثمنا قليلا فبئس ما يشترون

ابن مسعود نے کہا کہ حضرت علیؑ نے قرآن کو جمع کیا۔ اور اس کی قرأت مکمل جب علی نے قرآن کو پڑھا تو آپ کی قرأت کی اتباع کرو۔

ایک یہ روایت بھی ہے کہ ابو بکر، عمر اور عثمان نے قرآن کو جمع کیا جب ابو بکر سے قرآن جمع کرنے کے متعلق کہا گیا۔ تو آپ نے کہا کہ میں یہ کام کیسے کر سکتا ہوں جس کو رسول اللہ صلعم نے نہیں کیا۔ اور نہ ہی اس کے کرنے کا مجھے حکم دیا ہے۔ بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے۔ کہ علیؑ نے دعوئے کیا۔ کہ مجھے رسول اللہ صلعم نے قرآن کے جمع کرنے کا حکم دیا تھا۔ صحابہ نے زید بن ثابت، سعید بن عاص، عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام اور عبداللہ بن زبیر کو قرآن جمع کرنے کو کہا۔ اور انہی لوگوں نے قرآن جمع کیا۔ اور بعض ان میں قرآن کے عالم تھے۔

احمد بن حنبل، ابن بطہ۔ اور ابو یعلی اپنی تصنیفات میں اعمش سے روایت کرتے ہیں۔ اُس نے ابوبکر بن عیاش سے ایک طویل خبر بیان کی ہے۔ کہ آدمیوں نے سورہ احقاف کی تیس آیات پڑھیں اور ان دونوں نے اپنی قرأت میں اختلاف کیا۔ ابن مسعود نے کہا یہ اس قرأت کے خلاف ہے۔ جس کو میں پڑھتا ہوں۔ آپ دونوں کے ساتھ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آنحضرت صلعم کے پاس حضرت علی بھی موجود تھے۔ آنحضرت صلعم ناراض ہو گئے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلعم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم اس طرح پڑھو جس طرح تمہیں تعلیم دی گئی ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ حضرت علیؑ کو مختلف قرأتوں کا علم تھا۔ جب زید نے تابوہ پڑھا تو حضرت علی نے فرمایا اس کو تابوت لکھو۔ اس نے اس طرح لکھ لیا۔

سات قاری آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حمزہ اور کسائی آپ کی اور ابن مسعود کی قرأت پر اعتماد کرتے ہیں۔ ان دونوں صاحبان کا ابن مسعود کی طرح کو مصحف نہیں۔ لہذا ان دونوں کا خیال اور رجوع حضرت علیؑ کی طرف رہا ہے۔ اور ابن مسعود کی قائم مقام اعراب میں موافقت ہوئی۔ نافع۔ ابن کثیر اور ابو عمرو کی زیادہ تر قرأت کا دارومدار ابن عباس کی قرأت کی طرف ہوتا ہے۔ اور ابن عباس نے ابی ابن کعب اور حضرت علی سے قرأت سیکھی ہے۔ ان قاریوں نے جو قرأت پڑھی ہے۔ وہ اُبی کی قرأت کے مخالف ہے۔ اس لحاظ سے بھی قرأت کا مرجع حضرت علی قرار پائے۔ عاصم نے قرأت ابو عبدالرحمٰن سلمی سے حاصل کی ہے۔ اور ابو عبدالرحمٰن کا خود بیان ہے۔ کہ میں نے سارا قرآن حضرت علی بن

ابن مسعود نے کہا کہ حضرت علیؑ نے قرآن کو جمع کیا اور اس کی قرأت کی۔ جب علی نے قرآن کو پڑھا تو آپ کی قرأت کی اتباع کرو۔

ایک یہ روایت بھی ہے کہ ابوبکر، عمر اور عثمان نے قرآن کو جمع کیا جب ابوبکر سے قرآن جمع کرنے کے متعلق کہا گیا۔ تو آپ نے کہا کہ میں یہ کام کیسے کر سکتا ہوں جس کو رسول اللہ صلعم نے نہیں کیا۔ اور نہ ہی اس کے کرنے کا مجھے حکم دیا ہے۔ بخاری نے اپنی صحیح میں ذکر کیا ہے۔ کہ علیؑ نے دعوے کیا۔ کہ مجھے رسول اللہ صلعم نے قرآن کے جمع کرنے کا حکم دیا تھا۔ صحابہ نے زید بن ثابت، سعید بن عاص، عبدالرحمٰن بن حارث بن ہشام اور عبداللہ بن زبیر کو قرآن جمع کرنے کو کہا۔ اور انہی لوگوں نے قرآن جمع کیا۔ اور بعض ان میں قرآن کے عالم تھے۔

احمد بن حنبل، ابن بطہ۔ اور ابو یعلیٰ اپنی تصنیفات میں اعمش سے روایت کرتے ہیں۔ اُس نے ابوبکر بن عیاش سے ایک طویل نحو بیان کی ہے۔ کہ آدمیوں نے سورہ احقاف کی تیس آیات پڑھیں اور ان دونوں نے اپنی قرأت میں اختلاف کیا۔ ابن مسعود نے کہا یہ اس قرأت کے خلاف ہے۔ جس کو میں پڑھتا ہوں۔ آپ دونوں کے ساتھ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اس وقت آنحضرت صلعم کے پاس حضرت علی بھی موجود تھے۔ آنحضرت صلعم ناراض ہو گئے۔

حضرت علیؑ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلعم تمہیں حکم دیتے ہیں کہ تم اس طرح پڑھو۔ جس طرح تمہیں تعلیم دی گئی ہے۔ یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ حضرت علیؑ کو مختلف قرأتوں کا علم تھا۔ جب زید نے تابوہ پڑھا تو حضرت علی نے فرمایا اس کو تابوت لکھو۔ اس نے اس طرح لکھ لیا۔

سات قاری آپ ہی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ حمزہ اور کسائی آپ کی اور ابن مسعود کی قرأت پر اعتماد کرتے ہیں۔ ان دونوں صاحبان کا ابن مسعود کی طرح کو مصحف نہیں۔ لہذا ان دونوں کا خیال اور رجوع حضرت علیؑ کی طرف رہا ہے۔ اور ابن مسعود کی قائم مقام اعراب میں موافقت ہوئی۔ نافع۔ ابن کثیر اور ابوعمرو کی زیادہ تر قرأت کا دارومدار ابن عباس کی قرأت کی طرف ہوتا ہے۔ اور ابن عباس نے اُبی ابن کعب اور حضرت علی سے قرأت سیکھی ہے۔ ان قاریوں نے جو قرأت پڑھی ہے۔ وہ اُبی کی قرأت کے مخالف ہے۔ اس لحاظ سے بھی قرأت کا مرجع حضرت علی قرار پائے۔ عاصم نے قرأت ابو عبدالرحمٰن سلمی سے حاصل کی ہے۔ اور ابو عبدالرحمٰن کا خود بیان ہے۔ کہ میں نے سارا قرآن حضرت علی بن

ابی طالب سے سیکھا ہے۔ لوگوں کا بیان ہے کہ فصیح ترین قرأت عاصم کی ہے۔ کیوں کہ وہ اصل کے مطابق ہے عاصم اس حرف کو ظاہر کرتے ہیں۔ جس کو ایک غیر مدغم کرتا ہے۔

عاصم ہمزہ کو ثابت رکھتا ہے۔ اور اس کا غیر اس کی سین کرتا ہے۔ جہاں اس کا غیر امالہ کرتا ہے وہ نہیں کرتا۔ قرآن میں عدد کوئی حضرت علیؑ کی طرف منسوب ہیں۔ اور کسی صحابی کی طرف منسوب نہیں ہیں اس بارے میں مندرجہ مفسرین نے حضرت علیؑ علیہ السلام کے تقدم کا اعتراف کیا ہے۔

عبداللہ بن عباس۔ عبداللہ بن مسعود، ابی بن کعب اور زید بن ثابت۔

تفسیر نقاش میں ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ وہ تفسیر کس قدر بلند مرتبہ ہے۔ جس کو میں نے علی بن ابی طالب علیہ السلام اور ابن مسعود سے حاصل کیا۔ قرآن سات حروف میں قرأت کی صورت میں نازل ہوا۔ قرآن کا ایک ظاہر ہے اور ایک باطن ہے۔ علیؑ ظاہر اور باطن دونوں کے جاننے والے ہیں۔ فضائل عکبری میں شعبی نے کہا۔ کہ اللہ کے نبی کے بعد کتاب خدا کا علی بن ابی طالب علیہ السلام سے زیادہ جاننے والا کوئی شخص نہیں ہے۔

"تاریخ بلاذری اور حلیتہ الاولیاء میں حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم جو آیت بھی نازل ہوئی ہے۔ میں اس کے متعلق جانتا ہوں۔ کہ یہ کیوں نازل ہوئی ہے کہاں نازل ہوئی رات میں نازل ہوئی یا دن میں۔ زمین پر نازل ہوئی یا پہاڑ پر میرے رب نے مجھے سب سے زیادہ سمجھ دار دل اور سب سے زیادہ سوال کرنے والی زبان عطا کی ہے۔

قوت القلوب میں ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر میں چاہوں تو تفسیر سورہ فاتحہ کے ستر اونٹوں کا بار بنا دوں۔ مفسرین جہاں حضرت علی علیہ السلام کا قول پاتے ہیں۔ دوسروں کے اقوال کو چھوڑ کر آپ کے قول کو لیتے ہیں۔

حضرت علیؑ منبر پر تشریف فرماتے۔ ابن کوا نے آپ سے سوال کیا۔ کہ الذاریات ذرواً کے کیا معنی ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ ہوا۔ پھر پوچھا الحاملات وقراً کے کیا معنے ہیں؟ فرمایا۔ بادل۔ کہا الجاریات یسراً کے کیا معنے ہیں۔ فرمایا کشتیاں۔ پوچھا المقسمات امراً کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا فرشتے۔ تمام مفسرین نے حضرت علی کے اس فرمان کی پیروی کی ہے

اول بیت وضع للناس کی تفسیر لوگوں نے جہالت کی وجہ سے یہ کی ہے کہ یہ دنیا میں پہلا گھر ہے۔

ایک شخص نے حضرت سے کہا کہ یہ پہلا گھر ہے ۔فرمایا ایسا نہیں ہے ۔بلکہ اس سے پہلے بھی گھر موجود تھے ۔یہ پہلا گھر اس لحاظ سے ہے کہ یہ لوگوں کے لیئے باعث برکت بنایا گیا ۔اور اس میں ہدایت ۔رحمت اور برکت ہے ۔سب سے پہلے اس کو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بنایا پھر عرب کی قوم جرہم نے پھر قریش نے اس کو گرا کر نئے سرے سے بنایا ۔ ابن عباس نے اس قول کو اچھا تصور کر کے اپنی تفسیر میں اسی کو اخذ کیا ہے ۔

امام احمد بن حنبل مسند میں تحریر کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلعم کا انتقال ہوا تو اس وقت عبداللہ بن عباس کی عمر دس سال کی تھی ۔اس نے محکم یعنی مفصل آیات کو حضرت علی علیہ السلام سے پڑھا ۔

حضرت امیر علیہ السلام تمام فقہا سے زیادہ فقیہ تھے جو ان تمام نے بیان کیا ۔وہ تنہا آپ کی ذات سے ظاہر ہوا ۔شہروں کے تمام فقہا مسائل میں آپ کی طرف رجوع کرتے ہیں ۔اور آپ کے سمندر علم سے اپنی پیاس بجھاتے ہیں ۔کوفہ والوں کے فقہا سفیان ثوری ۔حسن بن صالح بن حی ۔شریک بن عبداللہ اور ابن ابی لیلیٰ ہیں ۔اور یہ سب کے سب مسائل استنباط کرتے ہیں ۔اور کہتے ہیں کہ یہ بات حضرت علیؑ کے قول سے قیاس کی گئی ہے ۔اسی نہج پر اپنے ابواب کا انحصار کرتے ہیں ۔

بصرے والوں کے فقیہ حسن اور ابن سیرین ہیں یہ دونوں ان اشخاص سے نقل کرتے ہیں جنھوں نے حضرت علی علیہ السلام سے نقل کیا ہے ۔

ابن سیرین نے کوفیوں اور عبیدہ سمعانی سے اخذ کیا یہ حضرت علی کے مخصوص لوگوں میں سے تھا ۔

مکہ والے ابن عباس اور حضرت علی علیہ السلام سے اخذ کرتے ہیں ۔اور عبداللہ بن عباس نے علم کا بہت بڑا حصہ حضرت علی علیہ السلام سے اخذ کیا تھا ۔اہل مدینہ نے بھی حضرت علی سے علم اخذ کیا تھا ۔

امام شافعی نے ایک مستقل کتاب تالیف کی ہے جس میں یہ ثابت کیا ہے کہ مدینہ والوں نے اقوال علی اور ابن عباس کی پیروی کی ہے ۔

محمد بن حسن فقیہ کہا کرتے تھے کہ اگر علی بن ابی طالب نہ ہوتے تو ہم اہل بغی کا حکم نہ جانتے ۔محمد بن حسن نے ایک کتاب کی تالیف کی ہے جو تین سو مسائل پر مشتمل ہے ۔یہ مسائل اہل بغی کے متعلق ہیں اس نے حضرت کے فعل پر ان مسائل کی بنا رکھی ہے ۔

مسند ابو حنیفہ میں ہے۔ کہ ہشام بن حکم نے کہا۔ کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے ابو حنیفہ سے دریافت کیا۔ کہ تم نے قیاس کو کہاں سے اخذ کیا ہے؟ اس نے کہا علی بن ابی طالب اور زید بن ثابت کے قول سے۔

حضرت علیؑ اور زید بن ثابت کو حضرت عمر نے جد اور اخوت کے بارے میں گواہ بنایا۔ حضرت عمر سے حضرت علی نے کہا اگر ایک درخت سے ایک شاخ پھوٹ نکلے۔ اور اس شاخ سے دو شاخیں اور پھوٹ نکلیں۔ ان دونوں شاخوں میں سے پہلے شاخ کے زیادہ قریب کون ہوا۔ وہ شاخ جو اس کے ساتھ نکلی تھی یا درخت؟ زید نے کہا اگر ایک نہر سے دو نالے نکلیں۔ اور اس سے دو نالے اور نکلیں تو ان نالوں میں سے ایک نالہ دوسرے نالے کے قریب ہوگا یا نہر سے۔

فضائل احمد میں عبداللہ نے کہا۔ کہ حضرت علی بن ابی طالب تمام مدینہ والوں سے فرائض کے زیادہ جاننے والے تھے۔ شعبی نے کہا میں نے علیؑ سے زیادہ فرائض اور حساب جاننے والا کسی کو نہیں دیکھا حضرت منبر پر تشریف فرما تھے۔ اور سائل نے آپ سے میراث کا سوال کیا۔ کہ ایک شخص مر گیا ہے اس نے زوجہ والدین اور دو لڑکیاں چھوڑیں۔ بی بی کا میراث میں کتنا حصہ ہوگا؟ فرمایا۔ ثمنہا تسعاً اس مسئلہ کا نام مسئلہ منبریہ ہو گیا۔

اس مسئلے کی وضاحت یہ ہے۔ کہ ماں باپ کے دو سدس لڑکیوں کے دو ثلث۔ عالی ذریعہ سے عورت کا آٹھواں حصہ اور ۲۴ میں سے ۳۔ جب یہ ۲۷ ہوں گے۔ تو اس کا حصہ ۹ ہوگا۔ کیوں ۲۷ کا تہائی ۹ ہوتا ہے باقی بچے ۱۸۔ ۱۶ ہوتے دونوں بیٹیوں کے لئے اور آٹھ دونوں ماں باپ کو برابر ملیں گے۔

اصحاب روایات میں سے بیس سے زیادہ آدمیوں نے بیان کیا ہے۔ جن میں ابن عباس۔ ابن مسعود جابر انصاری ابو ایوب۔ ابو ہریرہ۔ انس۔ ابو سعید خدری۔ اور ابو رافع وغیرہ ہیں۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ علی مع الحق۔ علی حق کے ساتھ ہیں۔

ترمذی اور بلاذری میں منقول ہے۔ کہ حضرت علی سے پوچھا گیا۔ اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ آپ تمام اصحاب رسول سے زیادہ احادیث بیان فرماتے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ جب میں رسول اللہ سے سوال کرتا تھا۔ تو آپ جواب دیتے تھے۔ اور جب میں خاموش ہو جاتا تھا۔ تو آپ خود بتا دیتے تھے۔

کتاب ابن مردویہ میں مذکور ہے۔ کہ جب میں سوال کرتا تھا۔ تو حضور جواب دیتے تھے۔ جب میں چپ

ہو جاتا تھا۔ تو آپ خود بیان فرما دیتے تھے۔

آپ سے متکلمین نے بھی روایت کی ہے۔ آپ علم کلام کی اصل ہیں نبی صلعم نے فرمایا علی اس اُمت کے عالم ربانی ہیں۔

احادیث میں وارد ہوا ہے سب سے پہلے حق کی خاطر مجادلہ کا طریقہ جاری کرنے والے حضرت علیؑ ہیں آپ نے ملحدوں سے مناقضات قرآن کے بارے میں مناظرہ کیا۔ جاثلیق کو مشکل مسائل کا جواب دیا آخر کار وہ مسلمان ہوگیا۔

ابن مردویہ نے اپنی کتاب میں تحریر کیا ہے کہ جس شخص سے حضرت علی نے مناظرہ کیا۔ آپ اس پر غالب آئے۔

ابو بکر شیرازی اپنی کتاب میں مالک سے اس نے انس سے اس نے ابن شہاب سے روایت کی ہے۔ ابو یوسف یعقوب بن سفیان نے اپنی تفسیر میں۔ احمد بن حنبل اور ابو یعلی نے اپنی اپنی مسند میں ابن شہاب نے کہا مجھے علی بن حسین نے آگاہ کیا آپ کے باپ حسین بن علی نے آپ کو آگاہ کیا۔ اور آپ کو علی بن ابی طالب نے آگاہ کیا۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ علی حق اور سچائی کے ساتھ سب سے زیادہ مناظرہ کرنے والے ہیں۔

حضرت سے راس الجالوت نے کہا کہ تم لوگ اپنے نبی کے مرنے کے تیس سال بعد ایک دوسرے کو تلوار سے قتل کرنے لگے۔ حضرت نے فرمایا۔ تم وہ لوگ ہو۔ کہ تمہارے پاؤں دریائے نیل کے پانی سے خشک نہ ہوئے تھے۔ کہ تم موسیٰ سے کہنے لگے۔ کہ ہمارے خدا بھی ایسے بنا دیجئے جیسے ان لوگوں کے ہیں۔

بصرہ والوں نے کلیب جرمی کو جنگ جمل کے بعد حضرت کی خدمت میں اس لئے روانہ کیا۔ کہ خلافت کے بارے میں شبہ کا ازالہ کردیں۔ حضرت نے اپنے متعلق حق پر قائم ہونا بیان فرمایا۔ پھر اس سے کہا تم میری بیعت کرو۔ اس نے عرض کیا میں قوم کا ایلچی ہوں۔ میں کوئی نئی بات پیدا نہیں کروں گا۔ حضرت نے فرمایا۔ ان لوگوں نے تم کو اس مقصد کے لئے بھیجا ہے کہ تو ان کے پاس جاکر انھیں گھاس اور پانی کے متعلق آگاہ کرے۔ تم ضرور اپنا ہاتھ آگے بڑھاؤ۔ کلیب نے کہا کہ جب دلیل مجھ پر قائم ہوگئی ہے۔ تو اب میرے لئے صرف ایک ہی راستہ ہے۔ کہ میں بیعت کرلوں۔ اس نے حضرت علی کی بیعت کرلی۔

امیر المومنین نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی معرفت میں سب سے پہلی چیز اللہ تعالیٰ کی توحید ہے۔ اور توحید کی اصل یہ ہے کہ اللہ کے صفات کی اس سے نفی کی جائے۔ متکلمین حضرات نے جس قدر طول طویل بحثیں کی

ہیں۔ وہ صرف ان دو جملوں کی شرحیں ہیں۔ علم اصول میں امامیہ حضرات نے امام جعفر صادق علیہ السلام کی طرف رجوع کیا ہے آپ اپنے آباؤ اجداد کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

زیدیہ معتزلہ قاضی عبدالجبار بن احمد نے ابو عبداللہ حسین بصری کی طرف رجوع کیا ہے۔ ابو اسحاق عباس ابو ہاشم جبائی کی طرف رجوع کرتے ہیں۔ وہ اپنے باپ ابو علی کی طرف اس نے ابو یعقوب شحام کی طرف اس نے ابو ہذیل عارف کی طرف اس نے ابو عثمان طویل کی طرف وہ واصل بن عطا کی طرف وہ ابو ہاشم عبداللہ بن محمد بن علی کی طرف۔ وہ اپنے باپ محمد بن حنفیہ کی طرف وہ حضرت علیؑ علیہ السلام کی طرف رجوع کرتے ہیں۔

حضرت علم نحو کے تو دو واضع ہیں۔ لوگ نحو کی روایت خلیل بن احمد بن عیسٰے بن عمر ثقفی سے کرتے ہیں۔ اس نے عبداللہ بن اسحاق حضرمی سے اس نے ابو عمرو بن علاء سے اس نے میمون افرن سے اس نے عنبسہ فیل سے اس نے ابو اسود دوئلی سے وہ حضرت امیرالمومنین سے روایت کرتے ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے قریش نے دور دراز ملکوں میں شادی کی۔ ان سے جو اولاد ہوئی۔ ان کی عربی زبان خراب ہو گئی۔ خویلد اسدی کی لڑکی کی شادی غیر قریش میں ہوئی اس نے کہا۔ ان ابوی مات وترک علی مل کثیر۔ جب ان لوگوں نے زبان کو خراب ہوتے دیکھا۔ تو علم نحو کی بنیاد رکھی۔

روایت ہے کہ ایک اعرابی نے ایک بازاری آدمی کو اس آیت کو اس طرح پڑھتے ہوئے سُنا۔ ان اللہ بریٓ من المشرکین و رسولہ۔ وہ اسے گردن سے پکڑ کر امیرالمومنین کے پاس لے آیا۔ اس نے اس بارے میں کہا کہ اس نے اللہ کے ساتھ قرأت پڑھنے میں کفر کیا ہے۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اس نے جان بوجھ کر ایسا نہیں کیا۔

ایک روایت میں ہے کہ ابو الاسود کی آنکھ میں تکلیف تھی۔ اس کی بیٹی اس کو پکڑ کر امیرالمومنین کی خدمت میں لائی اور کہا۔ یا ابتاہ ما اشد حر الرمضاء تریدالتعجب ابو الاسود نے اس کو اس قسم کی گفتگو سے منع کیا۔ اس نے امیرالمومنین کو اس بات سے آگاہ کیا حضرت نے علم نحو کے قواعد کی بنیاد رکھی۔

ایک اور روایت یوں ہے۔ کہ ابو الاسود جنازے کے پیچھے جا رہا تھا۔ تو ایک شخص نے آپ سے پوچھا متوفی کون ہے؟ اس نے کہا۔ اللہ (حالانکہ اسے لفظ متوفٰی استعمال کرنا چاہیئے تھا) اس نے اس بات سے حضرت علیؑ کو آگاہ کیا آپ نے علم نحو کی بنیاد رکھی۔

ابن سلام نے کہا تعلیم اس بات کی تھی۔ کہ کلام کی تین قسمیں ہیں۔ اسم۔ فعل اور حرف۔ اور ہر ایک کے ایک ایک معنی ہے۔ اسم وہ ہے جو مسمیٰ کی خبر دے۔ اور فعل وہ ہے جو مسمیٰ کی حرکت سے آگاہ کرے۔ اور حرف وہ ہے جس کا مطلب اس کے غیر میں پایا جائے۔

حضرت کا مرتبہ تمام خطیبوں سے بلند ہے۔ آپ کے خصوصاً ان خطبوں کو ملاحظہ فرمائیے۔ خطبہ توحید شقشقیہ۔ ہدایت۔ ملاحم۔ لؤلؤۃ۔ غراء۔ قاصعہ۔ افتخار۔ اشباح۔ درۃ یتیمہ۔ اقالیم۔ وسیلہ۔ کالوتیہ۔ قصبیہ نخیلہ۔ سلمانیہ۔ ناطقہ۔ دامغہ۔ اور فاضحہ۔ اور آپ کے خطبات کو سید شریف رضی نے نہج البلاغہ میں اسمٰعیل بن مہران سکونی نے کتاب خطب امیر المومنینؑ میں جمع کیا ہے۔ نیز زید بن وہب نے بھی آپ کے خطبات کو جمع کیا ہے۔

آپ فصاحت اور بلاغت میں تمام فصیح اور بلیغ لوگوں سے بڑھے ہوئے تھے۔ سید رضی نے کہا ہے۔ کہ حضرت فصاحت کا مشرع اور مواد اور بلاغت کا منشا اور مولد تھے۔ ان باتوں کے بھید آپ ہی سے ظاہر ہوئے۔ اور ان کے قوانین آپ ہی سے لئے گئے۔

جاحظ نے کتاب غرۃ میں لکھا ہے۔ کہ حضرت نے معاویہ کو ایک خط لکھا۔ جس میں تحریر تھا

غرک عزک۔ فصار قصار۔ ذلک ذلک فاخش فاحش فعلک فعلک تھدی بھدی۔

امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ من آمن آمن۔

کلبی ابو صالح سے اس نے ابو جعفر بن بابویہ سے اس نے امام رضا علیہ السلام سے آپ اپنے آباء علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ صحابہ ایک دفعہ جمع ہوئے۔ انہوں نے اس بات کا ذکر کیا کہ الف کلام میں بہت زیادہ آتا ہے۔ آپ نے فوراً خطبہ مونقہ ارشاد فرمایا۔ جس میں الف نہیں ہے۔ جس کا شروع یہ ہے۔

حمدت من عظمت منتہ وسبغت نعمتہ وسبقت رحمتہ وتمت کلمتہ ونفذت مشیتہ وبلغت قضیتہ

پھر آپ نے فی البدیہہ ایک اور خطبہ ارشاد فرمایا۔ جس میں نقطہ والا لفظ نہیں ہے۔ جس کا شروع اس طرح ہے۔

الحمد لله اهل الحمد وماواہ ولہ ادکن الحمد واحلاہ واسدع
الحمد واسراہ واطهر الحمد واسماہ واکن مرالحمد واولدہ
میں نسان دونوں خطبوں کو کتاب المخزون والمکنون میں بیان کیا ہے ۔
حضرت یہ کلام تخفنوا تلحقوا فانما ینتظر باولکم اخرکم ۔ نیز یہ کلام ومن یقبض
یدہ عن عشیرتہ فانما یقبض عنهم ید واحد ویقبض منهم عنہ اید کثیرۃ ومن
تلن حاشیتہ یستدم من قومہ المودۃ اور حضرت کا یہ کلام من جهل شیئًا عاداہ اللہ تعالیٰ کی
آیت کی مانند ہے ۔ بل کذبوا بمالم یحیطوا بعلمہ ۔ یہ قول المرا مخبو تحت لسانہ
فاذا تکلم بحهہ اس آیت کی مانند ہے ۔ ولتعرفنهم فی لحن القول اور یہ قول قیمۃ کل امری
ما یحسن اس آیت کی طرح ہے ۔ ان اللہ اصطفاہ علیکم و زادہ بسطۃ فی العلم و
الجسم آپ کا یہ فرمان القتل یقل القتل اس آیت کی طرح ہے ۔ ولکم فی القصاص حیاۃ
خطبات اور کلام کو دیکھ کر حضرت کی جلالت القدر کا پتہ چلتا ہے ۔ اور آپ کے کلام کی برتری کا
اندازہ ہوتا ہے ۔

اگر حضرت کو بزم شعراء میں دیکھا جائے ۔ تو آپ کا مرتبہ ان سب سے بڑھا ہوا معلوم ہوتا ہے ۔
جاحظ نے کتاب بیان اور تبیین میں اور کتاب فضائل بنو ہاشم میں اور بلاذری نے انساب الاشراف
میں تحریر کیا ہے کہ حضرت علیؑ تمام صحابہ سے زیادہ اچھا شعر کہتے تھے ۔ ان سے زیادہ فصیح خطیب اور
تھے ۔

تاریخ بلاذری میں ہے ۔ کہ حضرت ابوبکر، حضرت عمر اور حضرت عثمان بھی شعر کہتے تھے لیکن حضرت
علیؑ سب سے زیادہ اچھے شعر کہتے تھے ۔
علم عروض کے جاننے والوں کا جہاں تک تعلق ہے ۔ یہ علم حضرت کے گھر سے نکلا ہے علم عروض کی
ایجاد خلیل بن احمد سے کی جاتی ہے ۔ اس نے علم عروض کو اس شخص سے حاصل کیا ہے ۔ جو امام محمد باقر
علیہ السلام کے اصحاب میں سے تھا ۔ یا علی بن حسین علیہما السلام کے اصحاب میں سے تھا ۔ اس نے اس
سے علم حاصل کر کے علم عروض کے قواعد مرتب کئے
حضرت اصحاب عربیہ میں احکم تھے ۔ ابن حریری بصری نے درۃ الغواص میں اور ابن فیاض نے

شرح الاخبار میں بیان کیا ہے۔ کہ صحابہ موؤدہ کے بارے میں اختلاف کیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ موؤدہ اس وقت تک نہ ہوگی۔ جب تک اس کے پاس خون بہا نہ ہو۔ یہ سن کر حضرت عمر نے کہا آپ نے سچ فرمایا۔ اللہ آپ کی عمر لمبی کرے۔

حضرت نے اپنے اس قول سے اس آیت کی طرف اشارہ کیا ہے۔ ولقد خلقنا الانسان من سلالۃ یعنی ان سات مراتب کے گزرنے کے بعد جب پیدا ہو اور زندہ دفن کر دیا جائے

واعظین میں حضرت علی علیہ السلام کا مرتبہ سب سے بڑا ارفع و اعلیٰ ہے۔ امثال۔ عبرت اور مواعظ میں کوئی شخص آپ کا مقابلہ نہیں کر سکتا۔ حضرت کے چند کلمات مختصر ملاحظہ فرمائیں

۱۔ من زرع العدوان حصد الخسران جس شخص نے دشمنی کو بویا۔ اس نے گھاٹے کو کاٹا۔ (۲) من ذکر اعنیۃ نسی الامنیۃ جس نے امیدوں کو یاد کیا اس نے موت کو بھلا دیا (۳) من قعد بہ العقل تام بہ الجھل جس شخص کی عقل بیٹھ جاتی ہے اس کی جہالت کھڑی ہو جاتی ہے (۴) امی یا اھل الغی ورما ابھجکم بن ارخیرھا زھید وشرھا ھیتن ونعیمھا مسلوب دعزیزھا منکوب وسالمھا محروم وما لکھا مملوک وتراثھا متروک اے دھوکے کھانے والے اس دنیا میں کیا چیز تمہیں خوش کر رہی ہے۔ اس کی بھلائی اس کے چھوڑ دینے میں ہے۔ اس کی برائی سخت ہے اس کی نعمتیں چھینی ہوئی ہیں۔ اس کے عزیز خوار ہیں۔ صلح کرنے والے محروم ہیں۔ مالک اس میں مملوک ہیں۔ میراث اس میں متروک ہے۔

عبدالواحد الاحدی نے غرر الحکم میں امیر علیہ السلام کے کلام کو جمع کیا ہے۔

فلاسفروں کی صف میں حضرت کا مرتبہ بہت بھاری ہے حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا میں نقطہ ہوں۔ میں خط ہوں۔ میں خط ہوں۔ میں نقطہ ہوں۔ میں نقطہ ہوں۔ میں خط ہوں۔ فلاسفروں کی ایک جماعت نے کہا۔ قدرت اصل ہے۔ اور جسم اس کا حجاب ہے اور صورت جسم کا حجاب ہے۔ نقطہ اصل ہے۔ اور خط اس کا حجاب اور مقام ہے اور حجاب غیر جسد ناسوتی ہے۔

امیر علیہ السلام سے عالم بالا کے متعلق دریافت کیا گیا۔ فرمایا یہ عاری صورتیں ہیں مواد عالیہ سے

میں قوت اور استعداد موجود ہوتی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے ان میں تجلی ڈالی اور وہ چمک اٹھیں۔ ان
کو ڈالا۔ وہ روشن ہوگئیں۔ ان کی ماہیت میں عکس ڈالا جس کی وجہ سے ان سے اپنے افعال کو ظاہر
انسان کو نفس ناطقہ والا پیدا کیا۔ اگر انسان کا علم کے ذریعے تزکیہ کیا۔ تو مشابہ ہوگیا۔ ان جواہر کے
اوائل علل ہیں جب اس کے مزاج کو معقول بناتا ہے تو اس کے اضداد چھوٹ جاتے ہیں۔ تو سبع
شداد کا شریک ہوجاتا ہے۔

سید رضی علیہ الرحمہ نے فرمایا۔ جو شخص حضرت علی علیہ السلام کا کلام سنتا ہے۔ تو اسے اس طرح
معلوم ہوتا ہے کہ پہاڑ سے سیلاب اتر رہا ہے۔ وہ اپنی حس کو سنتا ہے اور اپنے نفس کو دیکھتا ہے۔ سننے
والے کو اس بات کا یقین ہرگز نہیں آتا۔ کہ یہ ایسے شخص کا کلام ہے۔ جو دریا نے جنگ میں غوطہ لگاتا ہے
تلوار کو سونتتے ہوئے گردنوں کے ڈھیر لگا دیتا ہے اور بہادروں کو پچھاڑ دیتا ہے۔ اور اس شان سے
واپس آتا ہے کہ خون کے قطرات اس کی تلوار سے ٹپکتے ہیں۔ ان تمام باتوں کے باوجود وہ زاہدوں سے
بڑھ کر زاہد اور ابدال کا سردار ہے۔

حضرت کے یہ فضائل معجزانہ ہیں۔ اور آپ کے خصوصیات وہ ہیں۔ جن میں متضاد چیزیں جمع ہیں۔

آپ تمام مہندسین سے زیادہ علم والے ہیں۔ حفص بن غالب سے مرفوعاً روایت ہے۔ حضرت
عمر کے زمانہ خلافت میں دو شخص بیٹھے ہوئے تھے۔ ان دونوں کے پاس سے ایک قیدی غلام کا گذر
ہوا۔ ایک نے کہا اگر اس کی بیڑی کا وزن اتنا نہ ہو تو میری عورت کو تین طلاق۔ اور دوسرے نے
اس کے الٹ قسم کھائی۔ غلام کے مالک سے کہا گیا۔ کہ وہ بیڑی اتار دے۔ تاکہ اس کے وزن
کی حقیقت معلوم کی جائے۔ مالک نے اس بات سے انکار کر دیا۔ یہ دونوں اپنا مقدمہ حضرت عمر
کے پاس لے گئے۔ آپ نے دونوں سے کہا۔ کہ اپنی اپنی عورتوں سے الگ ہوجاؤ۔ پھر یہ مقدمہ
حضرت علی کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ نے اجانہ (نہانے کا برتن) طلب فرمایا۔ غلام کو حکم دیا۔ کہ
اس میں اپنے پاؤں ڈال دے۔ پھر آپ نے برتن میں پانی ڈالنے کا حکم دیا۔ غلام کا پاؤں اور بیڑی دونو
پانی میں ڈوب گئے۔ جس جگہ تک پانی پہنچ گیا تھا۔ اس پر نشان کر دیا گیا پھر حکم دیا کہ بیڑی پیر سے نکال
دی جائے۔ جب ایسا کر دیا گیا۔ تو لوہا منگوا کر اجانہ میں ڈال دیا گیا۔ جب پانی نشان زدہ جگہ تک
آگیا۔ تو آپ نے اس لوہے کے وزن کرنے کا حکم دیا۔ یہ بیڑی کا وزن تھا۔ حضرت عمر اس بات سے

متعجب ہوئے۔

کتاب تہذیب میں ہے ۔کہ ایک شخص نے امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا ۔کہ میں نے قسم کھائی ہے کہ میں ہاتھی کا وزن کروں گا۔آپ نے فرمایا۔ایسی بات کیوں کہتے ہو جس کی تم طاقت نہیں رکھتے عرض کیا اب تو میں اس مصیبت میں مبتلا ہو چکا ہوں۔حضرت نے ایک بڑی کشتی کو طلب کیا۔اس پر ہاتھی کو سوار کیا۔جہاں تک پانی پہنچ گیا تھا۔اس جگہ نشان کر دیا گیا۔پھر ہاتھی کو اتار کر کشتی میں لکڑیاں ڈال دی گئیں۔ جب نشان زدہ جگہ تک کشتی میں پانی پہنچ گیا۔ تو آپ نے لکڑیوں کے وزن کرنے کا حکم دیا۔جب لکڑیوں کا وزن کیا گیا ۔ تو آپ نے فرمایا۔یہ ہاتھی کا وزن ہے ۔

نجومیوں کے بارے میں آپ کو برتری حاصل تھی ۔ آپ علم نجوم میں کامل دستگاہ رکھتے تھے ۔سعید بن جبیر سے روایت ہے کہ ایک کسان امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ ایک روایت میں ہے کہ قیس بن سعد انہ مزحان بن شاسوعدانہ سے چل کر بوران کے پل پر حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا۔عرض کیا اے امیرالمومنین آپ نے ستاروں کی نحوست میں سفر کیا ہے ۔آج کا دن آپ کے لئے سخت ہے ستاروں کا قران برج میزان میں ہے۔ دانا آدمی پر واجب ہے کہ وہ چھپ کر بیٹھ جائے۔ یہ وقت اس برج سے آگ نکلنے کا ہے ۔اگر آپ نے اس زمانے میں جنگ کی آپ کے لئے مضر ہوگی۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا ۔ اے خوفناک آثار کی خبر دینے والے کسان۔یہ تو بتا۔کل رات برج میزان کا مالک کون ستارہ تھا۔اور صاحب سرطان کس برج میں تھا۔اور برج اسد سے کب نکلنے والا ہوا۔اور حرکات میں کتنی ساعات ہوئیں۔ اس نے عرض کیا اے امیرالمومنین ! میں اپنی پوتھی دیکھ کر بتاؤں گا۔یہ سن کر امیرالمومنین علیہ السلام مسکرا پڑے۔اور فرمایا اے کسان !تو ثوابت تک پہنچتا ہے یہ تو بتا سیاروں کے متعلق تیرا کیا علم ہے۔برج اسد کے طالع کی ساعات کہاں ہیں ؟ زہرہ کے توابع اور جوامع کیا ہیں۔چمکنے والے ستاروں کی شعاعی مقدار کیا ہے ، عرض کیا اے امیرالمومنین !ان باتوں کا مجھے علم نہیں ہے۔فرمایا اے کسان !کیا تیرے علم سے اس بات کا پتہ چل جائے گا۔ اگر چین کا بادشاہ اپنا گھر بدل ڈالے ۔ حبشہ کے گھروں میں آگ لگ جائے فارس کا آتشکدہ ٹھنڈا ہو جائے ہندوستان کے مینار گر پڑیں۔ سراندیپ پانی میں ڈوب جائے اندلس کا قلعہ شق ہو جائے ۔

ایک روایت میں ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا کیا تمہیں معلوم نہیں ہے۔ کہ کل رات چین کا گھر گر پڑا۔ ماچین کا برج شگافتہ ہوگیا۔ سراندیپ کی فصیل گر پڑی۔ بطریق روم نے ارمینہ میں شکست کھائی۔ ایلہ میں دیان یہود گم ہوگیا۔ وادی نمل میں چونٹیاں ابل پڑیں۔ افریقہ کا بادشاہ ہلاک ہوگیا کیا تمہیں ان سب امور کا علم ہے۔ عرض کیا اے امیر المومنین نہیں۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا میرا خیال ہے تم نے مشتری اور زحل کے اختلاف کی وجہ سے یہ حکم لگایا ہے۔ پھر فرمایا۔ آج رات ستر ہزار جہان نیک بخت ہو گئے۔ اور ہر جہان میں ستر ہزار نفوس پیدا ہوئے ہیں اور آج رات اتنے افراد مر گئے ہیں اور یہ شخص ان لوگوں میں ہے۔

حضرت نے اپنے ہاتھ سے سعد بن مسعود حارثی کی طرف اشارہ کیا۔ جو حضرت کے لشکر میں خوارج کا جاسوس تھا۔ اس ملعون نے خیال کیا کہ حضرت فرماتے ہیں۔ اس کو پکڑ لو۔ وہ بھاگا اور گر کر مرگیا۔ یہ دیکھ کر کسان سجدہ میں گر پڑا۔ جب اسے ہوش آیا۔ تو حضرت نے فرمایا۔ کیا میں نے تجھے خدا داد توفیق سے مطلع نہیں کر دیا۔ عرض کیا ہاں۔ فرمایا میں اور میرا ساتھی نہ شرقی ہیں نہ ہی غربی۔ بلکہ ہم لوگ ناشتہ القطب اور اعلام الفلک ہیں۔ رہا تمہارا یہ قول کہ تمہارے برج سے آگ نکلتی ہے۔ تو یہ بات میرے حق میں ہے اور میرے خلاف نہیں ہے۔ اس برج کا نور اور روشنی میری طرف آرہی ہے۔ اس کی آگ اور اس کے شعلے ہم سے دور ہو گئے ہیں۔ یہ مسائل بہت گہرے ہیں۔ ان میں غور کرو۔ اگر غور کرنے والے بنو۔ کسان نے سن کر کہا۔ اشہد ان لا الٰہ الا اللّٰہ واشہد ان محمداً رسول اللّٰہ وانک علی ولی اللّٰہ

حضرت تمام حساب دانوں پر فوقیت رکھتے ہیں۔ ابن ابی لیلا سے روایت ہے۔ دو آدمیوں نے سفر میں کھانا کھایا۔ ایک کے پاس پانچ روٹیاں تھیں اور دوسرے کے پاس تین روٹیاں۔ دونوں کے ساتھ ایک تیسرے آدمی نے کھانا کھایا۔ اور اس نے آٹھ درہم دیئے۔ دونوں نے جھگڑا کیا اور اپنے مقدمہ کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں لے گئے۔ آپ نے فرمایا اس بارے میں جھگڑا کرنا کم ظرفی کی بات ہے۔ اس میں جھگڑا کرنا ٹھیک نہیں ہے صلح اچھی چیز ہے۔ تین روٹیوں والے نے کہا آپ اس بارے میں ضرور فیصلہ صادر فرمائیں۔ حضرت نے فرمایا۔ اگر تو صرف فیصلے پر ہی راضی ہوتا ہے۔ تو تجھے ایک درہم ملنا چاہیئے (حالانکہ پانچ روٹیوں والا اس سے پہلے تین درہم دے رہا تھا) اور تیرے ساتھی کو سات درہم ملنے چاہیئے۔ فرمایا۔ کیا تیری تین روٹیاں اور تیرے ساتھی کی پانچ روٹیاں نہ تھیں۔ عرض کیا ہاں

ایسا ہی ہے۔ فرمایا آٹھ روٹیوں کے تین تین ٹکڑے کئے جائیں۔ تو کل چوبیس ٹکڑے ہوئے۔ تم نے آٹھ ٹکڑے خود کھائے اور تمہارا ایک ٹکڑا بچا۔ اور مہمان نے بھی آٹھ ٹکڑے کھاتے۔ اور پانچ روٹیوں والے نے بھی آٹھ ٹکڑے کھائے۔ اس کے باقی سات بچے۔ لہٰذا وہ آٹھ درہم لے اور تم ایک لو۔

اصحاب کیمیا سے آپ بہت بڑی فوقیت رکھتے ہیں کسی شخص نے آپ سے اس صنعت کے بارے میں سوال کیا آپ نے فرمایا یہ نبوت کی بہن ہے۔ عصمت کی مروت ہے۔ لوگ اس کے متعلق ظاہری طور پر بات کرتے ہیں میں اس کے ظاہر اور باطن دونوں کو جانتا ہوں۔ خدا کی قسم یہ جامد پانی ٹھیری ہوئی ہوا آگ جائلہ اور زمین سائلہ ہے۔ حضرت سے خطبہ کے دوران سوال کیا گیا۔ کیمیا کا وجود ہے؟ فرمایا۔ وہ پہلے بھی تھا۔ اور آئندہ بھی ہوتا رہے گا۔ سوال کیا گیا کہ وہ کس ترکیب سے بنتا ہے؟ فرمایا فرمایا۔ زیبق۔ جراج۔ اسرب۔ زاج۔ حدید۔ مزعفر اور زنجار نحاس اخضر حوالے۔ فرمایا۔ ان کی ترکیب سے تجھے واقف ہونا چاہیئے۔ لوگوں نے عرض کیا۔ ہماری سمجھ میں نہیں آتا۔ وضاحت فرمایئے فرمایا بعض اجزا کی مٹی بناؤ اور بعض کو پانی میں ڈال دو۔ مٹی کو پانی سے ملاؤ۔ کیمیا بن گیا پھر عرض کیا گیا اے امیرالمومنین اور وضاحت فرمایئے۔ فرمایا۔ اس سے زیادہ وضاحت نہ ہوگی۔ حکما نے اس سے زیادہ کی وضاحت نہیں کی تاکہ لوگ اسے کھیل نہ بنالیں۔

اطبا میں آپ کا مرتبہ بہت بڑا تھا۔ ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ امیرالمومنین نے فرمایا۔ جب لڑکا نرم بازو چھوٹے الہ تناسل والا اور ساکن النظر ہو۔ اس سے خیر کی امید کی جاسکتی ہے اور اس کے شر سے محفوظ رہا جاسکتا ہے۔ جب لڑکا سخت بازو والا بڑے الہ تناسل والا۔ اور تیز نظر والا ہو۔ تو اس سے نہ بھلائی کی امید کی جاسکتی ہے۔ اور نہ ہی اس کی برائی سے محفوظ رہا جاسکتا ہے

حضرت نے فرمایا چھ ماہ۔ سات ماہ اور نو ماہ کا بچہ زندہ رہ سکتا ہے۔ اور آٹھ ماہ کا بچہ زندہ نہیں رہ سکتا۔ ماں کے مثانہ سے لڑکی کا دودھ اور پیشاب نکلتا ہے۔ لڑکے کا دودھ بازووں اور کندھوں سے نکلتا ہے بچہ اپنی انگلیوں کی مقدار کے مطابق ہر سال چار انگل بڑھتا ہے

کسی شخص نے امیرالمومنین سے سوال کیا۔ کہ اس کی کیا وجہ ہے۔ کہ بچہ کبھی والدین کے مشابہ ہوتا ہے اور کبھی خالہ اور پھوپھی کے مشابہ ہوتا ہے۔ حضرت نے اپنے امام حسین علیہ السلام سے فرمایا۔ تم اس کا جواب دو۔ آپ نے فرمایا۔ اگر مرد عورت کے پاس سکون نفس اور جوارح کے ساتھ جائے۔ تو دونوں

نطفے آپس میں اس طرح ملتے ہیں جس طرح دو مخالف۔ اس صورت میں اگر مرد کا نطفہ عورت کے نطفہ پر غالب آتا ہے۔ تو لڑکا باپ کے مشابہ ہوتا ہے۔ اگر عورت کا نطفہ مرد کے نطفے پر غالب آتا ہے تو بچہ ماں کے مشابہ ہوتا ہے اگر مرد پریشان نفس اور مضطرب جوارح کی صورت میں عورت کے پاس جاتا ہے۔ تو دونوں نطفوں میں کشمکش پیدا ہو جاتی ہے۔ اگر نطفہ رحم کی دائیں جانب گرتا ہے۔ تو بچہ عمام اور عمات کے مشابہ ہوتا ہے۔ اگر نطفہ رحم کی بائیں جانب گرتا ہے۔ تو بچہ خالوں اور خالات کے مشابہ ہوتا ہے۔

وہ شخص کھڑا ہو کر کہنے لگا۔ اللہ اعلم حیث یجعل رسالتہ

ایک روایت میں ہے کہ سائل حضرت خضر علیہ السلام تھے۔

نبی صلعم سے سوال کیا گیا۔ کہ بچہ ماں کی رحم میں لڑکی اور لڑکا کیسے بن جاتا ہے۔ فرمایا۔ اگر مرد کا پانی غالب آتا ہے۔ تو لڑکا بن جاتا ہے اور اگر عورت کا پانی مرد کے پانی پر غالب آتا ہے۔ تو لڑکی پیدا ہوتی ہے۔

لیعن دین کے بارے میں آپ کے توانین اصل کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جن لوگوں نے اس کے متعلق گفتگو کی ہے۔ ان کو اس بات کا اعتراف ہے۔ کہ اگر حضرت کو فراغت نصیب ہوتی اور جو کچھ اس کے متعلق آپ جانتے تھے۔ اگر اس کا اظہار فرما دیتے۔ تو کاروباری معاملہ میں اس قدر بیان فرماتے۔ جو اس باب میں کافی وسعت کا باعث ہوتا۔

حضرت کی دانائی کی زیادتی کے بارے میں اُسامہ بن زید اور ابو رافع سے روایت ہے۔ کہ جبرئیل رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے محمدؐ! میں آپ کو آپ کی ذریت کے متعلق ایک پوشیدہ بات سے آگاہ کرتا ہوں۔ جبرئیل نے تورات کے متعلق بیان کیا۔ جس کو یمن کے ایک گروہ نے درمیان دو پتھروں کے پایا تھا۔ جب یہ لوگ توریت لے کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے فرمایا۔ میں تم کو تمہارے باپوں کے ناموں سے آگاہ کرتا ہوں۔ اور تم نے تورات کو پایا ہے۔ اس کو لے کر میرے پاس آئے ہو۔ انہوں نے تورات کو حضرت کے حوالے کر دیا اور اسلام لے آئے۔ رسول اللہ صلعم نے تورات کو اپنے سر اقدس کے پاس رکھ کر اللہ کے نام سے دعا کی وہ تورات عربی زبان میں تبدیل ہو گئی۔ آپ نے تورات کو ملاحظہ فرمایا پھر اسے حضرت علی بن ابی طالب کے حوالے کر دیا۔ اور فرمایا۔ اس میں تیرا اور میری اولاد کا ذکر موجود ہے جو میرے بعد (آئمہ) ہوں گے۔

ورسلاً قد قصصنٰهم علیک ورسلاً لم نقصصهم علیک کے بارے میں امیر المومنین علیہ

السلام نے فرمایا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے ایک سیاہ نبی کو مبعوث کیا تھا۔ اور اس کا قصہ ہم پر بیان نہیں کیا۔

امیر علیہ السلام کے وفورِ علم کا یہ عالم تھا کہ آپ پرندوں، وحش اور جانوروں کی بولیاں جانتے تھے۔ زرارہ ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ ہم لوگ اس طرح پرندوں کی بولیاں جانتے ہیں جس طرح سلیمان بن داؤد جانتے تھے۔ ہر خشکی اور تری میں چلنے والے جانور کی بولی جانتے ہیں۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ علی علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ مرغ اذان میں یوں کہتا ہے اذکروا اللہ یا غافلین اے غافلو! اللہ تعالیٰ کو یاد کرو۔

گھوڑا کہتا ہے۔ اللھم انصر عبادک المومنین علی عبادک الکافرین اے معبود! کافروں کے مقابلہ میں اپنے مومن بندوں کی مدد کر۔

گدھا شیطان کی آنکھ میں کہتا ہے۔ ان یلعن العشارین سود خواروں پر لعنت ہو۔

مینڈک کہتا ہے۔ سبحان ربی المعبود المسبح فی لجج البحار میرا معبود رب پاک ہے جس کی تسبیح سمندروں کی گہرائیوں میں کی جاتی ہے۔

تیتر کہتی ہے۔ اللھم العن مبغضی آل محمد اے معبود آل محمدؐ سے دشمنی رکھنے والے پر لعنت کر۔

سعید بن طریف امام جعفر صادقؑ سے اور ابو امامہ باہلی سے بھی روایت کی ہے۔ دونوں نے رسول اللہ صلعم سے روایت کی ہے۔ اور حدیث کے الفاظ ابو امامہ کے ہیں۔ حدیث خاصی طویل ہے۔

رسول اللہ کی خدمت میں لوگ آپ کے ایک بیٹے کی مبارک بادی کی خاطر حاضر ہوتے۔ لوگوں کے درمیان سے ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں۔ ہم نے آج علی سے ایک عجیب چیز دیکھی ہے۔ فرمایا کیا دیکھا ہے؟ عرض کیا کہ ہم جب آپ کے فرزند حسین کی ولادت کی مبارک باد کی خاطر آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو ہمیں آپ کے پاس آنے سے روک دیا گیا۔ اور ہمیں کہا گیا۔ کہ آپ کے پاس ایک لاکھ چوبیس ہزار فرشتے اترے ہوئے ہیں۔ ہم کو اس بات سے تعجب ہوا کہ اس کا شمار اور گنتی کس طرح ہوئی۔ رسول اللہ مسکراتے ہوئے علی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور فرمایا تمہیں کس طرح معلوم ہوا کہ میرے پاس ایک لاکھ چوبیس ہزار فرشتے اترے ہوئے ہیں؟ عرض کیا۔ یا رسول اللہ میرے ماں باپ آپ پر قربان ہو جائیں۔ میں نے ایک لاکھ چوبیس ہزار بولیاں سنیں۔ میں نے اس بات سے معلوم کیا کہ وہ ایک لاکھ

ویس فرائیں۔ یہ سن کر رسول اللہ نے فرمایا۔ اے ابوالحسن! اللہ تعالےٰ آپ کا علم اور علم زیادہ کرے۔

بصائر الدرجات میں سعد قمی سے روایت ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام اہل نہر کے پاس تشریف لائے اور قطا کے مقام پر قیام فرمایا۔ آپ کی خدمت میں اھل باورویا حاضر ہوئے انھوں نے خراج کی زیادہ کی قبطی زبان میں شکایت کی۔ کہ ان کے ہمسایے خاصی زمین رکھتے ہیں لیکن ان پر خراج کم عائد کیا گیا ہے حضرت نے ان میں اس طرح قبطی زبان میں جواب دیا۔ زعر ادطانہ من زعر ارباکا جس کا عربی میں ترجمہ یوں ہوگا۔ دقن صغیر خیر من دقن کبیر چھوٹا دانہ بڑے دانے سے بہتر ہوتا ہے۔

امیر علیہ السلام نے یزدجرد کی بیٹی سے کہا۔ تمہارا کیا نام ہے، عرض کیا۔ جہان بانویہ (جہان بانو) فرمایا۔ شہر بانویہ (شہر بانو) حضرت نے اس کو عجمی زبان میں جواب دیا۔

امیر علیہ السلام نے ناقوس کی آواز کی تفسیر بیان فرمائی اس واقعہ کو صاحب مصباح الواعظ نے ذکر کیا ہے۔ اور ہمارے جمہور اصحاب نے حارث اعور صعصعہ بن صوحان براء بن سبرہ۔ اصبغ بن نباتہ۔ جابر بن شرحبیل۔ محمود بن کو اُسے روایت کرتے ہیں۔ کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ ناقوس یوں کہتا ہے۔ سبحان اللہ حقاحقا۔ ان المولیٰ صمد یبقی۔ یحلم عنا رفقا رفقا۔ لولا حلمہ کنا نشقی حقاحقا صدقا صدقا۔ پاک ہے اللہ حق ہے حق ہے۔ میرا مولیٰ بے نیاز اور باقی ہے۔ اگر اس کی مہربانی نہ ہو تو ہم بد بخت ہو جائیں۔ حق ہے حق ہے سچ ہے سچ ہے۔ ان المولیٰ یسائلنا۔ ویوا فقنا ویحاسبنا ہمارا مولا ہم سے سوال کرے گا ہمیں توفیق دیتا ہے اور ہم سے حساب لے گا۔ یا مولانا لا تھلکنا اے مولا ہمیں ہلاک نہ کر۔ تدارکنا واستخدمنا واستخلصنا حلمک عنا قد جرانا عفوک عنا ان الدنیا قد غرتنا شغلتنا واستھوتنا واستلھنا واستغوتنا یا ابن الدنیا جمعاً جمعاً یا ابن الدنیا مھلاً مھلاً یا ابن الدنیا دقاً دقاً تغنی الدنیا قرناً قرناً یا من یوم یمضی عنا الا یھوی منا رکنا۔ تبنی داراً تبقی واستوطنا داراً تفنی تفنی الدنیا قرناً قرناً کلا موتاً کلا موتاً کلا موتاً کلا کلا فیھا موتاً کلا، فنا کلا نیھا موتا۔ نقلا نقلا دفنا دفنا یا ابن الدنیا مھلا مھلا۔ زن ما وزنا لولا جھلی ما ان کانت عندی الدنیا الا سجنا خیراً خیراً شراً شراً شیئاً شیئاً حزنا۔ ملا من ذاکم ذا ام ذا ترجو تنجو تخشی تردی۔ عجل قبل الموت الوزنا مامن یوم یمضی عنا۔ الا اوھی منا رکنا۔ ان المولیٰ قد زندرنا۔ انا نخشیٰ عن لا بھما

ہماری کمی کو پورا کرنا ۔ ہم سے خدمت لیتا ۔ ہمیں خالص بنانا ۔ تیری بردباری نے ہمیں گناہ کی جرأت دی تیری معافی کے خواہاں ہیں ۔ دنیا نے ہمیں دھوکا دیا ہے ۔ ہمیں مشغول رکھا ۔ خواہشوں میں مبتلا کیا ۔ فریب دیا دنیا والو ٹھہرو ٹھہرو ۔ دنیا صدیوں سے فنا ہو رہی ہے ۔ ہمارا کوئی دن ایسا نہیں گزرتا ہے ۔ کہ ہمارا ایک رکن گر نہ پڑتا ہو ۔ ہم نے باقی رہنے والے گھر کو برباد کر دیا ۔ اور فنا ہونے والے گھر کو گھر بنا لیا ۔ دنیا ختم ہونے والی ہے سب مر جائیں گے ۔ سب مر جائیں گے سب مر جائیں گے ۔ سب دفن ہوں گے ۔ سب فنا ہونے والے ، سب مردہ ، سب فنا کے گھاٹ اترنے والے اس گھر سے دوسرے گھر جانے والے ہیں دفن ہونے والے ہیں ، دفن ہونے والے ہیں ۔ دنیا والو ٹھہرو ٹھہرو ۔ اپنے اعمال کو تولو تولو ۔ اگر جہالت نہ ہوتی تو ایسا نہ ہوتا ۔ میرے نزدیک دنیا قید خانہ ہے ۔ نیکی کا بدلہ نیکی ۔ برائی کا بدلہ برائی ۔ برابر برابر کام کا ۔ بدلہ ۔ دنیا کیا ہے ۔ کیا ہے اس کی حقیقت فضل خدا سے لو گے ۔ نجات پاؤ گے ۔ موت سے پہلے اعمال کے وزن بڑھانے میں جلدی کرو ۔ کوئی دن ایسا نہیں گزرتا ۔ کہ ہمارا ایک رکن گر نہ جاتا ہو ۔ بے شک ہمارے مولا نے ہمیں عذاب سے ڈرایا ہے ۔ ہم حیرانی کے عالم میں محشور ہوں گے ۔

جب راہب ناقوس پھونک چکا اور امیر المومنین علیہ السلام سے ناقوس کی یہ حکایت سنی تو اسلام لے آیا ۔ اور کہا کہ میں نے کتاب (تورات) میں پڑھا ہے ۔ کہ آخری انبیاء کے زمانے میں ایک ایسا شخص پیدا ہوگا جو ناقوس کی آواز کی تفسیر بیان کرے گا ۔

اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ اللہ تعالیٰ کی بہترین مخلوق پرہیزگار لوگ ہیں ۔ ان اکرمکم عند الله اتقاکم

پھر اس بات پر بھی اجماع ہو چکا ہے ۔ متقین میں سے بہترین لوگ وہ ہیں جو بارگاہ ایزدی میں خاشع ہیں ۔ وازلفت الجنۃ للمتقین غیر بعید الی تولہ منیب

اس بات پر بھی اجماع ہو چکا ہے ۔ کہ خشیت میں علماء آگے بڑھے ہوئے ہیں ۔ انما یخشی الله من عبادہ العلماء

اس بات پر بھی اجماع ہو چکا ہے ۔ کہ تمام لوگوں سے زیادہ عالم حق کی طرف زیادہ ہدایت یافتہ ہوتا ہے اور وہ اس بات کا زیادہ حق دار ہے ۔ کہ اس کی اتباع کی جائے ۔ اور وہ کسی کا تابع نہ ہو ۔

افمن یھدی الی الحق احق ان یتبع امن لا یھدی الا ان یھدی

اور اس بات پر بھی اجماع ہو چکا ہے۔ تمام لوگوں سے زیادہ عالم بالعدل اس بات کا زیادہ حق دار ہے کہ اس کی اتباع کی جائے۔ اور وہ کسی کا تابع نہ ہو۔ یحکم بہ ذوا عدل منکم

کتاب خدا، سنت نبی اجماع امت اس بات پر دال ہے۔ کہ نبی صلعم کے بعد اس امت میں سب سے افضل انسان حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

فصل

حضرت علی علیہ السلام کا ہجرت میں سابقت کرنا

سب سے پہلی ہجرت شعب ابطالب اور شعب عبد المطلب کی طرف ہوئی اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ یہ ہجرت کرنے والے بنو ہاشم تھے۔ دوسری ہجرت حبشہ کی طرف ہوئی۔

معرفت النسوی میں تحریر ہے۔ کہ رسول اللہ نے ہمیں حکم دیا تھا۔ کہ ہم حضرت جعفر کی معیت میں ابن نجاشی کی طرف چلے جائیں۔ یہ ہجرت کرنے والے ۸۲۔ افراد تھے۔ واحدی نے تحریر کیا ہے۔ کہ ان کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

انما یوفی الصابرون اجرھم بغیر حساب

کیوں کہ ان لوگوں نے بے حد تکالیف اور شدائد میں گرفتار رہ کر بھی اپنا دین نہیں چھوڑا تھا۔ جب ان پر سختی کی گئی۔ تو انہوں نے صبر کیا اور ہجرت کی۔

تیسری ہجرت کرنے والے انصار اول ہیں۔ جنہوں نے عقبہ کے مقام پر بیعت کی تھی۔ اصحاب احادیث کا اس پر اجماع ہو چکا ہے۔ کہ وہ ستر آدمی تھے۔ جس نے سب سے پہلے بیعت کی تھی۔ وہ ابو ہیثم بن تیہان تھے۔

چوتھی ہجرت مہاجرین نے کی تھی جنہوں نے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ اس ہجرت میں سبقت کرنے والے مصعب بن عمیر۔ عمار بن یاسر۔ ابو سلمہ مخزومی۔ عامر بن ربیعہ۔ عبداللہ بن جحش۔ ابن ام کلثوم۔ بلال اور ... تھے۔

ابن عباس نے کہا۔ کہ یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان الذین امنوا وھاجروا

وجاھدوا فی سبیل اللہ والذین اووا ونصروا اولئک ھم المومنون حقاً لھم مغفرۃ ورزق کریم۔ والذین امنوا من بعد وھاجروا وجاھدوا معکم فاولئک منکم واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض فی کتاب اللہ اللہ تعالیٰ نے پہلے مومنین کا پھر مہاجرین کا پھر مجاہدین کا ذکر کیا ہے۔ اور مجاہدین کو تمام پر فضیلت دی ہے۔ اور کہا ہے واولوا الارحام اولی ببعض حضرت علی علیہ السلام نے تمام صحابہ سے ایمان لانے میں سبقت کی ہے پھر شعب ابوطالب کی طرف ہجرت کی ہے پھر جہاد کیا۔ اور ان مراتب کے علاوہ آپ نے جو سبقت اور فضیلت حاصل کی ہے۔ وہ یہ ہے کہ آپ ذوالارحام میں سے ہیں۔

یہ ٹھیک ہے کہ حضرت ابوبکر نے مدینہ کی طرف ہجرت کی ہے لیکن حضرت علی علیہ السلام کو اس پر بہت بڑی فضیلت حاصل ہے۔ اس کا سبب یہ ہے۔ کہ حضرت ابوبکر کو رسول اللہ خود ساتھ لے گئے تھے۔ جو حضرت ابوبکر کسی وجہ سے رسول اللہ صلعم کے ساتھ چل پڑے۔ رسول اللہ نے حضرت علی کو اپنے بستر پر چھوڑ دیا۔ جنہوں نے اپنی جان رسول اللہ پر فدا کر دی تھی۔ جان کا قربان کرنا بہت بڑا کام ہے بہ نسبت اس کے کہ اپنی جان کے ڈر سے غار کی طرف بھاگا جائے۔

ابومفضل شیبانی نے اپنے اسناد سے مجاہد سے روایت کی ہے۔ کہ بی بی عائشہ نے اس بات پر فخر کیا۔ کہ میرا باپ رسول اللہ کے ساتھ غار میں تشریف لے گئے تھے۔ عبداللہ بن شداد بن ہاد نے کہا حضرت علی بن ابی طالب کے بارے میں جناب کا کیا خیال ہے۔ کہ آپ رسول اللہ کی جگہ سو گئے تھے اور آپ کو اس بات کا علم تھا۔ کہ آپ کو قتل کر دیا جائے گا۔ یہ سن کر بی بی صاحبہ ایسی خاموش ہوئیں۔ کہ کوئی جواب نہ بن پڑا۔

اللہ تعالیٰ کی ان دو آیتوں میں کتنا بڑا فرق موجود ہے۔ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ اور لاتحزن ان اللہ معنا

جب ابوبکر غم واندوہ میں گرفتار تھے۔ تو رسول اللہ آپ کا دل مضبوط کر رہے تھے۔ حالانکہ حضرت ابوبکر کو کوئی گزند بھی نہیں پہنچی تھی۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ کوئی شخص موجود نہیں تھا۔ جو آپ کے دل کو ڈھارس دیتا۔ حالانکہ حضرت علی پر پتھروں کی بارش ہو رہی تھی۔ حضرت ابوبکر غار میں پوشیدہ تھے اور حضرت علی کفار کے اندر گھرے ہوئے تھے۔

ہجرت کے وقت حضرت رسول خدا نے حضرت علی کو اپنا قائم مقام اس غرض کے تحت بنایا تھا۔
کہ آپ رسول اللہ کے پاس رکھی ہوئیں امانتیں واپس کر دیں۔ کیوں کہ آپ امین تھے۔ جب حضرت علی
علیہ السلام نے امانتیں واپس کر دیں۔ تو کعبہ کی چھت پر تشریف لے گئے۔ اور بلند آواز سے پکار کر اعلان
کیا۔ اے لوگو! تم میں کوئی شخص باقی رہ گیا ہے؟ کیا تم میں کوئی صاحب وصیت موجود ہے؟ کیا تم میں
سے کسی کے ساتھ رسول اللہ نے کوئی وعدہ کیا تھا؟ جب اس قسم کا کوئی شخص نہ نکلا۔ تو حضرت علی علیہ
السلام روانہ ہو کر رسول اللہ صلعم کے ساتھ جا ملے۔ یہ بات حضرت علی علیہ السلام کی خلافت امامت
شجاعت پر دلالت کرتی ہے۔ تین دن کے بعد رسول اللہ کی مستورات کو حضرت علی اپنے ساتھ لے کر
آپ کے پیچھے روانہ ہو گئے تھے۔ جن میں جناب عائشہ بھی موجود تھیں۔ حضرت علی کا حضرت ابوبکر
پر احسان ہے۔ کہ آپ نے اس کی بیٹی کی حفاظت کی۔ اور رسول اللہ پر بھی احسان ہے۔ کہ آپ نے
آنحضرت کی خاطر ہجرت کی۔ اس لحاظ سے حضرت دو ہجرتوں والے قرار پائے۔ اور آپ کی بہادری
کا یہ عالم ہے۔ کہ چار سو تلواروں کی چھاؤں کے بیچ بے خوف خطر سو گئے۔ رسول اللہ نے آپ کو
اپنے بستر پر آپ کی بہادری پر اعتماد کرتے ہوئے سلایا تھا۔ طلوع فجر تک کفار آپ کو قتل کرنے
کی غرض سے گھیرے رہے۔ تاکہ آپ کو قتل کر کے بنو ہاشم کی موجودگی میں آپ کا خون تمام قبائل
میں پھیل جائے۔

ابن عباس نے کہا آپ کو قتل کرنے کے لئے مندرجہ ذیل اشخاص تیار تھے۔

بنو عبد شمس سے عتبہ اور شیبہ فرزندان ربیعہ بن ہشام اور ابو سفیان

بنو نوفل میں سے طعمہ بن عدی، جبیر بن مطعم۔ حارث بن عمر

بنو عبد الدار سے نضر بن حارث ـــــ بنو اسد سے ابو بختری زمعہ بن اسود اور حکیم بن حزام

بنو مخزوم سے ابو جہل ـــــ بنو سہم سے نبیہ اور منبہ فرزندان حجاج۔

بنو جمح سے امیہ بن خلف اور قریش کے اتنے افراد آپ کے قتل کرنے کے ارادے میں شامل
تھے۔ جن کا شمار نہیں ہو سکتا۔

رسول اللہ نے حضرت علی کو اپنے مال۔ اہل اور اولاد کے بارے میں وصیت کی۔ اور اپنی خوابگاہ
پر آپ کو سلا دیا اور آپ کو اپنا جانشین بنایا۔ یہ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ آپ رسول اللہ کے وصی تھے

تاریخ خطیب تاریخ طبری تفسیر ثعلبی اور قزوینی میں اس آیت واذ یمکر بک الذین کفروا کے بارے میں منقول ہے کہ یہ واقعہ مشہور ہے۔ جبرئیل رسول اللہ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا کہ آج رات جس بستر پر آپ سوتے ہیں نہ سوئیے گا۔ رسول اللہ نے علی سے فرمایا آپ میرے بستر پر سو جائیے۔ اور میری سبز حضرمی چادر اوڑھ لیجئے۔ رات کے وقت کفار مکہ رسول اللہ کے مکان کے دروازے پر جمع ہو کر آپ کی گھات میں بیٹھ گئے۔ رسول اللہ ان کے اس اہتمام کے باوجود نکل کر ہجرت کر گئے۔ رسول اللہ کے قتل کے ارادے سے بستر کے قریب ہوئے تو انھوں نے حضرت علی کو پہچانا۔ اور آپ سے کہنے لگے تمہارا دوست کہاں ہے۔ فرمایا۔ مجھے کیا معلوم کہ کہاں ہیں۔ تم نے مجھے آپ کی رکھوالی کے لئے چوکیدار مقرر کیا تھا؟ تم لوگوں نے اس کو نکلنے پر مجبور کیا۔ وہ نکل کر چلے گئے۔

ابو رافع سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ اے علی! اللہ تعالیٰ نے مجھے یہاں سے ہجرت کرنے کا حکم دیا ہے۔ اور میں تجھے حکم دیتا ہوں۔ کہ رات میرے بستر پر سو کر بسر کرو۔ جب قریش تجھے میرے بستر پر سویا ہوا دیکھیں گے۔ تو انھیں میرے جانے کا علم نہیں ہو سکے گا۔

"تاریخ طبری۔ تاریخ خطیب اور قزوینی اور تفسیر ثعلبی میں مذکور ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو ان کے مکر سے نجات دلائی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ چال چلی کہ حضرت علی کو رسول اللہ صلعم کے بستر پر سلا دیا۔

عمار۔ ابو رافع اور ہند بن ابی ہالہ سے روایت ہے۔ کہ امیر المومنین علیہ السلام تلوار لے کر کفار پر جھپٹ پڑے اور وہ دُم دبا کر بھاگ گئے۔

محمد بن سلام ایک طویل حدیث میں امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم تشریف لے گئے۔ میں رسول اللہ کے لیٹنے کی جگہ پر لیٹ گیا۔ اور قوم کے آنے کا انتظار کر رہا تھا۔ جب وہ میرے پاس گھر میں داخل ہو کر آئے تو میں تلوار لے کر کھڑا ہو گیا۔ اور میں نے انھیں اپنے سے دور کر دیا۔ جناب امیر علیہ السلام نے صبح کی۔ تو آپ اپنے رعب و دبدبہ کی وجہ سے کفار کے شر سے محفوظ رہے۔ اس وقت آپ کی عمر بیس سال تھی اور مکہ میں اپنے اہل کی حفاظت کی خاطر کیلئے رہ گئے تھے۔ اور ہر حق دار کو اس کا حق ادا کر دیا تھا۔

محمد واقدی۔ ابو الفرج نجدی۔ ابو الحسن بکری اور اسحٰق طبرانی روایت کرتے ہیں۔ کہ جب

حضرت علی علیہ السلام نے ہجرت کرنے کا عزم کیا۔ تو عباس نے آپ سے کہا کہ محمد تو پوشیدہ طور
پر چلے گئے ہیں۔ جن کی قریش پوری طرح تلاش کر رہے ہیں۔ اور آپ کھلم کھلا ہجرت کر رہے ہیں۔
حالانکہ تمہارے ساتھ عورتیں۔ ہودج مال مع اور عورتیں موجود ہیں۔ اور تم ان کو لے کر قریش کے قبائل
کے درمیان گھاٹیاں اور پُرپیچ راستے طے کرو گے۔ اور میں یہ مناسب خیال کرتا ہوں کہ تم قبیلہ خزاعہ
کی نگرانی میں جاؤ۔ یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ؎

ان المنیہ شربۃ موردۃ ! لا تنزعن وشد للترحیل

ان ابن آمنۃ النبی محمدا احل صدوق قال عن جبریل

ارخ الزمام ولا تخف من عائق فاللہ یردیهم عن التنکیل

انی بربی واثق وباحمد

سبیلہ متلاحق بسبیلی

حنظلہ بن ابی سفیان کا غلام رات کے وقت آپ کے راستے میں چھپ کر بیٹھ گیا۔ جب
پ کو دیکھا۔ تو تلوار لے کر آپ پر ٹوٹ پڑا۔ حضرت علی نے ایک ایسی زوردار آواز بلند کی جس کی وجہ سے
ہ منہ کے بل زمین پر گر پڑا۔ آپ تلوار سونت کر کھڑے ہو گئے صبح کے وقت مدینہ کی طرف روانہ ہو گئے
ب ضجنان کے مقام پر وارد ہوئے۔ تو آٹھ سواروں نے آپ کو جا لیا اور کہنے لگے اے غدار کیا تمہارا
یال ہے کہ عورتیں لے کر چلے جاؤ گے؟

اللہ تعالیٰ نے صحابہ کے لیئے ہجرت فرض فرمائی تھی۔ اور جناب علیؑ کے لیئے پہلے رسول اللہ کے
ستر پر سونا اور اس کے بعد ہجرت کرنا فرض تھا۔ اللہ تعالےٰ نے حضرت علیؑ کا امتحان اس طرح لیا
ا جس طرح ابراہیم علیہ السلام کا جناب اسمٰعیل کے ذبیحے۔ اور جناب عبدالمطلب کا حضرت عبداللہ
ہ ذبیحے۔ حضرت علی شعب ابوطالب میں رسول اللہ کا مسلسل فدیہ ہوتے رہے۔ حضرت ابوبکر
راتیں غار میں رسول اللہ کے ساتھ رہے۔ علیؑ رسول اللہ کے بستر پر شعب ابوطالب میں تین
ل تک اور ایک روایت کے مطابق چار سال تک سوتے رہے۔
عکبری نے فضائل الصحابہ میں اور خنجروی نے سلوۃ الشیعہ میں تحریر کیا ہے۔ کہ حضرت علی علیہ
لام نے کہا ؎

وقیت بنفسی من وطی الحصا	ومن طاف بالبیت العتیق و بالحجر
محمد لما خاف ان یمکروا بہ	فوقاہ ربی ذو الجلال عن المکر
وبت اراعیہم وما یثبتوننی	وقد صبرت نفسی علی القتل والاسر
وبات رسول اللہ فی الغار آمناً	وذلک فی حفظ الالہ وفی ستر
اردت بہ نصر الالہ تبتلاً	واضمرتہ حتی اوسد فی قبری

جس قدر محنت سخت ہوتی ہے اجر اسی قدر بڑا ہوتا ہے۔ جو شدت اخلاص اور قوت بصیرت پر دلیل ہے۔ شہسوار وہی ہوتا ہے جو کر و فر، جوش و جوانی کا مالک ہو۔ پیادہ وہ ہوتا ہے جس کی روح مضبوط ہو اور اسے اپنے نفس پر بھروسہ ہو۔ اور اس کا بدن تکالیف اٹھانے پر آمادہ ہو۔ اور زخم کھانے پر تیار ہو۔ اس شخص کی بہادری کا کیا کہنا جو پُرخطرات کو معمولی کپڑوں میں فرشِ رسول پر سو گیا ہو۔

اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی آیت ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ حضرت علی کے بارے میں نازل ہوئی۔ جبکہ حضرت علی نے رسول اللہ کے بستر پر رات بسر کی تھی۔ ابراہیم ثقفی، فلکی طوسی اپنے اسناد کے ساتھ حکم سے روایت کرتے ہیں۔ اس نے سدی سے روایت کی ہے۔ اور ابو مالک ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ ابو مفضل شیبانی اپنے اسناد سے امام زین العابدین سے روایت کرتے ہیں۔ اور حسن بصری انس سے، ابو زید انصاری سے، ابو عمرو بن علا سے روایت کرتے ہیں۔ ثعلبی نے ابن عباس سے اور سدی نے معبد سے روایت کی ہے کہ حضرت علی رسول اللہ صلعم کے بستر پر رات کو سوتے تھے۔ تو یہ آیت رسول اللہ پر مکہ اور مدینہ کی راہ میں نازل ہوئی تھی۔

عبدالملک عکبری فضائل الصحابہ میں اور ابو مظفر سمعانی روایت کرتے ہیں۔ اور دونوں حضرت امام علی بن حسین علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ سب سے پہلا شخص جس نے اللہ کی راہ میں اپنی جان کو فروخت کر دیا تھا۔ وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ذات تھی جبکہ حضرت علی نے رسول اللہ صلعم کے بستر پر رات بسر کی تھی۔

مشرکین مکہ رسول اللہ صلعم کی تلاش میں تھے۔ رسول اللہ صلعم اٹھے۔ اور حضرت ابوبکر کے ساتھ چل دیئے اور حضرت علی رسول اللہ صلعم کے بستر پر لیٹ گئے۔ جب مشرکین آئے تو انہوں نے دیکھا کہ علی علیہ السلام رسول اللہ صلعم کے بستر پر سوئے ہوئے ہیں اور رسول اللہ موجود نہیں ہیں۔

علامہ ثعلبی نے اپنی تفسیر میں، ابن عقبہ ملحمہ میں۔ ابوسعادات فضائل العشرہ میں اور غزالی احیائے العلوم اور کیمیائے سعادت میں ابوالیقظان سے روایت کرتے ہیں ہمارے اصحاب کی ایک جماعت نے بھی اس واقعہ کو بیان کیا ہے جن کا سلسلہ روایت ہم تک پہنچتا ہے۔ مثلاً ابن بابویہ۔ ابن شاذان کلینی طوسی۔ ابن عقدہ بہقی۔ ابن فیاض عبدی صفوانی اور ثقفی اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ اور ابورافع اور ہند بن ابی ہالہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جبرائیل اور میکائیل کی طرف وحی کی۔ کہ میں نے تم میں بھائی چارہ قائم کر دیا ہے اور میں نے تم میں سے ایک کی عمر دوسرے سے لمبی کی ہے۔ اور تم میں سے کون ایسا ہے کہ وہ اپنی جان اپنے بھائی پر قربان کر دے۔ دونوں نے صورت کو ناگوار سمجھا۔ (اور جان قربان نہ کی) اللہ تعالیٰ نے دونوں کی طرف وحی کی۔ کہ تم میرے ولی علی بن ابی طالب کی مانند کیوں نہ ہو گئے۔ میں نے علی اور اپنے نبی محمد کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تھا۔ اور علیؑ نے اپنی جان کو رسول پر قربان کر دیا ہے۔ آنحضرت کے بستر پر لیٹ کر آپ کی جان بچائی ہے۔ دونوں زمین پر اتر کر چلے جاؤ اور اس کی جان کی دشمنوں سے حفاظت کرو۔ جبرئیل نازل ہو کر حضرت امیرؑ کے سر کی جانب اور میکائیل اتر کر آپ کے دونوں پاؤں کی جانب بیٹھ گئے۔ اور جبرائیل علیہ السلام نے کہنا شروع کر دیا اے فرزند ابو طالبؑ تمہیں مبارک باد ہو تیری مانند کون ہو سکتا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ تیرے ذریعہ فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔ اور اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ومن الناس من یشری نفسہ ابتغاء مرضات اللہ بعض لوگ وہ ہیں۔ جو اپنی جان فروخت کر کے اللہ کی مرضیاں خریدتے ہیں۔

فصل

حضرت امیر علیہ السلام کا جہاد میں سبقت کرنا

امت کا اس بارے میں اجماع ہو چکا ہے۔ اور کتاب خدا اور سنت رسول اس بات کی تائید کرتی ہے۔ اللہ تعالیٰ کے نزدیک بہتر مخلوق نیکوکار لوگ ہیں۔ اور ان نیکوکاروں اور برگزیدہ اشخاص میں سے بہتر وہ لوگ ہیں۔ جو متقی ہوں۔ ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم اور متقین میں سے افضل

وہ لوگ ہیں۔ جو سب سے زیادہ مجاہد ہوں۔ فضل اللہ المجاہدین باموالہم وانفسہم علی القاعدین درجۃ اور مجاہدین میں سے افضل وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے جہاد کرنے میں سبقت کی ہو۔

لا یستوی من انفق من قبل الفتح وقاتل اور مجاہدین میں سے افضل ہوگا جس نے جہاد میں بہت زیادہ اور نمایاں کام کیا ہو۔

امت کا اس بارے میں بھی اجماع ہو چکا ہے۔ سابقین الی الجہاد بدری لوگ ہیں۔ اور بدریوں میں افضل انسان حضرت علی علیہ السلام ہیں۔

امت کے اجماع پر قرآن مجید اس بات کی تصدیق کرتا ہے۔ اسی وجہ کو مدنظر رکھتے ہوئے انہوں نے کہا کہ نبی صلعم کے بعد اس امت میں افضل انسان علی علیہ السلام ہیں۔

اللہ تعالے قرآن مجید میں ارشاد فرماتا ہے۔ یاایھا النبی جاھد الکفار والمنافقین اے نبی کفار اور منافقین سے جہاد کرو۔ رسول اللہ صلعم نے اپنی زندگی میں کفار سے جہاد کیا۔ اور منافقین سے جہاد کرنے کا آنحضرت صلعم نے علی علیہ السلام کو حکم دیا۔ آپ کا یہ حکم آپ کے اس فرمان میں موجود ہے۔

تقاتل الناکثین والقاسطین والمارقین اے علی! تم ناکثین (جمل والے) قاسطین (ظالم صفین والے) مارقین (اسلام سے نکل جانے والے خوارج) سے جہاد کرو گے۔

حدیث خاصف النعل، حدیث کلاب حوئب، حدیث اے عمار! تم کو باغی گروہ قتل کرے گا۔ اور حدیث ذی ثدیہ[1] وغیرہ جناب امیر کی برتری پر دلالت کرتی ہیں۔ اور یہ صفات خلیفہ کے ہیں۔ حضرت علی کا اہل ردہ کے ساتھ جہاد کرنا ان باتوں کا معارض نہیں۔

اصحاب حدیث کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ نبی صلعم نے آپ کو مذکورہ بالا لوگوں کے ساتھ جہاد کرنے کا حکم دیا تھا۔ اور ان کو اہل ردہ کہا۔ یہ بات صاحب انصاف سے پوشیدہ نہیں ہے۔ جہاد کرنے کے بارے میں مندرجہ ذیل حضرات مشہور و معروف ہیں۔ (۱) - علی - (۲) حمزہ

---

[1] ذی ثدیہ کی تفصیل کتاب خصائص امیر المومنین علیہ السلام مولفہ امام نسائی میں ملاحظہ کریں۔ جو اعفر کے ترجمہ سے چھپ چکی ہے۔ ۱۲ مترجم

(۳) جعفر (۴) عبیدہ بن حارث (۵) زبیر (۶) طلحہ (۷) ابودجانہ (۸) سعد بن ابی وقاص (۹) براء بن عازب۔
سعد بن معاذ اور (۱۱) محمد بن مسلمہ

تمام امت کا اس بات پر اجماع ہے۔ کہ مذکورہ بالا حضرات کا شجاعت۔ بہادری اور کثرت جہاد میں حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ ہم نے کتب مغازی کو چھانٹ مارا۔ لیکن وہاں حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کا کوئی کارنامہ نہیں ملا۔

امت کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام مجاہد فی سبیل اللہ ہیں۔ اور رسول اللہ صلعم سے تکالیف کو دور کرنے والے ہیں۔ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم غزوات میں شامل نہیں ہوتے تھے تو جناب علی جنگی امور کے منتظم ہوتے تھے۔ جب رسول اللہ خود جنگ میں شریک ہوتے تھے تو جناب رسول کے تالی ہوتے تھے۔

رایت فوج اور علم دونوں حضرت علی کے ہاتھ میں ہوتے تھے۔ حضرت کبھی کسی شخص کی ماتحتی میں جنگ میں شامل نہیں ہوئے۔ جناب امیر نے کسی جنگ میں فرار نہیں کیا۔ بلکہ بعض تو جنگ میں متعدد مقامات پر بھاگ گئے تھے۔ اور بعض نے دوسرے اشخاص کی ماتحتی میں بھی جنگ میں شامل ہوئے

اللہ تعالیٰ کی یہ آیت لیس البر ان تولوا وجوھکم قبل المشرق والمغرب ولکن البر من آمن باللہ والیوم الاخر وجاھد فی سبیل اللہ نیکی یہ نہیں ہے کہ تم اپنے مونہوں کو مشرق اور مغرب کی طرف پھیر دو۔ بلکہ نیکی یہ ہے کہ اللہ اور آخرت پر ایمان لایا جائے۔ اور اللہ کی راہ میں جہاد کیا جائے۔ ہمارے اصحاب نے کہا ہے کہ اس آیت کے مصداق امیر المومنین علیہ السلام ہیں۔ اور اس آیت میں جو اوصاف بیان کئے گئے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام ان کے حامل تھے۔ یہ بات بالاتفاق بیان ہوئی ہے زجاج اور فراء نے بیان کیا ہے۔ کہ یہ آیت گویا کہ انبیاء اور مرسلین کے ساتھ مخصوص ہے۔

اللہ تعالیٰ کی یہ آیت وله اسلم من فی السموٰت والارض کی تفسیر میں ابن عباس نے بیان کیا کہ آسمانوں پر فرشتے اللہ پر اسلام لائے اور زمین پر مومن اسلام لائے۔ اور حضرت علی علیہ السلام سب سے پہلے اسلام لانے والے ہیں اور مشرکین سے بھی سب سے پہلے جنگ کی۔

تفسیر عطا خراسانی میں ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے۔ ووضعنا عنک وزرک الذی انقض ظھرک۔ یعنی (اے محمدؐ) ہم نے آپ کی پشت علی بن ابی طالب کے ذریعے مضبوط کردی ہے۔

ہو الذی ایدک بنصرہ کی تفسیر میں ابو معاویہ ضریر اعمش سے روایت کرتے ہیں۔ اس نے مجاہد سے روایت کی ہے یعنی اے رسول ہم نے تیری مدد امیر المومنین علی، جعفر، حمزہ اور عقیل کے ذریعے کی ہے۔ اسی کے لگ بھگ ہم نے کلبی سے روایت کی ہے۔ اور وہ ابو صالح سے اور وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔

کتاب ابو بکر شیرازی میں ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے وقل رب ادخلنی مدخل صدق واخرجنی مخرج صدق اے محمدؐ کہہ دو۔ کہ اے معبود! مجھے سچائی کے ساتھ داخل کرنا (مدینہ میں) اور سچائی کے ساتھ نکال یعنی مکہ سے واجعل لی من لدنک سلطانا نصیرا اور مجھے اپنی طرف سے ایک مددگار عطا فرما جو سلطان ہو۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کی دعا کو قبول کر لیا تھا اور آپ کو مددگار سلطان کی صورت میں علی بن ابی طالب کو عطا کر دیا تھا۔ جو آنحضرت صلعم کی دشمنوں کے مقابلے میں مدد کرتے تھے۔

عکبری فضائل الصحابہ میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ کو فتح مکہ کے روز خانہ کعبہ کا غلاف پکڑے ہوئے یہ دعا کرتے ہوئے دیکھا "اے معبود! میرے بنو عمام میں سے ایک ایسے آدمی کو مبعوث کر جو میرا قوت بازو بنے۔ جبرائیل رسول اللہ کی خدمت میں ناراضگی کے عالم میں نازل ہو کر عرض گزار ہوئے۔ اے محمدؐ کیا ہم نے تمہاری مدد اللہ کی تلواروں میں سے ایک تلوار کے ذریعے نہیں کی۔ جو اللہ کے دشمنوں پر کھلی ہوئی تلوار ہے وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

لننصر رسلنا والذین امنوا کی تفسیر میں ابو الصلت صالح امام رضا علیہ السلام کا غلام جناب امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ حضرت اپنے آبا طاہرین علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ان لوگوں سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام بھی ہیں۔

ان اللہ یحب الذین یقاتلون فی سبیلہ صفا کانھم بنیان مرصوص

جناب امیر علیہ السلام جنگ میں صاحب صف ہوتے تھے اور بنیان مرصوص کی طرح

جہاد فرماتے تھے۔ جتنے مشرکین کو آپ نے قتل کیا اتنے مشرکین کو کسی اور شخص نے قتل نہیں کیا۔

سفیان ثوری بیان کرتے ہیں کہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام مسلمانوں اور مشرکوں کے درمیان ایک پہاڑ کی طرح کھڑے ہو جاتے تھے جس کے ذریعے اللہ مسلمانوں کو عزت دیتا تھا اور مشرکین کو ذلیل کرتا تھا۔

یہ آیت جاھدوا فی اللہ حق جہادہ ھو اجتباکم حضرت علی علیہ السلام کے حق میں نازل ہوئی ہے

ابوجعفر اور ابوعبداللہ علیہما السلام نے فرمایا۔ آیت ولا یرھق وجوھھم قتر ولا ذلۃ امیرالمومنین علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے

حدیث جبیر میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا اے علیؑ تم سب سے پہلے مجھ پر ایمان لانے والے ہو۔ اور تم نے سب سے پہلے میرے ساتھ مل کر جہاد کیا۔ اور تم سب سے پہلے شخص ہو جس سے قبر شگافتہ ہو گی۔

نبی کریم صلعم جب گھر سے باہر نکلتے تھے۔ تو مشرکین کے لونڈے آپ کے پیچھے پڑ جاتے تھے۔ اور آپ پر پتھر مارتے تھے۔ جتنے کہ آپ کی پنڈلی اور دونوں گھٹنے زخمی ہو جاتے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام ان لونڈوں پر حملہ کر کے انھیں بھگا دیتے تھے اور اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی کانھم حمر مستنفرۃ فرت من قسورۃ

اس بات میں تو کسی کو اختلاف ہی نہیں ہے کہ جنگ بدر میں سب سے پہلے میدان جنگ میں جانے والے حضرت علی۔ حضرت حمزہ اور ابو عبیدہ بن حارث تھے۔ امت کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے کہ جن حضرات نے امامت کا دعوے کیا ہے۔ انہوں نے میدان جہاد میں وہ کارہائے نمایاں انجام نہیں دیئے جو حضرت علی علیہ السلام نے انجام دیئے تھے۔

ولقد کنتم تمنون الموت تم تو موت کی تمنا کی تھی یعنی علیؑ کی۔ کفار حضرت علی کو سرخ موت کے نام سے یاد کرتے تھے۔ جب جنگ بدر میں حضرت کے ہاتھوں بے پناہ تکلیف اور ذلت اٹھائی اس وقت کفار نے آپ کا نام سرخ موت رکھا۔

مفسرین کا بیان ہے کہ جب بدر کی لڑائی میں عباس گرفتار ہو گئے۔ تو مسلمانوں نے اس کو اللہ کا منکر ہونے اور قطع رحم کرنے کا گلہ کیا۔ یہ سن کر عباس نے کہا تم لوگ ہماری برائیاں تو کرتے ہو۔

لیکن ہماری خوبیوں کا بیان نہیں کرتے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کیا تمہاری خوبیاں بھی ہیں۔ اس نے کہا کیوں نہیں۔ مسجد حرام کے تعمیر کرنے والے ہم ہیں ۔۔۔ خانہ کعبہ پر غلاف چڑھانے والے ہم ہیں۔ اور۔ حاجیوں کو پانی پلانا ہمارا ذمہ ہے۔"

اللہ تعالیٰ نے عباس کے دعوے کی تردید میں یہ آیت نازل فرمائی جس میں حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی موافقت کی۔ ماکان للمشرکین ان یعمروا مساجد اللہ اور انما یعمر مساجد اللہ الخ اور اجعلتم سقایۃ الحاج وعمارۃ المسجد الحرام کمن امن باللہ والیوم الاخر وجاھد فی سبیل اللہ

اسمٰعیل بن خالد نے عامر سے اور ابن جریح نے عطا سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ مقاتل ضحاک سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے سدی نے ابو صالح سے اور ابن ابی خالد سے اور زکریا نے شعبی سے روایت کی ہے۔ کہ یہ آیت حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔

ثعلبی قشیری جبائی فلکی نے اپنی تفاسیر میں اور واحدی نے اسباب نزول القرآن میں حسن بصری عامر شعبی اور محمد بن کعب قرظی سے روایت کی ہے۔ اور ہم نے عثمان بن ابی شیبہ سے اور وکیع بن جراح۔ قاضی شریک۔ محمد بن سیرین۔ مقاتل بن سلیمان سدی ری۔ ابومالک مرۃ ہمدانی۔ اور ابن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ عباس نے اس بات پر فخر کیا کہ میں محمدؐ کا چچا ہوں۔ اور میں حجاج کو پانی پلانے والا ہوں ۔۔۔ ان وجوہ کی بنا پر میں علی بن طالب سے افضل ہوں۔

شیبہ بن عثمان یا طلحہ داری۔ یا عثمان نے کہا۔ میں افضل ہوں کیوں کہ میں خانہ کعبہ کو آباد رکھتا ہوں حضرت علی علیہ السلام نے ان دونوں کی بات کو سنا اور فرمایا۔ میں تم دونوں سے افضل ہوں اور میں نے تم دونوں سے چھ سال پہلے رسول اللہ کے ساتھ نماز پڑھی ہے' ۔۔ اور ایک روایت میں سات سال کا ذکر آیا ہے۔ اور میں اللہ کی راہ میں جہاد کرتا ہوں۔

مسکانی نے ابو بریدہ سے روایت کی ہے کہ حضرت علی نے فرمایا۔ مجھے چھوٹی عمر میں وہ کچھ دیا گیا ہے جو تم دونوں کو نہیں ملا۔ انہوں نے کہا اے علی! آپ کو کیا چیز دی گئی ہے۔ فرمایا میں نے تمہارے لونڈوں پر تلوار کے ذریعے وار کیا۔ تب تم اللہ اور اس کے رسول پر ایمان لے آئے

عباس نے اس بات کی شکایت رسول اللہ صلعم کی خدمت میں پیش کی۔ رسول اللہ صلعم نے کہا آپ نے اپنے چچا کو ایسا کیوں کہا۔ فرمایا۔ اس کا حق کے ساتھ تصادم تھا۔ اب جس کا جی چاہے ناراض ہو اور جس کا جی چاہے راضی ہو۔ اور یہ آیت نازل ہوئی (جو اوپر گذری)

فصل

حضرت علی علیہ السلام کی سخاوت اور راہِ خدا میں جان و مال خرچ کرنا

اہل سنت کے ہاں جس بات کی شہرت ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ صحابہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں مال خرچ کرنے والے اصحاب مندرجہ ذیل ہیں (۱) حضرت علی (۲) حضرت ابوبکر (۳) حضرت عمر (۴) حضرت عثمان (۵) عبدالرحمن (۶) طلحہ

حضرت علی علیہ السلام کو ان سب لوگوں پر برتری حاصل ہے۔ چونکہ آپ نے اللہ کی راہ میں جان و مال کی سخاوت کی ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا جاہدوا باموالکم وانفسکم۔ اپنے مال اور جان کے ساتھ جہاد کرو۔ نبی صلعم نے فرمایا سب سے زیادہ سخی وہ شخص ہے جس نے اللہ کی راہ میں اپنی جان کی سخاوت کی۔ لایستوی منکم من انفق من قبل الفتح وقاتل اولئک اعظم درجۃ من الذین انفقوا من بعد

اہل سنت کا بیان ہے۔ کہ حضرت ابوبکر نے رسول اللہ پر چالیس ہزار درہم خرچ کئے۔ اگر یہ بات درست بھی ہو۔ تو بھی چالیس ہزار درہم چار ہزار دینار کے برابر ہوتے۔ جناب خدیجہ کا مال حضرت ابوبکر کے مال سے بہت زیادہ تھا۔ جو مسلمانوں پر صرف کیا گیا۔ اور جس سے عام مسلمانوں کو فائدہ ہوا۔ ... نے اس بات کو اپنی ایک مشہور کتاب میں مفصل تحریر کیا ہے۔ جناب خدیجہؓ کے مال نے رسول اللہ صلعم کو غنی بنا دیا تھا۔

ووجدک عائلا فاغنی۔ آیت فاما من اعطی واتقی حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

آیت ثم لایتبعون ما انفقوا منا ولا اذی کے متعلق ضحاک ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ یہ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ ابن عباس۔ سدی۔ مجاہد۔ کلبی۔ ابو صالح۔ ... طوسی۔ ثعلبی طبرسی۔ ماوردی قشیری۔ ثمالی۔ نقاش۔ عبید اللہ بن حسین ابو علی بن حرب طائی

اپنی اپنی تفسیر میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس چار درہم تھے۔ آپ نے ایک درہم کو رات میں۔ دوسرے کو دن میں۔ تیسرے کو پوشیدہ طور اور چوتھے کو ظاہری طور پر صدقہ دیا۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ الذین ینفقون اموالھم باللیل الخ اللہ تعالے نے ہر درہم کا نام مال رکھا۔ اور اس کے قبول کرنے کی بشارت دی۔ اور اس واقعہ کو نطنزی نے اپنی کتاب الخصائص العلویہ میں روایت کیا ہے۔

تفسیر نقاش اور اسباب نزول میں کلبی نے کہا۔ کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے اللہ کی راہ میں چار درہموں کا صدقہ دیا۔ تو آپ سے نبی صلعم نے فرمایا۔ اے علی! تمہیں اس پر کس چیز نے آمادہ کیا۔ عرض کیا۔ کہ میں نے یہ مناسب سمجھا۔ کہ میں اس بات کا مستحق قرار پا جاؤں جس کا میرے رب نے مجھ سے وعدہ کیا ہے۔ رسول اللہ نے فرمایا۔ تمہیں یقین ہونا چاہیئے۔ کہ اللہ نے ایسا کر دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے مذکورہ بالا آیت کو نازل کیا۔

ضحاک ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ للفقراء الذین احصروا فی سبیل اللہ تو عبد الرحمن بن عوف نے بہت سے دینار اہل صفہ کے پاس بھیج کر انھیں غنی بنا دیا۔ اور حضرت علی علیہ السلام نے رات کے درمیانی حصہ میں ان کے پاس چھوہاروں کی ایک بوری بھیجی۔ اور بہیلے صدقے کے تہمے تھے۔ جو اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب اور پسندیدہ قرار پائے۔ اور مذکورہ بالا آیت نازل ہوئی۔ کسی شخص نے رسول اللہ سے دریافت کیا۔ کہ اللہ کی راہ میں کون سا صدقہ افضل ہے۔ فرمایا جو نادار کی طرف سے دیا گیا ہو۔

تاریخ بلاذری اور فضائل احمد میں تحریر ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام کے پاس چالیس ہزار دینار کا غلہ تھا۔ آپ نے سب راہ خدا میں تصدق کر دیا۔ اور اپنی تلوار کو بھی فروخت کر ڈالا۔ اور فرمایا۔ اگر میرے پاس رات کا کھانا ہوتا تو میں اس کو فروخت نہ کرتا۔

ثمریک۔ لیث۔ کلبی۔ ابو صالح۔ ضحاک۔ زجاج۔ مقاتل بن حنان۔ مجاہد۔ قتادہ اور ابن عباس روایت کرتے ہیں۔ کہ مالدار لوگ رسول اللہ کے ساتھ سرگوشیاں کیا کرتے تھے۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ یا ایھا الذین امنوا اذا ناجیتم الرسول فقدموا بین یدی نجواکم صدقۃ وہ لوگ سرگوشیاں کرنے سے رک گئے۔

حضرت علی علیہ السلام نے ایک دینار قرض لیا۔ اور اس کا صدقہ دیا۔ اور رسول اللہ صلعم سے دس دفعہ سرگوشیاں کیں پھر اس ایک آیت کو ایک اور آیت سے منسوخ کر دیا۔

امیرالمومنین علیہ السلام کا بیان ہے کہ میرے پاس ایک دینار تھا میں نے اس کو دس درہموں کے عوض فروخت کر ڈالا جب میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ راز کی بات کرنے کا ارادہ کرتا تھا۔ تو ایک درہم آپ کی خدمت میں پیش کر دیتا تھا اس آیت کو ایک اور آیت نے منسوخ کر دیا۔

واحدی نے اسباب نزول القرآن اور الوسیط میں اور ثعلبی نے کشف اور بیان میں علی بن علقمہ اور مجاہد سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا کی کتاب میں ایک ایسی آیت ہے۔ کہ میرے سوا اس پر نہ مجھ سے پہلے کسی نے عمل کیا اور نہ ہی میرے بعد کوئی اس پر عمل کرے گا۔ (میں نے ہی اس پر عمل کیا ہے) پھر حضرت نے مذکورہ آیت کی تلاوت فرمائی [1]

جامع ترمذی، تفسیر ثعلبی، اعتقاد اشہی میں اشجعی۔ ثوری۔ سالم بن ابی حفصہ اور علی بن علقمہ انماری علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالیٰ نے میری وجہ سے اس امت میں اس بات کی تخفیف کر دی۔ ابوالقاسم کوفی نے ایک روایت کچھ زیادتی کے ساتھ بیان کی ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اس آیت کے ذریعے صحابہ کا امتحان لیا لیکن تمام کے تمام رسول اللہ صلعم سے سرگوشیاں کرنے سے رک گئے۔ رسول اللہ اپنے گھر میں بیٹھ گئے۔ اور جب تک کوئی صدقہ پیش نہیں کرتا تھا۔ اس وقت تک آپ کسی سے سرگوشی نہیں فرماتے تھے۔ میرے پاس ایک دینار موجود تھا۔ حضرت نے اپنا کلام جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ میں اس آیت پر عمل کر کے مسلمانوں کی توبہ کا باعث بنا۔ اگر میں اس پر عمل نہ کرتا۔ تو ان پر اللہ کا عذاب ضرور ہوتا کیونکہ سب کے سب صدقہ دینے سے رک گئے تھے۔ بعد میں یہ آیت منسوخ ہو گئی۔

قاضی طرشتی کہتے ہیں۔ کہ جناب علی کے سوا تمام صحابہ نے نافرمانی کی حضرت علیؑ نے آیت پر عمل کر کے آیت کو منسوخ کرا دیا۔ اس بات پر یہ آیت دلالت کرتی ہے۔ فاذ لم تفعلوا وتاب اللہ علیکم

---

[1] تفصیل ہماری کتاب معالم العترت ترجمہ ینابیع المودت شائع کردہ شیعہ جنرل بک ایجنسی لاہور میں موجود ہے۔ محمد شریف عفی عنہ

اگر حضرت علی علیہ السلام عمل نہ کرتے ۔ تو وہ عذاب کے مستحق ہو چکے تھے ۔ چنانچہ یہ آیت اس
کی طرف دلالت کرتی ہے ۔ ءاشفقتم الخ مجاہد نے کہا ۔ یہ حکم ایک گھنٹے کے لئے تھا ۔
مقاتل بن حیان کا بیان ہے ۔ کہ یہ حکم دس راتیں قائم رہا ۔ اور صدقہ دینا صحابہ کی مرضی پر موقوف
تھا اس کی مقدار مقرر نہیں کی گئی تھی ۔

علامہ ثعلبی نے ابوہریرہ سے روایت کی ہے ۔ اس نے ابن عمر سے روایت کی ہے کہ عمر بن خطاب
نے کہا ۔ کہ علی کی تین ایسی خصوصیات ہیں کہ مجھے سرخ اونٹوں سے زیادہ محبوب ہیں ۔ ایک جناب فاطمہ
سے شادی کرنا ۔ دوسرے خیبر کی لڑائی کے روز آنحضرت صلعم کا علیؑ کو علم عطا کرنا ۔ اور تیسرے آیت
نجویٰ ۔

حضرت علی علیہ السلام نے تین راتیں تین مہمانوں کو کھانا کھلایا (مسکین یتیم اور اسیر اور خود بھوکے
رہے) اس بارے میں سورہ دہر کی تیس آیتیں نازل ہوئیں جو آپ کی عصمت پر نص کرتی ہیں ۔ اور آپ کے
قبول صدقہ پر گواہی دیتی ہیں ۔ اور آپ کی سخاوت پر یہ آیت کافی ہے ۔ عیناً یشرب بھا عباد اللہ
خاص طور پر ایک ایسے قیدی کو کھانا کھلانا جو دشمن دین ہو کوئی معمولی بات نہیں ۔

ابوہریرہ سے روایت ہے ۔ کہ ایک دفعہ مدینہ میں قحط پڑا ۔ اور مجھے ایک رات اور ایک دن
کھانے کو کچھ نہ ملا ۔ اور میں نے حضرت ابوبکر سے ایک آیت کے متعلق دریافت کیا ۔ اور میں اس کی
تشریح حضرت ابوبکر سے زیادہ جانتا تھا ۔ میں آپ کے ساتھ آپ کے دروازے تک گیا ۔ آپ نے مجھے
رخصت کر دیا ۔ میں واپس بھوکا آیا ۔ اور اس روز مجھے کچھ نہ ملا ۔ صبح کے وقت حضرت عمر سے اس آیت
کے متعلق پوچھا ۔ حالانکہ میں اس آیت کی تفسیر آپ سے زیادہ جانتا تھا ۔ آپ نے بھی وہی سلوک کیا جو
حضرت ابوبکر نے کیا تھا ۔ تیسرے روز حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ آپ سے آیت
کے معانی دریافت کئے ۔ آپ نے بتا دیئے ۔ اور جب میں لوٹنے لگا ۔ تو آپ نے مجھے گھر کے اندر بلا لیا ۔ اور
کھانے کو دو روٹیاں اور روغن دیا ۔ جب میں سیر ہو گیا ۔ تو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ آپ
مجھے دیکھ کر مسکرا دیئے ۔ فرمایا ۔ تم بتاؤ گے ۔ یا میں بتاؤں ۔ آپ نے مجھے پورے قصہ سے آگاہ کیا ۔ فرمایا مجھے
اس بات سے جبرئیلؑ نے آگاہ کیا ہے ۔

ایک روز امیرالمومنین علیہ السلام کو غمگین حالت میں دیکھا گیا ۔ آپ سے پوچھا گیا کہ آپ غمگین کیوں ہیں

یا کہ سات روز ہو گئے ہیں کہ ہمارے پاس کوئی مہمان نہیں آیا۔

تفسیر ابو یوسف یعقوب بن سفیان، علی بن حرب طائی اور مجاہد سے روایت ہے۔ ہر ایک اپنے اسناد سے ابن عباس اور ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ایک جماعت نے عاصم بن کلیب سے روایت کی اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔ اور حدیث کے الفاظ اس کے ہیں۔ کہ ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور بھوک کی شکایت کی۔ رسول اللہ نے اس کو اپنی ازواج کے پاس بھیج دیا۔ انھوں نے کہا۔ ہمارے پاس پانی کے سوا اور کوئی چیز نہیں ہے۔

رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ آج کا کھانا اس شخص کو کون دے گا۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ اس خدمت کے لئے میں حاضر ہوں۔ جناب فاطمہ کے پاس تشریف لائے اور پوچھا اے بنت رسول کیا کھانے کے لئے کوئی چیز ہے۔ عرض کیا ہمارے پاس ایک بچہ کا کھانا رکھا ہوا ہے۔ لیکن ہم ایثار سے کام لیں گے۔ اور اپنے مہمان کو دے دیں گے۔ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ اے دختر رسول! بچوں کو سلا دیجئے۔ اور چراغ گُل کر دیجئے۔ دونوں نے کھانا کھانا شروع کر دیا۔ جب کھانے سے فارغ ہوئے تو جناب فاطمہ چراغ لائیں۔ تو دیکھا کہ پیالہ کھانے سے بھرا ہوا ہے۔ آپ نے صبح کے وقت رسول اللہ صلعم کے ساتھ نماز پڑھی۔ جب رسول اللہ نے نماز کا سلام پھیرا۔ تو علیؑ کو دیکھ کر سخت روئے۔ اور فرمایا اے امیرالمومنین! تمہارے رات والے کام سے اللہ تعالیٰ تعجب میں ہے۔ رسول اللہ صلعم نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ ویؤثرون علی انفسہم ولو کان بہم خصاصۃ یعنے خود بھوکے رہ کر دوسروں کو کھانا کھلاتے ہیں۔ ومن یوق شح نفسہ یعنی علی، فاطمہ، حسن اور حسین فاولئک ہم المفلحون

کتاب ابوبکر شیرازی اپنے اسناد سے مقاتل سے وہ مجاہد سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آیت رجال لاتلہیہم تجارۃ ولابیع عن ذکر اللہ بغیر حساب تک خدا کی قسم علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ آپ نے سلسلہ کلام جاری رکھتے ہوئے کہا۔ کہ اس کا واقعہ یوں ہے۔

رسول اللہ صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کو تین سو دینار بطور ہدیہ کے عطا کئے تھے۔ حضرت علیؑ کا بیان ہے کہ میں نے ان کو لے لیا۔ اور کہا خدا کی قسم! میں ان دیناروں کو آج رات اللہ کی راہ میں صدقہ

دوں گا۔ جس کو اللہ تعالیٰ قبول کرے گا۔ میں نے عشا کی نماز رسول اللہ صلعم کے ساتھ ادا کی۔ سو دینار لئے اور مسجد سے باہر نکل گئے۔ راہ میں مجھے ایک عورت ملی۔ اس نے سوال کیا۔ میں نے اسے وہ دینار دے دیئے۔ صبح کے وقت لوگوں نے کہنا شروع کیا کہ علیؑ نے سو دینار ایک بدکار عورت کو دے دیئے ہیں۔ مجھے سخت دکھ ہوا۔ دوسری رات میں نماز ادا کرنے کے بعد مسجد سے باہر نکل آیا۔ میں نے اپنے دل میں کہا خدا کی قسم میں آج رات ضرور ایسا صدقہ دوں گا۔ جس کو میرا رب میری طرف سے قبول کرے گا۔ میں ایک آدمی سے ملا۔ اور میں نے وہ دینار اسے بطور صدقہ کے دے دیئے۔ صبح کے وقت مدینے والے کہنے لگے۔ علی نے رات کو سو دینار ایک چور کو دے دیئے ہیں۔ مجھے اس بات کا شدید غم لاحق ہوا۔ میں نے اپنے دل میں کہا۔ خدا کی قسم میں آج رات ضرور ایسا صدقہ دوں گا جس کو میری طرف سے میرا رب قبول کرے گا۔ میں نے عشا کی نماز رسول اللہ کے ساتھ ادا کی اور میرے پاس سو دینار موجود تھے۔ اور میں مسجد سے باہر نکلا۔ مجھے ایک شخص ملا۔ میں نے وہ دینار اس کو دے دیئے۔ جب میں نے صبح کی تو مدینے والے کہنے لگے۔ علی نے رات سو دینار غنی آدمی کو دے دیئے ہیں۔ مجھے اس بات سے سخت دکھ ہوا۔ میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور آپ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے علی! یہ جبرائیل ہیں جو کہتے ہیں کہ اللہ تعالےٰ نے تیرے صدقات کو قبول کر لیا ہے۔ اور تیرے عمل کو پاکیزہ کر دیا ہے۔ وہ دینار جو تو نے پہلی رات ایک بدکار عورت کو دیئے تھے۔ جب وہ اپنے گھر میں واپس آئی۔ تو اس نے اللہ تعالیٰ سے بُرے کام سے توبہ کر لی ہے۔ اس نے ان دیناروں کو اپنا راس المال بنا لیا ہے۔ اور شادی کرنے کے لئے شوہر کی تلاش میں ہے۔ دوسری رات تو نے صدقہ ایک چور کو دیا تھا۔ جب وہ اپنے گھر میں واپس آیا۔ تو اس نے اللہ کی بارگاہ میں چوری کرنے سے توبہ کر لی۔ اور ان دیناروں کو اپنا راس المال بنا لیا ہے۔ جس سے وہ تجارت کرے گا۔ اور وہ صدقہ تو نے تیسری رات جو ایک غنی آدمی کو دیا تھا جس نے کئی سال سے اپنے مال کی زکوٰۃ نہیں دی تھی۔ جب وہ اپنے گھر میں آیا تو اس کے نفس نے اس کو ملامت کی۔ کہ تم پر افسوس ہے۔ کہ یہ علی بن ابی طالب ہیں۔ باوجود اس کے کہ مال نہیں رکھتے۔ اس نے سو دینار بطور صدقہ کے دیئے ہیں۔ ایک میں ہوں کہ میرے اوپر بہت سے لوگوں کے لئے زکوٰۃ واجب ہے۔ اور میں نے اپنے مال کی زکوٰۃ ادا نہیں کی۔ اس نے اپنے

مال کا شمار کیا۔ اس کو پاکیزہ کیا۔ اور اس نے اپنے مال کی اتنے دینار زکوٰۃ ادا کی۔ اور اللہ تعالیٰ نے تیری شان میں یہ آیت نازل کی ہے۔ رجال لا تلھیھم تجارۃ ولا بیع عن ذکر اللہ الخ

ابو طفیل کا بیان ہے۔ کہ میں نے علی علیہ السلام کو دیکھا۔ کہ آپ یتیموں کو بلاتے اور انہیں شہد کھلاتے تھے۔ ایک صحابی نے کہا کہ کاش کہ میں یتیم ہوتا (اور شہد کھاتا)

معلی بن خنیس امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جناب امیر علیہ السلام بنو ساعدہ کے چھپر کے نیچے تشریف لائے۔ رات کا وقت تھا۔ آسمان سے بارش ہو رہی تھی۔ لوگ سوتے ہوئے تھے۔ آپ لوگوں کے سرہانے ایک ایک دو دو روٹی رکھ کر واپس تشریف لے آئے۔

محمد بن صمہ اپنے باپ سے وہ آپ کے چچا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے مدینہ میں ایک شخص کو دیکھا جس کی پشت پر مشک تھی۔ اور ہاتھ میں پیالہ تھا۔ اور کہہ رہا تھا۔ اے معبود! مومنین کے ولی! مومنین کے معبود! مومنین کی جائے پناہ! آج رات میری خیرات کو قبول فرمائیے۔ میں نے آج رات اس حالت میں کی ہے۔ کہ میرے پاس صرف اس قدر ہے جو اس پیالے میں ہے۔ یا جو کپڑے میں ہیں کو میں پہنے ہوئے ہوں۔ تو جانتا ہے کہ میں نے سخت بھوک کے باوجود اپنے نفس کو کھانا کھانے سے روکا ہوا ہے۔ تیرا تقرب حاصل کرنے کے لئے اس پیالے والے کھانے کو پیش کرنا چاہتا ہوں۔ اسے معبود! مجھے شرمسار نہ کرنا۔ اور میری دعوت کو رد نہ کرنا۔

راوی کا بیان ہے۔ میں اس شخص کے پاس آیا۔ اور اس کو پہچانا۔ تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ وہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ آپ ایک شخص کے پاس تشریف لائے۔ اور اسے کھانا کھلایا۔

عبداللہ بن علی بن حسین سے روایت ہے کہ نبی کریم صلعم صحابہ کی ایک جماعت کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام کے پاس تشریف لائے۔ حضرت علی علیہ السلام نے گھر میں کوئی چیز نہ پائی جس سے ان حضرات کی تواضع کر سکیں۔ آپ باہر تشریف لے گئے۔ تاکہ کوئی چیز ان کی خاطر مدارات کے لئے حاصل کر سکیں۔ آپ نے ایک دینار کو زمین پر پڑا ہوا دیکھا۔ اور اس کو اٹھا لیا اور اس کے متعلق اعلان کیا۔ کہ کسی کا دینار تو نہیں گر پڑا۔ جب اس کا لینے والا کوئی نہ ملا۔ تو آپ نے اس سے طعام خریدا۔ اس کو لے کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت

صلے اللہ علیہ والہ وسلم کو واقعہ سے آگاہ کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اے علی! اللہ تعالیٰ تیری نیت سے آگاہ تھا۔ یہ دینار اس نے تجھے دیا ہے اور یہ لوگوں کی ملکیت نہیں ہے۔ آنحضرت صلعم نے آپ کے حق میں دعائے خیر کی۔

خاصہ اور عامہ دونوں نے روایت کیا ہے۔ کہ خدری اور ابوہریرہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے بھوک کی حالت میں صبح کی۔ جناب فاطمہ سے کھانا مانگا۔ آپ نے کہا میرے پاس تو صرف اس قدر تھا جو میں نے اپنے حسنؑ اور حسینؑ کے اوپر آپ کو ترجیح دے کر دو روز کھلایا۔ فرمایا۔ آپ نے مجھے کیوں نہ آگاہ کیا؟ تاکہ میں کوئی چیز تمہارے پاس کہیں سے لاتا۔ کہا اے ابوالحسن! مجھے خدا سے حیا آئی کہ آپ کو اس چیز کی تکلیف دوں۔ جس پر آپ کو قدرت حاصل نہ ہو۔ حضرت علیؑ باہر تشریف لے جا کر رسول اللہ صلعم سے ایک دینار قرض لیا۔ کوئی چیز خریدنے کے لیئے نکلے راستے میں مقداد مل گئے۔ فاقہ کی وجہ سے اس کی حالت متغیر دیکھی۔ آپ نے دینار اس کو دے دیا۔ مسجد میں تشریف لے جا کر آرام فرما ہوئے۔ نیند آگئی آپ اس حالت میں تھے رسول اللہ صلعم نے آپ کو جگایا۔ اور پوچھا یہ کیا ہوگیا ہے؟ آپ نے آگاہ کیا رسول اللہ صلعم کے ساتھ نماز ادا کی۔ رسول اللہ نماز سے فارغ ہوئے فرمایا اے ابوالحسن! تمہارے پاس کھانے کو کوئی چیز موجود ہے۔ تمہارے ساتھ چل کر جس سے افطار کروں آپ نے حیا کی وجہ سے سر جھکا لیا۔ اور کوئی جواب نہ دیا۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی طرف وحی کی کہ آپ رات کو علیؑ کے ہاں سے کھانا کھاؤ۔ دونوں چل کر جناب فاطمہؑ کے پاس آئے۔ آپ اپنے مصلے عبادت پر مشغول نماز تھیں۔ اور آپ کی پس پشت کھانے کا بھرا ہوا گرم گرم پیالہ موجود تھا جس سے دھواں نکل رہا تھا۔ سیدہ نے دونوں کے سامنے پیالہ رکھ دیا۔ علی علیہ السلام نے دریافت کیا کہ یہ تمہارے پاس کہاں سے آگیا ہے۔ فرمایا یہ اللہ تعالیٰ کا فضل اور اس کا رزق ہے۔ جس کو چاہتا ہے بلا حساب دیتا ہے۔

یہ سن کر رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے اپنا ہاتھ مبارک حضرت علی علیہ السلام کے دونوں شانوں پر رکھ کر فرمایا۔

"اے علی! یہ تمہارے دینار کا بدلہ ہے۔" ——— اس کے بعد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی آنکھوں میں آنسو بھر آئے۔ فرمایا۔ خدا کا شکر ہے اس نے مجھے اس وقت تک موت نہ دی

ے ہاں وہ چیز دیکھ لی۔ جس کو ذکریا نے مریمؑ کے ہاں دیکھا تھا۔
دقؑ علیہ السلام کی روایت ہے۔ کہ اللہ تعالٰی نے اہل بیت کے حق میں یہ

انفسھم
ں ہے۔ کہ جناب جعفر طیار نے رسول اللہ صلعم کو ایک چادر بطور تحفہ کے
سے فرمایا۔ میں یہ چادر اس شخص کو دوں گا۔ جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست
ور اس کا رسول دوست رکھتا ہو۔"
سے جناب علیؑ کو وہ چادر دے دی۔ آپ نے اسے ایک ہزار مثقال میں فروخت
ین میں تقسیم کر دی۔
سلمان، ابوذر، اور مقداد حضرت علیؑ سے ملے۔ رسول اللہ نے آپ سے
نے شرم کی وجہ سے اقرار کر لیا۔ (حالانکہ کھانا گھر میں موجود نہیں تھا) جب
ے۔ تو ایک پیالے کو کھانے سے بھرا ہوا پایا۔
ایت ہے آپ سے مقداد نے کہا۔ کہ میں نے تین روز سے کچھ نہیں کھایا تھا۔
ر تشریف لائے۔ آپ نے اپنی زرہ کو پانچ سو درہم میں بیچ دیا۔ آپ نے کچھ
نے (پچاس درہم) آپ واپس گھر تشریف لا رہے تھے۔ راستے میں ایک اعرابی
مجھے درہم دے کر یہ ناقہ خرید لیجئے۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے سو درہم میں ناقہ
ں چلا گیا آپ کو ایک اور اعرابی ملا۔ اور کہا کہ اس ناقہ کو میرے پاس بیچ دیجئے
درہم میں بیچ دیا۔ اور پکارا کہ کہا اے حسنؑ اے حسینؑ! جاؤ اعرابی کی تلاش کرو۔ اور
یر موجود تھے۔ آنحضرت صلعم نے آپ کو دیکھا۔ تو مسکرائے اور کہا۔ اے علیؑ
ں تھے۔ اور خریدنے والے میکائیل تھے۔ اے علیؑ! سو درہم تو اونٹنی کی قیمت
ند ان پچاس درہموں کے عوض میں ہیں۔ جو تم نے مقداد کو دئیے تھے۔ پھر آپ
فرمایا۔

تھی کہ میں نے اپنی بیٹی کے ہاں وہ چیز دیکھ لی۔ جس کو ذکریا نے مریمؑ کے ہاں دیکھا تھا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی روایت ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کے حق میں یہ آیت نازل فرمائی ہے۔

ویوثرون علی انفسہم

حذیفہ کی روایت میں ہے۔ کہ جناب جعفر طیار نے رسول اللہ صلعم کو ایک چادر بطور تحفہ کے دی تھی۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ میں یہ چادر اس شخص کو دوں گا۔ جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہو۔ اور اس کو اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتا ہو۔"

پھر آنحضرت صلعم نے جناب علیؑ کو وہ چادر دے دی۔ آپ نے اسے ایک ہزار مثقال میں فروخت کر دیا اور یہ رقم فقراء مہاجرین میں تقسیم کر دی۔

رسول خدا معہ عمار، سلمان، ابوذر۔ اور مقداد حضرت علیؑ سے ملے۔ رسول اللہ نے آپ سے کھانا مانگا۔ حضرت علیؑ نے شرم کی وجہ سے اقرار کر لیا۔ (حالانکہ کھانا گھر میں موجود نہیں تھا) جب یہ لوگ گھر میں داخل ہوئے۔ تو ایک پیالے کو کھانے سے بھرا ہوا پایا۔

ابن عباس سے روایت ہے۔ آپ سے مقداد نے کہا۔ کہ میں نے تین روز سے کچھ نہیں کھایا تھا۔ امیرالمومنین علیہ السلام باہر تشریف لائے۔ آپ نے اپنی زرہ کو پانچ سو درہم میں بیچ دیا۔ آپ نے کچھ درہم مقداد کو دے دیئے (پچاس درہم) آپ واپس گھر تشریف لا رہے تھے۔ راستے میں ایک اعرابی نے آپ کو پکار کر کہا۔ مجھے درہم دے کر یہ ناقہ خرید لیجئے۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے سو درہم میں ناقہ کو خرید لیا۔ اور اعرابی چلا گیا۔ آپ کو ایک اور اعرابی ملا۔ اور کہا کہ اس ناقہ کو میرے پاس بیچ دیجئے۔ آپ نے ایک سو پچاس درہم میں بیچ دیا۔ اور پکارا کہ کہا اے حسنؑ اے حسینؑ، جاؤ اعرابی کی تلاش کرو۔ اور آپ اپنے دروازے پر موجود تھے۔ آنحضرت صلعم نے آپ کو دیکھا۔ تو مسکرائے اور کہا۔ اے علیؑ ناقہ والے اعرابی جبرائیل تھے۔ اور خریدنے والے میکائیل تھے۔ اے علیؑ! سو درہم تو اونٹنی کی قیمت ہے۔ اور پچاس درہم زائد ان پچاس درہموں کے عوض میں ہیں۔ جو تم نے مقداد کو دیئے تھے۔ پھر آپ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا۔

ومن یتق اللہ یجعل لہ الخ

منین علیہ السلام نے ایک اعرابی کو کہتے ہوئے سنا۔ جو خانہ کعبہ کی زنجیر کو پکڑے ہوئے تھا
اللہ! یہ گھر تیرا گھر ہے اور یہ مہمان تیرا مہمان ہے ۔ ہر مہمان کی مہمانی ہوتی ہے۔ آج رات میری
ب سے اپنی طرف سے مغفرت قرار دے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے اعرابی! اللہ تعالیٰ بڑا
اپنے مہمان کو رد نہیں کرتا۔

ی رات ایک اور کہنے والے کو کہتے ہوئے سنا اے عزیز! تو اپنی عزت کے ساتھ
عزت والا وہی ہے جس کو تو عزت دے۔ کوئی نہیں جانتا۔ کہ تو کیا ہے۔ میں تیری بارگاہ میں
ں۔ اور تیرا ہی وسیلہ لے کر تیرے پاس آیا ہوں۔ اور تجھے تیرے حق کا جو تجھ پر واجب ہے
س حق کا جو آل محمد پر واجب ہے سوال کرتا ہوں۔ مجھے وہ چیز عطا کر جو تیرے سوا
ت میں نہیں ہے۔ اور مجھ سے اس چیز کو دور رکھ۔ جس کو تیرے سوا اور کوئی دور نہیں رکھ
رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے! امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ اللہ کا اسم اعظم ہے
میں ہے حضرت نے تیسری رات ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا۔ اے آسمانوں اور زمین کو
نے والے۔ مجھے چار ہزار درہم عطا فرمائیے۔ حضرت نے اعرابی کے شانے پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ جو
ب کیا ہے۔ اسے میں نے سنا ہے۔ اور جو کچھ تو نے اپنے رب سے سوال کیا ہے تو چار
سے کیا کرے گا۔ کہا ایک ہزار سے عورت کا حق مہر ادا کروں گا ایک ہزار سے گھر تعمیر کروں گا
سے قرض ادا کروں گا۔ اور ایک ہزار سے تلاش معاش طلب کروں گا۔

ے اعرابی! تو نے انصاف سے کام لیا ہے جب تم مدینہ میں آؤ۔ تو علی بن ابی طالب کا نام
ب اعرابی مدینہ میں آیا۔ تو امام حسین علیہ السلام سے کہا۔ کہ اپنے باپ سے کہہ دو۔ مکہ والا سائل
حسینؑ نے حضرت امیرؑ کو اس بات سے آگاہ کیا۔ فرمایا اے حسین! خدا کی قسم یہ بات ٹھیک ہے
لئے۔ جب سلمان حاضر ہوئے تو فرمایا۔ اے سلمان! تاجروں کو طلب کرو۔ جب حاضر ہو گئے
سے وہ باغ خرید لو۔ جس کو رسول اللہ نے میرے لئے لگایا تھا۔ آپ نے ان میں سے ایک آدمی
رہ ہزار درہم میں بیچ ڈالا۔ آپ نے چار ہزار درہم اعرابی کو دے دیئے۔ فرمایا اے اعرابی!
تیرا کتنا خرچ ہوا۔ عرض کیا تیرہ درہم فرمایا اس کو ۲۰ درہم دے دو۔ یہ آنے جانے کا خرچ ہوا
کو قسم یہ مجھ کر فقرا اور مساکین میں تقسیم کر دیا۔ گھر خالی ہاتھ واپس تشریف لائے۔ جناب فاطمہ

امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک اعرابی کو کہتے ہوئے سنا۔ جو خانہ کعبہ کی زنجیر کو پکڑے ہوئے تھا اے اللہ! یہ گھر تیرا گھر ہے اور یہ مہمان تیرا مہمان ہے۔ ہر مہمان کی مہمانی ہوتی ہے۔ آج رات میری مہمانی اپنی جانب سے اپنی طرف سے مغفرت قرار دے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے اعرابی! اللہ تعالیٰ بڑا کریم ہے وہ اپنے مہمان کو رد نہیں کرتا۔

دوسری رات ایک اور کہنے والے کو کہتے ہوئے سنا اے عزیز! تو اپنی عزت کے ساتھ عزیز ہے۔ عزت والا وہی ہے جس کو تو عزت دے۔ کوئی نہیں جانتا۔ کہ تو کیا ہے۔ میں تیری بارگاہ میں حاضر ہوا ہوں۔ اور نبیوں کے وسیلے سے تیرے پاس آیا ہوں۔ اور تجھے تیرے حق کا جو تجھ پر واجب ہے اور نبیوں کے اس حق کا جو آل محمد پر واجب ہے سوال کرتا ہوں۔ مجھے وہ چیز عطا کر جو تیرے سوا اور کسی کی ملکیت میں نہیں ہے۔ اور مجھ سے اس چیز کو دور رکھ۔ جس کو تیرے سوا اور کوئی دور نہیں رکھ سکتا۔ اے رحم کرنے والوں سے زیادہ رحم کرنے والے" امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ اللہ کا اسم اعظم ہے جو سریانی زبان میں ہے۔ حضرت نے تیسری رات ایک شخص کو کہتے ہوئے سنا اے آسمانوں اور زمین کو زینت دینے والے۔ مجھے چار ہزار درہم عطا فرمایئے۔ حضرت نے اعرابی کے شانے پر ہاتھ مار کر فرمایا۔ جو کچھ تو نے طلب کیا ہے۔ اسے میں نے سنا ہے۔ اور جو کچھ تو نے اپنے رب سے سوال کیا ہے۔ تو چار ہزار درہموں سے کیا کرے گا۔ کہا ایک ہزار سے عورت کا حق مہر ادا کروں گا۔ ایک ہزار سے گھر تعمیر کروں گا ایک ہزار سے قرض ادا کروں گا۔ اور ایک ہزار سے تلاش معاش طلب کروں گا۔"

فرمایا اے اعرابی! تو نے انصاف سے کام لیا ہے جب تم مدینہ میں آؤ۔ تو علی بن ابی طالب کا نام پوچھ لینا۔ جب اعرابی مدینہ میں آیا۔ تو امام حسین علیہ السلام سے کہا۔ کہ اپنے باپ سے کہ دو۔ مکہ والا سائل آیا ہے۔ امام حسینؑ نے حضرت امیرؑ کو اس بات سے آگاہ کیا۔ فرمایا اے حسین! خدا کی قسم یہ بات ٹھیک ہے سلمان کو بلائیے۔ جب سلمان حاضر ہوئے تو فرمایا۔ اے سلمان! تاجروں کو طلب کرو۔ جب حاضر ہو گئے تو فرمایا۔ مجھ سے وہ باغ خرید لو۔ جس کو رسول اللہ نے میرے لئے لگایا تھا۔ آپ نے ان میں سے ایک آدمی کے ہاتھ بارہ ہزار درہم میں بیچ ڈالا۔ آپ نے چار ہزار درہم اعرابی کو دے دیئے۔ فرمایا اے اعرابی! راستے میں تیرا کتنا خرچ ہوا۔ عرض کیا تیرہ درہم فرمایا اس کو ۲۶ درہم دے دو۔ یہ آنے جانے کا خرچ ہوا باقی رقم کو مٹھی بھر بھر کر فقرا اور مساکین میں تقسیم کر دیا۔ گھر خالی ہاتھ واپس تشریف لائے۔ جناب فاطمہ

زہرا سلام اللہ علیہا سے باغ کی فروخت کرنے کا ذکر کیا۔

سیدہ عالم نے پوچھا۔ رقم کہاں ہے؟ فرمایا۔ خدا کی قسم! میں نے وہ تمام رقم ان لوگوں کو دے دی ہے جس کے بارے میں مجھے شرم محسوس ہوتی تھی کہ وہ سوال کرنے کی ذلت برداشت کریں۔ میں نے انہیں سوال کرنے سے پہلے رقم دے دی ہے۔ فرمایا میں اس وقت تک آپ کو نہ چھوڑوں گی۔ جب تک میرے باباجان میرے اور آپ کے درمیان فیصلہ نہ کر دیں۔ میں خود بھوکی ہوں، میرے دونوں بیٹے بھوکے ہیں۔ آپ نے بارہ ہزار درہم میں سے ایک درہم بھی ہمیں نہیں دیا جس سے ہم کھانا کھا سکیں۔

فرمایا اے فاطمہؑ! مجھے ملامت نہ کرو۔ میرا دامن چھوڑ دو۔ جبرائیل رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور عرض کیا۔ اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ کہ فاطمہؑ کی علی سے گرفت پر آسمان کے فرشتے رو پڑے ہیں۔ تم ان دونوں کے پاس جاؤ۔ رسول خدا صلعم تشریف لائے۔ فرمایا اے بیٹی! علیؑ کی کیوں گرفت کی ہے؟ سیدہ عالمؑ نے تمام قصہ کہہ سنایا۔ فرمایا۔ اس کو چھوڑ دو۔ میرے نزدیک علی جیسا کوئی آدمی نہیں ہے۔ دونوں باہر تشریف لے گئے۔ تھوڑی دیر کے بعد رسول اللہ واپس تشریف لائے۔ پوچھا اے فاطمہ! میرے بھائی واپس آئے ہیں؟ عرض کیا نہیں آئے۔ رسول اللہ نے فاطمہ کو سات درہم سوداہجریہ عطا کیے اور فرمایا۔ کہ علی سے کہہ دینا کہ ان کے ذریعہ تمہارے لئے کھانا خرید لیں گے جب حضرت علیؑ! سیدہ کے پاس آئے۔ تو آپ نے وہ درہم ان کے حوالے کیئے۔ آپ نے ان کو لے کر فرمایا۔

بسم اللہ والحمد للہ کثیراً طیباً من فضل اللہ۔

بازار میں پہنچے۔ تو ایک اور سوالی مل گیا۔ اور کہنے لگا۔ گرفتار آلام و مصائب کو کون قرض دے گا عرض کیا اے ابوالحسن! مجھے اللہ کے لئے قرض دیجئے۔ آپ نے تمام رقم اس کو دے دی۔ آپ کسی اور شخص سے قرض لینے کی فکر میں تھے۔ کہ آپ سے ایک بزرگ ملا۔ اس نے کہا۔ آپ مجھ سے یہ اونٹ خرید لیجیے۔ فرمایا میرے پاس رقم نہیں ہے۔ عرض کیا میں قیمت ادا کرنے کی آپ کو مہلت دیتا ہوں۔ آپ نے اونٹ خرید لیا۔ اور پھر اسے فروخت کر دیا۔ باقی واقعہ وہی ہے جو اوپر مذکور ہوا۔

امیر علیہ السلام سے ایک شخص نے سوال کیا۔ آپ نے (نماز کی حالت میں) سائل کو انگوٹھی دے دی تو یہ آیت نازل ہوئی۔

"انما ولیکم اللہ ورسولہ"

جو صدقات ہیں ضرب المثل ہے۔ ایک دعا کے الفاظ یہ ہیں:۔

یقبل اللہ منہ کما یقبل توبۃ آدم وقربان ابراھیم وحج المصطفیٰ

وصدقۃ امیرالمومنین

حضرت مال غنیمت ہیں سے اپنا حصہ اور سہم ذی القربیٰ کا حصہ لے کر تمام کا تمام اللہ تعالےٰ کی راہ میں خرچ کر دیتے تھے۔ آپ نے جب انتقال فرمایا۔ تو آٹھ سو درہم کے سوا اور کوئی ترکہ نہ چھوڑا۔

حضرت علی علیہ السلام کا بہادری میں سبقت کرنا

اللہ تعالیٰ نے اصحاب محمد صلعم کی صفت بیان کی ہے۔ والذین معہ اشداء علی الکفار یہ صفت حضرت علی علیہ السلام کے لئے ثابت ہے۔ اللہ تعالیٰ نے طالوت کے قصے میں کہا ہے:۔

ان اللہ اصطفاہ علیکم وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم

اُمت کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے۔ کہ حضرت علیؑ حضرت ابوبکر سے زیادہ اشد تھے ___ اور اس بات کا بھی امت میں اجماع ہو چکا ہے۔ کہ حضرت علی کا علم تمام لوگوں سے زیادہ تھا۔ (اہل سنت کے نزدیک) اس بارے میں اختلاف ہے۔ کہ حضرت علیؑ کا علم زیادہ تھا یا حضرت ابوبکر کا۔

حضرت علی علیہ السلام کے علم کی زیادتی کے بارے میں تمام اُمت کا اتفاق ہے۔ اور حضرت ابوبکر کے علم کی زیادتی کو امت کا ایک گروہ سرے سے منکر ہے۔ لہٰذا حضرت ابوبکر کسی صورت میں اعلم الناس نہیں ہیں۔

امام محمد باقر اور امام علی رضا علیہما السلام اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں۔ لینذر باساً شدیداً من لدنہ فبأس شدید علیؑ بن ابی طالب ہیں۔ آپ رسول اللہ کے نزدیک ہوتے تھے آپ کے ساتھ آپ کے دشمن سے جہاد کرتے تھے۔ روایت ہے کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

والصابرین فی البأساء والضراء وحین البأس

علی بن جعدہ۔ شعبہ سے قتادہ سے حسین سے۔ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ابی بن
سلول منافقین کی ایک جماعت کے ساتھ لشکر اسلام سے جدا ہو گیا۔ تاکہ غزوہ حنین میں رسول اللہ
صلعم کے ساتھ شامل نہ ہوں۔ رسول اللہ واپس مدینہ میں تشریف لائے۔ تو جفال نے جو مسلمان
تھا۔ جمقا منافق کو تھپڑ مارا۔ یہ دیکھ کر ابی بن سلول ناراض ہو گیا۔ اور منافقین سے کہنے لگا۔ اگر تم
ان کو کھانا کھلانا بند کر دیتے تو یہ رسول سے جدا ہو جاتے۔ اللہ تعالیٰ نے اس واقعہ کی حکایت
یوں کی ہے۔ واللہ لئن رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منہا الاذل یعنے
مدینہ سے نبی اور علی کو نکال دیتے۔ زید بن ارقم نے رسول اللہ صلعم کو اس واقعہ سے آگاہ
کر دیا۔ ابی ابن سلول اشراف انصار کی جماعت کے ساتھ آیا۔ جو رسول اللہ سے معذرت کرتے
تھے۔ اور زید کی بات کی تکذیب کرتے تھے۔ زید شرمندگی کی وجہ سے رسول اللہ صلعم کی خدمت
میں حاضر نہ ہوا۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔

ھم الذین یقولون لا تنفقوا علی من عند رسول اللہ حتی ینفضوا وللہ
خزائن السماوات والارض ولکن المنافقین لا یفقھون یقولون لئن
رجعنا الی المدینۃ لیخرجن الاعز منہا الاذل وللہ العزۃ ولرسولہ
وللمؤمنین

علیؑ اور اس کے اصحاب کو منافقین پر قوت اور قدرت حاصل ہے۔

رسول اللہ نے زید کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا۔ اے بچے! تمہیں بشارت ہو۔ اللہ تعالےٰ نے تیری
بات کی تصدیق کر دی ہے۔ اور جن منافقین کے متعلق تم نے آگاہ کیا تھا۔ اس کو جھٹلا دیا ہے

ابو جعفر اور ابو عبداللہ علیہما السلام سے روایت ہے کہ اس شخص پر تعجب ہے جو قیاس
کرتا ہے۔ اس شخص کا جس نے نہ جاہلیت میں اور نہ ہی اسلام میں کسی شخص کو کوئی چرکا لگایا ہے ایسے
شخص کے ساتھ جس نے صرف جنگ بدر میں ۳۵ آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ اور خود کوئی زخم نہ کھایا۔
اہل سنت کے قول کے مطابق جن مشرکین کو حضرت علی علیہ السلام نے بدر کی لڑائی میں تہ تیغ کیا تھا
مندرجہ ذیل ہیں:۔

ولید بن عتبہ۔ (۲) عاص بن سعید بن عاص (۳) مطعم بن عدی بن نوفل (۴) حنظلہ بن ابو سفیان (۵)

نوفل بن خویلد (۶) زمعہ بن الاسود (۷) حارث بن زمعہ (۸) نضر بن حارث بن عبدالدار (۹) عمیر بن عثمان
بن کعب۔ عم طلحہ (۱۰) عثمان (۱۱) مالک (یہ دونوں طلحہ کے بھائی تھے) (۱۲) مسعود بن ابی امیہ
بن مغیرہ (۱۵) عمرو بن مخزوم (۱۶) منذر بن ابی رفاعہ (۱۷) منبہ بن حجاج سہمی (۱۸) عاص بن منبہ
(۱۹) علقمہ بن کلاہ (۲۰) ابوالعاص بن قیس عدی۔ (۲۱) معاویہ بن مغیرہ بن ابی العاص (۲۲) لوذان
بن ابیعہ (۲۳) عبداللہ بن منذر بن ابی رفاعہ (۲۴) مسعود بن امیہ بن مغیرہ (۲۵) حاجب بن سائب
عویمر (۲۶) اوس بن مغیرہ بن لوذان (۲۷) زید بن ملیص (۲۸) عاصم بن ابی عوف (۲۹) سعید بن وہب
(۳۰) معاویہ بن عامر بن عبدالقیس (۳۱) عبداللہ بن جمیل بن زہیر۔ (۳۲) سائب بن سعید بن مالک (۳۳)
ابوالحکم بن اخنس (۳۴) ہشام بن ابی امیہ

(مؤلف کتاب نے ایک آدمی کا نام تحریر نہیں کیا جس کی رو سے ۳۵ آدمیوں کی تعداد پوری کی
جاتی ہے)

ایک روایت میں ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے جنگ بدر میں چالیس سے زائد آدمی قتل کئے تھے۔
جناب امیر علیہ السلام نے جنگ احد میں مندرجہ ذیل مشرکین کو قتل کیا۔

(۱) سردار لشکر طلحہ بن ابی طلحہ (۲) طلحہ کا بیٹا ابوسعید (۳) اس کے بھائی خالد (۴) ومخلا (۵) ...
(۶) ومحالس (۷) عبدالرحمٰن بن حمید بن زہرہ (۸) حکم بن اخنس بن شریق ثقفی (۹) ولید بن ارطاۃ (۱۰) امیہ
بن ابی حذیفہ (۱۱) ارطاۃ بن شرجیل (۱۲) ہشام بن امیہ (۱۳) مسافع (۱۴) عمرو بن عبداللہ جمحی (۱۵) ...
بن مالک بن مغافری (۱۶) صواب موی عبدالدار (۱۷) ابوحذیفہ بن مغیرہ (۱۸) قاسط بن شریح عبدی
(۱۹) مغیرہ بن مغیرہ (۲۰) ان کے علاوہ ان مشرکین کو بھی قتل کیا جو شکست کھا گئے تھے۔

حضرت عمر اور حضرت عثمان جنگ احد میں بھاگ گئے تھے۔ اس میں کوئی شک نہیں ہے ...
حضرت ابوبکر کے ثابت قدم رہنے میں اشکال کیا ہے آیا آپ موجود رہے یا بھاگ گئے تھے۔
امیر علیہ السلام نے جنگ احزاب میں مندرجہ ذیل مشرکین کو تہ تیغ کیا۔

(۱) عمرو بن عبدود۔ (۲) اس کا بیٹا (۳) نوفل بن عبداللہ بن مغیرہ (۴) حنہ بن عثمان عبدی (۵) ہبیرہ
بن ابی ہبیرہ مخزومی۔

آندھی اس قدر زور سے چل پڑی جس کی وجہ سے کفار شکست کھا کر بھاگ گئے

حضرت امیر علیہ السلام نے جنگ حنین میں چالیس آدمیوں کو قتل کیا۔ ان کے سوار ابو جرول کو طول
میں دو ٹکڑوں میں کاٹا۔ حضرت امیر علیہ السلام کی تلوار اس کے خود عمامہ، جوشن جسم کو کاٹتی ہوئی زین تک
پہنچی۔ (اس شخص کے نام کے بارے میں اختلاف ہے)
اس جنگ میں حضرت امیر علیہ السلام نے چالیس ہزار کفار کے ساتھ جہاد کیا جنکہ آسمانی
ندا آگئی تھی۔
حضرت نے غزوۂ السلسلہ میں سات نامور کافروں کو قتل کیا۔ جن میں سعید بن مالک عجلی بھی تھا
غزوہ بنو نضیر میں گیارہ سرکشوں کو قتل کیا۔
بنو قریظہ میں روسائے یہود کو قتل کیا۔ جیسے حی بن اخطب اور کعب بن اشرف اور غزوہ بنو مصطلق
میں مالک اور اس کے بیٹے کو فی النار والسقر کیا۔
جناب امیر علیہ السلام دشمن کو دو طرح قتل کرتے تھے۔ یا طول میں اس کے دو ٹکڑے کر دیتے تھے۔
درمیان میں سے قلم کر دیتے تھے۔ حضرت کی ضربیں بے نظیر تھیں۔ کوئی شخص آپ کی طرح تلوار کا وار نہیں
کر سکتا تھا۔ میدان کے دھینوں کا مقولہ ہے کہ تلوار چلانے کی چھ قسمیں ہیں۔ جو سب کی سب حضرت امیر
سے ماخوذ کی گئیں ہیں۔ علویہ (۲) سفلیہ (۳) غلبہ (۴) مالہ (۵) جالہ اور (۶) جربام
فتح مکہ کے روز فاتک عرب اسد بن غلویلم کو قتل کیا۔ غزوہ وادی الرمل میں بڑے بڑے بہادروں
کو قتل کیا۔ جنگ طائف میں خثعم کے گروہ کو شکست دی۔ شہاب بن عالس اور نافع بن غیلان کو قتل کیا۔
بچپن میں) جب رسول اللہ مسجد حرام کی طرف تشریف لے جاتے تھے۔ تو مکہ کے لونڈے آپ کو پتھر مارتے
تھے۔ آپ ان لونڈوں سے قتال فرماتے تھے۔ اور انھیں بھگا دیتے تھے۔
شب ہجرت کس بہادری کے ساتھ بستر رسول پر سو گئے۔
جنگ جمل میں آپ کی بہادری زبان زد خاص وعام ہے آپ نے اونٹ کے دونوں پاؤں قطع کر دیئے
جس کی وجہ سے اونٹ گر پڑا تھا۔
لیلۃ الہریر کی رات آپ نے تین سو تکبیریں کہیں اور ہر تکبیر پر ایک دشمن کو قتل کیا۔
ایک روایت میں ہے کہ آپ نے ۵۲۳ آدمیوں کو قتل کیا۔ اس بات کو اعثم کوفی نے اپنی تاریخ میں
بیان کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے سات سو آدمیوں کو واصل جہنم کیا۔ حضرت امیر علیہ السلام

ی ذرہ کی کوئی حیثیت نہ تھی ۔ اور نہ ہی آپ کی سواری میں کوئی ٹھاٹھ باٹھ تھی ۔

حضرت امیر علیہ السلام اپنے گورنر عثمان بن حنیف کو ایک خط لکھا ۔ جس میں تحریر فرمایا کہ اگر تمام عرب میرے لڑنے کے لئے تیار ہو جائیں تو میں ان سے روگردانی نہیں کروں گا۔ اگر مجھے موقعہ مل جائے گا تو میں ان کی گردنیں اڑا کر رکھ دوں گا۔

کتاب الفائق میں تحریر ہے ۔ کہ جب حضرت علی مشرکین پر حملہ کرتے تھے ۔ تو وہ پہاڑوں کی طرف دوڑ کر بھاگ جاتے تھے ، جب قریش آپ کو جنگ میں دیکھتے تھے ۔ تو خوف کی وجہ سے کانپ اٹھتے تھے ۔

ایک جنگ کے موقعہ پر ایک شخص نے حضرت علیؑ کو دیکھا ۔ تو لشکر سے بھاگ نکلا اور کہا ۔ موت کا فرشتہ اس طرف ہوتا ہے جدھر علیؑ ہوتے ہیں ۔

حدیث خیبر میں رسول اللہ صلعم نے آپ کا نام بار بار حملہ کرنے والا اور نہ بھاگنے والا رکھا ۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم حضرت علی علیہ السلام کے نام گرامی سے کفار کو ڈرایا کرتے تھے ۔

امام احمد بن حنبل نے الفضائل میں شداد بن ہاد سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں یمن کا وفد آیا کچھ گفتگو کے بعد آپ نے فرمایا ۔ کہ تم نماز قائم کرو ۔ ورنہ میں تمہارے پاس ایک مرد بھیجوں گا ۔ جو تم سے لڑائی لڑے گا اور تمہاری اولاد کو قید کرے گا پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا ۔ یا وہ شخص میں ہوں گا یا یہ ہوں گے ۔ آپ نے ہاتھ سے حضرت علیؑ کی طرف اشارہ کیا ۔

تاریخ نسوی میں عبدالرحمن بن عوف سے روایت ہے کہ نبی کریم صلعم نے اہل طائف سے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے ۔ تم نماز پڑھو اور زکوٰۃ ادا کرو ۔ ورنہ میں تمہارے پاس ضرور ایک آدمی روانہ کروں گا ۔ جو مجھ میں سے ہوگا ۔ یا میرے نفس کی مانند ہوگا جو تم سے جہاد کر کے تمہاری گردنیں اڑا دے گا ۔ اور تمہاری اولاد کو قیدی بنائے گا ۔ لوگوں نے خیال کیا ۔ کہ اس سے مراد حضرت ابوبکر اور حضرت عمر ہیں ۔ لیکن آنحضرت صلعم نے جناب علی بن ابی طالب کا ہاتھ پکڑا ۔ اور فرمایا ۔ کہ وہ یہ ہیں ۔

صحیح ترمذی ، تاریخ خطیب بغدادی اور فضائل سمعانی میں ہے ۔ کہ رسول اللہ صلعم نے صلح حدیبیہ کے روز سہیل بن عمیر سے فرمایا ۔ اے گروہ قریش ! تمہیں برے کاموں سے باز آجانا چاہیے ۔ ورنہ تمہارے پاس اللہ تعالیٰ ایک ایسا آدمی بھیجے گا ۔ جو دین پر تمہاری گردنیں اڑا دے گا ۔ اس سے مراد حضرت

علی علیہ السلام تھے)

والذین معہ اشدا علی الکفار کی امام رضا علیہ السلام نے تفسیر فرمائی۔ اور کہا علی علیہ السلام ان لوگوں میں سے ہیں۔

صفین کے جنگ کے روز معاویہ نے شامیوں کو کہا۔ علی کو نیزوں پہ رکھ لو۔ تاکہ لوگوں اور شہروں کو اس سے نجات ملے۔ مروان نے کہا خدا کی قسم۔ آپ نے ہم پر ایک بھاری کام ڈال دیا ہے۔ خدا کی قسم علی کو قتل کرنا ایسا ہے۔ جیسے وادی کے اژدہے یا جنگل کے شیر کو قتل کرنا۔ یہ سن کر معاویہ ناراض ہوکر کھڑا ہوگیا۔

عمرو نے کہا میں نے علی سے زیادہ فرار کو عار سمجھنے والا کسی شخص کو نہیں دیکھا۔ جب حضرت علیؑ شہید ہوئے۔ تو عمرو بن عاص معاویہ کے پاس آیا۔ اور کہا۔ کہ تمہیں بشارت ہو۔ کہ شیر مارا گیا۔ جس کے ہاتھ عراق پر پھیلے ہوئے تھے۔

معاویہ نے جواب میں یہ شعر پڑھا ؎

قل للارانب تربع حیث ماسلکت ولظبیاء بلاخوف ولا حذر

خرگوشوں اور ہرنوں سے کہو۔ جہاں چاہیں بلاخوف وخطر چرا کریں۔

ابوالسعادات نے فضائل العشرہ میں روایت کی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام ایک مشرک سے لڑ رہے تھے۔ مشرک نے کہا اے ابن ابی طالب اپنی تلوار مجھے بخش دیجئے۔ حضرت امیرؑ نے اس کی طرف تلوار پھینک دی۔ مشرک نے کہا اے ابن ابی طالب تعجب کی بات ہے کہ آپ نے ایسے وقت میں تلوار میری طرف پھینک دی ہے فرمایا۔ تم نے مجھ سے سوال کیا۔ کریم کی یہ شان نہیں ہے۔ کہ سوالی کے سوال کو رد کرے۔ کافر نے اپنے نفس کو زمین پر گرا دیا۔ حضرت کے قدم لیے اور مسلمان ہوگیا۔

جبرائیل نے کہا ؎ لاسیف الا ذوالفقار ولا فتی الا علی

تلوار صرف ذوالفقار ہے اور جوان صرف علیؑ ہیں

ایک خلق کثیر نے روایت کی ہے کہ جنگ بدر کے روز رسول اللہ صلعم کے پاس پانی نہیں تھا۔ کنواں دشمن کے درمیان میں تھا۔ مشرکین کنواں کے اوپر بھی موجود تھے۔ آپ کنوئیں کے پاس آئے اور اس میں اتر گئے۔ برتن کو بھرا۔ اس کو کنوئیں کے کنارے پر رکھا۔ پانی بہہ گیا۔ آپ دوسری بار نیچے اُترے پھر پانی بہہ

گیا تیسری بار کنوئیں میں اُترے پانی کو کنوئیں پر نہ رکھا بلکہ اس کو لئے ہوئے اوپر چڑھ آئے۔ پانی لئے ہوئے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت نے آپ کو دیکھ کر مسکرا دیا۔ اور فرمایا۔ تم بتاؤ گے۔ یا میں بیان کروں بعرض کیا اے اللہ کے رسول آپ بیان فرمایئے۔ آپ کا کلام زیادہ شیریں ہوتا ہے آنحضرت صلعم نے تمام قصہ بیان فرمایا۔ پھر کہا وہ جبرئیل تھے۔ جو تمہارا امتحان لے رہے تھے۔ اور فرشتے تیرے دل کی مضبوطی دیکھ رہے تھے۔

محمد بن ابی سری تمیمی احمد بن مزج سے اس نے نہدی سے اس نے وبرہ سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے جب رسول اللہ غزوہ بنو معطلق کے لئے نکلے۔ اور وادی وعرہ کے پاس اُترے تو رات کے آخری حصے میں جبرائیل آپ کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو آگاہ کیا۔ کہ کفار وادی جن میں ساکن ہیں۔ اور آپ کو تکلیف دینے کے درپے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے امیرالمومنین کو طلب کیا اور کہا۔ کہ وادی کی طرف چلے جاؤ۔ آپ وادی کی سرحد کے قریب پہنچے۔ تو اپنے اصحاب سے فرمایا۔ سرحد کے قریب ٹھہر جاؤ۔ جب تک تمہیں حکم نہ دیا جائے کوئی بات چیت نہ کرنا۔ پھر آپ آگے بڑھے اور وادی کی سرحد پر کھڑے ہو کر اللہ تعالےٰ سے دشمن سے بچنے کے لئے دعا کی۔ اور اللہ تعالیٰ کو بہترین اسماء کے ساتھ یاد کیا۔ پھر اپنے اصحاب کو اپنے قریب آنے کو کہا۔ پھر انہیں وادی میں اُترنے کا حکم دیا۔ انھیں ایک سخت آندھی نے گھیر لیا۔ قریب تھا کہ انہیں منہ کے بل گرا دے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے چلّا کر کہا۔ میں علی بن ابی طالب بن عبدالمطلب ہوں اللہ کے رسول کا وصی ہوں اور میں آپ کا ابن عم ہوں۔ اگر لڑنا ہے تو سامنے آجاؤ۔ کچھ لوگ جاٹوں کی صورت میں نمودار ہوئے جن کے ہاتھوں میں آگ کے شعلے تھے۔ جنہوں نے وادی کے اطراف میں سکونت اختیار کی ہوئی تھی۔ امیرالمومنین بطن میں وادی کے اندر قرآن پڑھتے ہوئے داخل ہوئے۔ آپ نے دائیں بائیں تلوار چلانا شروع کی۔ تھوڑی دیر کے اندر وہ تمام لوگ کالے دھوئیں کی شکل میں تبدیل ہو گئے۔ امیرالمومنین نے تکبیر بلند کی۔ پھر اوپر چڑھ آئے اور فرمایا اللہ تعالیٰ نے ان کی چال سے بچا لیا ہے اور مسلمانوں کو ان کے شر سے محفوظ کیا ہے ان میں سے جو بچ گئے ہیں۔ وہ میرے پاس اس غرض کے لئے آئے ہیں کہ نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ پر ایمان لائیں۔ حضرت علی جب رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ تو آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اے علی! تیرے پاس وہ آیا ہے جس کو اللہ تعالیٰ نے تیرے ذریعے سے ڈرایا ہے اور

وہ ڈر کے مارے اسلام لایا ہے۔

اہل سنت نے بھی اسی طرح ابن مسعود کی روایت سے لیلۃ الجن کا قصہ بیان کیا ہے اسماء اللہ کے ذریعے جنات کی جنگ کی صورت کا اقرار کیا ہے۔

محمد بن اسحاق یحییٰ بن عبداللہ بن حارث اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ اور ابو عمرو بن عثمان بن احمد۔ محمد بن ہارون اپنے اسناد سے ابن عباس سے ایک طویل حدیث میں روایت کرتے ہیں۔ حدیبیہ میں پانی نہ ملنے کی وجہ سے سخت پیاس محسوس ہوئی رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ تم میں کون ایک آدمی ہے۔ جو سقوں کو لے کر کنوئیں ذات العلم کے پاس جائے۔ اور وہاں سے پانی لے آئے۔ میں اس شخص کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔ ایک جماعت روانہ ہوئی جس میں مسلمہ بن اکوع شامل تھا۔ جب یہ لوگ درخت اور کنوئیں کے پاس پہنچے۔ تو انہوں نے شور و غل۔ ڈھولوں کی آواز اور آگ کو دیکھا۔ جو لکڑیوں کے بغیر جل رہی تھی۔ یہ لوگ خوف کے مارے واپس لوٹ آئے۔

آنحضرت صلعم نے پھر فرمایا۔ تم میں کوئی ایک شخص ہے۔ جو سقوں کو لے کر ذات العلم کنوئیں کے پاس چلا جائے اور ہمارے لئے پانی لے آئے۔ میں اس کو جنت کی ضمانت دیتا ہوں۔ بنو سلیم کا ایک شخص روانہ ہوا اور اس کے ساتھ کچھ لوگ اور بھی تھے۔ یہ لوگ خوف کے مارے واپس لوٹ آئے تب تیسری بار نبی صلعم نے فرمایا۔ تم میں کون ایک آدمی ہے۔ جو ان سقوں کو لے کر ذات العلم کے کنوئیں سے پانی لے آئے۔ میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں۔ کوئی شخص (خوف کے مارے) اس خدمت کے لئے تیار نہ ہوا روزے کی وجہ سے لوگوں پر پیاس کا سخت غلبہ تھا۔ رسول اللہ صلعم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا۔ ان سقوں کو لے کر کنوئیں ذات العلم کے پاس چلے جاؤ۔ تم انشاء اللہ العزیز پانی لاؤ گے اور صحیح سالم واپس لوٹو گے۔ راوی کا بیان ہے کہ ہم پر خوف طاری تھا۔ حضرت علی علیہ السلام ہماری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ تم میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ جو کچھ تم سنو اور دیکھو اس سے ہرگز نہ ڈرنا انشاء اللہ تعالیٰ تمہیں کوئی نقصان نہیں پہنچائے گا۔ راوی کا بیان ہے کہ جب ہم درخت کے قریب پہنچے۔ تو آگ لکڑیوں کے بغیر جل رہی تھی۔ اور خوفناک آوازیں آنے لگیں اور کٹے ہوئے سر دکھائی دیئے۔ شور و غل بلند تھا۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام فرما رہے تھے میرے پیچھے پیچھے چلے آؤ۔ اور کسی قسم کا خوف نہ کرو۔ اور تم

میں سے کوئی شخص دائیں بائیں نہ دیکھے۔

ہم لوگ درخت کو عبور کرکے پانی کے پاس پہنچ گئے۔ براء بن عازب نے کنوئیں میں ڈول ڈال کر بھر لیا۔ ایک ڈول بھرا یا دو ڈول پھر رسی ٹوٹ گئی۔ ڈول کنوئیں میں گر پڑا۔ کنواں تنگ تاریک اور بہت گہرا تھا اور کنوئیں سے زور زور کے قہقہوں کی آوازیں آئیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ تم میں سے کون شخص لشکر میں جاکر ڈول اور رسی لاتا ہے؟ آپ کے اصحاب نے عرض کیا۔ ہم میں کوئی اس بات کی طاقت نہیں رکھتا۔ آخر کار آپ کنوئیں میں اُتر گئے۔ قہقہوں کی آوازیں زیادہ بلند ہونے لگیں۔ آپ کنوئیں کی مراقی کے ذریعے اُترتے جا رہے تھے۔ ناگاہ حضرت کا ایک پاؤں پھسلا آپ کنوئیں میں جا پڑے۔ ہم نے سخت پریشانی اور اضطراب کی آواز کو سُنا۔ اور آواز کی خرخراہٹ ایسی تھی جیسے خناق والے آدمی کی سانس خرخراہٹ کے ساتھ آتی ہے۔ پھر حضرت نے آواز بلند کی۔ اللہ اکبر! اللہ اکبر! میں اللہ کا بندہ ہوں میں اللہ کے رسول کا بھائی ہوں۔ (اے ساتھیو) اپنی مشکوں کو لاؤ۔ حضرت امیرؑ نے ان کو پانی سے بھر لیا۔ ایک ایک کو اُٹھا کر باہر لائے۔ آپ ہمارے سامنے چل پڑے اور ہم لوگوں نے کسی چیز کو نہ دیکھا۔

آخر کار جناب امیر علیہ السلام رسول خدا کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اے علی! تم نے راستے میں کیا کیا واقعات دیکھے۔ آپ نے تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا جو سر تم نے دیکھے تھے۔ اور جن سے خوفناک آوازیں نکل رہی تھیں۔ یہ مثال میری قوم کی ہے۔ جو بات زبانوں سے کہتے ہیں لیکن وہ ان کے دلوں میں موجود نہیں ہے اللہ تعالےٰ ایسے لوگوں کی کوئی نیکی اور اچھائی قبول نہیں کرے گا اور قیامت کے روز ان کے اعمال کی کوئی وقعت نہیں ہوگی اور وہ آگ جو لکڑیوں کے بغیر جل رہی تھی اس سے وہ فتنہ مراد ہے جو میرے بعد برپا ہوگا۔ اس فتنے کے وقت کھڑا ہونے والا اور بیٹھنے والا برابر ہوگا ان کے اعمال کو بھی اللہ قبول نہیں کرے گا۔ قیامت کے روز ایسے لوگوں کے اعمال کا کوئی وزن نہیں ہوگا۔ آواز لگانے والا سلقعہ بن عراف تھا۔ یہ اللہ کا دشمن شیطان تھا۔ جو بتوں کے اندر بیٹھ کر قریش کے ساتھ گفتگو کرتا تھا اور میری برائی بیان کرتا تھا۔

عبداللہ بن سلام سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے سعد بن مالک کو صلح حدیبیہ کے روز پانی لانے کے لئے روانہ کیا۔ وہ ناکام واپس آیا۔ اور باقی لوگ بھی پانی لانے سے قاصر رہے پھر آنحضرت نے علی علیہ السلام

روانہ کیا۔ آپ پانی بھر کر لائے اور پانی کے ڈول رسول اللہ صلعم کی خدمت میں پیش کئے۔ اور رسول اللہ صلعم نے تکبیر کہی اور آپ کے حق میں دعا کی۔

کیا ایسی بہادری کسی کرنی پہلوان کے لئے ثابت ہے۔ جیسے رستم اسفندیار۔ گشتاسپ یمن یا عرب کے کسی شہسوار کے لئے جیسے عنتر عبسی۔ عامر بن طفیل۔ عمرو بن عبدود یا ترک کے میدان میں کودنے والے کسی فرد کے لئے ایسی بہادری ثابت ہے افراسیاب وغیرہ

حضرت علی علیہ السلام ایسے بہادر تھے کہ لشکر کو اس طرح الٹ پلٹ کر کے رکھ دیتے تھے جیسے بالوں کو الٹ پلٹ کر دیا جاتا ہے یا لشکر کے اس طرح پشتے لگا دیتے جس طرح کاغذوں کو لپیٹا کیا جاتا ہے جنگ آپ کے لئے آسان اور کوشش کرنا آپ کی فطرت میں داخل تھا فتح مندی آپ کی سرشت میں سمو دی گئی۔ دشمن آپ کی نگاہ میں ایسے تھا جیسے شیر کی نگاہ میں بکری۔ بہت بڑے بہادر خطرات میں گھسنے والے اور بہت بڑے دلیر۔ لوگوں کی گردنیں آپ کی تلوار کا نیام تھیں جس جنگ میں تشریف لاتے تھے۔ تو دشمن کا خوف ساتھیوں سے دور ہو جاتا تھا۔ اور آپ کو غالب علی کل غالب علی بن ابی طالبؑ کہا جاتا تھا۔

فصل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا زہد اور قناعت

حضرت علی علیہ السلام کے حالات زندگی سے یہ بات ثابت ہے کہ آپ نے مال دنیا کبھی جمع نہیں کیا۔ اور نہ ہی ریاست اور حکومت کا لالچ کیا۔ جب لوگ سقیفہ بنی ساعدہ میں منا امیر و منکم امیر کی آواز لگا رہے تھے۔ تو حضرت ابوبکر نے زبردستی خلافت کا کرتہ زیب تن کر لیا اس وقت حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلعم کے تجہیز و تکفین میں مصروف تھے۔ اللہ عزوجل نے فرمایا ہے ان اکرمکم عند اللہ اتقاکم اور مہاجرین کے بارے میں فرمایا ہے للفقراء المھاجرین الذین اخرجوا۔

امت کا اس بات پر بھی اجماع ہو چکا ہے کہ حضرت علی مہاجرین میں سے زیادہ فقیر تھے۔ اور اس بات پر بھی اجماع ہو چکا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر ایک مالدار آدمی تھے۔

حضرت امیر علیہ السلام نے مال دُنیا کبھی جمع نہ کیا۔ اور نہ ہی گناہوں سے کوئی تعلق رکھا۔ آپ کے زہد پر رسول اللہ نے گواہی دی ہے" علیؑ نے دُنیا سے کچھ نہیں لیا۔ اور نہ ہی دُنیا نے آپ سے کچھ لیا ہے"۔

حضرت علامہ طوسی کی کتاب امالی میں حضرت عمار رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے علیؑ! اللہ تعالیٰ نے تم کو ایک ایسی چیز کے ساتھ زینت دی۔ کہ اور بندوں کو اس سے زینت نہیں دی۔ وہ اللہ کے نزدیک زیادہ محبوب ہے۔ تم کو دُنیا سے پرہیزگاری کی نعمت سے نوازا۔ نہ تم نے دُنیا سے کوئی چیز لی۔ اور نہ ہی دُنیا نے تم سے کچھ لیا۔ تمہیں مساکین کی محبت عطا کی اور تجھے ان کی تابعداری پر راضی قرار دیا۔ اور وہ تیرے امام ہونے پر راضی ہیں"۔

کتاب الملو لیات میں عمر بن عبد العزیز سے روایت ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے بعد اس اُمت میں جناب علی علیہ السلام سے زیادہ زاہد کسی شخص کو نہیں جانتے۔

قوت القلوب میں ابن عینیہ سے مروی ہے۔ کہ حضرت علی بن ابی طالب صحابہ میں سب سے زیادہ زاہد تھے۔

سفیان بن عینیہ زہری سے روایت کرتے ہیں وہ مجاہد سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ آیت فاما من طغیٰ وآثر الحیاۃ الدنیا علقمہ بن حارث بن عیدار کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

آپ معصیت سے باز رہے اور اپنے نفس کو خواہش نفسانی سے دور رکھا۔ اور آپ کی قرارگاہ جنت ہے۔ یہ آیت خاص طور پر حضرت علیؑ کے حق میں نازل ہوئی ہے۔ اور جو شخص آپ کی سیرت پر چلے گا۔ وہ عام طور پر اس آیت کا مصداق ہوگا۔

قتادہ حسن سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آیت ان للمتقین مفازاً حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت امیر المومنین ان لوگوں کے سردار ہیں جنہوں نے ارتکاب معاصی سے کنارہ کشی کی۔

فمن خاف مقام ربہ سے اہل بیت خاص طور سے مراد ہیں۔ اور باقی پرہیزگار عام طور پر۔

تفسیر ابو یوسف یعقوب بن سفیان میں مجاہد سے اس نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ

آیت ان المتقین فی ظلال وعیون بہ گناہوں میں سب سے زیادہ بچنے والے علی بن ابی طالب حسن اور حسین علیہم السلام ہیں۔ جو درخت طوبٰی کے نیچے قیامت کے روز تشریف فرما ہوں گے اور ایک ایسے خیمہ کے نیچے ہوں گے جس کا طول کئی فرسنخ کی راہ ہو گا۔ اور آیت کذلک نجزی المحسنین سے مراد اللہ تعالیٰ کے مطیع بندے اہل بیت محمدہیں جو جنت میں ہوں گے۔ اور آیت ان اللہ مع الذین اتقوا والذین ھم محسنون سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

کتاب حلیۃ الاولیاء میں سالم بن جعد سے روایت ہے۔ کہ میں نے امیر المومنین علی علیہ السلام کے زمانہ خلافت میں بیت المال کو اس حالت میں دیکھا کہ بکریاں اس میں مینگنیاں کیا کرتی تھیں۔ شعبی سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام بیت المال میں جھاڑو دے کر اس میں نماز پڑھا کرتے تھے۔

ابو عبداللہ بن حمویہ بصری اپنے اسناد سے سالم جحدری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں موجود تھا۔ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں شام کے وقت مال لایا گیا۔ آپ نے فرمایا اس مال کو تقسیم کر دو۔ لوگوں نے عرض کیا۔ اب شام ہو گئی ہے صبح کو تقسیم کریں گے۔ فرمایا۔ تم میں سے کون اس بات کی ضمانت دیتا ہے کہ میں صبح تک زندہ رہوں گا۔ عرض کیا۔ اب ہم کیا کریں۔ فرمایا۔ تاخیر نہ کرو۔ اس کو اسی وقت تقسیم کر دو۔

روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام پر ایک ایسا وقت بھی آیا۔ کہ آپ کے پاس چادر خریدنے کے لئے تین درہم بھی نہ تھے۔ بیت المال کا تمام کا تمام مال آپ کے قبضے میں ہوتا تھا۔ اور اس کو لوگوں میں تقسیم کر دیتے۔ اور اس میں نماز پڑھتے اور فرماتے اللہ تعالیٰ کا شکر یہ ہے کہ میں جس طرح اس میں خالی ہاتھ داخل ہوا۔ اسی طرح اللہ تعالیٰ نے خالی ہاتھ اس سے باہر نکالا ہے۔

ابو جعفر طوسی نے روایت کی ہے کہ امیر المومنین کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ یہ مال کسی ایسے شخص کو دے دیجئے جس کے متعلق آپ کو خطرہ ہو۔ کہ وہ بھاگ کر معاویہ سے جا ملے گا آپ نے فرمایا۔ میں ظلم کے ذریعہ مدد طلب کرنا پسند نہیں کرتا۔ خدا کی قسم میں ایسا ہرگز نہیں کروں گا۔ جب تک سورج چمکتا اور ستارے جھلملاتے ہیں۔ خدا کی قسم اگر لوگوں کا مال میرا مال ہوتا۔ تو میں ضرور ہمدردی کرتا۔ لیکن یہ مال ان کا مال ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں چاندی اور سونے کے دو توڑے پیش کئے گئے فرمایا اے زرد اپنی زردی خوب دکھا۔ اے سفید اپنی سفیدی خوب دکھا۔ (اے سونا اے چاندی) کسی غیر کو

دھوکہ دو۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ایک حدیث میں ارشاد فرماتے ہیں۔ کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے پانچ سال حکومت کی۔ آپ نے نہ کبھی اینٹ پر اینٹ رکھی اور نہ کوئی چیز ذخیرہ کی اور نہ ہی چاندی اور سونا چھوڑا۔

ابن بطہ سفیان ثوری سے روایت کرتے کہ حضرت کی زمین میں پانی کا ایک چشمہ پھوٹ نکلا آپ کو اس بات کی بشارت دی گئی۔ حضرت نے ارشاد فرمایا۔ وارث کو خوشخبری دو۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اس چشمہ کا نام ینبع رکھا۔

الفائق میں زمخشری سے روایت ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک قمیض خریدی آستین کا حصہ جو انگلیوں سے زیادہ تھا۔ آپ نے اسے کاٹ دیا۔ اور فرمایا۔ آدمی کے لئے اتنا کافی ہے

خصال الکمال میں ابوالحسن بلخی سے روایت ہے۔ کہ حضرت امیرالمومنین ایک بازار میں سے گذر رہے تھے۔ کرسی میں آپ کی قمیص کا دامن پھنس گیا۔ اور پھٹ گیا۔ پھٹے ہوئے حصے کو لئے ہوئے درزیوں کے پاس آئے۔ فرمایا۔ اسے سی دو۔ اللہ تمہیں برکت دے۔

اشعث عبدی سے روایت ہے کہ میں نے فرات پر حضرت علی علیہ السلام کو جمعہ کے روز دیکھا آپ نے کھدر کی ایک قمیص تین درہموں میں خریدی۔ اور اسے پہن کر لوگوں کو نماز جمعہ پڑھائی۔ بعد میں اس کا گریبان نہ سلوایا۔

شبیک سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو کوٹ کے اوپر ایک تہہ بند باندھے ہوئے دیکھا اور تہبند کو نصف ساق تک ڈالے ہوئے تھے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ علی علیہ السلام قمیص پہنا کرتے تھے۔ پھر آپ اپنے ہاتھ پھیلاتے تھے جب انگلیوں سے زیادہ ہوتی تھی۔ اس کو کاٹ دیا کرتے تھے۔

علی بن ربیعہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو ایک چادر پہنے ہوئے دیکھا میں نے آپ کی خدمت میں اس بارے میں عرض کیا۔ فرمایا۔ اس کے علاوہ کون سا کپڑا پہنوں۔ اس میں ستر عورت بھی ہے اور پسینہ بھی جذب ہو جاتا ہے۔

کتاب فضائل احمد میں تحریر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے جسم مبارک پر ایک موٹی چادر دیکھی گئی

جس کو آپ نے پانچ درہم میں خریدا تھا۔ اور اس چادر میں پیوند لگے ہوئے تھے۔ لوگوں نے اس بارے میں آپ سے دریافت کیا۔ فرمایا مومن اسی کی پیروی کرتے ہیں۔ اس سے دل میں خشوع پیدا ہوتا ہے۔ اور اس سے نفس ذلیل ہوتا ہے اور خرچ میں کفایت ہوتی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ یہ لباس نیکوکاروں کے لباس کے زیادہ مشابہ ہوتا ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ میری شرمگاہ کی حفاظت کے لئے بہت زیادہ کافی ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ یہ مجھے تکبر سے دور رکھتا ہے۔ اور نہایت مناسب ہے کہ مسلمان اس کی پیروی کرے۔

مسند احمد بن حنبل میں ہے۔ کہ جعدی بن نعجہ خارجی نے امیرالمومنین سے کہا۔ اے علیؑ! اللہ سے ڈرو۔ اور تم مرنے والے ہو۔ حضرت نے فرمایا۔ خدا کی قسم (تم) حضرت علی کے مقتول ہو موت کا آنا اٹل ہے اور عہد معہود ہے جس نے اس کو جھٹلایا وہ ناکام رہا۔ حضرت کی آستین انگلیوں سے متجاوز نہیں ہوتی تھی۔ فرمایا کرتے تھے آستینوں کو ہاتھوں پر فضیلت نہیں ہے۔ حضرت نے ایک فقیر کو دیکھا جس کی قمیص کی آستین پھٹی ہوئی تھی۔ حضرت نے اپنی قمیص کی آستین پھاڑ کر اس کی طرف پھینک دی۔

امیرالمومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے کہ ہمارے پاس صرف بکری کی ایک کھال ہوا کرتی تھی۔ جس پر رات کے وقت میں اور فاطمہ سویا کرتے تھے۔ اور دن کے وقت اونٹ اس پر چارہ کھایا کرتا تھا۔

مسند موصلی میں شعبی حارث سے اور اس نے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ رات کو سونے کے لئے فاطمہؑ میرے لئے بکری کی کھال بچھا دیتی تھی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے ایک کپڑا خریدا جو آپ کو عمدہ معلوم ہوا۔ آپ نے اسے راہ خدا میں دے دیا۔

امام غزالی نے احیاء العلوم میں تحریر کیا ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام بیت المال میں سے کچھ نہ لیتے تھے۔ خرچ کی خاطر آپ نے اپنی تلوار فروخت کر ڈالی۔ غسل کے وقت آپ کے پاس صرف ایک قمیص ہوتی تھی۔ اس کے علاوہ کوئی اور قمیص نہ تھی۔

فضائل احمد میں ہے۔ کہ ایک روز حضرت علی علیہ السلام فرما رہے تھے۔ میری اس تلوار کو کون خریدے گا۔ خدا کی قسم اگر میرے پاس چادر خریدنے کے لئے رقم ہوتی تو میں اس کو فروخت نہ کرتا۔

اصبغ، ابو مسعود اور امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ جناب امیر علیہ السلام دو دو کا ندار کو

کے پاس تشریف لائے۔ ایک دوکاندار سے فرمایا۔ مجھے دو کپڑوں کی ضرورت ہے۔ اس شخص نے عرض کیا لے امیرالمومنینؑ! میرے پاس آپ کی مرضی کے مطابق کپڑے موجود ہیں۔" جب اس دوکاندار نے حضرت امیرؑ کو پہچان لیا۔ تو حضرت وہاں سے چل دیئے۔ ایک اور دوکان دار کے پاس تشریف لائے۔ جو لڑکا تھا۔ حضرت نے وہاں سے دو کپڑے خریدے ایک تین درہم میں دوسرا دو درہم میں اپنے غلام قنبر سے فرمایا۔ تین درہموں والا کپڑا تم لے لو۔ قنبر نے عرض کیا۔ آپ اس کے پہننے کے زیادہ حق دار ہیں۔ حضرت منبر پر تشریف لے گئے۔ اور لوگوں کو خطبہ دیا۔

فرمایا (قنبر) تم نوجوان ہو۔ تم میں جوانی کا جوش موجود ہے۔ یہ کپڑا (تم پہنو) مجھے میرے رب سے شرم آتی ہے۔ کہ میں اپنے آپ کو تم پر ترجیح دوں۔ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ اپنے غلاموں کو وہ پہناؤ۔ جو تم خود پہنتے ہو۔ اور انہیں وہ کھلاؤ۔ جو تم خود کھاتے ہو۔ جب حضرت امیر نے قمیص کو پہنا تو اس کی آستینیں لمبی تھیں۔ آپ نے اس کے کاٹنے کا حکم دیا اور اس ٹکڑے کی نقیروں کے لئے ٹوپیاں بنوائیں۔ دوکاندار لڑکے نے عرض کیا۔ لائیے میں اس کی آستین ٹھیک کر دوں۔ فرمایا۔ اسے ویسے ہی رہنے دو۔ لڑکے کا والد حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور عرض کیا کہ میرا بیٹا جناب کو نہیں جانتا تھا۔ اور دو درہم جو نفع کے لئے وہ حاضر خدمت ہیں۔ فرمایا۔ میں ان کو نہیں لوں گا اس نے مجھے لباس پہنایا اور میں نے ایک اور کو لباس پہنایا۔ ہم نے ایک دوسرے کی رضامندی کے ساتھ سودا کیا تھا۔" اس واقعہ کو احمد نے کتاب الفضائل میں روایت کیا ہے۔

علی بن عمران سے روایت ہے کہ امام حسن بن علی علیہما السلام کا ایک لڑکا باہر نکلا جو ریشم کا کپڑا اور سونے کی ہنسلی پہنے ہوئے تھا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ میرا فرزند ہے۔ لوگوں نے عرض کیا ہاں آپ نے اس کو بلایا۔ اور قمیص کو پھاڑ دیا۔ اور ہنسلی کو اتار کر ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔

عمرو بن نجیہ سکونی سے روایت ہے کہ ایک جاٹ نے حضرت کی خدمت میں چڑھنے کے لئے گھوڑا پیش کیا۔ حضرت نے رکاب میں قدم رکھا اور بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھا۔ جب زین پر ہاتھ رکھا۔ تو ہاتھ پھسل گیا فرمایا۔ یہ ریشم ہے۔ عرض کیا ہاں۔ فرمایا۔ میں اس پر سوار نہ ہوں گا۔

امام غزالی نے احیاء العلوم میں تحریر کیا ہے۔ کہ حضرت کے پاس ایک برتن میں ستو رکھے ہوئے تھے جس پر مہر لگی ہوئی تھی۔ کسی نے کہا آپ عراق میں ایسا کرتے ہیں جہاں اناج کی کثرت ہے فرمایا میں بخل کی

ے ایسا نہیں کرتا۔ بلکہ میں اس بات کو مکروہ تصور کرتا ہوں۔ کہ اس میں ستو کے علاوہ اور کوئی چیز شامل ہو جائے۔ اور میں اس بات کو ناپسند کرتا ہوں کہ میرے پیٹ میں کوئی غیر پاکیزہ چیز چلی جائے۔

معاویہ بن عمار نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام حجاز سے اپنی غذا منگوا کر کھاتے تھے۔

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ میں تمہارے شہر میں اپنے لباس سواری اور زاد راہ کے ساتھ داخل ہوا ہوں۔ اگر میں تمہارے شہروں سے ان چیزوں کے علاوہ کوئی اور چیز لے کر نکلوں تو خائن ہوں گا۔ ایک روایت میں ہے کہ آپ نے اہل بصرہ سے فرمایا۔ تم مجھ پر کیا عیب لگاتے ہو جو قمیص میں پہنے ہوئے ہوں۔ اس کا سوت میرے گھر والوں نے کاتا ہوا ہے آپ نے اپنی قمیض کی طرف اشارہ کیا۔

سوید بن غفلہ سے روایت ہے کہ میں نے حضرت کو سوکھی روٹی کھاتے ہوئے دیکھا جس کو اپنے گھٹنوں سے توڑتے تھے اور ایسے باسی دودھ میں ڈبو کر کھا رہے تھے جس سے کھٹی بو آ رہی تھی۔ میں نے فضہ سے کہا تم پر افسوس ہے۔ تم اس بزرگ کے بارے میں اللہ سے نہیں ڈرتی۔ جب تم آٹے میں بھوسی دیکھو تو اسے چھان لیا کرو۔ امیر المومنین نے فرمایا، میرے ماں باپ اس شخص پر قربان ہوں جس نے چھنا ہوا کھانا نہیں کھایا۔ اور کبھی پیٹ بھر کر گندم کی روٹی نہیں کھائی تھی۔ حتیٰ کہ آپ کا انتقال ہو گیا۔

(اس سے مراد رسول اللہ ہیں) حضرت نے عقبہ بن علقمہ سے فرمایا۔ اے ابو جنوب! میں نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا۔ کہ آپ اس سے بھی زیادہ سوکھا کھانا کھایا کرتے تھے۔ اور اس سے زیادہ موٹا لباس پہنا کرتے۔ میں اس سے زیادہ نہیں لوں گا۔ اگر میں ایسا نہ کروں، تو مجھے خوف ہے کہ میں آنحضرت سے ایسی حالت میں ملوں۔"

عمرو بن حرث سے روایت ہے کہ جناب فضہ ایک تھیلی لائیں جس پر مہر لگی ہوئی تھی۔ آپ نے اس سے متغیر اور سخت روٹی نکالی۔ عمرو بن حرث نے کہا اے فضہ اگر اس روٹی کے آٹے کو صاف کر لیتی تو اچھا ہوتا۔ فضہ نے کہا۔ میں نے ایسا کیا تھا۔ لیکن حضرت نے منع فرما دیا تھا۔ میں اس تھیلی میں پاک و صاف کھانا رکھتی ہوں۔ تو حضرت اس پر مہر لگا دیتے ہیں۔ حضرت نے اس سے روٹی کے سوکھے ٹکڑے پیالے میں ڈال کر ٹکڑے ٹکڑے کیے ان پر پانی ڈالا اور نمک چھڑکا۔ اور کلائی سے آستین اوپر کی اور کھانے میں مشغول ہو گئے۔ کھانے کے بعد فرمایا اے

عمرو پیٹ بھر گیا۔ ریش مبارک پر ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ یہ شکم گھاٹے میں رہے گا۔ کہ کھانے کی وجہ سے اس کو دوزخ
میں داخل کر لوں۔ یہ بات مجھے رسوا کرے گی۔

عدی بن حاتم نے امیرالمومنین کے سامنے پانی کا پیالہ، جو کی روٹی کے ٹکڑے اور نمک دیکھا تو عرض کیا اے
امیرالمومنین! میرے لئے یہ بات ناگوار اور شاق ہے کہ آپ دن بھر فاقہ کے ساتھ کام کرتے رہیں۔ اور رات کو اللہ کی
عبادت میں جاگتے رہیں اور آپ کی خوراک یہ ہے فرمایا۔ اپنے نفس کو قناعت کا عادی کر دو۔ ورنہ وہ اپنے کفایت سے
زیادہ تم سے طلب کرے گا۔ سواد بن غفلہ سے روایت ہے کہ میں امیرالمومنین کی خدمت میں عید کے روز حاضر ہوا۔
آپ کے سامنے ایک خوان رکھا ہوا تھا جس میں باسی روٹی تھی اور ایک پیالہ دودھ کا موجود تھا۔ میں نے عرض
کیا اے امیرالمومنین عید کے روز یہ باسی روٹی۔ فرمایا یہ اس شخص کے لئے عید ہے جس کے گناہ بخش دیئے جائیں

ابن بطہ کتاب امانتہ میں جندب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ کسی شخص نے امیرالمومنین کو ناقص گوشت دیا اور
آپ سے کہا گیا۔ کہ آپ اس میں کچھ گھی کیوں نہیں ملا دیتے؟ فرمایا۔ ہم دو سالن ایک وقت میں نہیں کھاتے۔
عید کے روز کئی کھانے حضرت کی خدمت میں پیش کئے گئے۔ آپ نے فرمایا سب کو ایک جگہ ملا دو۔
عرنی نے روایت کی ہے کہ حضرت کی خدمت میں ایک خوان رکھا گیا جس میں فالودہ تھا۔ حضرت نے اس
میں اپنی انگلیاں تہ تک ڈبو دیں پھر انگلیاں نکال لیں اور اس میں سے کوئی چیز نہ لی۔ فرمایا خوب ہے خوب ہے
حرام نہیں ہے۔ لیکن میں اپنے نفس کو اس چیز کا عادی نہیں بناتا جس کا وہ عادی نہیں ہے۔

ایک حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت نے فالودہ کی طرف اپنا ہاتھ بڑھایا
اور پھر واپس کھینچ لیا۔ آپ سے اس کا سبب دریافت کیا گیا۔ تو آپ نے فرمایا مجھے رسول اللہ یاد آ گئے ہیں۔ آپ نے
اس کو کبھی نہیں کھایا تھا۔ مجھے اس چیز سے کراہت محسوس ہوتی ہے جس کو رسول اللہ صلعم نے کبھی نہ کھایا ہو۔
ایک اور حدیث میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ لوگوں نے حضرت کی خدمت میں عرض
کیا کیا آپ اس کو حرام تصور کرتے ہیں؟ فرمایا۔ نہیں مجھے اس بات کا ڈر ہے۔ کہ کہیں میرا نفس اس بات کا مشتاق نہ
ہو جائے۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔ اذہبتم طیباتکم فی حیاتکم الدنیا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام ایک حدیث میں بیان فرماتے ہیں۔ کہ امیرالمومنین علیہ السلام گیہوں کی روٹی اور گوشت
بھی تناول فرماتے تھے۔ اور جب لوٹ کر گھر میں تشریف لاتے تو جو کی روٹی زیتون اور سرکہ تناول فرماتے تھے۔
کتاب فضائل احمدیہ میں ہے کہ امیرالمومنین علی علیہ السلام نے فرمایا۔ کوفہ میں ہر ایک شخص آرام سے زندگی بسر کرتا

...ان میں سے کم از کم زندگی بسر کرنے والے کی یہ کیفیت ہے کہ گندم کی روٹی کھاتا ہے۔ سائے میں
...تا ہے اور دریائے فرات کا پانی پیتا ہے۔

یایھا الذین امنوا لا تحرموا طیبات الخ اے ایمان والو۔ اللہ کی پاک چیز کو حرام نہ کرو۔
ابن عباس مجاہد اور قتادہ روایت کرتے ہیں کہ یہ آیت حضرت علی، ابوذر، سلمان، مقداد، عثمان بن
مظعون اور سالم کے حق میں نازل ہوئی ہے ان لوگوں نے اتفاق کر لیا تھا کہ دن کو روزہ رکھیں گے ساری
رات نمازیں بسر کریں گے۔ اور بستر پر نہیں سوئیں گے۔ گوشت نہیں کھائیں گے۔ عورتوں اور خوشبو کے پاس
نہیں جائیں گے۔ کھردرا لباس پہنیں گے۔ دنیا کو چھوڑ دیں گے زمین میں سیاحت کریں گے۔ بعض نے تو اس
بات کا ارادہ کیا کہ اپنے آلہ تناسل کو قطع کر دیں گے۔ نبی صلعم نے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ کہ قوموں کو کیا ہو گیا ہے
کہ انہوں نے عورتوں، خوشبو، نیند اور خواہشات دنیا کو حرام کر دیا ہے۔ میں تم کو اس بات کا حکم نہیں
دیتا کہ تم قسیس اور راہب بن جاؤ۔ میرے دین میں گوشت اور عورتوں کا ترک کرنا جائز نہیں ہے اور نہ
ہی ان کے لئے گرجے بنانا جائز ہے۔ میری امت کی سیاحت اور رہبانیت یہ ہے کہ وہ جہاد کی طرف
کوچ کریں۔ الخ

حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ آیت حضرت علی۔ بلال۔ عثمان بن مظعون کے حق میں
نازل ہوئی ہے۔ حضرت علیؑ نے اس بات کی قسم کھائی تھی۔ کہ آپ رات کو کبھی نیند نہیں کریں گے۔ الا
ماشاء اللہ۔ بلال نے قسم کھائی تھی۔ کہ وہ دن کو کبھی افطار نہیں کریں گے۔ اور عثمان بن مظعون نے اس
بات کی قسم کھائی تھی۔ کہ وہ کبھی عورتوں سے نکاح نہیں کریں گے۔

تاریخ طبری اور بلاذری میں منقول ہے۔ کہ عباس نے علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ میں نے
جو چیز بھی آپ کے سامنے پیش کی۔ آپ نے اس کے بارے میں تاخیر کی۔ میں نے رسول اللہ صلعم کی وفات
کے وقت آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ رسول اللہ سے دریافت کریں کہ خلافت کا حق دار کون ہو گا۔ آپ
نے اس بات سے انکار کر دیا۔ اور میں نے رسول اللہ کی وفات کے بعد بھی عرض کیا۔ کہ آپ خلافت کے حصول
میں جلدی کریں۔ پھر آپ نے انکار کر دیا۔ اور میں نے آپ کی خلافت میں عرض کیا تھا۔ کہ شوریٰ میں عمر
نے آپ کو شامل کیا ہے۔ آپ شوریٰ والے لوگوں میں شامل نہ ہوں۔ اس وقت بھی آپ نے میری بات کو ماننے
سے انکار فرما دیا تھا۔ آپ خلافت کے حصول میں کیا چارہ کار ہو سکتا ہے؟

ابن عباس امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کرنے لگے۔ کہ حاجی لوگ اس غرض کے لئے جمع ہوئے ہیں۔ تاکہ آپ کے کلام کو سماعت کریں۔ آپ اس وقت جوتی کو ٹانکا لگا رہے تھے۔ یہ سن کر فرمایا خدا کی قسم۔ جوتی کا ٹانکا لگانا تمہاری اس سرداری سے میرے نزدیک بہتر ہے۔ (یہ یاد رکھو) میں حق کو قائم کروں گا اور باطل کو دور کروں گا۔

امیر علیہ السلام نے ابن عباس کی طرف خط تحریر فرمایا۔ حکومت میں کوئی چیز تیرا ایسا حصہ نہ ہو جس سے حکومت کو کوئی فائدہ نہ پہنچے۔ اور کوئی ایسا غصہ نہ ہو۔ جو تم کو شقی بنا دے۔ حکومت کا کام یہ ہے کہ باطل کو مٹا دے اور حق کو زندہ کرے۔

امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ اے دُنیا اے دُنیا میرے سامنے خواہ تو پیش ہو یا میرا شوق ظاہر کرے۔ تیرے ساتھ کوئی چارہ کار نہیں۔ تیری مدت تھوڑی ہے۔ کسی اور کو دھوکا دے۔ مجھے تیری حاجت نہیں کیونکہ میں نے تجھے تین طلاقیں دے دی ہیں۔ جس کے بعد پھر تمہاری طرف رجوع نہیں ہو سکتا۔

انساب الاشراف میں ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام کا ایک مزبلہ سے گذر ہوا۔ فرمایا۔ یہ وہ چیز ہے جس کا بخل کرنے والوں نے بخل کیا ہے (یعنی دولت جمع کرنا اور اس کو خرچ نہ کرنا۔ اس مزبلہ کی ماخذ ہے)

امیرالمومنین فدک کے باغوں میں سے ایک باغ میں تشریف فرما تھے۔ اور آپ کے ہاتھ میں کدال تھی اسی دوران ایک بہت خوبصورت عورت بن ٹھن کے آپ کی خدمت میں پیش ہوئی۔ اور عرض کرنے لگی اے ابی طالب کے بیٹے میرے ساتھ شادی کیجیے میں تجھے دولت مند کر دوں گی۔ اور زمین کے خزانوں کی طرف تیری رہنمائی کر دوں گی۔ اور جب تک آپ موجود رہیں گے۔ وہ آپ کی ملکیت میں ہوں گے۔ فرمایا۔ تم کون ہو تاکہ میں تیرے اہل سے تمہاری خواستگاری کروں؟ کہا میں تو دُنیا ہوں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ واپس چلی جا۔ میرے سوا کسی اور کو اپنا شوہر طلب کر۔ تجھے قبول کرنا میری سیرت میں شامل نہیں ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ حضرت پر جب دو امر پیش ہوتے تھے۔ اور ان میں سے ایک کو منتخب کرنا آپ کی مرضی پر موقوف ہوتا تھا۔ تو آپ اپنے ذات کے لئے اس کام کو منتخب کرتے تھے جو ان میں سے مشکل ہوتا تھا۔

معاویہ نے ضرار بن حمزہ سے کہا۔ علی کے اوصاف مجھے بیان کیجیے۔ اس نے کہا خدا کی قسم وہ دن میں بہت زیادہ روزے رکھتے ہیں۔ قائم اللیل ہیں۔ لباس موٹا اور کھردرا پسند کرتے ہیں۔ اور نچلے درجے کا کھانا کھاتے

ہمارے درمیان تشریف فرما ہوتے ہیں جب ہم خاموش ہوتے ہیں تو آپ گفتگو کی ابتدا کرتے ہیں جب
ال کرتے ہیں ۔ تو آپ جواب دیتے ہیں۔ سب لوگوں پر برابر تقسیم کرتے ہیں رعایا میں انصاف کرتے ہیں کمزور
کے ظلم کا خوف نہیں ۔ قوی کو اپنی طرف مائل کرنے کا ارادہ نہیں رکھتے ۔ خدا کی قسم میں نے رات کے
ان کو محراب عبادت میں بے قرار اور تڑپتے ہوئے روتے ہوئے دیکھا ہے آپ کی آنکھوں میں مسلسل آنسو ول
ہیں۔ اور اپنی ریش مبارک کو پکڑ کر دنیا سے یوں مخاطب ہوتے ہیں کیا تو میری مشتاق ہے ۔ تو مجھے اپنا گرویدہ بنانا
ں چاہتی ہے میں نے تجھے تین طلاقیں دے دی ہیں جس کے بعد رجوع کا سوال پیدا نہیں ہوتا۔ تیرا عیش کم ہے
ہو سے زیادہ کم حاصل ہوتا ہے آہ! آہ!! زاد راہ کم ہے سفر کتنا لمبا ہے اور راستہ کتنا وحشت ناک ہے۔

ابن بطہ کتاب ابانہ میں اور ابو بکر بن عیاش امالی میں ابو داؤد سے روایت کرتے ہیں ۔ اس نے بیہقی سے اس
عمران بن حصین سے روایت کی ہے کہ میں رسول اللہ کی خدمت میں حاضر تھا ۔ علی علیہ السلام آنحضرت کے
یں بیٹھے ہوئے تھے ۔ اور آنحضرت صلعم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ۔ امن یجیب المضطر اذا دعاہ
شف السوء ویجعلکم خلفاء الارض

یہ سن کر حضرت علی کانپ اٹھے ۔ آنحضرت صلعم نے آپ کے دونوں شانوں پر ہاتھ مار کر فرمایا ۔ اے
تجھے کیا ہو گیا ہے ؟ عرض کیا اے اللہ کے رسول! جب آپ نے اس آیت کو تلاوت فرمایا تو میں ڈر گیا کہ
یں ان مصائب میں مبتلا نہ ہو جاؤں ۔ اور میری وہ کیفیت ہو گئی جو آپ نے دیکھی ہے ۔ رسول اللہ صلعم
رمایا ۔ اے علیؑ! تجھے مومن دوست رکھے گا ۔ اور منافق تجھ سے بغض رکھے گا ۔ اور یہ بات قیامت تک ایسے ہی
ں!

فصل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی سخاوت اور اللہ کی راہ میں خرچ کرنا

اصبغ حضرت علی علیہ السلام سے آیت عباد الرحمٰن کے بارے میں روایت کرتے ہیں ۔ کہ حضرت نے فرمایا
ت ہمارے بارے میں نازل ہوئی ہے ۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ۔ کہ امیر المومنین علیہ السلام لکڑیاں لاتے ۔ پانی بھرتے اور جھاڑو دیتے
ہ اور جناب فاطمہ آٹا پیستیں ۔ آٹا گوندھتیں اور روٹیاں تیار کرتیں تھیں ۔

ابن بطہ کتاب ابانہ میں اور احمد فضائل میں روایت کرتے ہیں کہ جناب علی علیہ السلام نے کوفہ
کھجوریں خرید فرمائیں اور ان کو چادر کے ایک پلے میں ڈال کر اٹھا لیا۔ اور لوگ آپ کی خدمت میں حاضر ہو
عرض کرنے لگے یا امیر المومنین یہ بوجھ ہمیں دے دیجئے ہم اس کو اٹھاتے ہیں۔ فرمایا عیالدار اس کے اٹھانے
کا زیادہ حق دار ہے۔

قوت القلوب ابوطالب مکی سے روایت ہے کہ امیر المومنین کھجوروں کو اٹھائے ہوئے تھے۔ اور نمک
آپ کے ہاتھ میں تھا۔

زید بن علی سے روایت ہے۔ کہ امیر المومنین پانچ موقعوں پر پا پیادہ چلتے تھے۔ اور اپنی جوتی اپنے ہاتھ
سے اٹھا لیتے۔ (۱) عید الفطر (۲) عید الضحیٰ (۳) جمعہ کے روز (۴) مریض کی عیادت کے وقت (۵) جنازہ کے ساتھ
چلتے وقت۔ اور فرمایا کرتے تھے۔ کہ یہ مقامات اللہ کے ہیں۔ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ میں اس میں
پیادہ چلوں۔

زاذان سے روایت ہے کہ امیر علیہ السلام بازار میں اکیلے گھومتے تھے۔ گمراہ کو ہدایت کرتے کمزور کی مدد
خرید فروخت کرنے والوں اور بقالوں کے پاس جاکر قرآن مجید کی تلاوت فرماتے۔ تلک الدار الآخرۃ نجعلہا

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ جناب امیر علیہ السلام اپنے اصحاب کے پاس تشریف
لے گئے اور آپ سوار تھے۔ آپ کے اصحاب آپ کے ساتھ چل پڑے۔ آپ ان کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا
کیا انہیں کوئی ضرورت درپیش ہے۔ عرض کیا نہیں لیکن ہم یہ بات پسند کرتے ہیں۔ کہ آپ کے ساتھ چلتے رہیں
فرمایا۔ واپس لوٹ کر چلے جاؤ۔ آدمیوں کے پیچھے چلنا احمقوں کے دلوں کو خراب کرتا ہے۔

حضرت کی خدمت میں انبار کے کسان حاضر ہوئے۔ اور صف بستہ آپ کے سامنے کھڑے ہو گئے۔ فرمایا
یہ کیا طریقہ تم نے اختیار کیا ہے۔ عرض کیا کہ ہمارے ہاں دستور ہے ہم اس طرح اپنے امراء کی عزت
کرتے ہیں فرمایا خدا کی قسم اس بات سے تمہیں کوئی فائدہ نہ ہوگا۔ اس بات سے تم اپنے نفسوں کو بدبخت بنا رہے
ہو۔ اور اس سے آخرت میں بھی تمہارے لئے بدبختی ہوگی۔ وہ مشقت کس قدر گھاٹے والی ہے جس کے بعد عذاب
لاحق ہو۔ اور وہ آرام کس قدر نفع بخش ہے جس کے ساتھ آگ سے امان حاصل ہو۔

ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں دو آدمیوں نے فخر
کیا۔ حضرت نے فرمایا تم ان اجسام کے ساتھ فخر کرتے ہو۔ جو بوسیدہ ہو جائیں گے۔ اور ان ارواح کے ساتھ

جو آگ میں چلے جائیں گے۔ جس آدمی کے پاس عقل نہ ہو تو اس کے پاس اخلاق ہونا چاہیئے۔ اگر اس کے پاس پرہیزگاری نہیں ہے۔ تو کرم کی صفت سے متصف ہونا چاہیئے۔ اگر یہ چیزیں نہیں ہیں۔ تو تم دونوں سے گدھا بہتر ہے۔ اور تم کسی سے اچھے نہیں ہو۔

حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام ایک طویل حدیث میں بیان فرماتے ہیں۔ کہ ایک آدمی اپنے بیٹے کے ساتھ امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ ان دونوں کی تعظیم کے لئے کھڑے ہو گئے۔ اور انھیں صدر مجلس میں بٹھایا۔ آپ ان کے سامنے بیٹھ گئے آپ نے کھانا لانے کا حکم دیا۔ کھانا لایا گیا۔ دونو نے کھایا۔ حضرت نے لوٹا لے کر اس شخص کے ہاتھوں کو دھلانا چاہا۔ لیکن اس شخص نے عرض کیا اے امیرالمومنین! یہ کس طرح ہو سکتا ہے۔ اللہ تعالیٰ مجھے دیکھ رہا ہے۔ کہ آپ میرے ہاتھوں پر پانی ڈال رہے ہیں۔ حضرت نے فرمایا۔ بیٹھ جاؤ۔ اور اپنے ہاتھوں کو دھو لو۔ اللہ تعالیٰ تجھے میرا بھائی تصور کرتا ہے جس نے تیرے بارے میں کوئی فرق نہیں کیا۔ اور نہ ہی کوئی احسان کیا ہے۔ اور اس خدمت کے بدلے میں مجھے تمام اہل دنیا سے دس گنا جنت میں نوکر عطا کرے گا۔ وہ شخص بیٹھ گیا اور اپنے ہاتھوں کو دھویا۔ جب حضرت اس کے ہاتھ دھلانے سے فارغ ہوئے۔ تو آپ نے لوٹا اپنے بیٹے محمد بن حنفیہ کو دے دیا۔ اور فرمایا اے فرزند اگر اس شخص کا لڑکا اپنے باپ کے بغیر میرے پاس آتا۔ تو میں اس کے ہاتھ خود دھلاتا۔ لیکن اللہ تعالیٰ اس بات کو نامنظور کرتا ہے۔ کہ باپ اور بیٹے کا مرتبہ برابر قرار دیا جائے۔ باپ نے باپ کے ہاتھ دھلائے ہیں۔ اور بیٹے کو چاہیئے۔ کہ بیٹے کے ہاتھ دھلائے

حلیۃ الاولیاء اور نزہۃ الابصار میں منقول ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام ایک یہودی کا فیصلہ قاضی شریح کے پاس لے گئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے یہودی یہ زرہ میری ہے میں نے اسے نہ تیرے پاس بیچا ہے اور نہ ہی تمہیں بخشش کی ہے۔ یہودی نے کہا یہ زرہ میری ہے اور میرے قبضہ میں ہے۔ شریح نے حضرت سے گواہ طلب کئے۔ آپ نے کہا۔ یہ قنبر اور حسین میرے حق میں اس بات کی گواہی دیتے ہیں۔

شریح نے کہا بیٹے کی گواہی باپ کے حق میں اور غلام کی گواہی آقا کے حق میں جائز نہیں ہے یہ تو دونوں آپ کے حق میں بات کہیں گے۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ تم پر افسوس ہے۔ تم نے کئی وجوہ سے غلطی کی ہے۔ پہلی

غلطی یہ ہے۔ کہ میں تیرا امام ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے دین کے بارے میں میری اطاعت تم پر واجب قرار دی ہے اور یہ بھی تو جانتا ہے کہ میں غلط بات نہیں کہوں گا۔ تم نے میرے قول کو رد کر دیا ہے اور میرے دعوے کو خارج کر دیا ہے۔ تم نے مجھ سے گواہ طلب کئے۔ میں نے اپنا غلام اور سید الشباب اہل الجنۃ کا ایک فرد پیش کر دیا۔ لیکن تم نے ان دونوں کی گواہی کو ٹھکرا دیا ہے اور ان کے خلاف الٹا یہ الزام لگایا ہے کہ وہ اپنے مطلب کی بات کہیں گے۔ اب میں تمہیں کوئی سزا نہیں دیتا صرف یہ چاہتا ہوں کہ تم اس بات کا فیصلہ کرو۔ کہ یہودی تین دن کے اندر یہاں سے نکل جائے۔

شریح نے اس کو قبا کی طرف نکال دیا۔ یہودی کو نکلنے کی تین دن کی مہلت دی گئی۔ جب یہودی نے اس بات کو سنا۔ تو اس نے کہا یہ امیر المومنین حاکم کے پاس اپنا فیصلہ لائے ہیں۔ اور حاکم نے فیصلہ آپ کے خلاف کیا ہے۔ وہ شخص مسلمان ہو گیا۔ پھر امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا یہ زرہ آپ کی ہے۔ جو صفین کی لڑائی کے روز ایک اونٹ کے پردے سے گری تھی۔ اور میں نے اس کو اٹھا لیا تھا۔

کتاب احکام شرعیہ میں خزاز قمی سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام مسجد کوفہ میں تشریف فرما تھے۔ وہاں سے عبد اللہ بن نقل تیمی کا گذر ہوا۔ جس کے پاس طلحہ کی زرہ تھی۔ جس کو اس نے بصرہ کی لڑائی کے دوران چرا لیا تھا۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ طلحہ کی زرہ ہے اس کو تم نے بصرہ کی لڑائی کے روز چرایا ہے۔ ابن نقل نے کہا اے امیر المومنین! اس بارے میں اپنے اور میرے درمیان کسی کو قاضی مقرر کر دیجئے۔ آپ نے شریح کو حاکم مقرر کر دیا۔ امیر المومنین نے فرمایا یہ زرہ طلحہ کی ہے کہ تم نے بصرہ کی لڑائی کے روز چرائی ہے۔ شریح نے حضرت سے گواہ طلب کئے۔ حسن بن علی نے اس بات کی گواہی دی۔ شریح نے دوسرا گواہ طلب کیا۔ قنبر نے گواہی دی۔ شریح نے کہا یہ غلام ہے۔ میں غلام کی گواہی پر فیصلہ نہیں کروں گا۔

یہ سن کر امیر المومنین علیہ السلام ناراض ہو گئے۔ پھر فرمایا اس سے زرہ کو چھین لو۔ اس نے فیصلہ کرنے میں تین غلطیاں کی ہیں۔

حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ وہ کیسے؟

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ میں نے کہا کہ زرہ طلحہ کی ہے اور بصرہ کی جنگ کے روز چرائی گئی

تھی۔ اس نے اس بات کو نہ مانا اور گواہ طلب کیے۔ مَیں نے کہا۔ تُو نے رسول اللہ صلعم کی حدیث نہیں سنی کہ جب چوری کا مال مل جاسے۔ تو اس کو لے لیا جائے۔ اور گواہوں کی ضرورت نہیں ہوتی۔ پھر حسن نے گواہی دی۔ تو تو نے کہا کہ ایک گواہ کی گواہی کافی نہیں ہے۔ جب تک اس کے ساتھ دوسرا گواہ نہ ہو۔ حالانکہ رسول اللہ صلعم نے ایک گواہ اور قسم پر فیصلہ کیا ہے۔ یہ دو غلطیاں ہیں۔ تیسری غلطی تم نے یہ کی۔ کہ جب میں نے قنبر کو بطور گواہ پیش کیا۔ تو تُو نے کہا کہ یہ غلام ہے حالانکہ جب غلام عادل ہو تو اس کی گواہی بلا خطر قبول کی جانی چاہیئے۔ (پھر فرمایا) اسے شریح۔ مسلمانوں کا امام ان کے امور کا امین ہوتا ہے

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام گرمی کے وقت گھر میں تشریف لائے۔ ناگاہ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ایک عورت کھڑی ہوئی فریاد کر رہی ہے۔ کہ میرے شوہر نے مجھ پر ظلم کیا ہے۔ مجھے ڈرایا ہے اور مجھ پر زیادتی کی ہے۔ اور قسم کھائی ہے۔ کہ وہ مجھے مارے گا۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ اے اللہ کی باندی صبر کر حتیٰ کہ دن ٹھنڈا ہو جائے۔ پھر انشاء اللہ تعالیٰ تیرے ساتھ چلوں گا" وہ عورت عرض کرنے لگی۔ اس کا غصہ اور زیادہ ہو جائے گا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے سر نیچے کیا۔ پھر بلند کیا۔ اور فرمایا۔ خدا کی قسم مظلوم کا حق بغیر کسی ڈھیل کے لینا چاہیئے۔ فرمایا تمہارا گھر کہاں ہے؟ عورت کے بتانے پر حضرت چل کر اس شخص کے دروازے پر آ کر ٹھہر گئے اور فرمایا السلام علیکم۔ ایک نوجوان باہر نکلا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اے اللہ کے بندے، اللہ سے ڈرو۔ تم نے اس عورت کو ذلیل کیا اور اسے گھر سے باہر نکال دیا ہے" نوجوان نے کہا۔ تم کون ہوتے ہو۔ خدا کی قسم ابھی تیری بات کی وجہ سے اس کو ضرور جلا دوں گا۔ امیر المومنین نے فرمایا۔ مَیں تجھے نیکی کا حکم دیتا ہوں۔ اور برائی سے منع کرتا ہوں۔ ایک تو ہے کہ برائی پر آمادہ ہے۔ اور نیکی سے منہ پھیرتا ہے۔ اس دوران میں لوگ ادھر اُدھر سے آ کر کہنے لگے۔ السلام علیکم یا امیر المومنین۔ بس سُن کر وہ شخص حضرت کے قدموں پر گر پڑا۔ اور کہنے لگا۔ اے امیر المومنینؑ! میری غلطی کو معاف کر دیجیئے۔ خدا کی قسم مَیں اس کے لیے ایک ایسی زمین بن جاؤں گا۔ کہ وہ مجھے روندتی رہے گی (نرمی کا سلوک کروں گا) اپنی تلوار ہٹا کر نیام میں رکھ لیجیئے۔ حضرت نے فرمایا۔ اے اللہ کی باندی اپنے گھر چلی جا مجھے تیرے شوہر سے توقع ہے۔ کہ وہ اس قسم کی یا اس کی مانند پھر کوئی بات نہیں کرے گا۔

قنجکروی نے سلوۃ الشیعہ میں اس موقعہ پر امیر علیہ السلام کے یہ اشعار درج کئے ہیں ؎

ودع التجبر والتکبر یا اخی ان التکبر للعبد وبیل

اے بھائی ظلم اور تکبر چھوڑ دے۔ تکبر بندے کے لئے بری بلا ہے۔

واجعل تؤاءك للتواضع منزلاً ان التواضع بالشریف جمیل

انکساری کر کے اپنے لئے مقام پیدا کر۔ تواضع شریف آدمی کا زیور ہے۔

فصل

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کا عدل اور امانت

عبدالرزاق معمر سے وہ قتادہ سے وہ عطا سے وہ ابن مسعود سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ انا جعلنا ما علی الارض زینۃ لہا لنبلوھم ایھم احسن عملاً۔ کہ زمین کی زینت مرد ہیں اور مردوں کی زینت علی بن ابی طالب ہیں۔

حمزہ بن عطا ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آیت ھل یستوی ھو ومن یامر بالعدل سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ کیونکہ امام انصاف کا حکم دیتے تھے اور آپ سیدھے راستے پر قائم ہیں۔

کتاب فضائل احمد بن حنبل میں منقول ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ میں قیامت کے روز لوگوں سے نو باتوں کے متعلق پوچھ گچھ کروں گا۔ (۱) نماز جنازہ کا پڑھنا ۲ زکوٰۃ کا دینا ۳ نیکی کا حکم دینا ۴ بری باتوں سے منع کرنا۔ ۵۔ رعایا میں انصاف کرنا۔ ۶۔ لوگوں میں برابر تقسیم کرنا (۷) اللہ کی راہ میں جہاد کرنا اور (۸) حدود کا قائم کرنا وغیرہ وغیرہ

الفائق میں ہے۔ کہ عباس بن عبدالمطلب اور ربیعہ بن حارث نے اپنے دونوں بیٹوں فضل بن عباس اور عبدالمطلب بن ربیعہ کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں بھیجا۔ کہ آنحضرت انھیں عامل صدقات مقرر کر دیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا کی قسم میں تم میں سے کسی کو بھی صدقات کا عامل مقرر نہیں کروں گا۔

ربیعہ نے عرض کیا آپ یہ حکم دیتے ہیں حالانکہ ہم نے آپ کے داماد رسول ہونے پر حسد نہیں کیا۔ یہ

ن کر حضرت علی علیہ السلام نے اپنی چادر کو زمین پر ڈال دیا۔ اور اس کے اوپر تشریف فرما ہو گئے اور فرمانے لگے۔ خدا کی قسم میں اس جگہ سے اس وقت تک نہیں اٹھوں گا۔ جب تک تمہارے بیٹے تمہارے پاس واپس لوٹ کر نہ آجائیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ صدقہ مسلمانوں کے مال کی میل کچیل ہے۔ یہ نہ محمدؐ کے لئے حلال ہے اور نہ ہی آل محمدؐ کے لئے حلال ہے۔

حضرت امام حسن علیہ السلام کے پاس ایک مہمان آیا۔ آپ نے قنبر سے ایک رطل شہد کا بطور قرض طلب کیا۔ جو یمن سے آیا تھا۔ قنبر نے دے دیا۔ جب حضرت علی علیہ السلام شہد کو تقسیم کرنے بیٹھے۔ تو فرمایا اے قنبر اس مشک میں کچھ خلل معلوم ہوتا ہے۔ قنبر نے جواب میں عرض کیا۔ آپ کا فرمانا درست ہے۔ قنبر نے آپ کو تمام واقعہ سے آگاہ کیا۔ حضرت امیرالمومنین نے حضرت امام حسن کو مارنے کا ارادہ کیا۔ فرمایا تقسیم سے پہلے تم نے کیوں لیا ہے۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے عرض کیا۔ ہمارا بھی تو اس میں حق ہے۔ جب ہمیں ملے گا۔ ہم واپس کر دیں گے۔ حضرت نے فرمایا۔ میرا باپ تجھ پر قربان ہو جائے۔ اس میں شک نہیں تیرا بھی اس میں حق ہے۔ لیکن یہ تمہارے لئے جائز نہیں ہے۔ کہ مسلمان اپنے حقوق میں فائدہ نہ اٹھائیں اور تم ان سے پہلے فائدہ اٹھا لو۔ اگر میں نے رسول اللہ صلعم کو تیرے دہن مبارک کا بوسہ لیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا۔ تو میں ضرور تم کو سزا دیتا۔ پھر حضرت نے ایک درہم دے کر قنبر کو روانہ کیا۔ کہ اس رقم کا عمدہ شہد لا کر مشک میں داخل کرو۔ امام فخرالدین رازی کا بیان ہے۔ گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ علیؑ کے ہاتھ مشک کے منہ پر ہیں۔ اور قنبر اس میں شہد ڈال رہے ہیں۔ پھر حضرت اس مشک کا منہ بند کر رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں لے معبود! حسن کو معاف کرنا وہ اس بات کو نہیں جانتے تھے۔

التہذیب میں علی بن رافع سے روایت ہے کہ میں امیرالمومنین علیہ السلام کے مال کا خازن تھا۔ مجھ سے امیرالمومنین کی صاحبزادی نے موتیوں کا ایک ہار عاریتہً اس شرط پر لیا۔ کہ بقرعید کے تین دن گزرنے کے بعد واپس کر دیا جائے گا۔ حضرت علی علیہ السلام نے اپنی بیٹی کو ہار پہنے ہوئے دیکھا۔ تو اس کو پہچان لیا اور مجھے طلب کیا۔ آپ فرمانے لگے۔ تو مسلمانوں کے مال میں خیانت کرتا ہے۔ میں نے پورے واقعہ سے آپ کو آگاہ کیا۔ اور میں نے کہا کہ اس ہار کی واپسی کا میں ضامن ہوں۔ فرمایا آج ہی واپس کر لو۔ اور آئندہ کے لئے محتاط رہو۔ ورنہ میں تم کو سزا دوں گا۔ اگر میری بیٹی نے یہ ہار عاریتہً ضمانت کے ساتھ نہ لیا ہوتا۔ تو یقیناً پہلی ہاشمیہ عورت ہوتیں۔ جس کا ہاتھ چوری کی وجہ سے کاٹنے کا حکم دیتا۔ جب حضرت کی صاحبزادی نے

اس کے متعلق کچھ کہا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اے علی کی بیٹی! اپنے نفس کو حق سے دور نہ رکھو۔ کیا تمام مہاجرین کی عورتوں نے اس عید میں اس طرح کی زینت کی تھی۔

فضائل احمد میں منقول ہے۔ کہ ام کلثوم نے فرمایا۔ اے ابو صالح! اگر تم امیر المومنین علیہ السلام کو دیکھتے کہ آپ کی خدمت میں لیموں لائے گئے تھے۔ حضرت حسنؑ اور حضرت حسینؑ نے لیموں لے لیئے۔ حضرت نے ان کے ہاتھ سے چھین لیئے۔ اور حکم دیا۔ کہ ان کو مسلمانوں میں تقسیم کر دیا جائے۔

خثعم کے ایک آدمی نے حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کو روٹی۔ سگ۔ اور سرکہ تناول کرتے ہوئے دیکھا۔ عرض کیا۔ کہ آپ حضرات ایسا کھانا تناول فرما رہے ہیں۔ اور بیت المال میں تو کافی مال موجود ہے۔ فرمایا تمہیں امیر المومنین سے کس چیز نے بے پروا کر دیا ہے۔

زادان سے روایت ہے۔ کہ قنبر نے مسجد کوفہ کے صحن میں امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں سونے اور چاندی کے پیالے پیش کیئے۔ اور عرض کیا کہ جو چیز آپ کے پاس آتی ہے۔ آپ اس کو تقسیم فرما دیتے ہیں۔ میں نے یہ پیالے جناب کی خاطر چھپا رکھے ہیں۔ حضرت نے تلوار کو نکال لیا۔ اور فرمایا۔ تمہارے لیئے ہلاکت ہو۔ تو یہ چاہتا ہے کہ میرے گھر میں آگ کو داخل کرے۔

جمل انساب الاشراف میں منقول ہے۔ کہ ایک رات امیر المومنین علیہ السلام کو سردی محسوس ہوئی۔ آپ نے خادمہ کو لحاف لانے کو کہا۔ وہ لحاف لے کر حاضر ہوئیں۔ فرمایا۔ یہ کس کا لحاف ہے۔ عرض کیا۔ یہ صدقہ کے مال میں سے ہے۔ آپ نے اس کے اوڑھنے سے انکار کر دیا۔

امیر المومنین کی خدمت میں عقیل حاضر ہوئے۔ آپ نے حضرت امام حسن علیہ السلام سے فرمایا۔ اپنے چچا کو لباس پہنائیے۔ حضرت امام حسن نے اپنی قمیص اور چادر انھیں پہنا دی۔ رات کے وقت انھیں روٹی اور نمک کھانے کو دیا گیا۔ انھوں نے کہا۔ میں یہ نہیں کھاؤں گا۔ امیر المومنین نے فرمایا۔ کیا یہ اللہ کی نعمت نہیں ہے۔ اس کا بے حد شکر ہے۔ عقیل نے عرض کیا۔ مجھے اس قدر رقم عطا فرمایئے۔ کہ میں اپنا قرض چکا سکوں۔ اور تمہارے ہاں سے جلدی چلا جاؤں۔ آپ نے دریافت کیا۔ تیرا قرض کس قدر ہے عرض کیا ایک لاکھ درہم۔ فرمایا۔ خدا کی قسم اس قدر رقم میرے پاس موجود نہیں ہے۔ ہاں تم صبر سے کام لو۔ جب میں لوگوں کو عطیات دوں گا۔ تو تمہیں بھی دوں گا۔ اگر عطیات کا مال نہ آیا۔ تو میں ضرور اپنے عیال کا تمام خرچ تم کو دے دوں گا۔

عقیل: معلوم۔ آپ کے عطایا کب تقسیم ہوں گے۔ اور آپ کو ان سے کتنا حصہ ملے۔ حالانکہ بیت المال آپ کے قبضہ میں ہے۔ اور آپ مجھے عطیات کے آنے پر ٹال رہے ہیں۔

امیرالمومنین ـــــ اس بارے میں اور تم ایک مسلمان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جو قصر الامارہ کی چھت کے اوپر گفت گو کر رہے ہیں۔ اور سامنے بازار والوں کے صندوقوں کو دیکھ رہے ہیں۔ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اگر تم اس بات کو نہیں مانتے۔ تو نیچے اُتر کر چلے جاؤ۔ اور ان صندوقوں کے تالوں کو توڑ کر ان میں جو مال پڑا ہے۔ اس کو نکال لو۔

عقیل۔ ـــــ ان صندوقوں میں کیا کچھ پڑا ہوا ہے؟

امیرالمومنین ـــــ ان تجار کا مال پڑا ہوا ہے۔

عقیل ـــــ آپ مجھے ان صندوقوں کے توڑنے کا حکم دیتے ہیں۔ جن لوگوں نے اللہ پر توکل کر کے ان میں اپنا مال رکھا ہوا ہے؟

امیرالمومنین ـــــ تو تم مجھے بیت المال مسلمانوں کے کھولنے کو کہتے ہو۔ اور میں ان کے مال کو تمہیں دے دوں۔ جنہوں نے اللہ پر بھروسہ کر کے بیت المال میں اپنا مال رکھ کر اس کو تالا لگایا ہوا ہے۔ اگر تمہارا ارادہ ہو۔ تو تم اپنی تلوار لے لو۔ میں اپنی تلوار لے لیتا ہوں۔ دونو حیرہ کی طرف چل دیتے ہیں۔ وہاں تاجر لوگ آ رہے ہوں گے۔ کسی پر جا پڑیں گے۔ اور اس کا مال لوٹ لیں گے۔

عقیل ـــــ کیا میں چور بننے کے لیئے آیا ہوں؟

امیرالمومنین ـــــ ایک آدمی کا مال چھین لینا بہتر ہے۔ بجائے اس کے کہ تمام مسلمانوں کا مال چرایا جائے؟

عقیل ـــــ آپ مجھے اجازت دیجئے۔ کہ میں معاویہ کے پاس چلا جاؤں۔

امیرالمومنین ـــــ تمہیں اجازت ہے۔

عقیل ـــــ میرے پاس زادِ راہ نہیں ہے۔

امیرالمومنین ـــــ اے حسنؑ! اپنے چچا کو چار سو درہم لا دو۔

عقیل یہ شعر کہتے ہوئے باہر چلے گئے

سیغنینی الذی اغناک عنی ویقضی دیننا رب قریب

عمرو بن عاص سے روایت ہے۔ کہ جب عقیل نے امیرالمومنین علیہ السلام سے بیت المال سے مال طلب

کرنے کا سوال کیا۔ تو حضرت نے فرمایا۔ تم جہاں جمعہ تک قیام کر لو۔ عقیل جمعہ تک ٹھہر گیا۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے جمعہ کی نماز پڑھائی۔ اور عقیل سے فرمایا۔ تمہارا اس شخص کے بارے میں کیا خیال ہے جو ان تمام مسلمانوں کے بارے میں خیانت کرے۔ عقیل نے عرض کیا۔ وہ شخص بہت ہی بُرا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تو تم مجھے ان مسلمانوں کے مال میں خیانت کرنے کو کہتے ہو۔ اور یہ چاہتے ہو کہ وہ مال میں تمہیں دے دُوں۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کا خطبہ

"خدا کی قسم مَیں نے اپنے بھائی عقیل کو سخت فاقہ و فقر کی حالت میں دیکھا۔ وہ میرے حصے کے گیہوں سے ایک صاع مجھ سے مانگتے تھے۔ مَیں نے ان کے بچوں کو دیکھا جن کے بال پریشان اور بھوک کی وجہ سے ان کے چہرے سیاہی مائل ہو چکے تھے۔ گویا کہ ان کے چہرے نیل ڈال کر سیاہ کر دئیے گئے ہیں۔ انہوں نے بار بار اصرار کیا۔ مَیں نے کان لگا کر ان کی باتوں کو سُنا۔ مَیں اس نتیجہ پر پہنچا کہ میں ان کی خاطر اپنا دین بیچ ڈالوں گا۔ اپنے طریقے کو چھوڑ کر ان کی کھینچ تان میں ان کی پیروی کروں گا۔ میں نے لوہے کی ایک سلاخ گرم کی۔ اور ان کے جسم کے قریب لے گیا۔ تاکہ عبرت حاصل کرے۔ جب سلاخ کی گرمی پہنچی۔ تو عقیل چیخا۔ جس طرح بیمار درد اور بے چینی سے چیختا ہے۔ قریب تھا کہ اس کا بدن اس داغ سے جل جائے۔ میں نے کہا اے عقیل رونے والیاں تم پر روئیں۔ تم لوہے کے اس گرم ٹکڑے سے چیخ اٹھے جو ہنسی مذاق میں تپایا ہے اور تم مجھے اس آگ کی طرف گھسیٹ رہے ہو جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنی ناراضگی سے گرم کیا ہے۔ تم تو اس کی تکلیف سے چلاؤ۔ اور میں دوزخ کی آگ سے فریاد نہ کروں۔

اُم عثمان اور ام ولد حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتی ہے۔ کہ مَیں حضرت کی خدمت میں حاضر ہوئی آپ کے پاس مونگوں کا ڈھیر پڑا ہوا پایا۔ مَیں نے عرض کیا۔ اے امیرالمومنین! میری بیٹی کے لئے ان میں سے ایک گچھا دے دیجئے۔ حضرت نے میری طرف ایک درہم بڑھایا اور کہا یہ لے لو۔ لیکن یہ مسلمانوں کا مال ہے۔ صبر کرو جب میرا حصہ مجھے ملے گا۔ تو میں تیری بیٹی کے لئے تجھے دے دوں گا۔

عبداللہ بن زمعہ نے حضرت سے مال کا سوال کیا۔ فرمایا۔ یہ مال نہ تیرا ہے اور نہ میرا۔ اور یہ مسلمانوں کا مال ہے۔ جس کو ان کی تلواروں نے حاصل کیا ہے۔ اگر تم نے جنگ میں شرکت کی ہے۔ تو تمہیں بھی ان کی مانند حصہ ملے گا۔ ورنہ یہ مال ان کے ہاتھوں کا کمایا ہوا ہے۔ اوروں کے منہ میں اس کو نہیں جانا چاہیئے۔

عقیل: نامعلوم۔ آپ کے عطایا کب تقسیم ہوں گے۔ اور آپ کو ان سے کتنا حصہ ملے۔ حالانکہ بیت المال آپ کے قبضہ میں ہے۔ اور آپ مجھے عطیات کے آنے پر ٹال رہے ہیں۔

امیر المومنین ـــــ اس بارے میں اور تم ایک مسلمان کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جو قصر الامارہ کی چھت کے اوپر گفت گو کر رہے ہیں۔ اور سامنے بازار والوں کے صندوقوں کو دیکھ رہے ہیں۔ جو کچھ میں کہہ رہا ہوں اگر تم اس بات کو نہیں مانتے۔ تو نیچے اُتر کر چلے جاؤ۔ اور ان صندوقوں کے تالوں کو توڑ کر ان میں جو مال پڑا ہے۔ اس کو نکال لو۔

عقیل۔ ـــــ ان صندوقوں میں کیا کچھ پڑا ہوا ہے؟

امیر المومنین ـــــ ان تجار کا مال پڑا ہوا ہے۔

عقیل ـــــ آپ مجھے ان صندوقوں کے توڑنے کا حکم دیتے ہیں۔ جن لوگوں نے اللہ پر توکل کر کے ان میں اپنا مال رکھا ہوا ہے؟

امیر المومنین ـــــ تو تم مجھے بیت المال مسلمانوں کے کھولنے کو کہتے ہو۔ اور میں ان کے مال کو تمہیں دے دوں۔ جنہوں نے اللہ پر بھروسہ کر کے بیت المال میں اپنا مال رکھ کر اس کو تالا لگایا ہوا ہے۔ اگر تمہارا ارادہ ہو۔ تو تم اپنی تلوار لے لو۔ میں اپنی تلوار لے لیتا ہوں۔ دونوں حیرہ کی طرف چل دیتے ہیں۔ وہاں تاجر لوگ آ رہے ہوں گے۔ کسی پر جا پڑیں گے۔ اور اس کا مال لوٹ لیں گے۔

عقیل ـــــ کیا میں چور بننے کے لئے آیا ہوں؟

امیر المومنین ـــــ ایک آدمی کا مال چھین لینا بہتر ہے۔ بجائے اس کے کہ تمام مسلمانوں کا مال چرایا جائے۔

عقیل ـــــ آپ مجھے اجازت دیجئے۔ کہ میں معاویہ کے پاس چلا جاؤں۔

امیر المومنین ـــــ تمہیں اجازت ہے۔

عقیل ـــــ میرے پاس زادِ راہ نہیں ہے۔

امیر المومنین ـــــ اے حسنؑ اپنے چچا کو چار سو درہم لا دو۔

عقیل یہ شعر کہتے ہوئے باہر چلے گئے

سیغنینی الذی اغناک عنی ۔۔۔ ویقضی دیننا رب قریب

عمرو بن عاص سے روایت ہے۔ کہ جب عقیل نے امیر المومنین علیہ السلام سے بیت المال سے مال طلب

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام مال تقسیم فرما رہے تھے۔ عاصم بن میثم حاضر ہوا۔ اور عرض کی "اے امیرالمومنین! میں ایک شیخ کبیر ہوں۔ اور چلنے پھرنے سے بوجھل ہوں۔ مجھے کچھ مال عنایت فرمائیے"۔ حضرت نے فرمایا یہ مال میری محنت کا نہیں ہے۔ اور نہ مجھے اپنے والد کی میراث سے ملا ہے۔ یہ مال تو بطور امانت کے میرے پاس موجود ہے۔ جس کی میں نگہبانی کرتا ہوں۔ (فرمایا) اللہ اس شخص پر رحم کرے جو بڈھے شیخ بوجھل کی اعانت کرے۔

تاریخ طبری اور فضائل امیرالمومنین میں ابن مردویہ سے منقول ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام یمن سے سے واپس تشریف لائے تو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہونے کی جلدی کی۔ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے لشکر میں اپنے اصحاب میں سے اپنا قائم مقام بنایا حضرت کے چلے جانے کے بعد ہر ایک لشکری نے عمدہ لباس کے جوڑے تھے زیب تن کر لئے۔ جب یہ لوگ مدینہ کے قریب وارد ہوئے۔ تو حضرت علی علیہ السلام مدینہ سے باہر ان کی ملاقات کے لئے تشریف لائے۔ آپ کیا دیکھتے ہیں۔ کہ ان لوگوں نے عمدہ لباس زیب تن کیا ہوا ہے آپ نے فرمایا تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ تم نے یہ کیا کیا۔ انہوں نے عرض کیا یہ اس لئے کیا ہے تاکہ شہر والوں سے بہ شان و شوکت سے مل سکیں۔ فرمایا۔ تمہارے لئے ہلاکت ہو۔ تم نے رسول خدا کی خدمت میں پہنچنے سے پہلے ان کو پہن لیا ہے۔ آپ نے ان لوگوں سے کپڑے اتروا لئے۔ اور واپس بیت المال میں جمع کرا دیئے۔ لشکر والوں نے آپ کے اس حکم کی شکایت رسول خدا صلعم کی خدمت میں کی۔

ابوسعید خدری نے روایت کی ہے۔ کہ لشکریوں نے حضرت علی علیہ السلام کی شکایت رسول اللہ صلعم کی خدمت میں کی۔ رسول اللہ صلعم نے اسی وقت کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اے لوگو! تم علی کی شکایت نہ کرو۔ وہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں بہت زیادہ سخت ہیں۔

مؤلف کتاب کا بیان ہے کہ میں نے اس بات کو مذاکرہ سنا ہے۔ کہ حضرت کی خدمت میں عمرو بن عاص حاضر ہوا۔ آپ بیت المال میں تشریف فرما تھے۔ حضرت نے چراغ گل کر دیا۔ اور چاند کی روشنی میں باہر تشریف فرما ہو گئے۔ آپ نے اس بات کو جائز تصور نہ کیا۔ کہ چراغ کی روشنی میں بغیر استحقاق کے بیٹھا جائے۔

حضرت کا یہ کلام اس موقعہ کا ہے جب آپ نے حضرت عثمان کی عطا کردہ زمینیں لوگوں کو واپس کر دی تھیں۔ فرمایا۔ اگر اس مال کے ذریعہ شادیاں کی گئیں ہوتیں اور لونڈیاں خریدی گئیں ہوتیں۔ تو میں ان کو بھی واپس کر دیتا۔ انصاف میں بہت بڑی وسعت ہے جس شخص پر انصاف کا راستہ تنگ ہو جائے تو وہ ظلم

پر اور زیادہ تنگ ہو گا۔

جب قتل عثمان کے بعد لوگوں نے آپ کی بیعت کرنی چاہی۔ فرمایا۔ مجھے چھوڑ دو۔ کسی اور کو خلیفہ بنا لو۔ میرے طریق کار کو لوگ پسند نہ کریں گے۔ دل ان کو برداشت نہ کریں گے اور عقلیں اسے نامنظور کریں گی۔ دنیا کا مزاج بدل گیا ہے حق اور نیکی کا انکار کیا جا چکا ہے۔ یاد رکھو۔ اگر میں نے خلافت کو قبول کر لیا تو میں ان امور کو نافذ کروں گا۔ جن کو میں بہتر تصور کرتا ہوں۔ تو پھر میں کسی کہنے والے کی بات اور عیب جوئی کی مطلق پرواہ نہیں کروں گا۔

ایک اور روایت میں ابو ہیثم بن تیہان اور عبداللہ بن ابی رافع بیان کرتے ہیں۔ کہ طلحہ اور زبیر امیر المومنین کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے۔

طلحہ و زبیر ـــ (یک زبان ہو کر) اے امیر المومنین! آپ اس قدر ہمیں نہیں دیتے جس قدر ہمیں عمر دیا کرتے تھے۔

حضرت ـــ کیا یہ اس قدر نہیں ہے۔ جس قدر رسول تمہیں دیا کرتے تھے؟

طلحہ و زبیر ـــ خاموش ہو جاتے ہیں۔

حضرت ـــ کیا رسول اللہ صلعم مسلمانوں میں برابر تقسیم نہیں کرتے تھے؟

طلحہ و زبیر ـــ ہاں برابر تقسیم کرتے تھے۔

حضرت ـــ رسول اللہ کے طریقے کی اتباع بہتر ہے یا عمر کی؟

طلحہ و زبیر ـــ اے امیر المومنین! رسول اللہ صلعم کے طریقے کی پیروی کرنا بہتر ہے۔ لیکن ہم نے اسلام لانے میں سبقت کی ہے اور اسلام کی راہ میں تکالیف برداشت کی ہیں۔ اور ہمیں رسول اللہ سے قرابت حاصل ہے۔

حضرت ـــ کیا تم نے مجھ سے بھی پہلے اسلام لانے میں سبقت کی ہے؟

طلحہ و زبیر ـــ نہیں آپ نے اسلام لانے میں سب سے پہلے سبقت کی ہے۔

حضرت ـــ کیا تم رسول اللہ کے زیادہ قریبی ہو یا میں؟

طلحہ و زبیر ـــ آپ رسول اللہ صلعم کے زیادہ قریبی ہیں۔

حضرت ـــ کیا تم نے اسلام کی راہ میں مجھ سے زیادہ تکالیف برداشت کی ہیں؟

طلحہ و زبیر ـــ آپ نے زیادہ تکالیف برداشت کیں ہیں ۔
حضرت ـــ خدا کی قسم ! میں اور میرا یہ مزدور ایک جیسے ہیں (آپ نے ایک مزدور کی طرف اشارہ کیا)
سہل بن حنیف ایک غلام کا ہاتھ پکڑے ہوئے امیرالمومنین کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ اور کہا کہ میں نے اس کو آزاد کر دیا ہے ۔ جس طرح سہل بن حنیف نے اس غلام کو تین دینار دیئے تھے ۔ حضرت نے بھی غلام کو تین دینار دے دیئے تھے ۔
ایک غلام نے حضرت سے کچھ مال مانگا ۔ آپ نے فرمایا ۔ جب میں اور لوگوں کو دوں گا ۔ تو تم کو بھی دوں گا ۔ اس نے کہا وہ رقم مجھے کافی نہ ہوگی ۔ اس کے بعد وہ شخص معاویہ کے پاس چلا گیا ۔ معاویہ کی طرف سے جو مال اسے ملا تھا ۔ اس کے متعلق امیرالمومنین کی خدمت میں خط لکھا آپ نے خط کے جواب میں فرمایا ۔ جو مال تمہیں مل چکا ہے تجھ سے اور لوگوں کو بھی یہ مل چکا ہے ۔ اور تیرے مرجانے کے بعد یہ مال اور لوگوں کو بھی ملے گا ۔ جو مال اکٹھا کیا ہے تم اس کے بارے میں اپنے نفس پر اپنے بیٹے کو ترجیح دو گے ۔ جو تم سے اس کا زیادہ محتاج ہوگا ۔ جو مال تو جمع کر رہا ہے وہ دو قسم کے لوگوں کو ملے گا ۔ ایک وہ شخص ہوگا ۔ کہ وہ تیرے مال کو لے کر اس کو اللہ کی اطاعت میں خرچ کرے گا ۔ جس چیز کے ذریعے تو بدبخت رہا ، وہ اس چیز کے ذریعے نیک بخت ہو جائے گا ۔ دوسرا شخص وہ ہوگا ۔ کہ اس مال کو لے کر خدا کی نافرمانی میں صرف کرے گا ۔ جو مال تو نے اس کے لیے جمع کیا ۔ وہ اسی کی وجہ سے بدبخت ہوگیا ۔ یہ دونوں شخص اس قابل نہیں ہیں ۔ کہ تو ان کو اپنے نفس پر ترجیح دے ۔ پس تو اس بات کی امید رکھ کہ جو مال خرچ ہو گیا وہ اللہ کی رحمت تھی ۔ اور جو باقی ہے وہ اللہ کا رزق ہے
حکم بن اوس سے روایت ہے ۔ کہ حضرت ہمارے پاس شہد کے مشکیزے بھیجا کرتے تھے ۔ اور ہمارے درمیان ان کو تقسیم فرمایا کرتے تھے ۔ پھر حکم دیتے تھے کہ شہد کو چاٹ لو ۔ جب آپ کی خدمت میں میوہ جات کے بار آتے تھے ۔ تو آپ حکم فرماتے تھے ۔ کہ ان کو فروخت کر ڈالو ۔ اور ان کی قیمت بیت المال میں جمع کر دو ۔
سعید بن مسیب سے روایت ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا کہ آپ نے لاوارث جانوروں کے لئے ایک جگہ تیار کروائی تھی ۔ ان کو بیت المال کے خرچ سے اتنا چارہ دیا جاتا تھا ۔ کہ وہ نہ تو موٹے ہوں نہ کمزور ۔ جب کوئی شخص ان جانوروں کی ملکیت کا دعوے کرتا تھا ۔ ثبوت پر آپ واپس کر دیتے تھے

ورنہ بدستور وہ اس جگہ پر موجود رہتے تھے۔

عاصم بن میثم سے روایت ہے۔ کہ امیرالمومنین کی خدمت میں سلال خبیص (خاص قسم کا کھانا) ہدیہ کے طور پر پیش کیا گیا حضرت نے دسترخوان طلب کر کے اس پر چن دیا۔ پھر دو قطاروں میں بیٹھ کر لوگ کھانے لگے۔

ابو حریز سے روایت ہے۔ کہ حضرت کی خدمت میں نوروز کے روز مجوسیوں نے چاندی کے پیالوں میں شکر ڈال کر پیش کی۔ آپ نے شکر اپنے اصحاب کے درمیان تقسیم کر دی۔ ان چیزوں کی قیمت کو ان کے جزیہ میں محسوب کر لیا۔

حضرت کی خدمت میں کسی کسان نے زرتار کا کپڑا بطور ہدیہ کے بھیجا۔ حضرت سے عمرو بن حریث نے وہ کپڑا چار ہزار درہم میں خرید لیا۔ آپ نے رقم لوگوں میں تقسیم فرما دی۔

حلیۃ الاولیاء اور فضائل احمد میں عاصم بن کلیب اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں اصفہان سے مال آیا۔ کوفہ کے رہنے والے مستحق لوگ سات گروہ تھے۔ آپ نے مال کو سات حصوں میں تقسیم کر دیا اس مال میں ایک روٹی بھی موجود تھی۔ حضرت نے اس کے بھی سات ٹکڑے کر دیئے۔ اس کا ایک ایک ٹکڑا ان حصوں پر رکھ دیا۔ پھر ان کی بابت عورت کو بلایا۔ اور ان حصوں کی تقسیم کے بارے میں اس سے قرعہ ڈلوایا۔

فضائل احمد میں منقول ہے۔ کہ حضرت نے بیت المال میں ایک رسی ملاحظہ فرمائی۔ فرمایا اس کو لوگوں کو دے دو۔ ایک شخص نے وہ رسی لے لی۔

فصل

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی بردباری اور مہربانی

مختار تمار ابو مطر بصری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ امیرالمومنین علیہ السلام کا گزر خرما فروشوں کے ہاں سے ہوا۔ آپ نے وہاں ایک لونڈی کو روتے ہوئے دیکھا آپ نے رونے کی وجہ پوچھی۔ عرض کیا میرے آقا نے مجھے درہم دے کر خرما خریدنے کے لئے بھیجا۔ میں نے اس شخص سے خرما خریدے جب

میں ان حضرات کے پاس سے خرمے لے گئی۔ تو انہوں نے خرمے ناپسند کئے۔ جب میں اس کے پاس لے کر آئی۔ تو اس نے لینے سے انکار کر دیا ہے اس لئے روتی ہوں۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اس آدمی سے فرمایا۔ اے اللہ کے بندے یہ خادمہ ہے۔ اس کا اپنا ذاتی معاملہ نہیں ہے۔ اس کو ایک درہم واپس کر دے۔ اور خرمے واپس لے لے۔ وہ حضرت سے لڑنے کے لئے تیار ہو گیا۔ لوگوں نے کہا یہ امیرالمومنین ہیں۔ یہ سن کر وہ حیران رہ گیا اور اس کا رنگ زرد پڑ گیا۔ اس نے خرمے لے لئے اور درہم واپس کر دیا۔ اس نے کہا اے امیرالمومنین! آپ مجھ پر راضی ہو جائیں۔ فرمایا اگر تم نے اپنی حالت درست نہ کی تو میں تم سے راضی نہیں ہوں گا۔ فضائل احمد میں تحریر ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ جب تو نے لوگوں کے حقوق کو پورا کر دیا۔ تو میں تم سے کیوں راضی نہیں ہوں گا۔

امیر علیہ السلام نے ایک غلام کو کئی دفعہ بلایا۔ وہ نہ آیا۔ آپ باہر نکلے تو وہ دروازے پر موجود تھا۔ آپ نے فرمایا۔ تو کیوں نہیں آیا تھا۔ عرض کیا کاہلی نے آنے سے روکا۔ اور آپ کی سزا سے مامون تھا۔ فرمایا شکر ہے خدا کا جس نے مجھے ایسا بنایا جس کی مخلوق مجھ سے امن میں ہے۔ فرمایا (اے غلام) تم چلے جاؤ۔ تم اللہ کی راہ میں آزاد ہو۔

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام صبح کی نماز میں مشغول تھے۔ پیچھے سے ابن کوا نے یہ آیت تلاوت کی۔ ولقد اوحی الیک والی الذین من قبلک لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین حضرت علی علیہ السلام نے نماز کی حالت میں قرآن مجید کی تعظیم کی خاطر اس آیت کو کان لگا کر سماعت فرمایا۔ جب ابن کوا آیت کی تلاوت سے فارغ ہو گیا۔ تو حضرت نماز کی قرأت میں مشغول ہو گئے۔ ابن کوا نے پھر پڑھنا شروع کر دی۔ حضرت امیر نے پھر کان لگا کر سماعت فرمانا شروع کیا۔ جب وہ آیت سے فارغ ہو گیا۔ تو پھر حضرت نماز میں مشغول ہو گئے۔ اس نے پھر آیت پڑھنی شروع کی۔ حضرت نے پھر اس آیت کو کان لگا کر سنا۔ پھر یہ آیت تلاوت فرمائی فاصبر ان وعد اللہ حق ولا یستخفنک الذین لا یوقنون پھر آپ نے قرأت نماز کو مکمل فرما کر رکوع کیا۔ (اور ابن کوا کو کچھ بھی نہ کہا)

نعیم بن دجاجہ اسدی نے امیرالمومنین کی شان میں نامناسب بات کی۔ حضرت نے اس کے پیچھے لوگوں کو بھیجا۔ وہ اس کو حضرت امیر کی خدمت میں لائے۔ حضرت نے اس کو مارنے کا حکم دیا۔ اس نے

کہا۔ خدا کی قسم تیرے ساتھ ٹھہرنا ذلت اور تجھ سے جدا ہونا کفر ہے۔ جب حضرت نے اس یہ بات سُنی تو فرمایا۔ ہم نے تم کو معاف کر دیا ہے۔ اللہ تعالے فرماتا ہے۔ ادفع بالتی ھی احسن السیئۃ تیرا یہ قول کہ آپ کے ساتھ ٹھہرا رہنا ذلت ہے یہ ایک برائی ہے جو تُو نے حاصل کی اور تیرا یہ قول کہ آپ سے جدا ہونا کفر ہے یہ ایک نیکی ہے جو تُو نے کمائی ہے اسی کی بدولت تجھے معاف کر دیا گیا۔

العقد اور نزہتہ الابصار میں منقول ہے قنبر نے کہا میں امیرالمومنین کے ساتھ عثمان کے پاس گیا حضرت عثمان نے علیحدگی چاہی مجھے علیحدہ ہو جانے کا اشارہ کیا گیا۔ میں تھوڑا سا دور علیحدہ ہو حضرت عثمان نے اپنی ناراضگی کا اظہار کیا۔ حضرت اپنا سر جھکائے رہے۔ حضرت عثمان نے متوجہ ہو کہا۔ کہ آپ جواب کیوں نہیں دیتے۔ فرمایا۔ تیرا جواب وہ ہے جو تجھے برا لگے گا۔ اور جس بات کو تم کرتے ہو۔ وہ میرے پاس نہیں ہے۔

ایک خوبصورت عورت گزری۔ کچھ آدمیوں نے اسے گھور کر دیکھا۔ امیرالمومنین نے فرمایا ان نوجوانوں کی آنکھوں میں لالچ ٹپکتی ہے اور بدچلنی کا سبب ہو گا۔ جب تم میں سے کوئی شخص کسی عورت کو دیکھے۔ اور وہ عورت اسے اچھی معلوم ہو۔ تو اپنے گھر کا رخ کرے اور اپنی عورت سے تخلیہ چاہے کیوں کہ ایک عورت دوسری عورت کے برابر ہوتی ہے"۔

یہ سن کر ایک خارجی نے کہا "خدا اس کافر کو قتل کرے۔ کیسا عجیب فقیہ بنا ہوا ہے"۔

لوگ اس پر ٹوٹ پڑے۔ اسے پکڑ کر قتل کرنا چاہا۔ آپ نے فرمایا۔ اس کو چھوڑ دو۔ گالی کا بدلہ گالی بھی ہے۔ یا گناہ سے درگذر بھی ہو سکتا ہے۔

مروان بن حکم کو مالک اشتر نے جنگ جمل میں قید کیا حضرت امیرالمومنین نے اسے برا بھلا کہا اور چھوڑ دیا۔

عائشہ نے کہا جنگ جمل میں مجھے شکست ہوئی۔ حضرت نے میرے لئے بہترین انتظام کیا۔ ۷۰ سے یا ستر سپاہی عورتوں کی حفاظت میں بی بی صاحبہ کو مدینہ بھیج دیا۔

حضرت محمد بن ابی بکر کے ذریعہ عبداللہ بن زبیر نے حضرت امیرالمومنین سے امان طلب کی۔ آپ نے اُسے امان دے دی۔ اور اس کے ساتھ اور لوگوں کو بھی امان دے دی۔

موسیٰ بن طلحہ بن عبید اللہ حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوا۔ آپ نے فرمایا: تمن مرتبہ اللہ سے مغفرت اور توبہ طلب کرو۔ اس کو چھوڑ دیا۔ فرمایا۔ جہاں تمہاری مرضی ہو چلے جاؤ۔ ہمارے لشکر میں اگر تیرے ہتھیار یا سامان ہو۔ اس کو بھی لے جاؤ۔ اپنے کیئے کو جو پاؤ گے۔ اس سے اللہ سے ڈرو۔ اور گھر میں بیٹھ جاؤ۔

ابن بطہ عکبری اور ابوداؤد سجستانی محمد بن اسحاق سے روایت کرتے ہیں۔ اس نے ابوجعفر امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ علی علیہ السلام شام کی جنگوں میں جس شخص کو گرفتار کرتے تھے۔ اس کے ہتھیار اور گھوڑے کو لے لیتے تھے۔ اور اس سے اس بات کی قسم لیتے تھے کہ وہ آپ کے خلاف کسی کی مدد نہ کرے۔

ابن بطہ اپنے اسناد سے عرفجہ سے اس نے اپنے باپ سے روایت کی ہے دونوں کا بیان ہے کہ حضرت علیؑ نے اصحاب نہروان کو قتل کیا۔ ان کے لشکر کا سامان حضرت کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ جس شخص کو جو چیز پسند آئی وہ لے گیا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا کہ ایک ہنڈیا بچ گئی تھی۔ بعد میں میں نے دیکھا۔ کہ اس کو بھی کوئی لے گیا تھا۔

طبری نے بیان کیا ہے۔ کہ جب حضرت علی نے کسی جنگ میں طلحہ عبدری کو قابو پایا اور اس کو الٹا کر دیا۔ رسول اللہ نے تکبیر بلند کی۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس کو چھوڑ دیا۔ کسی نے کہا آپ نے ایسا کیوں کیا۔ اس کا کام تمام کیوں نہ کیا۔ فرمایا میرے ابن عم (رسول اللہ) نے مجھے اللہ کی قسم دے کر رحم کرنے کا حکم دیا تھا۔ جب اس کی شرم گاہ ظاہر ہو گئی تھی۔ تو مجھے اس کے قتل کرنے سے شرم آئی۔

جنگ خندق کے موقعہ پر حضرت علی علیہ السلام نے عمرو بن عبدود پر قابو پایا۔ اور آپ نے اسے قتل نہ کیا۔ حذیفہ نے اس کا سبب رسول اللہ سے دریافت کیا۔ آنحضرت نے فرمایا۔ اے حذیفہ! اس بات کو چھوڑ دو۔ عنقریب علی تجھے اس کا سبب بتائیں گے۔ پھر آپ نے اس کو قتل کر دیا۔ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ رسول اللہ صلعم نے وجہ پوچھی عرض کیا۔ اس نے مجھے ماں کی گالی دی۔ اور میرے منہ پر تھوکا۔ مجھے غصہ آگیا میں اس کے قتل کرنے سے اس بات سے ڈرا کہ کہیں میں اپنے نفس کا بدلہ نہ لوں میں نے اس کو چھوڑ دیا۔ جب میرا غصہ ٹھنڈا ہو گیا۔ تو پھر میں نے اسے اللہ کی خاطر قتل کر دیا۔

حضرت امیر علیہ السلام نے حضرت ابوبکر کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس بیعت کے سلسلہ میں جو جو واقعات ظہور پذیر ہوئے ۔ وہ بہت مشہور ہیں۔ (سیدہ کے گھر کو جلانا وغیرہ) لیکن آپ نے صبر اور تحمل سے کام لیا۔ بیان کیا گیا ہے۔ کہ لوگوں نے حضرت امیر سے حضرت ابوبکر کی بیعت کا مطالبہ کیا۔ خلیفہ اول نے کہا آپ میری بیعت کیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر میں ایسا نہ کروں۔ تو کیا ہوگا۔ حضرت ابوبکر نے کہا قسم ہے خدا کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے۔ ہم لوگ تمہاری گردن اڑا دیں گے حضرت علی علیہ السلام قبر رسول سے لپٹ کر یہ فریاد کرنے لگے۔

یابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلونی

ماں جائے قوم نے مجھے کمزور بنا دیا۔ قریب ہے کہ مجھے قتل کر دیں۔

جاحظ اپنی کتاب البیان والتبیین میں بیان کرتے ہیں۔ حضرت نے خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد جو سب سے پہلا خطبہ ارشاد فرمایا۔ وہ یہ تھا۔

جو امور گذر چکے ہیں۔ وہ میرے خیال میں درست نہیں تھے۔ اگر میں ان کے بارے میں رائے زنی کرنا چاہوں۔ تو کر سکتا ہوں۔ جو بات گزر چکی اللہ نے اُسے معاف کیا۔ دو آدمیوں نے خلافت کے بارے میں سبقت کی پھر تیسرا آدمی خلافت پر متمکن ہوا جس کو کوے کی طرح ہر وقت اپنے پیٹ کا خیال رہتا تھا۔ اگر میں اس کے پر کاٹ دیتا اور اس کا سر اڑا دیتا۔ تو یہ اس کے لئے اچھا ہوتا۔

حضرت سے تمام راویوں نے بیان کیا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ اے معبود! میں تجھ سے ان قریش سے پناہ مانگتا ہوں۔ جنہوں نے ہر حالت میں مجھ پر ظلم کیا۔

ابراہیم ثقفی، عثمان بن ابی شیبہ اور فضل بن دکین سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ جب سے اللہ تعالےٰ نے اپنے نبی کو اس دنیا سے اٹھایا ہے۔ اس روز سے لے کر اس دن تک مجھ پر برابر ظلم ہوتا رہا۔

ابراہیم اپنے اسناد سے مسیب بن نجبہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی علیہ السلام خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اسی دوران میں ایک اعرابی نے کہا۔ وامظلمتاہ امیر علیہ السلام نے فرمایا (اے اعرابی) میرے قریب آجا۔ وہ حضرت کے قریب ہوگیا۔ فرمایا۔ مجھ پر وہ جھیلوں۔ بارش کے قطروں اور

حضرت امیر علیہ السلام نے حضرت ابوبکر کی بیعت کرنے سے انکار کر دیا تھا۔ اس بیعت کے سلسلے میں جو جو واقعات ظہور پذیر ہوئے ۔ وہ بہت مشہور ہیں۔ (سیدہ کے گھر کو جلانا وغیرہ) لیکن آپ نے صبر اور تحمل سے کام لیا۔ بیان کیا گیا ہے ۔ کہ لوگوں نے حضرت امیر سے حضرت ابوبکر کی بیعت کا مطالبہ کیا۔ خلیفہ اول نے کہا آپ میری بیعت کیجئے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر میں ایسا نہ کروں ۔ تو کیا ہو گا۔ حضرت ابوبکر نے کہا قسم ہے خدا کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے ہم لوگ تمہاری گردن اڑا دیں گے حضرت علی علیہ السلام قبر رسول سے لپٹ کر یہ فریاد کرنے لگے۔

یابن ام ان القوم استضعفونی وکادوا یقتلونی

ماں جائے قوم نے مجھے کمزور بنا دیا۔ قریب ہے کہ مجھے قتل کر دیں۔

جاحظ اپنی کتاب البیان والتبیین میں بیان کرتے ہیں۔ حضرت نے خلافت پر جلوہ افروز ہونے کے بعد جو سب سے پہلا خطبہ ارشاد فرمایا۔ وہ یہ تھا۔

جو امور گذر چکے ہیں۔ وہ میرے خیال میں درست نہیں تھے۔ اگر میں ان کے بارے میں رائے زنی کرنا چاہوں۔ تو کر سکتا ہوں۔ جو بات گزر چکی اللہ نے اسے معاف کیا۔ دو آدمیوں نے خلافت کے بارے میں سبقت کی پھر تیسرا آدمی خلافت پر متمکن ہوا جس کو کوے کی طرح ہر وقت اپنے پیٹ کا خیال رہتا تھا۔ اگر میں اس کے پر کاٹ دیتا۔ اور اس کا سر اڑا دیتا۔ تو یہ اس کے لئے اچھا ہوتا۔

حضرت سے تمام راویوں نے بیان کیا ہے۔ کہ آپ نے فرمایا۔ اے معبود! میں تجھ سے ان قریش سے پناہ مانگتا ہوں۔ جنہوں نے ہر حالت میں مجھ پر ظلم کیا۔

ابراہیم ثقفی، عثمان بن ابی شیبہ اور فضل بن دکین سے روایت کی ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ جب سے اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اس دنیا سے اٹھایا ہے۔ اس روز سے لے کر اس دن تک مجھ پر برابر ظلم ہوتا رہا۔

ابراہیم اپنے اسناد سے مسیب بن نجبہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی علیہ السلام خطبہ ارشاد فرما رہے تھے اس دوران میں ایک اعرابی نے کہا۔ وامظلمتاہ امیر علیہ السلام نے فرمایا (اے اعرابی) میرے قریب آجا۔ وہ حضرت کے قریب ہو گیا۔ فرمایا۔ مجھ پر جھیلوں۔ بارش کے قطروں اور

ریت کے ذروں کے برابر ظلم کیا گیا۔

کثیر بن بیان کی روایت میں ہے۔ کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ مجھ پر اس قدر ظلم کیا گیا۔ جس کا شمار نہیں ہو سکتا۔

ابو نعیم فضل بن دکین اپنی اسناد سے حضرت سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام جب کبھی بھی خطبہ ارشاد فرمانے کی خاطر منبر پر تشریف لے جاتے تھے۔ تو آپ منبر سے اترنے سے پہلے اپنے کلام کے آخر میں ارشاد فرماتے تھے۔

ما زلت مظلوما منذ قبض الله نبيه جب سے اللہ نے اپنے نبی کو اس دنیا سے اٹھایا۔ اس وقت سے لے کر اس وقت تک برابر مجھ پر ظلم ہوتا رہا ہے۔

حضرت علیؑ رغبت کرنے والے کے لیے سخاوت کا بادل۔ فریادی کے لئے فریاد رس۔ امید وار کے لئے امید گاہ۔ بیوؤں کی پناہ گاہ رعایا پر مہربان۔ اپنے ارادے میں متصرف اپنی دلیل پر بھروسہ کرتے تھے اور اپنی جان کو خطرات میں ڈال دیتے تھے۔

حضرت علی علیہ السلام نے ایک عورت کو دیکھا جس کے کندھے پر پانی کا مشکیزہ تھا۔ حضرت امیرؑ نے اس سے مشکیزہ کو لے لیا۔ اور اپنے کندھے پر اٹھا کر جہاں اس نے جانا تھا۔ وہاں لائے۔ اور اس کے حالات دریافت کیے۔ عرض کیا۔ کہ حضرت علی بن ابی طالبؑ نے میرے شوہر کو ایک سرحد کی طرف بھیجا تھا۔ وہاں وہ مارا گیا۔ اس کے اب یتیم بچے باقی رہ گئے جو میرے پاس موجود ہیں۔ بچوں کو کھانے کے لئے میرے پاس کوئی چیز موجود نہیں ہے۔ ان حالات کے تحت مجھے مجبوراً لوگوں کی خدمت کرنی پڑتی ہے۔ یہ سن کر حضرت واپس چلے آئے۔ ساری رات بے چینی میں بسر کی۔ صبح کے وقت خوردنوں کا ایک تھیلا اٹھا کر لے چلے۔ ایک شخص نے عرض کیا مجھے عنایت فرمائیے۔ اس کو میں اٹھا لیتا ہوں۔ فرمایا۔ قیامت کے روز تو میرا بوجھ نہیں اٹھائے گا۔ اس کے گھر آئے۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ اندر سے آواز آئی۔ کون ہے؟ فرمایا۔ میں وہ شخص ہوں جس نے تیری مشک اٹھائی تھی۔ گھر کا دروازہ کھولئے میں بچوں کے لئے کوئی چیز لایا ہوں۔ عرض کیا۔ اللہ تجھ سے راضی ہو۔ میرے اور علی کے درمیان فیصلہ کرے۔ حضرت گھر کے اندر داخل ہوئے۔ فرمایا۔ میں حصول ثواب کی خاطر حاضر ہوا ہوں۔ اب تجھے اختیار ہے۔ خواہ آٹا گوندھ اور روٹی پکا۔ یا یہ خدمت میرے سپرد کر دے۔ اور تم بچوں کو بہلاؤ

عرض کیا میں روٹی تیار کرنے میں زیادہ ماہر ہوں۔ اور اس پر مجھے قدرت حاصل ہے۔ اور آپ اتنا کیجئے کہ آپ بچوں کو بہلاتے رہیں۔

جب تک عورت روٹی پکانے سے فارغ نہ ہوئی۔ آپ بچوں کو بہلاتے رہے۔ عورت نے آٹا گوندھنا شروع کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے گوشت کو پکانا شروع کیا۔ پکانے کے بعد گوشت اور کھجور وغیرہ کے چھوٹے چھوٹے لقمے ان بچوں کے منہ میں دیتے تھے۔ جب حضرت بچوں کو کوئی چیز کھلاتے تھے۔ تو فرماتے بیٹا۔ علی بن ابی طالب کو معاف کرنا۔ اس کی کوتاہی جو تمہارے بارے میں کی ہے جب وہ عورت آٹا گوندھ چکی۔ تو اس نے کہا اے اللہ کے بندے تنور کو روشن کرو۔ آپ نے تنور روشن کرنا شروع کیا۔ جب وہ روشن ہو گیا تو اس کے شعلے حضرت کے چہرے کی طرف لپکنے لگے۔ حضرت نے دل میں کہا اے علی یہ مزہ چکھ۔ یہ اس کا بدلہ ہے۔ اس شخص کے لئے جو بیواؤں اور یتیموں کو یاد نہ رکھے۔

ایک امیر عورت نے حضرت کو دیکھا۔ جو آپ کو جانتی تھی وہ کہنے لگی اے عورت تیرے لئے ہلاکت ہو۔ یہ تو امیرالمومنین ہیں۔ وہ عورت حضرت امیر کی خدمت میں رو کر عرض کرنے لگی۔ اے امیرالمومنین میں آپ سے بہت شرمندہ ہوں۔ آپ نے جواب میں فرمایا۔ اے اللہ کی باندی میں خود تم سے شرمندہ ہوں۔ میں نے تیرے بارے میں کوتاہی سے کام لیا۔

فصل

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی ہمت اور رعب

ابو جارود ابو جعفر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیت اولئک یسارعون فی الخیرات یہ وہ لوگ ہیں جو نیکیوں کی طرف دوڑتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ نیکی میں آپ سے کسی ایک کو سبقت نہیں کی۔

ابن عباس سے مروی ہے۔ کہ جب امیرالمومنین اپنا سر اقدس جھکائے ہوتے تھے۔ تو آپ کے رعب کی وجہ سے ہم کلام کا آغاز کرنے سے ڈرتے تھے ــــ حضرت علی علیہ السلام سے کسی شخص نے پوچھا۔

کہ آپ اپنے ہم جوڑ بہادروں پر کیسے غالب آجاتے ہیں آپ نے فرمایا۔ ان کے دلوں میں میری ہیبت جاگزیں ہوتی ہے۔

نطنزی نے خصائص میں سفیان بن عیینہ سے وہ شفیق بن مسلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ میں جناب عمر کے ساتھ جارہا تھا آپ بار بار مڑ کے پیچھے دیکھتے جاتے تھے۔ میں نے پوچھا آپ کیا دیکھ رہے ہیں۔ کہا تم پر افسوس ہے میں اس شخص کو دیکھ رہا ہوں جو خود شیر ہے شیر کا فرزند ہے خود بہادر ہے بہادر کا بیٹا ہے "تاریکیوں کو دور کرنے والا ظالموں اور سرکشوں کے سروں پر تلوار چلانے والا دو تلواروں والا اور صاحب لوائے ہے۔ میں نے کہا یہ تو علی بن ابی طالبؑ ہیں۔ کہا "تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے تو حقارت سے ان کا نام لیتا ہے۔

احد کی جنگ میں رسول اللہ نے ہم سے اس بات پر بیعت لی تھی کہ جو شخص بھاگ جائے گا۔ وہ گمراہ ہوگا۔ اور جو شخص دشمن کے ہاتھوں قتل ہوگا وہ شہید ہوگا۔ اللہ کے رسول اس کے لئے جنت کا ضامن ہوگا۔ جب فریقین میں گھمسان کا رن پڑا۔ تو انھوں نے ہمیں شکست دی یہ شخص (حضرت علیؑ) بالکل اکیلا کفار سے جنگ کر رہا تھا۔ صرف رسول اللہ اور جبرائیل باقی تھے۔

حضرت علی علیہ السلام نے بھاگنے والے سے کہا تم نے رسول اللہ صلعم سے نہ بھاگنے کا وعدہ کیا تھا۔ اب بھاگ کر اس کی مخالفت کر رہے ہو۔ رسول اللہ نے ریت کی ایک مٹھی پھینکی اور فرمایا: شاہت الوجوہ خدا کی قسم ہم میں سے کوئی شخص ایسا نہ بچا جس کی آنکھوں میں ریت نہ پڑی ہو ہم ریت سے اپنے چہرے صاف کرتے ہوئے بیکتے ہوئے واپس لوٹے۔ اللہ! اللہ!! اے ابوالحسن! ہمیں معاف کیجئے اللہ آپ کو معاف کرے گا۔ آپ کا یہ بار بار مشرکین پر حملہ کرنا اور ہمارا بھاگ جانا عجیب وغریب چیز ہے۔ عرب کی عادت کے مطابق درگذر فرمایئے۔ جب بھی میں آپ کو اکیلا دیکھتا تھا۔ آپ سے ڈر جاتا تھا۔ (حضرت عمر)

نبی صلعم نے فرمایا جو شخص کسی کو قتل کرے گا۔ مقتول کا لباس قتل کرنے والے کے لئے ہے لیکن حضرت امیرالمومنینؑ نے کبھی ایسا نہیں کیا۔ بھاگنے والے کا پیچھا نہیں کرتے تھے۔ جنگ کے میدان میں جو آپ کے ڈر کے مارے فرار کر جاتا تھا۔ اس سے رک جاتے تھے۔ زخمی سے کوئی تعرض نہیں کرتے تھے۔ جنگ خندق کے موقعہ پر جب حضرت علیؑ نے عمرو بن عبدود کو پچھاڑ دیا۔ تو اس نے کہا چچا کے

بیٹے میں آپ کی خدمت میں ایک گذارش کرتا ہوں۔ وہ یہ ہے کہ میرے مرنے کے بعد میری شرمگاہ کو ظاہر نہ کرنا۔ اور میرے کپڑے نہ اتارنا۔ فرمایا یہ بات میرے لئے بہت آسان ہے۔

محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں جناب عمر نے عرض کیا آپ نے عمرو بن عبدود کی زرہ کیوں نہیں اتاری جس کی قیمت تین ہزار درہم تھی۔ اہل عرب میں سے کسی کے پاس ایسی زرہ نہیں ہے فرمایا مجھے اس بات سے شرم آئی کہ میں اپنے چچا کے بیٹے کو برہنہ کر دوں۔ جب عمرو بن عبدود کی بہن اپنے بھائی کی لاش پر آئی۔ تو اس نے اسے برہنہ نہ پایا۔ اور اس وجہ سے غم کا اظہار نہ کیا۔ اور کہا میرے بھائی کو کس کریم النفس انسان نے قتل کیا ہے۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا اے قنبر! جن لوگوں کو میں قتل کروں۔ ان میں سے کسی کے کپڑے نہ اتارے جائیں۔ اس سے حضرت کی یہ مراد تھی۔ کہ جن باغیوں کو میں قتل کروں۔ ان کے کپڑے نہ اتارے جائیں۔

حضرت سے ایک اعرابی نے سوال کیا۔ آپ نے ایک ہزار دینے کا حکم دیا۔ خادم نے عرض کیا سونے کے دوں یا چاندی کے۔ آپ نے فرمایا میرے نزدیک دونوں ایک پتھر کی حیثیت رکھتے ہیں اعرابی کو دونوں دے دو۔ تاکہ ہر ان سے فائدہ حاصل کرے۔

ابن زبیر نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا۔ کہ میں نے اپنے باپ کے حساب میں دیکھا ہے کہ میرے باپ کے آپ کے باپ پر اسی ہزار درہم واجب الادا تھے۔ فرمایا آپ کے باپ نے سچ کہا حضرت نے یہ رقم ادا کر دی۔ ـــــ ابن زبیر پھر حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر کہنے لگا۔ میں نے حساب میں غلطی کی ہے۔ بلکہ آپ کے والد کے میرے والد پر اسی ہزار درہم بقایا تھے۔ فرمایا میں نے تیرے والد کو معاف کیا اور جو کچھ تو لے گیا۔ تجھے معاف کیا۔

فصل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا یقین اور صبر

ابو معاویہ ضریر، اعمش سے وہ مجی سے وہ ابو صالح سے وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں انہوں نے ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں روایت کی ہے۔ فما یکذبک بعد بالدین یعنی اللہ کہتا ہے۔ کہ اے محمد! تمہارے بعد علی ابن ابی طالب تمہاری تکذیب نہیں کریں گے۔ اور جناب

امن میں ہوں گے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے مقامات کثیرہ پر ارشاد فرمایا ہے۔ میں باب المقام ہوں۔ میں حجۃ الخصام ہوں۔ میں دابۃ الارض ہوں۔ میں صاحب العصا ہوں۔ میں فاصل قضا ہوں۔ میں نجات کی کشتی ہوں، جو اس پر سوار ہوا، نجات پاگیا، جس نے اس کو چھوڑ دیا۔ وہ غرق ہوگیا۔

(نیز) امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ میں درخت ندیٰ ہوں۔ حجاب الوریٰ ہوں۔ میں صاحب الدنیا ہوں۔ میں حجۃ الانبیا ہوں۔ میں زبان مبین ہوں۔ میں حبل متین ہوں۔ میں نباء عظیم ہوں۔ جس سے لوگ منہ موڑے ہوئے ہیں۔ جس کے متعلق قیامت میں سوال کیا جائے گا۔ اور جس کے بارے میں لوگ اختلاف کرتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اے معبود! تیری عزت تیرے جلال، تیرے بلند مکان کی قسم! میں نے کبھی دشمن سے خوف نہیں کھایا۔ اور نہ ہی میں نے کبھی اپنے دوست کی خوشامد کی ہے نعمتوں پر تیرے سوا اور کسی کا شکر ادا نہیں کیا۔

حضرت ایک مناجات میں فرماتے ہیں۔ اے معبود! میں تیرا بندہ ہوں۔ تیرا ولی ہوں۔ تو نے مجھے چن لیا۔ میرا ارتقا کیا۔ مجھے بلند کیا۔ مجھے مکرم کیا۔ تو نے مجھے اپنے اصفیا کے مقام اور اپنے اولیاء کی خلافت کا وارث گردانا۔ مجھے غنی بنایا اور لوگوں کو دین اور دنیا میں میرا محتاج بنایا۔ مجھے عزت عطا کی۔ اور لوگوں کی گردنیں میری طرف جھکا دیں۔ اپنے نور کو میرے دل میں جاگزیں کیا۔ اپنے سوا اور کسی کا مجھے محتاج نہ بنایا۔ مجھے اپنی نعمتیں عطا کیں یا اپنی ذات کے سوا اور کسی شخص کا احسان مجھ پر قرار نہ دیا۔ تو نے مجھے اپنے حق کے زندہ رکھنے کے لئے قائم رکھا۔ اپنی مخلوق پہ مجھے گواہ بنایا۔ میں تیری رضامندی اور ناراضگی پہ رضامند اور ناراض ہوتا ہوں۔ میں صرف حق بات کہتا ہوں۔ میں صرف سچ بولتا ہوں۔

امیر علیہ السلام جنگ صفین کے موقعہ پر کرتا پہنے ہوئے صفوں کے درمیان چل رہے تھے۔ امام حسنؑ نے عرض کیا کیا یہ جنگ کا لباس ہے؟ فرمایا اے بیٹا! ان اباك لا یبالی وقع علی الموت او وقع الموت علیہ تیرے باپ کو اس بات کی مطلق پروا نہیں ہے وہ خود موت پر جا پڑے یا موت اس پر واقع ہو جائے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ اس امت کا بدبخت ترین انسان اس بات کا منتظر ہے کہ داڑھی کو میرے سر کے خون سے رنگین کرے۔ جب ابن ملجم نے اللہ اس پر لعنت کرے۔ حضرت پر اپنی تلوار کا وار کیا تو آپ نے فرمایا۔ فزت و رب الکعبۃ رب کعبہ کی قسم میں اپنے مقصد میں کامیاب ہو گیا۔

اللہ والے ہی موت کی آرزو کرتے ہیں چنانچہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یاایھا الذین ھادوا ان زعمتم انکم اولیاء للہ من دون الناس فتمنوا الموت ان کنتم صادقین حضرت کے صبر پر یہ آیت دلالت کرتی ہے والصابرین والصادقین والقانتین والمنفقین والمستغفرین بالاسحار اس آیت کا حضرت کے مقام کے بارے میں نازل ہونے کی دلیل یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کے صابر ہونے پر امت کا اجماع ہو چکا ہے آپ نے رسول اللہ صلعم کے ساتھ بچپن سے لے کر بڑے ہونے تک سخت مصائب کا مقابلہ کیا اور رسول اللہ کی وفات کے بعد بھی سخت تکالیف کا سامنا کیا۔ اللہ تعالیٰ نے صابرین کی ان اوصاف کے ساتھ تعریف کی ہے والصابرین فی الباساء والضراء وحین الباس اولئک الذین صدقوا یہ صفت حضرت میں بلاشبہ پائی جاتی ہے۔

تفسیر مجمع البیان اور تفسیر علی بن ابراہیم میں منقول ہے اور ابان بن عثمان سے بھی روایت ہے کہ جنگ احد کی لڑائی میں حضرت علی علیہ السلام کے ساٹھ زخم لگے تھے۔

تفسیر قشیری میں انس بن مالک سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم حضرت علی علیہ السلام کے پاس تشریف لائے۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے جسم پر ساٹھ سے زیادہ زخم موجود تھے۔

ابان کا بیان ہے کہ نبی صلعم نے ام سلیم اور ام عطیہ کو حکم دیا کہ وہ دونوں جا کر حضرت علی کا علاج معالجہ کریں لیکن دونوں نے عرض کیا کہ ہمیں آپ سے ڈر لگتا ہے۔ رسول اللہ صلعم اور مسلمانوں کے ساتھ حضرت علیؑ کے پاس تشریف لائے اور آپ کی عیادت کرتے تھے۔ اور حضرت علی مجسم ایک پھوڑے کی صورت میں موجود تھے۔ رسول اللہ صلعم اپنا ہاتھ اقدس حضرت علی کے جسم مبارک پر پھیرتے تھے اور فرماتے تھے اس شخص نے یہ تکالیف اور دکھ اللہ کی راہ میں برداشت کئے ہیں۔ اور علی علیہ السلام ٹھیک ہو جاتے تھے۔ علی علیہ السلام نے فرمایا۔ شکر ہے اس ذات کا جس کے فضل سے میں نے فرار نہ کیا۔ اور نہ ہی پیٹھ دکھا کر بھاگا۔ اللہ تعالیٰ نے قرآن کے دو مقام پر علی کا شکریہ ادا کیا ہے۔ سیجزی الشاکرین و سیجزی اللہ الشاکرین

سعید بن جبیر ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے تحت روایت کرتے ہیں۔ افان مات او قتل انقلبتم علی اعقابکم ومن ینقلب علی عقبیہ فلن یضر اللہ شیأ وسیجزی اللہ الشاکرین اگر محمد اپنی موت مر جائے یا قتل ہو جائے تو تم الٹے پاؤں پھر جاؤ گے۔ جو شخص الٹے پاؤں پھر جائے گا۔ وہ اللہ کو کوئی نقصان نہ دے گا۔ عنقریب اللہ شکر گذار لوگوں کو بدلہ دیں گے۔

یعنی اے محمد شاکرین میں سے تیرے صاحب علی بن ابی طالب ہیں۔ اور اپنے پاؤں پر الٹے پھر جانے والے وہ لوگ ہیں جو علی کے بارے میں مرتد ہو جائیں گے۔

سفیان ثوری منصور سے وہ ابراہیم سے وہ علقمہ سے وہ ابن مسعود سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ انی جزیتھم الیوم بما صبروا آج میں ان کے صبر کا انھیں بدلہ دوں گا۔ یعنی علی بن ابی طالب۔ فاطمہ، حسن، حسین علیہم السلام نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی اطاعت بھوک اور غربت پر صبر کیا۔ ان حضرات نے دنیا میں اللہ تعالیٰ کی خاطر مصائب پر صبر کیا۔ اور (آج) یہ لوگ فائز المرام ہونے والے ہیں۔

علی بن عبداللہ بن عباس سے روایت ہے کہ وتواصوا بالصبر سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

جب رسول اللہ صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کو حضرت جعفر کی موت کے متعلق آگاہ کیا۔ اور حضرت جعفر نے سرزمین موتہ پر انتقال فرمایا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ الذین اذا اصابتھم مصیبۃ قالوا انا للہ وانا الیہ راجعون وہ لوگ جب ان پر کوئی مصیبت پڑتی ہے تو کہتے ہیں۔

انا للہ وانا الیہ راجعون

ایک شخص نے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ میں آپ کو اللہ تعالیٰ کی خاطر دوست رکھتا ہوں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر تو مجھے دوست رکھتا ہے تو فقر کی تکلیف کو اختیار کر یا نیک اعمال کی چادر کو اوڑھ لے۔

ابو عبیدہ اور ثعلب نے کہا ہے کہ حضرت کے اس کلام کا مطلب یہ ہے کہ نیک اعمال اور تقوے کی چادر تیار کر، تاکہ اس کے بدلے تمہیں قیامت کے روز فقر کی وجہ سے جنت نصیب ہو۔

دوسرے لوگوں نے کہا۔ اس کا مطلب یہ ہے، کہ حضرت نے فرمایا۔ دنیا کو ترک کر دے۔ اور اس سے کنارہ کشی اختیار کر۔ فقر پر صبر کر۔ اس مطلب پر امیر المومنین علیہ السلام کا یہ قول دلالت کرتا ہے مجھے کیا ہو گیا ہے۔ کہ میں ان لوگوں میں شیعوں والی علامات نہیں دیکھتا۔ عرض کیا گیا۔ اے امیر المومنین! شیعوں کی علامات کیا ہیں؟

آپ نے فرمایا۔ بھوک کی وجہ سے تہی شکم، پیاس کی وجہ سے ان کے ہونٹ خشک ہوتے ہیں۔ روتے

روتے ان کی آنکھیں سوجھ جاتی ہیں۔

مسند ابی لیلیٰ، اعتقاد الاشہفی اور عبدوعہ ابی العلا ہمدانی ہیں انس، ابو برزہ اور ابو رافع سے روایت ہے اور کتاب ابانہ ہیں ابن بطہ تین طریقوں سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم قبا کی طرف تشریف لے گئے آپ کا ایک باغ سے گذر ہوا۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا یہ باغ کس قدر خوبصورت ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علی! تیرا باغ جو جنت میں موجود ہوگا۔ وہ اس سے بھی زیادہ خوبصورت ہوگا۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلعم کا سات باغات سے گذر ہوا۔ حضرت علی اسی طرح عرض کرتے جاتے تھے۔ اور رسول اللہ حسب سابق فرماتے جاتے تھے۔ پھر رسول اللہ صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنے گلے لگا لیا۔ اور پھوٹ پھوٹ کر رونے لگے۔ اور حضرت علی بھی رو پڑے۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ کو کس چیز نے رلایا ہے؟ فرمایا۔ میں اس لئے رو رہا ہوں۔ کہ تیرے متعلق لوگوں کے دلوں میں کینے موجود ہیں۔ اور میرے بعد اپنے کینوں کو ظاہر کریں گے۔

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! میں ان کے ساتھ اس بارے میں کیا طریقہ اختیار کروں۔ آپ نے فرمایا۔ صبر سے کام لینا۔ اگر تم صبر نہ کرو گے تو تکلیف اور سختی میں پڑ جاؤ گے۔ عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! اس بارے میں تو میں اپنے دین کی ہلاکت خیال کرتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ نہیں بلکہ اس میں تیرے دین کی زندگی ہوگی۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ جب سے محمد صلعم مبعوث برسالت ہوئے۔ میں نے کبھی آرام نہیں پایا۔ اس بات پر اللہ کا شکر ہے۔ مجھے خوف بہت کم لاحق ہوا۔ اور میں نے جد وجہد بہت بڑی کی۔ میں نے مشرکین کو قتل کیا۔ منافقین کو دشمن جانا۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو اٹھا لیا۔ پھر کیا تھا۔ قیامت کبریٰ برپا ہوگئی۔ میں لگاتار خائف رہنے لگا۔ مجھے اس بات کا ڈر تھا۔ کہ کہیں وہ وقت نہ آجائے۔ جس کا برداشت کرنا میرے امکان سے باہر ہو جائے۔ خدا کا شکر ہے کہ میں اس امتحان میں ثابت قدم رہا۔ حتیٰ کہ حضرت عمر کا انتقال ہو گیا۔ وہ امور صادر ہوتے۔ جو اللہ تعالیٰ کی مشیت میں منظور تھے۔ پھر فلاں صاحب (مسند خلافت پر) بیٹھے۔ اس کے بعد وہ زمانہ آیا۔ جیسا کہ تم خود دیکھ رہے ہو۔ کہ میں تلوار چلاتے چلاتے بوڑھا ہو گیا ہوں۔

عمرو بن حریث سے روایت ہے کہ امیر المومنین نے فرمایا۔ میرا خیال ہے کہ پہلے امیروں نے لوگوں

پر ظلم کیا۔ پھر لوگوں نے امیروں پر ظلم کیا۔

ابو الفتح حنار اپنے اسناد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ میں ہمیشہ مظلوم ہی رہا ہوں"

فصل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے اعمال صالحہ

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ آیت الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات امیر المومنین علیہ السلام اور آپ کے شیعوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ یہ وہ لوگ ہیں جن کو بے حساب اجر ملے گا۔

محمد بن عبداللہ بن حسن اپنے آباء سے، سدی ابو مالک سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ امام محمد باقر علیہ السلام اس آیت کے بارے میں تحریر فرماتے ہیں۔ ومنھم سابق بالخیرات باذن اللہ کہ یہ بھی علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

سدی۔ ابو صالح اور ابن شہاب ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ یہ آیت یبشر المومنین الذین یعملون الصالحات کا مطلب یہ ہے۔ کہ محمد صلعم۔ حضرت علیؑ۔ جعفر۔ عقیل۔ حمزہ۔ فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ کو جنت کی بشارت دیں گے۔ یہ وہ لوگ ہیں جنہوں نے اعمال صالحہ بجالائے ہیں۔ یہ آیت ام نجعل الذین امنوا وعملوا الصالحات سے مراد علی۔ حمزہ اور عبیدہ بن حارث ہیں۔ کالمفسدین فی الارض سے مراد عتبہ۔ شیبہ اور ولید ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے بازوؤں کی محنت کی کمائی سے ایک ہزار غلام خرید کر کے آزاد کئے۔ ایک جماعت نے روایت کی ہے کہ آپ نے ان گنت بے شمار غلام خرید کر کے آزاد کئے ہیں۔ جن کا شمار ناممکن ہے۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے پاس ایک شخص نے کھجوروں کی گٹھلیوں کا ایک تھیلا دیکھا اور عرض کیا۔ اے ابو الحسن! یہ کیا چیز ہے؟ فرمایا۔ ایک لاکھ غلام ہیں۔ انشاء اللہ تعالے آپ نے ان گٹھلیوں کو بو دیا۔ وہ سب کی سب کھجوریں تیار ہوگئیں۔ آپ نے ان کو وقف کر دیا۔ آپ نے خیبر۔ وادی

الفقری مال کو وقف کر دیا تھا۔ مال ابی نیرو۔ بغیبغۃ ارباجا۔ اذینہ۔ رعدا، اذیبا اور رباطلکے مال مومنین کی خاطر وقف کر دیا تھا۔ اور اولاد فاطمہ کے وہ افراد جو صاحب امانت اور صاحب صلاح تھے۔ ان کی تولیت میں دے دیا تھا۔

آپ نے حجاج کی خاطر ایک سو چشمے کھدوائے۔ وہ ہمارے اس دن تک باقی اور موجود ہیں۔ آپ نے مکہ اور کوفہ کی راہ میں کنوئیں کھدوائے۔ آپ نے حضرت حمزہ کی تربت کے مقابل میں مدینہ میں مسجد فتح کی تعمیر کی، ایک مسجد کوفہ میں اور دوسری میقات میں تعمیر کرائی۔ جامع بصرہ بھی آپ کی تعمیر کردہ ہے ایک مسجد آبادان میں تعمیر کی۔ اور اس کے علاوہ اور مساجد بھی آپ نے تعمیر کرائیں۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام دن کو روزہ رکھا کرتے اور رات کو ایک ہزار رکعت بجا لاتے تھے۔ مکہ کی سڑک آپ ہی نے تعمیر کرائی تھی۔ آپ نے رسول اللہ صلعم کے ساتھ سات سال اور آنحضرت صلعم کے انتقال کے بعد تیس سال روزے رکھے۔ رسول اللہ صلعم کے ساتھ دس حج ادا کیے۔ رسول اللہ صلعم کی زندگی میں کفار سے جہاد کیا۔ آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد باغیوں سے جہاد کیا۔ احکام دینی کے فتاوے دیئے۔ مختلف علوم کی اشاعت کی، سنتوں کو زندہ کیا اور بدعتوں کو مٹایا۔

ابویعلی مسند میں تحریر کرتے ہیں کہ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا کہ جب سے میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا کہ نماز تہجد نور ہے اس وقت سے لے کر آج تک میں نے نماز تہجد کبھی نہیں چھوڑی۔ ابن کوا نے عرض کیا۔ کیا یہ لیلۃ الہریر کے؟ فرمایا لیلۃ الہریر نہیں ہے۔

ابانۃ العکبری میں سلیمان بن مغیرہ اپنی ماں سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے ام سعید سے پوچھا۔ کہ ماہ رمضان میں جناب علیؑ کی نماز پڑھنے کی کیا کیفیت ہوتی تھی؟ کہا آپ کے نزدیک ماہ رمضان اور ماہ شوال برابر تھے۔ ساری رات نماز پڑھتے تھے۔

نیشاپوری روضۃ الواعظین میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ آپ نے بعض متاخرین سے سنا۔ وہ انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آیت امن ھو قانت اٰناء اللیل ساجداً وقائما حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

ایک شخص کا بیان ہے کہ میں حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ وقت مغرب کا تھا۔ آپ نماز میں مشغول تھے۔ اور قرآن بھی پڑھتے تھے اسی حالت میں آپ نے صبح کر دی اس کے بعد آپ نے وضو کی

تجدید فرمائی۔ اور مسجد کی طرف تشریف لے چلے۔ اور لوگوں کو صبح کی نماز پڑھائی۔ سورج کے طلوع ہونے تک تعقیبات میں مصروف رہے۔ پھر آپ کی خدمت میں لوگ حاضر ہونے لگے۔ آپ ان کے درمیان فیصلہ جات کرنے میں منہمک ہو گئے۔ اسی حالت میں نماز ظہر کا وقت آگیا۔ آپ نے وضو کی تجدید فرمائی۔ اور اپنے اصحاب کے ساتھ نماز ظہر پڑھی۔ آپ تعقیبات میں بیٹھ گئے۔ اسی حالت میں لوگوں کو عصر کی نماز پڑھائی۔ پھر لوگ کے درمیان فیصلہ کرنے اور فتوے دینے میں مصروف ہو گئے۔ اور سورج غروب ہو گیا۔

تفسیر قشیری میں مذکور ہے کہ جب نماز کا وقت آجاتا تھا: تو حضرت کا چہرہ فق ہو جاتا تھا۔ اور بدن میں تھرتھری پیدا ہو جاتی تھی۔ آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا۔ فرمایا۔ اس امانت کا وقت آگیا جس کو آسمانوں زمین اور پہاڑوں پر پیش کیا گیا۔ لیکن انہوں نے اس کے اٹھانے سے انکار کر دیا۔ انسان نے کمزور ہونے کے باوجود اس کو اٹھا لیا تھا۔ اب مجھے علم نہیں ہے کہ میں اس امانت کو اچھی طرح اٹھائے ہوئے ہوں یا نہیں۔

عروہ بن زبیر کا بیان ہے کہ ہم نے آپس میں صالح الاعمال شخص کا ذکر کیا۔ یہ سن کر ابو درداء کہنے لگا۔ تمام لوگوں سے زیادہ عبادت گذار علی بن ابی طالبؑ ہیں۔ میں نے آپ کو غمناک اور درد بھری آواز میں کہتے ہوئے سنا۔ معبود! کتنی تکلیف دینے والی مصیبتیں تھیں۔ کہ تو نے ان کو مجھ سے دور کیا۔ میں نے تیری نعمتوں کے ذریعے ان کا مقابلہ کیا۔ کتنے گناہ تھے۔ کہ تو نے ان سے اپنی مہربانی سے مجھ کو بچا لیا۔ اے معبود! اگرچہ تیری عمر کا کافی حصہ تیری نافرمانی میں گذرا۔ اور اعمال ناموں میں میرے گناہ بہت بڑی تعداد میں موجود ہیں۔ میں تیری بخشش کے سوا کسی سے امید نہیں رکھتا۔ اور تیری رضا مندی کے سوا اور کہیں توقع نہیں رکھتا۔ پھر آپ نے چند رکعات نماز ادا فرمانے کے بعد دعا، گریہ وزاری اور مناجات میں مشغول ہو گئے۔ اور کہا اے معبود! میں تیری بخشش پر نظر کرتا ہوں۔ تو مجھے میرے گناہ خفیف معلوم ہوتے ہیں۔ اور جب میں تیرے بڑے مواخذہ کو یاد کرتا ہوں۔ اگر میں نے ان کو اعمال نامہ میں پڑھا اور تو ان کا شمار کرنے والا ہے۔ تو تو کہے گا۔ اس شخص کو پکڑو۔ پکڑے جانے والے کے لئے بہت بڑی تباہی ہو گی۔ نہ اس کو اس کا قبیلہ چھڑوا سکے گا۔ اور نہ ہی اس کا خاندان اسے کوئی فائدہ پہنچائے گا۔ ایسے شخص پر مصیبتوں کا ہجوم ہو گا۔ آہ خدا امان دے۔ ایسی آگ سے جو جگروں اور گردوں کو بھون دے گی۔ آہ خدا محفوظ رکھ اس آگ سے جو چہروں کو جھلس دے گی۔ آہ جس کے شعلے بھڑکتے ہوں گے۔ پھر حضرت علی علیہ السلام اتنے روئے۔ کہ میں آپ سے کسی آواز و حرکت

کو نہ سُن سکا۔ میں نے خیال کیا آپ پر نیند کا غلبہ ہو گیا ہے۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام نے حضرت علی علیہ السلام کی عبادت کا ایک صحیفہ لے کر اس کو تھوڑا سا پڑھا پھر اس کو کانپتے ہوئے ہاتھوں سے رکھ دیا۔ فرمایا کس شخص میں یہ قدرت ہے۔ کہ جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام کی عبادت کا مقابلہ کر سکے۔

انس بن مالک سے روایت ہے کہ جب سورہ طسٓ میں پانچ آیات نازل ہوئیں۔ امن جعل الارض قرارًا الخ تو حضرت علیؑ اس طرح زمین پر غش کھا کر گر پڑے جس طرح چڑیا غش کھا کر گر جاتی ہے رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے علی تجھے کیا ہو گیا ہے۔ عرض کیا اے اللہ کے رسول مجھے لوگوں کے کفر کرنے اور اللہ تعالےٰ کا ان کے بارے میں بردباری کرنے سے تعجب ہوا۔ رسول اللہ صلعم نے آپ کے جسد اقدس پر ہاتھ پھیر دیا۔ اور فرمایا (اے علیؑ) تجھے بشارت ہو۔ مومن تجھ سے بغض نہیں رکھے گا۔ اور منافق تجھے دوست نہیں رکھے گا۔ اگر تم نہ ہوتے۔ تو اللہ کا گروہ نہ پہچانا جاتا۔

صاحب الحلیۃ۔ امام احمد بن حنبل نے کتاب فضائل میں مجاہد سے۔ صاحب مسند العشرۃ اور ایک اور جماعت نے محمد بن کعب قرظی سے نقل کیا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے رسول اللہ صلعم کے چہرہ اقدس پر بھوک کے آثار ملاحظہ کیے۔ آپ نے چمڑا لیا۔ اس کے وسط کو موڑا۔ اس کو اپنی گردن میں داخل کیا۔ اور اس کے درمیان والے حصے کو مضبوطی سے کھجور کے تنے سے کسا۔ حالانکہ آپ کو سخت بھوک لگی ہوئی تھی آپ کو معلوم ہوا۔ کہ ایک شخص کو اپنے باغ کے سیراب کرنے کی ضرورت ہے آپ اس کے پاس آئے اور فرمایا۔ کیا تم ایک ڈول کے بدلے ایک کھجور دو گے؟ اس نے کہا ہاں۔ آپ نے اس کی خاطر کئی ڈول کھینچے۔ آپ نے ڈول کو رکھ دیا۔ اور کھجوریں لے کر رسول صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔

فصل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی نیابت اور ولایت

رسول اللہ صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کو سورہ برائت دے کر مکہ میں تبلیغ کی خاطر روانہ فرمایا۔ اور آپ کے ذریعے حضرت ابو بکر کو معزول کر دیا۔ اس بات پر مفسرین اور ناقلین اخبار کا اجماع ہو چکا

ہے۔ مندرجہ ذیل حضرات نے اس واقعہ کو خصوصیت کے طور پر بیان کیا ہے۔

(۱) تاریخ طبری (۲) تاریخ بلاذری (۳) جامع ترمذی (۴) مورخ واقدی (۵) شعبی (۶) سدی (۷) ثعلبی (۸) واحدی (۹) قرطبی (۱۰) قشیری (۱۱) سمعانی (۱۲) احمد بن حنبل (۱۳) ابن بطہ (۱۴) محمد بن اسحاق (۱۵) ابو یعلی موصلی (۱۶) اعمش (۱۷) سماک بن حرب

مذکورہ بالا حضرات عروہ بن زبیر۔ ابو ہریرہ۔ انس۔ ابو رافع۔ زید بن نقیع ابن عمر اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں اور حدیث کے الفاظ ابن عباس کے ہیں۔ کہ جب سورہ برأت کے نو آیات اللہ کی طرف سے رسول اللہ صلعم پر نازل ہوئیں۔ تو رسول اللہ صلعم نے ان آیات کے ادا کرنے کے لئے مکہ میں حضرت ابوبکر کو روانہ فرمایا۔ جبرئیل امین نازل ہوئے اور کہا کہ اے محمد۔ ان آیات کو جاکر یا تم خود ادا کرو۔ یا وہ شخص ادا کرے جو تم ہی سے ہو۔ رسول اللہ صلعم نے امیر المومنین سے فرمایا۔ میری ناقہ عضبا پر سوار ہو جاؤ۔ اور حضرت ابوبکر کو جاکر مل جاؤ۔ اور اپنے ہاتھ سے اس سے سورہ برأت لے لو۔ جب حضرت علی نے اس سے سورہ برأت کو لے لیا۔ تو حضرت ابوبکر نے واپس آکر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں جزع و فزع شروع کیا اور عرض کیا اے اللہ کے رسول آپ نے اس امر میں مجھے اعزاز بخشا تھا جس سے گردنیں بلند ہو گئیں تھیں جب میں اس امر کی انجام دہی کے لئے روانہ ہوا تو آپ نے مجھے واپس بلا لیا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اللہ کی طرف سے میرے پاس جبرائیل امین نازل ہوئے اور فرمایا ان آیات کو یا تو تم جاکر ادا کر سکتے ہو۔ یا پھر وہ شخص جو تم میں سے ہو چونکہ علی مجھ سے ہیں اور میں علی سے ہوں لہٰذا میری طرف سے علی ہی ادا کر سکتے ہیں۔

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض کیا (یا رسول اللہ صلعم) آپ خطیب ہیں اور میں نوجوان آدمی ہوں۔ فرمایا۔ ان آیات کی تبلیغ کے لئے ضروری ہے کہ یا تم جاؤ یا میں جاؤں۔ عرض کیا اگر یہی بات ہے تو میں جاتا ہوں۔ اے اللہ کے رسول۔ فرمایا۔ جاؤ۔ اللہ تیری زبان کو ثابت اور تیرے دل کو ہدایت دے گا۔

عیاشی حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت علی علیہ السلام مکہ میں پہنچ کر لوگوں کے درمیان خطبہ دیا۔ تلوار کو نیام سے نکالا اور فرمایا۔ کوئی شخص خانہ کعبہ کا طواف برہنہ ہو کر نہ کرے۔ اور کوئی مشرک حج ادا نہ کرے۔ جس کے لئے کوئی مدت مقرر ہے۔ وہ اس مدت تک اور جس کے لئے کوئی مدت مقرر نہیں ہے۔ اس کے لئے آج سے چار ماہ مدت مقرر ہے۔

مسند موصلی میں یہ عبارت زیادہ ہے ۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ۔ جنت میں صرف مومن داخل ہوگا ۔ یہ ایسا حکم ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ کو حکم دیا تھا ۔ کہ میرے گھر کو طواف کرنے والے قیام کرنے والوں ۔ رکوع کرنے والوں اور سجدہ کرنے والوں کے لئے پاک کر دے ۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت ابراہیم خلیل اللہ علیہ السلام کو پہلے ندا کرنے کا حکم دیا تھا ۔

واذن فی الناس بالحج

اور ولی (حضرت علی علیہ السلام) کو آخر میں ندا کرنے کا حکم دیا ۔ واذان من اللہ ورسولہٖ سدی ، ابو مالک ۔ ابن عباس اور حضرت امام زین العابدین علیہ نے فرمایا ۔ اذان سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں ۔ آپ نے مشرکین کے درمیان ندا دی تھی ۔

"تفسیر ثعلبی" میں مذکور ہے ۔ کہ ایک مشرک نے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا ۔ اگر چار ماہ کے بعد کوئی شخص رسول اللہ سے بعض امور میں ملنا چاہے گا ۔ تو کیا مل سکے گا ۔ آپ نے فرمایا ۔ ہاں ایسا ہی ہے کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وان احد من المشرکین استجارک فاجرہ الخ اگر کوئی مشرک تم سے پناہ طلب کرے تو اس کو پناہ دے دو ۔

ایک حدیث میں حضرت امام زین العابدین اور حضرت امام محمد باقر علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں کہ خداش عمرو بن عبدود کے بھائی سعید نے کہا ۔ کہ ہمیں چار ماہ کی مدت منظور نہیں ہے ۔ اور ہم تم سے اور تمہارے ابن عم سے بری ہیں ۔ ہمارے درمیان اور تیرے ابن عم کے درمیان "تلوار اور نیزہ ہی فیصلہ کرے گا ۔ اگر تیرا ارادہ ہو تو آؤ ۔ ہمارا مقابلہ کر لو ، حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ۔ تیار ہو کر آجاؤ ۔ پھر فرمایا تمہیں علم ہونا چاہیئے ۔ کہ تم اللہ تعالیٰ کو عاجز نہیں کر سکتے ۔ انکم غیر معجزی اللہ الخ

"تفسیر ثعلبی" میں منقول ہے کہ مشرکین نے کہا ۔ کہ ہم تیرے عہد اور تیرے ابن عم کے عہد سے بیزار ہیں اور اب قصہ تلوار اور نیزے کے ذریعے طے پائے گا ۔

ایک روایت میں قسامہ ابن صوفی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ایک طویل حدیث میں فرمایا ۔ کہ میرے بھائی موسے سے کوہ طور پر رب نے مناجات کی تھی ۔ اور آخر کلام میں کہا اے موسیٰ اس کی قوم قبط کے پاس چلے جاؤ ۔ اور تم کسی قسم کا خوف نہ کھاؤ ۔ میں تمہارے ساتھ ہوں ۔ تو حضرت موسیٰ نے جواب دیا جس کو اللہ تعالیٰ نے قرآن میں ذکر کیا ہے ۔ کہ میں نے ان کے ایک آدمی کو قتل کیا ہے

مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ کہیں وہ مجھے قتل نہ کر ڈالیں۔ دیکھو! یہ علیؑ ہیں، میں نے انھیں سورۂ برأت دے کر روانہ کیا۔ تاکہ آپ ان آیات کو اہل مکہ پر تلاوت کریں۔ حالانکہ آپ نے اہل مکہ کے بہت سے آدمیوں کو قتل کیا تھا۔ آپ نہ ڈرے اور نہ ہی توقف کیا۔ اور اللہ تعالیٰ کی راہ میں کسی ملامت کرنے والے کی ملامت کی کوئی پروا نہیں کی۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حج کے موسم میں جو لوگ مکہ میں موجود تھے۔ انہوں نے حضرت علی علیہ السلام سے اچھا برتاؤ کیا۔ ہاں وہ لوگ اس بات سے مستثنیٰ ہیں جن کے باپ اور بھائی اور اعزا کو حضرت علی علیہ السلام نے قتل کیا تھا۔ ایسے لوگ حضرت کے درپے آزار ہوئے لیکن اللہ تعالےٰ نے آپ کو ان سے محفوظ رکھا۔ (آپ سورۂ برأت کی تبلیغ کے بعد صحیح و سالم واپس مدینے تشریف لائے۔

رسول اللہ صلعم نے آپ کو سنہ ۹ھ ذالحجہ کے پہلے روز مکہ کی طرف روانہ کیا تھا۔ آپ نے آیات کی تبلیغ یوم عرفہ اور قربانی کے دن لوگوں میں کی۔

جاحظ کا بیان ہے کہ عرب والوں کا یہ معمول تھا۔ کہ جب آپ کسی سے معاہدہ کرتے یا معاہدہ توڑتے تھے تو ان لوگوں کے پاس اپنے سردار یا قوم کے کسی معزز آدمی کو بھیجتے تھے۔

ارباب سیر و تاریخ کا اس بات پر اجماع ہے اور اس واقعہ کو تاریخی نے ذکر کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے خالد کو یمن کی طرف روانہ کیا۔ اور براء ابن عازب بھی اس کے ساتھ تھا۔ یہ یمن والوں کو اسلام کی دعوت دیتے رہے۔

خالد چھ ماہ تک یمن میں رہا۔ لیکن کسی نے اسلام قبول نہ کیا۔ رسول اللہ صلعم کو یہ بات بُری معلوم ہوئی۔ آپ نے خالد کو معزول کر دیا۔ اور حضرت علی علیہ السلام کو یمن کی طرف روانہ کیا۔ جب آپ یمن میں تشریف لے گئے تو لوگوں کو فجر کی نماز پڑھائی اور رسول اللہ صلعم کا خط ان کے سامنے پڑھا۔ ایک ہی دن میں ہمدان قبیلہ قوم کا تمام مسلمان ہوگیا۔ یمن والوں نے بھی بیعت اسلام کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو جب یہ بات معلوم ہوئی تو آپ نے سجدہ شکر ادا کیا۔ اور فرمایا ہمدان پر سلام ہو۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے جنگ صفین کے موقع پر یہ اشعار ارشاد فرمائے۔ جن میں سے ایک شعر

فلو کنت بواباً علی باب جنۃ   لقلت لہمدان ادخلوا بسلام

اگر میں کسی روز جنت کا دربان بن جاؤں۔ تو قبیلہ ہمدان سے کہوں گا۔ کہ سلامتی کے ساتھ جنت میں داخل ہو جاؤ۔

حضرت امیر علیہ السلام کی نیابت کا موقعہ وہ تھا۔ کہ جب آپ کو قاضی بنا کر یمن کی طرف روانہ کیا گیا۔ اس بات کا دوست اور دشمن نے اعتراف کیا ہے رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے سینے پر ہاتھ مارا۔ اے معبود! اس کی مدد کرنا اور فصل خطاب تلقین کرنا۔

امیر المومنین علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ کہ اس روز کے بعد میں نے دو آدمیوں کے درمیان فیصلہ کرنے میں کبھی شک نہیں کیا ــــــ اس واقعہ کو امام احمد بن حنبل نے اپنی مسند میں اور ابو یعلی نے بھی اپنی مسند میں تحریر کیا ہے اور ابن بطہ نے ابانہ میں اس حدیث کو چار طریقوں سے بیان کیا ہے

حضرت علی علیہ السلام کی نیابت کا ایک موقعہ وہ تھا۔ جب حضرت علی علیہ السلام کو رسول اللہ صلعم نے مدینہ کی طرف ایک شرعی مہم کی خاطر روانہ کیا تھا اس واقعہ کو امام احمد بن حنبل نے مسند اور فضائل میں بیان کیا ہے ابو یعلی نے مسند میں اور ابن بطہ نے ابانہ میں اور زمخشری نے فائق میں بیان کیا ہے۔ اور الفاظ وہ ہیں جن کو امام احمد بن حنبل نے بیان کیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ ہم ایک جنازہ میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ تھے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ تم میں اب کون شخص موجود ہے۔ جو مدینہ میں جائے۔ وہاں کی ہر قبر کو ہموار کر دے۔ اور وہاں کی ہر مورتی کو بگاڑ دے۔ اور وہاں کے ہر بت کو توڑ دے۔

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ! یہ کام میں سرانجام دوں گا۔ آپ مدینہ میں تشریف لائے۔ مدینہ والوں پر آپ کی ہیبت طاری ہو گئی اور آپ نے بغیر کسی کی مزاحمت کے سب قبروں کو ہموار۔ مورتیوں کو بگاڑ دیا اور بتوں کو توڑ دیا۔ اس اہم کام سے فارغ ہو کر واپس رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آئے۔ اور عرض کیا یا رسول اللہ! میں نے قبروں کو ہموار کر دیا ہے مورتیوں کو بگاڑ دیا ہے اور بتوں کو توڑ دیا ہے۔

ایک موقعہ نیابت کا وہ بھی تھا جو ۶۳ اونٹوں سے زائد تھے۔ انہیں حضرت علی علیہ السلام نے نحر کیا۔ اسمٰعیل بخاری، ابو داؤد سجستانی بلاذری ابو یعلی موصلی، احمد بن حنبل اور ابو القاسم اصفہانی نے ترغیب میں جابر اور ابن عباس سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے سو اونٹوں کی ہدی

قربانی کے لئے دی۔ حضرت علی علیہ السلام مدینہ سے مکہ میں تشریف لائے۔ رسول اللہ صلعم نے علی علیہ السلام کو حکم دیا کہ ۳۴۔ اونٹ وہ نحر کریں۔ اور آپ سے فرمایا کہ ہر اونٹ میں سے تھوڑا تھوڑا گوشت لے کر پکائیں آپ نے گوشت کو پکایا۔ دونوں نے مل کر کھایا اور شوربا پیا۔

ایک روایت میں مجاہد عبد الرحمن بن ابی یعلےٰ سے وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے حکم دیا کہ میں اونٹوں کی قربانی کا اہتمام کروں۔ جب میں نے ان تمام اونٹوں کو نحر کیا۔ تو آنحضرت صلعم نے ان کے چمڑے، گوشت اور چربی کو بطور صدقہ کے تقسیم کر دیا۔

کافی کلینی میں ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اپنے ہاتھ سے ۶۳ اونٹوں کو نحر کیا اور باقیوں کو حضرت علی علیہ السلام نے ذبح کیا۔

تہذیب الاحکام میں ہے کہ جب رسول اللہ صلعم سعی سے فارغ ہوئے تو فرمایا۔ یہ جبرئیل ہیں، اس نے مجھے کہا کہ میں حکم دوں کہ جو شخص ہدی کو نہیں لایا۔ وہ احرام کھول دے۔ چونکہ میں ہدی کو لایا ہوں اس لئے ارادہ کیا ہے اسے پورا کروں گا۔ رسول اللہ صلعم ۶۶ یا ۶۴ اونٹ لائے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام یمن سے ۳۴ یا ۳۶۔ اونٹ لے کر آئے تھے۔ آنحضرت صلعم نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا تمہاری کیا نیت ہے؟ عرض کیا اے اللہ کے رسول؛ جو حضور کی نیت ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ تم بھی میری طرح احرام باندھ لو۔ اور قربانی کے اونٹوں میں میرے شریک ہو جائیں۔ جب رسول اللہ صلعم رمی جمرہ سے فارغ ہوئے تو آپ نے ۶۶ اونٹ نحر کئے اور علی علیہ السلام نے ۳۴ نحر کئے۔

حضرت علی علیہ السلام کی نیابت کا ایک موقعہ وہ بھی تھا۔ جس میں آپ نے رسول اللہ صلعم کی طرف سے قربانی دی تھی۔ اس واقعہ کو حاکم بن بیع کتاب معرفۃ علوم الحدیث میں بیان کرتے ہیں کہ ہمیں ابو نصر سہل فقیہ نے حدیث بیان کی وہ صالح بن محمد بن حبیب سے وہ علی بن حکم سے وہ شریک سے وہ ابو المختار سے وہ حکم بن عتیبہ سے وہ ازین بن حسین سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے دو مینڈھوں کی قربانی دی ایک مینڈھے کو رسول اللہ صلعم کی طرف سے اور دوسرے کو اپنی طرف سے قربان کیا۔ اور فرمایا اس بات کا مجھے رسول اللہ صلعم نے حکم دیا تھا۔ کہ میں آپ کی طرف سے قربانی کروں۔ اور میں رسول اللہ صلعم کی طرف سے ہمیشہ قربانی کرتا رہوں گا۔ اس واقعہ کو امام احمد بن حنبل نے الفضائل میں بیان کیا ہے۔

حضرت علی علیہ السلام کی نیابت کا ایک موقعہ وہ بھی ہے جس میں حضرت علی علیہ السلام نے خالد کے فساد

کی اصلاح کی تھی۔ بخاری کی روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے خالد کو ایک سریہ کا سردار بنا کر روانہ کیا۔ خالد نے ابوزاہر اسدی کے قبیلے کو لوٹا۔ طبری کی روایت میں ہے کہ خالد نے پہلے ان کی مشکیں کسوائیں پھر ان کو تلوار پر رکھ لیا۔ ان میں سے جو بھی قتل ہوا سو ہوا جو لوگ قتل ہونے سے بچ گئے تھے۔ وہ امان نامے کر حاضر ہوئے جو رسول اللہ صلعم نے ان کی قوم کو لکھ دیا تھا۔ ان تمام لوگوں نے خالد کی شکایت کی۔ یہ سن کر رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے معبود! میں خالد کے فعل سے بیزار ہوں

ابوسعید خذری کی روایت میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے تین مرتبہ فرمایا۔ اے معبود! میں خالد سے بری الذمہ ہوں پھر رسول اللہ صلعم نے فرمایا تمہارا سامان تو ضائع ہو گیا ہے اور وہ مسلمانوں میں تقسیم ہو گیا ہے لیکن میں تمہیں تمہارے سامان کی مانند اور سامان دیتا ہوں۔ ۔۔۔۔۔ حضرت علی علیہ السلام تین اونٹ سامان سے بھرے ہوئے یمن سے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لائے آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اے علیؑ اللہ اور اس کے رسول کی ذمہ داری کو ادا کر دو۔ وہ تمام سامان حضرت علیؑ کے حوالے کیا گیا۔ آپ نے حکم دیا کہ ان کا جو نقصان ہوا ہے اس کی ایک فہرست تیار کر لی جائے چنانچہ فہرست تیار کی گئی۔ فرمایا۔ یہ سامان لے لو جو تمہارے نقصان کی تلافی کرے گا۔ انہوں نے عرض کیا سبحان اللہ یہ سامان تو ہمارے نقصان سے کہیں زیادہ ہے فرمایا اس دوسرے اونٹ کا سامان بھی لے لو۔ تاکہ تم اپنے اہل وعیال اور نوکروں کو لباس پہنا سکو۔ تاکہ تم جس قدر غمگین ہوئے تھے۔ اسی قدر خوش ہو جاؤ۔ اس تیسرے اونٹ کے سامان کو بھی لے لو تاکہ تم رسول اللہ سے راضی ہو جاؤ۔

مال کی تقسیم کے بعد حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور آپ کو تمام کارروائی سے آگاہ کیا۔ کارگذاری کو سن کر رسول اللہ صلعم اتنے ہنسے کہ آپ کے دہن اقدس کی ڈاڑھیں ظاہر ہو گئیں تھیں۔ فرمایا (اے علی) جس طرح تو نے ہر ذمہ داری کو ادا کیا ہے اللہ تعالےٰ تیری ذمہ داری کو ادا کرے اسی کے لگ بھگ بنو جذیمہ کا ایک واقعہ بیان کیا گیا ہے جب رسول اللہ صلعم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ تو حضرت علی کو اپنے اہل اور مال میں اپنا جانشین بنایا۔ اور آپ کو حکم دیا۔ کہ آپ کا ہر قرض اور امانت کو ان کے اہل تک پہنچا دیں۔ اور آپ کو اپنے قرضوں کے چکانے کی وصیت فرمائی تھی

طبری باسناد خود عباد سے وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ میرا قرض کون چکائے گا۔ میرے وعدے کون پورے کرے گا۔ اور ایک شخص میرے ساتھ جنت میں

ہوگا۔ میں نے عرض کیا اسے اللہ کے رسول یہ امور میں سرانجام دوں گا۔

فردوس دیلمی میں ہے۔ کہ سلمان نے کہا کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ علی بن ابی طالبؑ میرے وعدے پورے کریں گے۔ اور میرے قرض کو چکائیں گے۔

امام احمد بن حنبل نے فضائل میں ابن آدم سلول اور حبشی بن جنادہ سلولی سے روایت کی ہے۔ کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ علیؑ مجھ سے ہیں۔ اور میں اس سے ہوں۔ میں اپنا قرض خود چکاؤں گا یا علیؑ۔ آنحضرت صلعم کا فرمان ہے کہ علیؑ میرے قرض کو ادا کریں گے اور میرے وعدے پورے کریں گے۔ اور آنحضرت صلعم نے فرمایا اے علیؑ! تم میرے قرض کو ادا کرو گے۔ یہ بات بہت سی روایات میں موجود ہے۔

قتادہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے تین سال تک زمانہ حج میں اعلان کیا۔ کہ جس کسی شخص کا رسول اللہ پر کوئی قرض ہو۔ وہ میرے پاس آئے میں اس کا قرض ادا کر دوں۔

اہل سنت کی روایات میں حبشی بن جنادہ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص حضرت ابوبکر کے پاس آیا۔ اور کہا کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے تین لپ کھجوریں دینے کا وعدہ کیا تھا۔ حضرت ابوبکر نے کہا۔ اے علیؑ! ان کو دے دو۔ حضرت ابوبکر نے ان خرموں کو گنا۔ تو ہر لپ میں ساٹھ خرمے تھے۔ تو حضرت ابوبکر نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے سچ فرمایا تھا۔ میں نے آنحضرت صلعم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ اے ابوبکر! میرا اور علیؑ کا ہاتھ عدد میں برابر ہے نبی صلعم کا قرض صرف وعدوں کی شکل میں تھا۔ جس کی تعداد اسی ہزار تھی جس کو حضرت علی علیہ السلام نے ادا کیا۔

حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلعم کا جہاں دنیوی قرضہ ادا کیا۔ وہاں دینی قرض بھی ادا کیا۔ جو سب سے بڑی چیز ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رسول اللہ صلعم پر ایک چیز فرض کی تھی۔ اور اس چیز کے پورا کرنے سے پہلے اللہ تعالیٰ نے آپ کو اٹھا لیا اور اس کے ادا کرنے کی وصیت حضرت علیؑ کو کی۔ اور اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ہے۔ یا ایہا النبی جاہد الکفار والمنافقین اے رسول! کافروں اور منافقوں سے جہاد کرو۔ رسول اللہ صلعم نے اپنی زندگی میں کفار سے جہاد کیا۔ اور منافقین سے جہاد کرنے کا حکم حضرت علی علیہ السلام کو دیا تھا۔ چنانچہ حضرت امیر علیہ السلام نے رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد ناکثین، قاسطین اور مارقین سے جہاد کیا۔ یہ وہ فرض تھا۔ جو اللہ تعالیٰ کی جانب سے رسول اللہ پر فرض تھا۔ اور جناب علیؑ نے اس کو رسول اللہ صلعم کی طرف سے ادا کیا۔ حضرت رسول اللہ صلعم نے اپنی وفات کے بعد اپنی عورتوں کی طلاق کا اختیار جناب علی علیہ السلام کے سپرد کیا تھا۔ ابو ورد علی مرادی اور صالح تومہ کے [illegible] سے حضرت عائشہ سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اپنی عورتوں کی طلاق کا اختیار حضرت

علی علیہ السلام کے سپرد کیا تھا۔

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے ایک شخص کو بی بی عائشہ کے پاس روانہ کیا اور کہلا بھیجا کہ واپس لوٹ کر چلی جا۔ ورنہ میں (تیرے متعلق) وہ بات کہوں گا جس کی وجہ سے تیرا اللہ اور اس کے رسول کے ساتھ کوئی تعلق نہیں رہے گا۔

امام المومنین علیہ السلام نے جنگ جمل کے موقعہ پر جب بی بی عائشہ اونٹ سے گر پڑیں تو) اپنے امام حسن علیہ السلام سے فرمایا کہ فلانہ (بی بی عائشہ) کے پاس چلے جاؤ۔ اور اسے کہو کہ امیرالمومنین علیہ السلام تجھے کہتے ہیں کہ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانہ اور گٹھلی میں شگاف ڈالا ہے تم ابھی ابھی چلی جاؤ ورنہ تیرے پاس ایسی چیز کو بھیجوں گا جس کو تم جانتی ہو۔ جب امیرالمومنین کا پیغام حضرت امام حسن علیہ السلام نے آپ کو پہنچایا۔ تو آپ اسی وقت کھڑی ہو گئیں۔ اور کہنے لگیں جلدی میری سواری کا انتظام کرو۔ مہالبہ کی ایک عورت نے آپ کی خدمت میں عرض کیا (یہ کیا؟) شیخ بنو ہاشم حضرت عباس تمہارے پاس آئے اور تم سے گفتگو کی لیکن آپ نے اس کی کوئی بات نہ مانی۔ وہ ناراض ہو کر تم سے چلے گئے۔ جب ایک لڑکا آپ کے پاس آیا۔ تو آپ گھبرا کر اٹھ کھڑی ہوئیں۔ بی بی عائشہ فرمانے لگیں کہ یہ لڑکا رسول اللہ صلعم کا فرزند ہے جو شخص رسول اللہ صلعم کی آنکھوں کو دیکھنا چاہے اسے چاہیئے۔ کہ اس لڑکے کو دیکھ لے جس بات کے لئے حضرت علیؑ نے اس کو میرے پاس بھیجا ہے اس کو میں خوب جانتی ہوں۔ وہ عورت عرض کرنے لگی۔ میں آپ کو اس حق کا واسطہ دے کر دریافت کرتی ہوں۔ جو آپ پر رسول اللہ کی طرف سے واجب ہے مجھے مزید آگاہ فرمایئے۔ کہ علی نے کیوں اس لڑکے کو آپ کے پاس بھیجا ہے۔ بی بی عائشہ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلعم نے اپنی عورتوں کی طلاق کا اختیار علی علیہ السلام کو دے دیا تھا جس عورت کو علی علیہ السلام دنیا میں طلاق دے دیں گے وہ آخرت میں آپ سے الگ ہو جائے گی۔

ایک اور روایت میں بی بی عائشہ فرماتی ہیں کہ رسول اللہ صلعم مال غنیمت اپنے اصحاب میں تقسیم فرما رہے تھے۔ ہم نے بھی آنحضرت صلعم سے سوال کیا۔ کہ ہمیں بھی ہمارا حصہ ملنا چاہیئے (نہ ملنے پر) ہم نے زیادہ اصرار کیا۔ حضرت علی نے اس بارے میں ہمیں ملامت کی۔ اور فرمایا۔ تمہیں رسول اللہ کا جھوڑ کا کافی نہیں ہے ہم نے علی پر ہجوم کر دیا۔ یہ دیکھ کر رسول اللہ صلعم ناراض ہو گئے۔ فرمایا اے علیؑ! میں نے تمہیں ان کی طلاق کا اختیار دے دیا ہے ان میں سے جس کو تم طلاق دو گے اس کے لئے وہ طلاق بائنہ ہو گی

چونکہ رسول اللہ نے کوئی وقت معین نہیں کیا تھا کہ علی علیہ السلام کو یہ اختیار آپ کی زندگی میں رہے گا یا آپ کی موت کے بعد بھی آپ کو یہ حق حاصل ہوگا ۔ لہذا دونوں صورتوں میں جناب علی علیہ السلام کو یہ حق حاصل ہے ۔ اور مجھے خوف دامنگیر ہے کہ کہیں جناب علیؑ مجھے طلاق نہ دے دیں ۔ اور میں رسول اللہ صلعم سے علیحدہ ہو جاؤں ۔

حضرت امیر علیہ السلام کی نیابت کا ایک واقعہ وہ تھا کہ شب ہجرت رسول اللہ صلعم نے آپ کو اپنے بستر پر سلایا اور خود غار میں تشریف لے گئے ۔ آپ نے اپنے حرم میں اپنا قائم مقام بنایا ۔ آپ نے تین روز کے بعد آپ کے حرم کو مدینہ میں پہنچایا ۔ قریش کے بڑے بڑے آدمیوں کو قتل کرنے اور ان کو شکست دینے میں آپ کو اپنا نائب بنایا اپنے خاص امور اور اپنے راز کی حفاظت میں آپ کو اپنا نائب بنایا جیسا کہ حدیث ماریہ اور جنگ تبوک کے موقع پر آپ کو اپنا جانشین بنایا ۔ فدک کی طرف بھیج کر آپ کو اپنا ولی بنایا ۔ بنو زہرہ کی طرف خروج کا آپ کو ولی بنایا ۔ جنگ احد میں آپ کے لشکر کا علم جناب علی علیہ السلام کے ہاتھ میں تھا ۔ اور جنگوں میں بھی حضرت علی ہی آپ کے لشکر کے علمبردار ہوتے تھے ۔ اور کوئی نہیں ہوتا تھا ۔ اپنی وفات کے وقت اپنے غسل کفن اور نماز جنازہ اور دفن کا متولی حضرت علی کو بنایا ۔

حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ ہم اہل بیت نبوت رسالت اور امامت ہیں ۔ ہماری ولادت کے امور دایاں بجا نہیں لاتیں ۔ امامت کی ولادت ۔ تغمیض غسل اور دفن کے امور کو امام جیسا امام سرانجام دیتا ہے علیؑ کی ولادت کے امور رسول اللہ صلعم نے انجام دیئے ۔ رسول اللہ صلعم کی وفات کے لوازم حضرت علی علیہ السلام بجا لائے حسن اور حسین کی ولادت کے فرائض امیر المومنین نے طے کئے حسن اور حسینؑ نے امیر المومنینؑ کی وفات کے لوازم سرانجام دیئے ۔ رسول اللہ صلعم نے امت کے امر کے متعلق علی علیہ السلام کو وصیت کی جس کا بیان عنقریب انشا اللہ آئے گا ۔

فتح مکہ کے روز حضرت رسول اللہ صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کو ایک امر عظیم میں اپنا نائب بنایا ۔ حضرت علیؑ آنحضرت صلعم کے دونوں شانوں پر سوار ہو گئے کعبہ کی سطح کو پکڑ کر اس پر چڑھ گئے آپ بتوں کو اس قدر زور سے توڑتے تھے جس سے خانہ کعبہ کی دیواریں لرز گئیں تھیں ۔ آپ بت کو اس قدر زور سے [illegible] تھے جو گر کر ٹوٹ جاتا تھا ۔ اس واقعہ کو احمد بن حنبل ۔ ابو یعلیٰ موصلی ۔ ابو بکر خطیب نے تاریخ ۔ محمد [illegible] زعفرانی نے فضائل میں اور خطیب خوارزمی نے اربعین میں ابو عبد اللہ نطنزی نے خصائص میں

امام رضا علیہ السلام کے غلام ابو اعصفیا جسے امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے ان سے ایک حدیث سنی جو اپنے آباؤ اجداد کے حوالے سے بیان فرماتے تھے۔ ورفعناہ مکانا علیا ہم نے اس کو ایک بلند مقام پر اونچا کیا۔ کہ یہ آیت اس موقعہ کے متعلق ہے جب علی رسول اللہ صلعم کی پشت پر سوار ہو کر بت توڑتے تھے۔

ابوبکر شیرازی نزول القرآن فی شان امیر المومنین علیہ السلام میں قتادہ سے روایت کرتے ہیں۔ سیب سے وہ ابو ہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ مجھے جابر بن عبداللہ نے کہا کہ ہم لوگ مکہ میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ داخل ہوئے۔ خانہ کعبہ اور اس کے گرد تین سو ساٹھ بت رکھے ہوئے تھے۔ رسول صلعم نے اس کے گرانے کا حکم دیا۔ وہ تمام کے تمام منہ کے بل گرا دیئے گئے۔ کعبہ کی چھت پر ایک بڑا بت ہوا تھا جس کا نام ہبل تھا۔ نبی صلعم نے حضرت علی کی طرف دیکھا اور فرمایا۔ اے علی! تم مجھ پر سوار ہو جاؤ یا تم پر سوار ہو کر اس ہبل بت کو کعبہ کی چھت سے گرا دوں۔ حضرت علی نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! مجھ پر سوار ہو جائیں۔ جب رسول اللہ میری پشت پر سوار ہوئے۔ تو رسالت کے بوجھ کی وجہ سے میں اٹھ نہ اٹھ سکا۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ میں آپ کے کندھے پر سوار ہوتا ہوں۔ یہ سن کر رسول اللہ ہنس پڑے آپ اتر آئے اپنی پشت میرے لئے جھکا دی۔ میں سوار ہو گیا۔ قسم ہے اس ذات کی جس نے دانے کو شگاف ڈالا۔ اور روح کو پیدا کیا (میں اس قدر بلند ہوا) اگر میں آسمان کو چھونا چاہتا تو اپنے ہاتھ سے چھو سکتا تھا۔ میں نے ہبل کو کعبہ کی چھت سے نیچے ٹپک دیا۔ اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی جاء الحق وزھق الباطل ان الباطل کان زھوقا۔

امام احمد بن حنبل اور ابوبکر خطیب نے اپنی اپنی کتابوں میں نعیم بن حکیم مدائنی سے روایت کی ہے مجھے ابو مریم نے علی بن ابی طالب کے حوالے سے حدیث بیان کی ہے۔ کہ میں اور رسول اللہ صلعم کعبہ کے اندر وارد ہوئے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میں کعبہ کے ایک کونے میں بیٹھ گیا۔ رسول اللہ صلعم میرے شانوں پر سوار ہو گئے۔ فرمایا مجھے بت کی طرف اٹھاؤ۔ میں نے آپ کو اٹھایا۔ جب میری کمزوری محسوس کی تو فرمایا۔ بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا میں نے آپ کو اپنے سے اتار دیا۔ رسول میری خاطر بیٹھ گئے۔ فرمایا اے علی سوار ہو جاؤ۔ میں آپ کے شانے پر سوار ہو گیا۔ رسول اللہ صلعم اٹھ کھڑے ہوئے مجھے محسوس ہوا کہ اگر چاہوں تو آسمان کو چھو سکتا ہوں۔ میں کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا۔ رسول اللہ صلعم الگ ہو گئے۔

نے قریش کے بڑے بُت کو نیچے پھینک دیا۔ جو تانبے کا بنا ہوا تھا۔ اور لوہے کی میخوں سے جڑا ہُوا تھا۔ جو زمین تک ایسی پہنچی ہوئیں تھیں۔

خطیب کی روایت میں ہے کہ مجھے خیال ہوا۔ کہ مجھے خیال ہوا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کے افق کو چھو سکتا ہوں۔ ـــــ مجھے ابوالحسن علی بن احمد عاصمی اسمٰعیل بن احمد واعظ سے وہ ابوبکر بیہقی سے وہ ابو مریم سے وہ امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے فرمایا۔ کہ مجھے اٹھاؤ۔ تاکہ میں بتوں کو کعبہ کی چھت سے گرا دوں۔ میں آپ کو نہ اُٹھا سکا۔ آپ نے مجھے اُٹھا لیا۔ اگر میں آسمان کو چھونا چاہتا تو چھو سکتا تھا۔ ایک حدیث میں یوں ہے۔ کہ خدا کی قسم اگر میں چاہتا تو آسمان اپنے ہاتھ سے چھو سکتا تھا۔

قاضی ابو عمرو عثمان بن احمد اپنے شیوخ سے روایت کرتے ہیں۔ وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علی سے فرمایا اُٹھو جو بت خانہ کعبہ کی چھت پر ہیں ان کو توڑ دیں۔ دونوں اُٹھ کھڑے ہوئے۔ جب خانہ کعبہ میں پہنچے نبی صلعم نے علی علیہ السلام سے فرمایا میرے شانے پر سوار ہو جا۔ تاکہ میں تم کو بلند کردوں آپ کو اتنا بلند کیا کہ کعبہ کی چھت پر پہنچا دیا۔ آپ نے ایک بت کو جو تانبے کا بنا ہوا تھا۔ پکڑ کر نیچے زمین پر پھینک دیا۔ رسول اللہ صلعم نے آواز بلند کی۔ آپ نیچے اتر آؤ۔ کعبہ کی چھت سے جست لگائی۔ آپ ایسے نیچے تشریف لائے گویا کہ آپ کو دو پر لگے ہوئے تھے حضرت فرماتے تھے کہ میری ہمیشہ یہ آرزو رہی۔ کہ کاش کہ میں بتوں کو گراتا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ جو شخص بتوں کو پوجا کرتا تھا۔ وہ ان کو اکھاڑ کر نہیں پھینک سکتا۔ جب حضرت ابوبکر خلیفہ بنے۔ تو آپ منبر رسول کی ایک سیڑھی چھوڑ کر نیچے بیٹھے۔ جب حضرت عمر بیٹھے تو اس نے ایک سیڑھی اور چھوڑ دی۔ اور جب عثمان خلیفہ ہوئے۔ تو اس نے منبر رسول کی ایک سیڑھی اور چھوڑ دی۔ جب حضرت علی علیہ السلام مسند خلافت پر متمکن ہوئے۔ تو آپ اس جگہ پر تشریف فرما ہوئے۔ جہاں رسول خدا تشریف فرما ہوا کرتے تھے لوگوں نے چہ میگوئیاں شروع کر دیں۔ آپ نے فرمایا یہ کیا چہ میگوئیاں ہیں۔ جو میں سن رہا ہوں۔ انہوں نے عرض کیا کہ آپ تو اس جگہ جلوہ افروز ہیں۔ جہاں رسول اللہ صلعم تشریف فرما ہوا کرتے تھے۔ آپ نے فرمایا میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ کہ جو شخص میری جگہ پر بیٹھے۔ اور مجھ جیسا عمل نہ کرے اللہ تعالیٰ اسے منہ کے بل جہنم میں گرا دے گا۔ خدا کی قسم! میں آپ کے عمل پر عمل کرتا ہوں۔ اور آپ کے فرمان کی پیروی

کرتا ہوں۔ آپ کے حکم کے مطابق حکم کرتا ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ میں آپ کی جگہ پر بیٹھا ہوں پھر آپ

اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔

"اے لوگو! میں اپنے بھائی اور اپنے ابن عم کے مقام پر بیٹھا ہوں۔ آپ نے مجھے اپنے بھید

سے آگاہ کیا۔ جو باتیں مجھ سے صادر ہوئی ہیں۔ وہ آنحضرت صلعم کا فیض ہے۔ گویا کہ آپ نے

فرمایا کہ میں وہ شخص ہوں۔ جس نے اپنے قدم کو مہر نبوت پر رکھا یہ منبر تو صرف لکڑیوں کا

ہے۔ میں محمدؐ سے ہوں اور محمدؐ مجھ سے ہیں۔

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے خطبہ افتخاریہ میں فرمایا ۔۔۔ میں وہ ہوں جس نے بتوں کو توڑا۔

میں وہ ہوں جس نے جھنڈوں کو بلند کیا۔ میں اسلام کی بنیاد ہوں۔ ابن نباتہ نے کہا آپ کی وجہ سے

اسلام کی رسیاں مضبوط ہوئیں۔ آپ کی وجہ سے لوگوں کے بت برباد کیے گئے۔ ایمان آپ کی وجہ سے

پھیلا اور باقی ہے۔ حملہ کرنے کے لیے آپ کی تلاش میں ہے۔ مقام ابراہیم کو ہر جگہ پر شرف

حاصل ہے کیوں کہ یہ وہ جگہ ہے، جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قدم رکھا تھا۔ اس سے یہ بات لازم

آتی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا قدم دشمنوں کے سروں سے زیادہ بزرگی والا ہے۔ کیوں کہ علی کا قدم

خانہ نبوت ہے۔ غالیہ اور مشبہ فرقوں نے اس سے زیادہ بات بیان کی ہے۔ ان کا ایک شعر بیان

کیا ہے۔ ابو نواس نے کہا۔

قیل لی قل فی علی المرتضیٰ | کلمات تطفیٔ ناراً موقدہ
قلت لا یبلغ قولی رجلاً | صار ذو الجہل الی ان عبدہ
وعلیٰ واضعاً رجلاً لہ | بمکان وضع اللہ یدہ

حدیث ارتقا اور حدیث معراج برابر ہیں یہ دونوں واقعات دونوں حضرات سے مختلف اوقات

میں بیان ہوئے ہیں۔ اور اس سے یہ دلالت ہوتی ہے کہ یہ دونوں واقعات دو دفعہ وقوع پذیر ہوئے

ہیں مسند ابویعلیٰ میں ابو مریم سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلعم

کے ساتھ رات کو چلا حتیٰ کہ ہم لوگ خانہ کعبہ میں پہنچے، مجھے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ رسول اللہ صلعم

میرے شانہ پر سوار ہوگئے میں آپ کو لے کر کھڑا ہو گیا۔ آنحضرت صلعم نے میری کمزوری محسوس کی۔

فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ رسول صلعم اتر پڑے۔ میری خاطر بیٹھ گئے۔ فرمایا میرے شانے پر سوار ہو

کرتا ہوں آپ کے حکم کے مطابق حکم کرتا ہوں یہی وجہ ہے کہ میں آپ کی جگہ پر بیٹھا ہوں پھر آپ نے اپنے خطبہ میں ارشاد فرمایا۔

"اے لوگو! میں اپنے بھائی اور اپنے ابن عم کے مقام پر بیٹھا ہوں۔ آپ نے مجھے اپنے بھید سے آگاہ کیا۔ جو باتیں مجھ سے صادر ہوئیں ہیں۔ وہ آنحضرت صلعم کا فیض ہے۔ گویا کہ آپ نے فرمایا کہ میں وہ شخص ہوں۔ جس نے اپنے قدم کو مہر نبوت پر رکھا یہ منبر تو صرف لکڑیوں کا ہے۔ میں محمد سے ہوں اور محمد مجھ سے ہیں۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے خطبہ افتخار میں فرمایا ہے میں وہ ہوں جس نے بتوں کو توڑا۔ میں وہ ہوں جس نے جھنڈوں کو بلند کیا۔ میں اسلام کی بنیاد ہوں۔ ابن نباتہ نے کہا آپ کی وجہ سے اسلام کی رسیاں مضبوط ہوئیں۔ آپ کی وجہ سے لوگوں کے بت برباد کئے گئے۔ ایمان آپ کی وجہ سے پھیلا اور باقی ہے حملہ کرنے کے لئے آپ کی تلاش میں ہے۔ مقام ابراہیم کو ہر پتھر پر شرف حاصل ہے کیوں کہ یہ وہ جگہ ہے، جہاں حضرت ابراہیم علیہ السلام نے قدم رکھا تھا۔ اس سے یہ بات لازم آتی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کا قدم دشمنوں کے سروں سے زیادہ بزرگی والا ہے۔ کیوں کہ علی کا قدم شانہ نبوت ہے۔ غالیہ اور مشبہ فرقوں نے اس سے زیادہ بات بیان کی ہے ان کا ایک شعر بیان کیا ہے ابونواس نے کہا ہے

قیل لی قل فی علی المرتضیٰ	کلمات تطفی نارا موقدہ
قلت لا یبلغ قولی رجلا	صار ذو الجهل الی ان عبدہ
وعلی واضعا رجلا لہ	بمکان وضع اللہ یدہ

حدیث ارتقا اور حدیث معراج برابر ہیں یہ دونوں واقعات دونوں حضرات سے مختلف الفاظ میں بیان ہوئے ہیں۔ اور اس سے یہ دلالت ہوتی ہے کہ یہ دونوں واقعات دو دفعہ وقوع پذیر ہوئے ہیں مسند ابو یعلیٰ میں ابو مریم سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ رات کو چلا حتیٰ کہ ہم لوگ خانہ کعبہ میں پہنچے، مجھے فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ رسول اللہ صلعم میرے شانہ پر سوار ہو گئے میں آپ کو لے کر کھڑا ہو گیا۔ آنحضرت صلعم نے میری کمزوری محسوس کی فرمایا بیٹھ جاؤ۔ میں بیٹھ گیا۔ رسول صلعم اتر پڑے۔ میری خاطر بیٹھ گئے۔ فرمایا میرے شانے پر سوار

جاؤ۔ میں آپ کے شانے پر سوار ہوگیا۔ آپ مجھے اٹھا کر کھڑے ہوگئے۔ مجھے ایسا محسوس ہُوا کہ اگر میں چاہوں تو آسمان کی افق کو چھو لوں۔ میں کعبہ کی چھت پر چڑھ گیا۔ میں قریش کے ایک بت کے پاس پہنچا جو آدمی کی شکل میں پیتل یا تانبے کا بنا ہوا تھا۔ الی آخرہ۔ (یہ ایک واقعہ ہے)

اسمٰعیل بن محمد کوفی نے ایک طویل حدیث ابن عباس سے روایت کی ہے کہ خزاعہ کا ایک بت خانہ کعبہ کی چھت پر موجود تھا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اے ابوالحسن! میرے ساتھ چلو۔ تاکہ ہم اس بت کو کعبہ کی چھت سے گرا کر پھینک دیں۔ ہم دونوں رات کے وقت چلے۔ فرمایا اے ابوالحسن! میری پشت پر سوار ہو جاؤ۔ کعبہ کا طول چالیس گز تھا۔ رسول اللہ صلعم نے مجھے بلند کیا۔ فرمایا اے علی! اوپر پہنچ گئے ہو۔ عرض کیا قسم ہے اس ذات کی جس نے آپ کو حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ اگر میں چاہوں تو آسمان کو چھو سکتا ہوں۔ میں نے بت کو اٹھا کر زمین پر پٹکا۔ وہ زمین پر گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ پھر میں نے پرنالے کو پکڑ کر اپنے آپ کو زمین پر گرا نا چاہا۔ جب آپ نے اپنے کو زمین پر گرایا۔ تو ہنس پڑے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اے علیؑ! کیوں ہنس پڑے ہو۔ خدا تم کو ہنساتا رہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ میں اس بات سے متعجب ہو کر ہنسا کہ میں نے اپنے کو کعبہ کے اوپر گرایا۔ لیکن مجھے نہ کوئی گزند پہنچی۔ اور نہ ہی مجھے کوئی تکلیف لاحق ہوئی ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اے ابوالحسن! آپ کو تکلیف کیوں کر پہنچتی۔ یا کسی درد میں کیوں مبتلا ہوتے۔ جب محمد نے تمہیں بلند کیا اور جبرائیل نے تمہیں اتارا۔

خوارزمی نے اربعین میں ایک طویل حدیث بیان کی ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ میں اور آنحضرت صلعم خانہ کعبہ میں رات کے وقت پہنچے۔ ہم لوگوں کو یہ خوف تھا کہ کوئی قریشی یا اور آدمی ہم کو نہ دیکھ لے۔ مجھے رسول اللہ صلعم نے اپنے شانہ پر سوار کر کے کعبہ کی چھت پر پہنچایا۔ میں نے کعبہ کی چھت سے بت کو نیچے پھینک دیا۔ وہ گر کر ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ میں کعبہ کی چھت سے کود کر نیچے آگیا۔ (یہ دوسرا واقعہ ہے)

یہ تمام باتیں اس بات پر دلالت کرتی ہیں کہ آپ کو اور لوگوں کی نسبت رسول اللہ صلعم سے زیادہ قرب حاصل تھا۔ اور آنحضرت صلعم کے نزدیک آپ کو زیادہ خصوصیت حاصل تھی۔ آپ ہی رسول اللہ صلعم کے ولی عہد ہیں۔ اور آپ ہی رسول اللہ کی اُمت پر آپ کے انتقال کے بعد آپ کے وصی ہیں۔ آپ نے مشائخ میں سے کسی شخص کو کبھی بات میں اپنا نائب نہیں بنایا تھا۔

حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ایسے خصوصیات کے مالک ہیں کہ آپ کسی کی ماتحتی میں نہیں رہے جب کسی مہم کی طرف روانہ ہوئے تو آپ ہی لوگوں کے انچارج (افسر) ہوتے تھے۔ اگر رسول اللہ صلعم آپ کو چھوڑ کر کہیں تشریف لے گئے تو آپ ہی کو اُن کا نگران مقرر کیا۔ شیخین اسامہ بن زید اور عمرو بن عاص کی ماتحتی میں روانہ کئے گئے۔

فصل

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا حزم اور ترک مداہنت

تفسیر ثعلبی، قشیری، واحدی، قزوینی، معانی زجاج، مسند موصلی اور اسباب النزول میں واحدی سے روایت ہے کہ فتح مکہ کے روز رسول اللہ صلعم مکہ میں داخل ہوئے۔ عثمان بن طلحہ عبدی نے کعبہ کا دروازہ بند کر دیا۔ اور کعبے کی چھت پر چڑھ کر بیٹھ گیا۔ نبی صلعم نے اس سے خانہ کعبہ کی کنجی طلب کی۔ اس نے کہا اگر مجھے معلوم ہوتا۔ کہ آپ اللہ کے رسول ہیں۔ تو میں کنجی دینے میں دریغ نہ کرتا۔ علی بن ابی طالب چھت پر چڑھ گئے اور اس کے ہاتھ کو مروڑ کر کنجی لے لی۔ دروازے کو کھول دیا۔ رسول اللہ صلعم کعبہ میں داخل ہوئے۔ دو رکعت نماز پڑھی۔ جب باہر نکلے تو عباس نے کنجی حاصل کرنے کا سوال کیا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ان اللہ یامرکم ان تودوا الامانات الی اھلھا آنحضرت صلعم نے حکم دیا۔ کہ کنجی عثمان کو واپس کر دی جائے۔ اور اس سے معذرت کی جائے۔

عثمان نے کہا۔ اے علیؑ پہلے تو آپ نے تکلیف اور اذیت دی۔ اس کے بعد نرمی سے پیش آ رہے ہو۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے یہ آیت تیرے بارے میں نازل کی ہے۔ آپ نے عثمان کے سامنے آیت تلاوت فرمائی۔ عثمان ایمان لے آیا۔ نبی صلعم نے کنجی اس کے ہاتھ میں تھما دی۔

صاحب نزول کی روایت میں ہے کہ جبرائیل رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور کہا۔ جب تک دنیا میں کعبہ موجود ہے۔ کلید برداری اور مجاورت اولادِ عثمان میں رہے گی۔ اور یہ دونوں چیزیں آج تک اولادِ عثمان کے پاس موجود ہیں۔

صحیحین، تاریخیں، مسندیں اور اکثر تفاسیر میں یہ واقعہ منقول ہے کہ ابو عمر و صیفی بن ہشام کی لونڈی سارہ مکہ سے روانہ ہو کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں امداد کے خاطر حاضر ہوئی۔ رسول اللہ صلعم

نے بنو عبدالمطلب کو اس کی دیکھ بھال کا حکم دیا۔ حاطب بن ابی بلتعہ نے اُسے دس دینار دیئے کہ تم مکہ والوں کے پاس آنحضرت صلعم کے پاس وفود آنے کے متعلق ایک خط لے جاؤ۔ رسول اللہ صلعم اس بات کو صیغۂ راز میں رکھنا چاہتے تھے۔ تاکہ آپ مکہ والوں کے پاس اچانک پہنچ جائیں۔ اس نے خط کو لے لیا۔ اور سر کے بالوں میں پوشیدہ کر دیا۔ اور مکہ کی طرف روانہ ہو گئی۔ جبرائیل امین رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور آپ کو تمام واقعہ سے آگاہ کر دیا۔ آنحضرت صلعم نے اس کی تلاش میں اس کے پیچھے حضرت علی۔ زبیر۔ مقداد۔ عمار۔ عمر۔ طلحہ اور ابو مرثد کو روانہ کر دیا۔ انہوں نے روضہ خاخ پر اسے جا لیا۔ خط کی واپسی کا مطالبہ کیا۔ اس نے انکار کر دیا۔ تلاش کے باوجود خط نہ ملا۔ واپس لوٹنے کا ارادہ کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا کی قسم نہ ہم نے کبھی جھوٹ بولا ہے۔ اور نہ ہی ہماری بات کی تکذیب کی گئی ہے آپ نے تلوار میان سے نکال کر بلند کی۔ اور کہا خط کو نکالو۔ ورنہ خدا کی قسم تمہاری گردن اڑا دوں گا۔ اس نے اپنے جوڑے سے خط کو نکال کر پیش کر دیا۔ امیر المومنین نے خط کو لے لیا۔ اور آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلعم نے حاطب بن ابی بلتعہ کو طلب کیا۔ آپ نے فرمایا تمہیں اس بات پر کس چیز نے برانگیختہ کیا ہے؟ کہا کہ میں مکہ والوں میں ایک غریب آدمی کی حیثیت سے جوار میں رہتا تھا۔ میں نے اس بات کو پسند کیا کہ اس واقعہ کا خط لکھ کر ان کے نزدیک اپنی دوستی پیدا کروں۔ تاکہ وہ میرے اہل و عیال کے محافظ ثابت ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی۔ یاایھا الذین امنوا لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ

سدی اور مجاہد نے اپنی اپنی تفسیر میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آیت لاتتخذوا عدوی وعدوکم اولیاء تلقون الیھم بالمودۃ کا مطلب یہ ہے کہ مشرکین مکہ کے پاس خط لکھ کر اور انہیں نصیحت کر کے میرے اور اپنے دشمن سے دوستی نہ بڑھاؤ۔ جنہوں نے رسول محمدؐ کو مکہ سے نکال دیا تھا۔ اور تم کو بھی نکال دیا تھا۔ اے مسلمانو! ان لوگوں نے اس چیز کے ساتھ کفر کیا جو حق کے ساتھ آئی تھی۔ جو رسول اللہ اور کتاب قرآن کے ساتھ کفر کیا تھا۔

امیر المومنین علیہ السلام کا یہ فرمان بہت مشہور ہے۔ میں وہ شخص ہوں جس نے فتنہ کی بیخ و بن کو اکھاڑ کر پھینک دیا ہے اور میرے سوا اس کا خاتمہ کوئی شخص نہیں کر سکتا تھا۔

طبری اور مجاہد نے اپنی تاریخوں میں تحریر کیا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب نے لوگوں کو جمع کیا اور

ان سے پوچھا کہ سن کی ابتدا کب سے تحریر کریں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اس روز سے سن کی ابتدا کی جائے جس روز رسول اللہ صلعم نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی تھی۔ رسول اللہ صلعم مدینہ میں ماہ ربیع الاول میں تشریف لائے۔ آپ نے تاریخ لکھنے کا حکم دیا۔ ان لوگوں نے ایک ماہ یا دو ماہ پہلے سے تاریخ لکھنا شروع کی یہاں تک کہ سال تمام ہو گیا۔

تاریخی نے ابن شہاب سے روایت کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی سیاست معجوات کے قائم مقام تھی۔ عثمان کے قتل کے بارے میں حضرت کے اصحاب کے دو گروہ تھے۔ ایک گروہ کا خیال تھا۔ کہ عثمان مظلوم مارے گئے ہیں۔ یہ لوگ عثمان سے تولا کرتے تھے۔ اور اس کے دشمنوں سے تبرا کرتے تھے دوسرا گروہ جمہور اہل حرب۔ اہل ثروت اور اہل باس کا تھا۔ جن کا یہ عقیدہ تھا۔ کہ عثمان اپنے احداث کی وجہ سے قتل ہوئے ہیں۔ اور اس کا قتل واجب جانتے تھے۔ ان میں سے بعض اشخاص وہ تھے۔ جو اس کے کفر کے قائل تھے۔ ہر گروہ اس بات کا قائل تھا۔ کہ حضرت اس کے ہمنوا ہیں اور حضرت کو اس بات کا علم تھا۔ کہ اگر ایک گروہ کی رائے کی تائید کی گئی۔ تو دوسرا گروہ آپ سے الگ اور جدا ہو جائے گا۔ آپ اپنے کلام میں ایسے الفاظ استعمال فرماتے تھے جو دونوں کے خیالات کے موافق ہوتے تھے فرمایا کرتے۔ خدا کی قسم عثمان قتل کئے گئے تکلیف کے ساتھ قتل کئے گئے۔ واللہ قتل عثمان قتل ولم

تاریخ طبری میں ابوبکر ہندلی سے روایت ہے کہ حضرت ابوبکر کے خلاف اہل ہمدان۔ رے، نہاوند۔ قومس اور اصفہان کا اکٹھ ہوا۔ طلحہ نے ایسی ویسی رائے دی۔ عثمان نے کہا شام یمن کوفہ اور بصرہ والے ان کا مقابلہ کریں۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر شام والے مقابلہ کے لئے جائیں۔ تو روم والے ان کی اولاد پر چڑھائی کر دیں گے۔ اگر یمن والے مقابلہ کریں تو حبشہ والے ان کی اولاد پر چڑھائی کر دیں گے اور اگر مکہ اور مدینہ کے لوگ مقابلہ کے لئے جائیں۔ تو تمام اطراف و اکناف کے عرب ٹوٹ پڑیں گے جن سے نجات حاصل کرنا مشکل ہو جائے گا۔

جو تم نے عجم کی کثرت اور ان سے اپنے ڈر کا ذکر کیا ہے۔ تو اس کے متعلق یہ ہے کہ ہم رسول اللہ صلعم کے زمانے میں کثرت اور قلت کو پیش نظر رکھ کر نہیں لڑا کرتے تھے۔ بلکہ دین کی امداد کو پیش نظر رکھ کر لڑتے تھے اور تمہیں جو اس بات کا جو علم ہوا ہے۔ کہ ایرانی مسلمانوں کے خلاف چڑھائی کا ارادہ رکھتے ہیں تو اللہ تعالیٰ ان کے اس فعل کو تم سے زیادہ برا جانتا ہے۔ وہ ان کے اس فعل مکروہ کو ختم کرنے کی قدرت رکھتا

ہے۔ میرے خیال میں مناسب تر تجویز یہ ہے کہ ان سے لڑنے کا انتظام وہاں کے علاقہ کے لوگوں سے کرو۔ مجھے والوں کو لکھو کہ وہ اپنے تین گروہ بنا لیں۔ ایک گروہ ان کے بال بچوں کی حفاظت کرے۔ دوسرا گروہ عہد و پیمان والوں کی نگرانی کرے۔ تاکہ وہ عہد و پیمان کو نہ توڑیں تیسرا گروہ چل کر لڑنے والے بھائیوں کی امداد کرے۔

تفسیر مجاہد اور ابو یوسف یعقوب بن ابی سفیان میں ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے (واذا راو تجارۃ اولھوا انفضوا الیھا وترکوک قائما) جب انھوں نے مال تجارت یا کھیل کود کو دیکھا تو اس کی طرف ٹوٹ پڑے۔ اور تجھے کھڑا چھوڑ کر چلے گئے۔ وحیہ کلبی جمعہ کے روز شام سے مال تجارت لے کر آئے۔ احجار زیت کے پاس اتر پڑا اپنے آنے کی اطلاع کی خاطر ڈھول بجائے۔ علی حسن حسین فاطمہ علیہم السلام۔ سلمان، ابوذر مقداد اور صہیب کے سوا تمام لوگ رسول اللہ صلعم کو چھوڑ کر دحیہ کلبی کی طرف دوڑ پڑے۔ رسول اللہ کھڑے ہو کر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ آپ کو اسی حالت میں چھوڑ دیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے جمعہ کے روز میری مسجد کی طرف دیکھا۔ اگر وہ گروہ مسجد میں موجود نہ ہوتا جو مسجد میں بیٹھا رہا۔ تو یقیناً مدینہ آگ کے شعلوں کی لپیٹ میں آ جاتا ان پر اس طرح پتھر برستے جس طرح قوم لوط پر پتھر برسے تھے۔ اور مسجد میں بیٹھنے والوں کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی۔ (رجال لا تلھیھم تجارۃ) کچھ ایسے بھی لوگ ہیں جن کو تجارت اللہ کے ذکر سے غافل نہیں کر سکتی۔

تاریخ طبری میں منقول ہے۔ کہ جب امیر المومنین علیہ السلام نے مکہ سے مدینہ کی طرف ہجرت کی۔ تو قبا میں دو یا تین راتیں ام کلثوم بنت ہدم کے پاس بسر کیں۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اسے دیکھا۔ کہ ہر رات نصف رات کو نکل کر جاتی ہے اور کسی راہگیر سے کوئی چیز لیتی ہے حضرت امیر علیہ السلام نے اس سے اس بارے میں پوچھا۔ عرض کیا کہ یہ سہل بن حنیف ہے اور یہ تجھے جانتا ہے۔ کہ میں ایک ایسی عورت ہوں جس کا کوئی نہیں ہے۔ شام کے وقت یہ شخص قوم کے بتوں کے پاس گیا ہے۔ اور انھیں توڑ پھوڑ کر میرے پاس لاتا ہے۔ مجھے کہا ہے کہ اس بات سے کسی کو آگاہ نہ کرنا اس واقعہ کے بعد امیر المومنین علیہ السلام سہل کی عزت کرتے تھے۔

حسن یمنی کتاب النسب میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ امیر المومنین علیہ السلام نے بدر کے روز عقیل کو ایک اونچی

جگہ پر کھڑے ہوئے دیکھا۔ اور اس کو اس بات سے روکا۔ اس نے بلند آواز سے کہا میرے ماں باپ آپ نے میرے مرتبہ کو دیکھا۔ اور خدا کی قسم مجھے جان پر بوجھ کر روکا۔ حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ عرض کیا اے اللہ کے رسول کیا آپ اجازت دیتے ہیں۔ کہ میں عقیل کی مشکیں کس کر آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ فرمایا۔ ہمیں اس کے پاس چلنا چاہیے۔

قوت القلوب میں تحریر ہے کہ ایک شخص نے حضرت علی علیہ السلام سے کہا۔ کہ آپ نے فلاں شخص کی فلاں دین سے مخالفت کی ہے۔ فرمایا ہمارے اچھے بندے امور میں ہماری اتباع کرتے ہیں۔"

ایک شخص نے حضرت امیر علیہ السلام کی ضیافت کی۔ پھر حضرت کی خدمت میں ایک شخص کا جھگڑا لایا۔ فرمایا کھانا تم سے ہٹالے رسول اللہ صلعم نے ہمیں اس شخصیت کی ضیافت کھانے سے منع کیا ہے جب تک کہ اس کا دشمن اس کے ساتھ کھانا نہ کھائے۔

حضرت امیر علیہ السلام کی دعوت ضیافت دعوت نے کی۔ آپ نے فرمایا تین شرائط کے ساتھ تمہاری دعوت منظور ہے۔

۱۔ ہماری خاطر باہر سے کوئی چیز نہ لانا (۲) ہماری خاطر گھر میں کوئی جمع نہ کرنا (۳) ہماری وجہ سے اپنے اہل وعیال کو تکلیف میں نہ ڈالنا

ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے حضرت عمر بن خطاب سے فرمایا تین باتیں ایسی ہیں۔ اگر تم نے انہیں جان لیا۔ اور ان پر عمل کیا۔ تو ان کے ماسوا کی تمہیں ضرورت نہ رہے گی۔ اگر تم نے ان کو چھوڑ دیا۔ تو ان کے سوا اور کوئی چیز تمہیں فائدہ نہ دے گی۔ عرض کیا اے ابوالحسن وہ کون سی تین باتیں ہیں۔ فرمایا۔ خواہ آدمی قریبی ہو خواہ بعیدی اس کے بارے میں حدود اللہ کو قائم کرنا اور ناراضگی دونوں حالتوں میں اللہ کی کتاب کے ذریعے حکم کرنا۔ سرخ و سیاہ کے درمیان انصاف سے تقسیم کرنا۔ حضرت عمر نے کہا خدا کی قسم آپ نے مختصر کلام میں بڑی تبلیغ فرمائی۔

زرارہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ کہ عبید بن عمر نے شراب پی حضرت عمر نے اس کو کوڑے لگانے کا حکم دیا لیکن کسی کو بھی اسے کوڑے مارنے کی جرات نہ ہوئی۔ حضرت علیؑ نے اس کو چالیس کوڑے مارے۔

زرارہ سے روایت ہے کہ حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام کو میں نے فرماتے ہوئے سنا کہ

بن عقبہ پر گواہوں نے شراب پینے کی گواہی دی۔ عثمان نے علی علیہ السلام سے کہا، کہ آپ میرے اور ان لوگوں کے درمیان فیصلہ فرمایئے جو یہ کہتے ہیں کہ ولید نے شراب پی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے چالیس کوڑے مارنے کا حکم دیا!

تہذیب الاحکام میں منقول ہے۔ کہ نجاشی شاعر امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں لایا گیا جس نے ماہ صیام میں شراب پی تھی۔ حضرت نے اسے اسّی کوڑے مارے پھر ایک رات قید رکھا۔ صبح کو بلا کر بیس کوڑے اور مارے اس نے کہا اے امیر المومنین اسی کوڑے تو شراب پینے کی وجہ سے مارے۔ اور یہ بیس کوڑے کیوں مارے ہیں فرمایا۔ یہ اس لئے کہ تو نے ماہ رمضان میں شراب پینے کی جسارت کی ہے۔

معاویہ کے علم میں یہ بات آئی کہ نجاشی نے اس کی برائی بیان کی ہے اس نے لوگوں کو اس بات پر آمادہ کیا کہ وہ امیر المومنین کے پاس نجاشی کے شراب پینے کی گواہی دیں۔ شہادت کے بعد اس پر حضرت امیر علیہ السلام نے حد جاری کر دی۔ بایک جماعت حضرت علیہ السلام کے خلاف ہو گئی جن میں طارق بن عبد اللہ نہدی بھی تھا اس نے عرض کیا اے امیر المومنین ہمارا یہ خیال نہیں تھا۔ کہ ولاۃ العقل اور معادن العقل کے نزدیک بدکار اور نیکوکار (تفرقہ باز اور اتحاد رکھنے والے) فیصلہ کرنے میں برابر ہیں۔ آپ نے ہمارے بھائی حارث یعنی نجاشی کے بارے میں جو طریقہ اختیار کیا ہے۔ اس سے ہمارے سینوں میں جوش پیدا ہو گیا ہے۔ آپ نے ہمارے امور کو پراگندہ کر دیا ہے آپ نے ہمیں اس راہ پر چلا دیا ہے۔ جس کا انجام کار آگ ہے حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اے بھائی! بنو نہد یہ بات اگرچہ بہت بڑی ہے مگر خشوع کرنے والوں کے لئے نہیں ہے۔ وہ بھی تو ایک مسلمان رومی ہے جس نے اللہ کی حرمت کی ہتک کی ہے۔ ہم نے اس کی زکوٰۃ اور تطہیر کی خاطر اس پر حد قائم کی ہے اے بھائی بنو نہد! جس شخص پر حد قائم ہو جائے وہ اس کے گناہ کا کفارہ ہے اللہ تعالیٰ قرآن مجید میں فرماتا ہے ولا یجرمنکم شنئان قوم علی ان لا تعدلوا اعدلوا ھو اقرب للتقویٰ۔ طارق نکل کر چلا گیا۔ نجاشی اس کے ساتھ تھا، دونوں معاویہ کے پاس پہنچے۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ طارق واپس امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔

طرق العراق اور ابن شہاب زہری ایک خبر میں بیان کرتے ہیں۔ کہ مندرجہ ذیل حضرات نے ولید بن عقبہ پر شراب خوری کی شہادت دی

۱۔ ابو زینب اسدی۔ ۲۔ ابو مزاع۔ ۳۔ سعید بن مالک اشعری۔ ۴۔ عبد اللہ بن خنیس ازدی۔ ۵۔

علقمہ بن زید بکری۔

حضرت عثمان نے زبانی تو حد قائم کرنے کا حکم دیا لیکن پوشیدہ طور پر حد قائم کرنے سے منع کر دیا۔ امیرالمومنینؑ نے سمجھا کہ یہ تو حد قائم کرنے کو ٹال رہے ہیں۔ حضرت کھڑے ہو گئے آپ کے ساتھ امام حسنؑ بھی تھے۔ جب آپ نے حد قائم کرنا چاہی تو اس نے قرابت کا واسطہ دیا۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ اے ابو وہب! چپ رہو۔ بنو اسرائیل کی ہلاکت کا باعث یہ چیز تھی کہ انہوں نے حدود کو قائم کرنا چھوڑ دیا تھا۔ آپ نے اس پر حد جاری کی۔

ایک شخص نے اپنے غلام سے بدکاری کی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اسے اختیار دیا کہ تین باتوں میں سے ایک بات چن لیں تلوار کا قتل۔ دیوار کا اس پر گرایا جانا۔ یا آگ میں جلنا اس نے آگ میں جلنا پسند کیا حضرت امیر علیہ السلام سے دو رکعت نماز پڑھنے کی مہلت طلب کی۔ جب نماز پڑھ لی تو اپنے سر کو آسمان کی طرف بلند کر کے کہا اے معبود! میں نے ایک گناہ کیا۔ اور تیرے ولی کی خدمت میں تائب ہو کر آیا۔ میں نے آگ میں جلنا اس لئے پسند کیا ہے تاکہ قیامت کے روز جہنم کی آگ سے نجات پا جاؤں حضرت علی علیہ السلام رو پڑے۔ اور وہ لوگ بھی رو پڑے جو آپ کے ارد گرد موجود تھے۔

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ جاؤ۔ اللہ تعالیٰ نے تمہیں بخش دیا ہے۔ ایک شخص نے کہا۔ اے امیرالمومنین آپ نے حدود میں ایک حد کو معطل کر دیا ہے۔ فرمایا تم پر افسوس ہے جب امام اللہ تعالیٰ کی طرف سے مقرر ہو۔ پھر بندہ اس کے اور اللہ کے سامنے اپنے گناہ سے توبہ کرے۔ تو اس کا گناہ معاف کر دیا جاتا ہے۔

ایک عورت حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی۔ اور عرض کیا کہ میرے شوہر نے مجھ پر زیادتی کی ہے۔ اور میری نوکرانی کو حاملہ کر دیا ہے۔ اس شخص نے کہا اس نے یہ نوکرانی مجھے بخش دی تھی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا گواہ لاؤ ورنہ میں تمہیں رجم کروں گا۔ جب عورت نے دیکھا کہ اس کا شوہر رجم سے نہیں بچے گا۔ تو اس نے اقرار کیا کہ میں نے نوکرانی اسے بخش دی تھی حضرت علی علیہ السلام نے عورت کے کوڑے مارے اور اس مرد کو چھوڑ دیا۔

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی ذات میں یہ خصوصیات پورے طور پر پائے جاتے تھے۔ اور صحابہ میں ایک ایک خصوصیت پائی جاتی تھی۔ جس میں تمام خصوصیات پائے جائیں۔ وہ تمام صحابہ سے افضل ہے

اور مقدم وہ ہوتا ہے جو افضل ہو۔

باب پنجم

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے ان مناقب کے بارے میں جن میں آپ تمام اصحاب سے منفرد ہیں

فصل

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی میزان، کتاب اور حساب وغیرہ میں منزلت

ابن دراج ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیت و نضع الموازین بالقسط لیوم القیامۃ سے مراد رسل اور آئمہ اہل بیت محمدؐ ہیں۔ ابراہیم کی روایت میں ہے کہ اس آیت سے انبیاء اور اوصیاء مراد ہیں۔

امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت ہے کہ آیت افامن ثقلت موازینہ سے مراد علی امیرالمومنین علیہ السلام ہیں۔ فھو فی عیشۃ راضیۃ وہ پسندیدہ زندگانی میں ہوں گے۔ و امامن خفت موازینہ سے مراد وہ لوگ ہیں جنھوں نے علی علیہ السلام کی ولایت کا انکار کیا۔ فامہ ھاویۃ اس کا ٹھکانہ دوزخ کا وہ درجہ ہے۔ جس کا نام ھاویہ ہے۔ جو شدید ترین درجہ ہے۔

ابو حمزہ ثمالی حضرت ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اللہ تعالی کی آیت واما من اوتی کتابہ بیمینہ وہ شخص جس کو اس کا اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔ اس سے مراد علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

تاریخ بغداد۔ فردوس دیلمی اور خصائص نطنزی اپنے اسناد سے محمد بن شہاب سے وہ انس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا عنوان صحیفۃ المومن حب علی بن ابی طالب علیہ السلام مومن کے صحیفہ کا عنوان علی بن ابی طالب علیہ السلام کی محبت ہے محمد بن

سمرقندی نے کہا ہے

ال النبی ذریعتی — وھم الیہ وسیلتی

نبی کی آل میرا ذریعہ ہیں — اور وہ میرا وسیلہ ہیں

ارجو بان اعطی غدا — بیمن الیمنی صحیفتی

مجھے اُمید ہے کہ ان کے وسیلے سے مجھے قیامت کے روز اعمال نامہ دائیں ہاتھ میں دیا جائے گا۔

شیرازی اپنی کتاب میں اور ابو معاویہ ضریر اعمش سے وہ مسلم بطین سے وہ سعید بن جبیر سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جب قیامت کا روز ہوگا۔ تو اللہ تعالیٰ ایک فرشتے کو حکم دیں گے کہ سات قسم کی آگ کو جلایا جائے اور رضوان کو حکم دے گے کہ آٹھوں بہشتوں کو مزین کیا جائے۔ اور اللہ تعالیٰ کہے گا اے میکائیل پل صراط کو جہنم کے دوش پر کھینچ دو۔ اور جبرائیل کو حکم دے گا۔ اے جبرائیل عرش کے تلے میزان کو نصب کردو۔ اے محمدؐ اپنی امت کو آواز دو۔ کہ حساب کے لئے قریب ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ نے حکم دے گا کہ صراط پر سات پل قائم کئے جائیں۔ ہر پل کا طول ستر ہزار فرسخ ہوگا۔ اور ہر پل پر ستر ہزار فرشتے قیام فرما ہوں گے۔ وہ اس اُمت کی ہر عورت اور ہر مرد سے پہلے پل پر علی بن ابی طالب کی ولایت اور آل محمد علیہم السلام کی محبت کے بارے میں سوال کریں گے جس شخص کے اندر اہل بیت کی محبت ہوگی اور وہ صحیح جواب دے گا۔ تو پہلی پل سے چوندھیا دینے والی تیز رو بجلی کی طرح عبور کر جائے گا۔ جو شخص اپنے نبی کے اہل بیت سے محبت نہ رکھتا ہوگا۔ تو وہ سر کے بل جہنم کے گڑھے میں گر پڑے گا۔ اگرچہ اس کے نیک اعمال ستر صدیقین کے برابر ہی کیوں نہ ہوں۔ دوسرے پل پر نماز تیسرے پل پر زکوٰۃ چوتھے پل پر روزہ، پانچویں پل پر حج چھٹے پل پر توحید اور ساتویں پر عدل کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ جو شخص ان چیزوں کو بجا لاتا ہوگا۔ وہ تیز رفتار چوندھیا دینے والی بجلی کی طرح عبور کر جائے گا۔ اور جو ان چیزوں کو بجا نہیں لاتا ہوگا۔ اس کو عذاب دیا جائے گا۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ہے۔ وقفوھم انھم مسئولون اے فرشتو ان بندوں کو پہلی پل کے پاس ٹھہراؤ۔ ان سے ولایت علی اور حب اہل بیت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ اب تم آخرت میں ایک دوسرے کی مدد کیوں نہیں کرتے جس طرح دنیا میں علی کے خلاف ایک دوسرے کا ہاتھ بٹاتے تھے۔ امام علیہ السلام فرماتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ بل ھم الیوم مستسلمون بلکہ وہ آج کے دن فرمانبردار ہیں۔ د

اقبل بعضھم علی بعض یتلاومون وہ ایک دوسرے کو ملامت کرتے ہوں گے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ نبی کریم صلعم نے یہ آیت تلاوت فرمائی ان السمع و البصر کل اولئک کان عنہ مسئولاً کان، آنکھ ہر چیز سے اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔ آنحضرت صلعم سے اس کے متعلق پوچھا گیا۔ آپ نے ثلاثہ کی طرف اشارہ کیا۔ فرمایا، کان، آنکھ اور دل سے مراد یہی لوگ ہیں عنقریب ان سے میرے وصی کے متعلق پوچھا جائے گا۔ آپ نے حضرت علیؑ کے متعلق اشارہ فرمایا۔ پھر فرمایا۔ مجھے میرے نبی ہونے کی عزت کی قسم میری تمام امت کو قیامت کے روز ٹھہرایا جائے گا۔ اور ان (حضرت علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کر کے) کی ولایت کے متعلق سوال کیا جائے گا۔ اور اس بارے میں اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ہے وقفوھم انھم مسئولون

تفسیر وکیع بن سفیان میں سدی سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے۔ فوربک لنسئلنھم اجمعین تیرے رب کی قسم ان تمام لوگوں سے ضرور سوال کیا جائے گا یعنی امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کے متعلق پوچھا جائے گا۔ پھر اس آیت عما کانوا یعملون جو کچھ وہ عمل کرتے ہیں کے متعلق کہا کہ جو اعمال انہوں نے دنیا میں بجا لائے ہوں گے۔ اس کے متعلق پوچھا جائے گا۔

حضرت امام ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے۔ ثم لتسئلن یومئذ عن النعیم۔ پھر تم سے ضرور اس دن نعیم کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

التنویر معانی التفسیر میں حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں کہ نعیم سے مراد ولایت امیرالمومنین علیہ السلام ہے۔

ثعلبی اپنی تفسیر میں مجاہد سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ اور ابو القاسم قیسری اپنی تفسیر میں حاکم۔ حافظ سے وہ ابو برزہ سے اور ابن بطہ اپنی ابانت میں ابوسعید خدری سے یہ تمام حضرات نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا قیامت کے روز بندے کے قدم اپنی جگہ سے اس وقت تک نہ ہلیں گے۔ جب تک اس سے چار چیزوں کے متعلق سوال نہ کر لیا جائے گا۔ (۱) اپنی عمر کن اشغال میں تباہ کی۔ (۲) جوانی کو کن مصائب میں مبتلا رکھا۔ (۳) مال کہاں سے کمایا اور کہاں خرچ کیا۔ اور (۴) ہم اہل بیت کی محبت کے رکھنے کے بارے میں پوچھا جائے گا۔

الیعین کی اور روایت طبری میں منقول ہے کہ کسی نے آنحضرت صلعم سے پوچھا کہ آپ کے بعد آیت

محب کون ہیں؟ آنحضرت صلعم نے حضرت علی کے سر پہ ہاتھ رکھ کر فرمایا۔ وہ یہ ہیں۔ اور آپ آنحضرت صلعم کے پہلو میں موجود تھے۔ آپ نے فرمایا۔ میری محبت میرے بعد تب باقی رہے گی۔ جب اس سے محبت کرو گے!

منقبۃ المطاہرین میں ابونعیم سے روایت ہے۔ کہ حضرت عمر نے رسول اللہ صلعم سے پوچھا یا رسول اللہ آپ کی محبت کی علامت کیا چیز ہے؟ فرمایا: جو شخص اس سے محبت کرے گا۔ آپ نے اپنا دست اقدس حضرت علی کے کندھے پر رکھا فرمایا جس نے اس کو محبوب جانا اس نے ہم لوگوں کو محبوب جانا جس نے اس سے بغض رکھا اس نے ہم سے بغض رکھا۔

ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ اللہ تعالیٰ اس وقت تک کسی بندے کی نیکی قبول نہیں کرے گا۔ جب تک اس سے علی بن ابی طالب علیہ السلام کی محبت سے سوال نہ کرے گا۔

صحیفہ اہل بیت علیہم السلام میں منقول ہے۔ کہ جناب امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ ہمارے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے ان الینا ایابھم ثم ان علینا حسابھم یہ لوگ ہماری طرف لوٹیں گے۔ اور ہم ہی ان سے حساب کتاب لیں گے۔

ابوعبداللہ علیہ السلام سے مروی ہے۔ اذا کان یوم القیامۃ وکلنا اللہ تعالیٰ بحساب شیعتنا قیامت کے روز اللہ تعالیٰ ہمارے شیعوں کا حساب ہمارے سپرد کر دے گا۔

محمد بن مسلم نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے پوچھا۔ کہ اللہ تعالیٰ کی اس آیت کا کیا مطلب ہے اولئک یبدل اللہ سیئاتھم حسنات اللہ ان کی برائیوں کو نیکیوں میں بدل دے گا۔ فرمایا گنہگار مومن قیامت کے روز لایا جائے گا۔ اور موقف حساب میں ٹھہرایا جائے گا۔ اللہ تعالیٰ اس سے حساب کتاب لے گا۔ اس بات کی لوگوں کو مطلقاً خبر نہیں ہوگی۔ مومن اپنے گناہوں سے اللہ کو آگاہ کرے گا جب اپنے گناہوں کا اقرار کرے گا۔ تو اللہ تعالیٰ لکھنے والے فرشتوں سے کہے گا۔ کہ اس کی برائیوں کو نیکیوں میں تبدیل کر دو۔ اور اس بات کا لوگوں میں اظہار کر دو۔ لوگ کہیں گے۔ کہ اس بندے کی ایک برائی نہیں تھی (بلکہ بے شمار گناہوں میں جکڑا ہوا تھا) پھر اللہ تعالیٰ اس کے جنت میں جانے کا حکم دے گا۔ ہمارے گناہگار شیعوں کے بارے میں اس آیت کی یہی تاویل ہے۔

ابوہریرہ سے روایت ہے۔ کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا۔ یوم یفر المرء

من اخیہ وامہ وابیہ وصاحبتہٖ وبنیہ قیامت کے روز آدمی اپنے بھائی۔ باپ بیوی اور اولاد سے منہ بھاگے گا۔ وہ مذکورہ اشخاص سے اس لیئے بھاگے گا کہ انھوں نے علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت کا اقرار نہیں کیا ہوگا۔ جس نے علی علیہ السلام کو دوست رکھا ہوگا۔ وہ نہیں بھاگے گا۔ اور جس نے علی علیہ السلام کو دوست رکھا ہوگا۔ اس سے دشمنی نہیں رکھے گا۔ اور علی علیہ السلام سے بغض رکھنے والے سے دوستی نہیں رکھے گا۔

آنحضرت صلعم نے ایک حدیث میں حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا۔ وانت اول من ید خل الجنۃ اور تم سب سے پہلے جنت میں داخل ہوگے۔

ایک اور حدیث میں آنحضرت صلعم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا تیرا گھر بہشت میں میرے گھر کے مقابل میں ہوگا جس طرح کے دو بھائیوں کے گھر ہوتے ہیں۔

نیز رسول اللہ صلعم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا تیرا گھر بہشت میں ہوگا جب مجھے لباس پہنایا جائے گا۔ اس وقت تجھے بھی لباس پہنایا جائے گا۔ جب مجھے تحفے دیئے جائیں گے اس وقت تجھے بھی تحفے دیئے جائیں گے۔

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا بہشت کے ۷۱ دروازے ہیں ستر دروازوں سے میرے شیعہ اور میرے اہل بیت داخل ہوں گے۔ اور باقی ایک دروازے سے ساری مخلوق داخل ہوگی۔

ایک حدیث میں نبی صلعم نے عباس سے فرمایا میں نے جنت میں علیؑ کے لیئے اتنی حوریں دیکھیں جس قدر درختوں کے پتے ہیں۔ اور علی کے لیئے محل دیکھے۔ جو انسانوں کی تعداد کے برابر ہیں۔

فصل

حضرت علی علیہ السلام کا جواز، جنت اور دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہیں

محمد بن صباح زعفرانی مزنی سے وہ شافی سے وہ مالک بن حمید سے وہ انس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول صلعم نے اس آیت فلا اقتحم العقبۃ کے بارے میں فرمایا۔ کہ پل صراط پر ایک گھاٹی ہوگی۔ جس کی چڑھائی ایک ہزار سال اور اترائی ایک ہزار سال کی راہ ہوگی۔ جس کا طول تین ہزار سال کی راہ کا ہوگا۔ ایک ہزار سال کی راہ میں کانٹے۔ گوکھرو۔ بچھو اور سانپ ہوں گے۔ پہلا شخص میں ہوگا۔ جو اس گھاٹی کو

طے کروں گا۔ اور دوسرے طے کرنے والے علی بن ابی طالبؑ ہوں گے۔ آنحضرت صلعم نے کچھ کلام کے بعد فرمایا محمد اور اہل بیتؑ کے سوا کوئی شخص اس کو تکلیف کے بغیر طے نہ کر سکے گا۔

سالم بن عبداللہ اپنے باپ سے ایک حدیث حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا کی قسم، ہم وہ گھاٹی ہیں جس نے اس کو طے کیا اس کی گردن دوزخ سے آزاد ہوگی۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے۔ کہ ہم لوگ وہ گھاٹی ہیں جس نے اس کو طے کر لیا وہ نجات پا گیا۔ پھر فرمایا۔ اور تمام لوگ عبید النار ہیں۔ ہماری اور ہمارے شیعوں کی گردنیں دوزخ کی آگ سے آزاد ہیں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ فک رقبہ سے مراد امیر المومنین علیہ السلام کی ولایت ہے۔ کیوں کہ اسی سے نجات حاصل ہو سکتی ہے۔ تفسیر مقاتل میں عطا ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آیت یوم لایخزی اللہ النبی الذین کو رسوا نہیں کرے گا۔ یعنی اللہ محمدؐ کو عذاب نہیں دے گا۔ والذین امنوا معہ یعنی وہ لوگ جو آپ کے ساتھ ایمان لائے اللہ تعالیٰ علی بن ابی طالب فاطمہ، حسن، حسین، حمزہ، اور جعفر کو عذاب نہ دے گا۔ نورھم یسعی علیؑ اور فاطمہؑ کا پل صراط پر نور روشن ہوگا۔ جس کی روشنی دنیاوی نور سے ستر گنا زیادہ ہوگی۔ نور ان کے سامنے اور دائیں پہلو سے روشن ہوگا۔ یہ حضرات اس نور کی روشنی میں تشریف لے کر چلیں گے۔ اہل بیت محمدؐ اور آل محمدؐ پل صراط کو اکٹھے عبور کریں گے۔ اور ان کے عبور کرنے کی رفتار تیز رفتار بجلی کی طرح ہوگی۔ پھر ان حضرات کے بعد ایک ایسی قوم ہوگی۔ جو ہوا کی مانند پل صراط عبور کرے گی۔ بعض گھوڑے کی دوڑ کی طرح بعض معمولی انسان کی رفتار۔ بعض گرتے پڑتے اور بعض سست رفتاری سے عبور کریں گے۔ اللہ تعالیٰ مومنین کے لئے اس کو کشادہ اور گنہگاروں کے لئے اسے باریک بنا دے گا۔ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ یقولون ربنا اتمم لنا نورنا۔ وہ کہیں گے اے ہمارے رب ہمارے نور کو ہمارے لئے مکمل فرما تاکہ ہم اس کے ذریعے پل صراط کو عبور کریں۔ امیر المومنین علیہ السلام سبز زمرد کے ہودج میں سوار ہو کر اس کو عبور کریں گے۔ جناب فاطمہؑ آپ کے ساتھ ہوں گی۔ آپ یاقوت سرخ کے پردے میں ہوں گی۔ آپ کے چاروں طرف حوریں ہوں گی۔ بجلی کی طرح چمکتی ہوں گی۔

ابن عباس اور انس نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت نے فرمایا۔ قیامت کے روز دوزخ پر صراط کو نصب کر دیا جائے گا۔ اس کو صرف وہی شخص عبور کر سکے گا جس کے پاس ٹکٹ ہو گی۔ اور اس ٹکٹ پر علی ابن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت تحریر ہو گی۔ اور اللہ تعالیٰ کی اس آیت کا یہی مطلب ہے۔ وقفوھم انھم مسئولون

ہمیں ابو شہر اشوب نے اپنے اسناد سے حدیث بیان کی ہے۔ کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ ہر چیز کا ایک پروانہ راہداری ہوتا ہے پل صراط کا پروانہ راہداری علی بن ابی طالبؑ کی محبت ہے۔ تاریخ خطیب میں لیث مجاہد سے روایت کرتے ہیں۔ وہ طاوس سے وہ ابن عباس سے کہ میں نے نبی صلعم کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ لوگوں کے لئے ٹکٹ ہو گا؟ فرمایا۔ ہاں ہو گا۔ عرض کیا وہ کون سا ٹکٹ ہو گا؟ فرمایا۔ علی بن ابی طالبؑ کی محبت۔

وکیع کی حدیث میں ہے۔ کہ ابو سعید نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! برأت علی کے کیا معنے ہیں؟ فرمایا۔

لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ولی اللہ۔

رسول اللہ صلعم نے جبرائیل علیہ السلام سے پوچھا میری اُمت صراط کو کس طرح عبور کرے گی۔ یہ سن کر جبرائیل چلے گئے۔ واپس آکر آنحضرت صلعم کو بلایا اور کہا اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتے ہیں۔ اور فرماتے ہیں۔ تم صراط کو میرے نور کے ذریعے طے کرو گے۔ علی بن ابی طالب پل صراط کو تمہارے نور کے ذریعے عبور کریں گے۔ اور علی کے نور کے ذریعہ تمہاری امت عبور کرے گی۔ تمہاری امت کا نور علیؑ کے نور سے ماخوذ ہو گا۔ اور علی کا نور تمہارے نور سے ہو گا۔ اور تمہارا نور اللہ کے نور سے ہو گا۔

ایک حدیث میں وارد ہوا ہے کہ صراط وہ جگہ ہے جس کے دائیں رسول اللہ صلعم اور بائیں امیر المومنین کھڑے ہوں گے۔ اور دونوں کے پاس اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئے گی۔ القیانی جھنم کل کفار عنید تم دونوں ہر کافر سرکش کو جہنم میں ڈال دو۔

حسن بصری عبد اللہ سے وہ نبی کریم صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ وہ ایک نوری کرسی پر تشریف فرما ہوں گے یعنے علیؑ آپ کے سامنے نہر تسنیم جاری ہو گی پل صراط کو کوئی شخص عبور نہیں کر سکے گا جب تک اُس کے پاس حضرت علی علیہ السلام کی ولایت اور آپ کی اہل بیت کی ولایت کا پروانہ نہ ہو گا۔ آپ جنت کی اوپر والی منزل میں تشریف فرما ہوں گے۔ اپنے دوست

کو بہشت میں اور اپنے دشمن کو جہنم میں داخل کریں گے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے مروی ہے کہ کسی نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے پوچھا کہ اللہ تعالیٰ اس آیت کا کیا مطلب ہے، القیا فی جہنم الخ فرمایا اے علی! جب قیامت کے روز اللہ تعالیٰ لوگوں کو ایک قطار میں جمع کرے گا۔ تو اس وقت میں اور تم عرش کی دائیں جانب کھڑے ہوں گے۔ اور اللہ تعالیٰ کہے گا۔ اے محمدؐ! اے علی! کھڑے ہو جاؤ جس شخص نے تم دونوں سے بغض رکھا۔ تمہاری مخالفت کی۔ اور تمہاری بات کو جھٹلایا۔ اس کو دوزخ میں ڈال دو۔

حضرت امام رضا علیہ السلام رسول اللہ صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ یہ آیت میرے اور علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

قاضی شریک اور عبداللہ بن حماد انصاری سے روایت ہے۔ دونوں کا متفق بیان ہے۔ کہ میں اعمش کی اس بیماری کے دوران جس میں آپ کی وفات ہوگئی تھی موجود تھا۔ اور آپ کے پاس مندرجہ ذیل حضرات بھی موجود تھے۔ (۱) ابن ابی لیلیٰ (۲) ابن شبرمہ (۳) ابوحنیفہ۔ ابوحنیفہ نے کہا اے ابو محمد! اللہ سے ڈرو۔ اور اپنی ذات کا بھی خیال رکھو۔ یہ دنیا میں تیرا آخری دن ہے۔ اور آخرت کا پہلا۔ آپ حضرت علی کے بارے میں ایسی احادیث بیان کیا کرتے تھے۔ اگر تو ان کے بارے میں اللہ تعالیٰ سے توبہ کرے۔ تو یہ بات تیرے حق میں بہت مفید ثابت ہوگی۔ اعمش نے کہا۔ مثلاً کونسی حدیث، کہا مثلاً عبایۃ الاسدی والی حدیث کہ علیؑ دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہیں۔ یہ سن کر اعمش نے کہا کہ مجھے اٹھا کر بٹھا دو۔ اور میرے پیچھے تکیہ لگا دو۔ مجھے تو یہ حدیث اس شخص نے بیان کی ہے جس کی طرف میں جا رہا ہوں۔ وہ موسےٰ بن ظریف ہیں۔ جو بنو اسد کے امام ہیں۔ وہ عبادہ بن ربعی سے روایت کرتے ہیں جو اپنے قبیلے کے سردار ہیں کہ میں نے حضرت علیؑ کو فرماتے ہوئے سنا۔ انا قسیم النار میں دوزخ کی تقسیم کرنے والا ہوں۔ اقول ھذا لی دعیہ کہوں گا یہ میرا ہے اس کو چھوڑ دو وھذا عدوی خذیہ یہ میرا دشمن ہے اس کو پکڑ لو۔

مجھے ابو متوکل ناجی نے حجاج کی گورنری کے زمانے میں بیان کیا۔ وہ ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ جب اللہ تعالیٰ کے حکم سے قیامت کا روز قائم ہو جائے گا۔ تو میں اور علی پل صراط پر بیٹھ جائیں گے۔ اور کہا جائے گا کہ اس شخص کو جنت میں داخل کر دو۔ جو مجھ پر ایمان لایا۔

اور اُس شخص کو دوزخ میں ڈال دو جس نے میرے ساتھ کفر کیا۔ اور تم دونوں سے بغض رکھا، ایک جگہ اس طرح الفاظ ہیں۔ جس نے تم دونوں سے بغض رکھا اس کو آگ میں اور جس نے تم دونوں سے محبت رکھی اس کو جنت میں داخل کر دو۔

مجھے ابو وائل نے حدیث بیان کی۔ اس سے ابن عباس نے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ جب قیامت کا روز ہوگا۔ تو اللہ علی کو حکم دے گا۔ کہ تم جنت اور دوزخ کے درمیان تقسیم کرو۔ تو آپ دوزخ سے فرمائیں گے۔ اس شخص کو پکڑ لو۔ یہ میرا دشمن ہے۔ اور اس کو چھوڑ دو یہ میرا دوست ہے راوی کا بیان ہے کہ جب ابو حنیفہ نے اس بات کو سُنا۔ تو تہہ بند پر رکھ دیا اور کہا اُٹھو کہ میرے ساتھ چلو۔ ابو محمد (اعمش) اس سے بڑی اور بات کیا بیان کریں گے راوی نے کہا اعمش نے شام سے پہلے انتقال کیا۔

ابن شیرویہ فردوس میں روایت کرتے ہیں۔ کہ حذیفہ نے کہا کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ علیؑ دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہیں۔

اخن ومحن میں صفوانی ایک طویل حدیث میں اسحاق بن موسےٰ بن جعفر سے وہ اپنے باپ اور دادا سے وہ اپنے ابا علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا۔ کہ دو فرشتے رضوان اور مالک میرے پاس نازل ہوں گے۔ مالک کہے گا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف اور احسان سے مجھے حکم دیا کہ میں دوزخ کی آگ کو جلاؤں میں نے اس کو جلا دیا ہے پھر حکم دیا ہے کہ اس کے دروازے بند کر دوں۔ میں نے اس کے دروازے بند کر دیئے ہیں۔ اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اس کی کنجیاں آپ کی خدمت میں پیش کروں۔ اے محمدؐ! آپ ان کو لے لیں۔ میں کہوں گا میں نے قبول کیا۔ میرے رب نے مجھ پر احسان کیا۔ اس کے اس احسان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ پھر میں وہ کنجیاں علیؑ کے حوالے کر دوں گا۔ پھر رضوان کہے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے اپنے احسان اور لطف سے حکم دیا ہے کہ میں جنت کو سجا دوں۔ میں نے اس کو سجا دیا ہے پھر حکم ہوا ہے کہ میں اس کے دروازے بند کر دوں۔ چنانچہ میں نے اس کے دروازے بند کر دیئے ہیں۔ اور مجھے حکم ہوا ہے کہ میں اس کی کنجیاں آپ کے حوالے کر دوں اے محمدؐ! ان کنجیوں کو لے لو۔ میں کہوں گا۔ میں نے قبول کیا۔ یہ میرے رب کا مجھ پر احسان ہے میں اس کے اس احسان کا شکریہ ادا کرتا ہوں۔ پھر میں ان کنجیوں کو علی کے حوالے کر دوں گا۔ علیؑ جنت پر اس شان سے تشریف لائیں گے۔ کہ آپ کے ہاتھ میں جنت کی کنجیاں ہوں گی۔ اور دوزخ کی چابیاں بھی آپ کے ہاتھ میں ہوں

گی۔ علیؑ جہنم کے کنارے پر تشریف فرما ہوں گے۔ آپ جہنم کی مہار پکڑے ہوں گے۔ اس کی آگ کے شرارے اِدھر اُدھر آ رہے ہوں گے۔ اور شعلوں کی موجیں تلاطم خیز ہوں گی۔ جہنم بلند آواز سے کہے گی اے علی! آپ تشریف لے جائیے۔ آپ کے نور نے میری آگ کو بجھا دیا ہے علیؑ فرمائیں گے۔ اس شخص کو چھوڑ دو۔ یہ میرا دوست ہے اور اس آدمی کو پکڑ لو۔ یہ میرا دشمن ہے۔ اس دن جہنم علی کی تابعداری اس سے بھی زیادہ کرے گی۔ جس طرح تمہارا نوکر اپنے مالک کی کرتا ہے۔

زمخشری نے فائق میں تحریر کیا ہے۔ کہ علیؑ کے قسیم النار ہونے کا یہ مطلب ہے۔ کہ لوگوں کے دو گروہ ہوں گے۔ ہدایت یافتہ اور گمراہ۔ گویا کہ آپ دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہیں کہ ایک گروہ دوزخ میں چلا جائے گا۔ اور ایک گروہ آپ کے ساتھ بہشت میں چلا جائے گا۔ (یہ تاویل غلط ہے۔ بلکہ آپ لوگوں کی تقسیم کریں گے۔ گمراہ لوگوں کو جہنم میں ڈالیں گے۔ اور نیکو کاروں کو بہشت میں داخل فرمائیں گے۔) محمد بن سعید نے ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ کہ حضرت علی قسیم النار ہیں۔ سید حمیری نے کہا ہے

قسیم النار هذا لی فکفی عنه لا یعنی د   وهذا لک یا نار فخذی الفاجر الاکبر

علی دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہیں۔ فرمائیں گے۔ یہ شخص میرا ہے۔ اس کو چھوڑ دے۔ اور اس کو کوئی نقصان نہ دے۔ اے دوزخ یہ تیرا ہے۔ اس بڑے فاجر کو پکڑ لے۔

ذاک قسیم النار من قیله   خذی عدوی و ذری ناصری

وہ شخص آگ کی تقسیم کرنے والے ہیں۔ آپ فرمائیں گے۔ یہ میرا دشمن ہے اس کو پکڑ لے۔ اور یہ میرا مددگار ہے۔ اس کو چھوڑ دے۔

ذاک علی بن ابی طالب !   صهر النبی المصطفی الطاهر

وہ علی بن ابی طالب ہیں۔ جو پاکیزہ محمد مصطفےٰ کے داماد ہیں۔

عونی نے کہا ہے

امامی قسیم النار مختار اهلها   ولابد للجنات والنار من اهل

آگ کی تقسیم کرنے والے میرے امام ہیں۔ جنت اور دوزخ کی تقسیم آپ کے اختیار میں ہو گی۔

بشنوی نے کہا ہے

وکیف تحرقنی نار الجحیم اذا   کان القسیم لها مولی ذا الحسب

مجھے دوزخ کی آگ کیسے جلائے گی۔ جب کہ اس کے تقسیم کرنے والے میرے بزرگ آقا ہوں۔

دعبل نے کہا ہے

قسیم الجحیم فهذا له وهذا لها باعتدال القسم

حضرت علی دوزخ کی تقسیم کرنے والے ہیں۔ آپ کا دوست آپ کے حصہ میں چلا جائے گا۔ اور آپ کا دشمن دوزخ میں ڈالا جائے گا۔ نہایت مناسب تقسیم ہوگی۔

یذود عن الحوض اعدائه فکم من لعین طرید وکم

آپ اپنے دشمنوں کو حوض سے ہٹائیں گے کتنے لعین وہاں سے بھگائے جائیں گے۔

فمن ناکثین ومن قاسطین ومن مارقین ومن مجترم

بہت بڑی تعداد ناکثین قاسطین، مارقین اور ظالمین کی بھگائی جائے گی۔

واہبی نے کہا ہے

یا سیدی یا ابن ابی طالب! یا عصمة اعقف والجار

اے میرے آقا! ابوطالب کے فرزند۔ اے لاچار اور ہمسایہ کے پناہ گاہ

لا تجعلن النار لی مسکنا یا قاسم الجنة والنار

آگ میں میرا ٹھکانا نہ بنانا۔ اے جنت اور دوزخ کی تقسیم کرنے والے۔

ایک اور نے کہا ہے

علی حبه جنة قسیم النار والجنة

علی کی محبت ڈھال ہے۔ آپ دوزخ اور جنت کی تقسیم کرنے والے ہیں۔

وصی المصطفیٰ حقا امام الانس والجنة

آپ مصطفیٰ کے برحق وصی ہیں انسانوں اور جنوں کے امام ہیں۔

عمرو بن شمر نے کہا کہ کلبی اور اعمش جمع ہوئے۔ اور کلبی نے اعمش سے کہا کہ آپ نے علیؑ کے مناقب میں کون سی زبردست چیز سنی ہے؟

اعمش نے عبایہ والی حدیث بیان کی کہ حضرت علی علیہ السلام قسیم النار ہیں۔ کلبی نے کہا کہ میرے پاس اس سے بھی زیادہ اور بڑی چیز موجود ہے اور وہ یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کو

ایک کتاب دی تھی جس میں اہل جنت اور اہل دوزخ کے نام تحریر تھے۔

عبدالصمد بن بشیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں حضرت نے ایک طویل حدیث میں معراج کا ذکر کیا پھر فرمایا۔ فاوحی الی عبدہ ما اوحی کا مطلب یہ ہے۔ کہ اللہ عزوجل نے نبی صلعم کو ایک کتاب عنایت کی تھی جس میں اصحاب یمین اور اصحاب شمال کے نام تحریر تھے آنحضرت صلعم نے اصحاب یمین کی کتاب کو اپنے دائیں ہاتھ میں لے لیا اور اس کو ملاحظہ فرمایا اس میں اہل جنت کے نام تحریر تھے۔ اور ان کے باپ دادا اور قبائل کے نام بھی موجود تھے۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ آمن الرسول بما انزل الیہ من ربہ رسول اللہ اس چیز پر ایمان لائے جو ان پر ان کے رب کی جانب سے نازل کی گئی۔ اس کے جواب میں رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ والمومنون کل آمن باللہ تمام مومن بھی اللہ کے ساتھ ایمان لائے۔ پھر رسول اللہ صلعم نے کہا۔ ربنا لا تواخذنا ان نسینا او اخطانا اے معبود! اس چیز کا ہم سے مواخذہ نہ کرنا جس کو ہم بھول جائیں یا غلطی کر بیٹھیں۔ اللہ تعالیٰ نے کہا یہ بات میں نے منظور کر لی ہے۔ نبی صلعم نے کہا ولا تحملنا مالا طاقۃ لنا بہ الخ اے معبود! وہ بوجھ ہم پر نہ لادنا جس کے اٹھانے کی ہم میں طاقت نہ ہو۔ ان تمام معروضات رسول پر اللہ تعالیٰ کہتا جاتا تھا۔ کہ میں نے ان کو منظور کر لیا ہے۔ رسول اللہ صلعم نے پھر اس صحیفہ کو لے لیا۔ اور اپنے دائیں ہاتھ مبارک میں تھام لیا۔ اس کے بعد آپ نے اصحاب شمال والے صحیفہ کو کھولا تو اس میں جہنمیوں کے ناموں کو معہ ان کے باپ دادا کے ناموں اور قبائل کے ناموں کے ساتھ موجود پایا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے کلام کو جاری رکھتے ہوئے فرمایا۔ پھر رسول اللہ صلعم آسمان سے نیچے تشریف لائے۔ اور ان کے پاس دونوں صحیفے موجود تھے۔ آنحضرت صلعم نے ان دونوں کو حضرت علی علیہ السلام کے حوالے کر دیا۔

صفوانی باسناد خود موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے حضرت نبی صلعم سے ایک طویل حدیث بیان کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ میں قیامت کے روز موجود ہوں گا۔ دو فرشتے آئیں گے۔ ایک کا نام رضوان ہوگا۔ دوسرے کا مالک۔ رضوان بلندی سے کہے گا۔ اے اللہ کے نبی! تم پر سلام ہو میں کہوں گا تم پر سلام ہو۔ اے پاکیزہ خوشبو خوبصورت۔ مہربان چہرے والے کس مقصد کے لئے آنا ہوا۔ وہ کہے گا۔ میرا نام رضوان ہے۔ میں جنت کا خازن ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے لطف سے مجھے حکم دیا

کہ مَیں جنت کو سجا دوں میں نے ان کو سجا دیا ہے۔ پھر ارشاد ہوا ہے۔ کہ مَیں ان کے دروازے بند کردوں میں نے ان کے دروازے بند کر دیئے ہیں۔ اور میں ان کی کنجیاں لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں اے احمدؐ ان کنجیوں کو لے لو۔ میں کہوں گا میں نے اپنے رب کی جانب سے اس بات کو قبول کر لیا ہے میں اس انعام پر شکریہ ادا کرتا ہوں۔ ان کو میرے بھائی علیؑ کے حوالے کر دو۔ وہ ان کنجیوں کو علیؑ کے حوالے کر دے گا۔ الخ۔

محمد بن زکریا غلابی کی حدیث میں وارد ہوا ہے۔ اور حدیث مختصر ہے۔ کہ رضوان ندا دے گا کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں جناں کی کنجیوں کو محمدؐ کے حوالے کر دوں۔ اور محمدؐ نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں ان کو علی بن ابی طالب کے حوالے کر دوں۔ دیکھو یہ کنجیاں موجود ہیں میں ان کو علی کے حوالے کر رہا ہوں۔ تم لوگ اس بات پر گواہ رہنا۔ پھر جہنم کا خازن اُٹھے گا۔ اور ندا دے گا۔ کہ اللہ عزوجل نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں جہنم کی کنجیوں کو محمدؐ کے حوالے کردوں اور محمدؐ نے مجھے حکم دیا ہے۔ کہ میں ان کو علی کے حوالے کر دوں۔ دیکھو اس بات کا گواہ رہنا۔ میں وہ کنجیاں علیؑ کے حوالے کر رہا ہوں۔ (رسول اللہ نے فرمایا اے علی) تم جنت اور جہنم کی کنجیاں لے لو گے۔ اور میرے سامنے لو گے تیرے اہل بیت تیرے سامنے لیں گے۔ تیرے شیعہ تیرے اہل بیت کے سامنے لیں گے۔ حضرت علی کا فرمانا ہے۔ کہ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! ہماری بازگشت جنت کی طرف ہو گی۔ فرمایا کعبہ کے رب کی قسم ایسا ہی ہو گا۔

محمد فتال نے روضۃ الواعظین میں نقل کیا ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا جنت کے دروازے کی زنجیر سونے کی ہے۔ جب زنجیر دروازے کے پٹ پر گرتی ہے۔ تو آواز دیتی ہے اور کہتی ہے یا علیؑ!

خصائص نطنزی میں قیس بن ابی حازم سے روایت ہے۔ آپ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ علی بن ابی طالب حلقۃ معلقۃ بباب الجنۃ من تعلق بھا دخل الجنۃ علی جنت کے دروازے کی لٹکی ہوئی زنجیر ہیں۔ جس نے اس کو پکڑ لیا۔ وہ جنت میں داخل ہو جائے گا۔"

فصل

حضرت علی علیہ السلام ساقی کوثر ہیں اور محشر کے روز لوگوں کی سفارش کریں گے

ابن جبیر اور ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ کسی نے نبی صلعم سے کوثر کے متعلق پوچھا۔ فرمایا اے علیؑ کوثر ایک نہر ہے۔ جو اللہ کے عرش کے تلے جاری ہے۔ جس کا پانی برف سے زیادہ سفید ہے شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ مکھن سے زیادہ نرم ہے۔ اس کے سنگریزے موتی۔ زبرجد اور مرجان کے ہیں اس کے خس و خاشاک زعفران کے ہیں۔ اس کی مٹی مشک اذفر کی ہے اس کے قواعد عرش کے نیچے ہیں۔ پھر آنحضرت صلعم نے حضرت علی کے پہلو پر اپنا دست اقدس مارا۔ اور فرمایا۔ یہ نہر میرے تیرے تیرے دوستوں کے لئے ہے۔

حافظ ابو نعیم باسناد خود عطیہ سے وہ انس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں رسول اللہ صلعم کی خدمت حاضر ہوا فرمایا مجھے کوثر عطا کیا گیا ہے۔ عرض کیا یا رسول اللہ کوثر کیا چیز ہے؟ فرمایا کوثر ایک نہر ہے جنت میں جاری ہے۔ جس کا طول اور عرض مشرق اور مغرب کے درمیان والے فاصلے کے برابر جو اس کا ایک دفعہ پانی پی لے گا۔ وہ کبھی پیاسا نہ ہوگا۔ اور جو اس سے ایک دفعہ نہالے گا۔ وہ گرد آلود نہیں ہوگا۔ وہ شخص اس کا پانی نہیں پی سکتا۔ جس نے میری ذمہ داری کو توڑ دیا ہوگا۔ میرے اہل بیت کو قتل کیا ہوگا۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ علیؑ نہر کوثر سے ان لوگوں کو ہٹا دیں گے۔ جو آپ کے شیعہ ہوں گے جو شخص ایک دفعہ اس کا پانی پی لے گا۔ وہ کبھی پیاسا نہیں ہوگا۔

طارق سے روایت ہے۔ کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس دانے میں شگاف ڈالا اور روح کو پیدا کیا۔ میں اپنے ان دونوں ہاتھوں سے اپنے دشمنوں کو سے ہٹاؤں گا۔ جب کہ اپنے دوستوں کو وہاں لاؤں گا۔

احمد نے فضائل میں ابو حرب بن ابی الاسود دؤلی سے اس طرح کی روایت کی ہے۔

ابو رافع کے اخبار میں یہ حدیث پانچ طریقوں سے بیان ہوئی ہے۔ نبی صلعم نے فرمایا اے علی

تمہارے شیعہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے جو سیر و سیراب ہوں گے۔ اور تمہارے دشمن اس حالت میں آئیں گے کہ پیاسے ہوں گے۔ اور ان کی گردنیں جھکی ہوئی ہوں گی۔"

تفسیر میں اللہ تعالیٰ کی اس آیت کے بارے میں وارد ہوا ہے کہ سقاهم ربهم شراباً طهورا ان کا رب ان کو شراب طہور پلائے گا لوگوں کے سردار علی بن ابی طالب ہیں۔ اور وہی انہیں شراب طہور پلائیں گے۔ اس بات کی دلیل یہ ہے کہ رب بمعنی سید آیا ہے جیسا کہ اللہ تعالیٰ حضرت یوسفؑ کے قصہ میں بیان کرتا ہے۔ "اذکرنی عند ربک" مجھے اپنے رب (مالک و سردار) کے پاس یاد کرنا۔

کتاب فائق میں منقول ہے کہ نبی صلعم نے حضرت علی سے فرمایا۔ تم میرے حوض سے قیامت کے روز لوگوں کو اس طرح ہٹاؤ گے۔ جس طرح بیماری کی وجہ سے گردن جھکا ہوا پیاسا اونٹ پانی سے ہٹایا جاتا ہے۔

ابن جبیر قبیصہ سے وہ ابو جوزا سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ فما تنفعهم شفاعة الشافعين تمہیں سفارش کرنے والوں کی سفارش فائدہ نہیں دے گی۔ پھر کہا۔ کہ سب سے پہلے جو شخص اپنی امت کی (قیامت کے روز) سفارش کریں گے وہ رسول اللہ ہوں گے۔ سب سے پہلے جو شخص اپنے اہل بیت اور اولاد کے بارے میں سفارش کریں گے۔ وہ امیر المومنین علیہ السلام ہوں گے۔ روم کے مسلمانوں کے متعلق سب سے پہلے سفارش کرنے والے صہیبؓ ہیں۔ سب سے پہلے مومنین حبشہ کے بارے میں سفارش کرنے والے بلالؓ ہوں گے۔

حمران بن اعین سے مروی ہے۔ کہ امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا کی قسم ہم اپنے شیعوں کی سفارش کریں گے۔ خدا کی قسم ہم اپنے شیعوں کی سفارش کریں گے۔ خدا کی قسم۔ ہم اپنے شیعوں کی سفارش کریں گے۔ حتیٰ کہ لوگ کہیں گے کہ ہمارا نہ کوئی سفارش کرنے والا ہے اور نہ ہی ہمارا کوئی گہرا دوست ہے۔

فردوس دیلمی میں ہے۔ کہ ابوہریرہ نے کہا۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ سفارش کرنے والی پانچ چیزیں ہیں۔ (۱) قرآن۔ (۲) رحم۔ (۳) امانت۔ (۴) تمہارا نبی اور (۵) تمہارے نبی کے اہل بیت۔

تفسیر وکیع میں ابن عباس سے روایت ہے۔ ولسوف يعطيك ربك فترضى عنقریب تمہارا رب تمہیں اتنا دے گا کہ تم راضی ہو جاؤ گے۔ اس کا مطلب یہ ہے۔ کہ اے محمدؐ! عنقریب تم قیامت کے روز

اپنے تمام اہل بیت کے بارے میں سفارش کرو گے سب کو جنت میں داخل کرو گے۔ اس بارے میں اپنے رب سے راضی ہو جاؤ گے۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے۔ وتری کل امۃ جاثیۃ امام نے فرمایا اس سے مراد نبی صلعم اور علی ہیں۔ دونوں حضرات ایک بلند جگہ پر تشریف فرما ہوں گے جس کی وجہ سے تمام مخلوق سے اونچے ہوں گے۔ آنحضرت صلعم پہلے سفارش فرمائیں گے پھر فرمائیں گے۔ اے علی تم سفارش کرو۔ آپ ایک آدمی کی اپنے اہل بیت میں اور دوسرے آدمی کی قبیلہ میں سفارش کریں گے اور ایک شخص اپنے عمل کی حیثیت سے دو آدمیوں کی سفارش کرے گا۔ اور یہی مقام محمود ہے۔

ابو عبد اللہ علیہ السلام سے مروی ہے کہ وبشر الذین امنوا ان لہم قدم صدق سے مراد نبی صلعم کی شفاعت ہے۔ والذی جاء بالصدق سے مراد علی کی شفاعت ہے۔ اولٰئک ھم الصدیقون سے مراد شفاعت آئمہ ہے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں قیامت کے روز سفارش کروں گا میری سفارش منظور کی جائے گی۔ علی سفارش کریں گے۔ آپ کی سفارش منظور ہوگی۔ اور میرے اہل بیت سفارش کریں گے۔ ان کی سفارش بھی منظور کی جائے گی۔

فصل

حضرت علی علیہ السلام کی قرابت

محمد بن مفضل موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتا ہے۔ الذین یصلون ما امر اللہ بہ ان یوصل کہ اس سے مراد ہم آل محمد علیہم السلام ہے" وزبانی باسند خود علی سے وہ ابو صالح سے وہ ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ واتقوا اللہ الذی تساءلون بہ والارحام کہ یہ آیت رسول اللہ کے متعلق نازل ہوئی ہے قیامت کے روز رسول اللہ کے سبب اور نسب کے سوا ہر سبب اور نسب منقطع ہو جائے گا۔

آیت واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض صاحبان رحم بعض سے بعض آدمی ہیں۔ اس بارے میں زید بن علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اس آیت سے علی بن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں آپ مہاجر

ہیں ، اور ذو رحم بھی ۔

تفسیر جابر بن یزید میں امام علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس آیت میں علی علیہ السلام کی ولایت ثابت ہے علی علیہ السلام غیر کی نسبت رسول اللہ صلعم کے ساتھ اولیٰ ہیں ۔ دنیا اور آخرت میں رسول اللہ کے بھائی ہیں ۔ آپ رسول اللہ صلعم کی میراث ہتھیار ، سامان بخلہ شہباء اور آپ کے تمام ترکہ کے وارث ہوئے ۔ آنحضرت کے بعد آپ کی کتاب قرآن کے وارث ہوئے ۔ اللہ تعالیٰ نے کہا ۔ ثم اورثنا الکتاب الذین اصطفینا من عبادنا پھر ہم نے کتاب کا وارث ان لوگوں کو بنایا جن کو ہم نے اپنے بندوں سے چن لیا تھا ۔ کتاب سے مراد کل قرآن ہے ۔ جو رسول اللہ پر نازل ہوا ۔ نبی صلعم کے بعد قرآن کی تعلیم دیا کرتے تھے آپ کو کوئی تعلیم نہیں دیتا تھا ۔ آپ سے لوگ پوچھا کرتے آپ کو دین کے بارے میں کسی شخص سے پوچھنے کی ضرورت نہ تھی ۔ اولاد اسمٰعیل سے اللہ تعالیٰ نے کنانہ کو ۔ کنانہ سے قریش کو ۔ قریش سے ہاشم کو چنا ۔ جس سلسلہ نسب میں آپ کا تعلق ہے اس سے بڑے بڑے مشائخ کا کوئی تعلق نہیں ہے حضرت ماں باپ دونوں کی طرف سے ہاشمی ہیں ۔ آپ کے زمانے میں آپ کے دو بھائی اور آپ کے دونوں بیٹوں کے سوا کوئی ہاشمی نہیں تھا حضرت کا باپ ابوطالب بن عبدالمطلب بن ہاشم اور ماں فاطمہ بنت اسد بن ہاشم ہیں ۔

آپ کی والدہ کا سلسلہ نسب ۲۳ واسطوں سے معد بن عدنان تک جا کر ملتا ہے ۔ ماں کی جہت سے بھی آپ کا سلسلہ نسب رسول اللہ سے جا کر ملتا ہے آپ کے سوا اس بات میں رسول اللہ صلعم کا کوئی اور شریک نہیں ہے ۔ رسول اللہ آپ کے ابن عم دو وجوہات سے ہوتے ہیں ۔ عبداللہ اور ابوطالب چونکہ بھائی بھائی ہیں ۔ اس لحاظ سے رسول اللہ صلعم آپ کے ابن عم ہیں ۔

امہات میں آپ کی ماں کا نسب رسول اللہ سے ملتا ہے ۔ اس وجہ سے بھی آپ رسول اللہ کے ابن عم ہیں ۔ آپ دو وجہوں سے رسول اللہ کے فرزند ہیں ۔ ایک تو یہ کہ رسول اللہ نے آپ کی پرورش کی ہے

فاطمہ بنت اسد کا بیان ہے کہ میں بیمار ہو گئی تھی ۔ آنحضرت علی کے منہ میں اپنی زبان دے دیتے تھے اور اللہ کے حکم سے اس سے دودھ جاری ہو جاتا تھا ۔ دوسرے آپ رسول اللہ کے داماد ہیں ۔ داماد بمنزل فرزند ہوتا ہے ۔ جب کسی شخص کے ہاں لڑکی پیدا ہوتی ہے ۔ تو کہا جاتا ہے ۔ آپ کو داماد کی مبارک ہو ۔

آپ کے دونوں فرزند (حسنینؑ) حکماً اور شرعاً رسول اللہ کے فرزند ہیں۔ خود رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ میں حسنینؑ کا باپ ہوں اور میں ان سے زیادہ عقل مند ہوں۔ یہی وجہ ہے کہ حضرت علیؑ فرمایا کرتے۔ محمد بن حنفیہ میرے فرزند ہیں۔ اور حسنینؑ رسول اللہ کے فرزند ہیں۔

حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام سید النبیین ہیں۔ آپ کے داماد سید الوصیین۔ آپ کی زوجہ عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں۔ آپ کے دونوں فرزند جوانان بہشت کے سردار ہیں۔ آپ کا چچا حضرت حمزہ سید الشہداء ہے آپ کا بھائی جعفر انسانی صورت میں فرشتہ ہے۔ جو پرندوں کے سردار (بہشت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے رہتے ہیں۔ آپ کے والد ماجد سید عرب اور رسول اللہ کے مددگار رہیں۔ آپ کا دادا مکہ کا رئیس تھا۔ آپ کے باپ کا دادا ہاشم عرب کا سردار تھا۔ آپ کی خوش دامن ام المومنین خدیجہ کبریٰ ہیں۔ آپ سب سے پہلے رسول اللہ پر اسلام لائیں۔ اور نماز پڑھی اور اسلام کی راہ میں اپنا مال خرچ کیا اور جناب خدیجہ سے رسول اللہ صلعم کی نسل چلی۔ آپ کی والدہ فاطمہ بنت اسد ہیں جو سب سے پہلی ہاشمی عورت ہیں جو دو ہاشمیوں میں سے پیدا ہوئیں۔

نہج البلاغہ میں تحریر ہے۔ کہ حضرت سے کسی شخص نے کہا۔ اے ابوطالب کے فرزند آپ تو خلافت کے بارے میں زیادہ حریص ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم تو بعیدی ہونے کے باوجود مجھ سے زیادہ لالچی ہو۔ میں تو رسول اللہ کے ساتھ اخص اور اقرب ہوں۔ میں نے اپنا حق طلب کیا ہے۔ تم میرے اور حق کے درمیان حائل ہو۔ تم حق کی وجہ سے میرے چہرے کو مارتے ہو۔ جب میں نے اس (اول) کے دروازے کو حجت اور برہان کے ساتھ لوگوں کی موجودگی میں کھٹکھٹایا۔ تو وہ ہکا بکا رہ گیا۔ اس کی ہوش گم ہوگئی اور مجھے کوئی جواب نہ دے سکا۔

ثقہ راویوں نے رسول اللہ سے بیان کیا ہے۔ کہ آنحضرت نے فرمایا۔ اے علیؑ! تم ایسے خصوصیات کے مالک ہو۔ کہ مجھے ان میں سے ایک بھی حاصل نہیں۔

(۱) تیری بیوی فاطمہ ہے میری بیوی کوئی ایسی نہیں۔

(۲) تیرے صلب سے دو ایسے فرزند ہیں میری صلب سے ایسے فرزند پیدا نہیں ہوئے۔

(۳) تیری بیوی کی ماں خدیجہ ہے۔ اور میری ایسی ساس نہیں ہے۔

(۴) تیرا خسر و مجھ ایسا انسان ہے اور مجھے آپ ایسا خسر و نصیب نہیں ہوا۔

۵۔ تیرا نسب میں بھائی جعفر ہے مجھے ایسا بھائی نہیں ملا۔

۶۔ تجھے فاطمہ بنت اسد ہاشمیہ مہاجرہ جیسی ماں ملی ہے۔ اور مجھے ایسی ماں نہیں ملی۔

سلمان۔ ابو ذر۔ اور مقداد سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے علی بن ابی طالب کے ساتھ فخر کیا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علی! (عرب کا) فخر تم ہو۔ تم ابن عم کے لحاظ سے مکرم۔ بھائی کی وجہ سے مکرم۔ چچا کی وجہ سے مکرم ہو۔ ان سب سے حلم میں بڑے ہو۔ علم میں بہت زیادہ ہو۔ صلح کے لحاظ سے بڑھے ہوئے ہو۔ ایک اور روایت میں ہے۔ کہ ان سے دل کے لحاظ سے بڑے بہادر ہو۔ ہاتھ کے لحاظ سے بڑے سخی ہو۔ ایک اور حدیث میں ہے۔ کہ تم میری اُمت میں فضل کے لحاظ سے افضل ہو۔

ابوالحسن مدائنی نے تحریر کیا ہے کہ معاویہ نے حضرت کی طرف خط تحریر کیا۔ جس میں لکھا۔ اے ابوالحسن! میرے بے شمار فضائل ہیں۔ میرا باپ جاہلیت میں (عرب کا) سردار تھا۔ اور میں اس وقت اسلام کا بادشاہ ہوں۔ میرے ہاں رسول اللہ کا سمدھیانہ ہے میں خال المومنین ہوں اور کاتب وحی ہوں۔ جب امیر المومنین علیہ السلام نے خط کو پڑھا۔ تو فرمایا۔ ابوالفضائل (طنز ہے) ہم پر فخر کرتا ہے۔ جو ہندہ جگر خوار (حضرت حمزہ) کا بیٹا ہے فرمایا۔ اے غلام معاویہ کو خط تحریر کرو۔ اور حضرت نے مندرجہ ذیل اشعار تحریر کرائے۔ ؎

محمد النبی اخی و صہری ۔۔۔ و حمزۃ سید الشہداء عمی

محمدؐ میرے بھائی اور خسر ہیں۔ سیدالشہدا حمزہ میرے چچا ہیں۔

و جعفر الذی یضحی و یمسی ۔۔۔ یطیر مع الملائکۃ ابن امی

اور جعفر جو صبح و شام (جنت میں) فرشتوں کے ساتھ اڑتے رہتے ہیں میرے ماں جائے ہیں

و بنت محمد سکنی و عرسی ۔۔۔ مشوب لحمہا بدمی و لحمی

محمدؐ کی بیٹی میری زوجہ ہے۔ جس کا خون اور گوشت میرے ساتھ مخلوط ہے۔

و سبطا احمد ولدای منہا ۔۔۔ فمن منکم لہ سہم کسہمی

فاطمہ سے محمدؐ کے دو سبط پیدا ہوئے ہیں جو میرے فرزند ہیں۔ تم میں سے کس شخص کا حصہ محمدؐ سے ایسا ہے جیسا کہ میرا۔

سبقتکم الی الاسلام طراً ۔۔۔ غلاماً ما بلغت اوان حلمی

میں نے تم سب سے پہلے اسلام کی طرف سبقت کی تھی۔ میں ابھی لڑکا تھا اور رشد کے زمانے کو نہیں پہنچا تھا۔ (حضرت نے ظاہری تمثیل دی ہے۔ ورنہ حضرت ماں کی گود میں ہی عاقل اور بالغ تھے)

انا البطل الذی لن تنکروا ٭ لیوم الکریھۃ ولیوم مسلم

میں ایسا بہادر ہوں۔ جس کا تم ہرگز ہرگز انکار نہیں کر سکتے۔ خواہ جنگ کا دن ہو خواہ صلح کا۔

واوجب لی ولایتہ علیکم ٭ رسول اللہ یوم غدیر خم

غدیر خم کے روز رسول اللہ نے میری ولایت تم پر واجب کر دی تھی۔

واوصی بی لامتہ لحکمی ! ٭ فھل فیکم قدم کقدمی

آنحضرت نے میرا حکم ماننے کی اپنی امت میں وصیت کی تھی۔ کیا تم میں سے کسی شخص کا قدم میرے قدم کی طرح رسول اللہ صلعم کے شانے پر تھا؟

فویل ثم ویل ثم ویل ٭ لجاحد طاعتی من غیر جرمی

پس ہلاکت پھر ہلاکت پھر ہلاکت ہے اس شخص کے لئے جو میرے کسی قصور کے بغیر میری اطاعت کا انکار کرتا ہے۔

جب معاویہ نے خط کو پڑھا، تو کہا اے غلام اس کو پھاڑ ڈال تاکہ اہل شام اس کو نہ پڑھیں۔ ورنہ وہ فرزند ابوطالب کی طرف ہو جائیں گے۔

مدینہ کے لوگ حضرت عمر کے پاس فخر کی باتیں بیان کر رہے تھے۔ اس موقعہ پر حضرت امیر علیہ السلام نے مندرجہ ذیل اشعار ارشاد فرمائے ؎

اللہ اکرمنا بنصر نبیہ !! ٭ وبنا اقام دعائم الاسلام

اللہ نے اپنے نصرت کی وجہ سے ہمیں مکرم کیا۔ اسلام کے ستون ہمارے ذریعے قائم کئے۔

وبنا اعز نبیہ وکتابہ ٭ واعزنا بالنصر والاقدام

ہمارے ذریعے اپنے نبی اور اپنی کتاب کو معزز کیا۔ نصرت اور سبقت کی وجہ سے ہمیں عزت دی

ویزورنا جبریل فی ابیاتنا ! ٭ بفرائض الاسلام والاحکام !

فرائض اسلام اور احکامات لے کر جبریل ہمارے گھروں میں حاضر ہوتے تھے۔

نحن الخیار من البریۃ کلھا ٭ ونظامھا وزمام کل زمام

ہم تمام کائنات سے منتخب کردہ افراد ہیں۔ کائنات کا نظام بلکہ دنیا کی ہر مہار (مہار سے) ہاتھ میں ہے۔

فصل

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی ولادت کی کیفیت

جب فاطمہ بنت اسد کا نکاح حضرت ابوطالب سے ہوا تو حضرت ابوطالب نے یہ خطبہ پڑھا۔

الحمد لله رب العالمین رب العرش العظیم والمقام الکریم والمشعر والحطیم الذی اصطفانا اعلاما وسدنة وعرفاء وخلصا وحجبة بهالیل اطهار من الخنا والریب والاذی والعیب واقام لنا المشاعر وفضلنا علی العشائر نخب آل ابراهیم وصفوته وزرع اسماعیل فی کلام له

پھر کہا میں نے فاطمہ بنت اسد سے شادی کر لی۔ اور حق مہر ادا کر دیا۔ اور صیغہ عقد کو جاری کیا اسد سے پوچھو اور گواہی دو۔ اسد نے کہا میں نے فاطمہ کو تمہاری زوجیت میں دے دیا۔ اور ہم اس بات پر راضی ہیں۔ پھر لوگوں کو کھانا کھلایا گیا۔

شیخ اسد قاضی ابوعمرو عثمان بن احمد نے ایک طویل خبر میں بیان کیا ہے۔ کہ فاطمہ بنت اسد نے رسول اللہ صلعم کو ایک خرما کھاتے ہوئے دیکھا۔ جس کی خوشبو ہر خوشبودار چیز مشک اور عنبر سے زیادہ تھی۔ وہ خرما شماریخ کھجور کا تھا۔ جناب فاطمہ نے عرض کیا۔ مجھے بھی اس میں سے عنایت فرمایئے تاکہ میں بھی اس کو کھاؤں۔ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ اس وقت تک تیرے لئے اس کا کھانا جائز نہیں ہے جب تک تو میرے ساتھ اس بات کی گواہی نہ دے دو۔ کہ لا الہ الا الله وانی رسول الله اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور میں اللہ کا رسول ہوں۔ اس نے ان دونوں باتوں کی گواہی دی۔ آنحضرت صلعم نے ایک خرما دیا۔ آپ نے کھایا اور خواہش اور بڑھ گئی۔ ابوطالب کی خاطر ایک طلب کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اس بات کا عہد دو۔ کہ ان کو شہادتین ادا کرنے کے بعد دو گی۔ آپ نے اس بات کا عہد کیا۔ رات کے وقت حضرت ابوطالب نے ایک ایسی خوشبو سونگھی تھی اس سے قبل کبھی ایسی خوشبو نہیں سونگھی تھی۔ آپ نے واقعہ کا اظہار کر دیا۔ حضرت ابوطالب نے وہ خرما

طلب کیا۔ آپ نے کہا جب تک کلمہ شہادتین نہیں پڑھو گے اس وقت تک نہیں دوں گی۔ آپ نے کلمہ شہادتین پڑھا۔ لیکن جناب فاطمہ سے فرمایا کہ اس بات کو پوشیدہ رکھنا۔ تاکہ قریش مجھے طعنہ نہ دیں۔ جناب فاطمہ نے اس بات کا وعدہ کیا۔ آپ نے وہ خرما حضرت ابوطالب کو دے دیا۔

حضرت ابوطالب نے اسی رات اپنی زوجہ فاطمہ بنت اسد سے مقاربت کی۔ حضرت فاطمہ حاملہ ہو گئیں۔ اور آپ کا حسن زیادہ ہو گیا۔ علیؑ ماں سے ماں کے شکم میں گفتگو کیا کرتے تھے۔ یہ گفتگو کعبہ میں ہوتی تھی ایک دفعہ علیؑ نے جعفر سے گفت گو کی۔ تو جعفر پر غشی طاری ہو گئی۔ جب فاطمہ بنت اسد کعبہ کے اندر داخل ہوئی۔ تو تمام بت منہ کے بل گر پڑے آپ نے شکم پر ہاتھ پھیرا اور کہا ــــ اے نور چشم! ابھی تو آپ ماں کے شکم میں ہیں۔ اور بت تمہیں سجدہ کرتے ہیں۔ جب تم شکم مادر سے دنیا میں تشریف لاؤ گے۔ اس وقت تمہاری کیا شان ہو گی۔ میں نے اس بات کا ذکر ابوطالب سے کیا۔ فرمایا۔ یہ وہ بات ہے جس کا مجھے اسد نے طائف کی راہ میں ذکر کیا تھا۔

یزید بن قعنب اور جابر انصاری کا بیان ہے۔ کہ ایک راہب رہا کرتا تھا جس کا نام مثرم بن دعیب تھا جس نے اللہ تعالیٰ کی عبادت ایک سو نوے سال کی تھی۔ اور اس دوران میں اللہ تعالیٰ سے حاجت طلب نہیں کی تھی۔ صرف اس نے یہ استدعا کی تھی۔ کہ مجھے اپنا ولی دکھا دے۔ اللہ نے ابوطالب علیہ السلام کو اس کے پاس بھیجا۔ راہب نے آپ کا گھر اور قبیلہ پوچھا آپ نے آگاہ کیا۔ جب یہ سنا تو لبیک کہہ کر آپ کے سر کو بوسہ دیا۔ اور کہا اللہ کا شکر ہے۔ اس نے مجھے اس وقت تک موت نہیں دی جب تک مجھے اپنے ولی کی زیارت سے مشرف نہیں کیا۔ پھر فرمایا اے فلاں تجھے بشارت ہو۔ اللہ نے مجھے الہام کیا ہے۔ کہ تم سے ایک لڑکا پیدا ہو گا۔ جو اللہ کا ولی ہو گا۔ جس کا نام علیؑ ہو گا۔ جب آپ اس کا زمانہ پائیں تو میرا ان کو سلام کہنا۔ ابوطالب نے کہا تمہاری صداقت کی کیا دلیل ہے؟ کہا آپ کیا دلیل چاہتے ہیں؟ کہا اس وقت جنت کا کھانا آ جائے۔ راہب نے دعا کی۔ ابھی آپ کی دعا ختم نہیں ہوئی تھی۔ کہ جنت کے سیب انگور اور انار سے بھرا ہوا تھال آ گیا ابوطالب نے ایک دانہ کھایا۔ جو پانی کی صورت میں تبدیل ہوا جس سے جناب فاطمہ بنت اسد حاملہ ہوئیں۔ اور حمل میں علیؑ ہیں ـ زمین کانپ اٹھی۔ کئی دن تک زلزلے سے دوچار رہے۔ زلزلے کو دیکھ کر قریش نے بتوں کو کوہ ابوقبیس کی چوٹی پر رکھ دیا۔ وہ پتھروں سے ٹکرانے لگے۔ اور ٹکڑے ٹکڑے ہونے لگے۔ قریش کے (جھوٹے) معبود آپس میں چوٹیں کھا کر زمین پر منہ کے بل گر پڑے

حضرت ابوطالبؑ پہاڑ پر چڑھ گئے۔ اور بلند آواز سے پکارے

"اے لوگو! اللہ تعالیٰ اس رات کوئی حادثہ لایا ہے اور کوئی نئی مخلوق پیدا کی ہے۔ اگر تم نے اس کی اطاعت نہ کی اور اس کی ولایت کا اقرار نہ کیا اور اس کی امامت کی گواہی نہ دی۔ تو تم جس مصیبت میں گرفتار ہو۔ وہ تم سے دور نہ ہوگی۔ تم اس کی ذات کا اقرار کرو"

پھر آپ نے اپنے ہاتھ آسمان کی طرف بلند کیے اور کہا۔

"اے میرے معبود! اے میرے آقا! میں تجھے محمدیہ، محمودیہ، علویہ عالیہ اور فاطمیہ بیضا کا واسطہ دے کر عرض کرتا ہوں۔ کہ تو مکہ والوں پر مہربانی اور رحمت کو نازل فرما"

جاہلیت کے زمانے میں شدائد کے وقت عرب والے ان الفاظ میں اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کرتے تھے۔ اور الفاظ کی حقیقت کا انھیں علم نہیں تھا۔ کہ یہ کون ذوات مقدسہ ہیں۔

جب حضرت علی علیہ السلام کی ولادت کا وقت قریب آیا۔ تو جناب فاطمہ بنت اسد خانہ کعبہ کے پاس تشریف لائیں۔ اور ان الفاظ کے ساتھ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں دعا کی۔

"اے معبود! میں تجھ پر ایمان لائی ہوں۔ اور تیری طرف سے جو کچھ رسول لائے۔ ان پر ایمان لائی ہوں اور ان مقدس کتب پر ایمان لائی ہوں۔ جو میرے دادا کے کلام کے ساتھ مصدق ہیں۔ اور اس حق کا واسطہ دیتی ہوں جس نے اس گھر کو بنایا۔ اور اس بچے کا واسطہ دیتی ہوں جو میرے شکم میں موجود ہے میرے امر ولادت کو آسان کر دے"

آپ کا یہ کہنا تھا۔ کہ خانہ کعبہ کا دروازہ کھل گیا۔ آپ اس کے اندر تشریف لے گئیں۔ تو کیا دیکھتی ہیں کہ بیت اللہ شریف کے اندر حوریں۔ جناب مریم۔ جناب آسیہ اور حضرت موسیٰ علیہ السلام کی والدہ ماجدہ وغیرہ موجود ہیں۔ انہوں نے زچگی کے فرائض اس طرح انجام دیئے۔ جس طرح رسول اللہ صلعم کے ولادت کے وقت پایہ تکمیل کو پہنچائے تھے۔

جب حضرت علیؑ پیدا ہوئے تو خدا کے آگے سجدہ میں گر پڑے۔ اور یہ الفاظ زبان اقدس پر جاری فرمائے

اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمداً رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی ذات عبادت کے لائق نہیں ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ محمد اللہ کے رسول ہیں واشھد ان علیاً وصی محمد رسول اللہ میں گواہی دیتا ہوں کہ علی محمد رسول اللہ کے وصی ہیں۔

بمحمد یختتم اللہ النبوۃ وبی تتم الولایۃ محمد کے ذریعہ اللہ نے نبوت کو ختم کیا ہے اور میرے ساتھ ولایت کی تکمیل ہو گی۔ وانا امیر المومنین اور میں امیر المومنین ہوں فسلّم علی النساء وسأل عن احوالھن واشرقت السماء بضیائہ آپ نے ان عورتوں پر سلام کیا جو بیت اللہ میں موجود تھیں اور ان کی مزاج پرسی کی آپ کے نور کی روشنی کی وجہ سے آسمان روشن ہو گیا۔

حضرت ابو طالب یہ کہتے ہوئے باہر تشریف لائے۔ اے لوگو! تمہیں بشارت ہو۔ اللہ کے ولی دنیا میں تشریف لائے ہیں۔ اللہ ان کے ذریعہ اوصیا کا خاتمہ کرے گا۔ آپ رب العالمین کے نبی کے وصی ہیں"۔

پھر ابو طالب نے حضرت علی علیہ السلام کو اٹھا لیا۔ حضرت علی نے آپ پر سلام کیا۔ ابو طالب نے عورتوں کے بارے میں دریافت کیا کہ یہ کون ہیں؟ حضرت علی علیہ السلام نے ان کی کیفیت سے آپ کو آگاہ کیا۔ پھر کہا کہ آپ مثرم کے پاس تشریف لے جائیں۔ جو حالات (میری ولادت کے بارے میں ملاحظہ کئے ہیں) ان سے ان کو آگاہ کریں۔ وہ پہاڑ اکام میں غار کے اندر موجود ہیں۔ جب حضرت ابو طالب غار کے اندر تشریف لے گئے تو معلوم ہوا کہ وہ انتقال کر چکے ہیں۔ اور کفن میں ملفوف ہیں۔ آپ نے غار میں دو سانپوں کو دیکھا انہوں نے آپ کو مبارک باد دی ابو طالب غار کے اندر چلے گئے اور جا کر کہا۔ السلام علیک یا ولی اللہ! اے اللہ کے ولی تم پر سلام ہو۔ ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اللہ کی رحمت اور برکتیں تم پر نازل ہوں۔ اللہ تعالیٰ نے مثرم کو زندہ کر دیا۔ وہ اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتے ہوئے کھڑا ہو گیا۔ اور کہا۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ و اشھد ان محمداً عبدہ ورسولہ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔ وان علیاً ولی اللہ اور علی اللہ کے ولی ہیں والامام بعد نبی اللہ اللہ کے نبی کے بعد امام ہیں۔ ابو طالب نے کہا تمہیں بشارت ہو، حضرت دنیا میں تشریف لے آئے ہیں۔ مثرم نے پوچھا کہ علی کی ولادت ہو چکی ہے آپ نے پورے واقعہ سے آگاہ کیا۔ حالات سن کر مثرم رو پڑا۔ پھر سجدہ شکر ادا کیا۔ انگڑائی لے کر کہا۔ مجھے میرے لباس سے ڈھانپ دو آپ نے اس کو لبادہ اوڑھا دیا۔ وہ پہلے کی طرح مردہ ہو گیا۔ حضرت ابو طالب نے وہاں تین روز قیام کیا دونوں سانپوں نے باہر نکل کر کہا۔ اے ابو طالب تم پر سلام ہو۔ اللہ کے ولی کے پاس چلے جاؤ تم غیر کی نسبت اس کی نگہبانی اور حفاظت کے زیادہ حق دار ہو۔ ابو طالب نے پوچھا تم دونوں کون ہو کہا ہم علیؑ کا عمل ہیں۔ جو قیام قیامت تک اس سے تکلیف کو دور کرتی رہیں گی۔ ہم میں سے ایک

سائقہ ہے دوسری کا نام قائدہ ہے۔ جو جنت کی طرف لے جانے والیاں ہیں۔ اس کے بعد حضرت ابوطالب واپس تشریف لے آئے۔"

ایک روایت میں شعبہ قتادہ سے وہ انس سے وہ عباس بن عبدالمطلب سے روایت کرتے ہیں۔ دوسری روایت میں حسن بن محبوب امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ اور حدیث مختصر ہے کہ بیت اللہ کا دروازہ پشت کی جانب سے خود بخود بن گیا۔ اور جناب فاطمہ اندر تشریف لے گئیں۔ پھر شگاف خود بخود مل گیا۔ اور ایسے پیوست ہو گیا۔ جیسا کہ پہلے تھا۔ آپ کعبہ میں تین دن قیام فرما رہیں۔ اور جنت کے پھل کھاتی رہیں۔ جب کعبہ سے باہر تشریف لائیں۔ تو علی علیہ السلام نے تین دن کی عمر میں کہا اے باپ آپ پر سلام ہو اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں۔ پھر آپ نے کھنکارا اور کہا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ قد افلح المومنون۔ بے شک مومن فلاح یافتہ ہو گئے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ بے شک تیری وجہ سے مومن کامیاب ہو گئے۔ خدا کی قسم آپ مومنین کے امیر ہیں۔ تم ان سے اپنے علم کے ذریعے جس بات میں وہ شک کرتے ہوں گے جھگڑا کرو گے۔ خدا کی قسم آپ ان کے راہنما ہیں۔ خدا کی قسم۔ وہ آپ کی وجہ سے ہدایت پائیں گے۔ رسول اللہ نے اپنی زبان اقدس علیؑ کے منہ میں دے دی جس سے بارہ چشمے پھوٹ نکلے اس دن کا نام یوم ترویہ رکھا گیا۔

صبح کے وقت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا بسلام کیا۔ اور آپ کو دیکھ کر ہنس پڑے رسول اللہ صلعم کی طرف اشارے کرنے شروع کئے۔ (گود میں جانے کے لئے) رسول اللہ صلعم نے آپ کو گود میں لے لیا۔ فاطمہؑ نے کہا پہچان لیا ہے معرفہ۔ اس لئے اس دن کا نام معرفہ پڑا۔ تیسرے دن جو دسّں ذالحجہ کا دن تھا۔ حضرت ابوطالب نے لوگوں میں جامع منادی کرا دی اور کہا میرے بیٹے علی کی پیدائش کی خوشی میں ولیمہ کی دعوت میں شامل ہو جاؤ۔ آپ نے تین سو اونٹ اور ایک ہزار گائے اور بکریاں ذبح کیں۔ اور اس سے دعوت ولیمہ کو تیار کیا اور کہا دعوت ولیمہ اس وقت کھانا جب بیت اللہ کا سات مرتبہ طواف کر لوگے۔ انہوں نے سات مرتبہ طواف کیا۔ اور کہا۔ بیت اللہ میں داخل ہو جاؤ۔ اور میرے بیٹے علی پر سلام کرو۔ لوگوں نے ایسا کیا۔ اس روز سے یہ سنت جاری ہو گئی جناب فاطمہ نے حضرت علی علیہ السلام کو رسول اللہ کے سامنے رکھ دیا۔

آنحضرت صلعم نے علی کے منہ میں اپنی زبان دے دی۔ دائیں کان میں اذان اور بائیں کان میں اقامت

کہی. کلمہ شہادتین کی یاد دہانی کرائی گئی ۔ حضرت علی علیہ السلام فطرت (اسلام) پر پیدا ہوئے ۔

ابو علی ہمام نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ جب حضرت علی علیہ السلام کی ولادت ہوئی ۔ تو جناب ابوطالب نے جناب فاطمہ کے ہاتھ کو پکڑا۔ اور علیؑ جناب ابوطالب کے سینے پر تھے ۔ اور آپ نے ابطح کی طرف تشریف لے جاکر یہ منادی کی ۔

یارب ذا الغسق الدجی   والقمر المتبلج المضی

اے شدید تاریکی   اور روشن چاند کے معبود

بین لنا من حکمک المقضی   ماذا تری فی اسم ذالصبی

اپنے مقدر فیصلے سے ہمیں آگاہ کیجئے کہ آپ نے اس بچے کا نام کیا تجویز کیا ہے ۔

راوی کا کہنا ہے کہ کوئی چیز بادل کی طرح زمین پر چلتی ہوئی آئی اس نے ابوطالب کے سینے پر پہنچ کر علی کے اپنے سینے کے ساتھ دبا لیا۔ جب صبح کا وقت ہوا تو وہ ایک سبز رنگ کی تختی تھی جس پر یہ دو اشعار مرقوم تھے ۔

خصصتما بالولد الزکی   والطاهر المنتجب الرضی

تم دونوں کو ایک ولد زکی، پاک، برگزیدہ اور اللہ کے منظور نظر کے بارے میں مخصوص کیا گیا ہے ۔

فاسمہ من شامخ علی !!   علی اشتق من العلی

اس کا نام علی ہے   جو علی سے مشتق ہے

اس تختی کو خانہ کعبہ میں لٹکا دیا گیا تھا۔ اور یہ برابر وہاں معلق رہی۔ آخر کار ہشام بن عبدالملک نے اس کو اتار لیا تھا۔

اہل بیت کا اس بات پر اجماع ہے کہ وہ تختی کعبہ کے دائیں کونے میں موجود تھی۔ ولد طاہر نسل طاہر سے مقام طاہر میں پیدا ہوا۔ یہ کرامت غیر کو کیسے حاصل ہو سکتی ہے ؟

دنیا کا اشرف ترین ٹکڑا مقام حرم ہے۔ اور حرم کا اشرف حصہ مسجد ہے۔ مسجد کا زیادہ شرافت والا حصہ بیت اللہ ہے۔ اس جگہ پر آپ کے سوا کوئی لڑکا پیدا نہیں ہوا۔ جو لڑکا اس جگہ پیدا ہوگا وہ نہایت درجہ فضیلت والا ہوگا۔ پھر مزید خصوصیت یہ ہے کہ حضرت جمعہ کے روز پیدا ہوئے

جو تمام دونوں کا سردار ہے۔ اور شہر حرام میں پیدا ہوئے۔ اور جائے ولادت بیت حرام تھی۔ امیرالمومنین کے سوا یہاں کوئی بچہ پیدا نہیں ہوا۔

فصل

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی طہارت اور رتبہ

یہ بات بالاجماع ثابت ہے کہ آیت انما یرید اللہ لیذہب عنکم الرجس اہل بیت ویطہرکم تطہیرا حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے کتاب فردوس میں علی علیہ السلام سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا۔

"ہم لوگ اہل بیت ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ہم سے ظاہری اور باطنی فواحش کو دور رکھا ہے"

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے بارگاہ خداوندی میں یہ دعا کی تھی۔ واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام پالنے والے مجھے اور میری اولاد کو بتوں کی پوجا سے بچائے رکھنا ـــــ یہ دعا مجھ پر اور علیؑ پر ختم ہوئی"

ایک اور حدیث میں آیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ "میں دعوت ابراہیمؑ ہوں" آنحضرت صلعم نے اس سے مراد اولاد طاہرین کو لیا ہے۔ اس پر آنحضرت صلعم کا یہ فرمان دلالت کرتا ہے۔ کہ میں اصلاب طاہرین سے ارحام طاہرات کی طرف منتقل ہوتا رہا۔ مجھے جاہلیت کی صفاح (زنا) نے چھوا تک نہیں۔ جاہلیت کے زمانے کے لوگ زنا کیا کرتے تھے۔ ان کے صحیح نسب نہیں ہیں جہالت کے زمانے کی باتیں بہت مشہور ہیں اور اہل معرفت ان سے آگاہ ہیں۔

یزید بن ہارون جریر بن عثمان سے وہ عوف بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص حضرت عمر بن خطاب کے پاس آیا۔ اس نے کہا میں نے نذر مانی ہے۔ کہ ایک ایسے غلام کو آزاد کروں۔ جو حضرت اسمٰعیل کی اولاد میں سے ہو۔ حضرت عمر نے کہا۔ خدا کی قسم مجھے تو حسنؑ اور حسینؑ اور عبدالمطلب کے سوا کوئی ایسا شخص دکھائی نہیں دیتا۔ ان کا تعلق شجرہ نبی سے ہے۔ اور نبی صلعم کو میں نے فرماتے ہوئے سنا ہے کہ یہ لوگ میرے باپ کی اولاد ہیں۔

اہل بیت نے اور قاطبہ اور بڑی ساطعہ سے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ حضرت علی معصوم تھے۔

اور لوگوں نے اس بات پر اجماع کیا ہے۔ کہ آپ نے ایک لمحہ بھی شرک نہیں کیا۔ اور آپ نے بچپن میں رسول اللہ صلعم کی بیعت کی تھی۔

تاریخ خطیب میں جابر سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ تین اشخاص نے وحی کی ایک لمحہ بھی تکفیر نہیں کی۔ (۱) مومن آل یسین (۲) علی بن ابی طالب (۳) آسیہ (زن فرعون)

تفسیر وکیع میں ہمیں سفیان بن مرہ ہمدانی نے عبد خیر سے حدیث بیان کی ہے۔ کہ میں نے علیؑ بن ابی طالب سے آیت یا ایھا الذین امنوا اتقوا اللہ حق تقاتہ کے بارے میں پوچھا۔ تو آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم اس آیت پر رسول اللہ صلعم کے اہل بیت کے سوا اور کسی شخص نے عمل نہیں کیا۔ ہم لوگ وہ ہیں۔ جو اللہ کو یاد رکھتے ہیں۔ اور اسے کبھی نہیں بھولتے۔ ہم اس کا شکر ہی ادا کرتے رہتے ہیں اس کی نعمتوں کا کبھی کفران نہیں کیا۔ ہم اس کی فرمانبرداری کرتے رہتے ہیں۔ اس کی معصیت کبھی نہیں کی جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم میں اس آیت پر عمل کرنے کی طاقت نہیں ہے۔ تو اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

فاتقوا اللہ ما استطعتم جس قدر طاقت ہو۔ اسی قدر اللہ سے ڈرتے رہو۔

وکیع نے کہا ما استطعتم کا مطلب ہے۔ ما اطعتم پھر فرمایا۔ واسمعوا ما تومرون و اطیعوا یعنی اللہ۔ اس کے رسول اور اہل بیت رسول کی اطاعت کرو۔ اور جو کچھ تمہیں حکم دیں۔ اس کو بجا لاؤ۔

اہل سنت جب حضرت علیؑ کا ذکر کرتے ہیں۔ تو کرم اللہ وجہہ کہتے ہیں۔ اس سے ان کا مقصد یہ کہ آپ نے بتوں کی کبھی بھی پوجا نہیں کی۔

روایت ہے کہ ایک شادی شدہ آدمی نے بار بار زنا کیا۔ اور اس بات کا اعتراف نہیں کرتا تھا چوتھی دفعہ اس نے زنا کا اقرار کیا۔ اور حضرت نے اس کے قید کرنے کا حکم دیا۔ پھر قید سے باہر نکالا۔ اور اس کے لئے ایک گڑھا کھدوایا۔ اس کو اس میں ڈال دیا۔ فرمایا۔ اے لوگو! یہ حقوق اللہ ہیں ان کی سزا صرف وہ شخص دے سکتا ہے جس نے ایسا نہ کیا ہو۔ تمام لوگ یہ سن کر چلے گئے۔ حضرت علیؑ اور آپ کے دونوں فرزند (حسنینؑ) باقی رہ گئے آپ نے اس کو رجم کیا۔ پھر اس پر نماز جنازہ پڑھی۔

کتاب تہذیب میں منقول ہے کہ حضرت علیؑ ان اشخاص میں سے تھے۔ جن کے متعلق اللہ

نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا کو بیان کیا ہے واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام
اور دوسرے موقعہ پر خلیل کی دعا کو یوں نقل کیا ہے ومن ذریتنا امۃ مسلمۃ لک میری اولاد
میں سے ایک گروہ کو اپنی ذات کے لئے مسلمان بناتے رہنا ۔ بتوں کی پوجا کرنے والا ظالم ہوتا ہے۔ آیت لاینال
عھدی الظالمین کے مصداق ظالم خلیفہ نہیں ہو سکتا۔
حضرت علی علیہ السلام نے کبھی شراب نہیں پی اور نہ ہی آپ نے بتوں کے نام پر کبھی قربانی کی ہے ان کے علاوہ
اور کسی بُرائی میں مبتلا نہیں ہوئے جیسے قریش طرح طرح کے فحاشی میں ملوث تھے۔
تفسیر قطان میں عمرو بن حمران سعید سے وہ قتادہ سے وہ حسن بصری سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ سعد بن ابی
وقاص کے گھر میں مندرجہ ذیل حضرات جمع ہوئے ۔
(۱) عثمان بن مظعون (۲) ابو طلحہ (۳) ابو عبیدہ (۴) معاذ بن جبل (۵) سہیل بن بیضا ۔ اور (۶) ابو دجانہ ۔
ان حضرات نے کچھ کھایا پیا ۔ اور ان کے سامنے شراب لائی گئی ۔ حضرت علی اٹھ کھڑے ہو گئے عثمان نے
کھڑے ہونے کی وجہ پوچھی ۔ حضرت علی نے فرمایا ۔ خداوند عالم نے شراب پر لعنت کی ہے ۔ خدا کی قسم میں اس
کو نہیں پیوں گا جس سے میری عقل جاتی رہے ۔ اور جو شخص مجھے دیکھے وہ ہنس پڑے ۔ میں ایسی چیز کا خوگر
نہیں ہونا چاہتا ۔ جس کو میں سرے سے چاہتا ہی نہیں ہوں ۔ حضرت ان کے ہاں سے اٹھ کر مسجد میں تشریف
لے گئے ۔ جبرئیل امین یہ آیت لے کر نازل ہوئے ۔ یاایھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر رجس
من عمل الشیطان حضرت علی علیہ السلام نے کہا یا رسول اللہ! قسم ہے خدا کی یہ شراب کتنی بُری چیز
ہے یقین نے بچپن میں اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا ۔
حسن بصری کا بیان ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے آپ نے نہ ہی
حرمت سے پہلے نہ ہی حرمت کے بعد ایک لمحہ کبھی شراب نہیں پی ۔
امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے کبھی بدکاری نہیں کی اور آپ ہی کی شان میں یہ آیت قد افلح
المومنون الخ نازل ہوئی ہے ۔
یہ حدیث تین طریقوں سے عمار بن یاسر سے مروی ہے ۔ اور ایک جماعت نے طرق کثیرہ سے
... سے روایت کی ہے ۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ جبرئیل امین نے مجھے
... اے محمد! کراماً کاتبین نے علی کے بارے میں فرشتوں سے فخر کیا ہے کہ جب سے وہ علیؑ کے

نے حضرت ابراہیم علیہ السلام کی دُعا کو بیان کیا ہے واجنبنی وبنی ان نعبد الاصنام
اور دوسرے موقعہ پر خلیلؑ کی دعا کو یوں نقل کیا ہے و من ذریتنا امۃ مسلمۃ لک میری اولاد
میں سے ایک گروہ کو اپنی ذات کے لئے مسلمان بناتے رہنا ۔ بتوں کی پوجا کرنے والا ظالم ہوتا ہے ۔ آیت لاینال
عہدی الظالمین کے مصداق ظالم خلیفہ نہیں ہو سکتا ۔

حضرت علی علیہ السلام نے کبھی شراب نہیں پی اور نہ ہی آپ نے بتوں کے نام پر کبھی قربانی کی ہے ان کے علاوہ
اور کسی بُرائی میں مبتلا نہیں ہوئے جب قریش طرح طرح کے فواحش میں ملوث تھے ۔

[illegible] تفسیر قطان میں عمرو بن حمران سعید سے وہ قتادہ سے وہ حسن بصری سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ سعد بن ابی
وقاص کے گھر میں مندرجہ ذیل حضرات جمع ہوئے ۔

[illegible] (۱) عثمان بن مظعون (۲) ابو طلحہ (۳) ابو عبیدہ (۴) معاذ بن جبل (۵) سہل بن بیضا ۔ اور (۶) ابو دجانہ ۔
[illegible] ان حضرات نے کچھ کھایا پیا ۔ اور ان کے سامنے شراب لائی گئی ۔ حضرت علی اٹھ کھڑے ہو گئے عثمان نے
[illegible] کی وجہ پوچھی ۔ حضرت علی نے فرمایا ۔ خداوند عالم نے شراب پر لعنت کی ہے ۔ خدا کی قسم میں اس
کو نہیں پیوں گا جس سے میری عقل جاتی رہے ۔ اور جو شخص مجھے دیکھے وہ ہنس پڑے ۔ میں ایسی چیز کا خوگر
نہیں ہونا چاہتا ۔ جس کو میں سرے سے چاہتا ہی نہیں ہوں ۔ حضرت ان کے ہاں سے اٹھ کر مسجد میں تشریف
لے گئے ۔ جبرئیل امین یہ آیت لے کر نازل ہوئے ۔ یاایھا الذین امنوا انما الخمر والمیسر رجس
من عمل الشیطان حضرت علی علیہ السلام نے کہا ۔ یا رسول اللہ ! قسم ہے خدا کی یہ شراب کتنی بُری چیز
ہے میں نے بچپن میں اس کی طرف نظر اٹھا کر نہیں دیکھا ۔

[illegible] حسن بصری کا بیان ہے کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے سوا اور کوئی معبود نہیں ہے آپ نے نہ ہی
بچپن میں پہلے نہ ہی جوانی کے بعد ایک لمحہ کبھی شراب نہیں پی ۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے کبھی بدکاری نہیں کی اور آپ ہی کی شان میں یہ آیت قد افلح
المومنون الخ نازل ہوئی ہے ۔

[illegible] تین طریقوں سے عمار بن یاسر سے مروی ہے ۔ اور ایک جماعت نے طرق کثیرہ سے
[illegible] سے روایت کی ہے ۔ کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا ۔ کہ جبرئیل امین نے مجھے
اے محمد ! کراما کاتبین نے علیؑ کے بارے میں فرشتوں سے فخر کیا ہے کہ جب سے وہ علیؑ کے

ساتھ رہے۔ انہوں نے علی کی ایک غلطی بھی تحریر نہیں کی۔ جعدی نے کہا ہے

ان جبرئیل الامین تالی لی عن ملکیہ الکاتبین منذ دنا

آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ جبرئیل امین نے مجھے کہا۔ کہ کراماً کاتبین کا بیان ہے کہ جب سے وہ علیؑ کے ساتھ ہوئے ہیں۔

انھما ما یکتبا قط علی الطاہر علی زلۃ ولا خنتا

انہوں نے پاکیزہ علی کی کوئی غلطی اور برائی تحریر نہیں کی۔

حضرت ابوطالب اور جناب فاطمہ بنت اسد نے حضرت رسول خدا کی پرورش کی۔ اور رسول اللہ صلعم اور جناب خدیجہ نے علی علیہ السلام کی پرورش کی۔ صلوٰت اللہ علیہم

میں نے بطور مذاکرہ کے یہ بات سنی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے تین دن تک آنکھیں نہیں کھولیں تھیں۔ جب نبی صلعم تشریف لائے تو آپ نے آنکھیں کھول دیں۔ اور نبی صلعم کی طرف نگاہ کی۔ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ تم نے مجھے اپنی (پہلی) نگاہ کے ساتھ مخصوص کیا۔ اور میں نے تجھے اپنے علم کے ساتھ مخصوص کیا۔

مندرجہ ذیل کتب میں مجاہد سے روایت ہے

(۱) تاریخ طبری (۲) بلاذری (۳) تفسیر ثعلبی (۴) واحدی (۵) شرف النبی (۶) اربعین خوارزمی (۷) محفوظ النبی (۸) مغازی محمد بن اسحاق (۹) معرفۃ ابو یوسف نسوی۔

حضرت علیؑ خدا کی ایک نعمت ہیں۔ ایک دفعہ قریش سخت قحط میں مبتلا ہو گئے حضرت ابوطالب کثیر العیال تھے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت حمزہ اور جناب عباس سے کہا۔ کہ جناب ابوطالب کثیر العیال ہیں۔ آپ حضرات کو اس بات کا علم ہے کہ اس زمانے میں لوگ قحط سالی سے دوچار ہیں لہٰذا ساتھ چلو ذرا جناب ابوطالب کے عیالی بوجھ کو ہلکا کر دیں[۱] یہ حضرات جناب ابوطالب کے پاس تشریف

---

[۱] یہ روایت غالباً بنو امیہ کے حدیث ساز کارخانے میں وضع کی گئی ہے۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے والد کو مفلس ظاہر کیا گیا ہے حالانکہ حضرت ابوطالب متوسط قسم کے گھرانے سے تعلق رکھتے تھے اور تجارت کیا کرتے تھے۔ ایک تاجر آدمی اس قدر غریب نہیں ہو سکتا کہ اپنی اولاد کا بٹوارہ شروع کر دے ۱۲ مترجم

گئے۔ اور کہا اپنے لڑکوں کو ہم میں تقسیم فرما دیجئے۔ حضرت ابوطالب نے فرمایا۔ صرف عقیل کو میرے پاس چھوڑ دو۔ باقی آپ کی جو مرضی ہو کرو۔ آپ کے پاس صرف عقیل آپ کی وفات تک اکیلے رہ گئے۔ یہ جنگ بدر میں گرفتار ہوئے۔ حضرت جعفرؓ کو جناب حمزہؓ نے لے لیا آپ جاہلیت اور اسلام دونوں زمانوں میں حضرت حمزہؓ کی شہادت تک جناب حمزہ کے پاس رہے عباس نے طالب کو لے لیا۔ یہ جنگ بدر تک آپ کے ساتھ رہے پھر آپ مفقود الخبر ایسے ہوئے کہ آپ کے متعلق کوئی پتہ نہ چل سکا۔ رسول اللہ صلعم نے حضرت علی کو اپنے ذمے لے لیا۔ حضرت علی کی عمر اس وقت چھ سال تھی۔ حضرت علی کی پرورش رسول اللہ صلعم اور جناب خدیجہؓ نے کی۔ رسول اللہ صلعم اور جناب خدیجہؓ نے علیؑ کی پرورش ابوطالب اور فاطمہ بنت اسد کی پرورش سے کہیں زیادہ اچھے طریقے سے کی رسول اللہ صلعم کے انتقال تک حضرت علی آپ کے ساتھ رہے اور آپ کے انتقال کے بعد علی علیہ السلام اکیلے رہ گئے۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں نے علی کا انتخاب بحکم خدا کیا ہے
اخبار ابو رافع کو ابوالقاسم نے تین طریقوں سے بیان کیا ہے کہ جب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب خدیجہؓ سے شادی کی تو اپنے چچا ابوطالب سے کہا کہ میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ آپ مجھے اپنا فرزند عنایت فرما دیجیے۔ تاکہ وہ میرے کام کاج میں میرا ہاتھ بٹائے اور میرا مددگار ثابت ہو۔ اس بات پر میں جناب کا شکریہ ادا کروں گا۔ جناب ابوطالب نے کہا آپ جس لڑکے کو لینا چاہتے ہیں لے لو۔ رسول اللہ صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنے ذمے لے لیا۔ [1]

نہج البلاغہ میں حضرت امیر علیہ السلام کا ایک خطبہ تحریر ہے جس میں فرماتے ہیں کہ تم لوگوں کو اس بات کا علم ہے کہ مجھے رسول اللہ صلعم سے قرابت قریبہ اور منزلت مخصوصہ حاصل تھی۔ رسول اللہ صلعم نے مجھے اپنی گود میں پرورش کیا۔ اپنے سینے پر لٹایا اپنے بستر پر سلایا۔ اپنے جسم سے مجھے مس کیا اپنا پسینہ مجھے سونگھایا پہلے طعام کو اپنے منہ میں چباتے تھے پھر مجھے کھلاتے تھے۔ آپ نے نہ قول اور نہ ہی فعل میں مجھے جھوٹا پایا جب میں نے اپنی ماں کا دودھ چھوڑا تھا۔ اس وقت اللہ تعالیٰ نے مجھے

---

[1] رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؑ کو اپنی امداد کی خاطر اپنے پاس لے لیا تھا تاکہ کار اسلام میں آپ کے معاون ہو سکیں۔ ورنہ غربت کی وجہ سے ایسا نہیں تھا ۱۲ محمد شریف عفی عنہ

رسول اللہ صلعم کے ساتھ لگا دیا تھا۔ (گویا کہ) میں فرشتوں میں سے ایک (خصائص حمیدہ کے لحاظ سے) بڑا فرشتہ تھا۔ دن رات حضرت کے نیک راستے اور محاسن اخلاق کی تعلیم پائی تھی۔ میں رسول اللہ صلعم کی اس طرح پیروی کرتا تھا جس طرح اونٹنی کا بچہ اپنی ماں کے پیچھے پیچھے چلتا ہے آپ کے اخلاق نے مجھے ہر روز ایک علم حاصل ہوتا تھا۔ اور اس کی پیروی کا مجھے حکم دیتے تھے۔

حضرت نے خطبہ قاصعہ میں فرمایا جس گھر میں اسلام آیا۔ اس میں رسول اللہ اور جناب خدیجہ تھیں ان کے ساتھ تیسرا آدمی میں تھا۔ میں وحی اور رسالت کے نور کو دیکھتا تھا۔ اور روح نبوت کو سونگھتا تھا۔ جب رسول اللہ صلعم پر وحی نازل ہوتی تھی۔ میں اس وقت شیطان کے کراہنے کی آواز کو سنتا تھا۔ میری آنکھیں چشمہ نبوت سے سیراب ہوئیں۔ میں نے رسالت کے پستان سے دودھ پیا ہے۔ نبوت کا درخت امامت کی شاخوں پر سایہ فگن رہا ہے جس کی پرورش اس گھر میں ہوئی۔ جو وحی کا گھر تھا۔ میری پرورش اس گھر نے کی جو وحی کی تنزیل کا گھر تھا۔ جو رسول اللہ صلعم کی حیات سے لے کر آپ کی وفات تک آپ سے جدا نہیں ہوا۔ اور لوگوں کا ہمارے ساتھ قیاس نہ کرو۔

فصل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی دامادی

اس آیت کے بارے میں مندرجہ ذیل حضرات روایت کرتے ہیں وھو الذی خلق من الماء بشراً وجعلہ نسباً و صھراً اللہ وہ ذات ہے جس نے پانی سے بشر کو پیدا کیا اور اس کو نسب اور داماد بنایا۔ (۱) عباس (۲) ابن مسعود (۳) جابر (۴) براء (۵) انس (۶) ام سلمہ (۷) سدی (۸) ابن سیرین اور (۹) امام محمد باقر علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ اس سے مراد محمد رسول اللہ۔ علیؑ۔ فاطمہؑ حسن اور حسین علیہم السلام ہیں۔ وکان ربك قدیراً سے مراد قائم آل محمد علیہ السلام ہیں۔ جو آخری زمانے میں پیدا ہوں گے۔ علی علیہ السلام کے سوا صحابہ میں کسی شخص کے لئے نسب اور سبب جمع نہیں ہوا یہی وجہ ہے کہ حضرت علی نسب اور سبب کے لحاظ سے رسول اللہ صلعم کی میراث کے مستحق ہوئے۔ ایک روایت میں ہے آیت میں بشر سے مراد رسول اللہ نسب سے فاطمہ زہراؑ اور صہر سے علی علیہ السلام ہیں۔

تفسیر ثعلبی میں ابن سیرین سے روایت ہے کہ یہ آیت نبی صلعم اور جناب علی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ علی رسول اللہ صلعم کی بیٹی فاطمہ زہرا کے شوہر ہیں۔ آپ رسول اللہ صلعم کے ابن عم بھی ہیں۔ اور آپ کی بیٹی کے شوہر بھی۔ لہٰذا علی نسب بھی ہوئے اور داماد بھی۔

کعب بن زہیر نے کہا۔ رسول اللہ صلعم کا داماد تمام لوگوں سے افضل ہے۔

صادق آل محمد علیہ السلام سے روایت ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کی طرف وحی کی۔ کہ فاطمہ سے کہدو۔ وہ علی کی نافرمانی نہ کریں۔ ورنہ اگر علی ناراض ہوئے۔ تو میں اس کی ناراضگی کی وجہ سے ناراض ہو جاؤں گا

فاطمہ زہرا کے بارے میں رسول اللہ صلعم کو تاکیدی حکم ہوا۔ کہ اگر اللہ تعالیٰ علی بن ابی طالب کو پیدا نہ کرتا۔ تو فاطمہ کا ہمسر کوئی شخص نہیں ہو سکتا تھا۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے علی! اگر آپ نہ ہوتے تو روئے زمین پر فاطمہ کا کوئی ہمسر نہ ہوتا۔

مفضل ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اگر اللہ تعالیٰ امیرالمومنین کو پیدا نہ کرتا۔ تو روئے زمین پر فاطمہ کا کوئی ہمسر نہ ہوتا۔ خواہ آدم ہوتے یا کوئی اور۔

اہل سنت کہتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت ابو بکر اور حضرت عمر کی لڑکیوں سے شادی کی اور حضرت عثمان کے عقد میں اپنی دو لڑکیاں دیں۔ کسی کے ہاں شادی کرنا اس شخص کی فضیلت پر دلالت نہیں کرتا۔ شادی کرنا تو اس شخص کے ہاں جائز ہے جو کلمہ شہادتین کی گواہی دیتا ہو۔ اس کے علاوہ رسول اللہ صلعم نے اپنی شادی ایک جماعت کے ہاں بھی کی ہے۔ رہا حضرت عثمان کے ہاں رسول اللہ کی شادی کا سلسلہ تو یہ بات حقیقت کے خلاف ہے۔ اور کثیر تعداد خود اہل سنت نے اس بات کا انکار کیا ہے۔ اگر بالفرض محال مان بھی لیا جائے تو رسول اللہ صلعم نے ان دونوں لڑکیوں کی شادی حضرت عثمان سے پہلے دو کافروں سے کر دی تھی۔ حضرت فاطمہ کا قیاس کسی کے ساتھ نہیں کیا جا سکتا۔ کیوں کہ سیدہ ولیدہ اسلام ہیں۔ اہل عبا میں شامل ہیں۔ میدان مباہلہ میں والد پاک کے ساتھ تشریف لے گئیں تھیں۔ اور نہایت دشوار وقت میں رسول اللہ کے ساتھ ہجرت کی ہے۔ سیدہ کی شان میں آیت تطہیر نازل ہوئی۔ جبرائیل نے چادر کے تلے اہل بیت رسول کے ساتھ ہونے میں فخر کیا۔ ان حضرات کے صدق کی اللہ نے گواہی دی ہے اور وہ آئمہ جو قیامت تک پے در پے امام ہوں گے ان کی ماں ہیں ان میں امام حسنؑ اور امام حسینؑ ہیں اور رسول اللہ صلعم کی نسل ان ہی کے ذریعے چلی۔ آپ

مومنہ پرہیزگار عورتوں کی سردار ہیں۔ بلکہ تمام کائنات کی عورتوں کی سردار ہیں۔ آپ کا شوہر اسی نسل سے ہیں۔ جس نسل سے آپ کا تعلق ہے آپ کا شوہر کوئی بیگانہ شخص نہیں ہے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر نے اپنی اپنی لڑکی دے کر رسول اللہ صلعم سے تعلق پیدا کیا رسول اللہ صلعم نے فاطمہ کے بارے میں دونوں حضرات کے پیغام نکاح کو رد کر کے حضرت علی سے خود فاطمہؑ کے عقد کے ذریعہ اپنا تعلق استوار کیا جعفرت علیؑ اور جناب فاطمہؑ کا عقد کرنے والے خود باریتعالی تھے ایجاب قبول کرنے والے جبرائیل۔ خطبہ نکاح پڑھنے والے۔ راحیل اور نکاح کی گواہی دینے والے عرش کو اٹھانے والے فرشتے تھے۔ نچھاور کرنے والے رضوان تھے نچھاور کرنے کا تھال درخت طوبےٰ تھا۔ نچھاور ہونے والی چیزیں موتی یاقوت اور مرجان تھیں۔ بیٹی کو سجانے والے خود رسول اللہ تھے اسماء حاجب حجلہ تھیں اس نکاح سے پیدا ہونے والی اولاد آئمہ معصومین علیہم السلام ہیں۔

ابن شاہین مروزی کتاب فضائل فاطمہ علیہا السلام میں باسناد خود حسین بن واقد سے وہ ابو بریدہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ اور نیز بلاذری باسناد خود بیان کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حضرت فاطمہ کی خواستگاری کا پیغام دیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا میں اللہ تعالیٰ کے فیصلے کا انتظار کر رہا ہوں۔ الخ

مندرجہ ذیل کتب میں آنے والی حدیث درج ہے :۔

(۱) مسند احمد بن حنبل اور فضائل۔ (۲) سنن ابوداؤد۔ (۳) ابانہ ابن بطہ (۴) تاریخ خطیب (۵) کتاب ابن شاہین۔ حدیث کے الفاظ ابن شاہین کے ہیں۔ وہ باسناد خود خالد فذا۔ ابوایوب۔ عکرمہ۔ ابو نجیح اور عبیدہ بن سلیمان سے روایت کرتے ہیں۔ یہ تمام حضرات ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ نے فاطمہؑ کی شادی علی سے کی۔ تو فرمایا۔ فاطمہ کو کوئی چیز دے دو۔ عرض کیا میرے پاس تو کوئی چیز موجود نہیں ہے رسول پاک نے فرمایا خطیمہ زرہ کہاں ہے؟ ....

۔۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا۔ میرے پاس خطیمہ زرہ موجود ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ وہی ان کو دے دو۔

فصل

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی اخوت

تین طریقوں سے رسول اللہ صلعم اور حضرت علی علیہ السلام آپس میں بھائی بھائی ہیں۔ (۱) ابن عم ہونے کی حیثیت سے (۲) فاطمہ بنت اسد نے رسول اللہ کی پرورش کی تھی۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ یہ میری ماں ہیں۔ ابوطالب کے نزدیک رسول اللہ عزیز ترین اولاد کی مانند تھے۔ آپ نے بچپن میں رسول اللہ صلعم کی پرورش کی بڑے ہونے پر آپ کی حمایت کی۔ زبان۔ مال۔ تلوار اور اولاد اور ہجرت کے وقت آپ کی بیعت کی۔ باپ دو طرح کے ہوتے ہیں۔ باپ ولادت اور باپ وفادت۔ نیز چچا بھی والد ہوتا ہے۔ چنانچہ اللہ تعالیٰ حضرت ابراہیم علیہ السلام کی زبانی حکایت کرتے ہیں۔

واذ قال ابراهيم لابيه اٰذر جب ابراہیم نے اپنے باپ (چچا) آذر سے کہا۔ زجاج نے کہا نسابین نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ حضرت ابراہیم کے والد کا نام تارخ تھا۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام کے قول کی حکایت کی ہے ما تعبدون من بعدی میرے بعد کس کی عبادت کروگے۔ تو انہوں نے جواب دیا نعبد الٰهك واله ابائك ابراهيم واسماعيل واسحاق آپ اور آپ کے باپوں ابراہیم و اسمٰعیل اور اسحاق کے خدا کی عبادت کریں گے۔

(۳) کئی مقامات پر رسول اللہ صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنا بھائی بنایا ہے۔ بیعت ذو العشیرہ کے دن چونکہ رسول اللہ صلعم کی بیعت کسی شخص نے نہیں کی تھی۔ اور جناب علی نے آنحضرت صلعم کی بیعت کی تھی تاکہ آپ دنیا اور آخرت میں رسول اللہ صلعم کے بھائی ہوں۔ رسول اللہ نے کئی مقامات پر علی علیہ السلام کو اپنا بھائی کہا ہے۔ خیبر کی جنگ کے روز کہا تم میرے بھائی اور وصی ہو۔ جس روز آنحضرت صلعم نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ تو اس وقت آپ کو اپنا بھائی بنایا۔ اس واقعہ کی صحت کو شیعہ سنی دونوں مانتے ہیں۔ اس واقعہ کو ابن بطہ نے چھ طریقوں سے بیان کیا ہے کہ رسول اللہ مقام نخیلہ پر موجود تھے۔ آنحضرت کے ساتھ ساٹھ آدمی موجود تھے۔ جبرائیل حاضر خدمت ہوئے اور کہا کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے فرشتوں کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا ہے۔ مجھے اور میکائیل کو بھائی بھائی بنایا ہے۔ اسرافیل اور عزرائیل کو اور دائیل کو راحیل کا بھائی بنایا

ہے۔ آنحضرت صلعم نے بھی اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔

خطیب خوارزمی نے اپنی کتاب میں باسناد خود ابن مسعود سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ علی نے سب سے پہلے اسرافیل کو پھر جبرائیل کو اپنا بھائی بنایا۔ "تاریخ بلاذری اور سلامی وغیرہ میں ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ جب آیت انما المومنون اخوۃ نازل ہوئی تو رسول اللہ صلعم نے ہم شکل اور ہم شل آدمیوں کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ حضرت عثمان سے عبدالرحمٰن کو۔ سعد بن ابی وقاص کو سعید بن زید کا بھائی بنایا۔ طلحہ اور زبیر کے درمیان ابوعبیدہ اور سعد بن معاذ کے درمیان مصعب بن عمیر اور ابوایوب انصاری کے درمیان ابوذر اور ابو مسعود کے درمیان۔ سلمان اور حذیفہ کے درمیان حمزہ اور زید بن حارثہ کے درمیان ابودردا اور بلال کے درمیان۔ جعفر طیار اور معاذ بن جبل کے درمیان۔ مقداد اور عمار کے درمیان۔ عائشہ اور حفصہ کے درمیان۔ زینب بنت جحش اور میمونہ کے درمیان اور ام سلمہ اور صفیہ کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔

حتیٰ کہ آپ نے اپنے تمام اصحاب کے درمیان ان کے منازل کے اعتبار سے بھائی چارہ قائم کیا پھر فرمایا اے علی! تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں۔

محمد بن اسحاق کا بیان ہے کہ جب رسول اللہ نے مہاجرین اور انصار کو آپس میں ایک دوسرے کا بھائی بنایا تو اس کے بعد حضرت علی کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔ تم میرے بھائی ہو۔

تاریخ بلاذری میں منقول ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا ہے لیکن مجھے اکیلا چھوڑ دیا ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ تم میرے بھائی ہو۔ اور تم اس بات پر راضی نہیں ہو۔ کہ جب مجھے بلایا جائے گا۔ اس وقت تمہیں بلایا جائے گا۔ جب مجھے لباس پہنایا جائے گا۔ اس وقت تمہیں بھی لباس پہنایا جائے گا۔ جب میں بہشت میں داخل ہوں گا۔ اس وقت تم بھی بہشت میں داخل ہوگے۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں اس بات پر راضی ہوں۔

ترمذی۔ سمعانی اور نطنزی میں ابن عمر اور زید بن ابی اوفی سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے اصحاب کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا تو حضرت علی اس حالت میں تشریف لائے۔ کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ عرض کیا یا رسول اللہ! آپ نے اپنے اصحاب کو ایک دوسرے کا بھائی بنایا ہے لیکن مجھے کسی کا بھائی نہیں بنایا۔ یہ سن کر آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ تم میرے دنیا اور آخرت میں بھائی ہو۔"

فضائل احمد میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا میں نے تمہیں اپنی ذات کے لئے اٹھا رکھا ہے۔ تم میرے بھائی ہو اور میں تمہارا بھائی ہوں اسی کتاب میں زید بن ابی اوفےٰ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے حق کے ساتھ مجھے مبعوث برسالت کیا میں نے تجھے اپنی ذات کے لئے اٹھا رکھا ہے تمہیں مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی۔ ہاں ایک بات ضرور ہے کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہو سکتا۔

خوارزمی کی اربعین میں منقول ہے کہ ابو رافع نے کہا کہ رسول اللہ صلعم حضرت علی کی طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا تم میرے دنیا اور آخرت میں وزیر اور بھائی ہو۔

کتاب اعتقاد اہل سنت میں مخدوج بن زید ذھلی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مسلمانوں کے درمیان بھائی چارہ قائم کیا۔ علیؑ کے ہاتھ پکڑ کر اپنے سینے پر رکھ کر فرمایا۔ اے علی! تم کو مجھ سے وہ نسبت حاصل ہے جو ہارون کو موسے سے حاصل تھا۔

شیخ السنہ قاضی ابو عمرو باسناد خود شرجیل سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا اے اللہ کے رسولؐ میں کس شخص کا بھائی ہوں۔ آپؐ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث کیا۔ میں نے تو صرف تجھے اپنی ذات کے لئے اٹھا رکھا ہے۔ تم کو مجھ سے وہ نسبت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل تھا۔ ہاں یہ یقین رکھو کہ میرے بعد کوئی شخص نبی نہیں ہوگا تم میرے دنیا اور آخرت میں بھائی ہو۔

کتاب فضائل العشرۃ میں ابن عباس سے روایت ہے کہ نبی کریم صلعم نے فرمایا کہ جب قیامت کا روز ہوگا تو اس وقت عرش کے بطنان سے ندا آئے گی۔

اے محمد! تمہارے اچھے باپ حضرت ابراہیمؑ ہیں اور تمہارے اچھے بھائی علیؑ ہیں۔

کتاب فضائل السمعانی میں ابو صلت اہوازی باسناد خود طاوس سے وہ جابر سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلعم نے علی علیہ السلام کو دیکھ کر فرمایا۔ یہ میرے بھائی اور میرے ساتھی ہیں۔ اور یہ شخص وہ ہیں جن کے ذریعہ اللہ تعالیٰ اپنے فرشتوں سے فخر کرتا ہے اور یہ وہ شخص ہیں جو سلامتی کے ساتھ بہشت میں داخل ہوں گے۔

کتاب فردوس دیلمی میں حذیفہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ علی میرے بھائی اور

میرے ابن عم ہیں۔

کتاب المناقب میں ابو اسحاق العدل سے روایت ہے کہ ابو یحییٰ نے کہا۔ کہ جب بھی حضرت علیؑ منبر پر تشریف فرما ہوتے تھے۔ تو آپ فرمایا کرتے تھے۔ کہ میں وہ شخص ہوں۔ جو اللہ کا بندہ ہوں اور رسول اللہ کا بھائی ہوں۔ اس بات کا دعوے میرے بعد صرف وہ شخص کرے گا۔ جو مفتری اور کذاب ہوگا۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے اپنے اصحاب کے مابین بھائی چارہ قائم کیا اور علیؑ کو ویسے چھوڑ دیا۔ حضرت علی نے اس بارے میں گذارش کی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ میں نے تم کو اپنی ذات کے لئے منتخب کیا ہے دنیا اور آخرت میں صرف تیرا بھائی ہیں اور تو میرا بھائی ہے یہ فرمان سن کر حضرت علی علیہ السلام رو پڑے۔ اور کہا ۔

ایتک بنفی ایہا المصطفیٰ الذی هدانا به الرحمن من عمه الجهل

اے محمد مصطفےٰ میں جان دے کر آپ کی حفاظت کروں گا آپ وہ ہیں۔ جن کے واسطے اللہ تعالیٰ نے اپنے فضل عظیم سے ہماری جہالت سے ہدایت کی طرف راہنمائی کی۔

قمجر گردی نسلوۃ الشیعہ میں جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا ہے

انا اخو المصطفیٰ لا شک فی نسبی معه ربیت وسبطاه هما ولدی

میں محمد مصطفےٰ کا بھائی ہوا میرے نسب میں کوئی شک نہیں ہے۔ میں نے آنحضرت صلعم کے پاس پرورش پائی ہے آپ کے دونوں سبط میرے فرزند ہیں۔

جدی وجد رسول الله منفرد وفاطم زوجتی لا قول ذی فند

میرا اور رسول اللہ کا دادا ایک ہیں۔ فاطمہ میری زوجہ ہیں۔ یہ کوئی ایسی ویسی بات نہیں ہے

والحمد لله شکراً لا شریک له البر بالعبد والباقی بلا امد

اللہ کا شکر ہے جس کا کوئی شریک نہیں۔ جو بندے کے ساتھ نیکی کرتا ہے۔ جو لاانتہا زمانے تک رہے گا۔

رسول اللہ صلعم نے یہ سن کر مسکرا دیا۔ اور فرمایا اے علیؑ تم نے سچ کہا۔

محمد بن اسحاق سے روایت ہے کہ لوگ مدینہ میں عقد مواخات کے بعد ایک دوسرے کے وارث

تھے۔

اولوا الارحام کا ان کے میراث میں کوئی حصہ نہیں ہوتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے ان حضرات کے بارے میں یہ آیت نازل کی

ان الذین امنوا وھاجروا وجاھدوا باموالھم وانفسھم فی سبیل اللہ والذین اووا ونصروا اولئک بعضھم اولیاء بعض والذین امنوا ولم یھاجروا مالکم من ولایتھم من شیء

وہ لوگ جو ایمان لائے، ہجرت کی اللہ کی راہ میں مال وجان کے ساتھ جہاد کیا اور وہ لوگ جنہوں نے رسول کو پناہ دی۔ اور ان کی مدد کی۔ وہ ایک دوسرے کے اولیاء ہیں۔ اور وہ لوگ جنہوں نے ہجرت نہیں کی تم کو ان کی حمایت میں کسی چیز کا حق نہیں۔

جو مومنین مکہ میں رہ گئے تھے ان کی میراث بطور قرابت کے تقسیم ہوئی تھی حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔

والذین امنوا من بعد وھاجروا وجاھدوا معکم فاولئک منکم واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض

اس آیت کے نزول کے بعد میراث کا سلسلہ اولوالارحام کے طور پر تقسیم ہونے لگا۔

تفسیر قطان اور تفسیر وکیع میں سفیان اعمش سے وہ ابو صالح سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ لوگ عقد مواخات کے لحاظ سے ایک دوسرے کے وارث ہوتے تھے جب یہ آیت نازل ہوئی۔

النبی اولی بالمومنین من انفسھم واولوا الارحام بعضھم اولی ببعض فی کتاب اللہ من المومنین والمھاجرین

یہ آیت ان لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے جن کے درمیان رسول اللہ صلعم نے بھائی چارہ قائم کیا تھا۔ نبی کریم صلعم نے فرمایا جو شخص مرجائے اور اس پر قرض دینا واجب ہو۔ تو اس کا قرض میں چکاؤں گا۔ اور جو شخص مرجائے اور مال چھوڑ کر مرے تو مال اس کے وارثوں کا ہے۔ اس حکم نے پہلے حکم کو منسوخ کر دیا۔ اس آیت کے نزول کے وقت رسول اللہ صلعم نے فرمایا کیا میں ہر مومن سے ان کی جان سے اولیٰ نہیں ہوں؟ لوگوں نے عرض کیا یا رسول اللہ آپ ہی ہیں۔

فرمایا. تم لوگوں کو یقین ہونا چاہیے کہ جس شخص کا میں مولا ہوں. یہ اللہ کے ولی علی بن ابی طالب اس کے مولا ہیں. اے معبود! تو اس شخص کو دوست رکھتا جو اس کو دوست رکھے اور تو اس سے دشمنی رکھتا جو اس سے دشمنی رکھے. تمہیں یقین ہونا چاہیے جو شخص اس حالت میں مرجائے. کہ اس پر قرض ہو یا زمین چھوڑ کر مرجائے. تو اس کا متولی میں ہوں. جو مال چھوڑ کر مرے. وہ اس کے وارثوں کا ہے.

تفسیر جابر بن یزید میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے مروی ہے کہ اس آیت سے یہ بات ثابت ہوتی ہے کہ حضرت علی کو رسول اللہ صلعم کی جانب سے قرض چکانے میں ولایت حاصل تھی. اور رحم میں بھی ولایت حاصل تھی حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ کے وارث ہیں. چنانچہ خود رسول اللہ نے فرمایا. تم دنیا اور آخرت میں میرے بھائی ہو. اور تم میرے وارث ہو.

سمعانی فضائل میں بریدہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا. ہر نبی کا ایک وصی اور وارث ہوتا ہے علی میرے وصی اور میرے وارث ہیں. لوگوں کا بیان ہے کہ عباس نے اس آیت کی رُو سے رسول اللہ صلعم کی میراث نہیں پائی والذین امنوا ولم یھاجروا مالکم من ولایتھم من شیٔ یہ بات بالاتفاق ثابت ہے کہ عباس نے ہجرت نہیں کی تھی.

ابن بطہ نے کتاب ابانہ میں تحریر کیا ہے. کہ کسی نے قثم بن عباس سے پوچھا. عباس کے مقابل میں علی رسول اللہ کے وارث کیوں ہوگئے. کہا کہ علی ہم سے زیادہ رسول اللہ کے ساتھ لگے رہتے تھے. اور ہم سب سے زیادہ تیز رگے ساتھ رسول اللہ کے مشن میں داخل ہوگئے.

یہ حقیقت ہے کہ رسول اللہ صلعم اور حضرت علی علیہ السلام نسب کے لحاظ سے حقیقی بھائی نہیں تھے رسول اللہ صلعم نے بھائی آپ کے حق میں بیان کئے ہیں. وہ آپ کی منزلت اور فضیلت کی وضاحت کے اعتبار کئے ہیں اور مسلمانوں پر آپ کا جتانا مقصود تھا. تاکہ کوئی شخص آپ پر مقدم نہ ہوجائے اور آپ پر کوئی شخص حکومت نہ کرے. تمام اصحاب میں جو ایک دوسرے کی مثال تھے بھائی چارہ قائم کرنے کا مقصد تھا. حضرت علی کو اپنا ہم جنس سے اپنا بھائی قرار دیا. عرب کہا کرتے ہیں یہ شئی اس شے کی بھائی جبکہ وہ شے اس شے کی مشابہ ہوکر سے قرب رکھتی ہو یا معانی میں اس کی مطابقت رکھتی ہو. اللہ تعالیٰ نے کہا. ان ھذا اخی لہ تسع وتسعون نعجۃ یہ میرا بھائی ہے. اس کی ۹۹ دنبیاں ہیں یہ کہنے والے اور میکائیل ہیں.

کہ اللہ تعالیٰ نے کہا یا اخت ہارون، اے ہارون کی بہن دیہ جناب مریم سے عیسیٰ کی ولادت کے وقت ان کی قوم نے کہا تھا۔ اجب علی امت میں رسول اللہ کے وصی تھے۔ تو آپ منزلت کے لحاظ سے تمام لوگوں سے زیادہ آنحضرت صلعم کے شبیہ تھے۔ ورنہ نرا بھائی ہونا اس بات کا مقتضی نہیں ہوتا۔ کیونکہ کبھی مومن کا بھائی کافر اور منافق ہوتا ہے چونکہ حضرت علی صفات میں رسول اللہ صلعم کے شبیہ تھے اس لحاظ سے آپ رسول اللہ کے بھائی ہیں۔ بعض وجوہ کی بنا پر آپ کی فضیلت امت پر ثابت ہے

فصل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا جوار

حدیث سد ابواب کو تقریباً تیس صحابیوں نے بیان کیا ہے۔ مندرجہ ذیل اصحاب خصوصیت سے بیان کئے جاتے ہیں۔

(۱) زید بن ارقم (۲) سعید بن ابی وقاص (۳) ابو سعید خدری (۴) ام سلمہ (۵) ابو رافع (۶) ابو الطفیل (۷) حذیفہ بن اسید غفاری سے روایت کرتے ہیں (۷) ابوحازم ابن عباس سے روایت کرتے ہیں (۸) علاء ابن عمر سے روایت کرتے ہیں (۹) زید بن علی اپنے بھائی امام محمد باقرؑ سے وہ جابر سے روایت کرتے ہیں ( ) اور امام علی بن موسیٰ رضا علیہما السلام۔ بعض روایات بعض اور روایات میں مدغم ہوگئی ہیں۔

جب مہاجرین مدینہ میں تشریف لائے۔ تو انہوں نے مسجد کے اردگرد اپنے گھر بنائے اور ان گھروں کے دروازے مسجد کی طرف کھلتے تھے اور آنے جانے کا راستہ مسجد میں سے ہو کر گزرتا تھا اور بعض اصحاب مسجد ہی میں سوتے تھے۔ رسول اللہ صلعم نے معاذ بن جبل کو بھیج کر منادی کرادی۔ کہ رسول اللہ تمہیں حکم دیتے ہیں کہ حضرت علیؑ کے دروازے کے سوا باقی تمام لوگ اپنے اپنے دروازے مسجد کی طرف سے بند کر دیں تمام اصحاب نے حضرت رسول اللہ صلعم کے حکم کو مان لیا۔ مگر ایک شخص نے انکار کر دیا (یہ منافق تھا)

رسول اللہ کھڑے ہو گئے اللہ تعالیٰ کی حمد و ثنا بیان کرنے کے بعد فرمایا۔ مجھے ان دروازوں کے بند کرنے کا حکم دیا گیا ہے اور علی کے دروازے کو کھلا رکھنے کو کہا گیا ہے۔ تم میں سے ایک معترض نے میرے اس عمل پر اعتراض بھی کیا ہے۔ خدا کی قسم نہ میں نے کسی چیز کو بند کیا ہے۔ اور نہ ہی کسی چیز کو کھولا ہے مجھے تو

صرف ایک چیز کا حکم دیا گیا تھا میں نے اس حکم کو بجا لایا ہے اس حدیث کو احمد نے کتاب الفضائل میں بیان کیا ہے۔

مسند ابویعلی میں سعد بن ابی وقاص سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ علی کے دروازے کو میں نے نہیں کھولا۔ بلکہ اللہ تعالے نے اسے کھلا رکھا ہے۔

خصائص علویہ میں بریدہ اسلمی سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا۔ اے لوگو! میں نے ان دروازوں کو بند نہیں کیا۔ اور نہ ہی میں نے علی کے دروازے کو کھولا ہے بلکہ اللہ عزوجل نے ان دروازوں کو بند کیا ہے (اور علیؑ کے دروازے کو کھولا ہے) پھر آنحضرت صلعم نے آیت والنجم اذا ھوی کو ان ھو الا وحیٌ یوحی تک تلاوت فرمایا۔

ابن عباس سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ مسجد کی طرف جتنے دروازے موجود ہیں۔ ان تمام کو بند کر دو۔ صرف علی کا دروازہ کھلا رہے کہیں ایسا نہ ہو۔ کہ تم پر عذاب نازل ہو جائے۔ بحوالہ مسند ابویعلی۔ فضائل سمعانی حلیۃ الاولیا۔ بروایت ابونعیم بدو طریق عن ابی صالح بن عمرو بن میمون قال ابن عباس

تاریخ بغداد میں خطیب نے زید بن علی سے وہ اپنے بھائی محمد بن علی علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے جابر بن عبداللہ کو کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا کہ علی کے دروازے کے علاوہ تمام دروازے بند کر دو۔ اپنے ہاتھ سے علی کے دروازے کی طرف اشارہ فرمایا تھا۔ الفردوس میں شیرویہ سے مروی ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ علی کے دروازے کے سوا تمام دروازے بند کر دو۔

جامع ترمذی میں شعبہ ابو بلج یحیی بن ابوسلیم سے وہ عمرو بن میمون سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حکم دیا۔ کہ علی کے دروازے کے علاوہ اور دروازے بند کر دو۔

مسند العشرۃ میں احمد بن عبداللہ بن رقیم کنانی کا بیان ہے کہ ہم جمل کی لڑائی کے زمانے میں مدینہ سے باہر نکلے ہماری ملاقات سعد بن مالک سے ہو گئی۔ وہ بیان کرتا تھا کہ رسول اللہ نے حکم دیا تھا۔ کہ جو دروازے مسجد کی طرف کھلتے ہیں ان کو بند کر دو۔ اور علی کے دروازے کو چھوڑ دیا تھا۔

تاریخ بلاذری اور مسند احمد میں ہے کہ عمرو بن میمون نے کہا کہ ابن عباس ایک جماعت کے

[illegible] کھڑے ہوگئے اور کہا ایسے لوگوں پر اف ہے جو ایسے لوگوں کے خلاف کھڑے ہوگئے
[illegible] جن کے بارے میں رسول اللہ صلعم نے کہا ہے ۔ جس کا میں مولا ہوں ۔ اس کے علیؑ مولا ہیں ۔ اور جن کے
[illegible] فرمایا تھا ۔ جس کا میں ولی ہوں ۔ اس کے علیؑ ولی ہیں ۔ اور جن کے متعلق کہا کہ اے علیؑ تم کو مجھ سے
[illegible] منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھی ۔ اور جن کے بارے میں کہا ۔ کہ کل میں ایسے شخص کو علم
[illegible] جو غیر فرار ہو گا ۔ اور فرمایا ۔ علیؑ کے دروازے کے سوا باقی دروازے بند کر دو ۔ غار والی رات حضرت
[illegible] صلعم کی جگہ سوئے تھے ۔ آنحضرت صلعم نے سورہ برات دے کر حضرت ابوبکر کو روانہ کیا لیکن بعد
[illegible] حضرت علی علیہ السلام کو بھیج دیا ۔ اور آپ نے حضرت ابوبکر سے آیات کو لے لیا تھا ۔

[illegible] بن عبد اللہ عکبری اور مسند میں ابو یعلی اور احمد اور فضائل احمد میں اور شرف المصطفیٰ ابو سعید نیشا پوری کی
[illegible] ہے اور حدیث کا متن نیشا پوری کا ہے ۔ عبد اللہ بن عمر نے کہا تین چیزیں ایسی ہیں اگر ان
[illegible] ایک چیز بھی مجھے حاصل ہو جاتی ۔ وہ میرے نزدیک سرخ اونٹوں سے زیادہ پسند تھی ۔
[illegible] آنحضرت صلعم نے خیبر کی جنگ کے روز علم جناب علیؑ کو دے دیا تھا ۔
[illegible] آنحضرت صلعم نے جناب فاطمہ کی شادی حضرت علیؑ سے کر دی تھی ۔
[illegible] حضرت علیؑ کے دروازے کے سوا باقی دروازے بند کر دئے تھے ۔

[illegible] کا بیان ہے ۔ کہ عباس روتے ہوئے گھر سے نکلے ۔ اور رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر
[illegible] کہ آپ نے مسجد سے چچا کو نکال دیا ہے ۔ اور چچا کے بیٹے کو ساکن کر دیا ہے ۔ رسول اللہ صلعم نے
فرمایا ۔ نہ میں نے تجھے نکالا ہے اور نہ ہی میں نے علیؑ کو ساکن کیا ہے ۔ علیؑ کو تو اللہ نے ساکن کیا ہے

[illegible] حضرت عمر نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض کیا ۔ میرے لئے ایک خوخہ (سوراخ) چھوڑ دو تاکہ میں
مسجد کی طرف دیکھتا رہوں ۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ایسا ہرگز نہیں ہو سکتا ۔ اور نہ ہی تجھے ایک انگل کے برابر
[illegible] سوراخ رکھنے کی اجازت دی جا سکتی ہے ۔ حضرت ابوبکر نے عرض کیا ۔ مجھے ایک کوہ ( ) رکھنے کی اجازت مرحمت
فرمائیے تاکہ میں مسجد کو دیکھتا رہوں ۔ فرمایا ایسا نہیں ہو سکتا ۔ اگر تم سوئی کے سوراخ کی مانند بھی ایک سوراخ
کی اجازت طلب کرو گے ۔ تو وہ بھی نہیں ہو سکتا ۔ حضرت عثمان نے بھی اسی قسم کا سوال کیا ۔ مگر رسول اللہ صلی اللہ
علیہ وآلہ وسلم نے انکار فرما دیا ۔

کتاب الفائق میں علامہ زمخشری درج کرتے ہیں ۔ ابو سعد کا بیان ہے ۔ کہ جب اس بات کی منادی کرائی

گئی۔ کہ آل رسول اور آل علیؑ کے سوا جو لوگ مسجد میں قیام پذیر ہیں وہ نکل جائیں۔ ہم اپنے سامان اٹھائے ہوئے مسجد سے باہر نکل گئے

معانی الاخبار میں جابر بن عبد اللہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ کسی شخص نے آپ سے پوچھا کہ آپ کا علیؑ اور عثمان کے بارے میں کیا خیال ہے؟ کہا عثمان کے متعلق تو یہ خیال ہے۔ کہ گویا اللہ تعالیٰ نے اسے معاف کر دیا ہے اور تم اسے معاف کرنے سے نفرت کرتے ہو۔ رہا علی کا معاملہ تو وہ ابن عم رسول اللہ ہیں۔ اور آنحضرت کے داماد ہیں۔ اور یہ آپ کا گھر ہے۔ آپ نے حضرت علیؑ کے گھر کی طرف اشارہ فرمایا۔ کیا تم نہیں دیکھتے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی کو حکم دیا تھا۔ کہ وہ ایک مسجد تیار کریں۔ رسول اللہ صلعم نے مسجد کی تعمیر کے بعد دس گھر بنائے تھے۔ نو گھر رسول اللہ اور آپ کی ازواج کے لئے تھے۔ دسواں گھر جو ان گھروں کے درمیان میں تھا۔ وہ علیؑ و فاطمہؑ کا تھا۔ اور یہ سال اول ہجری کا واقعہ ہے۔ کچھ حضرات نے کہا۔ کہ یہ واقعہ آنحضرت صلعم کی زندگی کے آخری دنوں کا ہے۔ پہلا خیال صحیح اور اشہر ہے علیؑ کا وہ گھر اپنی حالت پہ باقی رہا۔ لگاتار علی علیہ السلام اور آپ کی اولاد اسی میں رہتی آئی۔ یہ سلسلہ عبد الملک بن مروان کی حکومت کے زمانے تک باقی رہا۔ عبد الملک بن مروان کو اس واقعہ کا علم ہوا۔ اس شرف اور فضیلت پر لوگوں نے اہل بیت رسولؐ پر حسد کیا۔ ان کا کینہ تیز ہوا۔ عبد الملک نے اس گھر کو گرانے کا حکم دیا۔ اور بہانہ یہ بنایا۔ کہ اس گھر کو گرا کر مسجد کی توسیع کی جائے گی۔ اس وقت اس گھر میں حسن بن حسن رہتے تھے۔ آپ نے کہا میں اس گھر سے ہرگز باہر نہیں نکلوں گا۔ اور میں اپنے مقدور بھر کوشش کروں گا۔ کہ اس گھر کو کوئی شخص نہ گرائے۔ آپ کو کوڑے مارے گئے۔ لوگ آپ کے خلاف ہو گئے اس بے بسی میں آپ گھر سے باہر نکل آئے۔ گھر گرا دیا گیا۔ اور مسجد میں شامل کر دیا گیا۔

عیسیٰ بن عبد اللہ سے روایت ہے کہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا کا گھر تربت نبی صلعم کے اردگرد تھا اور آپ کے گھر کے درمیان ایک حوض بنا ہوا تھا۔

منہاج الکرامۃ میں تحریر ہے کہ جس گھر میں رسول اللہ صلعم قیام پذیر تھے۔ اس کے درمیان اور بقیع کے درمیان بقیع کے زقاق تھے۔ ایک دروازہ بقیع کی طرف آنے جانے کے لئے کھول دیا گیا تھا۔ اصحاب نے کہا کہ علیؑ کے لئے یہ دروازہ بند کر دیا۔ بھلا یہ کیسے ہو سکتا تھا۔ جس شخص نے دروازہ خیبر کو اکھاڑ کر پھینک دیا ہو۔ اس کے لئے دروازہ کیسے بند کیا جا سکتا تھا جس نے کفر کے دروازے کو جڑ سے اکھاڑ کر پھینک دیا ہو۔ اس کے لئے علم کے دروازے کھل گئے۔ سید حمیری نے کہا ہے

من کان [illegible] فی مسجد من نال منہ قرابۃ وجوارہ

مسجد میں نبیؐ کا ہمسایہ کون تھا، نبی سے قرابت اور ہمسائگی کس نے حاصل کی تھی؟

واللہ ادخلہ واخرج قومہ واختارہ دون البریۃ جارا

اللہ نے علی کو مسجد میں داخل کیا، اور قوم کو نکال دیا۔ اللہ نے تمام مخلوق کے مقابلہ میں علی کو رسول کا ہمسایہ چن لیا تھا۔

ابو رافع کی روایت میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم منبر پر تشریف لے گئے اور فرمایا کچھ لوگ ایسے ہیں جن کے دلوں میں شبہات موجود ہیں کہ رسول اللہ نے مسجد میں علیؑ کو ساکن کر دیا ہے۔ اور لوگوں کو نکال دیا ہے خدا کی قسم میں نے یہ کام اپنے رب کے حکم کی وجہ سے کیا ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کی طرف وحی کی۔ کہ آپ مسجد میں قیام کریں۔ اور آپ اور آپ کے بھائی ہارون اور آپ کی اولاد کے سوا کوئی شخص مسجد میں جنب کی حالت میں داخل نہ ہو۔ اللہ تعالیٰ تم پر رحم کرے تمہیں یقین ہونا چاہیئے علیؑ کو مجھ سے وہ نسبت حاصل ہے جو موسیٰؑ سے ہارونؑ کو حاصل تھی۔ ہاں یہ بات ضرور ہے۔ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا اگر کوئی نبی ہوتا تو علیؑ ہوتے۔

جابر بن عبداللہ سے روایت ہے۔ کہ ہم لوگ مسجد میں سویا کرتے تھے۔ اور ہمارے ساتھ علیؑ بھی سویا کرتے تھے۔ رسول اللہ صلعم ہمارے پاس تشریف لائے اور فرمایا۔ تم اُٹھ کر مسجد سے چلے جاؤ اور مسجد میں نہ سویا کرو۔ ہم لوگ اُٹھ کر مسجد کے باہر چلے گئے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اے علیؑ! تم مسجد میں سویا کرو اللہ تعالیٰ نے تیرے متعلق اجازت دے دی ہے۔

ابو صالح موذن اربعین میں اور ابو صلاء عطاء ہمدانی اپنی کتاب میں باسناد خود ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے بلند آواز سے کہا۔ تمہیں یقین ہونا چاہیئے کہ اس مسجد میں نبی ازواج نبی۔ فاطمہ بنت محمدؐ اور علیؑ کے سوا کوئی شخص جنب اور حائض کی حالت میں نہیں رہ سکتا۔

جامع ترمذی، اور مسند ابو یعلی میں ابو سعید خدری سے مروی ہے۔ کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ اے علیؑ! میرے اور تیرے سوا اس مسجد میں کوئی شخص جنب نہیں کر سکتا۔

ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا اے علیؑ! میرے اور تیرے سوا اس مسجد میں امت میں سے کوئی شخص جنب نہیں کر سکتا۔

ایک اور روایت میں ہے کہ میری مسجد میں میرے اور علی اور اولاد ... کوئی شخص جنب کی حالت
میں داخل نہیں ہو سکتا جو شخص چاہے وہاں چلا جائے ۔ آپ نے اپنے ہاتھ سے شام کی طرف اشارہ کیا۔
منافقوں نے کہا کہ آنحضرت اپنے داماد کے بارے میں گمراہ اور بدک گئے ۔
رسول اللہ صلعم اور علیؑ کو یہ خصوصیت بجانب اللہ حاصل تھی ۔ کہ دونوں کے دروازے کھلے رہے
یہ بات عند اللہ ان کے درجات کی زیادتی کی طرف دلالت کرتی ہے اور اللہ تعالیٰ ان دونوں حضرات
سے راضی ہے مسجد میں آنے جانے اور مسجد میں جنب کی حالت میں قیام رکھنا ان دونوں حضرات کی طہارت
عصمت پر دلالت کرتا ہے ۔

فصل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی اولاد طاہر

آدمی وہ شریف اور عزت والا تصور کیا جاتا ہے جو اپنے پیچھے اولاد چھوڑ جائے قیامت تک اولاد
میں نبوت اور امامت قرار دے کر اللہ نے اسے اس بات سے عزت عطا کی ہے اور علی علیہ السلام کو بھی ا...
اس بزرگی سے نوازا چنانچہ کہا ہے

وجعلها کلمۃ باقیۃ فی عقبہ

حلیۃ الاولیا میں انس اور ابو برزہ سے مروی ہے ۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا یہ وہ کلمہ ہے جس ...
نے لازم پکڑ رکھا ہے جس نے اس کو (یعنے علیؑ کو) دوست رکھا اس نے مجھے دوست رکھا ۔ جس نے اس سے ...
رکھا اس نے مجھ سے بغض رکھا

جب رسول اللہ صلعم کے فرزند ابراہیم کا انتقال ہوا تو عمرو بن عاص نے رسول اللہ صلعم کی بیویاں ...
کو ابتر کہا ۔ اس وقت یہ سورت نازل ہوئی ۔

انا اعطینٰک الکوثر الخ

یہ کثرت کا مبالغہ ہے ۔ مقصد یہ تھے ۔ کہ آنحضرت کی اولاد کثیر ہوگی ۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت ...
کسی امر میں اجماع کرنا مخلوق خدا کے لیے حجت قرار دیا ۔ آپ کی اولاد ائمہ علیہم السلام ہیں جو ...

فائق ہیں حضرت کی اولا[illegible] نماز میں بلکہ ہر نماز میں درود پڑھنا واجب ہے ورنہ نماز باطل ہوجاتی
کی رسول اللہ صلعم کا قول دین کے بارے میں حجت ہے ۔ اسی طرح دین کے بارے میں آنحضرت صلعم کے داماد
علیؑ، علیؑ کی زوجہ اور آپ کے دونوں فرزندوں (حسنینؑ) کا قول حجت ہے کیونکہ یہ صاحبان عصمت
وطہارت ہیں۔

حضرت علیؑ کی اولاد میں ایک لطیفہ مضمر ہے حالانکہ آپ کے دونوں فرزند صلب کے لحاظ سے تو آپ کے
فرزند ہیں اور ولادت کے اعتبار سے یہ دونوں رسول اللہ صلعم کے سبط (فرزند) ہیں شریعت کے لحاظ سے وہ
دونوں رسول اللہ کے فرزند ہیں لطف یہ ہے کہ یہ دونوں آپ کی بیٹی کے فرزند ہیں. دنیا میں اس بات کی نظیر
نہیں مل سکتی . کہ نانا حکم اور شریعت کے اعتبار سے نواسوں کا باپ ہو۔ اور حقیقت میں وہ آپ کے ابن عم
اور آپ کی بیٹی کے فرزند ہوں .

نبی صلعم اپنے نواسوں کے باپ صلبی باپ کی طرح ہیں جیسا کہ رسول اللہ صلعم نے خود فرمایا ہے کہ ہر وہ
بیٹا جو بیٹی کی اولاد ہو حقیقت میں وہ اپنے باپ کا بیٹا ہوتا ہے

مباہلہ کے روز جبرائیل نے اس بات پر فخر کیا . کہ وہ ان میں سے ہیں حضرت علی علیہ السلام کی اولاد کو اہل بیت
عترت نبی. اولاد رسول ۔ آل طہ اور آل یسین کہتے ہیں. حضرات کو سید اور شریف کے لقب سے
پکارتے ہیں

لوگ اس بات کی تمنا کرتے ہیں کہ کاش وہ سادات میں سے ہوتے ۔ انہیں وجوہ کی بنا پر علم انساب وضع
کیا اور تحریر نسب کی کتابیں تالیف کی گئیں . تاکہ جھوٹے مدعی ان میں شامل نہ ہوسکیں یہ سب اہتمام ان حضرات
کے احترام کی وجہ سے کیا جاتا ہے۔

ان پر باوجود غریب اور بے بس ہونے کے ان میں سے خفیہ دعی اپنا حکم چلاسکتا ہے دشمنوں کا یہ عالم
ہے کہ وہ ان کے اکابر کو تو چھوڑ دیتے ہیں اور ان کے چھوٹوں سے قرب حاصل کرتے ہیں ۔ ان کے فرزندوں کو
تہ تیغ کرتے ہیں ۔ اور ان کے مردوں کی قبور کی زیارت کو باعث برکت تصور کرتے ہیں ۔ ان کے گھروں کو برباد کر دیتے
ہیں اور ان کی قبروں کی زیارت کرتے ہیں ۔ دنیا میں تو ان سے دشمنی رکھتے ہیں اور آخرت میں انہیں اپنا وسیلہ
خیال کرتے ہیں. نماز استسقا میں حضرت عمر بن خطاب نے حسنین سے وسیلہ حاصل کیا تھا ۔ دونوں حضرات
کے ہاتھوں کو دعا کی حالت میں اپنے سینے سے لگایا تھا ۔

اصمعی کا بیان ہے۔ قحط سالی کے سال حضرت عمر نے ابو عبیدہ سے کہا ... کو ساز و سامان کے ساتھ اہل بیتؑ کے پاس لے جاؤ۔ ان کے درمیان اس کو نحر کر دو۔ اور ان کی خدمت میں عرض کرو۔ کہ اس کے گوشت کے ٹکڑے ٹکڑے کریں۔ اور چربی کو اٹھا کر لے جائیں۔ اور پکا کر کھائیں اگر گوشت کی انھیں مزید ضرورت ہو۔ تو وہ بھی دے دو۔ پھر آپ نماز استسقاء کے لئے نکلے اور طلب باراں کی دعا مانگی۔ اور بارش ہو گئی۔

یہ حضرات نسب کے اعتبار سے معروف اور فضیلت کے لحاظ سے مخصوص ہیں۔ کیا تم اس بات پر غور نہیں کرتے۔ کہ جو شخص یعرب بن قحطان کی اولاد سے ہوتا ہے اس کو عربی۔ نضر بن کنانہ کی اولاد کو قریشی۔ اولاد عبد المطلب کو ہاشمی علی عقیل اور جعفر کی اولاد کو طالبی حسنؑ اور حسینؑ کی اولاد کو علوی۔ محمد۔ عباس اور عمر بھی امیر المومنینؑ کے فرزند ہیں۔ اور حضرت امام حسن اور حضرت امام حسین علیہما السلام کی اولاد کو فاطمی بھی کہتے ہیں۔

امیر المومنین کی اولاد نے لوگوں کی لڑکیاں اپنے نکاح میں لائی ہیں لیکن اپنی لڑکیوں کی شادیاں غیروں میں نہیں کیں۔ اگر مجبوری اور لاچاری کی وجہ سے ایسا ہو گیا ہو۔ تو ہو گیا ہو۔ جناب عمر بن خطاب نے حضرت ام کلثوم سے عقد کے بارے میں لاکھ جتن کئے مگر ناکام رہے۔ اگرچہ لوگوں نے اس بارے میں مختلف واقعات نقل کئے ہیں۔

لوگ اپنی لڑکیوں کی شادیاں سادات کے ہاں کرنے میں باعث ثواب خیال کرتے تھے۔ چنانچہ مامون نے اپنی لڑکی کا نکاح امام محمد بن امام موسےٰ بن امام جعفر علیہ السلام سے کر دیا تھا۔ عبد الملک بن مروان نے اپنی لڑکی امام علی زین العابدین علیہ السلام کے نکاح میں دینی چاہی۔ لیکن امام علیہ السلام نے انکار فرما دیا۔ مشہور و معروف شاعر ... نے اپنی لڑکی کا نکاح شریف علام سے کر دیا تھا۔ اور اس نے اس بارے میں کہا ہے

للحمد لله حمداً دائماً ابداً اذ صار سبط رسول الله لی ولداً

اللہ تعالیٰ کا ہمیشہ ہمیشہ شکر ہے کہ رسول اللہ کا سبط میرا فرزند (داماد) ہو گیا۔

دنیا میں کوئی نسب فاطمہ علیہا السلام کی نسل سے بہتر نہیں ہے۔

صحابہ مہاجرین اور انصار کی اولاد میں سے کوئی شخص ایسا صاحب کمال اور فضل نہیں ہوا۔ جیسا کہ حضرت علی علیہ السلام کی اولاد میں جن کا سلسلہ پایا جاتا ہے سید رضیؒ اور سید مرتضیٰ علم الہدیٰ کی نظیر علم و فضل میں کون پیش کر سکتا ہے۔

ابو الحسن بن صفوۃ کا بیان ہے کہ جناب سالم رضیؒ اپنے دور کے لوگوں سے بہترین ادیب اور زیادہ اچھے

شعر گوئی کسی قریشی میں یہ بات آج تک نہیں پائی گئی۔

سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے علمائے اُمت کے مونہوں میں اپنے دلائل اور براہین کے ذریعے لجامیں چڑھا دیں تھیں بحضرت محمد بن حنفیہ کی نظیر بہادری میں کوئی شخص پیش کر سکتا ہے۔ اپنے زمانے کے بہادر ترین آدمی تھے۔

رسول اللہ نے آپ کا نام اور کنیت رکھی تھی۔ یہ بات آپ کی فضیلت کے لئے کیا کم ہے۔

ان دو بات کو دیکھ کر کیسانیہ نے کہا ہے۔ کہ امام مہدی علیہ السلام آپ ہی ہیں۔ آپ اپنے باپ علی علیہ السلام سے علوم کی اشاعت کرتے ہیں۔

سادات بزرگواروں میں سے سادات زیدیہ ہیں۔ جو ہر خروج کرنے والے سید کو امام تصور نہیں کرتے۔

حضرت زید یحییٰ ناصر اور قاسم کو امام خیال کرتے ہیں ان کے ایسے آئمہ کی تعداد ستر ہے۔

بعض وہ ہیں جو ہر خروج کرنے والے کو امام تصور کرتے ہیں۔ ان کے آئمہ کی تعداد ۲۳ ہے۔ انہی سادات میں خلفا مصر ہیں مثلاً (۱) عاضد۔ (۲) فائز (۳) ظافر (۴) حافظ (۵) مستعلی (۶) مستنصر (۷) ظاہر (۸) حاکم (۹) عزیز (۱۰) معز (۱۱) منصور (۱۲) قائم (۱۳) مہدی وغیرہ

انہی حضرات میں سے مکہ۔ مدینہ۔ جبل۔ جیحق کے بادشاہ ہوئے ہیں۔ انہی بادشاہوں میں بہت بڑے بادشاہ گزرے ہیں۔ مثلاً داعی کبیر حسن بن زید۔ اور آپ کا بھائی محمد۔ ان حضرات میں سے ہر شہر میں نقیب گزرے ہیں۔ آئمہ معصومین کی جلالت شان کی کوئی شخص کیا برابری کر سکتا ہے۔ مثلاً امام حسنؑ، امام حسینؑ۔ امام زین العابدینؑ امام محمد باقرؑ۔ امام جعفر صادقؑ۔ امام موسیٰ کاظمؑ امام علی رضاؑ۔ امام محمد تقیؑ امام علی نقیؑ۔ امام حسن عسکری زکیؑ۔ اور امام مہدی علیہم السلام۔

انہی حضرات کی بدولت دُنیا کے گوشے گوشے میں علوم کی نشر و اشاعت ہوئی ہے

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے مندرجہ ذیل چوٹی کے اشخاص نے علم حاصل کیا ہے۔

(۱) طاؤس یمانی۔ (۲) سعید بن مسیب (۳) سعید بن جبیر۔ (۴) ابن شہاب زہری۔

امام محمد باقر علیہ السلام سے تو دنیا نے ہر قسم کے علوم کو حاصل کیا ہے اسی بنا پر آپ کو باقر علم الانبیاء کہا جاتا ہے۔

امام جعفر صادق علیہ السلام سے دُنیا کے مشہور اہل علم حضرات نے علم کا اکتساب کیا ہے جن کی تعداد چار ہزار

بہت سے جن میں ابوحنیفہ، مالک، اور محمد، اور آپ سے امام شافعی اور احمد نے روایت کی ہے۔ آپ نے ان حضرات کے روایات میں یک صد کتب تصنیف کی ہیں۔ جو کتب اصول کے نام سے مشہور ہیں۔ یہی حال امام موسیٰ کاظم بن امام جعفر صادق علیہما السلام کا ہے۔ حتیٰ کہ آپ کو قید کر دیا گیا۔ امام علی بن موسیٰ رضا علیہما السلام سے علم کے چشمے پھوٹ نکلے۔ اور آپ کے باپ ابو جعفر امام محمد تقی علیہ السلام کا بھی یہی حال تھا۔ یہ باتیں علم کی تلاش کرنے والوں پر مخفی نہیں ہیں۔ ہاں یہ بات مسلم ہے۔ کہ امام ابوالحسن امام علی نقی اور امام ابو محمد حسن عسکری علیہما السلام سے روایات اور احادیث کم بیان ہوئی ہیں۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ دونوں حضرات کو بادشاہ وقت کے حکم سے عسکر (سامرا) میں قید کر دیا گیا۔ ان کو فتوے دینے سے روک دیا گیا۔ ابن حماد نے کہا ؎

الا انسنی مولیٰ لآل محمد فلا تحسن الفحشاء منی ولا ھزل

تمہیں یقین ہونا چاہیے کہ میں آل محمد کا غلام ہوں۔ تم مجھ سے بری بات اور بیہودہ عادت محسوس نہیں کرو گے۔

اولئک قوم لا یحاط بفضلہم ولیس لہم فی الخلق شبہ ولا شکل

یہ لوگ ایسے ہیں کہ ان کی فضیلت کا احاطہ نہیں ہو سکتا۔ کوئی شخص مخلوق میں ان کا نظیر اور مثل نہیں پایا جاتا۔

ھم امناء اللہ فی الارض والسماء وھم عینہ والاذن والجنب والحبل

زمین و آسمان میں یہ لوگ اللہ کے امین ہیں۔ اور اللہ کی آنکھ کان پہلو اور رسی ہیں۔

وھم النجم الذین الذی صار ضوءھا علی ظلم الاشرک فھی لھا تجلو

یہ حضرات دین کے ستارے ہیں۔ شرک کی تاریکی پر ان کی روشنی ضوفگن ہوتی ہے۔

وفی کتب اللہ القدیمۃ نعتہم وقد نطقت عن عظیم فضلہم الرسل

یہ وہ لوگ ہیں کہ اللہ کی قدیم کتب میں جن کی تعریف اور توصیف موجود ہے۔ اور ان کے فضل عظیم کو رسولوں نے بیان کیا ہے۔

فروع رسول اللہ احمد اصلھا لقد طاب فرع والنبی لہ اصل

یہ رسول اللہ کی فرع [illegible] ان کی اصل ہیں۔ فرع پاکیزہ ہے اور نبی اس فرع کی اصل ہیں۔

علی امیر المومنین [illegible] فھل بعلی فی فضائلہ مثل

امیر المومنین علی ان حضرات کے باپ [illegible] کوئی شخص علی کی مثل ہو سکتا ہے

ابن حجاج سے

نانتم اهل بیت کان فیه بامر الله یخدم جبرئیل

تم ایسے گھر والے تھے، جن میں اللہ کے حکم سے جبرائیل خدمت کرتا تھا۔

فصل

سادات کے مشاہد مقدسہ کے بارے میں

اگرچہ گذشتہ زمانے میں بڑے بڑے عظیم انسان گزرے ہیں۔ لیکن روئے زمین پر ان کے آثار اور شہرت اس کمال و جہ پر نہیں ہے جس قدر محمدؐ و آل محمدؑ کی ہے۔ لوگ مزارات سادات اور آئمہ معصومین علیہم السلام پر تقرب خداوندی حاصل کرنے کے لیے حاضری دیتے ہیں۔ اگرچہ گذشتہ امتوں میں کسریٰ نوشیرواں، فرعون، ہامان، شداد اور نمرود جیسے لوگ گزرے ہیں۔ لیکن اس وقت ان کی عظمت کا نام و نشان باقی نہیں ہے دوسری طرف جب ہم اہل بیت علیہم السلام کی طرف نظر کرتے ہیں تو دنیا کا گوشہ گوشہ ان کے آثار سے بھرا پڑا ہے لوگوں نے زیارت گاہیں اور مسجدیں ان حضرات کے نام سے تعمیر کی ہیں۔ کائنات کے تمام ساکنین ان حضرات کے مزارات کی عظمت کے قائل ہیں۔ اگرچہ صاحب مزار کی زندگی گوشہ گمنامی میں بسر ہوئی ہے دنیا کے دور دراز علاقے کے لوگ ان حضرات کی تربت کو وسیلہ قرار دے کر اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرتے ہیں۔ جوں جوں زمانہ گزرتا جا رہا ہے۔ ان مزارات مقدسہ کا نام بلند اور ان کا ذکر بڑھتا جا رہا ہے۔ ان مزارات مقدسہ سے لوگوں نے چشم دید اور خواب میں معجزات کرامات اور عجیب و غریب باتیں ملاحظہ کیں ہیں ہم تو گذشتہ انبیاء اور اوصیاء علیہم السلام کے آثار مثلاً حطیم۔ مقام ابراہیم میزاب اسماعیل۔ پردۂ موسیٰ۔ صخرہ جیسے باب حطہ بنو اسرائیل ہیں وہ چیزیں نہیں دیکھتے جو چیزیں ہم آئمہ معصومین علیہم السلام کی ولادت گاہوں ان کی حاضر ہونے کی جگہوں اور ان کے قیام زمانے کی جگہوں میں دیکھ[illegible] حق غالب آگیا اور باطل مٹ گیا۔

سب سے زیادہ زیارت گاہیں امیرالمومنین علی[illegible] ذیل ہیں:۔

۱۔ مسجد کعبہ جہاں [illegible] السلام پیدا ہوئے۔

۲۔ خدیجہ کے گھر میں بنی جو آج کل مسجد کی صورت میں ہے۔ ان حضرات کی نماز گاہ جو شعب بنو ہاشم میں جو نبی صلعم کے ولادت والے دروازے کے پاس ہے

۳۔ وہ جگہ جہاں رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے بیعت عشیرہ لی تھی۔

۴۔ وہ جگہ جہاں آیت تطہیر نازل ہوئی تھی۔ ۵۔ مقام بیعت غدیر

۶۔ آپ کی رقہ میں عبادت گاہ ۷۔ صفین میں سکونت گاہ

۸۔ میقات کی خاطر مسجد الاحرام تعمیر کرائی۔ ۹۔ بغداد میں مسجد براثا

۱۰۔ آپ کے آیات میں سے مسجد ذنب دریائے فرات کے پاس۔

۱۱۔ حلب میں مشہد الشمس (آج کل مسجد روشمس[1] کے نام سے مشہور ہے)

۱۲۔ بابل میں مسجد جمجمہ ۱۳۔ دریائے نیل کے پاس مشہد السمکہ

۱۴۔ مدائن میں مشہد النارہ والفرج والمنطقہ ۱۵۔ بغداد کی سوق عتیقہ میں مسجد السوط

۱۶۔ مشہد کف کوفہ میں ۱۷۔ مسجد کف موصل میں

۱۸۔ مسجد کف رقہ میں ۱۹۔ مشہد النشر آپ کے شہر میں۔

۲۰۔ مسجد الحجارات متوکل اور نور رقہ میں ۲۱۔ ایک مسجد موصل میں۔

۲۲۔ بغداد اور سامرہ کے درمیان مشہد الحدث ۲۳۔ رحبہ شام کے پاس مشہد البوق

۲۴۔ شام میں مسجد صخرہ ۲۵۔ مشہد کوثی بغداد کے پاس

۲۶۔ جامع بصرہ میں آپ کا قبلہ ۲۷۔ حضرت کی جامع کوفہ میں قتل گاہ۔ جامع کوفہ کو حضرت نوح نے تعمیر کیا تھا۔ جس میں ہزار نبی اور ہزار وصی نے نماز پڑھی ہے۔

۲۸۔ نجف میں آپ دفن ہوئے۔ جو آج کل ایک مسجد کی صورت ہے۔ جہاں ہر وقت زائرین کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ جو ہر وقت رکوع و سجود میں مصروف رہتے ہیں۔

آپ [illegible] تمام قیام گاہیں زیارت گاہ عام و خاص ہیں۔ جب بصرہ تشریف لے گئے تو مندرجہ ذیل مقامات پر مسجدیں تعمیر [illegible] شرط۔ وزار۔ بطارات۔ ترکیہ اور مشہد عذیر کے پاس۔ بصرہ سے چار فرسخ کے فاصلہ پر [illegible] ہرزی۔ آبادان۔ دقلہ۔ بستی عبداللہ اور کرخ ناروعراق کے راستے میں مدائن۔ بغداد۔ [illegible] مشہد دہا اور عاقہ ہیں۔ رحبہ اور رعاقہ کے دریا [illegible]

[1] یہ مسجد حلب جانے والے سڑک کے کنارے کوئی ایک میٹر کے فاصلے پر موجود ہے۔ اور مسجد کے مندر [illegible] کا درخت موجود ہے [illegible]

غور جیسے میں زبلیبا، بلخ ۔ ترند ۔ اور صفین ہیں ۔

اسی طرح حضرت علی علیہ السلام کی اولاد کے مشاہد مدینہ ۔ کربلا ۔ بغداد ۔ سامرا ۔ طوس میں پائے جاتے ہیں سادات علویوں کے مشاہد دنیا کے کونے کونے میں آسمان کے ستاروں کی طرح پائے جاتے ہیں ۔

فصل

اہل بیت علیہم السلام کے مظلمہ کے بیان میں

ابو جعفر امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت کی تفسیر میں فرمایا عباد الرحمن الذین یمشون علی الارض ھونا اللہ کے بندے جو زمین پر آرام سے چلتے ہیں ۔ اس سے مراد آئمہ علیہم السلام ہیں ۔ جو دشمنوں کے ڈر سے آرام سے چلتے ہیں ۔

امیر المومنین علی علیہ السلام نے ایک خطبہ میں ارشاد فرمایا ۔ قریش اور ہمارے درمیان یہ جھگڑا ہے ۔ کہ اللہ نے ہماری بنیادوں کو ان کی بنیادوں سے اونچا کیا ہے اور ان کے سروں سے ہمارے سروں کو بلند کیا ۔ اللہ نے ان پر حاکم بنانے کے لئے ہمیں چنا ۔ یہ بات ان کو ناگوار گزری جس بات پر اللہ تعالیٰ راضی ہوا ۔ وہ اس پر ناراض ہو گئے ۔ جس بات کو خداوند عالم نے برا سمجھا ۔ اس کو انھوں نے اچھا سمجھا ۔ جب اللہ نے ہمیں چنا ہمارا احترام ان پر لازم قرار دیا ۔ ہمیں کتاب سنت فرائض اور سنن کی تعلیم دی ان سے ہماری خلافت کی عداوت اور سرکشی کے ساتھ ان کی دنیا سے ہمارے دین اور اسلام کو بچائے رکھا ۔ وہ لوگ ہم پر کود پڑے ہماری فضیلت کا انکار کر دیا ۔ ہمارے حق سے ہمیں روک دیا ۔ اے معبود ! میں تجھ سے قریش کی زیادتی کی پناہ مانگتا ہوں ۔ تو میرا حق ان سے لے لے ۔ انھوں نے جو ظلم مجھ پر کیا ہے ۔ اس بارے میں انہیں نہ چھوڑ ۔ میرا حق طلب کر کیوں کہ تو انصاف کرنے والا حاکم ہے قریش نے میری قدر و قیمت گھٹا دی ۔ میرے قتل میں حلال کو حرام کیا ۔ میری بے عزتی کی ۔ اور میرے خاندان کی ہتک کی ۔ میرے چچا زاد [illegible] کی ۔ میرے دشمنوں کو میرے متعلق بھڑکایا ۔ میرے اور [illegible] پیدا کر دی [illegible] کی کوشش کو خاک میں ملا دیا ۔ میرے مہربان [illegible] ۔ اس سے مجھے [illegible] کہ تم حرث میں ملوث ہو [illegible] سے ہدایت نہیں پائی ۔

کیا ضلالت کے اندھے پن اور تاریکی کے گھٹا ٹوپ اندھیرے سے نہیں نکلے۔ کیا ہم نے انھیں ظالم فتنے نہیں چھڑایا۔ ان پر ہلاکت ہو۔ کیا ہم نے ان کو بغاوت کی آگ سے نجات نہیں دلائی۔ نافرمانوں کے حملے باغیوں کی تلواروں، شمشیروں کے پھلے۔ اور نیزوں کی زد سے انھیں نجات نہیں دلائی، جنھوں نے عرب پر دھاک بٹھا دی تھی، جنگ کے خوگر تھے۔ میدان جنگ میں جن کے قدم جم جاتے تھے۔ جنگ وجدل کے ہتھیار، نیزوں کے ترکش اور تلواروں کے خود تھے۔ کیا ان لوگوں نے ہماری وجہ سے شرافت حاصل نہیں کی ہماری وجہ سے حق وانصاف کو نہیں پایا۔ کیا میں محمد کا نائب آپ کی رسالت کی دلیل، آپ کی خوشی اور ناخوشی کی دلیل نہیں ہوں۔ وہ غصہ نہیں ہوں جو سخت سے سخت زرہوں کو کاٹ کے رکھ دیتا ہے حریص لوگوں کو جلا کر خاک کر دے میرے باعث بڑے بڑے جرنیلوں کے سر قلم کئے گئے میں نے تیم کو راہ فرار دکھلائی اور عدی کو میدان جنگ سے بھگا دیا۔ اگر میں قریش کو موت ومرگ کے لیے چھوڑ دیتا تو گمراہوں کی تلواریں انھیں ختم کر دیتیں۔ عجمیوں کے گھوڑے دشمن کے حملے انھیں روند کے رکھ دیتے گھوڑوں کی ٹاپیں انھیں کچل کچل کے چور کر دیتیں۔ وہ شہسواروں کی چمکتی ہوئی تلواروں میں پھلکیا لیتے ہوتے اگر صورت نہ ہوتی۔ تب وہ مجھے تکلیف دیتے، اور مجھ پر ظلم کرنے کے لئے موجود نہ ہوتے۔ پھر یہ کیوں کہتے ہیں کہ حریص متہم ہو۔ کچھ کلام کرنے کے بعد فرمایا۔ میرے اس قول کی گواہی گونگے اور بہرے بھی دیں گے کہ اس کی فتح میری وجہ سے ہوتی تھی۔ میں نے دین کی امداد اور رسول اللہ کی مدد کی۔ میں نے اسلام کے جھنڈوں کو گاڑا میں نے ہی اسلام کے میناروں کو بلند کیا۔ میں نے ہی اسلام کے آثار اور حالات کو ظاہر کیا۔ اسلام کے کو میں نے اجاگر کیا۔ پیدل اور گھڑ سواروں کو میں نے ہی کچل کے رکھ دیا۔ کچھ کلام کے بعد فرمایا۔ چیلے دھوکے اور مکر سے تیمی اور عدی کے لوگوں نے خلافت کے حصول میں مجھ پر اس طرح سبقت کی گھڑ دوڑ کے وقت حیلے بہانے اور مکر سے اور دھوکے سے گھوڑا آگے بڑھایا جاتا ہے کچھ کلام کے بعد فرمایا [illegible] وہ مہاجرین وانصار با ہم سقیفہ کے روز تو بیعت کرنے میں پہلے تیم اور عدی کی طرف اس لئے سبقت کر گئے [illegible] فساد کا خوف تھا۔ لیکن یہ خوف انھیں جنگ ابوا کے وقت کیوں نہ لاحق ہوا۔ جب کہ دشمن کی فوجیں میدا[illegible] موت کا بادل سر پر منڈلا رہا تھا۔ اور تلواروں کی بجلیاں چمک رہی تھیں یہ دونوں حضرات ا[illegible] کیوں نہیں ڈرے تھے۔ جب خندق کی لڑائی کے [illegible] عمرو بن عبدود اپنی تلوار کو نیز[illegible] کئے ہوئے تھا۔ اور بار بار لوگوں کو للکا[illegible]

تھا۔ ان دونوں کو بواط کے دن دین کی تباہی کا خوف کیوں نہ دامن گیر ہوا۔ جب کہ افق کا رنگ سیاہ ہو چکا تھا۔ گردنوں کی ہڈیاں ٹیڑھی ہو چکی تھیں اور فوجوں کا سیلاب امنڈا پڑا تھا۔ ان دونوں صاحبان کو یوم رضویٰ بھی اسلام کا خوف لاحق نہیں ہوا۔ جبکہ تیروں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی۔ موت چاروں طرف منہ کھولے دوڑ رہی تھی۔ اور شیر گرج رہے تھے۔ ان کو یوم عشیرہ کوئی ڈر نہ لگا۔ جب سنانیں چمک رہی تھیں۔ اور شور و شغب کی وجہ سے کان پھٹ رہے تھے۔ اور جسموں پر نیزے چمک رہی تھیں۔ بدر کی لڑائی کے روز یہ لوگ آگے کیوں نہ بڑھے۔ جب روحیں آسمان کی طرف بلند ہو رہی تھیں۔ بہادر لوگوں کے گھوڑے میدان جنگ سے پلٹ رہے تھے۔ اور زمینیں بہادروں کے خون سے لالہ زار بن رہی تھیں۔ بدر ثانیہ اور دعاس کی جنگ کے روز ان کو اسلام کا خیال کیوں نہ آیا جب بہادروں کے جسموں میں خنجر اتر رہی تھی۔ رگیں سکڑی جاتی تھیں اور سینے کانپ رہے تھے۔ انہیں جنگ ذات السلاسل کے روز اسلام کا فکر کیوں نہ ہوا۔ جب کہ جانوں پر آ بنی تھی۔ اور جنگ کی آگ بھڑک اٹھی تھی۔ ان دونوں نے یوم الاکدر کے روز اسلام پر آٹھ آٹھ آنسو کیوں نہ بہائے جب آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ اور موت بجلی کی طرح چمک رہی تھی۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلعم کے ایک ایک غزوے کو گنا اور فرمایا۔ انہوں نے اس میں کوئی کام نہیں کیا صرف تماشائی کی طرح دیکھتے رہے۔ افسوس ہے کہ کس قدر سخت مصیبت قریش کی طرف سے مجھ پر نازل ہوئی۔ ان سب جنگوں میں میں نے ہی وہ کارہائے نمایاں کئے۔ اور ان غزوات کی فتح کا دارومدار میں تھا۔ اور میرے ساتھ سلوک یہ ہو رہا ہے۔

نہج البلاغہ میں ہے کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے ارشاد فرمایا۔ اے معبود! میں تجھ سے قریش کے ظلم [illegible] مانگتا ہوں۔ انہوں نے قطع رحم کیا ہے۔ میرے آیات سے انکار کیا ہے انہوں نے حق کے بارے میں میرے [illegible] کیا ہے۔ یہ حقیقت ہے کہ میں اپنے غیر سے افضل ہوں۔ انہوں نے کہا۔ خلافت ہمارا حق ہے [illegible] ہم تسلیم کرتے ہیں

[illegible] صبر کرتا ہوں۔ اور افسوس کے ساتھ انتقال کروں گا۔ میں نے دیکھا کہ میرے اہل [illegible] ہمدرد [illegible] اور کوئی نہیں ہے۔ میں نے انہیں موت کی آگ میں جھونکنے [illegible] یہ تھی کہ [illegible] میں خس و خاشاک کھٹک رہے تھے۔ اور [illegible] تھا۔ میں نے اذیت [illegible] پی جانے پر اپنے نفس [illegible] ہوا تھا۔ اور تلوار کی دھار سے

زیادہ تیز تھا۔

خطبہ شقشقیہ

خدا کی قسم فلاں شخص نے قمیص خلافت کو زبردستی پہن لیا خدا کی قسم وہ شخص جانتا تھا۔ کہ خلافت میرے بغیر اس طرح نہیں چل سکتی۔ میرے علم کی یہ حالت تھی کہ پہاڑ سے اترنے والے سیلاب کی طرح تیزی کے ساتھ [illegible] رہا تھا جس کی بلندی پر کوئی پرندہ نہیں پہنچ سکتا تھا۔ میں نے مسئلہ خلافت سے چشم پوشی کی۔ اور اس کی طرف توجہ نہ کی۔ میں نے سوچا کہ ٹوٹے ہوئے ہاتھوں سے حملہ کروں۔ یا اس گھٹاٹوپ مصیبت پر صبر سے کام لوں (اس صبر کی میعاد اتنی لمبی ہے) کہ جس میں بوڑھا بالکل کھوسٹ ہو جائے۔ اور بچہ بوڑھا ہو جائے۔ مومن مصائب جھیلتا خدا سے مل جائے۔ میں نے دیکھا کہ صبر نہایت مناسب ہے۔ میں نے صبر کیا۔ لیکن میری آنکھ میں خس خاشاک تھے۔ اور گلے میں (تکلیف کے باعث) اچھو آگیا تھا۔ میں دیکھ رہا تھا۔ کہ میری میراث (خلافت) لٹ رہی تھی۔ آخر کار اول اپنی راہ لگا۔ اور خلافت اپنے بعد دوسرے کے سپرد کی۔ پھر امیرالمومنین علیہ السلام نے اعشیٰ کا شعر بطور تمثیل پڑھا۔

شتان ما یومی علی کورھا ۔۔۔ ویوم حیان اخی جابر

کہاں آج کا دن کہ اونٹنی کے پالان پر گذرتا ہے۔ اور کہاں وہ دن کہ حیان کے بھائی جابر کی صحبت میں [illegible] ہوتا تھا۔

تعجب خیز بات تو یہ ہے کہ وہ اپنی زندگی میں تو خلافت سے دستبرداری کا اعلان کرتا تھا۔ کہ (مجھے) چھوڑ دو کسی اور کو خلیفہ بناؤ) مرتے وقت اپنے بعد ایک اور آدمی کو خلیفہ بنا گیا۔ اس میں کلام نہیں۔ کہ ان دونوں نے خلافت کے تھنوں کو خوب نچوڑا۔ (دوسرے نے) خلافت کو سخت محل میں رکھ دیا۔ جس کے زخم کاری [illegible] کو چھوڑ کر بھی سختی محسوس ہوتی تھی۔ بات بات پر لغزش کرتا تھا۔ اور عذر کرتا تھا جس کا اس سے واسطہ پڑ[illegible] ہے جیسے کوئی شخص سرکش اونٹنی پر سوار ہو۔ اگر اس کی مہار کھینچتا ہے تو اس کی منہ زوری سے) اس [illegible] ناک [illegible] شگافتہ ہوا جاتا ہے اگر مہار کو ڈھیلا چھوڑ دے۔ تو اس کے ساتھ مہلکوں میں پڑے گا۔ [illegible] [illegible] بقائے [illegible] کشی متلون مزاجی اور بے راہ روی میں مبتلا ہو گئے۔ میں نے اس مدت اور شدت [illegible] راہ لگا۔ اور خلافت کو ایک جماعت میں محدود [illegible] اور مجھے ایک جماعت کا ا[illegible] کیا لگاؤ۔ ان میں کے سب سے پہلے [illegible]

مقابلے ہی میں میرے استحقاق و فضیلت میں کب شک تھا۔ جو اب ان لوگوں میں شامل کر لیا گیا ہوں۔ مگر میں نے یہ طریقہ اختیار کیا تھا۔ کہ جب وہ زمین کے نزدیک ہو کر پرواز کرنے لگیں۔ تو میں بھی ایسے کرنے لگوں جب وہ اونچے ہو کر اڑنے لگیں تو میں بھی ان کے ساتھ پرواز کروں ان میں سے ایک شخص تو کینہ و عناد کی [illegible] سے پھر گیا۔ دوسرا دامادی اور ناگفتہ باتوں کی وجہ سے ادھر جھک گیا۔ یہاں تک کہ اس قوم کا تیسرا شخص پیٹ پھلائے سرگین اور چارہ کے درمیان کھڑا ہوا۔ اس کے ساتھ اس کے بھائی بند بھی اٹھ کھڑے ہوئے۔ جو اللہ کے [illegible] کو اس طرح نگلتے تھے جس طرح اونٹ فصل ربیع کے چارہ کو چرتا ہے۔ آخر کار وہ وقت آگیا۔ کہ اس کی بٹی ہوئی رسی کے بل کھل گئے۔ اور اس کی بداعمالیوں نے اس کا کام تمام کر دیا۔ اور شکم پری نے اس کو منہ کے بل گرا دیا۔ اس وقت مجھے لوگوں کے ہجوم نے دہشت زدہ کر دیا۔ جو میری طرف بجو کے ایال کی طرح ہر طرف سے لگا تار بڑھ رہا تھا۔ آخر کار یہ حالت ہوئی کہ حسنؑ اور حسینؑ کچلے جا رہے تھے۔ اور میری ردا کے دونوں کونے پھٹ گئے تھے۔ وہ سب میرے گرد بکریوں کے گلے کی طرح گھیرا ڈالے ہوئے تھے۔ مگر اس کے باوجود میں امر خلافت کو لے کر اٹھا۔ تو ایک گروہ نے بیعت توڑ ڈالی۔ دوسرا دین سے نکل گیا۔ تیسرے گروہ نے فسق و فجور اختیار کر لیا۔ گویا کہ انہوں نے اللہ کا یہ ارشاد سنا ہی نہیں تھا۔ کہ یہ آخرت کا گھر ہم نے ان لوگوں کے لئے بنایا ہے جو دنیا میں نہ بلندی چاہتے ہیں۔ اور نہ ہی فساد پھیلاتے ہیں۔ اور اچھا انجام پرہیزگاروں کے لئے ہے۔ ہاں ہاں خدا کی قسم! انہوں نے اس آیت کو سنا تھا۔ یاد کیا تھا۔ لیکن ان کی نگاہوں میں دنیا کا جمال کھب گیا۔ اس کی سج دھج نے انہیں سبھا لیا۔ دیکھو اس ذات کی قسم جس نے دانہ کو شگافتہ کیا۔ اور ذی روح چیزیں پیدا کیں۔ اگر بیعت کرنے والوں کی موجودگی اور مدد کرنے والوں کے وجود سے مجھ پر حجت تمام نہ ہو گئی ہوتی۔ اور وہ عہد نہ ہوتا۔ جو اللہ عزوجل نے علما سے لیا ہے۔ کہ وہ ظالم کی شکم پری اور مظلوم کی گرسنگی پر سکون و قرار سے نہ بیٹھیں۔ تو میں خلافت کی باگ ڈور اسی کے کندھے پر ڈال دیتا۔ اور آخر کو اسی پیالے سے سیراب کرتا جس پیالے سے اس کے اول کو سیراب کیا تھا۔ تم دنیا کو میری [illegible] بکری کی چھینک سے بھی زیادہ ناقابل اعتنا پاتے۔ لوگوں کا بیان ہے کہ جب حضرت خطبہ [illegible] اس مقام پر پہنچے۔ تو ایک شخص نے آپ کی خدمت میں ایک خط [illegible] جب فارغ ہوئے تو ابن عباس نے کہا۔ اے امیر المومنینؑ آپ نے [illegible] طرح فرمائیں۔ فرمایا اے ابن عباس یہ تو ایک شقشقہ [illegible] ہیجان کے وقت نکلتا ہے) تھا۔

ابھر کر دب گیا۔

حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کی خدمت میں ام سلمہ حاضر ہوئیں۔ عرض کیا اے بنت رسول کیا حال ہے [illegible] کے انتقال کے بعد زندگی نہایت تکلیف اور مشقت سے گذر رہی ہے۔ رسول اللہ کا انتقال [illegible] ظلم ہوا۔ خدا کی قسم اس کے حجاب چاک ہوئے اس کی امامت کو قطع کیا گیا جو تنزیل شرعی اور [illegible] سنت نبوی کے خلاف تھی۔ لوگوں کے دلوں میں بدر کے کینے احد کی دشمنی چھپی ہوئی موجود تھی جب وارث نے پر لگا۔ تو شقاوت آلود خیالات کا سیلاب ہم پر ٹوٹ پڑا ایمان کے رشتے ٹوٹ گئے۔ رسالت کی حفاظت مومنین کی امداد کے متعلق اللہ سے جو وعدے کئے گئے تھے۔ وہ ختم ہو گئے ان لوگوں نے دنیا کے تکبر کو جمع کیا۔ جب سیدہ کے کلام کو خلیفہ اول نے سنا۔ تو آپ نے مسلمانوں سے مخاطب ہو کر فرمایا اے مسلمانوں کے گروہ اے باطل کی طرف جلدی کرنے والو! اے ابدی گھاٹا اٹھانے والو! کیا تم نے قرآن میں غور نہیں کیا۔ لگاتار برائی کرنے نے تمہارے دلوں کو سیاہ کر دیا ہے۔ تمہاری آنکھوں کانوں سے حساب لیا جائے گا۔ وہ باتیں کس قدر بھونڈی ہیں جو تم پیش کر رہے ہو۔ کتنی بری باتوں کو تم نے پکڑا ہے تمہیں گمراہی کا خمیازہ بھگتنا پڑے گا۔ جب تمہارے سامنے سے پردے ہٹیں گے تب تمہیں معلوم ہوگا۔ کہ تم نے کس قدر نقصان کیا ہے اور تم پر واضح ہوگا۔ کہ تمہارے رب کی طرف سے تم پر کس قدر حساب ہے۔ کہ جس کی تم تاب نہ لا سکو گے۔ اس روز اہل باطل خسارے میں ہوں گے انصار سے فرمایا دین ملت کے مددگار و! اسلام کے نگہبانو! میرے حق میں سستی کیوں [illegible] رہے ہو۔ مجھ پر جو ظلم ہو رہا ہے۔ اس سے اعراض کیوں کرتے ہو کیا رسول اللہ نے اپنی اولاد کی حفاظت کا [illegible] نہیں دیا تھا۔ تم ان باتوں کو بھول گئے ہو۔ اور کسی اور فکر میں پڑ گئے ہو۔ تمام دنیا کو تم نے اپنی گمراہی سے [illegible] دیا ہے۔ صاف چیزیں ملاوٹ کر دی ہے کھلی ہوئی راہ کو دور کر دیا۔ تمہارے اس فعل سے پہاڑ کانپ [illegible] میں ختم ہو گئیں۔ حرمتیں ضائع ہوئیں۔ خدا کی قسم یہ بڑا حادثہ اور بہت بڑی مصیبت ہے اس کی مانند [illegible] ست نہ ہوگی۔ کوئی ہلاکت اس قدر جلد نہ آئی تم نے میرے باپ کی میراث کو ہضم کر لیا میرے دیکھتے دیکھتے [illegible] باپ سے جو وعدے کئے تھے ان کا کیا انجام ہوا۔ میری آواز تمہارے کانوں سے ٹکرا رہی ہے [illegible] میری فریاد سن رہے ہو لیکن کانوں میں تیل ڈالے ہوئے ہو۔ میری داد رسی نہیں کرتے۔ [illegible] کے لئے منتخب کیا ہے تم وہ نیک بندے ہو۔ جن سے ہمیں فائدہ کی امید تھی۔ تم [illegible] تاریکی پھیلا رہے ہو۔ ہم خاموش

ہیں تم ہم پر سختیاں کر رہے ہو۔ اور ہم پر حکومت کرنا چاہ رہے ہو۔ حالانکہ ہم تم پر حاکم ہیں ہمارے باعث اس کی چکی تم پر گھوم کرائی۔ شہر فتح ہوئے مشکلات آسان ہوئیں۔ شر کا جوش ٹھنڈا ہوا۔ کفر کی چنگاریاں بجھ کر گئیں۔ حق کی آواز بلند ہوئی۔ دین کا نظام قائم ہوا۔ اس کے بعد تم ہم سے پھر گئے۔ بڑھتے قدم پیچھے ان لوگوں سے کیوں نہیں لڑتے۔ جنہوں نے اپنے ایمان میں نکث کیا ہے۔ خدا کی قسم پستی میں جا پڑے۔ تم حق سے بہت دُور جا پڑے۔ جو کشادگی اور تنگی میں سب سے زیادہ احترام کے مستحق تھے۔ تم ان سے الگ ہو گئے۔ جن سے تم نے تنگی سے نکل کر وسعت میں قدم رکھا تھا۔ اور ذلت سے نجات پائی تھی۔ افسوس ہے جنہوں نے یہ سب کچھ کیا تھا۔ انہی پر تم نے ہجوم کیا جو کچھ میں نے کہا۔ یہ اس کوتاہی کا اظہار ہے۔ جو تم نے کی۔ یہ نفس کو ذلیل کرنا۔ ہڈی کو توڑنا۔ سینہ کو کچلنا۔ غصہ کو دبانا۔ ایاس کی چاک کرنا اور محبت کو معذور بنا دینا ہے تم کرو۔ جو کچھ کر رہے ہو۔ مگر یہ سمجھ لو کہ اس آگ کا سامنا ہونے والا ہے جو قلوب تک پہنچ جائے گی۔ قیامت کے دن کا حاکم خدائے واحد و یکتا ہو گا۔

جب حضرت ابوبکر کے ہاں سے واپس لوٹیں۔ تو حضرت علیؑ کے پاس آئیں فرمایا۔ یہ لوگ دلوں میں کینے چھپائے ہوئے ہیں۔ بخیلوں کی طرح اپنے مافی الضمیر کو دبا کر بیٹھے ہوئے ہیں۔ فلاں نے میرے باپ کا عطیہ اور میرے بچوں کا روزینہ ضبط کر لیا۔ اس نے مجھے مظلوم بنانے کی کوشش کی۔ میری خصومت میں سخت ہو گیا۔ اس بات پر غصہ کیا۔ جو میری ہمدرد ہے اب کوئی روکنے والا اور میری مصیبت دفع کرنے والا کوئی نہیں میں غصہ کو پی کر وہاں سے نکلی۔ اور ذلت کے ساتھ واپس ہوئی۔ اب میرا کوئی اختیار نہیں کاش میں اپنی اس ذلت سے پہلے مر جاتی۔ اپنی امیدوں کے مرنے سے پہلے دنیا سے رخصت ہو جاتی۔ واللہ! میرا عذر آپ کے معاملہ میں حمایت کرنے والا ہے۔ میرا شکوہ اپنے رب سے ہے اپنے باپ سے میں دادخواہ ہوں گی۔ خداوندا! تو سب سے زیادہ قوی ہے۔

امیرالمومنینؑ نے فرمایا۔ اے بضعۂ رسول! آپ غم نہ کریں آپ کے مرتبہ میں کمی کی نہیں۔ بلکہ آپ [illegible] سے ہلاکت ہے خدا کی قسم! میں نے دین میں کوئی رخنہ نہیں ڈالا۔ اور نہ میں نے خطا کی۔ اگر [illegible] کا غم کرتی ہیں آپ کا رزق محفوظ ہے۔ اور آپ کا کفیل صحیح سلامت ہے [illegible] بھی اس سے زیادہ ہے پس صبر کیجیے۔

[illegible] سعود نے فرمایا۔ جب [illegible]

فصل

آل بیت علیہم السلام کے مصائب کے بیان میں

عثمان بن ابان نے کہا. کہ میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔

الا المستضعفین من الرجال والنساء والولدان الذین یقولون ربنا اخرجنا من ھذہ القریۃ الظالم اھلھا

فرمایا اس سے مراد ہم لوگ ہیں عبدوس ہمدانی۔ ابن خودک اصفہانی اور ابن شیرویہ دیلمی ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں. کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علی سے ان مصائب کا ذکر کیا. جو آپ کی وفات کے بعد حضرت علی کو پہنچیں گے۔ یہ سن کر حضرت علی رو پڑے۔ عرض کیا میں آپ سے اپنی قرابت اور صحبت کے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ آپ میرے حق میں اللہ تعالیٰ سے دعا کریں. کہ وہ مجھے اپنے پاس اٹھالے۔ فرمایا اے علیؑ! میں تیرے بارے میں اللہ تعالیٰ سے اس موت کا سوال کروں. جو پہلے مقرر ہو چکی ہے

ہمارے اصحاب کی کثیر تعداد کا یہ نظریہ ہے. کہ ہمارے آئمہ دنیا سے شہادت کی موت کے ساتھ تشریف لے گئے ہیں۔ یہ حضرات حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے اس فرمان سے استدلال کرتے ہیں. واللہ مامنا الا مقتول شہید خدا کی قسم ہم میں سے ہر امام مقتول ہو کر شہادت کی موت مرا ہے۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا. فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ رسول اللہ کے پاس موجود تھے۔ اسی دوران میں رسولؐ [illegible]ری طرف متوجہ ہو کر رو پڑے۔ میں نے عرض کیا اے اللہ کے رسول! آپ کیوں روتے ہیں؟ فرمایا کہ میں [illegible]تا ہوں. کہ تمہارے سر پہ ضرب لگے گی۔ فاطمہؑ کے منہ پر طمانچے لگیں گے۔ حسنؑ کی ران پر نیزہ لگے گا [illegible] آپ [illegible]لایا جائے گا۔ اور حسین کو شہید کیا جائے گا۔

امیر [illegible] ایک شخص کو یہ اشعار کہتے ہوئے سُنا

اذکر [illegible] وسبی النساء وھتک الستر

جب دل نبی کے [illegible] بے عزتی کو یاد کرتا ہے.

وذبح الصبی وقتل [illegible] وسم اشبر!!

بچے کا ذبح ہونا۔ دعی کا قتل ہونا۔ حسین کا شہید ہونا اور حسن کو زہر دیا جانا

ترقرق فی العین ماء الفواد   وتجری علی الخد منہ الدرر

تو خون کے آنسو آنکھ کے ذریعے ٹپکاتا ہے جو موتیوں کی صورت میں رخسار پر بہتے ہیں

فیا قلب صبراً علی حزنهم   فعند البلایا تکون العبر

اے دل ان حضرات کی مصیبت پر صبر اختیار کر۔ امتحانات کے وقت عبرتیں حاصل ہوتی ہیں۔

فقہا نے اس بات پر اجماع کیا ہے کہ آنحضرت خمس غنائم بنو ہاشم میں تقسیم فرماتے تھے بااسناد خود امام شافعی نے امام ابو حنیفہ سے بروایت عبداللہ بن ابی لیلیٰ نقل کیا ہے کہ حضرت عمر کے زمانے میں فارس، سوس اور اہواز کی طرف سے کافی مال حضرت عمر کے پاس آیا۔ اور کہا اے بنو ہاشم اگر تم اس مال غنیمت میں سے اپنا حصہ بطور قرض مجھے دے دو۔ تو میں اس کا عوض نہیں دوسری دفعہ دے دوں گا حضرت علی نے فرمایا۔ یہ بات مجھے منظور ہے

عباس نے کہا ہمیں ڈر لگتا ہے۔ کہیں ہمارا حق ضائع نہ ہو جائے۔ ——— چنانچہ ایسا ہی ہوا حضرت عمر گئے لیکن ان حضرات کا حق واپس کر کے نہ گئے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے کسی نے خمس کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا خمس ہمارا حق ہے لوگوں نے جدا کر دیا ہے۔ اور ہم نے صبر سے کام لیا ہے۔

عمر بن عبدالعزیز نے خمس امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں واپس کر دیا تھا۔ نیز مامون نے بھی ان [illegible] وقت کے پاس خمس کا مال واپس کر دیا تھا۔

مسلمانوں میں سے ایسے نفوس کون حضرات ہیں جن پر صدقہ حرام جن کی توقیر اور محبت لوگوں پر منجانب [illegible] قرار دی گئی؟ (لیکن زمانے کی ستم ظریفی ملاحظہ کیجیے کہ) یہ ذوات مقدسہ مصائب اور شداید میں [illegible] کام بیتے رہے فقر و فاقہ کی حالت میں دنیا سے کوچ کر گئے۔ آخر فقر کی وجہ سے ایک [illegible] دی رکھ دی۔ تو دوسرے نے اپنے پہننے کا کپڑا فروخت کر دیا ہے۔ حالانکہ مال غنیمت [illegible] تھا۔ [illegible] کی صورت میں مال غنیمت سے محروم رہے۔ کمزور نفس کی [illegible] ہے حالانکہ [illegible] دنیا کا کچھ بگاڑا نہیں تھا۔ اور بے جرم و خطا [illegible] ان کا کوئی جرم تھا۔ تو [illegible] ان کا نانا محمد مصطفےٰ [illegible]

یہ کثرت ظلم کا نتیجہ تھا۔ کہ حضرت علی نے جناب فاطمہ کو رات کو دفن کیا اور اپنے متعلق وصیت فرمائی ہے کہ مجھے کسی پوشیدہ مقام پر پوشیدہ طور پر دفن کیا جائے۔ (کہیں دشمنان خدا آپ کے جسد اطہر کو قبر سے نکال [illegible] نہ کریں)

حضرت علی امام حسن اور عقیل علیہم السلام کے گھروں کو یزید کے حکم سے سعید بن عاص نے منہدم کر دیا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام کے اس گھر کو جو مسجد مدینہ میں واقع تھا، عبدالملک بن مروان نے گرا دیا تھا۔ امام حسین علیہ السلام کی قبر مبارک اور آپ کے اصحاب کی قبروں کو تہ و بالا اور مقامات قبور کو کھود ڈالنے اور نہر علقمہ کا پانی کٹوا کر ان قبور پر چھوڑنے کا حکم متوکل عباسی نے دیا تھا۔ ان قبور کے زائرین کو قتل کیا گیا۔ ان حضرات پر قوم یہود کو مسلط کیا۔ یہ لوگ یہ کام انجام دیتے رہے۔ حتیٰ کہ متوکل قتل کر دیا گیا۔ خلیفہ مستنصر اچھی سیرت کا مالک تھا۔ آپ کی حکومت کے زمانے میں حضرت امام حسینؑ کی قبر دوبارہ تعمیر کی گئی۔

معتضد نے اس مشہد کو جلا دیا۔ جو مقابر قریش (مزار امام موسےٰ کاظم علیہ السلام) میں تھی۔ اس کے ساکن پر سلام ہو۔

فصل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی نبی صلعم کے ساتھ خصوصیت

وہ شخص آنکھوں سے یقیناً اندھا ہے جو یہ کہتا ہے کہ آیت انفسنا و انفسکم سے مراد نبی صلعم کی خود [illegible] ہے یہ بات محال میں سے ہے کہ کوئی شخص اپنے نفس کو بلا کرے جائے۔ بلکہ اس سے مراد وہ شخص ہے [illegible] نفس کے قائم مقام ہو۔ اگر بالفرض محال تسلیم کر بھی لیا جائے۔ کہ انفسنا سے مراد علی علیہ السلام [illegible] کو یہ کہنے کا حق تھا۔ کہ آپ اس شخص کو میدان مباہلہ میں لائے ہیں جس کی شرط نہیں تھی۔ اور آپ شرط کی [illegible] کفار کا یہ اعتراض نہ کرنا اس بات کی دلیل ہے کہ انفسا سے مراد وہ ذات جو قائم مقام [illegible]

کتاب وسیط میں [illegible] امام احمد بن حنبل یوں دیتے ہیں۔ کہ انفسنا مراد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم [illegible] کہ یہ شخص اپنے ابن عم کا نفس

تعالیٰ کی یہ آیت ولاتلمزوا انفسکم کا مقصد یہ ہے۔ کہ تم اپنے کمزور مومن بھائیوں کو ملامت نہ کرو۔ (انفسکم سے کمزور مومن بھائی مراد ہیں (کسی لفظ کو حقیقی معنی سے نکال کر مجازی معنے میں ضرورت کے وقت استعمال کیا جاسکتا ہے۔ (یہاں اس بات کی ضرورت ہے) اگر اس کے اس اعتراض کو تسلیم کرلیں کہ رسول اللہ کے بنو عام تو بہت تھے۔ پھر اوروں کو چھوڑ کر علی علیہ السلام کو کیوں منتخب کیا۔ تو اس کا جواب یہ ہے کہ حضرت علی علیہ السلام میں وہ خصوصیات ہیں جو اُن میں موجود نہیں ہیں اور صاحب عبا تو ایک نفس کی مانند تھے جن کو آنحضرت صلعم نے دوسرے کلمات کے ساتھ واضح کیا ہے۔

ابن سیرین سے مروی ہے کہ نبی صلعم نے حضرت علیؑ سے کہا۔

انت منی و انا منک

تم مجھ سے ہو۔ اور میں تم سے ہوں۔

فضائل سمعانی، تاریخ خطیب اور فردوس دیلمی میں براؔ اور ابن عباس سے روایت ہے بطور الفاظ ابن عباس کے ہیں۔ کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ علی کو مجھ سے وہ نسبت حاصل ہے جو میرے سر کو میرے بدن سے "نیز فرمایا۔ (اے علیؑ) تم کو مجھ سے وہ نسبت حاصل ہے جو میرے روح کو میرے بدن سے نیز فرمایا۔ (اے علی) تم کو مجھ سے وہ نسبت حاصل ہے۔ جس طرح ایک روشنی سے دوسری روشنی حاصل کی جاتی ہے "

ابن حماد نے کہا ہے

من الذی قال النبی لہ انت منی مثل روحی فی البدن

وہ شخص (علی) کون ہے جس کے بارے میں نبی نے فرمایا۔ تم کو مجھ سے وہ نسبت حاصل ہے جو میری روح کو میرے بدن سے۔

بخاری میں ہے کہ نبی نے علی علیہ السلام سے کہا، تم مجھ سے ہو۔ اور میں تم سے ہوں۔ فردوس دیلمی میں عمران بن حصین سے مروی ہے۔ کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ علیؑ مجھ سے ہے اور میں اس سے ہوں، وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی ہیں۔ اسی قسم کی روایت ابن میمون نے ابن عباس سے کی ہے۔

عبداللہ بن شداد سے مروی ہے۔ کہ نبی صلعم نے ایک وفد (طائف) سے کہا تمہ[illegible]ر ور پڑھنی چاہیے زکوٰۃ ضرور ادا کرنی چاہیئے۔ ورنہ میں تمہارے پاس ایک ایسے شخص کو [illegible] کی مانند ہوگا۔ صلی اللہ نے اس فرمان سے علی علیہ السلام کو ولایت [illegible] السلام آنحضرت صلعم کے بعد

اُمت کے ولی ہیں ۔

کتاب الحدائق بالاسناد انس سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلعم جب اس بات کا ارادہ کرتے کہ کسی جگہ یا مجمع عام میں علی کو مشہور کریں ۔ تو آپ اپنی سواری پر کھڑے ہو جاتے تھے ۔ اور لوگوں کو بیٹھ جانے کا حکم دیتے

کتاب شرف المصطفےٰ میں ہے کہ رسول اللہ صلعم کے پاس ایک عمامہ تھا جس کو آپ پہنا کرتے تھے ۔ اس کا نام سحاب تھا

آنحضرت صلعم کے بعد حضرت علی علیہ السلام اس کو پہنا کرتے تھے ۔ جب حضرت علی علیہ السلام اس کو پہن کر تشریف لاتے تو فرماتے علی سحاب پہن کر تمہارے پاس آیا ہے

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلعم سوار ہو کر کہیں تشریف لے جا رہے تھے ۔ اور حضرت علی علیہ السلام پا پیادہ روانہ ہوئے ۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ۔ تم سوار ہو جاؤ یا واپس چلے جاؤ پھر آنحضرت صلعم نے علی علیہ السلام کے فضائل بیان کئے

ابو رافع سے مروی ہے کہ رسول اللہ صلعم جب بیٹھ جاتے ۔ اور اُٹھنے کا ارادہ کرتے ۔ تو علی کو پکڑ کر قیام فرما ہوتے اور کسی شخص کو نہیں پکڑتے

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے اصحاب اس بات کو جانتے تھے ۔ کوئی شخص رسول اللہ صلعم کو علی علیہ السلام کے سوا سہارا نہیں دیتا تھا ۔

جبائی ایک حدیث میں بیان کرتے ہیں ۔ کہ نبی صلعم جب تشریف فرما ہوتے تو حضرت علی علیہ السلام کا سہارا لے کر بیٹھ جاتے ۔

سمر الادب میں ابو منصور ثعالبی سے روایت ہے ۔

بی بی عائشہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم اور علی علیہ السلام اکٹھے سویا کرتے اور ان کے درمیان ایک لحاف ہوا کرتا تھا ۔

حلیۃ الاولیاء [illegible] عبدالرحمٰن بن ابی یعلی حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ رسول اللہ صلعم ہمارے پاس تشریف [illegible] مبارک کو میرے اور فاطمہ کے درمیان رکھ دیا ۔

انساب الاشراف میں ہے [illegible] کہ مجھے علی بن ابی طالب علیہ السلام نے

بارے میں آگاہ کیجیے ۔ کہا اگر تیرا مقصد یہ ہو ۔ کہ تمہیں اس بات کا علم ہو کہ علیؑ کو رسول اللہ صلعم کے نزدیک کیا منزلت تھی ۔ تو علیؑ کے گھر کو رسول اللہ صلعم کے گھروں میں دیکھو ۔

بخاری اور ابو بکر بن مردویہ بیان کرتے ہیں کہ ابن عمر نے کہا ۔ کہ دیکھو علی علیہ السلام کا گھر رسول اللہ صلعم کے گھروں کے درمیان واقع ہے ۔

خصائص نطنزی میں ہے کہ ابن عمر نے کہا ۔ کہ کسی شخص نے میرے والد سے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں پوچھا ۔ تو آپ نے فرمایا ۔ یہ رسول خدا کا گھر ہے یا علی علیہ السلام کا گھر ہے ۔ اور یہ گھر وہ ہے جس میں رسول اللہ کے ساتھی (ابو بکر) رہتے ہیں ۔

رسول اللہ صلعم کو جب چھینک آتی تو علی علیہ السلام فرماتے ۔ اے اللہ کے رسول ! اللہ آپ کا ذکر بلند کرے ۔ اور رسول اللہ صلعم جواب میں فرماتے ۔ اے علی ! اللہ تیری کعب کو بلند کرے ۔

جب رسول اللہ صلعم ناراضگی کے عالم میں ہوتے ۔ تو جناب علیؑ کے سوا کوئی شخص آپ سے بات کرنے کی جرأت نہیں کر سکتا تھا ۔ رسول اللہ صلعم ایک دفعہ حضرت علیؑ کے پاس تشریف لائے ۔ اور آپ خواب میں تھے ۔ رسول اللہ نے آپ کو بیدار نہ کیا ۔

اس بات میں کوئی کلام نہیں کہ رسول اللہ صلعم حضرت علیؑ سے سن اور مرتبہ کے لحاظ سے بڑے تھے ۔ جب آپؐ علی علیہ السلام کا احترام کرتے تو یہ احترام یا اللہ عزوجل کے حکم کی وجہ سے ہوتا تھا یا اپنی ذات کی طرف سے کرتے تھے ۔ دونوں حالتوں میں لوگوں کو علی علیہ السلام کا مرتبہ دکھلانا مقصود تھا ۔ کہ اللہ اور اس کے رسول کے نزدیک علی علیہ السلام کا کیا مقام ہے

رسول اللہ صلعم کی حضرت علی علیہ السلام سے کس قدر محبت تھی ہم اس کو امالی طوسی سے ابن مسعود کی روایت سے نقل کرتے ہیں ۔ کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو اس حالت میں دیکھا ۔ کہ آپ کا ہاتھ جناب علی کے ہاتھ میں تھا ۔ اور آپ کو پیوست کئے ہوئے حرکت دیتے تھے میں نے عرض کیا کہ جناب علیؑ کی آپ سے کیا منزلت ہے ۔ فرمایا ۔ اتنی جتنی میری اللہ تعالی کے نزدیک ہے

اپنی اسناد سے مجھے ابو علاء ہمدانی نے حدیث بیان کی ہے ۔ کہ بی بی عائشہ کا [illegible] ہے ۔ کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو اس حالت میں دیکھا ۔ کہ آپ جناب علیؑ کو گلے لگ[illegible] ہوئے تھے ۔ اور آپ کو بوسے دیتے تھے اور فرماتے تھے ۔ میرے ماں باپ [illegible] ہو جائیں میرے ماں باپ اس

مسافر شہید ہو قربان ہو جائیں۔ اس حدیث کو موصلی نے مسند میں ابن یمنا سے وہ اپنے باپ سے وہ بی بی عائشہ سے روایت کرتے ہیں۔

ابو بصیر ایک حدیث میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے جناب علی کے چہرے کے پسینے کو پونچھنا شروع کیا۔ پھر اس کو اپنے چہرے مبارک پر ملتے تھے۔

ابو علا عطار عبد خیر تک سلسلہ روایت ہے کہ بیان کہتے ہیں۔ کہ علی علیہ السلام نے کہا کہ رسول اللہ کی خدمت میں کسی نے قمقموز بطور ہدیہ کے پیش کئے آنحضرت صلعم نے ان کے چھلکے اتار کر الگ کئے۔ اور قمقموز میرے منہ میں دیتے تھے۔ کسی نے پوچھا آپ علیؑ کو دوست رکھتے ہیں۔ فرمایا کیا تجھے اس بات کا علم نہیں ہے کہ علی مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں

"تاریخ خطیب" میں ہے۔ کہ جنگ بدر کی واپسی کے بعد رسول اللہ صلعم گم ہو گئے۔ احباب نے آپس میں پکارنا شروع کیا کہ تم میں رسول اللہ صلعم موجود ہیں۔ اسی دوران میں رسول اللہ صلعم تشریف لائے۔ اور آپ کے ساتھ حضرت علیؑ بھی تھے۔ انہوں نے عرض کیا یا رسول اللہ ہم نے آپ کو مفقود پایا تھا۔ فرمایا۔ ابو الحسنؑ کے پیٹ میں تکلیف ہو گئی تھی۔ اس لئے میں آپ کے ساتھ پیچھے رہ گیا تھا۔

ایک روایت میں ہے کہ جنگ خندق کے موقعہ پر عمرو بن عبدود نے حضرت علیؑ کے سر اقدس کو زخمی کر دیا آپ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ نے علی علیہ السلام کے سر اقدس پر پٹی باندھ دی اور سر پر دعا تلاوت کی۔ آپ ٹھیک ہو گئے۔ فرمایا۔ اس وقت میں کہاں ہوں گا۔ جب اس ڈاڑھی کو اس سر کے خون سے خضاب کیا جائے گا۔

حضرت علی علیہ السلام سفر میں رسول اللہ صلعم کے ساتھ سویا کرتے۔ ایک رات بخار کی وجہ سے بیدار رہے۔ حضرت علی علیہ السلام کی بیداری کی وجہ سے رسول اللہ صلعم بھی بیدار رہے۔ آنحضرت صلعم نے رات اس صورت میں کاٹی کہ کبھی مصلیٰ عبادت پر نماز پڑھتے اور کبھی حضرت علیؑ کے پاس تشریف لاتے آپ کے پاس آکر آپ کی مزاج پرسی کرتے اور آپ کی حالت کا جائزہ لیتے۔ اسی حالت میں اپنے اصحاب کے ساتھ صبح کی۔ فرمایا۔ اے معبود! علیؑ کو شفا اور عافیت عطا کر۔ کیوں کہ جس تکلیف میں آپ مبتلا ہیں اس کی وجہ سے رات بھر بیدار رہے ایک روایت میں ہے آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اے علی! اٹھو تم ٹھیک ہو گئے۔ جو چیز میں نے اپنے رب [illegible] اس نے مجھے عطا کر دی ہے جو چیز میں نے مانگی ہے

وہ تمہارے لئے مانگی ہے۔

ابو زبیر سے روایت ہے کہ میں رسول اللہ صلعم کے دراز گوش کے پیچھے جا رہا تھا۔ آنحضرت صلعم دراز گوش سے باتیں کر رہے تھے اور دراز گوش آنحضرت صلعم سے باتیں کر رہا تھا۔ آپ کا غابہ اور غیطہ میں جانے کا ارادہ تھا۔ جب دونوں کے قریب پہنچ گئے فرمایا۔ اے معبود! مجھے وہ شخص دکھلا دو۔ اے معبود! مجھے وہ شخص دکھلا دو۔ چوتھی دفعہ فرمایا۔ اے معبود! مجھے اپنی وجہ دکھلا دو۔ فوراً حضرت علیؑ کھجوروں کے درمیان سے باہر نکلے اور آنحضرت صلعم پر گر پڑے۔ اور رسول اللہ صلعم علی علیہ السلام پر گر پڑے اور آپ کو بوسے دینے شروع کر دیئے۔"

جب رسول اللہ صلعم کی ملاقات جناب علی سے نہیں ہوتی تھی۔ تو فرمایا کرتے۔ اللہ عز وجل کے حبیب اور اس کے رسول کے حبیب کہاں ہیں۔

فضائل احمد میں جابر بن انصاری سے مروی ہے کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ ایک انصاریہ کے پاس موجود تھے انصاریہ عورت نے رسول اللہ کے لئے کھانا تیار کیا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ ایک جنتی آدمی تمہارے پاس آئے گا۔ ہم نے دیکھا کہ رسول اللہ صلعم کی نگاہیں وادی کی طرف لگی ہوئی تھیں۔ وہاں سے ایک آدمی کا سر دکھلائی دیا۔ فرمایا۔ اے معبود! اگر تو چاہے تو اس شخص کو علیؑ میں تبدیل کر دے۔ علیؑ تشریف لائے۔ جناب رسولؐ خدا نے آپ کو خوش آمدید کہا۔

جامع ترمذی۔ ابانہ۔ عکبری۔ مسند اور فضائل احمد اور کتاب ابن مردویہ میں مندرجہ ذیل حضرات سے روایت ہے۔

(۱) ام عطیہ (۲) ابو ہریرہ (۳) عبدالرحمٰن بن ابی لیلی۔ اور (۴) ابو لیلی۔

کہ نبی صلعم نے ایک سریہ میں علی کو بھیجا۔ اور میں نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا۔ آپ دونوں ہاتھوں کو بلند کئے ہوئے فرما رہے تھے۔ اللھم لا تمتنی حتی تریني علیا معبود! اس وقت تک مجھے موت نہ دے جب تک میں علی کو نہ دیکھ لوں۔

خطیب کی اربعین میں ہے کہ جنگ خندق کے موقع پر رسول اللہ صلعم نے فرمایا مجھ سے پہلے جانے والے تو جنگ بدر میں عبیدہ بن حارث کو اور احد کی لڑائی میں حمزہ کو ہم [illegible] حضرت علیؑ باقی رہ گئے ہیں (اس کی دعا کی) معبود مجھے تنہا نہ چھوڑنا اور تم بہترین وارث ہو۔

رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؑ پر اپنے اسرار اور راز آگاہ کر دیئے تھے۔ ابن شیرویہ نے فردوس میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ میرے راز دار علیؑ بن ابی طالبؑ ہیں۔

ترمذی نے جامع میں ابو یعلی نے مسند میں جابر تک سلسلہ روایت سے کہ بیان کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم نے طائف کے روز جناب علی سے راز و نیاز کی باتیں کیں۔ راز و نیاز کا سلسلہ طویل ہو گیا۔ آدمیوں نے ایک دوسرے سے کہنا شروع کیا، کہ رسول اللہ نے اپنے ابن عم کے ساتھ طویل سرگوشیاں کیں ہیں۔

ترمذی کی روایت یہ ہے کہ لوگوں نے کہا۔ رسول اللہ نے راز و نیاز کا سلسلہ لمبا کر دیا ہے۔ یہ خبر رسول خدا صلعم تک پہنچ گئی۔ ایک دوسری روایت میں ہے کہ ایک شخص نے اتنا کہا آپ نے علیؑ سے راز کی باتیں بیان کیں اور ہمارے ساتھ ایسا سلوک نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا۔ میں نے اس سے راز کی باتیں نہیں کیں۔ بلکہ اللہ نے اس سے راز کی باتیں کیں ہیں۔ ———— پھر ترمذی نے کہا، کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ مجھے میرے رب کا حکم ہوا ہے۔ کہ تم علیؑ سے راز کی باتیں کرو۔

اس بارے میں عبدی نے کہا ؎

وکان بالطائف انتجاه فقال اصحابه الحضر

رسول اللہ صلعم نے علیؑ سے طائف کے مقام پر راز کی باتیں کیں۔ جو اصحاب موجود تھے انہوں نے کہا۔

اطلت نجواك مع علی: فقال مالیس فیه زور

آپ نے علیؑ سے لمبی راز کی باتیں کیں ہیں۔ فرمایا۔ اس میں جھوٹ نہیں ہے۔

ما انا ناجيته ولكن ناجاه ذو العزة الخبير

میں نے اس سے راز کی باتیں نہیں کیں۔ بلکہ صاحب عزت خبیر اللہ نے اس سے راز کی باتیں کیں ہیں۔

سید حمیری نے کہا ؎

وفی یوم ناجاه النبی محمد یسر الیه ما یرید و یطلع

طائف کے روز نبی محمد نے حضرت علی سے وہ راز ہائے سربستہ بتائے جو آپ نے پسند کئے

کلینی ابو صالح سے وہ ابن عباس سے وہ نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت نے اپنے آخری خطبہ ارشاد فرمایا۔ لوگ مجھے اذن [illegible] علیؑ چونکہ میرے پاس ہمیشہ رہتے ہیں۔ میں اس کی طرف متوجہ ہوں اور وہ میری بات کو قبول کرتے ہیں۔ حتیٰ کہ اللہ تعالیٰ نے آیت نازل کی۔ ومنهم الذين يؤذون ال[illegible]

Presented by www.ziaraat.com

یقولون هو اذن بعض وہ لوگ ہیں جو نبی کو تکلیف دیتے ہیں۔ اور کہتے ہیں وہ تو اذن (کان) ہے۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلعم کے دائیں جانب بیٹھ گئے۔ اسی اثنا میں دو آدمی آپس میں سرگوشیاں کرنے لگے۔ فرمایا۔ تیسرے آدمی کو چھوڑ دو۔ آدمی کو سرگوشی نہیں کرنی چاہیے۔ یہ بات مومن کو اذیت دیتی ہے۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ اذا تناجیتم فلا تتناجوا بالاثم والعدوان ومعصیۃ الرسول یہ اللہ تعالیٰ کا قول ہے۔ انما النجوی من الشیطان لیحزن الذین امنوا

رسول اللہ نے اپنی وفات کے وقت جناب علیؑ سے فرمایا۔ آپ مجھ سے جدا نہ ہونا۔ دارقطنی نے صحیح میں سمعانی نے فضائل میں بیان کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم (وفات کے وقت) جناب علیؑ کو اپنے سینے سے لگائے رہے کہ آپ کا انتقال ہوگیا۔

اعمش، ابوسلمہ ہمدانی اور سلیمان سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؑ کی گود میں انتقال کیا ابوبکر بن عیاش، ابن حجاف، اور عثمان بن سعید یہ تمام حضرات جمیع بن عمیر سے وہ بی بی عائشہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کی روح جناب علیؑ کے ہاتھ میں نکلی آپ نے (بطور تبرک) اسے اپنے منہ کی طرف پھیر لیا۔

مغیرہ ام موسیٰ سے وہ ام سلمہ سے روایت کرتی ہے۔ کہ قسم ہے اس ذات کی جس کے ذریعے میں قسم کھاتی ہوں رسول اللہ کے آخری وقت میں سب سے زیادہ حضرت علی آپ کے قریب رہے کچھ باتوں کے کرنے کے بعد کہا۔ کہ حضرت علی نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلعم پر گرا دیا تھا۔ آنحضرت صلعم آپ سے راز کی باتیں اور سرگوشیاں کرتے تھے۔ ان باتوں میں سے ایک یہ بھی تھی۔ کہ آنحضرت صلعم نے حضرت علی کو اس امر کا حکم دیا تھا۔ کہ (موت کے بعد) آنحضرتؐ کو اس حنوط سے تحنیط کریں۔ جو جبرائیل آسمان سے لے کر حاضر ہوئے تھے۔

رسول اللہ صلعم کو حضرت علیؑ پر اعتماد تھا۔ آپ اپنے اہل حرم کے معاملات میں آپ کو تصفیہ کے لئے بھیجتے تھے۔

سمعانی نے تاریخ میں اور اصفہانی نے اپنی حلیت میں محمد بن حنیفہ سے روایت کی ہے۔ کہ جس شخص کے متعلق تہمت لگائی گئی۔ وہ مابور نامی خصی تھا۔ جس کو مقوقس بادشاہ نے دو لونڈیوں کے ساتھ

رسول اللہ صلعم کی خدمت میں بھیجا تھا اس فیصلے کے لئے رسول اللہ صلعم نے علی علیہ السلام کو بھیجا۔ اور آپ کو
اس کے قتل کرنے کا حکم دیا۔ اس نے حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا تو برہنہ ہو گیا حضرت علی علیہ السلام پر حقیقت
واضح ہو گئی۔ کہ یہ خصی ہے۔ اس میں مردوں والی کوئی چیز نہیں ہے۔ حضرت علی علیہ السلام اس کے قتل کے بارے
میں رک گئے۔"

حلیۃ الاولیا میں ہے۔ محمد بن اسحاق باسناد خود ایک حدیث بیان کرتے ہیں۔ کہ ماریہ کا ایک ابن عم
تھا۔ جو اس سے ملاقات کیا کرتا تھا۔ آنحضرت صلعم نے حضرت علی کو بھیجا کہ اسے جا کر قتل کر دو۔ حضرت علی کہتے
ہیں کہ میں نے آنحضرت صلعم کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں آپ کے حکم کی تعمیل اس طرح کروں گا
جس طرح گرم کیل اون میں جاتی ہے۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ جس طرح گرم کیل بالوں میں جاتی ہے۔ آپ کے حکم کی
ضرور تعمیل کروں گا۔ جس کی طرف آپ مجھ کو بھیج رہے ہیں۔ موجودہ چیز دیکھتا ہے جس کو غیر موجود نہیں دیکھ سکتا
آپ تلوار لے کر روانہ ہو گئے۔ جب آپ اس کے پاس پہنچے تو تلوار کو میان سے باہر نکال لیا۔ اس نے سمجھا کہ
حضرت اس کو قتل کرتے ہیں۔ یہ دیکھ کر وہ چت زمین پر لیٹ گیا۔ اور اپنے پیر پھیلا دیئے۔ جب حضرت نے دیکھا
تو وہ ناکارہ تھا۔ مردوالی اس میں کوئی علامت نہیں تھی۔ آپ نے تلوار کو میان میں رکھ لیا۔ واپس رسول اللہ
کی خدمت میں حاضر ہو کر آپ کو حالات سے آگاہ کیا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اس خدا کا شکر ہے۔ جس نے اہل بیت
سے امتحان دور کر دیا۔

ابن بابویہ نے حضرت امام جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے
احتجاج میں جو حضرت ابوبکر سے بیان کئے تھے اپنی رسول اللہ صلعم کے ساتھ ۲۳ خصوصیات گنوائیں ہیں۔ آپ نے
فرمایا میں تمہیں اللہ عزوجل کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تمہیں اس بات کا علم ہے کہ بی بی عائشہ نے رسول
کی خدمت میں عرض کیا تھا۔ کہ ابراہیم آپ کے نطفے سے نہیں ہے بلکہ یہ تو فلاں قبطی کے نطفے سے ہیں۔ آنحضرت
نے فرمایا اے علی! جاؤ اور اس کو قتل کر دو۔ میں نے عرض کیا یا رسول اللہ۔ جب آپ نے مجھے بھیجا ہے تو
مثال گرم کیل کی مانند ہو جائے گی۔ جس کو گوبر میں گاڑھ دیا جائے۔

بخاری سہل بن عدی ساعدی سے راوی ہیں۔ کہ جنگ احد کے موقعہ پر جب اصحاب رسول اللہ صلعم
گر بھاگ گئے تھے۔ کفار نے آنحضرت صلعم کے چہرہ اقدس کو زخمی کر دیا تھا حضرت علی پانی لا کر حضرت رسول اللہ کے
اقدس پر ڈالتے تھے۔ اور جناب فاطمہ آنحضرت صلعم کے چہرے سے خون کو دھوتی تھیں۔ حضرت علی نے ایک چٹائی

کربلا۔ اور اس کی راکھ آپ کے زخموں میں بھری

تاریخ طبری میں ہے کہ جنگ احد کا جو واقعہ ہوا سو ہوا۔ پھر آنحضرت صلعم نے قوم کے تعاقب میں جناب علیؑ کو روانہ کیا۔ فرمایا قوم کے پیچھے پیچھے چلے جاؤ۔ اور دیکھو یہ لوگ کیا کرتے ہیں۔ جب انھوں نے اپنے گھوڑوں پر زینیں اور اونٹوں پر پالان کس لی۔ اور مکہ کی طرف روانہ ہو گئے تو میں نے چلانا شروع کیا۔ کہ وہ لوگ چلے گئے ہیں۔

آیت من شر النفاثات فی العقد کی تفسیر میں مفسرین بیان کرتے ہیں۔ کہ لبید بن اعصم یہودی نے ذروان والے کنوئیں میں جادو کر دیا۔ جب نبی صلعم نے اس کا پانی پیا تو بیمار پڑ گئے۔ دو فرشتے حاضر ہوئے آپ کو واقعہ سے آگاہ کیا۔ آپ نے علیؑ۔ زبیر اور عمار کو کنوئیں کی طرف روانہ کیا۔ انہوں نے کنوئیں کے تمام پانی کو باہر نکال ڈالا۔ گویا کہ کنواں خالی ہو گیا۔ کنوئیں میں اتر کر ان لوگوں نے ایک پتھر کو اٹھایا۔ اس کے نیچے سے ایک موزے کو نکالا۔ یکایک موزے کے اندر سے آپ کے سر کی ایک کنگھی برآمد ہوئی۔

بہت سے واقعات ہیں رسول اللہ صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں دعا فرمائی۔ غدیر خم کے موقع پر رسول اللہ صلعم نے فرمایا "اے معبود! اس شخص کو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے" ——— خیبر میں فرمایا "اے پالنے والے علیؑ کو سردی اور گرمی سے بچائے رکھنا" ——— مباہلہ کے موقعہ پر فرمایا "پالنے والے یہ لوگ میرے اہلبیت اور میرے خاص افراد ہیں ان سے رجس کو دور رکھ۔ اور انہیں کما حقہ پاکیزہ فرما" ——— علیؑ جب بیمار ہوئے تو فرمایا۔ "اے پالنے والے علیؑ کو عافیت اور شفا عطا فرما" ——— اس کے علاوہ اور بھی بہت سے واقعات ہیں۔ جہاں رسول اللہ صلعم نے علیؑ کی نصرت اور ولایت کے متعلق دعا کی ہے۔ یہ باتیں ولی الامر کے معنی ہیں۔ ان امور سے آپ کی امامت روز روشن کی طرح واضح ہوتی ہے

علی علیہ السلام کاتب وحی عہد نامہ جات اور مراسلات ملوک تھے علیؑ کو رسول اللہ سے قریبی خصوصیت حاصل تھی۔ آپ آنحضرت کا دل زبان اور ہاتھ تھے۔ یہی وجہ تھی۔ کہ رسول اللہ صلعم نے اپنے بعد حضرت علی علیہ السلام کو قرآن جمع کرنے کا حکم دیا تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام کاتب اسرار رسول اور باتفاق عہد نامہ صلح حدیبیہ کے کاتب تھے۔

ابو رافع کا کہنا ہے کہ حضرت علی کاتب نبی تھے۔ عہد ناموں اور ودائع کے۔ صحیفہ اہل نجران کو حضرت علیؑ نے تحریر کیا۔ آنحضرت صلعم نے جتنے عہد نامے کئے۔ وہ سب کے سب جناب علیؑ کے ہاتھ کے لکھے ہوئے ہیں۔ ابو رافع کہتے ہیں کہ آدھی رات کے بعد رسول اللہ صلعم کی طرف سے جناب علیؑ کے لئے ایک وقت مقرر ہوتا تھا۔ یہ وقت

کسی اور کے لئے مقرر نہیں ہوتا تھا

تاریخ بلاذری میں ہے کہ رسول اللہ صلعم کے پاس جناب علی کے لئے ایک خاص وقت میں آنا جانا ہوتا تھا۔ یہ بات کسی اور کے لئے جائز نہیں تھی۔

عبداللہ بن یحیٰی حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کے پاس میرے لئے سحر کا وقت مقرر ہوتا تھا۔ جب میں حاضر ہوتا تو اجازت طلب کرتا۔ اگر نماز میں معروف ہوتے تو سبحان اللہ فرماتے۔ عرض کرتا میں حاضر ہو رہا ہوں

مسند احمد، سنن ماجہ۔ اور کتاب ابو بکر بن عیاش میں ہے۔ باسانید خویش عبداللہ بن یحیٰی حضرمی سے وہ جناب علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میرے لئے رسول اللہ صلعم کے پاس دو وقت جانا ہوتا تھا ایک دفعہ رات کو دوسری دفعہ دن میں۔ میں حاضر ہوتا اگر آپ نماز میں ہوتے تو میرے لئے کھنکارتے تھے (یہ اجازت کی علامت ہوتی تھی)

آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ نام رکھتے ہیں میرے نام اور کنیت کو ایک ساتھ نہ رکھا کرو۔ میں ابو القاسم ہوں۔ اللہ دے گا میں تقسیم کروں گا۔ ــــــ ایک حدیث میں ہے میرے نام کے ساتھ نام۔ میری کنیت کے ساتھ کنیت رکھو لیکن ایک ساتھ دونوں کو نہ رکھو۔ مگر علی علیہ السلام اور آپ کے فرزند (قائم آل محمد علیہ السلام) کے بارے میں اس کی اجازت دے رکھی تھی۔

ثعلبی اپنی تفسیر میں، سمعانی اپنی رسالت میں۔ ابن ربیع اصول الحدیث میں۔ ابو سعادات فضائل العشرہ میں خطیب اور بلاذری اپنی اپنی تاریخوں میں اور نطنزی خصائص میں ہر ایک اپنے اسناد کے ساتھ حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے علیؑ! تیرا ایک لڑکا پیدا ہوگا جس کو میں نے اپنا نام اور کنیت عطا کر دی۔ سمعانی اور احمد کی روایت میں ہے۔ اس کا نام میرے نام پر اور اس کی کنیت میری کنیت پر رکھنا۔ صرف علی کو اس بات کی اجازت ہے اور لوگوں کے لئے ایسا نہیں ہے۔ جب محمد بن حنفیہ پیدا ہوئے۔ تو طلحہ نے کہا علیؑ نے اپنے فرزند کے لئے رسول اللہ کا نام اور کنیت کو ایک ساتھ جمع کر دیا ہے حضرت علی اس شخص کے پاس آئے۔ جو اس بات کی گواہی دے۔ کہ رسول اللہ نے صرف علیؑ کو اس بات کی اجازت دی تھی۔ اور اپنے بعد باقی لوگوں کے لئے یہ دونوں چیزیں حرام کر دی تھیں۔ اسی طرح رسول اللہ صلعم نے مہدی علیہ السلام (عجل اللہ فرجہ) کے بارے میں اجازت دی تھی۔ آنحضرت کا مندرجہ ذیل فرمان حد شہرت تک پہنچ چکا ہے۔ اگر دنیا کا صرف ایک دن باقی رہ جائے۔ تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کرے گا۔ حتیٰ کہ ایک شخص میری اولاد میں سے خروج کرے گا۔ جس کا نام میرے نام پر اور جس کی کنیت میری کنیت ہوگی۔

کسی اور کے لئے مقفول نہیں ہوتا تھا

تاریخ بلاذری میں ہے کہ رسول اللہ صلعم کے پاس جناب علی کے لئے ایک خاص وقت میں آنا جانا ہوتا تھا۔ یہ بات کسی اور کے لئے جائز نہیں تھی۔

عبداللہ بن یحییٰ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم کے پاس میرے لئے سحر کا وقت ہوتا تھا۔ جب میں حاضر ہوتا تو اجازت طلب کرتا۔ اگر نماز میں معروف ہوتے تو سبحان اللہ فرماتے۔ عرض کرتا میں حاضر ہو رہا

مسند احمد۔ سنن ماجہ۔ اور کتاب ابو بکر بن عیاش میں ہے۔ باسانید خویش عبداللہ بن یحییٰ حضرمی سے وہ جناب علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ میرے لئے رسول اللہ صلعم کے پاس دو وقت جانا ہوتا تھا ایک دفعہ رات کو دوسری دفعہ دن میں۔ میں حاضر ہوتا اگر آپ نماز میں ہوتے تو میرے لئے کھنکارتے تھے (یہ اجازت کی علامت ہوتی تھی)

آنحضرت صلعم نے فرمایا نام رکھنے میں میرے نام اور کینت کو ایک ساتھ نہ رکھا کرو۔ میں ابوالقاسم ہوں۔ اللہ دے گا میں تقسیم کروں گا۔ ـــــ ایک حدیث میں ہے میرے نام کے ساتھ نام۔ میری کینت کے ساتھ کینت رکھو لیکن ایک ساتھ دونوں کو نہ رکھو۔ مگر علی علیہ السلام اور آپ کے فرزند (قائم آل محمد علیہ السلام) کے بارے میں اس کی اجازت دے رکھی تھی۔

ثعلبی اپنی تفسیر میں۔ سمعانی اپنی رسالت میں۔ ابن ربیع اصول الحدیث میں۔ ابو سعادات فضائل العشرہ۔ خطیب اور بلاذری اپنی اپنی تاریخوں میں اور نطنزی خصائص میں ہر ایک اپنے اسناد کے ساتھ حضرت علیؑ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے علیؑ! تیرا ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جس کو میں نے اپنا نام اور کینت عطا کر

سمعانی اور احمد کی روایت میں ہے۔ اس کا نام میرے نام پر اور اس کی کینت میری کینت پر رکھنا۔ صرف علی کو اس بات کی اجازت ہے اور لوگوں کے لئے ایسا نہیں ہے۔ جب محمد بن حنفیہ پیدا ہوئے۔ تو طلحہ نے کہا علیؑ نے اپنے فرزند کے لئے رسول اللہ کا نام اور کینت کو ایک ساتھ جمع کر دیا ہے۔ حضرت علی اس شخص کے پاس آئے۔ جو اس بات کی گواہی دے۔ کہ رسول اللہ نے صرف علیؑ کو اس بات کی اجازت دی تھی۔ اور اپنے بعد باقی کے لئے یہ دونوں چیزیں حرام کر دی تھیں۔ اسی طرح رسول اللہ صلعم نے مہدی علیہ السلام (عجل اللہ فرجہ) کے بارے میں اجازت دی تھی۔ آنحضرت کا مندرجہ ذیل فرمان حد شہرت تک پہنچ چکا ہے۔ اگر دنیا کا صرف ایک دن رہ جائے۔ تو اللہ تعالیٰ اس دن کو لمبا کرے گا۔ حتیٰ کہ ایک شخص میری اولاد میں سے خروج کرے گا۔ جس کا نام میرے نام پر اور جس کی کینت میری کینت ہوگی۔

[illegible] مہمات میں رسول اللہ صلعم کے لئے ذبیحہ وغیرہ کا کام دیتے تھے۔ انس کا بیان ہے کہ نبی صلعم نے حضرت [illegible] فلاں قوم کی طرف بھیجا۔ آپ نے قاتل کو قتل کیا۔ ان کی اولاد کو گرفتار کیا۔ ان کو لے کر واپس لوٹے۔ [illegible] رسول اللہ صلعم کو پہنچ گئی۔ آپ مدینہ سے باہر علی علیہ السلام کے استقبال کی خاطر پہنچ گئے۔ جب آپ علی علیہ [illegible] تھے۔ تو انہیں گلے لگا لیا۔ اور آپ کی دونوں آنکھوں کے درمیان بوسہ دیا۔ فرمایا۔ میرے ماں باپ آپ [illegible] قربان ہوں۔ آپ کے ذریعہ اللہ نے میرے بازو کو اس طرح مضبوط کیا ہے جس طرح ہارون کے ذریعے موسیٰ کے [illegible] کو مضبوط کیا تھا۔

جابر کی حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے ہوازن کے وفد سے فرمایا۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ [illegible] قدرت میں میری جان ہے۔ تمہیں نماز ضرور پڑھنا چاہیئے۔ ورنہ تمہارے پاس ایک ایسے شخص کو روانہ کروں گا۔ وہ مجھ سے میرے نفس کی مانند ہوگا۔ تم میں سے لڑنے والے لوگوں کی گردنیں اڑا کے رکھ دے گا۔ اور ضرور تمہاری [illegible] کو قید کرے گا۔ وہ یہ ہیں۔ اور علی کے ہاتھ کو پکڑا۔ آنحضرت صلعم نے جو شرائط ان پر لگائے تھے۔ جب انہوں نے ان کا اقرار کیا۔ تو فرمایا جس بادشاہ یا قوم نے میری نافرمانی کی ہے۔ میں نے ان پر اللہ کے تیر علی کو پھینکا جس سریہ میں میں نے علی کو روانہ کیا ہے۔ تو میں نے دیکھا ہے۔ کہ جبرائیل آپ کے داہنی طرف اور میکائیل آپ کے بائیں طرف ہوتے تھے۔ اور ایک فرشتہ آپ کے سر کے اوپر ہوتا ہے اور بادل آپ پر سایہ فگن ہوتا ہے۔ آخرکار اللہ تعالیٰ میرے حبیب کو فتح مندی اور کامرانی سے نوازتا ہے۔

خطیب نے اربعین میں اسی کی مانند مصعب بن عبدالرحمٰن سے حدیث بیان کی ہے۔ کہ رسول اللہ نے [illegible] کے وفد سے فرمایا تھا اسی حدیث کے لگ بھگ بنو ولیعہ سے فرمایا تھا۔ علیؑ رسول اللہ کے رازوں کا [illegible] تھے۔ موفق کی اپنی کتاب میں ایک حدیث طویل ام سلمہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم تشریف [illegible] لائے آپ کی انگلیاں علی کی انگلیوں میں ڈالی ہوئی تھیں۔ فرمایا اے ام سلمہ گھر سے باہر تشریف لے جایئے میں علی سے علیحدگی میں کچھ کہنا چاہتا ہوں۔ میں باہر چلی گئی دونوں نے آپس میں سرگوشیاں شروع کر دیں گفتگو اس نہج کی تھی کہ مجھے معلوم نہ ہو سکا۔ کہ دونوں کیا کہہ رہے ہیں۔ میں نے تین دفعہ اندر داخل ہونے کی اجازت چاہی۔ لیکن رسول اللہ [illegible] انکار کر دیا۔ رسول اللہ صلعم نے چوتھی مرتبہ اجازت مرحمت فرمائی۔ علی علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھ رسول [illegible] کے دونوں گھٹنوں پر رکھے ہوئے تھے۔ علی علیہ السلام کا منہ رسول اللہ صلعم کے کان پر تھا۔ اس حالت میں دونوں [illegible] کی باتیں کر رہے تھے۔ علی علیہ السلام کہتے تھے۔ اس بات کو کرنا ہوگا؟ آنحضرت صلعم نے فرمایا ہاں اس کو کرنا

ہوگا نبی صلعم نے فرمایا اے ام سلمہ مجھ سے ناراض نہ ہونا جبرئیل اللہ کی طرف سے یہ حکم لے کر نازل ہوئے ہیں کہ میں اپنے بعد اسلام کی امور کے دیکھ بھال کے متعلق علیؑ کو وصیت کروں میں جبرائیل اور علیؑ کے درمیان موجود تھا۔ جبرائیل میری دائیں طرف تھے۔ اور مجھے کہتے تھے کہ علی کو ان حالات سے آگاہ کردو جو قیامت تک واقع ہوں گے۔ ان وجوہات کی بنا پر رسول اللہ نے علی علیہ السلام کو اپنی زرہ اور تمام ہتھیار دے دیئے تھے۔ اور اپنا بغلہ۔ تلوار، قضیب اور چادر وغیرہ۔

باب ششم

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی یاد خالق اور مخلوق کے نزدیک

فصل

ان تحائف کے بیان میں جو حضرت علی علیہ السلام کو منجانب اللہ عزوجل عطا ہوئے

احمد بن یحییٰ ازدی ابراہیم نخعی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلعم شب معراج تشریف لے گئے تو آسمانوں میں ایک ہاتف نے آواز دی اے محمد! اللہ عزوجل آپ کو سلام کہتا ہے اور کہتا ہے کہ علی بن ابی طالب کو میری طرف سے سلام کہہ دو۔

قنبر کا بیان ہے میں امیرالمومنین علیہ السلام کے ساتھ دریائے فرات کے کنارے پر موجود تھا۔ حضرت نے اپنی قمیص اتاری اور پانی میں چلے گئے ایک ایسی موج آئی جس نے حضرت کی قمیص کو لے لیا۔ امیرالمومنین پانی سے باہر نکلے اور قمیص کو نہ پایا۔ اس بات سے آپ کو سخت صدمہ ہوا۔ ناگاہ ہاتف نے آواز دی۔ اے ابوالحسنؑ اپنی دائیں طرف دیکھو جو چیز دیکھو۔ اس کو لے لو۔ آپ اس طرف دیکھتے ہیں۔ کہ ایک خوبصورت ڈبہ ہے جس میں قمیص طے کی ہوئی موجود ہے آپ نے اس سے لے کر پہن لیا۔ آپ کے پہلو میں ایک کاغذ کا پرزہ گرا جس پر یہ عبارت

تھی ۔ اللہ عزوجل کا یہ ہدیہ ہے ۔ علی بن ابی طالب کی طرف ۔ یہ قمیص ہارون بن عمران کی ہے ۔ ہم نے اس کا وارث آنحضرت کو بنایا ہے ۔ حسن بن زکردان فارسی کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت سوار تھے علی علیہ السلام پیادہ ساتھ چل رہے تھے ۔ پانی کے چشمے پر پہنچے ۔ دونوں نے وضو کیا ۔ نماز پڑھی ۔ حضرت علی علیہ السلام کا بیان ہے ۔ کہ میں رکوع اور سجود میں مصروف تھا ۔ اچانک آنحضرت صلعم نے فرمایا ۔ اے علیؑ سر کو اٹھاؤ ۔ اس ہدیہ کو دیکھو ۔ جو اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے بھیجا ہے ۔ میں نے سر اٹھایا کیا دیکھتا ہوں ۔ کہ زمین کی بلند سطح پر ایک گھوڑا زین اور لجام سمیت موجود ہے ۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ۔ اللہ عزوجل نے یہ ہدیہ تمہارے لئے بھیجا ہے ۔ اس پر سوار ہو جاؤ ۔ میں سوار ہو گیا ۔ اور نبی صلعم کے ساتھ چل پڑا ۔

عبد اللہ نیشاپوری کی امالی میں تحریر ہے ۔ کہ امام موسیٰ کاظم علیہ السلام ۔ امام جعفر صادق علیہ السلام سے امام جعفر صادق علیہ السلام امام محمد باقر علیہ السلام سے امام محمد باقر علیہ السلام امام زین العابدینؑ سے امام زین العابدین علیہ السلام حضرت امام حسینؑ مظلوم کربلا سے روایت کرتے ہیں ۔ سیب کے سب مسرت کے ساتھ کہتے ہیں ۔ کہ نبی صلعم نے علی علیہ السلام کو ایک سیب دیا ۔ آپ کے ہاتھوں سے گر گیا ۔ اور درمیان سے دو ٹکڑے ہو گیا ۔ اس کے وسط سے ایک خط نکلا ۔ جس میں یہ عبارت تحریر تھی ۔ "طالب غالب (اللہ) کا یہ تحفہ ہے ۔ جو علی بن ابی طالب کی طرف روانہ کیا گیا ہے ۔"

کتاب خطیب خوارزمی میں ابن عباس سے روایت ہے ۔ کہ حضرت جبرائیلؑ نازل ہوئے ۔ آپ کے پاس ایک ترنج تھا ۔ کہا (اے محمدؐ) اللہ بعد سلام کہتا ہے ۔ کہ یہ علی بن ابی طالبؑ کے لئے ہدیہ ہے ۔ نبیؐ نے علیؑ کو بلایا ۔ آپ کو وہ ترنج دے دیا ۔ حضرت کے ہاتھوں میں آتے ہی دو ٹکڑے ہو گیا ۔ جس کے اندر سے سبز ریشم کا ایک خوبصورت پارچہ برآمد ہوا ۔ اس پر عبارت کی دو سطریں تحریر تھیں ۔ (اللہ) طالب غالب کی طرف سے علی بن ابی طالب کی طرف لاؤ ۔ کہتے ہیں یہ اس موقعہ کی بات ہے جب حضرت امیر المومنین نے عمرو بن عبدود کو قتل کیا تھا ۔

اعمش ابو سفیان سے وہ ابو ایوب انصاری سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ رسول اللہ صلعم میرے گھر میں آئے آپ کی خدمت میں حضرت جبرائیل علیہ السلام نازل ہوئے ایک چاندی کا جام لائے ۔ جس کی زنجیریں سونے کی تھیں ۔ جس میں رحیق مختوم کا پانی تھا ۔ آنحضرت صلعم کی خدمت میں پیش کیا ۔ آپ نے پیا ۔ پھر علیؑ کو دیا ۔ آپ نے پیا ۔ پھر جناب فاطمہ زہرا کو دیا ۔ آپ نے پیا ۔ امام حسنؑ نے لیا اور پیا ۔ پھر امام حسینؑ نے لیا اور پیا ۔ پھر خلیفہ اوّل نے لیا ۔ پیالہ پیوست ہو گیا ۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی ۔ لا یمسہ الا المطھرون و فی ذلک فلیتنافس المتنافسون

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم کو سخت بھوک لگی۔ آنحضرت صلعم نے کعبہ کی چادر کو پکڑ کر فرمایا۔ اے محمد کے رب تُو نے محمدؐ کو اس سے پہلے اتنا بھوکا نہیں کیا۔ حضرت جبرائیلؑ ایک بادام لے کر نازل ہوئے۔ عرض کیا کہ اللہ کا حکم ہے اس کو توڑو۔ آنحضرت صلعم نے توڑا اس کے اندر سے ایک تازہ سبز پتہ نکلا جس میں تحریر تھا۔ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں میں نے اس کی تائید علیؑ کے ذریعے کی ہے۔

ثابت انس سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ طائف کی طرف تشریف لے گئے۔ اسی دوران میں ایک بادل حاضر ہوا۔ آنحضرت صلعم نے اس کی تہ میں ہاتھ ڈال دیا۔ ایک انار نکال خود کھایا اور علیؑ کو کھلایا۔ پھر لوگوں سے فرمایا۔ دیکھو اس طرح نبی اپنے وصی کے ساتھ سلوک کرتا ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت میں ہے کہ نبی صلعم نے اسے چوسا۔ پھر علی علیہ السلام کے حوالے کیا۔ آپ نے اتنا چوسا کہ اس میں کوئی چیز باقی نہ رہ گئی۔ فرمایا۔ اس کو نبی یا نبی کے وصی کے سوا اور کوئی شخص نہیں چوس سکتا۔

محمد بن ابو عمیر، محمد بن مسلم اور زرارہ حضرت امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں حضرت جبرائیل علیہ السلام جنت کے دو انار رسول خدا صلعم کی خدمت میں لائے۔ اور آپ کو دے دیئے آپ نے ایک کھایا۔ اور دوسرے کو توڑ دیا۔ اور وہ علی علیہ السلام کو دیا۔ آپ نے کھا لیا۔ رسولؐ خدا نے فرمایا جو انار میں نے کھایا ہے یہ نبوت ہے اس میں تمہارا کوئی حصہ نہیں تھا۔ دوسرا علم تھا جس میں تم میرے ساتھ برابر کے شریک ہو۔

عیسے بن صلت حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم نے لوگوں کے ساتھ پہاڑ زباب پر آ کر تشریف فرما ہوتے۔ رسول اللہ صلعم نے سر اٹھا کر دیکھا۔ انار سامنے لٹکا ہوا دکھائی دیا۔ رسول اللہ صلعم نے اتار کر دو ٹکڑے کیا۔ خود کھایا اور علی علیہ السلام کو کھلایا۔ آپ نے اپنے اصحاب سے فرمایا۔ یہ انار جنت کا انار ہے۔ اس کو دنیا میں صرف نبیؐ اور نبیؐ کا وصیؑ کھا سکتا ہے۔

ابان بن تغلب ابو الجمرا سے روایت کرتے ہیں۔ آنحضرتؐ صلعم نے فرمایا۔ اے فلاں! میں نے اس انار کو تمہیں اپنی ذات کی وجہ سے منع نہیں کیا۔ اس کو بطور تحفہ کے میرے اور میرے وصی کے پاس بھیجا ہے۔ دنیا میں اس کا کھانا غیر نبی اور غیر وصی کے لئے حرام ہے۔ اللہ عزوجل کے حکم مان لے تو انشاء اللہ تعالے تم قیامت کے روز تناول کرو گے۔ بشرطیکہ تو اس بات کو قبول کرے۔ اور تصدیق کرے۔ اگر جھٹلایا اور انکار کیا تو یومئذٍ للمکذبین تو اس دن ویل (جہنم کا ایک حصہ) جھٹلانے والوں کے لئے ہوگا۔ اس میں شک نہیں کہ حضرت علی علیہ السلام کے شیعہ سایہ دار مقامات اور چشموں کے پاس مقیم ہوں گے۔

[illegible] بالاسناد محمد بن جریر سے اس کے اسناد کے ساتھ انس سے، ابن خیثمہ تمیمی باسناد [illegible] ثابت سے وہ انس سے الفاظ انس کے ہیں۔ رسول اللہ صلعم ایک روز سوار ہو کر پہاڑ کی [illegible] گئے۔ فرمایا اے انس! اس خچر پر سوار ہو کر فلاں جگہ چلے جاؤ۔ وہاں علیؑ کو بیٹھا ہوا [illegible] پتھروں کے ساتھ تسبیح پڑھ رہے ہوں گے۔ ان کو میری طرف سے سلام کہنا۔ انہیں اسی خچر پر سوار [illegible] پاس لے آنا۔ میں وہاں پہنچا آپ کو بیان کردہ حالت میں پایا۔ عرض کیا آپ کو رسول اللہ صلعم [illegible]

رسول اللہ صلعم کے پاس حاضر ہوئے۔ فرمایا تشریف رکھیے۔ یہ وہ جگہ ہے جہاں ستر ہزار نبی مرسل بیٹھ [illegible] نبی مرسل نے یہاں تشریف رکھی ہے۔ وہ مجھ سے افضل نہیں تھا۔ اس جگہ ہر نبی کا بھائی بھی [illegible] تم سے افضل نہیں تھا۔ میں نے ایک سفید بادل کو دیکھا جو دونوں حضرات پر سایہ فگن تھا۔ دونو [illegible] انگور کے گچھے تناول کر رہے تھے۔ فرمایا اے بھائی! ان کو تناول فرمائیے۔ یہ من جانب اللہ میرے [illegible] لئے ہدیہ ہیں۔ دونوں نے پانی پیا۔ بادل اٹھ کر چلا گیا۔ فرمایا اے انس! قسم ہے اس ذات کی جس نے [illegible] پیدا کیا۔ اس بادل سے ۳۱۳۔ انبیاء اور ۳۱۳۔ اوصیاء نے کھایا ہے۔ ان میں سے کوئی نبی مجھ سے [illegible] نزدیک مکرم نہیں تھا۔ اور نہ ہی اللہ کے نزدیک کوئی وصی علیؑ سے زیادہ بزرگی والا تھا۔

[illegible] امام رضا علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ مجھے بہشت میں لایا گیا۔ حضرت جبرائیلؑ نے مجھے [illegible] دو ٹکڑے ہو گیا۔ اس کے اندر سے ایک لونڈی برآمد ہوئی۔ میں نے پوچھا تم کون ہو۔ عرض کیا۔ میں [illegible] ہوں۔ اللہ عزوجل نے مجھے تیرے بھائی اور تیرے ابن عم علی بن ابی طالب کی خاطر پیدا کیا۔

فصل

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے فرشتوں کا محبت کرنا

[illegible] قتادہ سے [illegible] تعالیٰ کی اس آیت کی تفسیر میں حدیث بیان کرتے ہیں۔ وترى [illegible] حافین من حول العرش الخ اے محمد تم عرش کے پاس فرشتوں کو گھیرے ہوئے دیکھتے ہو [illegible] صلعم نے کہا۔ میں نے معراج کی رات پہنچے سامنے عرش کے تلے نگاہ کی تو کیا دیکھتا ہوں۔

کو میرے سامنے عرش کے تلے علی بن ابی طالب قیام فرما ہیں۔ جو اللہ تعالیٰ کی تسبیح اور تقدیس بیان کرتے
میں نے کہا اے جبرائیل علیؑ بن ابی طالب مجھ سے یہاں پہلے آگئے ہیں؟ عرض کیا۔ نہیں لیکن اے محمد
تجھے اصل واقعہ کے متعلق آگاہ کرتا ہوں تمہیں یقین ہونا چاہیئے۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے عرش کے اوپر موجود
پر صلوٰۃ اور شباہت زیادہ بھیجتا ہے عرش خدا علی بن ابی طالب علیہ السلام کی زیارت کا بہت مشتاق ہوا
تعالیٰ نے اس فرشتے کو عرش کے تلے علی بن ابی طالب علیہ السلام کی صورت میں پیدا کر دیا تاکہ وہ
کو دیکھ کر اپنے شوقِ ملاقات کی تسکین کو ٹھنڈا کرے۔ اللہ نے اس فرشتے کی تسبیح اور تقدیس کا ثواب ا
شیعیانِ اہل بیتؑ کے قرار دیا ہے۔

طاؤس ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ جب
شبِ معراج آسمان پر جبرائیلؑ لے گیا۔ جبرائیل اور میں ساتویں آسمان پر پہنچے۔ جبرائیل نے عرض کیا اے
میرے رہنے کی جگہ ہے۔ پھر مجھے جبرائیل ایک نور کی طرف لے گیا۔ پھر میں کیا دیکھتا ہوں کہ اللہ کے فرشتوں
میں سے ایک فرشتہ علیؑ کی صورت میں موجود ہے۔ جس کا نام علیؑ ہے جو عرش کے تلے سجدہ ریز ہے۔ اور کہ
اے معبود! علیؑ، اس کی اولاد، اس کے دوستوں، اس کے شیعوں اور اس کے پیروکاروں کو بخش
اور علی سے بغض رکھنے والوں، دشمنی کرنے والوں اور حسد کرنے والوں پر لعنت کر تو ہر چیز پر قدرت رکھتا ہے

مجاہد ابن عباس سے روایت کرتا ہے اور حدیث مختصر ہے جب رسول اللہ صلعم آسمان پر تشریف
تو آپ نے ایک فرشتے کو علی کی صورت میں دیکھا علی اور اس میں ذرہ برابر فرق نہیں تھا۔ آنحضرت صلعم
علی ہی خیال کیا۔ اسے کہا اے ابوالحسن! آپ مجھ سے پہلے اس جگہ پر آگئے ہیں؟
جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ یہ علی بن ابی طالب نہیں ہیں۔ یہ فرشتہ علی کی صورت پر بنایا گیا
کا باعث یہ ہوا کہ فرشتے علی بن ابی طالب علیہ السلام کی زیارت کے مشتاق رہتے تھے۔ انہوں نے بارگاہِ خدا
میں سوال کیا۔ کہ علیؑ کی صورت یہاں قائم کی جائے۔ تاکہ وہ اس کی زیارت کر سکیں۔
حذیفہ کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے جناب علیؑ کی صورت والا فرشتہ چوتھے آسمان پر دیکھا
اعمش ابو صالح سے وہ ابن عباس سے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کی تفسیر کے بارے میں روایت کرتے
ولما ضرب ابن مریم مثلا اذا قومک منہ یصدون جب ابن مریم کی مثال بیان کی
ہے تو تیری قوم اس سے انکار کرتی ہے جبرائیل رسول اللہ صلعم کی خدمت میں دائیں طرف بیٹھے ہو

[illegible] حضرت علیؑ تشریف لا رہے تھے۔ آپ کو دیکھ کر جبرائیل علیہ السلام ہنس پڑے۔ اور عرض کیا اے محمدؐ! یہ
[illegible] ابی طالب تشریف لا رہے ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے جبرائیل! آسمانوں کے ساکنین علی کو جانتے ہیں
[illegible] کیا۔ اے محمدؐ! قسم ہے اس ذات کی جس نے تم کو حق کے ساتھ مبعوث کیا آسمانوں کے رہنے والے زمین کے
[illegible] سے زیادہ علیؑ کو جانتے ہیں۔ علیؑ نے جب بھی کسی جنگ میں اللہ اکبر کہا۔ تو ہم نے علی کے ساتھ
[illegible] کہا۔ جب بھی آپ نے حملہ کیا۔ تو ہم لوگوں نے آپ کے ساتھ حملہ کیا۔ جب بھی آپ نے تلوار کی ضرب
[illegible] لگائی۔ تو ہم لوگوں نے آپ کے ساتھ ضرب لگائی۔ اے محمدؐ! جس شخص کو عیسٰیؑ کے چہرے۔ اور اس کی
[illegible] اور طالوت، سلیمان کی میراث اور ان کی سخاوت کے دیکھنے کا شوق ہو۔ تو اسے چاہیئے۔ کہ وہ علیؑ
[illegible] کے چہرے مبارک کو دیکھ کر اس بات کی تسکین حاصل کرے۔ اللہ عزوجل نے ولما ضرب ابن مریم مثلاً
[illegible] کی ہے عیسٰیؑ حضرت علیؑ کی شبیہ اور حضرت علیؑ حضرت عیسٰیؑ ابن مریمؑ کی شبیہ ہیں

[illegible] یوسف یعقوب بن سفیان میں سفیان ثوری سے وہ اعمش سے وہ ابو صالح سے وہ ابن عباس
[illegible] کرتے ہیں۔ کہ بدر کی لڑائی کے موقع پر ابلیس کفار مکہ کے سامنے سراقہ بن مالک کی شکل میں نمودار ہوا۔
[illegible] کا قائد بن کر نبی صلعم کے ساتھ لڑنے کے لئے آ دھمکا۔ اللہ نے جبرائیل کو حکم دیا۔ کہ اتر کر محمدؐ کے
[illegible] (جبرائیل حاضر ہوئے) اس کی معیت میں ایک ہزار فرشتے تھے۔ جبرائیل علیہ السلام کی داہنی طرف
[illegible] جب حضرت علی حملہ کرتے تو جبرائیل حملہ کرتا تھا۔ ابلیس نے جبرائیل کو دیکھ لیا اور بھاگ گیا۔ اور کہنے لگا
[illegible] دیکھ رہا ہوں جس کو تم نہیں دیکھتے۔ ابن مسعود کا بیان ہے کہ خدا کی قسم ابلیس نے جبرائیل کو نہیں بلکہ علیؑ
[illegible] راہ فرار اختیار کیا تھا۔ ابلیس کو یہ خوف دامن گیر ہوا۔ کہ کہیں امیرالمومنینؑ اسے پکڑ نہ لیں۔ اور قید کر کے اس
[illegible] اور رگڑ سے کریں۔ انہی وجوہات کی بنا پر ابلیس بھاگ کھڑا ہوا۔ اور یہ پہلا شکست کھانے والا تھا۔ اور
[illegible] جو کچھ دیکھ رہا ہوں۔ اس کو تم نہیں دیکھتے۔ میں علیؑ سے لڑنے میں اللہ سے ڈرتا ہوں۔ اور اللہ سخت عذاب
[illegible] یہ اس وقت کی بات ہے جب ابلیس امیرالمومنینؑ سے برسرِ پیکار ہوا۔

[illegible] نے فضائل صحابہ میں ابن مسیب سے اس نے ابو ذر سے روایت کی ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ اے ابو ذر!
[illegible] میرے داہنا اور میرے تہت بازو ہیں۔ جس شخص کے دل میں علیؑ بن ابی طالب کی محبت ہے اللہ عرف
[illegible] کی ادائگی کو قبول کرتا ہے جب مجھے شب معراج آسمان پر لے گیا۔ تو میرا گزر ایک ایسے فرشتے کے ساتھ ہوا
[illegible] بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے سر پر نور کا تاج تھا۔ اس کا ایک پاؤں مشرق میں اور دوسرا مغرب میں تھا۔ اس کے سامنے

ایک تختی لٹکی ہوئی تھی۔ جس کی طرف بغور دیکھ رہا تھا۔ تمام کائنات اس کی آنکھوں کے سامنے موجود تھی۔ اس کا ہاتھ مشرق اور مغرب میں پہنچ سکتا تھا۔ تمام مخلوق اس کے دونوں گھٹنوں کے درمیان تھی۔ میں نے کہا اے جبرائیل یہ کون شخص ہے میں نے اپنے رب جل جلالہ کے فرشتوں میں سے اس سے عظیم الجثہ کوئی مخلوق نہیں دیکھی۔ عرض کیا یہ عزرائیل ملک الموت ہیں۔ پاس جا کے قریب جاؤ اور اس پر سلام کرو۔ میں اس کے قریب گیا۔ اور کہا اے میرے حبیب ملک الموت تم پر سلام ہو۔ جواب میں کہا۔ وعلیک السلام اے احمد! آپ کے ابن عم علی بن ابی طالبؑ کا مزاج کیسا ہے میں نے کہا آپ میرے ابن عم (علی) کو جانتے ہیں۔ عرض کیا میں تو علی کو بخوبی جانتا ہوں۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے مجھے تمام مخلوق کی روح قبض کرنے پر مامور کیا ہے لیکن آپ کی اور علی بن ابی طالب کی روح کو میں قبض نہیں کروں گا بلکہ اللہ تعالیٰ آپ دونوں حضرات کو اپنی مشیت سے موت دے گا۔

کتاب خطیب خوارزمی اور کتاب ابو عبداللہ نطنزی میں ابو جعید صاحب سلیمان بن عبدالملک سے روایت ہے کہ عمر بن عبدالعزیز کو معلوم ہوا۔ کہ کچھ حضرت علیؑ کی برائیاں بیان کرتے ہیں۔ عمر بن عبدالعزیز منبر پر تشریف لے گئے اور کہا کہ مجھ سے حدیث بیان کی۔ عوالی بن مالک غفاری نے کہ ام سلمہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم میرے ہاں تشریف فرما تھے۔ اسی دوران میں جبرائیل نازل ہوئے اور آنحضرت کو پکارا۔ رسول اللہ مسکرا کر ہنس پڑے جب چلے گئے تو میں نے عرض کیا۔ کہ حضور کیوں ہنس پڑے تھے۔ فرمایا۔ جبرائیل نے مجھے آگاہ کیا ہے۔ کہ اس کا گذر علی کے ساتھ ہوا۔ اس وقت آپ سوئے ہوئے تھے آپ کے جسد اقدس کا ایک حصہ کھلا ہوا تھا۔ جبرائیل کا بیان ہے میں نے حضرت کے جسد اقدس پر کپڑا ٹھیک کیا۔ تو اس وقت آپ کے ایمان کی ٹھنڈک میرے دل میں محسوس ہوئی۔

امالی ابو جعفر قمی میں ایک طویل حدیث موجود ہے کہ ایک روز رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے لوگو! تم میں کوئی شخص ایسا ہے۔ جو ان تین افراد کے پاس چلا جائے۔ جنہوں نے میرے قتل کرنے کے لئے لات و عزیٰ کی قسم کھا رکھی ہے۔ رب کعبہ کی قسم یہ اپنے مقصد میں جھوٹے ہیں۔ لوگ خاموش ہو گئے۔ فرمایا میں تم میں علی کو نہیں دیکھ رہا کسی نے اس بات سے علی کو آگاہ کر دیا حضرت علی تشریف لائے اور آپ نے کہا ایسے لوگوں کی طرف میں چلا جاتا ہوں۔ آنحضرت صلعم نے جناب علی کو اپنی زرہ اپنا عمامہ پہنایا اپنی تلوار لگائی اور اپنے گھوڑے پر سوار کیا۔ امیر المومنین (ان تین آدمیوں کی طرف روانہ ہو گئے) تین دن گذر گئے زمین اور آسمان سے کہیں پتہ نہ لگا کہ آپ کہاں ہیں۔ جناب فاطمہ حسن و حسین کو اپنی گود میں بٹھا کر کہنے لگیں ممکن ہے یہ دونوں بچے یتیم ہو جائیں

آپ کی آنکھوں میں آنسو آ گئے اور رونا شروع کیا۔ پھر فرمایا اے لوگو! جو شخص میرے پاس علی بن ابی طالب کی خبر لائے گا میں اس کو جنت کی بشارت دوں گا۔ لوگ جناب علیؑ کی تلاش میں پھیل گئے۔ عامر بن قتادہ نے حاضر ہو کر جناب علیؑ کی خبر کی بشارت دی۔ امیرالمومنین علیہ السلام اس شان سے تشریف لائے۔ کہ آپ نے دو آدمیوں کو قید کیا ہوا تھا۔ اور ایک آدمی کا سر آپ کے پاس موجود تھا۔ تین اونٹ اور تین گھوڑے بھی آپ کے پاس موجود تھے۔ حضرت علیؑ نے بیان کیا کہ جب میں وادی میں پہنچا۔ تو میں نے ان تینوں آدمیوں کو اونٹوں پر سوار دیکھا۔ انہوں نے مجھے للکارا کہ تم کون ہو؟ میں نے کہا کہ میں علی بن ابی طالب اور ابن عم رسول اللہ ہوں۔ اس مقتول نے مجھ پر حملہ کر دیا۔ اس کے اور میرے درمیان کئی حملوں کا دو بدل ہوا۔ ایک سُرخ آندھی چل پڑی۔ اے اللہ کے رسول میں نے اس میں آپ کی اس آواز کو سُنا۔ کہ میں نے تیری خاطر اس کی زرہ کا گوشہ کاٹ دیا ہے"۔ میں نے اس کو تلوار سے ضرب لگائی لیکن قتل نہ کر سکا پھر زرد آندھی چل پڑی۔ میں نے اس میں اے اللہ کے رسول آپ کو یہ کہتے ہوئے سُنا کہ میں نے ران سے اس کی زرہ کو الٹ دیا ہے پھر میں نے اس پر تلوار کی ضرب لگائی اور اس کا کام تمام کر دیا۔ ان دونوں آدمیوں نے کہنا شروع کیا۔ کہ ہمارا یہ ساتھی ایک ہزار سوار کے برابر شمار ہوتا تھا اور ہمارے قتل کرنے میں جلدی نہ کر۔ اور ہمیں معلوم ہوا ہے۔ کہ محمد مہربان اور رحم دل دوست ہیں ہمیں گرفتار کر کے ان کے پاس لے چل۔"

رسول اللہ صلعم نے فرمایا پہلی آواز جبرائیل اور دوسری آواز میکائیل کی تھی۔ نبی صلعم نے ان پر اسلام پیش کیا ایک نے اسلام قبول کرنے سے انکار کر دیا۔ آنحضرت صلعم نے دونوں کے قتل کا حکم دیا۔ جبرائیل نے نازل ہو کر عرض کیا کہ اس شخص کو قتل نہ کرو۔ یہ شخص اپنی قوم میں اچھے اخلاق والا اور سخی ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اے علی! ایک جاؤ یہ شخص میرے رب کا ایلچی ہے اور مجھے آگاہ کرتا ہے کہ یہ اچھے اخلاق والا اور اپنی قوم میں سخی ہے۔ اس شخص نے کہا خدا کی قسم میں نے اپنے بھائی کے معاملے میں ایک درہم بھی کبھی اپنی ملکیت میں نہیں رکھا۔ اور نہ ہی میں کبھی جنگ میں بزدل ہوا ہوں اور میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور محمد اللہ کے رسول ہیں۔

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت علی مدینہ سے اکیلے روانہ ہوئے لیکن سات دن تک آپ کے متعلق کوئی [illegible] نبی صلعم روتے اور فرماتے تھے اے معبود! میری آنکھوں کی ٹھنڈک میرے قوت بازو۔ میرے [illegible] مصیبت تکالیف کو دور کرنے والے علیؑ کو واپس لوٹا۔ پھر آپ نے فرمایا جو شخص علیؑ کی خبر لائے گا میں اس کے لئے جنت کی ضمانت دیتا ہوں"

لوگ [illegible] جب علیؑ کی تلاش میں نکل پڑے۔ فضل بن عباس نے حضرت علیؑ کو پالیا۔ آنحضرت صلعم کو آپ کے آنے

کی خوشخبری دی۔ آنحضرت صلعم آپ کے استقبال کو نکلے رسول اللہ صلعم لگاتار آپ کے دایئں بایئں بدن اور سر کو دبا رہے تھے۔ میں نے عرض کیا علی کو آپ اس طرح دبا رہے ہیں گویا کہ اس نے جنگ میں شرکت کی ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ جبرائیل نے مجھے آگاہ کیا تھا کہ شام کے مشرکین کی جماعت تجھے قتل کرنے کا ارادہ رکھتی ہے ان کے پاس لڑنے کے لئے اکیلے علیؑ کو روانہ کرو۔ علیؑ ان کے مقابلے کے لئے نکلے۔ آپ کے ساتھ جبرائیل تھا جس کے ماتحت ایک ہزار فرشتے تھے۔ اور میکائیل تھا جس کے ماتحت ایک ہزار فرشتے تھے۔ میں نے ملک الموت کو دیکھا۔ کہ علیؑ کے آگے لڑ رہے تھے۔

اربعین خطیب، شرح ابن فیاض اور اخبار ابو رافع میں ایک طویل حدیث میں حذیفہ بن یمان سے روایت ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ بیمار تھے۔ آپ کا سر ایک ایسے شخص کی گود میں تھا۔ جو مخلوق سے زیادہ خوبصورت تھے۔ نبی صلعم نیند فرما رہے تھے۔ اس شخص نے کہا (اے علیؑ) اپنے ابن عم کے قریب ہو جاؤ۔ آپ اس بات کے مجھ سے زیادہ حقدار ہیں۔ حضرت علیؑ نے رسول اللہ صلعم کا سر اپنی گود میں رکھا۔ نبی صلعم بیدار ہو گئے۔ علیؑ نے اس شخص کے بارے میں پوچھا کہ وہ ایسا ایسا شخص تھا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کہ وہ جبرائیل تھے۔ میرے ساتھ گفتگو میں مصروف تھے حتیٰ کہ مجھے درد کی تکلیف سے افاقہ ہوا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جبرائیل آنحضرت صلعم کو واقعات تحریر کرا رہے تھے۔ آنحضرت صلعم سو گئے۔ آپ سے کتاب وحی کے متعلق کہا

تہذیب اور کافی میں حضرت ابو عبد اللہ علیہ السلام سے مروی ہے۔ جبرائیلؑ اذن سے کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلعم کا سر حضرت علیؑ کی گود میں تھا۔ جبرائیل نے اذان اور اقامت کہی آنحضرت صلعم بیدار ہو گئے۔ فرمایا اے علی! تم نے سنا۔ عرض کیا ہاں سنا۔ فرمایا۔ یاد بھی کر لیا۔ عرض کیا ہاں یاد بھی کر لیا۔ فرمایا۔ بلال کو بلاؤ اور اسے اذان کی تعلیم دو۔ جناب علیؑ نے بلال کو بلایا۔ اور اسے اذان کی تعلیم دی۔

محمد بن عمرو باسناد خود جابر بن عبد اللہؓ انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جس مشرک قوم نے میری نافرمانی کی ہے میں نے ان پر اللہ کا تیر پھینکا۔ کسی نے پوچھا اے اللہؐ کے رسول اللہؐ کا تیر کونسا ہے؟ فرمایا علی بن ابی طالب ہیں جس سریہ میں یا مقابلہ میں میں نے آپ کو بھیجا میں نے دیکھا۔ کہ جبرائیلؑ آپ کے داہنی طرف اور میکائیل آپ کے بایئں طرف لڑ رہے تھے۔ اور ملک الموت آپ کے سامنے لڑ رہے تھے۔ اور بادل آپ پر سایہ فگن ہوتا تھا۔ اور اللہ عزوجل آپ کو نصرت اور ظفر سے نوازتا تھا۔

ابو ہریرہ سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے جنگ تبوک کے مال غنیمت کو تقسیم کیا۔ اور علیؑ کو اپنے اہل

میں قائم مقام بنایا تھا لیکن مال کی تقسیم میں آپ کو دو حصے عطا کئے۔ اس بارے میں لوگوں نے چہ میگوئیاں شروع کر دیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اے لوگو! میں تمہیں اللہ اور اس کے رسول کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا تم نے اس گھوڑ سوار آدمی کو نہیں دیکھا تھا جو لشکر کے دائیں طرف مشرکین پر حملہ کر رہا تھا۔ ان کو شکست دے کر واپس آیا تھا اور مجھے کہا اے محمد! میرا بھی آپ کے ساتھ مال غنیمت میں حصہ ہے۔ وہ میں نے علیؑ کو دے دیا ہے۔ وہ شخص جبرائیلؑ تھا۔ اے لوگو! میں تمہیں اللہ اور اس کے رسول کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں کہ تم نے اس گھوڑ سوار کو دیکھا تھا جو لشکر کے بائیں جانب مشرکین پر حملہ کر رہا تھا۔ اور لشکر کو شکست دے کر میرے پاس آیا تھا۔ اور کہا اے محمدؐ! میرا بھی آپ کے ساتھ مال غنیمت میں حصہ ہے۔ اور میں نے وہ حصہ علیؑ کو دے دیا ہے اور میکائیل تھے۔ خدا کی قسم میں نے تو علیؑ کو وہ حصہ دیا ہے جو جبرائیل اور میکائیل کا حصہ تھا۔ رسول اللہ صلعم نے اللہ اکبر کہا۔ اور لوگوں نے مل کر اللہ اکبر کہا۔ اس بارے میں وراق قمی نے کہا ؎

علی مولی سہمین من غیران غزا　　　غزوۃ تبوک جبذا سہم مسہم

علی نے جنگ تبوک کے مال غنیمت میں بغیر لڑائی کئے مال غنیمت کے دو حصے لئے ایسے حصے کی خوش بختی کا کیا کہنا

آنحضرت صلعم نے جنگ بدر کے موقعہ پر حضرت علیؑ کو سوار کیا اپنے ہاتھ سے عمامہ اور لباس پہنایا۔ اور اپنے مخصوص ناقہ پر سوار کیا۔ فرمایا۔ اے علیؑ! جاؤ جبرائیلؑ تیری داہنی طرف اور میکائیل تیری بائیں۔ عزرائیل تیرے سامنے اور اسرافیل تیرے پیچھے۔ اللہ کی مدد تیرے اوپر اور میری دعا تیرے پیچھے ہے

نبی صلعم نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اس بارے میں علیؑ کی مدد چالیس فرشتوں نے کی تھی۔ امیر المومنین علی علیہ السلام ایک مکتوب میں فرماتے ہیں۔ خدا کی قسم میں نے باب خیبر کو جسمانی قوت۔ میری غذائی طاقت سے اکھاڑا ہے بلکہ قوت ملکوتیت کی طاقت میرے ساتھ تھی اور اس نفس کی طاقت سے اکھاڑا ہے جو رب کے نور کی وجہ سے روشن ہے

جمع الاخبار میں محمد بن جنید نے باسناد خود سعید بن مسیب سے روایت کی ہے کہ احد کی لڑائی کے روز حضرت علی کو ۱۶ ضربات آئیں۔ اور آپ رسول اللہ کے سامنے سے مشرکین کو ہٹا رہے تھے۔ ہر ضرب کے لگنے پر آپ زمین پر گر پڑتے تھے۔ اور جبرائیل آپ کو اٹھاتے تھے۔

مناقب العلویہ میں قیس بن سعد اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے احد کی لڑائی میں سولہ ضربات لگیں۔ ہر ضرب کے وقت میں زمین پر گر پڑتا تھا۔ جب چوتھی دفعہ ضرب لگی۔ تو میں زمین پر گر پڑا۔ تو میرے پاس

ایک خوبصورت چہرے والا۔ اور پاکیزہ خوشبو والا شخص آیا۔ اس نے مجھے پہلو سے پکڑ کر کھڑا کر دیا۔ کہا کہ آپ اللہ
اور اللہ کے رسول کی اطاعت میں ہیں۔ وہ دونوں آپ سے راضی ہیں۔ علی نے کہا کہ میں نبی صلعم کی خدمت میں آیا۔
آپ کو حالات سے آگاہ فرمایا۔ اے علیؑ! اللہ تیری آنکھوں کو ٹھنڈا کرے وہ تو جبرائیل تھے۔

عیون اور مجالس میں باسناد خود ابو عبداللہ خدری سے روایت کرتے ہیں۔ ہم جمل کی لڑائی کے روز حضرت
علی بن ابی طالبؑ کے پاس بیٹھے ہوئے تھے۔ آپ کے پاس لوگ یا امیر المومنینؑ کی آواز بلند کرتے ہوئے حاضر ہوتے
کہ ہمیں تیر و پیکان لگے ہیں۔ آپ نے ان کی بات پر توجہ نہ دی۔ دوسرے لوگ حاضر ہوئے تو انہوں نے اس
کا تذکرہ کیا اور کہا۔ ہم تو زخمی ہو گئے ہیں۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ فرشتے تھے۔ پھر ایک سرد ہوا چلی
جس کی ٹھنڈک مجھے زرہ اور لباس کے درمیان محسوس ہونے لگی۔ حضرت نے زرہ پہنی اور دشمن سے مقابلہ کیا
میں نے اس سے پہلے کسی شخص کو فتح یاب ہوتے نہیں دیکھا۔

جابر بن سعد سے روایت ہے کہ عباس کے ساتھ ابو یسر انصاری آیا۔ عرض کیا خدا کی قسم مجھے میرے [illegible]
علی بن ابی طالب نے گرفتار کیا ہے۔ نبی صلعم نے فرمایا۔ تیرے چچا نے سچ کہا ہے۔ وہ تو ملک کریم تھے۔ جو علی کی شکل
میں موجود تھے۔ نبی صلعم نے فرمایا۔ اللہ میری امداد فرشتوں کے ذریعے کرتا ہے جو علی بن ابی طالبؑ کی شکل میں
ہیں تاکہ دشمنوں کے دل میں علی بن ابی طالب کا دبدبہ قائم ہو۔ ابو یسر انصاری نے کہا میں نے بھی عباس [illegible]
دیکھا ہے کہ ان کے ساتھ ایک شخص تھا جو ابلق گھوڑے پر سوار تھا جس کے کپڑے سفید تھے اور کہتا تھا کہ [illegible]
عقیل کو کھینچو۔ اور علی کے حوالے کرو۔ کہا اے علی! یہ تیرا چچا اور بھائی ہیں۔ آپ کو سنبھال لو۔ آپ ان کے [illegible]
ہیں۔ جناب علی نے یہ واقعہ رسول اللہ صلعم سے بیان کیا۔ فرمایا۔ وہ جبرائیل تھے۔ ان دونوں کو تیرے حوالے کر [illegible]

فضائل العشرة میں منقول ہے کہ ایک جن مسجد رسولؐ میں رہا کرتا تھا۔ حضرت علی مسجد میں تشریف لائے [illegible]
غائب ہو گیا۔ جب حضرت چلے گئے تو جن اپنی جگہ پر واپس آ گیا۔ نبی صلعم نے پوچھا کہ تم کیوں علیؑ کے آتے ہی
غائب ہو گئے تھے۔ عرض کیا۔ اللہ عزوجل نے ایک فرشتہ کو علی کی صورت میں پیدا کیا۔ جو انبیاء کے [illegible]
رہ کر کفار سے جہاد کرتا ہے۔

فصول عیون اور مجالس میں مفید سے روایت ہے کہ صادق آل محمد علیہ السلام نے حدیث بدر [illegible]
میں فرمایا۔ مشرکین کے زخمیوں سے پوچھا جاتا تھا کہ تمہیں کس نے زخمی کیا ہے۔ وہ کہتے تھے کہ علی بن ابی
طالب یہ بات کہتا تھا تو سر جھکا لیتا تھا۔

فضائل الصحابہ میں احمد نے خصائص العلویہ میں نطنزی سے روایت ہے کہ حارث نے کہا بدر کی رات پانی کی حاجت کے وقت رسول اللہ صلعم نے فرمایا.

"ہمارے پاس پانی کون لائے گا"

یہ فرمان سن کر لوگ خاموش ہو گئے علی علیہ السلام اٹھ کھڑے ہوئے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ کنوئیں کے پاس آئے جو بہت گہرا اور تاریک تھا۔ اس میں اتر گئے۔ اللہ عزوجل نے جبرائیل۔ میکائیل اور اسرافیل کی طرف وحی کی کہ محمد اور اس کے گروہ کی مدد کے لئے تیار ہو جاؤ آسمان سے زمین پر اترے ان کی آوازیں جو سنتا وہ کانپ جاتا تھا جب کنوئیں کے سامنے پہنچے تو ایک ایک نے حضرت پر عزت اور اکرام کا سلام کیا.

مجاہد ثابت باسناد خود ابن مسعود سے نیز مفسر باسناد خود محمد بن حنفیہ سے روایت کرتے ہیں. کہ بدر کی جنگ کے موقعہ پر جب اصحاب نے پانی لانے سے خاموشی اختیار کی. تو حضرت علی کو رسول اللہ نے پانی لانے کے لئے کہا۔ آپ چاہ بدر پر تشریف لائے پانی کی مشک بھر کر باہر نکالی. ہوا چل پڑی پانی بہہ گیا. آپ دوبارہ کنوئیں کے اندر چلے گئے پانی کی مشک بھر کر نکالی۔ ہوا چل پڑی پانی بہہ گیا تیسری دفعہ پھر ایسا معاملہ پیش آیا چوتھی دفعہ پانی بھر کر رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے آنحضرت صلعم کو حالات سے آگاہ کیا. رسول اللہ صلعم نے فرمایا پہلی ہوا جبرائیل تھے. جو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ آ کر آپ کی خدمت میں سلام کیا. دوسری ہوا میں میکائیل تھے۔ جو ایک ہزار فرشتوں کے ساتھ آ کر آپ کو سلام کیا. تیسری دفعہ جو ہوا چلی وہ اسرافیل تھے جو ایک ہزار فرشتوں کے پرے میں آ کر آپ کو سلام کیا ایک روایت میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا وہ تیری خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے تھے تاکہ تیری خدمت کریں.

عبدالرحمٰن بن صالح نے باسناد خود لیث سے روایت کی ہے کہ لیث کہا کرتے تھے. کہ علی کی ایک منقبت میں تین ہزار فضیلتیں ہیں

جابر سے روایت ہے کہ میں اور امیرالمومنین علی علیہ السلام دریائے فرات کے کنارے پر چل رہے تھے. ناگاہ ایک بڑی موج بلند ہوئی۔ حتیٰ کہ آپ کو مجھ سے چھپا لیا. پھر آپ سے دور ہو گئی۔ حضرت امیر علیہ السلام کے کپڑوں پر پانی کی نمی تک نہ تھی. میں ہکا بکا رہ گیا. اور سخت حیرانی میں پڑ گیا. اس کی وجہ حضرت امیر علیہ السلام سے پوچھی فرمایا. یہ چیز تم نے دیکھی تھی۔ فرمایا۔ یہ وہ فرشتہ ہے جو پانی کا موکل ہے پانی سے نکل کر سلام کیا. اور گلے لگا لیا.

عبداللہ بن عباس اور حمید طویل انس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے نماز پڑھی۔ جب رکوع میں تشریف لے گئے تو دیر لگائی۔ ہم لوگوں کو خیال ہوا۔ کہ آپ پر وحی نازل ہو رہی ہے۔ جب نماز سے فارغ ہوئے تو محراب کے ساتھ ٹیک لگا کر بیٹھ گئے۔ آواز دی۔ علی کہاں ہیں۔ آپ آخری صف میں نماز پڑھ رہے تھے۔ حاضر ہوئے فرمایا اے علی! جماعت میں شامل ہو گئے ہو۔ عرض کیا اے اللہ کے نبیؐ! بلال نے اقامت کہنے میں جلدی کی ہے۔ میں نے حسنؑ کو وضو کے لیے پانی لانے کی آواز دی میں نے دیکھا کہ گھر میں کوئی بھی موجود نہیں ہے۔ ناگاہ! مجھے غیبی آواز نے پکارا۔ اے ابوالحسنؑ! داہنی طرف دیکھو میں نے دیکھا۔ کہ سونے کا ایک ظرف جو سبز رومال میں ڈھکا ہوا لٹکا ہوا ہے۔ میں نے دیکھا کہ اس کا پانی برف سے زیادہ سفید اور شہد سے زیادہ میٹھا ہے۔ مکھن سے زیادہ نرم اور مشک سے زیادہ خوشبودار ہے اس سے وضو کیا پانی پیا۔ ہر ایک قطرہ ٹپکا اس کی ٹھنڈک میں نے دل میں محسوس کی۔ کہ میرے ہاتھ پر پانی ڈال جا رہا تھا پھر میں نے رومال سے اپنا منہ پونچھا اس دوران میں نے کسی شخص کو نہیں دیکھا اے اللہ کے نبی پھر میں آ کر جماعت میں شامل ہو گیا۔ نبیؐ نے فرمایا۔ ظرف بہشت کا تھا پانی کوثر تھا۔ قطرہ عرش کے نیچے کا تھا۔ رومال وسیلہ ہے جسے جبرائیل اور رومال دینے والے میکائیل تھے۔ لگاتار جبرائیل میرے گھٹنوں پر ہاتھ رکھے کہہ رہے تھے۔ اے محمدؐ! ٹھہرو تھوڑی دیر ٹھہرو تا کہ علیؑ آ کر آپ کے ساتھ جماعت میں شامل ہو جائیں۔

یہ بھی روایت ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے جبرائیل کو دحیہ کلبی کی صورت میں دیکھا تھا۔ اور آپ کو اس نام سے پکارا تھا۔ اور اس وقت بھی جبرئیل کو دیکھا تھا۔ جب رسول اللہ کا جبرائیل کی گود میں تھا۔ اور جبرائیل کہا۔ آپ اس بات کے مجھ سے زیادہ حق دار ہیں۔ اس وقت بھی دیکھا۔ جب جبرائیل رسول اللہ صلعم کو وحی کرا رہے تھے اس وقت بھی دیکھا جب حضرت نے ایک اعرابی سے ناقہ خریدا۔ اور دوسرے ہاتھ میں سو ساٹھ دینار میں فروخت کر دیا۔ نبی صلعم کے غسل کے وقت بھی جبرائیل کو دیکھا۔ اس کے لگ بھگ ... میں احمدؒ سے روایت کی ہے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کئی موقعوں پر کی ہے۔ ... شعبہ سے، وہ قتادہ سے وہ ابن جبیر سے وہ ابن عباس سے اس آیت کی تفسیر کے بارے میں روایت کرتے ... تنزل الملائکۃ والروح فیھا باذن ربھم من کل امر سلام رسول اللہ صلعم نے سات ماہ پانچ روزے رکھے۔ اور جناب علی علیہ السلام نے بھی آپ کے ساتھ روزے رکھے۔ ان مہینوں میں لیلۃ القدر کی رات کو ...

[illegible] پر نازل ہوتے تھے۔ اور رب کی جانب سے آپ کو سلام کرتے تھے۔

امام محمد باقر علیہ السلام ایک حدیث میں نبی صلعم کی وفات کا ذکر کرتے ہیں کہ اہل بیت رسولؐ کے پاس ایک [illegible] آتی تھی۔ مگر یہ حضرات اس کو دیکھ نہیں سکتے تھے صرف اس کے کلام کو سنتے تھے۔ اس کی گفتگو یوں تھی۔

[illegible] علیکم ورحمۃ اللہ وبرکاتہ' اللہ کی راہ میں تمہیں ہر مصیبت سے تعزیت ہو۔ ہر ہلاکت سے تمہیں نجات ہو اور [illegible] فوت ہو جائے وہ مل جائے۔ ہر نفس موت کا ذائقہ چکھنے والا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے تم لوگوں کا اصطفا کیا فضیلت [illegible] اہل بیت نبیؐ قرار دیا اپنی حکمتیں تمہیں ودیعت کیں۔ اپنی کتاب کا وارث بنایا۔ اپنے علم کا تمہیں تابوت [illegible]۔ اپنی عزت کا عصا۔ جو لوگ اس کے سامنے تھے اس سے تمہاری مثال بیان کی۔ گناہوں سے تمہیں [illegible] سے تمہیں امان دی۔ اللہ کی تکریم سے تعزیت یافتہ ہو۔ اللہ اپنی نعمت تم سے دور نہیں کرے گا۔ اور [illegible] برکت زائل کرے گا۔ اس قسم کی گفتگو کا ایک لمبا سلسلہ تھا۔ کسی نے اس کے متعلق امام محمد باقر علیہ السلام [illegible] کہ یہ تسلی دینے والا کون ہوتا تھا؟ فرمایا۔ جبرئیل کی زبانی خداوند عالم ہوتے تھے۔ اس قسم کی روایت [illegible] نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے کی ہے۔

[illegible] شوریٰ کے روز امیرالمومنین نے لوگوں سے احتجاج کیا۔

"کیا تم میں کوئی شخص ایسا ہے جس نے میرے سوا رسول اللہ صلعم کو غسل دیا ہو۔ جبرائیل جس سے راز و نیاز کی [illegible] باتیں کرتے ہوں اور میں اپنے ہاتھ سے آنحضرت صلعم کو غسل دیتے وقت آپ کے ہاتھ کی حرکت کو محسوس کرتا تھا۔

ابوعوانہ نے حسن بن علی بن عفان سے اس نے محمد بن صلت سے اس نے مندل بن علی سے اس نے اسماعیل [illegible] سے اس نے ابراہیم بن شمر سے اس نے ابوضحاک انصاری سے روایت کی ہے کہ حنین کی لڑائی میں [illegible] رسول اللہ صلعم کے مقدمۃ الجیش میں حضرت علیؑ تھے۔ نبی صلعم نے فرمایا میں اس بات کو پسند کرتا ہوں کہ علیؑ یہ کہے [illegible] (نبی کے پاس) داخل ہوگا۔ وہ امن میں ہوگا۔ علی علیہ السلام نے کہا جو شخص داخل ہوگا۔ وہ امن میں ہوگا۔ [illegible] کر جبرئیل ہنس پڑے۔ ابوعوانہ کا بیان ہے کہ اس کے بعد نبی صلعم نے کچھ فرمایا۔ لیکن مجھے یاد نہ رہ سکا۔

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا کہ مجھے معلوم ہے۔ کہ میری بات کا جواب جبرائیلؑ دیتے ہیں۔ فرمایا۔ ہاں وہ جبرائیل تھے جو اللہ تعالیٰ کی طرف سے تجھے جواب دیتے ہیں۔

یہ بات تو مسلّم ہے کہ اللہ عزوجل نے علی علیہ السلام کی صورت پر فرشتوں کو پیدا کیا تھا۔ وہ علی علیہ السلام کی زیارت [illegible] تھے آپ کی مدد کرتے تھے۔ ان کو اپنے سے بات کرنے کی اجازت دیتے تھے۔ اور فرشتے حضرت کی خدمت

کرتے تھے۔ یہ باتیں اس حقیقت پر دلالت کرتی ہیں کہ نبی صلعم کے بعد حضرت علی تمام مخلوق سے بزرگ ترین ہستی تھے۔ فرشتے علی علیہ السلام کے لشکر کے سپاہی تھے۔

فصل

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کے انبیاء اور اوصیاء کے ساتھ مقالات

عبایہ بن ربعی اسدی کا بیان ہے کہ میں امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کے پاس ایک شخص موجود تھا جو گھنی ڈاڑھی والا تھا۔ اور امیرالمومنین علیہ السلام سے بات چیت کر رہا تھا۔ وہ اٹھ کر چلا گیا۔ تو میں نے حضرت کی خدمت عرض کیا۔ اے امیرالمومنین یہ شخص کون تھا۔ جس نے آپ کو ہم سے گفتگو کرنے کا موقع نہ دیا۔ فرمایا۔ یہ حضرت موسیٰ علیہ السلام کے وصی ہیں۔

عبدالرحمن بن کثیر ہاشمی امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ صفین کے موقع پر امیرالمومنین علیہ السلام نے وضو فرما کر اذان دی۔ پہاڑ شگافتہ ہوا۔ ایک سفید سر سفید ڈاڑھی اور سفید چہرے والا انسان اس کے اندر سے باہر نکلا۔ اور عرض کیا۔ السلام علیک یا امیرالمومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ، خاتم النبیین کے وصی کو خوش آمدید ہو۔ جو غرالمحجلین کے قائد ہیں۔ والا عز الماثور والفاضل الفائز بثواب الصدیقین سید الوصیین ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اے بھائی شمعون بن حمون حضرت عیسیٰ بن مریم روح القدس کے وصی تم پر سلام ہو۔ آپ کے مزاج کیسے ہیں؟ عرض کیا خیریت سے ہوں اللہ آپ پر رحمت نازل کرے میں حضرت روح اللہ کے آنے کے انتظار میں ہوں۔ میں اللہ کی راہ میں اور کوئی بڑا امتحان نہیں جانتا جس میں آپ مبتلا ہیں۔ اور کل (قیامت) کو آپ سے زیادہ اچھے ثواب لینے والا اور بلند مکان والا آپ کے مقابلہ میں کوئی نہیں ہوگا۔ اے میرے بھائی! اے علی جو حملے کو آپ طے کر رہے ہیں اس کے بارے میں صبر سے کام لیں۔ حتیٰ کہ کل (قیامت) کو اپنے حبیب (رسول اللہ) سے ملاقات کریں۔ میں تیرے اصحاب اوصیا کو دیکھ رہا ہوں۔

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نماز ادا فرما رہے تھے۔ آپ کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا جس نے دو سبز چادریں پہنی ہوئی تھیں اور ریش سفید تھی۔ جب امیرالمومنین علیہ السلام نے نماز سے سلام پھیرا۔ تو وہ شخص حضرت کے سر پر گر پڑا۔ اور آپ کے سر کے بوسے دینے لگا۔ حضرت کے ہاتھ کو پکڑا اور دونوں تشریف

سنے لگے ۔ ہم لوگ جلدی جلدی دونوں کی طرف چل پڑے ہم نے آپ سے اس شخص کے بارے میں پوچھا ۔ فرمایا ۔ یہ میرے بھائی خضر تھے جو مجھ پر گر پڑے تھے ۔ اور مجھے کہا ۔ تم کوفہ میں موجود ہو ۔

محمد اور سعد بن طریف نے اصبغ سے روایت کی ہے ۔ کہ خضر علیہ السلام دوسری دفعہ تشریف لائے میثم اسطوانہ کی طرف نماز پڑھ رہے تھے ۔ کہا اے صاحب ساریہ ! گھر کے مالک یعنی علی علیہ السلام سے میرا سلام کہنا ۔ اور ان کی خدمت میں عرض کرنا کہ میں حاضر ہوا تھا ۔ لیکن آپ نیند فرما رہے تھے ۔

حضرت امام جعفر بن محمد علیہم السلام اپنے باپ دادا سے روایت کرتے ہیں ۔ وہ امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلعم کا انتقال ہوا ۔ تو آنحضرت صلعم کے پاس ایک شخص آیا ۔ جس کی صرف آہٹ سنائی دیتی تھی لیکن لوگ اس کو دیکھ نہیں سکتے تھے اس نے آکر کہا ۔ اے گھر والو ! تم پر سلام ہو ۔ اللہ کی رحمت اور برکتیں نازل ہوں ۔ اللہ کی ذات پر بھروسہ کرو ۔ اور اسی سے ثواب کی امید رکھو ۔ محروم وہ شخص ہے جو اللہ کے ثواب سے محروم ہے ۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا ۔ تم جانتے ہو کہ یہ شخص کون ہے ۔ یہ خضر علیہ السلام ہیں ۔

محمد بن عجلان سے روایت ہے ۔ کہ حضرت علی علیہ السلام کعبہ کا طواف کر رہے تھے ۔ ایک شخص خانہ کعبہ کے پردے پکڑے ہوئے یہ دعا کر رہا تھا ۔ یامن لا یشغلہ سمع عن سمع یامن لا یغلطہ السائلون یامن لا یبرمہ الحاح الملحین اذقنی برد عفوک وحلاوۃ مغفرتک ۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ۔ اے اللہ کے بندے آپ کی دعا یہ ہے ؟ کہا آپ نے اس کو سنا ہے ؟ فرمایا ہاں کہا اس کو ہر نماز کے بعد پڑھا کریں ۔ قسم ہے اس ذات کی جس کے ہاتھ میں خضر کی جان ہے ۔ اگر آپ کے گناہ آسمان کے ستاروں ، بارش کے قطروں ، زمین کے سنگریزوں اور مٹی کے برابر کیوں نہ ہوں ، تو اللہ تعالیٰ ان کو پلک جھپکنے سے پہلے بخش دے گا ۔

عبداللہ بن حسن بن حسن اپنے باپ دادا وہ حضرات امیرالمومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ، آپ جب کوفہ میں ایک دن تشریف فرما تھے ، جب رات ہو گئی تو آپ کے پاس ایک شخص آیا ۔ جو سفید کپڑے پہنے ہوئے تھا ۔ چوکیداروں اور فوجیوں نے حاضر ہو کر اطلاع دی ۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا ۔ تم کیا چاہتے ہو ؟ عرض کیا کہ ہم نے اس شخص کو آپ کے پاس آتے ہوئے دیکھا ۔ اور ہمیں ڈر پیدا ہوا ۔ کہ کہیں آپ کے حملہ کر دے فرمایا اللہ تم پر رحم کرے ۔ تم سب کے سب چلے جاؤ تم تو زمین والوں سے میری حفاظت کرتے ہو لیکن آسمان والوں سے کون میری حفاظت کرے گا ۔

تھوڑی دیر حضرت کے پاس بیٹھا رہا۔ آپ سے باتیں پوچھتا رہا۔ کہا اے امیرالمومنینؑ! آپ نے خلافت کو رونق۔ زینت اور کمال بخشا ہے۔ اور خلافت نے آپ کی کوئی عزت نہیں بڑھائی۔ امتِ محمدؐ آپ کی محتاج ہے۔ آپ امت کے محتاج نہیں ہیں۔ کچھ لوگوں نے آپ سے پہلے خلافت پر قبضہ کیا۔ اور آپ کی جگہ بیٹھ گئے۔ اللہ پر واجب ہے کہ ان سے حساب وکتاب لیں۔ آپ دُنیا میں تو زاہد الگ تھلگ کنارہ کش ہیں اور آسمانوں اور زمین میں عظیم القدر ہیں۔ آخرت میں سب کر کثیر مقدار میں عنایات خداوندی سے نوازا جائے جب آپ کے شیعہ ان باتوں کو دیکھیں گے۔ تو ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہو جائیں گی۔ آپ خود سید الاوصیا ہیں اور سید الانبیاء کے بھائی ہیں۔ اس شخص نے بارہ آئمہ علیہم السلام کے حالات بیان کئے اور چلا گیا۔ امیرالمومنین حسن اور حسین علیہم السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ کہ تم جانتے ہو۔ یہ کون شخص ہے۔ عرض کیا اے امیرالمومنین یہ کون تھے۔ فرمایا۔ یہ میرے بھائی خضر ہیں۔

ایک اور حدیث میں ہے کہ حضرت خضر اور حضرت علی علیہم السلام اکٹھے ہوئے۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا کہ کلمات حکمت بیان فرمایئے۔ کہا کہ اللہ کی رضامندی کی خاطر دولت مندوں کو غریبوں کی مدد کرنی چاہیئے۔ اس سے بہتر کوئی چیز نہیں ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اس سے بہتر ہے اللہ پر بھروسہ کر کے غربا کو امرا کی پروا نہیں کرنی چاہیئے۔ حضرت خضرؑ نے فرمایا۔ یہ وہ بات ہے کہ جس کو سونے کے پانی سے لکھ لینا چاہیئے۔

امالی مفید نیشاپوری اور تاریخ بغداد میں ہے کہ فتح بن شجزف نے کہا کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے حضرت خضر علیہ السلام کو خواب میں دیکھا۔ حضرت نے ان سے نصیحت کی بات دریافت کی۔ کہا مجھے اپنی ہتھیلی دکھلاؤ۔ جب حضرت نے ہتھیلی دکھلائی تو سبز سیاہی سے اس پر یہ عبارت تحریر تھی:

قد کنت میتاً نصرت حیّاً   وعن قلیل تعود میتاً

تو مردہ تھا۔ زندہ کیا گیا۔ عنقریب تو پھر مردہ ہو گا۔

فابن لدار البقاء بیتاً   ودع لدار الفناء بیتاً

بقا کے گھر کو بناؤ۔ فنا کے گھر کو چھوڑ دو۔

عبداللہ بن سلیمان حضرت ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ امیرالمومنین علی علیہ السلام جب گھر سے نکالا گیا۔ تو آپ نبی صلعم کے تربت اطہر کے نزدیک کھڑے ہو گئے۔ فرمایا اے ماں جائے۔ قوم نے مجھے کمزور بنا دیا ہے قریب ہے کہ مجھے قتل کر دے۔" رسول اللہ صلعم کی قبر سے ایک ہاتھ باہر نکلا۔ لوگوں نے پہچانا۔ کہ یہ رسول

اللہ صلعم کا ہاتھ ہے اور آواز کو بھی پہچانا کہ یہ رسول اللہ صلعم کی آواز ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اے فلاں! تم نے اس ذات کے ساتھ کفر کیا جس نے تمہیں مٹی سے پھر نطفے سے پھر گوشت کے لوتھڑے سے پیدا کیا۔ اور پھر تجھے مرد بنایا ؛

عبداللہ بن سلیمان۔ زیاد بن منذر، اور عباس بن حریش سب حضرات ابو عبداللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ایک شخص سے ملے۔ اور اس سے احتجاج کیا۔ آپ نے فرمایا۔ تو اس بات پر کیا راضی ہے۔ کہ تیرے اور میرے درمیان رسول اللہ صلعم فیصلہ کر دیں؟ اس نے جواب میں کہا یہ کیسے ہو سکتا ہے؟ (رسول اللہ صلعم تو انتقال کر چکے ہیں) حضرت امیر علیہ السلام نے اس کے ہاتھ کو پکڑا۔ اور قبا میں تشریف لے آئے۔ کیا دیکھتے ہیں کہ رسول اللہ مسجد قبا میں تشریف فرما ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے (خلافت کے بارے میں) حضرت علی علیہ السلام کے حق میں فیصلہ دیا ؛

انبیا اور اوصیا کی غیبت یا وفات کے بعد کسی شخص کا ان کی زیارت کرنا۔ اس بات کی دلیل ہے۔ کہ زیارت کرنے والا شخص جلیل القدر ہے۔ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے زمانے میں کوئی شخص آپ کی نظیر نہیں تھا۔

فصل
حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے ساتھ ابلیس اور اس کے لشکر کے حالات

علل الشرائع میں ابن بابویہ حضرت سلمان فارسی سے ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ ابلیس کا گذر کچھ لوگوں کے پاس سے ہوا۔ وہ لوگ حضرت علی کو گالیاں دے رہے تھے۔ اس نے کہا تمہارے لئے ہلاکت ہو (یہ کیا کر رہے ہو) میں نے جنوں کی قوم کے اندر رہ کر بارہ ہزار سال عبادت کی۔ جب اللہ عزوجل نے جنات کو ہلاک کر دیا۔ تو میں نے بارگاہِ خدا میں تنہائی کی شکایت کی اس شکایت کے نتیجہ میں مجھے آسمان سے دنیا کی طرف لے جایا گیا۔ میں نے وہاں بارہ ہزار سال اور عبادت کی۔ اس وقت میرا رہن سہن فرشتوں کے ساتھ تھا۔ اسی دوران میں ہمارے ساتھ ایک نور شعشعانی گذرا۔ تمام فرشتے اس کو دیکھ کر سجدہ میں گر پڑے۔ ناگاہ اللہ عزوجل کی طرف سے ایک آواز آئی۔ یہ نور نہ ملک مقرب کا نہ نبی مرسل کا ہے۔ بلکہ یہ نور علی بن ابی طالب علیہ السلام کی طینت کا ہے

جابر ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے علی! وادی کی طرف تشریف لے جائیے۔ میں تشریف لائے اور ایک گھر میں داخل ہوئے وہاں کسی کو نہ دیکھا آپ گھر کے دروازے پر کھڑے ہو گئے

وہاں ایک شیخ سے ملاقات ہوئی۔

شیخ ــــ "آپ یہاں کیا کر رہے ہیں؟

حضرت ــــ " مجھے رسول اللہ صلعم نے یہاں بھیجا ہے۔

شیخ ــــ آپ مجھے جانتے ہیں۔

حضرت ــــ معلوم ہوتا ہے۔ کہ ملعون تم ہی ہو۔

شیخ ــــ میں آپ سے کشتی کرنا چاہتا ہوں۔

چنانچہ حضرت اور اس کے درمیان کشتی ہو گئی۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے اسے پچھاڑ دیا۔ اس نے کہا!

علیؑ! میرے اوپر سے اٹھ جائیے میں آپ کو ایک بشارت دینا ہوں۔ حضرت اس کے اوپر سے اٹھ کھڑے ہوئے۔

حضرت ــــ (اے ملعون) تم مجھے کس بات کی بشارت دو گے؟

ملعون ــــ کہ جب قیامت کا روز ہوگا۔ حسنؑ عرش کے داہنی طرف اور حسینؑ عرش کے بائیں طرف موجود ہوں گے

اپنے شیعوں کو دوزخ سے نجات کا ٹکٹ دے رہے ہوں گے۔

شیخ ــــ (کھڑے ہو کر کہا) میں ایک اور کشتی آپ سے کرتا ہوں

حضرت ــــ میں تیار ہوں۔

چنانچہ کشتی میں امیرالمومنین علیہ السلام نے اسے دوسری مرتبہ بھی پچھاڑ دیا۔

ملعون (ابلیس) ــــ آپ مجھے چھوڑ دیجئے میں آپ کو ایک اور بشارت دیتا ہوں۔

حضرت علی علیہ السلام نے اسے چھوڑ دیا۔

ملعون۔ جب اللہ تعالےٰ نے آدمؑ کو پیدا کیا تو آپ کی اولاد کو آپ کی پشت سے ذروں کی مانند نکالا اور ان سے کہا

کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں؟ انہوں نے کہا آپ ہمارے رب ہیں۔ ان کے نفسوں کو ان پر گواہ بنایا۔ محمدؐ کا

آپ کا ان سے میثاق لیا پھر ان کو تیرا چہرہ اور روحوں کو تیری روح کی پہچان کرائی۔ جو شخص آپ سے کہتا ہے کہ

آپ کو دوست رکھتا ہوں۔ تو اللہ عزوجل نے اس کو اس بات کی مغفرت دے دی ہے۔ اور جو شخص یہ کہتا

کہ میں آپ سے بغض رکھتا ہوں اس کو بھی اللہ عزوجل نے آپ کی حقیقت سے آشنا کرا دیا ہے۔" (پھر کہا کہ) اٹھ

اور میرے ساتھ تیسری کشتی کرو۔

حضرت ــــ ہاں کشتی کرتا ہوں۔

آپ نے اس کو پچھاڑ دیا۔ اور چھوڑ دیا۔ پھر اس نے آپ سے کشتی کی امیرالمومنین نے اسے پھر پچھاڑ دیا۔

ملعون ــــ اے علیؑ میرا پیچھا چھوڑیئے۔ مجھ کو مرنا نکالیئے مجھ سے اُٹھ جائیے میں آپ کو ایک اور بشارت سناتا ہوں۔

حضرت ــــ ہاں ٹھیک ہے لیکن میں تم سے بری الذمہ ہوں۔ اور تجھ پر لعنت کرتا ہوں۔

ملعون (ابلیس) ــــ خدا کی قسم اے ابوطالبؑ کے فرزند! جو شخص بھی آپ کے ساتھ بغض رکھتا ہے۔ میں نطفہ کے قرار کے وقت میں اس کے باپ کے ساتھ اس کی ماں کی رحم میں شریک رہوں۔ اور اس کی مال میں بھی شریک ہوتا ہوں کیا آپ نے اللہ عزوجل کی کتاب کی یہ آیت نہیں پڑھی وشارکھم فی الاموال والاولاد الخ

تاریخ خطیب اور کتاب دطنزی میں ابن جریج سے روایت ہے وہ مجاہد سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں اور خطیب اعمش سے وہ ابی وائل سے وہ ابوعبداللہ سے وہ علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں۔ خرکوشی کی کتاب میں باسناد خود ضحاک سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ قاضی ابوالحسن اشنانی نے اسحاق الاحمر سے روایت کی ہے ہمارے اصحاب کی ایک جماعت نے اس بات کو روایت کیا ہے۔ ان میں ابوجعفر بن بابویہ ہیں جنہوں نے الامتحان میں بیان کیا ہے۔ اور حدیث کے الفاظ سر کوشی کی تحریر کے مطابق ہیں۔ ابن عباس کا بیان ہے کہ میں رسول اللہ صلعم اور حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ خانہ کعبہ کے صحن میں بیٹھا ہوا تھا۔ اسی اثنا میں ایک شخص آیا جو بہت بڑا تھا۔ ہاتھی کی مانند تھا۔ رنگ کا تاریک تھا۔ رسول اللہ صلعم نے اس کی طرف تھوک کر فرمایا۔ تم پر لعنت ہو۔

حضرت علیؑ ــــ اے اللہ کے رسولؐ! آپ نے یہ کیا کیا؟

رسول اللہ ــــ کیا تم اس کو نہیں پہچانتے ہو۔ یہ ابلیس لعین ہے۔

حضرت علیؑ فوراً لپکے اس کی پیشانی اور سونڈھ کو پکڑ کر کھینچا۔ اور زمین پر گرا دیا۔ اور عرض کیا یا رسولؐ میں اس کو ضرور قتل کروں گا۔

رسول اللہ ــــ اے علیؑ! تجھے معلوم نہیں ہے کہ وقت معلوم تک مہلت دی گئی ہے۔

یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام نے اسے چھوڑ دیا۔

ابلیس ــــ (کھڑے ہو کر کہا) اے علیؑ! مجھے چھوڑ دیجئے۔ میں آپ کو ایک خوشخبری سناتا ہوں۔ مجھے آپ پر نہ ہی آپ کے شیعوں پر کوئی قدرت حاصل ہے خدا کی قسم جو شخص بھی آپ سے بغض رکھتا ہے۔ میں اس کے والد کے ساتھ اس کی ماں کے رحم میں شریک ہوتا ہوں جیسا کہ قرآن کریم میں موجود ہے۔ وشارکھم فی الاموال والاولاد الخ

حضرت ــــ اے علیؑ! اس کو چھوڑ دیجئے

حضرت علی علیہ السلام نے اس کو چھوڑ دیا۔

کتاب ابراہیم میں ابو سادہ شامی سے روایت ہے کتاب ابن فیاض میں اسماعیل بن ابان سے روایت ہے۔ یہ دونوں حضرات حضرت ام سلمہ سے ایک حدیث بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت علیؑ اور بلالؓ رسولؐ اللہ کے نشانات قدم کو دیکھتے ہوئے آپ کی تلاش میں نکلے جب یہ لوگ پہاڑ کے پاس پہنچے۔ تو رسول اللہ صلعم کے قدم کا نشان گم ہوگیا اسی دوران میں انہوں نے ایک شخص کو دیکھا جو تکیہ لگائے اور اپنے کندھے پر ایک چادر اوڑھے ہوئے بیٹھا ہے حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اے بلال تم یہاں بیٹھو جاؤ۔ میں ایک خبر لاتا ہوں۔ آپ اس شخص کی طرف روانہ ہوگئے۔ قریب پہنچ کر فرمایا۔ اے اللہ کے بندے تم نے رسول کو کہیں دیکھا ہے؟۔ اس نے کہا اللہ کا رسول بھی ہوسکتا ہے۔ یہ سن کر حضرت علی ناراض ہوگئے۔ ایک پتھر اٹھایا۔ اور اس کو دے مارا۔ جو اس کی آنکھوں کے درمیان لگا۔ اس نے ایک سخت چیخ بلند کی: تمام زمین گھوڑوں اور مردوں سے سیاہ ہوگئی۔ انہوں نے اس کے اردگرد طواف کا شروع کیا۔ حضرت علی اس کی طرف روانہ ہوئے۔ آپ ابھی جا ہی رہے تھے۔ کہ اسی اثناء میں پہاڑ کی طرف سے دو پرندے آئے ایک پرندے نے اس کا دایاں حصہ اور دوسرے نے بایاں حصہ پکڑ لیا۔ اور لگا تار اس شخص کو اپنے پروں سے مارتے رہے حتیٰ کہ تمام گھوڑے اور آدمی چلے گئے۔ دونوں پرندے واپس لوٹے جاکر پہاڑ پر بیٹھ گئے حضرت نے بلال سے فرمایا آؤ پہاڑ پر چلیں اور ان پرندوں کا پتہ کریں۔ حضرت علیؑ اور بلال پہاڑ پر چڑھ گئے وہاں جاکر کیا دیکھتے ہیں کہ کے عقب سے رسول اللہ صلعم تشریف لارہے ہیں حضرت علی علیہ السلام کو دیکھ کر رسول اللہ صلعم نے ... دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اے علیؑ کبیدہ خاطر کیوں ہو؟ آپ نے تمام واقعات سے آگاہ کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اے علیؑ، تمہیں معلوم ہے وہ پرندے کون تھے؟ عرض کیا نہیں؛ فرمایا۔ وہ جبرائیل اور میکائیل علیہما السلام تھے۔ دونوں میرے ساتھ باتوں میں مشغول تھے۔ انہوں نے آواز کو سن کر معلوم کیا۔ کہ وہ ابلیس ہے۔ اور یہ دونوں تیری امداد کو پہنچے۔

ابو یحییٰ ہبۃ اللہ علافی اپنے سلسلہ روایت میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلعم اور جعفر فاطمہ علیہم السلام کے گھر میں جمع ہوئے۔ آپ نماز میں مشغول تھیں۔ جب سلام پڑھا۔ تو اپنی دائیں طرف کی نور طبق سے بھرا ہوا طبق موجود پایا اور آپ کی بائیں جانب سات روٹیاں اور سات بھنے ہوئے پرندے۔ اور ایک پیالہ دودھ کا۔ اور ایک طاس شہد کا اور ایک پیالہ شراب جنت کا۔ اور ایک ... آب معین (کوثر) کا۔ ان چیزوں کو دیکھ کر آپ سجدہ شکر میں گر پڑیں۔ اللہ تعالیٰ کی حمد کی اور اپنے باپ پر ...

پھر آپ نے ان حضرات کے سامنے کھجوروں کا طبق بڑھا دیا جب یہ لوگ اس کے کھانے سے فارغ ہوئے تو آپ نے دسترخوان ان کے سامنے رکھا۔ اس دوران میں دروازے کے پیچھے سے ایک سائل نے آواز دی۔ اے اہل بیت مکرم کیا مسکین کو کھانے کے لئے کچھ ملے گا۔ سیدہ نے ایک روٹی اٹھائی اس پر بھنا ہوا پرندہ رکھا اور شراب جنت کا پیالہ اٹھایا سائل کو دنیا چاہا، یہ حالت دیکھکر رسول اللہ صلعم ہنس پڑے، فرمایا یہ کھانا تو اس سائل پر حرام ہے۔ آپ کو آگاہ کیا کہ یہ تو ابلیس ہیں اگر ہم نے اس کو یہ کھانا دے دیا تو یہ اہل بہشت میں سے ہو جائے گا۔ (جنت کے کھانے کھانے والا دوزخ میں نہیں جاسکتا)

ابو صالح مؤذن اربعین میں اپنے استاد سے زینب بنت جحش سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلعم فاطمہ صلوات اللہ علیہا کے پاس تشریف لائے کہا دونوں پرندے لے آؤ وہ دونوں جنت کے دسترخوان میں سے تھے، اسی دوران میں ایک سائل نے آواز دی اے اہل بیت آپ لوگوں پر سلام ہو ہمیں وہ کھانا کھلا دو جو تمہیں اللہ تعالٰے نے عطا کیا ہے۔ رسول اللہ نے سلام کا جواب دیا اور فرمایا اے اللہ کے بندے تمہیں بھی اللہ تعالیٰ کھلائے گا۔ دوسری بار بھی یہی سائل آیا، اور پہلے کی طرح اس کے ساتھ سلوک ہوا۔

کتاب ابو اسحاق طبری میں عمر بن علی اپنے باپ امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے مجھے فاطمہ حسن اور حسین کو بلایا۔ ایک پیالہ طلب کیا جس میں کھانا تھا۔ ہم نے اس میں سے کھانا کھایا۔ دوبارہ اسے پر ایک سائل آکر ٹھہر گیا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ دور ہو جا۔ پھر آپ نے بچا ہوا کھانا اٹھایا۔ جناب فاطمہ نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ میں نے آج آپ سے وہ بات دیکھی ہے جو اس سے پہلے کبھی نہیں دیکھی۔ آپ نے فرمایا۔ یہ کھانا جنت کا تھا۔ اور سوال کرنے والا شیطان تھا۔

تہذیب الاحکام میں تحریر ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے جناب رسول اللہ کو غسل دینا چاہا گھر میں ایک آواز سنی گئی

"تمہارا نبی طاہر و مطہر ہے۔ اس کو ایسے ہی دفن کر دو۔ اور اسے غسل نہ دو۔"

حضرت علی علیہ السلام نے آواز سن کر فرمایا —— اے اللہ کے دشمن دور ہو جا۔ مجھے تو آپ نے اپنے غسل کفن اور دفن کا حکم دیا تھا۔"

پھر ایک اور آواز سنی گئی اے علی بن ابی طالب اپنے نبی کی شرمگاہ کو چھپا دو اور آپ کی قمیص کو مت اتارو۔

کافی کلینی میں جابر حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام منبر پر تشریف فرما تھے۔ مسجد کے دروازے سے ایک اژدھا داخل ہوا۔ لوگوں نے اُسے قتل کرنا چاہا۔ آپ نے ایک آدمی کو بھیجا۔ کہ ان کو اس کے مارنے سے روک دو۔ انہیں روک دیا گیا۔ وہ اژدھا چل کر منبر کے پاس پہنچا۔ بلند ہو کر امیرالمومنین کو سلام کیا۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے خطبہ میں سلام کا جواب اشارے سے دیا۔ پھر اس کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ تم کون ہو؟ عرض کیا میرا نام عمیر بن عثمان ہے۔ میں آپ کے نائب کا بیٹا ہوں جو جنات پر مقرر تھا۔ میرا باپ انتقال کر گیا ہے۔ اس نے مجھے آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کی وصیت کی تھی۔ کہ آپ کے فرمان سے مطلع ہو سکوں۔ میں حاضر خدمت ہوں میرے متعلق کیا حکم ہے؟ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ میں تجھے اللہ کے تقوے کی وصیت کرتا ہوں۔ اپنی قوم کی طرف چلے جاؤ۔ تم ان کے قائم مقام ہو۔ اور ان پر میرے خلیفہ ہو۔

ایک طویل حدیث علی بن محمد صوفی سے مروی ہے کہ ان کی ملاقات شیطان سے ہوئی۔ اس نے آپ سے پوچھا۔ کہ آپ کون ہیں۔ کہا۔ میں اولاد آدم میں سے ہوں۔ شیطان نے کہا اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں تم اس قوم میں سے ہو جو یہ خیال کرتے ہیں۔ کہ وہ اللہ کو دوست رکھتے ہیں۔ اور (بسا اوقات) اس کی نافرمانی بھی کرتے ہیں ابلیس سے بغض بھی رکھتے ہیں۔ اور (گاہ بگاہ) اس کی اطاعت بھی کرتے ہیں۔

حضرت نے پوچھا تم کون ہو؟ جواب کہا۔ میں صاحب میسم، اسم کبیر، جبل عظیم، قاتل ہابیل، نوحؑ کے ساتھ کشتی میں سوار ہونے والا، صالحؑ کی اونٹنی کی کونچیں کاٹنے والا۔ ابراہیمؑ کو آگ میں ڈالنے والا۔ یحییٰؑ کے قتل کی تدبیر کرنے والا۔ قوم فرعون کو دریائے نیل میں ٹھکانا دینے والا۔ میں مخیل السحر ہوں اور قائد السحر موسےٰ کی طرف ہوں۔ میں بنو اسرائیل کی طرف گوسالہ بنانے والا ہوں۔ میں زکریاؑ کو آرے سے چیرنے والا ہوں جب ابرہہ بادشاہ ہاتھی لے کر کعبہ گرانے آیا تھا۔ میں اس کے ساتھ تھا جنگ احد اور حنین میں میں نے محمدؐ کے خلاف لوگوں کو لڑنے کے لیے جمع کیا تھا۔ سقیفہ کے روز میں نے منافقین کے دل میں حسد ڈالا تھا۔ بصرہ کی لڑائی کے روز ہودج اور اونٹ خود میں تھا۔ صفین کی لڑائی میں لشکر میں صاحب موانف میں تھا۔ کربلا کی لڑائی میں مومنین کا مذاق اڑانے والا میں تھا۔ میں منافقین کا امام ہوں۔ پہلے لوگوں کو ہلاک کرنے والا میں ہوں۔ میں نے آخری لوگوں کو گمراہ کیا۔ میں ناکثین کا شیخ۔ قاسطین کا رکن۔ اور مارقین کا سایہ ہوں میں ابو مرہ ہوں جو آگ سے پیدا کیا گیا ہے مٹی سے پیدا نہیں ہوا۔ میں وہ شخص ہوں جس پر خدائے لم یزل ناراض ہوا۔

صوفی نے کہا۔ میں تجھے اللہ کے حق کا واسطہ دے کر سوال کرتا ہوں کہ مجھے کوئی ایسا عمل بتائیے جس کے ذریعہ

میں اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کر سکوں اور اس کے ذریعے زمانے کی مصیبتوں پر کامیاب ہو جاؤں۔ کہا دنیا میں پرہیزگاری اختیار کر اور قوت لایموت پر قانع رہ، آخرت کا ذخیرہ علی بن ابی طالب کے ساتھ محبت رکھ کر کامیاب ہو جا، اور حضرت کے دشمنوں سے بغض رکھ۔ میں نے اللہ تعالیٰ کی سات آسمانوں میں عبادت کی ہے اور سات زمینوں میں اس کی نافرمانی کی ہے۔ میں نے جس مقرب فرشتے اور نبی مرسل کو دیکھا ہے وہ اللہ کا تقرب علی کی محبت کے ذریعے حاصل کرتا ہے۔ صوفی کا بیان ہے کہ یہ کہہ کر وہ شخص میری آنکھوں سے اوجھل ہو گیا۔ پس میں امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کو اس واقعے سے آگاہ کیا۔ فرمایا۔ کہ ملعون زبان سے ایمان لایا تھا اور دل سے کفر کیا تھا

مناقب ابواسحاق طبری اور ابانة العکبری میں ہے کہ ابوحمزہ ثمالی نے کہا کہ بنی تمیم کا ایک آدمی تھا جس کا نام خیثمہ تھا۔ صفین کی جنگ کے روز جب حکمین کی تجویز قرار پائی۔ تو وہ جزیرہ کی طرف بھاگ گیا جب وادی کے قریب سے گذرا جس کا نام میافارقین ہے۔ اس نے راوی سے ایک غیبی آواز کو سنا ۔

یا ایھا الساری بمیافارق ؛؛ خالفا للحق دین الصادق

اے میافارقین سے گزرنے والے تم نے حق اور سچے دین کی مخالفت کی ہے۔

تابعت دنیا لیس دین الخالق بل کان دین احمق منافق

تم نے خالق کے دین کی پیروی نہیں کی بلکہ احمق اور منافق کے دین کی پیروی کی ہے۔

خیثمہ نے جواباً کہا

لما رایت القوم فی الخصوم فارقت دین احمق لئیم

جب میں نے قوم کو جھگڑا کرتے ہوئے دیکھا تو میں نے احمق کمینے کے دین کو چھوڑ دیا ہے۔

حتی یعود الدین فی الصمیم

حتیٰ کہ دین صحیح شکل میں لوٹ آئے

غیبی آواز نے کہا

اسمع تقول ثم دعه ترشد ان علیا کالحسام الاصید

میری بات سن ادھر ادھر کے بہانے چھوڑ دو۔ علی تیغ بُراں کی مانند ہے۔

منھاجه دین النبی المهتدی ! مارجع الی دین وصی احمد

علیؑ کا طریقہ نبی کا دین ہے۔ احمد کے وصی کے دین کو اختیار کر۔

فخالف المراء منه واشهد

شک وشبہ کو چھوڑ دے جاکر وصی کے دین کی گواہی دو۔

وہ شخص لوٹ کر حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ لگاتار آپ کی خدمت میں حاضر رہا ہے حتیٰ کہ قتل کیا گیا۔

بعض کتب احادیث میں وارد ہوا ہے۔ کہ ایک نیک جن عورت اہل بیت علیہم السلام کی خدمت میں حاضر ہوتی تھی۔ اس کا بیان ہے کہ میں نے جزیرہ میں شیطان کو ایک چٹان پر بیٹھے ہوئے یہ کہتے ہوئے سنا۔

شفیعی الی الله اهل العباد وان لم یکونوا شفیعی فمن

اللہ کے ہاں اہل عبا میری سفارش کریں گے۔ انہوں نے میری سفارش نہ کی تو کون کرے گا۔

شفیعی النبی شفیعی الوصی شفیعی الحسین شفیعی الحسن

میری سفارش نبی، وصی حسینؑ اور حسنؑ کریں گے۔

شفیعی التی احصنت فرجها فصلی علیهم اله المنن

میری سفارش معصومہ کونین کریں گی۔ ان حضرات پر اللہ کی رحمت نازل ہو۔

نہایت تعجب کی بات ہے کہ مخلوق شیطان اور اس کے لشکر سے ڈرتی ہے۔ اور ان سے پناہ مانگتی ہے مگر ابلیس اور گروہ ابلیس حضرت علی علیہ السلام سے ڈرتے ہیں۔ اور ان سے محبت کرتے ہیں۔ اور ان کا وسیلہ تلاش کرتے ہیں۔ ایسا حضرت کی شان کی بلندی اور مدارج کے کمال کی وجہ سے ہے۔

فصل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا آسمانی کتابوں میں ذکر

ابو القاسم کوفی اہل تبدل کے رد میں بیان کرتے ہیں کہ جب رسول اللہ صلعم نے حضرت علیؑ کے فضائل زیادہ بیان فرمائے۔ تو حاسدین نے اس بات کی رسول اللہ صلعم کی خدمت میں شکایت کی۔ تو اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی۔

فان کنت فی شک مما انزلنا الیک"

یعنی علیؑ کے بارے میں جو باتیں میں نے تم پر نازل کیں۔ اگر اس کے متعلق شک ہے" تو فاسال الذین
یقرؤن الکتاب من قبلک تو اس کے متعلق اہل کتاب سے دریافت کرو۔ کہ ان کی کتابوں میں علیؑ کے بارے
میں کیا کچھ تحریر کیا گیا ہے۔ تم لوگ ضرور وصی محمدؐ کا ذکر ان کی کتابوں میں پاؤ گے۔ اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے کہا
لقد جاءک الحق من ربک فلا تکونن من الممترین تیرے پاس حق آگیا۔ شک کرنے والوں
میں سے نہ ہو۔ ولا تکونن من الذین کذبوا بآیات اللہ فتکون من الخاسرین تم ان لوگوں
میں سے نہ ہو جانا جنہوں نے ہماری آیات کو جھٹلایا اور گھاٹا پانے والے لوگوں میں ہو گئے۔ اس مقام پر آیات
سے مراد متقدمین اور متاخرین اوصیا ہیں۔

کافی میں محمد بن فضل ابوالحسن علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی
ولایت تمام انبیا کے صحیفوں میں تحریر تھی۔ اللہ تعالیٰ نے ہر رسول کو نبوت محمدؐ اور وصایت علی علیہ السلام کے
ساتھ بھیجا ہے۔

صاحب شرح الاخبار کا بیان ہے کہ حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام نے اللہ تعالیٰ کی اس آیت کی تفسیر میں
فرمایا۔ ووصی بھا ابراھیم بنیہ ویعقوب یا بنی ان اللہ اصطفی لکم الدین فلا تموتن الا وانتم
مسلمون کہ اس سے مراد ولایت علیؑ ہے۔

اصول کی بعض کتب میں تحریر ہے۔ کہ حضرت سلمان فارسی نے کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ
قدرت میں میری جان ہے۔ اگر میں تمہیں علی علیہ السلام کی اس فضیلت کے بارے میں آگاہ کروں۔ جو توریت میں
موجود ہے" تو تم کہو گے سلمان پاگل ہو گئے۔ اور دوسرا گروہ تو یوں کہے گا۔" اے اللہ سلیمان کے قاتل کو بخش دے"

روضۃ الواعظین میں نیشاپوری سے روایت ہے۔ رسول اللہ صلعم کی ولادت کے وقت فاطمہ بنت اسدؑ موجود
تھیں۔ صبح کے وقت حضرت ابوطالبؑ سے کہا کہ میں نے آج رات عجیب وغریب باتیں دیکھی ہیں۔ (یعنی فرشتوں
وغیرہ کو ملاحظہ کیا ہے) جناب ابوطالبؑ نے فرمایا۔ تم انتظار کرو۔ چند سال کے بعد تم بھی ایسا فرزند جنو گی۔ اس واقع
کے تیس سال بعد امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام پیدا ہوئے۔

کتاب مولد امیرالمومنین میں ابن بابویہ سے روایت ہے کہ حضرت ابوطالبؑ ایک پتھر پر سو رہے تھے۔
آپ نے خواب میں دیکھا کہ آسمان کا دروازہ کھل گیا ہے ایک نور نکلا جس نے آپ کو گھیر لیا۔ یہ خواب دیکھ کر جناب

ابوطالب چونک پڑے ایک راہب کے پاس آئے اس سے یہ خواب کا واقعہ بیان کیا۔ اس نے کہا اے ابوطالب تمہیں بشارت ہو عنقریب آپ کے ہاں اللہ عزوجل ایک فرزند عطا کرے گا جو عالم کے لیے مشکل کشا ہوگا۔

ابوطالب خانہ کعبہ میں آئے اور طواف کیا۔ اور یہ اشعار پڑھے ؎

اطوف للاٰل حول البیت ادعوک بالرغبۃ محی المیت
بان ترزقنی السبط قبل الموت اغر نورا یا عظیم الصوت
مفلتا بقبل اھل الجبت وکل من دان بیوم السبت

پھر واپس ہو کر اس پتھر سو گئے، خواب میں دیکھا کہ آپ نے سر پہ یاقوت کا تاج اور ریشمی شلوار پہنی ہوئی ہے۔ اور ایک کہنے والا کہہ رہا ہے۔ اے ابوطالب تیری آنکھیں ٹھنڈی ہو گئیں، میرے ہاتھ فتحمند ہو گئے تیرا خواب بہترین ہے، تیرا ایک فرزند پیدا ہوگا۔ جو شہر کا مالک ہوگا، عظیم المرتبت ہوگا۔ جو کفار کو نیچا دکھائے گا۔ آپ یہ خواب دیکھ کر خوشی خوشی جاگ پڑے اور خانہ کعبہ کا طواف کیا اور یہ اشعار بیان کئے ؎

ادعوک رب البیت والطواف والولد المحبو بالعفاف
تعیننی بالمنن اللطاف دعاء عبد الذنوب واف
وسید السادات والاشراف

پھر آپ آکر پتھر پر سو گئے خواب میں جناب عبد مناف کو دیکھا، اور آپ نے کہا اسد کی بیٹی سے عقد کرنے میں تجھے کون سی چیز مانع ہے۔ خواب سے بیدار ہوئے اور فاطمہ بنت اسد سے عقد کر لیا۔ اور خانہ کعبہ کا طواف کیا اور یہ اشعار پڑھے ؎

قد صدقت رویاک التعبیرا لست بالمرتاب فی الامور
تیرے خواب کی تعبیر سچی ہے مجھے کسی امر میں شک نہیں رہا

ادعوک رب البیت والنذور دعاء عبد مخلص فقیرا
کعبہ اور نذور کے مالک میں آپ سے مخلص اور فقیر بندے کی طرح دعا کرتا ہوں

فاعطنی یا خالقی سروری بالولد الحلاحل المذکور
اے پیدا کرنے والے مجھے وہ فرزند دے جو میری خوشی کا باعث ہو۔ وہ مشکل کشا ہو۔ جس کا آپ نے خواب میں ذکر کیا ہے۔

یکون للمبحوث کالوزیر یالهما من نور

رسالت پر فائز ہونے والے کے لئے وزیر کی مانند ہو ان دونوں کے نور کا کیا کہنا

ابراہیم نخعی علقمہ بن عباس سے ایک حدیث بیان کرتے ہیں کہ قرقیبا نامی راہب امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت امیر علیہ السلام نے جب دیکھا تو فرمایا۔ بحیرا صغر کو خوش آمدید ہو (بتاؤ) شمعون صفا کی کتاب کہاں ہے؟ عرض کیا اے امیرالمومنین آپ اس بات کو نہیں جانتے فرمایا۔ ہمارے پاس تمام اشیا کا علم ہے اور تمام تفسیر کے معانی سے آگاہ ہیں۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کھڑے ہوئے تھے اس نے کتاب کو نکالا اور پڑھنا شروع کیا "بسم اللہ الرحمن الرحیم جو کچھ ہوا سو ہوا۔ لکھا گیا جو کچھ لکھا گیا۔ اللہ تعالیٰ ان پڑھوں میں سے ایک رسول کو مبعوث کرنے والا ہے جو ان کو کتاب اور حکمت کی تعلیم دے گا۔ اللہ کے راہ کی راہنمائی کرے گا۔ جو درشت رو اور بدگو نہیں ہوں گے"

اس نے رسول اللہ صلعم کے صفات کو بیان کیا۔ اور یہ بھی ذکر کیا کہ آپ کے بعد آپ کی اُمت اختلاف میں پڑ جائے گی پھر آپ کی اُمت میں سے ایک شخص دریائے فرات کے کنارے ظاہر ہوگا۔ جو لوگوں کو امر بالمعروف کا حکم دے گا اور بُری باتوں سے منع کرے گا اور حق کے ساتھ فیصلہ کرے گا۔ اس نے حضرت علیؑ کی بہت کو بیان کیا پھر کہا جو شخص اس نیک بندے کو پالے۔ اس کو چاہیئے کہ آپ کی مدد کرے اور آپ کی مدد عبادت ہوگی اور آپ کے ساتھ قتل ہونا شہادت ہے" یہ سن کر امیرالمومنینؑ نے فرمایا۔ اس ذات کا شکر ہے جس نے مجھے بھولایا نہیں اور اس ذات کا شکر ہے جس نے نیکوکار لوگوں کی کتابوں میں میرا ذکر کیا ہے کہ یہ شخص صفین کی لڑائی میں حضرت کے ساتھ قتل ہوا۔

امالی ابوالفضل شیبانی اعلام النبوۃ ماوردی اور فتوح الحشم میں ایک طویل حدیث مذکور ہے امیرالمومنین علیہ السلام فرات کے کنارے ... میں تشریف فرما تھے۔ حضرت کی خدمت میں شمعون بن یوحنا حاضر ہوا حضرت عیسیٰ علیہ السلام کی لکھی ہوئی کتاب آپ کی خدمت میں پیش کی نبی صلعم کی بعثت کا ذکر کیا اور آپ کے اوصاف بیان کئے اس کے بعد کہا کہ جب حضرت کو اللہ تعالیٰ اٹھا لے گا تو آپ کی اُمت آپس کے اختلاف میں پڑ جائے گی پھر جب اللہ تعالیٰ چاہے گا اس کا اتفاق ہوگا۔ تیسرے کے زمانے میں پھوٹ پڑ جائے گی۔ اسے قتل کر دیا جائے گا۔ پھر خلافت نبی کے وصی کے پاس چلی جائے گی۔ وصی کے خلاف لوگ بغاوت کریں گے تلواریں میانوں سے نکل پڑیں گی" پھر اس نے حضرت کی بہت اور زہد کا ذکر کیا پھر کہا ان کی اطاعت صحیح معنوں میں اللہ کی راہ میں اطاعت ہوگی۔ میں جناب کو اچھی طرح جانتا ہوں۔ اور آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں" ـــــ یہ سن کر امیرالمومنین سجدہ میں گر پڑے۔ اور دس مرتبہ فرمایا احسان کرنے والے

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے متعلق بشارت دینے والوں کا ایک دفتر بھرا پڑا ہے۔ اس کا ذکر باعث طوالت ہوگا۔ مثلاً سطیح، قیس بن ساعدہ، تبیع الملک، عبد المطلب، ابو طالب، ابو حارث بن اسعد حمیری نے حضرت کے آنے کی پیشین گوئی کی تھی۔ حمیری نے تو سات سو سال پہلے پیشین گوئی کی تھی۔

فصل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا انبیاء اور اوصیاء کے ساتھ مقام

زاذان سلمان فارسی سے ایک طویل حدیث بیان کرتے ہیں۔ جاثلیق ایک جماعت نصاریٰ کے ساتھ حضرت ابوبکر کے پاس آیا۔ اس سے مسائل دریافت کیے۔ وہ جواب دینے سے عاجز رہا۔ حضرت عمر نے کہا ان بیہودہ باتوں سے باز آجاؤ ورنہ تمہارا خون مباح کر دوں گا۔ جاثلیق نے کہا کیا یہ انصاف کی بات ہے کہ جو ہدایت کا طالب ہو کر آئے اس سے یہی سلوک کیا جائے۔ اچھا مجھے ایسے شخص کے متعلق آگاہ کرو جس سے میں ان مسائل کو دریافت کر سکوں۔ ابھی یہ گفتگو ہو ہی رہی تھی۔ کہ حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے آپ نے اس سے پوچھا۔ نصرانی نے کہا میں آپ سے بھی وہی مسائل دریافت کروں گا جو اس شیخ سے دریافت کیے ہیں۔

نصرانی ــــ آپ اللہ کے نزدیک مومن ہیں یا اپنے نفس کے نزدیک۔

حضرت ــــ میں اللہ کے نزدیک اسی طرح مومن ہوں جس طرح اپنے عقیدہ میں مومن ہوں۔

نصرانی ــــ آپ کا جنت میں کیا مقام ہوگا؟

حضرت ــــ میں فردوس اعلیٰ میں نبی اُمی کے ساتھ ہوں گا۔ اس بات کا میرے رب نے میرے ساتھ وعدہ کیا ہے جس میں کسی شک و شبہ کی گنجائش نہیں ہے۔

نصرانی ــــ آپ کو یہ کیسے معلوم ہوا ہے کہ ذکر کردہ درجے کا تیرے رب نے وعدہ کیا ہے؟

حضرت ــــ کتاب منزل اور نبی مرسل کی تصدیق کے ذریعے معلوم ہوا۔

نصرانی ــــ اپنے نبی کو کیوں کر سچا جانا؟

حضرت ــــ آیات ظاہرات اور معجزات بینات کے ذریعے۔

نصرانی ــــ بتاؤ۔ اللہ تعالیٰ کہاں ہے؟

حضرت ــــ اللہ تعالیٰ کہاں ہے سے بلند ہے اسے مکان کی ضرورت نہیں ۔ وہ جیسے آج ہے ویسے پہلے تھا۔ا
میں تغیر اور تبدیلی نہیں ہوتی ۔ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف نہیں بدلتا ۔

نصرانی ــــ اللہ تعالیٰ کو حواس کے ذریعے محسوس کیا جاتا ہے اگر یہ بات نہیں تو اس کو پہچاننے کا کیا طریقہ

حضرت ــــ اللہ اس چیز سے بلند ہے ۔ کہ اس کی صفت تعداد سے بیان کی جائے ۔ اور وہ حواس سے محسوس
ہو ۔ وہ اپنی ان حسین صفتوں سے ظاہر ہے جو صاحبان عقل کی راہنمائی کرتی ہیں (کہ اللہ تعالیٰ موجود ہے)

نصرانی ــــ آپ کے نبی نے مسیح کے مخلوق ہونے کے متعلق کیا فرمایا ہے ؟

حضرت ــــ ترکیب جسمانی سے ان کا مخلوق ہونا ثابت ہے ۔ ایک حالت سے دوسری حالت کی طرف بدلنا، کمی
اور زیادتی مخلوق ہونے کی علامت ہے لیکن یہ باتیں ان کی عصمت نبوت کے لئے ضرر رساں نہیں ہیں ۔

نصرانی ــــ آپ کا علم وہبی ہے یا کسبی ؟

حضرت ــــ جس سے تمہیں آگاہ کیا ہے اس کا تعلق علم کان و مایکون سے ہے ۔

نصرانی ــــ آپ کے دعویٰ کی تصدیق کیوں کر ہو ؟

حضرت ــــ تم گھر سے اس نیت سے نکلے ہو ۔ کہ میرے جوابات کو تسلیم نہیں کرو گے ۔ میں نے تجھے خواب میں
اپنے مقام سے بھی آگاہ کیا ہے ۔ اور تم سے کلام بھی کی ہے ۔ اور اپنی مخالفت سے تجھے ڈرایا ہے ۔ اور اپنی
پیروی کا تمہیں حکم دیا ہے ؟

نصرانی ــــ جناب نے سچ فرمایا ۔ میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ۔ محمد اللہ کے رسول ہیں ۔
آپ اللہ کے رسول کے وصی ہیں اور تمام لوگوں سے خلافت کے زیادہ حق دار ہیں

اس کے ساتھ جو لوگ آئے تھے ۔ وہ بھی مسلمان ہو گئے حضرت عمر نے کہا خدا کا شکر ہے اے شخص تم نے
ہدایت پائی لیکن تمہیں اس بات کا علم ہونا چاہیئے کہ نبوت کا علم اہل بیت نبوت کے پاس ہے ۔ لیکن رسولؐ کے
بعد خلافت اس شخص کے پاس ہے جس سے تم نے پہلے گفتگو کی تھی ۔ اور اس بات پر تمام امت راضی ہے ۔

نصرانی نے کہا جو کچھ آپ نے کہا میں اس کی تہ تک پہنچ گیا ہوں ۔ اور میں نے اپنے امر پر یقین کر لیا ہے ۔

فصل

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا غیب کی باتوں سے آگاہ کرنا

ثابت بن افلح کا بیان ہے۔ آدھی رات کو میرا گھوڑا گم ہو گیا۔ میں امیر المومنین علیہ السلام کے دروازے پر حاضر ہوا۔ اندر سے قنبر باہر نکلے کہا۔ اے افلح کے بیٹے گھوڑے کو عوف بن طلحہ سعدی سے جا کر لے لو۔

ابراہیم بن عمر امیر المومنین تک سلسلہ روایت لے جا کر بیان کرتے ہیں کہ حضرت نے فرمایا۔ کاش مجھے کوئی معتبر آدمی مل جاتا۔ میں اس مال کو مدائن میں اپنے شیعہ کے پاس بھیجتا۔" ایک آدمی نے اپنے دل میں کہا میں اس مال کو لے کر کرخہ کے راستے چلا جاؤں گا۔ حضرت کی خدمت میں آکر عرض کی۔ اے امیر المومنین! میں اس مال کو لے کر مدائن جاؤں گا۔ حضرت امیر المومنین نے سر اٹھا کر فرمایا۔ تم ہی تو ہو۔ جس نے یہ خیال کیا کہ (مال لے کر) کرخہ کے راستے چلا جاؤں گا۔

کتاب غریب الحدیث الفائق میں تحریر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ خانہ کعبہ کا طواف بہت زیادہ کیا کرو۔ میں حبشہ کے ایک گنجے اور چھوٹے کانوں والے آدمی کو دیکھ رہا ہوں۔ جو کعبہ میں بیٹھا ہوا ہے اور اسے گرا رہا ہے۔

صاحب الحلیۃ نے حارث بن سوید سے روایت کی ہے کہ میں نے امیر المومنین علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ حج کر لو۔ اس کے بعد کہ حج نہ کر سکو گے۔ گویا کہ میں چھوٹے کانوں والے اور گنجے حبشی کو دیکھ رہا ہوں۔ جس کے ہاتھ میں کدال ہے۔ اور وہ کعبہ کے ایک ایک پتھر کو گرا رہا ہے۔

عبدالرزاق اپنے باپ سے۔ وہ عبدالرحمن بن عوف کے غلام میناء سے روایت کرتے ہیں۔ نضر بن شمیل عوف سے وہ مروان الاصفر سے روایت کرتے ہیں حضرت علیؑ کوفہ میں موجود تھے۔ ایک سوار ملک شام سے آیا۔ اور معاویہ کی موت سے آگاہ کیا۔ اسے حضرت کی خدمت میں لایا گیا۔ آپ نے پوچھا۔ تم اس کی موت کے وقت موجود تھے؟ اس نے کہا۔ ہاں میں موجود تھا۔ بلکہ اس کی قبر پر میں نے مٹی ڈالی ہے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ شخص جھوٹا ہے۔ کسی نے کہا اے امیر المومنین آپ کو کیسے معلوم ہوا۔ کہ یہ شخص جھوٹا ہے۔ فرمایا جب تک وہ اپنے عہد حکومت میں ایسے ایسے اعمال نہ کرے گا۔ اس وقت تک نہیں مرے گا کسی نے کہا۔ آپ پھر اس سے کیوں لڑ رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ "تاکہ حجت تمام ہو جائے"

محاضرات میں راغب نے کہا۔ کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ ہندہ کا بیٹا اس وقت تک نہیں مرے گا جب تک اس کی گردن میں صلیب نہیں لٹکے گی۔" اس واقعہ کو احنف بن قیس۔ ابن شہاب زہری۔ اعثم

کوفی ۔ ابو حیان توحیدی ۔ اور ابن ثلاج نے ایک ایک جماعت کے سامنے بیان کیا ۔ جس طرح حضرت امیر المومنینؑ نے فرمایا معاویہ اسی طرح مرا تھا ۔

عمار بن عباس سے روایت ہے ۔ حضرت علی علیہ السلام منبر پر تشریف لے گئے ۔ ہمیں حکم دیا صفوں میں جا کر اعلان کر دو ۔ کہ کسی شخص کو مجھ سے نفرت ہے ۔ جب یہ آواز بلند کی گئی تو ہر طرف سے آوازیں آنے لگیں ۔ ہم راضی ہیں ۔ ہم تسلیم کرتے ہیں ۔ ہم رسول اور اس کے ابن عم کی اطاعت کرتے ہیں " آپ نے فرمایا ۔ اے عمار بیت المال میں چلے جاؤ ۔ اور ہر ایک آدمی کو تین تین دینار دے دو ۔ اور میرے لئے بھی تین دینار لے آؤ ۔ عمار ۔ اور ابو ہیثم مسلمانوں کی ایک جماعت کے ساتھ بیت المال کی طرف چلے گئے ۔ حضرت نے جا کر مسجد قبا میں نماز پڑھی ۔ ان لوگوں نے بیت المال میں تین لاکھ دیناروں کو پایا ۔ اور لوگوں کی تعداد ایک لاکھ تھی ہر ایک کے حصے میں تین تین دینار آئے عمار نے کہا خدا کی قسم حق تمہارے رب کی طرف سے آیا نہ مال کا علم تھا ۔ اور نہ ہی لوگوں کی تعداد کا پتہ تھا ۔ صرف یہی معجزہ دلالت کرتا ہے ۔ کہ اس آدمی کی اطاعت تم پر واجب ہے ۔ طلحہ اور زبیر نے اس بات کو ماننے سے انکار کر دیا ۔

فرقہ مرجئہ اور ناصبیہ نے ابو جہم عدوی سے روایت کیا ہے ۔ جو حضرت علیؑ کا دشمن تھا ۔ کہ مصر والے مقام ذی خشب میں اترے ہوئے تھے میں حضرت عثمان کا خط لے کر معاویہ کی طرف روانہ ہوا ۔ میں نے خط کو اچھی طرح لپیٹا ۔ اور تلوار کے قبضہ میں رکھ دیا ۔ راستے سے ہٹ کر چلنے لگا ۔ رات کی تاریکی چھا چکی تھی ۔ میں نہر کے کنارے پہنچ گیا ۔ مجھے دراز گوش پر سوار ایک آدمی دکھائی دیا جس کے آگے آگے دو اور آدمی آ رہے تھے وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام تھے ۔ دیہات کی طرف سے آ رہے تھے ۔ آپ نے مجھے پہچان لیا تھا ۔ لیکن میں نے آپ کو نہیں پہچانا تھا ۔ میں نے اس وقت پہچانا جب آپ کے کلام کو سنا ۔ فرمایا ۔ سخر کہاں جا رہے ہو ۔ عرض کیا ۔ دیہات میں جا کر اپنے ساتھیوں کو بلاؤں گا ۔ فرمایا ۔ تلوار کے قبضہ میں کیا چیز ہے ۔ میں نے عرض کیا آپ نے مذاق کرنا کبھی ترک نہیں کیا پھر آپ نے اس سے خط نکال لیا ۔

اصبغ بن نباتہ سے مروی ہے ۔ کہ امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ایک شخص آیا اور کہا ۔ کہ میں آپ سے ظاہر میں جس طرح محبت کرتا ہوں اسی طرح پوشیدگی میں بھی آپ سے محبت کرتا ہوں ۔ امیر المومنین علیہ السلام تھوڑی دیر تک زمین پر لکڑی مارتے رہے ۔ جو آپ کے ہاتھ میں تھی ۔ سر اٹھا کر فرمایا ۔ خدا کی قسم تم جھوٹے ہو ۔ پھر ایک اور آدمی حاضر ہوا ۔ عرض کیا میں آپ کو دوست رکھتا ہوں ۔ حضرت کافی دیر تک زمین پر لکڑی

فارسی سے پھر سر اُٹھا کر فرمایا تم نے سچ کہا۔ ہماری طینت طینت مرحومہ ہے جس دن اللہ نے میثاق لیا تھا اُس کا بھی میثاق لیا تھا جس نے میثاق کے روز عہد کیا تھا وہ چھوٹ کر نہیں رہ سکتا۔ (اور جس نے عہد نہیں کیا تھا) وہ ہم میں داخل نہیں ہو سکتا۔

حضرت امام ابوجعفر محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ ہم آدمی کو حقیقت ایمان اور حقیقت نفاق سے پہچان لیتے ہیں

علی بن نعمان اور محمد بن یسار ابوعبداللہ علیہ السلام سے ایک طویل حدیث بیان کرتے ہیں۔ کہ بی بی عائشہ نے حضرت علی علیہ السلام سے دشمنی رکھنے والے شخص کو خط دے کر آپ کی خدمت میں روانہ کیا۔ وہ شخص روانہ ہوا حضرت سوار تھے۔ اس شخص نے آپ کو خط دیا۔ مہر توڑ کر خط پڑھا۔ اور فرمایا۔ ہمارے گھر چلو۔ وہاں کھانا اور پانی ملے گا۔ اور میں تمہارے خط کا جواب لکھتا ہوں۔ کہا خدا کی قسم ایسا نہیں ہوگا۔ حضرت نے رکاب سے پاؤں نکالا۔ اور اُتر پڑے۔ آپ کے اصحاب نے آپ کو گھیر لیا۔

حضرت — اس شخص سے مخاطب ہو کر کہا۔ میں تجھ سے کوئی بات دریافت کر سکتا ہوں؟

شخص — خوشی سے

حضرت — سوال کا جواب دو گے۔

شخص — ضرور دوں گا۔

حضرت — میں تجھے اللہ کی قسم دے کر پوچھتا ہوں کیا بی بی عائشہ نے یہ نہیں کہا تھا۔ کہ میرے لئے ایک ایسا آدمی تلاش کرو جسے علیؑ سے شدید دشمنی ہو۔ لوگوں نے تجھے تلاش کر کے بی بی صاحبہ کی خدمت میں پیش کیا۔ بی بی صاحبہ نے تجھ سے دریافت کیا تھا۔ کہ تم علیؑ سے کس قدر دشمنی رکھتے ہو۔ تم نے کہا تھا۔ کہ میں بہت زیادہ دشمنی رکھتا ہوں۔ میری تو آرزو ہے کہ اگر میرا رب مجھے یہ موقعہ عطا کرے کہ علیؑ اور اس کے اصحاب میرے گھر کے درمیان ہوں۔ تو میں علیؑ کو ایک ایسی تلوار کی ضرب لگاؤں گا جس سے تلوار اُس کا خون بہا دے گی۔

شخص — ہاں میں نے کہا تھا۔

حضرت — میں تجھے اللہ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں۔ کہ کیا بی بی صاحبہ نے تمہیں یہ نہیں کہا تھا۔ کہ میرا یہ خط علیؑ کے پاس لے جاؤ۔ اور اس کو دے دو۔ آپ یا سفر کر رہے ہوں گے یا قیام فرما ہوں گے۔ اگر سفر کر رہے ہوں گے تو رسول اللہ صلعم کے خچر پر سوار ہوں گے۔ کمان کا سہارا لئے ہوں گے۔ آپ کے اصحاب آپ کے پیچھے اس طرح پرا باندھے چلے آ رہے ہوں گے۔ جس طرح پرندے پرا باندھ کر اُڑتے ہیں۔

شخص ـــــ ہاں ایسا ہی ہے۔

حضرت ـــــ میں تجھے اللہ کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں۔ کیا تم سے بی بی صاحبہ نے یہ نہیں کہا تھا۔ کہ اگر علی تمہیں کھانے پینے کی پیش کش کریں۔ تو اس کو ہرگز قبول نہ کرنا۔ کیوں کہ آپ کے کھانے میں جادو ملا ہوا ہو گا۔

شخص ـــــ ہاں یہ بھی کہا تھا۔

حضرت ـــــ واقعہ کی صداقت کا یقین ہوا ہے۔

شخص ـــــ آپ نے بالکل درست بیان فرمایا۔ میں آپ کی خدمت میں اس حالت میں حاضر ہوا تھا۔ کہ روئے زمین پر آپ سے زیادہ کوئی شخص میرا دشمن نہیں تھا۔ اب میری حالت یہ ہے۔ کہ تمام مخلوق میں سے کوئی شخص آپ کی نسبت میرا زیادہ دوست اور محبوب نہیں ہے۔ آپ کا جو ارشاد ہو وہ فرمائیے۔

حضرت ـــــ میرا خط لے کر عائشہ کے پاس چلے جاؤ۔ اور انہیں کہو کہ اللہ نے تو تمہیں گھر بیٹھنے کا حکم دیا تھا۔ لیکن تم نے خوب اللہ اور اس کے رسول کے حکم کی فرمانبرداری کی ہے۔"

وہ شخص خط پہنچا کر واپس امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گیا تھا۔

اصبغ سے مروی ہے کہ ہم نے امیرالمومنین علیہ السلام کے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ اسی دوران میں امیرالمومنینؑ علیہ السلام کی خدمت میں ایک شخص حاضر ہوا جس نے سفر کا لباس پہنا ہوا تھا۔

امیرالمومنینؑ ـــــ کہاں سے آئے ہو؟

شخص ـــــ شام سے آ رہا ہوں۔

امیرالمومنینؑ ـــــ کیا کام ہے؟

شخص ـــــ ایک ضرورت کے تحت حاضر ہوا ہوں۔

امیرالمومنین ـــــ بتاؤ ورنہ میں بتا دوں گا۔

شخص ـــــ اے امیرالمومنینؑ آپ ہی بتا دیجیے۔

امیرالمومنین ـــــ فلاں دن فلاں ماہ فلاں سال معاویہ نے اعلان کیا ہے۔ کہ جو شخص علی کو قتل کرے گا اسے دس ہزار دینار انعام دوں گا۔ فلاں آدمی کود پڑا کہ یہ اقدام میں کروں گا۔ معاویہ نے کہا اچھا

تم ہی کرو۔ جب گھر پہنچا تو شہر مساد ہوا اور کہا کہ میں رسول اللہ صلعم کے ابن عم اور اس کے فرزندوں کے باپ کے پاس کے جاؤں اور انہیں قتل کر دوں۔

معاویہ نے دوسرے دن اعلان کیا جو شخص علیؑ کو قتل کرے گا۔ اسے بیس ہزار دینار دیئے جائیں گے۔ ایک اور آدمی لپکا اور کہا۔ اس خدمت کے لیے میں تیار ہوں۔ معاویہ نے کہا اچھا تم جاؤ۔ پھر وہ شہر مساد ہوا تیسرے دن اعلان کیا جو شخص علیؑ کو قتل کرے گا۔ اسے تیس ہزار دینار انعام دئے جائیں گے۔ تم لپک کر کھڑے ہو گئے ہو۔ اور تم حمیر کے ایک آدمی ہو۔

شخص ـــــ (اے امیر المومنین) آپ نے سچ فرمایا آب میں وہ کام کروں جس کا مجھے حکم دیا گیا ہے یا نہ کروں۔ اس بارے میں آپ کی کیا رائے ہے؟

امیر المومنین ـــــ نہیں تم واپس چلے جاؤ۔ اے قنبر اس کی سواری کا انتظام کر دو زاد راہ اور نان ونفقہ اس کے لئے مہیا کر دو۔

اسحاق بن حسان اپنے اسناد سے اصبغ سے روایت کرتے ہیں کہ ہمیں امیر المومنین علیہ السلام نے کوفہ سے مدائن کی طرف چلنے کا حکم دیا۔ ہم لوگ اتوار کے روز چل پڑے اور مندرجہ ذیل حضرات پیچھے رہ گئے۔

(۱) عمرو بن حریث، (۲) اشعث بن قیس (۳) جریر بن عبداللہ بجلی (ان کے ساتھ پانچ افراد اور بھی تھے) یہ جرہ بن خورنق اور سدیر کے مقام پہ چلے گئے۔ انہوں نے کہا لوگوں کے جمع ہونے سے پہلے ہم علیؑ علیہ السلام سے مل جائیں گے اور آپ کے ساتھ جمعہ کی نماز پڑھیں گے۔ یہ لوگ صبح کے وقت بیٹھے ہوئے کھانا کھا رہے تھے کہ اچانک ایک گوہ نمودار ہوئی انہوں نے اسے پکڑ لیا۔ عمرو بن حریث نے اسے اپنے ہاتھ میں لے کر اس کا پنجہ کھول کر آگے بڑھایا۔ اور کہا کہ یہ امیر المومنین ہیں۔ اس کی بیعت کر لو۔ یہ کل آٹھ آدمی تھے۔ سب نے اس گوہ کی بیعت کی۔ پھر اسے مار ڈالا اور یہ لوگ وہاں سے چل پڑے۔ اور کہنے لگے علی بن ابی طالبؑ کا یہ خیال ہے کہ میں غیب کی باتیں جانتا ہوں۔ اب ہم نے اس کی بیعت توڑ دی ہے اور اس گوہ کی بیعت کر لی ہے۔ (دیکھیے اس کے متعلق بھی کچھ بتاتے ہیں) جمعہ کے روز مدائن میں وارد ہوئے مسجد میں داخل ہوئے۔ امیر المومنین منبر پر خطبہ ارشاد فرما رہے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا رسول اللہ صلعم نے مجھے بہت سی رازکی احادیث سے آگاہ کیا۔ ان میں ہر حدیث کا ایک باب ہوتا تھا۔ میرے لئے ہر باب سے ایک ہزار باب (علم و راز کا) اور کھل گیا۔ اللہ تعالے اپنی کتاب عزیز (قرآن مجید میں) فرماتا ہے یوم ندعو کل اناس بامامھم قیامت کے روز ہم ہر شخص کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے۔ میں اللہ کی قسم

کھا کر بیان کرتا ہوں کہ اس امت کے آٹھ افراد قیامت کے روز اس حالت میں اٹھائے جائیں گے۔ کہ ان کا امام گوہ ہوگی۔ اگر میں چاہوں تو ان کے ناموں سے بھی آگاہ کر سکتا ہوں۔ ؎

عبداللہ بن ابی رافع سے روایت ہے۔ کہ میں امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے ابو موسیٰ اشعری کو عامل بنا کر روانہ کیا۔ اور اس سے کہا کتاب خدا کے مطابق فیصلہ کرنا۔ اور اس سے تجاوز نہ کرنا۔ جب ابو موسیٰ چلا گیا۔ تو حضرت نے فرمایا۔ اس نے مجھے دھوکا دیا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ پھر آپ نے اس کو کیوں عامل بنا کر بھیجا ہے۔ حالانکہ آپ کو اس بات کا علم ہے کہ اس نے آپ کو دھوکا دیا ہے۔ فرمایا۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے علم کے مطابق مخلوق میں عمل کرتا۔ تو پھر اسے رسول بھیجنے کی کیا ضرورت تھی۔

مسند العشرہ میں احمد بن حنبل سے روایت ہے کہ ابو الوضی نے کہا۔ ہم لوگ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ کوفہ کی طرف جا رہے تھے۔ حروراء سے دو یا تین دن چل چکے تو کافی لوگوں نے ہمیں چھوڑ دیا۔ میں نے اس بات کو امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ نے فرمایا تمہیں ان لوگوں کے بارے میں کوئی فکر نہیں کرنی چاہیے۔ یہ عنقریب ہمارے پاس واپس آجائیں گے۔ حضرت علی علیہ السلام نے جس طرح فرمایا تھا۔ ایسا ہی ہوا تھا۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے طلحہ اور زبیر نے عمرہ کرنے کی اجازت طلب کی۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم یہ لوگ عمرہ کرنے نہیں جاتے۔ بلکہ بصرہ جانا چاہتے ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ لوگ فتنہ برپا کرنا چاہتے ہیں۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ دونوں تاجر ہو کر داخل ہوئے تھے۔ اور غادر ہو کر نکل گئے۔ ایک گھر میں جا کر ملیں گے۔ اور قتل کر دیئے جائیں گے۔

ابو ہیثم بن تیہان اور عبداللہ بن رافع کی روایت ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ مجھے تم دونوں کے امر کے بارے میں آگاہ کیا گیا ہے۔ اور مجھے تمہارے پچھڑنے کی جگہ دکھائی گئی ہے۔ حضرت یہ آیت تلاوت فرما رہے تھے۔ اور یہ دونوں شخص سے تھے۔ فمن نکث فانما ینکث علیٰ نفسہ۔

؎ اس واقعہ کو علامہ شیخ حسین اعلیٰ اللہ مقامہ عالم پانچویں صدی ہجری نے اپنی کتاب عیون المعجزات میں بیان کیا ہے۔ جو ائمہ کے معجزات میں لاجواب چیز ہے۔ اصل کتاب عربی میں ہے۔ احقر نے اس کا ترجمہ بھی اردو میں کر دیا ہے۔ مکتبہ ساجدیہ ۳۶ چاہ سیمے والا ملتان شہر سے مل سکتی ہے۔ ہر مومن کے پاس اس کتاب کا ہونا ضروری ہے مجالس پڑھنے والوں کے لیے بہترین مددگار ہے ۱۲ محمد شریف عفی عنہ

عبداللہ بن خلف خزاعی کی بیوی صفیہ بنت حرث ثقفیہ نے حضرت علی علیہ السلام سے جمل کی لڑائی کے بعد کہا "اے احباب کے قاتل اور جماعت میں تفرقہ ڈالنے والے"۔ ۔ ۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا "اے صفیہ! میں تیرے بغض کی وجہ سے تجھے کچھ نہیں کہوں گا کیوں کہ میں نے جنگ بدر میں تیرے دادا کو اور جنگ احد کے موقعہ پر تیرے چچا اور شوہر کو قتل کیا ہے۔ اگر میں دوستوں کا قاتل ہوتا۔ تو اس شخص کو ضرور قتل کر دیتا جو ان کمروں میں چھپا ہوا ہے جب لوگوں نے ان کمروں کی تلاشی لی۔ تو مروان اور عبداللہ بن زبیر کو ان کمروں میں پایا۔

عمش ہمدان کے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ صفین کی جنگ میں امیرالمومنین علیہ السلام کے ساتھ موجود تھے اہل شام نے عراق کے میمنہ کو شکست دے دی۔ اشتر نے آواز دی کہ واپس آجاؤ امیرالمومنین شام والوں سے فرمانے لگے "اے ابومسلم ان لوگوں کو پکڑلو" حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے تین مرتبہ ایسے فرمایا۔ اشتر نے عرض کیا ہمارے ملک میں کوئی شخص ابومسلم نام کا نہیں ہے

امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا میری مراد کوفہ والے نہیں ہیں میں تو اس شخص کو بتانا چاہتا ہوں۔ جو آخری زمانے میں مشرق سے خروج کرے گا جس کے ذریعہ اللہ تعالٰی اہل شام کو ختم کر دے گا۔ اور بنو امیہ سے ان کی سلطنت چھین لے گا۔

حضرت امام حسن بن علی علیہما السلام سے روایت ہے کہ اشعث بن قیس کندی نے اپنے اپنے گھر میں اذان کا چبوترہ بنایا تھا جیسے مسجد کوفہ میں نماز کے پانچوں اوقات میں اذان ہوتی تھی۔ وہ اس چبوترے پر چڑھ کر یہ آواز بلند کرتا تھا۔ ــــــ "اے شخص تو جھوٹا اور جادوگر ہے"

میرے باپ نے اس کا نام عنق نار رکھا تھا۔ ایک اور روایت میں ہے۔ کہ حضرت امیر علیہ السلام نے اس کا نام عرف نار رکھا تھا۔ حضرت امیرالمومنینؑ سے اس کا مطلب پوچھا گیا آپ نے فرمایا جب اشعث کی موت کا وقت آئے گا۔ تو اس پر عنق نار داخل ہوگی آسمان سے کھنچی ہوئی صورت میں نازل ہوگی۔ جو اس کو جلا کر خاک کر دے گی۔ جب اسے دفن کیا جائے گا۔ تو وہ سیاہ کوئلے کی مانند ہوگا" ــــــ جب اس نے وفات پائی۔ تو جو لوگ اس وقت موجود تھے۔ انہوں نے دیکھا کہ آسمان سے آگ نازل ہوئی جو عنق کی طرح کھنچی ہوئی تھی۔ حتٰی کہ اس کو جلا کے خاک کر دیا۔ اور وہ واویلا کی طرح چیخ و پکار کرتا تھا۔

ابن بطہ نے ابانہ میں اور ابوداؤد نے سنن میں ابومجالاسے روایت کی ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے اصحاب سے مخاطب ہو کر خوارج کے بارے میں فرمایا۔ خدا کی قسم تم میں دس آدمی بھی قتل نہیں ہوں گے۔ اور

خوارج کے دس آدمی بھی نہیں بچیں گے ۔۔۔ حضرتؑ کے اصحاب میں سے نو آدمی قتل ہوئے۔ اور خوارج کے نو آدمی بھاگ گئے۔ دو سجستان کے علاقہ میں۔ دو عمان۔ دو بلاد جزیرہ دو یمن اور ایک موزون کے علاقہ میں چلا گیا۔ آج کل جو خارجی ان علاقہ جات میں پائے جاتے ہیں۔ وہ انہی خوارج کی اولاد میں سے ہیں۔

اعثم کوفی کی روایت کے مطابق حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کے اصحاب میں سے مندرجہ ذیل حضرات قتل ہوئے۔ (۱) رویبہ بن وبر بجلی (۲) سعد بن خالد سبیعی (۳) عبد اللہ بن حماد ارحبی (۴) فیاض بن خلیل ازدی (۵) کلثوم بن سلمہ جہنی (۶) عبید بن عبید خولانی (۷) جمیع بن بشم کندی (۸) ضب بن عاصم اسدی۔

ابو جوائز کاتب علی بن عثمان سے وہ آپ مظفر بن حسن واسطی سلال سے آپ حسن بن زکردان سے روایت کرتے ہیں اس وقت آپ کی عمر ۳۲۵ سال تھی۔ کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنے شہر میں خواب میں دیکھا میں آپ کی خدمت میں مدینہ منورہ میں حاضر ہوا۔ آپ کے ہاتھ پر اسلام لایا۔ آپؑ نے میرا نام حسن رکھا۔ میں نے حضرت سے بہت سی احادیث سماعت کیں۔ میں حضرت امیر علیہ السلام کے ساتھ تمام جنگوں میں شریک رہا۔ ایک دن میں نے عرض کیا اے امیر المومنینؑ میرے حق میں دعا فرمائیے۔ آپ نے فرمایا اے فارسی تم بڑی عمر پاؤ گے۔ تمہاری رہائش ایک ایسے شہر میں ہو جائے گی جس کو ایک ایسا آدمی آباد کرے گا۔ جو میرے چچا عباس کی اولاد سے ہو گا۔ اس شہر کا نام اس زمانے میں بغداد ہو گا۔ تم بغداد کے شہر میں سکونت کرو گے۔ تمہارا انتقال مدائن کے مقام پر ہو جائے گا۔ ۔۔۔ حضرت علی علیہ السلام نے جس طرح فرمایا تھا۔ ایسے ہی واقعات ہوئے۔ آپ مدائن میں داخل ہوئے اور انتقال کر گئے۔

مسعدہ بن یسع حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کا گذر بغداد کی سرزمین سے ہوا۔ پوچھا اس زمین کا کیا نام ہے عرض کیا گیا بغداد۔ فرمایا۔ درست ہے یہاں ایک شہر تعمیر ہو گا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اس شہر کے خصوصیات بھی بیان فرمائے۔ ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کے ہاتھ سے کوڑا زمین پر گر گیا۔ پوچھا اس زمین کا کیا نام ہے عرض کیا گیا اسے بغداد کہتے ہیں۔ فرمایا۔ یہاں ایک مسجد تعمیر ہو گی۔ پھر اس کا نام سوختہ ہو جائے گا۔

تاریخ بغداد میں مفید ابوبکر جرجانی سے روایت ہے کہ ابو دنیا حضرت ابو بکر کی خلافت کے زمانے میں پیدا ہوئے۔ اور آپ ہی نے بیان کیا۔ کہ میں اپنے باپ کے ساتھ کوفہ میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی زیارت کے لئے حاضر ہوا جب ہم کوفے کے قریب پہنچے تو میرے والد کو بہت سخت پیاس لگی میں نے اپنے والد کی خدمت میں عرض کیا آپ یہاں تشریف رکھیے میں آپ کے لئے پانی کی خاطر صحرا کی چھان بین

کرتا ہوں ممکن ہے کسی جگہ پانی دستیاب ہو جائے۔ میں چھان بین کر رہا تھا۔ مجھے ایک پانی کا کنواں ملا۔ میں نے اس سے غسل کیا اور اتنا پانی پیا کہ سیر ہو گیا۔ پھر میں اپنے والد کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا کہ اٹھو اللہ عزوجل [illegible] لایا ہے۔ قریب ہی پانی کا ایک چشمہ موجود ہے ہم دونوں روانہ ہوئے لیکن وہاں کوئی چیز بھی موجود نہ تھی۔ میرے والد نے پیاس کی شدت سے دم توڑ دیا۔ میں اس کو دفن کر کے امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ صفین سے باہر موجود تھے۔ بغلہ پر سوار تھے۔ میں نے حاضر ہو کر حضرت کے بغلہ کی رکاب کو تھام لیا۔ حضرت میری طرف مڑے۔ میں رکاب پر ٹوٹ پڑا۔ اس کے ٹوٹنے سے میرے چہرے پر زخم آ گیا۔ ابوبکر مفید کا بیان ہے کہ میں نے آپ کے چہرے پر زخم کا نشان دیکھا تھا۔ اس کے بعد امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے مجھ سے میرے حالات پوچھے۔ میں نے آپ کی خدمت میں تمام واقعات بیان کئے۔ آپ نے فرمایا جو شخص اس چشمے کا پانی پئے گا اس کی عمر بہت زیادہ لمبی ہو جائے گی۔ تجھے بشارت ہو کہ تو کافی عمر بسر کرے گا۔ آپ نے میرا نام معمر رکھا (یعنی بڑی عمر والا) آپ وہی شخص ہیں جس کو اشج (زخم والا) کے نام سے بھی یاد کیا جاتا ہے۔

خطیب کا بیان ہے کہ میں بغداد میں سنہ [illegible] میں آیا۔ میرے ساتھ شہر کے شیوخ بھی تھے۔ انھوں نے اس شخص کے بارے میں پوچھا تو بغدادیوں نے یوں بتایا کہ ہاں وہ ہمارے ہاں لمبی عمر کی وجہ سے مشہور ہے۔ میرے معلومات میں ہے کہ اس کا انتقال سنہ [illegible] میں ہوا۔ ہمارے شیخ نے امالی میں اسی طرح آپ کی وفات تحریر کی ہے۔

حارث عور، عمرو بن حریث اور ابوایوب امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ جنگ نہروان کی واپسی پر حضرت امیر علیہ السلام نے بغداد اسواد کے مقام پر قیام فرمایا۔ ایک راہب نے آپ کی خدمت میں عرض کیا کہ اس جگہ تو نبی کا وصی نزول اجلال فرمائے گا۔ جو اللہ عزوجل کی راہ میں جہاد کرے گا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میں خود سید الاوصیا ہوں۔ جو سید الانبیاء کا وصی ہوں۔ عرض کیا کیا آپ قریش کے اصلع ہیں، جو محمد صلعم کے وصی ہیں۔ مجھے اسلام کی تعلیم دیجئے۔ میں نے انجیل میں آپ کی تعریف پڑھی ہے۔ آپ مسجد براثا میں اترو گے جو جناب مریم کا گھر ہے اور حضرت عیسیٰ کی زمین ہے۔

حضرت نے حباب سے فرمایا اس جگہ بیٹھ جاؤ۔ راہب نے کہا یہ دوسری دلیل ہے پھر فرمایا اے حباب اس گڑھے میں اتر جاؤ۔ اور اس جگہ پر ایک مسجد تعمیر کر دو۔ حباب نے گڑھے کی مسجد بنا دی۔ حضرت امیرالمومنینؑ کوفے میں پہنچ گئے۔ وہاں اپنی شہادت تک قیام فرما رہے۔ حباب اپنی تعمیر کردہ مسجد براثا میں واپس آ گئے۔

ایک اور روایت میں ہے کہ راہب نے عرض کیا میں نے انجیل میں پڑھا ہے۔ اس جگہ وہ شخص نماز پڑھے گا جس کا نام ایلیا ہوگا۔ کافی گفتگو کے بعد کہا جس نے محمد صلعم کو پایا ہے۔ اسے چاہیے کہ آپ کی پیروی کرے۔ جو آپ کے ساتھ آیا آپ لوگوں کو یقین ہونا چاہیے کہ وہ اپنی زندگی کے آخری ایام میں یہاں ایک درخت بوئے گا۔ جس کے پھل کبھی خراب نہیں ہوں گے۔ زاذان کی روایت میں ہے کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا۔ تم پانی کہاں سے پیتے ہو؟ عرض کیا دجلہ سے۔ فرمایا کنواں کیوں نہیں کھود لیتے۔ تاکہ اس سے پانی پیتے رہو۔ عرض کیا کنواں کھودا تھا لیکن اس کا پانی نمکین نکلا تھا۔ فرمایا اب دوسرا کنواں کھودو۔ اس نے کنواں کھودا جس سے میٹھا پانی نکلا، فرمایا اے حباب تم بھی یہاں سے پانی پیا کرنا۔ یہ مسجد تکا تار آباد رہے گی جب لوگ اس کو خراب کردیں گے اور اس کی کھجور کو کاٹ دیں گے تو یہ سخت مصیبت میں گرفتار ہو جائیں گے۔"

صعد بن قیس کی روایت میں ہے کہ حضرت ایک جگہ تشریف لائے وہاں زمین پر پاؤں مارا وہاں پانی کا چشمہ پھوٹ پڑا، فرمایا یہ مریم کا چشمہ ہے، فرمایا یہاں ستر گز زمین کھودو زمین کو کھودا گیا اس کے نیچے سے ایک سفید پتھر نکلا، فرمایا یہاں مریم نے عیسےٰ کو رکھا تھا اور اس جگہ نماز پڑھی تھی، امیرالمومنین نے پتھر کو نصب کردیا۔ اور اس کی طرف منہ کرکے نماز ادا فرمائی آپ اس جگہ پر چار روز قیام فرما رہے۔ امام محمد باقر علیہ السلام کی روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا یہ مریم کا چشمہ ہے جو اس کی خاطر پھوٹ نکلا تھا، سات گز یہاں زمین کھودی گئی تو اس کے اندر سے ایک سفید پتھر نکلا۔"

ایک اور روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا یہ وہ جگہ ہے جہاں انبیاء نے نماز پڑھی ہے۔ ابو جعفر نے فرمایا کہ ہم نے اس بات کو پایا ہے کہ اس جگہ حضرت عیسےٰ سے پہلے نماز پڑھی گئی تھی، ایک اور روایت میں ہے کہ یہاں حضرت ابراہیم خلیل نے نماز پڑھی ہے۔"

ایک روایت ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے چلا کر سریانی زبان میں اظہار کے کنوئیں! میرے قریب آجا (کنوئیں کا پانی حضرت کے قریب آگیا) حضرت مسجد کی طرف تشریف لے جانے لگے۔ تو راستے میں تھوہر (زقوم) کے کانٹے دار درخت موجود تھے حضرت نے اپنی تلوار نکالی۔ اور ان کو صاف کردیا۔ فرمایا اس جگہ اللہ کے نبیوں میں سے ایک نبی کی قبر ہے (اس جگہ سے) سورج کو واپس لوٹنے کا حکم دیا۔ سورج لوٹ کر واپس آگیا۔ [1] اس وقت حضرت کے ساتھ آپ کے تیرہ اصحاب موجود تھے خط استوا کے ذریعے قبلہ قائم کیا۔ اور اس کی طرف نماز ادا فرمائی۔

---

[1] اس سے معلوم ہوا کہ حضرت امیر علیہ السلام نے دو دفعہ سورج کو واپس لوٹا دیا تھا، ایک جگہ یہ ہے جو اس کتاب (اداقی لکھ منزم)

ایک روایت میں ہے کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اے وشتا میرے قریب آجاؤ۔ وشتا کا بیان ہے کہ میں حضرت کے قریب ہو گیا فرمایا اپنے محلے میں چلے جاؤ۔ وہاں مسجد کے دروازے پر ایک مرد اور ایک عورت کو جھگڑا کرتے ہوئے پاؤ گے۔ ان دونوں کو میرے پاس لے آؤ۔ میں وہاں پہنچا۔ واقعی دونوں کو جھگڑا کرتے ہوئے پایا۔ میں نے کہا تم دونوں کو امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام یاد کرتے ہیں۔ ہم لوگ حضرت کی خدمت میں پہنچ ہو گئے۔ فرمایا اے جوان یہ تو عورت ہے اس سے کیوں لڑتے ہو۔ عرض کیا اے امیرالمومنین! میں نے اس سے شادی کی ہے حق مہر ادا کیا۔ میں اس کا مالک بنا ہوں۔ میں نے اس سے زفاف کیا ہے۔ جب میں اس کے قریب گیا۔ تو اس سے ایک ایسا خون دیکھا جس سے میں ہکا بکا رہ گیا۔

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا "یہ عورت تم پر حرام ہے۔ اور تم اس کے شوہر نہیں ہو سکتے" یہ بات سن کر لوگوں کا اژدہام ہو گیا حضرت نے فرمایا کیا تو مجھے جانتی ہے۔ عرض کیا لوگوں سے سنا ہے۔ لیکن اس سے قبل آپ کو دیکھا نہیں تھا۔ آپ نے فرمایا تو فلانہ بنت فلاں اور فلاں آل سے نہیں ہے؟ اس عورت نے عرض کیا خدا کی قسم ایسا ہی ہے آپ نے فرمایا کیا تم نے فلاں بن فلاں سے اپنے اہل والوں سے چوری نکاح متعہ نہیں کیا تھا۔ پھر تو حاملہ ہو گئی تھی۔ اور تم نے ایک لڑکا جنا تھا۔ اور تمہیں اپنی قوم سے ڈر لگا تھا۔ اور تم رات کے وقت اس لڑکے کو اٹھا کر چل پڑی تھی۔ جب ایک ویران مقام پر تو پہنچی تو وہاں اس لڑکے کو زمین پر لٹا دیا تھا۔ شفقت کی وجہ سے اس کے سامنے کچھ دور کھڑی ہو گئی تھیں۔ کبھی اُٹھا لیتی کبھی اسے دوبارہ زمین پر لٹا دیتی تھیں۔ لیکن رسوائی کے ڈر سے رو رہی تھیں۔ کتوں نے بھونکنا شروع کیا۔ تو ان کے ڈر سے دوڑیں۔ ایک کتے نے تیرے لڑکے کے قریب آکر اسے سونگھا۔ بدبو کی وجہ سے اسے پھاڑنا چاہا۔ تم نے کتے کو ایک پتھر مارا۔ لیکن وہ کتے کی بجائے تیرے لڑکے کو لگا۔ لڑکا چلانے لگا۔ تجھے ڈر لاحق ہوا کہ کہیں صبح نہ ہو جائے۔ اور تیرا واقعہ لوگوں کو معلوم نہ ہو جائے۔ تم وہاں سے واپس چل پڑی۔ لیکن تیرا دل رقت سے بھرا ہوا تھا۔ تم نے آسمان کی طرف ہاتھ بلند کئے۔ کہا اے معبود! اے ودیعت کی حفاظت کرنے والے اس کی حفاظت کر۔ عرض کیا خدا کی قسم یہ تمام واقعات درست ہیں۔ آپ کے بیان نے مجھے حیرت میں ڈال دیا ہے۔ فرمایا اس آدمی کو لاؤ وہ حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہو گیا۔ فرمایا اپنی پیشانی کھولو اس نے پیشانی سے کپڑا ہٹا لیا

(بقیہ حاشیہ صفحہ گذشتہ) میں مذکور ہے دوسری جگہ وہ ہے جو حلہ کے قریب ہے جو سڑک کربلا سے نجف کو جاتی ہے۔ اس کے کنارے پر ایک جگہ ہے جو مسجد رد الشمس کے نام سے مشہور ہے۔ اور کتاب عیون المعجزات مولفہ علامہ شیخ حسین کی بات کی تائید ہوتی ہے اس گنہگار نے اس جگہ کو بچشم خود دیکھا ہے ۱۲ مترجم۔

آپ نے فرمایا۔ یہ وہ زخم ہے۔ یہ تیرے لڑکے کے سر پر لگا۔ یہ تیرا ہی لڑکا ہے۔ اللہ نے تجھے اس کی مجامعت سے بچا لیا۔ یہ تیری اس دعا کا نتیجہ ہے جو تو نے اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کی تھی۔ اللہ کی نوازش کا شکریہ ادا کر۔

حارث، عود، ابوایوب انصاری، جابر بن یزید اور محمد بن مسلم ابوجعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ اور عیسیٰ بن سلیمان ابوعبداللہ علیہ السلام کے حوالے سے بیان کرتے ہیں۔ حدیث کا ایک حصہ دوسرے حصے میں مل گیا ہے امیرالمومنین علیہ السلام کوفے کے بازاروں کا دورہ فرما رہے تھے۔ ایک عورت نے تین بار آپ کو لعن کیا۔ فرمایا۔ اے سلقلقیہ میں نے تیرے خاندان کے کتنے افراد قتل کئے ہیں۔ اس عورت نے کہا۔ تیرہ یا اٹھارہ۔ جب وہ عورت واپس گھر آئی۔ تو اپنی ماں سے واقعہ بیان کیا۔ اس نے کہا سلقلقیہ اس عورت کو کہتے ہیں جو حیض کے بعد پیدا ہوا ہو۔ اور اس سے کوئی نسل نہ چلے۔ کہا اے ماں آپ کی یہی حالت ہے؟ کہا ہاں ایسا ہی ہے۔

ایک روایت میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ اس عورت نے کہا آپ نے میرے خلاف فیصلہ کیا ہے۔ عدل سے فیصلہ نہیں کیا۔ رعایا میں انصاف سے کام نہیں لیا۔ اور نہ ہی وہ فیصلہ کیا ہے جو اللہ کے نزدیک پسندیدہ ہو۔ اس کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ اے خزیہ (رسوا) اے بذیہ (بدکار) یا سلقع (مکارہ) گھبرا کر دوڑی اور کہتی جاتی تھی۔ میں ہلاک اور تباہ ہوگئی۔ اے ابوطالبؑ کے بیٹے آپ نے میرا پردہ چاک کر دیا۔

خصائص نطنزی میں تحریر ہے کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ اکبر۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا تھا۔ قریش میں سے سفی۔ انصار میں سے یہودی۔ عرب میں سے دعی اور تمام لوگوں میں سے بدبخت تم سے بغض رکھے گا۔ اور عورتوں میں سے سلقلقیہ عورت تم سے بغض رکھے گی۔ ایک عورت نے عرض کیا۔ سلقلقیہ عورت کیا ہوتی ہے۔ فرمایا جس کو مقعد سے حیض آتا ہے۔ عورت نے عرض کیا۔ اللہ اور اس کا رسول سچا ہے۔ آپ نے مجھے ایک ایسی چیز کے بارے میں کہا ہے۔ جو مجھ میں موجود ہے۔ اے امیرالمومنین! آئندہ میں کبھی آپ سے بغض نہیں رکھوں گی۔ آپ نے فرمایا۔ خداوندا! اگر یہ اپنے قول میں سچی ہے۔ تو اس کے حیض کو اس جگہ قرار دے جہاں سے تمام عورتوں کو آتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اس کے حیض کو ٹھیک راستے سے جاری کر دیا۔

حارث اعور کا بیان ہے کہ عمرو بن حارث نے اس عورت سے پوچھا کہ کیا تم میں یہ عیب موجود تھا۔ اس عورت نے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کے قول کی تصدیق کی۔ عمرو نے اسے کہا کیا علی ساحر یا کاہن اور جادوگر تو نہیں ہیں؟ اس عورت نے کہا۔ اے عبداللہ! تم نے نہایت رکیک بات بیان کی ہے۔ حضرت تو اہل بیت نبوت میں سے ہیں۔ ابن حریث امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کو اس عورت کی گفتگو سے آگاہ کیا۔

حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا عورت نے تم سے زیادہ خوبصورت بات بیان کرنی تھی۔

حذیفہ بن یمان نے امیر علیہ السلام کی خدمت میں حضرت عثمان کی خلافت کے زمانے میں عرض کیا خدا کی قسم میں آپ کے اس کلام کا مطلب اور تشریح نہیں سمجھ سکتا تھا۔ کیف انت یا حذیفہ اذا ظلمت العیون العین والنبی بین اظہرنا۔ اے حذیفہ! اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب عیون العین کی آنکھیں اندھی ہو جائیں گی اور نبی صلعم ہمارے سامنے موجود پڑے ہوں گے۔ میں آپ کے اس کلام کا مطلب کل رات سمجھا۔ عتیق اور حضرت عمر کو آپ کے خلاف دیکھا۔ ان دونوں کے ناموں کے شروع میں عین ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اے حذیفہ! عبدالرحمٰن کو بھول گئے ہو۔ جو حضرت عثمان کی طرف جھک گئے تھے۔ عنقریب تم عمرو بن عاص کو بھی ان کے ساتھ شامل کر دو گے۔ جو جگروں کے کھانے والی کے بیٹے معاویہ سے مل جائے گا۔ ان عیون نے مجھ پر ظلم کرنے کا اجماع کر لیا ہے۔

مندرجہ ذیل حضرات آنے والی حدیث کے راوی ہیں۔

(۱) زید بن صوحان (۲) صعصعہ بن صوحان (۳) براء بن سبرہ (۴) اصبغ بن نباتہ (۵) جابر بن شرجیل (۶) محمود بن کواء

ایک پادری ہے جس کی عمر ۱۲۰ سال تھی۔ دیلم کے گرجے میں جو ایران کی سرزمین پر واقع تھا۔ کہتا تھا کہ ایک شخص جس کو لوگ علی کہتے ہیں۔ ناقوس کی تفسیر بیان کرتے ہیں۔ کہا مجھے ان کے پاس لے چلو۔ میں اسے انزع بطین خیال کرتا ہوں۔ جب امیر المومنین علیہ السلام سے ملاقات ہوئی۔ تو کہا میں نے آپ کے حلیے کو انجیل میں پڑھا ہے اور میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں۔ کہ آپ اپنے ابن عم کے وصی ہیں۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ تم ایمان لانے کی غرض سے آئے ہو۔ ایمان لانے میں مزید رغبت کا باعث کوئی اور چیز بیان کر دوں۔ عرض کیا ہاں۔ فرمایا۔ اپنی زرہ اتار دو اور اپنے اصحاب کو وہ شمامہ[1] جو تیرے دونوں شانوں پر موجود ہے دکھا دو۔ یہ سن کر اس نے کہا اشھد ان لا الٰہ الا اللہ و ان محمداً عبدہ و رسولہ کلمہ پڑھنے کے بعد غش کھا کر گر پڑا اور انتقال کر گیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ اسلام میں کم رہا۔ اور اللہ کے جوار میں کافی عرصہ رہے گا۔

---

[1] شمامہ سونگھنے کی مَس کو کہتے ہیں۔ مراد خوشبودار چیز ہے) مصباح اللغات صفحہ ۴۲۴ مطبوعہ دہلی۔ المترجم

ابن عباس سے روایت ہے کہ جمل کی لڑائی کے روز امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ ہم لوگ ضرور اس فرقے پر غالب آجائیں گے اور ضرور ان دونوں آدمیوں کو قتل کردیں گے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ ہم لوگ ضرور بصرہ کو فتح کرلیں گے۔ اور آج کوفہ سے آٹھ ہزار اور تہیں سے کچھ اور آدمی ہمارے پاس آجائیں گے۔ ایسا ہی ہوا تھا۔ ایک اور روایت میں ہے حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا چھ ہزار چھپن آدمی آئیں گے۔

ابن عباس کی حدیث کا ایک حصہ یہ بھی ہے کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے حضرت اویس قرنی کی صفین میں آمد کے بارے میں فرمایا تھا (اویسؓ امیرالمومنینؑ کے ہمراہ جنگ صفین میں شہید ہوئے)

اصحاب تفسیر نے جندب بن عبداللہ ازدی سے روایت کی ہے کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نہروان کے مقام پر اُتر گئے۔ جب ہم خوارج کے لشکر کے پاس پہنچے۔ تو ان کی قرآن پڑھنے کی وجہ سے آواز ایسے آرہی تھی جس طرح شہد کی مکھیوں کی بھنبھناہٹ کی آواز آتی ہے۔ میں نے جب ان کی یہ حالت دیکھی۔ تو امیرالمومنین علیہ السلام کے لشکر سے الگ ہوکر نماز پڑھنی شروع کردی۔ اور کہا اے معبود! اگر اس قوم کے ساتھ لڑنا تیری اطاعت ہے۔ تو میں ان سے لڑنے کے لئے آیا ہوں۔ اگر ان سے لڑنا تیری معصیت کا باعث ہوگا۔ تو وہ بات مجھے دکھلا دیجئے اسی دوران میں حضرت علیؑ تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا۔ اے جندب میں اللہ سے شک سے پناہ مانگتا ہوں۔ حضرت امیر علیہ السلام سواری سے نیچے اُترے۔ نماز پڑھنے لگے۔ اسی اثنا میں ایک سوار نے آکر عرض کیا۔ اے امیرالمومنین! لوگوں نے نہر کو عبور کرلیا ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ ایسا ہرگز نہیں ہوا ہے۔ ایک اور حاضر ہوا۔ اور عرض کی کہ قوم نے نہر کو عبور کرلیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ ایسا ہرگز نہیں ہوا۔ جندب کا بیان ہے کہ خدا کی قسم جب میں نے جاکر دیکھا تو خوارج کا لشکر اور سامان نہر سے دوسری جانب تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔ اور حضرت انہیں پچھاڑ دیں گے۔ اور ان کا خون بہائیں گے۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ لوگ محل پوری بنت کسریٰ کے پاس نہیں پہنچیں گے۔ لیکن ہم لوگ ان کے صفوف کی طرف چلے گئے۔ تو ہم نے جاکر دیکھا ان کے جھنڈے اور سامان اسی جگہ موجود تھے حضرت امیر علیہ السلام نے میری گردن کو پکڑ کر فرمایا۔ اے بھائی از داب امر تم پر واضح ہوگیا ہے۔ میں نے عرض کیا۔ اے امیرالمومنین ہم ضرور۔

سفیان بن عیینہ طاؤس یمانی سے روایت کرتے ہیں کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے حجر بدری سے

فرمایا۔ اے حجر اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی۔ جب تو صفائے منبر پر موجود ہوگا۔ اور تجھے حکم دیا جائے گا۔ کہ تم مجھے سب کرو۔ اور مجھ سے برات کا اظہار کرو۔ عرض کیا (یا حضرت) میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم یہ بات ضرور ہو کر رہے گی۔ جب یہ بات ہو تو مجھ پر سب کرنا لیکن مجھ سے برأت نہ کرنا۔ کیونکہ جو شخص مجھ سے دنیا میں برأت کرے گا۔ میں اس سے آخرت میں برأت کروں گا۔ طاؤس کا بیان ہے۔ کہ حجر کو حجاج نے گرفتار کر لیا اور اس بات پر مجبور کیا کہ حضرت علی کو گالیاں دیں۔ حجر منبر پر چڑھ گیا اور کہا اے لوگو! امیر نے حکم دیا ہے۔ کہ میں علی پر لعن کروں۔ تمہیں آگاہ ہونا چاہیے۔ کہ تم اس پر لعنت کرو۔ اس پر خدا کی لعنت ہو۔

فصل ۸

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا "منایا" "بلایا" اور اعمار کے متعلق آگاہ کرنا

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص امیر المومنین علیہ السلام کے سامنے کھڑا ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ اے فلاں تیار ہو جاؤ۔ اپنے نفس کے لیے جو چاہتے ہو اسے تیار کر لو۔ تم فلاں فلاں دن بیمار ہو گے۔ فلاں فلاں ماہ ہوگا۔ اور فلاں گھڑی ہوگی۔ جس طرح حضرت فرماتے تھے۔ ویسے ہی ہو جاتا تھا۔ حضرت نے ان باتوں کی تعلیم رشید ہجری کو دے دی تھی۔ ان وجوہ کی بنا پر لوگ رشید کو رشید البلایا کہا کرتے تھے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے حضرت امام حسین علیہ السلام کے قتل کی خبر دے دی تھی۔ (اور ویسے ہی ہوا تھا)

فضیل بن زبیر الوالحکم سے وہ اپنے مشائخ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ "مجھ سے جو چاہو پوچھ لو قبل اس کے کہ مجھے نہ پاؤ" ایک شخص نے کہا۔ یہ فرمایئے کہ میرے سر اور میری داڑھی میں کتنے بال ہیں؟ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ تیرے سر کے ہر بال کے پاس ایک فرشتہ موجود ہے جو تجھے لعنت کرتا ہے اور تیری داڑھی کے ہر بال کے پاس ایک شیطان موجود ہے۔ جو تجھے بہکا رہا ہے اور تیرے گھر میں ایک رذیل آدمی موجود ہے۔ جو رسول اللہ صلعم کے فرزند کو قتل کرے گا۔ جو کچھ میں نے تمہیں بتایا ہے اس پر یہ آیت دلالت کرتی ہے۔ جس بات کا تم نے سوال کیا ہے۔ اگر اس کے بارے میں برہان کو مشکلات کا سامنا نہ کرنا پڑتا۔ تو ضرور تمہیں آگاہ کرتا۔ اس کا بیٹا عمر ان ایام میں ایک چھوٹا سا بچہ تھا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام کا قتل عمر کے ہاتھ پر واقعہ ہوا۔

ابوالفرج اصفہانی اخبار حسن کے تحت بیان کرتے ہیں کسی نے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت
میں عرض کیا۔ کہ خالد بن عرفطہ مر گیا ہے آپ نے فرمایا۔ وہ نہیں مرا۔ بلکہ وہ اس وقت تک نہیں مرے گا
تک گمراہ لشکر کا قائد نہیں بنے گا۔ جس کا علم حبیب بن جمانہ کے پاس ہوگا۔ منبر کے نیچے سے ایک شخص نے عرض
کیا اے امیرالمومنینؑ! خدا کی قسم میں آپ کا شیعہ ہوں۔ اور یقیناً میں آپ کا محب ہوں۔ اور میں ہی حبیب بن
جمانہ ہوں۔ آپ نے فرمایا "تمہیں ایسے جھنڈے اٹھانے سے بچنا چاہیے۔ لیکن تم اس کو اٹھاؤ گے ضرور اور
اس جھنڈے کو لیے ہوئے اس دروازے سے داخل ہو گے امیرالمومنین علیہ السلام نے باب فیل کی طرف
اشارہ فرمایا۔ حضرت امام حسین علیہ السلام سے جنگ کرنے کے لیے عمر بن سعد بن ابی وقاص کربلا کی طرف روانہ
خالد بن عرفطہ عمر کے مقدمہ جیش میں تھا۔ اور حبیب بن جمانہ جھنڈا لیے ہوئے تھا۔ اور باب فیل سے مسجد میں
داخل ہوا۔

امیر علیہ السلام اہل کوفہ کو مخاطب فرما کر کہتے ہیں۔ کہ اس وقت تمہاری کیا حالت ہوگی جب اہل بیت
رسولؐ تمہارے ہاں وارد ہوں گے اور تم جان بوجھ کر ان کو قتل کر دو گے" وہ کہنے لگے معاذاللہ اگر ہمارے
پاس اس بارے میں اللہ تعالیٰ بھی مجسم ہو کر آجائے۔ تو اس کے سامنے ہم کوئی بہانہ بنا کر ٹال جائیں گے۔

اسمٰعیل بن زیاد سے روایت ہے کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے براءؓ بن عازب سے فرمایا اے
براء حسینؑ میرا بیٹا قتل کر دیا جائے گا حالانکہ تم زندہ موجود ہو گے۔ اور اس کی نصرت نہیں کرو گے۔ حضرت
امام حسین علیہ السلام کی شہادت کے بعد براء کہا کرتے تھے۔ خدا کی قسم امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے سچ
فرمایا۔ اور افسوس کرتے تھے۔

مسند موصلی میں عبداللہ بن یحییٰ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ صفین کی طرف جاتے ہوئے جب
امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نینوا کے مقابل میں ہوئے۔ تو بلند آواز میں فرمایا۔ اے ابوعبداللہ فرات کے
کنارے صبر سے کام لینا۔ میں نے عرض کیا آپ یہ کیا فرما رہے ہیں؟ آپ نے فرمایا۔ طف (کربلا) کے مقام پر
حسینؑ کو شہید کر دیا جائے گا۔

جویریہ بن مسہر عبدی بیان کرتے ہیں۔ کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام صفین کی طرف جاتے ہوئے طفوف
کربلا میں ٹھہر گئے اور دائیں اور بائیں دیکھنا شروع کر دیا۔ اور آنکھوں سے آنسو جاری ہو گئے۔ پھر آپ نے فرمایا
خدا کی قسم! وہ لوگ یہاں اتریں گے۔ لوگوں نے حضرتؑ کے فرمان کا مطلب اس وقت سمجھا۔ جب حضرت

امام حسین علیہ السلام شہید ہو گئے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنی شہادت کے متعلق خود آگاہ فرمایا تھا۔ شاذ کونی حماد بن یحییٰ سے وہ ابن عتیق سے وہ ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اگر کوئی شخص اپنی موت سے آگاہ تھا۔ کہ کب آئے گی۔ تو وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ذات تھی۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے حکم دیا کہ جو اشخاص کوفہ میں رہتے ہیں ان کے نام لکھ لیئے جائیں۔ ایک صحیفہ میں ان کے نام لکھ کر حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا گیا حضرت نے ان ناموں کو پڑھا۔ جب ابن ملجم کے نام پر پہنچے۔ تو اپنی انگلی اس کے نام پر رکھ کر فرمایا۔ خدا تجھے قتل کرے۔ خدا تجھے قتل کرے۔" کسی نے آپ سے پوچھا جب آپ کو اس بات کا علم ہے کہ وہ آپ کو قتل کرے گا۔ تو آپ اس کو خود پہلے کیوں نہیں قتل کر دیتے؟ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ گناہ سرزد ہونے سے پہلے بندے کو عذاب نہیں دیتا۔ اور کبھی فرماتے تھے مجھے کون قتل کرے گا؟

اصبغ بن بناتہ سے روایت ہے کہ جس ماہ حضرت علی علیہ السلام شہید ہوئے۔ اسی ماہ خطبہ میں ارشاد فرمایا۔ کہ رمضان کا ماہ آگیا جو تمام مہینوں کا سردار ہے۔ اس ماہ میں شیطان کی چکی چلے گی۔ اس سال تم ایک صف میں حج ادا کرو گے۔ اور اس کی علامت یہ ہے میں تم میں موجود نہ ہوں گا۔

صفوانی الاحسن والمحن میں اصبغ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا پہلے اس کے کہ آپ کو قتل کے روز قتل کر دیا جائے فرمایا تمہیں آگاہ ہونا چاہیئے۔ جو شخص بھی یہاں اولاد عبد المطلب میں سے موجود ہو۔ میرے قریب ہو جائے۔ ان لوگوں کو میرے قاتل کے سوا اور کسی شخص کو قتل نہ کرنا چاہیئے۔ خبردار کل میں تم کو اس میں نہ پاؤں۔ کہ تم یہ کہتے ہوئے لوگوں کو گھیر لو۔ کہ امیر المومنینؑ قتل ہو گئے۔

عثمان بن مغیرہ سے روایت ہے۔ امیر المومنین علیہ السلام جب ماہ رمضان آیا۔ تو ایک رات امام حسن علیہ السلام کے ہاں ایک رات امام حسین علیہ السلام کے ہاں اور ایک رات عبد اللہ بن جعفرؑ کے ہاں بسر کرتے تھے۔ اور تین لقموں سے زیادہ کوئی چیز تناول نہیں فرماتے تھے۔ کسی نے اس کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ میرے رب کا امر آنے والا ہے۔ اور میں اس لئے خالی پیٹ رہنا چاہتا ہوں۔ اس کے آنے میں ایک رات یا دو راتوں کی دیر ہے جس رات کے متعلق فرمایا تھا۔ اسی رات آپ کو شہید کیا گیا۔ اسی طرح حضرتؑ نے مندرجہ ذیل حکمات

کے شہید ہو جانے کی خبر دی تھی

۱۔ حجر بن عدی (۲) رشید ہجری (۳) کمیل بن زیاد (۴) میثم تمار (۵) محمد بن اکثم (۶) خالد بن مسعود (۷)

حبیب بن مظاہر (۸) جویریہ (۹) عمرو بن حمق (۱۰) قنبر (۱۱) مذرع وغیرہ وغیرہ

امیر المومنین علیہ السلام نے ان حضرات کے قاتلین کے نام اور ان کے قتل کی کیفیت کے متعلق آگاہ فرمایا

انشاء اللہ تعالیٰ ان باتوں کا بیان آگے آئے گا۔

عبد العزیز اور صہیب ابو العالیہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہمیں مذرع بن عبد اللہ نے حدیث بیان کی

کہ میں نے امیر المومنین علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا خدا کی قسم ایک لشکر ضرور آئے گا۔ جب بیداء کے مقام پر

پہنچے گا تو زمین اس کو نگل جائے گی۔ میں نے مذرع سے کہا یہ تو غیب کی بات ہے کہ خدا کی قسم جس بات سے

مجھے امیر المومنین نے آگاہ کیا ہے وہ ضرور ہو کر رہے گی۔ ایک آدمی ضرور پکڑا جائے گا۔ اور اسے ضرور قتل کیا جائے گا

اور اس مسجد کے کنگرے پر اسے لٹکایا جائے گا۔ میں نے کہا یہ دوسری غیب کی بات ہے۔ اس نے کہا مجھے ثقہ امین علی

بن ابی طالب نے آگاہ کیا تھا۔ ابو العالیہ کا بیان ہے کہ ایک ہفتہ نہیں گزرا تھا۔ کہ مذرع گرفتار ہوا۔ اور کنگرے کے

درمیان اسے سولی پر لٹکا دیا گیا۔

معرفت اور تاریخ میں فسوی نے بیان کیا ہے کہ ابو عبد اللہ بن خالد سے روایت ہے۔ کہ میں نے علی علیہ السلام کو فرماتے

ہوئے سنا۔ اے اہل عراق۔ عنقریب تم میں سے سات آدمی جو بہترین ہوں گے جو مثل اصحاب اخدود کے ہوں گے

قتل ہوں گے۔ حجر بن عدی اور آپ کے اصحاب قتل کیے گئے

امیر المومنین علیہ السلام نے اپنے بعد فتنوں کے برپا ہونے کے متعلق آگاہ کیا۔ کوفہ میں خطبہ کے دوران بیان فرمایا

جب دیکھا کہ لوگ آپ کا ساتھ دینے میں عاجزی کرتے ہیں۔ تو فرمایا میرے بعد کس امام کے ساتھ مل کر جہاد کرو

گے۔ اور میرے بعد کس گھر کی حفاظت کرو گے۔ عنقریب تم پر ایک ایسا شخص مسلط ہوگا جو بڑے حلق اور شکم والا ہو

جو پائے گا کھا جائے گا۔ اور جو چیز نہ پائے گا۔ اس کی تلاش کرے گا۔ ایسے شخص کو قتل کر دو لیکن تم اسے قتل نہیں کر

سکو گے۔ عنقریب مجھے سب کرنے اور میرے سے برأت ظاہر کرنے کا حکم دے گا۔ مجھ پر اس وقت سب تو کرنا لیکن

مجھ سے بیزاری نہ کرنا۔ کیوں کہ میں فطرت اسلام پر پیدا ہوا ہوں۔ سب سے پہلے اسلام اور ہجرت کی طرف سبقت

کی ہے حضرت امیر علیہ السلام نے یہ اشارہ امیر شام معاویہ کی طرف فرمایا تھا۔

اہل بصرہ سے فرمایا۔ میں نے امانت کو ادا کر دیا۔ غیب کے بارے میں تمہیں نصیحت کی۔ اس کے بعد اگر تم نے

میری توہین کی اور مجھے جھٹلایا تو اللہ عزوجل تم پر بنو ثقیف کا ایک ایسا آدمی مسلط کرے گا۔ جو تمہاری حرمت کو تباہ کر دے گا یعنے حجاج

حضرت امیر علیہ السلام نے ترکوں اور زنجیوں کے متعلق آگاہ فرمایا تھا جس کو علامہ رضیؒ نے نہج البلاغہ میں بیان کیا ہے حضرت امیر علیہ السلام نے ترکوں کے بارے میں فرمایا گویا کہ میں ایک ایسی قوم کو دیکھ رہا ہوں جن کے چہرے موٹے چمڑوں سے مڑھے ہوئے ہیں ریشم اور دیباج پہنے ہوئے ہیں۔ تیز رفتار گھوڑوں پہ سوار ہوں گے خون کی ہولی کھیلی جائے گی زخمی مقتولوں پر ہو کر گزرے گا۔ قیدی زیادہ ہوں گے۔ اور بھاگ جانے والے تھوڑے ہوں گے۔

پھر اہل زنج کے بارے میں فرمایا۔ اے احنف گویا کہ میں دیکھ رہا ہوں کہ ان کا لشکر ایسے ہوگا جو گرد نہ اڑائے گا۔ اور نہ ہی گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز ہوگی۔ اور نہ لگاموں کی کھڑکھڑاہٹ ہوگی۔ اور نہ ہی گھوڑوں کا ہمہمہ ہوگا۔ وہ زمین پر ایسے چلیں گے جس طرح شتر مرغ چلتا ہے۔

محمود نے فائق میں امیر علیہ السلام کا یہ فرمان نقل کیا ہے۔ تمہارے پیچھے ایک فتنہ پوشیدہ ہے۔ جو ختم ہونے میں نہیں آئے گا۔ اور ایسے امتحان میں پڑ جاؤ گے جس کی میعاد بہت لمبی ہوگی۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے خطبہ لؤلؤیہ میں فرمایا۔ آگاہ ہو جاؤ میں تم سے عنقریب کوچ کرنے والا ہوں۔ اور غیب کے پاس جانے والا ہوں۔ فتنہ امویہ اور مملکت کسرویہ سے ڈرو بہت سی مصیبتیں اور بلائیں تم پر بنو عباس کی سلطنت کی طرف سے واقع ہوں گی جس میں ڈر اور مایوسی ہوگی۔ یہ لوگ دجلہ اور دجیل کے درمیان ایک شہر آباد کریں گے جس کا نام زوراء ہوگا۔ آپ نے پھر اس شہر کے اوصاف بیان کئے۔ اور اس پر شیطان کے چوبیس [۲۴] بادشاہ حکومت کریں گے اول سفاح ہوگا۔ (۲) مقلاص (۳) جموح (۴) مجروح۔ ایک روایت میں مجدوع لکھا ہے (۵) مظفر (۶) موٹث (۷) نظار (۸) کبش (۹) مظہور (۱۰) مستظلم (۱۱) مستصعب ایک روایت میں مستضعف ہے (۱۲) علام (۱۳) مختطف (۱۴) غلام (۱۵) مترف (۱۶) الاکدیہ (۱۷) الاکدر ایک روایت میں اکتب آیا ہے (۱۸) الکتیب (۱۹) الکلب (۲۰) مشرف (۲۱) وشیم (۲۲) الظلم (۲۳) عنوی (۲۴) کافر اور غیبت ہوگا۔ پھر سرخ فتنہ اور زرد فساد ہوگا۔ اس کے بعد قائم بالحق تشریف لائیں گے۔

امیر علیہ السلام نے خطبہ غرا میں ارشاد فرمایا۔ زمین والوں کے لئے ہلاکت ہو جب ان کے منبروں پر متقی اور مستکفی کا نام لیا جاتا ہوگا۔ ان کے القاب میں متقی سے نام نہیں ہوگا جب ہم نے ان کے صفات بیان کئے ہیں تو ہم اس کا لقب متقی پاتے ہیں جس نے بنو حمدان سے امداد کی درخواست کی تھی۔ پھر حضرت نے ربیعہ کے ایک آدمی کا نام لیا جو قبیلہ ربیعہ

سے ہوگا جس کے نام میں سین اور میم آتے گا۔ اس کے بعد ایک شخص آئے گا جس کے نام میں دال اور قاف آئے گا پھر آپ نے اس شخص کی صفت اور اس کی سلطنت کی صفت بیان کی۔ ان میں سے ایک لڑکا پیدا ہوگا۔ جو زرد پنڈلیوں والا ہوگا۔ جس کا نام احمد ہوگا۔" آپ نے فرمایا منادی ندا کرے گا۔ زخمی مقتولوں پر گذر رہے ہیں۔ اور مرد دفن کئے جا رہے ہیں۔ ہند سندھ پر غالب ہوگا۔ قفص سعید پر۔ قبط اطراف مصر پر۔ اندلس اطراف افریقہ پر۔ حبشہ یمن پر ترک خراسان پر۔ روم شام پر اور اہل ارمینیہ کا بھی غلبہ ہوگا۔ پھر نام آلِ محمدؐ کے خروج کا ذکر فرمایا۔

خطبہ اقالیم میں ہر ملک کے حالات بیان کئے۔ اس کے بعد وہ حالات بیان کئے جو نبی صلعم کی وفات کے بعد ہر دس سال واقع ہوں گے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے تین سو دس ہجری تک کے حالات بیان کئے جس میں فتح قسطنطنیہ صقالیہ اندلس حبشہ۔ نوبہ۔ ترک۔ کرک۔ رل اور جبل، قاویل، تنادیس، چین اور دنیا کے دُور دراز ملکوں کے حالات بیان فرمائے۔

خطبہ قیصعیہ میں فرمایا۔ تعجب بے حد تعجب تو یہ ہے جو جمادی اور رجب کے درمیان واقع ہوگا۔ عجیب اور بے حد عجیب بات یہ ہے کہ جو مردے زندوں کی کھوپڑیوں کو ماریں گے۔

خطبہ ملاحم جو زہرار کے نام سے مشہور ہے میں فرمایا۔ ساٹھ سال کے اندر سخت مصیبتیں اور حادثے ظہور پذیر ہوں گے جس میں بڑے بڑے بہادروں کی ناکیں کٹ جائیں گی۔ مرد قتل کر دیئے جائیں گے۔ اور عورتیں قیدی بنائی جائیں گی۔ لوگوں کا مال اور دین سلب کر دیا جائے گا۔ ان کے مکانات اور محلات کچھ برباد کر دیئے جائیں گے۔ اور کچھ جلا کر راکھ کر دیئے جائیں گے۔ ان کے غلام ان کے کمین اور ان کی لونڈیوں کے بیٹے ان پر حکومت کریں گے۔ ان سالوں میں ظالم بادشاہ ہوں گے۔ اور خائن قاضی ہوں گے۔ پھر کچھ کلام کے بعد فرمایا۔ یہ دس سال کو اہل کہلائیں گے۔ بنی عباس کا ایک بادشاہ خراسان میں مقبول ہوگا۔ اور خراسان میں ہی اس کا وقار ختم ہوگا۔

معتصم کے بارے میں فرمایا۔ وہ میم۔ عین اور صاد کے ساتھ منبروں پر پکارا جائے گا۔ یہ شخص صاحبِ فتوحات نصرت اور ظفر ہوگا اس کے جھنڈے ملک روم میں لہرائیں گے۔ عنقریب وہ حبشہ کو بھی فتح کرے گا۔ اس کے عقاب میں ایک عقاب سخت بلند ہوگا۔ جو ہارون اور جعفر کے عقب میں سے ہوگا۔ جو مؤتفکہ کو اپنا گھر بنائے گا۔ عرب کو مٹا دے گا۔ عجم میں سے ترکوں کو اپنا وزیر اور دوست بنائے گا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ کے وہ حدود جو اللہ نے اپنی کتاب میں اپنے نبی پر نازل کئے ہیں۔ مٹا دیئے جائیں گے۔ اور یہ بات کہی جائے گی کہ یہ فلاں شخص کی رائے ہے۔ اور یہ فلاں شخص کا خیال ہے

یعنی (امام) ابوحنیفہ اور امام شافعی وغیرہما ہوں گے۔ رائے اور قیاس سے کام لیا جائے گا۔ آثار کو اکھاڑ کر پھینک دیا جائے۔ اور قرآن کو پس پشت ڈال دیا جائے گا۔ ایسے زمانے میں شراب پی جائے گی۔ لیکن اس کا نام اور رکھا ہوگا۔ شراب پی کر (آلاتِ غنا) عرطبہ۔ کوبہ۔ قینات اور معازف بجائے جائیں گے۔ سونے اور چاندی کے برتن استعمال ہوں گے۔

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ محل اور مکان مضبوط بنائے جائیں گے۔ مرد دیباج اور ریشم پہنیں گے۔

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ روم سے ساحل وغیرہ کا جو علاقہ لے لیا جائے گا۔ وہ واپس لے لے گا۔ ترک سے کاشغر اور ماوراالنہر کا جو علاقہ لے لیا جائے گا۔ وہ اس کو واپس لے لے گا۔ قفص تفلیس وغیرہ کا علاقہ واپس لے لے گا۔ اور تلقل کا جو علاقہ لیا جائے گا۔ وہ بھی اس کو واپس لے لے گا۔ پھر اس میں عجیب وغریب واقعات رونما ہوں گے۔ آپ نے ایک شہر کا نام لیا۔ جس کے رہنے والے بعض آدمیوں کے ساتھ فریب سے کام لیں گے۔ بعض لوگ صاف گوئی سے کام لیں گے۔ حتیٰ کہ فرمایا۔ تم اہل بصرہ کے لئے ہلاکت ہو۔ اسی طرح اہل جبال کے لئے ہلاکت ہو۔ جب یہ یہ ہوگا گویا دینور کے لئے ہلاکت ہے۔ اہل اصفہان پر جالوت عبداللہ حجام کی وجہ سے ہلاکت ہوگی۔ اہل عراق پر ہلاکت ہو۔ اہل شام پر ہلاکت ہو۔ اہل مصر پر ہلاکت ہو۔ اہل فلانہ پر ہلاکت ہو۔ لشکر حلوان اور دینور کے درمیان قتل کئے جائیں گے۔ ابہر اور زنجان کے درمیان بھی لشکر قتل کئے جائیں گے۔ پھر امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ ایک شخص دیلم اور طبرستان کی زمین سے اُٹھے گا۔ اور بدلہ لے گا۔

حضرت امیر علیہ السلام کا ایک اور خطبہ ہے۔ اس امت کی تباہی کا باعث وہ لوگ ہوں گے جن کا ذکر ہمارے رب نے شجرہ ملعونہ سے کیا ہے۔ ان کا پہلا شخص سرسبز ہے اور آخری کمزور اور دُبلا ہے۔ ان لوگوں کے بعد امت محمد کے انجام وہ لوگ بن جائیں گے جن کا پہلا آدمی الرؤف ہوگا دوسرا افتک پانچواں کبش ساتواں اعلم دسواں اکفر ہوگا۔ اس کو وہ شخص قتل کرے گا جو اس کا زیادہ مخصوص ہوگا۔ پندرہواں کثیر العنا اور قلیل الغنا ہوگا۔ سولہواں ذمہ داری کو پورا کرنے والا اور صلہ رحم کرنے والا ہوگا۔ گویا کہ میں اس کے اٹھارویں شخص کو دیکھ رہا ہوں۔ کہ اس کے دونوں پاؤں اس کے خون میں آلودہ ہو گئے ہیں۔ تین آدمی ایسے ہوں گے جن کی سیرت گمراہ ہوگی۔ بائیسواں بڈھا کھوسٹ ہوگا۔ جس کے عوام خوشحال ہوں گے چھبیسواں وہ ہوگا جس کے ہاتھ سے ملک نکل جائے گا۔ گویا کہ میں اس کو زوراء کے پل پر مقتول دیکھ رہا ہوں۔ یہ اس کے اپنے فعل کی وجہ سے ہوگا۔ اللہ اپنے بندوں میں سے کسی پر ظلم نہیں کرتا۔

خطبہ کا ایک اور حصہ۔ عنقریب عراق دو آدمیوں کی وجہ سے تباہ ہوگا۔ ان کے درمیان مجروح اور مقتول بہت ہوں گے یعنی مرلیک اور دیلم۔ گویا کہ میں مشاہدہ کر رہا ہوں۔ کہ ذوات الفروج کا خون ذوات الفروج کے ساتھ

مل رہا ہے۔ اہل زوراء جو بنو قنطورہ سے ہوں گے کے لئے ہلاکت ہے۔

دو لڑائیاں ہوں گی جن میں فریقین کو نقصان ہوگا۔ یعنی موصل کی لڑائی جس کا نام باب الاذانی ہوگا۔ ظالمین کے لئے ہلاکت ہو جن کا تعلق اشتراک سے ہوگا۔ عرب کے لئے ہلاکت ہو جو ترکوں سے اختلاط پیدا کریں گے۔ اُمت محمدؐ کے لئے ہلاکت ہو۔ جب اس کے رہنے والے اپنے شہروں کی حفاظت نہ کریں بنو قنطورہ دریائے جیحوں کو عبور کرکے دریائے دجلہ کا پانی پئیں گے بصرہ اور دبلہ کا قصد کریں گے۔ خدا کی قسم تم اپنے اس شہر کو ضرور جان لوگے۔ گویا کہ میں اس کے جامع کو کشتی کے سامنے کی طرح یا شترمرغ کے بیٹھنے کی مانند دیکھ رہا ہوں۔

امیرالمؤمنین حضرت علی علیہ السلام نے شہروں کی بربادی کے بارے میں فرمایا۔ قتادہ سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں کہ کسی نے امیرالمؤمنین حضرت علی علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔ وان من قریة الا نحن مهلكوها قبل يوم القيامة او معذبوها فرمایا۔ سمرقند۔ چاچ۔ خوارزم۔ اصفہان اور کوفہ کو ترک اور ہمدان تباہ اور برباد کریں گے۔ رے کو دیلم اور طبریہ برباد کریں گے۔ مدینہ اور فارس قحط اور بھوک سے تباہ ہوں گے۔ مکہ کو حبشی تباہ کریں گے۔ بصرہ اور بلخ غرق ہوں گے۔ سندھ کو ہند تباہ کرے گا۔ اور ہند کو تبت۔ تبت کو چین۔ بدخشان۔ صاغان کرمان تباہ کریں گے۔ شام کا کچھ حصہ گھوڑوں کی ٹاپوں اور قتل کی وجہ سے تباہ ہوگا۔ یمن ٹڈیوں اور ایک بادشاہ کی وجہ سے تباہ ہوگا۔ سجستان اور شام کا بعض علاقہ ریگ سے تباہ ہوگا۔ شامان طاعون میں مبتلا ہوکر تباہ ہوگا۔ مرو کا شہر ریت سے ہرات سانپوں سے۔ نیشاپور نہر کے ختم ہونے سے۔ آذربائیجان گھوڑوں کی ٹاپوں اور بجلیوں کی وجہ سے بخارا غرق بھوک اور لوگوں کے چھوڑ جانے کی وجہ سے تباہ ہوگا۔ بغداد کی (اینٹ سے اینٹ بجا دی جائے گی) اوپر کا حصہ نیچے اور نیچے کا اوپر کر دیا جائے گا۔

کسی نے امام محمد باقر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ آپ کے باپ (امیرالمؤمنین حضرت علی علیہ السلام) ان دونوں کی امامت پر راضی تھے۔ اس لئے ان کی قید کردہ لونڈیوں کو قبول کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے جابر انصاری کی طرف اشارہ فرمایا کہ ان سے پوچھو۔ جابر کا بیان ہے کہ میں نے حنفیہ کو تربت رسول اکرمؐ کے پاس روتے ہوئے اور آہیں بھرتے ہوئے سنا اے اللہ کے رسولؐ آپؐ پر سلام ہو اور آپ کے اہل بیت پر آپ کے بعد آپ کی امت نے ہمیں اس طرح قید کیا جس طرح کفار کو قید کیا جاتا ہے ہمارا اس کے سوا اور کوئی جرم نہیں تھا کہ ہم لوگ آپ کے اہل بیت سے محبت کرتے تھے۔ پھر کہنے لگے اے لوگو! ہمیں کیوں گرفتار کیا ہے۔ ہم نے تو کلمہ شہادتین کا اقرار کیا ہے۔ زبیر نے کہا۔ اللہ نے جو چیز تمہیں دی ہے وہ تم نے ہمیں

نہیں دی کہنے لگی ممکن ہے مردوں نے ایسا کیا ہو۔ عورتوں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے۔ طلحہ اور خالد نے اس پر اپنا اپنا کپڑا ڈال دیا۔ کہنے لگی میں برہنہ نہیں تھی۔ بلکہ تم مجھے چھپاتے ہو۔ اور نہ ہی میں نے تم سے سوال کیا ہے۔ جو تم مجھے صدقہ دے رہے ہو۔ زبیر نے کہا یہ دونوں تم سے شادی کرنا چاہتے ہیں۔ کہنے لگی۔ یہ دونوں میرے شوہر نہیں ہو سکتے۔ میرا شوہر تو وہ ہوگا جو مجھے اس بات سے آگاہ کرے۔ جو میں نے ماں کے شکم سے باہر آتے ہوئے کہی تھی۔ اسی اثنا میں امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے۔ آپ نے فرمایا خولہ! میری بات کان لگا کر سن تیری ماں حاملہ تھیں۔ اسے درد زہ اٹھا۔ معاملہ شدت اختیار کر گیا اس نے فریاد کی۔ اے معبود! اے معبود! اس بچے کو صحیح سالم پیدا کرنا۔ اللہ نے دعا کو قبول کیا۔ جب تمہیں جنا۔ تو تو نے بچپنے سے لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پڑھا۔ نیز کہا۔ اے ماں! عنقریب میرا مالک ایک سردار ہوگا۔ جس سے میں ایک فرزند جنوں گی۔ اس نے اس بات کو تانبے کی ایک تختی پر لکھ لیا۔ جہاں تو پیدا ہوئی تھی۔ وہیں اس تختی کو دبا دیا۔ جب تیری ماں غائب ہوئی تو اس تختی کے بارے میں تجھے وصیت کی۔ جب تیرے قید ہونے کا وقت آیا۔ تو اگرچہ تجھ میں ہمت نہیں تھی۔ پھر بھی تو نے تختی کو نکال کر اپنے بازو پر باندھ لیا۔ وہ تختی لاؤ۔ اس تختی کا مالک میں ہوں۔ میں ہی امیر المومنینؑ ہوں۔ میں اس مبارک لڑکے کا باپ ہوں۔ جس کا نام محمد ہوگا۔ اس نے تختی امیرالمومنینؑ کے حوالے کی۔ حضرت عثمان نے پڑھ کر حضرت ابوبکر کو سنایا۔ کہنے لگی۔ خدا کی قسم جو کچھ تختی پہ تحریر تھی۔ اس میں حضرت علی علیہ السلام نے کہنے میں کوئی کمی نہیں کی۔ تمام نے کہا اللہ اور اس کا رسول سچا ہے کہ

انا مدینۃ العلم وعلی بابھا

حضرت ابوبکر نے کہا۔ اے ابوالحسن! آپ اس کو لے لیں۔ اللہ عزوجل آپ کو اس میں برکت دے۔ حضرت علی علیہ السلام نے حنفیہ کو اسماء بنت عمیس کے حوالے کیا۔ اور کہا اس عورت کو لے لو اس کو عزت سے رکھو۔ اور اس کی ہر طرح کی دیکھ بھال کرو۔ حنفیہ برابر اسماء بنت عمیس کے پاس رہ گئیں۔ حتیٰ کہ اس کے بھائی نے آکر حضرت علی سے اس کا عقد کر دیا۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے مہر ادا کیا اور نکاح کے طور پر اس سے شادی کی۔

یہ تمام باتیں حضرت علی علیہ السلام کے علم غیب پر دلالت کرتی ہیں۔ جو رسول اللہ کے ذریعے آپ کے پاس پہنچا اور رسول اللہ صلعم کو اللہ تعالیٰ نے مطلع کیا تھا۔ چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے۔ عالم الغیب فلا یظھر علی غیبہ احدا الا من ارتضی من رسول فانہ یسلک من بین یدیہ و من خلفہ رصدا لیعلم ان قد ابلغوا رسالات ربھم واحاط بما لدیھم واحصی کل شیء عددا۔ وہ اپنے غیب پر کسی کو مطلع

نہیں کرتا۔ سوائے اس کے جسے اس نے رسول میں سے مرتضیٰ کیا پس وہ یقیناً اس کے آگے اور اس کے پیچھے نگہبان چلا دیتا ہے "تاکہ وہ یہ ظاہر کر دے۔ کہ یقیناً انہوں نے اپنے پروردگار کے پیغاموں کو پہنچا دیا۔ اور جو کچھ ان کے پاس ہے اس نے احاطہ کر لیا ہے اور ہر چیز کو گنتی کے لحاظ سے اس نے شمار کر لیا ہے۔

نبی صلعم نے اس بات میں اپنے وصی کے لئے بخل سے کام نہیں لیا۔ چنانچہ اللہ عزوجل فرماتا ہے وما ھو علی الغیب بضنین وہ غیب پر بخل سے کام نہیں لیتا۔

ایسے امورِ غیب سے وہی شخص آگاہ ہو سکتا ہے جس کو رسول اللہ صلعم نے اپنے بعد اپنا قائم مقام بنایا ہو۔

فصل ۹

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی دعاؤں کی قبولیت

عبداللہ بن مسعود سے مروی ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام کی دعا پر اعتراض نہ کرو۔ وہ کبھی رد نہیں ہوتی۔ اعثم کوفی نے کتاب فتوح میں بیان کیا ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا۔ اے معبود! طلحہ بن عبداللہ نے رضامندی سے میری بیعت کر لی تھی۔ پھر اس نے میری بیعت کو توڑ دیا ہے اس کو پکڑنے میں جلدی فرما۔ اسے مہلت نہ دے۔ اور زبیر بن عوام نے میری قرابت کو توڑ دیا۔ میرے عہد و پیمان کو توڑا۔ میرے دشمن کی مدد کی۔ حالانکہ وہ خود جانتا ہے کہ وہ مجھ پر ظلم کر رہا ہے۔ اس کا جس طرح چاہے اور جہاں چاہے مواخذہ کر۔

تاریخ طبری میں تحریر ہے کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ مجھے تعجب تو اس بات پر ہے۔ کہ ان دونوں نے حضرت ابوبکر اور حضرت عمر کی فرمانبرداری کی تھی۔ اور میرے خلاف ہو گئے ہیں۔ خدا کی قسم یہ دونوں اس بات کو جانتے ہیں۔ کہ جو صاحبان مجھ سے پہلے گذر چکے ہیں۔ میں ان سے کسی طرح کم نہیں ہوں۔ اے معبود! جس بات پر ان دونوں نے نظریہ قائم کر رکھا ہے اس کو توڑ دے جس بات کا اپنے دلوں میں ارادہ کر رکھا ہے۔ اسے پورا نہ ہونے دے جس برائی کا انہوں نے ارتکاب کیا ہے وہ انہیں دکھا دے۔

فضائل عشرہ اور اربعین میں خطیب زاذان سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے امیر علیہ السلام کی بات کو جھٹلا دیا امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ میں تیرے خلاف بددعا کرتا ہوں۔ اگر تو نے مجھے جھٹلایا ہے تو اللہ تعالیٰ تجھے بینائی سے

اندھا کر دے۔" کہا ہاں حضرت امیر علیہ السلام نے اس کے خلاف بد دعا کی۔ وُہ شخص اپنی جگہ سے نہیں ہلا تھا۔ کہ اس کی بینائی جاتی رہی۔

جمیع بن عمیر روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے عیزار سے کہا تم نے میرے حالات سے معاویہ کو آگاہ کر دیا ہے۔ اس نے اس بات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے پھر فرمایا۔ کہ تم اس بات کی قسم اٹھاتے ہو۔ کہ تم نے یہ کام نہیں کیا۔ کہا ہاں۔ اس نے قسم اٹھائی۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر تم جھوٹے ہو۔ تو اللہ تعالیٰ تیری آنکھوں کی بینائی کو زائل کر دے۔ ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا۔ کہ وہ اندھا ہو گیا تھا۔ دوسرے کے سہارے چلتا تھا۔

"تاریخ بلاذری حلیتہ الاولیاء میں تحریر ہے۔ اور ہمارے اصحاب نے بھی اس واقعہ کو لکھا ہے۔ کہ جابر انصاری سے روایت ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے حدیث من کنت مولاہ فعلی مولاہ کے بارے میں مندرجہ ذیل اصحاب نے گواہی دلانا چاہی لیکن انہوں نے گواہی نہ دی۔ اور ہر ایک کے بارے میں بد دعا فرمائی۔

(۱) انس بن مالک (۲) براء بن عازب۔ اشعث۔ خالد بن یزید۔

حضرت علی علیہ السلام نے انس کے بارے میں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تجھے برص کی بیماری میں مبتلا کر کے مارے گا۔ جس کو اپنے عمامہ سے بھی نہ ڈھانپ سکو گے۔

خالد سے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تجھے جاہلیت کی موت مارے گا۔

براء سے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ تجھے وہاں موت دے گا جہاں سے ہجرت کی تھی۔

جابر کا بیان ہے خدا کی قسم کہ میں نے خود انس کو دیکھا کہ برص میں مبتلا ہوا جس پر عمامہ ڈالتا تھا۔ لیکن اس کو چھپا نہیں سکتا تھا۔ میں نے اشعث کو دیکھا۔ وہ دونوں آنکھوں سے اندھا ہو گیا تھا۔ اور کہا کرتا تھا۔ اللہ کی ذات کا شکر ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے میرے دنیا میں اندھے ہو جانے کے بارے میں بد دعا کی تھی۔ اور آخرت کے بارے میں نہیں کی تھی۔ ورنہ مجھے آخرت میں عذاب دیا جاتا۔ خالد کا جب انتقال ہوا۔ تو اسے اس کے گھر میں دفن کیا گیا۔ اور وہ جاہلیت کی موت مرا۔ براء معاویہ کی طرف سے یمن کا گورنر بنا۔ اور وہیں انتقال کر گیا اور اس نے وہیں سے ہجرت کی تھی اور یہ سراۃ کا علاقہ ہے۔"

ولید بن حارث وغیرہ سے روایت ہے بشر بن ارطاۃ یمن میں حضرت علی علیہ السلام کا شیعہ تھا۔ یمن میں معاویہ کی طرف سے گورنر مقرر ہوا۔ جب حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کو اس کے قتل کے متعلق معلوم ہوا۔ تو فرمایا۔ اے

معبود البشر نے اپنے دین کو دُنیا کے عوض فروخت کر ڈالا - اس کی عقل کو سلب کر لے۔"

بشر کے دماغ میں فتور لاحق ہوا۔ تلوار کو چاہتا تھا۔ اسے ایک لکڑی کی تلوار بنا کر دی گئی۔ اس سے اپنے بدن پر وار کرتا تھا۔ حتیٰ کہ غش کھا کر گر پڑتا تھا۔ جب ہوش میں آجاتا تھا۔ تو تلوار تلوار کہہ کر پکارتا تھا ہمیشہ اس کا یہی وطیرہ رہا۔ حتیٰ کہ مر گیا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے بنو زبید کے غزوات میں ایک شخص کے خلاف بد دعا کی تھی۔ اس کے چہرے پر ایک تل تھا۔ وہ اس کے چہرے پر پھیلنا شروع ہوا۔ اس سے اس کا تمام چہرہ سیاہ ہو گیا

حضرت علی علیہ السلام نے ایک شخص سے فرمایا۔ اگر تو اپنی بات میں جھوٹا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ تم پر ثقیف کا ایک جوان مسلط کرے گا پوچھا گیا۔ کہ وہ ثقیف کا کون سا جوان ہو گا - فرمایا۔ وہ وہ جوان ہو گا۔ جو اس کی عزت کو تباہ کرے گا۔ اس شخص کو حجاج نے پکڑوا کر قتل کر دیا۔

حضرت علی علیہ السلام نے ایک شخص کے بارے میں فیصلہ کیا۔ اس نے کہا اے علیؑ خدا کی قسم آپ نے مجھ پر ظلم کیا آپ نے فرمایا اگر تو اپنی بات میں جھوٹا ہے۔ تو اللہ تعالیٰ تیری شکل بگاڑ دے گا۔ اس کا سر خنزیر کے سر کی طرح ہو گیا تھا۔

صاحب نے اپنے رسالہ عرابی میں ابو عبیدہ سے نقل کیا ہے۔ کہ اس کا جد اکبر امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے ملا تھا۔ حضرت کو اس کی گفتگو تکلیف دہ معلوم ہوئی تھی۔ آپ نے اس کے خلاف اور اس کی اولاد کے خلاف اندھے ہونے کی بد دعا کی تھی۔ اس خاندان کا یہ نظریہ ہے کہ جو بچہ اندھا پیدا ہو گا۔ وہ صحیح النسب ہو گا (ورنہ نہیں)

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے والبعہ بن معبد جہنی کے خلاف بد دعا کی تھی۔ یہ شخص اصحاب صفہ میں تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ عراق مصیبت میں مبتلا ہے۔ تم اہل شام کے پاس اندھا پن۔ گونگا پن لائے ہو وہ اسی وقت اس بیماری میں مبتلا ہوا۔ آج کل لوگ اس منارہ پر پتھر مارتے ہیں۔ جس پر کھڑے ہو کر وہ اذان دیتا تھا

ابو ہاشم عبد اللہ بن محمد بن حنفیہ سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے اولاد عباس کے بارے میں منتشر ہونے کی بد دعا کی تھی۔ کسی ماں اولاد کی قبریں آپس میں اتنی دور نہیں ہیں۔ جس قدر ان کی قبریں آپس میں دور ہیں عبد اللہ تو طائف میں دفن ہوئے۔ معبد مغرب میں۔ قثم سمرقند میں۔ فضل شام میں۔ عبید اللہ مدینہ میں تمامہ ارجوان میں اور متمم خازر میں۔

فضائل العشرہ اور خصائص علویہ میں ابن مسکین سے روایت ہے کہ میں اور میرا خالو ابن امیہ بنو مراد کے ایک گھر کے پاس سے گذرے آپ نے کہا تم نے اس گھر کو دیکھا ہے ہم نے عرض کیا ہاں دیکھا ہے کہا ایک

دفعہ حضرت علی علیہ السلام کا اس گھر کے پاس سے اس وقت گذر ہوا جب لوگ اس کو بنا رہے تھے اس کے ملبہ کا ایک حصہ حضرت پر گر پڑا جس سے آپ زخمی ہو گئے آپ نے بددعا کی کہ اس کی تعمیر مکمل نہیں ہو گی اور اس پر کوئی اینٹ نہیں رکھی جا سکتی تھی۔ میں اس گھر پر گزرا جو گھروں کے مشابہ نہیں تھا۔

طرماح بن عدی اور صعصعہ بن صوحان سے روایت ہے کہ دو شخص امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں اپنا جھگڑا لے کر حاضر ہوئے۔ آپ نے ایک کے حق میں اور دوسرے کے خلاف فیصلہ کر دیا جس کے خلاف فیصلہ ہوا۔ اس نے کہا آپ نے درست فیصلہ نہیں کیا۔ رعایا میں انصاف نہیں کیا۔ وہ فیصلہ نہیں کیا جو اللہ تعالی کے نزدیک پسندیدہ ہوتا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ہائے کُتّے دُور ہو جا۔ وہ شخص اسی وقت بھونکنے لگا۔

جب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے یہ کلام فرمایا "تم لوگوں کو یقین ہونا چاہیے میں رسول اللہ صلعم کا بھائی اور آپ کا ابن عم ہوں اور آپ کے علم کا وارث۔ آپ کے راز کی کان۔ آپ کے علمی ذخیرے کی گٹھڑی ہوں۔ جو کام رسول اللہ صلعم نے کیا ہے وہی کام میں نے کیا ہے۔ جو چیز رسول اللہ صلعم نے مانگی تھی اسی کا مطالبہ میں نے کیا۔ میں اس دروازے میں داخل ہوا ہوں جس دروازے سے رسول اللہ صلعم داخل ہوئے تھے۔ ہلال بن نوفل کندی نے اس بات سے ناک بھوں چڑھائی اور کہا اے ابو طالب کے بیٹے حقائق سے کام لیں اور غلط بات نہ ذکریں۔ یہ سن کر امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا سفر کے لئے تیار ہو جاؤ۔ خدا کی قسم ابھی حضرت کا کلام ختم نہیں ہوا تھا کہ وہ مختلف رنگ والے کوے کی شکل میں تبدیل ہو گیا یعنے مبروص ہو گیا۔

مندرجہ ذیل اشخاص کو حضرت کی بد دعا لگ گئی تھی۔ زید بن ارقم جو اندھا ہو گیا تھا۔ بلعا بن قیس جو مبروص ہو گیا تھا۔

عبداللہ بن ابی رافع سے روایت ہے کہ میں نے حضرت امیر علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا اے معبود! ان سے مجھے راحت دے۔ میرے اور ان کے درمیان تفرقہ ڈال دے۔ مجھے ان کے بدلے میں اچھے انسان عطا کر اور انھیں میرے بدلے میں بُرا شخص دے۔ اسی روز آپ انتقال فرما گئے۔

ایک روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا۔ اے معبود! میں ان سے نفرت کرتا ہوں۔ اور یہ مجھ سے نفرت کرتے ہیں میں ان سے رنجیدہ ہوں۔ اور وہ مجھ سے رنجیدہ ہیں مجھے ان سے راحت دے اور ان کو مجھ سے آرام دے۔ اسی رات آپ انتقال فرما گئے۔

حدیث طیر کو مندرجہ ذیل حضرات نے اپنی اپنی کتب میں جگہ دی ہے :-

(۱) ترمذی اپنی جامع میں (۲) حلیۃ الاولیاء میں ابونعیم نے (۳) بلاذری نے تاریخ میں (۴) خرکوشی نے شرف المصطفےٰ میں (۴) سمعانی فضائل الصحابہ میں (۵) طبری نے ولایت میں (۶) ابن بیع نے صحیح میں (۷) ابو یعلیٰ نے مسند میں (۸) احمد نے فضائل میں (۹) نطنزی نے اختصاص میں ۔

مندرجہ ذیل حضرات حدیث طیر کے راوی ہیں :-

(۱) محمد بن اسحاق (۲) محمد بن یحییٰ ازدی (۳) سعید مازنی (۴) ابن شاہین (۵) سدی (۶) ابوبکر بیہقی (۷) مالک (۸) اسحاق بن عبداللہ بن ابی طلحہ (۹) عبداللہ بن نمیر (۱۰) مسعر بن کدام (۱۱) داود بن علی بن عبداللہ بن عباس (۱۲) ابوحاتم رازی

مذکورہ بالا حضرات اپنے اسناد سے انس، ابن عباس اور ابن امین سے روایت کرتے ہیں ۔ ابن بطہ نے حدیث طیر کو دو طریقوں سے بیان کیا ہے خطیب ابوبکر نے تاریخ بغداد میں سات طریقوں سے بیان کیا ہے احمد بن محمد بن سعید نے تو حدیث طیر کے بارے میں ایک مستقل کتاب لکھی ہے جس کا نام کتاب طیر ہے قاضی احمد کا بیان ہے ۔ کہ میرے نزدیک حدیث طیر اس قدر صحیح ہے ۔ جس کے بیان کے لئے میرے پاس الفاظ نہیں ہیں ۔ ابوعبداللہ بصری نے کہا کہ احادیث کی صحت کے بارے میں جو طریقہ ابوعبداللہ جبائی نے وضع کیا ہے اس کے مطابق حدیث طیر صحیح ہے کیوں کہ اس حدیث کو یوم شوریٰ حضرت علی علیہ السلام نے لوگوں کے سامنے پیش کیا تھا ۔ اور کسی نے اس کا انکار نہیں کیا تھا ۔ شیخ نے کہا حضرت امیر علیہ السلام نے شوریٰ کے روز اس حدیث کے ذریعہ اپنی فضیلت کا اظہار بھی کیا تھا ۔ جو لوگ بھی اس وقت موجود تھے انہوں نے اس حدیث کی صحت کا اقرار کیا تھا ۔ اس بات کا علم ایسا ہی ہے جیسے کہ شوریٰ کے منعقد ہونے کا علم ہے ۔

یہ حدیث متواتر ہے ۔ اُمت میں سے کسی فرد نے بھی اس کی صحت کا انکار نہیں کیا ۔[۱] حدیث طیر کو پینتیس صحابہ نے انس سے روایت کیا ہے ۔ اور دس صحابہ نے رسول اللہ صلعم سے روایت کیا ہے یہ بات

[۱] حدیث طیر کی تفصیل کتاب خصائص امیر المومنین مؤلفہ امام نسائی ابوعبدالرحمن احمد بن شعیب صاحب صحیح نسائی متوفی ۳۰۳ھ اس کتاب کا بھی احقر نے ترجمہ کر دیا ہے جو شائع ہو چکا ہے اور دستیاب ہوتا ہے ۔ ۱۲ مترجم

اپنے مقام پر صحیح ہے۔ کہ اللہ تعالیٰ اور اس کا رسول آنحضرت علی علیہ السلام سے محبت کرتے تھے۔ اور یہ بات حضرت کے سوا کسی اور کے لئے ثابت نہیں ہے جس شخص کو اللہ اور اس کا رسول دوست رکھتا ہو۔ اس کی اتباع واجب ہے۔

مجمع الحدیث میں تحریر ہے۔ کہ انس سر پر عمامہ باندھے ہوئے تھے کسی نے اس کا سبب پوچھا کہا یہ علی علیہ السلام کی بددعا کا نتیجہ ہے۔ پوچھا وہ کیوں کر؟ کہا کہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں کسی شخص نے ایک پکا ہوا پرندہ بطور ہدیہ کے پیش کیا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے معبود! اپنے محبوب ترین بندے کو میرے پاس بھیج۔ جو میرے ساتھ یہ پرندہ تناول کرے۔ حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے لیکن میں نے کہہ دیا۔ رسول اللہ آپ کو نہیں چاہتے۔ میری خواہش یہ تھی کہ ایک شخص میری قوم سے ہونا چاہیئے۔ رسول اللہ صلعم نے دوسری دفعہ دعا کی پھر حضرت علی تشریف لائے پھر میں نے کہہ دیا۔ رسول اللہ آپ کو نہیں چاہتے۔ رسول اللہ صلعم نے تیسری دفعہ پھر وہی دعا کی۔ پھر علی علیہ السلام تشریف لائے پھر میں نے کہہ دیا کہ رسول اللہ آپ کو نہیں چاہتے۔ یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام نے آواز کو بلند کیا اور کہا کہ رسول اللہ صلعم مجھ کو بلاتے ہیں۔ اور اس آواز کو رسول اللہ صلعم نے سن لیا۔ آپ نے فرمایا اے انس یہ کون شخص ہے۔ میں نے عرض کیا۔ علی ابن ابی طالب علیہ السلام۔ آپ نے فرمایا انھیں اندر آنے دو۔ جب حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے۔ تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے علیؑ! میں نے تین بار بارگاہ خداوندی میں عرض کی کہ میرے پاس اپنا محبوب ترین بندہ بھیجے۔ جو میرے ساتھ اس پرندے کو تناول کرے۔ اگر تم تیسری مرتبہ نہ آتے۔ تو میں تمہارے نام کے ساتھ بارگاہ خداوندی میں درخواست کرتا کہ علی کو میرے پاس بھیج۔

حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلعم میں تین مرتبہ حاضر ہوا تھا۔ مجھے تو انس نے ہٹا دیا تھا۔ اور کہا تھا۔ کہ رسول اللہ آپ کو نہیں بلاتے۔

انس کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے مجھ سے پوچھا۔ کہ تم نے ایسا اقدام کیوں کیا۔ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلعم میری یہ خواہش تھی۔ کہ ایسا آدمی وہ ہو۔ جو میری قوم سے ہو۔ یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام نے اپنے دونوں ہاتھ آسمان کی طرف بلند کئے تھے۔ اور کہا خداوندا! انس کو ایسا داغ دے جس کو لوگوں سے چھپا نہ سکے۔

ایک اور روایت میں ہے۔ کہ انس کو ایسی بیماری میں مبتلا کر جس کو یہ عمامہ سے بھی نہ چھپا سکے۔ پھر انس نے سر سے عمامہ کھولا۔ اس کا سر تمام کا تمام برص زدہ تھا۔ پھر کہنے لگا کہ یہ حضرت علی علیہ السلام کی بددعا کا نتیجہ ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے مندرجہ ذیل حضرات کے حق میں دعائے خیر کی۔

۱۔ اُم عبداللہ بن جعفر کہتی ہیں۔ کہ ایک دفعہ میں حضرت علی علیہ السلام کے پاس سے گذری۔ اور میں حاملہ تھی حضرت علی علیہ السلام نے میرے حق میں دعا فرمائی۔ اور میرے شکم کے اوپر ہاتھ پھیر کر فرمایا۔ اے معبود! جو کچھ اس شکم میں ہے اسے امن اور برکت والا لڑکا قرار دے۔ پس میں نے لڑکا جنا۔ (حضرت عبداللہ کا مالدار ہونا کسی سے مخفی نہیں)

۲۔ انتباہ الخرکوشی میں ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے احرام کی رات ایک شخص کو روتے ہوئے آواز دیتے ہوئے سنا۔ حسین علیہ السلام سے فرمایا۔ اس شخص کو لے آؤ۔ وہ شخص خدمت اقدس میں حاضر ہوا۔ حضرتؑ نے دیکھا کہ وہ نوجوان ہے لیکن اس کے بدن کا نصف حصہ سوکھ چکا ہے۔ حضرت امیرؑ نے اس کا سبب پوچھا۔ اس نے عرض کیا میں ایک عیش پرست آدمی تھا۔ میرے والد مجھے نصیحت کیا کرتے تھے۔ ایک روز مجھے نصیحت کرنے لگے۔ میں نے ان کو مارا۔ انھوں نے مجھے بد دعا دی۔ چند اشعار پڑھے۔ جب ان کا کلام ختم ہوا۔ تو میرا نصف بدن سوکھ گیا۔ میں نادم ہوا۔ میں نے توبہ کی۔ میں نے ان کو اچھی طرح راضی کیا آپ اونٹ پر سوار ہوئے۔ تاکہ مجھے اس جگہ لے آئیں۔ اور میرے حق میں دعا کریں۔ مگر اتفاق کی بات ہے کہ جب نصف آبادی طے کر چکے۔ تو ایک پرندہ اڑا۔ اس کے اڑنے کی وجہ سے اونٹ ہلاک ہوگیا۔ اور میرا والد اونٹ سے گر کر مرگیا۔ علی علیہ السلام نے چار رکعت نماز ادا فرمائی پھر مجھے فرمایا۔ اٹھو تم ٹھیک ہوگئے ہو۔ وہ شخص صحیح سالم ہو کر اُٹھ کھڑا ہوا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا تم نے سچ کہا اگر تیرا والد تم سے راضی نہ ہوتا۔ تو میری دعا کبھی نہ سنی جاتی۔

۳ ایک اندھے نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کو یہ دعا پڑھتے ہوئے سُنا اللھم اسئلک یارب الارواح الفانیۃ ورب الاجساد البالیۃ اسألک بطاعۃ الارواح الراجعۃ الی اجسادھا وبطاعۃ الاجساد الملتئمۃ الی اعضائھا وبانشقاق القبور عن اھلھا وبدعوتک الصادقۃ فیھم واخذ بالحق بینھم اذا برز الخلائق ینتظرون قضائک ویرون سلطانک ویخافون بطشک ویرجون رحمتک یوم لا یغنی مولی عن مولی شیئاً ولا ھم ینصرون الا من رحم اللہ بسم اللہ الرحمن الرحیم اسائلک یارحمن ان تجعل النور فی بصری والیقین فی قلبی وذکرک باللیل والنھار علی لسانی ابداً ما ابقیتنی انک علی کل شیٔ قدیر۔ اندھے نے اس دعا کو سُنا۔ اور یاد کرلیا۔ اور اپنے اس گھر میں واپس آیا جس میں پناہ لی ہوئی تھی۔ اس نے نماز کی خاطر طہارت کی اور نماز پڑھی پھر وہ دعا پڑھی جب ان تجعل النور فی بصری تک پہنچا۔ تو اللہ عزوجل کے حکم سے اندھا آنکھوں والا ہوگیا۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی دعا کا قبول ہونا متواترات میں سے ہے جو آپ کے آیات باہرات ہیں اللہ تعالیٰ کا حسب معمول دستور ایک عظیم مقصد اور اقامت دین کی خاطر تبدیل کیا جاتا ہے اس نظام کو تبدیل کرنے والے خاص طور پر انبیا اور ائمہ علیہم السلام ہیں۔

فصل ۱۰

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے ناممکن باتوں کا ظاہر ہونا

شعبہ قتادہ سے وہ انس سے وہ عباس بن عبدالمطلب سے روایت کرتے ہیں۔ اور حسن بن محبوب عبداللہ بن غالب سے وہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ فاطمہ بنت اسد نے کہا میں نے علیؑ کو ایک کپڑے میں لپیٹ دیا آپ نے اسے پھاڑ دیا۔ پھر میں نے دو کپڑوں میں لپیٹا ان کو پھاڑ دیا۔ پھر میں نے تین سے لے کر چھ کپڑوں میں لپیٹا آپ نے ان کو بھی پھاڑ دیا ان میں بعض کپڑے چمڑے کے تھے اور بعض ریشم کے۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا۔ اے ماں میرے ہاتھ نہ باندھیے مجھے اس بات کی ضرورت ہے۔ کہ میں اپنی انگلیوں سے اپنے رب کی گواہی دوں۔

انس حضرت عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی دوران ایام طفلی جھولے میں تھے۔ آپ نے ایک سانپ کو دیکھا جو آپ کی طرف بڑھ رہا تھا۔ اس صغیر سنی میں آپ کے ہاتھ نہایت مضبوط تھے۔ حضرت علی نے اپنے آپ کو حرکت دی۔ اپنا ہاتھ باہر نکالا۔ اور داہنے ہاتھ سے سانپ کی گردن کو پکڑ لیا۔ اور ایسے ایک سخت جھٹکا دیا پانچ انگلیاں اس کے منہ میں داخل کر دیں۔ اس کو اس وقت تک پکڑے رہے جب تک وہ مر نہ گیا جب آپ کی والدہ ماجدہ نے یہ حالت دیکھی تو وہ معظمہ پکارنے اور چلانے لگیں آواز سن کر لوگ جمع ہو گئے۔ آپ پھر کہنے لگیں۔ گویا کہ تم حیدر غضب ناک شیر ہو۔

جابر جعفی سے روایت ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام کی دایہ بنو ھلال کی ایک عورت تھی۔ حضرت علی علیہ السلام کو اس کے رضاعی بھائی کے ساتھ خیمہ میں چھوڑ کر کہیں کام کے لئے باہر چلی گئیں۔ حضرت اس لڑکے سے ایک سال بڑے تھے۔ خیمہ کے پاس ایک کنواں تھا۔ وہ کا اس کنوئیں کی طرف بڑھا۔ اس نے اپنا سر اور پیر کنوئیں میں ڈالا حضرت نے اپنے منہ سے اس کے ہاتھ کو اور اپنے ہاتھ سے اس کے قدم کو پکڑ لیا۔ اسی حالت میں رد کے رہے۔

حتیٰ کہ اس کی ماں آگئی اس نے قوم میں کہنا شروع کیا بچانے والے لڑکے کو دیکھو۔ علیؑ نے میرے لڑکے کو پکڑا ہوا ہے

حضرت ابوطالبؑ اپنے اور بھائیوں کے بچوں کو اکٹھا کرتے تھے۔ اور ان کی آپس میں کشتی کراتے تھے۔ اور عرب میں کشتی لڑنے کا دستور تھا۔ حضرت علی علیہ السلام بچپن کی حالت میں اپنی آستینیں چڑھا کر اپنے سے بڑے اور چھوٹے بھائیوں سے کشتی کرتے تھے۔ اور انہیں پچھاڑ دیتے تھے۔ اور اپنے بنی عم کے چھوٹے بڑے بچوں کے ساتھ بھی ایسا کرتے تھے حضرت ابوطالب کہتے تھے۔ علیؑ غالب آگئے اور آپ کا نام ظہیر (غالب) رکھا۔ جب ذرا بڑے ہوئے تو بڑے بڑے مضبوط آدمیوں کو پچھاڑ دیتے تھے۔ قوی ہیکل آدمی کو ہاتھ سے پکڑ کر معلق کر لیتے اور جھٹکا دے کر اسے مار ڈالتے تھے کبھی ایسا بھی ہوتا تھا کہ تیز رفتار گھوڑے کو دوڑ کر جا لیتے۔ اور اسے پیچھے سے کھینچ کر واپس کر دیتے۔ آپ پہاڑ کی چوٹی سے ایک پتھر ہاتھ میں اٹھا لاتے۔ اور اسے لوگوں کے درمیان رکھ دیتے۔ ایک دو یا تین آدمیوں میں سے کسی میں یہ قدرت نہ تھی کہ اسے وہ ہلا سکیں۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام جس شخص کی کلائی کو دبا لیتے تھے اس کا سانس بند ہو جاتا تھا اور وہ سانس نہیں لے سکتا تھا۔ رسول اللہ صلعم کے انتقال کے بعد آپ نے ایک راستے پر میلوں کے نشانات لگائے تمام نشانات کے پتھر خود اٹھا لاتے تھے۔ وہ پتھر شکلوں میں دو بار ایک کو پاؤں کی ٹھوکر لگاتے ہوئے لے آتے تھے اور یہ فاصلہ ستر میل کا ہوتا تھا۔ اور میل پر لکھ دیتے تھے کہ یہ علیؑ کا میل ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے ایک ستون پر اپنا ہاتھ مارا۔ پتھر پر آپ کے انگوٹھے کا نشان آگیا۔ وہ پتھر کوفے میں موجود ہے۔ اسی طرح مشہد کف، تکریت، موصل اور قطیعۃ الاقفین وغیرہ میں موجود ہے۔ غار نبی کے پاس جبل ثور کے پتھر پر آپ کی تلوار کی زد کا نشان موجود ہے۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کے نیزے کا نشان جبال بادیہ اور قلعہ خیبر کے نزدیک ایک پتھر پر موجود ہے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سنگ ریزوں پر مہر لگاتے۔ ان پر نشان پڑ جاتا تھا۔

ابن عباس کا بیان ہے کہ تین حضرات کے سنگ ریزوں پر مہر لگائی گئی۔ ام سلیم وارثۃ الکتب کے سنگ ریزوں پر نبی اور وصی علیہما السلام دونوں نے مہر لگائی۔ پھر ام الندے حبابہ بنت جعفر والبیہ اسدیہ ہیں پھر ام غانم اعرابیہ یمانیہ ہیں ان دونوں کے سنگ ریزوں پر امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے مہر لگائی تھی۔ روایت ہے۔ کہ حضرت سلیمان علیہ السلام شیاطین کے لئے تانبے پر اور جنات کے لئے لوہے پر مہر لگاتے تھے جس سے چمک پیدا ہوتی تھی اور وہ ان کی اطاعت کرتے تھے۔

ابو سعید خدری جابر انصاری اور عبداللہ بن عباس ایک طویل حدیث میں بیان کرتے ہیں کہ خالد بن ولید نے کہا کہ میں جب اہل ارہ کی جنگ سے واپس لوٹا تو حضرت علی علیہ السلام میرے لشکر میں تشریف لائے میں نے کہا اصلع یعنی علی آ رہے ہیں کسی نے جا کر یہ بات حضرت علی علیہ السلام سے کہہ دی غصے کے مارے آپ کے حلق میں کلام کے اژدہام کی وجہ سے اچھو آ گیا۔ شیر کی طرح ہمہمہ کرتے اور بادل کی طرح گرجتے ہوئے تشریف لائے اور کہا۔

"کیا تم نے یہ بات کہی ہے؟" ـــ میں نے کہا ـــ "ہاں" ـــ آپ کی دونوں آنکھیں سرخ ہو گئیں اور فرمایا اے زنازادے! تم جیسا آدمی میرے جیسے آدمی سے آگے بڑھنا چاہتا ہے۔ اور تم جیسے آدمی کو یہ جرأت ہو جائے کہ میرا نام اپنے نانو کے اندر گھماتا رہے۔ آپ نے مجھے گھوڑے سے نیچے گرا دیا میں آپ کو بالکل نہ روک سکا آپ مجھے گھسیٹتے ہوئے حارث بن کلاہ کی چکی کے پاس لے آئے۔ آپ نے لوہے کی دھری کیل کو جو چکی کے چلنے کا دارومدار تھی اپنے ہاتھوں سے اکھاڑا۔ اور اس طرح مروڑ کر میرے گلے میں ڈال دی جس طرح چمڑے کو موڑا جاتا ہے میرے ساتھی یہ منظر اس طرح دیکھ رہے تھے کہ گویا وہ موت کی طرف نظر اٹھا کر دیکھ رہے ہیں میں نے آپ کو اللہ اور رسول کی قسم دی کہ مجھے معاف کیجئے اور مجھے چھوڑ دیجئے۔ تو آپ نے ایک زمانی لوگوں نے حضرت ابوبکر کی خدمت میں یہ واقعہ پیش کیا آپ نے لوہاروں کی ایک جماعت کو بلوایا انہوں نے کہا یہ کیل اس وقت تک نہیں نکل سکتی جب تک لوہے کو گرم نہ کیا جائے۔ خالد کئی روز تک اسی حالت میں پھرتے رہے جب لوگ اس کو دیکھتے تو ہنس پڑتے تھے۔ کسی نے کہا حضرت علی سفر سے واپس تشریف لائے ہیں حضرت ابوبکر خالد کو لے کر حضرت علی کی خدمت میں بطور سفارش کے حاضر ہوئے کہ آپ اس کیل کو نکال دیں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا جب اس نے اپنے لشکر کی کثرت اور سپاہیوں کی زیادتی کو دیکھا تو اترا گیا اور میری منزلت کا ارادہ کیا میں نے یہ کیل اس کی گردن میں ڈال دی ہے۔ تاکہ اس کا مزاج درست ہو جائے اس وقت اس کیل کا نکالنا شاید میرے لئے ممکن نہ ہو سکے۔ تمام لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں قسم دے کر عرض کیا کہ آپ اس طوق کو ضرور نکال دیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے لوہے کے طوق کو سرے سے پکڑ کر تھوڑا تھوڑا موم کی طرح مروڑ کر پھینکتے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام نے یہ فعل ایسے کیا جیسے اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد علیہ السلام کے بارے میں فرمایا ہے۔ والنالہ الحدید ان اعمل سابغات وقدر فی السرد۔ ہم نے حضرت داؤد کے لئے لوہے کو نرم کر دیا کہ اس سے زرہیں تیار کرو۔ اور کڑیوں کو مناسب انداز سے رکھو۔ اس واقعہ کو مندرجہ ذیل حضرات

نے بیان کیا ہے۔

۱۔ابن عباس (۲) سفیان بن عینیہ (۳) حسن بن صالح (۴) وکیع بن جراح (۵) عبیدہ بن یعقوب اسدی کچھ اور راوی بیان کرتے ہیں کہ اول نے نماز میں کہا۔ خالد وہ کام نہ کرے۔ (یعنے قتل جناب امیرؑ) جس کا میں نے اسے حکم دیا تھا۔ ابوذر کی حدیث میں ہے۔ کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے اسے اپنی سبابہ اور وسطی انگلیوں سے پکڑ کر اس قدر بھینچا کہ اس کی چیخ نکل گئی۔ کپڑوں میں پاخانہ کر دیا۔ اور دونوں پاؤں زمین پر مارتا تھا۔ عمار کی روایت میں ہے۔ اور بڑے اونٹ کی طرح بلبلاتا تھا۔ اور مسجد کے اندر اس کا پیشاب خطا ہو گیا۔

کتاب البلاذری میں ہے۔ کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنی دونوں انگلیاں اس کے کمربند میں ڈال دیں۔ اور اٹھا کر زمین پر پٹک دیا۔ اس نے اسی جگہ پاخانہ خطا کیا۔

صاحبان تاریخ نے حبیب بن جہم اور ابو سعید تمیمی سے نطنزی نے خصائص میں۔ اعثم نے فتوح میں طبری نے کتاب الولایۃ میں محمد بن قاسم ہمدانی سے۔ اور ابو عبداللہ برقی نے اپنے مشائخ کی ایک جماعت سے روایت کرتے ہیں۔ جو امیرالمومنینؑ کے اصحاب تھے۔ کہ صفین کی جنگ کے موقعہ پہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے صندودیا بستی میں قیام فرمایا۔ مالک اشتر نے عرض کیا۔ لوگوں نے اس جگہ قیام کیا ہے جہاں پانی ہی نہیں ہے؟ فرمایا اے مالک۔ ہم عنقریب اسی جگہ سے پانی سے سیراب ہوں گے۔ تم اور تمہارے اصحاب یہاں ایک گڑھا کھودیں۔ انہوں نے ایک گڑھا کھود دیا۔ ایک بہت بڑا سیاہ پتھر نمودار ہوا جس کو وہ اکھاڑ نہ سکے۔ کھودنے والوں کی تعداد ایک سو مرد پر مشتمل تھی۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے اپنے دست اقدس کو آسمان کی طرف بلند کر کے فرمایا۔ طاب طاب یا عالم یا طیبو ثابوثہ شمیا کر باچا نوثا تو دیثا برجوثا امین امین یا رب العالمین یا رب موسٰے وہارون پھر حضرت علی علیہ السلام نے اُسے اکھاڑ کر چالیس ہاتھ دور پھینک دیا۔ پانی ظاہر ہو گیا جو شہد سے زیادہ میٹھا اور برف سے زیادہ ٹھنڈا اور یاقوت سے زیادہ صاف و شفاف تھا ہم نے خوب سیر ہو کر پانی پیا۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے پتھر کو پھر اسی جگہ رکھ دیا۔ ہمیں حکم دیا کہ ہم مٹی ڈال کر اس جگہ کو چھپا دیں۔

جب ہم تھوڑی دور آگے چلے گئے۔ تو آپ نے فرمایا۔ تم میں سے کون ایسا شخص ہے جو اس چشمے کی جگہ کو پہچان سکتا ہے؟ ہم نے عرض کیا ہم تمام لوگ جانتے ہیں۔ واپس لوٹ کر آئے تو ہمیں اس کی جگہ معلوم نہ ہو سکی اسی اثنا میں گرجے سے آتا ہوا ایک راہب دکھائی دیا۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے

اسے دیکھ کر فرمایا۔ تم شمعون ہو؟ عرض کیا ہاں میرا نام شمعون ہے میرا یہ نام میری ماں نے رکھا۔ اس بات کا علم یا تو اللہ تعالیٰ کو ہے یا جناب کو۔ آپ نے فرمایا۔ اے شمعون! تم کیا چاہتے ہو؟ عرض کیا اس چشمے کو معلوم کرنا چاہتا ہوں۔ اور اس کا نام کیا ہے؟ آپ نے فرمایا۔ اس کا نام زاحوما ہے۔ ایک نسخہ میں ہے کہ راجوہ ہے یہ ایک جنت کا چشمہ ہے جس سے تین سو نبیوں نے اور تیرہ اوصیا نے پانی پیا ہے میں آخری وصی ہوں جو اس سے پانی پی رہا ہوں؛ راہب نے عرض کیا میں نے کتب انجیل میں اسی طرح پایا ہے اس کے بعد راہب مسلمان ہوگیا۔

ایک روایت میں ہے۔ کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ شعیب کا کنواں ہے پھر امیرالمومنین کوچ فرما کر چلے گئے۔ راہب شمعون بھی آپ کے پیچھے جا رہا تھا امیرالمومنین علیہ السلام نے صفین میں قیام فرمایا۔ فریقین میں جنگ چھڑ گئی سب سے پہلے شمعون درجہ شہادت پر فیضیاب ہوئے حضرت امیر علیہ السلام سواری سے اس حالت میں نیچے اترے کہ آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے۔ فرمایا۔ آدمی اس شخص کے ساتھ ہوگا جس کو وہ دوست رکھتا ہے راہب قیامت کے روز ہمارے ساتھ ہوگا۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل کی روایت میں ہے کہ ہمیں ابو محمد شیبانی نے اس سے کہا۔ ہمیں ابو عوانہ نے اعمش کے حوالے سے وہ ابو سعید تمیمی کے واسطے سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم لوگ اس چشمے سے چل پڑے تھے راہ میں ہمیں پیاس لگ گئی بعض لوگوں نے کہا۔ واپس چلو اس چشمے سے پانی پی لیں۔ لوگ واپس روانہ ہوئے اور میں ان لوگوں میں تھا جو پانی پینے کے لئے واپس روانہ ہوئے تھے۔ ہم مذکورہ جگہ پر پہنچے لیکن تلاش کے باوجود ہمیں چشمہ کہیں نہ ملا۔ ہم راہب کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہا کہ چشمہ کہاں ہے؟ اس نے کہا کون سا چشمہ؟ ہم نے کہا جس سے ہم نے سیر ہو کر پانی پیا تھا۔ ہم نے تو اس کی تلاش بہت کی ہے لیکن ہمیں کہیں نہیں ملا۔ راہب نے کہا اس کو تو صرف نبی اور وصی ہی ظاہر کر سکتا ہے کہ اس بارے میں مندرجہ ذیل شعراء نے اشعار بیان کیے ہیں۔

(۱) سید حمیری (۲) ابن حماد (۳) سروجی

تفسیر حضرت امام حسن عسکری علیہ السلام میں تحریر ہے۔ کہ ابی بن ابی سلول اور جد بن قیس نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی دعوت ایک ایسی دیوار کے پاس کی جس کا طول ۳۰ ہاتھ اور عرض ۲۵ ہاتھ تھا۔ اس کے اندر کے حصے کی اینٹیں نکال دیں۔ حضرت امیرالمومنین کو دائیں جانب بٹھانا چاہا لیکن آپ بائیں جانب بیٹھ گئے اور دیوار کے پیچھے کافی آدمیوں کو کھڑا کر دیا۔ کہ جب حضرت بیٹھ جائیں۔ تو آپ پر دیوار گرا دی جائے حضرت امیر علیہ

السلام نے کھانا کھایا اور لوگوں نے بھی کھایا۔ لوگوں نے عرض کیا جناب کو تکلیف تو نہیں ہوئی فرمایا مجھے بائیں طرف بیٹھنے سے تھوڑی تکلیف ہوئی بہ نسبت اس تکلیف کے جو داہنی طرف بیٹھنے سے لاحق ہوتی۔

جابر انصاری سے روایت ہے کہ خیبر کی جنگ کے روز رسول اللہ صلعم نے علم حضرت علیؑ کے حوالے کیا اس سے پہلے آپ کے حق میں دعا بھی فرمائی تھی۔ آپ اس قدر تیز خیبر کی طرف روانہ ہوئے کہ آپ کے اصحاب کو کہنا پڑا کہ آپ آہستہ آہستہ تشریف لے چلیئے قلعہ کے پاس پہنچ کر دروازہ اکھاڑ کر زمین پر پھینک دیا ستر آدمیوں نے کوشش کی۔ کہ دروازہ کو دوبارہ اس کی جگہ پر رکھ دیں لیکن ایسا نہ کرسکے۔

حافظ ابو عبداللہ اپنی اسناد ابو رافع تک سند سے کر بیان کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت علیؑ قلعہ قموص کے پاس پہنچ گئے تو لوگوں نے حضرت امیر علیہ السلام پر تیر اور پتھر پھینکنے شروع کئے آپ نے ان پر حملہ کر دیا۔ اور دروازہ کے قریب پہنچ گئے۔ اور دروازہ کو اکھاڑ کر چالیس ہاتھ اپنے پیچھے کی طرف پھینک دیا۔ چالیس آدمیوں نے دروازہ کو اٹھانا چاہا لیکن نہ اٹھا سکے۔

ابوالقاسم محفوظ البستی کتاب الدرجات میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت امیر علیہ السلام نے مرحب کو قتل کرنے کے بعد قلعہ کے رہنے والوں پر حملہ کر دیا۔ وہ شکست کھا کر قلعہ کے اندر چلے گئے آپ قلعہ کے دروازہ پر پہنچے اور اس کی زنجیر کو پکڑا جس کا وزن چالیس من تھا۔ دروازہ کو جھٹکا لگایا۔ تمام قلعہ میں زلزلہ آگیا۔ لوگوں نے سمجھا واقعی زلزلہ آگیا ہے آپ نے دوبارہ جھٹکا دیا۔ اور دروازہ اکھاڑ کر چالیس ہاتھ ہوا میں دور پھینک دیا!

ابوسعید خدری سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے قلعہ کو جھٹکا دیا صفیہ کا بیان ہے کہ میں ایک طاق میں بیٹھی ہوئی تھی جس طرح دلہن بیٹھی ہوتی ہے۔ میں اپنے منہ کے بل گر پڑی۔ میں نے یہی خیال کیا تھا کہ زلزلہ آگیا ہے کسی نے مجھے بتایا۔ کہ حضرت علیؑ نے قلعہ کو جھٹکا دیا ہے آپ کا ارادہ ہے کہ دروازہ کو اکھاڑ کے پھینک دیں

ابان زرارہ سے وہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے دروازہ کو جھٹکا دے کر اکھاڑ لیا۔ اور اس کو پہلے بطور ڈھال کے استعمال کیا اور پھر اسے اپنی پشت پر رکھ لیا آپ اور لوگ قلعہ کے اندر گھس گئے حالانکہ دروازہ حضرت امیر علیہ السلام کی پشت پر موجود تھا۔

ارشاد میں جابر سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے خیبر کی جنگ کے روز دروازہ کو اٹھا لیا تھا لوگوں نے اس سے گذر کر قلعہ کو فتح کر لیا۔ اس کے بعد لوگوں نے بطور تجربہ کے اسے اٹھانا چاہا۔ لیکن چالیس آدمی بھی نہ اٹھا سکے۔

ابوالحسن وراق معروف بہ غلام مصری نے ابن جریر طبری تاریخی سے اس بات کی روایت کی ہے۔ ایک جماعت نے روایت کی ہے کہ اس دروازے کو پچاس آدمی بھی نہ اٹھا سکے۔ وحمیٰ کی روایت میں ہے کہ ستر آدمی اٹھانے سے قاصر رہے۔

ابن جریر طبری صاحب مسترشد بیان کرتے ہیں کہ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے دروازۂ خیبر کو اپنے بائیں ہاتھ میں اٹھا لیا تھا۔ جس کا طول چار گز عرض پانچ انگلیاں اور چار انگلیاں موٹا تھا۔ ایک ٹھوس پتھر تھا۔ امیرالمومنین علی علیہ السلام کی انگلیوں کے نشانات آ گئے تھے۔ کسی تربند کے بغیر آپ نے اسے اٹھا لیا تھا۔ پھر اسے بطور ڈھال استعمال کیا۔ جس سے بڑے بڑے بہادروں کو جو میں آئیں تو کفار ان پر حملہ کر دیا۔ پھر اسے اپنے پیچھے کی طرف چالیس ہاتھ دور پھینک دیا۔

رامش افروزی میں ہے کہ دروازے کا طول اٹھارہ ہاتھ تھا۔ اور خندق کا عرض بیس ہاتھ تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے دروازے کا ایک سرا خندق کے ایک حصہ پر رکھ دیا۔ اور دروازے کا دوسرا حصہ اپنے ہاتھ میں پکڑ لیا۔ اور تمام لشکر اس پر چل کر خندق کو عبور کر گیا۔ اور لشکر کی تعداد آٹھ ہزار سات سو مردوں پر مشتمل تھی۔ اور اس گزرنے والوں میں کچھ لوگ ایسے بھی تھے۔ جو دروازے پر گزرنے سے جیس بیس کرتے اور ڈرتے تھے۔

ابان کی روایت میں ہے۔ کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا کی قسم مجھے دروازے کے نیچے نیچے کھڑے ہونے میں (خندق میں اٹھاتے میں) اتنی تکلیف محسوس نہیں ہوئی جتنی اس کو اٹھاتے وقت محسوس ہوئی تھی۔

ارشاد میں تحریر ہے کہ جب لوگ خیبر کے قلعہ سے واپس پلٹے۔ تو حضرت امیر علیہ السلام نے دروازے کو اپنے داہنے ہاتھ میں اٹھا کر کئی ہاتھ دور اوپر پھینک دیا۔ دروازے کو بیس آدمی بند کیا کرتے تھے۔

علی بن سعد شعبہ سے وہ قتادہ سے وہ حسن سے وہ ابن عباس سے ایک طویل حدیث کے ضمن میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ دروازے کو چالیس آدمی کھولتے تھے۔

تاریخ طبری میں ابو رافع کا بیان ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام کے بائیں ہاتھ سے ڈھال گر گئی آپ نے خیبر کا ایک دروازہ اٹھا لیا۔ اور اسے بطور ڈھال استعمال کیا۔ لیکن جب آپ قلعہ فتح کر چکے تو

کافی مخلوق نے اسے حرکت دینے کی کوشش کی لیکن اس کو نہ ہلا سکے۔

روضۃ الجنان میں بعض صحابہ سے روایت ہے کہ ہم نے عرض کیا یا رسول اللہ ہمیں علی علیہ السلام کے دروازے کو اٹھانے کے بارے آپ کی قوت پھینکنے اور ڈھال کے طور پر استعمال کرنے میں اتنا تعجب نہیں ہوا جس قدر ہمیں آپ کی اس جسارت پر تعجب ہوا۔ کہ آپ اکیلے اس کے دونوں کونے اپنے ہاتھوں میں اٹھائے ہوئے خندق کے اندر موجود تھے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا جس کا مطلب یہ تھا کہ تم علیؑ کے پاؤں کی طرف نہیں دیکھتے ہیں نے آپ کے پاؤں کی طرف دیکھا۔ تو وہ دونوں ہوا میں معلق تھے۔ میں نے عرض کیا یہ کس قدر تعجب کی بات ہے کہ آپ کے قدم ہوا میں معلق ہیں رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ ہوا میں معلق نہیں ہے۔ بلکہ جبرائیل علیہ السلام کے پروں کے اوپر موجود ہیں۔ در خیبر کے اکھاڑنے کے بارے میں مندرجہ ذیل حضرات نے اشعار بیان کیے ہیں۔

(۱) ناشی (۲) وراق (۳) ابن حماد (۴) ابن مکی (۵) عونی (۶) سید حمیری (۷) ابن علویہ (۸) ابن زریک (۹) زاھی (۱۰) تاج الدولہ

یہ تمام باتیں خارقِ عادات ہیں۔ یہ نبی اور وصی کے سوا کسی کے لئے ممکن نہیں چونکہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی شخص نبی نہیں ہو سکتا۔ لہٰذا حضرت علی علیہ السلام آنحضرت صلعم کے وصی ہیں۔

فصل ۱۱

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کے ذاتی معجزات

آپ نے کسی جنگ میں شکست نہیں کھائی۔ جو شخص کبھی آپ کے مقابل میں آیا مغلوب ہوا۔ آپ کی تلوار کی زد میں جو آیا۔ وہ کبھی نہ بچا۔ آپ کا مدمقابل آپ سے بھاگ کر نہ جا سکا۔ تمام جنگوں میں پیدل نکلے۔ جس علم کے نیچے حضرت علی علیہ السلام نے جنگ لڑی دشمن ذلیل و خوار ہو کر بھاگ گئے۔ بیان کیا گیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام چالیس ہاتھ کود کر عمرو بن عبدود پر جا کر جھپٹے تھے۔ اور بیس ہاتھ پیچھے کی طرف پلٹ کر آئے تھے۔ یہ بات ایک معجزہ ہے۔

جنگ خندق میں عمرو بن عبدود کے دونوں پاؤں پر تلوار کا وار کیا۔ اور ایک وار میں اسے کاٹ

کے رکھ دیا۔ حالانکہ وہ کپڑوں اور ہتھیاروں سے مسلح تھا۔

خیبر کی جنگ کے روز مرحب کافر عمامہ خود۔ اور زرہ پہنے ہوئے تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے تلوار کا ایک ایسا وار کیا جو اس کے سر اور حلق کو کاٹتا ہوا اسے دو ٹکڑے کر گیا۔ پھر آپ نے ستر ہزار سپاہیوں پر ایسا حملہ کیا کہ وہ تتر بتر ہو گئے۔ فریقین کے آدمی آپ کی یہ کارکردگی دیکھ کر حیران تھے مخالفین قلعہ کی طرف بھاگ گئے۔

مشہد بوق شام کے میدان میں موجود ہے۔ اس کا واقعہ یوں ہے کہ جب معاویہ صفین کی لڑائی کے لئے شام سے نکلا۔ تو اس نے فوج میں نقاروں کی نوبت بجوائی امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے اسی وقت خبر دی۔ کہ معاویہ اب دمشق سے روانہ ہو رہا ہے۔ شام اور صفین میں اٹھارہ روز کا فاصلہ ہے۔ یہ بھی ایک معجزہ ہے۔

کوفہ میں ایک دکہ[1] موجود ہے۔ جہاں امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے تشریف فرما ہو کر مکہ معظمہ کو دیکھ لیا تھا۔ اور اس کو سلام کیا تھا۔

مسجد جمذات رقہ میں موجود ہے۔ اس کا قصہ یوں ہے۔ کہ حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام نے جہاں کے رہنے والوں سے شہدا کی لاشیں لے جانے کے لئے کشتیاں طلب کی تھیں۔ اور انھوں نے انکار کر دیا تھا۔ اور کہا کہ ہماری کشتیاں خراب ہیں امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ تمہاری بات میں کھوٹ معلوم ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ تمہاری صنعت کو ٹھیک نہ رکھے۔ اور تمہیں سیر نہ کرے کشتیوں کی بجائے ایک کشتی نما بہت بڑی چیز تیار کی جس کو جائزہ کہتے ہیں اس کے ذریعے شہداء کی لاشوں کو عبور کیا۔ رقہ تباہ و برباد ہو گیا جو لوگ باقی رہ گئے تھے وہ تنگی اور عسرت کی ہمیشہ زندگی بسر کرتے رہے۔"

ابو ہریرہ سے روایت ہے کہ آپؑ نے تین دن کی راہ ایک رات میں طے کی۔ اور صبح کے وقت کفار کے پاس موجود تھے۔ اور ان پر فتح پائی۔ اور والعادیات ضبحا آپ کی شان میں نازل ہوئی۔"

---

[1] دکہ چبوترے نما چوکور ٹھڑے کو کہتے ہیں۔ غالباً یہی وہ دکہ ہے جو اس وقت مسجد کوفہ کے صحن میں دکۃ القضا کے نام سے مشہور ہے جہاں امیرالمومنین علیہ السلام تشریف فرما ہو کر فیصلہ جات فرمایا کرتے تھے ۱۲ مترجم

تفسیر ابو محمد امام حسن عسکری علیہ السلام میں مذکور ہے کہ امیر المومنین علی علیہ السلام نے دیکھا کہ ثابت بن قیس بن شماس انصاری بئر حادیہ (کنواں) میں گرا ہوا تھا۔ لوگ اسے پتھر مار رہے تھے۔ آپ کنوئیں میں اتر گئے۔ لوگوں نے کہا پہلے ایک کو پتھر مارتے تھے اب دو ہو گئے ہیں۔ انہوں نے دو سو من کا پتھر مارا۔ جو حضرت کے سر کے پیچھے حصہ کی طرف گرا۔ آپ نے ثابت کے سر کو اپنے سینے سے لگا لیا اور اس پر آپ جھک گئے۔ ایسے ہی پتھر اور مارے اور پھینکے گئے۔ اگر ان دونوں آدمیوں میں ایک ہزار انسانوں کے برابر بھی روح ہو۔ تو وہ ایک پتھر سے بھی نجات نہیں پا سکتی۔ اللہ عزوجل کے حکم سے کنوئیں کے کنارے کی مٹی اتنی گری کہ کنوئیں کی سطح برابر ہو گئی۔ دونوں صحیح سلامت نکل آئے۔

عقبہ کی رات منافقین نے نبی صلعم کے قتل کا ارادہ کیا اور جو باقی مدینہ میں رہ گئے تھے۔ انہوں نے علی علیہ السلام کو قتل کرنا چاہا۔ حضرت علی رسول اللہ صلعم سے جا کر ملے۔ اور منافقین کے بغض کے بارے میں آنحضرت صلعم کو آگاہ کیا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو۔ کہ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے۔ جو ہارون کو موسے سے حاصل تھی۔ حضرت علی علیہ السلام کے جانے کے بعد منافقین نے ایک گہرا گڑھا کھود اسے تنکوں سے ڈھانپ دیا۔ حضرت علی علیہ السلام جب واپس تشریف لائے اور گڑھے کے قریب پہنچے۔ اللہ عزوجل نے حضرت امیر علیہ السلام کے گھوڑے کو گویا کیا۔ یا حضرت یہاں گڑھا ہے۔ (جو چھپا ہے) فرمایا۔ اللہ عزوجل کے حکم سے چلے چلو۔ گھوڑا اسے عبور کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ پھر حضرت امیر نے اس پر سے تنکوں کے ہٹانے کا حکم دیا۔ آپ نے اس کے اندر عجیب و غریب چیزیں دیکھیں۔

مسند احمد فضائل احمد اور سنن ابن ماجہ میں عبد الرحمن بن ابی لیلے سے روایت ہے۔ کہ امیر المومنین علیہ السلام سخت سردیوں کے دنوں میں نہایت باریک کپڑا پہنا کرتے تھے۔ اور سخت گرمیوں میں نیا اور نہایت موٹا کپڑا استعمال کرتے تھے۔ حضرت امیر علیہ السلام کو نہ گرمی محسوس ہوتی تھی۔ نہ ہی سردی۔ اس کا سبب یہ تھا کہ خیبر کی جنگ کے روز رسول اللہ صلعم نے آپ کے حق میں دعا فرمائی تھی۔ کہ اللہ عزوجل تم کو گرمی اور سردی سے بچائے رکھے۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ فرمایا اے معبود اس کو گرمی اور سردی سے بچا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ فرمایا اے معبود! اس سے گرمی اور سردی کو روک۔

حضرت امیر علیہ السلام سے ایک یونانی حکیم نے کہا۔ کہ میں آپ کے چہرے کی زردی کا علاج کر سکتا ہوں۔ لیکن آپ کی پنڈلیوں کے پتلے پن کا میرے پاس علاج نہیں ہے۔ آپ نے فرمایا میرے چہرے کی

زردی کتنی مقدار میں پہنچ جائے گی۔ عرض کیا کہ اگر آپ اس میں سے دو بالوں کے سروں کے برابر تناول فرمائیں تو آپ ٹھیک ہو جائیں گے۔ اگر یہ ایک دانے کے برابر کھائی جائے تو آدمی کو مار دیتی ہے فرمایا جو تمہارے پاس موجود ہے اس کی کتنی مقدار ہے عرض کیا دو مثقال آپ نے اس کے ہاتھ سے تمام دوائی لے لی۔ اور کھا گئے۔ یہ دیکھ کر یونانی حکیم کانپنے لگا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے مسکرا کر فرمایا۔ اے ابو عبداللہ! یہ تجھے کوئی نقصان نہ دے گی۔ (امام پر زہر کا اثر نہیں ہوتا۔) فرمایا اپنی آنکھیں بند کرو۔ اس نے آنکھیں بند کر لیں پھر فرمایا کھول دو۔ اس نے آنکھیں کھول کر حضرت علی علیہ السلام کے چہرے کی طرف دیکھا جو سرخ اور سفید ہو چکا تھا فرمایا تیرے زہر کی وجہ سے میرے چہرے کی زردی جاتی رہی ہے۔

پھر امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے ایک بڑے استوانہ پر ہاتھ مارا جس کے اوپر ایک جگہ بنی ہوئی تھی۔ جہاں یونانی بیٹھا کرتا تھا۔ اور اس کے اوپر دو گز سے بیٹھے ہوئے تھے آپ نے اسے دیواروں سمیت اٹھا لیا۔ یہ دیکھ کر یونانی غش کھا کر گر پڑا جب ہوش میں آیا تو امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ دو چیزیں نبوت کی قوت کا نتیجہ ہے

حبیب بن حسن حنفی جابر انصاری سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے ہمارے ساتھ صبح کی نماز پڑھی۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ اے لوگو! تمہارے بھائی سلمان کے بارے میں اللہ تعالیٰ تمہارے اجر کو زیادہ کرے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے رسول اللہ صلعم کا عمامہ سر پر باندھا۔ اور آپ کی چادر زیب تن کی۔ عصا اور تلوار ہاتھ میں لی۔ اور غضبا اونٹنی پر سوار ہوئے۔ قنبر سے فرمایا۔ دس تک گنو۔ قنبر کا بیان ہے۔ میں نے دس تک گنا۔ پس ہم سلمان کے دروازے پر (مدائن میں) موجود تھے۔

زاذان کا بیان ہے کہ جب سلمانؓ کی موت کا وقت قریب آیا۔ تو میں نے کہا۔ آپ کو غسل کون دے گا۔ سلمان نے کہا۔ مجھے غسل وہ شخص دے گا جس نے رسول اللہ صلعم کو غسل دیا ہے۔ میں نے کہا۔ تم مدائن میں ہو۔ اور وہ مدینہ میں موجود ہیں۔ (یہ کیسے ہو سکتا ہے) کہا اے زاذان جب میرے مرنے کے بعد) میری داڑھی کو باندھ دو گے تو اس وقت ایک آواز سنو گے میں نے آپ کی داڑھی کو باندھ دیا۔ تو ایک آواز سنی۔ دروازے پر پہنچا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام دروازے پر موجود تھے۔ آپ نے فرمایا اے زاذان ابو عبداللہ سلمان انتقال کر گئے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ اے میرے آقا ایسا ہی ہوا ہے۔ حضرت اندر تشریف

لائے۔ اور سلمان کے چہرے سے چادر کو ہٹایا۔ امیرالمومنین علیہ السلام کو دیکھ کر سلمان ہنس پڑے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ اے ابو عبداللہ! تمہیں خوش آمدید ہو۔ جب رسول اللہ صلعم سے ملو تو آپ سے کہنا کہ آپ کے بھائی نے آپ کی قوم سے کیا کیا مصیبتیں اٹھائی ہیں۔ آپ نے تجہیز و تکفین کا کام شروع کیا آپ پر نماز جنازہ پڑھی۔ ہم امیرالمومنین علیہ السلام کی زور زور سے تکبیر سن رہے تھے۔ میں نے حضرت کے ساتھ دو آدمیوں کو دیکھا۔ سوال کرنے پر آپ نے کہا۔ ایک میرے بھائی جعفر تھے اور دوسرے خضر علیہما السلام تھے۔ اور ان کے ساتھ الگ الگ ستر ستر ہزار فرشتوں کی صفیں تھیں۔ ہر ایک صف میں ایک ایک ہزار فرشتے موجود تھے۔

فصل ۱۲

حیوانات کا امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی اطاعت کرنا

ابن وصبان اور فناک روایت کرتے ہیں کہ ہم لوگ ایک جنگل سے گزر رہے تھے۔ راستے میں شیر بیٹھا ہوا تھا۔ اس کے بچے اس کے پیچھے تھے۔ میں نے اپنے گھوڑے کو واپس ہونے کے لئے موڑا امیر علیہ السلام نے فرمایا کہاں جاتے ہو؟ لے جویرہ بن مسہر آگے بڑھو۔ یہ شیر تو اللہ کا ایک کتا ہے۔ پھر فرمایا۔ ومامن دابۃ الاھو اخذ بناصیتھا۔ شیر حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں آیا۔ اور زمین پر دُم مارتا تھا اور کہا۔ السلام علیک یا امیرالمومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ اے اللہ کے رسول کے چچا کے بیٹے۔ آپ نے کہا۔ و علیک یا ابا الحارث۔ تم پر سلام ہو اے ابوالحارث! تمہاری تسبیح کیا چیز ہے عرض کیا۔ سبحان من البسنی المھابۃ وقذف فی قلوب عبادہ منی المخافۃ پاک ہے وہ ذات جس نے مجھے رعب کا لباس پہنایا اور اپنے بندوں کے دلوں میں میرا خوف ڈال دیا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ امیرالمومنین جویرہ بن مسہر سے فرمایا۔ کہ عنقریب راستے میں تجھے ایک شیر ملے گا۔ عرض کیا۔ اس کی کیا تدبیر کروں؟ فرمایا۔ اس سے میرا سلام کہنا۔ اور اسے اس بات سے آگاہ کرنا کہ میں نے تجھے اس سے امان دے دی ہے۔ چنانچہ وہ راستے میں جا رہے تھے۔ کہ شیر اس کی طرف بڑھا۔ کہا اے ابوالحارث امیرالمومنین علیہ السلام تجھے سلام کہتے ہیں۔ اور آپ نے مجھے تجھ سے امان دی ہے

دو پانچ دفعہ ہمہمہ کر کے اس بات کو پکا کیا تھا۔ مفضل نے بھی اس بات کا ذکر کیا ہے۔ شیبانی ابن جویرہ سے بیان کرتے ہیں کہ اس نے ایک شیر کو ہمہمہ کرتے ہوئے اور سر سے مٹی اڑاتے ہوئے دیکھا۔ اس نے جویرہ سے کوئی بات بیان کی۔ اس نے اس بارے میں امیرالمومنین سے پوچھا۔ فرمایا۔ وہ اسی کی شکایت کرتا تھا۔ اور مجھے دعا دیتا تھا۔ اور کہتا تھا خدا ہم میں سے کسی کو آپ کے دوستوں پر مسلط نہ کرے۔"

عمرو بن حمزہ علوی فضائل کوفہ میں بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک روز امیرالمومنینؑ جامع کوفہ کے محراب میں موجود تھے۔ ایک شخص کھڑا ہوا مسجد کے صحن کی طرف وضو کے لئے روانہ ہوا۔ راستے میں اسے سانپ ملا جو اسے کاٹنا چاہتا تھا۔ وہاں سے بھاگ کر امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ کو راستے کے تمام واقعہ سے آگاہ کیا۔ امیرالمومنین علیہ السلام کھڑے ہو کر چل پڑے۔ جس بل میں سانپ رہتا تھا۔ اس کے دروازے پر جا کر کھڑے ہو گئے۔ تلوار کو بل میں داخل کر دیا۔ فرمایا۔ اگر تو موسے کے عصا کی مانند ایک معجزہ ہے تو سانپ کو باہر نکال۔ ایک لمحہ کے اندر اس صورت میں تلوار باہر نکلی۔ کہ سانپ اس میں لپٹا ہوا تھا۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے اعرابی کی طرف سر اٹھا کر فرمایا۔ کہ جب تو میرے ہاں سے اٹھ کر روانہ ہوا تو تیرا خیال تھا۔ کہ میں چار آدمیوں میں سے چوتھا آدمی ہوں۔ عرض کیا ہاں یہ بات درست ہے۔ پھر اس نے اپنے سر پر طمانچہ مارا۔ اور مسلمان ہو گیا۔

الامتحان میں عمار بن یاسر اور جابر انصاری سے روایت ہے۔ کہ میں امیرالمومنین علیہ السلام کے ساتھ ایک صحرا میں جا رہا تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام راستے میں مڑ کر چلنے لگے۔ میں بھی آپ کے پیچھے ہو لیا۔ آپؑ نے آسمان کی طرف دیکھ کر مسکرا دیا۔ پھر اتنے مسکرائے۔ کہ ہنس پڑے۔ اور کہا اے پرندے کیا کہتا ہے۔ میں نے عرض کیا پرندہ کہاں ہے۔ فرمایا ہوا میں موجود ہے۔ تم چاہتے ہو۔ کہ اس کو دیکھو۔ اور اس کے کلام کو سنو؟ میں نے عرض کیا۔ ہاں میرے آقا! حضرت امیر علیہ السلام نے آسمان کی طرف دیکھا۔ اور کوئی دعا مانگی۔ جو آہستہ آہستہ تھی۔ فوراً پرندہ زمین پر آیا۔ اور امیرالمومنین علیہ السلام کے ہاتھ پر گرا۔ اپنی پشت سے حضرت امیر علیہ السلام کے ہاتھ کو مس کیا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ کے حکم سے بولو۔ اور میں علی بن ابی طالبؑ ہوں۔ اللہ عزوجل نے پرندے کو صاف عربی زبان میں گویا کیا۔ اس نے کہا السلام علیک یا امیرالمومنینؑ و رحمۃ اللہ و برکاتہ۔ آپ نے اسے سلام کا جواب دیا۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے پوچھا اس صحرا میں جہاں نہ پودے ہیں اور نہ ہی پانی ہے خوراک کہاں سے کھاتے ہو؟ عرض کیا اے آقا جب بھوکا ہوتا ہوں۔ آپ اہل بیت حضرات کی ولایت کا

ذکر کرتا ہوں۔ اور سیر ہو جاتا ہوں۔ جب پیاسا ہوتا ہوں۔ تو آپ حضرات کے دشمنوں سے بیزاری کرتا ہوں پیاس بجھا لیتا ہوں۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تجھ میں برکت دے اللہ تجھ میں برکت دے۔

پھر تو ایسا ہی ہو گیا۔ جس طرح اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ یاایھاالناس علمنا منطق الطیر

محمد بن جعفان ازدی وسیلی معجزات النبوۃ میں براء بن عازب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے آسمان میں بطوں کی اڑتی ہوئی قطار اپنے سر کے اوپر ملاحظہ کی۔ جو سائیں سائیں اور چیخنے کی آوازیں بلند کر رہی تھیں۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ سب مجھ پر اور آپ لوگوں پر سلام کرتی ہیں۔ ابن نفاق نے کنکھیوں سے چہ میگوئیاں شروع کر دیں۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اے قنبر اٹھ اور بلند آواز سے آواز دے۔ اے بطو! امیرالمومنین رب العالمین کے پاک اور آخری رسولؐ کے بھائی تمہیں بلاتے ہیں قنبر نے یہ بات بلند آواز سے پکاری۔ فوراً ایک پرندہ فرفر کرتا ہوا آ گیا۔ آپ نے فرمایا۔ اب سب کو کہو کہ نیچے اتریں۔ اس نے آواز دی۔ میں نے دیکھا کہ بطوں نے اپنے سینے زمین کی طرف جھکا دیئے ہیں۔ مسجد کوفہ کے صحن میں تمام کی تمام جمع ہو گئیں۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے ایک نہایت بلیغ خطبہ ارشاد فرمایا جس میں ایک عجیب زبان استعمال فرمائی۔ جس کو ہم نہیں سمجھ سکتے تھے۔ لیکن وہ بطیں حضرت امیر علیہ السلام کی گفتگو سمجھتی تھیں۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ عزیز و جبار کے اذن سے بولو۔ وہ صاف عربی زبان میں بولنے لگ گئیں۔ السلام علیک یا امیرالمومنین وخلیفۃ رب العالمین یہ ایسا ہے جیسے اللہ تعالیٰ نے فرمایا یاجبال اوبی معہ والطیر

علل الشرائع میں علی بن حاتم قزوینی باسناد خود اعمش سے وہ ابراہیم بن علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک روز امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام باہر تشریف لے گئے۔ اور دریائے فرات پر قیام فرمایا اور کہا اے حنفاش ایک مچھلی نے باہر نکالا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ تم کون ہو۔ اس نے عرض کیا میں بنو اسرائیل کی امت کا ایک فرد ہوں۔ آپ حضرات کی ولایت ہم پر پیش کی گئی تھی۔ ہم نے انکار کر دیا تھا۔ ہماری قوم مچھلی کی صورت میں مسخ کر دی گئی۔

معجزات، روضہ اور دلائل ابن عقدہ میں ابواسحاق سبیعی اور حارث اعور سے روایت ہے۔ ہم نے ایک شیخ کو روتے ہوئے دیکھا۔ اور وہ کہہ رہا تھا۔ کہ میں سو آدمیوں کے پاس گیا۔ مگر انصاف کو صرف ایک میں دیکھا۔ اس سے اس بارے میں پوچھا گیا۔ کہا میرا نام حجر حمیری ہے۔ میں یہودی المذہب تھا۔ کھانا فروخت

کرتا تھا۔ ایک دن میرا گذر کوفہ کی طرف ہوا۔ جب میں مسجد کے قبے کے پاس پہنچا۔ تو میں نے چوپائی کو گم پایا۔ میں کوفہ میں اشتر کے پاس گیا اس نے میرا رخ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی طرف کر دیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے مجھے دیکھ کر فرمایا۔ اے بھائی یہودی ہمارے پاس علم بلایا اور منایا اور علم نا کان اور یا یکون موجود ہے میں تمہیں آگاہ کر دوں یا تم مجھے آگاہ کر دو گے۔ کہ تم کیوں آئے ہو۔ میں نے عرض کیا کہ آپ ہی آگاہ فرمایئے۔ آپ نے ارشاد فرمایا۔ قبہ مسجد میں تیرا مال ایک جن لے گیا ہے۔ اب تو کیا چاہتا ہے عرض کیا اگر مال ولا کر آپ احسان فرمائیں۔ تو میں آپ پر ایمان لے آؤں گا۔ حضرت امیر علیہ السلام میرے ساتھ چل پڑے۔ قبہ کے پاس دو رکعت نماز پڑھی۔ اور دعا مانگی۔ اور یہ آیت تلاوت فرمائی۔ یرسل علیکما شواظ من نار ونحاس فلا تنتصران فرمایا اے عبداللہ یہ بدتمیزی ہے۔ خدا کی قسم اے گروہ جنات اس بات پر میری بیعت نہیں کی تھی۔ اور نہ ہی ایسا معاہدہ کیا تھا۔ راوی کا بیان ہے کہ میں نے دیکھا۔ کہ مال قبہ سے باہر نکل رہا ہے۔ میں نے کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمداً رسول اللہ واشھد ان علیا ولی اللہ افسوس ہے کہ جب میں اب کوفہ میں آیا ہوں۔ تو آپ کو مقتول پایا ہے یہودی مدینہ کا رہنے والا تھا۔

حضرت محمد بن حنفیہ نے بیان کیا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام کے موزے ایک کوا لے گیا تھا۔ آپ نے نماز کے لئے وضو کرنے کی خاطر انھیں اتارا تھا۔ ان میں ایک سیاہ سانپ گھس گیا تھا۔ اور کوا انھیں اٹھا کر فضا میں لے گیا تھا۔ پھر انھیں پھینک دیا تھا۔ اور ان کے اندر سے ایک سیاہ سانپ نکلا تھا۔ اللہ عزوجل نے آپ کو اس طرح سے بچا لیا تھا۔

آغانی نے کہا کہ حاشی نے بیان کیا۔ سید حمیری کناس کے پاس کھڑا ہو گیا۔ اور اعلان کیا اگر کوئی شخص علی بن ابی طالب علیہ السلام کی کوئی ایسی فضیلت میرے پاس لائے جس کے بارے میں میں نے شعر نہ کہا ہو تو میں اس کو اپنا یہ گھوڑا دے دوں گا۔ لوگ واقعات بیان کرتے جاتے تھے۔ اور آپ اس کے بارے میں اپنے اشعار بیان کرتے جاتے تھے۔ اسی اثنا میں ایک شخص نے یہ واقعہ بیان کیا۔ کہ ابو عسل مرادی نے کہا۔ امیرالمومنین علیہ السلام نماز کی طہارت کے لئے تشریف لائے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اپنے موزے اتارے۔ اس میں ایک سیاہ سانپ گھس گیا۔ جب انھیں پہننا چاہا تو انھیں ایک کوا لے کر اڑ گیا۔ پھر اس نے انھیں نیچے پھینکا جن سے ایک سیاہ سانپ نکلا۔ یہ واقعہ سن کر سید حمیری نے حسب وعدہ اپنا گھوڑا اس شخص کو دے دیا

اور پھر اس واقعہ کے بارے میں اشعار نظم کیے۔

کتاب صوانف الجن میں محمد بن اسحاق یحییٰ بن عبداللہ بن حارث سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ مجھے سلمان فارسی نے ایک حدیث بتائی کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ ایک بارش والے دن موجود تھے ہم لوگ آنحضرت صلعم کی طرف متوجہ تھے۔ ایک غیبی آواز آئی۔ اسلام علیک یا رسول اللہ۔ آپ نے سلام کا جواب دیا۔ آپ نے فرمایا۔ تم کون ہو؟

عرفطہ ـــ میرا نام عرفطہ بن شمراخ ہے میں بنو نجاح سے تعلق رکھتا ہوں۔

رسول اللہ ـــ اللہ تعالیٰ تیری صورت میں رحمت نازل فرمائے۔ ہمارے پاس ظاہر ہو کر آیئے۔

سلمان ـــ وہ شخص ظاہر ہو گیا جو ایک شیخ کی صورت میں تھا جس پر گھنے بال تھے جس کا چہرہ موٹے بالوں سے چھپا ہوا تھا۔ ان میں اپنے آپ کو چھپایا ہوا تھا۔ اس کی دونوں آنکھیں طولاً شگافتہ تھیں۔ اس کا منہ اس کے سینے میں تھا جس میں دانت تھے۔ جو بظاہر بہت لمبے تھے۔ اس کے ناخن جنگلی درندوں کی طرح تھے۔

شیخ۔ اے اللہ کے نبی! میرے ساتھ اپنی قوم کے کسی شخص کو روانہ فرمایئے جو میری قوم کو اسلام کی دعوت دے میں اسے صحیح سلامت واپس بھیج دوں گا۔

رسول اللہ۔ اصحاب سے مخاطب ہو کر "تم میں سے کون شخص میری طرف سے جا کر قوم جنات کو تبلیغ کرے۔ میں اس کے لیے جنت کا ضامن ہوں۔" (یہ سن کر کوئی نہ اٹھا۔ آنحضرت صلعم نے دوسری مرتبہ فرمایا۔ جب تیسری مرتبہ کہا تو حضرت علیؑ علیہ السلام نے عرض کیا)

حضرت علیؑ۔ یا رسول اللہ! اس خدمت کے لیے میں حاضر ہوں۔

رسول اللہ ـــ جن کی طرف مخاطب ہو کر فرمایا۔ اسی رات میرے پاس آ جانا میں تیرے ساتھ ایک ایسا آدمی بھیجوں گا جو میرے حکم سے فیصلہ اور میری زبان سے بولے گا۔ اور میری طرف سے قوم جنات کو تبلیغ کرے گا۔

راوی کا بیان ہے یہ سن کر جن غائب ہو گیا۔ رات کے وقت پھر حاضر ہوا۔ ایک اونٹ پر سوار تھا۔ خود یہ ایسا بیٹھا ہوا تھا۔ جو بکری معلوم ہوتا تھا۔ اس کے ساتھ دوسرا اونٹ بھی تھا جو گھوڑے جتنا بلند تھا۔ آنحضرت صلعم نے حضرت علیؑ کو اس پر سوار کر دیا۔ سلمان کا بیان ہے کہ میں نے امیر علیہ السلام کے پیچھے

سوار کردیا۔ اور میری آنکھوں پہ پٹی باندھ دی۔ فرمایا اس وقت تک آنکھیں نہ کھولنا۔ جب تک علیؑ کو اذان دیتے نہ سنو۔ جو کچھ دیکھو اس سے ڈرنا نہیں۔ تم امن میں رہو گے۔ اونٹ چل پڑا۔ اس کے چلنے کی آواز ایسے پیدا ہوتی تھی جس طرح شتر مرغ کے چلنے کی آواز ہوتی ہے۔ اس دوران میں حضرت علی علیہ السلام قرآن مجید کی تلاوت فرما رہے تھے۔ ہم تمام رات چلتے رہے۔ صبح کے وقت حضرت علی علیہ السلام نے اذان دی۔ اور اونٹ کو بٹھا دیا۔ فرمایا اے سلمان! اتر جاؤ۔ میں نے اپنی آنکھیں کھول دیں۔ اور اتر پڑا۔ میں زمین قرار پر موجود تھا۔ حضرت نے اقامت کہی۔ اور ہمارے ساتھ نماز پڑھی۔ میں لگا تار جن کی آواز سنتا رہا۔ آخر کار ایک شخص نے مجھ پر سلام کیا۔ میں نے اس کی طرف مڑ کر دیکھا۔ مخلوق کا ایک انبوہ عظیم تھا۔ جو میرے اوپر کھڑا اپنے رب کی تسبیح میں مصروف تھا۔ سورج نکل آیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے کھڑے ہو کر خطبہ دیا۔ جس میں ان لوگوں سے خطاب کیا۔ ان میں جو جنات منکر تھے۔ انہوں نے حضرت امیر علیہ السلام کے فرمان کو ماننے سے انکار کر دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے ان کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا "حق کو جھٹلاتے ہو۔ قرآن سے روگتے ہو۔ اور اللہ کے آیات کا انکار کرتے ہو" ۔۔۔ پھر آسمان کی طرف سر بلند کر کے فرمایا۔ اے معبود کلمہ عظمیٰ، اسماء حسنیٰ، عزائم کبریٰ، حی قیوم مردوں کو زندہ کرنے والے اور زندوں کو مارنے والے اور زمین و آسمان کے رب کا واسطہ اے جنات کی نگہبانی کرنے والے اور شیطان کی تاک میں رہنے والے۔ وہ آگ نازل کر جو نہ بجھے۔ شہاب ثاقب اور جلانے والے شعلے اور قتل کرنے والا تانبا۔ کھیعص۔ طواسم۔ حوامیم۔ یٰسین۔ نون والقلم وما یسطرون۔ ذاریات۔ والنجم اذا ھویٰ، والطور وکتاب مسطور فی رق منشور، والبیت المعمور اور اقسام عظام اور مواقع نجوم جو متکبرین منکرین پر پڑتے ہیں۔ جو رب العالمین کے آثار کے منکر ہیں ان کا واسطہ ان پر نازل کر۔

سلمان کا بیان ہے کہ مجھے معلوم ہوا۔ کہ میرے نیچے سے زمین نکل رہی ہے۔ میں نے فضا میں شور و غل سنا پھر آسمان سے آگ برسی۔ جن جنات نے اس آگ کو دیکھا کچھ جل کر ختم ہو گئے۔ اور کچھ غش کھا کر منہ کے بل گر پڑے۔ اور میں بھی اپنے منہ کے بل گر پڑا۔ جب ہوش آیا تو کیا دیکھتا ہوں۔ کہ دھوئیں کا ایک بادل آسمان کی طرف اٹھ رہا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ سروں کو اٹھا لو۔ اللہ عزوجل نے شیطانوں کو ہلاک کر دیا ہے۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے اپنا خطبہ شروع کر دیا۔ اے گروہ جن، شیاطین غیلان بنو شمراخ، آل نجاح ساکنین اجاج اور رمال اور قفار اور تمام شہروں کے شیطانو! یہ بات جان لو۔ کہ زمین

عدل وانصاف سے اس قدر بھر دی جائے گی جس قدر وہ ظلم وجور سے بھری ہوگی۔ پس یہ بات حق ہے نہیں ہے حق کے بعد مگر گمراہی۔ تم کہاں بھاگتے ہو۔ انہوں نے کہا ہم اللہ عزوجل پر اور اس کے رسول پر اور رسول کے رسول پر ایمان لاتے۔ جب ہم مدینہ میں واخل ہوتے۔ تو نبی صلعم نے فرمایا کیا ہوا۔ تو حضرت علی علیہ السلام نے تمام قصہ بیان کیا۔

ابو منصور اور اصفہانی اپنے اسناد سے ایک شخص سے روایت کرتے ہیں کہ میں جنگ صفین میں حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ تھا۔ میں نے شامیوں کے اونٹ کو معہ سوار اور بوجھ کے دیکھا کہ اس نے تمام چیز کو نیچے پھینک دیا۔ صفوں کو عبور کرتا ہوا حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اپنے ہونٹوں کو حضرت امیر علیہ السلام کے سر اور کندھوں کے درمیان رکھ کر حرکت دینے لگا۔ حضرت علی علیہ السلام نے یہ دیکھ کر فرمایا۔ خدا کی قسم یہ میرے اور رسول اللہ کے درمیان ایک علامت ہے۔ اس دن لوگوں نے جرأت کی اور سخت جنگ چھڑ گئی۔

ابو الفرج کاوش عکبری اپنے اسناد سے بیان کرتا ہے کہ آذربائیجان کے علاقے کے ایک آدمی کا اونٹ تھا۔ جو اپنے مالک کی اطاعت نہیں کرتا تھا۔ وہ شخص امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں شکایت لے کر حاضر ہوا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ جب تم اس جگہ جاؤ۔ جہاں اونٹ موجود ہے تو یہ دعا پڑھنا۔ اللھم انی اتوجہ الیک بنبیک نبی الرحمۃ (ع) واھل بیتہ الذین اخترتھم علی علم علی العالمین اللھم ذلل لی صعوبتھا وحزونتھا واکفنی شرھا فانک الکافی المعافی والغالب القاھر۔

وہ شخص چلا گیا۔ جب دوبارہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا تو اس کے پاس اونٹ کی تمام قیمت موجود تھی جس کو حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں لایا تھا۔ امیر المومنینؑ نے اس سے فرمایا۔ جب تم اونٹ کے پاس گئے تھے۔ تو وہ تمہارے پاس مطیع اور فرمانبردار ہو کر آیا تھا۔ تم نے اس کی پیشانی کو پکڑ لیا تھا ——— حضرت امیر المومنین نے ایک ایک بات جو اونٹ والے کو پیش آئی تھی۔ گنوا دی۔ اس نے عرض کیا اے امیر المومنینؑ آپ نے سچ فرمایا۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ میرے ساتھ تھے۔ براہ کرم جو کچھ میں لایا ہوں اسے قبول فرما لیجئے۔ فرمایا۔ بابصیرت ہو کر چلے جاؤ۔ اللہ عزوجل تمہارے مال میں برکت دے۔

عمار کی حدیث میں ہے۔ کہ نبی صلعم نے علی علیہ السلام کو عمان کے شہر میں جلندی بن کرکرہ سے لڑنے کے لیے روانہ کیا۔ دونوں کے درمیان سخت اور تکلیف دہ جنگ چھڑ گئی۔ جلندی نے ایک غلام کو طلب کیا جس کا نام کندی تھا اسے کہا اگر تم سیاہ عمامے اور شہبا بغلہ والے شخص کے پاس چلے جاؤ۔ اور اسے گرفتار کرلو۔ اور اسے ذلت کے ساتھ زمین پر گرا دو۔ تو میں تمہاری شادی اپنی اس بیٹی کے ساتھ کردوں گا۔ جس کی شادی میں نے بادشاہوں کے لڑکوں کے ساتھ نہیں کی۔ کندی سفید ہاتھی پر سوار ہوا۔ جلندی کے پاس تیس ہاتھی تھے۔ ان ہاتھیوں اور لشکر کے ساتھ امیرالمومنین علیہ السلام پر حملہ کر دیا۔ جب امیرالمومنین علیہ السلام نے جلندی کو دیکھا۔ تو اپنے گھٹنے پر اتر پڑے۔ اپنے سرِ اقدس سے کپڑا ہٹا لیا۔ تمام جنگل طولاً اور عرضاً چمک اٹھا۔ پھر گھٹنے پر سوار ہو گئے۔ ہاتھیوں کے قریب آکر آپ نے کچھ ایسا کلام ارشاد فرمایا جس کو انسان نہ سمجھ سکے۔ اچانک ۲۹ ہاتھیوں نے سر ہلایا اور مشرکین پر حملہ کر دیا۔ ان کے درمیان دائیں بائیں دوڑتے تھے۔ آخرکار لشکر کو عمان کے دروازے پر پہنچا دیا۔ تمام ہاتھی واپس امیرالمومنین علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام سے ایسی گفتگو کی جس کو تمام لوگوں نے سنا۔ اے علی! ہم تمام کے تمام حضرت محمدؐ کو جانتے ہیں۔ اور حضرت محمدؐ کے رب پر ایمان لاتے ہیں۔ مگر یہ سفید ہاتھی یہ محمدؐ اور آلِ محمدؐ کی معرفت نہیں رکھتا۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے ایک سخت کڑک بلند کی۔ جیسے کہ غصہ اور ناراضگی کے وقت کڑکا کرتے تھے۔ ہاتھی کانپنے لگا۔ اور ٹھہر گیا۔ امیرالمومنینؑ نے اس کو ذوالفقار کی ایک ضرب لگائی۔ اس کا سر تن سے جدا ہو گیا۔ ہاتھی بڑے پہاڑ کی طرح زمین پر مر کر گر پڑا۔ کندی کو اس کی پشت سے پکڑ لیا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو آگاہ کیا کہ فصیل پر تشریف لے جائیے۔ اور ابوالحسن سے بلند آواز سے فرمائیے۔ اسے مجھے بخش دیجئے۔ یہ آپ کے قیدی ہیں جناب علی علیہ السلام نے کندی کو چھوڑ دیا۔

کندی۔ اے ابوالحسن آپ نے مجھے کیوں چھوڑ دیا

حضرت امیرؑ۔ "افسوس ہے ذرا نظر اٹھا کر تو دیکھو"

کندی۔ نظر اٹھا کر دیکھتا ہے۔ اللہ عزوجل اس کی آنکھوں کے درمیان سے پردے کو ہٹا دیتا ہے۔ تو اس نے رسول اللہ صلعم کو اور آپ کے اصحاب کو مدینہ کی دیوار پر کھڑے ہوئے دیکھتا ہے۔ عرض کرتا ہے۔ اے ابوالحسن یہ کون شخص ہے؟

حضرت امامؑ ـــ یہ ہمارے آقا رسول اللہ صلعم ہیں

کندی ـــ ہمارے اور آپؐ کے درمیان کتنا فاصلہ ہے؟

حضرت امامؑ ـ چالیس دن کی راہ۔

کندی ـــ اے ابوالحسن۔ آپ کا رب رب عظیم ہے اور آپ کا نبی نبی کریم ہے ۔ اپنا دست اقدس آگے بڑھائیے۔ میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ اللہ کے سوا کوئی چیز عبادت کے لائق نہیں ہے اور محمدؐ اللہ کے رسول ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے جاندی کو قتل کر دیا۔ اور بے شمار مخلوق سمندر میں ڈوب کر مر گئی ۔ اور کافی تعداد میں لوگ قتل کر دیئے گئے اور جو باقی بچے وہ مسلمان ہو گئے ۔ حضرت امیر علیہ السلام نے قلعہ کندی کے سپرد کیا۔ اور جلندی کی بیٹی سے اس کی شادی کی ۔ کچھ مسلمانوں کو وہاں اس لئے چھوڑ دیا ۔ تاکہ وہ انھیں فرائض کی تعلیم دیں ۔

حضرت امیر علیہ السلام نے وادی عقیق میں قوم جنات سے بیعت لی ۔ انھوں نے عرض کیا اے امیر المومنین! سورج ہمارے بچوں کو تکلیف دیتا ہے ۔ حضرت امیر علیہ السلام نے سورج کو پلٹنے کا حکم دیا۔ وہ پلٹ کر آگیا۔ آپ نے اس سے عہد و پیمان لیا۔ کہ وہ اولاد مومنین کو کوئی تکلیف نہ دے ۔ خواہ وہ انسان ہوں۔ خواہ جن۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں تحریر ہے کہ یہودیوں نے حضرت علی علیہ السلام سے رسول اللہ صلعم کی نبوت کے بارے میں مناظرہ کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے یہودیوں کے اونٹ کو پکارا ۔ اے یہودیوں کے اونٹ اور کپڑے محمدؐ صلعم اور اس کے وصی کی گواہی دو۔ یہودیوں کے اونٹ اور کپڑے بول اٹھے ۔ اے علیؑ! آپ نے سچ فرمایا۔ محمدؐ اللہ کے رسول ہیں ۔ اور آپ اس کے برحق وصی ہیں۔ بعض یہودی مومن ہو گئے اور کچھ ذلیل و خوار ہوئے ۔ اور یہ آیت نازل ہوئی ۔ الٓمٓ ذٰلک الکتٰب لاریب فیہ ھدی للمتقین کتاب سے مراد امیر المومنینؑ اور متقین سے مراد آپ کے شیعہ ہیں ۔

ابوبکر شیرازی نزول القرآن فی شان علیؑ (ع) میں بالاسناد مقاتل سے وہ محمد بن حنفیہ سے وہ امیر المومنینؑ سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ انا عرضنا الامانۃ اللہ تعالیٰ نے میری امانت سات آسمانوں اور زمینوں پر ثواب اور عذاب کے ساتھ پیش کی تھی ۔ آسمانوں اور زمینوں نے عرض کیا۔ ثواب اور عذاب کے ساتھ نہیں ۔ بلکہ بلا ثواب اور بلا عذاب یہ بوجھ ہم پر لاو۔ اللہ عزوجل نے میری امانت تمام پرندوں

پر پیش کی۔ سب سے پہلے میری امانت پر ایمان لانے والے سفید باز اور سفید قنبرے ہیں۔ سب سے پہلے انکار کرنے والے الّو اور عنقا ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے ان دونوں پر لعنت کی ہے۔ الّو دن کو ظاہر نہیں ہوتا۔ عنقا سمندروں میں ایسا غائب ہوا کہ پھر کبھی ظاہر نہیں ہوا۔ اللہ تعالیٰ نے میری امانت کو زمینوں پر پیش کیا۔ بعض زمینیں میری ولایت پر ایمان لائیں۔ اللہ تعالیٰ نے انھیں پاکیزہ بنایا۔ اور ان کے پودے اور پھلوں کو میٹھا اور شیریں قرار دیا۔ اور کچھ حصے زمین نے میری اطاعت کے بارے میں جھگڑا کیا۔ اور میری ولایت کا انکار کر دیا۔ اللہ تعالےٰ نے اسے شوریلی قرار دیا۔ اور اس کے پودوں کو کڑوا اور اندرائن قرار دیا۔ اور ان کے پھلوں کو عوسج اور حنظل بنایا اور ان کے پانی کو سخت کھاری بنایا۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ وحملھا الانسان یعنی اس امانت کو انسان نے اٹھا لیا۔ (اللہ تعالےٰ نے کہا) اے محمدؐ! آپ کی امت نے ولایت اور امامت امیرالمومنینؑ کو مع ثواب و عذاب اٹھا لیا ہے۔ یہ انسان اپنی ذات کے لئے ظالم ہے۔ اور امر رب میں جاہل ہے اور امامت اور ولایت کے حق کو پوری طرح ادا نہ کرے گا۔ اور وہ ظلوم اور غشوم ہوگا۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا "مجھ کو مومن دوست رکھے گا اور منافق ولد حرام میرے ساتھ بغض رکھے گا"

تاریخ بلاذری میں ابوسحیلہ نے کہا۔ میں اور سلمانؓ ربذہ میں ابوذرؓ کے پاس گئے۔ آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا تھا عنقریب میرے بعد ایک فتنہ برپا ہوگا۔ جو شخص تم میں اس فتنے کے وقت موجود ہو اسے کتاب خدا اور علی بن ابی طالبؑ کا ساتھ دینا چاہیئے۔ کیونکہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا تھا کہ علی بن ابی طالبؑ سب سے پہلے مجھ پر ایمان لائے۔ اور سب سے پہلے قیامت کے روز میرے ساتھ مصافحہ کریں گے۔ وہ یعسوب المومنینؑ ہیں۔ نبی صلعم نے فرمایا۔ اے علیؑ! تم یعسوب المومنین ہو اور مال یعسوب الظالمین ہے"

بشارت نے کہا۔ النحل معہود ہے۔ اے معاویہ نحل سے مراد بنو ہاشم ہیں۔ یخرج من بطونھا شراب مختلف الوانہ فیہ شفاء للناس یعنی بنو ہاشم سے علم ظاہر ہوتا ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے اس آیت کے بارے میں فرمایا۔ کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ علی امیر النحل ہیں۔ ایک روایت میں ہے رسول اللہ صلعم نے علیؑ کو بنو فصل کے قلعہ کی طرف روانہ کیا۔ انھوں نے جنگ کی۔ ان کے ہتھیار ختم ہوگئے۔ شہد کی مکھیوں کو چھوڑ دیا۔ اس بات سے آنحضرتؐ کا لشکر مجبور ہوگیا۔ حضرت علی علیہ السلام

شہد کی مکھیوں کے پاس تشریف لائے۔ وہ آپ کی مطیع ہو گئیں۔ اس لئے آپ کو امیر النحل کہتے ہیں۔

ایک روایت ہے کہ غار کے اندر شہد موجود تھا لیکن کوئی شخص اندر جانے کی جرات نہیں کرتا تھا حضرت علی علیہ السلام تشریف لے گئے اس سے کافی شہد نچوڑا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے آپ کا نام امیر النحل اور یعسوب رکھا۔ کہا جاتا ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام قیامت کے دن یعسوب ہوں گے۔ یہ آپ کے شرف کے لئے اونچی بات ہے۔ یعسوب شہد کی نر مکھی کو کہتے ہیں۔ یہ نر اور مکھیوں کا سردار ہوتا ہے۔ تمام مکھیاں اس کی پیروی کرتی ہیں۔

دینوری نے کہا۔ کہ جب یعسوب اڑنے سے ناچیز ہو جاتا ہے۔ اسے مکھیاں اٹھا لیتی ہیں۔ اور باقی مکھیاں شہد نہیں بناتیں۔ اور اڑتی رہتی ہیں۔

فصل ۱۸

جمادات کا امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی اطاعت کرنا

ابوبکر بن مردویہ نے مناقب میں ابو اسحاق ثعلبی نے تفسیر میں ابو عبد اللہ نطنزی نے خصائص میں خطیب نے اربعین میں اور ابو احمد جرجانی نے تاریخ میں بیان کیا ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام کے لئے سورج واپس دیا تھا۔ ابوبکر وراق کی ایک کتاب ہے۔ جس میں ان طریقوں کو بیان کیا ہے۔ جو رد شمس کے بارے میں ہیں۔

ابو عبد اللہ نے ایک کتاب جواز رد الشمس میں لکھی ہے۔ ابو القاسم حسکانی کے مسئلہ میں سورج کے لوٹنے کے صحیح ہوتے ہیں۔

ابو الحسن شاذان نے ایک کتاب بیان تحریر کی ہے کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے سورج کو لوٹایا تھا حضرت امیر المومنین کی خاطر کئی دفعہ سورج لوٹا۔ اس بات کو سلمان نے بھی روایت کیا ہے اور حسب ذیل مقامات پر سورج لوٹا۔ (۱) یوم بساط الخندق۔ (۳) یوم حنین (۲) یوم خیبر (۵) یوم قرقیسیا (۶) یوم براثا (۷) یوم غاضریہ (۸) یوم نہروان (۹) یوم بیعت رضوان (۱۰) یوم صفین (۱۱) نجف میں (۱۲) بنو مازن میں (۱۳) وادی عقیق میں (۱۴) احد کی جنگ کے بعد (۱۵) کافی کلینی کی روایت کے موجب مدینہ کی مسجد فضیخ میں۔ عام طور پر مشہور یہ ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم کی زندگی میں دو دفعہ آپ کی خاطر سورج لوٹا۔ مقام اکراع غمیم میں اور رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد بابل کے مقام پر

آپ کی خاطر سورج لوٹا۔ رسول اللہ صلعم کی زندگی میں سورج لوٹنے کا واقعہ مندرجہ ذیل حضرات بیان کرتے ہیں۔ (۱) ام سلمہ (۲) اسما بنت عمیس (۳) جابر انصاری (۴) ابوذر (۵) ابن عباس (۶) خدری (۷) ابوہریرہ (۸) امام جعفر صادق علیہ السلام۔ رسول اللہ صلعم نے بمقام کراع غمیم نماز ادا فرمائی جب سلام پھیرا۔ تو آپ پر وحی نازل ہوگئی۔ آنحضرت صلعم اسی حالت میں تھے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے آکر سہارا دے دیا۔ اس حالت میں سورج غروب ہوگیا۔ قرآن آنحضرت صلعم پر نازل ہو رہا تھا۔ وحی کے ختم ہونے کے بعد رسول اللہ صلعم نے پوچھا اے علیؑ! تم نے نماز پڑھی ہے تو عرض کیا نہیں اور تمام قصہ بیان کیا۔ فرمایا۔ میں دعا کرتا ہوں۔ اللہ تعالیٰ تیری خاطر سورج واپس لوٹائے گا۔ رسول اللہ صلعم نے بارگاہ خداوندی میں دعا کی۔ سورج چمکتا ہوا واپس لوٹ کر آگیا۔

ابوجعفر طحاوی کی روایت کے موجب نبی صلعم نے فرمایا۔ اے معبود! علیؑ تیری اور تیرے رسولؐ کی اطاعت میں تھا اس پر سورج واپس لوٹا دے۔ سورج واپس ہوا۔ علی نے کھڑے ہو کر نماز ادا فرمائی۔ نماز سے فارغ ہوتے سورج ڈوب گیا اور ستارے ظاہر ہوگئے۔ ابوبکر مہرویہ کی روایت میں اسماء سے روایت ہے کہ خدا کی قسم! ہم نے سورج کے غروب ہوتے وقت اس کی ایک آواز سنی جس طرح آرے سے لکڑی چیرتے وقت پیدا ہوتی ہے۔ یہ واقعہ غزوہ خیبر میں صہبا کے مقام پر ہوا تھا۔ روایت ہے کہ جب آپ رسول اللہ صلعم کو سہارا دیئے ہوئے تھے۔ تو نماز اشاروں سے ادا فرمائی اور جب سورج لوٹ آیا۔ تو رسول اللہ صلعم کے حکم سے نماز کا اعادہ کیا۔

اس بارے میں مندرجہ ذیل شعراء نے اشعار بیان کئے ہیں۔

(۱) صاحب (۲) مفجع بصری (۳) سید حمیری (۴) ابن حماد (۵) علی بن احمد

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی وفات کے بعد جویرہ بن مسہر، ابو رافع اور حسین بن علی علیہما السلام کی روایت کے موجب حضرت امیر علیہ السلام نے بابل کے مقام سے دریائے فرات کو عبور کیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے ایک گروہ کے ساتھ عصر کی نماز ادا کی۔ لوگوں نے دریا عبور نہیں کیا تھا۔ کہ سورج ڈوب گیا۔ کافی لوگوں سے عصر کی نماز فوت ہوگئی۔ بارگاہ خداوندی میں دعا کی۔ سورج واپس لوٹ آیا۔ اس وقت سورج افق پر تھا۔ جب لوگوں نے نماز کا سلام پھیرا تو سورج پھر غائب ہوگیا۔ لوگوں نے شدید گڑگڑاتے کی آواز سنی۔ اور ڈر گئے۔ تہلیل تسبیح اور تکبیریں شروع کر دیں۔ بابل کی سرزمین پر مقام ساعد میں مسجد ردّ الشمس مشہور و معروف ہے۔ [۱]

---

[۱] اس احقر نے مسجد ردّ الشمس کو ۱۹۶۷ء میں دیکھا ہے۔ حلہ کے پاس ہے جو کہ سڑک کربلا معلی سے نجف اشرف [illegible]

ابن عباس نے طرق کثیرہ کے ساتھ بیان کیا ہے کہ سورج صرف حسب ذیل حضرات کی خاطر واپس لوٹا تھا۔ (۱) حضرت سلیمانؑ (۲) یوشع وصی موسیٰؑ اور (۳) علی بن ابی طالب علیہم السلام وصی محمد صلوٰۃ اللہ علیہم اجمعین۔

محمد بن مسلم ابوجعفر علیہ السلام اور جابر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ سورج نے حضرت علی علیہ السلام سے سات مرتبہ کلام کیا۔ پہلی مرتبہ یا امام المسلمین اشفع لی الی ربی ان لا یعذبنی یعنی مسلمانوں کے امام اللہ کے ہاں میری سفارش فرمایئے۔ کہ وہ مجھے عذاب نہ دے۔" دوسری مرتبہ کہا امرنی احرق مبغضیک فانی اعرفہم بسیماہم مجھے حکم دیجئے میں آپ کے دشمنوں کو جلا دوں۔ میں ان کو ان کی پیشانیوں سے جانتا ہوں۔ تیسری مرتبہ بابل میں آپ سے اس وقت گفتگو کی جب آپ سے نماز عصر فوت ہو گئی تھی۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے سورج سے فرمایا۔ اپنی جگہ سے پلٹ کر آجا۔ سورج نے لبیک کہہ کر جواب دیا تھا اور پلٹ کر آگیا تھا۔ چوتھی مرتبہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ یا ایتھا الشمس ھل تعرفین لی خطیئۃ؟ اے سورج تو نے میرا کوئی گناہ دیکھا ہے؟ سورج نے جواب دیا۔ وعزۃ ربی لو خلق اللہ الخلق مثلک لم یخلق النار۔ میرے رب کی عزت کی قسم اگر اللہ تعالیٰ آپ کی مانند مخلوق کو پیدا کرتا تو دوزخ کو پیدا نہ کرتا۔ پانچویں مرتبہ حضرت ابوبکر کی خلافت کے زمانے میں نماز کے بارے میں اختلاف ہو گیا تھا۔ لوگوں نے حضرت علی علیہ السلام کی مخالفت کی تھی اور کھلم کھلا سورج نے حضرت امیر علیہ السلام سے کلام کیا تھا۔ سورج نے کہا تھا۔ حق علیؑ علیہ السلام کے لیے ہے حق اس کے ہاتھ میں ہے اور حق آپ کے ساتھ ہے۔ قریش اور جو لوگ موجود تھے۔ انہوں نے اس بات کو سنا تھا۔ چھٹی مرتبہ حضرت امیر علیہ السلام نے سورج کو طلب کیا تھا۔ اور وہ آب حیات کا پانی ایک برتن میں لے کر حاضر ہوا تھا۔ اور آپ نے اس سے وضو کیا تھا۔ آپ نے دریافت کیا۔ تم کون ہو؟ عرض کیا میں روشن سورج ہوں۔ ساتویں مرتبہ حضرت امیرالمومنینؑ کی وفات کے وقت سورج آپ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور آپ کو سلام کیا آپ نے سورج سے اور سورج نے آپ سے باتیں کیں۔

(حکایت (سنا)) راوی کا بیان ہے کہ صبح ہو گیا۔ اور ہم ہوازن میں پہنچ گئے۔ نبی صلعم نے فرمایا اے

(گذشتہ سے پیوستہ) کو جاتی ہے ۳۰ دن کے کنارے پر واقع ہے۔ مزید وضاحت ہماری ترجمہ کردہ کتاب عیون المعجزات مطبوعہ ... کو کیونکہ ... خلاف ... ۱۲ مترجم

علیؑ اُٹھو۔ اپنی وہ کرامت دیکھو جو اللہ نے تمہیں عطا کی ہے جب کل سورج طلوع کرے تو اس سے کلام کرو۔ حضرت علی علیہ السلام قیام فرما ہوئے اور کہا السلام علیک ایتھا العبد الدائب فی طاعۃ اللہ ربہ سورج نے جواب دیا۔ وعلیک السلام یا اخا رسول اللہ و وصیہ وحجۃ اللہ علی خلقہ۔ یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام بارگاہ خداوندی میں سجدہ شکر میں گر پڑے۔ رسول اللہ صلعم نے علی علیہ السلام کو پکڑ کر اٹھایا اور آپ کے چہرے اقدس سے مٹی صاف کی۔ اے میرے حبیب اُٹھو تم نے اپنے رونے سے آسمان والوں کو رولا دیا ہے۔ اللہ تعالیٰ تیرے ذریعے عرش اٹھانے والوں سے فخر کرتا ہے۔ رسول اللہ صلعم نے پھر فرمایا۔ اس ذات کا شکر ہے جس نے مجھے تمام انبیا پر فضیلت دی۔ اور سید الاوصیا کی وصیت سے میری تائید کی پھر یہ آیت تلاوت فرمائی ولہ اسلم من فی السماوات والارض طوعا وکرھا۔

حضرت ابوبکر کی خلافت کے زمانے میں لوگ زلزلہ میں آ گئے۔ حضرت ابوبکر اور آپ کے ساتھی حضرت علی کی خدمت میں حاضر ہو کر زلزلہ کی شکایت کرنے لگے۔ حضرت علی علیہ السلام ایک بلند جگہ پر بیٹھ گئے دونوں ہونٹوں کو حرکت دی۔ اور زمین پر ہاتھ مارا۔ پھر فرمایا۔ اے زمین تجھے کیا ہو گیا ساکن ہو جا۔ زمین ساکن ہو گئی۔ پھر فرمایا۔ میں وہ شخص ہوں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ اذا زلزلت الارض زلزالھا میں وہ انسان ہوں۔ جو زمین سے اس وقت کہوں گا۔ آج تجھے کیا ہو گیا ہے۔ زمین اپنے حالات سے آگاہ کرے گی زمین مجھ سے حالات بیان کرے گی۔ ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر وہ زلزلہ ہے جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اپنی کتاب میں کیا ہے تو وہ مجھے جواب دے گا۔ لیکن مجھے وہ معلوم نہیں ہوتا۔

سعید بن مسیب اور عبایہ بن ربعی کی روایت میں ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے اپنے پاؤں سے زمین کو ٹھوکر لگائی۔ اور وہ متحرک ہو گئی۔ پھر آپ نے فرمایا ساکن ہو جا۔ پھر آپ نے یہ آیت تلاوت فرمائی یومئذٍ تحدث اخبارھا

امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں ابوہریرہ نے اپنی اولاد سے ملنے کا اظہار کیا۔ حضرت امیر المومنین نے فرمایا۔ آنکھیں بند کرو۔ جب اس نے آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو مدینہ میں اپنے گھر میں موجود پایا۔ وہاں تھوڑی دیر بیٹھا۔ پھر مکان کی چھت پر حضرت علیؑ کو تشریف فرما دیکھا۔ آپ نے فرمایا۔ آؤ واپس چلیں۔ ابوہریرہ نے اپنی آنکھیں بند کر لیں جب آنکھیں کھولیں تو اپنے آپ کو کوفہ میں پایا۔ اس بات سے ابوہریرہ

کو تعجب ہوا۔ امیر المومنین علی علیہ السلام نے فرمایا ۔ اگر آصف بن برخیا تخت کو جو دو ماہ کی مسافت پر دور تھا ۔ پلک جھپکنے کی دیر میں سلیمان علیہ السلام کے پاس لا سکتا ہے ۔ تو میں بھی رسول اللہ صلعم کا وصی ہوں ۔

حضرت امام جعفر صادق اپنے باپ علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ حضرت علی علیہ السلام ایک مقدمہ کے فیصلہ کی خاطر دیوار کے نیچے بیٹھ گئے ۔ ایک شخص نے عرض کیا اے امیر المومنین یہ دیوار تو گرنے والی ہے آپ نے فرمایا ۔ تم اپنا کام کرو ۔ ہمیں اللہ کی نگہبانی کافی ہے ۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے دونوں آدمیوں کے درمیان فیصلہ کیا ۔ پھر اٹھ کھڑے ہوئے اس کے بعد دیوار گر پڑی ۔

امیر علیہ السلام نے ایک منافق کو دیکھا ۔ جو قرضہ کی وجہ سے ایک مومن کو پکڑے ہوئے تھا ۔ آپ نے فرمایا ۔ اے معبود ! بحق محمد و آل الطاہرین اپنے اس بندے کا قرض چکا دے " پھر حکم دیا ۔ کہ ان پتھروں کو اٹھاؤ ۔ وہ اس کے ہاتھ میں سونا بن گئے ۔ اس نے اپنا قرض ادا کیا ۔ اور ایک لاکھ درہم سے زیادہ سونا بچ گیا ۔

ایک جماعت نے خالد بن ولید سے روایت کی ہے ۔ کہ اس نے حضرت علی علیہ السلام کو اس حالت میں دیکھا ۔ کہ آپ اپنی زرہ کی کڑیاں اپنے ہاتھ سے جوڑ رہے ہیں ۔ اور انھیں مناسب جگہ پر فٹ کر رہے ہیں ۔ میں نے عرض کیا یہ کام تو داؤد علیہ السلام کیا کرتے ہیں ۔ آپ نے فرمایا ۔ اے خالد ! ہماری وجہ سے اللہ تعالیٰ نے لوہے کو داؤد کے لئے نرم کیا ۔ اور ہمارے سامنے کیوں کر نرم نہ ہو ۔

صالح بن کیسان اور ابن رومان جابر انصاری تک سلسلہ روایت بیان کرتے ہیں ۔ کہ عباس حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں آئے ۔ اور آپ سے میراث نبی صلعم کا مطالبہ کرنے لگے ۔ حضرت نے فرمایا ۔ رسول اللہ صلعم کی یہ چیز میراث قرار پائی ہیں ۔ بغلہ ۔ دلدل ۔ ذوالفقار ۔ زرہ اور عمامہ سحاب میں تم سے ان چیزوں کا زیادہ حق دار ہوں ۔ تم وہ چیزیں طلب کرتے ہو ۔ جو تیری نہیں ہیں ۔ عباس نے کہا میں ان چیزوں کو ضرور لوں گا ۔ کیونکہ میں آنحضرت صلعم کا چچا ہوں ۔ تمام لوگوں کے مقابل میں میں ہی آپ کا وارث ہوں ۔ امیر المومنین اٹھ کھڑے ہوئے ۔ آپ کے ساتھ لوگ بھی تھے ۔ حضرت امیر علیہ السلام مسجد میں تشریف لائے ۔ آپ نے زرہ ۔ عمامہ ۔ تلوار اور بغلہ کے لانے کا حکم دیا ۔ یہ تمام چیزیں لائی گئیں ۔ عباس سے فرمایا ۔ اے چچا ! اگر ان کو لے کر آپ میں اٹھنے کی طاقت ہے ۔ تو یہ تمام کی تمام آپ کی ہیں ۔ انبیاء کی میراث ان کے اوصیاء کا حق ہوتا ہے ۔ اور کسی فرد کا حق نہیں ہوتا ۔ ہاں اولاد و اوصیا اس بات کی حق دار ہوتی ہے اگر آپ ان کو لے کر نہ اٹھ سکے ۔ تو پھر آپ کا کوئی حق نہیں ہے ۔ کہا ہاں یہ بات ٹھیک ہے امیر المومنین علیہ السلام نے زرہ اپنے ہاتھ سے پہنائی ۔ عمامہ اور تلوار کو اس پر ڈال دیا ۔ اور فرمایا اے چچا ! تلوار اور عمامہ کے ساتھ اٹھو ۔ عباس نہ اٹھ سکے ۔ آپ

نے تلوار کو لے لیا پھر فرمایا۔ صرف عمامہ کے ساتھ اٹھو۔ پھر بھی عباس نہ اٹھ سکے۔ یہ دیکھ کر لوگ حیران اور ششدر رہ گئے پھر فرمایا۔ اے چچا! یہ بغلہ جو دروازے کے پاس موجود ہے یہ خاص طور پہ میرے اور میری اولاد کے لئے مخصوص ہے اگر آپ میں اس پہ سوار ہونے کی قدرت ہے۔ تو سوار ہو لو۔ عباس باہر چلا گیا۔ اس کے ساتھ مبرا دشمن بھی تھا۔ اور اس نے کہا۔ اے رسول اللہ صلعم کے چچا علیؑ نے تجھے دھوکا دیا ہے۔ بغلہ کے بارے میں اپنے آپ کو دھوکے میں نہ ڈالو۔ جب اپنا پاؤں رکاب میں ڈالو تو اللہ عزوجل کا نام لو۔ اور یہ آیت تلاوت کرو۔

ان اللہ یمسک السمٰوٰت والارض ان تزولا

جابر انصاری کا بیان ہے۔ کہ جب دشمن علی علیہ السلام کو عباس کے ہمراہ آتے ہوئے دیکھا۔ تو کودا اور ایسی آواز بلند کی جو ہم نے پہلے کبھی نہ سنی تھی۔ عباس غش کھا کر گر پڑے۔ لوگ جمع ہو گئے۔ عباس نے بغلہ کے روکنے کو کہا لیکن کوئی شخص اس کو روک نہ سکا۔ آخرکار حضرت علی علیہ السلام نے بغلہ کو اس کے نام کے ساتھ پکارا۔ لیکن ہم اس کا نام نہ سن سکے۔ بغلہ فرمانبرداری اور انکساری کی صورت میں حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت امیر علیہ السلام اس پر لپک کے بیٹھ گئے اور یہ اظہار کیا کہ حسنؑ اور حسینؑ بھی ساتھ سوار ہو لیں (جب دونوں شہزادے تشریف لائے) تو انھیں سوار ہونے کا حکم دیا۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے زرہ اور عمامہ کو پہنا اور تلوار لگائی اور اس پر سوار ہو کر دولت کدہ پر تشریف لائے۔

ابو جعفر طوسی امالی میں ابو محمد فحام سے وہ ابو مریم سے وہ سلیمان سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر تھے۔ اس دوران میں حضرت علی تشریف لائے۔ آنحضرت صلعم نے آپ کو چند سنگریزے دیئے جب سنگریزے حضرت امیر علیہ السلام کے ہاتھ میں پہنچے۔ تو آپ کے ہاتھ میں یوں گویا ہوئے لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ رضیت باللہ رباً وبمحمد نبیاً وبعلی ولیاً۔ نبی صلعم نے فرمایا۔ جو شخص اس حالت میں صبح کرے۔ اور علیؑ کی ولایت پر راضی ہو۔ تو وہ اللہ کے خوف اور عذاب سے مامون میں رہتا ہے۔

مندرجہ ذیل حضرات روایت کرتے ہیں:۔

جابر بن عبداللہ۔ حذیفہ بن یمان۔ عبداللہ بن عباس۔ ابو ہارون عبدی عبداللہ بن عثمان سے حمدان بن معافا امام رضا علیہ السلام سے محمد بن صدقہ موسٰے بن جعفر علیہما السلام سے نیز ابن شیرویہ اور دیلمی نے امام موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے۔ آپ اپنے آباء طاہرین سے وہ لوگ امیر المومنینؑ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کے ساتھ مدینہ کے بازار میں جا رہے تھے۔ ہمارا گذر ایک کھجور کے درخت کے پاس سے ہوا

اس کھجور کے درخت نے تیرے کھجور کے درخت سے چلا کر کہا۔ یہ محمد مصطفٰے اور یہ علی مرتضیٰ ہیں۔ ہم ان دونوں درختوں کے پاس سے گذر گئے۔ دوسرے درخت نے تیسرے درخت سے کہا یہ نوحؑ نبی ہیں ابراہیم خلیلؑ ہیں۔ ہم ان سے بھی گذر گئے۔ پھر تیسرے نے چوتھے درخت سے کہا یہ موسیٰؑ اور اس کے بھائی ہارونؑ ہیں ہم ان سے بھی گذر گئے۔ پھر چوتھے درخت نے پانچویں سے کہا۔ یہ محمد سید الانبیاء اور یہ علی سید الاوصیاء ہیں۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے مسکرا دیا۔ پھر فرمایا۔ اے علیؑ! مدینہ کی اس کھجور کا نام صیحانی رکھو۔ جس نے میری اور تیری فضیلت کا اعلان کیا ہے۔ روایت ہے یہ کھجور کے درخت اس باغ میں تھے جو عقیق سفلی میں عامر بن سعد کا تھا۔

حارث اعور کا بیان ہے ہم لوگ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے ساتھ روانہ ہوئے عاقول میں پہنچے حضرت نبی کریمؐ ایک درخت کے پاس گئے جس کی صرف ٹہنیاں باقی رہ گئیں تھیں۔ باقی تمام چیزیں جھڑ چکی تھیں۔ آپ نے ہاتھ مارا اور فرمایا۔ میری خاطر اللہ کے حکم سے پھر سرسبز اور پھل دار ہو جا۔ اس کی ٹہنیاں سرسبز ہو گئیں پھل لایا۔ ہم نے پھل توڑ کر کھائے۔ اور اپنے ساتھ لیے۔ صبح کے وقت ہم پہنچے اور وہ سرسبز اور شاداب تھا۔ اور اس پر پھل موجود تھے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت علی علیہ السلام کو یمن کی طرف صلح کے لئے روانہ کیا حضرت علی علیہ السلام انھیں دکھائی دیئے۔ وہ سب کے سب تیر سے لئے ہوئے نیزے تیز کئے ہوئے تلواریں لٹکائے ہوئے تھے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے بلند آواز سے فرمایا۔ اے درخت اے پتھر اے مٹی اللہ کے رسول محمد تمہیں سلام کہتے ہیں کوئی درخت اور کوئی پتھر اور مٹی کا ذرہ ایسا نہ تھا جس نے یک آواز ہو کر نہ کہا ہو کہ اللہ کے رسول محمد اور تم پر سلام ہو۔ قوم کے سردار گھبرا اٹھے۔ ان کے سوار کانپنے لگے۔ ان کے ہاتھوں سے ہتھیار گر پڑے۔ حضرت امیرؑ کی خدمت میں فوراً حاضر ہو کر صلح کر لی۔

حضرت علی علیہ السلام نے ایک انصاری کو دیکھا جو مزبلہ سے کھجوروں کے چھلکے اٹھا کر کھا رہا ہے آپ نے اس سے منہ موڑ لیا تاکہ وہ شرمسار نہ ہوں گھر تشریف لائے جو کی روٹیاں لے کر اس کے پاس تشریف لائے۔ فرمایا چونکہ تم بھوکے ہو۔ ان روٹیوں کو لے لو۔ اللہ تعالیٰ ان میں برکت قرار دے گا اس نے اس بات کا امتحان کیا۔ اس نے اس میں گوشت چربی۔ حلوا۔ رطب۔ تربوز سردی اور گرمی کے پھل پائے۔ یہ دیکھ کر اس شخص کے شانے کانپ اٹھے۔ اور منہ کے بل گر پڑا حضرت علی علیہ السلام نے اسے اٹھایا۔ فرمایا کیا ہو گیا ہے؟ عرض کیا میں منافق تھا۔ اور ہر اس بات میں شک کرتا جو محمدؐ یا آپ بیان فرماتے تھے۔ اللہ عزوجل نے میرے لئے آسمان اور زمین کے پردے کھول دیئے ہیں میں نے ان تمام چیزوں کو دیکھا جن کا آپ دونوں حضرات وعدہ کرتے ہیں۔ اور جن سے آپ ڈراتے ہیں۔ اب میرا شک دور ہو گیا ہے۔

عدوی نے بیت المال سے ایک ہزار دینار سے لئے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا پیغام لے کر سلمان آئے اور کہا۔ مال بیت المال میں واپس کر دے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ و من یغلل یات بما غل یوم القیامۃ

عدوی نے کہا کہ اولاد عبد المطلب کا جادو اس قدر عجیب و غریب ہے کسی شخص نے نہیں دیکھا ہوگا اور نہ ہی سنا ہوگا جس قدر میں نے دیکھا۔ ایک دن میں نے علی علیہ السلام کو دیکھا کہ اس کے ہاتھ میں محمدؐ کی کمان تھی اس سے جادو کیا اسے زمین پر پھینک دیا۔ اور کہا اللہ کے دشمن کو پکڑ لو کمان اژدھا کی شکل میں تبدیل ہوگئی۔ وہ مجھے پکڑنا چاہتی تھی میں نے قسم دے کر جان بچائی جناب علیؑ نے پھر اسے پکڑ لیا۔ وہ کمان کی صورت میں تبدیل ہوگئی۔

حضرت علیؑ قضائے حاجت کی خاطر بیٹھ گئے۔ منافقین نے دیکھ لیا۔ آپ نے قنبر سے فرمایا۔ اس درخت اور اس کے مقابل والے درخت کے پاس چلے جاؤ۔ اور انہیں آواز دو کہ حضرت محمد صلعم کا وصی تمہیں حکم دیتا ہے کہ آپس میں مل جاؤ۔ ان درختوں کے درمیان ایک فرسخ سے زیادہ فاصلہ تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام کے حکم سے دونوں درخت آپس میں پیوست ہوگئے۔ منافقین حضرت کے گرد گھومتے رہے۔ آپ نے دونوں درختوں کو لوٹ جانے کا حکم دیا۔ دونوں واپس چلے گئے۔ اس طرح ہوگئے جیسے پہلے تھے۔ ایک دوسرے سے دور کر جدا ہوگئے حضرت امیر علیہ السلام پھر قضائے حاجت کے لئے تشریف فرما ہوئے۔ اللہ عزوجل نے منافقین کی آنکھوں کو اندھا کر دیا۔

امیر المومنین علیہ السلام نے میثم تمار کو کسی کام سے روانہ کیا۔ آپ اپنی دوکان پہ ٹھہر گئے ایک شخص کھجور خریدنے کی خاطر آپ کے پاس آیا۔ آپ نے کہا درہم رکھ دو۔ اور کھجور اٹھا لو۔ جب کام کر کے میثم واپس آئے تو آپ نے درہم میں نقص پایا۔ اس بارے میں حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کھجور کڑوی تھی۔ اس اثنا میں خریدنے والا آگیا اور کہنے لگا۔ یہ کھجور . . . کڑوی ہے۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں تحریر ہے۔ کہ ایک شخص نے شام سے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں مراسلہ تحریر کیا کہ میں اپنے اہل و عیال میں جکڑا ہوا ہوں۔ اور مجھے اس بات کا ڈر ہے کہ جو مال میں چھوڑ کر آپ کی خدمت میں حاضر ہوا ہوں گا میں یہ لوگ اسے ضائع نہ کر دیں۔ مجھے اس بات کی فکر ہے میں آپ کی خدمت میں حاضر ہونے کا مشتاق ہوں۔ اس بارے میں میرے حال پر توجہ فرمایئے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے کہلا بھیجا۔ اپنے اہل و عیال کو جمع کرے اور مال ان کے سپرد کر دے۔ پھر اس تمام عرصے میں محمد رسول اللہ اور آپ کی پاکیزہ آل پہ درود پڑھتا رہے اس کے بعد کہو اے اللہ یہ تمام چیزیں میری آپ کے

پاس دولیعت ہیں تیرے بندے تیرے ولی علی بن ابی طالبؑ کے حکم سے پھر کھڑے ہو جاؤ۔ اس شخص نے اسی طرح عمل کیا۔ اس بات کا معاویہ کو پتہ لگ گیا، اس نے حکم دیا کہ اس کے اہل و عیال کو قید کر لیا جائے۔ اور اس کے مال کو لوٹ لیا جائے۔ لوگ چل پڑے اور یہ کہتے جاتے تھے۔ جو مال ہم لیں گے وہ ہمارا ہی ہوگا اور اس کے اہل و عیال کو گرفتار کر کے بازار میں فروخت کرنے کے لئے بھیج دیں گے۔ اللہ تعالیٰ نے ان کی نظر میں انھیں معاویہ کے اہل و عیال کے مشابہ بنا دیا۔ اللہ تعالیٰ نے مال کو بچھوؤں اور سانپوں میں تبدیل کر دیا جب چوروں نے مال اٹھایا۔ تو مال نے انھیں ڈنگ لگائے۔ ان میں سے کچھ لوگ مر گئے۔ اور باقی چلے گئے حضرت علی علیہ السلام نے اس روز اس شخص سے فرمایا کہ کیا تم یہ بات پسند کرتے ہو۔ کہ تمہارے اہل و عیال تمہارے پاس آجائیں؟ اس نے عرض کیا جی ہاں۔ آپ نے دعا فرمائی اے معبود! انھیں یہاں بھیج دیجئے اتنی دیر میں وہ اس شخص کے پاس موجود تھے اسے واقعہ سے آگاہ کیا حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ عزوجل بعض اوقات معجزہ بعض مومنین کی بصیرت کی زیادتی کی خاطر ظاہر کرتا ہے۔ اور بعض کافروں کی خاطر اس لئے ظاہر کرتا ہے تاکہ پوری طرح حجت تمام ہو جائے۔

یہ واقعہ عام و خاص میں مشہور ہے کہ کوفہ والوں نے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں اپنے غرق ہونے کی فریاد کی۔ فرات کا پانی بہت چڑھ گیا تھا۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے وضو کیا اور اکیلے نماز پڑھی۔ پھر اللہ تعالیٰ سے دعا کی۔ عصا تضیب کے سہارے فرات کی طرف چلے۔ عصا فرات کے پانی پر مارا آپ نے فرمایا۔ خدا کے حکم اور مشیت سے کم ہو جا۔ پانی بیٹھ گیا۔ مچھلیاں ظاہر ہو گئیں۔ بہت سی مچھلیوں نے حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں امیرالمومنینؑ کہہ کر سلام عرض کیا۔ کچھ مچھلیاں خاموش رہیں۔ جو مندرجہ ذیل ہیں۔

(۱) جری (۲) سارماہی (۳) زمار

اس چیز سے لوگ حیران ہوئے۔ بعض کے سلام عرض کرنے اور بعض کے خاموش رہنے کے بارے میں پوچھا آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے پاک مچھلیوں کو گویا کیا۔ اور ان مچھلیوں کو خاموش رکھا جو حرام نجس اور اللہ کی راندی ہوئی تھیں۔

ایک روایت ابو محمد قیس بن احمد بغدادی اور احمد بن حسن قطیفی حسن بن ذکرویان فارسی کندی سے کرتے ہیں کہ جب حضرت امیر علیہ السلام نے عصا مارا۔ فرمایا اے ابو خالد ساکن ہو جا۔ دریا ایک ہاتھ کم ہو گیا

آپ نے فرمایا۔ اتنا کافی ہے؟ عرض کیا۔ کچھ اور۔ آپ نے مصلیٰ بچھا کر دو رکعت نماز پڑھی۔ دوسری دفعہ پانی پر عصا مارا۔ پانی ایک ہاتھ اور کم ہو گیا۔ لوگوں نے عرض کیا اے امیر المومنین! بس اتنا کافی ہے۔ آپ نے فرمایا خدا کی قسم اگر میں چاہتا تو تمہارے لیئے سنگریزوں کو بھی ظاہر کر دیتا۔ یہ بات اس طرح ہے جس طرح رسول اللہ صلعم سے کھجور کے تنے اور بھیڑیے نے کلام لیا تھا۔

سہل بن حنیف بیان کرتے ہیں کہ معاویہ نے گھاٹ پر قبضہ کر لیا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے مالک اشتر کو حکم دیا کہ جو لوگ فرات کے گھاٹ پر موجود ہیں انھیں کہو کہ علیؑ تمھیں حکم دیتے ہیں کہ پانی کے گھاٹ سے علیحدہ ہو جاؤ۔ چنانچہ وہ ہٹ گئے۔ امیر المومنین علیہ السلام کے آدمی گھاٹ کے اندر چلے گئے اور پانی لے لیا۔ اس بات کا معاویہ کو علم ہو گیا۔ اس نے گھاٹ کے نگرانوں کو بلایا۔ اور گھاٹ کے چھوڑنے کی وجہ دریافت کی۔ انھوں نے جواب میں کہا ہمارے پاس عمرو بن عاص آئے تھے انھوں نے کہا کہ معاویہ تمہیں حکم دیتے ہیں۔ کہ گھاٹ کو چھوڑ دو۔ معاویہ نے عمرو بن عاص سے کہا کہ کام خود کرتے ہو۔ اور پھر کہتے ہو کہ میں نے نہیں کیا۔

دوسری صبح کو معاویہ نے جحل بن عتاب نخعی کو پانچ ہزار سپاہی دے کر گھاٹ کا نگران مقرر کیا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے مالک کو بھیجا۔ اس نے پہلے کی طرح جا کر کہا جحل نے گھاٹ چھوڑ دیا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے آدمی گھاٹ کے اندر چلے گئے اور پانی بھر لیا۔ پھر معاویہ کو علم ہوا۔ اس نے جحل کو طلب کیا۔ اس کی جواب طلبی کی۔ اس نے کہا۔ آپ کے فرزند یزید آئے تھے۔ اور مجھے کہا۔ کہ آپ مجھے گھاٹ کے چھوڑنے کا حکم دیتے ہیں۔ معاویہ نے یزید سے پوچھا یزید نے انکار کیا۔ معاویہ نے آرڈر دیا۔ کل جو شخص بھی آئے کسی طرح کی کوئی بات نہ ماننا۔ اگرچہ میں خود حاضر کیوں نہ ہو جاؤں۔ جب تک اس سے میری انگوٹھی نہ لے لو۔ جحل دوبارہ گھاٹ کی نگرانی کے لیئے روانہ ہو گیا۔ تیسرے دن امیر المومنینؑ نے مالک کو پہلے کی طرح حکم دیا۔ جحل نے اب خود معاویہ کو دیکھا اس سے انگوٹھی لے لی۔ اور گھاٹ سے الگ ہو گیا۔ معاویہ کو پتہ چلا۔ اس نے جحل کو طلب کیا۔ جواب طلبی پر اس نے خود معاویہ کو معاویہ کی انگوٹھی دکھلائی۔ معاویہ نے انگوٹھی والے ہاتھ پر دوسرا ہاتھ مارا۔ اور کہا یہ میری انگوٹھی ہے۔ یہ علیؑ کی مصیبت میں سے ایک مصیبت ہے۔

محمد شوہانی باسناد خود بیان کرتے ہیں ضمضام عبسی نے رسول اللہ صلے اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا۔ بارش کب ہو گی۔ میری اونٹنی کے شکم میں کیا ہے کل کیا ہو گا۔ اور میں کہاں مروں گا۔

یہ آیت نازل ہوئی۔ ان اللہ عندہ علم الساعۃ وہ مسلمان ہو گیا اور نبی صلعم سے وعدہ کیا کہ وہ اپنے اہل وعیال کے ساتھ آنحضرت صلعم کی خدمت میں حاضر ہو گا۔

ابو ضمضام چلا گیا۔ پھر اپنی قوم بنو عبس جو تمام مسلمان ہو چکی تھی۔ کو لے کر آیا۔ اور نبی صلعم کے بارے میں پوچھا لوگوں نے کہا آپ انتقال فرما چکے ہیں۔ اس نے کہا آپ کے بعد خلیفہ کون ہے جواب میں کہا ابو بکر ہیں ابو ضمضام مسجد میں داخل ہوا اور کہا اے خلیفۂ رسولؐ! میں نے رسول اللہ صلعم سے اسّی سرخ پشت والی اونٹیاں لینی ہیں۔ جن کی آنکھیں سفید ہوں۔ اور آنکھوں کے ڈھیلے سیاہ ہوں۔ طرالف یمن اور نقط حجاز ہوں۔ حضرت ابو بکر نے کہا۔ اے عربی بھائی! تم نے مافوق العقل چیز کا سوال کیا ہے۔ خدا کی قسم رسول اللہ صلعم نے صرف یعفور۔ دلدل۔ گدھا یعفور۔ تلوار۔ ذوالفقار۔ اور زرہ فاضل کے سوا اور کوئی چیز میراث کے طور پر نہیں چھوڑی۔ اور یہ سب چیزیں علی بن ابی طالب لے گئے ہیں۔ ہمارے پاس تو فدک چھوڑ گئے ہیں۔ تو اس کو ہم نے حق کے ساتھ لے لیا ہے۔ ہمارے نبی کا کوئی وارث نہیں ہوتا۔ سلمان نے چلا کر کہا۔

کردی و نکردی وحق از امیر المومنین ببردی

کام کو ان کے اہل کے پاس لوٹا دو۔ پھر سلمانؓ نے اپنا ہاتھ ابو ضمضام پر مارا۔ اسے علیؑ علیہ السلام کے گھر لے آیا۔ دروازہ کھٹکھٹایا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اندر سے جواب دیا۔ اے سلمان! اندر آجاؤ۔ اور ابو ضمضام کو بھی اندر لے آؤ۔ ابو ضمضام نے کہا۔ یہ تو عجیب و غریب بات ہے آپ نے تو مجھے میرے نام کے ساتھ بلایا ہے۔ حالانکہ آپ مجھے نہیں جانتے جناب سلمانؓ نے حضرت امیر المومنین کے فضائل بیان کئے ضمضام حضرت کی خدمت میں حاضر ہوا اور سلام عرض کیا۔ اور کہا اے ابو الحسنؑ! میں نے رسول اللہ صلعم سے اسّی اونٹنیاں لینی ہیں۔ اور ان کے اوصاف بیان کئے۔ حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا۔ تیرے پاس ثبوت ہے؟ اس نے وثیقہ پیش کیا جناب امیرؑ نے فرمایا۔ اے سلمانؓ لوگوں میں اعلان کر دو۔ کہ جو شخص رسول اللہ صلعم کا قرض دیکھنا چاہیے۔ اسے کل مدینہ کے باہر آجانا چاہیے۔ صبح کو لوگ باہر نکل پڑے۔ جناب امیر علیہ السلام بھی تشریف لائے۔ اپنے بیٹے حسن علیہ السلام سے راز کی باتیں کیں۔ فرمایا اے ابو ضمضام میرے بیٹے حسن کے ساتھ ریت کے ڈھیر کی طرف چلے جاؤ۔ حسن علیہ السلام تشریف لے چلے۔ ابو ضمضام آپ کے ساتھ تھا۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے ریت کے ڈھیر کے پاس دو رکعت نماز پڑھی۔ زمین سے ایسی گفتگو فرمائی۔ جسے ہم سمجھ نہ سکے رسول

اللہ صلعم کا عصا ریت کے ڈھیر پہ مارا ۔ ریت کے ڈھیر سے ایک پتھر نکلا جس پر یہ دو سطریں نور سے تحریر تھیں ۔ سطر اوّل میں یہ عبارت تھی ۔ بسم اللہ الرحمٰن الرحیم ۔ اور دوسری سطر میں یہ عبارت تھی ۔ لا الٰہ الا اللہ محمد رسول اللہ ۔ امام حسنؑ نے پتھر پر عصا مارا جس سے اونٹنی کی مہار نکلی ۔ امام حسنؑ نے فرمایا ۔ اے ابوضمضام! انہیں لے کر جاؤ ۔ ابوضمضام اپنی اونٹنیاں کھینچ کر لے چلا جن کی پشت سرخ آنکھیں سفید ۔ ان کے ڈھیلے سیاہ جن پر طرالف عین اور نقطۂ حجاز تھے ۔ ضمضام حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا ۔ حضرت نے پوچھا اے ابوضمضام قرض پورا ہوگیا ۔ عرض کیا پورا ہوگیا ۔ فرمایا ۔ نوشتہ مجھے دو ۔ اس نے نوشتہ جو لے گیا ۔ حضرتؑ نے لے کر اسے پھاڑ دیا ۔ فرمایا ۔ مجھے میرے بھائی امیر ابن عم رسول اللہ صلعم نے اس بات سے آگاہ کیا تھا ۔ کہ اللہ نے ان اونٹوں کو اس پتھر کے نیچے پیدا کیا ہے ۔ صالح نبیؑ کی اونٹنی سے دو ہزار سال پہلے ۔

فصل ۱۴

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے واقعات مریضوں اور موتیٰ کے ساتھ

امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے ۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم بیمار ہو گئے ۔ علی علیہ السلام مسجد میں تشریف لائے وہاں انصار کی ایک جماعت موجود تھی ۔ فرمایا کیا تم یہ بات پسند کرتے ہو کہ تم رسول اللہ صلعم کے پاس حاضر ہو جاؤ؟ ۔ انہوں نے کہا ہاں ۔ آپ نے ان کے بارے میں آنحضرت صلعم سے اجازت طلب کی ۔ حاضر ہوئے ۔ حضرت علی رسول اللہ صلعم کے سرہانے بیٹھ گئے آپ نے رسول اللہ صلعم کا ہاتھ آنحضرت کے سینے سے لحاف سے باہر نکالا ۔ بخار تیز تھا ۔ فرمایا ۔ ام ملدم رسول اللہ کو چھوڑ کر چلی جا ۔ اور اسے ڈانٹا ۔ رسول اللہ اٹھ کر بیٹھ گئے ۔ آپ کو کوئی تکلیف نہ تھی ۔ فرمایا ۔ ابوطالب کے فرزند آپ کو خصال خیر عطا کیے گئے ہیں ۔ بخار بھی آپ سے ڈرتا ہے ۔"

عبد الواحد بن زید کا بیان ہے کہ میں طواف کر رہا تھا ۔ میں نے ایک لڑکی کو اپنی بہن سے یہ کہتے ہوئے سنا ۔ منتخب وصی کے حق کی قسم جو برابر حکم کرتے ہیں ۔ فیصلہ میں انصاف سے کام لیتے ہیں ۔ فاطمہ مرضیہ کے شوہر ہیں یہ بات ایسے نہیں ہوگی ۔ میں نے کہا کیا تم علی علیہ السلام کو جانتی ہو؟ کہا میں کیوں کر آپ کو نہ جانوں ۔ صفین کی جنگ میں میرے والد میرے سامنے قتل کیے گئے ۔ ایک دن آپ میری ماں کے پاس تشریف

لائے اور کہا اے ابتام کی ماں کیا حالت ہے؟ عرض کیا اچھی ہوں۔ پھر میری والدہ مجھے اور میری اس بہن کو آپ کے پاس لائیں ہیچک کی وجہ سے میری آنکھوں کی بینائی ختم ہوگئی تھی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اپنا داہنا ہاتھ میرے چہرے پر پھیرا۔ اسی وقت میری آنکھیں ٹھیک ہوگئیں۔ اب تو تاریک رات میں بھاگے ہوئے اونٹ کو دیکھ سکتی ہوں۔

تفسیر امام حسن عسکری علیہ السلام میں آیت قل یا ایھا الذین ھادوا کے بارے میں تحریر ہے کہ یہودی کہنے لگے۔ اے محمد! اگر آپ کی دعا قبول ہوتی ہے تو ہمارے سردار کے فرزند کے حق میں دعا کیجئے اللہ تعالےٰ اسے برص کی بیماری سے صحت و عافیت عطا کرے۔ نبی صلعم نے فرمایا۔ اے ابوالحسن اللہ سے اس کی عافیت کے متعلق دعا کیجئے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے دعا کی۔ اور اللہ نے اسے ٹھیک کر دیا۔ اور وہ تمام لوگوں سے زیادہ خوبصورت ہوگیا۔ اس نے کلمہ شہادتین پڑھا۔ اس کے باپ نے کہا یہ اپنی صحت کے مطابق ٹھیک ہوگیا ہے۔ اور ہمیں بد دعا کیجئے۔ امیر علیہ السلام نے یہ سن کر فرمایا اے معبود! اسے اس کے بیٹے کی بلا میں گرفتار کر۔ وہ شخص اسی وقت سخت مبروص اور مجذوم ہوگیا۔ چالیس سال تک اسی حالت میں رہا۔ کائنات کے لئے عبرت کا مقام بنا ہوا تھا۔

حاکم اپنے اسناد سے ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں ایک اسود حاضر ہوا۔ اس نے حضرت کے سامنے اس بات کا اقرار کیا۔ کہ میں نے چوری کی ہے آپ نے تین دفعہ پوچھا۔ اس نے اقرار کیا۔ عرض کیا اے امیر المومنینؑ میں نے چوری کی ہے۔ مجھے پاک کیجئے۔ آپ نے حکم دیا کہ اس کا ہاتھ کاٹ دیا جائے۔ اس کو ابن کوا مل گیا۔ کہا۔ تیرا ہاتھ کس نے کاٹا ہے؟ کہا لیث الحجاز و کبش العراق ومصادم الابطال المنتقم فی الجھال کریم الاصل۔ شریف الفضل محل الحرمین وارث المشعرین ابوالسبطین اول السابقین واخر الوصیین من ال یسین المؤیس بجبرائیل المنصور بمیکائیل الحبل المتین المحفوظ بجند اسماء اجمعین، واللہ امیر المومنین علی اغم الراغمین ابن کوا نے کہا اس نے آپ کا ہاتھ کاٹ دیا ہے اور آپ اس کی تعریف کرتے ہیں کہا۔ اگر آپ میرے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے تو آپ کے بارے میں میری محبت اور زیادہ ہوتی۔ ابن کوا امیر المومنینؑ کی خدمت میں آیا اور اسود کے واقعات سے آگاہ کیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔

اے ابن کوا جو لوگ ہمارے محب ہوتے ہیں۔ اگر ہم ان کے ٹکڑے ٹکڑے بھی کر دیں۔ تو ان کی محبت ہمارے بارے میں اور زیادہ ہوتی ہے اور ہمارے دشمنوں کی یہ عادت ہے اگر ہم ان کو گھی اور شہد ہی کیوں نہ چٹائیں۔ ان کا بغض ہمارے متعلق اور زیادہ ہوتا ہے۔ امام حسن علیہ السلام سے فرمایا۔ اپنے چچا اسود کو لے آؤ۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے اسود کو امیر المومنین علیہ السلام کی خدمت میں پیش کیا حضرت امیر علیہ السلام نے کاٹا ہوا ہاتھ اٹھا کر کٹی ہوئی جگہ پر نصب کر دیا۔ اور اپنی چادر سے ڈھانپ دیا چند پوشیدہ کلمات پڑھے اس کا ہاتھ ٹھیک ہو گیا۔ امیر المومنین علیہ السلام کے ساتھ رہ کر جہاد کرتا رہا۔ آخر کار جنگ نہروان میں جہاد کرتا ہوا شہید ہوا۔ اس اسود کا نام افلح تھا۔

ہشام بن عدی ہمدانی کا جنگ صفین میں ایک ہاتھ الگ ہو گیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے ہاتھ اٹھایا۔ اس پر کچھ پڑھا۔ اسے اس کی جگہ پر چسپاں کر دیا۔ (ہاتھ ٹھیک ہو گیا) کہا اے امیرالمومنین! آپ نے کیا پڑھا۔ آپ نے فرمایا سورہ فاتحہ۔ اس نے گویا۔ کہ حضرت کے اس فعل کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا اس کا ہاتھ دو حصوں میں ٹکڑے ٹکڑے ہو گیا۔ حضرت اس کو چھوڑ کر تشریف لے گئے۔

ابن بابویہ نے اپنی کتاب معرفۃ الفضائل اور علل الشرائع میں حنان بن سدیر سے وہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ سے پوچھا گیا۔ کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے بابل کے مقام پر نماز عصر میں کیوں تاخیر کر دی تھی؟ فرمایا جب امیرالمومنینؑ نے ظہر کی نماز پڑھی۔ تو ایک پڑی ہوئی کھوپڑی کی طرف متوجہ ہوئے۔ اور اس سے کلام کیا۔ فرمایا۔ اے کھوپڑی تم کہاں کی رہنے والی ہو؟ کہا میں فلاں بن فلاں ہوں۔ اور فلاں بادشاہ بلدال ہوں۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ مجھے اپنے قصے سے آگاہ کیجئے۔ تم کیا کرتے تھے۔ اور تیرے زمانے میں کیا واقعات تھے۔ کھوپڑی نے واقعات بیان کئے۔ اس نے اپنے زمانے کے اچھے اور برے تمام واقعات بتائے حضرت انہیں باتوں میں مشغول ہو گئے۔ حتیٰ کہ سورج ڈوب گیا حضرت نے اس سے تین حرف انجیل کے کہے۔ تاکہ اس بات کو عرب نہ سمجھ سکیں۔"

علات کہتی ہیں۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے کھوپڑی کو پکارا۔ پھر کہا اے جلندی بن کراکر پانی سے جانے کا راستہ کہاں ہے؟ عرض کیا۔ اس جگہ۔ وہاں مسجد تعمیر کی گئی۔ جس کا نام مسجد الجمجمہ ہے۔ جلندی حبشہ کا بادشاہ تھا۔ جو اس ہاتھی کا مالک تھا۔ جس کو ابرہہ لے کر خانہ کعبہ گرانے آیا تھا۔

نیز کہتی ہیں۔ کہ حضرت امیر علیہ السلام نے ایک مچھلی کو آواز دی۔ اے سمونہ راستہ کہاں ہے؟ اس نے

دریائے فرات سے سر باہر نکالا۔ اور عرض کیا۔ جو شخص میرے پانی میں رہتے ہوئے نام جانتا ہے۔ اس سے دریا کے عبور کرنے کا راستہ مخفی نہیں ہے۔

امالی شیبانی میں تحریر ہے۔ رشید ہجری نے کہا۔ میں حضرت علی بن ابی طالب کے ساتھ ایک راستہ پر جا رہا تھا۔ آپ میری طرف متوجہ ہوئے اور فرمایا۔ اے رشید! جو چیز میں دیکھ رہا ہوں کیا تم بھی اس کو دیکھ رہے ہو؟ میں نے عرض کیا اے امیر المومنین نہیں۔ آپ کے سامنے سے تو پردے اٹھ جاتے ہیں اور آدمی کے لئے تو نہیں ہٹائے جاتے۔ آپ نے فرمایا۔ میں اس شخص کو دیکھ رہا ہوں جو آگ کے بڑے حصے میں ہے۔ اور مجھ سے کہتا ہے۔ اے علیؑ! میرے لئے استغفار کیجئے۔

کتاب ابن بابویہ۔ ابو القاسم البستی قاضی ابو عمر بن احمد جابر اور انس سے روایت کرتے ہیں کہ ایک جماعت حضرت عمر کے پاس بیٹھ کر حضرت علی علیہ السلام کی تنقیص کر رہی تھی۔ سلمانؓ نے کہا۔ اے عمر! اس دن کو یاد نہیں کرتے۔ جس روز تم۔ ابو بکر، میں اور ابوذر رسول اللہ صلعم کے پاس موجود تھے۔ آنحضرت صلعم نے ہم لوگوں کی خاطر چادر بچھائی۔ اور ہم میں سے ایک ایک آدمی کو اس کے کونے پر بٹھایا۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ کو پکڑا۔ چادر کے وسط میں بٹھایا۔ پھر فرمایا اے ابو بکر اٹھو علی کی امامت اور خلافت مسلمین پر سلام کہو (مسلمانوں کا خلیفہ اور امام کہہ کر سلام کرو) اس طرح ہم میں سے ہر ایک آدمی سے کہا۔ پھر فرمایا اے علی! اس نور یعنے سورج کو سلام کرو۔ امیر المومنین علیہ السلام نے کہا اے روشن آیت تم پر سلام ہو۔ سورج نے جواب دیا اور کانپ گیا۔ اور کہا تم پر سلام ہو۔ رسول اللہ صلعم نے کہا اے معبود! تم نے میرے بھائی سلیمان کو جو تمہارے برگزیدہ تھے ملک دیا تھا اور ہوا دی جو صبح کو ایک ماہ کی راہ چلتی تھی۔ اور شام کو بھی ایک ماہ کی راہ طے کر لیتی تھی۔ اے معبود! وہی ہوا بھیج جو ان کو اٹھا کر اصحاب کہف کے پاس لے جائے۔ جناب علی نے کہا اے ہوا ہمیں اٹھالے۔ فوراً ہم لوگ ہوا میں موجود تھے۔ جس قدر اللہ نے چاہا ہم ہوا میں سیر کرتے رہے۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے کہا۔ اے ہوا ہمیں نیچے رکھ دے۔ اس نے ہمیں غار کے پاس رکھ دیا۔ ہم میں سے ہر ایک آدمی کھڑا ہوا۔ اصحاب کہف پر سلام کیا۔ لیکن انھوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے کھڑے ہو کر فرمایا۔ اسلام علیکم اہل الکہف غار والو تم پر سلام ہو۔ ہم لوگوں نے سنا کہ انھوں نے کہا۔ وعلیک اسلام یا وصی محمدؐ۔ اے محمدؐ کے وصی تم پر سلام ہو۔ انا قوم محبوسون ھھنا من زمن دقیانوس۔ ہم لوگ دقیانوس بادشاہ کے زمانے سے اس

جگہ بند ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ تم لوگوں نے ان لوگوں کے سلام کا جواب کیوں نہیں دیا۔ انھوں نے عرض کیا۔ ہم نبی یا نبی کے وصی کے سلام کا جواب دیتے ہیں۔ تم خاتم الانبیاء اور رب العالمین کے رسول کے وصی ہو۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ تم اپنی جگہ چلے جاؤ۔ ہم اپنی جگہ جاتے ہیں۔ پھر فرمایا۔ اے ہوا ہمیں اٹھا لے۔ بس ہم ہوا میں موجود تھے۔ جتنا اللہ نے چاہا۔ ہم نے سیر کی۔ پھر فرمایا۔ اے ہوا ہمیں نیچے رکھ دے۔ اس نے ہمیں نیچے رکھ دیا۔ بس ہم مسجد رسول اللہ صلعم میں تھے صبح کی نماز کی ایک رکعت پڑھی انس کا بیان ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام مسجد کوفہ کے منبر پر تشریف فرما تھے۔ اور مجھ سے اس واقعہ کی شہادت طلب کی۔ میں نے ٹال مٹول سے کام لیا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تم ٹال مٹول سے اس بات کو رسول اللہ صلعم کے وصیت کے بعد چھپانا چاہتے ہو۔ تو اللہ تعالیٰ تجھے جسم کی سفیدی شکم میں سوزش اور آنکھوں کے اندھے پن میں مبتلا کرے میں اپنی جگہ سے ابھی نہیں اٹھا تھا۔ کہ میں برص اور اندھے پن میں مبتلا تھا۔ انس ماہ صیام وغیرہ کے روزے نہیں رکھا کرتا تھا۔

چادر رسول اللہ کی خدمت میں ہرقل نے بطور ہدیہ کے پیش کی تھی۔ غار بلاد روم میں ایک جگہ ہے۔ جس کا نام ارکدے ہے وہ باہندت کی ملکیت میں ہے آج کل اس کا نام ضیعہ ہے۔ ایک اور خبر میں ہے۔ کہ کعب کے بھائی خلی بن اشرف یہ چادر لائے تھے۔ جب اس نے معجزات علی علیہ السلام کو دیکھا۔ تو مسلمان ہوگیا نبی صلعم نے اس کا نام محمد رکھا۔

کتاب علوی بصری میں ہے کہ یمن کی ایک جماعت نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئی عرض کیا ہم لوگ گذشتہ امتوں کے بقایا لوگ ہیں جو آل نوح سے تعلق رکھتے تھے۔ ہمارے نبی کا ایک وصی تھا جس کا نام سام تھا۔ اس نے اپنی کتاب میں آگاہ کیا ہے کہ ہر نبی کا ایک معجزہ ہوتا ہے۔ اور اس کا ایک وصی بھی ہوتا ہے جو اس کا قائم مقام بھی ہوتا ہے۔ آپ کے وصی کون ہیں؟ آنحضرت صلعم نے اپنے ہاتھ سے حضرت علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا۔ عرض کیا اے محمدؐ اگر ہم علی علیہ السلام سے اس بات کا سوال کریں کہ ہمیں سام بن نوح دکھلا دیں۔ تو کیا آپ ایسا کر سکتے ہیں؟

آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ ہاں اللہ کے حکم سے ایسا ہو سکتا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اے علیؑ ان کے ساتھ مسجد میں چلے جاؤ۔ محراب کے پاس زمین پر پاؤں مارو۔ حضرت علی علیہ السلام تشریف لے گئے ان لوگوں کے پاس صحیفے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام محراب رسول اللہ کے اندر تشریف لے گئے۔ جو مسجد کے

اندر تھا۔ دو رکعت نماز پڑھی پھر کھڑے ہو گئے۔ زمین پر پاؤں مارا۔ زمین پھٹی۔ قبر اور تابوت ظاہر ہوا۔ تابوت میں سے ایک بزرگ کھڑا ہوا جس کا چہرہ چودھویں رات کے چاند کی طرح چمکتا تھا۔ جو سر اور داڑھی سے گرد وغبار تک مٹی جھاڑ رہا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام پر سلام کیا۔ اور کہا اشھد ان لا الہ الا اللہ وان محمداً رسول اللہ سید المرسلین وانک علیؑ وصی محمد سید الوصیین وانا سام بن نوح۔ ان لوگوں نے اپنے اپنے صحائف کو کھولا۔ اس شخص کو ویسے پایا۔ جیسے ان کے صحائف میں اس کے اوصاف بیان کیے گئے تھے۔ انھوں نے کہا اب ہم چاہتے ہیں۔ کہ یہ (سام) اپنے صحائف میں سے کوئی سورۃ تلاوت کرے۔ اس نے پڑھنا شروع کیا حتیٰ کہ ایک سورۃ ختم ہو گیا۔ پھر جناب علیؑ پر سلام کیا پہلے کی طرح سو گیا۔ زمین مل گئی۔ یہ لوگ تمام کے تمام کہنے لگے۔ ان الدین عند اللہ الاسلام۔ اللہ کا دین اسلام ہے۔ یہ لوگ ایمان لائے اور اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ام

اتخذوا من دونه اولیاء فالله هو الولی و هو یحیی الموتی - الخ

سلمان (تسلقان) سے مروی ہے۔ کہ میں نے ابو عبد اللہ علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا کہ امیر المومنینؑ علیہ السلام کی بنو مخزوم میں خلائیں تھیں۔ بنو مخزوم کا ایک نوجوان حضرت کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گذار ہُوا۔ اے ماموں میرا بھائی فوت ہو گیا ہے۔ مجھے اس کا بے حد غم و حزن لگا ہوا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ تم اُسے دیکھنا چاہتے ہو۔ عرض کیا ہاں۔ فرمایا۔ اس کی قبر دکھلاؤ۔ حضرت اس نشان سے تشریف لے چلے۔ کہ رسولؐ اللہ کی چادر جس کا نام سنجاب تھا۔ اپنے سر پر ڈالے ہوئے تھے۔ قبر کے پاس پہنچ کر اپنے ہونٹوں کے ساتھ کلام کیا پھر پاؤں سے قبر کو ٹھوکر لگائی۔ وہ قبر سے باہر نکلا۔ اہل فرس کی زبان میں کہا ویکا۔ حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا تم جب مرے تھے۔ تو اہل عرب میں سے تھے۔ عرض کیا لیکن ہم فلاں اور فلاں کی سنت پر مرے تھے۔ اور ہماری زبان بھی تبدیل ہو گئی ہے

فصل ۱۵

حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ بغض رکھنے اور سب کرنے کا انجام

(بحذف اسناد) ابو یحییٰ کا بیان ہے۔ کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو منبر کوفہ پر تشریف فرما دیکھا۔ اور آپ فرما رہے تھے۔ "میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اس کے رسول کا بھائی ہوں۔ نبی رحمت کا وارث ہوا ہوں سیدہ

نساء اہل الجنۃ سے میں نے نکاح کیا ہے۔ میں سید الاوصیا ہوں۔ آخری اوصیاء انبیاء ہوں میرے سوا جو شخص بھی اس بات کا دعوے کرے اللہ عزوجل اسے تکلیف میں مبتلا کرے گا۔ عبس کے ایک آدمی نے کہا یہ اچھا نہیں معلوم ہوتا۔ کہ یوں کہیں میں اللہ کا بندہ ہوں۔ اور رسول اللہ کا بھائی ہوں۔ ابھی اپنی جگہ سے نہیں اُٹھا تھا کہ شیطان نے اسے پکڑ لیا اور مسجد کے دروازے کی طرف اپنا پاؤں گھسیٹتا ہوا چلا۔

عیاشی ایک حدیث کی سند امام جعفر صادق علیہ السلام تک لے جا کر بیان کرتے ہیں نبی صلعم نے فرمایا۔ اے علی! میں نے اللہ عزوجل سے سوال کیا۔ وہ میرے اور تمہارے درمیان دوستی قرار دے۔ اس نے ایسا کر دیا۔ اور میں نے اس سے سوال کیا کہ وہ میرے اور آپ کے درمیان بھائی چارہ تمام کرے۔ اس نے ایسا کر دیا۔ میں نے اس سے سوال کیا کہ وہ تجھے میرا وصی قرار دے۔ اس نے ایسا کر دیا۔ ایک شخص نے کہا اگر محمد اپنے رب سے ایک صاع کھجوروں کو طلب کرتے۔ جو بوسیدہ اور پرانی مشک میں ہوتا تو یہ اس سوال سے بہتر ہوتا۔ — فرشتے کا سوال کیوں نہ کیا۔ جو آپ کے دشمن کے خلاف آپ کی کمر مضبوط کرتا۔ کاش کا سوال کیوں نہ کیا جس سے فاقہ سے نجات ملتی۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ فلعلک باخع نفسک
ایک روایت میں ہے کہ یہ شخص ایک بیماری میں گرفتار ہوا۔

ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے علیؑ! اگر تیرے بارے میں اس بات کا خوف نہ ہوتا۔ جو بات نصاریٰ مسیحؑ (عیسےٰ) کے بارے میں کہتے ہیں۔ تو تیرے حق میں ایک ایسی بات کہتا۔ تم مسلمانوں کے جس گروہ کے پاس سے گذرتے۔ وہ تیرے پاؤں کی خاک اُٹھا لیتے۔ یہ سن کر حارث بن عمر فہری نے لوگوں سے کہا۔ کہ محمدؐ کو اپنے ابن عم کے متعلق عیسےٰ ابن مریمؑ کے سوا کوئی اور مثال نہیں ملی۔ عنقریب اپنے بعد اسے نبی بنا دیں گے۔ خدا کی قسم جن معبودوں کی ہم عبادت کرتے ہیں۔ وہ اس شخص سے افضل ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ولما ضرب ابن مریم مثلاً تا وانہ لعلم الساعۃ فلا تمترن بہا واتبعون ھذا صراط مستقیم

ایک روایت میں ہے کہ یہ آیت بھی نازل ہوئی تھی۔ ان ھو الا عبد انعمنا علیہ نبی صلعم نے فرمایا۔ (اے حارث) اللہ سے ڈرو۔ علیؑ بن ابی طالبؑ سے دشمنی رکھنے میں توبہ کر۔ کہا کہ آپ اللہ کے رسول ہیں تیرے بعد علیؑ تیرے وصی ہیں۔ فاطمہ عالمین کی عورتوں کی سردار ہیں۔ تیری ہے۔ بیٹے حسنؑ اور حسینؑ جوانان بہشت کے سردار ہیں۔ تیرا چچا حمزہ سید الشہداء ہے۔ تیرا ابن عم جعفر جنت میں فرشتوں کے ساتھ اڑتے

رہتے ہیں۔ حجاج کی سقایت تیرے چچا عباس کے ہاتھ میں ہے۔ اور قریشیوں کے لئے کوئی چیز نہیں چھو[ڑی]
وہ بھی تو تیرے باپ کی اولاد ہیں ؟ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے حارث! تم پر افسوس ہے جو بات
میں نے اولاد عبدالمطلب کے لئے بیان کی ہے وہ اپنی طرف سے نہیں کہی۔ بلکہ اللہ عزوجل نے یہ اعزا[ز]
اسے بخشا ہے۔ حارث نے کہا اے اللہ تیرے ہاں سے یہ بات حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا
فامطر علینا حجارة من السماء اللہ نے یہ آیت نازل کی وما کان اللہ لیعذبهم وانت فیهم
جب تک آپ ان میں موجود ہیں اللہ اس وقت تک ان کو عذاب نہیں دے گا۔ رسول اللہ صلعم نے حارث
کو طلب کیا فرمایا۔ یا توبہ کرو۔ یا ہم سے چلے جاؤ۔ اس نے کہا توبہ کرنے کو میرا دل نہیں مانتا۔ ہاں آپ لوگوں
کے ہاں سے چلا جاتا ہوں۔ اونٹنی پر سوار ہو کر چلا۔ جب صحرا میں پہنچا۔ اللہ عزوجل نے آسمان سے ایک
پرندہ اتارا۔ جس کی چونچ میں پتھر تھا۔ جو مسور کے دانے کے برابر تھا۔ حارث کی کھوپڑی پر پھینکا۔ جو اس
کے مقعد سے خارج ہو کر زمین پر جا گرا۔ جو اس کے پاؤں پر جا کر لگا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول پر یہ
آیت نازل کی۔ سأل سائل بعذاب واقع للکافرین بولایة علی بن ابی طالب فرمایا۔ یہ جبرئیل
لے کر نازل ہوئے ہیں۔

زیاد بن کلیب کا بیان ہے کہ میں کچھ لوگوں کے پاس بیٹھا ہوا تھا۔ محمد بن صفوان، عبیداللہ بن زیاد
کی معیت میں وہاں سے گزرا۔ دونوں مسجد میں داخل ہوئے۔ پھر مڑ کر ہمارے پاس آئے۔ محمد بن صفوان کی
دونوں آنکھیں ختم ہو چکی تھیں۔ ہم لوگوں نے کہا۔ یہ کیا ہو گیا۔ کہا کہ میں محراب مسجد میں کھڑا ہوا۔ اور کہا
(معاذ اللہ) جو شخص علیؑ کو گالی نہ دے گا۔ تو میں اس کو بیٹی کی گالی دوں گا۔ اس لئے اللہ تعالیٰ نے میری
بینائی کو ختم کر دیا ہے۔"

عمر بن ثابت ابو معشر بلاذری سے روایت کرتے ہیں۔ سمعانی، مطیری، نطنزی اور فلکی نے بیان کیا
کہ ایک شخص سعد بن مالک کے پاس سے گذرا۔ جو علی علیہ السلام کو گالیاں دے رہا تھا۔ سعد نے کہا تم پر افسوس
ہے کیا کہہ رہے ہو۔ کہا میں وہ کہہ رہا ہوں جس کو تم سن رہے ہو۔ سعد نے کہا خداوندا اگر یہ جھوٹا ہے
تو اس کو ہلاک کر دے۔ بختی اونٹ نے گرا کر اسے ہلاک کر دیا۔"

سعید بن مسیب سے روایت ہے۔ مروان منبر پر تھا۔ جناب علیؑ کا ذکر کیا۔ حضرتؑ کو گالیاں دیں
میری آنکھوں میں نیند آ گئی۔ میں نے خواب میں دیکھا کہ ایک قبر رسول اللہ سے باہر نکلا ہے جس نے

۴۴ گرہیں لگائی ہیں۔ اور میں نے کسی کہنے والے کو کہتے ہوئے سُنا۔ اے اموی اے شقی تو نے کیا اس ذات کے ساتھ کفر کیا جس نے تجھے مٹی سے پھر نطفہ سے پیدا کیا پھر تجھے مرد بنایا۔ مروان کی زندگی ۶۳ سال کی نہیں ہوئی تھی کہ وہ مر گیا۔

مناقب اسحاق العدل میں تحریر ہے۔ کہ ہشام کی خلافت کے زمانے میں ایک خطیب امیرالمومنین علیہ السلام پر منبر پہ بیٹھ کر لعن کیا کرتا تھا۔ رسول اللہ صلعم کی قبر سے ایک ہاتھ نکلا ہاتھ دکھائی دیا مگر ہاتھ کی کلائی دکھلائی نہ دی اس نے ۴۴ گرہیں لگائیں تربت رسول اللہ صلعم سے یہ کلام سُنا گیا۔ اے اموی تمہارے لئے ہلاکت ہو کیا تو نے اس ذات کے ساتھ کفر کیا جس نے تجھے مٹی سے پیدا کیا پھر نطفہ سے پھر تجھے مرد بنایا۔ پھر ہاتھ واپس چلا گیا۔ بس گیا تھا۔ ایک نیلے رنگ کا دھواں اٹھا۔ راوی کا بیان ہے کہ وہ منبر سے نہیں اُترا تھا۔ کہ اندھا ہو گیا۔ جو آدمی پکڑ کر لے چلا تین دن نہیں گزرے تھے کہ وہ فی النار والسقر ہو گیا۔

علماء واسط کا بیان ہے کہ یہ لعن کرنے والا شخص خطیب واسط تھا جب اس نے لعن کرنا شروع کیا۔ تو ایک بیل دریائے فرات عبور کر کے آیا۔ شہر کی دیوار کو توڑ کر شہر میں داخل ہو گیا۔ جامع مسجد میں آیا منبر پر چڑھ کر خطیب کو اپنی سینگ مار کر ہلاک کر دیا۔ پھر وہ بیل لوگوں کی نگاہ سے غائب ہو گیا۔ لوگوں نے اس دروازے کو بند کر دیا جس سے وہ بیل داخل ہوا تھا۔ اس کے آنے کا نشان صاف ظاہر تھا۔ اس دروازے کا نام بیل والا دروازہ رکھا۔

ہاشمی کا بیان ہے۔ کہ میں نے ایک شخص کو شام میں دیکھا جس کا نصف چہرہ سیاہ تھا۔ میں نے اس سے اس کا سبب پوچھا۔ اس نے کہا میں نے یہ طے کر رکھا ہے۔ کہ جو شخص اس بارے میں مجھ سے دریافت کرے گا۔ میں اسے ضرور آگاہ کروں گا۔ میں جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام کو بہت زیادہ ناسزا الفاظ سے یاد کیا کرتا تھا۔ ایک رات میں سویا ہوا تھا۔ ایک شخص نیند میں میرے پاس آیا۔ اور کہا۔ تم ہی علی کی برائی بیان کرتے ہو۔ اس شخص نے میرے چہرے کے ایک حصہ پر مارا۔ میرے چہرے کا مضروب حصہ سیاہ ہو گیا جس کو تم دیکھ رہے ہو۔

شمر بن عطیہ کا بیان ہے۔ کہ میرا باپ جناب علیؑ کے حق میں ناسزا الفاظ استعمال کرتا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نیند میں اس کے پاس آئے اور کہا۔ کہ علیؑ کو گالیاں تم دیتے ہو؟ اور اس کی گردن کو ایسا دبایا۔ کہ

وہ تین راتوں تک بستر پر پیشاب اور پاخانہ پھرتا رہا۔

مدینہ منورہ میں ایک شخص رہا کرتا تھا پہلے وہ ناصبی تھا۔ پھر شیعہ ہو گیا۔ اس سے اس کا سبب پوچھا گیا تو اس نے کہا کہ میں نے نیند میں جناب علی علیہ السلام کو دیکھا ہے انہوں نے مجھے فرمایا۔ اگر تم جنگ صفین کے موقعہ پر ہوتے۔ تو کس شخص کے ساتھ لڑتے۔ میں نے سر نیچے کر لیا۔ اور سوچنے لگا۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا اے خسیس! یہ مسئلہ بھی فکر عظیم کا محتاج ہے۔ اپنی گدی ادھر کر دو۔ اس پر اتنے تھپڑ لگائے گئے کہ میں بیدار ہو گیا۔ میری گدی متورم ہو گئی اور میں نے اپنے عقیدہ سے توبہ کر لی۔

ابو جعفر منصور کا بیان ہے کہ ایک قصہ گو جب اپنے قصوں سے فارغ ہوتا تھا۔ تو جناب علی علیہ السلام کو گالیاں دیتا تھا۔ اسی دھندے میں لگا رہا۔ اچانک اس نے یہ کام کرنا چھوڑ دیا۔ اس سے اس کا سبب پوچھا گیا۔ اس نے کہا خدا کی قسم میں جناب علیؑ کو کبھی گالیاں نہیں دوں گا۔ میں یہی کام کرتا تھا کہ میں نے نیند میں دیکھا کہ لوگ جمع ہیں۔ اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے ایک شخص سے کہا ان کو پانی پلا دو میں نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا اس کو پانی پلا دو۔ اس نے مجھے بھگا دیا۔ میں نے اس بات کی رسول اللہ صلعم سے شکایت کی۔ آپ نے فرمایا اس شخص کو پانی پلا دو۔ اس نے مجھے تارکول پلا دیا۔ میں نے صبح اس حالت میں کی۔ کہ تارکول کے ڈکار لیتا تھا اور تارکول کا پیشاب کرتا تھا۔

اعمش کا بیان ہے۔ کہ مجھ سے منصور نے بیان کیا۔ کہ ایک شخص کے سر سے پگڑی گر گئی۔ اس کا سر خنزیر کا سر تھا۔ اس سے اس کا سبب پوچھا گیا۔ اس نے کہا میں تین سال اذان دیتا رہا ہوں۔ اذان اور اقامت کے درمیان سو مرتبہ جناب علیؑ پر لعن کرتا تھا۔ اور ہر روز پانسو مرتبہ ایسا کرتا تھا اور جمعہ کی رات کو آپ پر ایک ہزار مرتبہ لعن کرتا تھا۔ میں اسی دھن میں مصروف تھا۔ کہ میں سو گیا مجھے پیاس لگ گئی۔ میں نے اپنے آپ کو رسول اللہ صلعم علیؑ حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام کے پاس موجود پایا۔ میں نے حسنینؑ کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ مجھے پانی پلا دو۔ انھوں نے میرے ساتھ بات تک نہ کی۔ میں جناب علیؑ کے قریب گیا۔ عرض کیا اے ابو الحسن مجھے پانی پلائیے۔ آپ نے نہ پانی پلایا نہ ہی میرے ساتھ بات کی۔ میں نبی صلعم کے قریب گیا۔ اور عرض کیا کہ مجھے پانی پلائیے۔ آنحضرت صلعم نے اپنا سر بلند کیا۔ اور مجھے دیکھا۔ آپ نے فرمایا۔ تم وہ شخص نہیں ہو جو ہر روز پانچ صد مرتبہ علیؑ پر لعن کیا کرتے تھے۔ اور کل رات تم آپ پر ہزار مرتبہ لعنت کی ہے۔ مجھ سے کوئی جواب نہ بن

پڑا۔ آپ نے میرے چہرے پر تھوک دیا۔ اور فرمایا دُور ہوجا اے خنزیر! خُدا کی قسم جب مَیں نے صبح کی تو میرا چہرہ اور میرا سر خنزیر کی مانند تھا۔

حسین بن علی بن ابی طالب علیہما السلام کا بیان ہے۔ کہ ابراہیم بن ہاشم مخزومی مدینہ کا گورنر تھا۔ جمعہ کے روز ہمیں منبر کے قریب جمع کرتا تھا۔ اور علی علیہ السلام کو گالیاں دیتا۔ میں منبر کے ساتھ لگ گیا۔ مجھے اونگھ آگئی۔ میں نے ایک قبر کو دیکھا جو شگافتہ ہوگئی۔ اس سے ایک آدمی نکلا جس نے سفید لباس پہن رکھا تھا اس نے کہا اے ابوعبداللہ جو بات یہ شخص کہہ رہا ہے۔ اس کی وجہ سے غمگین ہو۔ میں نے کہا خدا کی قسم ایسا ہی ہے۔ کہا آنکھ کھول کر تو دیکھو۔ اللہ اس شخص کے ساتھ کیا کرتا ہے۔ وہ علیؑ کا ذکر کر رہا تھا۔ منبر سے نیچے پھینک دیا گیا اور مرگیا۔

عثمان بن عفان سجستانی کا بیان ہے کہ محمد بن عباد نے کہا۔ میرے پڑوس میں ایک نیک شخص رہا کرتا تھا۔ اس نے خواب میں رسول اللہ صلعم کو حوض کے کنارے کھڑے ہوئے دیکھا۔ حسنؑ اور حسینؑ اُمت کو پانی پلا رہے تھے۔ مَیں نے پانی طلب کیا۔ دونوں نے انکار کر دیا۔ میں نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا اور شکایت کی۔ فرمایا۔ اس کو پانی نہ پلاؤ۔ اس کے پڑوس میں ایک شخص رہتا ہے جو علیؑ کو گالیاں دیتا ہے۔ اور یہ اس کو منع نہیں کرتا۔ مجھے ایک چھری دی اور کہا جاکر اس کو ہلاک کر دو۔ میں باہر نکلا اور جا کر اس شخص کو ہلاک کر دیا۔ چھری واپس رسول اللہ صلعم کی خدمت میں پیش کر دی۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا اے حسینؑ اسے پانی پلا دو۔ آپ نے پانی پلا دیا۔ مَیں نے کاسہ اپنے ہاتھ میں لیا۔ اب مجھے معلوم نہیں کہ میں نے اس سے پانی پیا ہے یا نہیں۔ میں نیند سے بیدار ہوگیا۔ لوگوں کا شور و غل سُنا کہ فلاں شخص کو بستر پر ذبح کر دیا گیا۔ پولیس نے میرے ہمسائے کو پکڑ لیا۔ مَیں امیر کے پاس گیا۔ عرض کیا۔ خدا آپ کا بھلا کرے۔ یہ کام تو میں نے کیا ہے۔ اور لوگ بے گناہ ہیں۔ مَیں نے خواب کا قصہ سنایا کہا۔ جاؤ۔ اللہ تعالٰے مجھے جزائے خیر دے گا

عبداللہ بن سائب اور کثیر بن صلت کا بیان ہے کہ زیاد بن ابیہ نے اشراف کوفہ کو مسجد کوفہ کے صحن میں جمع کیا تاکہ انھیں امیرالمومنین علیہ السلام پر سب کرنے اور برات کرنے پر مجبور کرے۔ میری آنکھ لگ گئی۔ خواب میں ایک لمبی گردن والے آدمی کو دیکھا۔ جو زمین اور آسمان کے درمیان کھڑا ہوا تھا۔ میں نے پوچھا تم کون ہو کہا میں گردنوں کو توڑنے والا طاعون ہوں۔ مَیں زیاد کی طرف بھیجا گیا ہوں۔ میں نیند سے گھبرا کر اٹھ بیٹھا۔ ہم نے سنا کہ زیاد پر طاعون کا حملہ ہوگیا ہے۔

ایک مجنوں کو لڑکے پتھر مارتے تھے۔ ایک دفعہ جمعہ کے دن مجنوں منبر پر چڑھ گیا اور کہا

نواصب تدلاموا علی سفاهة بحب علی ام من کلام زانیة

فان ترکوا لومی ترکت هجاهم

وان شتموا امری شتمت هاویة

فصل ۱۶

وہ باتیں جو امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی وفات کے بعد ظاہر ہوئیں

ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ جب کوئی مومن مرجاتا ہے۔ تو زمین اور آسمان اس پر چالیس دن تک رویا کرتے ہیں۔ جب کوئی عالم مرجاتا ہے۔ تو اس پر چالیس ماہ روتے ہیں۔ اے علی جب تم قتل کیے جاؤ گے۔ تو زمین اور آسمان تم پر چالیس سال روئیں گے۔ ابن عباس کا بیان ہے۔ جب حضرت علی علیہ السلام کوفہ کی سرزمین پر قتل کیے گئے۔ تو آسمان سے تین دن تک خون برستا رہا۔

ابو حمزہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں نیز سعید بن مسیب سے بھی روایت ہے کہ جب امیرالمومنین علی علیہ السلام کا انتقال ہوا۔ اس وقت زمین سے کوئی پتھر اٹھایا جاتا تھا۔ تو اس سے تازہ خون ٹپکتا تھا۔

اربعین خطیب اور تاریخ فسوی میں تحریر ہے کہ عبدالملک بن مروان نے زہری سے پوچھا کہ جس روز حضرت علیؑ قتل ہوئے اس روز کیا نشانی تھی؟ کہا جو پتھر بھی بیت المقدس کا اٹھایا جاتا تھا۔ اس کے نیچے تازہ خون جوش مار کر نکلتا تھا۔

مسجد کوفہ میں جب حضرت علی علیہ السلام پر ضرب لگائی گئی۔ تو ایک آواز سنی گئی "حکم اللہ کا ہے علیؑ تیرا حکم نہیں ہے۔ نہ ہی تیرے اصحاب کا حکم ہے۔[1] جب حضرت امیر علیہ السلام کا اپنے گھر میں انتقال ہوا تو یہ آواز سنی گئی۔ انسمن یلقی فی النار خیرام من یاتی النا یوم القیامة پھر ایک اور ہاتف نے آواز دی۔ رسول اللہ مرگئے اور تمہارا باپ مرگیا۔

---

[1] یہ آواز دینے والے خارجی تھے ۱۲ مترجم

صفوانی نے احن اور محن میں اور کلینی نے کافی میں تحریر کیا ہے۔ کہ جب امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کا انتقال ہوا تو ایک شخص روتا ہوا آیا۔ اور کہتا تھا۔ آج نبوت کا رشتہ ٹوٹ گیا ہے۔ جس گھر میں امیرالمومنین علی علیہ السلام کا جنازہ موجود تھا۔ اس کے دروازے پر کھڑے ہو کر دروازے کے پٹ کو پکڑ کر کہا "اللہ آپ رحم کرے۔ آپ سب لوگوں سے پہلے اسلام لانے والے۔ ایمان کے لحاظ سے زیادہ مخلص، یقین میں زیادہ پکے، اللہ سے زیادہ خوف کھانے والے، نبی کے زیادہ اطاعت گزار۔ آپ کے اصحاب میں سے زیادہ امن پسند۔ زیادہ اچھے مناقب کے مالک، زیادہ سوابق کے مالک آنحضرت سے خلق خلقت اور خصائل اور فضائل میں زیادہ مشابہ آپ لوگوں سے زیادہ خفیف آواز والے تھے۔ بزرگی کے لحاظ سے پہاڑ تھے۔ سب سے کم گو تھے۔ زیادہ ٹھیک بات کہتے تھے۔ زیادہ بہادر دل والے تھے۔ اچھے عمل والے تھے۔ زیادہ پختہ یقین والے تھے۔ اس بات کی حفاظت کی۔ جس کو لوگوں نے ضائع کیا۔ اس کی نگہبانی کی جس کو لوگوں نے چھوڑ دیا۔ ظالموں سے بدلہ لیا۔ کافروں کے لئے عذاب، مومنوں کے لئے جائے پناہ۔ اور قلعہ جو پہاڑ کی مانند ہو۔ جس کو جھکڑ ہوائیں ہلا نہ سکیں۔ بچے کے لئے مہربان باپ، بیویوں کے لئے مہربان شوہر کی مانند تھے۔ آپ نے برابر تقسیم کیا۔ رعایا میں انصاف سے کام لیا۔ آپ نے آگ کو بجھایا۔ اور بتوں کو توڑا۔ بت خانوں کو ذلیل کیا۔ اور رحمٰن کی عبادت کی لوگوں نے متوجہ ہو کر دیکھنا چاہا لیکن کسی شخص کو نہ دیکھا۔ امام حسن علیہ السلام سے کسی شخص نے پوچھا کہ یہ شخص کون تھا۔ آپ نے فرمایا خضر علیہ السلام تھے۔

اخبار الطالبین میں مذکور ہے کہ رومیوں نے مسلمانوں کو قید کیا۔ انھیں بادشاہ کے سامنے پیش کیا۔ اس نے ان پر کفر پیش کیا۔ مسلمانوں نے انکار کر دیا۔ اس نے ان پر گرم زیتون کا تیل ڈالنے کا حکم دیا۔ اس نے ان میں سے ایک آدمی کو ان کے حالات بتلانے کے لئے چھوڑ دیا وہ جا رہا تھا۔ کہ اس نے گھوڑوں کے کھروں کی آواز سنی یہ دیکھ کر دیکھنے لگا۔ اس نے اپنے ان ساتھیوں کو دیکھا۔ جن کو گرم زیتوں میں ڈال دیا گیا تھا۔ اس نے ان سے سبب پوچھا انھوں نے کہا۔ کہ خشکی اور تری کے شہداء کے ہاں منادی کی گئی ہے۔ کہ آج رات علی بن ابی طالب علیہ السلام شہید کر دیئے گئے اس پر جا کر نماز جنازہ پڑھو ہم نے نماز جنازہ پڑھ لی ہے اور اپنے اپنے ٹھکانوں کی طرف جا رہے ہیں۔

ابو ذرعہ رازی باسناد خود منصور بن عمار سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اس سے پوچھا گیا۔ کہ تم نے عجیب ترین

چیز کیا دیکھی۔ کہا وسط سمندر میں چٹان دیکھ رہے ہو۔ ہر روز ایک پرندہ شتر مرغ کی مانند نکل کر اس پر بیٹھتا ہے۔ پوری طرح بیٹھ کر ایک سر نکال کر چھوڑا۔ پھر ہاتھ کو اسی طرح ایک ایک بازو لایا۔ بازووں کو ایک دوسرے کے ساتھ جوڑ دیا۔ حتیٰ کہ وہ مکمل انسان بن کر بیٹھ گیا۔ جب اٹھنے کا ارادہ کیا۔ تو پھر اس کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیتے۔ پہلے اس کے سر کو اٹھایا۔ باقی اعضا کو ایک ایک کر کے اٹھا لیا۔ جب کافی عرصہ اسی طرح کرتا رہا۔ تو ایک دن میں نے اس کو آواز دی۔ تم پر ہلاکت ہو۔ تم کون ہو؟ میری طرف متوجہ ہوا اور کہا یہ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کے قاتل عبدالرحمٰن بن ملجم ہیں۔ اللہ عزوجل نے اس پرندے کو اس پر مسلط کر دیا ہے۔ جو قیامت تک اس کو عذاب دیتا رہے گا۔ بعض لوگوں کا خیال ہے کہ وہ عبدالرحمٰن ابن ملجم کی قبر سے کتے کے بھونکنے کی آواز سنتے ہیں۔

خلیفہ مسترشد نے حائر کربلا اور نجف کا مال لے لیا۔ اور کہا قبر کو خزانہ کی ضرورت نہیں ہے۔ فوج نے اتحاد کر کے اس کو اور اس کے بیٹے راشد کو قتل کر دیا۔

ابو سکان نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا۔ کہ وہ منار جھک گیا تھا۔ جو غری (نجف) کے راستے میں تھا۔ فرمایا۔ ہاں یہ اس وقت جھک گیا۔ جب لوگ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کے جنازے کو لائے تھے۔ تو یہ افسوس اور غم کی وجہ سے جھک گیا تھا۔

غزالی کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نجف میں دفن ہیں۔ حضرت امیر علیہ السلام کے جنازے کو اونٹنی پر سوار کر کے لایا گیا تھا۔ جب اونٹنی قبر کی جگہ پہنچی تو بیٹھ گئی۔ جتنی اٹھانے کی کوشش کی گئی نہ اٹھی آپ کو اسی جگہ دفن کیا گیا [1]

ابوبکر شیرازی اپنی کتاب میں حسن بصری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے وفات کے وقت حسنؑ اور حسینؑ سے وصیت فرمائی تھی۔ کہ جب میں انتقال کر جاؤں گا۔ تو تم میرے سرہانے جنت کا حنوط اور تین کفن جو جنت کے ریشم کے ہوں گے پاؤ گے۔ مجھے غسل دینا۔ حنوط لگانا۔ اور کفن پہنانا۔

امام حسن علیہ السلام کا بیان ہے۔ ہم نے حضرت امیر علیہ السلام کے سرہانے سونے کا طبق پایا۔ جس میں جنت کے کافور کے تین شمامات رکھے ہوئے تھے۔ اور جنت کی بیری کی رکھی ہوئی تھی۔ جب غسل و کفن سے فارغ ہوئے۔ تو ایک اونٹ آ گیا۔ آپ کا جنازہ اس پر سوار کر دیا گیا۔ اور اس بات کی حضرت کی

---

[1] اس بارے میں مفصل حالات ہماری کتاب آیات جلی ترجمہ فرحۃ الغری میں ملاحظہ کریں۔ بہترین چیز ہے ۱۲ محمد شریف عفی عنہ

وصیت تھی کہ عنقریب ایک اونٹ آئے گا۔ جو مجھے میری قبر تک لے جائے گا۔ قبر کے پاس ٹھہر جائے گا۔ چنانچہ اونٹ آیا اور آپ کے جنازے دفن کے کنارے سے ٹھہر گیا۔ خدا کی قسم کوئی شخص نہیں جانتا تھا۔ کہ اس تربت کو کس نے تیار کیا ہے۔ نماز پڑھنے کے بعد حضرت امیر علیہ السلام کو لحد میں اتار دیا گیا۔ لوگوں پہ سفید بادل اور سفید پرندے چھا گئے۔ جب حضرت امیر علیہ السلام دفن کر دیئے گئے تو بادل اور پرندے چلے گئے۔

اہل بیت علیہم السلام کے روایات میں وہ بات ہے۔ جو تہذیب الاحکام میں سعد اسکاف سے مروی ہے کہ مجھے ابو عبد اللہ علیہ السلام نے حدیث بیان کی کہ جس روز حضرت امیر علیہ السلام کو ضربت لگی۔ تو حسنؑ اور حسینؑ سے فرمایا۔ مجھے غسل و کفن۔ اور حنوط دے کر میرے تخت پر رکھ دینا۔ اس کے پچھلے حصے کو اٹھانا۔ تمہیں اگلے حصے کے اٹھانے کی ضرورت نہیں ہے۔ تم مجھے ایک کھدی ہوئی قبر اور بنائی ہوئی لحد اور رکھی ہوئی اینٹ کے پاس لے جاؤ گے۔ مجھے لحد میں رکھ کر اینٹیں چن دینا سر کی طرف والی اینٹ کو اونچا کر دینا۔ پھر دیکھنا کہ تم کیا سنتے ہو۔

(حذف سند) حسین بن علی علیہما السلام ایک طویل حدیث میں ذکر کرتے ہیں۔ کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ میرے فرزندو! میں تمہیں وصیت کرتا ہوں کہ میرا امر کسی سے ظاہر نہ کرنا۔ دونوں کو حکم دیا تھا۔ دائیں کونے سے ایک تختی نکلے گی کفن اس چیز کا دینا جو تم پاؤ۔ جب غسل دیا تو آپ کو اسی تخت پر لٹایا۔ جب تخت کا اگلا حصہ حرکت کرتا تھا۔ تو پچھلا بھی حرکت کرتا تھا۔ پیش امام کی حیثیت سے ایک دفعہ امام حسنؑ اور ایک دفعہ حسین علیہما السلام نے نماز پڑھائی۔ تختہ پر اس عبارت کو موجود پایا۔ بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ یہ وہ چیز ہے جس کو نوح نبی علیہ السلام نے علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ذخیرہ کر رکھا تھا۔
حسینؑ نے مکان کی دہلیز میں کفن کو موجود پایا جس میں حنوط رکھا ہوا تھا جو دن کی روشنی کی طرح چمک رہا تھا۔

حضرت امام حسین علیہ السلام نے غسل کے وقت فرمایا۔ حسن بھائی ذرا دیکھئے کہ امیر المومنین علیہ السلام کس قدر ہلکے ہو گئے ہیں۔ فرمایا اے ابو عبد اللہ! ہمارے ساتھ ایک قوم ہے جو ہماری امداد کر رہی ہے۔ جب نماز عشاء وغیرہ کی ادائیگی کے بعد تخت کا اگلا حصہ حرکت کرنے لگا۔ ہم لوگ پیچھے پیچھے ہو لئے۔ غرض پہنچ گئے۔ قبر علی علیہ السلام پر حاضر ہوئے۔ قبر امیر المومنین علیہ السلام کے فرمان کے مطابق موجود تھی۔ ہم نے سنا پروں کی آہٹ اور کھڑکھڑاہٹ کی بھنک سنتے تھے۔ تخت کو رکھ دیا۔ امیر المومنینؑ پر نماز پڑھی جس طرح میں

فرمایا تھا۔ آپ کو قبر میں اتار دیا۔ لحد میں لٹا دیا۔ قبر کی اینٹیں چن دیں"۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے کہ اینٹوں کو چن دینے کے بعد ایک اینٹ کو سر کی جانب سے نکال دیا گیا۔ دیکھا گیا تو قبر میں کوئی چیز نہیں تھی۔ ناگاہ ایک غیبی آواز آئی۔ امیرالمومنین علیہ السلام عبد صالح تھے۔ اللہ نے اسے اس کے نبی سے ملا دیا۔ انبیاء کے بعد اللہ عز و جل اولیاء کے ساتھ ایسا کرتا ہے۔ اگر ایک نبی مشرق میں انتقال کر جائے۔ اور اس کا وصی مغرب میں فوت ہو جائے۔ تو اللہ وصی کو نبی کے ساتھ ملا دیتا ہے۔

ام کلثوم بنت حضرت علی علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ قبر صریح کی جانب سے نم گرفتہ ہوئی۔ سلا کی لکڑی سے بنا ہوا تختہ نمودار ہوا۔ جس پر یہ عبارت سریانی زبان میں مرقوم تھی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم۔ ھذا قبر حفرہ نوح لعلی بن ابی طالب وصی محمد قبل الطوفان بسبع مائۃ سنۃ یہ قبر علی بن ابی طالب علیہ السلام کی خاطر نوح نے طوفان سے سات سو سال پہلے کھودی ہے۔

نیز جناب ام کلثوم فرماتی ہیں کہ امیرالمومنین علیہ السلام کو جب دفن کیا گیا۔ تو ایک بولنے والا کہہ رہا تھا احسن اللہ لکم العزاء فی سیدکم و حجۃ اللہ علی خلقہ اللہ تعالیٰ تم لوگوں کو تمہارے سردار کے بارے میں اچھی تعزیت دے۔ جو اللہ کی مخلوق پر اللہ کی حجت تھے۔

تہذیب میں ایک خبر ہے کہ اسمٰعیل بن عیسیٰ نے ایک حبشی نوجوان کو جو بہت خطرناک تھا جس کا عرف ارنث تھا۔ ماہ ذوالحجہ ۲۹۱ھ میں ایک جماعت کے ساتھ حضرت علیؑ کی قبر کی طرف مامور کیا اور اسے حکم دیا۔ کہ جاؤ اس قبر کی تہہ تک کھود ڈالو۔ اس نے لوگوں کو گمراہ کر رکھا ہے۔ چنانچہ انھوں نے پانچ ہاتھ تک قبر کو کھودا۔ اور ایسی سخت جگہ پر پہنچ گئے۔ جس کی کھدائی سے لاچار ہو گئے۔ حبشی غلام نیچے اتر گیا۔ اس نے ایک سخت چوٹ اس جگہ لگائی جس کی آواز خشکی میں سنی گئی۔ پھر دوسری اور تیسری ضرب لگائی لیکن بے سود۔ پھر سخت چلایا۔ فریاد کرنے لگا۔ اسی کے ذریعے اسے نکالا گیا۔ اس کی انگلیوں سے لے کر ناخن تک خون بہہ رہا تھا۔ اسے منجنیق پر لاد کر اٹھا لائے۔ اس کے بائیں پہلو کا تمام گوشت گر رہا تھا۔ آخر کار اسے خلیفہ عباسی کے پاس لائے۔ وہ قبلہ رو ہو کر اپنے فعل سے تائب ہوا۔ اور مخالفین علیؑ پر تبرا کیا۔ غلام اسی وقت مر گیا۔ خلیفہ عباسی رات کو سوار ہو کر علی بن مصعب بن جابر بکار کے پاس پہنچا۔ اور کہا کہ تیرا اتنا بہ صندوق

کر دی جائے۔
(بحذف اسناد) ابوالحسن بن حجاج نے کہا۔ ہم لوگوں نے اس صندوق کو دیوار کی تعمیر سے پہلے دیکھا تھا۔ اس دیوار کو حسن بن زید نے بنایا تھا۔

امالی میں تحریر ہے ایک دن خلیفہ ہارون رشید الغریین اور ثویہ کے علاقہ میں شکار کی غرض سے گیا۔ اس نے کتے ہرنوں پر چھوڑ دیے۔ ہرنوں نے درختوں کے جھنڈ میں پناہ لی کتے واپس آ گئے۔ ہرن پھر نیچے اترے کتے پھر چھوڑ دیے گئے۔ پہلے کی طرح واقعہ پیش آیا۔ بنی اسد کے ایک بزرگ سے اس کا سبب پوچھا۔ کہا اس جگہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کی قبر ہے۔ اللہ عزوجل نے اس کو حرم بنایا جو بھی پناہ لیتا ہے۔ امن میں آجاتا ہے۔

اہل سنت کی ایک جماعت اہل بیت علیہم السلام کے فضائل نقل کرنے پر مجبور ہے۔ اگر ایک نے فضائل کا انکار کیا ہے۔ تو دوسرے نے لکھ کر اس کا رد کر دیا ہے۔ ان حضرات کی تواریخ، صحاح، سنن، جوامع، سیر اور تفاسیر مناقب اہل بیت سے مملو ہیں۔ اگر ایک میں کوئی بات نہیں ہے تو دوسری میں مل جاتی ہے۔ ایک خلق کثیر نے اہل بیت علیہم السلام کے مناقب کو بیان کیا ہے مناقب اہل بیت علم ضروری بن گیا ہے۔ مندرجہ ذیل حضرات نے کتب تحریر کیں ہیں۔

۱۔ کتاب الغدیر۔ مصنفہ ابن جریر طبری
۲۔ کتاب المناقب و کتاب فضائل فاطمہ علیہا السلام
۳۔ تفضیل الحسن والحسین علیہما السلام۔ مسند امیر المومنین اخبارہ وفضائلہ
۴۔ کتاب العلوی اور کتاب فضل بنی ہاشم علی بنی امیہ
۵۔ منقبۃ المطہرین فی فضائل امیر المومنین۔ اور ما نزل فی من القرآن فی امیر المومنین علیہ السلام ابو نعیم اصفہانی۔
۶۔ ابوالحسن رویانی الجعفریات
۷۔ مرزوق کی کتاب ذخیرۃ امیر المومنین اور کتاب رد الشمس لامیر المومنین
۸۔ ابوبکر محمد بن مومن شیرازی کتاب نزول القرآن فی شان امیر المومنین۔
۹۔ ابوصالح عبدالملک المؤذن کتاب الاربعین فی فضائل الزہرا علیہا السلام
۱۰۔ احمد بن حنبل مسند اہل بیت اور فضائل الصحابہ۔
۱۱۔ ابوعبداللہ محمد بن احمد نطنزی الخصائص العلویہ علی سائر البریہ۔ (۱۲) ابن مغازلی کتاب مناقب
۱۳۔ ابوالقاسم البستی کتاب الدرجات
۱۴۔ ابوعبداللہ بصری کتاب الدرجات

۵۔ تجلیب ابوتراب اور کتاب الحدائق۔

یہ معجزہ نہیں تو اور کیا ہے۔ کہ منکرین بھی آپ کے فضائل کا دم بھرتے ہیں ۔

شھد الانام بفضلہ فی العدا — والفضل ماشھدت بہ الاعداء

یروی مناقبھم لنا اعداؤھم — لا فضل الا ما رواہ حسود

مسلم، بخاری، ابن بطہ اور نطنزی نے بی بی عائشہ سے روایت کی ہے۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم بیمار ہو گئے۔ آپ اہل بیت کے دو مردوں کے سہارے سے باہر نکلے۔ ایک فضل تھے ایک اور آدمی تھا۔ آنحضرت صلعم کے قدم زمین پر نشان دیتے جا رہے تھے۔ آپ نے سر پر مضبوطی سے کپڑا باندھا ہوا تھا۔ (بی بی صاحبہ کی دوسرے آدمی سے مراد علی علیہ السلام ہیں)

معاویہ نے ابن عباس سے کہا۔ کہ ہم نے تمام ہیگہ حکم نامہ لکھ کر علیؑ کے ذکر کی منادی کرادی ہے۔

ابن عباس — آپ ہمیں قرآن پڑھنے سے منع کرتے ہیں؟

معاویہ — نہیں۔

ابن عباس — قرآن کی تفسیر بیان کرنے سے منع کرتے ہیں؟

معاویہ — ہاں۔

ابن عباس — قرآن کی تلاوت تو کریں لیکن اس کا مطلب کسی سے دریافت نہ کریں۔

معاویہ — غیر اہل بیت سے دریافت کرو۔

ابن عباس — قرآن ہم لوگوں پر نازل ہوا اور اس کا مطلب دوسرے لوگوں سے جا کر پوچھیں۔ آپ ہمیں اللہ کی عبادت سے منع کرتے ہیں آپ کے اس فعل سے امت تباہ ہو جائے گی۔

معاویہ — جو کچھ تم لوگوں پر نازل ہوا ہے۔ اس کو پڑھو تو سہی۔ لیکن اس کی آگے روایت نہ کرو (یریدون لیطفوا نور اللہ بافواھھم)

معاویہ نے اعلان کیا۔ کہ جو شخص علیؑ کے فضائل بیان کرے گا۔ میں اس سے بری الذمہ ہوں (واللہ متم نورہ ولو کرہ الکافرون)

باب ہفتم

قضایا امیرالمومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام

فصل ۱

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی زندگی میں فیصلے

تفسیر یوسف قطان میں وکیع ثوری سدی سے روایت کرتے ہیں کہ میں حضرت عمر بن خطاب کے پاس موجود تھا کعب بن اشرف، مالک بن صیفی اور حی بن اخطب نے آکر کہا کہ جب تمہاری کتاب میں یہ آیت موجود ہے وجنۃ عرضہا السماوات والارض جب ایک بہشت کی وسعت سات آسمانوں اور سات زمینوں کے برابر ہے تو قیامت کے روز تمام بہشتیں کہاں سما سکیں گی؟ حضرت عمر نے کہا میں اس بات کا جواب نہیں دے سکتا۔ اسی اثنا میں حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے آپ نے فرمایا تم کس سوچ بچار میں پڑے ہوئے ہو؟ یہودی نے مسئلہ بیان کیا۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ مجھے تم لوگ اس بات سے آگاہ کرو۔ کہ جب رات ہوتی ہے تو دن کہاں چلا جاتا ہے اور جب دن ہوتا ہے تو رات کہاں ہوتی ہے؟ کہا گیا "یہ بات اللہ عزوجل کے علم میں ہے" آپ نے فرمایا بہشتیں بھی اللہ تعالیٰ کے علم میں ہیں کہ وہ کہاں ہوتی ہیں۔ حضرت علی رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے آپ کو اس واقعہ سے آگاہ کیا اور یہ آیت نازل ہوئی فاسئلوا اہل الذکر ان کنتم لا تعلمون اگر تم نہیں جانتے تو صاحبان ذکر سے دریافت کرو۔

واقدی اور اسحاق طبری نے بیان کیا ہے کہ حنظلہ بن ابی سفیان نے عمیر بن وائل ثقفی سے کہا کہ تم علیؑ کے خلاف اس بات کا دعوےٰ کردو۔ کہ میں نے اسی مثقال سونا اور ایک امانت جو محمد صلعم کے سپرد کی تھی۔ وہ تو مکہ سے بھاگ گئے تھے۔ اور تم ان کے وکیل ہو۔ لہذا یہ چیزیں مجھے دے دو۔ اگر علیؑ اس بات پر گواہ طلب کریں۔ تو ہم گروہ قریش اس بات کی گواہی دیں گے۔ اس کے عوض میں اسے ایک سو مثقال

سونا دیا گیا۔ اور ہندہ کے گلے کا ہار بھی دیا گیا جس کی قیمت دس مثقال سونا تھی۔ عمیر نے علی علیہ السلام کے
خلاف دعوےٰ کر دیا۔ حضرتؑ نے تمام ودیعتوں کی چھان بین کی۔ ہر ایک ہمیان کے مالکوں کے نام تح
تھے۔ عمیر کی ودیعت کا کہیں نام و نشان نہ تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے عمیر کو بہت سمجھایا کہ اس جھو
دعوے سے باز آ جاؤ۔ لیکن اس نے ایک نہ مانی اور کہنے لگا۔ اس بارے میں میرے پاس گواہ موجود
اور وہ یہ ہیں۔ ابوجہل۔ عکرمہ۔ عقبہ بن ابی معیط۔ ابوسفیان اور حنظلہ۔

حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ وہ چالاکی ہے۔ جو اپنے موجد کی طرف پلٹے گی۔ آپ نے حکم د
کہ گواہوں کو کعبہ میں بٹھا دیا جائے۔ عمیر سے فرمایا اے شقی بھائی۔ اب بتاؤ۔ یہ امانتیں آپ نے رسول
کو کس وقت دی تھیں؟ کہا۔ چاشت کا وقت تھا۔ آنحضرتؐ نے ان امانتوں کو لے کر اپنے ایک غلا
کے حوالے کر دیا تھا۔ پھر ابوجہل کو بلایا۔ اور اس سے پوچھا۔ اس نے کہا مجھے معلوم نہیں۔ پھر ابوسفیان
کو طلب کیا۔ اور اس سے دریافت کیا۔ اس نے کہا غروب آفتاب یہ چیزیں دی تھیں۔ آنحضرتؐ نے ان
کو ہاتھ میں لے کر اپنی آستین میں رکھ دیا تھا۔ پھر حنظلہ کو بلا کر دریافت کیا۔ اس نے کہا یہ واقع بالکل
نصف النہار کا ہے۔ جب یہ چیزیں دے کر لوٹا تھا۔ تو آنحضرتؐ کے سامنے چیزیں رکھ دی تھیں۔ عقبہ کو
بلا کر پوچھا اس نے کہا۔ رسول اللہ صلعم نے چیزیں لے کر اسی وقت گھر میں بھجوا دی تھیں اور عصر کا وقت
تھا۔ عکرمہ کو بلا کر پوچھا۔ اس نے کہا یہ واقعہ سورج نکلنے کے وقت کا ہے آپ نے یہ چیزیں اسی وقت فاطمہؑ
کے گھر بھجوا دی تھیں۔" پھر حضرت عمیر کی طرف متوجہ ہو کر فرمانے لگے۔ کہ میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ تیرا رنگ
زرد پڑ گیا ہے۔ اور تیرے حالات بگڑ گئے ہیں۔" عرض کیا۔ میں حق بات کہوں گا۔ اللہ کے گھر کی قسم دھو
کبھی فلاح نہیں پاتا۔ میں نے محمدؐ کے پاس کوئی چیز امانت نہیں رکھی تھی۔ ان دو چیزوں نے مجھے اس
کام کے کرنے پر مجبور کیا۔ ایک یہ دینار ہیں اور دوسرے ہندہ کا ہار ہے جس پر اس کا نام تحریر
ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ مجھے وہ تلوار لا دو۔ جو گھر کے کونے میں پڑی ہے۔ حضرت نے تلوار
کو ہاتھ میں لے کر فرمایا۔ کیا تم لوگ اس تلوار کو جانتے ہو؟ انھوں نے کہا۔ یہ تلوار حنظلہ کی ہے۔ ابوسفیان
نے کہا یہ خزانی ہوئی ہے۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر تو اپنی بات میں سچا ہے۔ تو یہ بتلا کہ تیرا غلام مہلع
حبشی کہاں ہے؟ جواب میں کہا۔ طائف میں ہمارا کام کرنے گیا ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ افسوس کی بات
ہے۔ اس کے آنے کی امید ہے۔ اگر سچے ہو۔ تو کسی کو بھیج کر یہاں بلا دو۔ یہ سُن کر ابوسفیان چپ ہو گیا۔"

امیر علیہ السلام قیام فرما ہوئے۔ قریش کے دس غلاموں کو ایک جگہ کے کھودنے کا حکم دیا جب انھوں نے کھودا۔ تو اس کے اندر مسلح مقتول صورت میں دفن تھا۔ آپ نے اس کے نکالنے کا حکم دیا۔ انھوں نے اس کو نکالا اور اٹھا کر کعبہ کی طرف لائے۔ لوگوں نے حضرت سے اس کے قتل کا سبب پوچھا۔ فرمایا۔ ابوسفیان اور اس کے فرزند نے اس کو یہ رشوت دی تھی۔ کہ اگر تم علیؑ کو قتل کر دو۔ تو تمھیں آزاد کر دیا جائے گا چنانچہ یہ شخص راستے میں میرے لیے چھپ کر بیٹھ گیا۔ میرے قتل کرنے کے لیے اچک پڑا میں نے اس کے سر پر ضرب لگائی۔ (جس سے یہ فی النار والسقر ہوگیا) میں نے اس کی تلوار لے لی۔ اور ان کے مکر کو باطل کر دیا۔ اب یہ لوگ عمیر کے ذریعہ دوسرا بہانہ کرنا چاہتے ہیں۔ عمیر نے کہا۔

اشہد ان لا الہ الا اللہ وان محمد أرسول اللہ

ابو داؤد اور ابن ماجہ اپنے اپنے سنن میں۔ ابن بطہ ابانہ میں احمد فضائل الصحابہ میں پھر ابن مردویہ بہت سے واسطوں سے زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ کسی نے نبی صلعم سے کہا کہ یمن میں حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں تین شخص ایک لڑکے کے بارے میں جھگڑا کرتے ہوئے حاضر ہوئے۔ ہر ایک اس بات کا مدعی تھا کہ یہ لڑکا میرا ہے۔ میں نے طہر واحد میں اس کی ماں سے مجامعت کی تھی۔ اور یہ زمانے جاہلیت کی بات ہے۔ آپ نے لڑکے پر ان کے ناموں کے ساتھ قرعہ ڈالا۔ ایک کے نام قرعہ نکلا۔ لڑکا اس کے حوالے کیا۔ اور اہل یمن کے دو ثلث دیت لازم قرار دی۔ اور ان دونوں کو دھمکی دی کہ ایسا کام نہ کیا کرو۔ یہ سن کر رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اس ذات کا شکر ہے جس نے ہم اہل بیت میں بھی ایسے افراد قرار دیئے ہیں جو داؤد کی سنتوں کے مطابق عمل کرتے ہیں۔

احمد بن حنبل مسند میں اور احمد بن منیع اپنی دونوں امالیوں میں اپنے اپنے اسنادوں سے حماد بن سلمہ سے وہ سماک سے وہ حنش بن معتمر سے اور محمد بن قیس حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ الفاظ بیان ابوجعفر علیہ السلام کے ہیں چار شخص ایک گڑھے سے گزرتے جو شیر کے شکار کے لیے بنایا گیا تھا۔ ایک شخص اس میں گر پڑا۔ اس نے دوسرے کو دوسرے نے تیسرے کو تیسرے نے چوتھے کو پکڑا۔ یہ تمام کے تمام گڑھے میں گر کر ہلاک ہوگئے۔ امیر علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا۔ کہ پہلا شخص شیر کا شکار ہوا ہے اس کے اہل پر ثلث دیت قرار دی۔ جو دوسرے کے اہل کو ادا کریں۔ دوسرے کے اہل پر دو ثلث دیت مقرر کی جو تیسرے کے اہل کو دیں۔ اور تیسرے کے اہل پر پوری دیت مقرر کی۔ کہ وہ چوتھے کے اہل کو ادا کریں تو یہ خبر

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو معلوم ہوئی ۔ آپ نے فرمایا ۔ ابوالحسنؑ نے وہ فیصلہ کیا جس کو اللہ عزوجل نے عرش پر کیا ہے ۔

امیر علیہ السلام نے ان لوگوں کا فیصلہ کیا جن پہ دیوار گر گئی تھی ۔ اور انہیں ہلاک کر دیا تھا ۔ اور ان ہلاک ہونے والوں میں دو عورتیں تھیں ، ایک لونڈی تھی دوسری آزاد ۔ آزاد کا آزاد مرد سے ایک چھوٹا سا لڑکا تھا ۔ اور لونڈی کا بھی غلام سے ایک چھوٹا سا لڑکا تھا ۔ آزاد آدمی بچوں کے متعلق شناخت نہ کر سکا ۔ کہ ان میں غلام کا لڑکا کون سا ہے ۔ حضرت امیر علیہ السلام نے دونوں بچوں پر آزاد ہونے کا قرعہ ڈالا جس کے نام آزاد ہونے کا قرعہ نکلا اس پر آزاد ہونے کا حکم لگایا ۔ ان دونوں کی میراث میں آزاد اور غلام کی میراث کا حکم لگایا ۔ نبی صلعم نے اس فیصلہ کو درست قرار دیا ۔

مصعب بن سلام حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ دو آدمی رسول اللہ صلعم کی خدمت میں مقدمہ لے کر آئے کہ گائے نے گدھے کو مار ڈالا ہے ۔ رسول اللہؐ نے فرمایا تم دونوں ابوبکر کے پاس جاؤ ۔ اس بارے میں ان سے دریافت کرو ۔ انھوں نے آکر حضرت ابوبکر سے پوچھا ۔ حضرت ابوبکر نے کہا ۔ جانور نے جانور کو مار ڈالا ۔ گائے کے مالک پر کوئی تاوان نہیں ۔ رسول اللہ صلعم کو اس بات سے آگاہ کیا ۔ آپ نے عمر کی طرف جانے کا اشارہ کیا ۔ حضرت عمر نے بھی وہی بات کہی ۔ جو حضرت ابوبکر نے کہی تھی رسول اللہ صلعم کو اس بات سے آگاہ کیا ۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا ۔ علی علیہ السلام کے پاس جاؤ ۔ امیر علیہ السلام نے واقعہ سے آگاہ ہو کر فرمایا ۔ اگر گائے نے گدھے کے مسکن میں داخل ہو کر اسے مار ڈالا ہے ۔ تو گائے کے مالک کو گدھے کے مالک کو گدھے کی قیمت دینی چاہیے ۔ اگر گدھا گائے کے باڑے میں چلا گیا ۔ اور گائے نے اسے مار ڈالا تو گائے کے مالک پر کوئی تاوان نہیں ہے ۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ۔ علی علیہ السلام نے تمہارے درمیان وہ فیصلہ کیا ہے ۔ جو اللہ عزوجل نے کیا ہے ۔

احادیث ابصیریہ میں احمد جابر سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ معاویہ بن قرۃ نے انصار کے ایک آدمی سے روایت لی ہے ۔ کہ ایک شخص کے اونٹ نے شتر مرغ کے انڈے توڑ دیئے یہ شخص حضرت علی علیہ السلام کے پاس گیا ۔ اور اس کے بارے میں پوچھا حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ۔ تم پر ہر انڈے کے عوض اونٹنی کا جنین واجب ہے یا ضراب ناقہ ۔ یہ شخص رسول اللہ صلعم کی خدمت میں آیا ۔ اور آپ سے یہ واقعہ بیان کیا ۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا علی علیہ السلام نے جو کہا ہے وہ تم نے سنا تو ہے لیکن میں اتنی اجازت دیتا ۔

ہوں۔ کہ ہر انڈے کے عوض ایک ایک روزہ رکھ لے یا ایک ایک مسکین کو کھانا کھلا دے۔

جابر ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ اُبی بن کعب نے نبی صلعم کی خدمت میں یہ آیت پڑھی۔ واسبغ علیکم نعمہ ظاھرۃ و باطنۃ جو لوگ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں موجود تھے ان میں حضرات ابوعبیدہ، عمر، عثمان اور عبدالرحمٰن موجود تھے۔ ان سے پوچھا کہ وہ پہلی نعمت کون سی ہے۔ جس کے ذریعے اللہ عزوجل نے تمہارا امتحان لیا ہے۔ یہ لوگ گہری سوچ میں پڑ گئے۔ کہ روزی بتائیں۔ لباس بتائیں اولاد یا بیوی بتائیں۔ جب سب چپ ہو گئے۔ تو رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے ابوالحسن تم بتاؤ۔ عرض کیا۔ اللہ عزوجل نے مجھے پیدا کیا۔ حالانکہ میرا نام و نشان تک نہ تھا۔ میرے ساتھ یہ نیکی کی کہ مجھے زندہ پیدا کیا۔ نہ کہ مردہ۔ اس نے مجھے اچھی شکل اور مناسب ترکیب سے پیدا کیا۔ مجھے سوچنے اور یاد رکھنے والا بنایا۔ مجھے شعور عطا کئے۔ جس کے ذریعے میں غائب چیزوں کو جانتا ہوں۔ میرے اندر ایک سراج منیر قرار دیا۔ مجھے اپنے دین کی رہنمائی کی۔ اور مجھے اپنی راہ سے گمراہ نہ کیا۔ مجھے خود مختار اور مالک بنایا۔ مملوک نہ بنایا۔ زمین و آسمان کے اندر باہر جو کچھ ہے اس کو میرا مطیع بنایا۔ ہمیں مرد بنایا جو اپنی عورتوں پہ حکومت کرتے ہیں۔ عورتیں نہیں بنایا۔ رسول اللہ صلعم ہر جملہ کے ختم ہونے پر فرماتے جاتے تھے۔ تو نے سچ کہا۔ پھر فرمایا اس کے بعد کیا ہوا۔ عرض کیا۔ وان تعدوا نعمۃ اللہ لا تحصوھا رسول اللہ صلعم نے مسکرا دیا اور فرمایا۔ تجھے حکمت مبارک ہو۔ تجھے علم مبارک ہو اے ابوالحسن تم میرے علم کے وارث ہو میرے بعد میری اُمت میں جو اختلاف ہوگا۔ اس کی وضاحت کرو گے۔

حلیۃ الاولیاء میں ابو صالح حنفی علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ مجھے وصیت فرمایئے۔ فرمایا کہو۔ یعنی اللہ میرا رب اللہ ہے۔ پھر اس بات پر قائم رہ۔ میں نے کہا میرا رب اللہ ہے۔ نہیں ہے میری توفیق مگر اللہ کے ساتھ۔ اسی پر بھروسہ کرتا ہوں۔ اور اسی کی طرف رجوع کرتا ہوں۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے ابوالحسن! تجھے علم مبارک ہو۔ تجھے علم پلایا گیا اور دو بارہ پلایا ہے۔

فضائل احمد میں اسمٰعیل بن عیاش باسناد خود حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلعم کے زمانے میں ایک فیصلہ کیا۔ رسول اللہ صلعم نے اس فیصلے کو بے حد پسند فرمایا۔ آپ نے فرمایا۔ شکر ہے اللہ عزوجل کا جس نے ہم اہل بیت میں حکمت کو قرار دیا ہے۔

فصل ۲

حضرت ابوبکر کی خلافت کے زمانے میں امیرالمومنین حضرت علی کے فیصلے

شیعہ سُنی دونوں نے بیان کیا ہے۔ کہ حضرت ابوبکر نے ایک شرابی پر حد قائم کرنا چاہی۔ اس شخص نے کہا۔ میں نے شراب تو پی ہے۔ لیکن مجھے اس کی حرمت کا علم نہیں تھا۔ کسی کو حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں بھیجا۔ آپ سے اس بارے میں دریافت کیا۔ فرمایا۔ دو مسلمان نقیب مہاجرین اور انصار کے پاس روانہ کرو۔ جو گھوم کر ان حضرات سے دریافت کریں اور انھیں اللہ کی قسم دے کر پوچھیں تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس پر آیت تحریم پڑھی گئی ہو یا کسی نے اسے اس بارے میں رسول اللہ صلعم کی حدیث بیان کی ہو۔ اگر دو آدمی اس بات کی شہادت دیں۔ تو اس شخص پر حد قائم کر دو۔ اور اگر اس بات کی شہادت نہ ملے۔ تو اس شخص سے توبہ لے لو۔ اور اسے چھوڑ دو۔ وہ شخص اپنی بات میں سچا تھا۔ اُسے چھوڑ دیا گیا۔

حضرت ابوبکر سے ایک اور شخص نے ایک دوسرے آدمی کے بارے میں پوچھا۔ کہ اس نے ایک کنواری عورت سے شادی کی اور رات کے وقت اس نے بچہ جنا۔ آپ نے کہا میں اس کو نہیں جانتا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ عورت لونڈی ہوگی۔ جو اس شخص سے حاملہ ہوگی۔ اسے آزاد کر کے زوجیت میں لے لیا۔ اور وہ شخص مر گیا۔ اس لحاظ سے بیٹے اور ماں نے اس کی میراث پائی۔

ایک اور شخص ایک آدمی کو حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں لے آیا۔ اور اس نے بیان کیا کہ اسے میری ماں کے خیال سے احتلام ہوا ہے۔ فرمایا۔ اسے لے جا کر سورج کے نیچے کھڑا کر اور اس کے سایہ پر حد جاری کر خواب سایہ کے مانند ہے۔ لیکن ہم عنقریب اسے سزا دیں گے تاکہ آئندہ یہ مسلمانوں کو تکلیف نہ دے۔

ابوبصیر ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابوبکر کی خلافت کے زمانے میں مسلمان ساحل عدن پر ایک مسجد تعمیر کرتے تھے۔ جب تعمیر سے فارغ ہوتے تو مسجد گر پڑتی تھی۔ پھر بناتے تھے پھر گر پڑتی تھی آخر کار امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ سے اس کا سبب پوچھا۔ آپ نے خطبہ دیا۔ لوگوں کو قسم دے کر پوچھا۔ اگر تم میں سے کسی شخص کو اس سبب کا علم ہو۔ تو وہ بیان کرے۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ قبلہ کی طرف سے اس کے دائیں اور بائیں حصہ زمین کو کھودو تمھیں وہاں دو قبریں نظر آئیں گی۔ جن پر یہ عبارت تحریر ہوگی انا رضوی واختی حبا۔ میں رضوی ہوں اور میری بہن حبا۔ ہم عزیز جبار کے ساتھ شرک نہیں کرتے تھے۔ یہ

دونوں موجود ہوں گی۔ انھیں غسل وکفن دے کر نماز جنازہ پڑھ کر دفن کر دینا۔ پھر مسجد کی تعمیر کرنا وہ باقی رہے گی

حضرت علی علیہ السلام نے جس طرح فرمایا۔ ان لوگوں نے ویسا کیا۔ اور مسجد اپنی جگہ قائم رہی اور پھر

نہ گری۔"

آنحضرت صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے دو نصرانیوں نے سوال کیا کہ حُب اور بغض میں کیا فرق ہے حالانکہ ان کا

منبع ایک ہے۔ نیز سچے خواب اور جھوٹے خواب میں کیا فرق ہے۔ اور ان کا مرکز ایک ہے۔ رسول اللہ صلعم نے

حضرت عمر کی طرف اشارہ کیا۔ جب اس سے پوچھا تو اس نے حضرت علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کیا۔ جب حضرت

سے حُب اور بغض کے بارے میں سوال کیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ اللہ عزوجل نے ارواح کو اجسام سے دو ہزار سال پہلے پیدا

کیا۔ اور انھیں ہوا میں ساکن کیا۔ جن کو وہاں پہچانا ان کو یہاں بھی پہچانتے ہیں۔ جن کو وہاں نہ پہچانا ان سے یہاں بھی

اختلاف کرتے ہیں۔ پھر اس نے حضرت علی علیہ السلام سے حفظ اور نسیان کے بارے میں سوال کیا۔ آپ نے فرمایا۔ کہ جب

اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کو پیدا کیا۔ تو اُن کے دل پر ایک پردہ ڈالا۔ جب کوئی چیز دل سے گزرتی ہے اور

پردہ کھُلا ہوا ہوتا ہے۔ تو اُسے آدمی یاد کر لیتا ہے۔ اور جب بند ہوتا ہے۔ تو آدمی بھول جاتا ہے۔" پھر انھوں نے

رویا صادقہ اور رویائے کاذبہ کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ جب اللہ عزوجل نے روحوں کو پیدا کیا۔ تو ان پر ایک

سلطان مقرر کیا جو نفس ہے۔ جب آدمی سوتا ہے تو روح چلی جاتی ہے۔ تو سلطان باقی رہ جاتا ہے۔ روح کا گذر

جب فرشتوں کے ہاں سے ہوتا ہے۔ تو وہ خواب سچا ہوتا ہے۔ جب جنات کے پاس سے گذر ہوتا ہے۔ تو وہ

خواب جھوٹی ہوتی ہے۔ یہ جوابات سن کر دونوں نصرانی مسلمان ہو گئے۔ اور حضرت امیر علیہ السلام کے سامنے جنگ

صفین میں شہید ہوئے

نقیا الجاحظ اور تفسیر ثعلبی میں تحریر ہے کہ حضرت ابوبکر سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا۔ وفاکھۃ

وابّاً کہا کون آسمان مجھے سایہ کرے گا۔ کون سی زمین مجھے جگہ دے گی۔ کہاں جاؤں گا اور کیا کروں گا۔ اگر میں نے

کتاب کے بارے میں وہ بات کہہ دی جس کو میں نہیں جانتا تھا۔ فاکھۃ کے معنی میں جانتا ہوں اور ابّاً کے معنے

اللہ بہتر جانتا ہے۔ اہل بیت علیہم السلام کے روایات میں ہے۔ کہ امیرالمومنین علیہ السلام کو اس بات کا علم ہوا

آپ نے فرمایا۔ ابّا گھاس کو کہتے ہیں۔ اللہ نے یہاں ان چیزوں کا ذکر کیا ہے جو انسان اور حیوان کے غذا کے کام آتی

ہے۔ اور ان کی زندگی کا باعث ہیں۔

بادشاہ روم کے ایلچی نے حضرت ابوبکر سے پوچھا۔ کہ ایک ایسا شخص ہے جو نہ بہشت کی خواہش رکھتا

ہے اور نہ ہی دوزخ سے ڈرتا ہے اور نہ اللہ کا خوف رکھتا ہے۔ نہ رکوع کرتا ہے نہ سجدہ کرتا ہے مردہ اور خون کھاتا ہے۔ اس بات کی شہادت دیتا ہے جس کو میں نے دیکھا نہیں فتنے کو دوست رکھتا ہے اور حق سے بغض رکھتا ہے۔ وہ کون ہے ؟ حضرت ابوبکر نے اس بات کا کوئی جواب نہ دیا۔ حضرت عمر نے کہا تم نے کفر پہ کفر کی زیادتی کی۔ امیر المومنین علیہ السلام کو اس بات سے آگاہ کیا گیا آپ نے فرمایا یہ شخص اللہ کا ولی ہے جو نہ بہشت کی امید رکھتا ہے اور نہ ہی آگ سے ڈرتا ہے لیکن اللہ سے ڈرتا ہے۔ اور اللہ کے ظلم سے نہیں ڈرتا۔ اور اللہ کے انصاف سے ڈرتا ہے۔ نماز جنازہ میں نہ رکوع کرتا ہے اور نہ ہی سجود۔ مکڑی مچھلی اور جگر کھاتا ہے مال اور اولاد کو دوست رکھتا ہے (انما اموالکم واولادکم) بہشت اور دوزخ کو دیکھا نہیں لیکن ان کی گواہی دیتا ہے۔ اور موت کو وہ ناپسند کرتا ہے حالانکہ وہ حق ہے۔

راس الجالوت ابوبکر سے سوال کرنے کے بعد جواب نہ پانے کی صورت میں جناب امیر سے سوال کرتا ہے اشیاء کی اصل کیا ہے ؟

جناب امیر۔ پانی۔ وجعلنا من الماء کل شیء حی

راس جالوت۔ وہ دو کون سے جانشین ہیں جو کلام کرتے ہیں ؟

جناب امیر۔ آسمان اور زمین۔

راس جالوت۔ وہ کون سی دو چیزیں ہیں جو گھٹتی بڑھتی رہتی ہیں لیکن مخلوق نہیں دیکھتی ؟

جناب امیر۔ رات اور دن

راس جالوت۔ وہ کون سا پانی ہے جو نہ آسمان میں ہے اور نہ ہی زمین سے ؟

جناب امیر۔ وہ پانی جو سلیمان نے بلقیس کے پاس بھیجا تھا۔ وہ گھوڑوں کا پسینہ تھا۔

راس جالوت۔ وہ کون سی چیز ہے جس میں روح تو نہیں ہے لیکن سانس لیتی ہے ؟

جناب امیر۔ صبح۔ والصبح اذا تنفس

راس جالوت۔ وہ کونسی قبر ہے جو اپنے ساکن کو لے کر چلتی رہی ہے ؟

جناب امیر۔ یہ یونس نبی ہیں جن کو مچھلی لے کر سمندر میں پھرتی رہی۔

فصل ۲

حضرت عمر کی خلافت میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے فیصلے

اثبات النص میں تحریر ہے کہ ایک لڑکے نے حضرت عمر سے اپنے والد کا مال طلب کیا جو کوفہ میں مرگیا تھا اور یہ لڑکا مدینہ میں تھا حضرت عمر نے ڈانٹ کر اسے بھگا دیا۔ باہر جاکر ظلم کی وہ لڑکا فریاد کرنے لگا۔ حضرت علی علیہ السلام مل پڑے آپ نے فرمایا۔ اسے مسجد میں لے آؤ تاکہ اس کی حقیقت سے آگاہ کردوں۔ لڑکا لایا گیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے پوچھا۔ اس لڑکے نے آگاہ کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ میں تمہارے درمیان وہ فیصلہ کروں گا جس کو اللہ تعالیٰ نے سات آسمانوں کے اوپر کیا ہے" یہ فیصلہ صرف وہی شخص کرسکتا ہے جسے اپنے علم کے ساتھ نوازا ہو۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے بعض اصحاب کو بلایا اور آپ نے فرمایا۔ کدال لاؤ۔ مجھے لڑکے کے والد کی قبر کے پاس لے چلو۔ یہ لوگ چل پڑے آپ نے فرمایا اس قبر کو کھود دو۔ اس کی پسلیوں میں سے ایک پسلی نکال کر لاؤ آپ نے پسلی لڑکے کو دے کر فرمایا۔ اس کو سونگھو۔ جب لڑکے نے اسے سونگھا تو اس کے نتھنوں سے خون بہنے لگا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ اس شخص کا لڑکا ہے۔ حضرت عمر نے کہا۔ صرف خون بہنے سے اسے مال دے دیا جائے۔ آپ نے فرمایا۔ یہ تم سے زیادہ مال کا مستحق ہے اور تمام مخلوق سے بھی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے تمام حاضرین کو پسلی سونگھنے کا حکم دیا۔ تمام نے سونگھا لیکن کسی کے نتھنے سے خون نہ ٹپکا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے دوبارہ لڑکے کو پسلی سونگھنے کا حکم دیا۔ اس نے سونگھا۔ اس کے نتھنوں سے بہت سا خون جاری ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ شخص اس کا باپ ہے۔ مال اس کے حوالے کردو۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم! نہ میں نے کبھی جھوٹ کہا ہے۔ اور نہ ہی کبھی میری بات جھوٹی ثابت ہوئی ہے"

ایک مرد اور عورت حضرت عمر کی خدمت میں حاضر ہوئے مرد نے کہا یہ عورت زناکار ہے عورت نے کہا یہ مجھ سے زیادہ زانی ہے۔ حضرت عمر نے حکم دیا کہ دونوں کو کوڑے لگائے جائیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ ابھی حد جاری نہ کرو۔ عورت پر دو حدیں جاری کرو۔ اور مرد پر کوئی حد نہیں ہے۔ عورت پر ایک حد زنا کی۔ جس کا اس نے خود اقرار کیا ہے۔ دوسری تہمت لگانے کی"

عمرو بن داؤد امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ عقبہ بن ابی عقبہ مرگیا۔ جنازے پر حضرت

شوہر پر عورت حرام ہو گئی

علی علیہ السلام اور صحابہ کی ایک جماعت حاضر ہوئی جس میں حضرت عمر بھی تھے۔ ایک حاضر آدمی سے حض
علی علیہ السلام نے فرمایا عقبہ مر گئے ہیں۔ اور تیری عورت تم پہ حرام ہو گئی ہے۔ اس سے مقاربت کر
سے بچنا"۔ حضرت عمر نے کہا "اے ابوالحسن! یوں تو آپ کا ہر فیصلہ انوکھا ہوتا ہے۔ لیکن یہ تو حیران کن
ہے مرے کوئی اور عورت کسی کی اپنے مرد کے لیے حرام ہو جائے۔ فرمایا۔ ہاں یہ ٹھیک ہے یہ عقبہ کا
تھا اس نے ایک آزاد عورت سے عقد کیا تھا۔ یہ عورت عقبہ کی میراث میں شریک ہو گئی۔ تو اس عورت
شوہر خود اپنی عورت کے بعض حصے کا غلام ہو گیا۔ آزاد عورت سے غلام متمتع نہیں ہو سکتا جب تک عورت
اسے آزاد کر کے پھر شادی نہ کر لے۔

روض الجنان میں ابوالفتوح رازی سے روایت ہے کہ حضرت عمر کے پاس چالیس عورتیں حاضر ہوئیں
اور آپ سے مرد کی شہوت کے بارے میں پوچھا۔ کیا مرد کو ایک حصہ اور عورت کو نو حصے زیادہ ہوتی ہے
کہنے لگیں۔ کہ اس کی کیا وجہ کہ جس کے پاس ایک حصہ شہوت ہو۔ وہ عقد دائمی متعہ اور لونڈیاں رکھتا ہے
اور جن کے ہاں نو حصے شہوت کے ہیں۔ وہ صرف ایک شوہر کر سکتی ہے؟ یہ سن کر حضرت عمر خاموش ہو گئے
یہ مقدمہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں پیش ہوا حضرت امیر علیہ السلام نے ہر ایک عورت کو
پانی کا ایک ایک گلاس لانے کا حکم دیا۔ پھر فرمایا۔ اس کو اجانہ میں گرا دو۔ پھر ہر ایک کو حکم دیا۔ کہ اپنا اپنا پانی اٹھا
لو۔ عورتیں بیک زبان عرض کرنے لگیں ہم اس بات کی تمیز نہیں کر سکتیں"۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا اگر
مرد زیادہ ہوں) تو اولاد کی تمیز نہیں ہو سکے گی۔ نسب اور میراث باطل ہو جائے گی"۔ حضرت عمر نے کہا اے علی
آپ کے بعد مجھے اللہ باقی نہ رکھے۔

حضرت عمر کے پاس ایک عورت آئی۔ اور کہنے لگی۔ کہ ایک عورت شوہر دار ہو۔ اور اپنے باپ کی اجازت سے
شادی کی ہو۔ اور اب دوسرا شوہر کرنا چاہتی ہے کیا یہ بات اس کے لئے جائز ہے؟ سامعین نے انکار کیا۔ حضرت امیر
المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اپنا شوہر میرے پاس لاؤ۔ اسے آپ نے حکم دیا کہ اسے طلاق دے دو۔ اس نے طلاق
دے دی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ شخص نامرد تھا۔ اس شخص نے اس بات کا اقرار کیا۔ عورت نے عدت
گزارے بغیر دوسرے آدمی سے عقد کر لیا"۔

حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت ہے کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فیصلہ کیا۔ ایک شوہر دار عورت
کا جس نے منہ سیاہ کیا تھا ایک چھوٹے لڑکے کے ساتھ۔ حضرت عمر نے کہا۔ اسے رجم کیا جائے۔ حضرت علی

علیہ السلام نے فرمایا یہ رجم نہیں ہوگی۔ بلکہ اس پر حد قائم ہوگئی جس نے اس سے زنا کیا ہے ۔ وہ بالغ نہیں ہے۔

..من کے ایک شادی شدہ آدمی نے مدینہ میں زنا کیا حضرت عمر نے حکم دیا کہ اسے رجم کیا جائے ۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ اپنے اہل و عیال اور شہر سے دور ہے۔ یہ رجم نہیں کیا جائے گا ۔ بلکہ اس پر حد واجب ہوگی ۔ حضرت عمر نے کہا ۔ لا ابقانی اللہ لمعضلۃ لم یکن لھا ابوالحسن اللہ مجھے اس مشکل کے لئے باقی نہ رکھے جس کے حل کرنے کے لئے ابوالحسن موجود نہ ہوں۔

اصبغ بن نباتہ سے روایت ہے ۔ کہ پانچ زانیوں کے بارے میں حضرت عمر نے رجم کرنے کا حکم دیا۔ امیر المومنین نے اس حکم کو صحیح نہ سمجھا۔ آپ نے ایک کی گردن اڑا دی۔ دوسرے کو رجم۔ تیسرے پر حد قائم کی۔ چوتھے پر پچاس کوڑے نصف حد قائم کی۔ پانچویں کو صرف سزا دی۔ حضرت عمر نے کہا آپ نے یہ کیوں کیا حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ پہلا شخص ذمی تھا۔ اس نے مسلمان عورت سے زنا کیا۔ اپنے ذمہ سے نکل گیا۔ دوسرا شادی شدہ تھا۔ اس نے زنا کیا۔ ہم نے اسے رجم کیا۔ تیسرا زانی غیر شادی شدہ تھا۔ ہم نے اس پر حد قائم کی۔ چوتھا زانی غلام تھا ہم نے اس پر نصف حد قائم کی۔ پانچوں پاگل تھا۔ اسے صرف سزا دی۔ یہ سن کر حضرت عمر نے کہا ۔ اے ابوالحسن! میں اس قوم میں زندہ نہ رہوں۔ جس میں آپ موجود نہ ہوں۔

حدائق ابوتراب الخطیب۔ کافی۔ کلینی۔ اور تہذیب میں ابوجعفر عاصم بن حمزہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک لڑکا اور عورت حضرت عمر کے پاس آئے۔ لڑکے نے کہا۔ خدا کی قسم یہ میری ماں ہے ۔ اس نے نو ماہ مجھے اپنے شکم میں رکھا۔ پورے دو سال دودھ پلایا۔ اب میرا انکار کرتی ہے اور مجھے بھگا دیا ہے اور کہتی ہے۔ کہ میں تو جانتی تک نہیں ہوں ۔ اسے اس کے چار بھائی لائے تھے ۔ اور چالیس آدمیوں نے قسمیں کھائیں۔ کہ یہ لڑکا جھوٹا ہے یہ اس عورت کو اس کے رشتہ داروں میں رسوا کرنا چاہتا ہے ۔ اس نے تو آج تک شادی نہیں کی۔ حضرت عمر نے لڑکے پر حد قائم کرنے کا حکم دیا۔ اس لڑکے نے حضرت علی علیہ السلام کو دیکھا۔ اور کہا یا علیؑ! آپ میرے اور میری ماں کے درمیان فیصلہ فرما دیجئے" حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلعم کی جگہ بیٹھ گئے آپ نے اس عورت سے پوچھا۔ کیا تمہارا کوئی ولی ہے ؟ عورت عرض کرنے لگی ہاں ہیں۔ یہ میرے چار بھائی موجود ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر میں تمہاری بہن کے بارے میں جو حکم لگاؤں۔ وہ تمہیں منظور ہے ؟ عرض کیا منظور ہے آپ نے فرمایا ۔ میں اللہ اور ان لوگوں کو گواہ کر کے کہتا ہوں۔ کہ میں نے اس عورت کا اس لڑکے سے عقد کر دیا۔ چار سو درہم نقد پر جو میرے مال سے ادا ہوں گے ! اے قنبر درہم لے آؤ۔ قنبر چار سو درہم لے کر حاضر خدمت

ہوگیا۔ لڑکے سے فرمایا۔ ان دونوں کو لے کر اپنی بیوی کی گودی میں ڈال دو۔ اور اسے اپنے گھر لے جاؤ۔
چلا اٹھی۔ الامان الامان۔ اے رسول اللہ صلعم کے چچا کے فرزند! خدا کی قسم یہ تو میرا فرزند ہے میرے
نے میری شادی بچپن سے کی تھی۔ میں نے اسے جنا۔ جب یہ بالغ ہوا۔ تو انہوں نے اس کا انکار کیا اور
حکم دیا۔ کہ میں بھی اس کا انکار کردوں۔ اور میں ان سے ڈرتی ہوں۔ اس عورت نے لڑکے کے ہاتھ کو پکڑا اور
لے کر چلی گئی۔ حضرت عمر نے بلند آواز سے کہا۔

لولا علی لهلک عمر

اگر علی نہ ہوتے تو عمر ہلاک ہوجاتے۔

حضرت عمر کے پاس ایک حاملہ عورت لائی گئی۔ جس نے زنا کرایا تھا۔ آپ نے اس کے رجم کرنے کا
دیا۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اس عورت پر تو آپ کو اختیار ہے۔ لیکن جو اس کے شکم میں موجود ہے
اس پر آپ کو کیا اختیار ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ ایک کا بوجھ دوسرا نہیں اٹھائے گا۔ عرض کیا کہ
پھر اس کے بارے میں کیا حکم لگاؤں؟ آپ نے فرمایا۔ فی الحال اسے نگرانی میں رکھو۔ جب بچہ جنے اور لڑکے
کے لئے کوئی کفیل بھی بنالے۔ پھر اس پر حد قائم کرنا۔ جب بچہ جنا۔ تو مرگئی۔ حضرت عمر نے کہا

لولا علی لهلک عمر

مسلل عبدالرحمٰن بن عائذ ازدی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک چور حضرت عمر کے پاس لایا گیا۔ آپ
اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔ دوسری بار پھر چوری کے الزام میں لایا گیا۔ اس کا پاؤں کاٹا گیا۔ آخر تیسری بار لایا گیا۔ آپ
ہاتھ کاٹنے کا حکم دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ ایسا نہ کرو۔ آپ نے اس کا ہاتھ اور پاؤں کاٹ دیا ہے
اسے قید کر دیجیے۔

احیا علوم الدین میں امام غزالی سے روایت ہے حضرت عمر نے حجر اسود کو بوسہ دیا۔ اور کہا۔ میں جانتا ہوں
کہ تو ایک پتھر ہے نفع اور نقصان نہیں پہنچا سکتا۔ اگر میں نے رسول اللہ کو بوسے دیتے ہوئے نہ دیکھا ہوتا
تجھے بوسہ نہ دیتا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ فائدہ بھی دیتا ہے اور نقصان بھی کہا وہ کیسے۔ آپ نے فرمایا
اللہ عزوجل نے جب انسانوں سے میثاق لیا تھا۔ تو اس بات کو ایک کتاب میں لکھ لیا تھا۔ اور وہ کتاب اس
حجر اسود کو کھلا دی گئی تھی۔ تو یہ حجر اسود مومن کی وفاداری اور کافر کے انکار کی گواہی دے گا۔ جب لوگ حجر اسود
کو بوسہ دیتے ہیں۔ تو یہ کہتے ہیں۔ اللھم ایمانا بک وتصدیقا بکتابک ووفا بعھدک اے معبود

ایمان لاتے ہیں۔ تیری کتاب کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور تیرے ساتھ جو وعدہ کیا تھا۔ اس کو پورا کرتے ہیں۔"

اس کو ابو سعید خدری نے روایت کیا ہے۔

شعبہ قتادہ سے وہ انس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علیؑ نے حضرت عمر سے کہا۔ کہ تم یہ بات کہو۔ کہ رسول اللہ صلعم نے جو کام یا جو سنت قائم کی۔ وہ اللہ کے حکم سے تھی اس میں اللہ کی حکمت مضمر تھی۔"

فضائل العشرہ میں تحریر ہے۔ کہ حضرت عمر کے پاس ایک سیاہ لڑکا آیا۔ اس کے باپ نے انکار کر دیا کہ یہ میرا بیٹا نہیں ہے۔ حضرت عمر نے اسے سزا دینے کا حکم دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس آدمی سے کہا کہ کیا تم نے اس کی ماں سے حیض کی حالت میں جماع کیا تھا؟ اس نے کہا ہاں آپ نے فرمایا۔ اللہ عزوجل نے اسی وجہ سے اسے سیاہ کر دیا ہے۔ حضرت عمر نے کہا۔

لولا علی لهلک عمر

کلینی کی روایت میں ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ تم دونوں (زوجین) چلے جاؤ۔ یہ تم دونوں کا لڑکا ہے۔ خون نطفہ پر غالب آگیا ہے۔"

قاضی نعمان شرح الاخبار میں عمر بن حماد سے اور قتادہ باسناد خود انس سے روایت کرتے ہیں کہ میں منیٰ میں حضرت عمر کے ساتھ تھا۔ ایک اعرابی آیا۔ اس کے پاس اونٹوں کی قطار تھی۔ حضرت عمر نے کہا اس سے پوچھو یہ اونٹ بیچے گا۔ میں گیا اور پوچھا۔ اس نے کہا بیچوں گا۔ حضرت عمر نے جا کر اس سے چودہ اونٹ خریدے۔ فرمایا اے انس ان اونٹوں کو پکڑ لو۔ اعرابی نے کہا کجاوے اور پلان نہیں دوں گا۔ حضرت عمر نے کہا میں نے ان کو کجاووں اور پلانوں کے ساتھ خریدا ہے۔ دونوں نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنا حکم (ثالث) مقرر کیا۔ آپ نے حضرت عمر سے دریافت کیا کہ تم نے کجاووں اور پلانوں کی شرط کی تھی؟ حضرت عمر نے کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ صرف اونٹ لے جا سکتے ہو۔ حضرت عمر نے انس سے کہا۔ اس کے پالان اور کجاوے ان کے حوالے کر دو۔

حضرت عمر کے پاس مال آیا آپ نے مسلمانوں میں تقسیم کر دیا تھوڑا سا اس میں سے بچ گیا۔ اس کے متعلق صحابہ سے مشورہ لیا۔ انہوں نے کہا اس کو آپ لے لیں۔ اگر آپ اس کو تقسیم کریں گے تو یہ تھوڑا حصہ آئے گا جس کی طرف کوئی توجہ نہیں دے گا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اس کو ان میں تقسیم کر دو۔ خواہ کتنا ہی کیوں نہ آئے۔ تھوڑا اور بہت برابر ہے۔"

ابو عثمان نہدی کا بیان ہے کہ حضرت عمر کے پاس ایک شخص آیا اور اس نے کہا میں نے اپنی عورت کو تین
طلاق دی ہیں۔ ایک طلاق زمانہ شرک میں اور دو طلاق زمانۂ اسلام میں۔ آپ کی اس بارے میں کیا رائے ہے؟
یہ سُن کر حضرت عمر خاموش ہو گئے۔ اس نے کہا آپ کا کیا فیصلہ ہے؟ حضرت عمر نے کہا اس وقت تک انتظار کرو
جب تک علی بن ابی طالب نہ آئیں۔ حضرت علی تشریف لائے۔ حضرت عمر نے کہا آپ سے اپنا واقعہ بیان کرو۔ اس
نے آپ کی خدمت میں واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا: جو طلاق تم نے اسلام لانے سے پہلے دی ہے اسے اسلام
نے ختم کر دیا ہے۔

ابو القاسم کوفی اور قاضی نعمان اپنی اپنی کتابوں میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت عمر کی خلافت میں ایک غلام
پیش کیا گیا جس نے اپنے مالک کو قتل کر دیا تھا۔ آپ نے اس کے قتل کا حکم دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس
کو بلا لیا۔ اور آپ نے فرمایا کیا تم نے اپنے مالک کو قتل کر دیا ہے؟

غلام — ہاں قتل کیا ہے۔

حضرت امیر — کیوں قتل کیا ہے؟

غلام — اس نے مجھ سے جبراً بدفعلی کی ہے۔

حضرت امیر — (مقتول کے ورثا سے) کیا تم نے اپنے مردے کو دفن کر دیا۔

وارث — ہاں دفن کر دیا۔

حضرت امیر — تین دن کے بعد اس شخص کو میرے پاس لانا۔

تین دن کے بعد وہ لوگ آ جاتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام حضرت عمر کا ہاتھ پکڑے ہوئے باہر تشریف
لے جاتے ہیں اور مقتول کی قبر پر کھڑے ہو کر دریافت کرتے ہیں۔

حضرت امیر — کیا تمہارے ساتھی کی یہی قبر ہے؟

وارث — ہاں ضرور یہی قبر ہے۔

حضرت — اس کو کھود دو۔

انھوں نے قبر کو لحد تک کھود ڈالا۔

حضرت امیر — اپنی میت کو قبر سے باہر نکالو۔

انھوں نے دیکھا کہ مردہ قبر میں موجود نہیں ہے۔

حضرت امیر — اللہ اکبر، اللہ اکبر! خدا کی قسم میں نے نہ کبھی جھوٹ بولا ہے اور نہ ہی میری بات جھوٹی ثابت ہوئی ہے۔ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا کہ میری اُمت کا جو فرد لوط کی قوم کا کام کرے گا۔ اور اسی طریق پر انتقال کرے۔ وہ اپنی قبر میں مقررہ وقت تک رہے گا۔ وہ تین دن سے زیادہ قبر میں نہیں رہے گا۔ زمین اُسے قوم لوط کی طرف پھینک دے گی۔ جو ہلاک ہوگئی تھی۔ اور اللہ تعالیٰ اس کا حشر انھیں لوگوں کے ساتھ کرے گا۔

عبادہ بن صامت سے روایت ہے۔ کہ شام کے حاجیوں نے راستے میں احرام کی حالت میں شتر مرغ کے پانچ انڈے اٹھا لیے۔ انھیں پکا کر کھا گئے۔ پھر کہنے لگے ہم نے غلطی کی ہے۔ ہم نے احرام کی حالت میں شکار کیا ہے۔ مدینہ میں آکر حضرت عمر سے واقعہ بیان کیا۔ حضرت عمر نے کہا جماعت صحابہ کے پاس جاؤ ان سے اس بارے میں دریافت کرو۔ تاکہ وہ اس بارے میں کوئی فیصلہ کریں۔ انہوں نے صحابہ سے دریافت کیا لیکن ایک کا فتویٰ دوسرے کے فتوے کے مخالف ہوتا تھا۔ حضرت عمر نے کہا یہاں ایک اور آدمی رہتا ہے جب ہم کسی مسئلہ میں آپس میں اختلاف کرتے ہیں۔ تو اُسے اپنا حکم بناتے ہیں۔ پھر آپ نے ایک شخص کو عطیہ نامی عورت کے پاس روانہ کیا۔ اس سے اس کی گدھی مستعار لی۔ اس پر سوار ہوئے۔ لوگوں کو لے کر حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ اس وقت ینبع کے مقام پر موجود تھے۔ لوگوں نے آپ کی خدمت میں واقعہ بیان کیا حضرت علی علیہ السلام نے حضرت عمر سے کہا۔ انھیں حکم دیں کہ پانچ اونٹنیاں گابھن کرائیں جب بچے پیدا کریں تو ان بچوں کو ان کے طور پر دیں۔ حضرت عمر نے عرض کیا کہ ابوالحسن! بعض اوقات اونٹنی بچہ نہیں جنتی آپ نے فرمایا بعض اوقات انڈا بھی تو گندا ہو جاتا ہے۔

ہیثم ایک لشکر میں تھا۔ جب چھ ماہ کے بعد واپس آیا۔ تو اس کی بیوی نے ایک بچہ جنا ہوا تھا۔ اس نے بچے کا انکار کر دیا۔ وہ حضرت عمر کی خدمت میں آیا۔ آپ نے رجم کرنے کا حکم دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے عورت کو رجم ہونے سے پہلے پایا۔ حضرت عمر سے فرمایا۔ کچھ تو لحاظ کرو۔ یہ عورت سچ کہتی ہے۔ اللہ تعالےٰ فرماتا ہے۔ وحملہ وفصالہ ثلاثون شھراً حمل اور دودھ چھڑوانے کی مدت تیس ماہ ہے۔ والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین مائیں اپنی اولاد کو دو سال پورے دودھ پلائیں حمل اور رضاعت کی مدت تیس ماہ ہوگی۔

تشریح:۔ کم از کم حمل کی مدت چالیس دن ہیں جو نطفہ کے انعقاد کا زمانہ ہے اور بچے کے کم از کم زندہ

پیدا ہونے کی میعاد چھ ماہ ہے۔ نطفہ رحم میں چالیس دن رہتا ہے۔ پھر چالیس دن میں علقہ، پھر چالیس د
میں مضغہ بن جاتا ہے۔ چالیس دن میں اس کی شکل بنتی ہے۔ اور بیس روز کے اندر اس میں روح داخل
جاتی ہے۔

احمد بن عامر بن سلیمان طائی امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت عمر کے سامنے ایک
شخص نے اس بات کا اقرار کیا۔ کہ اس نے انصار میں سے ایک شخص کا لڑکا قتل کیا ہے۔ حضرت عمر نے مقتو
کے باپ کے حوالے قتل کرنے کے لئے کہا۔ اس نے اسے تلوار کی ضربیں لگائیں۔ اور خیال کیا کہ یہ ہلا
ہو گیا۔

مضروب کو گھر لایا گیا۔ اس میں رمق جان باقی تھی۔ چھ ماہ کے بعد اس کا زخم ٹھیک ہو گیا۔ اور و
تندرست ہو گیا۔ مقتول کا باپ پھر اسے پکڑ کر حضرت عمر کے پاس لایا۔ حضرت عمر نے اسے مقتول کے
باپ کے حوالے کر دیا۔ یہ دیکھ کر وہ شخص امیر المومنین علی علیہ السلام کی خدمت میں فریاد کرنے لگا۔

حضرت علیؑ ۔ (حضرت عمر سے مخاطب ہو کر) آپ نے اس شخص کے بارے میں کیا فیصلہ کیا ہے

حضرت عمر ۔ نفس کے بدلے نفس۔

حضرت علی ۔ ایک دفعہ پہلے قتل نہیں کیا گیا؟

حضرت عمر ۔ ہاں میں نے قتل کرا دیا تھا۔ لیکن یہ زندہ رہا۔

حضرت علی ۔ دو دفعہ قتل ہو گا؟

حضرت عمر ۔ (حیرانی کے عالم میں) پھر آپ ہی فیصلہ فرمائیں۔

حضرت علی (مقتول کے باپ سے) آپ نے ایک دفعہ اسے قتل نہیں کیا؟

مقتول کا باپ ۔ ہاں قتل تو کیا ہے۔ لیکن اگر یہ زندہ رہا۔ تو میرے بیٹے کا خون بے کار گیا۔

حضرت علی ۔ نہیں بلکہ حکم یہ ہے کہ تجھے اس شخص کے حوالے کیا جائے۔ تاکہ جو کچھ تو نے اس کے ساتھ
کیا ہے۔ وہ اس کا تم سے بدلہ لے سکے۔ پھر تم اس کو اپنے فرزند کے خون کے عوض میں قتل کرنا۔

مقتول کا باپ ۔ خدا کی قسم اس صورت میں مجھے موت یقینی معلوم ہوتی ہے۔

حضرت علیؑ ۔ اسے تجھ سے ضرور بدلہ لینا چاہیئے۔

مقتول کا باپ ۔ میں اپنے بیٹے کے خون سے درگذر کرتا ہوں۔ اور مجھ سے قصاص نہ لیا جائے۔ حضرت نے

ان کے درمیان اپنے اپنے دعوے کے چھوڑ دینے کا معاہدہ تحریر کیا۔ یہ دیکھ کر حضرت عمر نے ہاتھ آسمان کی طرف اٹھائے۔ اور کہا اے ابوالحسن! اللہ عزوجل کا شکر ہے۔ کہ آپ حضرات اہل بیت رحمت ہیں۔

پھر کہا لولا علی لھلک عمر

سنی شیعہ دونوں نے بیان کیا ہے۔ قدامہ بن مظعون نے شراب پی حضرت عمر نے حد جاری کرنے کا ارادہ کیا۔ اس نے کہا مجھ پر حد واجب نہیں اس آیت کی رو سے لیس علی الذین آمنوا وعملوا الصلحات جناح فیما طعموا وہ لوگ جو ایمان لائے۔ اور نیک کام کئے۔ کھانے پینے کی چیز ہیں ان پر کوئی گناہ نہیں ہے حضرت عمر نے اس سے حد روک دی علی علیہ السلام کو جب یہ بات معلوم ہوئی۔ فرمایا۔ قدامہ اس آیت کا اہل نہیں ایمان والے اور نیک عمل بجالانے والے لوگ کبھی حرام کو حلال نہیں کرتے۔ قدامہ مرتد ہوگیا ہے۔ اس سے توبہ طلب کرو جو کچھ اس نے کہا ہے پھر اس پر حد قائم کرو۔ اگر توبہ نہ کرے تو قتل کردو۔ یہ دین سے خارج ہوگیا ہے۔ اس بیان سے حضرت عمر کو سمجھ آئی۔ واقعہ سے قدامہ کو آگاہ کیا۔ قدامہ نے توبہ کی حضرت عمر نے اس پر اسی کوڑے لگائے

حسن عطا۔ قتادہ۔ شعبہ اور احمد بیان کرتے ہیں۔ کہ ایک عورت پاگل سے کسی شخص نے بدکاری کی شہادت قائم ہوگئی حضرت عمر نے کوڑے لگانے کا حکم دیا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اس عورت کو واپس لے جاؤ۔ اور اسے جاکر کہو۔ کہ تجھے اس بات کا علم نہیں ہے۔ کہ یہ فلاں قبیلہ کی پاگل عورت ہے نبی صلعم نے فرمایا ہے۔ پاگل پر اس وقت تک کے لئے معاف ہے جب تک ہوش میں نہ آجائے۔ یہ تو مغلوب عقل اور نفس ہے۔ حضرت عمر نے کہا۔ اللہ آپ کو کشائش دے قریب تھا۔ کہ میں اس کے کوڑے میں ہلاک ہوجاتا۔" اس بات کا صحیح بخاری میں اشارہ موجود ہے۔

حضرت عمر کے زمانے میں دو عورتیں لڑکے کے متعلق جھگڑا کرتی ہوئیں آئیں ہر ایک کہتی تھی۔ کہ یہ میرا لڑکا ہے۔ ان میں سے کسی کے پاس کوئی گواہ نہیں تھا۔ حضرت عمر کو یہ سن کر غم لاحق ہوا۔ اس پریشانی کا ذکر امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں کیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے دونوں عورتوں کو بلا کر وعظ نصیحت کی۔ اور خوف دلایا۔ کہ تم اپنے جھگڑے سے باز آجاؤ۔ لیکن وہ اپنے موقف پر ڈٹی رہیں حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ لڑکا لے آؤ۔

عورتیں۔ کیا کروگے؟

حضرت امیر علیہ السلام۔ میں اس کے دو ٹکڑے کروں گا۔ اور تم میں سے ہر ایک کو ایک ایک حصہ دوں گا۔

ایک عورت خاموش ہوگئی۔ دوسری نے کہا اللہ اللہ! اے ابوالحسن! اگر یہی بات ہے تو میں اسے
دینے کے لیے تیار ہوں۔"

امیرالمومنینؑ نے فرمایا۔ اللہ اکبر۔ یہ اس عورت کا فرزند ہے۔ اور اس کا نہیں ہے۔ اگر اس کا بیٹا ہوتا تو ضرور
اس پر رقت طاری ہوتی اور شفقت مادری جوش میں آتی۔ دوسری عورت نے اقرار کیا کہ وہ واقعی اسی کا لڑکا
ہے۔

قیس بن ربیع، جابر جعفی سے وہ تمیم بن حزام اسدی سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عمر کے پاس دو
لونڈیاں ایک لڑکے اور لڑکی کے بارے میں جھگڑا کرتی ہوئی آئیں۔ حضرت عمر نے کہا مشکل کشا ابوالحسن
کہاں ہیں۔ حضرت امیر علیہ السلام کو بلایا گیا۔ سارا مقدمہ آپ کے سامنے پیش ہوا۔ آپ نے دو شیشیاں منگوائیں
ان کا وزن کیا۔ پھر ہر ایک لونڈی سے کہا اس میں اپنا دودھ دوھو۔ دونوں شیشیوں کا وزن کیا۔ ایک دوسری سے
وزنی ثابت ہوئی۔ آپ نے فرمایا۔ لڑکا اس کا ہے جس کا دودھ وزنی ہے اور لڑکی اس کی ہے جس کا دودھ ہلکا
ہے۔ حضرت عمر نے عرض کیا اے ابوالحسنؑ! یہ کیوں کر معلوم کیا؟ فرمایا۔ اللہ عزوجل نے مرد کا حصہ عورت سے
دوگنا بنایا ہے۔ اطباء اس فرمان کو اساس قرار دے کر دودھ کو جانچ کر لڑکی اور لڑکے کے بارے میں حکم لگاتے

ایک عورت نے انڈے کی سفیدی اپنی سوکن کے بستر پہ ڈال دی۔ اور اپنے شوہر سے کہنے لگی۔ تمہاری
اس عورت سے ایک اجنبی مرد نے ہمبستری کی ہے اس کے کپڑوں کی تلاشی لے لو۔ تلاشی کے دوران میں منی
پائی گئی۔ حضرت عمر کے سامنے مقدمہ پیش ہوا۔ آپ نے عورت کو سزا دینے کا ارادہ کیا۔ امیرالمومنین علیہ السلام
نے فرمایا۔ گرم پانی لاؤ۔ جو سخت گرم کیا گیا ہو۔ پانی حاضر کیا گیا۔ آپ نے اس جگہ پر ڈالنے کا حکم دیا۔ سفیدی
گئی۔ اور اس عورت کی طرف پھینک دی گئی۔ آپ نے فرمایا۔ تمہارا مکر بہت بڑا ہوتا ہے۔ مرد سے کہا!
عورت کو گھر لے جاؤ۔ اس پہ تہمت لگائی گئی ہے اور دوسری عورت پر حد جاری کی۔"

ابوالمحسن رویانی نے احکام میں بیان کیا ہے کہ حضرت عمر کے زمانے میں ایک جڑواں بچے جن کے
جسم ایک دوسرے کے ساتھ پیوست تھے پیدا ہوئے۔ ان میں ایک زندہ تھا۔ اور دوسرا مردہ۔ حضرت
کہا کہ ان کو لوہے کے ذریعے جدا کر دو۔ حضرت علی علیہ السلام نے حکم دیا۔ مردہ کو دفن کیا جائے۔ زندہ خود
ہو جائے گا۔ ایسا کیا گیا کئی دن کے بعد زندہ مردہ سے الگ ہو گیا۔

حضرت عمر نے کعبہ کے لباس کے اتارنے کا ارادہ کیا۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔

رسول اللہ صلعم پہ نازل ہوا۔ اس میں مال کی چار قسمیں بیان کی گئی ہیں۔

اوّل وہ مال جو مسلمانوں میں بطور میراث تقسیم ہوتا ہے۔

دوم۔ مالِ غنیمت جو مستحقین میں تقسیم ہوتا ہے۔

تیسرے۔ خمس اس کے لئے بھی اللہ عزوجل نے ایک جگہ مقرر کی ہے جہاں اسے دیا جائے۔

چوتھے۔ صدقات اس کے لئے بھی ایک جگہ مقرر ہے۔

رسول اللہ صلعم کے زمانے میں کعبہ کا لباس اپنی جگہ پہ چھوڑا جاتا تھا۔ رسول اللہ نے بھول کر نہیں چھوڑ دیا تھا۔ اور یہ جگہ کسی سے مخفی بھی نہیں تھی جہاں اسے اللہ اور اس کے رسول نے رکھا ہے تم بھی اس کو وہاں رہنے دو۔ حضرت عمر نے کہا "اگر آپ نہ ہوتے تو میں رسوا ہوتا"۔ لباس اپنی جگہ چھوڑ دیا گیا۔

واحد یسبیط میں ابن مہدی فرحۃ الابصار میں باسناد ابن حبیب سے روایت کرتے ہیں کہ جب اسفند ہمیار (مجوسی) کو شکست ہوئی۔ حضرت عمر نے کہا۔ ان مجوسیوں کا یہودیوں اور نصاریٰ کے ساتھ کیا مقابلہ ہو سکتا ہے۔ ان کے پاس تو کتاب موجود ہے۔ اور مجوسیوں کے پاس تو کوئی کتاب بھی نہیں ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ ان کے پاس بھی کتاب موجود تھی لیکن یہ اٹھا دی گئی تھی۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ ان کے ایک بادشاہ نے نشے کی حالت میں اپنی بیٹی یا بہن سے زنا کیا جب ہوش میں آیا تو کہنے لگا۔ اس سے نجات کیونکر ہوگی کسی نے کہا کہ تمام اہلِ مملکت کو جمع کر کے کہو کہ میں اس بات کو حلال تصور کرتا ہوں اور تم بھی اسے حلال جانو۔ اور اس نے جمع کر کے اس بات کا اعلان کیا کہ اس چیز کو جائز تصور کرو۔ لیکن انہوں نے انکار کر دیا۔ ان کے لئے گڑھے کھدوائے اور ان میں آگ جلائی گئی اور انہیں گڑھوں کے سامنے لایا گیا۔ جس نے اس بات کے ماننے کا انکار کیا۔ اس کو گڑھے میں ڈالا گیا۔ اور جس نے اس بات کو قبول کیا۔ اس کو چھوڑ دیا گیا۔" (اسی وجہ سے کتاب اٹھالی گئی)

جابر بن یزید عمر بن ادس اور ابن مسعود بیان کرتے ہیں کہ حضرت عمر نے کہا کہ مجھے علم نہیں ہے کہ میں مجوسیوں کے ساتھ کیا سلوک کروں۔ ابن عباس کہاں ہیں۔ لوگوں نے کہا یہاں موجود ہیں۔ حضرت عمر نے ابن عباس سے کہا مجوسیوں کے بارے میں علی علیہ السلام کو کیا کہتے سنا ہے۔ اگر کچھ نہیں سنا تو جا کر آپ سے دریافت کرو۔ ابن عباس علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ سے اس بارے میں پوچھا حضرت علی علیہ السلام نے یہ آیت تلاوت فرمائی۔

افمن یهدی الی الحق احق ان یتبع امن لا یھدی الا ان یھدی فما لکم کیف تحکمون ۔ پھر فتوے دیا۔

حضرت عمر کے پاس ایک عورت لائی گئی جس نے ایک بڈھے کے ساتھ شادی کی تھی۔ حالت جماع میں وہ اس کے سینے پر مر کر رہ گیا۔ اس عورت سے ایک لڑکا پیدا ہوا۔ متوفی کی اولاد نے حضرت عمر کے پاس دعوے کیا کہ یہ لڑکا زنا کا ہے۔ حضرت عمر نے رجم کرنے کا حکم دیا۔ امیرالمومنینؑ نے اس عورت کو دیکھا تو ان لوگوں سے پوچھا۔ کہ اس مرد نے کس روز اس عورت سے شادی کی تھی کس روز زفاف کیا۔ اور اس کے جماع کی کیفیت کیا تھی۔ انھوں نے کہا ہم اس بات کو نہیں جانتے۔" امیرالمومنینؑ نے اس کے ہم سن لڑکوں کو بلایا۔ اور فرمایا مل کر کھیلو۔ جب کھیل میں مست ہوگئے۔ حضرتؑ نے ایک زور کی آواز بلند کی۔ لڑکے کھڑے ہوگئے۔ لیکن بڈھے والا لڑکا ہتھیلیوں پر سہارا دے کر کھڑا ہوا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ میں نے اس لڑکے کے ہتھیلیوں پر سہارا لینے سے اس کے باپ کی کمزوری کو دیکھا ہے حضرت امیر علیہ السلام نے اس لڑکے کو باپ کا وارث قرار دیا۔ اس کے ان بھائیوں پر جو باپ کی طرف سے تھے۔ جو جھوٹے تھے حد جاری کی۔

خطیب کی اربعین میں تحریر ہے کہ ایک عورت کے متعلق گواہوں نے گواہی دی۔ کہ عرب کے ایک چشمہ پر یہ ایک مرد کے ساتھ پائی گئی۔ جس نے اس سے وطی کی ہے۔ حالانکہ وہ اس کا شوہر نہیں تھا۔ حضرت عمر نے اس کے رجم کرنے کا حکم دیا۔ یہ سُن کر وہ عورت کہنے لگی۔ اے معبود! تو جانتا ہے۔ میں اس بات سے بری ہوں۔" یہ سُن کر حضرت عمر ناراض ہوگئے۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اس سے پوچھو تو سہی۔ یہ کیا کہتی ہے۔" وہ عورت عرض کرنے لگی۔ "میں اپنے خاندان کے اونٹ لے کر چرانے کے لئے چلی گئی۔ میرے ساتھ پانی بھی تھا۔ میرے اونٹوں کے گلے میں کوئی دودھ والا جانور نہیں تھا۔ میرا پانی ختم ہوگیا۔ میں نے اس شخص سے پانی طلب کیا۔ اس نے انکار کیا۔ اور کہا کہ اس شرط پر دوں گا۔ کہ تو مجھے منہ سیاہ کرنے دے۔ میں نے اس بات سے انکار کیا۔ جب میں پیاس کی شدت سے جاں بلب ہوگئی۔ تو پھر میں نے منہ سیاہ کرنے دیا۔

امیرالمومنینؑ نے فرمایا۔ اللہ اکبر۔ فمن اضطر فی مخمصۃ غیر متجانف فلا اثم علیہ

تہذیب الاحکام میں تحریر ہے۔ کہ دو آدمیوں نے ایک عورت کے پاس امانت سپرد کی۔ اور کہا ہم میں سے کسی ایک کو نہ دینا۔ جب تک ہم دونوں جمع نہ ہوں۔ دونوں چلے گئے اور کچھ عرصہ کے بعد ایک نے آکر کہا۔ کہ میرا ساتھی مر گیا ہے۔ امانت مجھے واپس کردو۔ عورت نے پہلے تو انکار کیا۔ لیکن جب اس نے

بہت تنگ کیا۔ تو پھر مال واپس کر دیا۔ کچھ مدت کے بعد اس کا دوسرا ساتھی آگیا۔ اور کہنے لگا میری امانت واپس کرو۔ اس عورت نے کہا کہ تیرا دوسرا ساتھی لے گیا ہے۔ یہ دونوں اپنا مقدمہ حضرت عمر کے پاس لے گئے آپ نے عورت سے کہا آپ کو واپس کر دینا چاہیئے۔ اس عورت نے کہا۔ اس شخص کے اور میرے درمیان علی علیہ السلام کو حکم مقرر کر دیجئے۔ علی علیہ السلام نے فرمایا۔ تمہاری امانت (فرض کرو) میرے پاس موجود ہے۔ تم دونوں نے اس سے کہا تھا کہ جب تک ہم دونوں جمع نہ ہوں کسی کو نہ دینا۔ جاؤ اپنے ساتھی کو بلا کر لے آؤ۔ حضرت نے فرمایا۔ یہ دونوں اس عورت کے مال کو ختم کرنا چاہتے تھے۔

غریب الحدیث میں تحریر ہے۔ کہ حضرت عمر کے پاس دو شخص آئے اور پوچھا کہ لونڈی کی کتنی طلاقیں ہیں۔ حضرت عمر آدمیوں کے ایک حلقہ کی طرف متوجہ ہوئے جس میں ایک اصلع شخص موجود تھا۔ اس سے مسئلہ دریافت کیا۔ اس نے کہا دو طلاق۔ ان دونوں کی طرف متوجہ ہو کر کہا۔ دو طلاق۔ ان میں سے ایک نے کہا ہم آپ کے پاس آئے کہ آپ امیر المومنین ہیں اور آپ سے مسئلہ دریافت کریں گے۔ آپ نے تو دوسرے شخص سے مسئلہ دریافت کیا ہے۔ حضرت عمر نے کہا کیا تم جانتے نہیں کہ یہ شخص کون ہے۔ یہ علی بن ابی طالب ہیں؟ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے۔ لو ان السماوات والارض وضعت فی کفۃ ووضع ایمان علی فی کفۃ لرجح ایمان علی اگر آسمان اور زمین ایک پلڑے میں اور علی کا ایمان ایک پلڑے میں رکھ دیا جائے۔ تو علی کا ایمان بھاری ہوگا۔

فصل ۴

حضرت عثمان کی خلافت کے زمانے میں امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے فیصلے

کشاف ثعلبی، اربعین خطیب اور موطا مالک میں بعجۃ بن بدر جہنی سے روایت ہے۔ کہ حضرت عثمان کے پاس ایک ایسی عورت لائی گئی جس نے چھ ماہ میں بچہ جنا تھا۔ آپ نے رجم کرنے کا ارادہ کیا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ میں تم سے اس بارے میں کتاب خدا کے ذریعے جھگڑا کروں گا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے وحملہ وفصالہ ثلاثون شہرا پھر کہا ہے والوالدات یرضعن اولادھن حولین کاملین لمن اراد ان یتم الرضاعۃ دو سال مدت دودھ پلانے کی ہوئی اور چھ ماہ مدت حمل ہوئی

شیعہ سنی دونوں نے بیان کیا ہے۔ ایک شخص کی ایک کنیز تھی۔ اس سے اس کا ایک لڑکا پیدا ہوا۔ پھر اس
اپنے غلام سے عقد کر دیا۔ اور خود مر گیا۔ یہ عورت اپنے لڑکے کے ملک میں آگئی۔ اس کا لڑکا اس کے شوہر کا وار
ہوا۔ کیوں کہ وہ اس کا باپ تھا۔ اس کے بعد یہ لڑکا بھی وفات پا گیا۔ اب اس لونڈی نے اپنے اس لڑکے کی
حاصل کی جس میں یہ غلام بھی شامل تھا جو اس کا شوہر ہے۔ یہ دونوں اپنا جھگڑا حضرت عثمان کے پاس سے
لونڈی کہتی تھی یہ میرا غلام ہے۔ غلام کہتا تھا۔ یہ میری عورت ہے۔ حضرت عثمان نے کہا۔ یہ بڑی مشکل ہے۔
المومنین حضرت علی علیہ السلام وہیں موجود تھے۔ آپ نے فرمایا اس عورت سے پوچھو کہ جب اس نے اپنے
کی میراث حاصل کی ہے۔ اس کے بعد تو اس نے جماع نہیں کیا کہنے لگی۔ نہیں۔ فرمایا۔ اگر وہ ایسا کرتا۔ تو میں
اس کو سزا دیتا۔ جاؤ یہ تیرا غلام ہے اس کا تم پر کوئی حق نہیں ہے۔ اگر تو چاہے تو اسے آزاد کرے۔ چا
غلام رکھے۔ چاہے اسے بیچ ڈالے۔ یہ سب باتیں تیرے اختیار میں ہیں۔

بیان کیا گیا ہے۔ کہ حضرت عثمان کے زمانہ خلافت میں ایک مکاتبہ عورت نے زنا کیا جس کے تین
آزاد ہو چکے تھے۔ حضرت عثمان نے اس کے متعلق امیر المومنینؑ سے پوچھا فرمایا حریت اور رقیت کے حساب
حد لگائی جائے گی۔ زید بن ثابت نے کہا۔ رقیت کے حساب سے سزا دی جائے گی۔ فرمایا۔ رقیت کے
سے کیسے سزا دی جائے گی۔ اس کے تین حصے آزاد ہو چکے ہیں۔ جو رقیت سے زیادہ ہیں۔ عرض کیا اگر
ہے تو حریت کے لحاظ سے میراث بھی پائے گی۔ فرمایا۔ ضرور زید خاموش ہو گیا۔

سفیان بن عیینہ باسناد خود محمد بن یحییٰ سے روایت کرتے ہیں۔ ایک شخص کی دو عورتیں ایک
دوسری ہاشمیہ تھیں۔ انصاریہ کو طلاق دے دی کچھ مدت کے بعد خود مر گیا۔ انصاریہ نے بیان کیا۔
عدہ میں ہوں۔ حضرت عثمان کے پاس اس بات کے گواہ بھی پیش کر دیئے۔ اور میراث طلب کیا۔
کرنے میں شش و پنج میں پڑ گئے۔ دونوں کو حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں بھیج دیا۔ فرمایا۔ تم اس
قسم کھاؤ۔ کہ طلاق کے بعد تجھے تین حیض نہیں آئے۔ (اگر یہ بات ہے) تو میراث حاصل کر لو۔
نے ہاشمیہ سے کہا۔ یہ تیرے ابن عم کا فیصلہ ہے۔ کہتی لگی میں راضی ہوں۔ قسم کھائے اور میراث
لے۔ انصاریہ نے قسم کھانے سے انکار کیا۔ اور میراث چھوڑ دیا۔

ایک شخص کے پاس یتیم لڑکی تھی اس کی عورت کو یہ خوف ہوا کہ کہیں شوہر اس سے شادی نہ کر لے
اور چند عورتوں کو بلا کر لے سے پکڑ کر اس کی بکارت انگلی سے زائل کر دی۔ جب اس کا شوہر واپس آیا۔ تو

اس لڑکی پر برائی کی تہمت لگائی - اور اپنی ہمسائی عورتوں سے اس بات کی گواہی بھی دلا دی - یہ مقدمہ حضرت عثمان یا حضرت عمر کی خدمت میں پیش ہوا - ان لوگوں کو لے کر آپ علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے - حضرت علی علیہ السلام نے اس سے گواہ کے بارے میں پوچھا - وہ عورت کہنے لگی - میرے یہ ہمسائے گواہ ہیں - امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے تلوار کو میان سے نکال کر اپنے سامنے رکھ لیا - پھر حضرت امیر علیہ السلام نے عورت کو طلب کیا - اور اس سے اچھی طرح دریافت کیا - وہ اپنی بات پر اڑی رہی - حضرت امیر علیہ السلام نے اسے واپس کر دیا - ایک گواہ کو طلب کیا - اب گھٹنوں کے بل بیٹھ گئے آپ نے فرمایا - تم جانتی ہو - کہ میں علی بن ابی طالب ہوں - اور میری یہ تلوار موجود ہے - اس مرد کی عورت نے جو کچھ کہا ہے میں نے اسے امان دے دی ہے - اگر تم نے مجھ سے سچی بات بیان نہ کی - تو پھر تمہیں تلوار پر رکھ لوں گا - وہ عورت عرض کرنے لگی - اگر میں سچ کہوں - تو اماں دے دو گے - آپ نے فرمایا "سچ بولو" اس عورت نے کہا خدا کی قسم اس نے اس لڑکی کی خوبصورتی کو دیکھ کر خائف ہوئی - کہ کہیں اس کے شوہر کا جی خراب نہ ہو جائے - اس وجہ سے اس لڑکی کو نشہ آور چیز پلا دی - اور ہمیں بلا لیا - ہم نے اس کو پکڑے رکھا - اس نے اپنی انگلی سے اس کی بکارت زائل کر دی - یہ سن کر امیر علیہ السلام نے اللہ اکبر کہا - اور فرمایا میں دانیال نبی کے بعد پہلا شخص ہوں جس نے گواہوں میں فرق نکالا - اس عورت پر تہمت کی حد مقرر کی - اور ان عورتوں پر عقر کا تاوان مقرر فرمایا - اور اس لڑکی کا عقر چار سو درہم مقرر کیا -

حکم دیا - کہ عورت اپنے مرد سے الگ ہو جائے - اور اس کا شوہر اسے طلاق دے دے - اور اس لڑکی سے اس کی شادی کر دی - حضرت عمر نے عرض کیا اے ابوالحسن ! ہمیں دانیال کی حدیث سے آگاہ فرمائیے - جناب امیر علیہ السلام نے حکایت بیان کی - کہ بنو اسرائیل کے بادشاہ کے دو قاضی تھے - ان دونوں کا ایک دوست تھا - جو نیک آدمی تھا - اس کی بیوی بہت خوبصورت تھی - بادشاہ نے اسے کسی کام کے لئے بھیجا - اس شخص نے قاضیوں سے کہا - کہ میری غیر حاضری میں میری عورت کا خیال رکھنا - انہوں نے کہا ہاں ضرور خیال رکھیں گے - آدمی چلا گیا - قاضی صاحبان دوست کے دروازے پر آتے رہے - اور اس کی بیوی پر لٹو ہو گئے - لیکن عورت ان کے پھندے میں نہ آئی - وہ انکار کرتی رہی - آخر کار انھوں نے کہا کہ ہم تیرے خلاف بادشاہ کے دربار میں زنا کی شہادت دیں گے - اور پھر ہم تجھے ضرور رجم کر دیں گے - عورت نے کہا جو کچھ تمہارے جی میں آئے - جاؤ اور کرو - بادشاہ نے اس بات کو بڑا خیال کیا - وزیر سے مشورہ کیا

اس نے کہا: میں اس کا کوئی حل نہیں بتا سکتا۔ وزیر باہر چلا گیا۔ راستے میں لڑکے کھیل رہے تھے۔ جن میں حضرت دانیال بھی تھے۔ دانیال نے لڑکوں کو بلایا اور کہا کہ میں بادشاہ بنتا ہوں۔ اے فلاں! تم عابدہ عورت بنو۔ اے فلاں! تم دونوں قاضی بنو۔ اور اس عورت پر گواہی دو۔ پھر مٹی جمع کرکے اس کی ایک تلوار بنائی۔ پھر لڑکوں سے کہا۔ اس کو (ایک قاضی لڑکے کو) فلاں جگہ پر جا کر بیٹھا دو۔ (جب بیٹھا چکے) تو کہا اس کو (دوسرے قاضی کو) فلاں جگہ پر بٹھا دو۔ پھر ایک قاضی لڑکے کو طلب کیا۔ فرمایا: سچ کہو اگر سچ نہ کہا تو تمہیں تلوار سے قتل کر دوں گا۔ کہا میں گواہی دیتا ہوں۔ اس عورت نے زنا کیا ہے۔ کہا۔ کب؟ کہا فلاں دن۔ کہا کس کے ساتھ۔ کہا فلاں کے ساتھ۔ کہا۔ کہاں پر؟ کہا فلاں جگہ۔ لڑکوں سے کہا اسے لے جا کر اپنی جگہ پر بیٹھا دو۔ اور دوسرے کو لے آؤ۔ دوسرا حاضر ہو گیا۔ کہا۔ تمہاری کیا گواہی ہے؟ کہا اس نے زنا کیا ہے۔ کہا کب؟ کہا فلاں دن۔ کہا کس کے ساتھ۔ کہا فلاں بن فلاں کے ساتھ۔ کہا۔ کس جگہ؟ کہا فلاں جگہ۔ اس نے اپنے ساتھی کی گواہی سے مختلف گواہی دی۔ دانیال نے کہا۔ اللہ اکبر۔ اے فلاں ان دونوں نے جھوٹی گواہی دی ہے۔ لوگوں میں اعلان کیا کہ انھوں نے فلاں عورت پر جھوٹی گواہی دی ہے۔ انھیں لے آؤ تاکہ انھیں قتل کیا جائے۔ وزیر جلدی جلدی بادشاہ کے پاس گیا۔ اسے واقعہ سے آگاہ کیا۔ بادشاہ نے قاضیوں کے بیان لئے۔ انھوں نے مختلف بیان دیئے۔ اور انھیں قتل کر دیا۔

فصل ۵
امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کے وہ فیصلے جو بیعت عامہ کے بعد کئے

کتاب من لا یحضرہ الفقیہ میں تحریر ہے۔ کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کا بصرہ کی لڑائی کے بعد ایک راستے سے گذر ہوا۔ جس پر ایک عورت اور بچہ مردہ حالت میں پڑے ہوئے تھے۔ آپ نے اس کے متعلق لوگوں سے دریافت کیا۔ انھوں نے کہا یہ عورت حاملہ تھی۔ جب لڑائی اور ہزیمت کو دیکھا تو ڈر گئی۔ آپ نے فرمایا۔ ان میں سے پہلے کون مرا ہے۔ عرض کیا۔ اس کا بیٹا۔ آپ نے اس کے شوہر کو طلب کیا۔ جو مردہ لڑکے کا باپ تھا۔ اسے اپنے بیٹے کی دیت میں ثلث کا وارث قرار دیا۔ اور اس کی ماں کو بھی ثلث دیت کا وارث بنایا۔ پھر مرد کو اپنی مردہ عورت کے اس ثلث دیت کے نصف کا وارث بنایا۔ جو اس نے اپنے مردہ فرزند کی میراث سے حاصل کیا تھا۔ باقی میت کے رشتہ دار وارث ہوئے۔ راوی کا بیان ہے کہ نیز حضرت علی

علیہ السلام نے عورت کی نصف دیت کا بھی شوہر کو وارث بنایا۔ جو دو ہزار پانچ سو درہم تھی۔ کیوں کہ عورت کا اور کوئی لڑکا نہیں تھا۔ یہ تمام رقم بیت المال بصرہ سے ادا کی گئی۔

احکام شرعیہ میں خزانہ قمی سلمہ بن کھیل کے حوالے سے بیان کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں ایک آدمی لایا گیا جس نے ایک شخص کو غلطی سے قتل کیا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام نے پوچھا۔ تیرے رشتہ دار اور قرابت دار کہاں رہتے ہیں؟ عرض کیا موصل میں رہتے ہیں۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے عامل موصل کو تحریر کیا۔ کہ فلاں بن فلاں جس کا حلیہ ایسا ایسا ہے غلطی سے اس نے ایک مسلمان مرد کو قتل کر دیا ہے۔ اور اس کا بیان ہے کہ اس کے رشتہ دار موصل میں رہتے ہیں۔ میں فلاں بن فلاں اپنا ایلچی تیرے پاس روانہ کر رہا ہوں جس کی شکل ایسی ایسی ہے۔ جب تمہارے پاس پہنچ جائے۔ اور میرے خط کو پڑھو۔ تو اس کی تلاش کرو۔ مسلمانوں سے اس کے قرابت داروں کے بارے میں دریافت کرو۔ اگر موصل میں اس کے رشتہ دار مل جائیں۔ تو انھیں اکٹھا کرنا اور ان میں سے جو ایسے ہوں۔ جو کتاب خدا کے مطابق کسی رکاوٹ کے بغیر ان کو اس کی میراث ملتی ہے اور ان میں سے جو ماں باپ دونوں کی طرف سے قرابت دار ہوں۔ ان سے دو ثلث اور جو ماں کی طرف سے ہوں۔ ان سے ایک ثلث دیت کا طلب کرو۔ اگر باپ کے قرابت دار موجود نہ ہوں۔ تو دیت کو ماں کے قرابت داروں پر بانٹ دو۔ یہ دیت تین سال کے اندر قسطوں کی صورت میں وصول کی جائے۔ اگر ماں باپ دونوں کی طرف سے کوئی قرابت دار نہ ہو تو اس دیت کو اہل موصل میں سے ان لوگوں پر تقسیم کرنا۔ جن سے یہ پیدا ہوا تھا۔ اور پرورش پائی تھی۔ اہل شہر میں سے کوئی اور ان میں داخل نہ ہو جائے۔ ان لوگوں سے دیت تین سال میں وصول ہو۔ اور ہر ایک سال کا ایک حصہ مقرر کرنا۔ اگر موصل میں اس کا کوئی قرابت دار اور شریک نہ ہو۔ تو میرے فلاں بن فلاں ایلچی کے ذریعے اس دیت کو میری طرف لوٹا دے۔ انشاءاللہ میں ہی اس کا ولی ہوں گا۔ اور میں ہی دیت کو ادا کروں گا۔ میں ایک مسلمان کے خون کو رائیگاں نہیں جانے دوں گا۔

عدی بن حاتم امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ صفین کی لڑائی کے دن حضرت امیر نے بلند آواز سے فرمایا۔ میں معاویہ اور اس کے ساتھیوں کو قتل کروں گا۔ آخر میں آہستہ آہستہ آواز میں فرمایا انشاءاللہ میں حضرت کے قریب تھا۔ عرض کیا۔ یا امیر المومنینؑ! آپ نے قسم کھائی تھی۔ اور پھر اس کی استثنا بھی کر دی۔ فرمایا۔ ان الحرب خدعۃ جنگ ایک دھوکہ ہے۔ میں مومنوں کے نزدیک صادق القول ہوں۔ میں نے اپنے اصحاب کو تحریص دلائی ہے۔ تاکہ وہ کاہلی اختیار نہ کریں۔ میں نے انھیں لالچ دلایا ہے کہ آج

کے بعد انشاء اللہ نفع اٹھائیں گے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام امیر المومنین علیہ السلام سے ایک شخص کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ ایک شخص نے اپنے غلام کو حکم دیا۔ کہ وہ ایک آدمی کو قتل کر دے۔ چنانچہ اس نے قتل کر دیا۔ حضرت امیر المومنین نے فیصلہ فرمایا۔ آدمی کا غلام اس شخص کے کوڑے یا تلوار کی مانند ہوتا ہے۔ مالک کو قتل کر دیا جائے اور غلام کو قید خانہ میں بند کیا جائے۔ درحقیقت اس آدمی کو تین آدمیوں نے قتل کیا تھا۔ ایک نے اسے پکڑا۔ دوسرا لوگوں کو دیکھتا رہا۔ تیسرے نے قتل کر دیا۔ پکڑنے والے کے متعلق عمر قید کا حکم دیا۔ دیکھنے والے کی آنکھیں نکلوانے کا اور قتل کرنے والے کو قتل کرنے کا حکم دیا۔

نقلۃ الاخبار اور فضائل العشرۃ میں تحریر ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام کے زمانہ حکومت میں ایک لڑکا پیدا ہوا جس کے دو سر دو سینے تھے۔ حضرت امیر سے اس کی میراث کے بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا جب یہ سو جائے۔ تو زور کی آواز پیدا کرو۔ اگر تمام جسم جاگ جائے۔ تو ایک ہے۔ ایک کی میراث دے گا۔ اگر ایک حصہ جاگ جائے۔ اور دوسرا سویا رہے۔ تو یہ دو آدمی ہیں۔

حضرت عمر بن خطاب کے پاس ایک ایسا شخص لایا گیا جس کے دو سر۔ دو منہ، دو ناک۔ دو قبل۔ دو دبر۔ اور چار آنکھیں ایک ہی بدن میں تھیں۔ اور اس کے ساتھ اس کی بہن بھی تھی۔ خلیفہ ثانی نے تمام صحابہ کو جمع کر کے اس کے متعلق پوچھا۔ لیکن انھوں نے کوئی جواب نہ دیا۔ یہ لوگ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ آپ باغ میں موجود تھے۔ فرمایا۔ اس کا فیصلہ یہ ہے۔ کہ اگر یہ سو جائے۔ اور اس کی تمام آنکھیں بند ہو جائیں۔ یا دونوں منہ ایک ساتھ بند ہو جائیں۔ تو یہ ایک بدن ہے۔ اگر کچھ آنکھیں کھلی رہیں۔ اور کچھ بند رہیں۔ یا ایک منہ بند ہو جائے۔ اور ایک کھلا رہے۔ تو یہ دو بدن ہیں۔ دوسرے دو راستوں کے متعلق فرمایا۔ اسے خوب کھلاؤ پلاؤ۔ اگر دونوں راستوں سے پیشاب کرے۔ اور دونوں راستوں سے پاخانہ پھرے تو ایک بدن ہے۔ اگر ایک سے پاخانہ یا پیشاب کرے تو یہ دو بدن ہیں۔ اس واقعہ کو طبری نے اپنی کتاب میں بیان کیا ہے۔"

عمار ذہبی ابو صہبا سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علیؑ منبر پر تشریف فرما تھے۔ ابن کوا نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ کہ میں نے مردہ مرغی کا انڈا نکالا ہے۔ کیا اسے کھا سکتا ہوں؟ فرمایا نہیں۔ عرض کیا۔ اگر میں اسے ایک اور زندہ مرغی کے نیچے رکھ کر اسے بچہ نکلوا لوں۔ تو کیا اس کو کھا سکتا ہوں۔ فرمایا۔ ہاں اسے کھا سکتے ہو۔ عرض کیا

کیوں ؟ فرمایا یہ زندہ مردہ سے نکلا۔ وہ مردہ مردہ سے نکلا۔"

حسن بن علی عبدی بسعد بن ظریف سے وہ قاضی شریح سے روایت کرتے ہیں کہ میرے پاس ایک عورت آئی جس نے بیان کیا کہ مجھ میں مرد اور عورت دونوں کے علامات موجود ہیں۔ میں ان دونوں مقامات سے پیشاب کرتی ہوں۔ اور ایک ہی وقت میں بند ہو جاتا ہے۔ یہ سن کر شریح نے بہت تعجب کیا۔ کہنے لگی اس سے زیادہ تعجب کی بات یہ ہے کہ میرے شوہر نے مجھ سے جماع کیا۔ اور مجھ سے بچہ پیدا ہوا۔ میں نے اپنی لونڈی سے جماع کیا۔ اس نے مجھ سے بچہ پیدا کیا۔ شریح نے تعجب کرتے ہوئے اپنا ایک ہاتھ دوسرے ہاتھ پر مارا۔ اسے ہمراہ لے کر امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے عورت سے پوچھا تیرا شوہر کون ہے؟ اس عورت نے عرض کیا فلاں بن فلاں۔ آپ نے ایک شخص کو بھیج کر اسے بلوایا۔ اور پوچھا۔ عرض کیا۔ ہاں وہ ایسے ہی ہے۔ فرمایا تو نہ چار عورتیں لے کر اس کے پاس چلے جاؤ۔ اور اس کی پسلیاں گنو۔ اس کا شوہر کہنے لگا میں اجازت نہ مرد کو دوں گا۔ نہ عورت کو۔ حضرت امیر علیہ السلام نے دینار خصی سے فرمایا۔ اس کے جسم پر کپڑا باندھ دے۔ یا اسے کسی علیحدہ گھر میں لے جاؤ۔ اور اس کی پسلیاں گنو۔ دائیں جانب سے آٹھ اور بائیں جانب سے سات تھیں۔ حضرت امیر علیہ السلام اسے مردوں کا لباس پہنا کر مردوں میں شامل کیا۔ اس کا شوہر عرض کرنے لگا۔ یا امیرالمومنین! یہ میرے چچا کی لڑکی ہے۔ اس نے تو مجھ سے بچہ پیدا کیا ہے۔ آپ اسے مردوں میں شامل کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا: میں نے اس کے بارے میں اللہ تعالیٰ کے حکم کے مطابق حکم کیا ہے۔ اللہ عزوجل نے حوا کو آدم علیہ السلام کی بائیں پسلی سے پیدا کیا ہے۔ مردوں کی ایک پسلی کم ہوتی ہے۔ اور عورتوں کی پسلیاں پوری ہوتی ہیں۔[۱]

اسماعیل بن موسیٰ باسناد خود بیان کرتے ہیں۔ ایک شخص نے ایک شخص کی عربیہ لڑکی کی خواستگاری کی اس نے اس کا اس سے نکاح کر دیا۔ رخصتی کے وقت وہ لڑکی بھیجی جس کی ماں عجمی عورت تھی۔ اس عورت سے مقاربت کرنے کے بعد اسے یہ قصہ معلوم ہوا۔ وہ معاویہ کے پاس آیا۔ اور یہ واقعہ بیان کیا۔ معاویہ نے کہا۔ یہ ایسی مشکل ہے جس کو ابوالحسنؑ ہی حل کر سکتے ہیں۔ وہ شخص کوفہ میں حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور امیرالمومنینؑ سے واقعہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ باپ کو چاہیے کہ بنت عربیہ کا جو مہر اس کے

---

[۱] یہ روایت عامہ معلوم ہوتی ہے۔ مؤلف کو تسامح ہوا ہے ۱۲ مترجم

شوہر نے قرار دیا ہے۔ اس سے زینت مجید کا سامان خریدے۔ یہی اس کا حق مہر ہوا۔ جو فرج کے حلا
کی وجہ سے ہے۔ اس شخص سے کہا۔ اس کو اس وقت تک ہاتھ نہ لگانا۔ جب تک اس کا عدہ ختم نہ ہو جائے
اس جرم کی وجہ سے اس کے باپ کو کوڑے لگائے جائیں۔

تہذیب میں امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے منقول ہے۔ کہ آپ نے تلی کھانے سے منع کیا تو
نے کہا یا امیرالمومنینؑ جگر اور تلی برابر ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ تو نے غلط کہا ہے۔ پانی کا برتن لے آؤ
تمہیں فرق بتاتا ہوں۔ وہ شخص جگر اور تلی اور پانی کا برتن لے آیا۔ آپ نے فرمایا۔ جگر اور تلی
سے شق کر کے پانی میں ڈال دے۔ (ڈالنے کے بعد) جگر سفید ہو گیا۔ لیکن کم نہ ہوا۔ تلی سفید نہ
جو کچھ تھی۔ ساری کی ساری بہہ کر خون ہو گئی۔ صرف چمڑا اور رگیں باقی رہ گئیں۔ آپ نے فرمایا۔ یہ دو
فرق ہے یہ گوشت ہے۔ اور یہ خون ہے۔

ابن بطہ اور شریک۔ اپنے اپنے اسناد سے ابن ابجر عجلی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں معاویہ کے
موجود تھا۔ اسی اثنا میں دو شخص ایک کپڑے کے بارے میں لڑتے ہوئے معاویہ کے پاس آئے۔ ایک
یہ میرا کپڑا ہے۔ اس نے گواہ بھی پیش کر دیئے۔ دوسرے شخص نے کہا۔ یہ میرا کپڑا ہے۔ میں نے فلاں
سے خریدا ہے۔ لیکن جس سے خریدا ہے۔ اس کو نہیں جانتا۔ معاویہ نے کہا۔ کاش! اس مسئلہ کے حل
کے لئے جناب علیؑ موجود ہوتے۔ ابن ابجر کا بیان ہے۔ کہ میں نے معاویہ سے کہا۔ کہ میں حضرت علی
کی خدمت میں موجود تھا۔ آپ نے اس قسم کا فیصلہ کیا تھا۔ کپڑا اس شخص کو دے دیا تھا جس نے گواہ
تھے۔ اور دوسرے سے کہا تھا۔ کہ فروخت کرنے والے کو لے آؤ۔ یہ سن کر معاویہ نے دونوں آدمیوں کے
اسی طرح فیصلہ کیا۔

اسی اسناد سے روایت ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں ایک غلام پیش ہوا جس نے آ
کو قتل کیا تھا۔ جناب امیرالمومنین نے اسے مقتول کے وارثوں کے حوالے کر دیا۔ انھوں نے اسے معاف
لوگ کہنے لگے کہ تم نے ایک آزاد آدمی کو قتل کیا۔ اور تو آزاد ہو گیا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ آزاد نہیں ہوا۔ بل
مالکوں کے پاس جائے گا۔

جابر بن عبداللہ بن یحییٰ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص حضرت علیؑ کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس
عرض کیا۔ یا امیرالمومنینؑ میں نے جماع کرتے وقت اپنی عورت سے عزل کیا تھا۔ لیکن اس نے تو ایک بچ

کیا ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ میں تجھے اللہ عزوجل کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کہ کیا تم نے وطی کرنے کے بعد پیشاب کرنے سے پہلے وطی کی تھی۔ عرض کیا ہاں ایسا ہوا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ لڑکا تیرا ہے۔

جناب امیر المومنین علیہ السلام سے نماز کے کپڑوں کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا۔ جب انسان نماز میں ہوتا ہے۔ تو اس کا جسم، کپڑے اور ارد گرد کی تمام چیزیں تسبیح کرتی ہیں۔

جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ عزوجل نے ایمان کو شرک کی گندگی سے پاک کرنے کے لئے فرض کیا۔ نماز کو تکبر کی تنزیہ کے لئے۔ زکوٰۃ کو رزق کا سبب بنایا۔ روزوں کو خالص اخلاص کے لئے امتحان مقرر کیا۔ حج کو تقویت دین کا باعث بنایا۔ جہاد اسلام اور امر بالمعروف کو مصلحت عوام کے لئے مقرر کیا۔ نہی عن المنکر بے وقوفوں کے لئے روک ہے۔ صلہ رحمی انسان کی زیادتی کے لئے مقرر کیا۔ قصاص کو جانوں کی حفاظت کے لئے اقامت حدود کو محارم کی عظمت کے لئے۔ ترک شراب کو عقل کی حفاظت کے لئے۔ چوری چھوڑنے کو پاکدامنی اختیار کرنے کے لئے۔ ترک زنا نسب کی حفاظت کے لئے۔ ترک لواطت نسل کی زیادتی کے لئے۔ گواہوں کو منکرین پر غلبہ حاصل کرنے کے لئے۔ ترک کذب صدق کی عزت کی خاطر۔ سلام کو خوف سے امن کے لئے۔ امامت کو نظام امت کے لئے اور اطاعت کو سلطان کی تعظیم کے لئے فرض کیا۔

حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے کسی نے پوچھا۔ کہ حل میں کیوں ٹھہرا جاتا ہے۔ اور حرم میں کیوں نہیں؟ آپ نے فرمایا۔ کعبہ اللہ عزوجل کا بیت ہے۔ اور حرم اس کا در ہے۔ جب آنے والا آتا ہے تو اسے دروازے پر ٹھہرایا جاتا ہے۔ تاکہ بارگاہ خداوندی میں عاجزی وزاری کر سکے۔ عرض کیا۔ مشعر حرام حرم میں کیوں ہے؟ آپ نے فرمایا۔ جب آنے والے کو اجازت دی جائے۔ تو دوسرے پردے کے پاس کھڑے ہوں۔ جب ان کی زاری لمبی ہو جائے تو انہیں قریب آنے کی اجازت دی جائے جب ارکان حج ادا کر لیں۔ اور گناہوں سے پاک و صاف ہولیں۔ اللہ عزوجل اور ان لوگوں کے درمیان پردے اٹھ جائیں۔ تو پاکیزہ حالت میں انھیں زیارت کی اجازت دی جائے۔ عرض کیا ایام تشریق میں روزہ کیوں حرام ہے؟ فرمایا لوگ اللہ کے زوار اور اس کے مہمان ہوتے ہیں۔ میزبان کے لئے یہ مناسب نہیں ہے۔ کہ وہ اپنے مہمانوں کو روزہ رکھوائے۔ عرض کیا خانہ کعبہ کے پردوں کو لپٹنے کا کیوں حکم ہے؟ فرمایا اس کو یوں سمجھو۔ کہ ایک شخص دوسرے شخص کا جرم کرتا ہے۔ مجرم اس غرض سے اس سے چمٹتا ہے۔ تاکہ وہ اسے معاف کر دے۔

ابن مہدی نے نزہۃ الابصار میں زمخشری نے مستقصی میں ابن سیرین اور قاضی شریح سے روایت کرتے ہیں۔

کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے ایک نوجوان کو روتے ہوئے دیکھا۔ اس کا سبب پوچھا۔ عرض کیا میرے والد نے ان لوگوں کے ساتھ سفر کیا تھا۔ یہ لوگ تو واپس آ گئے لیکن وہ واپس نہیں آیا۔ اور اس کے پاس بہت سا مال تھا۔ میں اپنا مقدمہ قاضی شریح کے پاس لے گیا ہوں۔ اس نے میرے خلاف فیصلہ کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ شریح کو آدمی کی تلاش اور دفعات کے بارے میں پوری چھان بین سے کام لینا چاہیئے تھا۔ نہ کہ صرف گواہ طلب کرنے پر اکتفا کرتا۔"

ابو جعفر نے من یحضرہ الفقیہ میں۔ کلینی نے کافی میں۔ طوسی نے تہذیب میں۔ اور ابن فیاض نے شرح الاخبار میں تحریر کیا ہے کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ میں اس بارے میں ایسا فیصلہ کروں گا۔ جیسا حضرت داؤد علیہ السلام نے کیا تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے ان لوگوں کو بلوا کر انھیں بغور دیکھ کر فرمایا۔ کہ کیا تمہارا یہ خیال ہے کہ میں اس بات کو نہیں جانتا۔ جو تم لوگوں نے اس شخص کے باپ کے ساتھ کی ہے۔ اور یہ تمہارا گمان ہے کہ میں قلیل العلم ہوں۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے ان لوگوں کو آپس میں جدا کر دیا۔ پھر انھیں ایک ایک کر کے بلایا اور فرمایا مجھے آگاہ کر اور اپنی آواز کو بلند نہ کر (تاکہ دوسرا مجرم سن نہ لے) پھر حضرت امیر علیہ السلام نے اس کے جانے اترنے سال، ماہ، دن۔ اس شخص کی بیماری موت غسل تکفین نماز جنازہ۔ دفن اور قبر کی جگہ کے بارے پوچھا عبید اللہ بن ابی رافع کو حکم دیا۔ کہ اس شخص کے بیانات قلم بند کرو۔ جب بیان لکھ لیا تو اللہ اکبر کہا۔ اور لوگوں نے بھی اللہ اکبر کہا۔ دوسرے آدمی نے یہ سمجھا۔ کہ اس شخص نے ان لوگوں کو آگاہ کر دیا ہے۔ پھر اس شخص کو اس کی جگہ واپس کر دیا۔ اور دوسرے کو بلایا۔ اس سے بھی وہی سوالات کئے جو پہلے سے کئے تھے۔ اس نے مخالف جوابات دیئے۔ نیز آپ نے تکبیر کی آواز بلند کی۔ پھر آپ نے تیسرے گواہ کو طلب کیا۔ پھر چوتھے کو بلایا انھیں وعظ و نصیحت کی اور ڈرایا دھمکایا۔ انھوں نے اس شخص کے قتل کرنے کا اقرار کیا۔ کہ انھوں نے اسے قتل کر کے اس کا مال لے لیا تھا۔ اور اسے کوفہ کے قریب فلاں جگہ پر دفن کیا تھا۔ ان لوگوں نے مال واپس کر دیا مقتول کے لڑکے نے خون معاف کر دیا تھا۔ لوگوں نے عرض کیا یا امیرالمومنین حضرت داؤد علیہ السلام کا فیصلہ کیا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ حضرت داؤد علیہ السلام لڑکوں کے پاس سے گزرے۔ اور وہ کھیل رہے تھے۔ اور ایک لڑکے کو مات الدین کہہ کر بلاتے تھے۔ داؤد علیہ السلام نے دریافت کیا کہ تمہارا یہ نام کس نے رکھا ہے؟ اس لڑکے نے عرض کیا۔ میری ماں نے۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے اپنی ماں کے پاس لے چلو۔ اس عورت سے آپ نے فرمایا۔ اے اللہ کی بندی! تم نے اپنے بیٹے کا یہ نام کیوں رکھا۔ اس کا کیا سبب ہے۔ اس عورت نے

عرض کیا۔ اس کا باپ سفر پر گیا ہوا تھا۔ اور اس کے ساتھ کچھ لوگ بھی تھے۔ میرے شکم میں یہ بچہ تھا۔ اور لوگ تو واپس آ گئے لیکن میرا شوہر واپس نہ آیا۔ میں نے ان لوگوں سے دریافت کیا۔ انھوں نے بتایا کہ وہ مر گیا ہے۔ میں نے مال کے بارے میں دریافت کیا۔ کہنے لگے۔ اس نے کوئی مال نہیں چھوڑا تھا۔ میں نے پوچھا کہ تم لوگوں کو کوئی وصیت بھی کی تھی۔ وہ کہنے لگے۔ کہ آپ کے شوہر کا خیال تھا کہ تم حاملہ ہو۔ اگر لڑکی یا لڑکا پیدا ہو تو اس کا نام مات الدین رکھنا۔ میں نے وصیت کے مطابق اس کا نام مات الدین رکھا ہے۔ حضرت داؤد علیہ السلام نے کہا۔ کیا تم ان لوگوں کو جانتی ہو؟ وہ عورت کہنے لگی ہاں جانتی ہوں۔ آپ نے فرمایا مجھے ان کے پاس لے چلو اور انھیں ان کے گھروں سے نکالا۔ جب وہ حضرت داؤد علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ان کے درمیان اسی طرح فیصلہ کیا۔ ان پر خون ثابت ہو گیا۔ مال ان سے برآمد ہوا۔ آپ نے فرمایا اے اللہ کی بندی اپنے فرزند کا نام عاش الدین رکھو۔

ابن مسیب کا بیان ہے۔ معاویہ نے ابو موسیٰ اشعری کو خط لکھا۔ کہ حضرت علیؑ سے یہ مسئلہ دریافت کرو۔ کہ ایک شخص نے اپنی عورت کے ساتھ ایک شخص کو زنا کرتے ہوئے پایا ہے۔ اور اسے قتل کر دیا ہے۔ اب اس قاتل کی کیا سزا ہے؟ فرمایا اگر زانی شادی شدہ تھا۔ تو قاتل کی کوئی سزا نہیں ہے۔ کیوں کہ اس نے اس شخص کو قتل کیا جس کا قتل واجب تھا۔

چھ شخص دریائے فرات میں تیر رہے تھے۔ ان میں ایک ڈوب گیا۔ دو آدمیوں نے گواہی دی۔ کہ ان تین آدمیوں نے اس کو ڈبویا ہے۔ اور وہ تین آدمی کہتے تھے۔ کہ ان دو نے ڈبویا ہے۔ حضرت نے گواہی کے مطابق دیت کے پانچ حصے کئے تین حصے دو پر اور دو حصے تین پر مقرر کئے۔

محمد بن قیس حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ امیرالمومنینؑ نے چار آدمیوں کے بارے میں فیصلہ کیا۔ جو شراب پی کر مدہوش ہو گئے تھے۔ ہتھیار لے کر آپس میں لڑ پڑے۔ دو قتل ہو گئے اور دو زخمی ہوئے۔ فرمایا زخمیوں کو پچاس کوڑے لگانے کے بعد مقتولین کی دیت ان سے وصول کی جائے۔ اگر کوئی مجروح سزا کے وقت مر جائے۔ تو مقتولین کے ورثا پر اس کا کوئی تاوان نہیں ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا۔ کہ مقتولین کی دیت چاروں کے قبائل پر واجب ہے۔

ایک شخص نے اپنا غلام اپنے لڑکے کے ساتھ کو فہ بھیجا۔ راستے میں دونوں جھگڑ پڑے۔ لڑکے نے غلام کو مارا۔ غلام نے اسے گالیاں دیں اور دعوے کیا۔ کہ یہ لڑکا میرا غلام ہے۔ اپنا مقدمہ امیرالمومنین علیہ السلام کی

خدمت میں لے گئے۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے قنبر سے فرمایا۔ دیوار میں دو سوراخ کردو۔ انھیں حکم دیا کہ سوراخوں کے اندر اپنے سر داخل کر دو۔ قنبر سے فرمایا۔ مجھے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی تلوار لا دو۔ میں ان میں غلام کی گردن اڑاتا ہوں۔ غلام نے جلدی سے سوراخ سے اپنا سر نکالا۔ لڑکے نے اپنا سر نہ نکالا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے غلام کو اس کے کئے کی سزا دی پھر اسے اس کے مالک کے پاس لوٹا دیا۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تم نے ایسا دوبارہ کیا۔ تو ضرور تیرا ہاتھ کاٹ دوں گا۔[1]

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ امیرالمومنین علیہ السلام کے زمانے میں ایک شخص نے انصاریہ عورت سے شادی کی۔ جب رخصتی کی رات آئی۔ تو اس نے اپنے دوست کو اپنے گھر میں چھپالیا۔ جب اس کا شوہر گھر میں داخل ہوا۔ تو اس نے دوست کو اشارہ کیا۔ دونوں لڑ پڑے۔ شوہر نے اس کے آشنا کو قتل کردیا۔ یہ دیکھ کر عورت نے اپنے مرد پر حملہ کر دیا۔ اور اسے قتل کر دیا۔ آپ نے فیصلہ دیا۔ کہ عورت اپنے آشنا کی دیت دے۔ اور اپنے شوہر کے قتل کے باعث قتل کر دی جائے۔

اصبغ سے روایت ہے۔ کہ ایک شخص نے ایک اور شخص سے وصیت کی۔ کہ یہ دس ہزار درہم ہیں جب میرے لڑکے سے ملو۔ تو جو کچھ چاہو اس کو دے دینا۔ جب لڑکے سے ملے تو امیرالمومنین علیہ السلام نے پوچھا۔ کہ تم اسے کتنا دو گے۔ عرض کیا۔ ایک ہزار درہم۔ فرمایا۔ تم اسے نو ہزار درہم دو۔ یہ وہ ہیں۔ جن کو تم چاہتے ہو۔

تین شخص ایک اونٹ میں حصہ دار تھے۔ ایک نے اونٹ کو لیا۔ اور مضبوط باندھ دیا۔ وہ کسی ضرورت کی خاطر چلا گیا۔ دوسرے دو حصہ داروں نے آکر اونٹ کو چھوڑ دیا۔ اونٹ ایک کنوئیں میں جا گرا۔ جس سے بے عور ہوگیا۔ انہوں نے اونٹ کو نحر کیا۔ اور اس کے گوشت کو بیچ دیا۔ تیسرا حصہ دار بھی آگیا۔ اس نے کہا۔ تم لوگوں نے اسے کیوں کھولا اور کھولا تھا۔ تو اس کی نگرانی کرتے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فیصلہ فرمایا۔ کہ دونوں حصہ دار اس شخص کو اونٹ کا ایک ثلث قیمت ادا کریں۔ کیوں کہ اس نے اونٹ کو مضبوطی سے باندھا تھا۔ جب اونٹ کے گوشت کی قیمت کو دیکھا گیا۔ تو وہ کل اونٹ کی قیمت کا ایک ثلث ہوتی

---

[1] حضرت امیر علیہ السلام کے فیصلہ جات اور کرامات میں کتاب کنوز المعجزات ترجمہ الخرائج والجرائح مطبوعہ مکتبہ المساجد ۹۶ چاہ بچے کوٹلہ تولے خان ملتان شہر ملاحظہ فرمائیے۔ ۱۲ مترجم

تھی۔ اس نے اس قیمت کو لے لیا۔ اور وہ دونوں شخص خالی ہاتھ چلے گئے"

ایک عورت ایک شخص کی لونڈی کے مشابہ تھی۔ رات کو جا کر اس کے بستر پر سو گئی۔ اس نے اس سے جماع کیا۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ مرد پر پوشیدہ طور اور عورت پر ظاہری طور پر حد جاری کی جائے۔

ابو عبید غریب الحدیث میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ ایک عورت امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور کہنے لگی۔ میرے شوہر نے میری لونڈی سے جماع کیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تم سچی ہو۔ تو ہم اسے رجم کریں گے۔ اگر تم جھوٹی ہو۔ تو تجھے کوڑے لگائیں گے۔ یہ سن کر کہنے لگی۔ مجھے میرے گھر لے چلو غصے کے بارے میرا پیٹ کھول رہا ہے"

روایت ہے۔ کہ ابن مسعود نے کہا۔ کہ جو شخص اپنی بیوی کی لونڈی سے جماع کرے۔ اس پر کوئی حد نہیں امیرالمومنین علیہ السلام نے سن کر فرمایا۔ اے ابو عبدالرحمن یہ اس وقت کی بات ہے۔ جب حدود نازل نہیں ہوئے تھے"

دو آدمیوں نے ایک آدمی پر اس بات کی گواہی دی۔ کہ اس نے زرہ چرائی ہے۔ وہ شخص قسم کھا کر کہتا تھا کہ میں بے قصور ہوں۔ اگر رسول اللہ صلعم زندہ ہوتے۔ تو میرا ہاتھ ہرگز نہ کاٹا جاتا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے پوچھا کہ کیوں؟ عرض کیا کہ رسول اللہ کو اللہ عزوجل اس بات سے آگاہ کرتا۔ کہ میں بے قصور ہوں۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ تم اس شخص کا ظلم سے ہاتھ نہ کاٹو۔ اللہ عزوجل سے ڈرو۔ اور انھیں قسم دلائی۔ پھر فرمایا۔ اچھا ایک اس کا ہاتھ پکڑے۔ اور دوسرا اس کا ہاتھ کاٹے۔ جب ہاتھ کاٹنے کی جگہ پہنچے تو یہ منظر دیکھ کر لوگ گھبرا اٹھے۔ اور آپس میں جمع ہو گئے۔ اس بھیڑ میں یہ دونوں کہیں غائب ہو گئے۔ امیرالمومنین علیہ السلام کو اس بات سے آگاہ کیا گیا۔ فرمایا۔ اگر کوئی شخص مجھے وہ دونوں گواہ دکھلا دے۔ تو میں ضرور ان کو سزا دوں گا"

نہج البلاغہ میں تحریر ہے۔ کہ امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں دو شخص پیش کیے گئے۔ ایک نے اللہ کے مال کی چوری کی تھی۔ اور دوسرے نے لوگوں کا سامان چرایا تھا۔ آپ نے فرمایا جس نے اللہ کا مال چرایا ہے اس پر کوئی حد نہیں ہے۔ البتہ دوسرے پر حد شدید واجب ہے۔ اس کا ہاتھ کاٹ دیا۔

یحیٰی بن سعید عمر بن سعد ثقی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ عتبہ بن عامر جہنی مر گیا۔ بہت سا مال جانور غلام وغیرہ چھوڑ گیا۔ اس کے ایک غلام کا نام سالم دوسرے کا

امیر المومنین عقبہ کی بیوی آزاد کر دیا۔ انھوں نے لونڈی غلاموں کو وارث ہوئے۔ ابن عم اس کے تھا۔ میمون
انکار کیا۔ اس کے بنو عمام نے عقبہ کی بیوی ہوں۔ اور عرض کیا میں حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی
امیر المومنین حاملہ ہوں۔ عقبہ کی بیوی نے یہ بھی بتایا کہ میں عقبہ کی زوجہ ہے کہ نے گواہی دی ہے۔ سالم او میمون
اگر اس نے لڑکا جنا جب تک بچہ پیدا نہ ہو۔ اس وقت تک روک لیا جائے عورت کا حصہ علیہ السلام نے فرمایا
ان دونوں کے غلاموں نے گواہی دی ہے کیوں کہ اس بارے میں لڑکے کا اور نہ ہی تو نہ اس کا میراث میں کوئی حق ہے
آزاد آدمیوں نے گواہی دی کیوں کہ اس کی زوجیت پہ میراث کا ملے گا۔ تو اس کو چوتھا حصہ اگر اس نے لڑکا نہ جنا
ہے جنہیں ان لوگوں نے آزاد کیا ہے۔ جو مستحق میراث تھے۔

بادشاہ روم نے معاویہ سے چند مسائل دریافت کئے ان میں سے ایک یہ بھی تھا۔ کہ لاشی کیا چیز ہے
سن کر معاویہ حیران ہوا۔ عمرو عاص نے کہا کسی آدمی کو گھوڑا دے کر جناب علیؑ کے لشکر میں روانہ کیجیے۔ وہ اس گ
کو بیچنے کا بہانہ کرے۔ جب قیمت دریافت کریں۔ تو کہے اس کی قیمت لاشی ہے ممکن ہے۔ اس ترکیب سے مس
کا حل نکل آئے۔ ایک شخص گھوڑا لے کر حضرت علی علیہ السلام کے لشکر میں آیا۔ آپ کا اس کے پاس سے گ
ہوا۔ قنبر بھی آپ کے ساتھ تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اے قنبر اس سے گھوڑے کی قیمت پوچھو۔ اس نے کہا "لاشی"
لے قنبر گھوڑا اس سے لے لو۔ اس نے کہا مجھے لاشی دے دو۔ آپ نے فرمایا اسے صحرا میں لے جاؤ۔ اسے ری
دکھلا دو۔ اس نے کہا یہی لاشی ہے۔ آپ نے فرمایا جاؤ اور معاویہ کو اس بات سے آگاہ کر دو۔ کہا میں یہ کیسے
آپ نے فرمایا۔ کیا تم نے اللہ عز و جل کا فرمان نہیں سنا۔ یحسبه الظمان ماء حتی اذا جاءه لم یجده
کفار کے اعمال کی مثال جنگل کی ریت کی طرح ہے جب پیاسا آتا ہے۔ تو اسے لاشی پاتا ہے۔ (یعنی کچھ بھی نہیں
صرف دھوکا ہی دھوکا ہوتا ہے)

اصبغ سے روایت ہے کہ شاہ روم نے معاویہ کے پاس چند باتیں تحریر کیں۔ اگر تم نے ان کا جواب دے دیا
تمہارے پاس خراج روانہ کروں گا۔ ورنہ تم میرے پاس خراج روانہ کرو۔ معاویہ سے کوئی جواب بن نہ پڑا۔ اس نے یہ
حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کئے آپ نے ان کا جواب دیا۔ تب معاویہ نے وہ مسائل شاہ روم
پاس روانہ کئے۔

مسئلہ:۔ زمین پر سب سے پہلے کس چیز نے حرکت کی؟

جواب:۔ کھجور کا درخت۔

میمون تھا۔ ابن عم اس کے وارث ہوئے۔ انھوں نے لونڈی غلاموں کو آزاد کر دیا۔ عقبہ کی بیوی امیر المومنین
حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئی اور عرض کیا میں عقبہ کی بیوی ہوں۔ اس کے بنو عمام نے انکار کیا
سالم اور میمون نے گواہی دی ہے کہ عقبہ کی زوجہ ہے عقبہ کی بیوی نے یہ بھی بتایا کہ میں حاملہ ہوں۔ امیر المومنین
علیہ السلام نے فرمایا: عورت کا حصہ اس وقت تک روک لیا جائے۔ جب تک بچہ پیدا نہ ہو۔ اگر اس نے لڑکا جنا
تو نہ اس کا میراث میں کوئی حق ہے اور نہ ہی لڑکے کا کیوں کہ اس بارے میں ان دونوں کے غلاموں نے گواہی دی ہے
اگر اس نے لڑکا نہ جنا تو اس کو چوتھا حصہ میراث کا ملے گا۔ کیوں کہ اس کی زوجیت پر آزاد آدمیوں نے گواہی دی
ہے جنہیں ان لوگوں نے آزاد کیا ہے۔ جو مستحق میراث تھے۔

بادشاہ روم نے معاویہ سے چند مسائل دریافت کئے ان میں سے ایک یہ بھی تھا۔ کہ لاشی کیا چیز ہے
سن کر معاویہ حیران ہوا۔ عمرو عاص نے کہا کسی آدمی کو گھوڑا دے کر جناب علیؑ کے لشکر میں روانہ کیجیے۔ وہ اس گ
کو بیچنے کا بہانہ کرے۔ جب قیمت دریافت کریں۔ تو کہے اس کی قیمت لاشی ہے ممکن ہے۔ اس ترکیب سے مس
کا حل نکل آئے۔ ایک شخص گھوڑا لے کر حضرت علی علیہ السلام کے لشکر میں آیا۔ آپ کا اس کے پاس سے گ
ہوا۔ قنبر بھی آپ کے ساتھ تھا۔ آپ نے فرمایا۔ اے قنبر اس سے گھوڑے کی قیمت پوچھو۔ اس نے کہا "لاشی"
اے قنبر گھوڑا اس سے لے لو۔ اس نے کہا مجھے لاشی دے دو۔ آپ نے فرمایا اسے صحرا میں لے جاؤ۔ اسے ریت
دکھلا دو۔ اس نے کہا یہی لاشی ہے۔ آپ نے فرمایا جاؤ اور معاویہ کو اس بات سے آگاہ کر دو۔ کہا میں یہ کیسے
آپ نے فرمایا۔ کیا تم نے اللہ عزوجل کا فرمان نہیں سنا۔ یحسبہ الظمان ماء حتی اذا جاءہ لم یجدہ
کفار کے اعمال کی مثال جنگل کی ریت کی طرح ہے جب پیاسا آتا ہے۔ تو اسے لاشی پاتا ہے۔ (یعنی کچھ بھی نہیں
صرف دھوکا ہی دھوکا ہوتا ہے)

اصبغ سے روایت ہے کہ شاہ روم نے معاویہ کے پاس چند باتیں تحریر کیں۔ اگر تم نے ان کا جواب دے دیا
تمہارے پاس خراج روانہ کروں گا۔ ورنہ تم میرے پاس خراج روانہ کرو۔ معاویہ سے کوئی جواب بن نہ پڑا۔ اس نے یہ
حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں روانہ کئے آپ نے ان کا جواب دیا۔ تب معاویہ نے وہ مسائل شاہ روم
پاس روانہ کئے۔

مسئلہ:۔ زمین پر سب سے پہلے کس چیز نے حرکت کی؟

جواب:۔ کھجور کا درخت۔

مسئلہ۔ زمین والوں کے غرق ہونے سے امان کا باعث کیا چیز ہے؟

جواب۔ قوس قزح۔ جب تک آسمان پر دکھی جائے۔

مسئلہ۔ وہ کون سے دروازے ہیں جو ایک دفعہ ایک قوم کے لئے کھلے تھے۔ پھر بند ہو گئے۔ اور کبھی نہیں کھلیں گے۔

جواب۔ کہکشاں

جب ان جوابات کو پڑھا تو کہنے لگا۔ خدا کی قسم یہ تو محمد صلعم کی نبوت کی کان سے نکلے ہوئے ہیں۔ اور معاویہ کے پاس خراج روانہ کر دیا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے اباء علیہم السلام کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے کسی نے پوچھا۔ دریا کا مدوجزر کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا سمندروں پر ایک فرشتہ مقرر ہے جس کا نام ارمان ہے جب سمندر میں قدم رکھتا ہے۔ تو پانی میں جوش آ کر بڑھ جاتا ہے۔ جب قدم باہر نکالتا ہے تو پانی کم ہو جاتا ہے۔

فصل ۶

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے ابن کوا کے مندرجہ ذیل سوالات

ابن کوا۔ پانی کا ذائقہ کیسا ہے؟

حضرت امیرؑ۔ زندگی کا ذائقہ

ابن کوا۔ مشرق اور مغرب کے درمیان کتنا راستہ ہے؟

حضرت امیرؑ۔ سورج کے دن کا راستہ۔

ابن کوا۔ وہ دو کون سے بھائی ہیں۔ جو ایک دن میں پیدا ہوئے اور ایک ہی دن میں مر گئے۔ لیکن ایک کی عمر ایک سو پچاس سال تھی۔ اور دوسرے کی پچاس سال

حضرت امیرؑ۔ عزیر اور اس کا بھائی عزرہ ایک ہی دن میں پیدا ہوئے۔ لیکن خداوند عالم نے عزیر کو ایک سو سال مردہ رکھنے کے بعد زندہ کیا۔

ابن کوا۔ وہ زمین کا کون سا ٹکڑا ہے جس پر سورج صرف ایک گھڑی چمکا؟

مسئلہ۔ زمین والوں کے غرق سے امان کا باعث کیا چیز ہے؟

جواب۔ قوس قزح۔ جب تک آسمان پر دکھی جائے۔

مسئلہ۔ وہ کون سے دروازے ہیں جو ایک دفعہ ایک قوم کے لئے کھلے تھے۔ پھر بند ہو گئے۔ اور کبھی نہیں کھلیں گے۔

جواب۔ کہکشاں

جب ان جوابات کو پڑھا تو کہنے لگا۔ خدا کی قسم یہ تو محمد صلعم کی نبوت کی کان سے نکلے ہوئے ہیں۔ اور معاویہ کے پاس خراج روانہ کر دیا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام اپنے اباعلیہم السلام کے حوالے سے روایت کرتے ہیں کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام سے کسی نے پوچھا۔ دریا کا مدوجزر کیا چیز ہے؟ آپ نے فرمایا۔ سمندروں پر ایک فرشتہ مقرر ہے جس کا نام رومان ہے جب سمندر میں قدم رکھتا ہے۔ تو پانی میں جوش آ کر بڑھ جاتا ہے۔ جب قدم باہر نکالتا ہے۔ تو پانی کم ہو جاتا ہے۔

فصل ۶

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے ابن کوا کے مندرجہ ذیل سوالات

ابن کوا۔ پانی کا ذائقہ کیسا ہے؟

حضرت امیرؑ۔ زندگی کا ذائقہ

ابن کوا۔ مشرق اور مغرب کے درمیان کتنا راستہ ہے؟

حضرت امیرؑ۔ سورج کے دن کا راستہ۔

ابن کواؑ۔ وہ دو کون سے بھائی ہیں۔ جو ایک دن میں پیدا ہوئے اور ایک ہی دن میں مر گئے۔ لیکن ایک کی عمر ایک سو پچاس سال تھی۔ اور دوسرے کی پچاس سال

حضرت امیرؑ۔ عزیر اور اس کا بھائی عزرہ ایک ہی دن میں پیدا ہوئے۔ لیکن خداوند عالم نے عزیر کو ایک سو سال مردہ رکھنے کے بعد زندہ کیا۔

ابن کواؑ۔ وہ زمین کا کون سا ٹکڑا ہے جس پر سورج صرف ایک گھڑی چمکا؟

حضرت امیرؑ - وہ سمندر جس کو اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کے لیے ایک راستہ بنایا تھا۔

ابن کوا - وہ کون سا انسان ہے جو کھاتا پیتا تو ہے لیکن پیشاب و پاخانہ نہیں کرتا؟

حضرت امیرؑ - وہ بچہ جو ماں کے شکم میں ہوتا ہے؛

ابن کوا - وہ کون سی چیز تھی جس نے پیا تو زندہ تھی - جب کھایا تو مردہ تھی؟

حضرت امیرؑ - وہ حضرت موسےٰ علیہ السلام کا عصا تھا۔ جب درخت کی ٹہنی تھی۔ اس وقت تک اس کا عرق پیتا۔

جب حضرت موسےٰ علیہ السلام کا عصا بنی اور جادوگروں کی رسیوں کو نگلا۔ تو مردہ تھی۔

ابن کوا - وہ کون سی زمین ہے جو طوفان نوح کے زمانے میں بلند رہی؟

حضرت امیرؑ - زمین کعبہ۔

ابن کوا - وہ کون سا جانور ہے جس پر جھوٹ بولا گیا۔ وہ نہ جن تھا۔ اور نہ ہی انسان؟

حضرت امیرؑ - یہ وہ بھیڑیا تھا جس پر برادران یوسفؑ نے جھوٹ بولا تھا۔

ابن کوا - وہ کون سی چیز ہے۔ جس پر اللہ نے وحی کی۔ نہ وہ جن ہے اور نہ ہی انس؟

حضرت امیرؑ - شہد کی مکھی۔

ابن کوا - وہ زمین کا کون سا ٹکڑا ہے جس پر نماز پڑھنا ناجائز ہے؟

حضرت امیرؑ - خانہ کعبہ کی پشت۔

ابن کوا - وہ کون سا قاصد ہے جو نہ جن تھا۔ نہ انس نہ فرشتے۔ اور نہ ہی شیطانوں میں سے ہے؟

حضرت امیرؑ - ہدہد - اذہب بکتابی ھذا۔

ابن کوا - وہ کون سا مبعوث ہے جو جن۔ انس۔ ملائکہ اور شیاطین میں سے نہیں ہے؟

حضرت امیرؑ - وہ کوا جس کو اللہ تعالیٰ نے بھیجا تھا۔ کہ وہ قابیل کو قبر کھودنا بتائے۔

ابن کوا - وہ کون سی جان تھی جو دوسری جان کے اندر موجود تھی۔ بلکہ دونوں کے درمیان کوئی قرابت

صلہ رحمی نہ تھی۔

حضرت امیرؑ - یونسؑ نبی جو مچھلی کے شکم میں موجود تھے۔

ابن کوا - قیامت کب واقع ہوگی؟

حضرت امیرؑ - اور مدت کے پورا ہونے کے بعد۔

ابن کوا۔ جناب موسےٰؑ کے عصا کا کیا نام تھا؟

حضرت امیرؑ۔ اربیہ جو عوسج کا تھا۔ جس کا طول حضرت موسےٰ کے سات ہاتھ تھا۔ یہ جنت کی چیز تھی۔ اسے جبرائیل علیہ السلام نے شعیب نبی پر نازل کیا تھا؛

دو یہودی بھائیوں نے ابن عباس سے روایت کی۔ اس سے سوال کیا کہ وہ کون سی ایک چیز ہے جس کا دوسرا نہیں۔ وہ کون سے دو ہیں جن کا تیسرا نہیں۔ اس طرح اس نے انہوں سے سو تک سوال کئے۔ اور کہا کہ ہم ان باتوں کو توراتؔ اور انجیل میں پاتے ہیں۔ اور آپ ان کو قرآن میں تلاوت کرتے ہوں گے۔ حضرت امیرؑ نے مندرجہ ذیل جوابات دیئے (۱) ہمارا خدا واحد ہے مختار ہے اس کا کوئی شریک نہیں۔ دوم۔ آدمؑ و حوّاؑ جو سب سے پہلے دو ہیں۔ تین۔ جبرائیل میکائیل اور اسرافیل ہیں جو وحی کے فرشتوں کے رأس و رئیس ہیں۔ چار چیزیں توریت۔ انجیل۔ زبور اور قرآن ہیں۔ پانچ چیزیں۔ پانچ نمازیں ہیں۔ اللہ تعالےٰ نے ہمارے نبی اور آپ کی امت پر نازل کیں۔ اور آپ سے پہلے اور کسی نبی پر نازل نہیں کیں تھیں۔ نہ ہی آپ سے پہلے کسی امت پر نازل کیں تھیں۔ تم ان باتوں کو توریت میں موجود پاتے ہو۔ چھ چیزیں دن ہیں۔ جن میں اللہ عزوجل نے آسمانوں اور زمین کو پیدا کیا سات سے مراد سات آسمان تہ بہ تہہ ہیں آٹھ سے مراد آٹھ حاملان عرش ہیں۔ نو سے مراد حضرت موسیٰ علیہ السلام کے نو معجزے ہیں۔ دس سے مراد عشرہ کاملہ مراد ہے گیارہ سے مراد یوسف علیہ السلام کے گیارہ ستارے مراد ہیں یوسف علیہ السلام نے اپنے باپ سے کہا تھا میں نے خواب میں گیارہ ستاروں کو دیکھا ہے۔ جو مجھے سجدہ کر رہے ہیں بارہ سے مراد بارہ ماہ ہیں تیرہ سے مراد یوسف علیہ السلام کے والدین اور گیارہ بھائی ہیں۔ چودہ سے مراد نور کی چودہ قندیلیں ہیں۔ جو سات آسمانوں کے درمیان معلق ہیں۔ اور وہ چودہ پردے ہیں جو قیامت تک اللہ عزوجل کے نور سے روشن رہیں گے۔ پندرہ سے مراد ماہ رمضان کی راتیں ہیں جو گذر چکی تھیں اور تمام آسمانی کتابیں ایک ہی دفعہ لوح محفوظ سے آسمان دنیا کی طرف نازل ہوئی تھیں۔ سولہ سے مراد وہ سولہ فرشتوں کی صفیں ہیں جو عرش کو گھیرے ہوئے ہیں۔ سترہ سے مراد اللہ تعالیٰ کے وہ سترہ نام ہیں جو بہشت اور دوزخ کے درمیان لکھے ہوئے ہیں۔ اگر وہ نہ ہوں تو زمین و آسمان کے رہنے والے جل کر خاک ہو جائیں۔ اٹھارہ سے مراد وہ نور کے اٹھارہ پردے ہیں۔ جو عرش اور کرسی کے درمیان واقع ہیں۔ اگر وہ نہ ہوں، تو بڑے بڑے ٹھوس پہاڑ پگھل جائیں اور زمین و آسمان اور ان کے درمیان کی چیزیں نور عرش سے جل جائیں۔ انیس سے مراد دوزخ کے خازن انیس ہیں۔ بیس وہ دن ہیں جن میں اللہ عزوجل نے لوہے کو داؤد علیہ السلام کے لئے نرم کر دیا تھا اکیس کا موعف نے ذکر

نہیں کیا) بائیس وہ تاریخیں ہیں جن میں کشتی نوح کو قرار ہوا۔ تیئیس وہ تاریخ ہے جس میں حضرت جیسے ...
اور بنو اسرائیل پر دستر خوان نازل ہوا۔ چوبیس وہ تاریخ ہے جس میں خدا تعالیٰ نے حضرت یعقوب علیہ السلام ...
بینائی واپس کی تھی۔ پچیس خدا نے موسیٰ علیہ السلام سے پچیس روز کلام کیا۔ وادی مقدس میں۔ چھبیس حضرت ا...
علیہ السلام نے چھبیس روز آگ میں قیام کیا حتیٰ کہ آگ سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو گئی۔ ستائیس سے مراد حضرت اد...
علیہ السلام کو خداوند عالم نے ستائیس سال کی عمر میں مکان اعلیٰ کی طرف اٹھایا تھا۔ اٹھائیس سے مراد حضرت ی...
علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں اٹھائیس دن رہے۔ (انتیس کا ذکر مولف نے نہیں کیا) تیس راتوں کا اللہ نے ...
موسیٰ علیہ السلام سے وعدہ کیا۔ چالیس ان راتوں کی پوری تعداد ہے۔ پچاس۔ پچاس ہزار برس روز قیامت ...
مقدار۔ ساٹھ۔ روزہ نہ رکھنے کا کفارہ (ایک روزہ کی بجائے ساٹھ روزے رکھے) اگر اس کی طاقت نہ ہو ...
مساکین کو کھانا کھلائے۔ ستر سے مراد وہ ستر آدمی ہیں جن کو موسیٰ علیہ السلام میقات کے لئے ...
اسی سے مراد فاجلدوهم ثمانين جلدة انہیں اسی کوڑے لگاؤ۔ نوے سے مراد تسع وتسعون ...
ولی نعجة اخری سو۔ فاجلدوا کل واحد منهما مائة جلدة۔ یہ سن کر دونوں یہودی ...
ہوئے۔ ایک جنگ جمل میں اور دوسرا جنگ صفین میں قتل ہوا۔

فصل

ایک سائل نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے مندرجہ ذیل سوال ...

سوال۔ وہ کون سے میاں بیوی ہیں۔ جو ہیں تو ایک دوسرے کے لئے ضروری لیکن دونوں میں ...
نہیں ہے۔

ج۔ سورج اور چاند۔ (چاند عربی میں مذکر سورج مونث ہے)

س۔ وہ کون سا نور ہے جو نہ سورج نہ چاند نہ ستاروں اور نہ ہی چراغ سے ہوتا ہے؟

ج۔ یہ وہ نور کا عمود ہے۔ جس کو اللہ تعالیٰ نے حضرت موسیٰ کے لئے میدان تیہ میں بھیجا تھا۔

س۔ وہ کون سی ساعت ہے جو نہ ہی دن اور نہ ہی رات میں شامل ہے

ج۔ سورج نکلنے سے پہلے کی ساعت۔

س۔ وہ کون سا بیٹا ہے جو اپنے باپ کی عمر سے بڑا ہے؟

ج۔ یہ حضرت عزیرؑ ہیں جب اللہ نے اسے دوبارہ زندہ کیا۔ تو اس کی عمر چالیس سال تھی۔ اس وقت ان کے بیٹے کی عمر ایک سو دس سال تھی۔

س۔ وہ کون سی چیز ہے جس کا کوئی قبلہ نہیں؟

ج۔ خود کعبہ۔

س۔ وہ کون سا بیٹا ہے جس کا باپ نہیں ہے؟

ج۔ حضرت عیسیٰؑ

س۔ وہ کونسا انسان ہے جس کے رشتہ دار نہیں ہیں؟

ج۔ حضرت آدم علیہ السلام

امیرالمومنین علیہ السلام سے کسی نے پوچھا کہ آپ نے صبح کس حالت میں کی ہے؟ آپ نے فرمایا "میں صبح تک اول ہوں۔ میں فاروق اعظم ہوں۔ میں خیر البشر کا وصی ہوں۔ میں اول ہوں میں آخر ہوں میں باطن ہوں میں ظاہر ہوں۔ میں ہر چیز کو پہلے سے جانتا ہوں میں عین اللہ ہوں میں جنب اللہ ہوں میں امین اللہ علی المرسلین ہوں۔ ہماری وجہ سے اللہ کی عبادت کی جاتی ہے ہم زمین و آسمان میں اللہ کے خازن ہیں میں زندہ کرتا ہوں میں مارتا ہوں۔ مجھے موت نہیں آئے گی"

امیرالمومنین علیہ السلام کے فرمان کو سن کر اعرابی ورطہ حیرت میں پڑ گیا۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ میں اول اس لحاظ سے ہوں۔ کہ میں سب سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم پر ایمان لایا ہوں۔ میں آخر اس لحاظ سے ہوں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو سب سے آخر میں دیکھا تھا۔ (آخر وقت تک رسول اللہ صلعم کے ساتھ رہا حتیٰ کہ قبر میں آخری زیارت کرنے والا میں ہی تھا) میں اسلام کا ظاہر کرنے والا ہوں۔ میں باطن بطین العلم ہونے کی حیثیت سے ہوں۔ میں ہر چیز کو پہلے اس وجہ سے جانتا ہوں۔ کہ اللہ عزوجل نے اس بات کی خبر اپنے نبی کو دی تھی۔ اور نبی صلعم نے مجھے آگاہ کیا تھا۔ میں اللہ کی آنکھ اس اعتبار سے ہوں۔ کہ میں مومنین اور کافرین پر اللہ کی آنکھ ہوں۔ میں جنب اللہ (اللہ کا پہلو) اس اعتبار سے ہوں۔ کہ قیامت کے روز نفس کہے گا۔ یا حسرتا علی ما فرطت فی جنب اللہ۔ کاش کہ میں جنب اللہ کے بارے میں کوتاہی نہ کرتا۔ جس نے میرے بارے میں کوتاہی کی۔ اس نے اللہ کے بارے میں کوتاہی کی۔ اللہ عزوجل نے کسی نبی کو اس وقت تک آگاہ نہیں کیا۔

جب تک اس سے حضرت محمد صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خاتم ہونے کا اقرار نہیں لے لیا۔ اس لحاظ سے جناب محمدؐ خاتم الانبیاء، محمد سید الانبیا ہیں۔ میں سید الاوصیا ہوں (ہم لوگ) زمین میں خدا کے خازن ہیں جو کچھ ہیں ہمیں رسول اللہ نے تعلیم دی۔ قول صادق کے ذریعہ تعلیم دی۔ میں زندہ کرنے والا اس لحاظ سے ہوں۔ کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی سنت کو زندہ کروں گا۔ میں مارنے والا اس اعتبار سے ہوں۔ کہ میں بدعت کو ماروں گا۔ میں نہ مرنے والا اس طور سے ہوں جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتا ہے۔ ولا تحسبن الذین قتلوا فی سبیل اللہ امواتاً بل احیاءٌ عند ربھم یرزقون جو لوگ اللہ کی راہ میں قتل کئے گئے انھیں مردہ خیال نہ کرو۔ بلکہ وہ اللہ کے نزدیک زندہ ہیں۔ اور روزی پاتے ہیں۔

کتاب ابوبکر شیرازی میں تحریر ہے۔ کہ ایک دفعہ امیر المومنین علیہ السلام نے جامع بصرہ میں خطبہ ارشاد فرمایا۔ اے مومنین ومسلمین کا گروہ اللہ تعالیٰ نے اپنی تعریف خود کی ہے وہ اول ہے وہ آخر ہے یعنے ہر شے سے پہلے ہے اور ہر چیز کے بعد رہے گا ہر چیز پر ظاہر ہے اور ہر چیز کے لئے باطن ہے اس کا علم برابر ہے۔ مجھ سے جو چاہو پوچھ لو۔ اس سے قبل کہ مجھے نہ پاؤ۔ میں اول ہوں میں آخر ہوں الخ۔ یہ سن کے اہل بصرہ تمام کے تمام رو پڑے اور آپ پر درود پڑھا۔ اس بارے میں عبدی محمد بن نعمان اور زاہی نے اشعار بیان کئے ہیں۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ میں نے زمین کو بچھایا۔ پہاڑوں کو بلند کیا۔ چشموں کو جاری کیا دریاؤں کو بہایا درختوں کو لگایا۔ پھلوں کو پکایا۔ بادلوں کو بلند کیا۔ رعد کو گرجایا۔ بجلی کو چمک دی۔ سورج کو روشنی دی۔ چاند کو ظاہر کیا۔ بارش کو اتارا۔ ستاروں کو گاڑھا۔ میں خود بحر زخار ہوں۔ میں نے پہاڑوں کو ٹھہرایا۔ میں نے پانی میں کشتیاں چلائیں۔ میں جنب اللہ ہوں۔ میں کلمۃ اللہ ہوں میں قلب ہوں۔ اور میں اللہ کا وہ دروازہ ہوں۔ جس سے آنا چاہیے۔ ادخلوا الباب سجداً الغفر لکم خطایاکم وسنزید المحسنین میرے ساتھ اور میرے ہاتھوں پر قیامت واقع ہوگی۔ باطل پرست میرے بارے میں شک کریں گے۔ میں اول ہوں میں آخر ہوں۔ میں باطن ہوں۔ ہر چیز کو پہلے سے جانتا ہوں۔" ان فقرات کی امام محمد باقر علیہ السلام نے تفسیر یوں فرمائی ہے۔ میں نے زمین کو بچھایا یعنے میری اور میری اولاد کی وجہ سے زمین سکون پکڑتی ہے۔ میں نے پہاڑوں کو گاڑھا یعنے میری اولاد کے ائمہ ٹھوس پہاڑ ہیں جن کی وجہ سے زمین باقی ہے۔ میں نے چشموں کو جاری کیا یعنی وہ علم جو حضرت امیر علیہ السلام کے دل میں تھا۔ وہ آپ کی زبان کے ذریعہ جاری ہوا۔ میں نے دریا جاری کئے۔ یعنے آپ سے وہ چیز پیدا ہوئی جس نے اس کو پکڑا۔ وہ نجات پاگیا۔

درخت لگنے سے مراد ذریت طیبہ ہے۔ پھل کھانے سے مراد ان کے پاکیزہ اعمال ہیں۔ بادلوں کے بلند کرنے سے مراد اس آئمہ کا سایہ ہے۔ جس نے سایہ حاصل کیا۔ قطروں کے برسانے سے مراد زندگی اور رحمت ہے۔ رعد سے مراد وہ چیز ہے۔ جو بطور حکمت کے سنی جائے۔ بجلی کی چمک سے مراد کہ شہر (مراد انسان) ہم سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ سورج چمکانے سے مراد ہم ہیں سے قائم ہے۔ جو نور علٰی نور ہے چاند کے طلوع کرنے کا مطلب یہ ہے۔ مہدی میری اولاد میں سے ہوگا۔ میں نے ستاروں کو گاڑھنے کا مطلب یہ ہے۔ کہ ستارے ہماری وجہ سے راہ پاتے ہیں۔ اور ہمارے نور سے روشنی حاصل کرتے ہیں۔ میں قمقام اور ذخار سمندر ہوں۔ یعنی میں امام امت عالم العلماء حکیم الحکما اور قائد القائدہ ہوں۔ میرا علم میری طرف اس طرح جاری ہوتا ہے۔ اور اس طرح واپس آتا ہے جس طرح سمندر زمین پر اللہ کے حکم سے گھٹتا اور بڑھتا ہے میں نے کشتیاں جاری کیں کا مطلب یہ ہے۔ اعلام خیر اور آئمہ مجد سے پیدا ہوں گے۔ پہاڑوں کو ٹھہرانے سے مراد یہ ہے۔ کہ میں نے فتنوں کا قلع قمع کر دیا ہے۔ اور اصول گمراہ کو قتل کروں گا۔ میں جنب اللہ اور اس کا حکم ہوں اور میں قلب اللہ ہوں یعنے میں اللہ کے علم کا چراغ ہوں۔ باب اللہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ جو شخص میرے ذریعے اللہ کی طرف روانہ ہوگا۔ وہ بخش دیا جائے گا۔ میرے ساتھ اور میرے ہاتھوں پر قیامت واقع ہوگی۔ کا مطلب یہ ہے۔ یہ قیامت سے پہلے رجعت واقع ہوگی۔ میری اولاد سے جو مومن ہوں گے۔ اللہ ان کی مدد کرے گا۔"

باب ہشتم

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی امامت پر نصوص

(۱)

انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون

تحقیق تمہارے ولی اللہ اور اس کے رسول اور وہ لوگ ہیں۔ جو ایمان لائے ہیں۔ نماز قائم کرتے ہیں

اور رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دیتے ہیں ۔

امت کا اس بات پر اجماع ہو چکا ہے ۔ اور جب حضرت علیؑ نے رکوع کی حالت میں سائل کو انگوٹھی

بطور صدقہ کے دی ۔ تو یہ آیت آپ کی شان میں نازل ہوئی ۔ اس بارے میں مفسرین میں سے کسی نے اختلاف

نہیں کیا ۔ مندرجہ ذیل مفسرین نے اپنی تفاسیر میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے ۔

ثعلبی ۔ ماوردی ۔ زمخشری ۔ قزوینی ۔ رازی ۔ نیشاپوری ۔ نقلی ۔ طوسی اور طبری ۔

ذیل کے راویوں سے روایت کیا ہے :۔

مجاہد ۔ حسن ۔ اعمش ۔ عقبہ بن ابی حکم ۔ غالب بن عبداللہ ۔ قیس بن ربیع ۔ عبایہ ربعی ۔ عبداللہ اور

عبیداللہ بن عمر بن علی بن ابی طالبؑ ۔

مندرجہ ذیل مصنفین نے اس واقعہ کو اپنی اپنی کتب میں تحریر کیا ہے :۔

واحدی نے کتاب اسباب نزول القرآن میں لکھی ہے وہ ابو صالح سے ، وہ ابن عباس سے سمعانی

نے فضائل الصحابہ میں حمید طویل سے وہ انس سے ۔ سلمان بن احمد اپنی معجم اور اوسط میں عمار سے ۔ ابو بکر

بیہقی مصنف میں ۔ محمد فتال نے تنویر اور روضہ میں عبداللہ بن سلام ۔ ابو صالح شعبی اور مجاہد سے اور

زرارہ بن اعین ۔ محمد بن علی سے ۔ نطنزی خصائص میں ابن عباس سے اباننہ فلکی سے وہ جابر انصاری ناصح

تیمی اور ابن عباس سے اور کلبی روایات میں بیان کرتے ہیں ۔ الفاظ میں اختلاف ضرور ہے لیکن مطلب ایک

ہے ۔ اسباب النزول میں واحدی سے روایت ہے ۔ کہ عبداللہ بن سلام اپنی قوم کے چند آدمیوں کے ساتھ

حاضر ہوا ۔ مسجد میں قیام کرنے کے بعد رسول اللہ کی خدمت میں شکایت کی ۔ جب سے ہم لوگ اسلام لائے

ہیں ۔ ہماری قوم نے ہمارا بائیکاٹ کر دیا ہے ۔ نہ بولتے ہیں ۔ نہ ہمارے ساتھ بیٹھتے اور نہ رشتہ ناطہ کرتے

ہیں یہ آیت نازل ہوئی ۔ رسول اللہ مسجد کی طرف تشریف لے گئے ۔ وہاں ایک سائل کو دیکھا ۔

رسول اللہ (سائل سے) تجھے کسی نے کوئی چیز دی ہے ؟

سائل ۔ ہاں ۔ چاندی کی انگوٹھی دی ہے ۔ (ایک روایت میں ہے ۔ کہ سونے کی انگوٹھی دی ہے)

رسول اللہ ۔ کس نے دی ہے ؟

سائل ۔ اس رکوع کرنے والے نے دی ہے ۔

تفسیر ثعلبی میں ہے۔ ابوذر سے روایت ہے کہ سائل نے کہا۔ اَللّٰھُمَّ اشھد انی سألت فی مسجد رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم ولم یعطنی احد شیئاً وکان علی (ع) راکعاً فاومی بخنصرہ الیمنی فاقبل السائل حتی اخذہ من خنصرہ وذلک بعین رسول اللہ فلما فرغ رسول اللہ من صلاتہ رفع راسہ الی السماء وقال اللھم ان اخی موسیٰ سألک فقال رب اشرح لی صدری

اے معبود میں نے مسجد رسول اللہ میں سوال کیا ہے۔ مجھے کسی نے کوئی چیز نہیں دی۔ اس وقت حضرت علیؑ رکوع میں تھے۔ آپ نے داہنی چھوٹی انگلی سے سائل کو اشارہ کیا۔ اس نے آکر انگوٹھی اتار لی۔ یہ واقعہ رسول اللہ صلعم کے سامنے ہوا۔ جب رسول اللہ نماز سے فارغ ہوئے۔ آسمان کی طرف سر بلند کر کے فرمایا۔ اے معبود! میرے بھائی موسیٰ نے سوال کیا۔ پالنے والے میرے سینے کو کھول دے۔ تو نے قرآن میں نازل کیا۔ میں نے تیرے بازو کو تیرے بھائی کے ذریعے مضبوط کیا۔ ہم نے تمہارے لئے ایک سلطان مقرر کیا یہ لوگ تم دونوں کا کچھ بھی نہیں بگاڑ سکیں گے۔ اے معبود! میں محمد تیرا نبی اور تیرا مصطفیٰ ہوں۔ اے معبود میرے سینے کو کھول دے میرے کام کو آسان کر دے۔ میرے اہل میں سے علیؑ کو میرا وزیر قرار دے۔ اس کے ذریعے میرے بازو کو مضبوط کر۔ ابوذرؓ کا بیان ہے کہ خدا کی قسم رسول اللہ صلعم کا کلام ابھی ختم نہیں ہوا تھا کہ جبرائیل علیہ السلام بارگاہِ خداوندی کی جانب سے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے۔ اے محمدؐ پڑھو آپ نے فرمایا کیا پڑھوں عرض کیا پڑھو۔ انما ولیکم اللہ و رسولہ الخ

ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ یہودیوں کا ایک گروہ مسلمان ہو گیا جن میں عبداللہ بن سلام۔ اسید۔ ثعلبہ۔ بنیامین۔ سلام اور ابن صوریا تھے۔ یہ لوگ عرض کرنے لگے۔ یا رسول اللہ موسیٰؑ کا وصی یوشع بن نون تھا۔ یا رسول اللہ آپ کا وصی آپ کے بعد کون ہے؟ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ اس کے بعد رسول اللہ نے فرمایا اٹھو! وہ اٹھے مسجد رسول میں آئے۔ سائل مسجد کے باہر نکل رہا تھا۔ فرمایا اے سائل! کسی نے کوئی چیز دی ہے؟ عرض کیا ہاں۔ یہ انگوٹھی دی ہے۔ آپ نے فرمایا کس نے دی ہے؟ عرض کیا اس آدمی نے دی ہے۔ جو نماز پڑھ رہا ہے۔ آپ نے فرمایا کس حالت میں دی ہے؟ عرض کیا رکوع کی حالت میں رسول اللہ صلعم نے تکبیر کہی اور اہل مسجد نے بھی تکبیر کہی۔ آپ نے فرمایا۔ میرے بعد تمہارے ولی علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ وہ لوگ کہنے لگے۔ ہم اللہ کے رب ہونے پر۔ اسلام کے دین ہونے پر محمدؐ کے نبی ہونے پر اور علیؑ

کے ولی ہونے پر راضی ہیں ۔ اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی ۔ ومن یتول اللہ ورسولہ الخ

کتاب ابوبکر شیرازی میں تحریر ہے کہ سائل نے سوال کیا ۔ حضرت امیر علیہ السلام نے ہاتھ انگوٹھی کے س

اپنی پشت پر رکھا یہ اس بات کی طرف اشارہ تھا کہ وہ انگوٹھی اتار لے ۔ سائل نے ہاتھ بڑھا کر حضرت امیر ع

السلام کے ہاتھ سے انگوٹھی اتار لی ۔ اور آپ کے حق میں دعا کی ۔ اللہ عزوجل نے فرشتوں کے ساتھ امیرالمومنینؑ کے

ذریعے فخر کیا ۔ میرے فرشتوں کیا نہیں دیکھتے میرے بندے کا جسم میری عبادت میں مصروف ہے لیکن اس کا د

میرے ساتھ معلق ہے ۔ وہ اپنے مال سے میری رضا جوئی کے لئے صدقہ دے رہا ہے ۔ تم گواہ رہو میں اس سے

اور اس کے خلف سے (یعنی اس کی اولاد سے) راضی ہوں ۔ جبرائیل علیہ السلام یہ آیت لے کر نازل ہوئے ۔"

مصباح میں تحریر ہے ۔ حضرت امیر علیہ السلام نے یہ صدقہ ۲۴ ماہ ذوالحجہ کو دیا ۔ مصباح نے نیز ا

سے روایت کی ہے ۔ کہ یہ اس وقت کا واقعہ ہے ۔ جب حضرت امیر علیہ السلام نماز ظہر میں مشغول تھے ۔ ای

روایت میں ہے ۔ ظہر کی نافلہ میں مشغول تھے ۔ [1]

امالی ابن بابویہ میں تحریر ہے ۔ کہ کسی صحابی . . . . نے کہا کہ میں نے حالت رکوع میں چالیس انگ

راہ خدا میں صدقہ دیں ۔ کہ جس طرح علی علیہ السلام کے بارے میں آیت نازل ہوئی ہے ۔ اسی طرح میرے بارے

بھی کوئی آیت نازل ہو جائے لیکن کوئی آیت نہ نازل ہونی تھی نہ ہوئی ۔

اسباب النزول میں واحدی سے روایت ہے ۔ ومن یتول کا مطلب یہ ہے ۔ کہ جو شخص اللہ

اس کے رسولؐ کو دوست رکھتا ہے ۔ والذین امنوا یعنے علیؑ کو دوست رکھتا ہے فان حزب اللہ الخ

گروہ یعنے اللہ کے شیعہ اس کے رسول کے شیعہ اور اس کے ولی کے شیعہ ہیں ۔ ھم الغالبون یعنے

یہی لوگ تمام بندوں پر غالب ہیں ۔ اس آیت (انما ولیکم) میں جس طرح اللہ نے آیت کو اپنی ذات

ساتھ پھر اپنے نبی کے ساتھ پھر ولی کے ساتھ شروع کیا ہے ۔ اس طرح دوسری آیت و من یتو

میں یہی ترتیب ملحوظ ہے ۔"

علم ابجد کی حساب کی رو سے آیت انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا الذین یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ

---

[1] تفصیل کے لئے خصائص امیرالمومنینؑ مؤلفہ امام نسائی کا ترجمہ ملاحظہ کریں جو کتب خانہ اساعدیہ ۲۳ چاہ نجے والا کوٹلہ تو

ملتان شہر مغربی پاکستان سے مل سکتا ہے ۔ ۱۲ مترجم

راکعون کا وزن محمد مصطفٰے رسول اللہ و بعدہ المرتضٰی علی بن ابی طالب و عترۃ کا وزن برابر ۳۵۸۰ ہے۔

کافی میں جعفر بن محمد اپنے آباء طاہرینؑ کے واسطے سے روایت بیان کرتے ہیں۔ آیت انما ولیکم اللہ ورسولہ الخ۔ نازل ہوئی۔ رسول اللہ صلعم کے اصحاب کا ایک گروہ مسجد مدینہ میں جمع ہوا۔ ایک دوسرے سے کہنے لگا کہ اس آیت کے بارے آپ حضرات کا کیا نظریہ ہے؟ ایک نے کہا۔ اگر ہم اس ایک آیت کا انکار کرتے ہیں۔ تو تمام آیات کا انکار کرتے ہیں۔ اگر ہم اس پر ایمان لاتے ہیں۔ تو ذلیل و رسوا ہوتے ہیں۔ اس صورت میں علی بن ابی طالب علیہ السلام ہم پر مسلط ہو جاتے ہیں اور ہمیں یہ بھی علم ہے کہ محمد صادق القول ہیں۔ اس کا حل یہ ہے۔ کہ ہم رسول اللہ صلعم سے محبت کرتے ہیں۔ لیکن آگے چل کر علیؑ کی اطاعت نہیں کریں گے۔ اس بارے میں اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی۔ یعرفون نعمۃ اللہ ثم ینکرونھا یعنی ولایت محمد واکثرھم الکافرون یعنی علیؑ کی ولایت سے اکثر لوگ کفر کرتے ہیں۔ اسی آیت سے امامت امیرالمومنین علیہ السلام ثابت ہے۔ اور عصمت بھی کیونکہ خطا کار کی اطاعت قبیح ہے لفظ ولی بمعنی اولی بالتصرف ہے۔ کامل مبرد نے کتاب البصارت میں صفات اللہ کے تحت تحریر کیا ہے ولی بمعنی اولی ہے نبی صلعم نے فرمایا۔ ایما امراۃ نکحت بغیر اذن ولیھا فمنہ اولیاء الدم وفلان ولی امر الرعایۃ (عورت) قصاص اور رعایا کا ولی وہی ہو سکتا ہے جو اولی بالتصرف ہو۔ نماز میں امیرالمومنین کا رکوع کی حالت میں زکوٰۃ دینا آپ ہی کے ساتھ مخصوص ہے کسی اور کا اس کے ساتھ تعلق نہیں ہے۔ لفظ انما حصر پر دلالت کرتا ہے۔ کسی اور نے حالت رکوع میں زکوٰۃ دینے کا دعوٰے نہیں کیا۔ شیعوں کے ہاں یہ روایت متواتر ہے مخالفین کے ہاں بھی قریب قریب متواتر کے ہے جمع کا صیغہ واحد کے معانی میں استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ مندرجہ ذیل آیات میں مذکور ہے الذین قال لھم الناس ان الناس قد جمعوا لکم فاخشوھم اور ان الذین ینادونک من وراء الحجرات اور یقولون لئن رجعنا الی المدینہ۔ والذین آمنوا عموم پر دلالت نہیں کرتا۔ بلکہ خصوص پر دال ہے۔ کیونکہ نماز کی حالت میں رکوع میں انگوٹھی دینے والے صرف امیرالمومنینؑ ہی ہیں۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے نماز کی حالت میں رکوع میں زکوٰۃ کے دینے کے بارے میں مندرجہ ذیل شعراء نے اشعار بیان کئے ہیں:۔

خزیمہ بن ثابت۔ حسان بن ثابت۔ سید حمیری۔ علامہ رضی۔ دعبل خزاعی۔ عوفی۔ عبدی۔ ابن حماد۔ وراق صفی بصری۔ نصر بن منتصر۔ اصفہانی اور ابوالحسین وغیرہ۔

۲

آیت والنجم اذا ھوی

ابوجعفر بابویہ۔امالی میں طرق کثیرہ سے جویبر سے وہ ضحاک سے وہ ابو ہارون عبدی سے وہ ربیعہ
سعدی سے اور ابو اسحاق ثوادی سے وہ جعفر بن محمد سے آپ اپنے آبا طاہرین علیہم السلام سے یہ سب لوگ
ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ اور منصور بن اسود امام جعفر صادق علیہ السلام سے آپ اپنے آباء طاہرین علیہم
السلام سے روایت کرتے ہیں۔ حدیث کے الفاظ وہ ہیں جن کو منصور نے بیان کیا ہے۔ رسول اللہ صلعم بیمار ہوگئے
اور اس بیماری میں آپ کا انتقال ہوگیا۔ آنحضرت صلعم کی خدمت میں آپ کے اہل بیت اور اصحاب حاضر تھے
عرض کیا یا رسول اللہ صلعم اگر آپ کا انتقال ہوجائے تو آپ کے بعد کون ایسا شخص ہوگا۔ جو آپ کا امر لے کر
ہم میں کھڑا ہوگا۔ یہ سن کر آنحضرت صلعم نے انہیں کوئی جواب نہ دیا۔ اور خاموش رہے۔ دوسرے دن انہوں
نے وہی بات دہرائی۔ لیکن آپ نے کوئی جواب نہ دیا۔ تیسرے دن عرض کیا۔ یا رسول اللہ اگر آپ کا انتقال ہو
جائے۔ تو آپ کا جانشین کون ہوگا۔ اور آپ کا حکم ہم پر کون نافذ کرے گا؟ آپ نے فرمایا۔ کل میرے اصحاب کے
گھر آسمان سے ستارہ اترے گا۔ دیکھو وہ کون ہے۔ ایسا شخص میرے بعد تمہارا خلیفہ ہوگا۔ اور میرا امر لے کر تم
پر کھڑا ہوگا۔ اور ہر شخص کے دل میں اس بات کی خواہش تھی۔ کہ آنحضرت فرمائیں۔ تم میرے بعد خلیفہ ہوگے
چوتھے روز ہر ایک شخص اپنے اپنے حجرے میں بیٹھ گیا۔ اور اس بات کا منتظر تھا۔ کہ ستارہ کس کے گھر میں نازل
ہوتا ہے۔ آسمان سے ستارہ چل پڑا۔ اس کی روشنی دنیا کی روشنی پر چھا گئی۔ ستارہ علی علیہ السلام کے حجرے میں
آ گرا۔ لوگوں کی بھیڑ لگ گئی۔ اور کہنے لگے یہ شخص گمراہ اور بے راہ ہوگیا ہے اپنے ابن عم کے بارے میں اپنی خواہش
سے بات کرتا ہے۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ والنجم اذا ھوی ایک روایت میں ہے
جب کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ تو کلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم نوف بکالی کی روایت کی رو سے
یہ بات ثابت ہے۔ کہ ستارہ علیؑ کے گھر میں آ گرا۔ جس کی روشنی سے شہر مدینہ اور اس کے مضافات روشن
ہوگئے نازل ہونے والا ستارہ زہرہ تھا۔ ایک روایت میں ہے ثریا تھا۔ مندرجہ ذیل شعراء نے اس بارے
میں اشعار بیان کئے تھے۔

ابن حماد۔ خطیب منبج۔ عونی۔ ابن علویہ۔ اور مہیار۔

تاریخ خطیب۔ بلاذری۔ حلیہ ابو نعیم۔ اور ابانہ اکبری میں سفیان ثوری۔ اعمش سے روایت کرتے ہیں

نیز ثوری علقمہ سے وہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں کہ شادی کی صبح کو حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے جسم اقدس میں رسول اللہ صلعم نے کپکپی محسوس کی۔ آپ نے فرمایا اے فاطمہ میں نے تیری شادی اس شخص سے کی ہے جو دنیا میں سردار ہے اور آخرت میں صالحین میں سے ہوگا۔ اے فاطمہ جب اللہ تعالیٰ نے تیری شادی علیؑ سے کرنی چاہی جبرائیل کو حکم دیا۔ جبرائیل چوتھے آسمان پر کھڑا ہوا۔ فرشتوں کو صفوں میں کھڑا کر دیا ان پر خطبہ پڑھا۔ اور تیری شادی علیؑ سے کر دی۔ پھر اللہ تعالیٰ نے بہشت کے درخت کو حکم دیا کہ وہ زیور اور پوشاکیں اٹھائے پھر اسے حکم دیا کہ وہ فرشتوں پر نچھاور کرے۔ ایک نے دوسرے سے زیادہ چیزیں اٹھائیں۔ قیامت تک ایک دوسرے سے فخر کرتے رہیں گے۔ ام سلمہ کا بیان ہے کہ فاطمہ سلام اللہ علیہا عورتوں پر اس بات کا فخر کیا کرتی تھیں۔ کہ میں وہ ہوں۔ جس کا خطبہ نکاح جبرائیل نے پڑھا تھا۔

"تاریخ بغداد" و "شرف المصطفیٰ" اور "شرح الاسکافی" میں عبد الرزاق معمر سے وہ زہری سے وہ عبید اللہ سے وہ نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے علیؑ کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ تم دنیا میں بھی سید ہو اور آخرت میں بھی سید ہو۔ جس نے تجھے دوست رکھا۔ اس نے مجھے دوست رکھا جس نے مجھے دوست رکھا اس نے خدا کو دوست رکھا جس نے تجھ سے بغض رکھا۔ اس نے مجھ سے بغض رکھا جس نے مجھ سے بغض رکھا اس نے خدا سے بغض رکھا۔

حلیۃ الاولیاء۔ فضائل سمعانی۔ کتاب الطبرانی اور تفسیر میں بالاسناد عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ سے وہ حسن بن علی علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ میرے پاس سید العرب کو بلاؤ یعنی علیؑ کو۔ بی بی عائشہ نے عرض کیا آپ سید العرب نہیں ہیں؟ آپ نے فرمایا میں اولاد آدم کا سردار ہوں۔ اور علی عرب کے سردار ہیں۔ جب علیؑ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے تو فرمایا۔ اے گروہ انصار اگر تم اس کا دامن پکڑو گے۔ تو ہرگز ہرگز اس کے بعد گمراہ نہ ہوگے۔ عرض کیا ہاں یا رسول اللہ ایسا ہی کریں گے۔ فرمایا یہ علیؑ موجود ہیں۔ میری محبت کی وجہ سے ان سے محبت کرو۔ میری عزت کی وجہ سے ان کی عزت کرو۔ مجھے جبرائیلؑ نے اللہ تعالیٰ کی طرف سے اس بات کا حکم دیا ہے۔ اور میں نے تمہیں آگاہ کر دیا ہے۔

ابو بشیر سعید بن عائشہ نے کتاب السودد میں اس کو روایت کیا ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ بی بی عائشہ نے عرض کیا۔ (یا رسول اللہ) سردار کا کیا مطلب ہے؟ فرمایا۔ اس کی اطاعت اس طرح فرض ہے جس طرح میری اطاعت۔

ابو حنیفہ ایک سند سے فاختہ ام ہانی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلعم نے علیؑ سے فرمایا۔ کہ تم دنیا

میں بھی لوگوں کے سردار ہو۔ اور آخرت میں بھی لوگوں کے سردار ہو۔

حلیۃ الاولیاء میں شعبی نے کہا حضرت علی علیہ السلام نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کہا

میرے بارے میں سید المسلمین اور امام المتقین کا آنا مبارک ہو۔

مسند کی حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا میں سید الانبیاء ہوں اور علی س

الاوصیاء ہیں

ایک حدیث میں ہے کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے حضرت امام حسین علیہ السلام سے فرمایا

خود سید ہو۔ سید کے بیٹے اور سید کے بھائی ہو۔

۳

"یا ایہا الذین امنوا اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم"

اے ایمان والو! اللہ کی اطاعت کرو۔ اور رسول کی اطاعت کرو۔ اور تم میں سے جو صاحب امر ہیں

کی اطاعت کرو۔

اس آیت کے بارے میں امت کے دو قول ہیں۔ ایک یہ ہے کہ یہ آیت ہمارے آئمہ علیہم السلام کے

میں نازل ہوئی ہے دوسرا یہ ہے۔ کہ نہیں اولی الامر سے مراد امراء سرایا ہیں جب ان میں س

ایک بات غلط ثابت ہوگی۔ تو دوسری خودبخود صحیح ثابت ہو جائے گی۔ وہ بات جس سے یہ ثابت ہو

کہ اولی الامر سے مراد ہمارے آئمہ علیہم السلام ہیں۔ وہ یہ ہے۔ آیت علی العموم اولی الامر کی اطاعت پر

کرتی ہے۔ کیوں کہ اللہ تعالیٰ نے اولی الامر کا عطف اپنے اور اپنے نبی کے ساتھ کیا ہے جس طرح اللہ

کی اطاعت واجب ہے۔ اسی طرح اولی الامر کی اطاعت واجب ہے۔ اللہ تعالیٰ نے کسی چیز کا

نہیں کیا۔ نہ ہی اپنی ذات کے لئے نہ ہی نبی کے لئے کسی اختصاص کا نہ ہونا اس بات پر دلالت کرتا

اطاعت تمام کی واجب ہے۔ جب یہ بات ثابت ہوگئی تو ان حضرات کی امامت ثابت ہوگئی۔ کیو

امام کے سوا نبی کے بعد کسی کی اطاعت واجب نہیں ہے جب اولی الامر کی اطاعت واجب ہے

علیہم السلام کی عصمت ثابت۔ ورنہ لازم آئے گا۔ کہ اللہ تعالیٰ فعل قبیح کا حکم دیتا ہے یہ اس صورت

جب مطاع غیر معصوم ہو۔ حالانکہ اللہ تعالیٰ کی ذات سے قبیح کا واقع ہونا ناممکن ہے اگر قبیح کا

مان لیں تو قبیح کی اقتدا لازم آئے گی۔ انہی وجوہ سے ثابت ہے کہ مطاع معصوم ہو۔ وہ ہمارے آئمہ

سراپا معصوم نہیں ہیں۔ اس آیت میں ان کا مراد ہونا باطل ہے "

کچھ لوگوں کا خیال ہے۔ کہ اولی الامر سے مراد علمائے عامہ ہیں۔ حالانکہ ان کا آپس میں اختلاف ہے اگر ہم ایک کی اطاعت کریں۔ تو دوسرے کی نافرمانی لازم آتی ہے۔ جب مومن ایک کی اطاعت اور دوسرے کی نافرمانی کرے گا۔ تو ایسا حکم اللہ تعالیٰ نہیں دے سکتا۔ اللہ تعالیٰ نے اولی الامر کی تعریف علم اور حکمت کے ذریعے کی ہے

واذا جاءھم امر من الامن او الخوف اذاعوا بہ۔ ولو ردوہ الی الرسول والی اولی الامر منھم لعلمہ الذین یستنبطونہ منھم

خوف کے وقت امر کا لوٹانا امرا کی طرف ہے۔ اور استنباط کے وقت علما کی طرف۔ یہ دونوں چیزیں امیر عالم ہی میں جمع ہو سکتی ہیں "

شعبی ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ائمہ علیہم السلام ہی امرا سرایا ہیں۔ پہلے ان میں علیؑ ہیں حسن بن صالح بن حی نے امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ اس سے مراد آئمہ اہل بیت رسول صلعم ہیں۔

تفسیر مجاہد میں ہے کہ یہ آیت امیر المومنینؑ کی شان میں اس وقت نازل ہوئی۔ جب جنگ تبوک کے وقت رسول اللہ صلعم نے آپ کو مدینہ میں اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے عرض کیا تھا۔ یا رسول اللہ آپ مجھے بچوں اور عورتوں میں خلیفہ بناتے ہیں۔ فرمایا یا علیؑ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو۔ کہ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسےٰ سے حاصل تھی۔

جب رسول اللہ صلعم نے مدینہ میں علی علیہ السلام کو خلیفہ بنایا تھا۔ تو اللہ تعالیٰ نے محمد صلعم کے بعد امارت کا نگران علیؑ کو بنایا تھا۔ اللہ تعالےٰ نے لوگوں کو علی علیہ السلام کی اطاعت کا حکم دیا تھا۔ اور مخالفت سے منع کیا تھا۔ ابانہ فلکی میں تحریر ہے۔ کہ یہ آیت اس وقت نازل ہوئی۔ جب ابو ہریرہ نے حضرت علی علیہ السلام کی شکایت بارگاہ نبوی میں کی تھی۔

حدیث انت منی بمنزلۃ ھارون من موسےٰ الا انہ لانبی بعدی کو مسلم اور بخاری نے بیان کیا ہے اور دارقطنی نے خصائص میں ذکر کیا ہے۔ کہ کسی نے شافعی المذہب شخص سے حضرت علیؑ کے متعلق سوال کیا۔ تو آپ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے علیؑ! تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسےٰ

سے حاصل تھی۔ ہاں مگر میرے بعد نبوت نہیں ہوگی۔"

احمد بن محمد بن سعد نے اس حدیث کے طرق کے بارے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے۔ جسے امت میں اجماعاً قبولیت کا درجہ حاصل ہوا ہے۔ اس میں تحریر کیا ہے کہ اس حدیث کو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے کئی بار ارشاد فرمایا ہے۔ اور ایک موقعہ وہ ہے جب رسول اللہ صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کو مدینہ اور حرم میں اپنا خلیفہ مقرر کیا تھا۔ اور آپ تنہا تھے۔

تبوک مدینہ سے دور تھا۔ وہاں جاتے ہیں رسول اللہ صلعم کو مدینہ میں نقص امن کا خطرہ تھا۔ آنحضرت صلعم کو اس بات کا بھی علم تھا۔ کہ تبوک میں جنگ نہیں ہوگی۔ آپ چالیس ہزار کا لشکر لے کر روانہ ہوئے تھے۔ اور علی علیہ السلام مدینہ میں اکیلے تھے۔ اس وقت مدینہ میں یا منافق تھے یا عورتیں۔"

ابو سعید خدری کا بیان ہے۔ کہ جب نبی صلعم بمقام جرف پہنچے۔ تو حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا۔ اے اللہ کے نبی۔ منافقین کا خیال ہے۔ کہ آپ مجھے ایک بوجھ اور غیر ضروری تصور کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ وہ جھوٹے ہیں۔ میں نے تجھے اپنا خلیفہ بنایا ہے۔ تم واپس جاؤ اور میرے اہل اور اپنے اہل میں میرے خلیفہ ہو۔ کیا تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسے سے حاصل تھی۔ مگر میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ حضرت علی علیہ السلام واپس تشریف لائے روایات کثیرہ میں وارد ہوا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ میرے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اگر ہوتا۔ تو تم ہوتے۔"

اس حدیث کو خطیب نے تاریخ میں عبد الملک عکبری نے فضائل میں اور ابو بکر بن مالک ابن ثلاج اور علی بن جعد نے اپنی اپنی احادیث میں بیان کیا ہے۔ یہ اور ابن فیاض نے شرح الاخبار میں عماد بن مالک سے وہ سعید سے وہ اپنے باپ سے اس حدیث کو بیان کرتے ہیں۔ اس حدیث سے یہ ثابت ہوتا ہے۔ کہ جس طرح حضرت ہارون مرتبہ افضل میں موسے علیہ السلام کے تالی تھے۔ اس طرح ثابت ہوتا ہے کہ حضرت امیر المومنین علیہ السلام نبی صلعم کے تالی ہیں۔ مرتبہ نبوت کا استثنا خود رسول نے کر دیا ہے۔ حتمی طور پر یہ بات لازم آتی ہے۔ کہ حضرت علی تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ نبوت کے سوا باقی تمام مراتب امیر المومنین کے لئے واجب ہے جو ہارون کو موسے سے حاصل تھی۔ ان مراتب میں سے ایک بات یہ بھی تھی۔ کہ حضرت علی رسول اللہ صلعم کے خلیفہ تھے۔ اور قوم پر آپ کی اطاعت فرض تھی۔ اور آنحضرت صلعم کی غیر حاضری میں آپ رسول اللہ صلعم

کے مقام کے مستحق تھے۔ اس سے امیر المومنین حضرت علیؑ کی امامت اور عصمت ثابت ہوتی ہے کیوں کہ علی الاطلاق اطاعت کا واجب ہونا اس بات پر دلالت کرتا ہے کہ آپ سے کوئی ناجائز فعل صادر نہ ہوا۔ لانبی بعدی کی نفی کی مخالفت کی اس تاویل کا بطلان ہوتا ہے۔ کہ یہ حدیث صرف آپ کی ایک خصوصیت مدینہ میں آپ کے خلیفہ ہونے پر دلالت کرتی ہے بلکہ نبوت کے سوا باقی تمام خصوصیات علیؑ علیہ السلام کو رسول اللہ صلعم سے حاصل تھیں جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل تھیں۔ اگر کسی اور چیز کی نفی کرنا مقصود ہوتا۔ تو آنحضرت صلعم نے جس طرح اپنی وفات کے بعد نبوت کی نفی کر دی تھی۔ اس کی بھی نفی کر دیتے۔ اس سے ثابت ہوا۔ باقی تمام باتیں اسی وقت علی علیہ السلام کو رسول اللہ صلعم سے حاصل تھیں۔ گویا کہ رسول اللہ صلعم نے اس طرح فرمایا۔ کہ تمہیں میری وفات کے بعد وہ تمام مراتب حاصل ہیں جو ہارونؑ کو موسیٰ کی زندگی میں حاصل تھے۔ جب یہ بات ثابت ہوگئی۔ تو مخالف کے اس دعوے کی کوئی قدر نہیں رہتی۔ کہ حضرت علی علیہ السلام کو یہ اختصاص صرف آنحضرت صلعم کی زندگی تک محدود تھا۔ رسول اللہ صلعم نے حدیث شریف میں فرمایا۔ اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتا تو علیؑ ہوتے۔ چونکہ آنحضرت صلعم کے بعد کوئی نبی نہیں ہوگا۔ اس لئے آپ کا بھائی ہی آپ کا وزیر اور خلیفہ ہو۔ اس کی دلیل یہ ہے۔ کہ موسیٰ علیہ السلام نے کہا میرا وزیر میرے اہل سے ہو۔ وہ میرے بھائی ہارونؑ ہیں۔ اسے میرا خلیفہ بنا۔ جس شخص کو نبی اکرم صلعم نے منزلت ہارون کے ساتھ مخصوص کیا ہے۔ وہ اس بات سے پاک و پاکیزہ ہے۔ کہ خیال آرائیاں اس کے خلیفہ اول ہونے میں پیچ و تاب کھاتی رہیں۔ دیک الجن۔ ابن علویہ۔ ابن مکی۔ زاہی۔ ناشی۔ ابن حماد۔ عونی۔ محمد بن نصر بن بسام۔ رئیس ابو یحییٰ بن وزیر ابو القاسم مغربی۔ حمانی۔ ابن الطیس۔ منصور نمری۔ ابان لاحقی۔ صاحب۔ زید بن علیؑ اور صنوبری نے اس بارے میں اشعار بیان کئے ہیں۔

۴

یوم غدیر کا واقعہ

یاایھاالرسول بلغ ما انزل الیک من ربک وان لم تفعل فما بلغت رسالتہ

اے رسول وہ بات پہنچا دے جو تیری طرف تیرے رب کی طرف سے نازل ہوئی ہے۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا۔ تو تُو نے کار رسالت کو نہیں پہنچایا۔

واحدی نے اسباب نزول القرآن میں باسناد خود اعمش اور ابو حجاف سے یہ دونوں عطیہ سے وہ ابوسعید خدری سے ابوبکر شیرازی فی ما نزل القرآن فی امیرالمومنینؑ میں بالاسناد خود ابن عباس سے مرزبانی اپنی کتاب میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ یہ آیت یاایہا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک غدیر خم کے روز علی بن ابی طالب علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

تفسیر ابن جریح، عطاء، ثوری اور ثعلبی میں منقول ہے کہ یہ آیت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی فضیلت میں نازل ہوئی ہے۔

ابراہیم ثقفی باسناد خود خدری بریدہ اسلمی اور محمد بن علی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ یہ آیت غدیر کے روز علی کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

تفسیر ثعالبی میں جعفر بن محمدؑ سے روایت ہے کہ بلغ ما انزل الیک کے معانی یہ ہیں۔ کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کی فضیلت جو تم پہ نازل کی گئی ہے۔ اسے پہنچا دو۔ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو نبی صلعم نے علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ

نیز جعفر بن محمدؑ سے کلبی نے اپنے اسناد سے نقل کیا ہے۔ کہ یہ آیت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔

من کنت مولاہ فعلی مولاہ اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ آیت یاایہا الرسول میں پانچ چیزیں موجود ہیں۔ کرامت۔ امر۔ حکایت۔ عزل اور عصمت۔ اللہ عزوجل نے اپنے رسول کو حکم دیا۔ کہ تم علیؑ کو امام نصب کردو۔ آنحضرت صلعم نے قوم کی تکذیب کی وجہ سے توقف کیا۔ تو یہ آیت نازل ہوئی۔ فلعلک باخع نفسک تب رسول اللہ صلعم نے لوگوں کو حکم دیا کہ وہ جا کر علیؑ کو امیر المومنین کہہ کر سلام کریں۔[1]

---

[1] اس بارے میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے اصحاب سلیم بن قیس کوفی متوفی ؁ ہجری کی تالیف کردہ کتاب السقیفہ ایک لاجواب چیز ہے جس کا ترجمہ بندہ نے اردو میں کردیا ہے عصر حاضر کے تقاضوں کی وجہ سے ابھی اشاعت معرض التواء میں ہے الحاج جناب ملک صادق علی صاحب عرفانی مدیر اخبار رشید لاہور و مالک شیعہ جنرل بک ایجنسی لاہور کی تحویل میں مذکورہ اردو ترجمہ موجود ہے دیکھئے ملک صاحب کب شائع فرماتے ہیں۔ "مترجم"

پھر کچھ دن کے بعد یہ آیت نازل ہوئی یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک من ربک شب معراج میں اوحی الی عبدہ ما اوحی کے بارے میں تفسیر میں آیا ہے۔ کہ یہ اشارہ علی علیہ السلام کے لئے ہے جب وقت آگیا تو حکم خداوندی آیا۔ کہ جو کچھ تم پہ نازل کیا گیا۔ اور وحی کی گئی اس کو پہنچا دے۔ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ زاہی یہ بحرہ۔ اور ابن حماد نے اس بارے میں اشعار بیان کئے ہیں۔

امام محمد باقر اور امام جعفر صادق علیہما السلام آیت الم نشرح لک صدرک کے بارے میں ارشاد فرماتے ہیں کیا ہم نے تیرے وصی کے بارے میں تجھے آگاہ نہیں کیا اور اس کو تمہارا مددگار نہیں بنایا۔ اور تمہارے اس دشمن کو ذلیل نہیں کیا جس نے تیری پشت کو توڑ دیا تھا۔ اور اس سے سلالۃ الانبیاء کو پیدا نہیں کیا جو لوگوں کو ہدایت کرتے ہیں۔ اور تیرے ذکر کو بلند کیا جب میرا ذکر ہوتا ہے تو تیرا ذکر میرے ساتھ ہوتا ہے۔ جب تو اپنی دنیا کے امور سے فارغ ہو جائے تو ولایت کے لئے علیؑ کو امام مقرر کر تاکہ لوگ اختلاف کی حالت میں آپ کے ذریعے ہدایت حاصل کرتے رہیں۔

عبدالسلام بن صالح حضرت امام رضا علیہ السلام سے "الم نشرح لک صدرک" کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ کہ اے محمد! کیا ہم نے علی کو تیرا وصی مقرر نہیں کیا؟ اور علیؑ کی وجہ سے کفار سے لڑائی کا بوجھ تم سے دور نہیں کیا؟ ورفعنا لک ذکرک۔ اپنے ذکر کے ساتھ تیرا ذکر بلند نہیں کیا"

ابو حاتم رازی کا بیان ہے۔ کہ حضرت امام جعفر بن محمدؑ نے آیت فاذا فرغت فانصب کو پڑھا اور کہا۔ کہ (اے محمدؐ) جب تم شریعت کی تکمیل سے فارغ ہو جاؤ۔ تو علیؑ کو امام بناؤ۔

ابو سعید خدری اور جابر انصاری کا بیان ہے۔ کہ آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی۔ نبی صلعم نے فرمایا۔ اللہ اکبر دین مکمل ہو گیا نعمت تمام ہو گئی۔ رب میری رسالت اور میرے بعد علی بن ابی طالب کی ولایت پر راضی ہو گیا۔ اس کو نطنزی نے خصائص میں بیان کیا ہے۔

عیاشی امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ الیوم اکملت لکم دینکم میں نے آج کے دن دین مکمل کر دیا۔ دین کے محافظ کے قیام سے واتممت علیکم نعمتی میں نے اپنی نعمت کو تمام کر دیا ہماری ولایت کے ساتھ۔ ورضیت لکم الاسلام دینا یعنی دین اسلام سے راضی ہوا یعنی نفس نے ہمارے امر کو تسلیم کر لیا"

حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام کا فرمان ہے۔ یہ آیت غدیر کے روز نازل

ہوئی۔ حضرت عمر سے یہودیوں نے کہا۔ اگر یہ دن ہم میں ہوتا تو ہم اس دن کو عید کا دن قرار دیتے۔

ابن عباس نے کہا۔ اس دن سے زیادہ کامل عید کا اور کون ہو سکتا ہے۔

ابن عباس نے کہا۔ اس دن کے بعد۔ رسول اللہ صلعم ۸۱ دن کے بعد انتقال فرما گئے۔

سدی نے کہا۔ اس کے بعد نہ حلال اور نہ ہی حرام کی کوئی اور آیت نازل نہیں ہوئی۔ رسول اللہ صلعم نے ذوالحجہ اور محرم میں حج ادا کیا اور انتقال فرما گئے۔

روایت ہے کہ آیت انما ولیکم اللہ و رسولہ نازل ہوئی۔ اللہ تعالیٰ نے آنحضرت صلعم کو حکم دیا کہ علی علیہ السلام کی ولایت کا اعلان کر دیں۔ آپ نے لوگوں کے دلوں کے فساد کے باعث توقف کیا تو یہ آیت نازل ہوئی۔ یا ایہا الرسول بلغ ما انزل الیک۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ واذکروا نعمۃ اللہ علیکم۔ پھر آیت الیوم اکملت لکم دینکم نازل ہوئی۔ اس آیت میں پانچ بشارتیں ہیں۔ اکمال دین۔ اتمام نعمت۔ رضائے رحمٰن۔ اہانت شیطان۔ اور خوف منکرین جیسا کہ اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ الیوم یئس الذین کفروا من دینکم۔ حدیث غدیر میں مومنین کے لئے عید ہے۔ بلکہ عید اللہ الاکبر۔ ابن عباس نے کہا اس روز پانچ عیدیں جمع ہوگئی تھیں۔ جمعہ۔ غدیر۔ عید یہود۔ عید نصاریٰ اور مجوس۔ اس سے پہلے یہ عیدیں جمع نہیں ہوئی تھیں۔ ابو سعید خدری کی روایت میں ہے کہ غدیر کا روز جمعرات کا دن تھا۔

علماء اس حدیث کو تو مانتے ہیں۔ مگر اس کی تاویل میں اختلاف کرتے ہیں۔ مندرجہ ذیل حضرات نے اس کو ذکر کیا ہے۔

(۱) محمد بن اسحاق۔ (۲) احمد بلاذری (۳) مسلم بن حجاج (۴) ابو نعیم اصفہانی (۵) ابو الحسن دارقطنی (۶) ابو بکر بن مردویہ (۷) ابن شاہین (۸) ابو بکر باقلانی (۹) ابو المعالی جوینی (۱۰) ابو اسحاق ثعلبی (۱۱) ابو سعید خرگوشی (۱۲) ابو المظفر سمعانی (۱۳) ابو بکر بن شیبہ (۱۴) علی بن جعد (۱۵) شعبہ (۱۶) اعمش (۱۷) ابن عباس (۱۸) ابن ثلاج (۱۹) شعبی (۲۰) زہری (۲۱) اقلیشی (۲۲) ابن بیع (۲۳) ابن ماجہ (۲۴) ابن عبد ربہ (۲۵) الکانی (۲۶) ابو یعلیٰ موصلی کئی طریقوں سے (۲۷) احمد بن حنبل چالیس طریقوں سے (۲۸) ابن بطہ ۲۳ طریقوں سے (۲۹) ابن جریر طبری ۷۵ سے زائد واسطوں سے کتاب الولایۃ میں۔ (۳۰) ابو العباس بن عقدہ ایک سو پانچ طریقوں سے (۳۱) علی بن ہلال مہلبی نے کتاب الغدیر تصنیف کی۔ (۳۲) احمد بن محمد بن سعید نے ایک کتاب لکھی جس میں ان حضرات کا ذکر ہے جنہوں نے حدیث غدیر کی

ہزار اصحاب گواہ تھے) غدیر وادی اراک ہے۔ جو مدینہ سے دس فرسخ اور جحفہ سے چار میل کے فاصلے پر واقع ہے ہے۔

۱۸ ذی الحجہ کو مقام غدیر پر اجتماع ہوا۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اعلانچی کو اعلان کرنے کا حکم دیا۔ نماز جماعت کا اعلان کیا گیا۔ فرمایا۔ تمہاری جانوں سے کون افضل ہے۔ عرض کیا گیا۔ اللہ اور اس کا رسولؐ۔ آپؐ نے فرمایا "خداوند گواہ رہنا" پھر علی علیہ السلام کا ہاتھ پکڑ کر فرمایا۔

"من کنت مولاہ فھذا علی مولاہ

اللھم وال من والاہ وعاد من عاداہ وانصر من نصرہ واخذل من خذلہ"

"جس کا میں سردار ہوں۔ اس کے علی سردار ہیں۔

اے معبود تو اس کو دوست رکھ۔ جو علیؑ کو دوست رکھے۔ تو اس سے دشمنی رکھ جو علیؑ سے دشمنی رکھے۔ تو اس کی مدد کر جو علیؑ کی مدد کرے۔ تو اس کو چھوڑ دے جو علیؑ کو چھوڑ دے۔"

اس حدیث کی مزید تقویت اس بات سے ہوتی ہے۔ کہ اس حدیث کی شہادت لوگوں سے یوم الدار طلب کی تھی۔ آپ نے اس موقع پر اپنے فضائل کو گنا تھا۔ آپ نے فرمایا۔ کیا تم میں کوئی ایسا شخص موجود ہے جس کے بارے رسول اللہ صلعم نے کہا ہو۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ" انہوں نے کہا نہیں (وہ تو آپ ہیں۔) انہوں نے اس حدیث کا اعتراف کیا تھا۔ اور وہ جمہور اصحاب تھے۔

فضائل احمد۔ احادیث ابوبکر بن مالک۔ ابانہ بن بطہ اور کشف الثعلبی میں براء بن عازب سے روایت ہے۔ کہ ہم لوگ حجۃ الوداع کے موقع پر رسول اللہ صلعم کے ساتھ واپس آرہے تھے۔ غدیر خم کے مقام پر نماز جامعہ کا اعلان فرمایا۔ دو درختوں کے درمیان تشریف فرما ہوئے۔ حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا۔ کیا میں مومنین سے ان کی جان سے افضل نہیں ہوں" عرض کیا ہاں یا رسول اللہ" آپ نے فرمایا: میں ہر مومن سے ان کی جان سے افضل نہیں ہوں۔" انہوں نے عرض کیا۔ "ہاں ایسا ہی ہے" آپ نے فرمایا۔ یہ علیؑ اس کے سردار ہیں۔ جس کا میں سردار ہوں۔ اے معبود! تو اس کو دوست رکھ۔ جو اس کو دوست رکھے۔ تو اس سے دشمنی رکھ۔ جو اس سے دشمنی رکھے۔ راوی کا بیان ہے۔ کہ حضرت علیؑ سے حضرت عمر کی ملاقات ہوگئی۔ عرض کیا۔ اے ابوطالبؑ کے فرزند! آپ کو مبارک ہو۔ آپ تو ہر مومن مرد اور مومنہ عورت کے سردار ہو گئے۔"

ابوسعید خدری کی روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "اے لوگو! مجھے مبارک باد دو۔ مجھے مبارک باد دو۔ اللہ عزوجل نے مجھے نبوت سے اور میرے اہل بیت کو ولایت کے ساتھ مخصوص کیا ہے" حضرت عمر بن خطاب کی امیر المومنین علیہ السلام سے ملاقات ہوگئی۔ عرض کیا "اے ابوالحسنؑ! آپ کو خوشخبری ہو، آپ میرے اور ہر مومن اور مومنہ کے مولا ہوگئے ہیں۔ خرگوشی شرف المصطفےٰ میں براء بن عازب سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ "اے معبود! تو اس کو دوست رکھ جو علیؑ کو دوست رکھے تو اس سے دشمنی رکھ جو اس سے دشمنی رکھے" اس کے بعد حضرت علیؑ کی حضرت عمر سے ملاقات ہوگئی۔ حضرت عمر نے عرض کیا اے ابوطالبؑ کے فرزند! آپ کو مبارک ہو۔ آپ نے صبح و شام اس حالت میں کی کہ آپ ہر مومن اور ہر مومنہ کے سردار ہوگئے۔

ابوبکر باقلانی نے تمہید میں سمعانی نے فضائل الصحابہ میں باسناد خود سالم بن ابی جعد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ کسی نے حضرت عمر بن خطاب سے پوچھا۔ آپ تو علی علیہ السلام کے بارے میں ایسی بات کہتے ہیں جو اور اصحاب النبی صلعم کے بارے میں نہیں کہتے۔ حضرت عمر نے کہا حضرت علی علیہ السلام تو میرے مولا ہیں"

معاویہ بن عمار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے ایک حدیث بیان کرتے ہیں۔ کہ جب رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ تو ایک عدوی شخص کہنے لگا خدا کی قسم یہ حکم خداوندی نہیں۔ بلکہ یہ اپنی طرف سے غلط کہہ رہے ہیں۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ ولو تقول علینا بعض الاقاویل الی کافرین تک حسان جمال ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب لوگوں نے دیکھا کہ رسول اللہ صلعم حضرت علی علیہ السلام کا ہاتھ بلند کئے ہوئے ہیں۔ کہ ایک شخص کہنے لگا۔ کہ اس کی آنکھوں کو دیکھو۔ کہ اس طرح گھوم رہی ہیں جس طرح مجنوں کی آنکھیں گھومتی ہیں۔ اس وقت جبرئیل علیہ السلام یہ آیت لے کر حاضر ہوئے۔ وان یکاد الذین کفروا لیزلقونک بابصارھم

عمر بن یزید نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے اس آیت قل انما اعظکم بواحدۃ کے بارے میں پوچھا فرمایا یہ ولایت ہے؛ میں نے عرض کیا۔ یہ کیوں کر۔ فرمایا۔ جب رسول اللہ صلعم نے علی علیہ السلام کو لوگوں کا امام مقرر کیا اور فرمایا۔ من کنت مولاہ فعلی مولاہ تو لوگ شک کرنے لگے اور کہنے لگے کہ محمد صلعم ہر وقت ہمیں ایک نئی بات کی طرف بلاتے ہیں۔ اپنے اہل بیت کو ہماری گردنوں پر مسلط کرنا شروع کردیا ہے۔ اور یہ آیت پڑھی۔ قل انما اعظکم بواحدۃ میں تمہیں ایک بات کی نصیحت کرتا ہوں۔ میں نے وہ چیز ادا کردی ہے۔ جو تمہارے رب نے تم پر فرض کی ہے۔ ان تقوموا للہ مثنیٰ و فرادیٰ اللہ تعالیٰ کی خاطر دو۔ دو اور ایک ایک ہو کر کھڑے ہو جاؤ۔ مثنیٰ سے مراد

وہ امام ہیں۔ جو آنحضرت صلعم کے بعد ان دونوں رسولؐ اور علیؑ کے اولاد سے ہوں گے۔ (پھر کہنے لگے) اسے دوسرے (علیؑ) رسول اللہ صلعم نے تیرے سوا کسی کو مراد نہیں لیا۔

علامہ سید مرتضیٰ علم الہدیٰ نے کتاب تنزیہ الانبیاء میں تحریر فرمایا ہے۔ ابتداء امر میں جب رسول اللہ صلعم نے امیرالمومنین علیہ السلام کی امامت پر نص فرمائی تو قریش نے کہا۔ یا رسول اللہ! اسلام کا ابتدائی زمانہ ہے۔ یہ لوگ اس بات پر راضی نہیں ہوں گے۔ کہ نبوت تم ہی ہو اور امامت تیرے ابن عم ہیں۔ اگر آپ امامت کسی اور میں قرار دیں تو بہتر ہوگا۔ نبی صلعم نے فرمایا۔ میں نے یہ بات اپنی رائے اور اختیار سے نہیں کی۔ بلکہ اللہ نے مجھے حکم دیا ہے اور یہ بات مجھ پر فرض کی ہے۔ کہنے لگے اگر آپ اللہ کے خوف کے بارے یہ کام نہیں کر سکتے تو خلافت کے بارے میں علیؑ کے ساتھ قریش کا ایک آدمی شریک کر دیجئے۔ تاکہ لوگوں کا اضطراب بھی ختم ہو۔ اور آپ کا کام بھی پورا ہو جائے۔ اگر آپ نے ایسا کر دیا تو لوگ آپ کے خلاف نہیں ہوں گے۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ لئن اشرکت لیحبطن عملک ولتکونن من الخاسرین اگر تم نے کسی کو شریک (خلافت علی کے بارے میں) کیا تو تیرے عمل ضبط ہو جائیں گے اور گھاٹا اٹھانے والوں میں ہو جاؤ گے۔

عبدالعظیم حسنی (جن کا صاحب مزار بمقام رائے نزد طہران) حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ بنو عدی کے ایک آدمی نے کہا۔ قریش میرے پاس جمع ہوئے پھر ہم نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہنے لگے یا رسول اللہ! ہم نے بتوں کی عبادت چھوڑ دی۔ اور آپ کی پیروی کی ہمیں علی علیہ السلام کی ولایت میں شریک کر دیں تاکہ ہم شرکا ہو جائیں۔ جبرائیل علیہ السلام نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہنے لگے۔ اے محمدؐ! اگر آپ نے کسی کو شریک کیا تو آپ کے عمل ضبط ہو جائیں گے۔ اس آدمی نے کہا۔ جیسے مجھے یہ سن کر تکلیف لاحق ہوئی تو میں بے اختیار ہو کر چلا گیا۔ مجھے ایک گھوڑ سوار ملا۔ ایک آدمی تھا جس کے سر پر زرد عمامہ تھا۔ اس کے جسم سے مشک کی خوشبو آ رہی تھی۔ کہا اے شخص محمدؐ نے ایسی گرہ لگائی ہے جس کو صرف کافر ہی کھولے گا یا منافق۔ میں نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اس بات سے آپ کو آگاہ کیا۔ آپ نے فرمایا۔ تم گھڑ سوار کو جانتے ہو؟ وہ جبرائیل تھے۔ اس نے تم پر ولایت کی گرہ کو پیش کیا تھا۔ اگر تم لوگوں نے اس گرہ کو کھول دیا۔ یا اس بارے میں شک کیا۔ تو قیامت کے روز میں تمہارے خلاف مدعی ہوں گا۔

حضرت امام علیہ السلام نے فرمایا۔ ابن ہند نخرے کرتا ہوا اٹھا ہوا۔ غصے کے عالم میں داہنا ہاتھ عبداللہ بن قیس اشعری پر۔ بایاں ہاتھ مغیرہ بن شعبہ پر رکھے ہوئے یہ کہتا ہوا روانہ ہوا۔ خدا کی قسم ہم محمدؐ کی بات کی

ابوعبید ثعلبی۔ نقاش۔ سفیان بن عیینہ۔ رازی۔ قزوینی۔ نیشاپوری۔ طبرسی اور طوسی نے اپنی اپنی تف
میں تحریر کیا ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلعم نے غدیر خم کے مقام پر جناب علی علیہ السلام کی امامت کی تـ
کی۔ تو یہ خبر تمام شہروں میں پھیل گئی۔ حارث بن نعمان فہری ایک روایت میں ہے ابوعبید جابر بن نضر بن حـ
بن کلاہ عبدری رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوا۔ اے محمدؐ! آپ نے لا الہ الا ا
محمد رسول اللہ کی گواہی نماز روزہ، حج اور زکوٰۃ ادا کرنے کا حکم دیا۔ ہم لوگوں نے قبول کیـ
اس بات پر راضی نہیں ہوئے۔ حتیٰ کہ اپنے ابن عم کو بلند کر کے اسے ہم پر فضیلت دی۔ اور کہا۔ من کـ
مولاہ فعلی مولاہ کیا یہ بات آپ کی ہے۔ یا اللہ کی طرف سے؟ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ قسم
ذات کی جس کے سوا کوئی معبود نہیں۔ یہ اللہ عزوجل کی جانب سے ہے۔ یہ سن کر حارث اپنی سواری کی طر
یہ کہتا ہوا بڑھا۔ اے معبود! اگر جو بات محمدؐ کہتے ہیں حق ہے تو ہم پر آسمان سے پتھر برسا۔ یا ہمیں دردناک
میں مبتلا کر دے ابھی سواری تک نہیں پہنچا تھا۔ کہ اللہ نے ایک پتھر پھینکا۔ جو اس کی کھوپری پر پڑا۔ اور اس
مقعد سے نکل گیا۔ اور وہیں فی النار و السقر ہوا۔ اور اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی۔ سال سائل بـ
واقع الخ شرح الاخبار میں ہے کہ یہ آیت نازل ہوئی۔ ایعنی ابنا یستعجلون ہمارے عذاب کی طـ
میں جلدی کرتے ہیں۔ اس کو ابونعیم فضل بن دکین نے بیان کیا ہے۔

ایک حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلعم ایک مدت سے صحابہ کو اپنی وفات سے آگاہ کرتے تھـ
یہ سن کر منافقین کہا کرتے اگر محمدؐ مر گیا۔ تو ہم اس کے دین کو تباہ کر دیں گے۔ جب خم غدیر کی کارروائی عمل میـ
آئی۔ تو کہنے لگے۔ اب ہماری چال مٹ گئی۔ اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی۔ الیوم یئس الذین
کفروا الخ آج کافر مایوس ہو گئے۔

ایک روایت ہے کہ جب رسول اللہ صلعم غدیر خم سے فارغ ہو گئے۔ لوگ چلے گئے۔ قریش
کا ایک گروہ جمع ہو کر افسوس کرنے لگا۔ وہاں سے ایک گوہ گزری۔ کہنے لگے کاش محمدؐ اس کو ہمارا امام
دیتا۔ اور علیؑ کو نہ بناتے۔ اس بات کو ابوذرؓ نے سن لیا۔ آپ نے اس بات سے رسول اللہ صلعم کو آگاہ کیا۔
آنحضرت صلعم نے کسی کو بھیج کر انھیں بلایا۔ اور ان سے ان کی بات کے متعلق دریافت کیا۔ انھوں نے انکا
کر دیا۔ اور قسم کھائی۔ اس بارے میں اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ یحلفون باللہ ما قالوا الخ۔ جو کچھ کہ
ہیں اس کے متعلق اللہ کی قسم کھاتے ہیں۔

ابوبصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا کہ جبرائیل علیہ السلام نے نازل ہو کر مجھے آگاہ کیا ہے کہ قیامت کے روز کچھ لوگ اس حالت میں لائے جائیں گے۔ کہ ان کا امام گوہ ہوگی۔ دھیان رکھنا کہیں تم لوگ ان میں سے نہ ہو جانا۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل کی۔ یوم ندعوا کل اناس بامامھم۔ قیامت کے روز ہر شخص کو اس کے امام کے ساتھ بلائیں گے

لفظ مولا کے معانی اولیٰ بالتدبیر اور اولیٰ بالتصرف کے ہیں۔ اور فرض طاعت کے کیونکہ آنحضرت صلعم نے اس کلام کے آخر میں فرمایا تھا۔ الست اولیٰ بکم من انفسکم اگر مولا کے معانی اولیٰ بالتصرف وغیرہ نہ ہوں۔ تو آنحضرت صلعم کا کلام ایک مہمل کے رہ جائے گا۔ جب یہ بات ثابت ہو گئی۔ تو حضرت علیؑ امام ہیں اور اس لفظ مولا کا ظاہری اقتضا بھی یہی ہے۔ کہ حضرت علیؑ کو موالات اور نصرت واجب اور علی الاطلاق آپ کو چھوڑ دینا اور آپ سے دشمنی رکھنا حرام ہے۔ اس سے حضرت علی علیہ السلام کی عصمت ثابت ہے غیر معصوم کا اتباع ناجائز ہے۔

امالی ابوعبداللہ نیشاپوری اور امالی ابوجعفر طوسی میں احمد بن محمد بن ابی نصر امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ فرمایا۔ مجھے میرے آبا طاہرین علیہم السلام نے بیان کیا ہے کہ غدیر کا دن زمین کی بہ نسبت آسمان میں زیادہ مشہور ہے اللہ تعالیٰ کا ایک محل بہشت میں ہے جس کی ایک اینٹ چاندی کی اور دوسری سونے کی ہے اس محل میں ایک ہزار سرخ قبے ہیں۔ اور ایک لاکھ خیمے سبز یاقوت کے ہیں جس کی مٹی مشک اور عنبر کی ہے اس میں چار نہریں جاری ہیں ایک نہر شراب کی ایک نہر پانی کی ایک دودھ کی۔ اور ایک خالص شہد کی۔ اس محل کے گرد تمام قسم کے پھلوں کے درخت موجود ہیں۔ ان درختوں پہ پرندے موجود ہیں جن کے جسم موتیوں کے اور پر یاقوت کے ہیں اور ان کی طرح طرح کی بولیاں ہیں جب غدیر کا دن آتا ہے تو ساکنان آسمان اس محل میں حاضر ہوتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ کی تسبیح و تقدیس اور تہلیل بجا لاتے ہیں۔ اور پرندے اڑ کر پانی میں جا پڑتے ہیں۔ مشک اور عنبر میں اٹکھیلیاں کرتے ہیں جب فرشتے جمع ہو جاتے ہیں۔ تو ان پر ان چیزوں کے قطرات گراتے ہیں۔ اس دن فرشتے فاطمہ سلام اللہ علیہا کی شادی کا نچھاور ایک دوسرے کو بطور تحفے کے دیتے ہیں جب دن کا آخری حصہ آتا ہے تو اعلان ہوتا ہے۔ تم اپنے اپنے مقامات پر چلے جاؤ۔ تم لوگ سال کے اس دن تک تمام خوفوں اور خطروں سے مامون ہو۔ محمدؐ اور علیؑ کی کرامت کی وجہ سے۔

مصباح المتہجد میں وہ خطبہ درج ہے جو امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ دن بڑی شان والا ہے اس

دل کشائش ہوتی ہے۔ درجے بلند ہوتے ہیں۔ یہ دن ایضاح افصاح عن المقام الصراح ہے اور دین کے کمال کا دن ہے۔ عہد و معہود کا دن۔ شاہد و مشہود کا دن۔ یوم وضاحت عقود عن النفاق والجحود ہے۔ اور بیان حقائق ایمان کا دن ہے۔ یہ شیطان کے کراہنے کا دن۔ برہان کا دن۔ اس نبیعے کا دن ہے جس کا تم سے وعدہ کیا گیا ہے۔ یہ ملاء اعلیٰ کا وہ دن ہے جس سے تم روگردانی کرتے ہو۔ یہ ارشاد کا دن ہے۔ یہ فرار کی دلیل کا دن ہے۔ یہ سینوں کی پوشیدہ باتوں کے ظاہر کرنے کا دن ہے پوشیدہ امور کے ظاہر کرنے کا دن۔ یہ مخصوص لوگوں کے بارے میں نصوص بیان کرنے کا دن ہے۔ یہ شیث کا دن۔ یہ ادریس کا دن۔ یہ یوشع کا دن۔ اور یہ شمعون کا دن ہے۔

۵

خاصف النعل

صحیح ترمذی میں تحریر ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے صلح حدیبیہ کے روز سہیل بن عمرو سے اس وقت فرمایا۔ جب اس نے آنحضرت صلعم سے ایک جماعت کی واپسی کا مطالبہ کیا تھا۔ نبی صلعم نے فرمایا تھا۔ اے گروہ قریش! تم کو باز آجانا چاہیئے۔ ورنہ میں ضرور تمہارے پاس ایک ایسا شخص بھیجوں گا۔ جو دین کے بارے میں تمہاری گردنیں اڑا دے گا۔ جس کے دل کا امتحان اللہ عزوجل نے ایمان کے ساتھ لے لیا ہے۔ عرض کرنے لگے "یارسول اللہ وہ شخص کون ہے"؟ آپ نے فرمایا۔ یہ وہ شخص ہے جو جوتی کو ٹانکے لگا رہا ہے"۔ آنحضرت صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کو اپنی جوتی ٹانکے لگانے کے لئے دی تھی۔

ثعلبی تاریخ میں اور سمعانی فضائل میں بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے گروہ قریش تم اس وقت تک باز نہیں آؤ گے۔ حتیٰ کہ اللہ عزوجل تمہارے پاس ایک ایسے آدمی کو روانہ کرے گا جس کے دل کا امتحان اللہ نے ایمان کے ساتھ لے لیا ہے۔ باقی حدیث حسب سابق ہے۔ ابن بطہ نے حدیث خاصف النعل کو سات طریقوں سے بیان کیا ہے ان میں ایک طریقہ وہ ہے۔ جو ابو سعید خدری نے بیان کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ تم لوگوں میں وہ شخص موجود ہے۔ جو قرآن کی تفسیر پر اس طرح جہاد کرے گا جس طرح میں نے قرآن کی تنزیل کے وقت جہاد کیا ہے۔

حضرت ابوبکر۔ اے اللہ کے رسولؐ وہ شخص میں ہونگا؟

رسول اللہ صلعم۔ "نہیں"

حضرت عمر۔ "اے اللہ کے رسولؐ وہ میں ہوں گا؟"

رسول اللہ صلعم۔ "نہیں۔ یہ وہ شخص ہے جو جوتی کو ٹھیک کر رہا ہے۔"

"ہم نے بڑھ کر دیکھا تو علی علیہ السلام تھے۔ جو رسول اللہ صلعم کی نعلین مبارک ٹھیک کر رہے تھے۔"

کا تبنی خطیب نے باسناد خود الیعین میں حذری سے وہ روایت بیان کی ہے۔ جس کو ہم نے کئی اسناد سے جابر بن زید سے وہ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلعم کی جوتی کا تسمہ ٹوٹ گیا۔ آپ نے جوتی جناب علیؑ کے حوالے کی۔ تاکہ آپ اسے درست کر دیں۔ اور فرمایا۔ "تم میں ایک شخص موجود ہے جو قرآن کی تفسیر پر جہاد کرے گا۔ جس طرح میں نے اس کی تنزیل پر جہاد کیا تھا۔ ابو سعید (حذری) کا بیان ہے کہ میں نے باہر نکل کر اس بات کی جناب علیؑ کو بشارت دی۔ جناب علی کی خوشی میں کوئی اضافہ نہ ہوا۔ گویا کہ آپ نے اس بات کا ذکر پہلے ہی سنا ہوا تھا۔"

احمد نے فضائل میں، بخاری اور مسلم نے اپنی اپنی کتاب میں روایت کیا ہے۔ اور حدیث کے الفاظ وہ ہیں جس کو مسلم نے بیان کیا ہے ابو سعید حذری سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ دو گروہ ہوں میں ایک تیسرا گروہ پیدا ہو گا۔ اس تیسرے گروہ کو جو قتل کرے گا۔ وہ آدمی بالحق ہو گا۔ علی کے نام کو دیکھتا وہ آدمی بالحق ہوں گے۔

۶

الوصی و الولی

کتب علیکم اذا حضر احدکم الموت ان ترک خیر کی رو سے یہ بات جائز نہیں ہے کہ رسول اللہ صلعم بغیر وصی کے دنیا سے تشریف لے جائیں۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے خود فرمایا۔ من مات بغیر وصیۃ مات میتۃ جاھلیۃ جو شخص وصیت کے بغیر مرگیا۔ وہ جاہلیت کی موت مرا۔

آیت یاایھا الذین امنوا لما تقولون مالا تفعلون کی رو سے ہر نبی وصیت کر کے دنیا سے رخصت ہوا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے۔ فبھدٰھم اقتدہ

طبری میں ابوطفیل سے روایت ہے حضرت امیر علیہ السلام نے اصحاب شوریٰ سے فرمایا: میں تمہیں اللہ عزوجل کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم اس بات کو جانتے ہو کہ نبی صلعم کا میرے سوا کوئی اور وصی تھا۔ یہ سن کر کہنے لگے۔ "نہیں"

سفیان ثوری منصور سے وہ مجاہد سے وہ سلمان فارسی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا کہ میرا وصی میرا خلیفہ جن کو میں پیچھے چھوڑ جاؤں گا۔ وہ ان سے افضل ہوگا۔ وہ میرے وعدے پورے کرے گا۔ اور میرے قرض کو چکا دے گا وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

طبرانی سلمان سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض کیا یا رسول اللہ صلعم ہر نبی کا ایک وصی ہوتا ہے۔ آپ کے وصی کون ہیں؟ فرمایا۔ میرا وصی میرا خلیفہ جن کو میں پیچھے چھوڑ جاؤں گا وہ ان سے افضل ہوگا۔ وہ میرا قرض ادا کرے گا۔ اور میرے وعدے پورے کرے گا۔ وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں

مطیر بن خالد انس سے اور عبادہ بن عبداللہ سلمان فارسی سے دونوں نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ اے سلمانؓ! میری امت میں میرے وصی کے بارے میں پوچھا ہے کیا تم اس بات کو جانتے ہو۔ کہ موسےٰ نے کس کو وصیت کی تھی؟ میں نے کہا کہ اللہ عزوجل اور اس کا رسولؐ بہتر جانتے ہیں: آپ نے فرمایا۔ یوشعؑ کو وصیت کی تھی۔ کیونکہ یوشعؑ موسےٰ علیہ السلام کے وقت میں اعلم الناس تھے۔ میرا وصی میرے بعد میری امت میں سب سے زیادہ علم والے ہیں۔ وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ اسی کے قریب قریب احمد نے فضائل الصحابہ میں بیان کیا ہے؛

ابورافع کا بیان ہے کہ جس روز رسول اللہ صلعم کا انتقال ہوا اس روز آپ کو غشی آگئی۔ میں نے آنحضرتؐ کے قدم مبارک پکڑ لیے۔ اور انھیں چومنے لگا۔ اور رو رہا تھا۔ آپ ہوش میں آگئے اور میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! آپ کے بعد میرے لئے اور میرے فرزندوں کے لئے کون ہوگا؟ آنحضرت صلعم نے سر اٹھا کر فرمایا میرے بعد اللہ اور صالح المؤمنین تم لوگوں کے نگران ہونگے "

زید بن علیؑ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ ابوذرؓ کی ملاقات حضرت علیؑ سے ہوگئی۔ ابوذرؓ نے عرض کیا۔ میں آپ کی ولا اور وصیت کی گواہی دیتا ہوں "

ابوبکر بن مردویہ نے اسی طرح سلمانؓ۔ مقدادؓ اور عمارؓ سے روایت کی ہے۔ عکرمہ ابن عباس سے

روایت کرتے ہیں۔ کہ جبرائیل علیہ السلام نے حضرت علی علیہ السلام کی طرف دیکھ کر کہا۔ (اے محمدؐ) یہ آپ کے وصی ہیں۔

نبی صلعم نے فرمایا۔ اللہ عزوجل نے ایک لاکھ چوبیس ہزار انبیاء پیدا کئے۔ میں ان سب سے اللہ کے نزدیک زیادہ بزرگی والا ہوں۔ لیکن میں اس بات پر فخر نہیں کرتا۔ اور اللہ عزوجل نے ایک لاکھ چوبیس ہزار اوصیاء پیدا کئے ہیں۔ اللہ عزوجل کے نزدیک ان سب سے علیؑ زیادہ عزت والے ہیں۔

مسعودی عمران زیاد بابلی سے وہ شریک بن فضیل بن سلمہ سے وہ اُم ہانی بنت ابوطالبؑ سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض کیا۔ یا رسولؐ اللہ میرا بھتیجا یعنی علیؑ مجھے اذیت دیتا ہے۔ نبی صلعم نے فرمایا علیؑ مومن کو تکلیف نہیں دیتے۔ اللہ عزوجل نے اسے میرے خلق پر پیدا کیا ہے۔ اے اُم ہانی! وہ زمین پر بھی امیر ہیں اور آسمان میں بھی۔ اللہ عزوجل نے ہر نبی کا ایک وصی مقرر کیا ہے۔ آدم علیہ السلام کا شیث موسےٰ علیہ السلام کا یوشعؑ۔ سلیمان علیہ السلام کا آصف عیسےٰ علیہ السلام کا شمعونؑ۔ اور علیؑ میرے وصی ہیں۔ وہ دنیا اور آخرت میں تمام اوصیاء سے افضل ہیں۔ میں روز قیامت صاحب شفاعت ہوں گا۔ میں بلانے والا ہوں اور وہ ادا کرنے والے ہیں۔

ابو نعیم کی حلیہ میں اور طبری کی ولایت میں تحریر ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا اے انس! تمہارے پاس اس دروازے سے امیرالمومنینؑ سید المرسلین قائد الغر المحجلین اور خاتم الوصیین داخل ہوں گے۔ اس نے کہا۔ میں نے کہا۔ اے معبود! ایسا شخص انصار میں سے قرار دینا۔ اور میں نے اس بات کو پوشیدہ رکھا۔ اور اس دروازے سے علیؑ تشریف لائے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے انسؓ! کون تشریف لائے ہیں۔ میں نے عرض کیا۔ یہ تو علیؑ ہیں۔ آنحضرت صلعم خوشی خوشی قیام فرما ہوئے۔ اور علیؑ کو گلے لگا لیا۔ پھر علیؑ کے چہرے کا پسینہ اپنے چہرے سے صاف کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ آپ نے میرے ساتھ (آج) ایسا سلوک کیا۔ ایسا پہلے کبھی نہیں کیا۔ آپ نے فرمایا۔ مجھے ایسا کرنے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی۔ تم میری طرف سے ادا کرو گے۔ لوگوں کو میرا پیغام پہنچاؤ گے۔ اور میرے بعد وہ جس اختلاف میں پڑ جائیں گے۔ اس کی وضاحت کرو گے۔ یہ مطلب اللہ تعالیٰ کی اس آیت سے مستفاد ہے۔

وما انزلنا علیک الکتاب لتبین لھم ما اختلفوا فیہ

حضرت علی علیہ السلام نے اس آیت کی وضاحت کی اور حدیث الوصیۃ آنحضرت صلعم کی بیعت ذوالعشیرہ

کے موقعہ پر بالاتفاق پہلے بیان ہو چکی ہے۔

صاحب نے اپنے کلام میں کہا ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلعم کے ایسے بھائی ہیں جب آپ نے بلایا لبیک کہی۔ تمام لوگوں سے پہلے رسول اللہ صلعم کی تصدیق کی۔ جب بلایا مدد کی۔ آپ کی ہمدردی کی۔ دین کے ستون کو مضبوط کیا۔ مشرکوں کو شکست دی۔ اور رسوا کیا۔ شب ہجرت فرش رسولؐ پر سو کر اپنی جان رسولؐ اللہ صلعم پر قربان کی۔ رسول اللہ صلعم کی حفاظت اور حمایت کی۔ دشمنوں کو ذلیل کیا۔ رسول اللہ صلعم کو بعد وفات غسل دیا۔ اور آپ کو سپرد خاک کیا۔ آپ کے قرض کو ادا کیا۔ جو جو وصیتیں رسول اللہ صلعم نے کیں۔ ان کو پورا کیا۔ یہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی ذات ہے۔ اور کوئی نہیں ہے۔

وفات رسولؐ اللہ صلعم کے وقت حدیث ابن عباس پر اجماع ہو چکا ہے۔ کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ اے عباس! اے رسولؐ اللہ کے چچا! میری وصیت قبول کرنا۔ میرے وعدے پورے کرنا۔ اور میرے قرض کو چکا دینا۔ عباس نے کہا یا رسولؐ اللہ! آپ کا چچا بہت بوڑھا ہے۔ اور بڑے عیال والا ہے۔ آپ سخاوت اور بخشش کے مجسمہ ہیں۔ آپ نے اتنے وعدے کر رکھے ہیں جنہیں آپ کا چچا ادا نہیں کر سکے گا۔ یہ سن کر رسول اللہ صلعم حضرت علیؑ کی طرف متوجہ ہوئے۔ آپ نے فرمایا۔ میری وصیت قبول کرو۔ میرے وعدے پورے کرو۔ اور میرے قرض کو ادا کرو۔ عرض کیا ہاں یا رسولؐ اللہ۔ فرمایا میرے قریب ہو جاؤ۔ آپ قریب ہو گئے آنحضرت صلعم نے آپ کو سینے سے لگایا۔ اپنے ہاتھ سے انگوٹھی اتاری۔ اور فرمایا اس کو لے لو اور اسے اپنے ہاتھ میں پہنو۔ اپنی تلوار اور زرہ طلب کر کے آپ کو دے دی۔ روایت ہے کہ یہ چیزیں جبرائیلؑ آسمان سے آپ کی خدمت میں لائے تھے آنحضرت صلعم نے انہیں حضرت علی علیہ السلام کے حوالے کیا۔ اور فرمایا میری زندگی میں ان چیزوں پر قبضہ کر لو۔ آنحضرت صلعم نے اپنا خچر مع زین حضرت علی علیہ السلام کے حوالے کیا۔ اور آپ نے فرمایا۔ اللہ عزوجل کا نام لے کر اپنے گھر چلے جاؤ۔ اس کے بعد حضرت پر غشی طاری ہو گئی۔

ابن عبد ربہ نے عقد میں بلکہ تمام امت نے ابو رافع وغیرہ سے روایت کیا ہے۔ کہ عباس نے حضرت علی علیہ السلام سے رسول اللہ صلعم کی چادر، تلوار اور گھوڑے کے بارے میں جھگڑا کیا۔ یہ مقدمہ حضرت ابوبکر کے سامنے پیش ہوا۔ حضرت ابوبکر نے کہا اے عباس! تم اس وقت کہاں تھے؟ جب رسول اللہ صلعم نے اولادِ عبدالمطلب کو جمع کیا تھا۔ اور تم بھی ان میں موجود تھے۔ اور فرمایا تھا۔ تم میں کون ایسا شخص ہے جو میرا بوجھ بانٹے تاکہ وہ میرے اہل میں میرا وصی اور میرا خلیفہ ہو۔ میرے وعدے پورے کرے اور میرا قرض ادا کرے؟ عباس نے حضرت

ابوبکر سے کہا تمہیں خلافت پر کس نے بٹھایا ہے اور ہم پر حکم چلاتے ہو۔ یہ سن کر حضرت ابوبکر نے کہا اے اولادِ عبدالمطلب لڑے جاؤ۔

ایک متکلم نے ہارون رشید سے کہا کہ میں چاہتا ہوں کہ ہشام بن حکم (صحابی حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام) سے اس بات کا اقرار کراؤں کہ علیؑ ظالم تھے۔ ہارون رشید نے کہا اگر تم نے ایسا کر لیا تو فلاں فلاں انعام کے مستحق قرار پاؤ گے۔" متکلم نے ہشام سے کہا۔ اے ابو محمد! اس بات کو تمام نے بیان کیا ہے کہ علیؑ اور عباس نے چادر رسول، تلوار اور گھوڑے کے بارے میں حضرت ابوبکر کے سامنے جھگڑا کیا تھا۔ اس نے کہا ہاں ایسا ہوا تھا۔ متکلم نے کہا کہ پھر ان دونوں میں اپنے ساتھی پر ظلم کرنے والا کون تھا۔ اور اس سے رشید سے ڈرتا (اگر عباس کو ظالم کہتا) کہا ان میں کوئی بھی ظالم نہیں تھا۔ کہا دو شخص جھگڑتے ہوں۔ اور دونوں ہی حق پر ہوں؟ کہا ہاں۔ یہ ایسا ہی ہے جس طرح دو فرشتے حضرت داؤد علیہ السلام کے پاس جھگڑتے ہوئے حاضر ہوئے تھے۔ اور ان میں کوئی بھی ظالم نہیں تھا۔ بلکہ صرف حضرت داؤد علیہ السلام کو حکم کے بارے میں آگاہ کرنے آئے تھے۔ اسی طرح دونوں کا حضرت ابوبکر کے پاس فیصلہ کے لئے جانا اسے اس کے ظلم سے آگاہ کرنا تھا۔"

اللہ تعالیٰ نے کہا ہے هنالك الولاية الحق اس ولایت میں صرف اس شخص کا حق ہے۔ جسے اللہ تعالیٰ نے ولی مقرر کیا ہے چنانچہ ارشاد ہوا ہے انما ولیکم الله ورسوله والذین امنوا الخ نیز فرمایا فان الله هو مولاه الخ نبی صلعم نے اولی بالمومنین من انفسهم فرمایا۔ حضرت علی علیہ السلام کے لئے فرمایا۔ من کنت مولاه فعلی مولاه۔ مولیٰ بامعنی اولیٰ بدلیل آیت ماواکم النار هی مولاکم ہے۔ زید بن ارقم نے کہا کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ جس کا میں ولی ہوں علیؑ اس کے ولی ہیں" احمد نے فضائل میں اسکافی نے شرح میں اس واقعہ کو بیان کیا ہے۔ محمد بن اسحاق، اجلح بن عبداللہ، عبداللہ بن بریدہ اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ نبی صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ میرے بعد علیؑ تمہارے ولی ہیں۔"

عمران بن حصین، بریدہ، ابن عباس، جابر انصاری اور عمر بن علیؑ سے روایت ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ علی منی وانا منه علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ وهو ولی کل مومن بعدی) وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی ہیں۔

ثعلبی نے باسناد خود عطا سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم

نے فرمایا۔ اللہ میرا رب ہے مجھے اس کے ساتھ کوئی امارت حاصل نہیں ہے۔ علیؑ اس کے ولی ہیں جس
ولی ہوں۔ مجھے اس کے ساتھ کوئی امارت حاصل نہیں ہے۔ ان حضرات نے کہا جس شخص کو اللہ نے ولی کہا۔ و
کے ساتھ ہے۔ یہ بات مقتضی ہے کہ علیؑ ولی اللہ ہیں۔

حضرت علیؑ امیر المومنین۔ وزیر اور امین ہیں

"ثقہ لوگوں کی ایک جماعت نے اعمش سے وہ عبایہ اسدی سے وہ حضرت علی علیہ السلام سے رو
کرتے ہیں۔ اور لیث مجاہد سے۔ سدی ابو مالک اور ابن ابی لیلیٰ سے۔ داؤد بن علیؑ اپنے باپ سے ابن جری
سے۔ عکرمہ اور سعید بن جبیر یہ تمام حضرات ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ عوام بن حوشب نے مجا
اعمش نے زید بن وہب سے وہ حذیفہ سے یہ تمام حضرات نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جو بھی آیت ق
میں یاایھا الذین امنوا کے عنوان سے نازل ہوئی ہے۔ علی اس کے امیر اور شریف ہیں۔

حذیفہ کی روایت میں ہے کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام اس آیت کے لب لباب ہیں۔ او
میں ہے کہ جناب علیؑ ان آیات کے سردار اور امیر ہیں۔

یوسف بن موسےٰ قطان اور وکیع بن جراح کی روایت میں ہے کہ علی علیہ السلام اس کے امیر اور ش
ہیں کیونکہ آپ تمام مومنین سے پہلے ایمان لائے۔

ابراہیم ثقفی۔ احمد بن حنبل اور ابن بطہ عکبری عکرمہ سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ علیؑ
شریف اور امیر ہیں اس آیت کے۔"

صحیفہ رضا علیہ السلام میں ہے کہ قرآن میں جو آیت یاایھا الذین امنوا نازل ہوئی ہے وہ ہمار
حق میں ہے۔ توراۃ میں جو یاایھا الناس آیا ہے وہ بھی ہمارے بارے میں ہے تفسیر مجاہد میں ہے کہ قرآ
میں جہاں کہیں یاایھا الذین امنوا ہے حضرت علی اس کے سابق ہیں کیوں کہ انہوں نے اسلام لانے
سب سے پہلے سبقت کی ہے۔ اللہ عزوجل نے علی علیہ السلام کا نام ۸۵ مقامات پر قیامت تک امیر المو
اور سید المتقین رکھا ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ وادعوا بعھد اللہ چار آیات تک علی علیہ السلام

میں نازل ہوئی ہیں ۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ جاؤ جناب علی علیہ السلام کو امیر المومنین کہہ کر سلام کرو۔

محمد بن مسلم ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیت ولو انهم فعلوا ما یوعظون به اس شخص کے بارے میں نازل ہوئی ہے جسے رسول اللہ صلعم نے علیؑ کو امیر المومنین کہہ کر سلام کرنے کا حکم دیا تھا جب رسول اللہ صلعم نے انتقال فرمایا تو اس نے علی علیہ السلام کو امیر المومنین کہہ کر سلام کرنا ترک کیا۔ اور وعدہ پورا نہ کیا۔

اہل سنت کے علماء نے بیان کیا ہے مثلاً منقری نے عمران بن بریدہ اسلمی سے یوسف بن کلیب مسعودی نے داؤد بن بریدہ سے اور عباد بن یعقوب اسدی داؤد بیہقی سے وہ ابو بریدہ سے روایت کرتے ہیں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں ابو بکر حاضر ہوئے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ جاؤ امیر المومنین کو سلام کرو۔

حضرت ابو بکر — یا رسول اللہ صلعم آپ زندہ ہیں۔ (آپ کے ہوتے ہوئے کون امیر المومنین ہو سکتا ہے)؟

آنحضرت صلعم — ہاں میری زندگی میں۔

پھر عمر حاضر خدمت ہوئے۔ اس سے بھی اسی طرح فرمایا بیہقی کی روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے کہا۔ امیر المومنین کون ہیں؟ فرمایا علی بن ابی طالب ہیں۔ حضرت عمر نے کہا اللہ اور اس کے رسول کا یہی حکم ہے۔ فرمایا۔ ہاں۔

ابراہیم ثقفی عبداللہ بن جبلہ کنانی سے وہ ذریح محاربی سے وہ ثمالی سے وہ امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ بریدہ شام میں گیا ہوا تھا۔ جب واپس مدینہ آیا۔ تو لوگ حضرت ابو بکر کی بیعت کر چکے تھے۔ حضرت ابو بکر کے دربار میں حاضر ہوا۔ کہا اے ابو بکر! کیا ہم لوگوں کا علی علیہ السلام کو امیر المومنین کہہ کر سلام کرنا بھول گئے ہو جو اللہ اور اس کے رسول کی طرف سے واجب تھا۔ حضرت ابو بکر نے کہا۔ تم غیر حاضر تھے اور ہم لوگ موقعہ پر موجود تھے۔ اللہ ایک حکم کے بعد دوسرا حکم تبدیل کر دیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اہل بیت کے لئے نبوت اور ملک ایک وقت میں جمع نہیں کیا۔

ثقفی اور سری بن عبداللہ کا بیان ہے۔ کہ عمران بن حصین اور ابو بریدہ نے ابو بکر سے کہا۔ تو ان لوگوں میں تھا جس روز علیؑ کو امیر المومنین کہہ کر سلام کیا گیا تھا۔ کیا وہ دن یاد ہے یا بھول گئے ہو؟ کہا مجھے یاد ہے۔ بریدہ نے کہا کیا کسی مسلمان کے لئے سزاوار ہے کہ وہ امیر المومنین پر حکومت کرے۔ عمران نے کہا۔ نبوت اور امامت ایک گھر میں جمع نہ ہوگی۔ بریدہ نے اس سے کہا۔ ام یحسدون الناس علی ما اتاهم من فضله فقد اتینا ال ابرهیم الکتاب والحکمة واتینا هم ملکا عظیما اللہ نے ان کے لئے نبوت اور ملک

کو ایک ساتھ جمع کیا ہوا ہے۔ راوی کا بیان ہے۔ یہ سن کر حضرت عمر ناراض ہو گئے۔ ہم لوگ حضرت عمر کے مرتے وقت تک اس کے چہرے سے ناراضگی کے آثار دیکھتے رہے۔"

اعمش عبایہ اسدی سے وہ ابن عباس سے اور وہ نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے ام سلمہ سے فرمایا سنو اور گواہ رہو۔ یہ علی امیر المومنین اور سید المسلمین ہیں۔

بشیر غفاری۔ قاسم بن جندب اور ابوطفیل انس بن مالک سے روایت کرتے ہیں۔ میں وضو کی حالت میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ نے فرمایا۔ اے انس ابھی اس دروازے سے امیر المومنین سید المسلمین قائد الغر المحجلین اور خاتم الوصیین داخل ہوں گے۔ انس نے کہا۔ اس دروازے سے علی علیہ السلام داخل ہوئے۔

ابن عباس روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض کیا۔ السلام علیک یا رسول اللہ! رسول اللہ نے جواب میں کہا۔ وعلیک السلام یا امیر المومنین ورحمۃ اللہ وبرکاتہ عرض کیا یا رسول اللہ آپ زندہ ہیں اور مجھے امیر المومنین کے لفظ سے یاد فرماتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اے علی! میں زندہ ہوں اور تیرا یہ نام اللہ کی جانب سے جبرائیل نے رکھا ہے۔ کل تم میرے اور جبرائیل کے پاس سے گذرے ہم گفتگو میں مصروف تھے تم نے ہم پر سلام نہ کیا۔ جبرائیل نے کہا امیر المومنین کو کیا ہو گیا ہے۔ کہ اس نے ہم پر سلام نہیں کیا۔ خدا کی قسم اگر آپ ہم پر سلام کرتے تو ہم خوش ہوتے۔ اور آپ کو سلام کا جواب دیتے۔"

حضرت علی علیہ السلام سے مخلوق نے روایت کیا ہے۔ جن میں ابن مخلد بھی ہیں۔ فرمایا۔ میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں داخل ہوا۔ آپ کو نیند کی حالت میں پایا۔ آپ کا سر دحیہ کلبی کی گود میں تھا۔ میں نے دحیہ پر سلام کیا۔ دحیہ نے کہا۔ وعلیکم السلام یا امیر المومنین ویا فارس المسلمین ویا قائد الغر المحجلین وقاتل الناکثین والقاسطین والمارقین اور امام المتقین بھی کہا۔ پھر مجھے کہا۔ آگے تشریف لائیے اپنے نبی کا سر اپنی گود میں رکھ لیجئے۔ تم اس بات کے مجھ سے زیادہ حق دار ہو۔ میں رسول اللہ صلعم کے قریب گیا۔ آپ کا سر اپنی گود میں رکھا پھر میں نے دحیہ کو نہ دیکھا۔ رسول صلعم نے آنکھوں کو کھولا۔ فرمایا۔ اے علی کس سے گفتگو کر رہے تھے۔ میں نے عرض کیا۔ دحیہ سے اور میں نے پورا قصہ بیان کیا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ دحیہ نہیں تھا۔ بلکہ یہ جبرائیل تھے۔ وہ تیرے پاس اس لئے آتے تھے۔ کہ تمہیں آگاہ کریں۔ کہ اللہ عزوجل نے تمہارے یہ نام رکھے ہیں۔

حارث بن خزرج صاحب رایۃ الانصار کا بیان ہے۔ کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اے علی جو تجھ سے آگے بڑھے گا۔ وہ کافر ہو گا۔ آسمان والوں نے تیرا نام امیر المومنین رکھا ہے۔"

ہمارے اصحاب نے امیرالمومنین کا لفظ آئمہ علیہم السلام کے سوا اور کسی کے لئے جائز قرار نہیں دیا۔ ایک شخص نے صادق آل محمد سے یا امیرالمومنین کہا۔ آپ نے فرمایا۔ ایسا نہ کہو۔ اس نام پر صرف وہ شخص راضی ہوگا جو ابوجہل کی بیماری میں مبتلا ہوگا۔

ابن عباس نے کہا کہ حضرت علی علیہ السلام کا نام امیرالمومنین اس لئے رکھا گیا۔ کہ آپ تمام لوگوں سے پہلے اسلام لائے۔

امالی بن سہل احمد قطان اور کافی کلینی نے اپنے اپنے اسناد سے جابر جعفی سے روایت کی ہے۔ کہ مجھے ابوجعفر علیہ السلام نے فرمایا اگر لوگوں کو اس بات کا علم ہوتا۔ کہ جناب علی علیہ السلام کا نام امیرالمومنین کب رکھا گیا۔ تو لوگ آپ کی ولایت کا انکار نہ کرتے۔ میں نے عرض کیا اللہ عزوجل آپ پر رحم کرے۔ آپ کا نام امیرالمومنین کب رکھا گیا۔ فرمایا جب اللہ تعالیٰ نے اولاد آدم کی اصلاب سے ان کی اولاد کو نکالا۔ اور ان کو ان کے نفسوں کا گواہ بنایا۔ اور کہا کیا میں تمہارا رب نہیں ہوں۔ محمد میرے رسول اور علیؑ امیرالمومنین ہیں۔

خطیب بغدادی نے تاریخ بغداد کے تین مقامات پر تحریر کیا ہے۔ کہ نبی اکرم صلعم نے صلح حدیبیہ کے روز حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ کو پکڑ کر فرمایا۔ یہ نیک لوگوں کے امیر کافروں کے قاتل ہیں جس نے اس کی مدد کی وہ منصور ہے اور جس نے اس کو چھوڑ دیا وہ ناکام ہے۔ آنحضرت صلعم بلند آواز سے یہ الفاظ ارشاد فرما رہے تھے۔

احمد مسند الانصار میں ابویوسف نسوی معرفت اور تاریخ میں اسکافی اور ابوالقاسم اسکافی شرح میں بریدہ اور براء سے روایت کرتے ہیں۔ رسول اللہ صلعم نے یمن کی طرف دو لشکر روانہ کئے ایک کا سردار علیؑ تھا۔ دوسرے کا خالد بن ولید۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اگر تم کہیں اکٹھے ہو جاؤ۔ تو لوگوں کے امیر علیؑ ہیں جب تم جدا ہو جاؤ تو ہر ایک اپنے اپنے لشکر کا امیر ہے آنحضرت صلعم جناب علی کو لوگوں کا امیر بناتے تھے۔ اور آپ پر کسی کو امیر مقرر نہیں کرتے تھے"

ابوبکر شیرازی کتاب فیما نزل من القرآن فی امیرالمومنین علیہ السلام میں مقاتل سے وہ عطا سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ کہ تورات میں موجود تھا۔ اے موسیٰ ہم نے تم کو چن لیا۔ اور تیرا وزیر تیرا بھائی ہارون ہے۔ جو باپ اور ماں کی طرف سے تیرا بھائی ہے۔ جس طرح ہم نے محمدؐ کے لئے ایلیا کو چن لیا۔ اور اس کا بھائی وزیر وصی اور اس کے بعد اس کا خلیفہ ہے۔ تم دونوں بھائیوں کے لئے خوشخبری ہو۔ اور ان دونوں بھائیوں کو خوشخبری ہو۔ ایلیا ابوالسبطین کے حسنؑ حسینؑ اور محسن فرزند ہوں گے۔ جس طرح ہم نے تیرے بھائی

ہارون کے فرزند شبیر، شبیر اور مشبر کو بنایا ہے۔"

منقبتہ المطہرین فیما نزل من القرآن فی امیر المومنین تالیف ابونعیم اصفہانی خصائص علویہ نطنزی میں شعبہ بن حکم ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ ہم مکہ کی وادی میں تھے۔ رسول اللہ صلعم نے علی علیہ السلام کے ہاتھ کو پکڑا۔ ہمارے ذریعے ایک ہاتھ اوپر چڑھے پھر ہمارے ساتھ چار رکعت نماز ادا کی۔ پھر سر کو آسمان کی طرف بلند کیا۔ کہا اے معبود! موسیٰ بن عمران نے تجھ سے سوال کیا تھا۔ میں محمد تجھ سے سوال کرتا ہوں۔ میرے سینے کو کشادہ کر دے۔ میرے امر کو آسان کر دے میری زبان کی گرہ کھول دے۔ تاکہ لوگ میری بات کو سمجھ سکیں۔ میرے اہل بیت میں سے میرا وزیر علیؑ بن ابی طالبؑ کو بنا دے جو میرے بھائی ہیں۔ اس سے میری پشت کو مضبوط بنا۔ اسے میرے کام میں شریک بنا۔ ابن عباس کا بیان ہے۔ کہ میں نے ایک اعلانچی کا اعلان سنا۔ اے احمد جو سوال تو نے کیا تھا۔ وہ پورا ہو گیا۔ ایک روایت میں یوں ہے۔ میرا وزیر میرے اہل میں سے میرے بھائی علیؑ کو بنا اس کے ذریعے میری کمر مضبوط کر۔"

تفسیر قطان۔ وکیع بن جراح عطا خراسانی اور احمد فضائل میں بیان کرتے ہیں کہ ابن عباس کا کہنا ہے۔ کہ میں نے اسماءؓ بنت عمیس کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا۔ خداوندا! میں وہی بات کہتا ہوں۔ جو موسیٰ بن عمران نے کہی تھی۔ اے معبود! میرا وزیر میرے اہل سے اس کو بنا۔ جو میرا داماد ہو۔

سمعانی نے فضائل الصحابہ میں مطر سے وہ انس سے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ میرا خلیل میرا وزیر میرے اہل میں میرا خلیفہ جن کو میں چھوڑ جاؤں گا۔ وہ ان سے افضل ہو گا۔ جو میرے وعدے پورے کرے گا۔ اور میرا قرض چکائے گا۔ وہ علی بن ابی طالبؑ ہیں۔"

امالی ابوصدقت اہوازی میں انس سے روایت ہے۔ کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ میرا بھائی میرا وزیر میرا وصی، میرے اہل میں میرا خلیفہ علی بن ابی طالب ہیں۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ تم میرے بعد امام اور امیر ہو۔ میرے بعد میرے صاحب اور وزیر ہو۔ تیری مثل میری امت میں اور کوئی نہیں ہے۔"

۸

حضرت امیر المومنین علیہ السلام کے باطن کی تعریف

ا۔ "آپ خدا اور رسول کے نزدیک زیادہ محبوب تھے۔"

اس بارے میں ایک تو حدیث طیر ہے۔ جس میں رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ پالنے والے میرے پاس اس شخص کو بھیج جو میرے نزدیک تمام لوگوں سے زیادہ محبوب ہو۔ اور میرے ساتھ یہ پرندہ تناول کرے"

آنحضرت صلعم نے خیبر کی جنگ کے روز فرمایا کہ کل میں ضرور علم اس شخص کو دوں گا۔ جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اور اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتا ہے۔ وفات کے قریب فرمایا۔ میرے خلیل کو میرے پاس بلاؤ۔ لوگوں نے فلاں بن فلاں کو بلایا۔ لیکن رسول اللہ نے انھیں دیکھ کر منہ موڑ لیا۔ اس سے یہ بات ثابت ہے۔ کہ حضرت علیؑ خدا اور اس کے رسول کے نزدیک زیادہ محبوب تھے۔ اب غیر آدمی کے لیئے یہ بات جائز نہیں ہے کہ وہ آپ پر مقدم ہو جائے۔ اللہ تعالےٰ نے کہا ہے۔ قل ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ اے محمد! ان لوگوں سے کہہ دو۔ اگر تم اللہ کو دوست رکھتے ہو۔ تو میری پیروی کرو۔ اللہ بھی تمہیں دوست رکھے گا۔

لبانہ ابن اور فضائل احمد میں ایک حدیث عکرمہ سے مروی ہے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اللہ عزوجل نے آیات قرآن میں اصحاب محمدؐ پر عتاب نازل کیا ہے۔ لیکن علی کا جہاں بھی ذکر کیا ہے اچھائی کے ساتھ کیا ہے جن آیات میں اصحاب محمدؐ پر عتاب نازل کیا ہے وہ مندرجہ ذیل ہیں:۔

ولقد نصرکم اللہ ببدر وانتم اذلۃ اللہ نے تمہاری بدر کے مقام پہ مدد کی حالانکہ تم ذلیل تھے۔ ویوم حنین اذ عجبتکم کثرتکم حنین کے موقعہ پر مدد کی جب تمہیں اپنی کثرت پر گھمنڈ تھا۔ اور آیات مناجات میں کہا۔ فاذ لم تفعلوا فتاب اللہ علیکم

بخاری میں تحریر ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے انتقال فرمایا۔ وہ آپ یعنی علیؑ سے راضی تھے۔ ہم نے بیان کیا ہے کہ آیت لقد رضی اللہ عن المومنین اذ یبایعونک تحت الشجرۃ کی رو سے علیؑ تمام لوگوں سے افضل ہیں یہ بات اپنے مقام پر طے ہے کہ آپ نے کسی جنگ میں کوتاہی نہیں کی۔ اور یہ بات آپ کے غیر کے لیئے ثابت نہیں ہے

اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے ان اولی الناس بابراھیم للذین اتبعوہ وھذا النبی و الذین امنوا نبی صلعم نے فرمایا۔ علیؑ ابراہیم کے دین اور منہاج پر قائم تھے اور سب لوگوں سے افضل آپ کے شیعہ تھے"

عبد اللہ بن بجیر رسول اللہ صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ علیؑ میرے بعد تمام لوگوں سے

سے افضل ہیں۔ مسعودی نے باسناد خود ابو سعید خدری سے روایت کی ہے۔ کہ نبی صلعم نے فرمایا علیؑ
ہیں سب سے زیادہ افضل ہیں؛
عبدالرزاق معمر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے سفیان سے پوچھا تمام صحابہ سے افضل کون ہیں
علیؑ ہیں۔

۹

جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام حق کے ساتھ ہیں اور حق آپ کے ساتھ

باقرین علیہما السلام سے روایت ہے آیت والذین اتیناھم الکتاب یفرحون بما نزل
وھو الحق سے مراد علی بن ابی طالب ہیں۔ ابن مسعود کی قرأت والذی انزل علیک الکتاب
الحق ومن یومن بہ یعنی اس پر ایمان لانے والے علی بن ابی طالب ہیں۔ لوگوں میں بعض وہ
بعض آیات کا انکار کرتے ہیں اور ان آیات کی تشریح میں انکار کرتے ہیں۔ جو علیؑ اور آل محمدؐ کے بارے
ہوئیں ہیں۔ اور بعض آیات پر ایمان لاتے ہیں۔ اور مشرکین تمام آیات کا انکار کرتے ہیں۔
ابن عباس نے کہا آیت افمن یعلم انما انزل الیک من ربک الحق سے مراد علیؑ
ابو الورد نے ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کی ہے افمن یعلم انما انزل الیک من ر
الحق سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں؛
بابر ابو جعفر علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق روایت کرتے ہیں۔ یا ایھا الناس قد
الحق من ربکم فآمنوا خیراً لکم۔ اے لوگو! تمہارے رب کی طرف سے حق آگیا (اس پر) ایمان
تمہارے لئے اچھا ہے۔ اس سے ولایت علیؑ مراد ہے۔ اگر تم نے ولایت علیؑ کا انکار کیا۔ تو اللہ عزوجل
بات کی پرواہ نہیں ہے۔ اس کے لئے جو کچھ آسمانوں اور زمین میں ہے (حکم ماننے کے لئے) موجود
حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے آیت وقل جاء الحق من ربکم فمن شاء فلیومن
محمدؐ ان سے کہہ دو۔ تمہارے رب کی طرف سے حق آگیا جو چاہے اس پر ایمان لائے۔ اس سے علی بن
علیہ السلام کی ولایت مراد ہے اور جو چاہے اس بات کا انکار کرے۔ امام محمد باقر علیہ السلام نے آیت
احق ھو اے محمدؐ! لوگ تم سے دریافت کرتے ہیں۔ کہ علیؑ تیرے وصی ہیں۔ کہہ دو میرے رب کی

میرے وصی ہیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے ۔ یا اھل الکتاب لم تلبسون الحق بالباطل اے اہل کتاب حق کو باطل سے کیوں ملاتے ہو ۔ اس سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جنہوں نے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے دشمنی رکھی ۔ اور اللہ عزوجل نے فرمایا تم اس حق کو کیوں چھپاتے ہو جس کا رسول اللہ نے تمہیں علیؑ کے بارے میں حکم دیا تھا۔ آیت افمن یھدی الی الحق احق ان یتبع کے بارے میں زید بن علیؑ نے کہا۔ اس سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام سے لوگ مسائل دریافت کرتے تھے اور آپ کسی سے نہیں پوچھتے تھے آیت ولئن اتبع الحق سے مراد جناب علی علیہ السلام ہیں ۔

ضحاک ابن عباس سے روایت کرتے ہیں آیت والعصر ان الانسان لفی خسر سے مراد ابوجہل ہے۔ الا الذین آمنوا وعملوا الصالحات سے علیؑ اور سلمانؓ مراد ہیں ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے سورہ والعصر کو حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں پڑھا۔

ابی بن کعب کا بیان ہے کہ سورہ والعصر امیرالمومنینؑ اور آپ کے دشمنوں کے بارے میں نازل ہوا ۔ الا الذین امنوا سے مراد وہی لوگ ہیں جن کے بارے میں انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا نازل ہوا۔ اور عملوا الصالحات سے وہ لوگ مراد ہیں جن کے بارے میں ویقیمون الصلوٰۃ ویؤ تون الزکوٰۃ ہے وتواصوا بالحق سے مراد وہ شخص ہے ۔ جس کے بارے میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ الحق مع علی وعلی مع الحق حق علیؑ کے ساتھ ہے اور علیؑ حق کے ساتھ ہیں۔ وتواصوا بالصبر سے مراد وہ لوگ ہیں ۔ جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ کی آیت والصابرین فی الباساء والضراء وحین الباس ہے ۔ ضرار ابو نعیم سے روایت کرتے ہیں۔ وتواصوا بالصبر سے علی بن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں۔

تفسیر ثعالبی میں طسم تلک آیات الکتاب کے تحت تحریر ہے کہ آیات یہ ہوں گے۔ کہ آخری زمانے میں ایک منادی آسمان سے ندا کرے گا۔ تم لوگوں کو علم ہونا چاہیے ۔ حق علیؑ اور اس کے شیعوں کے ساتھ موجود ہے ۔

مسند ابی یعلی میں عبدالرحمن بن ابی سعید خدری اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ علی بن ابی طالب علیہ

اسلام گو رہے ۔ نبی صلعم نے فرمایا ۔ حق اس کے ساتھ ہے حق اس کے ساتھ ہے۔

ابوذرؓ سے کسی نے پوچھا ۔ لوگ جناب علی علیہ السلام کے بارے میں اختلاف کیوں کرتے ہیں ۔ کہا تمہیں کتاب خدا کی پابندی کرنی چاہیئے ۔ سردار حقیقت میں علی بن ابی طالب ہیں ۔ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا علی حق کے ساتھ ہے اور حق علی کے ساتھ ہے اور علی کی زبان پر جاری ہے حق وہاں جاتا ہے جہاں علیؑ جاتے ہیں ۔

جمل کی لڑائی کے روز محمد بن ابو بکر نے بی بی عائشہ کو سلام کیا لیکن بی بی صاحبہ نے کوئی جواب نہ دیا ۔ کہا میں تمہیں اس بات کا واسطہ دے کر پوچھتا ہوں ۔ کہ کیا تو نہیں کہا کرتی تھی ۔ کہ علی بن ابی طالب کا دامن پکڑو ۔ کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا ہے ۔ حق علیؑ کے ساتھ ہے اور علی حق کے ساتھ ہیں ۔ یہ اس وقت تک جُدا نہیں ہوں گے ۔ حتیٰ کہ میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے ۔ بی بی صاحبہ کہنے لگی ۔ ہاں یہ بات میں نے رسول اللہ صلعم سے سنی تھی ۔

عبداللہ اور محمد فرزندان بدیل بی بی عائشہ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ بی بی صاحبہ سے ۔۔۔۔ قسم دے کر یہ حدیث دریافت کی آپ نے اس بات کا اعتراف کیا ۔

سمعانی نے فضائل الصحابہ میں تحریر کیا ہے ۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا ۔ علی مع الحق والحق مع علی ۔ اعتقاد اہل السنہ میں سعد بن ابی وقاص نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں ۔ علی مع الحق و الحق مع علی والحق یدور حیث ما دار علیؑ

عبید اللہ بن عبداللہ حنیف ہوابیہ کا بیان ہے ۔ کہ معاویہ نے سعد سے کہا ۔ تو ہمارے حق کو نہیں جانتا اور ہمارے غیر کے باطل ہونے کا اقرار کرتا ہے ہمارے ساتھ ہو جا یا ہمارے خلاف ہو جاؤ ۔ دونوں کے درمیان گفتگو جاری ہوئی ۔ سعد نے حدیث علی مع الحق بیان کی ۔ معاویہ نے کہا مجھے اس شخص کے پاس لے چلو جس نے تیرے ساتھ اس حدیث کو رسول اللہ سے سُنا ہے ورنہ میں تیرا محاصرہ کروں گا ۔ سعد نے کہا اُم المومنین اُم سلمہؓ سے سُنا تھا ۔ یہ دونوں ام سلمہؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے ۔ ام سلمہؓ نے کہا سعد نے سچ کہا ہے ۔ رسول اللہ صلعم نے اس حدیث کو میرے گھر میں بیان فرمایا تھا ۔ مالک بن جعونہ عرفی نے اسی طرح بیان کیا ہے ۔

خطیب اپنی تاریخ میں ابو ذر کے غلام ثابت سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ میں ام سلمہ کی خدمت میں حاضر

ہُوا آپ رو رہی تھیں۔ اور فرمایا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ علیؑ حق کے ساتھ ہے اور حق علی کے ساتھ ہے یہ دونوں آپس میں اس وقت تک جدا نہیں ہوں گے۔ حتیٰ کہ قیامت کے روز میرے پاس حوض کوثر پر وارد ہوں گے۔

اصبغ کا بیان ہے میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ اس شخص کے لئے ہلاکت ہو۔ جو میری معرفت سے جاہل ہے۔ اور میرا حق نہیں جانتا۔ تم لوگوں کو یقین ہونا چاہئے۔ میرا حق وہ ہے جو اللہ کا حق ہے۔ آگاہ ہو جاؤ۔ اللہ عزوجل کا حق میرا حق ہے۔"

اس حدیث سے معتزلہ نے یہ استدلال کیا ہے کہ جناب علی تمام صحابہ سے افضل ہیں۔ امامیہ حضرات کا بیان ہے کہ یہ حدیث حضرت علی علیہ السلام کی عصمت پر دلالت کرتی ہے اور آپ کی پیروی کو واجب گردانتی ہے علیؑ اور حق کی معیت آنحضرت صلعم نے علی الاطلاق بیان کی ہے۔ یہ بات محال ہے کہ جناب علیؑ سے ناجائز امور کا صدور ہو۔"

۱۰

جناب امیر علیہ السلام، امام، خلیفہ اور وارث ہیں

"تفسیر ابو عبیدہ اور علی بن حرب طائی میں عبداللہ بن عبداللہ بن مسعود سے روایت ہے۔ کہ خلیفے چار ہیں

۱۔ آدمؑ۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ

۲۔ داؤدؑ۔ یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض۔ یعنی بیت المقدس میں۔

۳۔ ہارونؑ۔ موسےٰؑ نے کہا۔ اخلفنی فی قومی

۴۔ علیؑ۔ وعد اللہ الذین امنوا منکم وعملوا الصالحات یعنے علیؑ لیستخلفنھم فی الارض کما استخلف الذین من قبلھم یعنی آدمؑ۔ داؤدؑ اور ہارونؑ ولیمکنن لھم دینھم الذی ارتضی لھم یعنی اسلام ولیبدلنھم من بعد خوفھم امنا یعنی اہل مکہ یعبدوننی لایشرکون بی شیئاً ومن کفر بعد ذٰلک ولایت علیؑ بن ابی طالبؑ کے ساتھ۔ فاولٰئک ھم الفاسقون یعنی اللہ عزوجل اور اس کے رسول کی نافرمانی کرنے والے"

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ جو شخص مجھے چوتھا خلیفہ نہ کہے اس پر خدا کی لعنت۔ پھر آپ

نے بیان فرمایا کہ میں اس لحاظ سے چوتھا خلیفہ ہوں۔ (۱) آدمؑ (۲) داؤد (۳) ہارونؑ (۴) علیؑ

ابوعبداللہ نے کہا جب قیامت کا دن ہو گا منادی ندا کرے گا۔ زمین میں اللہ کا خلیفہ کہاں ہے ؟ داؤد کھڑے ہوں گے۔ کہا جائے گا۔ تم مراد نہیں ہو۔ اگرچہ تم زمین میں اللہ کے خلیفہ تھے۔ امیرالمومنین کھڑے ہوں گے ندا آئے گی۔ اے گروہ خلائق یہ علی بن ابی طالب۔ اللہ کے بندو یہ زمین میں اللہ کے خلیفہ اور اس کی حجت تھے، جس شخص نے دنیا میں اس کی رسی کو پکڑا تھا۔ آج اس کی رسی کو پکڑے وہ آپ کے نور سے روشنی حاصل کرے گا۔ آپ اسے جنت میں پہنچائیں گے

کتاب ابوبکر بن مردویہ اور کتاب محمد سمعانی میں عبدالرزاق اپنے باپ سے وہ مینا سے وہ ابن مسعود سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نبی صلعم کی خدمت میں حاضر تھا۔ آپ نے لمبی سانس لی۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ آپ کو کیا ہو گیا ہے ؟ فرمایا اے ابن مسعود مجھے اپنی موت کی خبر دی گئی ہے۔

ابن مسعود۔ کسی کو خلیفہ بنایئے۔

آنحضرت صلعم۔ کس کو ؟

ابن مسعود۔ ابوبکر کو۔

(رسول اللہ صلعم چپ ہو جاتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر آہ بھرتے ہیں۔ میں نے عرض کیا یارسول اللہ صلعم آپ کو کیا ہو گیا ہے ؟)

آنحضرت صلعم۔ مجھے موت کا پیغام ملا ہے۔

ابن مسعود۔ کسی کو خلیفہ بنائے۔

آنحضرت صلعم۔ کس کو ؟

ابن مسعود۔ عمر کو۔

(رسول اللہ چپ ہو جاتے ہیں۔ تھوڑی دیر کے بعد پھر آہ کی میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ صلعم آپ کو کیا ہو گیا ہے ؟)

آنحضرت صلعم۔ میری موت کا وقت قریب آ گیا ہے۔

ابن مسعود۔ کسی کو خلیفہ بنایئے ؟

آنحضرت صلعم۔ کس کو بناؤں ؟

ابن مسعود۔ علی بن ابی طالب کو بنا دیجئے۔

آنحضرت صلعم ۔ (تھوڑی دیر خاموش رہنے کے بعد فرمایا) قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے اگر لوگ علی کی اطاعت کریں گے۔ تو وہ تمام جنت میں داخل ہوں گے۔

امالی ابن بابویہ میں وکل شیء احصیناہ فی امام مبین کے بارے میں امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ دو آدمی اپنی جگہ سے کھڑے ہو گئے۔ اور کہنے لگے۔ یا رسول اللہ امام مبین سے مراد تورات ہے؟

آنحضرت ۔ "نہیں"

دونوں آدمی ۔ "انجیل ہے؟"

آنحضرت صلعم ۔ نہیں۔

دونوں آدمی ۔ قرآن ہے؟

آنحضرت صلعم ۔ نہیں؛

اسی دوران میں حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے نبی صلعم نے فرمایا۔ یہ وہ امام ہیں جن میں اللہ تعالیٰ نے ہر چیز کا احصا کر دیا ہے اور اس سے آیت واجعلنا للمتقین اماما گویا کہ آپ ہی امام متقین ہیں ذکر کوئی اور۔ والجنۃ اعدت للمتقین جنت متقیوں کے لئے تیار کی گئی ہے

خلیفہ ہارون رشید نے لوگوں کو حکم دیا کہ علی کو خلیفہ رسول نہ کہا کرو۔ معاویہ صخر یہ کہتا تھا یا امیر المومنین۔ بنو تیم کہتے ہیں۔ ہم میں خلیفہ رسول اللہ ہوا ہے۔ اور بنو امیہ کہتے ہیں کہ ہم میں خلیفے گزرے ہیں۔ اے بنو ہاشم تمہارا خلیفہ کہاں گیا۔ خدا کی قسم خلافت میں خلافت کا حصہ تم کو یہ ملا ہے کہ علی بن ابی طالب تمہارے خلیفہ ہیں۔ یہ سن کر خلیفہ ہارون رشید اپنے ارادہ سے باز آگیا۔

معجم طبرانی میں علیم جہنی سے اور اخبار اہل بیت علیہم السلام میں اسعد بن زرارہ سے وہ نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ شب معراج خداوند عالم نے مجھے علیؑ کے بارے میں تین باتوں کی وحی کی ہے کہ وہ امام المتقین سید المرسلین، اور قائد الغر المحجلین ہیں۔ ابو صلت اہوازی کی روایت میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔

اے علیؑ! تم سید المرسلین، امام المتقین، قائد الغر المحجلین اور یعسوب المومنین ہو۔

یوسف قطان اپنی تفسیر میں شعبہ سے وہ قتادہ سے وہ سعید بن جبیر سے وہ ابن عباس سے آیت یوم ندعو کل اناس بامامہم کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ جب قیامت کا روز ہوگا۔

تو اللہ تعالیٰ آئمہ ھدیٰ، مصابیح الدجیٰ اعلام تقی امیرالمومنینؑ حسنؑ اور حسینؑ کو بلائے گا۔ اور ان حضرات کو کہا جائے گا، کہ پل صراط تم اور تمہارے شیعہ عبور کر لیں تو تم سب لوگ بغیر حساب جنت میں داخل ہو جاؤ۔

پھر بدکار آئمہ کو بلایا جائے گا۔ خدا کی قسم ان میں یزید ضرور ہوگا۔ اور اسے کہا جائے گا۔ کہ تم اپنے گروہ کا ہاتھ پکڑ کر جہنم میں چلے جاؤ اور تم سے کوئی حساب نہیں ہوگا۔ شیعہ سنی دونوں نے امام رضا علیہ السلام سے آپ اپنے آبا طاہرینؑ علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں۔ وہ نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ (قیامت کے روز) ہر شخص اپنے زمانے کے امام اپنے رب کی کتاب اور اپنے نبی کی سنت کے ساتھ بلایا جائے گا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ تم لوگ اللہ کی حمد بیان کیوں نہیں کرتے کہ قیامت کے روز ہر قوم اس شخص کے ساتھ بلائی جائے گی جس کو وہ دوست رکھتی ہوگی ہم لوگ رسول اللہ صلعم کی پناہ تلاش کریں گے۔ لوگ ہماری پناہ طلب کریں گے۔ تم کس سوچ بچار میں پڑے ہو۔ ہم تمھیں سیدھے جنت میں لے جائیں گے۔ کعبہ کے رب کی قسم آپ نے تین دفعہ یہ فقرہ فرمایا

ونجعلهم ائمة ونجعلهم الوارثين ہم نے ان لوگوں کو امام بنایا اور ہم نے انہیں وارث بنایا۔ حافظ ابویعلیٰ باسناد خود شریک بن عبداللہ سے وہ ربیعہ سے وہ ابوبریدہ سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ کہ ہر نبی کا ایک وارث اور وصی ہوتا ہے۔ علیؑ میرے وصی اور وارث ہیں۔ فضائل الصحابہ میں احمد زید بن اوفی سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلعم نے فرمایا، اے علیؑ تم کو مجھ سے وہ مرتبہ حاصل ہے۔ جو ہارون کو موسیٰ سے حاصل تھا۔ ہاں مگر میرے بعد کوئی شخص نبی نہیں ہوگا۔ تم میرے بھائی اور وارث ہو۔ عرض کیا یا رسول اللہ آپ کی میراث کیا چیز ہے۔ فرمایا۔ جو مجھ سے پہلے انبیاء کی میراث تھی۔ . . . عرض کیا۔ آپ کے پہلے انبیاء کی میراث کیا چیز تھی؟

فرمایا۔ خدا کی کتاب اور اس کے نبی کی سنت [1]

زرارہ ابوجعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ علی علیہ السلام نے رسول اللہ کا علم میراث میں پایا۔ اور فاطمہ زہراؑ نے رسول اللہ صلعم کی باقی جائداد ترکہ میں پائی۔ حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں رسول اللہ صلعم کی مشہور حدیث ہے (اے علیؑ) تم وارث علم الاولین والآخرین ہو۔

---

[1] یاد رہے کتاب بھی اہل سنت کی ہے۔ اور راوی بھی عامہ سے تعلق رکھتے ہیں ۱۲ مترجم

۱۱

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد حضرت علی علیہ السلام خیر الخلق ہیں

ابن مجاہد تاریخ میں طبری ولایت میں، دیلمی فردوس میں اور احمد فضائل میں بحوالہ اعمش بروایت ابو وائل اور عطیہ عائشہ سے، قیس ابو حازم سے وہ جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں ان سب کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ علی خیر البشر فمن ابی فقد کفر و من رضی فقد شکر۔ علی علیہ السلام تمام انسانوں سے افضل ہیں جس نے اس بات سے انکار کیا وہ کافر ہے اور جو اس پر راضی ہوا۔ وہ شکر گذار ہے۔

ابو زبیر اور عطیہ عوفی اور جواب کا کہنا ہے۔ کہ ہم نے جابر کو عصا کا سہارا لیئے ہوئے دیکھا۔ آپ مدینہ کی گلیوں اور لوگوں کے مجالس کی جگہ پر گھوم کر یہ اعلان کر رہے تھے۔ اے گروہ انصار اپنی اولاد کے اندر علی بن ابی طالب علیہ السلام کی محبت ڈالو۔ جو شخص آپ کی شان کا انکار کرے۔ اسے اپنی ماں کی حالت پر غور کرنا چاہیئے۔

دارمی باسناد خود اصبغ بن نباتہ سے اور جمیع تیمی سے روایت کرتے ہیں۔ یہ دونوں بی بی عائشہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب آپ نے خیر البشر والی حدیث بیان کی تو کسی نے آپ سے پوچھا۔ پھر تم علی علیہ السلام سے کیوں لڑیں؟ کہنے لگیں میں بذات خود نہیں لڑی بلکہ مجھے طلحہ اور زبیر نے مجبور کیا تھا۔ ایک روایت میں ہے کہ یہ بات امر قدر اور قضا غالب تھی۔

ابو وائل۔ وکیع۔ ابو معاویہ۔ اعمش۔ شریک اور یوسف قطان اپنے اپنے اسناد سے روایت کرتے ہیں کہ کسی نے جابر اور حذیفہ سے حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں پوچھا۔ تو دونوں نے کہا کہ علیؑ خیر البشر ہیں اس بارے میں صرف کافر ہی شک کرے گا عطا نے بی بی عائشہ سے اسی طرح روایت کیا ہے۔ اس کو سالم بن ابی جعد نے جابر سے گیارہ طریقوں سے بیان کیا ہے۔

طبری نے اپنی تاریخ میں ذکر کیا ہے۔ کہ خلیفہ مامون رشید نے ربیع الاول ۲۱۲ھ میں اعلان کیا کہ قرآن مجید مخلوق ہے۔ اور علی بن ابی طالبؑ تمام صحابہ سے افضل ہیں بلکہ بعد رسول اللہ صلعم تمام لوگوں سے افضل ہیں۔ بغداد اور بصرہ کے اکثر معتزلہ نے یہی عقیدہ ظاہر کیا ہے کہ رسول اللہ صلعم کے بعد علی بن ابی طالب علیہ السلام تمام مخلوق سے افضل ہیں۔ اور ابو عبداللہ بصری کا یہی عقیدہ تھا۔

ابوبکر ہندی شعبی سے روایت کرتے ہیں کہ ایک شخص رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوا۔ یا رسول اللہ مجھے کسی ایسی چیز کی تعلیم دیجئے جس کے ذریعے اللہ مجھے نفع دے۔ آپؐ نے فرمایا تجھے لوگوں کے ساتھ احسان کرنا چاہیے۔ یہ تجھے دنیا اور آخرت میں فائدہ دے گا۔ اسی دوران میں حضرت علی علیہ السلام آ گئے۔ عرض کیا یا رسول اللہ آپ کو ن طمطراقی ہیں۔ فرمایا اچھا۔ اس شخص نے کہا یا رسول اللہ یہ کون شخص ہے رسول اللہ صلعم نے فرمایا یہ ان لوگوں میں سے ہے جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولیک ھم خیر البریۃ وہ لوگ جو ایمان لائے اور نیک عمل کیے۔ وہ تمام کائنات سے افضل ہیں۔

ابن عباس۔ ابو بریدہ۔ ابن شرحبیل اور حضرت امام محمد باقر علیہ السلام کا فرمان ہے کہ نبی صلعم نے جناب علیؑ سے فرمایا۔ ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولیک ھم خیر البریۃ تم ہو اور تمہارے شیعہ ہیں۔ میری اور تمہاری وعدہ گاہ حوض (کوثر) ہے جب لوگ محشور ہوں گے تو تم اور تمہارے شیعہ اس شان سے آئیں گے کہ ان کی پیشانیاں اور ہاتھ چمکتے ہوں گے۔

ابو نعیم اصفہانی فیما نزل القرآن فی علی علیہ السلام میں باسناد خود شریک بن عبد اللہ سے ابو اسحاق حرث سے روایت کرتے ہیں کہ علی علیہ السلام نے فرمایا۔ ہم اہل بیت پر لوگوں کا قیاس نہیں کیا جا سکتا یہ سن کر ایک شخص اٹھا۔ اور ابن عباس کے پاس حاضر ہوا اور انہیں اس بات سے آگاہ کیا آپ نے کہا علی علیہ السلام نے سچ کہا کیا نبی علیہ السلام کی ذات ایسی نہیں کہ آپ پر لوگوں کو قیاس نہیں کیا جا سکتا۔ اور علی علیہ السلام کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ ان الذین آمنوا وعملوا الصالحات اولیک ھم خیر البریۃ

ابوبکر شیرازی کتاب " نزول القرآن فی شان علی علیہ السلام " میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ مالک بن انس نے کہا ان الذین امنوا علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے کیوں کہ آپ نے تمام لوگوں سے پہلے رسول اللہ صلعم کی تصدیق کی تھی۔ وعملوا الصالحات سے وہ لوگ مراد ہیں۔ جنہوں نے فرائض کو ادا کیا۔ اولیک ھم خیر البریۃ وہ لوگ تمام لوگوں سے افضل ہیں یعنے اس سے مراد علی علیہ السلام ہیں۔ نبی صلعم کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہیں۔

اعمش عطیہ سے، حذری سے خطیب جابر سے راوی ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو نبی صلعم نے

نے فرمایا۔ علی خیر البریۃ ہیں۔ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ صلعم کے اصحاب جب جناب علیؑ کو آتا دیکھتے تھے۔ تو کہا کرتے تھے۔ خیر البریۃ آ گئے ؎

بلاذری تاریخ میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ عطیہ نے کہا۔ ہم لوگوں نے جابر بن عبداللہ سے پوچھا۔ ہمیں علی علیہ السلام کے بارے میں آگاہ فرمائیے۔ کہا آپ رسول اللہ صلعم کے بعد تمام لوگوں سے افضل ہیں ؎

ابن عبدوس ہمدانی اور خطیب خوارزمی اپنی اپنی کتابوں میں اپنے اپنے اسناد سے سلمان فارسی سے نقل کرتے ہیں۔ کہ نبی علیہ السلام نے فرمایا۔ میرے بعد میرے وزیر اور جن کو میں چھوڑ جاؤں گا۔ ان سے افضل علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں ؎

تاریخ خطیب میں اعمش، عدی سے۔ ذر سے عبداللہ سے مروی ہے۔ کہ علی علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کہ جو شخص علیؑ کو خیر البشر نہ کہے وہ کافر ہے ؎

خطیب تاریخ میں باسناد خود علقمہ سے وہ عبداللہ سے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ مردوں میں افضل آدمی علی بن ابی طالبؑ۔ نوجوانوں میں حسنؑ اور حسینؑ اور عورتوں میں فاطمہؑ بنت محمدؐ ہیں۔

طبری ولایت اور مناقب میں اپنے اپنے اسناد کے ساتھ مسروق سے وہ بی بی عائشہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ کہ وہ شخص تمام مخلوق اور خلقت سے بدترین ہوگا۔ جو تمام مخلوق اور خلقت سے بہترین آدمی کو قتل کرے گا۔ جو اللہ تعالیٰ کے نزدیک تمام مخلوق سے قریب ترین وسیلہ ہوگا۔ (رسول اللہ صلعم کی اس سے مراد) مخدع اور اس کے اصحاب کا قتل تھا (جن کو امیر المومنینؑ نے قتل کیا)[1]

امام حسن علیہ السلام کی مصالحت کے بعد سعد بن ابی وقاص معاویہ کے پاس گیا۔ معاویہ نے کہا اس شخص کے لئے مرحبا ہے جو حق کو نہ جانتے ہوئے اس کی پیروی کرتا ہے اور باطل کو نہ پہچانتے ہوئے اس سے اجتناب کرتا ہے سعد نے کہا تیرا مقصد یہ ہے کہ میں تیری مدد علیؑ علیہ السلام کے خلاف کروں۔ نبی علیہ السلام سے یہ بات سننے کے بعد جو آپ نے اپنی بیٹی فاطمہ سلام اللہ علیہا سے فرمائی تھی (اے فاطمہؑ) تو باپ اور شوہر کے لحاظ سے تمام لوگوں سے افضل ہے ؎

---

[1] تفصیل کے لئے ہماری ترجمہ کردہ کتاب خصائص امیر المومنین مولفہ امام نسائی اور معالم العترۃ ترجمہ ینابیع المودۃ ملاحظہ کریں۔ آپ کو وہاں یہ واقعہ مفصل ملے گا۔ ۱۲ مترجم

سلمان فارسی نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اس امت میں افضل ترین آدمی علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

طالقانی نے ولید بن مسلم سے اس نے حنظل بن ابی سفیان اس نے شہر بن حوشب سے روایت کی ہے کہ جب حضرت عمر بن خطاب نے وظائف کی فہرست تیار کی تو امام حسنؑ اور امام حسینؑ کے ناموں سے شروع کیا ان دونوں کی گودیاں مال سے بھر دیں۔ حضرت عمر کے صاحبزادے عبداللہ نے کہا۔ آپ نے ان دونوں کا نام میرے نام سے پہلے تحریر کر دیا ہے حالانکہ مجھے صحابی اور مہاجر ہونے کا شرف حاصل ہے۔ اور ان دونوں کو یہ فضیلت حاصل نہیں ہے۔ حضرت عمر نے کہا چپ رہو۔ تیری ماں تیرے ماتم میں بیٹھے۔ ان دونوں کا باپ تیرے باپ سے اور ان دونوں کی ماں تیری ماں سے افضل ہے۔

۱۴

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سبیل صراطِ مستقیم اور وسیلہ ہیں

حضرت امام جعفر صادق اور حضرت امام محمد باقر علیہما السلام آیت ان الذین کفروا کے متعلق فرماتے ہیں کہ اس سے بنو امیہ مراد ہیں، وصدوا عن سبیل اللہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ لوگوں کو علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت سے روکتے ہیں۔

ابو حمزہ اور زرارہ بن اعین روایت کرتے ہیں کہ ابو جعفر علیہ السلام نے اس آیت ھذہ سبیلی ادعوا الی اللہ علی بصیرۃ انا ومن اتبعنی (اتبعنی سے مراد) علی بن ابی طالبؑ ہیں ایک روایت ہے۔ کہ آل محمد مراد ہیں۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ ھذہ سبیلی سے مراد نفس رسول اللہ ہے۔ اور علیؑ آل محمدؐ کے شیعوں میں سے ہیں۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ سبیل (راستہ) سے مراد علی علیہ السلام کی ذات ہے۔ عطیاتِ الٰہی صرف علی علیہ السلام کی ولایت ہی کے ذریعے حاصل ہو سکتے ہیں۔

ہارون بن جہم اور جابر ابو جعفرؑ (حضرت امام محمد باقر علیہ السلام) سے روایت کرتے ہیں۔ فاغفر للذین تابوا ایک جماعت اور بنو امیہ کے متعلق ہے واتبعوا سبیلک یعنی علی علیہ السلام کی ولایت پر ایمان لائے۔ اور سبیل (راستے) سے مراد علی علیہ السلام ہیں۔

ابراہیم ثقفی باسناد خود ابو برزہ سلمی سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔

ان هذا صراطی مستقیما فاتبعوه ولا تتبعوا السبل فتفرق بکم عن سبیله کے متعلق میں نے اللہ عزوجل کی بارگاہ میں سوال کیا۔ کہ ان باتوں کو علیؑ میں قرار دے۔ چنانچہ اللہ عزوجل نے ایسا کردیا ہے (صراط مستقیم سے مراد علیؑ ہیں)

ابوالحسن ماضی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ اذا جاءک المنافقون۔ یعنی تیرے وصی کی ولایت کے بارے میں آتے ہیں۔ قالوا نشهد انک لرسول اللہ واللہ یعلم انک لرسوله واللہ یشهد ان المنافقین لکاذبون اتخذوا ایمانهم جنة فصدوا عن سبیل اللہ سبیل سے مراد وصی ہیں۔ انهم ساء ما کانوا یعملون بانهم امنوا یعنے تیری رسالت پر ایمان لاتے ہیں۔ اور تیرے وصی کی ولایت کا انکار کرتے ہیں۔ فطبع اللہ علی قلوبهم فهم لا یفقهون۔ واذا قیل لهم تعالوا یستغفر لکم رسول اللہ علیؑ کی ولایت کا اقرار کرو رسول اللہ تمہارے گناہوں کے متعلق استغفار کریں۔ لووا رءوسهم ورایتهم یصدون یعنی علی علیہ السلام کی ولایت سے لوگوں کو روکتے ہیں اور علیؑ پر تکبر کرتے ہیں۔

ابوذرؓ ایک حدیث میں رسول اللہ صلعم سے اس آیت واتبعوا سبیلک کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ سبیل سے مراد علی علیہ السلام ہیں۔ ابن عباس سے مروی ہے کہ آیت فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا الخ اس مقام پر سبیل اللہ سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ وانها لسبیل مقیم سے مراد نبی کے وصی ہیں۔ مشہور حدیث رسول اللہ صلعم سے مروی ہے کہ میری امت تہتر فرقوں میں بٹ جائے گی۔ ان میں ایک فرقہ ناجی ہوگا۔ باقی تمام ہلاک ہو جائیں گے۔ (ناجی فرقہ وہ ہے جس نے حضرت علی علیہ السلام کا راستہ اختیار کیا ہے)

زاذان امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں آپ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضۂ قدرت میں میری جان ہے یہ اُمت تہتر فرقوں میں تقسیم ہو جائے گی۔ بہتر فرقے جہنم میں ہوں گے اور ایک فرقہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور یہ وہ لوگ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ہے۔ وممن خلقنا امة یهدون بالحق وبه یعدلون وہ میں ہوں اور میرے شیعہ ہیں۔ باقرین (امام محمد باقر و جعفر صادق علیہما السلام) نے فرمایا۔ وہ ہم لوگ ہیں۔

تفسیر وکیع بن جراح میں سفیان ثوری سے، سدی سے، اسباط سے، مجاہد سے وہ عبداللہ بن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے کہا اهدنا الصراط المستقیم سے مراد یہ ہے کہ کہو اے معبود ہمیں بچ

اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم اور آپ کے اہل بیت کی محبت کی طرف ہدایت عطا کر۔

تفسیر ثعلبی اور کتاب شارحین میں مسلم بن حیان بریدہ سے اھدنا الصراط المستقیم کے بارے میں کہتے ہیں کہ صراط سے مراد محمدؐ و آل محمدؐ ہیں

باقرین علیہما السلام نے فرمایا۔ اھدنا الصراط المستقیم سے مراد اللہ عزوجل کا وہ دین مراد ہے جس کو جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ حضرت محمد مصطفیٰؐ پر نازل کیا۔ صراط الذین انعمت علیہم سے مراد ہدایت اسلام اور ولایت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی نعمت سے مالامال ہے ایسے لوگ مغضوب یہود۔ نصاریٰ اور شکاکی نہیں ہیں۔ جو امیرالمومنین علیہ السلام کی امامت کی معرفت نہیں رکھتے۔ والضالین یعنی امامت علی بن ابی طالب سے بھٹکے ہوئے ہیں۔

جعفر ہارونی اس آیت کے متعلق کہتے ہیں۔ وانہ فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم ام الکتاب سورہ فاتحہ ہے جس میں علی علیہ السلام کا ذکر موجود ہے۔ صراط المستقیم سے آپ ہی مراد ہیں۔

اعمش ابوصالح سے وہ ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ فستعلمون من اصحاب الصراط السوی خدا کی قسم اس سے مراد محمد اور آپ کے اہل بیت ہیں۔ اور من اھتدی سے مراد اصحاب محمدؐ ہیں۔

خصائص میں اصبغ سے وہ حضرت علی علیہ السلام سے اور ہماری کتابوں میں جابر سے وہ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ وان الذین لایومنون بالاخرۃ عن الصراط لناکبون جو لوگ آخرت پر ایمان نہیں رکھتے۔ وہ صراط سے ٹیڑھے ہو گئے ہیں۔ فرمایا صراط سے مراد ہماری ولایت ہے۔

ابوعبداللہ علیہ السلام اس آیت افمن یمشی مکبا علی وجھہ اھدی سے مراد دشمنان اہل بیت مراد ہیں۔ ام یمشی سویا علی صراط مستقیم سے مراد سلمانؓ۔ مقدادؓ اور عمارؓ وغیرہ ہیں۔ تفسیر میں ھذا صراطی مستقیما سے مراد قرآن اور آل محمدؐ ہیں۔

عبداللہ بن عباس اپنے باپ سے اور زید بن علی بن حسین علیہم السلام روایت کرتے ہیں۔ واللہ یدعوا الی دار السلام سے مراد جنت ہے۔ ویھدی من یشاء الی صراط مستقیم سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت ہے۔ جابر بن عبداللہ کا بیان ہے۔ کہ نبی صلعم نے اپنے پاس اپنے اصحاب کو بلایا۔ اور علی علیہ السلام کی طرف اشارہ کرکے فرمایا۔ ھذا صراط المستقیم فاتبعوہ یہ صراط المستقیم ہے اس کی پیروی کرو

نبی صلعم نے فرمایا اے میرے دشمن تمہیں یہ بات کافی ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم فیصلہ فرما رہے تھے۔ آپ کے سامنے حضرت علی علیہ السلام موجود تھے۔ آنحضرت صلعم کے دائیں اور بائیں ایک ایک آدمی موجود تھا۔ فرمایا دایاں اور بایاں گمراہی پر ہے۔ ٹھیک راستہ وہ ہے جو سیدھا ہے۔ پھر اپنے ہاتھ سے اشارہ فرمایا۔ اور کہا ھذہ صراط المستقیم فاتبعوہ یہ راستہ (علیؑ) راہ مستقیم ہے اس کی پیروی کرو۔

حسن سے روایت ہے کہ ابن مسعود نکلا۔ لوگوں کو وعظ کیا۔ انھوں نے کہا اے ابو عبد الرحمن صراط مستقیم کہاں ہے؟ کہا صراط مستقیم وہ ہے کہ اس کا ایک کونہ جنت میں ہے۔ اور اس کا ایک کنارہ محمدؐ اور علیؑ کے پاس ہے۔ اور اس کے دونوں کناروں پر جھوٹے بلانے والے موجود ہیں جس کا راہ سیدھا ہوگا۔ وہ محمدؐ کے پاس آئے گا۔ جو سیدھے راستے سے بھٹک جائے گا۔ وہ جھوٹے بلانے والوں کی پیروی کرے گا۔

ثمالی ابو جعفر علیہ السلام سے فاستمسک بالذی اوحی الیک انک علی صراط مستقیم یعنی جو چیز تیری طرف وحی کی گئی ہے۔ اس کو پکڑ لو۔ بے شک تم سیدھے راستے پر قائم ہو یعنی علیؑ کی ولایت پر قائم ہو۔ جو صراط مستقیم ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اللہ تعالے کی راہ علیؑ ہیں جیسا کہ کہا جاتا ہے فلاں شخص بادشاہ کا دروازہ ہے۔ جبکہ اس کے ذریعے بادشاہ تک پہنچا جاسکتا ہے۔

(۱۳)

جناب امیر علیہ السلام حبل اللہ اور عروۃ الوثقیٰ ہیں

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ ضربت علیہم الذلۃ اینما ثقفوا الا بحبل من اللہ وحبل من الناس سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ (یعنی حبل سے مراد علیؑ ہیں)

ابو جعفر صائغ کا بیان ہے میں نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ واعتصموا بحبل اللہ جمیعًا فرمایا حبل (رسی) سے مراد ہم لوگ ہیں۔

محمد بن علی عنبری باسناد خود نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت سے اس آیت کے بارے میں ایک اعرابی نے پوچھا۔ آنحضرت صلعم نے اعرابی کے ہاتھ کو پکڑ کر علی علیہ السلام کے شانے پر رکھ کر فرمایا۔ یہ اللہ کی رسی ہے۔ اسے مضبوطی سے پکڑو۔ اعرابی نے علی علیہ السلام کے گرد چکر لگایا۔ اور آپ سے چمٹ گیا۔ پھر کہا اے معبود!

میں آپ کو گواہ کر کے کہتا ہوں۔ میں نے تیری رسی کو پکڑ لیا ہے۔"

رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ جس شخص کو یہ بات خوش کرے کہ وہ جنتی آدمی کی طرف دیکھے۔ تو وہ اس (علیؑ) کی طرف دیکھے۔ اسی طرح حضرت امام محمد باقرؑ اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت کی گئی ہے۔"

سفیان بن عیینہ زہری سے وہ انس بن مالک سے کہ ومن یسلم وجھہ الی اللہ کی آیت علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے آپ پہلے شخص ہیں جس نے بے حد خلوص کے ساتھ اپنا چہرہ اللہ کی راہ میں جھکا دیا۔ آپ محسن ہیں۔ یعنی مومن اور مطیع ہیں۔ اور آپ نے عروہ وثقیٰ کو پکڑا ہے۔"

قول لا الٰہ الا اللہ والی اللہ عاقبۃ الامور خدا کی قسم اس قول پر قائم ہو کر علی بن ابی طالب علیہ السلام قتل ہوئے ہیں جو شخص عروہ وثقیٰ سے تمسک کرنا چاہے۔ اسے علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام کی محبت سے تمسک کرنا چاہیے۔"

"تفسیر ابو یوسف یعقوب بن سفیان فسوی میں کلبی۔ مجاہد۔ ابو صالح۔ مخزی ابن عباس سے روایت کرتے حفصہ نے عائشہ کے گھر میں نبی صلعم کو ماریہ قبطیہ کے ساتھ دیکھا۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اس بات کو پوشیدہ رکھنا۔ عرض کیا ہاں پوشیدہ رکھوں گی۔ آنحضرت صلعم نے حفصہ کی عیب خاطر کی وجہ سے فرمایا۔ ماریہ مجھ پر حرام ہے۔ حفصہ نے اس بات سے عائشہ کو آگاہ کیا۔ اور اس کو یہ بشارت دی ہے۔ ماریہ کو آنحضرت صلعم نے اپنے لئے حرام کر لیا ہے۔ عائشہ نے نبی صلعم سے اس بات کا ذکر کیا۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ اذا سر النبی الی بعض ازواجہ حدیثا تا ھو مولاہ وجبرائیل وصالح المومنین کہا خدا کی قسم صالح المومنین علیؑ ہیں۔"

"بخاری اور ابو یعلی موصلی میں تحریر ہے کہ ابن عباس نے کہا۔ میں نے حضرت عمر بن خطاب سے ان دو عورتوں کے بارے میں پوچھا۔ جنہوں نے رسول اللہ صلعم پر زیادتی کی تھی۔ کہا۔ وہ حفصہ اور عائشہ ہیں۔"

سدی ابو مالک سے ابن عباس سے ابو بکر حضرمی ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ثعلبی باسناد خود موسیٰ بن جعفر علیہما السلام سے، اسماء بن عمیس نبی صلعم سے روایت کرتی ہیں۔ کہ صالح المومنین علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔"

ابو نعیم اصفہانی باسناد خود اسما بنت عمیس سے ابن عباس سے وہ نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ علیؑ میرے بعد باب ہدیٰ ہیں۔ اور میرے رب کی طرف بلانے والے ہیں۔ اور وہ صالح المومنین ہیں

ومن احسن قولا ممن دعا الی اللہ وعمل صالحاً الخ

امیرالمومنین علیہ السلام نے منبر پر کھڑے ہو کر فرمایا۔ میں محمد مصطفےٰ خیر بشر جو ہاشم کی اولاد سے تھے کا بھائی ہوں۔ میں سنام اکبر ہوں۔ بنا عظیم ہوں۔ صالح المومنین ہوں۔"

ابونعیم حلیۃ الاولیا۔ میں عمر بن علی ابن ابی طالب علیہ السلام اپنے باپ سے، واحدی اسباب نزول القرآن میں بریدہ سے اور ابو القاسم بن حبیب اپنی تفسیر میں زر بن حبیش سے وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ کہ مجھے رسول اللہ صلعم نے اپنے سینے سے لگا کر فرمایا کہ مجھے رب نے حکم دیا ہے کہ تجھے قریب کرلوں۔ دور نہ کروں۔ تم (میری بات کو) سنو۔ اور خوب یاد رکھو۔"

تفسیر ثعلبی میں بریدہ سے روایت ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ میں تجھے تعلیم دیتا ہوں۔ تم اس کو یاد رکھو۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ وتعیھا اذن واعیۃ اس کو نطنزی نے خصائص میں ذکر کیا ہے۔

اخبار ابی رافع میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ مجھے میرے رب نے حکم دیا ہے کہ میں تجھے قریب کروں اور دور نہ کروں۔ تجھے علم ودیعت کروں۔ کوتاہی نہ کروں۔ مجھ پر واجب ہے کہ تیرے بارے میں اپنے رب کی اطاعت کروں۔ اور تم پر واجب ہے کہ تم اسے یاد رکھو۔"

محاضرات ابوالقاسم راغب میں ضحاک ابن عباس سے اور امالی طوسی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ اور بعض کتب شیعہ میں سعد بن طریف ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ وتعیھا اذن واعیۃ سے اذن علیؑ مراد ہے۔

"حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ نبی صلعم پر جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو آپ نے فرمایا۔" خدا کی قسم اے علیؑ! اس سے تیرا اذن (کان) مراد ہے۔"

کتاب الیاقوت میں ابو عمر سے اور غلام ثعلب سے۔ کشف و بیان میں ثعلبی سے۔ عبداللہ بن حسن نے کافی کلینی میں میمون بن مہران سے ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب آیت وتعیھا اذن واعیۃ نازل ہوئی۔ تو نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے کہا کہ میں نے عرض کیا۔ اے معبود یاد رکھنے والا کان علیؑ کو بنا۔ پھر فرمایا جب سے یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ میں لگاتار بارگاہ خداوندی میں عرض کرتا رہا۔ حتیٰ کہ اس سے تیرے دونوں کان مراد ہیں۔ یا علی۔"

تفسیر قشیری اور غریب العزیزی میں تحریر ہے۔ یہ آیت نازل ہوئی۔ نبی اکرمؐ نے جناب علیؑ سے فرمایا۔ کہ میں

نے اللہ عزوجل سے دعا کی ہے۔ کہ اس سے تیرا کان ہی بنا دے۔

جابر جعفی عبداللہ بن حسین اور مکحول نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ میں نے اپنے رب سے سوال کیا کہ اے علیؑ اس سے تیرا کان مراد ہے۔ اے معبود! یاد رکھنے والا کان علیؑ کا کان بنا۔ اس نے ایسا کر دیا۔ حضرت علیؑ نے کہا۔ اس کے بعد میں نے جو چیز سنی اس کو نہیں بھولا۔

تفسیر القطان بن وکیع سے سفیان سے سدی سے عبد خیر سے وہ علی بن ابی طالب سے روایت کرتے ہیں صخر بن حرب رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر بیٹھ گیا۔ اور عرض گذار ہوا اے محمدؐ! خلافت آپ کے بعد ہمارے لئے ہوگی۔ یا کسی اور شخص کے لئے ہوگی؟ آپ نے فرمایا۔ اے صخر خلافت میرے بعد اس شخص کے لئے ہوگی۔ جس کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے۔ جو ہارون کو موسےٰ سے حاصل تھی۔ اللہ تعالےٰ نے یہ آیت نازل کی۔ عم یتساءلون عن النبا العظیم الذی ھم فیہ مختلفون۔ بعض لوگ علی علیہ السلام کی ولایت اور خلافت کی تصدیق کرتے ہیں۔ اور بعض لوگ آپ کے بارے میں ان دونوں چیزوں کو ٹھکراتے ہیں۔

ثم کلا سیعلمون کا مطلب یہ ہے۔ کہ وہ لوگ اپنی اپنی قبروں میں جناب علی علیہ السلام کی ولایت اور امامت کو جان لیں گے۔ جب ان سے قبروں میں سوال کیا جائے گا۔ مشرق مغرب خشکی اور تری کا کوئی ایسا مردہ نہیں ہوگا جس سے قبر میں منکر اور نکیر مرنے کے بعد ولایت امیرالمومنینؑ کا سوال نہ کریں۔ دونوں میت سے کہیں گے۔ من ربک وما دینک ومن نبیک ومن امامک "تیرا رب۔ تیرا دین۔ تیرا نبی۔ اور تیرا امام کون ہے"[ل]

علقمہ کا بیان ہے۔ کہ صفین کی جنگ کے روز شام کے لشکر سے ایک آدمی نکلا۔ جو سلاح پوش تھا۔ اور سر پر قرآن رکھا ہوا تھا۔ اور وہ کہتا تھا۔ عم یتساءلون اور کہا میں لڑنا چاہتا ہوں۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا ٹھہرو حضرت میدان جنگ میں تشریف لائے۔ اور فرمایا تم جانتے ہو۔ کہ نبأ عظیم (بڑی خبر) کیا چیز ہے۔ جس کے بارے میں تم اختلاف کرتے ہو؟ کہا نہیں۔ آپ نے فرمایا۔ خدا کی قسم میں ہی نبأ عظیم ہوں۔ میرے بارے میں تم اختلاف کرتے ہو اور میری ولایت کے بارے میں جھگڑا کرتے ہو۔ اور میری ولایت کے منکر ہو گئے ہو؟ حالانکہ تم نے اس کو قبول کیا تھا۔ اگر تم میری تلوار سے بچ گئے۔ تو اپنی بغاوت کی وجہ سے ہلاک ہو جاؤ گے۔ غدیر کے روز تم نے میری ولایت کو جان لیا تھا۔

[ل] مومن کے پاس جو فرشتے آتے ہیں۔ ان کا نام مبشر و بشیر ہے۔ ملاحظہ ہو حق الیقین علامہ سید عبداللہ شبر مجلسی ثانی مطبوعہ نجف اشرف ۱۲ محمد شریف عفی عنہ مترجم شاہ رسولوی۔

اور جو کچھ تم نے جانا تھا۔ اُسے قیامت کے روز جان لوگے۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے اسے اپنی تلوار کی زد میں لے لیا۔ اس کا سر اور ہاتھ قلم کر کے پھینک دیا۔

اصبغ کی روایت میں ہے۔ کہ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا کی قسم میں وہ نبأ عظیم ہوں جس کے بارے میں تم اختلاف کرتے ہو۔ عنقریب تم اس بات کو جان لوگے۔ بیشک میں جنت اور دوزخ کے درمیان قیام فرماؤں گا۔ اور دوزخ سے کہوں گا۔ یہ میرا ہے۔ اور یہ تیرا ہے۔

ابو الصفا صبیح حضرت امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ عزوجل کے نزدیک مجھ سے بڑی خبر کوئی نہیں ہے۔ ایک روایت میں ہے کہ جب لوگ جنگ اُحد کے روز بھاگ گئے۔ حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلعم کے سامنے کفار سے لڑ رہے تھے جبرائیل علیہ السلام نبی اکرمؐ کے دائیں طرف اور میکائیل علیہ السلام بائیں طرف سے لڑ رہے تھے۔ تو اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ قل هو نبأ عظيم انتم عنه معرضون۔ وہ ایک بڑی خبر ہے تم اس سے رُوگردانی کرتے ہو۔

۱۴

جناب امیر علیہ السلام نُور، ھدیٰ اور ہادی ہیں

واحدی نے وسیط اور اسباب النزول میں عطا سے روایت کی ہے۔ کہ آیت افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام فھو علی نور من ربہ علیؑ اور حمزہؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ فویل للقاسیة قلوبھم۔ ابوجہل اور اس کے لڑکے کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ ابوجعفر اور جعفر صادق علیہما السلام نے آیت یخرجکم من الظلمات الی النور یعنی کفر سے ایمان کی طرف نکالا۔ یعنی ولایت علیؑ کی طرف۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس آیت والذین کفروا یعنی انھوں نے ولایت علی ابن ابی طالبؑ کے ساتھ کفر کیا۔ اولیاؤھم الطاغوت۔ یہ آیت حضرت امیرؑ کے دشمنوں اور جنہوں نے ان کی پیروی کی ہے کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ ان لوگوں نے لوگوں کو نور سے نکالا۔ نور سے مراد علی علیہ السلام کی ولایت ہے۔"

حضرت علی علیہ السلام کے دشمنوں کی ولایت اختیار کر کے تاویل میں چلے گئے۔ ان حضرات کے بارے میں

یہ آیت نازل ہوئی ہے والذین امنوا بہ وعزروہ ونصروہ واتبعوا النور الذی انزل معہ اور ۔ یریدون لیطفئوا نور اللہ بافواھھم ویابی اللہ الا یتم نورہ ولو کرہ الکافرون ابوالحسن ماضی نے کہا کہ یہ لوگ چاہتے ہیں کہ اپنی پھونکوں سے ولایت امیرالمومنین بجھا دیں. واللہ متم نورہ یعنی اللہ امامت کو پورا کرکے رہے گا۔

مالک بن انس ابن شہاب سے ابوصالح ابن عباس سے روایت کرتے ہیں ۔ وما یستوی الاعمی سے مراد ابوجہل والبصیر سے مراد امیرالمومنینؑ ہیں ۔ ولا الظلمات سے ابوجہل ولا النور سے امیرالمومنینؑ مراد ہیں ۔ والظل یعنے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کا جنت میں سایہ ہوگا ۔ ولا الحرور سے مراد جہنم ہے پھر اللہ دشمنان اہل بیت کو جہنم میں ڈالے گا ۔ وما یستوی الاحیاء سے علیؑ ۔ حمزہؓ ۔ جعفرؓ حسنؑ حسینؑ فاطمہؑ اور خدیجہؓ مراد ہیں ۔ ولا الاموات سے مراد کفار مکہ ہیں ۔

ابوخالد کابلی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں ۔ امنوا باللہ ورسولہ والنور الذی انزلنا اے خالد خدا کی قسم نور سے مراد آئمہ آل محمدؑ ہیں ۔ اتمم لنا نورنا سے مراد یہ ہے ۔ کہ اللہ نے ہمارے شیعوں کو ہمارے ساتھ ملا دیا ۔

شیرویہ دیلمی ابوالفضل حسینی سعدی باسناد خود حماد بن ثابت سے وہ عبید بن عمیر لیثی سے وہ عثمان بن عفان سے کہ حضرت عمر بن خطاب نے کہا ۔ کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کے چہرے سے اللہ عزوجل نے فرشتوں کو پیدا کیا ۔

ابوبکر شیرازی اپنی کتاب میں ابوصالح اپنی تفسیر میں ضحاک ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں پوچھتے ہیں ۔ ذلک الکتاب سے مراد قرآن ہے ۔ جس کا وعدہ اللہ عزوجل نے موسےؑ اور عیسےؑ سے کیا تھا ۔ کہ آخری زمانے میں محمدؐ پر نازل کرے گا ۔ لاریب فیہ اس میں کسی قسم کا شبہ نہیں ہے ۔ یعنے یہ اللہ کی طرف سے نازل ہوا ہے ۔ تبیان اور نذیر ہوکر متقین کے لئے متقین سے مراد علی بن ابی طالبؑ ہیں جس نے ایک لمحہ بھی شرک نہیں کیا نہایت خلوص سے اللہ کی عبادت کی ہے ۔ وہ اور اس کے شیعہ جنت میں بلاحساب بھیجے جائیں گے ۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے سورہ بقرہ کی الم کے بارے میں فرمایا ۔ کہ یہ اللہ کے ناموں میں سے اللہ کا ایک نام ہے ۔ اس کے بعد چار آیات امیرالمومنین علی علیہ السلام کی مدح میں ہیں (پھر) دو آیات کا نزول کی

مذمت میں ہیں پھر تیرہ آیات منافقین کے بارے میں ہیں۔

ابوالحسن ماضی کو امیر علیہ نے آیت هو الذی ارسل رسوله بالهدی ودین الحق کے بارے میں فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اپنے رسول کو اپنے وصی کی ولایت کے ساتھ بھیجا۔ ولایت ہی دین حق ہے۔ لیظهره علی الدین کله کا مطلب یہ ہے۔ کہ تمام ادیان پر ظہور قائم کے وقت غلبہ ہو گا۔ واللہ متم نوره سے مراد ولایت قائم ہے۔ اگرچہ کافر علی علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں کراہت کرتے ہیں راسخ حضرت سے روایت ہے۔ لما سمعنا الهدی امنا به هدیٰ سے مراد ولایت ہے۔ ہم اپنے مولا پر ایمان لاتے ہیں۔ جو شخص اپنے مولا پر ایمان لاتا ہے۔ اسے نجس کا کوئی خوف نہیں ہو گا۔

ابوالورد حضرت امام ابوجعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ وما شاقوا الرسول من بعد ما تبین لهم الهدی ہدایت سے مراد امر علی بن ابی طالب علیہ السلام ہے۔

زمخشری کشاف میں الکافی شرح حجج اہل سنہ میں حجاج سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اس نے حسن سے پوچھا کہ تیری ابوتراب کے بارے میں کیا رائے ہے؟ فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت یافتہ لوگوں سے قرار دیا ہے کہا اس پر دلیل لاؤ فرمایا اللہ تعالیٰ اپنی کتاب میں کہتا ہے۔ وماجعلنا القبلة التی کنت علیها الا لنعلم ... الا الذین هدی الله علی پہلے شخص ہیں جنہیں اللہ عزوجل نے نبی اکرم کے ساتھ ہدایت دی۔ ایک روایت ہے کہ یہ آیت وقالوا ان نتبع الهدی میں هدیٰ سے مراد علیؑ ہیں۔ اور آیت ویزید الله الذین اهتدوا هدی یہاں بھی ہدیٰ سے مراد حضرت علیؑ ہیں

احمد بن محمد بن سعید نے آیت انما انت منذر ولکل قوم هاد کے بارے میں ایک کتاب تصنیف کی ہے کہ یہ آیت امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

ابن عباس ضحاک اور زجاج کا بیان ہے انما انت منذر تو بس ڈرانے والا ہے سے مراد رسول اللہ صلعم ہیں ولکل قوم هاد ہر قوم کے لئے ایک ہادی ہوتا ہے سے مراد امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام ہیں

حسکانی نے شواہد التنزیل میں وزبان نے فیما نزل من القرآن فی امیرالمومنین میں ابوبردہ سے روایت کی ہے۔ کہ رسول اللہ نے ہمیں طہارت کے ساتھ طلب کیا آپ کے پاس علی بن ابی طالب بھی موجود تھے علی کی طہارت کے بعد آپ کے ہاتھ کو پکڑ کر سینے سے لگایا۔ پھر فرمایا۔ انما انا منذر میں ڈرانے والا ہوں۔ پھر جناب علیؑ کے ہاتھ کو علیؑ کے سینے کے ساتھ لگایا پھر فرمایا۔ ولکل قوم هاد پھر فرمایا اے علیؑ آپ لوگوں کے لئے

روشنی کا منار ہو۔ ہدایت کا جھنڈا ہو۔ امین قرآن ہو۔ میں اس بات کی گواہی دیتا ہوں۔ کہ تم ایسے ہی ہو۔"

حافظ ابونعیم نے تین طریقوں سے حذیفہ بن یمان سے روایت کی ہے۔ کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ اگر تم علیؑ کو خلیفہ بناؤ گے۔ حالانکہ میں دیکھ رہا ہوں تم ایسا نہیں کرو گے۔ تو تم اس کو ہدایت کرنے والا اور ہدایت یافتہ پاؤ گے۔ وہ تمہیں روشن راستے پر چلائیں گے (تھوڑے سے تفاوت کے ساتھ مشکوٰۃ المصابیح میں بھی یہ روایت درج ہے)

حافظ ابونعیم فیما نزل من القرآن فی امیر المومنین میں باسناد خود عطا بن سائب سے سعید بن جبیر سے ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ شیرویہ فردوس میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں حدیث کے الفاظ ابونعیم کی روایت کے مطابق ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ میں ڈرانے والا ہوں اور ہادی علیؑ ہیں اے علیؑ! تیری وجہ سے ہدایت یافتہ ہدایت پائیں گے۔ اس کو ثعلبی مفسر نے روایت کیا ہے۔

ثعلبی کشف میں عطا بن سائب سے سعید بن جبیر سے ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ تو رسول اللہ صلعم نے اپنا ہاتھ اپنے سینے پر رکھا۔ فرمایا میں ڈرانے والا ہوں۔ پھر اپنے ہاتھ سے علی بن ابی طالب علیہ السلام کے کندھے کی طرف اشارہ کر کے فرمایا اے علیؑ! تم ہدایت کرنے والے ہو۔ میرے بعد تیری وجہ سے ہدایت یافتہ لوگ ہدایت پائیں گے۔

عبداللہ بن عطا ابوجعفر امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ میں ڈرانے والا ہوں اور علیؑ ہدایت کرنے والے ہیں۔"

ابوہریرہ۔ نبی اکرم صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ میں ڈرانے والا ہوں اور اے علیؑ! تم ہدایت کرنے والے ہو ہر قوم کے لئے۔

سعید بن مسیب ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔ فرمایا۔ اس امت کے ہادی علی بن ابی طالبؑ ہیں۔

ثعلبی سدی سے سعید جبیر سے علی بن ابی طالبؑ سے روایت ہے کہ ڈرانے والے نبی صلعم ہیں اور ہادی ایک بنو ہاشم کا آدمی ہے۔ یعنے حضرت کی ذات مراد ہے۔

حافظ ابونعیم باسناد خود سعید جبیر سے سعید بن جبیر سے ابن عباس سے کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ ڈرانے والا میں ہوں اور ہادی بنو ہاشم کا ایک آدمی ہے۔

ابو معاویہ ضریر اعمش سے مجاہد سے ابن عباس سے ممن خلقنا امۃ اُمت سے مراد اُمت محمد یعنی علیؑ ہیں۔ یھدون بالحق لے محمدؐ! تیرے بعد علیؑ حق کی طرف لوگوں کو بلائیں گے۔ اور وبہ یعدلون یعنی تیرے بعد لوگ علیؑ کی خلافت سے روگردانی کریں گے۔ اُمت کے معنے نیکی کا جھنڈا ہے جیسا کہ اللہ کا فرمان ہے۔ ان ابراھیم کان امۃ یعنی ابراہیمؑ نیکی کا نشان تھے۔ اُمت اللہ کے ناموں میں سے ایک نام ہے جو ابراہیمؑ پر جاری کیا گیا ہے اور علیؑ بھی ایسے تھے۔"

ثابت بنانی نے وانی لغفار لمن تاب وآمن وعمل صالحاً ثم اھتدیٰ کے بارے میں کہا ولایت علیؑ اور اہل بیت کی طرف ہدایت حاصل کی۔ الا من تاب ومن آمن وعمل صالحاً ثم اھتدیٰ کا عدد اور الی ولایۃ المرتضیٰ علی والائمۃ بعدہ کا عدد ایک ہزار آٹھ سو بارہ ہے۔

۱۵

حضرت امیر علیہ السلام شاہد، شہید، شہداء، ذوالقرنین بیر معطلہ اور قصر مشید ہیں

طبری باسناد خود جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ سے مراد میں ہوں۔

حافظ ابو نعیم نے تین طریقوں سے عباد بن عبداللہ اسدی سے روایت کی ہے کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ رسول اللہ اپنے رب کی دلیل پر قائم تھے۔ اور میں اس بات کا گواہ تھا۔ اس کو نطنزی نے خصائص میں ذکر کیا ہے۔"

حماد بن سلمہ ثابت سے وہ انس سے روایت کرتے ہیں۔ افمن کان علی بینۃ من ربہ سے مراد رسول اللہ صلعم ہیں۔ اور یتلوہ شاھد منہ سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ خدا کی قسم علیؑ رسول اللہ صلعم کی زبان تھے۔"

کتاب نصیح خطیب میں تحریر ہے کہ جناب امیر علیہ السلام سے ابن کوا نے سوال کیا۔ کہ آپ کے بارے میں کون سی آیت نازل ہوئی ہے۔ حضرت نے فرمایا۔ افمن کان علی بینۃ من ربہ ویتلوہ شاھد منہ زاذان نے بھی اسی طرح روایت کی ہے۔

ثعلبی نے کلبی سے اس نے ابو صالح سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آیت افمن کان

علی بینة من ربہ ویتلوہ شاہد منہ شاہد (گواہ) سے مراد حضرت علیؑ ہیں۔ اس کو روایت کیا ہے۔ قاضی ابو عمرو عثمان بن احمد نے اور زمخشری نے اپنی دونوں کتابوں میں اور ثعلبی مفسر نے اس واقعہ کو مجاھد سے اور عبداللہ بن شداد سے روایت کیا ہے۔

ثعلبی نے اپنی تفسیر میں حبیب بن یسار سے وہ زاذان سے اور جابر بن عبداللہ سے دونوں حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ افمن کان علی بینة من ربہ ویتلوہ شاھد منہ رسول اللہ اپنے رب کے بینہ پر قائم ہیں اور شاہد منہ میں ہوں۔"

افمن کان علی بینة من ربہ کا وزن اور رسول اللہ سید الانبیاء احمد الامین کا وزن برابر برابر ۶۱۲ ہے۔ ویتلوہ شاھد منہ کا وزن اور علی بن ابی طالب شاہد برترکی کا وزن ۸۶۲ ہے۔

ابن مسعود نے یوں قرأت کی ہے۔ افمن اوتی علم من ربہ ویتلوہ شاھد منہ حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلعم کے گواہ ہیں۔ آپ کی اُمت پر آپ کے بعد یہ ضروری ہے کہ نبی اکرمؐ کا گواہ تمام مخلوق سے زیادہ انصاف کرنے والا ہو۔ ایسے شخص کے ہوتے ہوئے دوسرا شخص اس پر کیسے مقدم ہو سکتا ہے آیت فکیف اذا جئنا من کل امة بشھید وجئنا بک علی ھولاء شھیدا انبیاء اپنی اپنی امتوں کے گواہ ہیں۔ ہمارے نبیؐ انبیاء پر گواہ ہیں اور علی علیہ السلام نبیؐ کے گواہ ہیں اور علیؑ اپنی ذات کے خود گواہ ہیں۔ قل کفی باللہ شھیدا بینی وبینکم کا بیان پہلے گذر چکا ہے۔

سلیم بن قیس ھلالی کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا آیت شھید سے ہم لوگوں کو مراد لیا ہے (ہم) لوگوں پر گواہ ہیں۔ رسول اللہ ہم پر گواہ ہیں۔ ہم اللہ کے گواہ اس کی مخلوق پر ہیں اور اس کی زمین پر اس کی حجت ہیں۔ ہم لوگ وہ ہیں جن کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے۔ وکذلک جعلناکم امة وسطا لتکونوا شھداء علی الناس ویکون الرسول علیکم شھیدا۔ ایک روایت میں ہے کہ قیامت کے روز انبیاء اور گواہ لائے جائیں گے۔"

مالک بن انس سمی بن ابی صالح سے اس آیت کے بارے میں بیان کرتے ہیں۔ ومن یطع اللہ و رسولہ فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین والصدیقین والشھداء شہداء سے مراد حضرت علیؑ۔ جعفرؓ۔ حمزہؓ۔ حسنؑ اور حسینؑ یہ لوگ شہداء اور صالحین کے سردار ہیں یعنی سلمانؓ ابوذرؓ۔ مقدادؓ۔ عمارؓ۔ بلالؓ اور خبابؓ کے وحسن اولٰئک رفیقا یعنی جنت میں اچھے دوست

ہوں گے ذالک الفضل من اللہ وکفیٰ باللہ علیماً بہشت میں علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ حسینؑ اور رسول اللہ صلعم کا ایک گھر ہوگا۔"

ابو عبید نے غریب الحدیث میں بیان کیا ہے۔ کہ نبی اکرم صلعم نے جناب علی علیہ السلام سے فرمایا۔ کہ تیرا ایک گھر جنت میں ہوگا۔ اور تم ذوالقرنین ہو۔

سوید بن غفلہ اور ابو طفیل کا بیان ہے۔ کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ ذوالقرنین ایک عادل بادشاہ تھا۔ اللہ تعالیٰ اسے دوست رکھتا تھا۔ اللہ تعالیٰ نے اسے ہدایت کی۔ اس نے اپنی قوم کو پرہیزگاری اختیار کرنے کا حکم دیا۔ انہوں نے اس کے (سر کے) ایک سینگ پر تلوار لگائی۔ ایک عرصہ تک جتنا کہ اللہ عزوجل نے چاہا وہ لوگوں سے غائب رہا۔ دوبارہ نمودار ہو کر قوم کے پاس آیا۔ انھیں اللہ عزوجل کی طرف بلایا۔ پھر انھوں نے اس کے دوسرے سینگ پر تلوار لگائی [1] اور وہ شخص دو سینگوں والا تھا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا تم لوگوں میں اس جیسا شخص موجود ہے۔ اس سے مراد حضرت امیر علیہ السلام کی اپنی ذات تھی۔ کیونکہ آپ کے سر پر بھی دو تلوار لگائی گئی تھیں۔ ایک خندق کی جنگ کے روز دوسری ابن ملجم کی ضربت۔"

ایک اعرابی نے نبی صلعم کو آواز دی۔ آپ اس کے پاس مشتق چادر پہن کر تشریف لے گئے اس نے کہا آپ نوجوان معلوم ہوتے ہیں۔ فرمایا ہاں۔ اے اعرابی میں خود جوان ہوں۔ جوان کا بیٹا ہوں اور جوان کا بھائی ہوں۔ عرض کیا آپ خود نوجوان ہیں لیکن دوسری باتیں کس طرح ہو سکتی ہیں۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا میں نے اللہ عزوجل کو فرماتے ہوئے سُنا۔ قالوا سمعنا فتی یذکرھم یقال لہ ابراھیم انہوں نے کہا ہم نے ایک نوجوان کے متعلق سُنا ہے جسے ابراہیمؑ کہتے ہیں۔ فرمایا میں ابراہیمؑ کا بیٹا ہوں۔ میں جوان کا بھائی اس لحاظ سے ہوں۔ کہ جنگ احد کے روز ایک آواز دینے والے نے آواز دی تھی۔ لاسیف الا ذوالفقار ولافتی الا علی تلوار صرف ذوالفقار ہے۔ اور جوان صرف علیؑ ہیں اور میں اس کا بھائی ہوں۔

احمد بن حمید ہاشمی کا بیان ہے۔ کہ میں نے کتاب الجامع میں اس آیت بئر معطلۃ وقصر مشید کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کا فرمان دیکھا ہے۔ کہ قصر مشید سے مراد رسول اللہ صلعم اور بیر معطلہ سے مراد علیؑ علیہ السلام ہیں۔"

---

[1] یہ محل نزاع ہے کہ واقعی ذوالقرنین کے سر پر دو سینگ تھے۔ زمانہ حال کے مورخین نے لکھا ہے۔ کہ یہ بات غلط ہے تحقیق کے لئے مولانا ابوالکلام آزاد کی تحقیق ملاحظہ فرمایئے۔ آپ نے ذوالقرنین کے بارے میں ایک بسیط رسالہ تحریر کیا ہے ۱۲ مترجم۔

علی بن جعفر اپنے بھائی موسےٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ بیرِ معطلہ سے مراد
امام صامت اور قصر مشید سے مراد امام ناطق ہے۔

۱۶

جناب امیر علیہ السلام صدیق ۔ فاروق ، صدق اور صادق ہیں

ابن عباس اس آیت والذین امنوا و رسلہ اولٰئک ھم الصدیقون کے بارے میں کہتے ہیں۔
کہ اس آیت کے صدیق علی ابن ابی طالب ہیں۔ آپ ہی صدیق اکبر اور فاروق اعظم ہیں۔ راوی نے والشھداء
عند ربھم کے بارے میں پوچھا کہا وہ علیؑ ۔ حمزہؓ اور جعفرؓ ہیں۔ یہ لوگ صدیق ہیں۔ اور یہ لوگ رسولوں پر گواہ
ہیں۔ ان کی امتوں پر کہ ان لوگوں نے رسالہ کو پہنچایا پھر پوچھا لھم اجرھم عند ربھم کا کیا مطلب
ہے۔ کہا انھیں تصدیق رسالت پر اجر ملے گا اور ان حضرات کا نور پلصراط پر چمکے گا۔

مالک بن انس سہمی سے وہ ابو صالح سے وہ ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں
ومن یطع اللہ و رسولہ فاولٰئک مع الذین انعم اللہ علیھم من النبیین یعنی انبیاء سے
مراد محمدؐ ہیں اور صدیقین سے مراد علیؑ ہیں۔ آپ پہلے شخص ہیں۔ جس نے جناب محمد صلعم کی تصدیق کی۔ والشھداء
سے مراد علیؑ حمزہؓ جعفرؓ حسنؑ اور حسینؑ علیہم السلام ہیں۔ ہر صدیق نبی نہیں ہے اور تمام صدیقین صالح ہیں۔ ہر
صالح صدیق نہیں ہے اور نہ ہی ہر صدیق شہید ہیں۔ صرف امیرالمومنینؑ صدیق۔ صالح اور شہید ہیں۔ دونوں آیات
میں ان تینوں اوصاف کے مالک نبوت کے سوا آپ ہی ہیں۔ ابو ذر ایک حدیث بیان فرماتے تھے۔ لوگ آپ کی
تکذیب کرتے تھے۔ نبی صلعم نے فرمایا آسمان نے کسی شخص پہ سایہ نہیں کیا اور نہ ہی زمین نے اسے اٹھایا ہے
جو ابوذر سے زیادہ سچا ہو۔ نبی صلعم نے فرمایا تمہیں یقین ہونا چاہیے۔ یہ آنے والا شخص (علیؑ) صدیق اکبر اور
فاروق اعظم ہیں۔

ابن بطہ نے ابانہ میں اور احمد نے فضائل میں عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں
اور شیرویہ فردوس میں داؤد بن بلال سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ صدیق تین اشخاص ہیں (۱) علی
بن ابی طالبؑ (۲) حبیب نجار (۳) مومن آل فرعون یعنی حزقیل۔ ایک روایت میں ہے کہ علی بن ابی طالب
علیہ السلام ان سے افضل ہیں۔ امیرالمومنینؑ نے کئی مرتبہ ذکر کیا۔ کہ میں صدیق اکبر ہوں۔ اور فاروق اعظم ہوں۔

ابن عباس نے کہا کہ نبی صلعم نے فرمایا کہ اس امت کے صدیق ۔فاروق ۔محدث ۔ہارون ۔یوشع ۔آصف شمعون ۔باب حطہ ۔سفینہ نجات ۔طالوت اور ذوالقرنین علیؑ ہیں ۔

کعب الاحبار سے روایت ہے کہ عبداللہ بن سلام نے اسلام لانے سے پہلے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے پوچھا۔ اے محمدؐ! علیؑ کا نام آپ لوگوں کے پاس کیا ہے ۔ آپؐ نے فرمایا آپ کا نام ہمارے ہاں صدیق اکبر ہے ۔عبداللہ نے کہا ۔اشھد ان لا الہ الا اللہ واشھد ان محمدا رسول اللہ ہم نے تورات میں لکھا ہوا پایا ہے ۔محمد نبی رحمت ہیں اور علیؑ مقیم الحجۃ ہیں ۔"

ابو سخیلہ کا بیان ہے ۔کہ میں نے ابوذر کی خدمت میں عرض کیا کہ میں لوگوں میں اختلاف پاتا ہوں آپ اس بارے میں مجھے کیا حکم دیتے ہیں ۔ کہا تجھے دو چیزوں سے تمسک کرنا چاہیئے کتاب خدا اور شیخ علی بن ابی طالب علیہ السلام سے ۔میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سنا ہے ۔کہ یہ (علیؑ) سب سے پہلے میرے ساتھ ایمان لائے ہیں ۔اور قیامت کے روز سب سے پہلے میرے ساتھ مصافحہ کریں گے ۔آپ صدیق اکبر ہیں ۔آپ وہ فاروق ہیں ۔جو حق اور باطل کے درمیان فرق کریں گے ۔"

حسن ابو لیلی غفاری سے روایت کرتے ہیں ۔کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا عنقریب میرے بعد فتنہ برپا ہوگا ۔جب یہ بات ہو جائے تو علی بن ابی طالبؑ کا دامن لازم پکڑنا ۔آپ حق اور باطل کے درمیان تفریق کرنے والے ہیں ۔

ابن شیرویہ نے فردوس میں بیان کیا ہے ۔کہ حضرت علی علیہ السلام کو فاروق اس لیے کہتے ہیں ۔کہ آپ جنت اور دوزخ میں تفریق کرنے والے ہیں ۔کہا گیا ہے ۔کہ آپ کے ذکر سے آپ کا محب اور دشمن پہچانا جاتا ہے ۔

علمائے اہل بیت حضرت امام محمد باقرؑ حضرت امام جعفر صادقؑ حضرت امام موسیٰ کاظمؑ حضرت امام رضاؑ اور جناب زید بن علی علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں ۔کہ آیت والذی جاء بالصدق وصدق بہ اولئک ھم المتقون سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں ۔اہل سنت نے ابراہیم حکم سے وہ اپنے باپ سے وہ سدی سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں ۔عبیدہ بن حمید منصور سے وہ مجاہد سے نطنزی خصائص میں لیث سے وہ مجاہد سے ضحاک نے کہا ۔کہ ابن عباس نے کہا ۔جاء بالصدق سے مراد رسول اللہ صلعم ہیں ۔علی علیہ السلام نے آپ کی تصدیق کی ہے ۔فمن اظلم ممن کذب علی اللہ

وکذب بالصدق اذ جاءہ سے ولایت اہل بیت مراد ہے۔ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ ولایت نبی صلعم مراد ہے۔ وکذب بالصدق میں صدق علی بن ابی طالبؑ ہیں۔ حضرت امام جعفر صادق اور حضرت امام رضا علیہما السلام نے فرمایا۔ کہ اس سے نبی اکرم صلعم اور امیر علیہ السلام مراد ہیں۔

کلبی اور ابو صالح نے ابن عباس سے روایت کی ہے کہ آیت یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ وکونوا مع الصادقین کا مطلب یہ ہے کہ علی بن ابی طالب کے ساتھ ہو جاؤ۔ اس واقعہ کو ثعلبی نے اپنی تفسیر میں جابر سے وہ ابو جعفر علیہ السلام سے اور کلبی ابو صالح سے وہ ابن عباس سے۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔

ابراہیم ثقفی نے ابن عباس سے اور سدی سے اور جعفر بن محمد علیہما السلام نے اپنے باپ سے روایت کی ہے۔

تفسیر ابو یوسف یعقوب بن سفیان میں مالک بن انس۔ نافع سے وہ ابن عمر سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ اللہ عزوجل نے صحابہ کو حکم دیا تھا کہ وہ اللہ سے ڈریں۔ پھر کہا۔ کونوا مع الصادقین کا مطلب یہ ہے۔ کہ محمد صلعم اور آپ کے اہل بیت کے ساتھ ہو جاؤ۔

خرگوشی شرف النبی میں اور کشف میں ثعلبی تحریر کرتے ہیں۔ دونوں کا کہنا ہے۔ کہ اصمعی نے ابو عمرو بن علا سے وہ جابر جعفی سے وہ ابو جعفر محمد بن علی علیہما السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ کہ یہ محمدؐ اور علیؑ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ ہم لوگ رسول اللہ صلعم کی صادق عترت ہیں۔ میں دنیا اور آخرت میں رسول اللہ صلعم کا بھائی ہوں۔

تفسیر میں آیا ہے۔ صادقین سے مراد وہ لوگ ہیں۔ جن کا ذکر اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں کیا ہے۔ رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ

عمرو بن ثابت ابو اسحاق سے وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ ہم لوگوں کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ خدا کی قسم میں ہی منتظر ہوں۔ اور میں نے کوئی تبدیلی نہیں کی۔

ابو الورد حضرت امام ابو جعفر محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ من المومنین رجال

صدقوا سے مراد علیؑ حمزہؓ اور جعفرؓ ہیں۔ فمنھم من قضی نحبہ۔ عبدہ سے مراد حمزہ اور جعفر ہیں
ومنھم من ینتظر سے علی بن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں۔

متکلمین کا بیان ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی امامت پر آیت یاایھا الذین امنوا اتقوا اللہ
وکونوا مع الصادقین دلالت کرتی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام سے اس آیت کے صفات پائے جاتے
ہیں۔ والصابرین فی الباساء والضراء وحین الباس باس سے مراد جنگ ہے۔ اولیئک الذین
صدقوا واولیئک ھم المتقون اس بات پر اجماع ہو چکا ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام امامت کے
لیے غیر کی نسبت اولیٰ ہیں آپ کسی جنگ میں نہیں بھاگے جس طرح اور حضرات کئی مقامات پر جنگ سے
بھاگ گئے ہیں۔

ابو ورق ضحاک سے شعبہ حکم سے عکرمہ سے۔ اعمش سعید بن جبیر سے اور عزیزی سجستانی غریب
القرآن میں ابو عمر سے۔ یہ تمام حضرات ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ابن عباس سے آیت سیجعل
لھم الرحمن ودا کے بارے میں پوچھا گیا۔ کہا کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی
ہے۔ اور کوئی مسلمان ایسا نہیں ہے۔ جس کے دل میں علی علیہ السلام کی محبت نہ ہو۔

ابو نعیم اصفہانی اور ابو الفضل شیبانی اور ابن بطہ عکبری اور بالاسناد محمد بن حنفیہ سے اور حضرت
امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ دونوں حضرات کا بیان ہے کہ جو مومن (اللہ سے) ملاقات کرے گا۔
اس کے دل میں حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام اور آپ کے اہل بیت علیہم السلام کی محبت اس
کے دل میں موجود ہو گی۔

جناب زید بن علی علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے رسول اللہ صلعم کو
آگاہ کیا۔ کہ مجھے ایک شخص نے کہا ہے۔ کہ میں تجھے اللہ عزوجل کی خاطر دوست رکھتا ہوں۔ فرمایا۔ اے
علیؑ شاید تم نے اس سے کوئی نیکی کی ہو گی۔ عرض کیا خدا کی قسم میں نے اس سے کوئی نیکی نہیں کی فرمایا۔ شکر
ہے اس خدا کا جس نے مومنین کے دلوں کو اس قابل بنایا۔ جو تیرے ساتھ محبت کرتے ہیں۔ اور یہ آیت
نازل ہوئی۔

ثعلبی۔ زید بن علیؑ اور اصبغ بن نباتہ امیر المومنین سے اور ابو حمزہ ثمالی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام
سے اور عبد الکریم خراز اور حمزہ زیات براء بن عازب سے یہ تمام حضرات نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں

کہ آپؐ نے علی علیہ السلام سے فرمایا۔ کہ کہو اے معبود! میرے لئے اپنے نزدیک ایک عہد قرار دے اور میری ساری مومنین کے دلوں میں محبت قرار دے۔ ان دونوں باتوں کو علیؑ نے کہا۔ اور رسول اللہ صلعم پر ایمان لائے اور یہ آیت نازل ہوئی۔

اس کو ثعلبی نے اپنی تفسیر میں براء ابن عازب سے نطنزی نے خصائص میں براء سے اور ابن عباس سے اور محمد بن علی علیہما السلام سے روایت کی ہے ایک روایت میں ہے کہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ آیت ان الذین امنوا وعملوا الصالحات سیجعل لھم الرحمن ودا فانما یسرناہ بلسانک لتبشر بہ المتقین سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں۔ وتنذر بہ قوماً لدا سے مراد بنو امیہ کے ظالم افراد ہیں۔

۱۷

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام ایمان، اسلام، دین، سنت سلام اور قول ہیں

ابو حمزہ ثمالی حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ یا ایھا الذین امنوا لا تتخذوا آباءکم واخوانکم اولیاء ان استحبوا الکفر علی الایمان ایمان سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت ہے ابو عبد اللہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ حبب الیکم الایمان سے مراد حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں آیت کرہ الیکم الکفر والفسوق والعصیان سے مراد تین آدمی ہیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور زید بن علی علیہ السلام بیان کرتے ہیں۔ ومن یکفر بالایمان سے ولایت علی علیہ السلام کا انکار مراد ہے

حضرت امام محمد باقر اور حضرت جعفر صادق علیہما السلام نے آیت ان الذین کفروا ینادون لمقت اللہ اکبر من مقتکم انفسکم اذ تدعون الی الایمان فتکفرون میں ایمان سے مراد ولایت علی علیہ السلام ہے جس کا لوگ انکار کرتے ہیں۔

ثعلبی اپنی تفسیر میں اور ابو صالح نے ابن عباس سے روایت کی ہے عبد اللہ بن ابی سلول اور اس کے اصحاب حضرت علی علیہ السلام سے گفتگو کرنے میں چاپلوسی اختیار کرنے لگے۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا اے

عبداللہ اللہ سے ڈرو۔ منافق نہ بنو۔ منافق اللہ کی بدترین مخلوق ہیں۔ کہا اے ابوالحسن ایسا نہ فرمایئے۔ خدا کی قسم ہمارا ایمان آپ کے ایمان کی طرح ہے پھر یہ لوگ چلے۔ عبداللہ نے کہا تم لوگوں نے دیکھا کہ میں نے کس ڈھنگ کی بات کی ہے۔ پھر حضرت علی علیہ السلام کے خلاف باتیں کرنے لگے۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ واذا لقوا الذین امنوا قالوا امنا واذا خلوا الی شیاطینھم قالوا انا معکم انما نحن مستھزءون جب ایمان والوں سے ملتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ ہم ایمان والے ہیں۔ جب اپنے شیاطین کے پاس جاتے ہیں۔ تو کہتے ہیں۔ کہ ہم تو ان (مومنین) کا مذاق اڑاتے ہیں۔

تفسیر ہذیل میں اور مقاتل میں محمد بن حنفیہ سے ایک لمبی حدیث بیان کی گئی ہے کہ ان لوگوں نے کہا ہم علی بن ابی طالب اور آپ کے اصحاب کا مذاق اڑاتے ہیں۔ اللہ تعالی نے کہا۔ اللہ یستھزء بھم اللہ ان کا مذاق اڑاتا ہے۔ یعنی قیامت کے روز انھیں امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام پر مذاق اڑانے کی سزا دے گا۔ ابن عباس نے کہا یہ یوں ہو گا کہ قیامت کے روز اللہ تعالی مخلوق کو پل صراط پر گذرنے کا حکم دے گا مومنین جنت کی طرف عبور کر جائیں گے۔ اور منافق جہنم میں گر جائیں گے۔ اللہ تعالی مالک (دوزخ کا داروغہ) سے کہے گا۔ کہ منافقین کا مذاق اڑاؤ۔ مالک بہشت کی طرف دوزخ کا دروازہ کھول کر آواز دے گا۔ اے گروہ منافقین جہنم سے یہاں چڑھ کر آ جاؤ۔ اور بہشت میں چلے جاؤ۔ فیسبح المنافقون فی نار جھنم سبعین خریفا

جب دوزخ کے دروازے پر پہنچ جائیں گے۔ اور وہاں سے نکل جانے کا ارادہ کریں گے۔ تو دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ ایک اور جگہ جہنم کا دروازہ بہشت کی طرف کھول دیا جائے گا۔ اور انھیں وہ دروازہ دکھا کر کہا جائے گا۔ کہ اس دروازے سے بہشت کی طرف چلے جاؤ۔ فیسبحون مثل الاول جب اس دروازے پر پہنچ جائیں گے تو وہ دروازہ بند کر دیا جائے گا۔ اور پھر دوسری جگہ اور دروازہ کھول دیا جائے گا۔ اسی طرح ان سے ہمیشہ ہمیشہ تک سلوک کیا جائے گا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت ان الدین عند اللہ الاسلام کے بارے میں فرمایا اس سے مراد علی علیہ السلام کی ولایت کو تسلیم کرنا ہے

حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے اس آیت انما توعدون لصادق وان الدین لواقع کے بارے میں فرمایا۔ دین علی بن ابی طالب ہیں

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس آیت ان الذین امنوا وعملوا الصالحات لھم اجر غیر ممنون کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ اس سے جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام مراد ہیں۔ راوی کا بیان ہے میں نے عرض کیا۔ فما یکذبک بعد بالدین سے کیا مراد ہے۔ آپ نے فرمایا۔ دین سے مراد امیر المومنینؑ ہیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ ان اللہ اصطفیٰ لکم الدین فلا تموتن الا وانتم مسلمون سے ولایت جناب علی علیہ السلام مراد ہے۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ آیت وذلک الدین القیم حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

حضرت امام زین العابدین اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام نے ادخلوا فی السلم کافة کے بارے میں فرمایا۔ کہ علیؑ کی ولایت میں داخل ہو جاؤ۔ ولا تتبعوا خطوات الشیطان کے متعلق فرمایا۔ کہ آپ کے سوا اور کسی کی اتباع نہ کرو۔

ثمریک ابوحفص اور جابر نے آیت ادخلوا فی السلم کافة سے مراد یہ ہے کہ جناب علی علیہ السلام کی ولایت میں داخل ہو جاؤ۔

محمد بن فضیل ابو الحسن راضی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ انہ لقول رسول الکریم کا مطلب یہ ہے جبرائیل علیہ السلام اللہ کی طرف سے ولایت علیؑ لے کر نازل ہوئے۔ (قول سے مراد علی علیہ السلام کی ولایت ہے) میں نے عرض کیا۔ وما ھو بقول شاعر قلیلا ما تومنون کا کیا مطلب ہے فرمایا کہ لوگوں نے کہا تھا۔ کہ محمدؐ اپنے رب پر جھوٹ باندھتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے اس بات کا علیؑ کے بارے میں حکم نہیں دیا۔ اللہ تعالےٰ نے اس کے متعلق قرآن (آیت) نازل کیا۔ اور کہا۔ کہ جناب علی علیہ السلام کی ولایت رب العالمین کی جانب سے نازل ہوئی ہے۔

ابوحمزہ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ کہ یہ امر ولایت کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ انکم لفی قول مختلف یوفک عنہ من افک عن الولایة افک عن الجنة

عبد اللہ بن جندب کا بیان ہے۔ کہ میں نے ابو الحسن علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا۔ ولقد وصلنا لھم القول آپؑ نے فرمایا۔ ایک امام سے دوسرے امام کی طرف (ولایت کو) پہنچایا۔

ابو عبد اللہ علیہ السلام نے وھدوا الی الطیب من القول سے مراد حمزہ۔ جعفر۔ عبیدہ۔ سلمان۔ ابوذر۔

مقداد اور عمار ہیں۔ وھو والی امیرالمومنین

۱۸

جناب امیرالمومنینؑ حجۃ اللہ، ذکر اللہ، آیت اللہ، فضل اللہ، رحمۃ اللہ اور نعمت اللہ ہیں

تاریخ خطیب اور الاخرہ والمحن میں انس سے روایت ہے۔ کہ نبی اکرم صلعم نے علی علیہ السلام کی طرف دیکھ کر فرمایا میں اور یہ اللہ مخلوق پر اللہ کی حجت ہیں۔

کتاب فردوس دیلمی میں ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میں اور علی اللہ کے بندوں پر اللہ کی حجت ہیں۔

ابوصالح ابن عباس سے اس آیت ومن اعرض عن ذکری فان لہ معیشۃ ضنکا کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ کہ جس شخص نے ولایت حضرت علی علیہ السلام کو چھوڑ دیا۔ اللہ عزوجل نے اسے ہدایت سے اندھا اور بہرہ کر دیتا ہے۔

ابوبصیر ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ (اس آیت سے مراد) ولایت امیرالمومنینؑ ہے۔ میں نے عرض کیا۔ ونحشرہ یوم القیامۃ اعمی کا کیا مطلب ہے۔ فرمایا قیامت میں بصارت سے محروم ہوگا دنیا میں امیرالمومنینؑ کی ولایت سے دل کا اندھا ہوگا۔ آپ نے فرمایا۔ وہ قیامت میں پریشان اور حیران ہوگا اور کہے گا۔ لم حشرتنی اعمی وقد کنت بصیرا مجھے اندھا کیوں محشور کیا۔ میں تو (دنیا میں) بصارت والا تھا۔ قال کذلک اتتک آیاتنا میرے آیات تمہارے پاس آئے تھے۔ فرمایا۔ آیات سے مراد آئمہ ہیں فنسیتھا وکذلک تنسی تم نے ان (آئمہ) کو بھلا دیا تھا۔ آج تمہیں بھلا دیا گیا ہے۔ یعنی دنیا میں تم نے آئمہ کو چھوڑ دیا تھا۔ آج تمہیں دوزخ میں چھوڑ دیا گیا ہے۔ اس طرح جس طرح تم نے آئمہ کو چھوڑ دیا تھا۔ ان کے امر کی اطاعت نہیں کی تھی۔ اور نہ ہی ان کی بات کو سنا تھا۔ وکذلک نجزی من اسرف ولم یومن بآیات ربہ ولعذاب الاخرۃ اشد وابقی وکذلک نجزی من اشرک یعنی امیرالمومنینؑ کے ساتھ اور کسی کو شریک کیا

کتاب ابن امیع میں حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ آیت قل ما اسئلکم علیہ من اجر وما انا من المتکلفین ان ھو الا ذکر للعالمین میں (ذکر سے) مراد امیرالمومنینؑ ہیں۔

ابن عباس نے آیت ذکرا رسولا کے بارے میں کہا۔ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم اللہ کی جانب سے ذکر ہیں اور علیؑ

محمدؐ کی طرف سے ذکر ہیں جس طرح اللہ تعالٰی نے کہا۔ وانہ لذکر لک ولقومک

تفسیر ثعلبی میں تحریر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے آیت فاسئلوا اھل الذکر کے بارے میں فرمایا ہم لوگ اہل ذکر ہیں۔

ابانہ ابوعباس فلکی میں تحریر کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے کہا خبردار! ذکر رسول اللہ ہیں اور ہم آپ کے اہل ہیں۔ ہم لوگ راسخون فی العلم۔ منار الھدیٰ۔ اعلام التقی اور ہماری شان میں مثالیں بیان کی جاتی ہیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو انبیاء اوصیا اور قیامت تک ہونے والا علم عطا کیا گیا ہے۔ پھر حضرت نے اس آیت کو تلاوت کیا۔ ھذا ذکر من معی و ذکر من قبلی یعنے نبی صلعم

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام آیت لو ان اللہ ھدانی لکنت من المتقین کے بارے میں فرمایا کہ یہ اس شخص کا قول ہے جو حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں ایسا کہے گا۔ اور اللہ عزوجل اس کے جواب میں کہے گا۔ بلی قد جاءتک آیاتی فکذبت بھا واستکبرت وکنت من الکافرین میری آیات تیرے پاس آئیں۔ تُو نے ان کی تکذیب کی۔ غرور کیا اور کافروں میں سے ہوگیا۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام فرمایا کرتے تھے۔ اللہ عزوجل کی کوئی آیت مجھ سے بڑی نہیں ہے۔

ابوجارود حضرت امام محمد باقر علیہ سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں کہ اس سے مراد علی ابن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ ویوت کل ذی فضل فضلہ

ابن مسعود کی قرأت میں یوں ہے۔ فان تولوا اعداہ واتباعھم فانی اخاف علیھم عذاب یوم عظیم۔ اگر تم نے علیؑ کے دشمنوں اور ان کے ماننے والوں کی پیروی کی۔ تو مجھے ان پر عذاب یوم عظیم کا ڈر ہے۔

ابومعاویہ حضرت اعمش سے وہ ابوصالح سے اس آیت کے بارے میں بیان کرتے ہیں ولقد فضلنا بعض النبیین علی بعض اللہ عزوجل نے حضرت محمدؐ صلعم کو علم اور عقل کے ساتھ فضیلت دی ہے۔

حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام آیت ذلک فضل اللہ یوتیہ من یشاء من عبادہ اور ولا تتمنوا ما فضل اللہ بہ بعضکم علی بعض یہ دونوں آیات انھیں حضرات کی

شان میں نازل ہوئی ہیں ۔

تاریخ بغداد میں سدی سے روایت ہے اور کلبی ابو صالح وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں فضل اللہ سے مراد نبی صلعم اور ورحمتہ سے مراد علیؑ ہیں ۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ۔ فضل اللہ سے مراد اقرار برسول اللہ ورحمتہ سے مراد اقرار بولایت علیؑ ہے ۔

ابن عباس نے اس آیت کے بارے میں کہا ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ سے مراد محمدؐ و رحمتہ سے مراد علیؑ ہیں ۔ کہا گیا ہے کہ فضل اللہ سے مراد جناب علیؑ اور ورحمتہ سے مراد فاطمہؑ ہیں ۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا ۔ یدخل من یشاء فی رحمتہ میں رحمت سے مراد علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں ۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا آیت یعرفون نعمۃ اللہ سے مراد یہ ہے کہ رسول اللہ صلعم نے لوگوں کو ولایت علی علیہ السلام کے متعلق آگاہ کر دیا ۔ پھر انہوں نے آنحضرت صلعم کی وفات کے بعد انکار کیا ۔

مجاہد نے آیت الم تروا الی الذین بدلوا نعمۃ اللہ کفرا سے مراد یہ ہے ۔ کہ بنو امیہ نے محمد صلعم اور آپ کے اہل بیت کے ساتھ کفر کیا ۔"

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے ایک حدیث میں کہا کہ بعض لوگوں نے کہا ۔ رسول اللہ صلعم علی علیہ السلام کی محبت میں دیوانہ ہو گئے ہیں ۔ تو یہ آیت نازل ہوئی ۔ ن ۔ والقلم وما یسطرون الی قومہ المفتون

تفسیر وکیع میں ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے ۔ الم یجدک یتیما کیا تم ابو طالبؑ کے پاس یتیم نہ تھے ۔ اور تمہیں ابو طالبؑ کی پناہ میں دے دیا جو تیری حفاظت کریں گے ۔ اور تیری تربیت کریں گے ۔ ووجدک ضالا سے مراد یہ ہے کہ تمہیں ایک گمراہ قوم میں پایا ۔ اور انھیں تیرے باعث توحید کی طرف ہدایت کی ووجدک عائلا سے یہ مراد ہے کہ تمہیں مال خدیجہ سے غنی بنا دیا ۔ فاما الیتیم فلا تقھر واما السائل فلا تنھر واما بنعمۃ ربک فحدث سے مراد یہ ہے کہ ان پر قرآن کا اظہار کر اور انھیں آگاہ کر جو نعمت اس کے ذریعے تمہیں دی ۔ حسن نے کہا ۔ واما بنعمۃ ربک فحدث سے مراد یہ ہے کہ اے محمدؐ اپنے بندوں کو اس احسان سے آگاہ کر جو ابو طالب نے تم پر کیا ہے ۔ اور کتاب خدا میں جو فضائل علیؑ ہیں ۔ ان سے انھیں آگاہ کر ۔ تاکہ وہ علیؑ کی ولایت کا اعتقاد رکھیں ۔ مشہور بات ہے کہ آیت

واتممت علیکم نعمتی غدیر کے روز نازل ہوئی۔

۱۹

جناب امیر علیہ السلام رضوان، احسان، جنت، فطرۃ، دابۃ الارض، قبلہ، بقیۃ، ساعت، یسر اور مقدم ہیں

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے آیت ذلک بانھم اتبعوا ما اسخط اللہ وکرھوا رضوانہ فاحبط اعمالھم سے مراد یہ ہے کہ انھوں نے علی علیہ السلام کو ناپسند کیا۔ حالانکہ بدر، حنین، یوم بطن نخلہ، یوم ترویہ میں اللہ عزوجل نے علی علیہ السلام کی ولایت کا حکم دیا تھا۔ اور عرفہ کے دن علی علیہ السلام کی شان میں پندرہ آیتیں نازل ہوئیں تھیں۔

ابن زادان اور ابو داؤد سبیعی ابوعبداللہ جدلی سے روایت کرتے ہیں کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے آیت ومن جاء بالحسنۃ فلہ خیر منھا ومن جاء بالسیئۃ فلا یجزی الا مثلھا کے بارے میں فرمایا۔ اے ابوعبداللہ حسنہ سے مراد ہماری محبت اور سیئہ سے مراد ہم سے بغض مراد ہے۔

تفسیر ثعلبی میں ہے کہ جناب امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ میں تمہیں وہ نیکی بتلاؤں جس کا بجالانے والا جنت میں داخل ہوگا۔ اور وہ برائی بتلاؤں جس کا کرنے والا اوندھے منہ دوزخ میں داخل ہوگا۔ اور اس برائی کے ہوتے ہوئے اس کا کوئی عمل قبول نہ ہوگا۔ میں نے عرض کیا ہاں ضرور آگاہ فرمایئے فرمایا۔ نیکی سے مراد ہم سے محبت کرنا اور برائی سے مراد ہم سے بغض رکھنا ہے

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا نیکی سے مراد جناب علی علیہ السلام کی ولایت اور محبت ہے اور برائی سے مراد آپ سے دشمنی رکھنا ہے اور بغض ہے اور عداوت کی حالت میں کوئی عمل قابل قبول نہ ہوگا۔

امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ آیت ومن یقترف حسنۃ نزد لہ فیھا حسنا سے علی بن ابی طالب کی مودت مراد ہے۔ اس کو ثعلبی نے ابن عباس سے روایت کیا ہے۔

امام رضا علیہ السلام نے اپنے آباء و اجداد علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ آیت فطرۃ اللہ التی فطر الناس علیہا سے مراد توحید، محمد رسول اللہ اور علی امیرالمومنین ہیں۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت ہے کہ ایک شخص رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور کہا یا رسول اللہ جس نے لا الہ الا اللہ کہا وہ مومن ہے۔ فرمایا۔ ہمارے دشمن یہود اور نصاریٰ سے ملحق ہوں گے

اس وقت تک جنت میں داخل نہیں ہو گے جب تک مجھے دوست نہ رکھو گے۔ اور وہ شخص جھوٹا ہے
جو یہ خیال کرتا ہے۔ کہ وہ مجھے دوست رکھتا ہے۔ اور اس سے یعنی علیؑ سے بغض رکھتا ہے۔

امالی طوسی، قمی اور مسند ابو الفتح حفار اور ابن شبل وکیل میں علی بن بلال امام رضا علیہ السلام سے روایت
کرتے ہیں۔ کہ وہ اپنے آبا علیہم السلام سے وہ حضرت نبی صلعم سے آپ جبرائیل علیہ السلام سے وہ میکائیلؑ سے
وہ اسرافیلؑ سے وہ حضرت لوح سے وہ قلم سے روایت کرتے ہیں کہ اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ کہ علی بن ابی طالب
کی ولایت میرا قلعہ ہے۔ جو شخص اس میں داخل ہو گیا۔ وہ میرے عذاب سے امن میں آگیا۔ امام رضا علیہ السلام
نے فرمایا۔ بہ شروط کے ساتھ اور میں ان شروط میں سے ایک شرط ہوں۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ تتبعها الرادفہ سے مراد زمین کا زلزلہ ہے۔ اس کے ساتھ دابہ کا
خروج ہو گا۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ اخرجنا لھم دابۃ من الارض تکلمھم سے مراد حضرت
علی علیہ السلام ہیں۔ ابو عبداللہ جدلی کا بیان ہے۔ کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ میں دابۃ الارض ہوں

حلیۃ الاولیاء میں انس اور ابو برزہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رب العالمین نے علیؑ
بن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں مجھ سے عہد کیا۔ آپ رایۃ الہدیٰ منار الایمان میرے اولیاء کے امام
اور ان تمام لوگوں کے نور ہیں جنہوں نے میری اطاعت کی۔

آیت بقیۃ اللہ خیر لکم علیؑ اور آپ کی اولاد علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی۔

علی بن حاتم نے کتاب الاخبار میں ابو الفرج بن شاذان سے روایت کی ہے۔ کہ آیت بل کذبوا بالساعۃ
سے مراد یہ ہے کہ انہوں نے علیؑ کی ولایت کی تکذیب کی۔ اور یہ بات امام رضا علیہ السلام سے مروی ہے۔ حضرت
امام محمد باقر علیہ السلام نے آیت یرید اللہ بکم الیسر ولا یرید بکم العسر میں یسر سے مراد امیر المومنین ہیں
اور عسر سے مراد فلاں اور فلاں ہیں۔ علیؑ مقدم ہیں حسب نسب علم ادب ایمان، حرب مال اور باپ
کے لحاظ سے۔

۲۱

جناب امیر علیہ السلام انسان، رجل، رجال عبد، عباد اور والد ہیں

اہل بیت علیہم السلام کی تفسیر میں آیا ہے۔ کہ آیت ھل اتی علی الانسان حین من الدھر میں انسان سے مراد علی علیہ السلام ہیں۔ کلام کی تقدیر یوں ہو گی۔ کہ انسان پر آیا کوئی زمانہ نہیں گذرا جس میں وہ شے کے طور پر مذکور نہ ہو۔ وہ کیوں کر مذکور نہ ہو کہ حضرت علی علیہ السلام کا نام نامی اسم گرامی ساق عرش اور جنت کے دروازے پر لکھا ہوا تھا اور اس بات پر دلیل اللہ تعالیٰ کی یہ آیت ہے انا خلقنا الانسان من نطفۃ۔ معلوم ہے۔ کہ آدم کی خلقت نطفہ سے نہیں ہوئی تھی۔ ابو عبد اللہ علیہ السلام نے آیت انھا تذکرۃ تا سفرۃ کے بارے میں فرمایا۔ کہ اس سے مراد کرام ہیں۔ جو بررہ ہیں۔ قتل الانسان ما اکفرہ میں انسان سے مراد امیر المومنینؑ ہیں۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے کہ اس نے کیا کفر کیا۔ کہ انہوں نے اسے قتل کر دیا۔ اور کہا گیا ہے۔ کہ اس نے کیا کیا جس کی وجہ سے انہوں نے اس کو قتل کر دیا۔

ابوالحسن ماضی علیہ السلام فرماتے ہیں۔ کہ ولایت علی عالمین کے متقین کے لیے تذکرہ ہے۔ اور ہم جانتے ہیں۔ کہ تم میں سے بعض لوگ جھٹلانے والے ہیں۔ علی کافروں کے لیے حسرت ہیں۔ اور علی کی ولایت حق الیقین ہے۔ حاکم حسکانی باسناد ابو طفیل سے روایت کرتے ہیں۔ کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ آیت ورجلا سلما لرجل اس سے مراد میں ہوں۔ جو رسول اللہ صلعم کے لیے ہوں۔ عیاشی باسناد ابو خالد سے وہ امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ رجل سلم سے مراد علی اور آپ کے شیعہ ہیں۔

حسن بن زید اپنے آبا علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں ورجلا سلما لرجل میں ہم اہل بیت کی مثال بیان کی گئی ہے۔ اور آیۂ رجال صدقوا ما عاھدوا اللہ علیہ اور علی الاعراف رجال اعراف پر کچھ اور آدمی ہوں گے۔ دونوں آیتیں علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہیں۔

ابن عباس نے کہا کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے جناب علی علیہ السلام سے فرمایا تم میرے بھائی اور میرے صاحب ہو۔ آیت ان ھو الا عبد انعمنا علیہ الخ جناب علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے خطبہ بصرہ میں فرمایا۔ میں اللہ عزوجل کا بندہ ہوں۔ رسول اللہ کا بھائی ہوں

بیں صدیق اکبر اور میں فاروق اعظم ہوں جھوٹے کے سوا اس لقب کو اپنے ساتھ اور کوئی چسپاں نہیں کرے گا۔ حضرت عبداللہ بطور افتخار کہتے ہیں جس طرح خود فرمایا۔ کفی لی فخراً ان اکون لک عبداً اے معبود میرے لئے یہ بات فخر کے لئے کافی ہے۔ کہ میں تیرا عبد ہو جاؤں۔

ابان تغلب حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آیت وبالوالدین احسانا میں والدین سے مراد رسول اللہ صلعم اور علی علیہ السلام ہیں۔

سالم جعفی ابو جعفر علیہ السلام سے اور ابان بن تغلب ابو عبداللہ (امام جعفر صادق) علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ یہ آیت حضرت رسول اللہ اور علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ حدیث ابن جبیر اسی طرح روایت کی گئی ہے۔

ابوالصابح امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ انا وعلی الوالدان میں اور علیؑ (امت کے) والدین ہیں۔ بعض آئمہ علیہم السلام اس آیت ان اشکر لی ولوالدیک کے متعلق فرمایا کہ رسول اللہ صلعم اور جناب علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ نبی صلعم نے فرمایا۔ انا وعلی ابوا هذه الامه میں اور علیؑ اس امت کے باپ ہیں۔ آپ نے فرمایا انا وعلی مولیا هذه الامه میں اور علیؑ اس امت کے مولا ہیں۔

بعض آئمہ سے مروی ہے۔ کہ آیت لا اقسم بهذا البلد۔ وانت حل بهذا البلد ووالد وما ولد والد سے مراد امیر المومنین اور ما ولد سے مراد آئمہ ہیں۔

ثعلبی بربیع مذکورین میں، خرکوشی شرف النبی میں عمار اور جابر اور ابو ایوب سے، فردوس دیلمی میں امالی طوسی میں ابو صدقہ سے وہ انس سے یہ تمام حضرات نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ حق علی علی الامة لحق الوالد علی الولد علیؑ کا حق اس طرح امت پر ہے جس طرح والد کا حق اپنے بیٹے پر۔

مفردات راغب میں ہے کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ یا علی انا وانت ابوا هذه الامة اے علیؑ میں اور تم اس امت کے باپ ہیں۔ اور ہمارا حق ان پر ان کے باپوں سے بہت بڑا ہے جنہوں نے انھیں جنا ہے۔ کیوں کہ اگر انھوں نے ہماری اطاعت کی۔ تو ہم انھیں آگ سے نجات دلائیں گے۔ اور دار القرار کی طرف لے جائیں گے۔ عبودیت کے باعث انھیں خیار سے ملا دیں گے۔

قاضی ابوبکر احمد بن کامل نے کہا کہ علیؑ کا حق تمام مسلمانوں پر یہ ہے کہ آپ کی نافرمانی نہ کی جائے اور

ہم پر بھی اسی طرح واجب ہے ۔ اللہ عزوجل نے علیؑ کی قدر بلند کی ۔ (رسول اللہ) نے فرمایا ۔ انا وانت
ابوا ھذہ الامۃ ۔ میں اور تم اس اُمت کے باپ ہیں ۔

۲۲
وجہ تسمیہ علیٔ مرتضیٰ حیدرہ اور ابوتراب وغیرہ

میں نے مصحف ابن مسعود میں آٹھ مقامات پر علی علیہ السلام کا نام لکھا ہوا دیکھا ہے ۔ اور میں
نے کتاب کافی میں دس مقامات پر علی علیہ السلام کا نام تفصیل کے ساتھ لکھا ہوا دیکھا ہے ۔

ابو بصیر ابو عبد اللہ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی ۔ ومن یطع
اللہ ورسولہ فی ولایۃ علی والائمۃ من بعدہ فقد فاز فوزاً عظیما ۔ جس نے اللہ
اس کے رسولؐ کی جناب علیؑ اور ان کے بعد ہونے والے آئمہ کی ولایت کے بارے میں اطاعت کی و
بڑی کامیابی کو پہنچا

ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی ۔ فستعل
من ھو فی ضلال مبین یا معشر المکذبین حیث اتاکم رسالۃ ربی فی علی والائمۃ من بع
عنقریب تم جان لوگے ۔ کہ کھلی ہوئی گمراہی میں کون ہے اے جھوٹوں کا گروہ جب میرے رب کی
طرف علیؑ اور اس کے بعد ہونے والے آئمہ کے بارے میں پیغام آیا ۔ لہ

ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیت سال سائل بعذاب
واقع للکافرین بولایۃ علی لیس لہ دافع اس طرح پڑھی ۔ پھر فرمایا ۔ خدا کی قسم جبرائیل اس طرح لے کر
محمدؐ پر نازل ہوئے تھے ۔

عمار بن مروان منخل سے وہ امام جعفر صادقؑ علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ۔ کہ جبرائیل اس آیت

لہ اس قسم کی روایات کا مقصد یہ ہے کہ تنزیل کے ساتھ ساتھ آیت کی تفسیر بھی ساتھ ہوتی تھی ۔ تاکہ قاری کو
آیت کی شان نزول میں اشتباہ نہ رہے علامہ جلال الدین سیوطی نے اتقان فی العلوم القرآن میں اس
قسم کی بہت سی آیتیں نقل کی ہیں ۔ واللہ اعلم بالصواب ۱۲ مترجم

کو اس طرح لے کر نازل ہوئے تھے۔ یا ایھا الذین اوتوا الکتاب امنوا بما انزلنا علی عبدنا فی علی نوراً مبیناً

جابر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ یہ آیت اسی طرح لے کر جبرائیل حضرت محمد صلعم پر نازل ہوئے۔ ان کنتم فی ریب مما نزلنا علی عبدنا فی علی بن ابی طالب فاتوا بسورۃ من مثلہ جو کچھ ہم نے اپنے بندے پر علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں نازل کیا تو اس جیسی ایک سورت بنا کر لے آؤ۔ جابر نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کی ہے کہ یہ آیت اس طرح نازل ہوئی۔ ولو انھم امنوا ما یوعظون بہ فی علی لکان خیراً لھم جو بات علی علیہ السلام کے بارے میں کہی گئی ہے اگر اس پر ایمان لے آئیں تو یہ ان کے لئے اچھا ہوگا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ آیت اس طرح جبرائیل علیہ السلام لے کر نازل ہوئے وقل جاء الحق من ربکم فی ولایۃ علی فمن شاء فلیؤمن ومن شاء فلیکفر انا اعتدنا للظالمین آل محمد ناراً کہو تمہارے رب کی جانب سے علی کی ولایت کے متعلق حق آگیا پس جو چاہے ایمان لائے اور جو چاہے کفر اختیار کرے۔ ہم نے آل محمد سے انکار کرنے والوں کے لئے آگ تیار کر رکھی ہے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ آیت جبرائیل علیہ السلام یوں لے کر نازل ہوئے ان الذین ظلموا آل محمد حقھم لم یکن اللہ لیغفر لھم ولا لیھدیھم طریقاً الا طریق جھنم خالدین فیھا ابداً وکان ذلک علی اللہ یسیراً جن لوگوں نے آل محمد کے حق میں ظلم کیا اللہ عزوجل انھیں نہیں بخشے گا۔ اور نہ ہی راستے کی ہدایت دے گا۔ مگر جہنم کی۔ وہ جہنم میں ہمیشہ رہیں گے۔ اور یہ بات اللہ پر آسان ہے پھر فرمایا۔ یہ آیت یوں نازل ہوئی۔ یا ایھا الناس قد جاءکم الرسول بالحق من ربکم فی ولایۃ علی فآمنوا خیراً لکم وان تکفروا بولایۃ علی فان للہ ما فی السموات والارض اے لوگو! تمہارے رسول تمہارے رب کی طرف سے علی کی ولایت کے بارے میں تمہارے پاس حق کو لایا۔ ایمان لاؤ۔ یہ تمہارے لئے بہتر ہے اگر تم نے علیؑ کی ولایت کے بارے میں کفر کیا۔ تو اللہ عزوجل کے لئے وہ چیز ہے جو آسمانوں اور زمین میں ہے۔

محمد بن سنان نے امام رضا علیہ السلام سے روایت کیا۔ کہ یہ آیت قرآن میں اس طرح تھی۔ کبر علی المشرکین بولایۃ علی ما تدعوھم الیہ یا محمد من ولایۃ علی اے محمد! علیؑ کی ولایت

کی طرف جو تم انھیں بلاتے ہو۔ یہ بات مشرکین کو ناگوار گزرتی ہے۔ ۱

ابوالحسن ماضی نے اس طرح آیت کو لکھا تھا۔ اور فرمایا: میں نے کتاب نزل میں آیت کو اس طرح پایا ہے آیت یہ ہے / انا نحن نزلنا علیک القرآن بولایۃ علی تنزیلاً ہم نے تم پر قرآن کو ولایت علیؑ کے حق میں نازل کیا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ آیت یوں نازل ہوئی۔ بئس ما اشتروا بہ انفسھم بما یکفروا بما انزل اللہ فی علی جو چیز اللہ عز و جل نے علیؑ کے متعلق نازل کی۔ اس کے ساتھ کفر کر کے انہوں نے اپنی ذات کے لئے برا سودا کیا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا آیت یوں نازل ہوئی۔ واذا قیل لھم ماذا انزل ربکم فی علی قالوا اساطیر الاولین جب ان سے کہا جاتا ہے۔ کہ تمہارے رب نے علیؑ کے بارے میں کیا نازل کیا تو ان لوگوں نے کہا پرانے لوگوں کے قصے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ آیت یوں نازل ہوئی۔ والذین کفروا بولایۃ علی بن ابی طالب اولیاءھم الطاغوت جن لوگوں نے ولایت علی بن ابی طالبؑ کے بارے میں کفر کیا۔ ان کے اولیاء طاغوت ہیں آپ نے فرمایا۔ جبرائیل علیہ السلام اس آیت کو اسی طرح لے کر نازل ہوئے تھے۔ حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ جبرائیل علیہ السلام اس آیت کو اس طرح لے کر نازل ہوئے تھے۔ ان الذین یکتمون ما انزلنا من البینات فی علی بن ابی طالب وہ لوگ اس چیز کو چھپاتے ہیں۔ جو ہم نے علی بن ابی طالب کے بارے میں بینات نازل کئے۔

عیسیٰ بن عبد اللہ اپنے باپ سے وہ اپنے جد سے روایت کرتے ہیں۔ کہ یہ آیت یوں نازل ہوئی یا ایھا الرسول بلغ ما انزل الیک فی علی وان لم تفعل عذبتک عذابا الیما اے رسول اس چیز کو پہنچا دے جو علی کے بارے میں نازل ہوئی۔ اگر تم نے ایسا نہ کیا۔ تو تمہیں دردناک عذاب دوں گا۔ میرے دشمن نے علیؑ کا نام اڑا دیا ہے

۱ے لوگوں کو مقصد کی اہمیت کے بارے میں آگاہ کرنا تھا۔ اس لئے ظاہری تنبیہ رسول اللہ صلعم کی طرف منسوب کی گئی ورنہ یہ ناممکن تھا۔ کہ رسول اللہ اللہ تعالیٰ کے حکم کے بجائے اپنے میں کوتاہی کریں۔ العلم عند اللہ ۱۲ مترجم

تہذیب اور مصباح میں دعائے غدیر یوں ہے ۔ واشھد ان الامام الھادی الرشید امیر المومنین الذی ذکرتہ فی کتابک اے اللہ گواہ رہنا امام ہادی۔ رشید امیر المومنین ہیں جس کا ذکر تم نے اپنی کتاب میں کیا۔ اور کہا وانہ فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم ہمارے نزدیک ام الکتاب میں علی حکمت والے ہیں ۔

امام جعفر صادق علیہ السلام اپنے باپ سے وہ اپنے جد علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں کہ ایک روز ایک صحابی نے رسول اللہ صلعم سے کہا کہ آپ ہمیشہ جناب علی سے کہتے رہتے ہیں ۔ انت منی بمنزلة ھارون من موسیٰ اللہ نے ہارونؑ کا ذکر تو قرآن میں کیا ہے مگر علیؑ کا کہیں ذکر نہیں کیا۔ یہ سن کر رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ تم نے اللہ عزوجل کو یہ کہتے ہوئے نہیں سنا تھا۔ صراط علی مستقیم علی کا راستہ سیدھا ہے اس آیت کو جابر کی روایت میں اس طرح پڑھا گیا ہے ۔

ابو بکر شیرازی اپنی کتاب میں بالا سناد شعبہ سے وہ قتادہ سے کہ میں نے بصری کو اس طرح تلاوت کرتے ہوئے سنا۔ ھذا صراط علی مستقیم میں نے پوچھا اس کا کیا مطلب ہے کہا یہ راستہ علی ابن ابی طالب کا ہے ۔ اس کی پیروی کرو اور اس کے ساتھ تمسک کرو کیونکہ یہ راستہ واضح ہے اور اس میں کوئی ٹیڑھا پن نہیں ہے

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت کے بارے میں فرمایا ۔ ان الینا ایابھم ان کی بازگشت ہماری طرف ہوگی ۔ فرمایا ۔ اس مخلوق کی بازگشت ہماری طرف ہوگی ۔ اور ہم ان سے حساب و کتاب لیں گے ۔

ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اللہ عزوجل سے دعا کی تھی کہ اس کے لئے آخرین میں لسان صدق قرار دیں ۔ اور اللہ تعالیٰ نے کہا ۔ ہم نے اس کو اسحاق اور یعقوب عطا کیا اور ہم نے دونوں کو نبی بنایا ۔ اور ہم نے عطا کیا انھیں اپنی رحمت سے اور ہم نے قرار دیا ان کے لئے لسان صدق علی کو یعنی علی ابن ابی طالب کو

مصحف ابن مسعود میں ہے ۔ کہ حضرت علی علیہ السلام پر یہ بات واجب ہے ۔ کہ اللہ تعالیٰ کے بارے میں حق بات کہیں ۔

روایت ہے کہ اولاد آدم میں علی کسی کا نام نہیں تھا ۔ اہل عرب والے یہ کہا کرتے تھے کہ میرا بیٹا علی ہے ۔ اس سے مراد اس کی بلندی ہوتی تھی ۔ لیکن علی نام نہیں ہوتا تھا ۔ ابن حماد نے کہا ہے

اللہ سماہ علیاً من عندہ　　فما علی علا ئبہ خلق علا

اللہ نے اپنی طرف سے آپ کا نام علی رکھا۔ آپ کی بلندیوں تک مخلوق پہنچ نہ سکی۔

عونی نے کہا ؎

ھو المثل الاعلی کفاک باسمہ　　علی علا فی الاسم والباس والحسب

علی شئی اعلیٰ ہیں۔ آپ کا نام علیؑ تیرے لئے کافی ہے۔ آپ نام میں، جنگ میں اور فضیلت میں بلند ہیں

ابن حماد نے کہا ؎

سلام علی احمد المرسل　　سلام علی الفاضل المفضل

سلام علی من علا فی العلی　　فسماہ رب علی علی

احمد مرسل پر سلام ہو۔ اور بڑی فضیلت والے پر سلام ہو۔

اور سلام ہو۔ اس پر جو فضیلت میں بلند ہے جس کا نام رب علا نے علی رکھا۔

بعض نے کہا۔ کہ حضرت کا نام علی اس لئے پڑا۔ کہ آپ جنگ میں بلند رہتے تھے۔ اس پر آیت انتم الاعلون مؤید ہے۔ اور بعض کا یہ خیال ہے۔ کہ علی اس سوار کو کہتے ہیں جو سب سے زیادہ بہادر ہو۔ اور ہر چیز سے زیادہ رعب والا ہو۔ مؤلف ؎

یا علی نفس علوت علی الخلق　　وسماک ذوالجلال علیا

اے علی! آپ تمام مخلوق پر بلند ہیں۔ آپ کا نام ذوالجلال نے علی رکھا۔

وقیل کان دارہ فی الجنان تعلو　　حتی تحاذی منازل الانبیاء

آپ کا گھر جنت میں اس قدر بلند ہوگا۔ کہ انبیاء کے گھروں کے برابر ہوگا۔

کسی نبی کا گھر علیؑ کے گھر سے بلند نہیں ہوگا۔　ابن حماد نے کہا ؎

یا خیر ناء وخیر دان　　یا صاحب الذکر والمثانی

اے بہترین خبر بہترین دین　　اے صاحب ذکر اور مثانی

یا حجۃ اللہ فی البرایا　　نورک باق علی الزمان

اے کائنات میں اللہ کی حجت　　تیرا نور زمانے پر باقی ہے۔

یا صاحب الحوض والمسمی　　بقاسم النار والجنان

اے مالک حوض تیرا نام دوزخ اور جنت کو تقسیم کرنے والا ہے

یا عروۃ فاز ماسکوھا   فی عرصۃ المحشر بالامان

اے وہ مضبوط رسی جس کا تھامنے والا میدان محشر میں امن میں ہوگا۔

سماک رب العلی علیا   اذ سم تنزل عالی المکانی

تیرا نام رب علا نے علی رکھا۔ جس کو آپ ہمیشہ بلند مرتبہ رہے

یا سیدا مالہ نظیر   ولا شبیہ ولا مدانی

اے وہ سردار جس کا کوئی شخص نظیر اور مثیل نہیں ہے۔

بعض نے کہا کہ آپ کا نام علی اس لئے پڑا۔ کہ آپ کے سوا کسی شخص کی شادی آسمان پر نہیں ہوئی کچھ لوگوں نے کہا آپ نے رسول اللہ صلعم کے شانے پر بتوں کو گرانے کے وقت قدم رکھے تھے۔ اور نبی اکرم صلعم کی پشت پر آپ کے سوا اور کوئی بلند نہیں ہوا۔

انا مولی لعلی وعلی لی ولی   بابی اسم علی بابی ذکر علی

میں علیؑ کا غلام ہوں علی میرے ولی ہیں۔ میرے ماں باپ علی کے نام پر قربان میرے ماں باپ علیؑ کے ذکر پہ قربان

بعض نے کہا کہ علیؑ ہر لحاظ سے بلند ہیں۔ نسب میں اسلام میں علم میں زھد میں سخاوت میں جہاد میں دین میں والا ہیں اور ہر لحاظ ہیں۔

ایک خبر میں ہے۔ کہ نبی صلعم نے آپ کا نام مرتضیٰ رکھا۔ جبرائیل علیہ السلام نبی صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے اور عرض کیا اے محمد! اللہ تعالیٰ نے فاطمہ کے لئے علیؑ کو اور علیؑ کے لئے فاطمہ کو ارتضا کیا ہے

ابن عباس کا بیان ہے۔ کہ حضرت علی تمام امور میں اللہ تعالیٰ اور اس کے رسول کی رضاجوئی کی خاطر اتباع کرتے تھے۔ اس لئے آپ کا نام مرتضیٰ ہوا۔ جابر جعفی نے کہا۔ کہ حیدر اس شخص کو کہتے ہیں جو نہایت باریک امور کی اچھی طرح دیکھ بھال کرتا ہو۔ بعض نے کہا۔ حیدر شیر کو کہتے ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔

انا الذی سمتنی امی حیدرہ میں وہ ہوں جس کا جس کی ماں نے نام حیدر رکھا۔

ابن عباس کا بیان ہے۔ کہ جب مسلمانوں نے طلحہ عبدری کے مقابلے میں بزدلی کا ثبوت دیا۔ تو امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام اس کی طرف آگے بڑھے۔ طلحہ نے کہا تم کون ہو؟ امیر علیہ السلام نے چہرے سے کپڑا اٹھایا

اور فرمایا میں گردن کو توڑنے والا ہوں ۔ میں علی بن ابی طالب ہوں ۔

میں نے کتاب الرونی اہل التبدیل میں دیکھا ہے ۔ کہ مصحف امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام میں اس آیت کے تحت یوں تحریر تھا ۔ یا لیتنی کنت ترابیا یعنی کاش کہ میں اصحاب علی میں سے ہوتا ۔ کتاب مما نزل فی اعداء آل محمد میں اس آیت کے تحت تحریر ہے ۔ یوم یعض الظالم علی یدیہ ایک ظالم اپنے ہاتھوں کو کاٹے گا ۔ بنی عدی کا ایک آدمی ہوگا جس کو علی علیہ السلام عذاب دیں گے اور وہ علی کے ہاتھوں کو کاٹے گا ۔ اور ہاتھ کاٹنے والا کہے گا ۔ جو بنو تیم کا آدمی ہوگا ۔ یا لیتنی کنت ترابیا کاش کہ میں ترابی یعنی شیعہ ہوتا ۔

ابن بابویہ نے علل الشرائع میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا کہ جب قیامت کا دن ہوگا ۔ اور کافران چیزوں کو دیکھے گا ۔ جو اللہ تعالےٰ نے ثواب ، زلفی اور کرامت علی کے شیعوں کے لئے مہیا کر رکھی ہیں ۔ تو کہے گا ۔ یا لیتنی کنت ترابیا یعنی کاش کہ میں علی کے شیعوں میں ہوتا ۔ بخاری ، مسلم ، طبری ، ابن بیع ۔ ابونعیم اور ابن مردویہ نے بیان کیا ہے کہ بعض امراء نے سہل بن سعد سے کہا کہ علی کو گالیاں دو ۔ سہل نے انکار کیا ۔ پھر کہا چلو کہو ۔ خدا ابوتراب پر لعنت کرے ۔ سہل نے کہا خدا کی قسم یہ نام تو رسول اللہ صلعم نے رکھا تھا ۔ اور یہ نام آپ کو زیادہ محبوب تھا ۔ بخاری ۔ طبری ۔ ابن مردویہ ابن شاہین ۔ اور ابن بیع نے ایک حدیث بیان کی ہے کہ حضرت علی علیہ السلام فاطمہ سلام اللہ علیہا سے ناراض ہو گئے اور گھر سے باہر چلے گئے اور مسجد میں جا کر سو گئے رسول اللہ نے جا کر آپ کو پایا ۔ اے ابوتراب اٹھو اے ابوتراب اٹھو کہا ۔ طبری ۔ ابن اسحاق ، اور ابن مردویہ نے کہا ۔ کہ عمار نے کہا ۔ کہ ہم رسول اللہ صلعم کے ساتھ غزوہ ذوالعشیرہ کی طرف روانہ ہوئے ۔ ایک منزل پر پڑ گئے ہمیں رسول اللہ صلعم کے اس کلام نے بیدار کیا ۔ جو علی علیہ السلام سے فرمایا تھا ۔ اے ابوتراب ۔ آنحضرت صلعم نے اس وقت کہا ۔ جب آپ کے چہرے کو خاک آلودہ دیکھا ۔ فرمایا ۔ تم جانتے ہو ۔ کہ تمام لوگوں سے زیادہ بدبخت کون ہوگا ؟ بدبخت ترین انسان دو ہیں ۔ احیمر ثمود جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ ڈالی تھیں اور اس سے زیادہ بدبخت وہ ہوگا جو اس کو خضاب آلود کرے گا ۔ آنحضرت صلعم نے اپنا ہاتھ جناب علی علیہ السلام کی ڈاڑھی پر رکھا ۔

---

[1] کتب اور روایات تمام کی تمام اہل سنت میں شیعہ اس بات کو ہرگز تسلیم نہیں کرتے ۔ ۱۲ محمد شریف شاہ رسولوی مترجم

علل الشرائع میں قمی نے تحریر کیا کہ ابن عمر سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلعم نے علی علیہ السلام کو زمین میں کام کرتے ہوئے دیکھا۔ اور آپ غبار آلود حالت میں تھے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا میں ان لوگوں کو ملامت نہیں کروں گا۔ جو آپ کو ابو تراب کی کنیت سے پکاریں۔ آپ نے فرمایا تم میرے بھائی ہو۔ میرے وزیر ہو اور میرے اہل میں میرے خلیفہ ہو۔ حسن بن علی علیہما السلام نے کہا کہ آنحضرت صلعم سے اس بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ فرشتوں سے فخر کرتا ہے جو شخص تیرے اس عمل جیسا عمل کرے اور زمین اس کے لئے گواہی دے گی۔ امیر علیہ السلام اپنے رخساروں کو زمین پر رگڑتے تھے اور ایک ویرانہ زمین پر یہ عمل بجالاتے تھے۔ تاکہ وہ زمین قیامت کے روز آپ کی اس بات پر شہادت دے سکے۔ آنحضرت صلعم جب آپ کو اس حالت میں دیکھتے۔ کہ خاک آپ کے چہرے پہ ہوتی تھی تو آپ فرماتے اے ابو تراب اس طرح کیا کرو۔ آنحضرت صلعم جس طرح چاہتے آپ کو مخاطب فرماتے۔

ایک روایت میں ہے کہ جناب علی علیہ السلام کی کنیت ابو تراب اس لئے پڑی کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے علیؑ! تم سب سے پہلے شخص ہو گے جو (قیامت کے روز) اپنے سر سے مٹی[له] جھاڑو گے۔

نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم سے مروی ہے۔ کہ جب ہم علیؑ کو ابو تراب کہتے ہیں۔ تو ہم علیؑ کی مدح کرتے ہیں۔ لوگ حضرت علی علیہ السلام کو اصلع قریش بھی کہتے تھے۔ کیوں کہ جنگوں میں سر پہ اکثر خود استعمال کرنے کی وجہ سے آپ کے سر کے بال اگلے حصے سے جھڑ گئے تھے۔ ابن عباس نے کہا کہ علیؑ انزع شرک سے ہیں۔ اور بطین علم کی وجہ سے ہیں۔ اور یہ ایک مدح ہے۔

علل الشرائع قمی میں تحریر ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ جب اللہ عزوجل اپنے بندے کے ساتھ بھلائی کا ارادہ کرتا ہے تو اسے اصلع بنا دیتا ہے۔ اس کے سر کے بال (اگلے حصے کے) جھڑ جاتے ہیں۔ اور وہ شخص میں ہی ہوں۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ میں سیف اللہ ہوں۔ اللہ کے دشمنوں کے لئے اور اللہ کی رحمت ہوں اللہ کے اولیاء کے لئے۔

له یعنی قبر سے باہر تشریف لاؤ گے ۱۲ مترجم

ابن ربیع نے اصول الحدیث میں خرگوشی نے شرف النبی میں اور شیرویہ نے فردوس میں روایت کیا ہے کہ حضرت امام حسنؑ اور حضرت امام حسینؑ علیہما السلام رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم کی زندگی میں آنحضرت کو یا بابا کہہ کر پکارتے تھے حضرت امام حسینؑ اپنے باپ کو ابوالحسینؑ اور حضرت امام حسنؑ ابوالحسنؑ کہہ کر پکارتے تھے۔ جب رسول اللہ صلعم کا انتقال ہوگیا۔ تب دونوں شہزادے حضرت علی علیہ السلام کو باپ کہہ کر پکارتے تھے۔ ایک روایت امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے ہے کہ رسول اللہ صلعم کی زندگی میں حسنؑ اور حسینؑ نے مجھے باپ کہہ کر نہیں پکارا۔ حتیٰ کہ رسول اللہ صلعم کا انتقال ہوگیا۔

نطنزی نے خصائص میں تحریر کیا ہے۔ کہ حضرت داؤد بن سلیمان نے کہا۔ کہ میں نے ایک شیخ کو خچر پر سوار دیکھا۔ جسے لوگوں نے گھیر رکھا تھا۔ میں نے کہا یہ کون ہیں؟ لوگوں نے کہا یہ شہنشاہ عرب ہیں اور یہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

باب نہم

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کے جہاد کے مختصر واقعات

جناب امیر علیہ السلام کے جہاد کی دو قسمیں ہیں ایک وہ جہاد ہیں جو آنحضرت صلعم کی زندگی میں کئے۔ اور دوسرے وہ جہاد ہیں جو رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد کئے۔ رسول اللہ صلعم کی زندگی میں جن جہادوں میں حصہ لیا۔ اس میں کارہائے نمایاں سرانجام دیئے۔

۱۔ جنگ بدر

مسلم اور بخاری میں ہے۔ کہ آیت ھذان خصمان مومنین اور کفار کے چھ آدمیوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ وہ حمزہؑ۔ عبیدہ۔ علیؑ۔ ولید۔ عتبہ اور شیبہ ہیں۔ بخاری میں تحریر ہے۔ کہ ابوذر قسم کھا کر بیان کرتے تھے۔ کہ خدا کی قسم یہ آیت انھیں لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ حمزہؑ نے ولید کو۔ عبیدہ نے عتبہ کو۔ اور علیؑ نے شیبہ کو قتل کیا۔ عطا ابن خیثم۔ قیس بن عبادہ۔ سفیان ثوری۔ اعمش۔ سعید بن جبیر اور ابن عباس

روایت کرتے ہیں۔ کہ آیت والذین کفروا قطعت لھم ثیاب من نار۔ عتبہ شیبہ اور ولید کے بارے میں نازل ہوئی۔ اور ان اللہ یدخل الذین امنوا وعملوا الصالحات جنات تا صراط الحمید جناب امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام۔ جناب حمزہؓ اور عبیدہؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اسباب النزول میں قیس بن سعد بن عبادہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ یہ آیت ہماری شان میں نازل ہوئی۔ ہے اور ہمارے مقابلہ کرنے والوں کے متعلق آیت عذاب الحریق تک نازل ہوئی۔ ابن عباس نے کہا کہ آیت ام حسب الذین اجترحوا السیئات۔ بدر کے روز ان چھ آدمیوں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔ شعبہ قتادہ اور ابن عباس نے آیت وانہ ھو اضحک وابکی۔ اضحک سے مراد امیر المومنین۔ حمزہ اور عبیدہ ہیں جنہوں نے بدر کی جنگ کے روز مسلمانوں کو ہنسایا۔ ابکی سے کفار مکہ مراد ہیں۔ جنہوں نے رسول اللہ صلعم کو رولایا (حتیٰ کہ قتل کیا۔ زہر دیا) اور جہنم میں داخل ہوئے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت کے بارے میں فرمایا۔ وبشر الذین امنوا وعملوا الصالحات حمزہ علی اور عبیدہ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

تفسیر ابو یوسف نسوی میں قبیصہ بن عقبہ ثوری سے وہ منصور سے وہ مجاہد سے وہ ابن عباس سے آیت ام نجعل الذین امنوا وعملوا الصالحات کے بارے میں فرماتے ہیں۔ کہ یہ آیت علیؑ۔ حمزہؓ اور عبیدہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔ کالمفسدین فی الارض عتبہ۔ شیبہ اور ولید کے بارے میں نازل ہوئی۔

نے عتبہ پر حملہ کیا اس کے سر پر ایسی تلوار لگائی جس سے اس کی کھوپڑی شگافتہ ہو گئی۔ عتبہ نے عبیدہ کی پنڈلی پر ضرب لگائی جس نے گہرا زخم کر دیا۔ دونوں زمین پر گر پڑے۔ شیبہ نے حمزہ پر حملہ کر دیا۔ آپس میں تلوار چلنے لگیں تلواروں پر دندانے پڑ گئے۔ علی علیہ السلام نے ولید پر حملہ کر دیا۔ اس کے شانے پر ایسی تلوار لگائی کہ وہ اس کی بغل سے نکل گئی۔

امانہ فلکی میں ہے۔ حمزہؓ اور شیبہ گتھم گتھا ہو گئے۔ مسلمانوں نے کہا۔ کہ آپ نہیں دیکھتے۔ کہ کتا آپ کے چچا پر بھونک رہا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس پر حملہ کر دیا۔ کہا اے چچا آپ کا سر مجھے روند رہا ہے۔ حضرت حمزہؓ قد میں بہت لمبے تھے۔ حمزہؓ نے اپنا سر شیبہ کے سینے میں داخل کیا۔ جناب علی علیہ السلام نے شیبہ پر تلوار لگائی جس سے وہ دو ٹکڑے ہو کر گر پڑا۔ پھر عتبہ کے پاس آئے جس میں ابھی رمق جان باقی تھی۔ اور اس کا کام تمام کر دیا۔

مجمع البیان میں ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے جنگ بدر میں ستر آدمیوں کو قتل کیا۔

ارشاد میں ہے۔ کہ ۳۵ آدمیوں کو ۔۔۔ زید بن وہب نے کہا۔ کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے حدیث بدر کا ذکر کیا۔ اور فرمایا۔ کہ ہم لوگوں نے مشرکین کے ستر آدمی قتل کئے۔ اور ستر آدمیوں کو قید کیا۔ محمد بن اسحاق نے کہا۔ کہ اکثر مشرکین حضرت علیؑ علیہ السلام کے ہاتھوں قتل ہوئے۔

زمخشری کی فائق میں ہے۔ کہ سعد بن ابی وقاص نے کہا۔ کہ میں نے جناب علیؑ کو اپنا گھوڑا ہنکاتے ہوئے دیکھا۔ اور آپ فرماتے تھے ؎

بازل عامین حدیث سنی مخنع اللیل کانی جنی
لمثل هذا ولدتنی امی

مرزبانی نے کتاب اشعار الملوک والخلفاء میں تحریر کیا ہے۔ کہ علی علیہ السلام اشجع العرب تھے۔ بدر کی جنگ میں مشرکین پر حملہ کر کے انھیں بھگایا اور فرماتے تھے ؎

لن یاکلوا التمر بظهر مکة لن بعدها حتی تکون البرکة

۲۔ جنگ احد

ابن عباس نے کہا آیت ثم انزل علیکم من بعد الغم آمنة نعاسا یغشی طائفة

منکم وطائفۃ قد اھمتھم انفسھم علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

کتاب شیرازی میں سفیان ثوری واصل سے وہ حسن سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں اس آیت کے تحت واستفزز من استطعت منھم بصوتک کہ شیطان نے احد کے روز لشکر رسول اللہ میں آواز بلند کی، کہ محمد قتل کر دیئے گئے۔ کہا خدا کی قسم شیطان امیرالمومنینؑ کے خلاف اپنا لشکر سواروں اور پیادوں کی صورت میں لے آیا۔ خدا کی قسم ہر ایک شخص نے پیادہ ہو کر امیرالمومنین علیہ السلام کے خلاف جنگ کی وہ شیطان کی پیادہ فوج تھی۔

تاریخ طبری آغانی، اصفہانی میں ہے کہ احد کی جنگ کے روز لشکر کفار کا علمدار طلحہ بن عبداللہ عبدری تھا۔ اس نے بلند آواز کہا۔ اے گروہ اصحاب محمدؐ! تمہارا یہ خیال ہے کہ اللہ تعالیٰ ہمیں جلدی تمہاری تلواروں کے ذریعے دوزخ میں بھیجے گا۔ اور ہماری تلواروں سے تمہیں جنت میں بھیجے گا۔ تم میں کوئی ہے جو میرا مقابلہ کرے

قتادہ کا بیان ہے کہ علی اس کے مقابلہ کو نکلے آپ نے تلوار مار کر اس کا پاؤں کاٹ دیا۔ اور اس کی دگھراہٹ میں) شرمگاہ کھل گئی اور یہی قول ابن عباس اور کلبی کا ہے۔

روایات کثیرہ میں ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے اس کے مقدم سر پر تلوار کا وار کیا جس سے اس کی دونوں آنکھیں ظاہر ہوگئیں۔ کہا اے ابن عم میں تمہیں اللہ اور رحم کا واسطہ دے کر کہتا ہوں۔ مجھے چھوڑ دیجئے۔ اور وہ اسی حالت میں مرگیا۔ پھر اور لوگ آپ کے مقابلہ میں آئے۔ آپ نے آٹھ آدمیوں کو قتل کیا۔ کفار کا علم صواب عبد حبشی نے لیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس کے ہاتھ پر ضرب لگائی۔ اس نے علم بائیں ہاتھ میں لے لیا۔ آپ نے اس پر بھی تلوار لگائی۔ اس نے دونوں کٹے ہوئے ہاتھوں کو اپنے سینے کی طرف ملا کر علم کو تھام لیا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اس کے سر پر تلوار ماری پھر علم گر پڑا۔ عمرہ بنت حارث بن علقمہ بن عبدار نے علم اٹھا لیا۔ اسے بھی گرا دیا گیا۔ اور مشرکین بھاگ گئے۔ مسلمان مال غنیمت لوٹنے میں مصروف ہوگئے۔ اور مشرکین نے واپس آکر مسلمانوں کو شکست دی۔ عکرمہ نے کہا کہ حضرت علیؑ نے فرمایا۔ کہ مجھے اس قدر ڈر[1] لاحق ہوا جس سے میں اپنے نفس کو قابو نہیں کر سکتا تھا۔ میں اپنی تلوار سے رسول اللہ صلعم کے آگے لڑ رہا تھا۔ جب میں واپس لوٹا۔ تو رسول کو نہ دیکھا۔ میں نے اپنے

---

[1] یہ ڈر رسول اللہ صلعم کے قتل ہوجانے کے متعلق تھا۔ اللہ اعلم بالصواب ۱۲ مترجم

دل میں خیال کیا کہ رسول اللہ بھاگ تو سکتے نہیں اور میں نے دیکھا کہ آپ مقتولوں میں بھی نہیں ہیں میں نے خیال کیا کہ ہمارے درمیان سے اٹھالیے گئے ہیں میں نے اپنی تلوار کے میان کو توڑ دیا۔ اور دل میں کہا کہ میں اس وقت تک لڑتا رہوں گا۔ حتیٰ کہ خود قتل ہو جاؤں گا۔ میں نے مشرکین پر حملہ کر دیا میں نے ان کو ہٹا دیا۔ ناگاہ میں نے رسول اللہ صلعم کو دیکھا۔ جو غشی کی حالت میں زمین پر پڑے ہیں۔ میں آپ کے سر کی جانب کھڑا ہوگیا۔ میری طرف دیکھ کر فرمایا۔ لوگوں کا اے علی کیا حال ہے؟ میں نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ کافر ہوگئے ہیں۔ اور دُم دبا کر دشمن سے بھاگ گئے اور آپ کو ان کے حوالے کر گئے ہیں۔

تاریخ طبری۔ آغانی۔ اصفہانی مغازی ابن اسحاق اور اخبار ابی رافع میں تحریر ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے مشرکین کے ایک گروہ کو دیکھ کر فرمایا۔ اے علی! ان پر حملہ کر دو۔ آپ نے حملہ کرکے انھیں پراگندہ کر دیا۔ اور عمرو بن عبداللہ جمحی کو قتل کر دیا۔ آنحضرت صلعم نے پھر ایک گروہ کو دیکھا۔ فرمایا۔ ان کو مجھ سے ہٹا دو۔ آپ نے ان پر حملہ کرکے انھیں تتر بتر کر دیا۔ اور شیبہ بن مالک عامری کو قتل کیا۔ ابی رافع کی روایت میں ہے کہ ایک اور گروہ کو دیکھا فرمایا۔ ان پر حملہ کر دو۔ آپ نے ان پر حملہ کرکے شکست دی۔ اور ہاشم بن امیہ مخزومی کو قتل کیا جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔ یا رسول اللہ یہ یقیناً ہمدردی ہے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا "علیؑ مجھ سے ہے اور میں علیؑ سے ہوں۔ جبرائیل علیہ السلام نے کہا میں تم دونوں سے ہوں۔ لوگوں نے اس آواز کو سُنا۔

لاسیف الا ذوالفقار ولافتی الا علیؑ

جنگ احد میں ایک حصہ مسلمانوں کا زخمی ہوا۔ ایک حصہ قتل ہوا۔ ایک حصہ شکست کھا کر بھاگ گیا۔

تفسیر قشیری اور تاریخ طبری میں ہے۔ کہ انس بن نضر عمر اور طلحہ کے پاس پہنچا۔ جو لوگوں میں بیٹھے ہوئے تھے۔ کہا کیوں بیٹھے ہوئے ہو؟ انہوں نے کہا۔ محمد رسول اللہ قتل ہو گئے ہیں کہا محمد کے بعد زندہ رہ کر کیا کرو گے؟ اُٹھو اور اس بات پر مرجاؤ۔ جس بات پر رسول اللہ مر گئے ہیں۔ پھر وہ مشرکین کے پاس آیا جہاد کیا اور قتل ہو گیا۔

روایت ہے کہ رسول اللہ صلعم کو زمین پر لیٹا ہوا دیکھ کر ابوسفیان نے اس سے اپنی کامیابی کی فال لی۔ لوگوں کو نبی صلعم کے برخلاف اُبھارا۔ حضرت علی علیہ السلام نے جا کر ان کا مقابلہ کیا۔ اور انھیں شکست دی پھر نبی صلعم کو اُٹھا کر احد کی طرف لائے۔ اور بلند آواز سے کہا۔ گروہ مسلمین رسول اللہ صلعم کی طرف پلٹ آؤ پلٹ آؤ۔

حضرت علی علیہ السلام کی تلوار ٹوٹ گئی۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اس تلوار کو لے لو۔ حضرت نے ذو الفقار کو لے لیا اور مشرکین کو شکست دی۔

ابو رافع نے بطرق کثیرہ روایت کی ہے کہ احد کے روز جب مشرکین پلٹ کر روحا کے مقام پر پہنچے تو انھوں نے کہا۔ نہ تم نے کنواری لڑکیوں کو اپنے پیچھے بٹھایا اور نہ ہی محمدؐ کو قتل کیا۔ واپس پلٹ کر چلو۔ یہ بات رسول اللہ صلعم کو معلوم ہوگئی۔ آپ نے خزرج کے ایک گروہ کے ساتھ علی علیہ السلام کو ان کے پیچھے بھیجا۔ جب منزل پر اترتے تھے۔ وہ وہاں جناب علی علیہ السلام کو موجود دیکھتے تھے۔ اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی۔ الذین استجابوا للہ والرسول من بعد ما اصابھم القرح ابو رافع کی خبر میں ہے کہ رسول اللہ صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کے زخم پر اپنا لعاب دہن لگایا۔ اور آپ کو مشرکین کے پیچھے روانہ کیا۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔

۲۔ جنگ خیبر

ابو کریب ابو محمد بن یحییٰ ازدی اپنی اپنی امالی میں محمد بن اسحاق اور عمادی اپنی اپنی مغازی میں۔ نطنزی اور بلاذری اپنی اپنی تاریخوں میں ثعلبی اور واحدی اپنی اپنی تفسیروں میں احمد بن حنبل اور ابو یعلی موصلی اپنی اپنی مسندیں۔ احمد سمعانی اور ابو السعادات فضائل میں۔ ابو نعیم حلیہ میں۔ تنبیہی اعتقاد میں ابوبکر بیہقی دلائل النبوۃ میں ترمذی جامع میں۔ ابن ماجہ سنن میں ابن بطہ ابانہ میں ۱۷ طریقوں سے عبد اللہ ابن عباس، عبد اللہ بن عمر۔ سہل بن سعد۔ سلمہ بن اکوع۔ بریدہ اسلمی۔ عمران بن حصین۔ عبد الرحمن بن ابی لیلیٰ اپنے باپ سے ابو سعید خدری۔ جابر بن عبد اللہ انصاری۔ سعد بن ابی وقاص اور ابو ہریرہ سے بیان کرتے ہیں۔ جب مرحب مقابلہ کے لئے نکلا۔ تو رسول اللہ صلعم نے مہاجرین کے ساتھ ابوبکر کو سفید جھنڈا دے کر بھیجا۔ آپ ناکام واپس آئے ۔۔۔۔۔۔ اس کے بعد حضرت عمر کو بھیجا۔ یہ بھی ناکام واپس آئے۔ نبی صلعم کو یہ بات بری معلوم ہوئی۔ آپؐ نے فرمایا۔ کل میں علم اس شخص کو دوں گا۔ جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوگا۔ اور اللہ اور اس کا رسول اس کو دوست رکھتا ہوگا۔ بار بار حملہ کرنے والا ہوگا بھاگنے والا نہیں۔ اور خیبر کو بزور قوت لے لے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ خیبر کو پوری طرح لے لے گا۔ ایک اور روایت میں ہے کہ وہ اس

وقت تک واپس نہیں آئے گا حتیٰ کہ اللہ عزوجل اس کے ہاتھوں فتح دے گا۔

بخاری اور مسلم میں تحریر ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے علم دینے کے متعلق فرمایا۔ تو لوگ ساری رات ذکر کرتے رہے کہ دیکھیے علم کس کو ملتا ہے۔ صبح کے وقت رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ ہر ایک کی یہی خواہش تھی۔ کہ علم اس کو ملے رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ علیؑ بن ابی طالبؑ کہاں ہیں؟ کہا کہ آنکھوں کی تکلیف میں مبتلا ہیں۔

رسول اللہ صلعم نے آپ کو بلایا۔ جب آپ آئے تو آپ کی آنکھوں پر لعاب دہن لگایا۔ اور آپ کے حق میں دعا کی آپ ٹھیک ہو گئے اور آپ کو علم عطا کیا۔ ابن جریر اور محمد بن اسحاق کی روایت میں ہے کہ صبح کو قریش نے ایک دوسرے کو کہا۔ کہ حضرت علی سے تمہارا چھٹکارہ ہو گیا۔ اس کی آنکھوں میں تو آشوب کی تکلیف ہے اور وہ تو اپنے قدموں کو نہیں دیکھ سکتے۔ صبح کے وقت فرمایا۔ میرے پاس علیؑ کو لاؤ۔ انھوں نے کہا آپ کو آشوب چشم کی تکلیف ہے فرمایا کسی کو بھیج کر ان کو بلاؤ علی بغلہ پر سوار ہو کر تشریف لائے۔ آپ کی آنکھیں قطری چادر کے ایک ٹکڑے سے بندھی ہوئی تھیں سلمہ بن اکوع آپ کا ہاتھ پکڑے ہوئے تھے۔ آپ نبی صلعم کے پاس آئے۔ حذری کی روایت میں ہے کہ جناب علی علیہ السلام کے پاس نبیؐ اکرم صلعم نے سلمانؓ اور ابو ذرؓ کو بھیجا۔ دونوں آپ کو رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لائے۔ نبیؐ اکرم صلعم نے سر جناب علیؑ علیہ السلام کا اپنی ران پر رکھ دیا۔ آپ کی آنکھوں میں اپنا لعاب دہن ڈالا۔ آپ اُٹھ کھڑے ہوئے گویا کہ آپ کی آنکھوں میں کوئی تکلیف ہی نہ تھی۔ آپ نے فرمایا۔ علم لے لو۔ اور چلے جاؤ۔ جبرائیل علیہ السلام تیرے ساتھ ہیں نصرت تیرے آگے ہے تیرا رعب قوم کے سینوں میں قائم ہے۔ اے علیؑ جان لو۔ کہ یہ لوگ (یہودی) اپنی کتابوں میں پاتے ہیں کہ انھیں ایک ایسا شخص تباہ کرے گا جس کا نام ایلیا ہوگا۔ جب ان سے مڈبھیڑ ہو۔ تو کہو میں علیؑ ہوں۔ انشاء اللہ تعالیٰ وہ رسوا ہوں گے۔

فضائل سمعانی میں ہے کہ سلمہ نے کہا۔ کہ امیر المومنین تیز تیز تشریف لے جا رہے تھے۔ قلعہ کے نیچے ایک پتھر کی چٹان پر علم گاڑھ دیا۔ ایک یہودی نے قلعہ کے اوپر سے کہا تم کون ہو؟ آپ نے جواب میں فرمایا میں علیؑ بن ابی طالب ہوں۔ یہودی نے کہا (اپنے اصحاب سے) جو چیز موسےٰ علیہ السلام پر نازل ہوئی تھی۔ اس کی رو سے تم مغلوب ہو گئے

کتاب ابن بطہ میں سعد جابر۔ اور سلمہ بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی علیہ السلام تیز تیز جا رہے تھے سعد

کہتے تھے۔ ابوالحسن ذرا میانہ روی اختیار کیجئے۔ تاکہ لوگ بھی آپ سے مل جائیں۔ مرحب مجمع یہود کے مقابلہ کو نکلا جس نے زرہ اور پتھر کا خود پہنا ہوا تھا۔ جو پتھر میں سوراخ نکال کر بنایا گیا تھا جو انڈے کی طرح تھا۔ اور یہ رجز پڑھتا تھا ؎

قد علمت خیبر انی مرحب   شاکی السلاح بطل مجرب

خیبر جانتا ہے میں مرحب ہوں۔ ہتھیاروں سے لیس اور تجربہ کار جنگجو ہوں

اطعن احیانا و حینا اضرب   اذا اللیوث اقبلت تلتہب

جب میں نیزہ زنی کرتا ہوں۔ اور تلوار کا وار کرتا ہوں۔ تو شیر دل بہادر چیخ اٹھتے ہیں۔

حضرت علی علیہ السلام نے جواب میں یہ رجز پڑھا ؎

انا الذی سمتنی امی حیدرہ   ضرغام آجام ولیث قسورہ

میں وہ ہوں جس کا نام میری ماں نے حیدر رکھا۔ کچھار کا شیر اور غضبناک شیر ہوں

علی الاعادی مثل ریح صرصرۃ   اکیلکم بالسیف کیل السندرہ

اضرب بالسیف رقاب الکفرۃ

سخت آندھی کی طرح دشمنوں کے ہوش اڑا دیتا ہوں۔ پوری قوت سے تمہیں تلوار پر رکھوں گا۔

میں تلوار سے کافروں کی گردنیں اڑاؤں گا

مکحول کا بیان ہے کہ مرحب پیچھے ہٹ گیا۔ کیوں کہ اس کو اس کی دایہ نے کہا تھا۔ کہ اس کا قاتل غالب کل غالب حیدر بن ابی طالب ہے۔ ابلیس نے شیخ کی شکل میں آکر کہا۔ یہ وہ حیدر نہیں ہیں۔ دنیا میں حیدر نامی اشخاص بہت ہیں۔ یہ سن کر واپس آیا [1]

طبری اور ابن بطہ نے کہا حضرت امیر علیہ السلام نے اس کے مقدم سر پر ضرب لگائی۔ پتھر اور خود ٹکڑے ٹکڑے ہو کر اس کے سر میں گھس گئے۔ حتیٰ کہ تلوار اس کی ڈاڑھوں میں در آئی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے قلعہ فتح کر لیا۔ طبری نے تاریخ اور مناقب میں احمد نے فضائل اور مسند الانصار میں تحریر کیا ہے کہ حضرت امیر

---

[1] اس واقعہ کو مفصل طور پر ہماری کتاب کنوز المعجزات میں ملاحظہ فرمایئے۔ جو علامہ قطب الدین راوندی کی کتاب الخرائج والجرائح کا ترجمہ ہے۔ کتاب مکتبۃ السجاد ۸/۹۳ چاہ بیچے والا کوٹلہ تولے خان ملتان مغربی پاکستان سے مل سکتی ہے ۱۲ مترجم

علیہ السلام کی تلوار کی ضرب کی آواز کو تمام لشکر نے سُنا۔

مسلم میں ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام نے مرحب کے سر کو دو ٹکڑے کیا۔ تو اسی وقت فتح حاصل ہو گئی تھی۔ نیز ابن ماجہ میں تحریر ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے مرحب کو قتل کیا۔ اور اس کا سر قلم کر کے رسول اللہ صلعم کی خدمت میں لائے۔

سمعانی نے حدیث ابن عمر میں بیان کیا ہے۔ کہ ایک شخص نبی اکرم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گذار ہوا یا رسول اللہ صلعم یہودیوں نے میرے بھائی کو قتل کیا ہے۔ آپ نے فرمایا میں کل علم اس شخص کو دوں گا۔ جو اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہوگا۔ اور اللہ اور اس کا رسول اس شخص کو دوست رکھتا ہوگا۔ اللہ اس کے ہاتھوں فتح دے گا۔ ابن عمر نے کہا علی علیہ السلام نے انصاری کے قاتل کو پکڑ کر اس کے بھائی کے حوالے کیا۔ اس نے اسے قتل کر دیا۔ خدا کی قسم نبی اکرم کا آخری آدمی ابھی تک قلعہ میں نہیں پہنچا تھا۔ کہ علی علیہ السلام یہودیوں کے قلعے میں داخل ہو گئے۔ وہ یہ ہیں قموص ناعم۔ سلالم۔ وطیح۔ حصن مصعب بن معاذ اور غنم مال غنیمت نصف علی علیہ السلام کو اور باقی نصف تمام صحابہ کو ملا۔ شعبہ۔ قتادہ۔ حسن اور ابن عباس نے کہا جبرائیل علیہ السلام رسول اکرم صلعم پر نازل ہوئے۔ اور کہا اللہ تعالے آپ کو حکم دیتے ہیں کہ اے محمد! میں نے جبرائیل علیہ السلام کو علی علیہ السلام کی مدد کے لئے بھیجا ہے۔ مجھے میری عزت اور جلال کی قسم اہل خیبر کی طرف جو پتھر علیؑ نے پھینکا ہے جبرائیل نے بھی پتھر پھینکا ہے۔ اے محمدؐ علی کو خیبر کے مال کے دو حصے دو ایک حصہ اس کا اور دوسرا حصہ جبرائیلؑ کا۔

۴۔ جنگ خندق

ابن مسعود اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ وکفی اللہ المومنین القتال حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے آپ نے عمرو بن عبدود کو قتل کیا۔ ابو نعیم اصفہانی نے فیما نزل القرآن فی امیرالمومنین میں بالاسناد سفیان ثوری سے وہ ایک آدمی سے وہ مرہ سے وہ عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جماعتِ مفسرین نے کہا اذکروا نعمۃ اللہ علیکم اذ جاتکم جنود یوم الاحزاب حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی۔ آنحضرت صلعم کو لوگوں کے اجتماع کا علم ہوا۔ سلمانؓ کے مشورے سے آنحضرت صلعم نے خندق کھدوایا۔ بچوں اور عورتوں

کو محفوظ مقامات پر رکھنے کو کہا۔ مشرکین شراب اور گانے بجانے میں مصروف تھے۔ عمرو بن عبدود ہزار سوار کے برابر
شمار ہوتا تھا۔ اسے فارس یلیل کہا جاتا تھا۔ قریش کے قافلہ کے ساتھ آرہا تھا۔ کہ یلیل کے مقام پر بنو بکر
نے تعرض کیا۔ اپنے ساتھیوں سے کہا تم چلے جاؤ۔ وہ چلے گئے۔ اکیلے نے بنو بکر کا مقابلہ کیا اور انھیں مار
بھگایا۔ عمرو خندق پار کر کے کہنے لگا کوئی مقابلہ کرنے والا ہے۔ مسلمان اس سے لڑنے میں گریز کرتے تھے۔
نبی صلعم کے خیمہ پر نیزہ مار کر کہا۔ اے محمد مقابلہ کے لئے نکلو۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔
جو شخص اس کا مقابلہ کرے گا۔ اس کے لئے میرے بعد امامت ہوگی۔ مسلمانوں کو اس کے پاس آنے
کی ہمت نہ ہوئی۔ حذیفہ نے کہا کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے علیؑ! میرے قریب ہو جاؤ۔ آنحضرت صلعم نے
اپنا عمامہ سحاب اتار کر علی علیہ السلام کو پہنایا۔ اور اس کے نو پیچ لگائے۔ اپنی تلوار دی فرمایا چلے جاؤ۔
پھر فرمایا۔ اے معبود! اس کی مدد کر تا آپ نے عمرو کو قتل کیا۔ نبی صلعم نے فرمایا۔ خرج الایمان ساترہ
الی الکفر ساترہ۔ تمام ایمان تمام کفر کے مقابلہ میں جا رہا ہے۔

طبری اور ثعلبی میں موجود ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے کہا اے عمرو! کہ تم جاہلیت کے زمانے
میں کہا کرتے تھے۔ کہ جو شخص مجھ سے تین سوال کرے میں اس کا ایک سوال قبول کرتا ہوں۔ اس نے کہا
ہاں ایسا ہی ہے۔ فرمایا میں تجھے کلمہ لا الہ الا اللہ وان محمدا رسول اللہ اور کہو رب العلمین
پر اسلام لاؤ۔ یا جہاں سے آئے ہو وہاں چلے جاؤ۔ کہا قریش کی عورتیں ہمیشہ طعنہ دیں گی۔ فرمایا۔ اچھا نیچے
اتر کر میرے ساتھ لڑو۔ یہ سن کر عمرو ہنس پڑا۔ کہا میں تجھ جیسے کریم آدمی کو قتل کرنا پسند نہیں کرتا۔ اور
تیرا باپ میرا دوست تھا۔ آپ نے فرمایا میں تجھے قتل کرنا پسند کرتا ہوں۔ دونوں میں لڑائی ہوئی۔ عمرو نے
حضرت امیر علیہ السلام کے سر پر تلوار لگائی۔ اس کو شگافتہ کیا۔ تلوار سر کے اندر در آئی۔ حضرت امیر علیہ السلام
نے اس کے شانے پر تلوار لگائی۔ وہ زمین پر گر پڑا۔

حذیفہ کی روایت میں ہے۔ کہ حضرت علیؑ علیہ السلام نے اس کے پاؤں پر تلوار لگائی۔ جس کی وجہ
سے وہ گدی کے بل گر پڑا۔ جابر نے کہا۔ کہ دونوں کے درمیان گرد و غبار اٹھا۔ میں نے گرد و غبار سے
صرف تکبیر کی آواز سنی۔ عمرو کے ساتھیوں کو ہٹایا۔ ان کے گھوڑے خندق پھاند کر بھاگ گئے۔ مسلمان تکبیر
کہتے ہوئے دوڑے۔ انھوں نے جا کر دیکھا کہ عمرو بن عبدود ایک پاؤں کے ساتھ علی علیہ السلام سے جنگ
کر رہا ہے۔ اپنا کٹا ہوا پاؤں علیؑ کی طرف پھینک دیا۔ اس سے دو آدمی ڈر گئے اور خندق میں جا گرے۔

طبری نے کہا کہ مسلمانوں نے نوفل کو خندق میں گرتے ہوئے دیکھا۔ اُسے پتھر مارنے لگے۔ کہا اس سے تو میرا قتل کرنا بہتر تھا تم میں سے کوئی اتر کر میرے ساتھ لڑائی کرے۔ حضرت علی علیہ السلام نے خندق میں اتر کر اس کی ہنسلی پر تلوار لگائی اس کا قصہ پاک کیا۔ پھر مینہ بن عثمان عبدری کو زخمی کیا۔ وہ مکہ میں جاکر مرگیا جناب علی علیہ السلام رسول اکرم صلعم کی خدمت میں عمرو بن عبدود کا سر لائے۔ صحابہ نے آپ کا استقبال کیا حضرت ابوبکرؓ نے آپ کا سر چوما۔ مہاجرین اور انصار نے کہا ہم جب تک زندہ رہیں گے آپ کے شکر گذار رہیں گے۔

واقدی خطیب خوارزمی نے عبدالرحمن سعدی سے باسناد بیان کیا ہے۔ وہ بہرام بن حکیم سے وہ اپنے باپ دادا سے وہ نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا علی بن ابی طالبؑ کا عمرو بن عبدود کے مقابلہ میں نکلنا افضل من عمل امتی الی یوم القیامۃ میری اُمت کے قیامت تک ہونے والے عمل سے افضل ہے۔

ابوبکر بن عیاش نے کہا کہ جناب علی علیہ السلام کی ضربت اسلام میں بڑی اہمیت والی تھی۔ جو عمرو بن عبدود کے سر پر پڑی۔ اور جو ضربت عمرو نے علی علیہ السلام کے سر پہ لگائی وہ اسلام میں منحوس ترین ضربت تھی کہا گیا ہے کہ ابن ملجم نے علی علیہ السلام کے سر پہ جو ضربت لگائی تھی۔ وہ اس جگہ جاکر لگی تھی۔ جہاں عمرو بن عبدود نے ضربت لگائی تھی۔

۵ غزوہ ذات السلاسل

سلاسل چشمہ کا نام ہے۔ ابوالقاسم بن شبل الوکیل۔ ابوالفتح الحفار اپنی اپنی اسناد سے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ مقاتل، زجاج، وکیع۔ ثوری۔ سدی ابوصالح اور ابن عباس بیان کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے حضرت ابوبکر کو سات سو آدمی دے کر وادی کی طرف روانہ کیا۔ جب وادی میں پہنچ کر نیچے اترنا چاہا۔ تو کفار آگے بڑھے۔ اور حضرت ابوبکر کو شکست دی اور مسلمانوں کی جمعیت کثیرہ کو قتل کیا۔ واپس نبی صلعم کی خدمت میں لوٹے۔ آپ نے حضرت عمر کو روانہ کیا۔ یہ بھی شکست کھا کر واپس آئے۔ عمرو بن عاص نے کہا یا رسول اللہ صلعم جنگ دھوکہ ہے مجھے روانہ فرمایئے میں ان سے زیادہ دھوکہ باز ہوں۔ وہ شکست کھا کر واپس آئے۔ ایک روایت میں ہے کہ خالد کو بھیجا۔ وہ بھی اسی طرح واپس آئے۔ آنحضرت صلعم کو یہ بات ناگوار گذری۔ آپ نے علی علیہ السلام کو بلایا۔ آپؐ نے صحابہ سے فرمایا۔ اب

ہیں نے کرار غیر فرار کو بھیجا ہے اور آپ مسجد احزاب تک حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ گئے ۔ لوگ راستہ چھوڑ کر چلے رات کو چلتے دن کو چھپ کر بیٹھ جاتے ۔ انھیں لے کر وادی کے دہانے پر پہنچے ۔ انھیں حکم دیا کہ گھوڑوں سے اتر پڑیں اور انھیں ایک جگہ پر ٹھہرا دیا ۔ آپ نے فرمایا ۔ اس جگہ کو نہ چھوڑنا ۔ آپ نے ان سے الگ ایک اور جگہ قیام فرمایا ۔ خالد نے کہا ایک روایت میں ہے کہ حضرت عمر نے کہا کہ اس لڑکے نے ہمیں ایک ایسی وادی میں اتارا ہے جس میں سانپ زہریلے کیڑے اور پھاڑنے والے جانور ہیں ۔ اور ہمارے گھوڑوں کو کھا جائیں گے ۔ سانپ ہمیں اور ہمارے گھوڑوں کو ڈسیں گے ۔ جب ہمارے دشمن کو ہمارا علم ہوگا ۔ تو ہمیں قتل کر دے گا ۔ جناب علی سے بات کرو ۔ اور اس وادی کو عبور کر جاؤ ۔ اس بارے میں حضرت ابوبکر نے بات کی ۔ آپ نے کوئی جواب نہ دیا ۔ حضرت عمر نے کہا آپ نے پھر کوئی جواب نہ دیا ۔ عمرو بن عاص نے کہا ہمیں اپنی جان ضائع نہیں کرنی چاہیئے ۔ میرے ساتھ چلو وادی کو عبور کر لیں ۔

روایات اہل بیت علیہم السلام میں ہے کہ زمین نے ان کے اٹھانے سے انکار کر دیا ۔ صبح کو امیر علیہ السلام نے فرمایا اللہ تعالیٰ تم میں برکت دے ۔ سوار ہو جاؤ ۔ پہاڑ پر چڑھ گئے ۔ جب ذرا نیچے اترے ۔ تو قوم سے کہا گھوڑوں کو چھوڑ دو ۔ گھوڑوں نے گھوڑیوں کی بو سونگھی ۔ تو ہنہنانے لگے ۔ قوم نے گھوڑوں کے ہنہنانے کی آواز کو سنا دم دبا کر بھاگ گئے ۔ مقاتل اور زجاج کی روایت میں ہے کہ آپ نے فرمایا میں رسول اللہ صلعم کا نامہ بر ہوں لا الٰہ الا اللہ وان محمد اً رسول اللہ پڑھو ورنہ تلوار سے تمہیں مار دوں گا ۔ انہوں نے کہا اس طرح چلے جاؤ جس طرح پہلے تین چلے گئے ہیں ۔ تم ہمارا مقابلہ نہیں کر سکتے ۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا میں نہیں جاؤں گا ۔ میں علی بن ابی طالب ہوں ۔ یہ سن کر وہ گھبرا گئے ۔ حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں سات سخت آدمی آئے ۔ انھوں نے حضرت سے صلح کی درخواست کی ۔ آپ نے فرمایا ۔ اسلام لاؤ یا مقابلہ کے لئے تیار ہو جاؤ ۔ ان سے ایک کے بعد دوسرا مقابلہ کے لئے نکلا ۔ ان کا آخری آدمی سعد بن مالک عجلی تھا ۔ جو قلعہ کا مالک تھا ۔ حضرت علی علیہ السلام نے ان کو قتل کیا بعض بھاگ گئے شکست کھا کر بعض قلعہ میں داخل ہو گئے بعض نے امان چاہی بعض اسلام لائے ۔ خزانوں کی کنجیاں حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں پیش کر دیں ۔ ام سلمہؓ کا بیان ہے کہ رسول اللہ صلعم دوپہر کی نیند سے بیدار ہوئے ۔ میں نے عرض کیا ۔ اللہ عزوجل آپ کی حفاظت کرے ۔ کیا ہو گیا ہے؟ آپ نے فرمایا ۔ جبرائیلؑ نے مجھے فتح سے آگاہ کیا ہے اور یہ آیت نازل ہوئی ۔ والعادیات ضبحاً

۶ غزوہ حنین

ویوم حنین اذا عجبتکم کثرتکم فلم تغن عنکم شیئا وضاقت علیکم الارض بما رحبت ثم ولیتم مدبرین ثم انزل سکینتہ علی رسولہ وعلی المومنین

مومنین سے مراد حضرت علی علیہ السلام اور دیگر آٹھ آدمی بنو ہاشم کے ہیں۔

ابن قتیبہ معارف میں اور ثعلبی کشف میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ حنین کی لڑائی میں جو لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ ثابت قدم رہے وہ مندرجہ ذیل ہیں۔

۱- علیؑ (۲) عباس (۳) فضل بن عباس (۴) ابو سفیان بن حارث بن عبد المطلب (۵) نوفل (۶) ربیعہ (یہ دونوں ابو سفیان کے بھائی تھے) (۷) عبد اللہ بن زبیر بن عبد المطلب (۸) عتبہ (۹) معتب فرزندان ابو لہب (۱۰) نبی صلعم کا غلام ایمن (۱۱) عباس رسول اللہ صلعم کے دائیں جانب اور فضل بائیں جانب لڑ رہے تھے۔ ابو سفیان بغلہ کے بدکنے کے بعد آنحضرت صلعم کی زین تھامے ہوئے تھا۔ باقی لوگ آپ کے گرد تھے حضرت علی علیہ السلام رسول اللہ صلعم کے سامنے تلوار چلا رہے تھے جب کمین گاہ سے نکل کر ابو جرول نے مسلمانوں پر حملہ کیا۔ تو خاص عدد پر انصار بھاگ کھڑے ہوئے۔ وہ سرخ اونٹ پر سوار تھا۔ اس کے ہاتھ میں سیاہ جھنڈا تھا۔ جس کے سر پر لمبا نیزہ لگا ہوا تھا ہوازن کے لوگوں کے آگے جا رہا تھا۔ جو اسے ملتا اسے نیزے سے گھائل کر دیتا۔

۷ مختلف غزوات

نبی صلعم نے طائف کا کئی روز محاصرہ کیا۔ جناب علی علیہ السلام کو حکم دیا۔ کہ جس چیز کو پائیں روند ڈالیں۔ اور ہر بت کو توڑ ڈالیں۔ صبح کے وقت خثعم کے گھوڑوں کے درمیان مڈبھیڑ ہو گئی۔ ان کا ایک بہادر میدان میں نکلا اور اس نے کہا مقابلہ میں کون آتا ہے؟ نبی صلعم نے صحابہ سے مخاطب ہو کر فرمایا کون مقابلہ کرے گا۔ جناب علی علیہ السلام کے سوا کوئی نہ نکلا۔ آپ نے تلوار مار کر اسے قتل کر دیا۔ اور بتوں کو توڑ دیا۔ جب نبی اکرم صلعم نے جناب علی علیہ السلام کو دیکھا تو فتح کی تکبیر کہی۔ اور آپ کے ہاتھ کو پکڑ کر لمبے عرصہ تک راز و نیاز کی باتیں کیں نافع بن غیلان قلعہ سے نکلا۔ حضرت علی علیہ السلام نے اسے قتل کر دیا۔ اور مشرکین شکست کھا کر بھاگ گئے۔

فتح کے روز قاتل العرب اسد بن عویلم میدان میں نکلا۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا اس مشرک کی طرف کون جاتا ہے اور میں اس کے لئے جنت کا ضامن ہوں اور میرے بعد امامت اُسکے لئے ہے۔ حضرت علی علیہ السلام اس کے مقابلے کو نکلے۔ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے علی کو بنو قریظہ کی طرف بھیجا۔ آپ نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ کی برکت کے ساتھ جاؤ۔ جب ظاہر ہوئے اور علی علیہ السلام کو دیکھا۔ تو کہنے تمہارے پاس عمرو بن عبدود کا قاتل آرہا ہے۔ جناب علی علیہ السلام نے سن کر فرمایا شکر ہے اس ذات کا جس نے اسلام کو غالب کیا۔ اور شرک کی بیخ و بن اکھاڑ دی آپ نے ان کا محاصرہ کیا۔ حتیٰ کہ سعد بن معاذ کے حکم پر اطاعت مان لی۔ حضرت علی علیہ السلام نے ان کے دس آدمی قتل کر دیئے بنو مصطلق میں سے مالک اور اس کے بیٹے کو قتل کیا۔

تاریخ طبری میں ہے کہ جب ہوازن نے شکست کھائی۔ تو ان کا علم ذی الخمار کے پاس تھا۔ جب حضرت علی علیہ السلام نے اسے قتل کر دیا۔ تو عثمان بن عبداللہ بن ربیع نے علم لیا۔ اس نے حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ لڑائی کی۔ حتیٰ کہ (حضرت کے ہاتھوں) قتل ہوا۔ عمرو بن معدی کرب عرب کا مشہور بہادر تھا۔ اس کی بہادری کا یہ عالم تھا۔ کہ ایک روز عمر بن خطاب نے اسے دیکھ کر کہا۔ خدا کا شکر ہے جس نے ہم کو پیدا کیا۔ اور عمرو بن معدی کرب کو یہ شخص حضرت علی علیہ السلام کے مقابلہ کے لئے نکلا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اس کی گردن میں رومال ڈال کر کھینچا حتیٰ کہ وہ اسلام لے آیا۔ عجم کے فتوحات اکثر اس کے ہاتھوں واقع ہوئے ہیں۔

۸ جنگِ جمل

سدی نے کہا کہ آیت واتقوا فتنۃ خاص طور پر اہل بدر کی شان میں نازل ہوئی۔ انہوں نے فتنہ کا مقابلہ جمل کی لڑائی میں جہاد کے طور پر کیا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں کہ آیت واذا قیل لھم لا تفسدوا فی الارض قالوا انما نحن مصلحون الا انھم ھم المفسدون سے مراد اہل بصرہ ہیں جو جنگ جمل میں شامل ہو کر قتل ہوئے بصرہ کی لڑائی کے روز امیر المومنین علیہ السلام نے اس آیت کو تلاوت کیا۔ وان نکثوا ایمانھم من بعد عھدھم وطعنوا فی دینکم فقاتلوا ائمۃ الکفر انھم لا ایمان لھم لعلھم ینتھون پھر فرمایا کہ رسول اللہ صلعم نے مجھے فرمایا تھا یا علی! تو ضرور بیعت توڑنے والے گروہ باغی گروہ اور گروہ دین سے نکل جانے والوں سے جہاد کرو گے۔ ان کا عہد و پیمان کوئی نہیں ہوگا۔ شاید کہ وہ باز آ جائیں۔

عمار، حذیفہ۔ ابن عباس، امام محمد باقر، امام جعفر صادق علیہما السلام فرماتے ہیں۔ کہ آیت یاایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ فسوف یاتی اللہ بقوم یحب اللہ والرسول حضرت علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ حضرت علیؑ علیہ السلام نے بصرہ کی لڑائی کے روز اس آیت کو تلاوت فرمایا۔ اور کہا کہ اس آیت پر جہاد آج ہوا ہے۔

ابن عباس نے کہا کہ اللہ تعالیٰ جانتا تھا۔ کہ جنگ جمل واقع ہوگی۔ اس لئے نبیؐ کی عورتوں کے لئے یہ آیت نازل کی وقرن فی بیوتکن ولاتبرجن تبرج الجاھلیۃ الاولیٰ گھر میں بیٹھی رہو جاہلیت والی ٹھاٹ باٹھ نہ دکھلاؤ۔ اور کہا یانساء النبی من یات منکن بفاحشۃ مبینۃ یضاعف لھا العذاب ضعفین اے نبیؐ کی عورتو! اگر تم میں کسی نے فاحشہ مبینہ کیا۔ تو اسے دوگنا عذاب ملے گا۔ فاحشہ مبینہ علیؑ کے ساتھ جنگ کرنا تھی۔ شعبہ، شعبی، اعثم، ابن مردویہ اور خطیب خوارزم نے اپنی اپنی کتب میں بیان کیا ہے۔ خود ابن عباس، مسعود، حذیفہ، قتادہ، حازم، اُم سلمہؓ میمونہ اور سالم بن ابی جعد سے روایت کرتے ہیں کہ نبی صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے اپنی بعض عورتوں کے خروج کا ذکر کیا۔ یہ سن کر بی بی عائشہ ہنس پڑیں۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ دیکھو حمیرا کہیں تم وہ نہ بن جاؤ۔ پھر علی علیہ السلام کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ اے ابوالحسن! اگر یہ تیرے قابو میں آجائے۔ تو اس سے نرمی برتنا۔

سرف کے مقام پر بی بی عائشہ کو قتل عثمان اور بیعت علیؑ کی خبر معلوم ہوئی آپ واپس مکہ چلی گئیں۔ مدت کا انتظار کرنے لگیں۔ طلحہ۔ زبیر۔ عبداللہ بن عامر بن کریز بھی مکہ میں پہنچ گئے۔ جناب علی علیہ السلام کے خلاف جنگ کا تہیہ کرلیا۔ عبداللہ بن عمر کو امام منتخب کیا۔ اس نے کہا تم مجھے علیؑ کے دانتوں اور پنجوں میں پھنسانے ہو اس سے یعلی بن منیہ یمن سے آکر مل گیا۔ اور انھیں ساٹھ ہزار دینار بطور قرض دیئے۔ بی بی عائشہ نے ام سلمہ سے خروج کرنے کو کہا۔ آپ نے انکار کیا۔ اور حفصہ کو کہا انہوں نے قبول کیا اپنے گروہ میں بی بی عائشہ نے خروج کیا عائشہ مکہ سے بصرہ کی طرف روانہ ہوئیں۔ راستے میں حوئب کے کتے بھونکنے لگے آپ کہنے لگیں انا للہ وانا الیہ راجعون مجھے واپس لوٹاؤ۔ حوئب ایک چشمہ کا نام ہے۔ جو حوئب بنت کلیب بن وبرہ کی طرف منسوب ہے۔

اعثم کوفی نے فتوح میں ماوردی نے اعلام النبوۃ میں شیرویہ نے فردوس میں ابویعلی نے مسند میں۔ ابن مردویہ نے فضائل امیرالمومنین میں موفق نے اربعین میں شعبہ، شعبی سالم بن ابی جعد اپنی اپنی احادیث میں بلاذری

اور طبری اپنی تاریخوں میں لکھتے ہیں کہ جب عائشہ نے کتوں کی بھونکنے کی آواز کو سنا تو کہنے لگیں کہ اس چشمے کا کیا نام ہے لوگوں نے کہا حوئب۔ کہنے لگیں۔ انا للہ وانا الیہ راجعون میں بھٹک گئی کہ میں نے نبی صلعم کو فرماتے ہوئے سنا آپ کے پاس آپ کی عورتیں موجود تھیں۔ کاش کہ میں جانتا کہ تم میں کونسی میری عورت ہوگی۔ جس کو حوئب کے کتے بھونکیں گے جس کے دائیں اور بائیں خلق کثیر قتل ہوگی قتل کے قریب پہنچ کر نجات پائے گی۔

جب عائشہ خریبیہ میں اتریں تو عثمان بن حنیف نے ان کا قصد کیا۔ ان کی آپس میں جنگ ہوئی آخر بات صلح تک پہنچی آپس میں معاہدہ لکھا۔ کہ دارالامارہ بیت المال اور مسجد علی علیہ السلام کے آنے تک عثمان بن حنیف کے قبضہ میں رہے۔ بنقیبہ طیہ پر طلحہ نے اپنے اصحاب سے کہا خدا کی قسم اگر علی بصرہ میں آگئے تو ہماری گردنیں ضرور پکڑ لیں گے۔ تاریک رات میں عثمان پر حملہ کردو۔ عثمان لوگوں کے ساتھ نماز عشاء اخیرہ پڑھ رہا تھا۔ انھوں نے اس کے پچاس آدمی قتل کردیئے۔ خود اس کو گرفتار کرکے اس کے بال اور داڑھی نوچ ڈالی۔ اور قید کردیا۔ سہل بن حنیف کو معلوم ہوا۔ اس نے طلحہ اور زبیر کی طرف خط لکھا۔ کہ اگر تم نے عثمان بن حنیف کو نہ چھوڑا تو تمہارے قریب ترین رشتہ دار قتل کردئے جائیں گے۔ انھوں نے اس کو چھوڑ دیا۔ پھر طلحہ اور زبیر نے عبداللہ بن زبیر کو ایک جماعت دے کر بیت المال کی طرف روانہ کیا۔ اس نے ابو سلمی زطی کو پچاس آدمیوں کے ساتھ قتل کردیا۔

عائشہ نے احنف کو بلا بھیجا۔ اس نے انکار کیا۔ وہ جلحاء کے مقام پر جو بصرہ سے دو فرسخ پر ہے بیٹھ گیا۔ اس کے پاس چھ ہزار آدمی تھے۔ حضرت علی علیہ السلام نے سہل بن حنیف کو مدینہ کا قثم بن عباس کو مکہ کا حاکم بنایا۔ اور خود چھ ہزار فوج لے کر ربذہ کی طرف روانہ ہوئے۔ وہاں سے ذی قار تشریف لائے امام حسنؑ اور عمارؓ کو کوفہ میں بھیجا۔ اور کوفہ والوں کی طرف خط لکھا۔ اللہ کے بندے اور اس کے ولی علی امیرالمومنین کی طرف سے یہ خط ہے۔ اہل کوفہ کی طرف جو بہترین انصار اور عرب کی کوہان ہیں۔ آپ نے اس خط میں قتل عثمان اور طلحہ زبیر اور عائشہ کے فعل کا ذکر کیا پھر فرمایا۔ ہجرت کا گھر (مدینہ) اپنے اپنے والیوں کے ساتھ تہ و بالا ہوگیا۔ اور وہ اس کے ساتھ زیر و زبر ہوگئے ہیں۔ مدینہ ہنڈیا کی طرح ابل رہا ہے فتنہ اپنی کیل پر کھڑا ہوگیا اپنے امیر کے پاس جلدی پہنچو۔ اپنے دشمن کی جلد خبر لو۔ جب دونوں کوفہ پہنچے تو ابو موسیٰ اشعری نے کہا۔ اے اہل کوفہ اللہ سے ڈرو۔ اپنی جانوں کو قتل نہ کرو۔ بے شک اللہ تم پر مہربان ہے ومن یقتل مومنا متعمدا فجزاؤہ جہنم عمار نے اسے چپ کرا دیا۔ ابو موسیٰ نے کہا۔ یہ عائشہ کا خط ہے آپ مجھے حکم دیتی ہیں کہ تم اہل کوفہ

کو روکو۔ تم نہ ہمارا ساتھ دو۔ اور نہ ہی ہماری مخالفت کرو تاکہ ان کے درمیان کوئی بہتر صورت نکل آئے۔ عمار نے کہا اللہ تعالیٰ نے عائشہ کو گھر میں بیٹھنے کا حکم دیا ہے۔ یہ کھڑی ہو گئی ہے۔ اللہ ہمیں قیام کا حکم دیتا ہے تاکہ ہم فتنہ کو مٹا دیں۔ کیا ہم بیٹھ جائیں۔ زید بن صوحان اور مالک اشتر اپنے اپنے اصحاب کے درمیان کھڑے ہو گئے۔ انہوں نے ابوموسےٰ کو ڈرایا۔ صبح کے وقت زید بن صوحان نے یہ آیت تلاوت کی۔ الم احسب الناس ان یترکوا ان یقولوا امنا وھم لا یفتنون پھر کہا اے لوگو! امیرالمومنین کے پاس چلو۔ تمام کے تمام آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤ تاکہ ہدایت یافتہ ہو کر حق کو پالو۔ پھر عمار نے کہا یہ ابن عم رسول اللہ ہیں تمہیں بلاتے ہیں۔ ان کی اطاعت کرو۔ حضرت امام حسن علیہ السلام نے فرمایا ہماری دعوت کو قبول کرو جس مصیبت میں ہم گرفتار ہیں۔ اس میں ہماری مدد کرو۔ یہ سن کر مقاع بن عمر۔ ہند بن عمر۔ ہیثم بن شہاب۔ زید بن صوحان۔ مسیب بن نجبہ۔ زید بن قیس۔ حجر بن عدی۔ ابن مخدوج اور اشتر امداد کے لئے کھڑے ہوئے منگل کا روز تھا لشکر کی تعداد ۹ ہزار تھی۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس لشکر کا استقبال ایک فرسخ پر کیا۔ فرمایا۔ مرحبا اے اہل کوفہ! اے گروہ اسلام! اسے سرکردو۔ حضرت علی علیہ السلام کے شیعہ جو بصرہ میں قبیلہ ربیعہ سے تعلق رکھتے تھے تین ہزار مردوں کی تعداد میں آپ سے آکر مل گئے۔ احنف نے حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں کہلا بھیجا۔ کہ اگر جناب کا حکم ہو تو میں دو ہزار سوار لے کر آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاؤں اگر آپ چاہیں تو میں بنی اسد کے لوگوں کی جن کی تعداد چھ ہزار ہے آپ سے روکے رہوں حضرت امیر علیہ السلام نے دوسری صورت کو پسند فرمایا۔

اعثم کوفی نے لکھا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے طلحہ اور زبیر کو لکھا۔ اما بعد! میں نے لوگوں کا ارادہ نہیں کیا۔ بلکہ انہوں نے میرا ارادہ کیا ہے۔ جب تک انہوں نے مجھے مجبور نہیں کیا میں نے اس وقت تک ان سے بیعت نہیں لی۔ تم دونوں خود انھی لوگوں میں سے ہو جنہوں نے میری بیعت کی تھی تم نے اقرار بیعت کے بعد میرے خلاف خروج کیا ہے۔

بلاذری نے لکھا ہے کہ جب حضرت علی علیہ السلام کو دونوں کی بات معلوم ہوئی کہ ہم نے تو حضرت علی علیہ السلام کی بیعت تلوار کے زور سے مجبوری کے عالم میں کی ہے۔ تو فرمایا۔ اے اللہ! انھیں دوری کے گھر میں رکھ۔ اور انھیں آگ کی گرمی کا مزہ چکھا۔

اعثم کوفی نے تحریر کیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے بی بی عائشہ کی طرف خط لکھا اما بعد! تم اللہ تعالیٰ

اور اس کے رسول اللہ صلعم کی نافرمان ہو کر اپنے گھر سے نکلیں۔ تم اس امر کو طلب کرتی ہو جو تم سے ساقط ہے۔ تیرا یہ خیال ہے کہ تم مسلمانوں کے درمیان اصلاح کا ارادہ رکھتی ہو۔ مجھے یہ تو بتلاؤ۔ عورتوں کو لشکر کشی اور اصلاح مسلمانوں سے کیا سروکار۔ تیرا خیال ہے کہ تم خون عثمان کی طالب ہو۔ عثمان بنو امیہ کا ایک آدمی تھا۔ تم بنو تیم میں سے ایک عورت ہو۔ میری زندگی کی قسم جس شخص نے تمہیں اس مصیبت میں گرفتار کیا ہے اور اس گناہ میں لایا ہے وہ تیرے لئے عثمان کے قتل سے بہت بڑا گناہ ہے۔ تمہیں غصہ نہیں آیا۔ بلکہ تمہیں غصہ دلایا گیا ہے۔ تم ہیجان میں نہیں آئیں بلکہ تمہیں ہیجان میں لایا گیا ہے۔ اے عائشہ! اللہ سے ڈر۔ اپنے گھر واپس لوٹ جا۔ اور اپنے پردہ کو قائم رکھ۔ عائشہ نے جواب میں کہا معاملہ رائے سے اونچا ہو گیا ہے۔ گفتگو سے طے نہیں ہو سکتا۔

ابن کوا اور قیس بن عباد نے امیر المومنین علیہ السلام سے طلحہ اور زبیر سے جنگ کرنے کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ انہوں نے میری حجاز (مدینہ) میں بیعت کی تھی۔ اور عراق میں خلع بیعت کی ہے میری بیعت کے توڑنے کے باعث میں ان سے لڑنا جائز سمجھتا ہوں۔

امام حسن علیہ السلام کے سامنے طلحہ اور زبیر کے بصرہ آنے کا ذکر ہوا۔ تو فرمایا سبحان اللہ! لوگوں کی عقلوں کو کیا ہوا ہے کہ وہ یوں کیوں نہیں کہتے۔ کہ عثمان کو تمہارے سوا کس نے قتل کیا ہے۔

تاریخ طبری میں تحریر ہے کہ یونس نحوی نے کہا کہ میں نے علی، طلحہ۔ اور زبیر کے معاملہ میں غور کیا۔ اگر طلحہ اور زبیر سچے ہیں کہ علیؑ نے عثمان کو قتل کیا ہے تو عثمان ہلاکت کے سزاوار تھے۔ اگر انہوں نے علیؑ پر جھوٹ باندھا ہے تو ان دونوں نے عثمان کو ہلاک کیا ہے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے عائشہ کے پاس زیدؓ بن صوحان اور عبد اللہؓ بن عباس کو بھیجا۔ انہوں نے بی بی صاحبہ کو نصیحت کی اور ڈرایا۔ تو آپ کہنے لگیں۔ میں علیؑ کے دلائل کے جواب کی طاقت نہیں رکھتی۔ ابن عباس نے کہا۔ اب مخلوق کے دلائل کے جواب کی طاقت تم میں نہیں ہے۔ تو خالق کے دلائل کا کیا جواب دو گی؟

جمل انساب الاشراف میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے بوقت صبح بروز جمعہ ۱۰ جمادی الآخر ۳۶ھ کو اپنے لشکر کو منظم کیا۔ میمنہ پر اشتر اور سعید بن قیس کو۔ میسرہ پر عمار اور شریح بن ہانی کو۔ قلب لشکر میں محمد بن ابی بکر اور عدی بن حاتم کو۔ بازو پر زیاد بن کعب اور حجر بن عدی کو۔ کمین پر عمرو بن حمق کو۔ اور جندب زہیر کو

اور پیادہ فوج پر قتادہ انصاری کو انچارج مقرر کر دیا۔ علم محمد بن حنیفہ کو دیا۔ پھر حضرت نے صبح کی نماز سے لے کر ظہر کی نماز تک جنگ کو موقوف رکھا۔ لوگوں کو دعوت حق دیتے رہے اور انہیں قسمیں دے کر حقیقت امر کی طرف راہنمائی کرتے رہے۔ اور عائشہ سے فرماتے تمہیں اللہ عزوجل نے گھر بیٹھنے کا حکم دیا ہے۔ اللہ سے ڈر اور گھر لوٹ جا۔ طلحہ اور زبیر سے کہتے۔ تم نے اپنی عورتوں کو پردہ میں چھپا رکھا ہے۔ اور رسول اللہ صلعم کی بیوی کو کھلے میدان میں معرکہ کارزار میں لے آئے ہو۔ تم نے ایسے جنگ پر آمادہ کیا ہے کہتے ہو کہ ہم خون عثمان طلب کرنے آئے ہیں۔ بی عائشہ نے زرہ پہن رکھی تھی۔ اپنے اونٹ کے کجاوے پر لوہے کی تختیاں لگا رکھی تھیں۔ اور کجاوے کو زرہ سے ڈھانپ لیا تھا۔ یہی اونٹ کا کجاوہ بصرہ والوں کا علم تھا۔ اور کجاوہ ایک اونٹ پر رکھا ہوا تھا جس کا نام عسکر تھا۔

کتاب الفضائل میں یہ واقعہ آٹھ طریقوں سے بیان کیا ہے کہ امیر المومنین علیہ السلام نے زبیر سے فرمایا کہ کیا تمہیں وہ دن یاد نہیں ہے۔ کہ تم میرے ساتھ بات چیت کر رہے تھے۔ رسول اللہ صلعم باہر نکلے تجھے میرے ساتھ دیکھا۔ اور تم مجھے دیکھ کر مسکرا رہے تھے۔ اور تمہیں کہا اے زبیر! تم علی کو دوست رکھتے ہو۔ تم نے کہا میں کیوں کر علی کو دوست نہ رکھوں۔ اللہ کی راہ میں میرے اور آپ کے درمیان نسب اور مودت میں وہ خصوصیات ہیں۔ جو کسی دوسرے کو حاصل نہیں ہیں۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ تم عنقریب اس سے لڑو گے۔ اور ظالم ہو جاؤ گے تم نے کہا تھا میں اس بات سے اللہ کی پناہ مانگتا ہوں۔

روایت سے واضح ہوتا ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے (زبیر سے) کہا کہ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام نے تجھے فرمایا تھا اے زبیر! تم ظالم ہو کر علیؑ سے لڑو گے۔ اور زبیر سے تمہارے پر ضرب لگے گی۔ یہ سن کر زبیر نے کہا واقعہ بالکل درست ہے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ پھر میرے ساتھ لڑنے کے لئے نکل آئے ہو؟ کہا میں اس سے اللہ عزوجل کی پناہ مانگتا ہوں۔ پھر امیر المومنینؑ نے فرمایا۔ ان باتوں کو چھوڑ دو۔ تم نے رضا و رغبت سے میری بیعت کی تھی۔ اب میرے ساتھ جنگ کرنے کے لئے آ گئے ہو۔

ابتدائے عشق ہے روتا ہے کیا ⁂ آگے آگے دیکھئے ہوتا ہے کیا

یہ سن کر زبیر نے کہا خدا کی قسم میں آپ سے نہیں لڑوں گا۔

حلیۃ الاولیاء میں تحریر ہے۔ کہ عبدالرحمن بن ابی لیلیٰ نے کہا کہ زبیر سے اس کا فرزند عبداللہ ملا۔ اس نے کہا۔ نہ لڑنا بزدلی ہے بزدلی ہے۔ زبیر نے کہا اے فرزند! لوگ جانتے ہیں۔ کہ میں بزدل نہیں ہوں۔

لیکن مجھے علی علیہ السلام نے ایک بات یاد دلائی ہے۔ جو میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے سنی تھی۔ اب میں نے قسم کھا رکھی ہے کہ میں آپ سے نہیں لڑوں گا۔ عبداللہ نے کہا آپ فلاں غلام آزاد کر کے اپنی قسم کا کفارہ ادا کر دو۔

ایک روایت میں ہے کہ بی بی عائشہ نے (زبیر سے) کہا۔ خدا کی قسم صرف تم ہی علیؑ کی تلواروں سے نہیں ڈرے جو تیز لور لمبی ہیں جنہیں نجیب لوگ اٹھائے ہوئے ہیں۔ بلکہ تم سے پہلے بھی لوگ ان سے ڈرا کرتے تھے۔ اب زبیر جنگ پر آمادہ ہو گیا۔ لوگوں نے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ زبیر تو واپس آگئے ہیں۔ فرمایا۔ اسے اس کے حال پہ چھوڑ دو۔ اس پر شیطان مسلط ہے۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ اے لوگو! آنکھیں بند کر لو۔ اپنی ڈاڑھیوں کو مضبوطی سے دباؤ۔ اللہ کو بہت یاد کرو۔ زیادہ بات چیت اور بزدلی سے بچو۔ بی بی عائشہ نے حضرت علی علیہ السلام کی طرف دیکھا۔ آپ صفوں کے درمیان گشت کر رہے تھے عائشہ نے کہا۔ اس کی طرف دیکھو۔ اس کا آج کے دن چکر لگانا ایسا معلوم ہوتا ہے جیسا کہ بدر کے روز رسول اللہ صلعم چکر لگا رہے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اے عائشہ تھوڑے عرصہ کے بعد تم نادم ہو گی۔ لوگوں نے لڑائی میں جلدی کرنا چاہی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے منع کیا اور فرمایا۔ خداوندا! میں نے حجت تمام کر دی ہے۔ میں نے انہیں ڈرایا ہے تم گواہ رہنا۔ آپ نے قرآن مجید لیا۔ اور اس شخص کو طلب کیا جو جا کر لشکر پر قرآن کی تلاوت کرے۔ وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما مسلم مجاشعی نے عرض کیا۔ یا امیرالمومنین اس خدمت کو میں بجا لاؤں گا۔ امیرالمومنینؑ نے اسے اس کے دائیں اور بائیں ہاتھ کے قلم ہوتے اور اس کے قتل ہو جانے سے متعلق ڈرایا۔ اس نے عرض کیا یا امیرالمومنین اس کی ذمہ داری آپ پر عائد نہیں ہوتی۔ یہ چیزیں اللہ کی راہ میں کوئی وقعت نہیں رکھتیں اس نے قرآن مجید کو لے کر لوگوں کو اللہ کی طرف دعوت دی۔ اس کا دایاں ہاتھ کٹ گیا۔ اس نے قرآن مجید بائیں ہاتھ میں لے لیا۔ وہ بھی کٹ گیا۔ اس نے قرآن مجید کو اپنے دانتوں میں دبا لیا۔ اور شہید ہو گیا۔ اور آواز دی اے اماں!

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اب جنگ ناگزیر ہو گئی ہے۔ محمد بن حنفیہ سے فرمایا۔ علم اس کے ہاتھ میں تھا۔ بیٹے پہاڑ اپنی جگہ سے ٹل جائیں تو ٹل جائیں۔ لیکن تم نے اپنی جگہ سے نہیں ہلنا۔ اپنی ڈاڑھی کو مضبوطی سے دباؤ۔ اللہ عزوجل کے حوالے اپنی کھوپڑی کر دو۔ زمین میں اپنے قدم گاڑ دو۔ قوم کی آخری صف کی طرف نگاہ رکھو۔ آنکھیں نیچی کر لو۔ تمہیں یقین ہونا چاہیے۔ کہ نصرت اللہ عزوجل کے ہاتھ میں ہے۔ چہار طرف سے تیروں کی بارش

ہو گی۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ بیٹے آگے بڑھو۔ جاندار نیزہ زنی کا ثبوت دو۔

امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا ؂

اطعن بها طعن ابيك تحمد　　　لا خير في حرب اذا لم توقد

اپنے بابا جیسی نیزہ زنی کرو۔ تاکہ تیری تعریف ہو۔ جب تک جنگ بھڑکائی نہ جائے اس میں کوئی بھلائی نہیں ہے۔

حضرت نے اشتر کو حملہ کرنے کا حکم دیا۔ آپ نے حملہ کر کے جمل کے میمنہ کے نگران ھلال بن وکیع کو قتل کر دیا عبداللہ یثربی میدان جنگ میں نکلا۔ حضرت علی علیہ السلام اس کے مقابل میں نکلے اسے تلوار کی ضرب سے قتل کر دیا۔ عمرو بن یثربی نکلا۔ اس کے مقابلہ میں عمار نکلے۔ آپ نے اسے گھوڑے سے گرا دیا اور پاؤں گھسیٹتے ہوئے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں لائے۔ آپ نے اسے اپنے ہاتھ سے قتل کر دیا۔ پھر اس کا بھائی رجز پڑھتے ہوئے نکلا۔ حضرت علی علیہ السلام بھیس بدل کر اس کے مقابلہ میں تشریف لائے۔ آپ نے تلوار کی ضرب سے اس کا سر دو ٹکڑے کر دیا۔ عبداللہ بن خلف خزاعی نے حضرت علی علیہ السلام کو مقابلہ کی دعوت دی یہ وہ شخص ہے جس کے گھر میں بصرہ میں بی بی عائشہ تشریف فرما ہوئیں تھیں۔ کہا آپ میرے ساتھ مقابلہ کرتے ہیں۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا میں اس بات کو ناپسند نہیں کرتا۔ لیکن اے ابن خلف! تم پر افسوس ہے کیا تم اپنے قتل ہونے میں راحت محسوس کرتے ہو۔ تم جانتے ہو میں کون ہوں؟ کہا اے ابوطالب کے بیٹے! اپنی دھونس کو چھوڑ دو۔ حضرت امیر علیہ السلام نے ایک ایسی تلوار ماری جس سے اس کی کھوپڑی کے پرخچے اڑ گئے۔ پھر مازن ضبی آیا۔ اس سے عبداللہ بن نہشل نے مقابلہ کیا۔ اور اسے قتل کر دیا۔ طلحہ لوگوں کو برانگیختہ کرتا تھا اور کہتا تھا۔ اللہ عزوجل کے بندو صبر سے کام لو۔ مروان بن حکم کہا کرتا تھا۔ خدا کی قسم میں اس دن کے بعد کبھی عثمان کے خون کا بدلہ نہیں لوں گا۔ طلحہ نے ایک تیر پھینکا جو مروان کے گھٹنے پر لگا۔ پھر ابان بن عثمان کی طرف متوجہ ہو کر کہا میں نے تیرے باپ کے ایک قاتل سے کفایت کر دی۔

معارف قتیبی میں ہے کہ مروان نے جنگ جمل میں ایک تیر مار کر طلحہ کو قتل کر دیا۔ جو اس کی پنڈلی پر لگا امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے میمنہ پر حملہ کر دیا۔ انہیں راکھ کی مانند کر دیا۔ جسے سخت آندھی اڑا کر لے جائے زبیر پلٹ کر جانے لگا۔ عمرو بن جرموز نے اس کا پیچھا کیا۔ اس کا سر کاٹ کر امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں لایا

لوگوں نے [illegible]

علیؑ سے صلح کر لو۔ عائشہ میدان جنگ میں آگئیں۔ یہ دیکھ کر حضرت علی علیہ السلام مغموم ہوئے فرمایا۔ انا للہ وانا الیہ راجعون ایک ایک ہو کر لوگ نکلتے۔ اور بی بی عائشہ کے اونٹ کی مہار تھامتے تھے حتیٰ کہ اسی حالت میں ۹۸۔ آدمی قتل ہو گئے پھر کعب بن سور ازدی رجز پڑھتا ہوا آگے بڑھا۔ اشتر نے اسے قتل کر دیا۔ ابن نضیر ازدی نکلا۔ مالک نے نکل کر اس کا کام تمام کر دیا۔ پھر آپ نے عمیر غنوی اور عبداللہ بن عتاب بن اسید کو قتل کیا۔ اس کے بعد اشتر نے میدان میں ایک چکر لگایا۔ ادھر ہم فرزندان موت ہیں۔ اسی پر ہماری پرورش ہوئی ہے کا نعرہ بلند کرتے رہتے۔

عبداللہ بن زبیر آپ سے مقابل ہوا۔ آپ نے نیزہ مارا۔ اسے گھوڑے سے گرا کر سینے پر بیٹھ گئے تاکہ قتل کر دیں۔ عبداللہ نے بلند آواز سے کہا مالک کو میرے ساتھ قتل کر دو۔ لوگ ہر طرف سے دوڑ پڑے اشتر نے اسے چھوڑ دیا۔ آپ اپنے گھوڑے پر سوار ہو گئے۔ جب آپ کو سوار دیکھا تو آپ سے الگ ہو گئے۔ ایک ازدی آدمی نے محمد بن حنفیہ پر حملہ کر دیا۔ اور کہتا تھا۔ اے ازدی کا گروہ حملہ کر دو۔ محمد بن حنفیہ نے تلوار لگائی جس سے اس کا ہاتھ کٹ گیا۔ اور کہا اے ازد کا گروہ بھاگ جاؤ۔ اسود بن بختری سلمی میدان میں آیا۔ عمرو بن حمق نے اس کا قصہ پاک کر دیا۔ جابر ازدی کو محمد بن ابی بکر نے قتل کر دیا۔ عوف قینی کو بھی محمد بن حنفیہ نے قتل کیا۔ ضبی کو عمار نے فی النار والسقر کیا۔ بی بی عائشہ بلند آواز سے کہتی تھیں۔ اے لوگو! تمہیں صبر سے کام لینا چاہیے۔ شریف لوگ صبر اختیار کرتے ہیں۔

مندرجہ ذیل اصحاب علی علیہ السلام نے عائشہ کو جواب دیا جس کا خلاصہ یہ ہے۔ "کہ اصحاب جمل کا قتل ہونا ضروری ہے۔"

۱۔ ایک کوفی (۲) حجاج بن عمر انصاری (۳) خزیمہ بن ثابت (۴) شریح بن ہانی (۵) ہانی بن عمروہ (۶) سعد بن قیس ہمدانی (۷) عمار (۸) اشتر (۹) عدی بن حاتم (۱۰) عمرو بن حمق (۱۱) رفاعہ بن شداد بجلی

بی بی عائشہ کے کجاوے میں تیر اس طرح پیوست ہو گئے جس طرح گدھ میں پر یا ساہی میں کانٹے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا کہ تمہارے ساتھیوں میں کیا وہ بھی جنگ کر رہا ہے۔ اس کے پاؤں کاٹ دو۔ ایک روایت ہے کہ فرمایا۔ اس کے پاؤں کاٹو یہ شیطان ہے۔ محمد بن ابی بکر سے فرمایا۔ دیکھو جب اونٹ کے پاؤں کاٹ دیے جائیں تو فوراً ہی اپنی بہن کی خبر لو۔

حضرت علی علیہ السلام ہودج کے پاس تشریف لائے۔ اور ہودج پر نیزہ مار کر فرمایا اے عائشہ رسول اللہ

نے تمھیں ایسا کام کرنے کا حکم دیا تھا۔ عائشہ نے کہا اے ابوالحسنؑ! آپ فتح مند ہو گئے۔ نیکی کا سلوک فرماؤ۔ آپ مالک ہو گئے۔ جناب امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ اے محمد بن ابی بکر۔ اپنی بہن کی نگرانی کرو۔ تیرے سوا اس کے قریب اور کوئی نہیں جا سکتا! محمد بن ابی بکر کا بیان ہے کہ میں نے بی بی عائشہ کی خدمت میں عرض کیا۔ تم نے اپنے نفس کے ساتھ یہ کیا کیا۔ رب کی نافرمانی کی۔ اپنی بے پردگی کی۔ پھر اپنی حرمت کو مباح کیا۔ اپنے قتل کے در پے ہوئیں"۔ محمد بن ابی بکر اسے عبداللہ بن خزاعی کے گھر لے آئے۔ کہنے لگی۔ (اے محمد) میں تجھے اللہ کی قسم دے کر کہتی ہوں۔ عبداللہ بن زبیر کو میرے پاس لاؤ خواہ وہ زخمی ہو چکے ہیں یا قتل کر دیئے گئے ہوں۔ کہا وہ اشتر کا نشانہ بن چکے ہیں محمد بن ابی بکر واپس لشکر میں آیا۔ اور اسے پا لیا اور کہا۔ اے وہ شخص جو اپنے اہل بیت کے لیے منحوس ہو بیٹھ جا۔ اسے اٹھا کر بی بی عائشہ کے پاس لائے۔ آپ اس کو دیکھ کر چلانے اور رونے لگیں۔ پھر کہا اے بھائی۔ اس کی علی سے امان طلب کرو۔ محمد امیر المومنین علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا۔ آپ سے اس کی امان طلب کی۔ امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ میں نے اسے امان دے دی اور تمام لوگوں کو امان دی۔

جنگ نماز ظہر کے بعد شروع ہوئی۔ اور شام کے قریب جا کر کہیں ختم ہوئی۔ امیر علیہ السلام کے ساتھ بیس ہزار سپاہی تھے۔ جن میں اسّی آدمی اصحاب بدر میں سے تھے جن لوگوں نے درخت کے نیچے رسول اللہ صلعم کی بیعت کی تھی۔ ان کی تعداد دو سو پچاس تھی۔ اور اصحاب رسول میں سے ایک ہزار پانسو آدمی حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ شامل تھے۔

قتادہ کا بیان ہے کہ جمل کی لڑائی میں بیس ہزار آدمی کام آئے۔ کلبی کا بیان ہے۔ کہ اصحاب علی میں سے ایک ہزار پیادہ اور ستر سوار شہید ہوئے۔ ان میں زید بن صوحان۔ ہند جملی۔ ابو عبداللہ عبدی۔ اور عبداللہ بن رقبہ تھا۔ ابو مخنف اور کلبی نے کہا کہ جنگ جمل میں ازد کے چار ہزار آدمی مارے گئے بنو عدی اور ان کے موالی میں ۹۰ آدمی۔ بنو بکر بن وائل میں سے آٹھ سو آدمی۔ بنو حنظلہ کے نو سو آدمی۔ بنو ناجیہ کے چار سو مختلف قبائل کے ۹۰ کم نو ہزار۔

قریش سے ذیل کے حضرات مارے گئے۔

(۱) طلحہ (۲) زبیر (۳) عبداللہ بن عتاب بن اسید (۴) عبداللہ بن حکیم بن حزام (۵) عبداللہ بن شافع بن طلحہ (۶) محمد بن طلحہ (۷) عبداللہ بن ابی خلف جمحی (۸) عبدالرحمن بن معد (۹) عبداللہ بن معد

امیر المومنین علیہ السلام نے سب سے پہلے اونٹ پر وار کیا۔ کہا گیا ہے کہ حکم بن عدنان نے کہا ایک

بیان ہے۔ کہ انصار کا ایک آدمی تھا۔ کہا ذہلی آدمی تھا۔

۹ جنگ صفین

تفسیر حضرت امام حسن عسکری، سدی۔ وکیع، ثعلبی اور مسند احمد میں تحریر ہے۔ کہ زبیر نے اس آیت کے بارے میں کہا واتقوا فتنۃ لا تصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ ہم ایک عرصے تک سوچتے رہے کہ ہمیں فتنے کے متعلق معلوم نہ ہو سکا۔ ناگاہ ہم ہی فتنے کے مددگار بن گئے۔

آیت فلا عدوان الا علی الظالمین کے بارے میں سدی نے کہا۔ یہ آیت دو جنگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جنگ صفین اور جنگ جمل۔ اللہ عزوجل نے اصحاب جمل اور صفین کا نام ظالم رکھا ہے پھر کہا واعلموا ان اللہ مع المتقین کا مطلب یہ ہے کہ مدد اور حق امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کے ساتھ تھا۔ بعض مفسرین نے اس آیت کے بارے میں کہا۔ قل للمخلفین من الاعراب ستدعون الی قوم اولی باس شدید ین کہ اس سے مراد اہل صفین ہیں۔ کیونکہ نبی اکرم صلعم نے اعراب سے کہا تھا۔ قل لن تتبعونا کذلکم قال اللہ من قبل اعراب وہ لوگ ہیں جنہوں نے صلح حدیبیہ پر رسول اکرم صلعم کو چھوڑ دیا تھا۔ اور خیبر کی جنگ کے موقعہ پر رسول اللہ صلعم کے خلاف کھڑے ہو گئے تھے۔

ابو سعید خدری اور عبداللہ بن عمر نے کہا کہ ہم لوگ اس آیت کے بارے میں کہا کرتے۔ ثم انکم یوم القیامۃ عند ربکم تختصمون کہ جب ہمارا رب۔ ہمارا نبی۔ اور ہمارا دین ایک ہے۔ تو جھگڑا کس چیز کے متعلق ہوگا۔ جب جنگ صفین واقع ہوئی۔ اور ہم ایک نے دوسرے کے خلاف تلواریں کس لیں تو پھر سمجھے کہ یہ بات ہوگی۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ جب معاویہ کے خلاف جہاد فرما رہے تھے۔

قاتلوا ائمۃ الکفر انہم لا ایمان لہم لعلہم ینتہون رب کعبہ کی قسم (کفر کے امام) یہی لوگ ہیں۔ ابن مسعود نے کہا کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ کفر کے امام معاویہ اور عمرو بن عاص ہیں۔

جب جمل کی لڑائی کی فراغت کے بعد امیر المومنین علیہ السلام نے رحبہ (صحن مسجد کوفہ) میں نزول فرمایا۔

رجب کی چھ تاریخ تھی۔ اور آپ نے خطبہ ارشاد فرمایا۔ اس ذات کی حمد ہے جس نے اپنے ولی کی مدد کی۔ اور اپنے دشمن کو ذلیل کیا حق پہ قائم وصادق کو عزت دی۔ باطل پرست بیعت توڑنے والے کو رسوا کیا

پھر حضرت امیرالمومنین علی علیہ السلام نے آذربائیجان کی سرحد سے اشعث بن قیس کو بلایا۔ احنف بن قیس کو بصرہ سے، جریر بن عبداللہ بجلی کو ہمدان سے یہ سب لوگ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی خدمت میں کوفہ میں حاضر ہوئے۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے جریر کو معاویہ کی طرف روانہ کیا۔ اور اس کو اپنی اطاعت کی دعوت دی۔ جریر نے معاویہ کو امیرالمومنین علیہ السلام کا پیغام حق دیا۔ معاویہ نے تقریر کی۔ اے لوگو! میں عمر اور عثمان کا جانشین اور خلیفہ ہوں۔ عثمان مظلوم مارا گیا۔ میں اس کا ولی اور ابن عم ہوں۔ عمرو بن عاص کو بلایا۔ اور اسے مصر کی گورنری کا حکم دیا۔ اس کے غلام وردان نے کہا ذرا غور و فکر سے کام لو۔ آخرت حضرت علیؑ کے ساتھ ہے۔ اور دنیا معاویہ کے۔ جریر واپس آگیا۔ اور معاویہ نے مدینہ والوں کو خط لکھا۔ کہ حضرت عثمان مظلوم مارے گئے ہیں۔ اور حضرت علیؑ نے حضرت عثمان کے قاتلوں کو پناہ دے رکھی ہے اگر حضرت علیؑ ان کو ہمارے حوالے کر دیں تو ہم آپ سے رک جائیں گے۔ اس بارے میں مسلمانوں کے درمیان مشورہ کریں گے جس طرح حضرت عمر نے اپنی وفات کے وقت شوریٰ قائم کیا تھا۔ خدا تم پہ رحم کرے۔ حضرت علیؑ سے جنگ کرنے میں میرا ساتھ دو۔ مدینہ والوں نے معاویہ کو خط لکھا۔ جس کا ملخص یہ ہے ”کہ تجھے اور عمرو بن عاص کو اسلام سے کیا لگاؤ۔“

ابومسلم خولانی معاویہ کا خط امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں لایا۔ جس میں تحریر تھا۔ اللہ کی طرف سے اللہ کے خلیفہ نصیحت کرتے تھے پھر خلیفہ کا خلیفہ پھر تیسرا خلیفہ جو مظلوم ہو کر قتل ہوا۔ تم نے ان تمام پہ حسد کیا۔ اور تم نے ان تمام کے خلاف بغاوت کی۔ ہم لوگ اس بات کو جانتے ہیں۔ تیری نظر ترچھی تھی۔ تیری بات ایسی ویسی تھی لمبی لمبی سانسیں لیتا تھا۔ خلفا کے بارے میں تیرا سلوک عدم موافقت کا تھا۔ تم ایسے کھینچ کر لائے جاتے تھے جس طرح معشوش اونٹ کو لایا جاتا ہے۔ تم ان سب سے زیادہ حسد اپنے ابن عم پہ کرتے تھے۔ حالانکہ سب سے زیادہ خلافت کے حق دار تھے۔ تم کو قرابت کی وجہ سے اور اس کی فضیلت کے لحاظ سے ایسا نہیں کرنا چاہیئے تھا۔ تم نے اس کے رحم کو قطع کیا۔ اس کی نیکی کو برائی میں بدل ڈالا۔ اس سے دشمنی ظاہر کی۔ اس کے لئے اپنے دل میں کینہ رکھا۔ اس کے خلاف لوگوں کو ابھارا۔ تیرے ساتھ لوگوں نے اسے تیرے محلہ میں قتل کیا۔ تم نے اس کی چیخ وپکار سنی۔ لیکن قول اور فعل سے اس کی

کوئی مدد نہ کی۔ جب خولانی پہنچا۔ لوگوں پر معاویہ کا خط پڑھا۔ تو تمام کے تمام کہنے لگے۔ ہم عثمان کے قاتل ہیں۔ اور اس کے افعال کو ناپسندیدہ قرار دیتے ہیں۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کا جواب یہ تھا۔ قاتلین عثمان کی تعداد زیادہ تیرے پاس موجود ہے۔ جس طرح اور مسلمانوں نے میری بیعت کی ہے۔ تم بھی بیعت کر کے ان میں شامل ہو جاؤ۔ پھر تو تم کتاب خدا اور سنت نبی اکرم صلعم کے مطابق فیصلہ کرے گی۔ جس بات کا تو نے ارادہ کیا ہے۔ یہ تو ایسا دھوکا ہے جس طرح بچے کو دودھ دیا جاتا ہے۔ میری زندگی کی قسم اگر تو اپنی عقل سے غور کرتا۔ اور اس میں اپنی خواہش کو دخل نہ دیتا۔ تو تو ضرور جانتا تھا۔ کہ میں خون عثمانؓ سے سب سے زیادہ بری ہوں۔ اور تجھے اس بات کا بھی علم ہے کہ تو ان آزاد کردہ (فتح مکہ کے روز) کی اولاد میں سے ہے جن کے لئے خلافت جائز نہیں ہے حضرت امیر علیہ السلام نے لوگوں کو جنگ کی طرف چلنے کا حکم دیا۔ اور اس بات پر انہیں برانگیختہ کیا۔

ابن مردویہ کا بیان ہے۔ کہ ابن ابی حازم تمیمی اور ابو وائل نے کہا۔ کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا بقیہ احزاب جو اولیاء شیطان ہیں کی طرف چلو۔ اس شخص کی طرف چلو۔ یہ کہتا ہے۔ خدا اور اس کے رسولؐ نے جھوٹ کہا۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں عبس کا ایک شخص حاضر ہوا۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے پوچھا کیا بات ہے؟ عرض کیا۔ کہ شام میں قاتلین عثمان پر لعنت کی جاتی ہے۔ اور عثمان کی (خون آلود) قمیض دیکھ کر روتے ہیں۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ حضرت عثمان کی قمیض حضرت یوسف علیہ السلام کی قمیض جیسی ہے اس پر اس طرح روتے ہیں جس طرح اولاد یعقوب روتی تھی۔ جب معاویہ نے خط کھولا تو وہ ایک سفید کاغذ تھا۔ یہ دیکھ کر اس نے لاحول پڑھا۔ قیس بن سعد نے کہا ہے

فلست نباج من علی و صحبہ ۔۔۔ وان تک فی جابلق لم تک ناجیاً

تم علیؑ اور اس کے اصحاب سے نجات نہیں پاؤ گے۔ اگرچہ تم جابلق میں جا کر رہو تب بھی نجات نہیں پاؤ گے۔

شاذ کوفی نے تحریر کیا ہے۔ کہ ایک شخص امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں (معاویہ کا) خط لایا جس کے آخر میں یہ شعر تحریر تھا ؎

فازجر حمارک لا یرتع بروضتنا ۔۔۔ اذا ترد و قبیض العین مکرویاً

اپنے گدھے کو منع کر دیجئے۔ کہ وہ ہمارے باغ میں نہ چرے۔ اگر ایسا کیا۔ تو آنکھ میں تکلیف کے خاشاک ہوں گے۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے عبداللہ بن ابی رافع سے کہا کہ معاویہ کے پاس خط لکھو۔ میری بیعت پر خاص و عام جمع ہو چکے ہیں۔ شوریٰ کے مستحق وہ مومنین مہاجرین اولین ہیں۔ جو سابق بالاحسان اور بدری ہیں تم خود آزاد کردہ ہو اور آزاد کردہ کے بیٹے ہو۔ تم خود لعین ہو۔ لعین کے فرزند ہو۔ خود بت پرست ہو بت پرست کے بیٹے ہو۔ نہ تو نے ہجرت کی ہے نہ ہی تجھے سابقت کی منقبت اور فضیلت حاصل ہے تیرا باپ اس گروہ سے تعلق رکھتا ہے جس نے اللہ اور اس کے رسول سے جنگ کی۔ اللہ نے اپنے بندے کی مدد کی۔ اپنے وعدے کو سچا کیا اور گروہ کو شکست دی۔ آخر میں یہ شعر لکھا ؎

الم تر قومی اذا دعاہم اخوھم اجابوا وان یغضب علی القوم یغضب

تم نے میری قوم کو نہیں دیکھا۔ کہ جب ان کے بھائی نے انھیں بلایا۔ تو انھوں نے لبیک کہی اگر ان کا بھائی قوم پر غصہ ہوا۔ تو وہ بھی اس قوم پر ناراض ہوئے۔

معاویہ نے خط لکھا۔ اے علیؑ اللہ سے ڈرو۔ تم حسد کرتے ہو۔ اکثر اوقات حاسد کو حسد فائدہ نہیں دیتا۔ اپنی سابقہ فضیلت کو ضائع نہ کرو اپنے نئے شر سے اعمال کا دارومدار خاتمہ پر ہوتا ہے۔ جان بوجھ کر حق کے معاملہ میں باطل سے کام نہ لو۔ جس کا کوئی سر نہیں ہے۔ اگر تم ایسا کرو گے تو اپنی ذات کو نقصان دو گے اپنے عمل کو مٹا دو گے۔"

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے جواب میں لکھا۔

میری نصیحت اس شخص کو کوئی فائدہ نہ دے گی جس پر عذاب واجب ہو چکا ہے۔ اس سے عذاب میں کوئی تخفیف نہ ہوگی۔ اللہ سے وقار کی توقع نہیں رکھتا۔ اور نہ ہی اس کے عذاب سے ڈرتا ہے۔ تیری حالت تو یہ ہے کہ تو گمراہی حیرت اور جہالت میں سرگرداں ہے۔ اس بارے میں اللہ عزوجل کو ناک میں پاؤ گے۔"

آخر میں فرمایا "میں وہ ابوالحسنؑ ہوں۔ جس نے تیرے ولد اعتبہ تیرے چچا شیبہ اور تیرے بھائی حنظلہ کو قتل کیا۔ ان لوگوں کا خون بدر کے روز اللہ نے میرے ہاتھوں پر بہایا۔ وہی تلوار میرے پاس موجود ہے۔ اسی دل کے ساتھ دشمن پر جا پڑوں گا۔ تم نے اولادِ عبدالمطلبؑ کو کب دشمن سے ہٹتے ہوئے اور تلواروں سے ڈرتے ہوئے پایا۔ تھوڑا سا انتظار کرو۔ تجھے جمل والوں سے ملا دیا جائے گا جس نے تجھے طلب کرنا ہے طلب کرے گا۔ جس سے دوری چاہتا ہے وہ تیرے قریب ہو جائے گا۔ میں تیرے پاس تیزی سے گروہ مہاجرین انصار اور تابعین کا لے کر آرہا ہوں۔ جن کی بھیڑ سخت ہے۔ جن کے غبار آلود چہرے چمکنے والے ہیں جنہوں

نے موت کی چادر اوڑھ رکھی ہے۔ ان کے نزدیک بہترین ملاقات رب کی ملاقات ہے۔ میں ان کے ساتھ بدر کے اصحاب کی اولاد لے کر آ رہا ہوں۔ میرے ساتھ ہاشمی تلواریں ہیں جن کی کاٹ کو تو اپنے بھائی، ماموں اور نانا کے متعلق جانتا ہے۔ اب یہ بات ظالمین کے لئے بعید نہیں ہے۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ میں نے ناکثین سے جہاد کیا ہے۔ اب یہ لوگ قاسطین ہیں۔ عنقریب میں مارقین سے جہاد کروں گا۔ پھر آپ نبی صلعم کے گھوڑے پر سوار ہوئے۔ اور آپ کے ساتھ نوے ہزار کا لشکر تھا۔

سعید بن جبیر نے کہا حضرت امیر علیہ السلام کے ساتھ نو انصار آٹھ سو مہاجر تھے۔

عبدالرحمن بن ابی لیلٰے نے کہا۔ ستر آدمی اصحاب بدر میں سے تھے۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ اصحاب بدر کی تعداد ایک سو تیس تھی۔ معاویہ ۱۲۰ ہزار آدمی لے کر نکلا۔ ان کے آگے مروان تھا جس نے عثمان کی تلوار لگائی ہوئی تھی۔ ماہ محرم میں لشکر صفین کے مقام پر پہنچا۔ اور فرات کے گھاٹ پر قبضہ کر لیا۔ حضرت علی علیہ السلام اور آپ کے اصحاب پر پانی بند کر دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے شبث بن ربعی ریاحی اور صعصعہ بن صوحان کو بھیجا۔ وہ انھیں نرمی اور سختی کے ملے جلے الفاظ سے سمجھائیں۔ انھوں نے کہا تم نے حضرت عثمان کو پیاسا قتل کیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اپنی تلواروں کو ان کے خون سے بجھاؤ۔ اور پانی سے سیراب ہو جاؤ۔ موت کا آنا مقہور زندگی میں زیادہ بہتر ہے۔ تمہاری اس موت سے جو قاہرین کی صورت میں ہو۔ دونوں نے سترہ ہزار لشکر کے ساتھ یکجا ہو کر ایسا حملہ کیا۔ کہ وہ تتر بتر ہو گئے اور باقی شکست کھا کر بھاگ گئے۔ حضرت علی علیہ السلام نے حکم دیا۔ کہ ان پر پانی بند نہ کیا جائے۔ حضرت علی علیہ السلام ماہ ذی الحجہ ۳۶ھ میں صفین میں آ ترے۔

اشتر آگے بڑھے۔ اور صالح بن فیروز عقلی، مالک بن ادھم، زیاد بن عبید کتانی، رائل بن عبید خزاعی، مالک بن روضہ جمحی کو قتل کیا۔ اشعث نے سرجیل بن سمطاء اور ابو اعور سلمی کو نیزہ مارا۔ معاویہ کے لشکر سے حوشب ذوالظلیم اور ذوالکلاع ایک جماعت کے ساتھ حاضر ہوئے کہ ہمیں اس رات مہلت دی جائے۔ انھوں نے مان لیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے سعید بن قیس ہمدانی اور بشیر بن عمرو انصاری کو روانہ کیا۔ تاکہ وہ معاویہ کو حق کی طرف دعوت دیں حجت تمام کے بعد دونوں واپس آ گئے۔ پھر آپ نے شبث بن ربعی ریاحی اور عدی بن حاتم طائی۔ یزید بن قیس ارحبی اور زیاد بن حفص کو اس غرض کے لئے بھیجا۔ معاویہ نے کہا حضرت عثمان کے قاتل ہمارے حوالے کرو۔ ہم انھیں قتل کریں گے۔ پھر ہم خلافت سے الگ ہو جائیں گے۔ اور اس کے متعلق شوریٰ قائم کیا جائے گا۔

ذی الحجہ میں لڑائی ہوتی رہی۔ اور ماہ محرم میں بند ہو گئی جب ماہ صفر کا چاند نمودار ہوا۔ یہ ۳۷ھ تھا حضرت علی علیہ السلام نے حکم دیا کہ لشکر شام میں منادی کی جائے۔ انھیں جنگ سے روکا جائے۔ اور ڈرایا جائے۔ جب تمام تجاویز بے کار ہو گئیں تو امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنے لشکر کو مندرجہ ذیل صورت میں مرتب کیا۔ میمنہ لشکر پر امام حسن و امام حسین علیہما السلام عبداللہ بن جعفرؓ اور مسلمؓ بن عقیلؓ کو مقرر کیا۔ میسرہ پر محمدؓ بن حنفیہؓ۔ محمدؓ بن ابی بکر۔ ہاشم بن عتبہ مرقال۔ قلب پر عبداللہ بن عباس۔ عباس بن ربیعہ بن حارث۔ اشتر اور اشعث کو لشکر کے بازو پر سعد بن قیس ہمدانی۔ عبداللہ بن بدیل بن ورقا خزاعی رفاعہ بن شداد بجلی اور عدی بن حاتم۔ کمین پر عمار بن یاسر۔ عمرو بن حمق۔ عامر بن واثلہ کنانی اور قبیصہ بن جابر اسدی کو۔

معاویہ نے اپنے لشکر کے میمنہ پر ذوالکلاع حمیری اور حوشب ظلیم کو مقرر کیا۔ میسرہ پر عمرو بن عاص حبیب بن مسلمہ کو مقرر کیا۔ قلب پر ضحاک بن قیس فہری کو عبدالرحمٰن بن خالد بن ولید ساقہ پر بسر بن ارطاۃ فہری کو بازو پر عبداللہ بن مسعدہ فزاری اور ہمام بن قبیصہ نمری کو کمین پر ابوالاعور سلمی اور حابس بن سعد طائی کو مقرر کیا۔

آغاز جنگ

حضرت علی علیہ السلام نے معاویہ کے پاس کہلا بھیجا کہ تیرا اور میرا مقابلہ ہو جائے۔ (مسلمانوں کے خون خرابہ سے کیا فائدہ معاویہ میں اتنا دم کہاں تھا) دونوں لشکروں کے درمیان چالیس دفعہ لڑائی ہوئی۔ ہر مرتبہ عراق والے غالب آ جاتے تھے پہلی دفعہ بدھ کے روز اشتر اور حبیب بن مسلم کے درمیان مقابلہ ہوا۔ دوسری دفعہ مرقال اور ابوالاعور سلمی کے درمیان تیسری دفعہ عمار اور عمرو بن عاص کے درمیان۔ چوتھی دفعہ ابن حنفیہ اور عبیداللہ بن عمر کے درمیان۔ پانچویں دفعہ عبداللہ بن عباس اور ولید بن عقبہ کے درمیان اسی طرح چالیس دفعہ رن پڑا۔ آخری رن لیلۃ الہریر کا تھا۔ معاویہ کے لشکر سے عون بن عوف حارثی رجز پڑھتا ہوا نکلا۔ ادھر سے علقمہ نکلا۔

حضرت عثمان کا غلام احمر میدان میں آیا۔ ادھر سے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کا غلام کیسان نکلا۔ احمر نے کیسان کو قتل کر دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا اگر میں تجھے قتل نہ کر دوں تو اللہ مجھے قتل کر دے۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس کی زرہ کی کڑیوں کو پکڑ کر اوپر اٹھایا اور زمین پر پٹک دیا۔ اور میدان میں گھوڑے کو گشت دیا۔ معاویہ نے اپنے غلام حریث سے کہا کہ کسی صورت سے دھوکا سے علی علیہ السلام کو قتل کر دے۔ حضرت علی علیہ السلام نے اس کا سر قلم کر کے ہوا میں اڑا دیا۔ اور پھر میدان میں گشت کرتے لگے۔ عمرو بن عاص رجز پڑھتا ہوا نکلا۔ اس کے مقابل میں

ہاشم رجز پڑھتا ہوا آیا۔ ہاشم نے اسے ضرب لگائی۔(جس سے وہ بھاگ گیا) عبدالرحمن بن خالد بن ولید نکلا۔ اس کے مقابل میں اشتر نکلے اشتر نے ایسا وار کیا جس سے وہ بھاگ کھڑا ہوا اور کہا۔ ہم نے حضرت عثمان کا خون ضائع کر دیا۔ معاویہ نے کہا صبر سے کام لو کھیل میں چوٹیں آتی ہیں۔ اللہ تعالیٰ صبر والوں کے ساتھ ہے معاویہ ہمدان کی طرف اشارہ کرتا ہوا نکلا اس کے مقابل میں سعد بن قیس رجز پڑھتے ہوئے نکلے۔ آپ نے نیزہ نکال کر معاویہ پر حملہ کیا معاویہ دم دبا کر بھاگ گیا۔ ابوطفیل کنانی میدان میں آئے۔ حضرت علی علیہ السلام میدان کارزار میں خود تشریف لائے۔ عمرو بن حصین سکونی نے پیچھے سے آپ کو نیزہ مارنا چاہا۔ اس حرکت کو سعد بن قیس نے دیکھ لیا۔ اور رجز پڑھا۔ معاویہ نے ذالکلاع کو ہمدان سے لڑنے کے لئے بھیجا۔ رات تک ان کے درمیان لڑائی ہوتی رہی اہل شام شکست کھا گئے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے اہل ہمدان کی مدح میں اشعار بیان کئے۔ ان میں سے ایک شعر یہ ہے۔

جزی اللہ الجنان فانہم سہام الہدیٰ فی یوم حمام

ابو ایوب انصاری میدان میں آئے آپ کو دیکھ کر لشکر شام پیچھے ہٹ گیا معاویہ کا تعاقب کیا اور اسے اس کے خیمہ میں داخل کر دیا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ؎

وعلمنا العرب آباؤنا وسوف نعلم ایضاً بنینا

ہمیں آباؤ اجداد نے جنگ کی تعلیم دی ہے۔ عنقریب اس کی تعلیم اپنے بیٹوں کو دیں گے۔

ایک شخص معاویہ کے لشکر سے ایک کوفی آدمی کے مقابلہ کو نکلا کوفی نے اسے پچھاڑ دیا۔ حالانکہ وہ اس کا بھائی تھا۔ لوگوں نے کہا۔ اسے چھوڑ دو۔ اس نے انکار کیا جب تک حضرت علی علیہ السلام اجازت نہیں دیں گے۔ اس وقت تک انہیں چھوڑوں گا حضرت امیر المومنین علیہ السلام نے چھوڑنے کی اجازت دے دی۔ عبداللہ بن خلیفہ طائی بنوطی کی ایک جماعت لے کر میدان میں آیا۔ معاویہ کے لشکر سے ایک ہزار سے زیادہ آدمی نکلے۔ اور جنگ کرتے رہے ان میں سے ایک بھی نہ بچا۔ بسر بن ارطاۃ نکلا اس کے مقابلہ میں سعید بن قیس آیا۔ آپ نے بسر کو نیزہ مارا وہ بھاگ گیا۔ ابن لام قضاعی آیا۔ اسے حجر بن عدی نے قتل کر دیا پھر حکم بن زہر آیا۔ اسے بھی حجر نے قتل کر دیا پھر مالک بن مسہر قضاعی رجز پڑھتا ہوا بڑھا۔ اس کے رجز کا جواب حجر نے دیا علقمہ مقابلہ کو آیا اسے پاؤں میں چوٹ آئی۔ اہل عراق کے مندرجہ ذیل حضرات قتل ہوئے۔

۱۔ عمیر بن عبید محاربی ۲۔ بکر بن ہوزہ نخعی اس کا بیٹا حیان۔ سعید بن نعیم۔ ابان بن قیس۔

حضرت علی علیہ السلام نے شام کے لشکر پر حملہ کر کے انہیں بھگا دیا۔ معاویہ نے کہا۔ آج تو مجھے کامیابی کی امید ہے

اشتر مقابلہ کو نکلا۔ پے در پے ایک ایک کو قتل کرتا گیا۔ اس کے مقابلہ کے لئے عمرو بن عاص چار ہزار سوار لے کر نکلا۔ اشتر کے ساتھ دو سو آدمی نخع اور مذحج کے تھے۔ اشتر نے عمرو بن عاص پر حملہ کر دیا اور اس کی زین کے قربوس میں نیزہ مارا۔ جو ٹوٹ گئی عمرو گر پڑا۔ اس کے دانت گر پڑے۔ اور امان طلب کی۔ اصبغ بن نباتہ رجز پڑھتا ہوا نکلا۔ کعب اسدی مقابلہ میں آیا۔ اور اسے قتل کر دیا۔ اہل شام نیزے اور تلواریں لے کر آپ پر ٹوٹ پڑے آپ ان سے نکل آئے۔ عبدالرحمن بن خالد بن ولید کے مقابلہ میں حارثہ بن قدامہ سعدی نکلے۔ اور اسے واصل جہنم کیا۔ ابو اعور سلمی نکلا اسے زیاد بن کعب ہمدانی نے نیزہ مار کر زخمی کر کے بھگا دیا۔

بنو ہمدان نے شام کی بہت سی مخلوق کو قتل کر دیا۔ معاویہ نے کہا بنو ہمدان اعدا حضرت عثمان۔ بنو ہمدان حضرت عثمان کے دشمن ہیں۔ عمیر بن عطارد تمیمی اپنی قوم کو لے کر میدان میں آیا۔ یہ لوگ رات تک معاویہ کے لشکر سے جہاد کرتے رہے۔ بسر بن ارطاۃ قیس بن سعد کے مقابلہ میں آیا۔ قیس کی ضرب کھا کر مجروح ہو کر بھاگ گیا۔ مخارق بن عبدالرحمن نکلا۔ اس نے مرادی اور مسلم ازدی اور دوسرے آدمیوں کو قتل کر دیا۔ حضرت علی علیہ السلام بھیس بدل کر اس کے مقابلہ میں آ گئے۔ اسے قتل کر کے بعد میں سات اور آدمی قتل کئے۔ کریب بن صباح نکلا۔ اس نے برقع خولانی شرجیل بکری۔ حارث حلکمی اور عبدالرحمن ہمدانی کو قتل کیا۔ امیر المومنین نے اسے قتل کیا۔ پھر حضرت امیر علیہ السلام نے حرث بن وداع اور مطاع بن مطلب اور عروہ بن داؤد کو قتل کیا۔ معاویہ کا غلام حارث نکلا۔ اسے قنبر نے فی النار کیا۔ بریدہ کلبی نکلا۔ اسے اشتر نے ٹھکانے لگایا۔ خالد سدوسی نے اعلان کیا۔ موت پر میرے ساتھ کون بیعت کرے گا؟ اس آواز پہ ۹ ہزار جوان میدان میں آ گئے اتنا جہاد کیا۔ کہ معاویہ کے خیموں تک پہنچ گئے۔ معاویہ بھاگ گیا انھوں نے خیموں کو لوٹ لیا۔ معاویہ نے خالد کو کہلا بھیجا۔ اے خالد تم کامیاب ہو گئے۔ تو تمہیں خراسان کی حکومت ملے گی۔ تیرے ان حرکات پر افسوس آتا ہے لیکن لشکر علی کا مقابلہ نہ کر سکا۔ اور بھاگ نکلا۔ اس کے ساتھیوں نے اس کے منہ پر تھوکا۔ رات تک جنگ ہوتی رہی۔ حمزہ بن مالک ہمدانی ہاشم مرقال کے مقابلہ میں آیا۔ مرقال نے اسے قتل کر دیا۔ لشکر شام نے مرقال پہ حملہ کر کے اسے قتل کر دیا۔ سفیان بن ثور نے جھنڈا لیا۔ لڑتا رہا۔ حتیٰ کہ قتل ہوا۔ پھر جھنڈا عتبہ بن مرقال نے لیا۔ لڑتا ہوا قتل ہوا۔ ابو طفیل کنانی نے جھنڈا لیا لڑا زخمی ہوا الٹے پاؤں لوٹ گیا۔ عبداللہ بن بدیل بن ورقا خزاعی نے جھنڈا لیا۔ آپ پر حملہ کیا۔ اور قتل کر دیا۔ پھر جھنڈا عمرو بن حمق نے لیا آپ نے سخت لڑائی کی۔ ذوالظلیم میدان میں آیا۔ سلیمان بن صرد خزاعی نے مقابلہ کیا۔ یک جا ہو کر انصار نے حملہ کیا۔ ذوالکلاع اور ذوالظلیم کو قتل کیا حضرت علی علیہ السلام کا لشکر معاویہ کے مرکز کے اتنا قریب پہنچ گیا۔ قریب تھا کہ معاویہ پکڑا جائے۔ عبیداللہ بن عمر

نے محمد بن حنفیہ کو طلب کیا۔ حضرت امیرالمومنین علیہ السلام نے آپ کو روک دیا۔ عبیداللہ بن عمر کو عبداللہ بن سوار نے قتل کیا۔ ایک روایت میں ہے کہ حریث بن خالد نے قتل کیا۔ ایک ہانی بن عمر بنوعی ایک میں محمد بن جسیع بیان ہوئے ہیں۔ معاویہ نے ستر جھنڈوں کے ذریعے آگے بڑھنے کا حکم دیا۔ عمار علم لے کر مقابلہ میں آئے۔ معاویہ کے سات سو آدمی کام آئے۔ اصحاب علی علیہ السلام سے دو سو آدمی شہید ہوئے۔

حضرت علی علیہ السلام ہمدان کے پہلوانوں کے ساتھ میدان میں تشریف لائے عمرو بن عاص مقابلہ کو نکلا۔ اشتر نے جا لیا لشکر شام کو شکست دی۔ اور عمرو بن عاص زخمی ہوا۔ عرار بن آدھم نے عباس بن ربیعہ بن حارث بن عبدالمطلب کو مقابلہ کے لئے بلایا۔ عباس نے اسے قتل کر دیا۔ معاویہ نے کہا جو شخص عباس کو قتل کر دے گا۔ وہ جو چاہے گا اُسے ملے گا۔ دو لخمی آدمی نکلے ایک نے عباس کو بلایا۔ کہا میرے آقا نے اگر تجھے میرے مقابلہ کی اجازت دی ہے تو تیرے ساتھ لڑوں گا۔ عبداللہ کی وجہ سے عباس کو جنگ کرنے سے امیرالمومنین نے منع کر دیا تھا۔ اور حضرت امیرالمومنین علیہ السلام عباس کے لباس میں عباس کے گھوڑے پر بھیس بدل کر میدان میں آئے۔ اس شخص نے کہا میرے آقا نے تجھے اجازت دی ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا۔ حضرت علی علیہ السلام نے اسے قتل کر دیا۔ آگے بڑھ کر ایک دوسرے شخص کو قتل کر دیا۔

معاویہ نے فوج کی چار صفیں مرتب کیں۔ ابوالاعور سلمی آگے بڑھا۔ اور لشکر کو برانگیختہ کرتا تھا۔ اور کہتا تھا اے اہل شام مت بھاگو۔ اس میں ننگ اور عار ہے۔ اہل عراق کو کچل ڈالو۔ یہ صاف فتنہ اور نفاق ہے سعید بن قیس۔ عدی بن حاتم۔ اشتر اور اشعث نے میدان میں آ کر ان میں سے تین ہزار آدمی قتل کر دیئے باقی شکست کھا کر بھاگے۔ معاویہ کا شاعر کعب جعیل نکلا۔ اس کے مقابلہ میں حضرت علی علیہ السلام کے شاعر نجاشی نکلے۔ عبداللہ بن جعفر ایک ہزار کا لشکر لے کر میدان میں آئے۔ کافی مخلوق کو قتل کیا۔ عمرو بن عاص گھبرا اٹھا۔ اویس قرنی رضی اللہ عنہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں دو تلواریں لگائے ہوئے حاضر ہوئے۔ آپ کے ساتھ ترکش دان اور سنگریزوں کا توبرا بھرا ہوا تھا۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام پر سلام کیا۔ حضرت امیرالمومنین نے اسے الوداع کہا۔ ربیعہ کی پیادہ فوج کے ساتھ میدان کارزار میں آیا۔ اسی روز شہید ہوا۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے اس پر نماز جنازہ پڑھی۔ اور دفن کیا۔ عمار رجز پڑھتے ہوئے میدان میں آئے۔ اور جہاد کرتے کرتے شہید ہو گئے

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام میدان جنگ میں تشریف فرما ہوئے۔ اور معاویہ کو طلب کیا۔ اور فرمایا کہ کیں

چار ہزار سوارے
ں کی زین کے
ن بنا تہ رجز پڑھتا
ڑے آپ ان
ہنم کیا۔ ابواعور

ثمان۔ بنوہمدان
معاویہ کے لشکر
ے گیا۔ مخارق
ا بھیس بدل کر
تے برفع خولانی
یہ السلام نے
نے فی النار
بیعت کرے
ے گیا انھوں
ت ملے گی۔
تے اس کے
ے قتل کر دیا۔
لڈا عتبہ بن
ن بدیل بن
۔ ذوالظلیم
کو قتل کیا
م
بداللہ بن عمر

تمہیں کہتا ہوں۔ کہ امت مسلمانوں کا خون خرابہ نہ ہو تیرے اور میرے درمیان مقابلہ ہو جائے۔ جو غالب آجائے۔ خلافت کا وہ مالک بن بیٹھے۔ معاویہ سن کر حیران رہ گیا۔ ایک حرف تک نہ بول سکا۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے میمنہ لشکر پہ حملہ کر کے لشکر کو ہٹا دیا۔ پھر میسرہ لشکر پہ حملہ کیا انہیں پسپا کر کے رکھ دیا جب قلب لشکر پہ حملہ کیا تو ان میں سے کافی لوگوں کو قتل کیا پھر امیرالمومنین علیہ السلام واپس تشریف لے گئے۔ پھر بھیس بدل کر واپس میدان میں تشریف لائے۔ اور عمرو بن عاص سے مقابلہ پڑ آیا۔ عمرو ذرا اور آگے بڑھا۔ جب آنکھیں چار ہوئیں تو پہچانا اور گھبرا کر بھاگنے لگا۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے اس کی زرہ میں نیزہ مارا۔ اور وہ گدی کے بل گرا۔ اور شرمگاہ کھول دی امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے حیا کی وجہ سے درگذر کیا۔ معاویہ نے عمرو بن عاص سے کہا

الحمد لله الذی نجاک واحمد الست الذی اتاک

میں اللہ کا شکر کرتا ہوں جس نے تجھے عافیت دی۔ اور تیری کون کا شکریہ ادا کرتا ہوں جس نے تجھے بچایا۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام میدان میں آئے۔ اور معاویہ کو لڑنے کے لئے بلایا۔ وہ نہ آیا۔ بسر بن ارطاۃ کو حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں لالچ دی گئی۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے اسے تلوار لگائی۔ گدی کے بل لیٹ گیا اور شرمگاہ ظاہر کر دی۔ حضرت علی علیہ السلام اس جگہ سے الگ ہو گئے۔ آپ نے فرمایا۔ افسوس ہے اہل شام مخنثوں سی بات کرتے ہیں۔ مخنثوں کے سردار عمرو بن عاص نے تمہیں یہ تعلیم دی ہے روایت ہے کہ میدان جنگ میں شرمگاہ کو ظاہر کرنے کی تعلیم عمرو بن عاص نے اپنے باپ دادا سے میراث میں پائی تھی۔ معاویہ کا غلام لاحق نکلا۔ اشتر نے اسے نیزہ گھونپا۔

جب معاویہ نے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کے جانبازوں کو کثرت سے میدان جنگ میں آتا ہوا دیکھا۔ تو ایک چال چلی۔ عمرو بن عاص کو ربیعہ کی پیدل فوج کے پاس بھیجا۔ اور کہا کہ یہ شعر لکھ کر ابن عباس کو دھوکا دو۔

طال البلا فما الذی نرجو له الناس بعد الاله سوی افق ابن عباس

مصیبت لمبی ہو گئی ہم اللہ عزوجل کے بعد ابن عباس کے سوا اور نرمی کی کوئی امید نہیں رکھتے۔

ابن عباس نے جواب میں لکھا

یا عمرو جیلۃ من خدع و وسواس ؛ فاذھب فمالک فی ترک الھدٰی آس

اے عمرو اپنے دھوکے اور وسوسہ اپنے پاس رہنے دیجئے چلے جاؤ۔ ہدایت کرنے کے بعد تجھے کوئی امید نہیں رکھنی چاہیئے۔

معاویہ نے ابن عباس کے پاس لکھا۔ قریش میں صرف چھ آدمی باقی ہیں۔ ایک میں، اور عمرو بن عاص جو شام میں موجود ہیں۔ سعد اور ابن عمر مدینہ میں موجود ہیں۔ اور علی اور تم عراق میں ہو۔ اگر حضرت عثمان کی موت کے بعد تیری بیعت کر لی جاتی۔ تو ہم تیری بیعت کرنے میں جلدی کرتے"۔

ابن عباس نے دندان شکن جواب تحریر کیا۔ جس میں ایک شعر یہ بھی تھا۔

دعوت ابن عباس الی السلم خدعۃ ؛ لست لہ حتی تموت بخادع

ابن عباس کو دھوکہ سے صلح کی دعوت دیتے ہو تو ان دھوکا بازیوں میں ہی مر جائے گا۔

معاویہ نے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں خط لکھا۔ کہ اگر ہمیں جنگ کے انجام کار کا پتہ ہوتا۔ تو ہم یہ مصیبت ایک دوسرے پر نہ لاتے۔ ہماری عقلیں مغلوج ہو گئیں ہیں۔

گذشتہ را صلوٰۃ آئندہ را احتیاط

میں نے آپ سے درخواست کی تھی۔ کہ آپ مجھے شام کا علاقہ دے دیجئے۔ میں آپ کی اطاعت کر لوں گا۔ لیکن بیعت نہیں کروں گا۔ آپ نے اس بات سے انکار کر دیا تھا۔ میں نے جو چیز طلب کی تھی۔ وہی آج طلب کرتا ہوں۔ جس طرح ہم زندگی چاہتے ہیں۔ آپ بھی ویسے ہی چاہتے ہیں۔ موت سے جس طرح ہم ڈرتے ہیں۔ آپ بھی ڈرتے ہیں۔ جسم پارہ پارہ ہو گئے۔ مرد ختم ہو گئے۔ حالانکہ ہم ایک ہیں اور عبد مناف کی اولاد ہیں ہمیں ایک دوسرے پر فضیلت نہیں ہے جس سے صاحب عزت کو ذلیل اور آزاد کو غلام بنایا جائے۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے معاویہ کو جواب میں لکھا۔

"تم نے تحریر کیا ہے کہ جنگ عرب کو کھا گئی ہے۔ صرف چند نفوس باقی رہ گئے ہیں تمہیں معلوم ہونا چاہیئے جس کو حق کھا جائے وہ جہنم میں جاتے گا۔ تم نے جو شام کا مطالبہ کیا ہے۔ جس چیز کو میں نے تجھے کل نہیں دیا تھا۔ آج کیسے دوں گا۔ خوف و رضا میں جو برابر قرار دیا ہے (یہ ایسا نہیں ہے) تم شک پر اتنا قائم نہیں ہو جتنا مجھے یقین پر اعتماد ہے۔ اہل شام دنیا پر اتنے حریص نہیں ہیں جتنے اہل عراق آخرت پر۔ تمہارا یہ قول کہ ہم سب اولاد عبد مناف ہیں لہذا یہ بھی درست نہیں ہے) امیہ ہاشم کی مانند نہیں ہے نہ حرب عبدالمطلب

کی طرح ہے۔ نہ سفیان ابو طالب کے ساتھ مقابلہ کر سکتا ہے۔ آزاد کردہ مہاجر کے برابر نہیں ہے صاحب حق باطل پرست کی طرح نہیں۔ نہ مومن منافق و دھوکہ باز کی طرح ہے ہمارے ہاتھوں میں نبوت کی فضیلت موجود ہے جس کے ذریعے ہم نے صاحب عزت کو ذلیل اور ذلیل کو صاحب عزت بنایا۔"

معاویہ نے ابن خدیج کندی کو حکم دیا کہ وہ اشعث اور نعمان بن بشیر کو کہے۔ کہ وہ سعد بن قیس کے پاس صلح کا خط تحریر کرے پھر عمرو بن عاص، عتبہ، حبیب بن مسلمہ، ضحاک بن قیس کو امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں اس غرض کے لیے روانہ کیا۔ انھوں نے اس بارے میں حضرت امیر المومنین علیہ السلام سے گفتگو کی۔ آپ نے فرمایا میں تمہیں کتاب خدا اور اس کے نبی کی سنت کی طرف بلاتا ہوں۔ اگر تم نے یہ بات قبول کر لی۔ تو تم نے ہدایت کو پا لیا۔ اور بھلائی کی موافقت کی۔ اگر اس بات سے انکار کیا تو اللہ سے زیادہ دوری حاصل کرتے جاؤ گے۔" انھوں نے کہا ہم چاہتے ہیں کہ آپ تشریف لے جائیں ہم عراق سے کوئی سروکار نہ رکھیں گے اور اب شام کے معاملہ میں دخل نہ دیں۔ اس صورت میں ہم لوگ مسلمانوں کے خون کو محفوظ رکھ سکیں گے۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا "جو چیز اللہ عزوجل نے محمد صلی اللہ علیہ والہ وسلم پر نازل کی ہے۔ اس کی رو سے یا تو جنگ کروں یا کافر ہو جاؤں۔"

اشتر میدان کارزار میں آئے۔ اور کہا صفوں کو درست کر لو۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ "اے لوگو! جو شخص (اپنی جان) فروخت کرے گا۔ اس دن (قیامت کی) فائدہ میں رہے گا۔" امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ عورتوں کا خضاب مہندی ہے اور مردوں کا خضاب خون ہے۔ امور کے انجام کے لئے صبر بہترین چیز ہے تم لوگوں کو یقین ہونا چاہیئے۔ کہ ان لوگوں کے دلوں میں بدر کے کینے احد کے غصے اور جاہلیت کے بغض پوشیدہ ہیں۔ اور حضرت نے اس آیت کو پڑھا فقاتلوا ائمۃ الکفر انھم لا ایمان لھم لعلھم ینتھون آپ رجز پڑھتے ہوئے آگے بڑھے سات ہزار کے لشکر کے ساتھ حملہ کیا صفوں کو الٹ کے رکھ دیا۔ معاویہ نے عمرو بن عاص سے کہا آج صبر سے کام لو۔ اور کل فخر کرنا۔ عمرو نے کہا سچ کہا لیکن موت حق ہے اور زندگی ختم ہونے والی ہے۔ اگر حضرت علی علیہ السلام نے دوسری دفعہ حملہ کیا۔ تو بیخ و بن ختم ہو جائے گی۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر جنت چاہتے ہو تو کیا دیکھ رہے ہو۔ ابو ہیثم بن تیہان رجز پڑھتا ہوا نکلا۔ آپ جہاد کرتے ہوئے شہید ہو گئے۔ خزیمہ بن ثابت رجز پڑھتا ہوا میدان میں آیا۔ جہاد کر کے دنیا سے رخصت ہو گیا۔ عدی بن حاتم آیا۔ لگاتار لڑتا رہا۔ حتیٰ کہ آپ کی آنکھوں کے ڈھیلے باہر نکل پڑے۔

اشتر رجز پڑھتا ہوا میدان میں آیا۔ جندب نے زہیر کو قتل کیا۔ دونوں لشکروں میں گھمسان کی لڑائی ہوئی حتیٰ کہ خمیس کا دن پڑا۔ اور یہی لیلۃ الہریر ہے۔ حضرت علی علیہ السلام اپنا سر آسمان کی طرف لمحہ بہ لمحہ بلند کرتے تھے اور فرماتے۔ خداوندا تیری طرف قدم رکھتے ہیں نیز سے ساتھ دل لگاتے ہیں۔ اور ہاتھ تیری طرف بلند ہوتے ہیں گردنیں تیری طرف اٹھتی ہیں۔ ضرورتیں تجھ سے طلب کی جاتی ہیں۔ آنکھیں تیری طرف ٹکٹکی باندھتی ہیں۔ اے اللہ! ہمارے اور ہماری قوم کے درمیان حق فیصلہ صادر فرما۔ کہ تو بہترین فیصلہ کرنے والا ہے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام لشکر شام پر یکے بعد دیگرے حملہ فرماتے تھے۔ ان کے جم گھٹ میں پہنچ جاتے تھے۔ فرماتے تھے اللہ! اللہ!

صبح کے وقت جب شمار کیا تو حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کے چار ہزار آدمی شہید ہو چکے تھے۔ اور معاویہ کے لشکر سے ۲۳ ہزار آدمی قتل ہوئے تھے۔ انہوں نے چلا کر کہا اے معاویہ تمام عرب تباہ ہو گیا۔ معاویہ نے عمرو بن عاص کو دوہائی دے کر کہا کہ قرآنوں کو نیزوں پر بلند کیا جائے۔

قتادہ نے کہا کہ صفین کی لڑائی میں ساٹھ ہزار انسان قتل ہوئے۔ ابن سیرین نے کہا ستر ہزار انسان کام آئے۔ یہ بات انساب الاشراف میں مذکور ہے۔

۱۰ حکمین اور خوارج

ومن الناس من یعبد واللہ علی حرف سے مراد ابوموسیٰ اور عمرو بن عاص ہیں۔ ایک روایت کی رو سے۔ ابن مردویہ نے اپنے اسناد سے سوید بن غفلہ سے روایت کی ہے کہ میں ابوموسیٰ اشعری کے پاس دریائے فرات کے کنارے پر موجود تھا۔ اس نے کہا میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ بنو اسرائیل میں اختلاف پڑ گیا۔ ان کا اختلاف جاری رہا حتیٰ کہ انہوں نے دو گمراہ حکم مقرر کیے۔ جنہوں نے ان کی پیروی کی گمراہ ہو گئے تھے۔ تمہارے امور میں اختلاف واقع ہو گا۔ حتیٰ کہ تم دو حکم مقرر کرو گے۔ جو ہم ان کی پیروی کریں گے گمراہ ہو گئے۔ [illegible]

معاویہ نے کہا۔ اے عمرو بن عاص اب بھاگ جائیں۔ یا امان طلب کریں۔ عمرو بن عاص نے کہا۔ قرآن کو نیزوں پر بلند کرتے ہیں۔ اور اس آیت کی تلاوت کرتے ہیں۔ الم تر الی الذین اوتوا نصیباً من الکتاب یدعون الی کتاب اللہ لیحکم بینھم اگر ان لوگوں نے قرآن کا حکم قبول کر لیا۔ تو ہم جنگ بند کر دیں گے۔ اور آپس میں ایک مدت تک بند رکھیں گے۔ اگر بعض نے جنگ جاری رکھی۔ تو ہم ان کی یہ پوزیشن توڑ دیں گے۔ اور ان میں اختلاف لازماً پڑ جائے گا۔ عمرو بن عاص نے اعلان کیا۔ کہ ہم اور تم مشرک نہیں ہیں۔ مرتدین کے خلاف جمع نہیں ہوئے اگر تم قرآن کے فیصلے کو قبول کر لوگے۔ تو آپس میں سب کی بقا مضمر ہے اور شہر کی بھی۔ اگر نہیں مانتے تو سب کی ہلاکت ہے ہر امتحان کی ایک مدت ہوتی ہے مسعر بن فدکی۔ زید بن حصین طائی۔ اشعث بن قیس کندی نے کہا۔ اے امیر المومنین! کتاب خدا کے بارے میں قوم کی دعوت کو قبول فرما لیجیے۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ تم پر افسوس ہے۔ انھوں نے قرآنوں کو صرف مکر اور دھوکا کی غرض سے اس وقت بلند کیا ہے جب تم ان پر غالب آچکے ہو۔ خالد بن معمر نے کہا اے امیرالمومنین! ہمارے نزدیک پسندیدہ امور وہ ہیں جن کی تکلیف سے ہم بچ جائیں۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں آپ کے لشکر کے بیس ہزار آدمی حاضر ہو کر کہنے لگے۔ اے علی! کتاب خدا کی طرف دعوت دی گئی ہے۔ تو آپ اس کو قبول کر لیں۔ ورنہ آپ کو قوم کے حوالے کر دیں گے۔ اور آپ کے ساتھ وہی سلوک کریں گے جو حضرت عثمان کے ساتھ کیا تھا۔" آپ نے فرمایا۔ میری بات کو یاد رکھو۔ میں تمہیں جہاد کا حکم دیتا ہوں۔ اگر میری نافرمانی کرتے ہو۔ تو جو کچھ تمہاری مرضی آئے وہی کرو۔ انھوں نے کہا اشتر کو واپس اپنے پاس بلا لیجیے۔ یزید بن ہانی بہقی کو اشتر کے بلانے کے لئے بھیجا۔ اشتر نے کہا کہ مجھے اُمید ہے کہ تھوڑی دیر میں اللہ فتح دے گا۔ مجھے جلدی نہ بلایئے۔ جنگ میں سختی اختیار کیجیے۔ انھوں نے کہا آپ نے اسے جنگ کرنے میں اُبھارا ہے جتنی جلدی ممکن ہے ساتھ اس کو بلا لیجیے۔ ورنہ خدا کی قسم آپ کو معزول کر دیں گے۔" آپ نے فرمایا اے یزید دوبارہ جاؤ اور اسے کہو کہ میرے پاس آجائے یہاں فتنہ برپا ہو چکا ہے۔ اشتر واپس آگیا۔ اور کہتا تھا۔ اے اہل عراق! اے ذلت اور رسوائی کے مالکو! جب تم قوم پر غالب آئے اور انھوں نے جان لیا۔ کہ تم ان پر فتح پانے والے ہو۔ انہوں نے مکر اور دھوکہ دینے کے لئے قرآن کو نیزے پر بلند کیا۔ انھوں نے کہا ہم نے اس قوم سے راہ خدا میں جنگ کی ہے۔ اشتر نے کہا مجھے ایک گھڑی اور مہلت دے دو میں فتح کو محسوس کرتا ہوں۔ اور کامیابی کا مجھے یقین ہے۔ انھوں نے کہا نہیں۔ اشتر نے کہا اتنی مہلت دو۔ کہ میں اپنا گھوڑا دوڑا کر وہاں لے جاؤں اور پھر واپس آجاؤں۔ انھوں نے کہا۔ نہ ہم تیری اطاعت کرتے ہیں۔ اور نہ ہی تیرے صاحب کی۔ ہم قرآنوں کو نیزوں

پرو پکڑ رہے ہیں۔ اور ہمیں ان کی طرف بلایا جا رہا ہے۔ اشتر نے کہا۔ خدا کی قسم دھوکا کھا گئے ہو۔ تمہیں دھوکا دیا گیا ہے۔ تمہیں جنگ بند کرنے کو کہا گیا ہے۔ تم نے قبول کر لیا ہے۔ بکر بن وائل کی ایک جماعت نے کھڑے ہو کر کہا۔ اے امیر المومنین! اگر آپ نے قوم کی بات قبول کر لی تو ہم آپ کی بات قبول کریں گے۔ اگر آپ نے انکار کیا۔ تو ہم آپ کا انکار کر دیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ ہم کتاب خدا کی دعوت قبول کرنے کے زیادہ حق دار ہیں معاویہ، عمرو بن عاص، ابن ابی معیط، حبیب ابن مسلمہ۔ ابن ابی سرح، ضحاک بن قیس۔ اصحاب قرآن اور دین نہیں ہیں میں ان کو تم سے زیادہ جانتا ہوں۔ میں ان کی صحبت میں بچپن اور جوانی دونوں حالتوں میں رہا ہوں اشعث ابن کوا معرندی اور زید طائی نے کہا۔ ہم ابو موسے کو حکم منتخب کرتے ہیں۔ اہل شام نے عمرو بن عاص کو حکم بنا لیا۔ کہا ابو موسے! ہمیں اس چیز سے بچائیں گے جس میں ہم پڑ چکے ہیں۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ وہ معتبر آدمی نہیں ہیں۔ اس نے لوگوں کو رسوا کیا ہے۔ پھر مجھ سے بھاگ گیا ایک ماہ کے بعد میں نے اسے امان دی ہے اور ابن عباس اس سے بہتر ہیں۔ انھوں نے کہا خدا کی قسم آپ اور ابن عباس ایک چیز ہیں۔ ہم اسے کیسے حکم تسلیم کر لیں۔ فرمایا۔ تو پھر اشتر کو حکم بنا لو۔ اشعث نے کہا کیا اشتر کے سوا کسی اور نے جنگ بھڑکائی ہے۔ تو کیا ہم اشتر کے ماتحت ہو جائیں۔ اعمش کا بیان ہے۔ اس شخص نے حدیث بیان کی جس نے حضرت علی علیہ السلام کو جنگ صفین میں دیکھا تھا۔ کہ حضرت کف افسوس ملتے تھے اور فرماتے تھے کس قدر تعجب کی بات ہے کہ میری نافرمانی کی جائے اور معاویہ کی اطاعت۔ فرمایا۔ تو پھر اس کا مقصد یہ ہوا کہ تمہیں ابو موسے کے سوا اور کوئی منظور نہیں۔ انہوں نے کہا۔ ایسا ہی ہے۔ فرمایا۔ پھر جو مرضی آئے کرو۔ خداوندا! میں ان کے فعل سے بری الذمہ ہوں۔ احنف نے کہا جب تم نے ابو موسیٰ کو منتخب کیا ہے۔ تو اس کی پشت پر نگاہ رکھو۔ دونوں طرف کے لوگ جمع ہو گئے۔ تو حضرت علی علیہ السلام کے کاتب عبید اللہ بن رافع اور معاویہ کے کاتب عمیر بن عباد کلبی تھے عبید اللہ نے لکھا یہ صلح نامہ ہے امیر المومنین اور معاویہ کے درمیان۔ عمرو بن عاص نے کہا۔ علی کا نام اور اس کے باپ کا نام لکھو۔ یہ تمہارے امیر ہیں ہمارے امیر نہیں ہیں۔ احنف نے کہا۔ امیر کا لفظ مت مٹاؤ یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے عزت ہے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ اکبر سنت کے ساتھ سنت مثل کے ساتھ مثل ہے۔ صلح حدیبیہ کے روز رسول اللہ صلعم کا کاتب میں تھا۔ اور یہی واقعہ رسول اللہ صلعم کے ساتھ پیش آیا تھا۔

مسند احمد میں تحریر ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ رسول اللہ صلعم نے مجھے حکم دیا۔ بسم اللہ الرحمن

بن عاص سے کہا۔ آگے بڑھو۔ اور لوگوں کے سامنے اپنے صاحب کو خلافت سے الگ کرو۔ عمرو نے کہا سبحان اللہ! آپ پر سبقت کروں حالانکہ آپ مقام کے لحاظ سے اور عمر کی وجہ سے فضیلت اور ہجرت کی رُو سے مقدم ہیں جو آپ کو اسلام سے حاصل ہے آپ کو رسول اللہ صلعم نے یمن کے وفد کے ساتھ بھیجا تھا حضرت ابوبکر نے مال غنیمت کی تقسیم آپ کے سپرد کی تھی۔ حضرت عمر نے آپ کو عراق کا حاکم بنایا تھا۔ آپ ہی سبقت کیجئے۔ ابوموسے اس چھانسے میں آگیا۔ ابوموسے نے اعلان کر دیا۔ اے لوگو! خدا کی قسم ہم لوگوں نے کافی غور و خوض کے بعد فیصلہ کیا ہے۔ کہ اُمت کی بہتری اس بات میں پوشیدہ ہے۔ کہ دونوں کو خلافت سے الگ کر دیا جائے۔ میں علیؑ اور معاویہ کو خلافت سے اس طرح الگ کرتا ہوں جس طرح اپنی انگلی سے انگوٹھی نکال لیتا ہوں۔"

عمرو بن عاص نے کہا جس طرح تُو نے اپنے صاحب علیؑ کو الگ کر دیا ہے۔ میں بھی اسے الگ کرتا ہوں اور معاویہ کو اسی طرح خلافت پر قائم رکھتا ہوں۔ جس طرح میں انگوٹھی کو پہنے لیتا ہوں۔ عمرو نے انگوٹھی بائیں ہاتھ میں پہننا شروع کر دی۔

تفسیر تیسری ابانہ عکبری میں سفیان اعمش سے وہ سلمہ سے وہ کمیل سے وہ ابوطفیل سے روایت کرتے ہیں۔ کہ ابن کوا نے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا۔ قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالا امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اس سے مراد اہل حرورا ہیں۔ پھر فرمایا۔ الذین ضل سعیھم فی الحیاۃ الدنیا وھم یحسبون انھم یحسنون صنعا علی بن ابی طالب علیہ السلام سے جنگ کرنے کے متعلق اچھا خیال کرتے ہیں۔ اولئک الذین کفروا بآیات ربھم ولقائہ فحبطت اعمالھم فلا نقیم لھم یوم القیامۃ وزنا ذلک جزاؤھم بما کفروا اس سے ولایت علی علیہ السلام مراد ہے ان لوگوں نے آیات قرآن اور میرے رسول محمدؐ کا مذاق اڑایا ہے۔ رسول اللہ صلعم کے اس قول کا استہزا اڑاتے ہیں۔ الا من کنت مولاہ فعلی مولاہ حضرت علی علیہ السلام کے اصحاب کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ان الذین امنوا وعملوا الصالحات الخ ابن عباس نے کہا، حضرت علی علیہ السلام کے ان اصحاب کے بارے میں نازل ہوئی۔ جو جنگ جمل میں موجود تھے۔

تفسیر ثعلبی میں ابوامامہ نے کہا کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ آیت یوم تبیض وجوہ وتسود وجوہ فاما الذین اسودت وجوھھم سے مراد خوارج ہیں۔

بخاری مسلم۔ طبری۔ اور ثعلبی نے اپنی اپنی کتب میں تحریر کیا ہے۔ ذالخویصرہ تمیمی نے نبی صلعم سے کہا برابر برابر انصاف سے تقسیم فرمایئے فرمایا۔ تم پروانے ہو۔ اگر میں انصاف سے کام نہ لوں تو خائب اور خاسر ہو جاؤں گا۔ پھر انصاف کون کرے گا؟ حضرت عمر نے کہا مجھے اجازت دیجئے میں اس کی گردن اڑا دوں۔ آپ نے فرمایا۔ اسے جانے دو۔ اس کے چند ساتھی ہیں آنحضرت صلعم نے اس کی علامت بیان کی۔ اور یہ آیت نازل ہوئی۔ ومنھم من یلمزک فی الصدقات

مسند ابو یعلی موصلی۔ ابانۂ ابن بطہ عکبری۔ عقد ابن ربہ اندلسی۔ حلیہ ابونعیم اصفہانی۔ زینہ۔ ابوحاتم رازی اور کتاب ابوبکر شیرازی میں تحریر ہے۔ ذالخویصرہ کا ذکر نبی صلعم کے سامنے ہوا۔ کہ وہ بڑا عبادت گذار ہے نبی صلعم نے فرمایا میں اس کو نہیں جانتا۔ اتفاقاً وہ وہاں سے گزرا۔ انہوں نے کہا یہی وہ شخص ہے۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا میں اس کی آنکھوں کے درمیان شیطان کی علامت دیکھتا ہوں۔ جب نبی صلعم نے اسے دیکھا تو کہا کیا جب تم ہمارے پاس سے گزرے ہو۔ تو تمہارے دل میں یہ بات پیدا ہوئی تھی۔ کہ قوم میں تیری مانند کوئی نہیں ہے۔ اس نے عرض کیا ہاں ایسا ہی ہے۔ پھر مسجد میں چلا گیا۔ اور نماز پڑھنے لگا۔ نبی صلعم نے فرمایا کون شخص جا کر اسے قتل کر دے گا؟ حضرت ابوبکر نے اپنی کہنیوں سے پکڑا اللہ۔ اور قتل کرنے کے لئے روانہ ہو گیا۔ جب اسے رکوع کی حالت میں دیکھا اور کہا کیا میں اس شخص کو قتل کروں۔ جو رکوع کرتا ہے۔ اور لاالٰہ الا اللہ کہتا ہے۔ نبی صلعم نے فرمایا۔ تم بیٹھ جاؤ۔ تم اس کو قتل کرنے والے نہیں ہو۔ اے علی ؑ تم اٹھو۔ تم ہی اس کے قاتل ہو۔ آپ مسجد میں تشریف لے گئے لیکن اس کو وہاں نہ پایا۔ واپس حاضر ہوئے اور عرض کیا میں نے تو اس کو نہیں دیکھا۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اگر وہ قتل ہو جاتا۔ تو اول اور آخری فتنہ کا خاتمہ ہو جاتا۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ یہ میری امت میں پہلی شیطان کی سینگ ہے کاش! تم اسے قتل کر دیتے اور میری امت میں دو آدمی بھی جھگڑا نہ کرتے۔ مالک بن انس نے کہا۔ اللہ نے اس بارے میں یہ آیت نازل کی۔ ثانی عطفہ لیضل عن سبیل اللہ لہ فی الدنیا خزی (یعنی دنیا میں قتل ہو جائے گا) ونذیقہ یوم القیامۃ عذاب الحریق (حضرت علی ابن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ جنگ کرنے کی وجہ سے)

جب امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کوفہ میں تشریف لائے تو آپ کی خدمت میں زرعہ بن برج طائی اور حرقوص بن زہیر تمیمی ذوالثدیہ حاضر ہوئے۔ اور کہا لاحکم الا للہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔

یہ کلمہ حق ہے۔ لیکن اس سے مراد باطل لیا گیا ہے حرقوص نے آپ کی خدمت میں عرض کیا۔ آپ اپنی غلطی سے توبہ کریں۔ اپنے قضیے کو چھوڑ دیجئے ہمارے ساتھ ہمارے دشمن پر خروج فرمایئے۔ تاکہ ہم ان سے لڑکر اپنے رب سے جا ملیں۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ جب میں نے اس بات کا ارادہ کیا تھا۔ تو تم لوگوں نے میری نافرمانی کی تھی۔ اب تو ہم نے اپنے اور قوم کے درمیان معاہدہ لکھا ہے اور شرائط طے کئے ہیں اور ان پر کاربند رہنے کا عہد اور میثاق کیا ہے۔ اور اللہ تعالیٰ فرماتا ہے واوفوا بعهد الله اذا عاهدتم الخ حرقوص نے کہا ہوگئی ہے۔ بہر حال آپ کا گناہ ہے۔ اس سے توبہ کیجئے۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ کوئی گناہ نہیں ہے۔ بلکہ رائے کی کمزوری اور عقل کا ضعف ہے۔ تم نے پہلے بھی ایسی بات کی تھی۔ میں نے تم لوگوں کو اس سے منع کر دیا تھا۔ ابن کوا نے کہا یہ بات ہمارے نزدیک اب درست ہوگئی ہے۔ اب آپ امام نہیں ہیں۔ اگر امام ہوتے تو جنگ سے باز نہ آتے۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ تم پر ویل ہو رسول اللہ صلعم نے عام حدیبیہ میں اہل مکہ کے قتال سے کیوں باز رہے تھے؟ انہوں نے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کو چھوڑ دیا۔ اور کہا لاحکم الا للہ حکم صرف اللہ کا ہے اللہ کی نافرمانی میں مخلوق کی اطاعت جائز نہیں ہے یہ لوگ بصرہ اور کوفہ وغیرہ کے تھے۔ ان کی تعداد بارہ ہزار تھی۔ ان میں سے ایک اعلانچی نے اعلان کیا فوج کا کمانڈر انچیف شیث بن ربعی ہیں۔ نماز کے امیر عبداللہ بن کوا اور فتح کے بعد شوریٰ ہوگا۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کے عامل نہروان عبداللہ بن خباب بن ارت کو قتل کر دیا۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے عبداللہ بن عباس کو حکم دیا ہے۔ کہ اس قوم کے پاس جاؤ کس بات پر انھوں نے اکٹھ کر رکھا ہے؟ ابن عباس جب ان کے پاس پہنچا تو انھوں نے کہا۔ اے عباس تیرے لئے ہلاکت ہو۔ تم نے اپنے رب کے ساتھ اس طرح کفر کیا ہے جس طرح تیرے صاحب علی بن ابی طالبؑ نے کیا ہے۔ ان کا خطیب عتاب بن اعور ثعلبی نکلا

ابن عباس ـــــ اسلام کی بنیاد کس نے رکھی؟

عتاب ـــــ اللہ عزوجل اور اس کے رسول صلعم نے۔

ابن عباس ـــــ کیا نبی اکرمؐ نے امور کو محکم کیا۔ ان کو حدود میں داخل کیا یا نہیں؟

عتاب ـــــ کیا۔

ابن عباس ——— نبی اکرم صلعم دارالاسلام میں موجود ہیں یا انتقال فرما گئے ہیں؟

عتاب ——— انتقال فرما گئے ہیں۔

ابن عباس ——— کیا امورِ شریعت آپ کے ساتھ چلے گئے ہیں یا باقی ہیں؟

عتاب ——— باقی ہیں۔

ابن عباس ——— جس عمارت کی تعمیر رسول اللہ صلعم نے کی تھی۔ آپ کے بعد اس کا کوئی نگران ہے یا نہیں؟

عتاب ——— ہاں آپ کی بہترین اولاد اور بہترین اصحاب موجود ہیں۔

ابن عباس ——— ان لوگوں نے اس کی تعمیر کی یا اسے خراب کیا؟

عتاب ——— تعمیر کی

ابن عباس ——— اب اس کی تعمیر ہو رہی ہے یا اسے خراب کیا جا رہا ہے؟

عتاب ——— خراب کی جا رہی ہے۔

ابن عباس ——— آپ کی اولاد کر رہی ہے یا آپ کی اُمت؟

عتاب ——— آپ کی اُمت کر رہی ہے؟

ابن عباس ——— تم امت میں سے ہو یا اولاد میں سے؟

عتاب ——— میں اُمت میں سے ہوں۔

ابن عباس ——— جب تم اُمت میں سے ہو تو تم نے دارالاسلام کو خراب کر دیا۔ پھر جنت کی اُمید کس منہ سے کرتے ہو۔

ابن کوا نے ایک سو آدمیوں کے ساتھ خروج کیا امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام ایک سو آدمی لے کر پہنچ گئے۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ میں تمہیں اللہ عزوجل کی قسم دے کر پوچھتا ہوں۔ کیا تم جانتے ہو کہ جب لشکر شام نے قرآنوں کو نیزوں پر بلند کیا۔ تم نے اس وقت کہا تھا۔ ہم کتاب خدا کی دعوت کو قبول کرتے ہیں۔ میں نے کہا تھا۔ کہ میں تمہاری نسبت شامیوں کو زیادہ جانتا ہوں جب تم نے کتاب کی دعوت کو قبول کیا۔ اور مجھ پر حکمین کو مشروط کر دیا۔ کہ وہ دونوں اس چیز کو زندہ کریں گے۔ جس کو قرآن نے زندہ کیا ہے۔ اور اس چیز کو ماریں گے جس کو قرآن نے مارا ہے اگر انھوں نے قرآن کے مطابق

فیصلہ کیا ہے۔ اور ہم اس کی مخالفت کس طرح کر سکتے ہیں۔ اگر انہوں نے اس کا انکار کیا۔ تو ہم لوگ اس فیصلہ کے پابند نہیں ہوں گے انہوں نے کہا ہمیں تبلایئے کیا بندے خون کے معاملہ میں انصاف کر سکتے ہیں؟ فرمایا ہم بندے فیصلہ نہیں کرتے۔ ہمارا فیصلہ کرنے والا قرآن ہے۔ قرآن دفتیوں کے درمیان مسطور ہے۔ وہ خود نہیں بولتا بلکہ بندے اس کے ذریعے بولتے ہیں۔ انہوں نے کہا پھر آپ نے ان اور اپنے درمیان ایک وقت کیوں مقرر کیا ہے؟ فرمایا۔ یہ اس لئے تاکہ جاہل جان لے اور عالم سوچ لے۔ شاید اللہ اس مدت میں اُمت کے لئے کوئی اصلاح کی صورت پیدا کر دے۔

کافی گفتگو کے بعد بعض لوگ تو اپنے ارادے سے باز آگئے۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے امان کا جھنڈا ابوایوب انصاری کو عطا کیا۔ ابوایوب انصاری نے اعلان کیا کہ جو شخص اس جھنڈے کے نیچے آجائے گا۔ یا اس جماعت سے الگ ہو جائے گا۔ اس کے لئے امان ہے۔ آٹھ ہزار آدمی اپنے ارادے سے باز آگئے۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے انہیں حکم دیا۔ کہ ان کی کوئی علامت قرار دی جائے باقی حضرت کے خلاف کھڑے ہو گئے۔ اور نہروان کی طرف چلے گئے۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے خطبہ دیا۔ اور انہیں جہاد کی طرف رغبت دلائی۔ لیکن انہوں نے آپ کی بات قبول نہ کی۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام ان کی طرف روانہ ہوئے۔ عبداللہ بن ابی عقب کے ہاتھ ان کے پاس خط لکھ کر روانہ کیا جس میں تحریر تھا۔ نیک بخت وہ ہے جس سے اس کی رعیت نیک بخت ہو جائے بدبخت وہ ہے جس کے باعث اس کی رعیت بدبخت ہو جائے۔ تمام لوگوں سے اچھا وہ ہے جو اپنی ذات کے لئے اچھا ہو۔ سب سے برا وہ ہے جو اپنی ذات کے لئے برا ہو۔ اللہ عزوجل کے ساتھ کسی شخص کی رشتہ داری نہیں ہے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے انہیں وعظ و نصیحت کی۔ انہوں نے لڑائی کے سوا اور کوئی بات نہ مانی۔ اور آپس میں ندا دی۔ کہ علی علیہ السلام اور ان کے اصحاب سے بات چیت کرنا چھوڑ دو۔ جنت کی طرف جلدی کرو۔ اور چلا چلا کر کہنا شروع کیا۔ الرواح الرواح الی الجنۃ

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے اپنے اصحاب کو ترتیب دیا۔ اور انہیں منع کیا۔ کہ خوارج کے پاس کوئی بھی پیش قدمی نہ کرے۔ سب سے پہلے اخنس بن عیزار طائی نے خروج کیا۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے اسے قتل کر دیا۔ عبداللہ بن وہب راسبی اور مالک بن وضاح نکلا۔ وضاح بن وضاح نے ایک طرف اور اس کے ابن عم حرقوص نے دوسری طرف امیرالمومنین کے خلاف خروج کیا۔ حضرت امیرالمومنین ؑ نے

وضاح کو قتل کر دیا۔ اور حرقوص کے سر پر تلوار ماری جو اس کے سر پر پڑی۔ اور اسے کاٹ دیا۔ اور تلوار لگا سر حرقوص
کے گھوڑے پر پڑا۔ گھوڑا بدکا اس کے پاؤں گھوڑے کی رکابوں میں پھنس گئے حتیٰ کہ اسے ایک ویرانے میں گرادیا۔
حروریہ والے ایسے تتر بتر ہوئے جس طرح سخت آندھی سے راکھ۔ حضرت علی علیہ السلام کے اصحاب میں سے
مندرجہ ذیل حضرات شہید ہوئے۔

(۱) رویبہ بن وبر بجلی (۲) سعد بن وائل ارحبی (۳) فیاض بن خلیل ازدی (۴) کیوم بن سلمہ جہنی (۵) حبیب بن عاصم ازدی

یہ کل نو آدمی تھے۔ اور خوارج کے کل نو آدمی زندہ بچے۔ اس کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ یہ واقعہ ۹ صفر ۳۸ھ کا ہے

ابونعیم اصفہانی ثوری سے روایت کرتے ہیں کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے حکم دیا تھا کہ مقتولین کے
درمیان مخدج کو تلاش کیا جائے لیکن انھوں نے اسے نہ پایا۔ ایک آدمی نے کہا خدا کی قسم وہ ان میں نہیں ہے
امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا خدا کی قسم میں نے نہ کبھی جھوٹ بولا۔ اور نہ ہی میری بات کبھی جھوٹی
ثابت ہوئی۔ اے عجلان بغلہ رسول اللہ صلعم لاؤ۔ آپ کی خدمت میں پیش کیا گیا۔ آپ اس پر سوار ہوئے مقتولین
میں چکر لگایا پھر فرمایا۔ اس کو اس جگہ تلاش کرو۔ فرمایا۔ اسے مقتولین کے نیچے جو نہر اور مٹی میں پڑے ہیں سے نکالو
ابونعیم سفیان سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ ہم نے مخدج کو پا لیا حضرت علی علیہ السلام
بارگاہِ ایزدی میں سجدہ ریز ہو گئے

تاریخ قمی میں ہے کہ یہ شخص سیاہ رنگ کا تھا جس کے جسم پر بال تھے۔ اس کا ہاتھ ننگا تھا۔
عورت کے پستان کی مانند تھا۔ اس پر اس طرح بال تھے جس طرح یربوع (ایک جانور ہوتا ہے) کی دم
پر ایک چیز ہوتی ہے

رسول اللہ صلعم نے سعد کو بنو قریظہ کا حاکم بنایا۔ اس میں شک نہیں کہ رسول اللہ صلعم نے اس کے حکم کو جا[ئز]
رکھا۔ اگر اس کا حکم مخالف ہوتا۔ تو رسول اللہ صلعم اس کو جائز نہ رکھتے۔ پھر آپ بیٹھ گئے۔ حضرت علی علیہ ا[لسلام]
نے عبداللہ بن عباس سے فرمایا۔ اٹھو اور دیکھو۔ عبداللہ نے کھڑے ہو کر کہا اے ولی حق تیرے کھلاں ہوئے
ہیں جو توفیق سے اس تک پہنچتے ہیں کچھ لوگ اس بات پر راضی ہوتے ہیں۔ اور کچھ اس سے نفرت کرتے ہیں
عبداللہ بن قیس کو ہدایت سے ضلالت کی طرف بھیجا گیا۔ اور عمرو بن عاص گمراہی سے ہدایت کی طرف روانہ ہوا جب

[Ri]ght page fragments: ...صحیح کہا۔ / ...جانتا ہے ... سے کوئی / ...سے لاؤ / ...یہ ایک

روایت احمد میں ہے کہ ابو وضی نے کہا۔
مسند موصلی میں ایک حدیث ہے کہ جس شخص نے یہ کہا کہ اس نے اس کو قتل ہونے سے پہلے دیکھا تھا۔ تو وہ جھوٹا ہے۔ مسند احمد میں باسناد وضی روایت ہے کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ مجھے میرے خلیل (رسول اکرم صلعم) نے تین بھائیوں کے متعلق آگاہ کیا تھا۔ یہ ان کا بڑا بھائی ہے۔ اور اس کے دوسرے بھائی کے پاس جمعیت کثیر ہوگی اور تیسرے میں کمزوری ہوگی۔

ابن بطہ نے ابانہ میں تحریر کیا ہے کہ اس مقتول کا جو نہروان میں قتل ہوا ذکر ہوا۔ تو سعد بن ابی وقاص نے کہا۔ کہ وہ شیطان تھا جس کا نام ارہ ہے۔ مسند موصلی نے زیادہ کیا ہے۔ کہ وہ شیطان ردہ جبلہ کا ایک آدمی تھا جسے اشہب کہتے ہیں۔ یا ابن اشہب ہے۔ اس کی قوم کی نشانی یہ ہے۔ کہ وہ سیاہ نام ہے۔

محمد بن عبداللہ یمنی باسناد خود علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں جب لوگ صفین سے لوٹے۔ تو لوگوں نے امر حکمین میں غور کیا۔ بعض لوگوں نے کہا کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کو کس چیز نے منع کیا ہے۔ کہ وہ اس بارے میں اپنے اہل بیت کو بولنے کا موقعہ دیں۔ امام حسن علیہ السلام نے فرمایا۔ اٹھو اور ان دونوں آدمیوں عبداللہ بن قیس (ابو موسےٰ) اور عمرو بن عاص کے متعلق کہو۔ امام حسن علیہ السلام کھڑے ہوئے اور فرمایا۔ اے لوگو! تم نے عبداللہ بن قیس اور عمرو بن عاص کو حکم مقرر کرکے غلطی کی ہے ان کو اس لئے بھیجا گیا تھا کہ یہ کتاب خدا کے ساتھ فیصلہ کریں۔ انہوں نے کتاب خدا کے خلاف اپنی خواہش کا فیصلہ کیا۔ جو شخص ایسا ہوتا ہے حکم نہیں کہتے بلکہ وہ محکوم علیہ ہے

عبداللہ بن قیس نے عبداللہ بن عمر کے بارے میں خلافت کی رائے ظاہر کرکے غلطی کی ہے۔ اس نے تین چیزوں میں غلطی کی ہے کیونکہ اس کا باپ اس پر راضی نہ تھا۔ اس نے اس کو کہیں کی حکومت نہیں دی تھی۔ مہاجرین اور انصار نے حضرت عمر کے بعد اس پر اتفاق نہ کیا۔ حکومت اللہ کی طرف سے فرض ہوتی ہے رسول اللہ صلعم نے سعد کو بنو قریظہ کا حاکم بنایا۔ اس میں شک نہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے اس کے حکم کو جائز رکھا۔ اگر اس کا حکم مخالف ہوتا۔ تو رسول اللہ صلعم اس کو جائز نہ رکھتے۔ پھر آپ بیٹھ گئے۔ حضرت علی علیہ السلام نے عبداللہ بن عباس سے فرمایا۔ اٹھو اور کہو۔ عبداللہ نے کھڑے ہو کر کہا۔ اے لوگو! حق کے کچھ اہل ہوتے ہیں جو توفیق سے اس تک پہنچتے ہیں کچھ لوگ اس بات پر راضی ہوتے ہیں۔ اور کچھ اس سے نفرت کرتے ہیں عبداللہ بن قیس کو ہدایت سے ضلالت کی طرف بھیجا گیا۔ اور عمرو بن عاص گمراہی سے ہدایت کی طرف روانہ ہوا جب

دونوں اکٹھے ہوئے تو عبداللہ ہدایت سے ہٹ گیا اور عمرو گمراہی پر قائم رہا۔ خدا کی قسم اگر یہ کتاب خدا کی مطابق فیصلہ کرتے تو علیؑ کے حق میں فیصلہ کرتے۔ اگر اس چیز پر فیصلہ کرتے جس پر انہوں نے اجماع کیا تھا۔ تو دی فیصلہ صادر کرتے۔ اگر اس بنا پر فیصلہ کرتے کہ جس کی طرف بھیجے گئے تھے۔ تو اس صورت میں عبداللہ کا امام علی علیہ السلام اور عمرو کا امام معاویہ تھا۔ اس کے بعد کوئی عیب نہ ہوتا۔ جس کا انتظار ہوتا۔ انہوں نے تو صرف جنگ کو مکروہ جانا اور زندگی کو دوست رکھا۔ اور امتحان کو دور کیا۔ ہر ایک قوم اپنے ساتھی کو چاہتی تھی۔ پھر آپ بیٹھ گئے۔ پھر حضرت علی علیہ السلام نے عبداللہ بن جعفر سے فرمایا۔ اٹھو اور کچھ کہو۔ اور عبداللہ اٹھا۔ اور کہا اے لوگو! اس بارے میں (تمہاری) نگاہ علی علیہ السلام کی طرف تھی۔ اور رضامندی علی علیہ السلام کے غیر میں تھی۔ تو عبداللہ بن قیس کو لائے تم نے کہا ہم تو اس پر راضی ہوں گے۔ تم بھی ہماری رضامندی پر راضی ہو جاؤ۔ خدا کی قسم! ہم عبداللہ بن قیس کے علم اور کمزوری کو جانتے تھے۔ ہمیں اس سے کسی حق فیصلہ کی امید نہ تھی۔ کیا ان دونوں نے اہل عراق کی تباہی اور اہل شام کی بہتری کا کام نہیں کیا۔ حق علیؑ کو نہیں مارا۔ اور معاویہ کے باطل کو زندہ نہیں کیا۔ لیکن حق منتر پڑھنے والوں کے منتروں اور شیطان کی پھونک سے نہیں جاتا۔ ہم تو حضرت علی علیہ السلام کے ساتھ آج بھی ویسے ہیں۔ جیسے کل تھے:

نوف بکالی امیرالمومنینؑ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت نے خطبہ کے بعد بلند آواز سے فرمایا جہاد جہاد اللہ کے بندو تمہیں یقین ہونا چاہیے میں نے آج ہی جنگ کا ارادہ کیا ہے جو شخص اللہ کی رحمتوں کی طرف جانا چاہتا ہے اسے ضرور نکلنا چاہیے۔ نوف کا بیان ہے کہ امیرالمومنینؑ نے مندرجہ ذیل ترتیب کے سردار مقرر کیے۔

امام حسین علیہ السلام دس ہزار، قیس بن سعد دس ہزار۔ ابو ایوب انصاری دس ہزار اور دوسرے جرنیلوں کی دوسری تعداد تھی۔ ایک ہفتہ بھی نہیں گزرا تھا کہ ابن ملجم ملعون نے حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کو ضرب ماری۔ اور لشکر پلٹ کر واپس آگیا۔

حضرت امیرالمومنین علیہ السلام کی بیعت کے بارے میں ابو بصیر حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلعم کی وفات کے بعد مہاجر اور انصار وغیرہ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے عرض کیا۔ خدا کی قسم آپ ہی امیرالمومنین ہیں۔ اور آپ ہی سب سے زیادہ خلافت کے حق دار ہیں اور آپ ہی نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے بعد سب سے زیادہ افضل ہیں۔ اپنا ہاتھ آگے بڑھائیے۔ ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ خدا کی قسم آپ کے سامنے مر جائیں گے۔ حضرت علی علیہ السلام یہ سن کر فرمایا۔ اگر اپنے قول میں

بیٹھے ہو۔ تو کل سر منڈوا کر میرے پاس آنا۔ سلمانؓ۔ مقدادؓ اور ابوذرؓ نے سر منڈوا لیا۔ ان کے علاوہ اور کسی نے سر نہ منڈوایا۔ جب دوسری مرتبہ آئے تو حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں پہلے کی طرح بات کی۔ اور حضرت نے بھی پہلا سا جواب دیا۔ ان تینوں آدمیوں کے علاوہ اور کسی نے سر نہ منڈوایا۔ اسی طرح ابو جعفر طوسی نے کتاب اختیار الرجال میں بیان کیا ہے۔ کہ ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ نبی اکرم صلعم کی وفات کے بعد لوگ مرتد ہو گئے۔ مگر تین آدمی سلمانؓ۔ ابوذرؓ اور مقدادؓ باقی رہے۔

کتاب معرفۃ الرجال کشی میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کی حدیث ہے۔ کہ پھر ابو سنان۔ عمار۔ شتیر ابو عمرہ نے بھی سر منڈوا لیا تھا۔ اور ان کی تعداد سات ہو گئی تھی۔

کتاب جمل انساب الاشراف میں شعبی نے کہا۔ کہ قتل عثمان کے بعد لوگ بیعت کرنے کی خاطر حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوتے آپ کی طرف جھکے آپ کا ہاتھ پکڑا۔ آپ نے روکا۔ انھوں نے پھر ہاتھ کھینچا آپ نے پھر روکا۔ حتیٰ کہ آپ کی بیعت کر لی۔ تمام تاریخوں میں ہے کہ حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی بیعت کرنے والے طلحہ بن عبید اللہ تھے۔ احد کی جنگ میں ان کی انگلی کٹ گئی تھی۔ اور ان کا ہاتھ مشلول ہو گیا تھا۔ جب اس نے بیعت کی تو ایک اعرابی نے دیکھ کر کہا۔ کہ بیعت کی ابتدا مشلول ہاتھ سے ہوئی ہے۔ یہ اس پر کار بند نہیں رہے گا۔ اور لوگوں نے حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی بیعت مسجد میں کی۔ کہنے والا شخص عبید بن ذوئب تھا جس نے کہا تھا۔ مشلول ہاتھ کی بیعت کبھی پائیدار نہیں ہوتی۔

جعفر بن حکیم نے اپنے باپ سے روایت کرتا ہے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی بیعت کے بعد مغیرہ بن شعبہ آپ کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوا۔ کہ آپ سے پہلے لوگوں نے معاویہ کو شام کا حاکم مقرر کیا ہے آپ بھی اس کو باقی رکھیں تا کہ اسلام کی رسی مضبوط ہو۔ اگر آپ کی مرضی ہو۔ تو پھر اسے معزول کر دینا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ کیا تو میری زندگی کی اس وقت تک ضمانت دیتا ہے۔ اے مغیرہ میں اس کو حاکم بناؤں۔ اور پھر اسے معزول کروں۔ عرض کیا نہیں۔ امیر المومنین علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے اس کی حکومت اگر ایک سیاہ رات تک دو آدمیوں پر قائم رکھی۔ تو مجھے اس بارے میں نہیں پوچھے گا۔ وما کنت متخذ المضلین عضدا

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کا مزاج

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کو معلوم ہوا۔ کہ ام ہانی کے گھر میں حارث بن ہشام اور قیس بن سائب اور
بنو مخزوم کے کچھ لوگوں نے پناہ لی ہوئی ہے۔ آپ خود پیدل وہاں پہنچے۔ اور آواز دی جن کو تم نے پناہ دی
ہے۔ ان کو نکالو۔ وہ ڈر کے مارے اس طرح کانپتے تھے جس طرح سرخاب کا پنکھ ہے۔ ام ہانی آپ کے
پاس آئی اور آپ کو نہیں جانتی تھی۔ کہنے لگیں۔ اے اللہ کے بندے میں ام ہانی رسول اللہ کے چچا کی بیٹی ہوں
اور امیرالمومنین کی بہن ہوں۔ میرے گھر سے چلے جاؤ۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ ان کو باہر نکالو۔ وہ کہنے
لگیں۔ خدا کی قسم میں ضرور تمہاری رسول اکرم صلعم کے پاس شکایت کروں گی۔ حضرت علی علیہ السلام نے سر
سے خود اتار دیا۔ ام ہانی نے پہچان لیا۔ تیزی سے آئیں اور آپ سے لپٹ گئیں۔ اس نے کہا میں تیرے قربان
جاؤں میں نے قسم کھائی تھی۔ کہ تیری رسول اللہ صلعم سے ضرور شکایت کروں گی۔ آپ نے فرمایا۔ جاؤ شکایت
کرو۔ تاکہ قسم سے بری الذمہ ہو جاؤ۔ ام ہانی رسول اکرم صلعم کی خدمت میں آئیں۔ رسول اکرم صلعم نے فرمایا
اے ام ہانی! تم علی کی شکایت کرنے آئی ہو۔ اس نے تو دشمنان خدا اور دشمنان رسول کو ڈرایا ہے۔ اللہ کے
نزدیک جناب علی کی سعی مشکور ہے۔ جس کو ام ہانی نے پناہ دی میں نے اس کو پناہ دی۔ کیونکہ اس کا
علی بن ابی طالب سے تعلق ہے۔

حضرت علی علیہ السلام سے ایک شخص کے بارے میں پوچھا گیا۔ تو آپ نے فرمایا۔ وہ کل رات مر گیا ہے
سائل سن کر رونے لگا۔ تو آپ نے یہ آیت پڑھی۔ اللہ یتوفی الانفس حین موتہا یعنی نیند بھی موت
کی طرح ہوتی ہے۔

حضرت علی علیہ السلام نے ایک شخص کو مع بکرے کے دیکھا (جو اس کے گلے میں اپنا عمامہ ڈالے آ رہا تھا)
فرمایا زمین میں سے ایک بیوقوف ہے۔ فرمایا میں اور بکرا تو نہیں ہے۔

ایک شخص نے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں شکایت کی کہ فلاں شخص میری ماں کے ساتھ محتلم ہوا ہے آپ
نے فرمایا اسے دھوپ میں کھڑا کر دو۔ اور اس کے سایہ پر حد جاری کر دو۔

بکر بن وائل کے ایک شخص نے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے کہا۔ آپ نے انصاف سے تقسیم نہیں کیا
اور نہ ہی رعایا میں عدل سے کام لیا ہے۔ آپ نے فرمایا جو کچھ لشکر میں تھا۔ وہ میں نے تقسیم کر دیا۔ اموال عورتوں

اور اولاد کو چھوڑ دیا ہے

باب دہم

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے وہ مناقب جو آخرت سے متعلق ہیں

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی محبت کے بارے میں

آیت ولا یتخذون من اللہ ولا رسولہ ولا المومنین ولیجۃ امیر المومنین علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے تفسیر ثعلبی اور سدی میں ابو مالک ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ آیت، ومن یقترف حسنۃ نزدلہ فیہا حسنا مودت آل محمد علیہم السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

حسن بن علی علیہما السلام نے کہا حسنۃ سے مراد اہل بیت علیہم السلام کی محبت ہے۔

ابو تراب حدائق میں اور خوارزمی اربعین میں اپنے اپنے اسناد سے انس سے روایت کرتے ہیں۔ اور دیلمی فردوس میں معاذ سے اور ایک جماعت ابن عمر سے روایت کرتی ہے۔ کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔

حب علی حسنۃ لا تضر معہا سیئۃ

علی کی محبت ایک ایسی نیکی ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی برائی نقصان نہیں پہنچا سکتی۔

وبغضہ سیئۃ لا ینفع معہا حسنۃ

علیؑ سے بغض رکھنا ایک ایسا گناہ ہے جس کے ہوتے ہوئے کوئی نیکی فائدہ نہیں پہنچا سکتی۔

کتاب ابن مردویہ میں بالاسناد زید بن علیؑ سے آپ اپنے آباؤ اجداد سے وہ نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی صلعم نے فرمایا۔ یا علیؑ لو ان عبدا عبد اللہ مثل ما دام نوح فی قومہ وکان لہ مثل جبل ذھبا فانفقہ فی سبیل اللہ، ومد فی عمرہ حتی حج الف عام علی قدمیہ ثم قتل بین الصفا والمروۃ مظلوما ثم لم یوالک یا علی لم یشم رائحۃ الجنۃ ولم

بل خلقھا اے علیؑ! اگر کوئی بندہ جتنا عرصہ نوح علیہ السلام اپنی قوم میں رہے۔ اتنے عرصہ تک اللہ کی عبادت کرے۔ اور پہاڑ کی مانند اس کے پاس سونا ہو۔ اور اُسے اللہ کی راہ میں خرچ کرے۔ اور اللہ عزوجل اس کی عمر کو لمبا کرے۔ اور ہزار حج پاپیادہ ادا کرے۔ پھر صفا اور مروہ کے درمیان مظلوم مارا جائے۔ پھر اے علیؑ! تجھے دوست نہ رکھے۔ وہ نہ بہشت کی بُو سونگھ سکتا ہے۔ اور نہ ہی اس میں داخل ہوگا۔

تاریخ نسائی اور شرف المصطفےٰ میں تحریر ہے اور الفاظ آخری کتاب کے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ لو ان عبداً عبد اللہ تعالیٰ بین الرکن والمقام الف عام ثم الف عام ولم یکن محبنا اھل البیت لا کبہ اللہ تعالیٰ علی منخرہ فی النار اگر کوئی بندہ رکن اور مقام کے درمیان ہزار سال اللہ کی عبادت کرے۔ پھر ہم اہل بیت کو دوست نہ رکھے۔ تو اللہ عزوجل ضرور اسے منہ کے بل دوزخ میں ڈالے گا۔ مقصودۃ العبدی نے کہا۔ لو ان عبداً لقی اللہ باعمال جمیع الخلق براً تقیاً ولم یکن والی علیاً حبطت اعمالہ وکب فی النار لظی اگر کوئی بندہ تمام مخلوق کے اعمال کے ساتھ پرہیزگار اور نیک ہو کر اللہ سے ملاقات کرے اور اس نے علیؑ کو دوست نہ رکھا ہو۔ تو اللہ عزوجل اس کے تمام اعمال ضبط کرے گا اور منہ کے بل اسے آگ دوزخ میں ڈالے گا۔

حسان بن سدید حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل جس دل میں علی علیہ السلام کی محبت ثبت کرتا ہے۔ اگر اس شخص کا قدم پھسلتا ہے تو اللہ عزوجل اُسے قائم رکھتا ہے۔ اور اس شخص کا دوسرا قدم بھی ثابت رکھتا ہے۔

فردوس اور رسالہ قوامیہ میں ابو صالح ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ حب علی بن ابی طالب یاکل الذنوب کما تاکل النار الحطب حضرت علی علیہ السلام کی محبت گناہوں کو اس طرح کھا جاتی ہے جس طرح آگ لکڑیوں کو جلا ڈالتی ہے۔

کتاب خطیب۔ خوارزمی اور شیرویہ دیلمی میں جابر بن عبد اللہ سے روایت ہے۔ کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اللہ عزوجل کی طرف سے جبرئیل میرے پاس اس کے سبز پتے لے کر آئے جن پر سفیدی کے ساتھ تحریر تھا انی افترضت محبۃ علی بن ابی طالب علی خلقی فبلغ ذلک عنی میں نے علی علیہ السلام کی محبت اپنی تمام مخلوق پر فرض کی ہے۔ میری طرف سے یہ پیغام پہنچا دو۔

معجم طبرانی میں ہے۔ کہ جناب فاطمہ سلام اللہ علیہا نے فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ ان اللہ باھی

بکم وغفر لکم عامۃ ولعلی خاصۃ دانی رسول اللہ الیکم غیر ھائب لقومی ولا محاب لقرابتی ھذا جبرائیل یخبرنی اللہ عزوجل تم لوگوں کے ساتھ فخر کرتا ہے تمہیں عام طور پر اور علی علیہ السلام کو خاص طور پر بخش دیا میں تمہاری طرف اللہ کا رسول ہوں۔ اپنی قوم کی برائی نہیں کرتا اور نہ ہی میں اپنے قرابت داروں سے زیادہ محبت کرتا ہوں۔ یہ جبرائیل موجود ہیں۔ اس نے مجھے اس بات سے آگاہ کیا۔ ان السعید کل السعید من احب علیا فی حیاتہ وبعد موتہ مکمل نیک بخت وہ شخص ہے جس نے علیؑ کو اس کی زندگی اور اس کی موت کے بعد دونوں حالتوں میں دوست رکھا ہو۔ وان الشقی کل الشقی من ابغض علیا فی حیاتہ وبعد موتہ مکمل بدبخت وہ شخص ہے جس نے علی سے آپ کی زندگی میں اور موت کے بعد بغض رکھا ہو۔

حذیفہ بن یمان نبی اکرم صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آپ نے فرمایا۔ اللہ عزوجل نے پانچ چیزیں لوگوں پر فرض کی ہیں وہ چار چیزوں پہ تو عمل کرتے ہیں اور ایک کو چھوڑ دیا ہے۔ اس بارے میں پوچھا گیا۔ فرمایا جن پر عمل کرتے ہیں۔ وہ نماز، روزہ، زکوٰۃ اور حج ہے انہوں نے کہا۔ وہ ایک کیا چیز ہے؟ جس کو لوگوں نے چھوڑ دیا ہے۔ آپ نے فرمایا۔ علیؑ بن ابی طالب کی ولایت۔ عرض کیا کیا یہ اللہ تعالیٰ کی طرف سے واجب ہے؟ فرمایا۔ ہاں۔ فمن اظلم ممن افتری علی اللہ کذبا

روضۃ الواعظین میں ہے۔ کہ نبی اکرم صلعم نے ایک دن اصحاب سے فرمایا۔ تم میں کون ایسا شخص ہے جو صائم الدھر اور قائم اللیل ہے۔ اور قرآن کو ختم کرتا ہے؟ سلمان نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلعم! وہ میں ہوں بعض اصحاب نے غضب ناک ہو کر کہا۔ سلمان فارس کا رہنے والا ہے۔ اے گروہ قریش یہ ہم پر فخر کرتا ہے۔ وہ ان تمام باتوں میں جھوٹا ہے۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اے فلاں۔ ان باتوں کو چھوڑ دیجئے "تم سلمان سے پوچھو وہ تجھے آگاہ کرے گا۔ تمہیں ان سے کیا نسبت وہ لقمان حکمت ہیں۔

اس نے کہا اے سلمان! میں تجھے اکثر دنوں میں کھاتا ہوا اور بیشتر راتوں میں سوتا ہوا دیکھتا ہوں اور اکثر اوقات خاموش دیکھتا ہوں۔ (قرآن کی تلاوت نہیں کرتے) سلمانؓ نے کہا جس طرح تمہارا خیال ہے۔ اس طرح نہیں ہے۔ میں ہر ماہ تین روزے رکھتا ہوں۔ اور اللہ تعالیٰ نے کہا ہے۔ من جاء بالحسنۃ فلہ عشر امثالھا اور میں ماہ رجب اور ماہ شعبان کے پورے روزے رکھ کر ماہ رمضان کے ساتھ ملا دیتا ہوں۔ یہ صوم الدھر ہے۔ اور رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سنا ہے جس شخص نے طہارت کی حالت میں رات گذاری ہو۔

گویا کہ اس نے رات کو زندہ کیا ہو۔ اور میں طہارت پر رات گذارتا ہوں۔ اور میں نے رسول اللہ صلعم کو حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا۔ اے ابو الحسن تیری مثال میری امت میں ایسی ہے جس طرح قل ھو اللہ احد کی (قرآن مجید میں) جس نے سورہ قل ھو اللہ احد کو ایک دفعہ پڑھا اس نے قرآن حکیم کا تیسرا حصہ پڑھا جس نے اس کو دو دفعہ پڑھا۔ اس نے قرآن حکیم کے دو حصے پڑھے۔ اور جس نے اسے تین دفعہ پڑھا اس نے تمام قرآن ختم کیا۔ جس نے تجھے زبان سے دوست رکھا۔ اس نے ایمان کا تیسرا حصہ مکمل کیا۔ جس نے تجھے زبان اور دل سے دوست رکھا۔ اس نے ایمان کے دو حصے مکمل کیے۔ اور جس نے تجھے زبان اور دل سے دوست رکھا۔ اور اپنے ہاتھ سے تیری مدد کی۔ اس نے تمام ایمان کو مکمل کیا۔ اے علی، قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا۔ اگر زمین والے تجھ سے اس طرح محبت کرتے جس طرح آسمان والے کرتے ہیں، تو اللہ عز وجل کسی ایک کو بھی آگ کا عذاب نہ دیتا۔ میں ہر روز تین دفعہ سورہ قل ھو اللہ احد پڑھتا ہوں۔ یہ سن کر معترض کھڑا ہو گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا۔ کہ سلمان فارسی نے اس کے منہ میں پتھر ٹھونس دیئے ہیں۔

ابن عباس کا بیان ہے۔ کہ ایک یہودی حضرت علی علیہ السلام کو بہت زیادہ دوست رکھتا تھا۔ مر گیا۔ لیکن اسلام نہ لایا۔ ابن عباس نے کہا اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ میری بہشت میں تو اس کا کوئی حصہ نہیں ہے لیکن اسے آگ اپنے تکلیف نہ دے۔

فضائل احمد اور فردوس دیلمی میں تحریر ہے۔ کہ حضرت عمر بن خطاب نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ حب علی براۃ من النار۔ علی علیہ السلام کی محبت آگ سے آزادی کا پروانہ ہے۔

فردوس دیلمی میں ہے۔ کہ ابو صالح نے کہا جب عبداللہ بن عباس کی وفات کا وقت قریب آیا۔ تو اس نے کہا۔ خداوندا! میں تجھ سے علی بن ابی طالب کی ولایت کا تقرب حاصل کرتا ہوں۔

حلیۃ الاولیاء میں تحریر ہے۔ کہ یحییٰ بن کثیر نے حزیرہ سے کہا۔ میں نے عبیدہ بن حارث کو خواب میں دیکھا۔ میں نے پوچھا کہ کہاں ٹھکانا ہے لے ابو عبدالرحمن۔ اس نے کہا اللہ کی رحمت ہے۔ میں نے پوچھا کون سا عمل افضل ہے۔ اس نے کہا۔ نماز اور علی بن ابی طالب علیہ السلام کی محبت۔

جبرائیل علیہ السلام نبی اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوئے۔ اور کہا اے محمدؐ! اللہ علی اعلیٰ آپ کو سلام کہتا ہے اور کہا ہے محمدؐ میری رحمت کے نبی ہیں۔ علیؑ میری حجت کے قائم کرنے والے ہیں۔ میں اس کو عذاب نہیں دوں گا۔ جو آپ سے تولا کرتا ہو۔ اگرچہ میری نافرمانی ہی کیوں نہ کرے۔ میں اس پر رحم نہیں

کروں گا۔ جو اس سے دشمنی رکھے۔ اگرچہ میری اطاعت کی ہو۔

حلیۃ الاولیاء۔ فضائل احمد۔ اور خصائص نطنزی میں زید بن ارقم نبی اکرم صلی اللہ علیہ والہ وسلم سے روایت کرتے ہیں۔ جس شخص کو یہ بات پسند ہو کہ وہ میری زندگی کی طرح زندگی بسر کرے۔ اور میری موت کی طرح موت مرے۔ اور اس جنت میں ساکن ہو جس کا وعدہ میرے رب نے کیا ہے جس میں قضبان۔۔ درخت اپنے ہاتھ سے لگایا ہے۔ تو اُسے چاہیئے کہ وہ علی بن ابی طالب سے تولا کرے۔ کیوں کہ وہ تمہیں ہدایت سے باہر نہیں نکالیں گے۔ اور تمہیں گمراہی میں ہرگز ہرگز داخل نہ کریں گے۔

ابن عباس اور ابو ہریرہ کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ کہ جس شخص کو یہ بات خوش کرے۔ کہ وہ میری زندگی کی طرح زندگی بسر کرے اور میری موت مرے اور میرے گھر جنت عدن میں داخل ہو۔ تو اسے چاہیئے کہ وہ علی بن ابی طالب علیہ السلام کو دوست رکھے۔ پھر آپ کے بعد ہونے والے اوصیا کو دوست رکھے۔ جو آپ کی اولاد سے ہوں گے۔ کیوں کہ وہ میری عترت ہیں۔ اور میری مٹی سے پیدا کئے گئے ہیں۔

عبداللہ بن موسیٰ نے کہا کہ امامت کے بارے میں دو آدمیوں نے جھگڑا کیا۔ شریک بن عبداللہ کے فیصلے پر راضی ہوئے۔ آپ کی خدمت میں آئے۔ شریک نے کہا۔ مجھے اعمش نے شفیق سے وہ سلمہ سے وہ حذیفہ یمان سے وہ نبی اکرم صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اللہ عزوجل نے علیؑ کو جنت کے درخت سے پیدا کیا۔ جو آپ سے تمسک کرے گا۔ وہ اہل جنت سے ہوگا۔ ان میں سے ایک شخص نے اس بات کو عجیب خیال کیا۔ اور کہا۔ ہم نے اس حدیث کو نہیں سُنا۔ ابن دراج کے پاس چلے دونوں اس کے پاس آئے۔ اپنے قصہ سے آگاہ کیا۔ کہا تم اس بات سے تعجب کرتے ہو۔ مجھے اعمش نے حدیث بیان کی۔ وہ ابو ہارون عبدی سے وہ ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ کہ اللہ عزوجل نے ایک درخت نور کا پیدا کیا۔ اسے عرش کے وسط میں معلق کیا۔ اسے صرف علیؑ ہی ہاتھ لگا سکتے ہیں یا جو آپ کے شیعوں میں سے وہ جو آپ سے تولا کرتا ہوگا۔ اس شخص نے کہا۔ حدیث بھی اس کی بہن ہے آؤ ہم وکیع کے پاس چلیں۔ اس کے پاس آکر اپنے معاملے سے آگاہ کیا۔ وکیع نے کہا۔ اس بات پر تعجب ہے۔ مجھے اعمش نے حدیث بیان کی۔ وہ ابو صالح سے وہ ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا کہ ارکان عرش کو علی علیہ السلام اور آپ کے دوست شیعہ ہاتھ لگا سکتے ہیں پھر اس شخص نے علی علیہ السلام کی ولایت کا اعتراف کیا۔ ابن بطہ نے ابانہ میں اور خطیب نے اربعین میں سدی سے وہ عبدالرحمٰن بن ابی لیلیٰ اور زید بن ارقم

سے روایت بیان کرتے ہیں۔ دونوں مذکورہ کتب کے مؤلف باسناد خود شریک سے وہ اعمش سے وہ حبیب بن ثابت سے وہ زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں۔ ثعلبی ربیع المذکرین میں باسناد خود ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ حدیث کے الفاظ زید کے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ جو شخص یہ پسند کرے۔ کہ وہ درخت یاقوت احمر سے تمسک کرے جس کو اللہ تعالیٰ نے اپنے دائیں ہاتھ سے رگایا ہے۔ تو اسے علی بن ابی طالب علیہ السلام کی محبت سے تمسک کرنا چاہیئے

زمخشری نے ربیع الابرار میں عبدالرزاق سے وہ معمر سے وہ زہری سے وہ عروہ سے وہ عائشہ سے روایت کرتے ہیں۔ سمعانی رسالہ قوامیہ میں حضرت عمر بن خطاب سے وہ حذری سے روایت کرتے ہیں۔ یوسف بن موسےٰ خطان وکیع سے وہ مالک بن انس سے زہری انس سے وہ حضرت عمر بن خطاب سے اور حدیث کے الفاظ بی بی عائشہ کے ہیں۔ آپ فرماتی ہیں۔ کہ حضرت ابوبکر ہمیشہ حضرت علی علیہ السلام کی طرف نگاہ کرکے آپ کو دیکھا کرتے تھے۔ آپ سے اس کا مقصد پوچھا گیا۔ آپ نے کہا میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ النظر الی علی عبادۃ علیؑ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

اربعین میں خطیب نے عمران بن حصین سے

ابانہ ابن بطہ میں ابوصالح ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے معاذ کو دیکھا کہ آپ لگاتار حضرت علی علیہ السلام کے چہرے کی طرف دیکھ رہے تھے۔ میں نے کہا کہ آپ لگاتار حضرت علی علیہ السلام کے چہرے کی طرف دیکھ رہے ہیں۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ آپ نے حضرت علی علیہ السلام کو پہلے کبھی نہیں دیکھا۔ آپ نے کہا کہ میں نے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ المنظر الی وجہ علی عبادۃ حضرت علی علیہ السلام کے چہرے کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔

اکثر روایات میں یہ حدیث آئی ہے نبی اکرم صلعم سے عمار، معاذ اور عائشہ کی روایت یوں ہے۔ النظر الی علی بن ابی طالب عبادۃ حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ وذکرہ عبادۃ آپ کا ذکر عبادت ہے۔ ولا یقبل ایمان الا بولایتہ والبرائۃ من اعدائہم ایمان آپ کی ولایت اور آپ کے دشمنوں سے برأت سے قبول ہوتا ہے۔

شیرویہ فردوس میں بی بی عائشہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ ذکر علی عبادۃ حضرت علی علیہ السلام کا ذکر عبادت ہے۔

خرکوشی شرف النبی میں تحریر کرتے ہیں۔ کان الناس یصلون والبوذر ینظر الی امیرالمومنین علیہ

السلام اور لوگ نماز پڑھ رہے تھے لیکن ابوذر آپ کی طرف دیکھ رہے تھے۔ آپ سے اس کا سبب پوچھا گیا۔ ابوذر نے کہا۔ مَیں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ النظر الی علی بن ابی طالب عبادۃ والنظر الی الوالدین برافۃ ورحمۃ عبادۃ والنظر فی المصحف عبادۃ والنظر الی الکعبۃ عبادۃ حضرت علی علیہ السلام کی طرف دیکھنا نرمی اور مہربانی سے والدین کی طرف دیکھنا قرآن کو دیکھنا اور کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت ہے۔ ابوذر نے کہا۔ کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ علی علیہ السلام کی مثال تم میں یا فرمایا اس اُمت میں کعبہ مستورہ کی مانند ہے کعبہ کی طرف دیکھنا عبادت اور کعبہ کا حج فرض ہے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی اطاعت اور نافرمانی کا بیان

زیاد بن منذر حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آیت یا ایھا الذین امنوا استجیبوا للہ وللرسول اذا دعاکم لما یحییکم ولایت حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں نازل ہوئی ہے۔

ابان بن عثمان حضرت ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آیت ذرنی والمکذبین الخ وعید ہے جس سے اللہ تعالیٰ نے جھڑکی دی ہے۔ اس شخص کو جس نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی تکذیب کی۔ مجاہد ابوذر سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اے علیؑ جس نے تیری اطاعت کی۔ اس نے میری اطاعت کی۔ جس نے میری اطاعت کی اس نے اللہ کی اطاعت کی۔ اور جس نے تیری نافرمانی کی۔ اس نے میری نافرمانی کی۔ اور جس نے میری نافرمانی کی۔ اس نے اللہ عزوجل کی نافرمانی کی۔

سمعانی نے فضائل الصحابہ میں ابوذر سے روایت کی ہے۔ کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ علی علیہ السلام سے مت لڑو۔ ورنہ کافر ہو جاؤ گے۔ اور جناب علیؑ پر کسی کو فضیلت نہ دو۔ ورنہ مرتد ہو جاؤ گے۔

ابوذر اور ابن عمر روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا جس نے علی علیہ السلام کو چھوڑ دیا اس نے مجھے چھوڑ دیا جس نے مجھے چھوڑ دیا۔ اس نے خدا کو چھوڑ دیا۔

ابن عمر کی روایت میں ہے۔ کہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ اے علی! جس نے تیری مخالفت کی اس نے میری مخالفت کی۔ جس نے میری مخالفت کی۔ اس نے اللہ کی مخالفت کی۔

امام زیدیہ ابوطالب حصروی باسناد خود علقمہ سے اور ابوایوب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ الحمد احسب

الناس جب نازل ہوئی تو نبی اکرم صلعم نے عمار سے فرمایا۔ عنقریب میرے بعد مکروہ امور صادر ہوں گے حتیٰ کہ لوگوں کے درمیان تلوار چلنے لگے گی۔ حتیٰ کہ ایک دوسرے کو قتل کریں گے۔ اور ایک دوسرے پر تبرا کریں گے۔ جب یہ بات دیکھو۔ تو اس اصلع جو میری داہنی جانب علی بن ابی طالبؑ موجود ہیں کا دامن پکڑنا۔ اگر تمام لوگ ایک راہ چلیں اور جناب علی دوسری راہ چلیں۔ تو تُو علیؑ کا دامن پکڑنا۔ اے عمار اور لوگوں کو چھوڑ دینا۔ جناب علیؑ تجھے ہدایت سے الگ نہیں کریں گے۔ اور تمہیں ہلاکت کی طرف نہیں لے جائیں گے۔ اے عمار! علی علیہ السلام کی اطاعت کرنا۔ میری اطاعت کرنا ہے۔ اور میری اطاعت اللہ کی اطاعت ہے۔

ناصر باسناد خود جابر انصاری سے اور طریق عبدی سے اور ابو عبدالرحمن سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ خدا کی قسم یہ آیت میرے بارے میں اور میرے شیعوں کے بارے میں اور میرے دشمنوں کے متعلق اور ان کے ماننے والوں کے متعلق نازل ہوئی ہے۔

حسین بن علی علیہما السلام اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب یہ آیت الم احسب الناس نازل ہوئی تو میں نے عرض کیا یا رسول اللہ یہ کون سا فتنہ ہے؟ آپ نے فرمایا۔ اے علیؑ! تو اس فتنہ میں مبتلا ہو گا۔ اور اس میں تجھے ملیث کیا جائے گا۔ تم جھگڑا کرو گے اور جھگڑے کے لئے تیار ہو جاؤ گے۔

جابر ابو جعفر سے وہ اپنے باپ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلعم نے جناب علیؑ سے فرمایا۔ اے علی! اس وقت تیری کیا حالت ہو گی۔ جب میرے بعد لوگ فلاں شخص کو خلافت پر متمکن کریں گے۔ عرض کیا میری یہ تلوار ان کے اور خلافت کے درمیان حائل ہو گی۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ صبر اور ضبط سے کام لینا۔ وہ تیرے لئے خلافت کے حصول سے بہتر ہو گا۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا جب یہ بات ہو گی۔ تو میں صبر اور ضبط سے کام لوں گا۔

اسی طرح رسول اللہ صلعم نے فلاں اور فلاں کا ذکر کیا پھر فرمایا۔ اس وقت تیری کیا حالت ہو گی جب تیری بیعت کی جائے گی پھر تجھے چھوڑ دیا جائے گا۔ یہ سن کر حضرت علی علیہ السلام چپ ہو گئے۔ آپ نے فرمایا۔ دو چیزوں میں سے ایک کو منتخب کر تلوار (سے جہاد) یا آگ۔

آیت وعلی الاعراف رجال علی عبیدہ اور حمزہ کے بارے میں نازل ہوئی۔ آیت ھذان خصمان اختصموا انہیں حضرات کے بارے میں ہے۔ کہ انھوں نے شیبہ، عتبہ اور ولید کو قتل کیا تھا۔ بخاری اور مسلم میں قیس بن سعد سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ سب سے پہلے میں اللہ کے سامنے دادخواہ ہوں گا۔ کتاب احمد بن عبداللہ موذن میں ابو معاویہ عن زید اعمش سے وہ سہمی سے وہ ابو صالح سے وہ ابو ہریرہ

سے اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آیت الیس اللہ باحکم الحاکمین کا مطلب یہ ہے۔ کہ نبی اکرم صلعم ام ہانی کے گھر نیند سے گھبرا کر بیدار ہو گئے۔ ام ہانی نے اس بارے میں آپ سے پوچھا آپ نے فرمایا اے ام ہانی اللہ تعالیٰ نے میرے سامنے خواب میں قیامت کا نظارہ پیش کیا۔ جنت اور اس کی نعمتیں دوزخ اور اس میں جو کچھ ہو گا۔ اور دوزخ کا عذاب دکھلایا میں نے دوزخ میں دیکھا تو وہ معاویہ اور عمرو بن عاص جہنم کی آگ کی گرمی میں کھڑے ہیں جہنم کے پتھر کے انگاروں سے زبانیہ فرشتے ان دونوں کے سروں کی مرمت کر رہے ہیں۔ اور ان سے کہہ رہے ہیں کیا تم علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت پر ایمان لائے تھے۔

ابن عباس نے کہا حضرت علی علیہ السلام ہنسی خوشی سے حجاب عظمت سے برآمد ہوں گے اور ندا دیں گے اے کعبہ کے رب میرا فیصلہ فرما دے۔ الیس اللہ باحکم الحاکمین آیت کا یہی مطلب ہے۔ خبیث آگ کی طرف بھیجا جائے گا۔ اور علی موقف پر اپنے اصحاب اپنے اہل بیت اور اپنے شیعوں کی شفاعت کریں گے۔

ان احادیث کی رو سے جناب علی علیہ السلام کی اطاعت واجب ہوتی ہے۔ اور آپ کی مخالفت سے منع کیا گیا ہے۔ اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے بغض رکھنے کا بیان

ابن عقدہ اور ابن جریر باسناد خود حذری جابر انصاری اور ایک جماعت مفسرین سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ ولتعرفنھم فی لحن القول تم ان کے انداز کلام سے علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ساتھ ان کا بغض رکھنا معلوم کر لیتے ہو۔ ربیع بن سلیمان نے کہا میں کوفہ میں موجود تھا۔ میں ایک مجنون سے گذرا میں نے اس پر یہ آیت پڑھی اللہ اذن لکم ام علی اللہ تفترون اس نے کہا اللہ پر افترا نہیں کرتا۔ بلکہ علی بن ابی طالب سے بغض رکھتا ہے۔

جابر سے روایت ہے میں نے ابو جعفر علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا۔ والذین لا یومنون بالاخرۃ قلوبھم منکرۃ وھم مستکبرون ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا۔ وہ لوگ ولایت علی سے تکبر کرتے ہیں۔ اللہ عزوجل نے دھمکی کے طور پر اس شخص سے کہا ہے جو ایسا کرتا ہے۔ لاجرم ان اللہ یعلم مایسرون وما یعلنون

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ انا کفیناک المستھزءین سے مراد رسول اللہ کے وہ دشمن

ہیں۔ جو امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا مذاق اڑاتے تھے۔ یہ وہ لوگ ہیں جو کہتے ہیں۔ یہ اصحاب علیؑ صفی
محمدؐ ہیں آپ کے اہل میں سے وہ لوگ امیر المومنین کی طرف آنکھیاں مارتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے یہ آیت نازل
کی۔ ولقد نعلم انک یضیق صدرک بما یقولون

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ آیت ان کنتم تحبون اللہ فاتبعونی یحببکم اللہ
ایسے ہی لوگوں کے بارے میں نازل ہوئی۔ جو اکٹھے ہو کر کہنے لگے۔ اگر محمدؐ مر گئے۔ تو ہم علیؑ کی بات ہرگز نہیں سنیں
گے۔ اور نہ ہی آپ کے اہل بیت کے کسی فرد کی بات مانیں گے۔

ابانہ میں ابن بطہ نے جابر سے روایت کی ہے۔ کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا (اے علیؑ) اگر میری اُمت تجھ سے
بغض رکھے گی۔ تو ضرور اللہ عزوجل انہیں اوندھے منہ دوزخ میں ڈالے گا۔

عطیہ بن ابی سعید سے روایت ہے۔ کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ جس نے ہم اہل بیت سے بغض رکھا۔ وہ منافق ہے۔

ابن مسعود نے کہا۔ کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ کہ جس شخص کا یہ خیال ہے۔ کہ وہ ہر چیز پر ایمان لایا جو میں لے
کر آیا ہوں۔ اور وہ علیؑ سے بغض رکھنے والا ہو تو جھوٹا ہے مومن نہیں ہے۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ جو شخص اپنے
دل میں علی بن ابی طالب علیہ السلام کا بغض رکھ کر اللہ عزوجل سے ملاقات کرے گا۔ وہ ایسی حالت میں اللہ سے
ملے گا۔ کہ وہ یہودی ہو گا۔

ابن عباس، ام سلمہ اور سلمان سے روایت ہے۔ کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ جس نے علیؑ کو دوست رکھا اس
نے مجھے دوست رکھا۔ اور جس نے علیؑ سے بغض رکھا۔ اس نے مجھ سے بغض رکھا۔

ام سلمہ اور انس نے کہا۔ کہ نبی اکرم صلعم نے جناب علی کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ وہ شخص جھوٹا ہے۔ جس کا یہ خیال
ہے کہ وہ مجھ سے محبت کرتا ہے اور اس سے (علیؑ سے) بغض رکھتا ہے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ افکلما جاءکم رسول بما لا تھوی انفسکم مواللت
حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں ہے۔ آل محمد کے ایک گروہ کو تم نے جھٹلایا۔ اور ایک گروہ کو قتل کرو گے۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے متعلق پوچھا گیا۔ انی لا املک لکم ضرا ولا رشدا؟
فرمایا۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے لوگوں کو حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کی طرف بلایا ایک گروہ نے اس
بات کو ناپسند کیا اور علی علیہ السلام کے بارے میں چہ میگوئیاں کرنے لگے اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی۔ قل لا
املک لکم ضرا ولا رشدا قل انی لن یجیرنی من اللہ احد۔" اگر میں نے رسول اللہ صلعم کی نافرمانی کی

تو مجھے اللہ عزوجل سے کوئی نہیں بچائے گا۔

عصلقام ابوجعفر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ فاصبر علی مایقولون فرمایا یہ لوگ حضرت علی علیہ السلام کی ولایت سے ٹال مٹول کرتے تھے۔

ابن بطہ نے چھ طریقوں سے ابن ماجہ۔ ترمذی۔ مسلم بخاری۔ احمد۔ ابن بیع۔ ابوقاسم اصفہانی۔ ابوبکر بن ابی شیبہ وکیع اور ابن معاویہ سے وہ اعمش سے یہ سب حضرات با سانید خود زر بن جیش سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے روح کو پیدا کیا اور دانے میں شگاف ڈالا۔ مجھے نبی امی نے فرمایا تھا۔ مجھے مومن دوست رکھے گا اور منافق میرے ساتھ بغض رکھے گا

حلیۃ الاولیاء فضائل سمعانی۔ عکبری۔ شرح الکافی۔ اور تاریخ بغداد میں زر بن جیش سے روایت ہے۔ کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ کہ مجھے نبی صلعم نے فرمایا تھا۔ کہ تجھے مومن دوست رکھے گا۔ اور کافر تیرے ساتھ بغض رکھے گا۔

کبیثر النواسلم بن ابی مفصہ۔ جامع ترمذی۔ مسند موصلی اور فضائل میں ام سلمہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلعم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا۔ تجھے منافق دوست نہیں رکھے گا۔ اور مومن تیرے ساتھ بغض نہیں کرے گا۔

احمد نے مسند میں صحابیات کے تحت ام سلمہ سے روایت کی ہے اور کتاب ابراہیم ثقفی میں انس سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے علی! تجھے بشارت ہو۔ تجھ سے مومن بغض نہیں رکھے گا۔ اور منافق تجھے دوست نہیں رکھے گا۔ اگر تم نہ ہوتے تو اللہ کے گروہ کو کوئی نہ جانتا۔

رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے علیؑ! تیری محبت تقوی اور ایمان ہے۔ تیرے ساتھ بغض کفر اور نفاق ہے۔ حضرت امام جعفر علیہ السلام نے فرمایا۔ ولیعلمن اللہ الذین امنوا۔ ولایت حضرت علی علیہ السلام کے متعلق ہے ولیعلمن المنافقین یعنی اللہ ان لوگوں کو جانتا ہے جو حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کا انکار کرتے ہیں۔

ربیع المذکرین میں ہے۔ اے علیؑ! اگر آپ نہ ہوتے۔ تو میرے بعد مومنین کی پہچان نہ ہوتی۔

بلاذری ترمذی اور سمعانی ابوہارون عبدی سے روایت کرتے ہیں کہ ابوسعید خدری نے کہا۔ کہ ہم لوگ گروہ انصار علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بغض کے ساتھ منافقین کو جانتے تھے۔

ابانہ عکبری اور کتاب ابن عقدہ اور فضائل احمد میں جابر اور خدری سے روایت ہے کنا نعرف

المنافقین علی عهد رسول اللہ ببغضهم علیاً ہم رسول اللہ صلعم کے زمانے میں منافقین کو حضرت علی علیہ السلام کے بغض سے جانتے تھے۔

ابانہ عکبری اور شرح الکافی میں جابر اور زید سے روایت ہے۔ ماکنا نعرف المنافقین ونحن مع النبی الا ببغضهم علیاً ہم لوگ رسول اللہ صلعم کے ساتھ ہوتے ہوئے بھی منافقین کی پہچان نہیں کر سکتے تھے مگر علیؑ کے بغض کے ساتھ۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے فرمایا۔ آیت ولا تلقوا بایدیکم الی التهلکة فرمایا ہماری ولایت سے روگردانی نہ کرو۔ ورنہ دنیا اور آخرت میں ہلاک ہو جاؤ گے

ابوبکر مردویہ، احمد بن محمد بن صباح نیشاپوری سے وہ عبداللہ بن احمد بن حنبل سے وہ احمد سے روایت کرتے ہیں کہ میں نے امام شافعیؒ کو کہتے ہوئے سنا۔ اس نے مالک بن انس سے سنا مالک بن انس نے کہا کہ ہم ولدالزنا کی پہچان بغض علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ذریعے کرتے تھے۔ انس نے ایک طویل حدیث میں کہا کہ خیبر کی لڑائی کے بعد آدمی اپنے لڑکے کو کندھے پر اٹھاتے حضرت علی علیہ السلام کے راستے میں کھڑے ہو جاتے تھے۔ آپ کو دیکھتے تو انگلی سے اشارہ کر کے کہتے۔ اس شخص کو دوست رکھتے ہو۔ اگر ہاں کے ساتھ جواب دیتا تو اسے قبول کر لیتے اگر نفی میں جواب دیتا تو اسے زمین پر دے مارتے۔ اور کہتے اپنی ماں کے پاس جاؤ۔

ہروی غریبین میں تحریر کرتے ہیں کہ عبادہ بن صامت نے کہا کہ ہم اپنی اولاد کی جناب علی بن ابی طالب کی محبت پر تربیت کرتے تھے۔ اگر ہم کسی کو دیکھتے کہ یہ جناب علیؑ کو دوست نہیں رکھتا۔ تو ہم جان لیتے کہ یہ حلالی نہیں ہے۔

طبری نے ولایت میں اصبغ بن نباتہ سے روایت کی ہے۔ کہ علی علیہ السلام نے فرمایا کہ تین شخص مجھے دوست نہیں رکھیں گے۔

۱۔ ولدالزنا (۲) منافق (۳) نطفہ حیض

عبادہ بن یعقوب باسناد خود یعلی بن مرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کی خدمت میں حاضر تھے۔ اسی دوران میں امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا

کہ اس شخص کا یہ خیال جھوٹا ہے کہ جو مجھے دوست رکھتا ہے اور میرے ساتھ محبت کرتا ہے۔ اور اس (علیؑ) سے دشمنی اور بغض رکھتا ہے۔ خدا کی قسم اس سے بغض اور دشمنی کافر اور منافق

مرکھتا ہے یا ولد الزنا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو اذیت دینے کا بیان

واحدی اسباب النزول میں اور مقاتل بن سلیمان اور ابو القاسم قشیری اپنی اپنی تفسیروں میں لکھتے ہیں کہ آیت
والذین یوذون المومنین والمومنات جناب علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اس کا قصہ یوں
ہے کہ منافقین کا ایک گروہ حضرت علی علیہ السلام کو اذیت دیتا تھا اور آپ کی بات سن کر جھٹلاتا تھا۔ مقاتل
کی روایت میں ہے کہ والذین یوذون المومنین والمومنات سے مراد علیؑ اور فاطمہؑ ہیں جنہیں منافق
اذیت دیتے تھے۔ نقد احتملوا بهتانا واثما مبینا

ابن عباس کا بیان ہے کہ اللہ تعالیٰ ان پر ایک کھجلی جہنم میں نازل کرے گا۔ وہ لگاتار کھجلائیں گے حتیٰ کہ
ان کے ناخن ختم ہو جائیں گے۔ پھر کھجلانے لگ جائیں گے حتیٰ کہ ان کے چمڑے اتر جائیں گے۔ پھر کھجلائیں
گے جس سے ان کی ہڈیاں ظاہر ہو جائیں گی۔ اور کہنے لگیں گے یہ کون سا عذاب ہے جو ہم پر نازل کیا گیا؟
انھیں کہا جائے گا۔ اے گروہ اشقیاء یہ عذاب تمہیں اہل بیت محمد صلعم کے ساتھ بغض رکھنے کی وجہ سے
دیا جا رہا ہے۔

تفسیر ضحاک اور مقاتل میں ابن عباس سے روایت ہے ان الذین یوذون اللہ ورسولہ اس وقت نازل
ہوئی جب منافقین نے کہا کہ حضرت محمد صلعم ہم سے یہ چاہتے ہیں کہ ہم زبان سے اہل بیت رسول اللہ
کی پوجا کریں۔ کہا۔ لعنهم اللہ فی الدنیا والاخرۃ اللہ عزوجل ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے
اپنے آگ کے ساتھ۔ واعد لهم عذابا مهینا اور ان کے لئے دردناک عذاب مہیا کیا ہے جہنم میں
اکثر تفاسیر میں آیا ہے کہ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی۔ لئن لم ینته المنافقون
والذین فی قلوبهم مرض والمرجفون فی المدینه لنغرینك بهم ثم لا یجاورونك
فیها الا قلیلا اگر منافقین اور وہ لوگ جن کے دل میں نفاق کا مرض ہے باز نہ آئے۔ جو مدینہ میں جھوٹی
افواہیں پھیلاتے ہیں۔ پھر تمہیں ضرور ان پر مسلط کریں گے پھر مدینہ میں تیرے پاس تھوڑے دن رہیں گے۔
یعنی انھیں ہلاک کر دیا جائے گا۔ کہا۔ ملعونین اینما ثقفوا یعنی اے محمد تیرے بعد پکڑے جائیں گے
اور اچھی طرح قتل کر دیئے جائیں گے خدا کی قسم امیر المومنین نے ان کو قتل کر دیا تھا۔ پھر کہا سنۃ اللہ فی الذین

خلوا من قبل الخ یہ اللہ عزوجل کی سنت ہے جو پہلے لوگوں میں جاری رہی۔

محمد بن حمادون نے اہل بیت علیہم السلام سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلعم کو جناب علیؑ اور آئمہ علیہم السلام کے بارے میں تکلیف نہ دو۔ اذیت دینے والے لوگ ایسے ہیں جیسا کہ موسیٰؑ کو تکلیف دی تھی جو کچھ انہوں نے کہا اللہ اس سے بری ہو گیا۔

کتاب ابن مردویہ میں محمد بن عبداللہ انصاری اور جابر انصاری سے روایت ہے۔ اور فضائل میں ابو نصر محمد بن عبداللہ جابر انصاری سے روایت کرتے ہیں اور خصائص نطنزی میں جابر سے روایت ہے یہ تمام حضرات حضرت عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے علیؑ کو تکلیف دی میری رسول اللہ صلعم سے ملاقات ہوگئی آپ نے فرمایا اے عمر تو نے مجھے اذیت دی۔ میں نے عرض کیا میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں۔ اللہ کے رسول کو اذیت دینے میں فرمایا تم نے علیؑ کو اذیت دی ہے جس نے علیؑ کو اذیت دی اس نے مجھے اذیت دی۔

عکبری ابانہ میں مصعب بن سعد سے وہ اپنے باپ سعد بن ابی وقاص سے روایت کرتے ہیں۔ ہم نے جناب علی کے لئے برا چاہا۔ نبی اکرم صلعم غصہ میں تشریف لائے فرمایا میں نے تمہارا کیا بگاڑا ہے جس نے جناب علیؑ کو اذیت دی اس نے مجھ کو اذیت دی۔

حاکم نے امالی میں۔ ابو سعید واعظ نے شرف النبی میں اور ابو عبداللہ نطنزی خصائص میں اپنے اپنے اسناد سے بیان کرتے ہیں۔ کہ زید بن علی نے اپنے بال (داڑھی کے) پکڑے ہوئے کہا۔ اس نے کہا مجھے علی بن حسینؑ نے حدیث بیان کی۔ وہ (اپنی داڑھی کے) بال پکڑے ہوئے تھے۔ اس نے کہا مجھے حسین بن علی نے حدیث بیان کی۔ اور وہ (داڑھی کے) بال پکڑے ہوئے تھے۔ اس نے کہا مجھے علی بن ابی طالب نے حدیث بیان کی۔ وہ (اپنی ریش مبارک کے) بال پکڑے ہوئے تھے۔ اس نے کہا۔ مجھے رسول اللہ نے حدیث بیان کی۔ وہ (اپنی داڑھی کے) بال پکڑے ہوئے تھے۔ کہ جس نے ابوالحسن کو اذیت دی۔ اس نے یقیناً مجھے تکلیف دی۔ اور جس نے مجھے اذیت دی۔ اس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی اور جس نے اللہ تعالیٰ کو اذیت دی۔ اس پر اللہ کی لعنت ہے۔

ایک روایت میں ہے کہ جس نے اللہ کو تکلیف دی اللہ اس پر آسمانوں اور زمین کے کونے کونے سے لعنت کرتا ہے۔

ترمذی جامع میں۔ ابو نعیم حلیۃ الاولیاء میں۔ بخاری صحیح میں موصلی مسند میں احمد فضائل میں اور خطیب عمران بن حصین ابن عباس اور بریدہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے مال غنیمت کی ایک

لونڈی کے بارے میں خواہش ظاہر کی۔ حاطب بن ابی بلتعہ اور بریدہ اسلمی نے بھی اس کی خواہش کی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اسے مناسب قیمت پر لے لیا۔ جب یہ لوگ جنگ یمن سے واپس لوٹے۔ تو بریدہ اسلمی رسول اللہ صلعم کے آگے کھڑا ہوگیا۔ اور حضرت امیر علیہ السلام کی شکایت کی۔ نبی اکرم صلعم نے اس سے منہ موڑ لیا۔ پھر داہنی طرف سے پھر بائیں طرف سے اور پیچھے کی طرف سے حضرت علیؑ کی شکایت کی رسول اللہ صلعم نے منہ موڑ لیا۔ پھر رسول اللہ صلعم کے سامنے کھڑے ہوکر لونڈی کے بارے میں حضرت علی علیہ السلام کی شکایت کی۔ رسول اللہ صلعم ناراض ہوگئے۔ آپ کا رنگ متغیر ہوگیا چہرہ سرخ ہوگیا۔ اور رگیں پھڑک اٹھیں۔ فرمایا اے بریدہ! تجھے کیا ہوگیا ہے کہ آج تو نے مجھے اذیت دی ہے۔ کیا تو نے نہیں سنا۔ کہ اللہ تعالے فرماتا ہے ان الذین یوذون اللہ ورسولہ لعنھم اللہ فی الدنیا والاخرۃ واعد لھم عذابا مھینا۔ جو لوگ اللہ اور اس کے رسول کو اذیت دیتے ہیں۔ اللہ ان پر دنیا اور آخرت میں لعنت کرتا ہے اور ان کے لئے دردناک عذاب تیار کر رکھا ہے۔ (اے بریدہ) تجھے علم نہیں ہے۔ کہ علی مجھ سے ہیں۔ اور میں علیؑ سے ہوں جس نے علیؑ کو اذیت دی۔ اس نے مجھے اذیت دی جس نے مجھے اذیت دی اس نے اللہ کو اذیت دی جس نے اللہ کو اذیت دی۔ اللہ پہ واجب ہے۔ کہ اسے جہنم کی آگ کے دردناک عذاب میں اذیت دے۔ اے بریدہ! تم زیادہ عالم ہو۔ یا اللہ؟ لوح محفوظ کے پڑھنے والے زیادہ عالم ہیں یا تم؟ تم زیادہ عالم ہو یا ملک ارحام؟ اے بریدہ! تم زیادہ عالم ہو یا وہ فرشتے جو علی بن ابی طالب کی نگرانی کرتے ہیں آپ نے فرمایا۔ یہ جبرائیل ہیں آپ نے مجھے آگاہ کیا ہے۔ کہ علیؑ کی نگران فرشتوں نے علی کی پیدائش سے لے کر اس وقت تک آپ کی کوئی خطا تحریر نہیں کی۔ پھر جبرائیل علیہ السلام نے ملک ارحام اور لوح محفوظ کے پڑھنے سے متعلق حکایت بیان کی۔ اس لونڈی کے بارے میں تم جناب علی سے کیا چاہتے ہو آنحضرت نے ایسا تین مرتبہ فرمایا۔ پھر فرمایا۔ علی مجھ سے ہیں اور میں علیؑ سے ہوں۔ اور وہ میرے بعد ہر مومن کے ولی ہیں۔ احمد کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ علیؑ کو چھوڑ دو

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے حسد کے بیان میں

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں۔ ویوم القیامۃ تری الذین کذبوا علی اللہ وجوھھم مسودۃ قیامت کے روز ان لوگوں کو دیکھو گے جنہوں نے اللہ سے کفر کیا۔ ان کے چہرے سیاہ ہوں گے یعنی انھوں نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کا انکار کیا ہوگا۔ نیز اس آیت کے متعلق فرماتے

ہیں۔ کذلک یریھم اللہ اعمالھم حسرات علیھم اللہ عزوجل ان کے اعمال انھیں حسرت کی صورت میں دکھلائے گا۔ جو عذاب الیم اللہ عزوجل نے ان کے لئے تیار کر رکھا ہے وہ موت کے وقت اس کو دیکھیں گے۔ یہ لوگ اصحاب صحیفہ ہیں۔ انہوں نے خانہ کعبہ میں بیٹھ کر) جناب علی کی مخالفت پر ایک معاہدہ لکھا تھا۔ وماھم بخارجین من النار یہ لوگ آگ سے باہر نہیں نکلیں گے۔ نیز اس آیت کے تحت فرماتے ہیں۔ یا ایھا الذین لا تتخذوا بطانۃ یعنی اے محمدؐ انھیں اس بات سے آگاہ کردو جو ان کے دلوں میں پوشیدہ ہے اس سے مراد بھی اصحاب معاہدہ ہیں

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام فرماتے ہیں۔ فلما راوہ زلفۃ علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ جب قیامت کے روز جناب علی کو دیکھیں گے۔ تو کافر لوگوں کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے جب بارگاہ خداوندی سے علی علیہ السلام کی منزلت اور درجہ دیکھیں گے۔ تو علیؑ کی ولایت کے بارے میں جو کوتاہی ہوگی۔ اس کے باعث اپنے ہاتھوں کو کاٹیں گے۔

ابوالفتوح رازی نے جو چیز بیان کی ہے جس کو ابو عبداللہ مرزبانی نے کلبی سے اس نے ابوصالح سے اس نے ابن عباس سے آیت ام یحسدون الناس علی ما اتاھم اللہ من فضلہ کے بارے میں روایت کی ہے کہ یہ آیت جناب رسول اللہ اور علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ ابو علی طبرسی نے بیان کیا ہے۔ کہ اس آیت میں ناس (لوگوں) سے نبی صلعم اور آپ کی آل مراد ہے۔

حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا۔ اس آیت میں فضل سے مراد نبی صلعم کی نبوت، اور جناب علیؑ کی امامت ہے۔ ابن سیرین نے انس سے روایت کی ہے۔ کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ جس نے جناب علیؑ سے حسد کیا۔ اس نے مجھ سے حسد کیا۔ اور جس نے مجھ سے حسد کیا۔ وہ کافر ہو گیا۔ ایک اور حدیث میں ہے کہ جس نے مجھ سے حسد کیا وہ دوزخ میں داخل ہوا۔

کسی نے مسلمہ بن نمیل سے پوچھا کیا وجہ ہے کہ لوگوں نے علی کو چھوڑ دیا۔ حالانکہ آپ کو ہر بھلائی میں

لے تفصیل کے لئے سلیم بن قیس کوفی متوفی ۹۰ھ کی کتاب کتاب السقیفہ ملاحظہ کریں جس کا ترجمہ ناچیز نے کر دیا۔ اور فخر قوم رئیس ملت الحاج ملک صادق علی صاحب عرفانی مدظلہ کی تحویل میں ہے آپ اشاعت کے لئے سوچ رہے ہیں ۱۲ محمد شریف عفی عنہ

ید طولیٰ حاصل تھا؟ کیا لوگوں کی آنکھیں آپ کے نور کے اکتساب سے قاصر ہیں۔ لوگ اپنے ہم جنسوں کی طرف زیادہ جھکتے ہیں ؎

لا یعشق الهدهد قمریۃ　　　ولا غراب البین خطافا

ہدہد قمری سے عشق نہیں کرتا　　　اور نہ ہی کوا خطاف کو چاہتا ہے

فلن تری الشمس ابصار الخفافیش

چمگادڑیں سورج کو ہرگز نہیں دیکھ سکتیں

صفین کی جنگ کے موقعہ پر ایک شخص نے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے پوچھا۔ لوگوں نے آپ کو خلافت سے الگ کیوں رکھا۔ حالانکہ آپ تمام لوگوں سے کتاب اور سنت کے زیادہ جاننے والے تھے؟ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ سرداروں کا معاملہ تھا۔ ایک قوم نے اس کی لالچ کی اور دوسرے لوگوں نے اسے بوجھ محسوس کیا اللہ عزوجل بہترین حاکم ہے۔ اور محمد ضامن ہیں۔ اس لوٹ مار کو چھوڑ دے جس کا انجام ہلاکت ہو۔ پھر آپ نے معاویہ اور اس کے اصحاب کے بارے میں فرمایا۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں۔ افمن یعلم ما انزل الیك من ربك الحق (حق سے مراد علیؑ ہیں) کمن ھو اعمی سے آپ کے دشمن مراد ہیں۔ انما یتذکر اولوا الالباب سے مراد ائمہ ہیں۔ جنہوں نے لوگوں کے دلوں میں علم آدم کی پیدائش سے لے کر اس وقت تک کاشت کیا۔

حضرت امام محمد باقر اور حضرت امام جعفر صادق علیہما السلام سے روایت ہے۔ کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ تم میں سے میری وصیت کو کون قبول کرے گا۔ اور میرا بوجھ کون بٹائے گا؟ میرا قرض کون چکائے گا۔ میرے بعد میرے وعدے کون پورے کرے گا۔ ایسا شخص میرا قائم مقام ہوگا۔ سلمانؓ سے دو آدمیوں نے کہا۔ محمد اب کیا کہہ رہے ہیں۔ امیرالمومنین علیہ السلام آپ کی خدمت میں کھڑے ہو گئے۔ آنحضرت صلعم نے آپ کو اپنے سینے سے لگا لیا۔ اور آپ نے فرمایا۔ اے علیؑ ان چیزوں کو تم سرانجام دو گے۔ اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی۔ ومنهم من یستمع الیك تا طبع الله علی قلوبهم

حضرت امام موسےٰ بن جعفر علیہما السلام اس آیت کے بارے میں فرماتے ہیں۔ الا انهم یثنون صدورهم فرمایا۔ جب جناب علیؑ کی شان میں آیت نازل ہوئی۔ تو ان میں سے ایک نے سینہ لگا کر اس آیت کو سنا تاکہ یہ

بات نبی صلعم سے پوشیدہ رہے

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام نے اس آیت کے بارے میں فرمایا۔ یستغشون ثیابھم کا مطلب یہ ہے کہ جب رسول اللہ صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کے فضائل میں کوئی چیز بیان کی۔ یا وہ آیت تلاوت کی۔ جو جناب علیؑ کی شان میں نازل ہوئی۔ تو اپنے کپڑے جھاڑتے ہوئے اٹھ کھڑے ہوئے اور اللہ تعالیٰ کہتا ہے۔ یعلم ما یسرون وما یعلنون اللہ ان پوشیدہ اور ظاہری بات کو جانتا ہے

جابر حضرت امام ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ الا اصحاب الیمین فی جنات یتساءلون عن المجرمین ما سلککم فی سقر نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اے علی! یہ وہ مجرم ہوں گے۔ جو تیری ولایت کو جھٹلانے والے تھے۔ شعبی نے کہا میں علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں حیران ہوں۔ کہ آپ کے بارے میں کیا طریقہ اختیار کروں۔ اگر آپ سے محبت کرتا ہوں تو افلاس میں مبتلا ہوتا۔ اور اگر آپ سے بغض رکھتا ہوں۔ تو کافر ہوتا ہوں۔ نظام نے کہا۔ علیؑ بولنے والے کے لئے باعث امتحان ہیں۔ اگر آپ کی پوری مدح کرتا ہے۔ تو غالی ہوتا ہے۔ اگر کم بیان کرتا ہے تو گنہگار ہوتا ہے۔ آپ کی حضرت نہایت باریک وزن والی ہے۔ مادۃ الشان صعب المرتقی گر دین کے نباضوں سے یہ امر مشکل نہیں ہے۔ ابو الفیاء نے علی بن جہم سے کہا کہ تو جناب علیؑ سے اس لئے بغض رکھتا ہے کہ آپ فاعل اور مفعول دونوں کو قتل کرنے والے تھے۔ اور تم ان میں سے ایک ہو۔

ابن جہم —— اے مخنث۔

ابو الفیاء —— وضرب لنا مثلا ونسی خلقہ اپنے گریبان میں تو جھانکو

شیرویہ نے فردوس میں ابن عباس سے روایت کی ہے کہ بنو اسرائیل انبیاء علیہم السلام کے متعلق برا نظریہ رکھتے تھے۔ اس لئے اللہ عزوجل نے ان کے لئے بارش کو موقوف کر دیا تھا۔ جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام سے بغض رکھنے کے باعث اللہ عزوجل اس امت سے بارش کو روک دے گا۔

ایک روایت میں ہے۔ کہ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یا رسول اللہ کوئی ایسا آدمی بھی ہے جو علیؑ سے بغض رکھتا ہے۔ فرمایا جناب علیؑ کی امداد نہ کرنا بھی بغض رکھنا ہے۔

قاضی سوار نے اہل بصرہ کی خاطر دعائے بارش مانگی۔ یہ سن کر سید حمیدی نے کہا ہے

ابتلعی یا ارض اف دامھم   ثم ارمھم یا مزن بالجلمد

اے زمین ان کے قدموں کو دھنس لے۔ اے بادل ان پر پتھر پھینک۔

لا تسقهم من وابل قطرة فانهم حرب بنو احمد

انھیں بارش کی ایک بوند نہ پلا۔ کیوں کہ انھوں نے اولاد احمد سے جنگ کی تھی۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام پر ظلم کرنے والوں اور آپ سے لڑنے والوں کا بیان

شواہانی باسناد خود بیان کرتے ہیں عبداللہ بن عطا کی نے حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔ ربما یود الذین کفروا لو کانوا مسلمین آپ نے فرمایا۔ قیامت کے روز منادی ندا کرے گا۔ کہ جنت میں صرف مسلمان ہی داخل ہوگا۔ تو اس وقت کافر پسند کریں گے۔ کہ کاش کہ ہم مسلمان ہوتے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی ولایت کے ساتھ۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ یہ آیت اس طرح رسول اللہ صلعم پر نازل ہوئی تھی۔ وتری الظالمون یعنی جنہوں نے آل محمد کے حق میں ظلم کیا۔ کہیں گے۔ لما راوا العذاب جب وہ عذاب کو دیکھیں گے۔ عذاب سے مراد علی ہیں۔ ھل الی مرد من سبیل کہیں گے۔ ہمیں دوبارہ دنیا میں بھیج دیا جائے اور ہم علی سے تولا کریں گے۔ اللہ تعالیٰ نے کہا۔ وتراھم یعرضون علیھا یعنی ان کی روحوں کو آگ پر پیش کیا جائے گا خاشعین من الذل ینظرون عاجزی کے ساتھ حضرت علی علیہ السلام کی طرف دیکھیں گے۔ من طرف خفی جھکائی ہوئی آنکھ کے ساتھ فقال الذین امنوا۔ جو لوگ آل محمدؐ پر ایمان لائے ہوں گے۔ کہیں گے۔ ان الخاسرین الذین خسروا انفسھم واھلیھم الی یوم القیامۃ حقیقی گھاٹے والے وہ لوگ ہیں۔ وہ قیامت کے روز اپنے آپ اور اپنے اہل کو گھاٹا دیں گے۔ مگر وہ لوگ جنہوں نے آل محمدؐ کے حق میں ظلم کیا وہ دردناک عذاب میں رہیں گے۔

حکانی نے شواہد التنزیل میں باسناد خود ابن مسیب سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب یہ آیت نازل ہوئی۔ واتقوا فتنۃ لاتصیبن الذین ظلموا منکم خاصۃ تو نبی اکرم صلعم نے فرمایا جس شخص نے میری وفات کے بعد میری اس بیٹھنے کی جگہ کے بارے میں علیؑ پر ظلم کیا۔ تو وہ شخص ایسا ہے کہ اس نے میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی نبوت کا انکار کیا ہے۔

کتاب ابوعبداللہ محمد بن سراج میں نبی صلعم کی ایک حدیث درج ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ جس نے

میری اس جنگ کے بارے میں جناب علیؑ پر ظلم کیا۔ وہ اس شخص کی مانند ہے جس نے میری اور مجھ سے پہلے انبیاء کی نبوت کا انکار کیا ہو۔

عمران بن حصین سے روایت ہے۔ کہ نبی اکرم صلعم نے جناب علیؑ کی عیادت کی حضرت عمر نے عرض کیا یارسول اللہ صلعم کیا جناب علیؑ کی جان کا خطرہ ہے؟ رسول پاک صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ نہیں قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ اے عمر! علیؑ اس وقت تک نہیں مریں گے جب تک وہ غصے سے نہ بھر جائیں گے۔ اور وسیع پیمانے پر اس سے بے وفائی نہ کی جائے گی۔ اور میرے بعد صبر کرنے والے پائے جائیں گے۔

تاریخ بغداد اور کتاب ابراہیم ثقفی عمرو بن ولید باسناد خود ابوادریس سے وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ مجھے رسول اکرم صلعم نے فرمایا عنقریب امت تم سے دھوکا کرے گی۔ حدیث سلمانؓ میں ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اے علیؑ امت تیرے ساتھ بے وفائی کرے گی۔ اس کی بے وفائی پر صبر کرنا۔

حارث بن حصین سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اے علی! تم میرے بعد اس بات سے دوچار ہو گے عرض کیا۔ یارسول اللہ! تلوار دو دھاری ہے۔ نہ ہی میں قتل ہوں گا۔ اور نہ ہی ذلیل ہوں گا۔ آپ نے فرمایا یا علیؑ صبر کرنا۔ جناب علیؑ نے عرض کیا۔ یارسول اللہ صلعم صبر کروں گا۔

حضرت علی علیہ السلام کی جنگوں کے بارے میں لوگوں میں اختلاف پایا جاتا ہے زیدیہ معتزلہ میں سے نظام اور بشر بن معتمر، فرقہ مرجیہ میں سے ابوحنیفہ، ابو یوسف اور بشر لیثی اور کچھ لوگ بھی ہیں۔ جو ان کی بات پر چلتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلعم کے بعد علی علیہ السلام کی جنگیں حق پر مبنی تھیں۔ اور جس شخص نے جناب علی علیہ السلام سے جنگ کی وہ غلطی پر تھا۔ ابوبکر باقلانی اور ابن ادریس نے کہا جس شخص نے خلافت کے بارے میں جناب علیؑ سے جھگڑا کیا۔ وہ باغی ہے۔

تلخیص شافی میں تحریر ہے۔ کہ امامیہ حضرات نے کہا کہ جس شخص نے جناب علیؑ سے جنگ کی وہ کافر ہے۔ اور اس پر اس فرقہ کا اجماع دلالت کرتا ہے۔ جس شخص نے آپ سے لڑائی لڑی۔ وہ منکر امامت اور دافع امامت تھا۔ امامت کا دافع اسی طرح کافر ہے۔ جس طرح نبوت کا دافع کافر ہے۔

نبوت اور امامت سے لاعلمی ایک نہج کی چیز ہے۔ نبی علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ من مات ولم یعرف امام زمانہ مات میتۃ جاھلیۃ جو شخص اپنے زمانے کے امام کو پہچانے بغیر مر گیا۔ وہ جاہلیت کی موت مرا۔ جہالت کی موت کفر پر ہی واقع ہوتی ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ خداوندا تو اس کو دوست رکھ جو علی کو دوست رکھے۔ اور تو اس سے دشمنی رکھ جو علیؑ سے دشمنی رکھے۔ فساق کو چھوڑ باقی کسی سے عداوت نہیں رکھنی چاہیئے جس نے علیؑ سے جنگ کی۔ وہ آپ کا خون بہانا حلال سمجھتا تھا۔ اور وہ اسی حالت میں خداوند عالم کے پاس جائے گا۔ مومن کے خون کو حلال تصور کرنا بالاجماع کفر ہے۔ یہ بہت بڑا امر ہے اس بات سے کہ شراب کے ایک گھونٹ کو حلال تصور کرنا جو بالاتفاق کفر ہے۔ پھر امام کے خون کو مباح سمجھنے والے کا کیا حشر ہوگا۔ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے شیعہ اور سنی دونوں نے روایت کیا ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ یا علی! حربک حربی وسلمک سلمی اے علی! تیری جنگ میری جنگ ہے اور تیری صلح میری صلح ہے۔ جب نبی اکرم صلعم سے جنگ کرنا کفر ہے تو جناب علیؑ سے جنگ کرنا بھی کفر ہے۔

ابوموسےٰ نے جامع میں۔ سمعانی نے اپنی کتاب میں۔ ابن ماجہ نے اپنی سنن میں احمد نے مسند اور فضائل میں ابن بطہ نے ابانہ میں۔ شیرویہ نے فردوس میں۔ سدی نے تفسیر میں اور قاضی محاملی نے (اپنی کتاب میں) یہ تمام حضرات زید بن ارقم سے روایت کرتے ہیں۔ اور ثعلبی نے اپنی تفسیر میں ابوہریرہ اور حبان سے وہ مسلم بن صبیح سے وہ حضرات تمام نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ آنحضرت صلعم نے علیؑ۔ فاطمہؑ۔ حسنؑ اور حسینؑ کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ انا حرب لمن حاربکم و سلم لمن سالمکم میری اس سے جنگ ہے جس نے تم سے جنگ کی اور اس سے صلح ہے جس نے تم سے صلح کی۔

تاریخ طبری اور اربعین موذن میں ابوہریرہ سے روایت ہے۔ آپ نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ انا حرب لمن حاربکم وسلم لمن سالمکم میری اس سے جنگ ہے جس نے تم سے جنگ کی اور اس سے صلح ہے جس نے تم سے صلح کی۔ ابن مسعود نے کہا۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ میری اس سے دشمنی ہے جس نے تم سے دشمنی کی۔ اور میری اس سے صلح ہے جس نے تم سے صلح کی۔

خرکوشی نے لوامع میں تحریر کیا ہے۔ کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ جس نے پہلے میرے ساتھ لڑائی کی اور دوسری مرتبہ میرے اہل بیت سے لڑائی کی۔ وہ دجال کے ماننے والے ہیں۔

ابویعلی موصلی۔ خطیب تاریخی اور ابوبکر مردویہ طرق کثیر سے حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ مجھے ناکثین قاسطین اور مارقین سے لڑنے کا حکم دیا گیا

اکثر اصحاب حدیث نے شریک سے مطالبہ کیا۔ کہ آپ انھیں نبی صلعم کی دو حدیثیں بیان کریں۔ جس میں

رسول اللہ صلعم نے عمار سے کہا تھا۔ کہ تجھے باغی گروہ قتل کرے گا۔ یہ سن کر شریک نے ناراض ہو کر کہا۔ کہ تمہیں علم ہونا چاہیے۔ یہ بات علی علیہ السلام کے لئے فخر کا باعث نہیں ہے کہ اس کے ساتھ عمار قتل ہوں گے۔ بلکہ یہ بات عمار کے لئے باعث فخر ہے کہ وہ حضرت علی علیہ السلام کی معیت میں قتل ہوں گے۔ ابن مردویہ نے پندرہ طریقوں سے بیان کیا ہے۔ کہ امیر المومنین علیہ السلام نے صفین کی جنگ کے موقعہ پر فرمایا۔ خدا کی قسم مجھے ان سے جنگ کرنی لازمی ہو گئی تھی۔ اگر ایسا نہ کرتا تو اس چیز کے ساتھ کفر کرتا جو اللہ تعالیٰ نے محمد صلعم پر نازل کی تھی۔

ابو جعفر علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ آپ کی خدمت میں ان لوگوں کا ذکر کیا گیا۔ جنہوں نے علی علیہ السلام سے جنگ کی تھی۔ فرمایا۔ ان لوگوں نے بہت بڑا جرم کیا تھا۔ جنہوں نے رسول اللہ صلعم سے جنگ کی تھی۔ عرض کیا گیا۔ فرزند رسولؐ یہ کیسے؟ فرمایا۔ رسول اللہ صلعم سے جنگ کرنے والے جاہلیت پر موجود تھے۔ اور علیؑ سے جنگ کرنے والے قرآن کو پڑھتے تھے۔ اور اہل فضل کو پہچانتے تھے۔ انہوں نے جو کچھ ارتکاب کیا۔ بصیرت حاصل کرنے کے بعد کیا۔ عبدوس بن عبد اللہ ہمدانی۔ ابو بکر بن خوذک اصفہانی۔ شیرویہ دیلمی۔ موفق خوارزمی اور ابو بکر مردویہ اپنی اپنی کتابوں میں ایک حدیث ابو سعید خدری سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ! میں کن وجوہ کی بنا پر قوم سے جہاد کروں گا؟ آپ نے فرمایا وہ دین میں بدعتیں پیدا کریں گے ایک روایت میں ہے کہ اس وقت حق کے ساتھ کون ہوگا؟ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے علیؑ! حق تیرے ساتھ ہوگا اور تو حق کے ساتھ ہوگا۔ حضرت علی علیہ السلام نے عرض کیا پھر مجھے پرواہ نہیں ہے۔ جو میرے ساتھ ہو سو ہو۔

شیرویہ نے فردوس میں وہب بن صیفی اور اس کے علاوہ دوسرے زید بن ارقم سے روایت کی ہے دونوں کا بیان ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ میں تنزیل قرآن پر جہاد کرتا ہوں۔ اور علی علیہ السلام قرآن کی تفسیر پر جہاد کریں گے قرآن کی جن آیات سے استدلال کیا جا سکتا ہے وہ یہ ہے۔ وان طائفتان من المومنین اقتتلوا فاصلحوا بینھما فان بغت احدھما علی الاخری فقاتلوا التی تبغی حتی تفئی الی امر اللہ باغی وہ ہے جس نے امام کے ساتھ خروج کیا۔ اہل بغاوت سے جہاد کرنا واجب ہے جس طرح کہ مشرکین سے جہاد کرنا واجب تھا۔ ایمان کا اطلاق ان پر اس طرح ہے جس طرح اس آیت میں ہے۔ کہ یاایھا الذین امنوا باللہ ورسولہ یعنی وہ لوگ جو ایمان کا اظہار زبان سے کرتے ہو دل کے ساتھ بھی ایمان لے آؤ۔

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا کہ آپ کے نانا کہا کرتے تھے ۔ کہ ہمارے بھائیوں نے ہمارے خلاف بغاوت کر دی ہے ۔ آپ نے فرمایا کیا تم کتاب خدا کو نہیں پڑھتے ۔ والی عاد اخاھم ھودا ہم نے عاد کی طرف ان کے بھائی ہود کو بھیجا ۔ یہ لوگ بھی قوم عاد کی مثل تھے ۔ اللہ عزوجل نے ہود اور اس کے ساتھیوں کو نجات دی ۔ اور ہولے عظیم کے ذریعے عاد کو ہلاک کر دیا ۔ اس سے ثابت ہوتا ہے ایسے لوگوں کے بارے میں یہ آیت نازل ہوئی ہے ۔ یاایھا الذین امنوا من یرتد منکم عن دینہ الخ

اصبغ بن نباتہ کی حدیث میں ہے کہ ایک آدمی نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا کہ جن لوگوں سے ہم جہاد کر رہے ہیں ۔ ان کا اور ہمارا مسلک ایک ہے ۔ دعوت ایک ہے ۔ رسول ایک ہی ہے نماز ایک ہے اور حج ایک ہے ۔ پھر ہم لوگ ان کا کیا نام تجویز کریں ؟ آپ نے فرمایا ۔ ان کا نام وہی رکھو ۔ جو اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں رکھا ہے ۔ تلک الرسل فضلنا بعضھم علی بعض منھم من کلم اللہ ورفع بعضھم درجات وآتینا عیسی بن مریم البینات وایدناہ بروح القدس ولو شاء اللہ ما اقتتل الذین من بعدھم من بعد ما جاءتھم البینات ولکن اختلفوا فمنھم من امن ومنھم من کفر بعض رسولوں کو بعض پر فضیلت دی ہے بعض وہ ہیں جن سے اللہ عزوجل نے کلام کیا ۔ بعض کے درجات بلند کئے ۔ ہم نے عیسی بن مریم کو بینات عطا کئے روح القدس سے اس کی تائید کی ۔ اگر اللہ تعالی چاہتا تو بینات آنے کے بعد لوگ آپس میں نہ لڑتے لیکن وہ اختلاف میں پڑ گئے بعض ایمان لائے اور بعض نے کفر اختیار کیا ۔ جب اختلافات واقع ہو گیا ہے ۔ تو ہم خدا کی حقانیت ، نبی ، کتاب اور حق کو بہتر طور پر سمجھتے ہیں ۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا ۔ فاما نذھبن بک فانا منھم منتقمون اے محمد ! تم مکہ سے مدینہ جاؤ گے ۔ تو ہم ہیں مدینہ سے مکہ میں واپس لوٹائیں گے ۔ اور اہل مکہ سے علی علیہ السلام کے ذریعہ بدلہ لیں گے ۔ زمخشری نے خصائص میں ، صفوانی نے احن اور محن میں سدی ، کلبی عطا ۔ ابن عباس اعمش اور جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کی ہے کہ یہ آیت حضرت علی علیہ السلام کی شان میں نازل ہوئی ہے

ابن جریج مجاہد سے وہ ابن عباس اور سلمہ بن کہیل سے وہ عبد خیر اور جابر بن عبداللہ انصاری سے روایت کرتے ہیں ۔ بلکہ اتفاق اور اجماع سے روایت کیا ہے کہ نبی اکرم علیہ الصلوۃ والسلام نے حجۃ الوداع کے موقعہ پر خطبہ ارشاد فرمایا میں ایک گروہ کے ساتھ عمالقہ سے ضرور جہاد کروں گا جبرائیل نے آپ کی خدمت میں عرض کیا ۔ یا علی بن ابی طالب ان سے جہاد کریں گے ۔

ایک روایت میں جابر اور ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ نے فرمایا۔ کہ میں دیکھ رہا ہوں۔ کہ تم میرے بعد کافر ہو جاؤ گے۔ اور ایک دوسرے کی گردنیں اڑاؤ گے۔ خدا کی قسم اگر تم نے ایسا کیا۔ تو مجھے ایک گروہ کے ہمراہ پہچانو گے میں تمہارے چہرے تلوار سے اڑا دوں گا۔ گویا آنحضرت صلعم نے اپنے پیچھے کی طرف اشارہ کیا۔ پھر ہماری طرف متوجہ ہو کر فرمایا۔ یا علی (ایسا کام) سرانجام دیں گے۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔ فاما نذهبن بك وانا منتقمون یعنی ان سے علی علیہ السلام کے ذریعہ بدلہ لیں گے۔ پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ قل رب اما تریني ما یوعدون پھر یہ آیت نازل ہوئی۔ فاستمسك بالذی اوحی الیك اس چیز کو مضبوطی سے پکڑ جو تیری طرف وحی کی گئی ہے

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے امر کے بارے میں انك لعلی صراط مستقیم بے شک تم سیدھے راستے پر قائم ہو۔ بے شک علیؑ تیرے لئے اور تیری قوم کے لئے ذکر ہیں عنقریب تم لوگوں سے علی علیہ السلام کی محبت کے متعلق پوچھا جائے گا

ابو حرب بن اسود دؤلی حضرت عمر بن خطاب سے روایت کرتے ہیں۔ آپ نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب یہ آیت فاما نذهبن بك فانا منهم منتقمون نازل ہوئی تو آنحضرت صلعم نے فرمایا (انتقام لینے والے) علی بن ابی طالب ہوں گے۔ پھر فرمایا۔ مجھے اس بات سے جبرائیلؑ نے آگاہ کیا ہے۔ لیلۃ الہریر کے موقعہ پر ظہر عصر، مغرب اور عشاء کی نمازیں فوت ہو گئیں تھیں۔ نماز کے وقت صرف تکبیر، تہلیل، تسبیح، تحمید اور دعا کی آوازیں بلند ہوتی تھیں۔ حضرت نے اپنے اصحاب کو ان نمازوں کے اعادہ کا حکم نہیں دیا تھا امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام بھاگنے والے کا پیچھا نہیں کرتے تھے۔ اور نہ ہی زخمی کو قتل کرتے تھے۔ اور نہ ہی ان کے بچوں کو گرفتار کرتے تھے۔ ہاں ان کی عورتوں سے مناکحت اور ان کے مواریث سے منع نہیں فرماتے تھے۔

ابو علی جبائی کتاب الحکیمین میں تحریر کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے خوارج کی قوم کو گرفتار کیا تھا۔ کیوں کہ وہ لوگ مرتد ہو گئے تھے۔ علیان مجنون کوفہ میں مقیم تھا۔ اسے طحان کی دکان سے انس تھا۔ جب لڑکے جمع ہو کر اسے تکلیف دیتے۔ تو وہ کہتا تھا۔ جنگ کی بھٹی گرم ہو گئی۔ جہاد کرنا بہت اچھا ہے۔ میں اپنے معاملہ کو خوب جانتا ہوں۔ پھر اچکتا تھا اور ہمہمہ کرتا تھا۔ اور یہ شعر پڑھتا تھا۔

الیسنی سلاحی لا ابا لك انني   اری الحرب لا تزداد الا تمادیا

پھر ایک کانے پر سوار ہو جاتا اور یہ شعر پڑھتا۔

اشد علی الکتیبۃ لا ابالی　　احتفی کان فیھا ام سواھا

اپنے سامنے سے لڑکوں کو بھگا دیتا تھا۔ جب کوئی بچہ مل جاتا تو اسے زمین پر لٹا کر چڑھ بیٹھتا تھا اور کہتا تھا۔ مسلم کی شرمگاہ ہے۔ اور مومن کی غیرت ہے۔ اگر یہ باتیں حائل نہ ہوتیں۔ تو میں ضرور صفین کی جنگ کے روز عمرو بن عاص کی جان کو ضائع کر دیتا۔ پھر کہتا تھا میں تمہارے بارے میں امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی سیرت پر چلوں گا بھاگنے والے کا پیچھا نہیں کروں گا اور نہ ہی زخمی کو قتل کروں گا۔ پھر اپنی جگہ پر لوٹ کر آجاتا اور کہتا

انا الرجل الضرب الذی تعرفونہ

خشاش کراش الحیۃ المتوقد

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے بغض رکھنے کا سبب

ابن عمر نے حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا۔ کہ آپ سے قریش کس طرح محبت کریں۔ آپ نے تو بدر کی جنگ کے روز ان کے ستر سردار قتل کئے ہیں جن کے ناک ہونٹ سے پہلے پانی پر پہنچ جاتے تھے۔ امیرالمومنین علیہ السلام نے فرمایا

ما ترکت بدر لنا مذیقا　　ولا لنا من خلفنا طریقا

حضرت امام زین العابدین علیہ السلام اور ابن عباس سے پوچھا گیا کہ قریش علیؑ سے بغض کیوں رکھتے ہیں؟ فرمایا کیونکہ آپ نے قریش کے پہلے آدمی کو واصل جہنم کر دیا تھا۔ اور ان کے آخری کو ننگ و عار کے گڑھے میں اتار دیا تھا۔

معرفۃ رجال کشی میں تحریر ہے۔ کہ احمد بن حنبل امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے اس لئے بغض رکھتا تھا۔ کہ امیرالمومنین علیہ السلام نے اس کے دادا ذوالثدیہ کو نہروان کی لڑائی کے روز قتل کر دیا تھا۔

اصمعی کے دادا کا حضرت علی علیہ السلام نے چوری کرنے میں ہاتھ کاٹ دیا تھا یہی وجہ تھی کہ اصمعی حضرت امیر علیہ السلام سے بغض رکھتا تھا۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام اور سب

تفسیر ثعلبی میں ہے کہ اس آیت کا مطلب یہ ہے۔ قد کانت آیاتی تتلی علیکم فکنتم علی

اعقابکم تنکصون مستکبرین بہ سامرا تھجرون یعنی قریش کے ایک گروہ میں بیٹھ کر بکواس کرتے ہو حضرت علی بن ابی طالب اور نبی اکرم صلعم کو سب کرتے ہو۔ اور مسلمانوں میں بیٹھ کر ہذیان بکتے ہو۔

کتاب حلیۃ الاولیاء میں کعب بن عجزہ سے روایت ہے۔ کہ نبی صلعم نے فرمایا علیؑ کو گالیاں نہ دو۔ وہ اللہ کی ذات میں دیوانہ ہے۔

مسند موصلی میں ہے۔ کہ ام سلمہؓ نے فرمایا اے اصحاب! تم زندہ ہو اور رسول اللہ صلعم کو گالیاں دی جاتی ہیں ہیں (راوی) نے کہا ایسا کہاں ہوتا ہے؟ فرمایا کیا علی علیہ السلام کو گالیاں نہیں دی جاتیں۔ جو شخص علی علیہ السلام کو دوست رکھتا تھا۔ رسول اللہ صلعم اس کو دوست رکھتے تھے۔

طبری نے ولایت میں اور عکبری نے ابانہ میں تحریر کیا ہے کہ ابن عباس کا گذر ایک گروہ کے ساتھ ہوا۔ وہ حضرت علی علیہ السلام پر سب کر رہے تھے۔ کہا تم میں سے کون اللہ کو گالیاں دے رہا ہے؟ انہوں نے کہا کوئی ایسا نہیں ہے۔ کہا رسول اللہ کو کون گالیاں دے رہا ہے؟ اس بات سے بھی انھوں نے انکار کیا۔ کہا جناب علی کو کون گالیاں دے رہا ہے؟ انھوں نے کہا ہاں ایسا ہو رہا ہے۔ کہا میں نے رسول اللہ کو فرماتے ہوئے سنا ہے کہ جس شخص نے جناب علیؑ کو گالیاں دیں۔ اس نے مجھے گالیاں دیں۔ اور جس نے مجھے گالیاں دیں۔ اس نے اللہ عزوجل کو گالیاں دیں۔ اور جس نے اللہ عزوجل کو گالیاں دیں۔ وہ کافر ہو گیا۔

کسی انسان کو اسلام میں گالیاں دینے کی بنیاد معاویہ نے رکھی۔ اہل علم کے نزدیک یہ بات بالکل صحیح ہے کہ معاویہ نے منبروں پر حضرت علیؑ پر (معاذ اللہ) لعنت کا آرڈر جاری کیا۔ ابن عباس نے کہا افسوس ہے کہ اب یہ امر دین ہو گیا ہے جس کو چھوڑنے کا کوئی راستہ نہیں ہے۔ کیا معاویہ وہ شخص نہیں ہے جس نے رسول اللہ صلعم پر ظلم کیا۔ حضرت ابو بکر کو گالیاں دیں حضرت عمر پر عیب لگایا۔ اور حضرت عثمان کو چھوڑ دیا۔ ابن عباس نے معاویہ سے کہا کہ تم حضرت علی علیہ السلام کو منبروں پر گالیاں دیتے ہو۔ حالانکہ حضرت علی علیہ السلام وہ شخص ہیں جنہوں نے اپنی تلوار سے منبروں کی بنیاد ڈالی (اگر حضرت نہ ہوتے تو مسجدوں اور منبروں کا وجود نہ ہوتا)؟ معاویہ نے کہا میں اس حکم کو واپس نہیں لوں گا۔ حتی کہ اسی روش پر بوڑھا مر جائے گا جوان بوڑھے ہو جائیں اور بچے جوان ہو جائیں معاویہ کا یہ حکم خلیفہ عمر بن عبدالعزیز کے زمانے تک جاری رہا۔ عمر بن عبدالعزیز نے خطبہ میں جہاں حضرت علی علیہ السلام پر لعنت کی جاتی تھی۔ اس جگہ آیت ان اللہ یامر بالعدل والاحسان وایتاء ذی القربی الخ قرار دی۔

عمرو بن شعیب نے کہا کہ امت پر افسوس ہے کہ اس نے نماز جمعہ کو چھوڑ دیا۔ اور لعنت کو ترک

کر دیا۔ اور جس سے سنت ضائع ہو گئی۔

آغانی کا بیان ہے کہ جب سفاح خلافت پر متمکن ہوا۔ تو اس سے احمد بن یوسف نے کہا اگر تم معاویہ پر منبر پر لعنت کرنے کی بنیاد ڈالتے جس طرح اس نے جناب علی علیہ السلام پر لعنت کرنے کی بنیاد ڈالی تھی تو بہتر ہوتا۔ سفاح نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ اور لبید کے شعر کو بطور تمثیل پڑھا۔

فلما دعانی عامر لا سبھم ابیت وان کان ابن علیاء ظالماً

جب عامر نے مجھے ان پر سب کرنے کو کہا تو میں نے اس سے انکار کر دیا۔ اگرچہ ابن علیاء بڑا ظالم تھا۔

قیامت کے دن امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے درجات

زرارہ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ لھم البشریٰ فی الحیوۃ الدنیا آپ نے فرمایا یعنی محمد صلعم اور علی علیہ السلام موت کے وقت انسان کو بشارت دیں گے۔

فضل بن یسار حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اور امام محمد باقر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ اس وقت تک روح کا جسم کو چھوڑنا حرام ہوتا ہے۔ جب تک محمدؐ۔ علیؑ۔ حسنؑ اور حسینؑ کو نہ دیکھ لے۔ تاکہ ان کی آنکھیں ٹھنڈی ہوں [1]

حافظ ابو نعیم باسناد خود ہنشابہ جملی سے وہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ اور شعبی اور ہمارے اصحاب کی ایک جماعت نے حارث اعور سے وہ حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے فرمایا مجھ سے محبت کرنے والا بندہ اس وقت تک نہیں مرتا۔ جب تک مجھے اپنی محبت کی حیثیت سے نہ دیکھ لے۔ اور مجھ سے بغض رکھنے والا انسان اس وقت تک نہیں مرتا جب تک مجھے اس حیثیت سے نہ دیکھ لے (جسے وہ ناپسند کرتا ہے)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے پوچھا گیا کہ مرنے کے وقت انسان کی آنکھوں میں آنسو کیوں آتے ہیں آپ نے فرمایا۔ رسول اللہ صلعم کو دیکھتا ہے اور وہ چیز دیکھتا ہے جو اسے خوش کرتی ہے۔

سید حمیری مداح اہل بیتؑ کی موت کے وقت آپ کے چہرے پر ایک سیاہ نکتہ نمودار ہوا۔ بڑھتے بڑھتے اس نے آپ کے تمام چہرے کو گھیر لیا۔ وہ شیعہ جو اس وقت آپ کے پاس موجود تھے غمگین ہوئے ناصبی خوش ہونے

---

[1] آنکھیں صرف ٹھنڈی ہوں گی مدعیٰ کی ۱۲ مترجم

لگے۔ پھر اس سیاہ نکتے کی جگہ سے ایک روشنی ظاہر ہوئی جس سے آپ کا تمام چہرہ سفید ہو گیا۔ اور یہ اشعار اس وقت بیان کئے ؎

کذب الزاعمون ان علیا — لم ینج محبہ من ھنات

ان لوگوں کا خیال جھوٹا ہے۔ کہ جناب علیؑ اپنے دوست کو تکلیف سے نجات نہیں دلاتے

کذبوا قد دخلت جنۃ عدن — وعفانی الالہ عن سیأتی

وہ لوگ جھوٹے ہیں میں تو جنت عدن میں داخل ہو چکا ہوں۔ میرے گناہ اللہ نے بخش دیئے ہیں۔

فابشروا الیوم اولیاء علی — وتولوا الوصی حتی الممات

جناب علیؑ کے دوستو خوش ہو جاؤ۔ وصی سے مرتے دم تک محبت کرو۔

ثم من بعدہ تولوا بنیہ — واحدا بعد واحد بالصفات

یکے بعد دیگرے صفات کے ساتھ آپ کے فرزندوں سے محبت کرو۔

احب الذی من مات من اھل ودہ — تلقاہ بالبشری لدی الموت یضحک

میں اس کو دوست رکھتا ہوں جو آپ کی مودت والا مرتا ہے۔ وہ موت کے وقت آپ سے بشارت پایا ہے اور ہنستا ہے۔

ومن کان یھوی من غیرہ — فلیس لہ الا الی النار مسلک

جو کسی اور کو دوست رکھتا ہے وہ جہنم کا راستہ پکڑتا ہے۔

پھر کہنے لگا۔ اشھد ان لا الہ الا اللہ حقا حقا واشھد ان محمدا رسول اللہ صدقا صدقا۔ واشھد ان علیا ولی اللہ رفقا رفقا

پھر خود بخود اپنی آنکھیں بند کر لیں آپ کی روح اس طرح پرواز کر گئی جس طرح بتی بجھ جائے۔ یا سنگریزہ گر پڑے۔

سید مرتضیٰ (علم الہدیٰ) نے کہا۔ کہ انبیاء اور اوصیاء جسم رکھتے ہیں۔ وہ موت کے وقت ہر انسان کو کس طرح دیکھ سکتے ہیں۔ ایک جسم ایک ہی وقت میں مختلف مقامات پر کیسے جا سکتا ہے؟ اہل بیت کے آنے کا مطلب یہ ہے کہ انسان کو اہل بیت کی محبت اور اہل بیت سے انحراف کا نتیجہ معلوم ہو جائے۔ اہل بیت کا محب موت کے وقت وہ چیز دیکھتا ہے جو اس بات پر دلالت کرتی ہے کہ وہ اہل جنت میں سے ہے۔

کتاب شیرازی میں تحریر ہے کہ سفیان بن عینیہ زہری سے وہ ابوسلمہ سے وہ ابوہریرہ سے اس بات کے بارے میں روایت کرتے ہیں یثبت اللہ الذین امنوا بالقول الثابت اللہ آسمان والوں کو قول ثابت پر قائم رکھے گا۔ یعنی دنیا میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ پر قائم رکھے گا۔ پھر کہا و فی الاخرۃ (اور آخرت میں بھی ثابت رکھے گا) کا مطلب یہ ہے کہ یہ بات قبر میں واقع ہوگی۔ کہ جب انسان قبر میں داخل ہوگا تو دو زشت رو اور کریہ المنظر فرشتے اس کے پاس آئیں گے۔ قبر کو اپنے دانتوں سے کھود دیں گے ان کی آواز کڑکتے ہوئے رعد کی مانند ہوگی اور ان کی آنکھیں چندھیانے والی بجلی کی طرح۔ ہر ایک کے ہاتھ میں لوہاروں کے ہتھوڑے کی طرح ایک ہتھوڑا ہوگا۔ اس میں تین سو ساٹھ گرہیں ہوں گی۔ اور ہر گرہ میں تین سو ساٹھ حلقے ہوں گے۔ اور ہر حلقے کا وزن تمام کے دنیا کے لوہے کے برابر ہوگا۔ اور اگر تمام اہل زمین اور اہل آسمان مل کر اس کو اٹھانا چاہیں۔ تو نہیں اٹھا سکیں گے اور یہ ہتھوڑا ان کے ہاتھوں میں ہوگا۔ اور انھیں مچھر کے پر سے بھی زیادہ ہلکا معلوم ہوگا۔ یہ دونوں فرشتے قبر میں میت کے پاس آئیں گے۔ اور اسے قبر میں بٹھادیں گے۔ اور اس سے سوالات شروع کریں گے۔

فرشتے ——— (مومن سے) تیرا رب کون ہے؟

مومن ——— اللہ میرا رب ہے۔

فرشتے ——— تیرا نبی کون ہے؟

مومن ——— محمدؐ میرے نبی ہیں۔

فرشتے ——— تیرا قبلہ کون ہے۔

مومن ——— کعبہ میرا قبلہ ہے۔

فرشتے ——— تیرا امام کون ہے؟

مومن ——— علی بن ابی طالب علیہ السلام میرے امام ہیں۔

فرشتے ——— (شاباش) تم نے صحیح کہا۔

پھر سفیان نے بیان جاری رکھتے ہوئے کہا۔ ویضل اللہ الظالمین کا مطلب یہ ہے کہ قبر میں علی ابن ابی طالب کی ولایت سے بھٹک جائیں گے۔ سفیان بن عینیہ نے کہا کہ جس شخص نے ابن عباس سے روایت کی ہے۔ کہ مومن کہے گا۔ قرآن میرا امام ہے تو اس نے بھی ٹھیک کہا کیوں کہ اللہ عز وجل نے علی علیہ السلام کی امامت قرآن میں بیان کی ہے۔

عبدالرزاق معمر ابن قتادہ سے وہ انس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے نبی اکرم صلعم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا۔ من جاء بالحسنۃ فلہ خیر منھا وھم من فزع یومئذ امنون اے انس میں پہلا شخص ہوں گا جس سے قیامت کے روز زمین شگافتہ ہوگی۔ میں زمین سے باہر نکلوں گا۔ مجھے جبرائیل بہشت کے سات حلے پہنائیں گے جن کا طول مشرق اور مغرب کے درمیان کا فاصلہ ہوگا۔ میرے سر پر کرامت کا تاج رکھ دیا جائے گا۔ اور جمال کی چادر۔ مجھے براق پر سوار کر دے گا۔ اور لوا الحمد دے گا جس کا طول ایک لاکھ سال چلنے کی راہ ہوگا۔ جس میں تین سو ساٹھ سفید ریشم کے حلے ہوں گے۔ اس پر یہ عبارت تحریر ہوگی۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ علی ابن ابی طالب ولی اللہ میں اس کو اپنے ہاتھوں سے لوں گا۔ میں اپنے دائیں بائیں دیکھوں گا۔ لیکن مجھے کوئی دکھائی نہیں دے گا۔ میں رو پڑوں گا اور کہوں گا اے جبرائیل میرے اہل بیت اور اصحاب کے ساتھ کیا ہوا ہے کہے گا۔ اے محمدؐ اللہ تعالیٰ نے سب سے پہلے آج آپ کو زندہ کیا ہے۔ دیکھو تیرے بعد اللہ تعالیٰ تیرے اہل بیت اور اصحاب کو کس طرح زندہ کرتا ہے۔ سب سے پہلے جو شخص اپنی قبر سے باہر تشریف لائے گا۔ وہ امیرالمومنین حضرت علی بن ابی طالب علیہ السلام ہوں گے۔ جبرائیل آپ کو جنت کے حلے پہنائیں گے۔ آپ کے سر پر وقار کا تاج اور کرامت کی چادر رکھیں گے۔ اور آپ کو میری غضبا اونٹنی پر سوار کریں گے۔ انہیں لوا الحمد دیں گے آپ میرے سامنے اسے اٹھائیں گے۔ ہم تمام لوگ آکر عرش کے نیچے قیام کریں گے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا۔ میرے بعد تم سب سے پہلے شخص ہو گے جس سے زمین شگافتہ ہوگی۔

ابوبکر بن ابی شیبہ ابن فضیل سے وہ اعمش سے وہ ابوصالح سے وہ ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ واقسموا باللہ جھد ایمانھم لا یبعث اللہ من یموت کہا یہ علی بن ابی طالب کے بارے میں کہتے تھے

امالی ابن خشیش تمیمی تاریخ بغداد اور ابانہ عکبری میں علیم کندی سلیمان سے روایت کرتے ہیں۔ شیرویہ فردوس میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ ایک روایت میں لوگوں کی ایک جماعت اسماعیل بن کہیل سے وہ اپنے باپ سے وہ ابوصادق سے وہ سلمان سے روایت کرتے ہیں۔ اس امت میں سب سے پہلا شخص اپنے نبی کے پاس وارد ہونے والا قیامت کے روز وہ سب سے پہلے اسلام لانے والے علی بن ابی طالب علیہ السلام ہوں گے۔ میں نے یہ بات تمہارے نبی کو فرماتے ہوئے سنی ہے۔ تاریخ بغداد میں ابن عباس سے روایت ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے علیؑ کے ہاتھ کو پکڑے ہوئے فرمایا۔ یہ وہ شخص ہیں جو سب سے پہلے قیامت کے روز میرے ساتھ مصافحہ کریں گے

روایت ہے کہ حضرت نبی اکرم صلعم قیامت کے روز اس شان سے آئیں گے۔ کہ آپ نے حضرت علی علیہ السلام پر سہارا کیا ہو گا۔ حلیتہ الاولیاء میں سلمان بن عبداللہ تستری باسناد خود خدری سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ کہ علیؑ کو پانچ خصوصیات عطا ہوئے ہیں (۱) میری شرمگاہ چھپائیں گے۔ (۲) میرا قرض ادا کریں گے۔ (۳) میدان قیامت میں میرا تکیہ ہوں گے (۴) حوض کوثر پر میرے مددگار ہوں گے (۵) مجھے علی کے بارے میں ایمان لانے کے بعد کفر، شادی شدہ ہونے کے بعد زنا کا خوف نہیں ہے۔

آیت عالیہم ثیاب سندس خضر واستبرق کے تحت طبری تاریخی باسناد خود ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ قیامت کے روز سب سے پہلے حضرت ابراہیم علیہ السلام کو اپنی خلعت کی۔ اور مجھے اپنی صفوت کی پوشاک پہنائی جائے گی۔ علی بن ابی طالب نہایت شان و شوکت سے میرے اور ابراہیمؑ کے درمیان سے بہشت میں جائیں گے

سعید بن جبیر ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ قیامت کے روز سب سے پہلے ابراہیم علیہ السلام اللہ عزوجل کی طرف سے خلعت کا لباس پہنائے جائیں گے۔ پھر محمد صلعم کو کہ آپ صفوۃ اللہ ہیں پھر علی علیہ السلام کو دولہا کی طرح سجا کر جنت کی طرف بھیجا جائے گا۔ پھر ابن عباس نے اس آیت کو پڑھا۔ یوم لا یخزی اللہ النبی والذین امنوا معہ اس دن کو یاد کرو۔ جس دن اللہ اپنے نبی اور ان لوگوں کو رسوا نہیں کرے گا جو آپ کے ساتھ ایمان لائے۔ ابن عباس نے کہا۔ اس سے مراد علی علیہ السلام اور آپ کے اصحاب ہوں گے

شرف المصطفیٰ میں خرکوشی نے زاذان سے آپ علی بن ابی طالب سے روایت کی ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ کہ تم اس بات پر راضی نہیں ہو کہ ابراہیم خلیل اللہ کو قیامت کے روز بلایا جائے گا۔ آپ عرش کی داہنی جانب قیام فرما ہوں گے۔ اور آپ کو لباس پہنایا جائے گا۔ پھر مجھے بلایا جائے گا۔ اور مجھے لباس پہنایا جائے گا۔ پھر تم کو بلا کر لباس پہنایا جائے گا۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ علیؑ پہلے شخص ہیں۔ جن کو میرے ساتھ لباس پہنایا جائے گا۔

مقاتل، ضحاک، عطاء، اور ابن عباس نے اس آیت کے تحت تحریر کیا ہے ومنھم من یستمع الیک یعنی یہ لوگ منافق ہوں گے۔ اور تم اپنے منبر پر خطبہ فرما ہوں گے۔ کہ علی بن ابی طالب قیامت کے روز

لواالحمد کو اٹھانے والے ہوں گے۔ جب منافق یہ بات سن کر تیرے ہاں سے باہر جائیں گے۔ تو الگ ہو کر آپس میں مذاق کے طور پر کہیں گے۔ کہ ابھی ابھی منبر پر محمد صلعم نے کیا کہا ہے۔ ایسا معلوم ہو گا۔ کہ انہوں نے بات کو سنا نہیں ہے پھر کہا۔ اولیئک الذین طبع اللہ علی قلوبھم یہ وہ لوگ ہوں۔ جن کے دلوں پہ اللہ تعالیٰ نے مہر لگا دی ہے۔

ابوالفتح حفار باسنا دخود جابر اور ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلعم سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا۔ وعد اللہ الذین امنوا وعملوا الصالحات منھم مغفرۃ واجراً عظیماً فرمایا۔ جب قیامت کا روز ہو گا۔ ایک سفید نور کا جھنڈا باندھا جائے گا۔ ایک ندا دینے والا ندا دے گا۔ کہ سید المومنین اور آپ کے ساتھ وہ لوگ اٹھیں جو بعثت محمد صلعم کے بعد ایمان لائے۔ حضرت علی قیام فرما ہوں گے۔ سفید نور کا جھنڈا آپ کے ہاتھ میں دے دیا جائے گا۔ اس جھنڈے کے نیچے تمام سابقین اولین مہاجر اور انصار موجود ہوں گے۔ ان کے علاوہ اور کوئی نہیں ہو گا۔ آپ رب العزت کے نور سے بنے ہوئے منبر پر تشریف فرما ہوں گے۔ المنتہی فی الکمال میں ابن طباطبا روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ کہ آدمؑ اور آدمؑ کے علاوہ انبیاء، قیامت کے روز میرے جھنڈے کے نیچے ہوں گے۔ جب اللہ لوگوں میں حکم کرے گا۔ تو امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام جنت کی ایک اونٹنی پر سوار ہو کر جھنڈے کو لے کر اعلان کریں گے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ مخلوق جھنڈے کے نیچے سے روانہ ہو کر بہشت میں داخل ہو گی۔

اعتقاد اہل سنت میں ہے۔ کہ جابر بن سمرہ نے کہا۔ یا رسول اللہ آپ کے جھنڈے کو کون اٹھائے گا؟ آپ نے ارشاد فرمایا۔ قیامت کے روز وہی اٹھائے گا جو دنیا میں اسے اٹھاتا رہا ہے۔ وہ علیؑ بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔

اربعین خطیب میں اور فضائل احمدیہ میں ہے کہ نبی صلعم نے فرمایا جناب آدم اور اللہ کی تمام مخلوق قیامت کے روز میرے جھنڈے کے سائے میں ہو گی جس کا طول ایک ہزار سال کی راہ چلنے کے برابر ہو گا۔ جس کی شان سرخ یاقوت کی ہوگی۔ جس کی لکڑی سفید چاندی کی ہو گی۔ جس پہ سبز موتی جڑے ہوتے ہوں گے۔ جس کے تین پھریرے ہوں گے۔ ایک مشرق میں ایک مغرب میں اور ایک دنیا کے درمیان اس پر تین سطریں تحریر ہوں گی۔ پہلی سطر میں بسم اللہ الرحمن الرحیم دوسری سطر میں الحمد للہ رب العالمین اور تیسری سطر میں لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ ہر سطر کا طول ایک ہزار سال کی راہ چلنے کے

برابر۔ اور عرض بھی ایک ہزار سال کی راہ چلنے کے برابر۔ پھر تم میرے جھنڈے کو لے کر چلو گے اے علیؑ حسنؑ تمہارے دائیں جانب اور حسینؑ بائیں جانب ہوں گے۔ پھر تم میرے اور حضرت ابراہیمؑ کے سامنے آ کر عرش کے سائے کے نیچے ٹھہر جاؤ گے۔ پھر تمہیں جنت کا سبز حلہ پہنایا جائے گا۔ پھر عرش کے تلے ایک ندا کرنے والا ندا کرے گا: تیرا بہترین باپ ابراہیم ہے۔ اور تیرا بہترین بھائی علیؑ ہے۔

ابو رضی حسینی راوندی باسناد خود نبی صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ جب قیامت کا روز ہو گا۔ تو میرے پاس جبرئیلؑ لواء الحمد لے کر آئیں گے۔ اور وہ ستر ٹکڑوں سے بنا ہوا ہو گا۔ ہر ایک ٹکڑا سورج اور چاند سے چوڑا ہو گا۔ میں بارِ قدس کے ایک منبر پر رضوان کی کرسی پر بیٹھا ہوا ہوں گا۔ جھنڈے کو لے کر میں علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حوالے کر دوں گا۔

حضرت عمر ــــ (تعجب ہے) یا رسول اللہ صلعم جناب علیؑ میں اس قدر طاقت کہاں سے آ جائے گی؟

رسول اللہ صلعم ــــ جب قیامت کا روز ہو گا۔ تو اللہ عزوجل علیؑ کو جبرئیل کی قوت کے برابر قوت عطا کرے گا۔ اور حضرت آدم علیہ السلام کے نور کے برابر نور عطا کرے گا۔ حلم رضوان کے حلم کے برابر۔ اور خوبصورتی یوسفؑ کی خوبصورتی کے برابر۔

ابو علا ہمدانی باسناد خود جابر بن عبداللہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ میں نے رسول اللہ صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ انبیاء اور صدیقین کے سامنے سب سے پہلے جنت میں علی بن ابی طالب علیہ السلام داخل ہوں گے۔

ابو دجانہ نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ کہ آپ یوں کیوں نہیں فرماتے کہ جب تک آپ جنت میں داخل نہ ہوں گے اس وقت تک جنت میں انبیاء کا داخلہ حرام ہو گا۔ اور جب تک آپ کی اُمت جنت میں داخل نہ ہو گی۔ اس وقت تک اور امتوں پر داخلہ جنت حرام ہو گا۔ رسول پاک صلعم نے فرمایا۔ ہاں ہے تو ایسا ہی۔ کیا تجھے علم نہیں ہے کہ لواء الحمد کو اٹھانے والے ان لوگوں کے امام ہوں گے۔ قیامت کے روز علی بن ابی طالبؑ میرے سامنے لواء الحمد اٹھانے والے ہوں گے۔ اس کو لے کر جنت میں داخل ہوں گے۔ اور میں اس کے پیچھے ہوں گا۔

ابو ہریرہ نبی اکرم صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام قیامت کے روز جنت کی اونٹنی پر سوار ہو کر آئیں گے۔ اور آپ کے ہاتھ میں لواء الحمد ہو گا۔ اہل موقف کہیں گے۔ یہ کوئی ملک مقرب ہے یا نبی مرسل ہے۔ منادی اعلان کرے گا۔ یہ صدیق اکبر علی بن ابی طالب ہیں۔

ابو عبداللہ سے روایت ہے۔ کہ قیامت کے روز جب فلاں اور فلاں علی علیہ السلام کی منزلت کو دیکھیں گے۔

اور اللہ تعالیٰ لواالحمد رسول اللہ صلعم کے حوالے کرے گا۔ جس کے نیچے تمام نبی مرسل اور ملک مقرب ہوں گے۔ اور رسول اللہ صلعم لواالحمد کو علی علیہ السلام کے حوالے کریں گے۔ تو سیئت وجوہ الذین کفروا وقیل ھذا الذی کنتم بہ تدعون یعنی علیؑ کے نام امیر المومنین کو اپنے ساتھ چسپاں کرتے تھے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی آخرت میں سواری وغیرہ کا بیان

قولہ تعالیٰ وحلوا اساور من فضۃ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اے علی! جب قیامت کا روز ہوگا۔ تم نور کی اونٹنی پر لائے جاؤ گے تمہارے سر پر تاج ہوگا جس کا نور روشن ہوگا۔ قریب ہوگا کہ اہل موقف کی آنکھیں خیرہ ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ کی طرف سے ندا آئے گی محمد رسول اللہ کے خلیفہ کہاں ہیں۔ تم کہو گے میں یہاں موجود ہوں۔ منادی ندا دے گا۔ اپنے دوست کو جنت میں اور اپنے دشمن کو جہنم میں داخل کرو۔ وانت قسیم الجنۃ والنار تم نار و جنت کی تقسیم کرنے والے ہو۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ اللہ عزوجل کی طرف سے ندا آئے گی۔ اے گروہ مخلوق یہ علی بن ابی طالب علیہ السلام ہیں۔ زمین میں اللہ کے خلیفہ ہیں اور بندوں پر اللہ کی حجت ہیں جس نے دنیا میں اس کی رسی کو پکڑا تھا۔ اسے چاہیئے کہ آج بھی آپ کی رسی کو پکڑے۔ اور آپ کے نور کی روشنی سے روشنی حاصل کرے بہشتوں کے اعلیٰ درجوں میں آپ کے پیچھے جائے گا۔

فلکی مفسر نے کہا ہے۔ کہ آیت اخوانا علی سرر متقابلین کے بارے میں حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا یہ ہم لوگوں کی شان میں نازل ہوئی ہے بخدا کی قسم اہل بدر کی شان میں نازل ہوئی ہے اور حضرت کی شان میں یہ آیت نازل ہوئی ہے۔ متکئین علی الارائک۔

طبری اور خرکوشی نے اپنی اپنی کتب میں تحریر کیا ہے۔ کہ سلمان فارسی نے کہا کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ کہ جب قیامت کا روز ہوگا۔ تو میرے لئے عرش کے دائیں جانب سرخ یاقوت کا قبہ نصب کیا جائے گا۔ اور عرش کے بائیں جانب حضرت ابراہیمؑ کے لئے سبز رنگ کا قبہ نصب کیا جائے گا۔ اور ان دونوں قبوں کے درمیان سفید موتیوں کا قبہ علی بن ابی طالب کی خاطر نصب ہوگا۔ تمہارے اس حبیب کے بارے میں کیا گمان ہے جو دو خلیلوں کے درمیان ہوگا۔

ابوالحسن دارقطنی۔ ابونعیم اصفہانی صحیح اور حلیہ میں سفیان بن عینیہ سے اور وہ انس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ کہ جب قیامت کا روز ہوگا۔ میرے لئے ایک منبر نصب ہوگا۔ جس کا طول تیس میل ہوگا۔ پھر عرش

کے وسط سے ایک منادی ندا دے گا۔ محمدؐ کہاں ہیں؟ میں جواب دوں گا۔ مجھے کہا جائے گا اوپر چڑھ آؤ۔ میں اس کی اوپر والی جگہ پر پہنچ جاؤں گا۔ دوسری مرتبہ اعلان ہوگا۔ علی بن ابی طالبؑ کہاں ہیں؟ آپ ایک درجہ مجھ سے نیچے بیٹھ جائیں گے۔ تمام مخلوق جان لے گی کہ محمدؐ سید المرسلین ہیں اور علی سید الوصیین ہیں۔ ایک شخص نے کھڑے ہو کر عرض کیا۔ یارسول اللہ اس کے بعد جو شخص علیؑ سے بغض رکھے گا۔ اس کا کیا حشر ہوگا؟ فرمایا۔ اے بھائی انصار قریش میں آپ سے ولد الزنا اور انصار میں سے یہودی اور عرب میں زنا زادہ آپ سے بغض رکھے گا۔ اور تمام لوگوں میں بدبخت آپ سے بغض رکھے گا۔

ابن مسعود کی روایت میں ہے۔ کہ عورتوں میں سلقلقیہ عورت آپ سے بغض رکھے گی۔ آیت اولئک الذین انعم اللہ علیہم من النبیین والصدیقین والشہداء والصالحین وحسن اولئک رفیقاً کے تحت عبداللہ بن حکیم بن جبیر حضرت علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آپ نے نبی اکرم صلعم سے پوچھا۔ کیا ہم اپنے ارادے کے مطابق آپ کو جنت میں دیکھ سکیں گے۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ ہر نبی کا رفیق وہ شخص ہوتا ہے۔ جو اس کی امت میں سے سب سے پہلے اس پر ایمان لایا ہو۔ اس وقت یہ آیت نازل ہوئی۔

عباد بن صہیب جعفر بن محمد سے آپ اپنے باپ آپ کا باپ آپ کے دادا سے وہ نبی اکرم صلعم سے ایک حدیث روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ آپ کے اور فردوس اعلے کے درمیان کتنا فاصلہ ہوگا۔ فرمایا۔ جتنا ایک انگلی سے دوسری انگلی تک فاصلہ ہوتا ہے یا اس سے بھی کم۔ میں اپنے رب کے نور کے عرش کے تخت پر بیٹھا ہوا ہوں گا۔ علیؑ ایک کرسی پر بیٹھے ہوں گے۔ جو اللہ کی کرسی کے نور سے ہوگی۔ یہ معلوم نہیں ہو سکے گا۔ کہ ہم میں سے کون اپنے رب عزوجل کے نزدیک ہے۔

سدی کلبی سے وہ ابو صالح سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ فاما ان کان من المقربین کی آیت علی بن ابی طالب اور آپ کے اصحاب کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

اعمش سعید بن جبیر سے وہ ابن عباس سے اور خطیب اپنی تاریخ میں ابن ابی لہیعہ سے وہ جعفر بن ربیعہ سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ اور امام رضا علیہ السلام اپنے آبا علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں۔ اور حدیث کے الفاظ وہ ہیں جو امام علیہ السلام نے بیان کئے ہیں۔ یہ تمام حضرات نبی اکرم صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ قیامت کے روز ہمارے سوا کوئی شخص سوار نہیں ہوگا۔ اور ہم چار آدمی ہوں گے۔ میں براق گھوڑے پر سوار ہوں گا۔ اور میرا بھائی صالح اس اونٹنی پر سوار ہوگا۔ جس کی کوچیں کاٹ ڈالی گئی تھیں۔ اور میرے چچا حمزہ غضبیا اونٹنی پر سوار ہوں گے۔ اور

میرا بھائی علی بن ابی طالب جنت کی اونٹنی پر سوار ہوگا۔ آپ کے ہاتھ میں لواالحمد ہوگا۔ عرش کے سامنے کھڑے ہو کر اعلان کریں گے۔ لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

یہ سن کر آدمی کہیں گے یہ کوئی ملک مقرب ہے۔ یا نبی مرسل ہے۔ یا رب العالمین کے عرش کا اٹھانے والا ہے۔ ان لوگوں کو عرش کے درمیان سے ایک فرشتہ جواب دے گا۔ کہ نہ یہ ملک مقرب ہے نہ نبی مرسل اور نہ ہی حامل عرش ہے۔ بلکہ یہ صدیق اکبر ہیں یہ علی بن ابی طالب ہیں۔

خطیب نے اپنی تاریخ میں باسناد خود ابوہریرہ سے روایت کی ہے۔ اور ابوجعفر طوسی امالی میں باسناد خود ہارون رشید سے وہ حمیدی سے وہ منصور سے وہ محمد بن علی سے وہ عبداللہ بن عباس سے ان دونوں راویوں نے امیر حمزہ کا ذکر نہیں کیا۔ بلکہ اس کی جگہ جناب فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کا ذکر کیا ہے۔

تفسیر ابوصالح میں ابن عباس سے اس آیت کے بارے میں روایت ہے۔ ان الابرار لفی نعیم علی الارائک ینظرون تا متقبلون کہ یہ آیت علیؑ فاطمہؑ حسنؑ اور حسینؑ حمزہؓ اور جعفرؓ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ اس آیت میں ان حضرات کی فضیلت روشن ہے۔

زجاج۔ مقاتل۔ کلبی۔ ضحاک۔ سدی۔ نیشری اور ثعلبی بیان کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی علیہ السلام مسلمانوں کے ایک گروہ مثلاً سلمان۔ ابوذر۔ بلال۔ خباب اور صہیب کے ساتھ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا ہے۔ ابوجہل اور منافقین نے ان کا تمسخر اڑایا اور ہنسنے لگے۔ پھر اپنے ساتھیوں سے کہنے لگے۔ کہ ہم ایک اصلع کو دیکھ کر ہنس پڑے۔ اس بارے میں یہ آیت نازل ہوئی۔ ان الذین اجرموا کانوا من الذین امنوا یضحکون الخ یعنی آج ایمان والے لوگوں پر جو علی علیہ السلام اور آپ کے اصحاب ہیں۔ ان پر کفار یعنی ابوجہل اور اس کے ساتھی ہنس پڑے جب علی علیہ السلام اور اس کے ساتھی انہیں دیکھیں گے۔ تو وہ جہنم میں ہوں گے۔ اور یہ جنت کے تختوں پر بیٹھ کر ان کا نظارہ کریں گے۔

کتاب ابوعبداللہ مرزجانی میں ہے۔ کہ ابن عباس نے کہا۔ فالذین امنوا سے علی بن ابی طالب مراد ہیں۔ والذین کفروا سے منافق قریش مراد ہیں۔

اصبغ بن نباتہ اور زید بن علیؑ سے روایت ہے کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں پوچھا گیا۔ وعلی الاعراف رجال اور اس بارے میں امام جعفر صادق علیہ السلام سے بھی پوچھا گیا اور حدیث کے الفاظ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے ہیں۔ فرمایا۔ ہم وہ لوگ ہیں۔ جو صراط پر موجود ہوں گے۔ جو بہشت

اور دوزخ کے درمیان ہوگا۔ جو ہم کو جانتا ہوگا۔ اور ہم اس کو جانتے ہوں گے۔ تو وہ جنت میں داخل ہوگا۔ اور ہمیں نہ جانتا ہوگا۔ اور ہم اسے نہ جانتے ہوں گے۔ تو وہ دوزخ میں ڈالا جائے گا۔

ابانہ عکبری کشف ثعلبی اور تفسیر قشیری میں ابو اسحاق عاصم بن سلیمان حضر سے وہ جویریہ بن سعید سے وہ ضحاک سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ اعراف ایک جگہ ہے جو پل صراط سے اونچی ہے اس پر عباس حمزہ علی بن ابی طالب اور جعفر ذوالجناحین تشریف فرما ہوں گے۔ اپنے دوستوں کو ان کے چہرے کی سفیدی سے اور اپنے دشمنوں کو ان کے چہرے کی سیاہی سے پہچانیں گے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے علی علیہ السلام سے فرمایا۔ اے علی! تم اور تیری اولاد میں سے جو اوصیاء ہوں گے اعراف اللہ ہیں۔ جو جنت اور دوزخ کے درمیان ہوگا۔ جنت میں صرف وہ شخص داخل ہوگا۔ جو تمہیں جانتا ہوگا۔ اور آپ حضرات اس کو جانتے ہوں گے۔ اور دوزخ میں وہ آدمی داخل ہوگا۔ جو تمہیں نہ جانتا ہوگا اور آپ حضرات اسے نہ جانتے ہوں گے۔

سفیان بن مصعب عبدی نے حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے اعراف کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ وہ آل محمد کے بارہ اوصیاء ہیں۔ اللہ عز وجل کی معرفت صرف وہ شخص رکھتا ہے۔ جو ان کی معرفت رکھتا ہے۔ عرض کیا میں آپ پر قربان ہو جاؤں۔ اعراف کیا چیز ہے؟ فرمایا مشک کے گھوڑے ہوں گے جن پر رسول اللہ اور اوصیاء سوار ہوں گے۔ اور ہر ایک انسان کو اس کی پیشانی سے پہچانتے ہوں گے۔ اہل سنت کا یہ خیال ہے کہ جو لوگ جنت اور دوزخ کے مستحق نہ ہوں گے۔ وہ اعراف میں ہوں گے۔ یہ بات قطعاً محال ہے۔ اللہ عز وجل نے آخرت میں دو گھروں کے سوا اور کوئی چیز مقرر نہیں کی ثواب کی جگہ یا عذاب کا ٹھکانا۔ اور اصحاب اعراف کی یہ پوزیشن کیسے ہو سکتی ہے۔ جس کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے آگاہ کیا ہے کہ وہ اس روز لوگوں کو ان کی پیشانیوں سے پہچان لیں گے۔ اور دوزخ والوں کے گناہ سے مطلع ہوں گے۔ اور ان سے کہیں گے ما اغنی عنکم جمعکم تمہارا اکٹھ تمہیں کوئی فائدہ نہیں دے گا۔ اور اصحاب جنت کو آواز دیں گے۔ ان سلام علیکم تم پر سلامتی ہو۔

ابان بن عیاش انس سے اور کلبی اور ابو صالح سے اور شعبہ قتادہ سے اور حسن جابر سے اور ثعلبی ابن عباس سے اور ابو بصیر اور عبد الصمد امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلعم سے کسی شخص نے آیت طوبیٰ لھم و حسن مآب کے بارے میں پوچھا فرمایا۔ یہ آیت علی علیہ السلام کی شان میں نازل

ہوئی ہے۔ طوبیٰ ایک درخت ہے۔ جس کی جڑ جنت میں علی علیہ السلام کے گھر میں ہے۔ جنت کے ہر مقام پر وہ موجود ہے۔

ابن عباس سے روایت ہے کہ درخت طوبےٰ کی ہر مومن کے گھر میں ایک شاخ ہوگی۔

کشف میں ثعلبی باسناد خود ابوجعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ اور حاکم حسکانی باسناد خود موسےٰ بن جعفر علیہما السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ کسی شخص نے رسول اللہ صلعم سے طوبیٰ کے متعلق پوچھا فرمایا یہ ایک درخت ہے جو بہشت میں ہوگا۔ جس کی جڑ میرے گھر میں ہوگی۔ اور اس کی شاخیں اہل جنت پر محیط ہوں گی۔ پھر لوگوں نے دوسری مرتبہ آنحضرت صلعم سے طوبیٰ کے متعلق پوچھا۔ آپ نے فرمایا۔ یہ ایک درخت ہے جس کی اصل علی کے گھر میں ہوگی اور اس کی شاخیں اہل جنت پر محیط ہوں گی۔ آپ سے پوچھا گیا۔ کہ یہ کیسے ہوسکتا ہے۔ رسول اکرم صلعم نے فرمایا۔ کل کو میرا اور علیؑ کا گھر ایک ہوگا۔

سفیان بن عیینہ ابن شہاب سے وہ اعرج سے وہ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے ایک روز حضرت عمر بن خطاب سے فرمایا۔ اے عمر! بہشت میں ایک درخت ہوگا۔ جنت کے ہر محل، گھر، مکان اور جگہ میں اس کی شاخوں میں ایک شاخ ہوگی۔ اور اس درخت کی اصل میرے گھر میں ہوگی۔ تین دن کے بعد فرمایا۔ اے عمر جنت میں ایک درخت ہوگا۔ جس کی شاخ ہر محل، گھر، مکان اور جگہ موجود ہوگی۔ اور اس درخت کی اصل علی بن ابی طالب علیہ السلام کے گھر میں موجود ہوگی۔ اس بارے میں حضرت عمر نے عرض کیا تو نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اے عمر! تجھے اس بات کا علم نہیں ہے۔ کہ میرا گھر اور علی بن ابی طالب کا گھر جنت میں ایک ہی ہوگا۔

فلکی مفسر ابن سیرین سے روایت کرتے ہیں۔ کہ طوبےٰ ایک درخت ہے جس کی اصل علی بن ابی طالبؑ کے گھر میں ہوگی۔ اور اس کی شاخیں ساری جنت میں پھیلی ہوں گی۔

سمعانی فضائل میں فضل بن مرزوق سے وہ عطیہ سے وہ ابوسعید سے روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا سب سے پہلے جو شخص درخت طوبیٰ کا پھل کھائے گا۔ وہ علی بن ابی طالب ہوں گے۔

ام ایمن نے کہا کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ کہ اللہ عزوجل نے طوبیٰ فاطمہ علیہا السلام کا مہر قرار دیا اور اسے علی علیہ السلام کے گھر میں لگایا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام قیامت میں اپنے دوستوں کی مدد فرمائیں گے

تفسیر علی بن ابراہیم میں میرے باپ نے مجھے حدیث بیان کی کہ وہ محمد بن نفیل سے وہ امام رضا علیہ السلام سے اس آیت کے بارے میں روایت کرتے ہیں۔ ونادی اصحاب الجنۃ اصحاب النار اور اصحاب جنت اصحاب نار کو آواز دیں گے۔ آپ نے فرمایا۔ آواز دینے والے امیر المومنین علیہ السلام ہوں گے۔

ابو القاسم باسناد خود محمد بن حنفیہ سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ وہ آواز دینے والا میں ہوں گا۔"

ابو صالح ابن عباس سے روایت کرتے ہیں کہ جناب علیؑ کے متعلق ایک آیت قرآن مجید میں ہے جس کو لوگ نہیں جانتے۔ وہ یہ ہے فاذن موذن بینھم یقول الا لعنۃ اللہ علی الذین کذبوا آواز دینے والا ان کے درمیان آواز دے گا۔ کہ اللہ کی لعنت ان لوگوں پر ہے جنہوں نے جھٹلایا یعنی میری ولایت کو اور میرے حق کو چھپایا (کہنے والے حضرت علی علیہ السلام ہوں گے)

ابو جعفر علیہ السلام نے فرمایا۔ ونادی اصحاب الجنۃ سے مراد امیر المومنین علیہ السلام ہیں جو آواز دیں گے۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نے خطبہ افتخاریہ میں فرمایا میں دنیا میں اللہ کی اذان ہوں۔ اور آخرت میں اللہ کا موذن ہوں۔ یعنی واذان من اللہ و رسولہ ہوں۔ حدیث برأت بھی اس بات پر دلالت کرتی ہے۔ آیت اذن موذن میں مراد بھی امیر المومنین ہیں۔ جب علیؑ دنیا میں رسول اللہ کے دشمنوں پر آپ کے منادی ہیں۔ تو قیامت کے دن اللہ کے دشمنوں پر اللہ کے منادی ہوں گے۔

زرارہ ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ اس آیت کے بارے میں فلما راوہ زلفۃ سیئت وجوہ الذین کفروا کہ یہ حضرت علی علیہ السلام اور آپ کے اصحاب کی شان میں نازل ہوئی ہے۔ جب دشمنان علیؑ آپ کو قابل رشک مقامات میں جلوہ افروز دیکھیں گے۔ تو ان کے چہرے سیاہ ہو جائیں گے۔ اور ان سے کہا جائے گا ھذا الذی کنتم بہ تدعون یہ وہ بات ہے جس کا تم دعوے کرتے تھے۔ یعنی یہ وہ شخص ہے جس کا نام تم نے اپنے نام کے ساتھ چسپاں کر دیا تھا۔ اہل بیت علیہم السلام کی روایت میں ہے کہ ھذا الذی کنتم بہ تکذبون سے مراد امیر المومنین ہیں یعنی تم امیر المومنین کو جھٹلاتے تھے۔

حضرت امام محمد باقر علیہ السلام سے ابو حمزہ ثمالی روایت کرتے ہیں کہ نبی اکرم صلعم نے اس آیت کے متعلق فرمایا

لا یحزنہم الفزع الاکبر کہ حضرت علیؑ کو ایک اونٹنی دی جائے گی اور اسے کہا جائے گا۔ کہ قیامت کے دن جہاں تمہاری مرضی آئے جاؤ۔ اگر چاہو تو حساب کے مقام پر کھڑے ہو جاؤ۔ اگر چاہو۔ تو دوزخ کے کنارے کھڑے ہو جاؤ۔ اگر چاہو تو بہشت میں کھڑے ہو جاؤ۔ آپ کی خدمت میں خازن آگ کہے گا۔ اسے فلاں! تم نبی ہو یا وصی۔ آپ فرمائیں گے میں محمدؐ کا شیعہ ہوں۔ اور آپ کے اہل بیت میں سے ہوں۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا ہے جو شخص مجھے اور میری اولاد کو دوست رکھتا ہوگا جب وہ قبر سے نکلے گا تو اس کے پاس جبرائیل علیہ السلام آئیں گے۔ جب ان کے راستے میں خطرناک مقام آئے گا۔ تو جناب جبرائیل اسے اس خطرناک جگہ سے عبور کرا دے گا

تاریخ بغداد میں سفیان ثوری منصور بن معتمر سے وہ اپنی جدہ سے وہ بی بی عائشہ سے روایت کرتی ہیں کہ نبی اکرم صلعم نے جناب علی علیہ السلام سے فرمایا۔ تیری فضیلت یہ کیا کم ہے۔ کہ تیرے دوست کو مرنے کے وقت کوئی حسرت نہیں ہوگی۔ اور نہ ہی اسے قبر میں کوئی دہشت لاحق ہوگی اور نہ ہی قیامت کے روز کسی گھبراہٹ میں مبتلا ہوگا۔

امالی طوسی میں حارث اعور امیر المومنین علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب قیامت کا روز ہوگا۔ تو میں ذی العرش کا حجزہ پکڑوں گا اے علی! تم میرا حجزہ پکڑ لو گے۔ اور تیری اولاد تیرا حجزہ پکڑے گی۔ اور ہمارے شیعہ آپ حضرات کا حجزہ پکڑ لیں گے۔ اللہ اپنے نبی کو کیا کیا دے گا۔ اور نبی اپنے وصی سے کیا سلوک کرے گا۔ اے حارث! اس حجزہ کو پکڑے یہ لمبے سے چھوٹا ہے۔ تو اس کے ساتھ ہوگا جس کو تو دوست رکھتا ہے اور تجھے وہی چیز ملے گی۔ جس کا تم نے اکتساب کیا ہے۔ سید حمیری نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی زبانی یہ اشعار نظم کیے ہیں ؎

یا حار ہمدان من یمت یرنی ۔۔۔ من مومن او منافق قبلا

اے حارث ہمدان خواہ مومن ہو، خواہ منافق ہو، مرتے وقت مجھے آتا ہوا دیکھتا ہے۔

یعرفنی طرفہ واعرفہ ۔۔۔ بعینہ واسمہ و ما فعلا

وہ مجھے پہچانے گا اور میں اسے پہچانوں گا۔ اس کا نام اور کام مجھے معلوم ہوگا

وانت عند الصراط تعرفنی ۔۔۔ فلا تخف عثرۃ ولا زللا

تم پل صراط کے پاس مجھے پہچان لو گے۔ ٹھوکر اور لغزش سے نہ گھبرا

اسقیک من بارد علی ظماء تخالہ فی الحلاوۃ العسلا

جب تو پیاسا ہوگا۔ تو میں تجھے ٹھنڈا پانی پلاؤں گا۔ وہ اتنا شیریں ہوگا۔ کہ تو اسے شہد خیال کرے گا۔

اقول النار حین توقف للا عرض علی جسرھا ذری الرجلا

جب جہنم کی پل پر گذرنے کے لئے ٹھہرے گا۔ تو میں اس سے کہوں گا۔ اس کو چھوڑ دو۔

ذریہ لا تقربیہ ان لہ حبلاً بحبل الوصی متصلا

اسے چھوڑ دے۔ اس کے قریب نہ جا۔ اس کی رسی وصی کی رسی سے متصل ہے۔

اللہ تعالیٰ فرماتا ہے۔ فوقیھم اللہ شر ذلک الیوم ولقیھم نضرۃ وسروراً زید بن علیؑ اور حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام فرماتے ہیں۔ قیامت کے روز جب لوگ میدان محشر میں محشور ہوں گے۔ تو تم علی بن ابی طالب علیہ السلام کو اس نشان سے پاؤ گے۔ کہ آپ کا نور چمکتے ہوئے ستارے کی طرح روشن ہوگا۔

شیرویہ فردوس میں اور یحییٰ بن حسین باسناد خود انس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ کہ علی بن ابی طالب علیہ السلام جنت میں اس طرح چمکیں گے جس طرح دنیا والوں کے لئے صبح کا ستارہ چمکتا ہے

ابن عباس سے روایت ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے فرمایا۔ اگر لوگ علی بن ابی طالب علیہ السلام کی محبت پر اکٹھے ہو جاتے۔ تو اللہ دوزخ کو ہرگز پیدا نہ کرتا۔

ابو حمزہ ابو جعفر علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں کہ آیت ھذان خصمان اختصموا فی ربھم فالذین کفروا علی بن ابی طالب علیہ السلام کی ولایت کے بارے میں ہے قطعت لھم ثیاب من نار۔ نبی صلعم نے ایک حدیث میں فرمایا۔ اے ابن عباس قسم ہے اس ذات کی جس نے مجھے حق کے ساتھ نبی بنا کر بھیجا۔ سب سے زیادہ دوزخ دشمنان علیؑ پر غضبناک ہوگی۔

زکات اور اشارے

اللہ عزوجل نے اپنے متعلق فرمایا۔ وھو العلی العظیم وہ علی اور عظیم ہے اور علیؑ کے متعلق فرمایا۔ وجعلنا لھم لسان صدق علیاً ہم نے ان کے لئے لسان صدق علی علیہ السلام کو قرار دیا۔ اپنی ذات کے لئے وھو یطعم ولا یطعم وہ کھانا کھلاتا ہے۔ اور کھاتا نہیں۔ حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔ ویطعمون الطعام علی حبہ مسکیناً ویتیماً واسیراً اپنے بارے میں فرمایا۔ لا تاخذہ

سنة ولا نوم جناب علیؑ کے بارے میں فرمایا۔ امن ھو قانت اپنے متعلق وھو اللہ الواحد القھار علی علیہ السلام کے بارے میں قل انما اعظکم بواحدۃ امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا میں نے تیرے ذریعے قریش کو نصیحت کی۔ اپنے بارے میں قل اللھم مالک الملک علیؑ کے متعلق واذا رایت ثم رایت نعیماً اپنی ذات کے لئے یحبھم ویحبونہ علی کے بارے میں علی حبہ مسکیناً ویتیماً رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ علی اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہے۔ اللہ اور اس کا رسول علیؑ کو دوست رکھتے ہیں۔ اپنے لئے یخافون ربھم من فوقھم علیؑ کے بارے میں انا نخاف من ربنا اپنی ذات کے لئے اللہ ولی الذین امنوا علی کے بارے میں فرمایا۔ من کنت مولاہ فھذا علیؑ مولاہ

مندرجہ ذیل ناموں سے اللہ نے علی کو نوازا۔ وارث۔ نور۔ ھادی۔ ھدی۔ شاہد۔ شہید۔ عزیز۔ ودود علی۔ ولی۔ قاضی۔ عالم۔ حق۔ عدل۔ صادق۔ یمین۔ مومن عظیم وغیرہ وغیرہ اللہ تعالیٰ نے پندرہ مقامات پر علیؑ کو نبی کے ساتھ دوسرا اور اپنی ذات کے ساتھ تیسرا قرار دیا ہے۔ العزۃ۔ للہ العزۃ ولرسولہ وللمومنین ولایت۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ والذین امنوا رویت میں وقل اعملوا فسیری اللہ عملکم ورسولہ والمومنون۔ صلوۃ۔ ان اللہ وملائکتہ یصلون علی النبی یاایھا الذین امنوا صلوا علیہ وسلموا تسلیما۔ اذیت میں ان الذین یوذون اللہ ورسولہ والذین یوذون المومنین طاعت میں اطیعوا اللہ واطیعوا الرسول واولی الامر منکم نافرمانی میں ومن یعص اللہ ورسولہ ویتعد حدودہ ایمان میں امنوا باللہ ورسولہ وامنوا الذی انزلنا موالات میں

صدقوا اپنے لئے ان اللہ ھو الحق اپنے نبی کے لئے قل جاء الحق علی کی شان میں ولو اتبع الحق اھواءھم اپنی ذات کے لئے وان اللہ ھو الحق المبین اپنے نبی کے لئے انی انا النذیر المبین علیؑ کے حق میں وکل شیء احصیناہ فی امام مبین اپنے لئے فاللہ اولی بھما نبی کے لئے النبی اولی بالمومنین من انفسھم علیؑ کے لئے ان اولی الناس بابراھیم للذین اتبعوہ اپنے لئے السلام المومن المھیمن نبی کے لئے امن الرسول علی کے لئے وصالح المومنین اپنے لئے ان بطش ربک لشدید نبی کے لئے اشد حبا للہ علیؑ کے لئے اشداء علی الکفار اپنے لئے بسم اللہ الرحمن الرحیم نبی کے لئے وما ارسلناک الا رحمۃ علی کی مدح میں قل بفضل اللہ اپنے لئے من اللہ العزیز الحکیم نبی کے لئے ولقد جاءکم رسول من انفسکم عزیز علی کے حق میں بخیر من یشاء نحو وھو العلی العظیم نبی انک لعلی خلق عظیم علی عم یتساءلون عن النباء العظیم نور اللہ نور السموت والارض نبی ولقد جاءکم من اللہ نور علیؑ واتبعوا النور الذی انزل معہ اللہ تعالیٰ نے علی کا نام وہ رکھا جو اپنی کتابوں کا نام رکھا۔ انا انزلنا التوراۃ فیھا ھدی علی کے بارے میں ولکل قوم ھاد توراۃ کے بارے میں فیھا ھدی ونور قرآن کے لئے۔ واتبعوا النور الذی انزل معہ علی کے حق میں فرمایا۔ فجعلناہ نوراً نھدی بہ کما یحکم بھا النبیون علی کے لئے لدینا لعلی حکیم کما صحف ابراھیم وموسیٰ علی کے لئے کما ذلک الکتاب لاریب فیہ اور علی کتاب اکبر ہیں قرآن میں اللہ تعالیٰ نے کہا وکل شیء احصیناہ فی امام مبین علیؑ کی شان میں کہا یوم ندعوا کل اناس بامامھم قرآن میں کہا ھذا بصائر للناس علی کے لئے کہا۔ یتلوہ شاھد قرآن میں کہا ھذا بیان للناس علی کے بارے میں کہا افمن کان علی بینۃ من ربہ قرآن میں کہا ھدی وبشریٰ علی کی مدح میں لھم البشریٰ قرآن میں سنلقی علیک قولاً ثقیلاً علی کے حق میں رسول اللہ نے فرمایا۔ انی تارک فیکم الثقلین قرآن میں ہے وانہ لذکر لک علی کی مدح میں ہے۔ افمن یھدی الی الحق قرآن میں فللہ الحجۃ البالغۃ ہے۔ امیر المومنین نے اپنے بارے میں فرمایا ہے انا حجۃ اللہ میں اللہ کی حجت ہوں انا خلیفۃ اللہ میں اللہ کا خلیفہ ہوں۔ قرآن میں آیا ہے نحن نزلنا الذکر اور علی کی شان میں آیا ہے۔ وانزلنا الیک الذکر ہم نے تیری طرف ذکر کو اتارا۔ قرآن میں ہے۔ ولا تکتموا الشھادۃ گواہی

کو نہ چھپاؤ۔ اور علیؑ کی شان میں ہے۔ قل کفی باللہ شھیداً بینی وبینکم ومن عندہ علم الکتاب قرآن کے بارے میں آیا ہے جاء بالصدق اور علیؑ کے بارے میں کان من الصادقین قرآن کے بارے میں آیا ہے تفصیل کل شئی اور علی کے بارے میں آیا ہے انہ لقول فصل قرآن مجید کے بارے میں آیا ہے۔ ولم یجعل لہ عوجا قیما علی کی شان میں ہے ذلک الدین القیم قرآن کے حق میں ان اللہ نزل احسن الحدیث علی کی شان میں جاء بالحسنۃ آیا ہے قرآن کی شان میں نفدت کلمات اللہ آیا ہے۔ اور علی کی مدح میں اولئک خیر البریۃ قرآن کے بارے میں ما نفدت کلمات اللہ آیا ہے۔ اور علی کی شان میں وجعلھا کلمۃ باقیۃ ہے۔ قرآن کے بارے میں ھدی للمتقین آیا ہے۔ اور علی کی شان میں قال ان تتبع الھدی آیا ہے۔ قرآن کی شان میں یٰس والقرآن الحکیم آیا ہے۔ اور علی کی مدح آیا ہے وانہ فی ام الکتاب لدینا لعلی حکیم قرآن بلاغت میں بہت بلند ہے اور ہر کتاب پر بلند ہے کیوں کہ قرآن خود معجزہ ہے۔ اور ناسخ اور منسوخ ہے۔ اور یہ صفات علی میں بھی پائے جاتے ہیں۔ قرآن کو حکیم کہا گیا ہے جو کہ مظہر حکمت بالغہ ہے جو منزل الحکیم کے ہے۔ جو ٹھیک بات بیان کرتا ہے اور یہ صفات علی میں بھی پائے جاتے ہیں۔ قرآن کی شان میں ہے افنضرب عنکم الذکر اور علی کی شان میں آیا ہے فاسئلوا اھل الذکر ان کنتم لا تعلمون قرآن کی شان میں ولا رطب ولا یابس الا فی کتاب مبین اور اللہ عزوجل کی اس آیت کی رو سے ومن عندہ علم الکتاب سارا کتاب کا علم علی کے پاس ہے۔ نبی اکرم صلعم نے اسلام کے متعلق فرمایا یعلو ولا یعلی غالب ہوگا۔ مغلوب نہیں ہوگا اور اللہ عزوجل نے فرمایا ہے۔ وکلمۃ اللہ ھی العلیا یعنے قرآن کا بیان بلند ہے اور علی کے بارے میں قرآن میں آیا ہے۔ وجعلھا کلمۃ باقیۃ فی عقبہ

جناب امیر علیہ السلام کی حضرت آدم حضرت ادریس اور حضرت نوح علیہم السلام کے ساتھ مساوات

جناب امیرؑ حضرت آدمؑ کے ساتھ کئی چیزوں میں مساوی ہیں

علم حضرت آدم علیہ السلام کے بارے میں آیا ہے وعلم آدم الاسماء کلھا جناب علی علیہ السلام کی شان میں آنحضور علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا۔ انا مدینۃ العلم وعلی بابھا حضرت آدم علیہ السلام اور جناب علی علیہ السلام کی شادی جنت میں ہوئی۔ اللہ عزوجل نے حضرت آدم پر لوہا نازل کیا اور جناب علی علیہ

السلام پر ذوالفقار اتاری۔ حضرت آدمؑ آدمیوں کے باپ ہیں جناب علی علیہ السلام علویوں کے باپ ہیں۔ اللہ عزوجل نے حضرت آدم علیہ السلام کی معذرت پیش کی ولم نجد لہ عزماً اور جناب علی کا شکریہ ادا کیا یوفون بالنذر۔ ثم اجتبیہ ربہ کی آیت میں اللہ نے آدمؑ کو امن دیا اور علی علیہ السلام کے حق میں فرمایا فوقیھم اللہ شر ذلک الیوم آدم اللہ کے خلیفہ ہیں۔ انی جاعل فی الارض خلیفۃ علی اللہ کے خلیفہ ہیں آپ کے اس فرمان کی رو سے کہ من لم یقل انی رابع الخلفا آدم مٹی سے پیدا ہوئے تراب کہتے۔ انا خلقنا کم من تراب نبی اکرم صلعم نے جناب علی علیہ السلام کا نام ابوتراب رکھا۔ حضرت آدمؑ کو اپنی پیدائش کے وقت جب چھینک آئی۔ تو آپ نے کہا الحمدللہ تو اللہ عزوجل نے کہا یرحمک اللہ ولہذا خلقتک سبقت رحمتی غضبی حضرت آدمؑ نے الحمدللہ کا کلمہ پہلی بار کہا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام جب پیدا ہوئے تو زمین پر اللہ عزوجل کا سجدہ کیا اور حمد بجا لائے۔ آدم علیہ السلام مکہ اور طائف کے درمیان پیدا ہوئے اور جناب علی خانہ کعبہ کے اندر پیدا ہوئے اللہ تعالیٰ نے آدمؑ کا اصطفا کیا۔ اور علیؑ کے لئے وال عمران علی العالمین فرمایا۔ تمام انبیاء آدمؑ کی صلب سے پیدا ہوئے اور نبی اکرم صلعم اور تمام اوصیا علیؑ کی پشت سے پیدا ہوئے۔ اللہ نے آدمؑ کو فرشتوں کے کندھوں پر اٹھوایا۔ اور جناب علی کا جنازہ فرشتوں نے اپنے کندھوں پہ اٹھایا۔ آدمؑ کی اولاد آدمؑ کی طرف منسوب آدمی کہلاتی ہے اور نبی کی اولاد علی کی طرف منسوب ہو کر علوی کہلاتی ہے اللہ نے فرشتوں کو آدم کے سجدہ کرنے کا حکم دیا۔ اور علی کے بارے میں رسول اللہ نے فرمایا۔ کہ آپ کے پاس آنا چاہیے۔ اور آپ کو کسی کے پاس جانے کی ضرورت نہیں ہے

عباس بن بکار۔ شریک بن سلمہ بن کہیل سے اور وہ جناب علی علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ یا علی انت بمنزلۃ الکعبۃ تؤتی ولا تاتی اے علی! تم بمنزلہ کعبہ ہو۔ تمہارے پاس لوگوں کو آنا چاہیئے۔ اور تجھے کسی کے پاس نہیں جانا چاہیے۔ جناب آدم نے جنت کو گندم کے دانوں کے عوض میں بیچ دیا۔ اللہ عزوجل نے انہیں جنت سے نکال دیا۔ قلنا اھبطوا منھا جمیعاً جناب علی نے بہشت کو روٹیوں کے بدلہ میں خرید لیا۔ اور آپ کو جنت میں داخل ہونے کی اجازت مل گئی تھی۔ وجزاھم بما صبروا جنۃ اللہ عزوجل نے جن اسماء کی حضرت آدم علیہ السلام کو تعلیم دی تھی۔ وہ حضرت علی کا نام اور آپ کی اولاد کے نام تھے۔

محمود بن عبداللہ بن عبیداللہ حافظ باسناد خود زید بن اسلم سے روایت کرتے ہیں۔ وہ ابن عمر سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اللہ علیہ الصلوٰۃ والسلام نے فرمایا قیامت کے روز حضرت آدم علیہ السلام اپنے فرزند شیث کے ذریعے فخر کریں گے۔ اور میں علی بن ابی طالب علیہ السلام کے ذریعہ فخر کروں گا۔

علیؑ اور ادریسؑ حضرت ادریسؑ کو مرنے کے بعد جنت کے کھانے کھلائے گئے اور جناب علی علیہ السلام کو دنیاوی زندگی میں کئی دفعہ جنت کے کھانے کھلائے گئے۔ جناب ادریس کا نام اس لئے ادریس پڑا کہ آپ نے تمام کتابوں کا درس دیا۔ جناب علی کی شان میں ومن عندہ علم الکتاب ہے یعنی آپ کے پاس کل کتاب کا علم ہے۔
حضرت ادریس پہلے شخص ہیں جنہوں نے خط کی بنیاد ڈالی اور حضرت علی علیہ السلام پہلے شخص ہیں جنہوں نے علم نحو اور علم کلام کو وضع کیا۔

علیؑ اور نوحؑ پندرہ مقامات اس بارے میں واقع ہیں۔ (۱) میثاق واذا اخذنا من النبیین میثاقہم (۲) نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اللہ عزوجل نے میری نبوت کا میرے بعد آنے والے بارہ آئمہ کا میثاق لیا۔ نوح کو طویل عمر سے نوازا فلبث فیھم الف سنۃ الا خمسین عاما اللہ نے آپ کے فرزند قائم علیہ السلام کو لمبی عمر کا اعزاز بخشا ونرید ان نمن علی الذین استضعفوا نوح شیخ المرسلین ہیں۔ اور علی شیخ الائمہ ہیں۔ نوح سے کہا گیا۔ یا نوح قد جادلتنا اور علیؑ سے کہا نمن حاجک فیہ رغ نوح کے لئے آگ کے درمیان سے پانی کا چشمہ ابل پڑا۔ وفار التنور علیؑ کی خاطر ستارہ گرا۔ والنجم اذا ھوی نوح کی دعا عذاب کے ساتھ قبول ہوئی آسمان نے عذاب کی بارش برسائی علیؑ کی دعا رحمت کے ساتھ قبول ہوئی۔ سرزمین بلغف اور عین السواد سرسبز اور شاداب ہو گئی اللہ عزوجل نے حضرت نوحؑ کا ذکر قرآن مجید میں ۴۲ مقامات پر کیا ہے اول ان اللہ اصطفی آدم ونوحا اور آخری وقال رب لا تذر اور علی کا ذکر ۹۰ مقامات پر کیا ہے کہ آپ امیر المومنین ہیں۔ بکثرت گریہ وزاری کے باعث اور زھد کی وجہ سے نوح کا نام نوح پڑا اور علی کے بارے میں کہا۔ امن ھو قانت اللہ عزوجل نے نوح کا نام شکور رکھا۔ انہ کان عبداً شکورا علی کا نام اپنے نام پر رکھا۔ وجعلنا لھم لسان صدق علیا طوفان میں اللہ نے تمام مخلوق کو نوح کی قوم کے سوا ہلاک کر دیا۔ فانجیناہ والذین امنوا معہ فی الفلک اللہ نے دشمنان علی کو طوفان نصب میں ہلاک کیا۔ اور قیامت میں انہیں جہنم میں ڈالے گا۔ اور آپ کے دوستوں کو فائز المرام کرے گا ان للمتقین مفازاً نوح دوسرے باپ ہیں۔ علی آئمہ اور سادات کے باپ ہیں۔ جب نوحؑ نے نوحہ کیا۔ تو اس کا نام ان کی صفت سے مشتق کیا۔ علی کا نام اپنی صفت علا سے مشتق کیا ...... نوح سے کہا یا نوح اھبط منا بسلام اور علی سے کہا۔ سلام علی آل یٰسین پانی کے طوفان کے وقت نوح کو کشتی میں سوار کیا۔ وحملناہ علی ذات الواح ودسر علی کے بارے میں رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ مثل اھل بیتی کسفینۃ نوح

علی علیہ السلام کی کشتی آگ سے نجات کا باعث ہے۔

علی و ابراہیم علیہما السلام

تیس خصوصیات میں مشترک ہیں:۔

اجتبیاہ ۔ واجتبیاہ وھدیناہ علی کے لئے ان اللہ اصطفیٰ آدم ونوحاً وال عمران علی العالمین ھدی وھدیناہ الی صراط علی کے لئے ولکل قوم ھاد ھدایت، واتیناہ فی الدنیا حسنۃ علی کے لئے من جاء بالحسنۃ برکت؛ ابراہیم کے لئے وبارکنا علیہ علیؑ کے لئے ورکاتہ علیکم اھل البیت بشارت۔ ابراہیمؑ کے لئے۔ وبشرناہ باسحق علی کے لئے وھوالذی خلق من الماء بشراً فجعلہ نسباً وصھراً سلام؛ سلام علی ابراھیم علیؑ کے لئے سلام علی آل یٰس خلت؛ واتخذ اللہ ابراھیم خلیلاً علیؑ کے لئے۔ انما ولیکم اللہ ثنا حسن وجعلنا لھم لسان صدق علیاً علی کے بارے میں والذین امنوا باللہ ورسلہ اولٰئک ھم الصادقون مقام کے بارے میں واتخذوا مقام ابراھیم مصلی علی وہ ہیں جنہوں نے سب سے پہلے رسول اللہ صلعم کے ساتھ نماز پڑھی۔ امامت انی جاعلک للناس اماما علی کے لئے وکل شیٔ احصیناہ فی امام مبین مشابہت ابراہیم کو قبلۂ خلق قرار دیا۔ واذ جعلنا البیت مثابۃ علی کے لئے حب علیؑ ایمان۔ علی کی محبت ایمان کی نشانی ہے بنائے ابراہیم طواف قرار پائی وطھر بیتی للطائفین علیؑ کے لئے انما یرید اللہ لیذھب عنکم الرجس اھل البیت ویطھرکم تطھیراً۔ ابراہیم کو تطہیر خانہ کعبہ کا حکم دیا۔ وطھر بیتی۔ اللہ نے علیؑ کے گھر کو پاک کیا۔ ویطھرکم تطھیراً روم کے بادشاہ حضرت ابراہیمؑ کی نسل سے ہیں۔ بارہ ائمہ علیہم السلام علی علیہ السلام کے صلب سے ہیں۔ اللہ عزوجل نے ابراہیمؑ کی تعریف کی انّ ابراہیم کان امۃ۔ آپ ہی کیلے اپنے زمانے میں موحد تھے۔ علی سب سے پہلے اسلام لائے۔ اللہ عزوجل نے ابراہیمؑ کے لئے کہا۔ ان ابراھیم کان امۃ قانتاً للہ علی کے لئے کہا۔ ام من ھو قانت ابراہیمؑ کے بارے میں کہا۔ کان حنیفاً مسلماً علی کے لئے کہا۔ علی ملۃ ابراھیم جو دین محمدؐ ہے اور منہاج علی ہیں یہی طریقہ حنیف اور مسلم ہے۔ ابراہیمؑ کے لئے کہا شاکراً لانعمہ علیؑ کے بارے میں کہا۔ الذین ینفقون ان اللہ ابراہیم کے بارے میں کہا۔ الذی وفیٰ علیؑ کے بارے میں کہا یوفون بالنذر۔ ابراہیمؑ کے بارے میں کہا انہ فی الاخرۃ لمن الصالحین اور جناب علیؑ کے بارے میں وصالح المومنین کہا ابراہیم کے متعلق ان ابراھیم لحلیم اواہ منیب علیؑ کی شان میں یحذر الاخرۃ ویرجو رحمۃ ربہ ابراہیمؑ موذن

حج تھے۔ واذن فی الناس علی اللہ کے لئے موذن ہیں۔ واذان من اللہ ورسولہ ابراہیم نے اپنی قوم
کو چھوڑ دیا۔ واعتزلکم وما تدعون من دون اللہ اللہ ابراہیم کی نسل سے ستر ہزار انبیاء پیدا کئے۔
ووھبنا لہ اسحاق ویعقوب علی نے قریش کو چھوڑ دیا۔ اور اللہ نے آپ کو افضل قبیلہ بنو ہاشم میں قرار
دیا۔ اور آپ کو نسل طیب عطا کی۔ ابراہیم کی قوم نے دشمنی کی۔ فانھم عدو لی الا رب العالمین علی سے
قریش نے دشمنی کی۔ آپ نے انھیں تہ تیغ کیا۔ ابراہیم نے کہا ان ھذا لھو البلاء المبین نبی
صلی اللہ علیہ والہ وسلم نے کہا۔ میں دو ذبیحوں کا فرزند ہوں۔ یعنی اسماعیل اور عبداللہ علیہم السلام کا۔ علی نے
اس سے زیادہ امتحان اٹھائے۔ نمرود نے ابراہیم کے حق میں کہا۔ فالقوہ فی الجحیم ابراہیم کو آگ میں
پھینک دو۔ علی نے اپنے آپ کو وادی جنات میں ڈال دیا۔ اور ان سے جنگ کی۔ دنیا کی آگ ابراہیم پر
سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو گئی تھی۔ قلنا یا نار کونی بردا وسلاما آخرت کی آگ علی کے دوستوں
پر سلامتی کے ساتھ ٹھنڈی ہو جائے گی۔ حتیٰ کہ دوزخ آواز دے گی۔ اے مومن پل صراط جلد عبور کر لیجئے
تمہارے نور نے میرے شعلوں کو بجھا دیا ہے۔ ابراہیم نے فرشتوں کو دیکھ کر خوف محسوس کیا تھا۔ اور علیؑ
نے فرشتوں کے ساتھ بلا خطر گفتگو کی۔ تمام انبیاء حضرت ابراہیم کی نسل سے ہیں۔ ملۃ ابیکم ابراہیم
ھو سمٰکم المسلمین تمام اوصیاء حضرت علی کی اولاد میں سے ہیں۔ وابتغاھم ذریاتھم بایمان
حضرت ابراہیم نے کعبہ کی بنیاد رکھی ان اول بیت وضع للناس جناب علی نے اسلام کا اظہار کیا۔ اور
کعبہ کو بتوں سے پاک کیا۔ ابراہیم نے بتوں کو توڑ دیا۔ قالوا من فعل ھذا بالھتنا قال بل فعلہ
کبیرھم ھذا ...... علیؑ نے تین سو ساٹھ بت توڑے اور بڑا بت ہبل تھا۔ اللہ تعالیٰ
نے ابراہیم کا اس کے لڑکے کی قربانی سے امتحان لیا۔ انی اری فی المنام انی اذبحک شب میں ہجرت
رسول اللہ کے بستر پر جناب ابو طالب حضرت علی کو سلاتے تھے۔ رسول اکرم صلعم نے جناب علی کو شب
ہجرت اپنے بستر پر سلایا۔ ان دونوں فدائیوں کے درمیان فرق ہے لیسا او تات والد محبت کی وجہ سے
اپنے فرزند کو ذبح نہیں کرے گا۔ علیؑ کو کفار کی ایذا رسانی کا یقین ہوتا تھا۔

اسماعیل کو اس بات کی قوی اُمید تھی۔ کہ اس کا والد اللہ عزوجل کے امتحان کی خاطر ایسا کر رہا ہے۔
اس وجہ سے اکثر خوف دُور ہو جاتا ہے۔ اور بچنے کی اُمید کی جاتی تھی۔ اور علیؑ کا معاملہ ایسا نہیں تھا۔ علی خائف
تھے۔ جس سے بچنے کی اُمید نہیں تھی۔ اسماعیل کا معاملہ وحی کی وجہ سے تھا۔ لہٰذا اسمٰعیل پر اطاعت والد

واجب تھی۔ اور جناب علی کے لیے ایسا نہیں تھا [1] اللہ عزوجل نے جناب ابراہیم علیہ السلام کی قرآن مجید میں ۲۵ مقامات پر تعریف کی ہے۔ اول اذ ابتلی ابراھیم ربہ اور آخری مقام صحف ابراھیم وموسیٰ اور جناب علی علیہ السلام کی مدح میں اللہ تعالیٰ نے چوتھا حصہ قرآن نازل کیا۔

حضرت علی علیہ السلام کی حضرت یعقوب اور حضرت یوسف علیہما السلام کے درمیان مساوات

حضرت یعقوبؑ کے بارہ بیٹے تھے۔ ان میں سب سے زیادہ پیارے جناب یوسفؑ اور بنیامینؑ تھے۔ حضرت علیؑ کے سترہ فرزند تھے۔ آپ کے نزدیک سب سے پیارے حسنؑ اور حسینؑ تھے۔ حضرت یعقوبؑ کے چھوٹے فرزند لاوی تھے۔ نبوت اس کی طرف منتقل ہوئی۔ آپ کی اولاد میں سے جناب یوسفؑ کو کنوئیں میں پھینکا گیا حضرت علیؑ کا بیٹا حسینؑ ذبح کیا گیا۔ حضرت یعقوبؑ فراق حضرت یوسفؑ میں مبتلا ہوئے اور حضرت علی علیہ السلام حضرت حسین علیہ السلام کے ذبح ہونے کے غم میں مبتلا ہوئے۔

فراق جناب یوسفؑ میں حضرت یعقوب علیہ السلام نے ایک گھر بنا رکھا تھا جس کا نام بیت الاحزان تھا۔ یعنی غم کا گھر۔ آل نبی کے لئے غم کا گھر کربلا ہے بیٹے کی قمیص سے جناب یعقوب کی بینائی واپس آگئی تھی امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کے پاس ایک قمیص تھی جس کا سوت حضرت فاطمۃ الزہرا سلام اللہ علیہا نے کات کر تیار کیا تھا جنگوں میں اسی کے ذریعے اپنی جان کی حفاظت کرتے تھے بھیڑیے نے حضرت یعقوب علیہ السلام سے کلام کیا کہ انبیاء کا گوشت کھانا ہم پر حرام ہے منبر پر حضرت علی علیہ السلام سے اژدہا نے کلام کیا نیز حضرت امیر سے بھیڑیے اور شیر نے بھی کلام کیا [2] حضرت یعقوبؑ کا نام یعقوب اس لیے پڑا کہ آپ اپنے بھائی

---

[1] رسول اللہ صلعم کا حضرت علیؑ علیہ السلام کو اپنے بستر پر سلانا بحکم وحی تھا۔ حضرت جبرائیلؑ اور حضرت میکائیلؑ نے جناب علیؑ کی چوکیداری کی۔ ۱۲ مترجم

[2] اس قسم کے معجزات ہماری کتاب کنوز المعجزات میں ملاحظہ کریں۔ جو ایک عجیب چیز ہے یہ ترجمہ ہے۔ الخرائج والجرائح علامہ قطب الدین راوندی متوفی ۵۷۳ھ ہجری کا نیز ہماری کتاب عیون المعجزات بھی اس بارے میں مطالعہ کے لائق ہے دونوں کتب مکتبہ المساجد ۶۳ چاہ نمبر والا کوٹ توپ خانہ ملتان شہر سے مل سکتی ہیں۔ ۱۲ مترجم

عیص کے عقب میں پیدا ہوئے جناب علی کا نام علی اس لئے پڑا کہ آپ حسب ونسب علم اورزہد وغیرہ میں بلند ہیں یعقوب علیہ السلام کے بارہ فرزند تھے۔ بعض ان میں فرمانبردار اور بعض نافرمان تھے۔ جناب علی علیہ السلام کے بارہ فرزند ایسے تھے۔ جو کل کے کل معصوم اور پاک تھے۔

حضرت یوسف علیہ السلام کے ساتھ کئی باتوں میں مساوات ہے حضرت یوسف علیہ السلام نے کہا رب آیتنی من الملک جناب علی علیہ السلام کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا۔ واذا رایت ثم رایت نعیما و ملکا کبیرا۔ برادران یوسفؑ نے جب دیکھا کہ یوسفؑ زیادہ نعمت اور پدری شفقت میں مالا مال ہو رہے ہیں تو انہوں نے اس پر حسد کیا۔ یہی حال علیؑ کا ہے۔ ام یحسدون الناس علی ما اتیھم الله من فضلہ جناب یوسف کے بھائیوں نے ظاہری طور پر کہا۔ وانا لہ لناصحون وانا لہ لحافظون اور باطن میں یوسف سے دشمنی رکھتے تھے یہی حال حضرت علی کے ساتھ تھا۔ کہ لوگ ظاہر میں آپ کو نصیحت کرتے تھے۔ اور باطن میں آپ سے دشمنی رکھتے تھے۔ جناب یوسف سے اللہ تعالےٰ نے کہا۔ ایھا الصدیق اے صدیق حضرت علی نے کہا میں صدیق اکبر ہوں۔ حضرت یوسف کے بھائی زبان سے آپ کی موافقت اور باطن میں آپ کی مخالفت کرتے تھے۔ ارسلہُ معنا غدا۔ یہی حال منافقین کا تھا نبی کے ساتھ علی کے بارے میں۔ ھل عسیتم ان تولیتم یوسف کے بھائیوں نے باپ کے پاس کہا انا لہ لحافظون ہم ضرور یوسف کی حفاظت کریں گے۔ حالانکہ انہوں نے یوسف کو ضائع کر دیا۔

منافقین نے کہا۔ علیؑ ہمارے مولا ہیں۔ اور رسول اللہ کی وفات کے بعد آپ پر ظلم کیا۔ ام حسب الذین اجترحوا السیئات حضرت یعقوب نے جناب یوسف کو امانت کے طور پر اس کے بھائیوں کے پاس سپرد کیا تھا۔ انی لیحزننی ان تذھبوا بہ حضرت محمد مصطفےٰ نے فرمایا۔ انی تارک فیکم الثقلین حضرت یعقوب نے کہا وا آسفا علی یوسف حضرت محمد مصطفےٰ نے کہا۔ ما اوذی نبی مثل ما اوذیت جتنی مجھے اذیت دی گئی۔ اتنی کسی نبی کو نہیں دی گئی حضرت یوسف کے بارے میں اللہ تعالےٰ نے کہا۔ فلما بلغ اشدہ اتیناہ حکماً وعلماً جناب علی کو بچپن میں کئی اشیاء کی حکمت دی گئی ہے۔ یوسف علیہ السلام نے اہل مصر کو کھانا کھلایا۔ حضرت علی نے فرشتوں کو کھانا کھلایا۔ ویطعمون الطعام علی حبہ مسکیناً ویتیماً واسیراً جو کا جس طرح یوسفؑ کی ملاقات سے سیر ہو جاتا تھا۔ اسی طرح علی علیہ السلام کی ملاقات سے مومن نجات پا جائے گا۔ القیا فی جھنم کل کفار عنید۔ حضرت یوسف نے اپنی تعریف کی۔ انی حفیظ علیم اور اللہ تعالیٰ نے یوسفؑ کے بارے

بارے میں کہا۔ الا ترون انی اوفی الکیل اور اللہ تعالیٰ نے علی کی مدح کی۔ ویطعمون الطعام اور ویوثرون
بالنفس۔ حضرت یعقوب نے ایک ماہ کی راہ کے سفر کے فاصلہ پر یوسف علیہ السلام کی قمیض کی خوشبو کو سونگھ لیا تھا۔
عنقریب حضرت علی علیہ السلام کے شیعہ سات آسمانوں کے اوپر سے جنت کی خوشبو کو سونگھ لیں گے۔ فاما ان
کان من المقربین یوسف کے بارے میں چار قسم کا ادعا کیا گیا۔ یعقوب نے کہا۔ یا بنی لا تقصص رویاک
عزیز مصر نے کہا عسی ان ینفعنا او نتخذہ ولدا۔ بھائیوں نے آپ کو چرایا۔ وشروہ بثمن بخس
زلیخا نے آپ کو معشوق بنایا۔ قد شغفہا حبا۔ اور علی کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے کہا ان ھو الا عبد
انعمنا علیہ۔ مصطفیٰ نے کہا۔ علی میرے بھائی ہیں۔ اور ایک جماعت نے اس سے انکار کیا۔ یریدون لیطفوا نور
اللہ۔ شیعہ آپ کی امامت کے قائل ہیں۔ رجال صدقوا۔ یوسف کو چار ناموں سے پکارا گیا۔ فرزند، بھائی، عبد اور
معشوق۔ اسی طرح حضرت علی کو چار ناموں سے پکارا گیا۔ غالیوں نے آپ کو خدا کہا (اگر یہ بات غلط ہے)
خوارج نے (معاذ اللہ) آپ کو کافر کہا۔ مرجیہ نے آپ کو چوتھا خلیفہ کہا۔ شیعہ نے آپ کو معصوم اور مطہر کہا۔
جناب یوسف کے بارے میں لوگوں نے آٹھ قسم کے نظریئے قائم کئے۔ حضرت یعقوب نے محبت کی نگاہ سے
دیکھا تو آپ کی ملاقات سے محروم رہے۔ یا اسفی علی یوسف۔ مالک بن زعر نے حرمت سے دیکھا تو بادشاہ
ہو گئے۔ عزیز نے فتوت سے دیکھا۔ تو اس نے آپ سے صیانت کو پایا۔ قالت ھیت لک قال معاذ اللہ
زلیخا نے آپ کو شہوت سے دیکھا۔ فستحر منہا۔ وقال نسوۃ فی المدینۃ۔ مومنین نے یوسف کو نبوت کے
ساتھ دیکھا۔ یوسف ایہا الصدیق۔ اسی طرح حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں بھی آٹھ نظریئے قائم
ہوئے۔ کفار نے عداوت کی نگاہ سے دیکھا۔ فان زمادہم ذلک لہم خزی۔ منافقوں نے حسد کی نگاہ سے
دیکھا تو گھاٹے میں رہے۔ قل ھل ننبئکم بالاخسرین اعمالا۔ مصطفیٰ نے وصیت اور امامت کے ساتھ
دیکھا تو آپ کے داماد اور آپ کے لشکر کے سردار ہو گئے۔ وھو الذی خلق من الماء بشرا فجعلہ نسبا و
صہرا۔ جناب سلمانؓ اور مقدادؓ نے محبت کی نگاہ سے دیکھا۔ تو آپ کے خواص اصحاب ہو گئے۔ والسابقون
السابقون۔ نواصب نے حقارت کی نگاہ سے دیکھا۔ تو گمراہ ہو گئے۔ اذ تبرا الذین اتبعوا من الذین
اتبعوا۔ غالیوں نے آپ کے بارے میں محال امر کا نظریہ قائم کیا۔ تو گمراہ ہو گئے۔ ومن یبتغ غیر الاسلام
دینا۔ ملحدوں نے آپ پر کذب کیا۔ تو بدبختی ہو گئے۔ ان الذین یلحدون فی آیاتنا۔ شیعہ نے آپ کو دیانت دار
خیال کیا۔ تو مقرب ہو گئے۔ انظرونا نقتبس من نورکم

حضرت علی علیہ السلام کی حضرت موسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مساوات

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے دشمن خدا فرعون کی گود میں پرورش پائی۔ جناب علی نے دوست خدا محمد مصطفےٰ کی گود میں پرورش پائی۔ موسےٰ ابن عمران ہیں۔ علی آل عمران ہیں۔ ابوطالب کا نام عمران ہے۔ اللہ نے موسےٰ کی بچپن میں فرعون سے حفاظت کی۔ اور بڑھاپے میں سمندر سے غرق ہونے سے بچایا۔ جناب علی کی بچپن میں سانپ سے حفاظت کی۔ جناب علی نے سانپ کو مار ڈالا۔ اور بڑھاپے میں دریائے فرات سے حفاظت کی۔ جب آپ نے اسے عبور کیا۔ جناب موسےٰ کے لئے دریائے نیل کو جو مصر میں ہے شگافتہ کیا۔ اضرب بعصاک البحر۔ نہروان خشک تھا حضرت علی کے اشارے سے بہہ نکلا۔ جناب موسیٰ نے سمندر پر عصا مارا۔ اور فرمایا اے بیندک نکل آؤ۔ حضرت علی علیہ السلام کی سانپ اور اژدھانے اطاعت کی۔ یہ اس سے زیادہ خطرناک ہیں۔ حضرت موسیٰ کے لئے ٹڈی اور قمل کو مطیع کر دیا۔ نہروان کی مچھلیوں کو علیؑ کے لئے مطیع کر دیا۔ وہ حضرت علی سے متکلم ہوتی تھیں اور آپ پر سلام کرتی تھیں۔ دم مفصلات کو علی علیہ السلام کے لئے مطیع کر دیا حضرت علی علیہ السلام نے کفار کے خون کو بہایا۔ حتیٰ کہ کافروں نے آپ کا نام سُرخ موت رکھا۔ جناب موسےٰ کو نو معجزے دیئے گئے اور علی علیہ السلام کو بھی ایسے ایسے معجزات دیئے گئے۔ موسےٰ علیہ السلام کی دعا سے اللہ نے ایک قوم کو زندہ کر دیا۔ ثم بعثنٰکم من بعد موتکم۔ وادی صرصر میں اللہ نے علی علیہ السلام کی دعا سے سام بن نوح اور اصحاب کہف کو زندہ کیا۔ اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں ایک سو تیس مقامات پر حضرت موسےٰ کا ذکر کیا ہے۔ اور حضرت علیؑ کا نام اپنی کتاب میں تین سو مقامات پر لیا ہے موسےٰ سے کہا وقربناہ نجیاً اور علی علیہ السلام سے کہا۔ وجعلنا لھم لسان صدق علیاً اللہ نے موسیٰؑ سے کلام کیا۔ اللہ نے علی کو علم کی تعلیم دی۔ الرحمن علم القرآن خلق الانسان علمہ البیان اللہ نے زمین کو موسیٰ کے لئے مسخر کیا حتیٰ کہ زمین نے قارون کو نگل لیا۔ علیؑ نے دشمنان نبی کو نیست و نابود کر دیا۔ انا منھم منتقمون موسےٰ نے کہا۔ اجعل لی وزیراً من اھلی ھارون اخی۔ ایک روایت میں کہا۔ اخلفنی فی قومی اللہ عزوجل نے کہا۔ قد اوتیت سؤلک یا موسیٰ اللہ تعالیٰ نے معراج کی رات رسول اللہ صلعم سے کہا اخلف علیاً علی کو اپنا خلیفہ بنا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا اے علی! تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارون کو موسےٰ سے حاصل تھی۔ اللہ نے موسیٰ کو پتھر سے سیراب کیا۔ فانفجرت منہ اثنتا عشرۃ عیناً علی کی شان میں خلق من المائین ہے۔ بارہ امام اس آیت

کے مصداق ہیں ۔

اللہ عزوجل نے حضرت موسےٰ علیہ السلام پر من وسلوےٰ نازل کیا ۔ نبی اکرم صلعم نے جناب علی علیہ السلام کو جنت کا سیب انار اور انگور دیئے وغیرہ وغیرہ ۔ موسےٰ اور ہارون علیہما السلام نے فرعون سے مخاصمہ کیا ۔ فرعون کے پاس زحلی اور برقی چار ہزار آدمی تھے

محمد اور علی علیہما السلام نے یہود نصاریٰ مجوسی ، مشرکین اور زندیقوں سے مخاصمہ کیا ۔ اور آپ دونوں فتح مند ہوئے ۔ وھوالذی ایدک بنصرہ حضرت موسیٰ اور حضرت ہارون علیہما السلام نے فرعون ہامان قارون اور ان کے لشکر سے مخاصمہ کیا ۔ محمد اور علی علیہما السلام کے دشمن اولین وآخرین میں سے شہد کی مکھیوں اور ریت کے ذروں کے برابر تھے ۔ اللہ عزوجل نے موسےٰ اور ہارونؑ کے دشمن کو سمندر میں غرق کیا ثم اغرقنا الاخرین وانجینا موسیٰ ومن معہ اجمعین عنقریب محمدؐ اور علیؑ علیہما السلام کے دشمن جہنم میں ڈالے جائیں گے القیا فی جھنم کل کفار عنید ۔ حضرت موسیٰ کا دشمن برص میں مبتلا ہوا اور جس نے جناب علیؑ کو دشمن رکھا ۔ وہ بھی برص کی بیماری میں مبتلا ہوا ۔ موسےٰ بڑھاپے کی عمر میں سانپ سے ڈر گئے ۔ خذھا ولا تخف جناب علی نے بچپن میں سانپ کے ٹکڑے ٹکڑے کر دیئے ۔ اہل سنت کہتے ہیں کہ اسی وجہ سے آپ کا نام حیدر پڑا ۔ یعنے سانپ کو ٹکڑے کرنے والا ۔

موسےٰ اور ہارون علیہما السلام کو قوم کے استہزا کا خوف تھا ۔ لا تخافا انی معکما حضرت محمد اور علی علیہما السلام بالکل نہیں ڈرے ۔ اللہ یستھزئ بھم جناب موسےٰ علیہ السلام عصا سے ڈر گئے تھے ۔ خذھا ولا تخف علیؑ اژدھے سے بالکل نہ ڈرے ۔ بلکہ اس سے کلام کیا حضرت موسےٰؑ کے عصا تھا ۔ اور جناب علی کے پاس تلوار ذوالفقار تھی ۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے عصا میں عجائبات پوشیدہ تھے ۔ جس سے جادوگر عاجز آ گئے حضرت علی علیہ السلام کی تلوار میں بھی عجیب وغریب چیزیں مخفی تھیں جس سے کفار عاجز آ گئے

جناب موسےٰ کے عصا میں چار باتیں تھیں ۔ پہلے عصا تھا پھر متحرک ہو کر سانپ بنا سانپ سے بڑا ہو کر اژدھا بن گیا پھر جادوگروں کی رسیوں کے بنے ہوئے سانپوں کو کھانے لگا ۔

حضرت علی علیہ السلام کی تلوار کی بھی چار قسمیں تھیں جو اپنے باب میں مذکور ہیں ۔ حضرت جبرائیلؑ حضرت موسےٰؑ علیہ السلام کا عصا

حضرت موسےٰ علیہ السلام کو دے دیا۔ حضرت جبرئیل علیہ السلام ذوالفقار لے کر آئے۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ صلعم
کو دے دی۔ اور حضرت محمد مصطفےٰ نے حضرت علی علیہ السلام کو دے دی۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کا عصا بادام
تلخ کی لکڑی کا تھا۔ درخت طوبیٰ فاطمہؑ اور علیؑ کے گھر میں موجود ہوگا۔ عصا کا سر دو شعبوں والا تھا۔ اسی طرح
حضرت علی علیہ السلام کی تلوار دو شعبوں والی تھی حضرت علی علیہ السلام کے نام کی عین دو شعبوں والی ہے حضرت
موسےٰ علیہ السلام کی والدہ نے آپ کی پیدائش کے بعد فرعون کے ڈر سے جلتے ہوئے تنور میں ڈال دیا تھا۔
اور حضرت علی علیہ السلام کو بھی منجنیق کے ذریعے پھینکا گیا۔ موسےٰ علیہ السلام ایک فرعون سے مبتلا ہوئے اور
حضرت علی علیہ السلام کئی فرعونوں سے مبتلا ہوئے۔ موسےٰ علیہ السلام کے بارہ اسباط تھے حضرت علی علیہ السلام
(معصوم) بارہ امام ہیں۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کو حکم ہوا جوتی اتار دو۔ جناب علی علیہ السلام کو حکم ہوا کہ محمد صلعم
کے کندھوں پر اپنے قدم رکھ دو۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام نے پتھر پر پاؤں رکھا۔ اور حضرت علی علیہ السلام نے شانہٗ
رسول پر قدم رکھا۔ جناب موسےٰ طور پر بلند ہوئے۔ اور حضرت علی علیہ السلام شانہٗ حضرت محمد رسول اللہ صلعم پر بلند
ہوئے۔ اللہ عزوجل نے حضرت موسیٰ علیہ السلام سے کہا۔ والقیت علیک محبۃ منی جو شخص بھی حضرت موسےٰ
علیہ السلام کو دیکھتا تھا۔ وہ آپ سے محبت کرتا تھا۔ اللہ عزوجل نے حضرت علی علیہ السلام کی محبت ہر مخلوق پر فرض
کی حضرت علی علیہ السلام کی محبت حق اور باطل کے درمیان تمیز پیدا کرتی ہے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے
ایک حدیث میں ارشاد فرمایا۔ اے علیؑ تجھے پرہیزگار مومن ہی دوست رکھے گا۔ اللہ عزوجل نے حضرت موسےٰ سے
کہا۔ وانا اخترتک میں نے تجھے چن لیا۔ اور اللہ عزوجل نے حضرت علی سے کہا۔ وربک یخلق مایشاء ویختار
حضرت موسےٰ سے کہا واصطنعتک لنفسی حضرت علیؑ کے بارے میں کہا۔ انما ولیکم اللہ حضرت موسےٰ سے
کہا۔ انہ کان مخلصاً حضرت علی سے کہا۔ انما نطعمکم لوجہ اللہ۔ واذ قال موسےٰ لفتاہ حضرت موسےٰ نے
ایک نوجوان سے کہا۔ حضرت موسیٰ کا نوجوان یوشع تھا۔ اور حضرت محمد صلعم کے نوجوان جناب علی تھے۔ لافتی الا
علی۔ حضرت موسیٰ کی اولاد شبر و شبیر تھے۔ اور حضرت علیؑ کے حسن اور حسین تھے۔ حضرت موسیٰ کی ولایت اولاد
حضرت ہارون میں قرار پائی۔ حضرت محمد صلعم کی ولایت اولاد علی میں قرار پائی۔ قوم نے ہارون کو چھوڑ دیا تھا۔ ایک
بچھڑے کی پوجا شروع کر دی۔ جو آواز دیتا تھا۔ ادھر قوم نے حضرت علی علیہ السلام کو چھوڑ دیا۔ اور بنوامیہ کی پوجا شروع
کی اذا قومک منہ یصدون حضرت موسیٰ حضرت شعیب کے بیٹوں کے ساقی تھے۔ ووجد من دونھم
امرأتین تذودان حضرت علی علیہ السلام قیامت کے روز مومنین کے ساقی ہوں گے۔ حضرت علی علیہ السلام کے

دونوں فرزند اہل جنت کے ساقی ہوں گے۔ پاک پروردگار جناب علیؑ کا ساقی ہوگا۔

حضرت موسیٰ علیہ السلام نے ایک کنوئیں سے پتھر اٹھا لیا۔ جس کو چالیس آدمی ہلاتے تھے۔ ولمادر دماء مدائین حضرت علی علیہ السلام نے راحوں کے چشمہ سے پتھر ہٹایا۔ جس کو سو آدمی اٹھانے سے عاجز تھے۔

حضرت علی علیہ السلام کی ہارون یوشع اور لوط علیہم السلام کے ساتھ مساوات

نبی اکرم صلعم نے بیعت یوم عشیرہ، یوم احد اور یوم تبوک وغیرہ کے مواقع پر فرمایا اے علی! تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے جو ہارونؑ کو جناب موسےٰ سے حاصل تھی۔ مومن علی علیہ السلام کو اس طرح دوست رکھتے ہیں جس طرح اصحاب ہارونؑ حضرت ہارون کو دوست رکھتے تھے جناب موسےٰ کے نزدیک کسی کی اتنی منزلت نہیں تھی جتنی ہارونؑ کی تھی۔ نبی اکرم صلعم کے نزدیک کسی کی اتنی منزلت نہیں تھی جتنی کہ جناب علی علیہ السلام کی تھی۔ حضرت ہارون، موسےٰ علیہ السلام کے خلیفہ تھے۔ اور حضرت علی علیہ السلام حضرت محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے خلیفہ تھے۔

حضرت موسےٰ علیہ السلام جب فرعون کے پاس تشریف لائے تو اس کو اللہ عزوجل کی دعوت دی۔ تو فرعون نے کہا اس بات کی کون گواہی دے گا؟ کہا یہ شخص جو میرے سر پہ کھڑا ہوا ہے یعنی ہارونؑ فرعون نے جناب ہارون سے پوچھا آپ نے کہا میں گواہی دیتا ہوں۔ کہ حضرت موسیٰؑ سچ کہتے ہیں جو تیری طرف اللہ کے رسول بن کر آئے ہیں۔ فرعون نے کہا میں موسےٰ کو سزا نہیں دوں گا۔ بلکہ عزت کے ساتھ اپنے دربار سے نکال دوں گا۔ پھر ایک اون کا جبہ منگوا کر ہارونؑ کو پہنایا۔ ایک عصا طلب کر کے ہاروںؑ کے ہاتھ میں دے دیا۔ اس کے عوض اللہ عزوجل نے ہارون کو لمبی عمر کی قمیص پہنائی جب تک ہارون علیہ السلام وہ جبہ پہنے رہے امن میں رہے اسی طرح رسول اللہ کے قول کے ذریعے جناب علیؑ کو امن کی قمیص پہنائی۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا۔ اے علیؑ یہ بات قضا و قدر میں مقرر ہو چکی ہے۔ کہ تو خدا کے سبب سے ناکثین، قاسطین اور مارقین سے جنگ کرنے کے تیس سال کے بعد رحلت پائے گا۔ تمہاری داڑھی تمہارے سر کے خون سے خضاب آلود کی جائے گی فلاں وقت میں۔ ہارون علیہ السلام جب اس قمیص کو اتارتے تو خوف زدہ ہو جاتے تھے۔ جناب علیؑ ہر حال میں امن میں رہتے۔ سب سے پہلے حضرت موسیٰ کی تصدیق حضرت ہارون نے کی اسی طرح سب سے پہلے حضرت محمد مصطفےٰ کی تصدیق حضرت علی علیہ السلام کی۔ حسنؑ پیدا ہوئے تو جناب علیؑ نے آپ کا نام حرب رکھا۔ نبی اکرم صلعم نے آپ کا نام حسن رکھا۔

نیز جب حسینؑ پیدا ہوئے۔ تو پھر آپ کا نام حرب رکھا۔ رسول اللہ صلعم نے فرمایا یہ نہیں ہوگا اس کا نام حسین ہوگا حضرت ہارون کی اولاد شبر۔ شبیر اور مشبر کے ناموں کی طرح حضرت علی علیہ السلام کی اولاد شبر شبیر اور مشبر سے موسوم ہوئی۔

حضرت علیؑ اور یوشع بن نون

علی بن مجاھد مسنداً اپنی تاریخ میں روایت کرتے ہیں۔ کہ نبی اکرم علیہ صلوٰۃ والسلام نے وفات کے وقت فرمایا اے علیؑ تم کو مجھ سے وہ منزلت حاصل ہے۔ جو یوشع بن نون کو جناب موسےٰ سے حاصل تھی۔

حضرت علیؑ اور حضرت ایوبؑ

حضرت ایوبؑ تمام انبیاءؑ سے زیادہ صابر اور حضرت علیؑ تمام اوصیا سے زیادہ صابر۔ حضرت ایوب نے تین سال مصیبتوں پر صبر کیا۔ جناب علیؑ نے شعب ابوطالب میں نبی کے ساتھ تین سال صبر کیا۔ رسول اللہ صلعم کی وفات کے بعد تیس سال صبر کیا۔ اللہ تعالیٰ نے صبر ایوب کا وصف بیان کیا ہے۔ انا وجدناہ صابراً جناب علیؑ کے بارے میں کہا الذین اذا اصابتھم مصیبۃ نیز کہا والصابرین فی الباساء والضراء حین الباس

حضرت علیؑ اور حضرت لوطؑ

اللہ عزوجل نے قرآن میں حضرت لوطؑ کا ۲۶ مقامات پر لوط کا ذکر کیا اور اتنے ہی مقامات پر حضرت علی علیہ السلام کا ذکر کیا۔

حضرت علی علیہ السلام کی ایوبؑ۔ جرجیسؑ اور یحییٰ علیھم السلام سے مساوات

حضرت ایوب علیہ السلام نے کہا۔ مسنی الشیطان بنصب وعذاب علیؑ کو نواصب اور شیاطین انسانوں سے اذیت پہنچی۔ حضرت ایوبؑ سے اللہ نے کہا ارکض برجلک جناب علیؑ نے وادی ینبع میں ایسا کیا اللہ عزوجل نے حضرت ایوب کے بارے میں کہا وجدناہ صابراً ہم نے اسے صبر کرنے والا پایا جناب علیؑ کے بارے میں ارشاد فرمایا۔ وجزاھم بما صبروا ان حضرات کو صبر کا بدلہ ملے گا۔

حضرت ایوبؑ نے کہا انما اشکو بثی وحزنی الی اللہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ الی کم اغضی الجفون علی القذی

جرجیسؑ نے محن پر صبر کیا۔ حضرت علیؑ نے فتنوں اور محسن پر صبر کیا۔ جرجیس کی حق بات قبول نہ کی گئی۔ اور راہ حق میں قتل ہوئے۔ حضرت علی حق پر قائم رہے۔ اور راہ حق میں حق کی خاطر قتل ہوئے۔

جرجیس کو مختلف قسم کا عذاب دیا گیا۔ اور حضرت علی علیہ السلام مختلف جنگوں کے عذاب میں مبتلا ہوئے۔ جرجیس نے ایک بت توڑا۔ جناب علی نے صرف کعبہ میں رکھے ہوئے تین سو ساٹھ بت توڑے۔ ان کے علاوہ اور بتوں کو بھی توڑا۔ اللہ عزوجل نے جرجیس کے دشمنوں کو آگ کے عذاب میں ہلاک کیا۔ حضرت علیؑ کے دشمن عنقریب جہنم کے عذاب میں مبتلا ہوں گے۔

(اللہ عزوجل نے حضرت محمد صلعم اور حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا) القیا فی جھنم کل کفار عینس ہر کافر سرکش کو جہنم میں پھینک دو۔

حضرت یونسؑ خدا کے عذاب کے نہ آنے کی وجہ سے ناراض ہو کر روانہ ہو گئے تھے۔ حضرت علی میدان جنگ میں ثابت قدم ہو کر جہاد فرما ہوئے۔ حضرت یونسؑ کو مچھلی نے نگل لیا۔ حضرت علیؑ پر مچھلی نے سلام کیا۔ غالب اور مغلوب میں فرق ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت یونسؑ کا نام نون رکھا۔ حضرت علیؑ کا علی اور ذالریحانتین رکھا۔ حضرت یونس بھری ہوئی کشتی کی طرف بھاگ گئے۔ جناب علی علم کی بھری ہوئی کشتی ہیں۔ انا مدینۃ العلم حضرت یونسؑ کے بارے میں کہا گیا۔ لینتن بالعراء وھو مذموم ایک اور جگہ دھو حلیم وارد ہوا ہے جناب علیؑ کو قوم نے چھوڑ دیا اور تنہا کر دیا۔ ایک ہزار ماہ آپ پر لعنت کی۔ جناب یونسؑ پر کدو کا درخت اگایا گیا۔ اور حضرت علیؑ کو بہشت کے پھل کھلائے گئے۔

حضرت یونسؑ کے بارے میں ہے۔ وارسلناہ الی مائۃ الف او یزیدون ہم نے جناب یونسؑ کو ایک لاکھ یا اس سے زیادہ لوگوں کی طرف بھیجا۔ حضرت علیؑ تمام انسانوں اور جنات کے امام ہیں۔ حضرت یونس نے اللہ کی عبادت اس جگہ کی جہاں کسی بشر نے عبادت نہیں کی۔ حضرت علی اس جگہ پیدا ہوئے۔ جہاں نہ آپ سے پہلے کوئی پیدا ہوا۔ اور نہ ہی آپ کے بعد کوئی پیدا ہو گا۔

زکریاؑ کو محراب عبادت میں یحییٰؑ کی ولادت کی بشارت دی گئی۔ زکریاؑ نے بارگاہ خداوندی میں عرض کیا رب ھب لی من لدنک ذریۃ طیبۃ مجھے اپنی جانب سے پاک اولاد عطا فرما۔ حضرت نبی اکرم صلعم کو بلا سوال پاکیزہ اولاد عطا کی گئی ذریۃ بعضھا من بعض زوجہ عمران نے کہا۔ انی نذرت لک ما فی بطنی محررا علی مرتضیٰؑ کے بارے میں کہا۔ یوفون بالنذر زوجہ عمران نے کہا۔ رب انی وضعتھا انثی اللہ تعالیٰ نے جناب علیؑ کی زوجہ فاطمہ زہرا سلام علیہا کے بارے میں کہا۔ نساءنا و نساءکم۔ اللہ عزوجل نے حضرت زکریاؑ کی دعا کو قبول کیا۔ رب لا تذرنی فردا جناب علیؑ علیہ السلام کی دعا کو بغیر مانگے قبول کیا۔ فاستجاب لھم ربھم زکریاؑ کو درخت کے اندر الگ سے

سے چیرہ گیا۔ جناب علی محراب عبادت میں قتل کئے گئے۔ جناب یحییٰ کا سر کاٹ کر تھال میں رکھا گیا۔ سیدنا حسینؑ کو کربلا میں ذبح کیا گیا۔ (آپ کا سر بھی تھال میں رکھا گیا۔

اللہ عزوجل نے اپنی کتاب میں زکریا کا سترہ مقامات پر کیا۔ اول سورہ بقرہ میں آخر سورہ صاد میں اسی طرح جناب علی کا ذکر بھی سترہ مقامات پر کیا۔ اول سورہ فاتحہ میں صراط الذین انعمت علیھم اور آخر وتواصوا بالحق میں۔ جناب مریم کی ماں نے کہا۔ انی اعیذھا بک وذریتھا میں اس کو اور اس کی اولاد کی تجھ سے شیطان کی پناہ مانگتی ہوں۔ رسول اللہ صلعم نے حسنؑ اور حسینؑ کے بارے میں کہا اعیذ کما من شر السامۃ والھامۃ وشر کل عین لامۃ

زکریا واعظ بنو اسرائیل اور کافل مریم تھے۔ علیؑ مفتی امت اور کافل فاطمہ علیہا السلام تھے۔ جناب یحییٰ نے جھولے میں کلام کیا۔ علیؑ بچپن میں رسول اللہ پر ایمان لائے۔ یحییٰ نے کہا۔ اوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ جناب علیؑ نے ایک ہی وقت میں نماز بھی پڑھی اور زکوٰۃ بھی دی۔ انما ولیکم اللہ الخ یحییٰ نے کہا السلام علی یوم ولدت حضرت علی کی شان میں ہے سلام علی ال یٰسین یٰسین (محمد) کی آل پر سلام ہو۔ یحییٰ کے بارے میں ہے وبراً بوالدیہ جناب علی کی شان میں ہے ان الابرار یشربون۔ حضرت یحییٰ کی ماں کا نام بتول تھا۔ اور حضرت علی علیہ السلام کی زوجہ محترمہ کا نام بتول تھا جناب یحییٰ نے پیدا ہوتے ہی عبودیت کا اقرار کیا تاکہ اس کے بارے میں ربوبیت کا اعتقاد باطل ہو۔ جناب علی نے کعبہ میں پیدا ہو کر کلمہ شہادتین پڑھ کر غالیوں کے عقیدہ کو باطل کر دیا۔

حضرت علیؑ اور ذوالقرنین

نبی اکرم صلعم نے جناب علیؑ کو ذوقرنین کہا۔ اس کو ہم مفصل بیان کر چکے ہیں ذوالقرنین نے یاجوج اور ماجوج پر دیوار تعمیر کی تھی۔ اللہ عزوجل نے جناب علی کے شیعوں کے لئے شیاطین کے مکر کو بند کر دیا ہے۔ ذوالقرنین مخلوقات کی زبان جانتے تھے۔ علیؑ پرندوں جانوروں خواہ جنگلی ہوں یا پالتو۔ جن، انس اور فرشتوں کی بولیاں جانتے تھے۔

ذوالقرنین نے آب حیات تلاش کیا۔ جو علی علیہ السلام کو دوست رکھے گا۔ اس کا دل کبھی مردہ نہیں ہو گا۔ لقمان سے حکمت ظاہر ہوئی۔ جناب علیؑ سے تمام علوم کے چشمے پھوٹ پڑے۔ اللہ تعالیٰ نے لقمان کے بارے میں کہا۔ ولقد آتینا لقمان الحکمۃ اور جناب علیؑ کے بارے میں کہا الرحمن علم القرآن

حضرت علی علیہ السلام کی داؤد، طالوت اور سلیمان علیہم السلام سے مساوات

اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کے بارے میں کہا۔ یا داؤد انا جعلناک خلیفۃ فی الارض اے داؤد! ہم نے تمہیں زمین کا خلیفہ مقرر کیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا۔ جو شخص مجھے چوتھا خلیفہ نہ کہے گا۔

وقتل داؤد جالوت۔ حضرت داؤد نے جالوت کو قتل کیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے مرحب۔ اور عمرو کو قتل کیا حضرت داؤد نے جالوت کو پتھر سے قتل کیا۔ حضرت علی علیہ السلام کے پاس ایسی تلوار تھی جس سے کفار کو فی النار واستقر کیا کرتے تھے۔ حضرت داؤد آل موسےٰ اور آل ہارون کے بقیہ تھے۔ علیؑ اور اولاد علی بقیۃ اللہ خیر لکم۔ اللہ کا بقیہ موسےٰ علیہ السلام کے بقیہ سے افضل ہے۔ حضرت داؤد کو حکومت ملی۔ حضرت علی ارتضا کم علی۔

حضرت داود علیہ السلام نے کہا۔ الحمد للہ الذی فضلنا علی العالمین جناب علی علیہ السلام کی شان میں آیت فضل اللہ المجاھدین اللہ تعالیٰ نے جناب داؤد کے متعلق فرمایا۔ والطیر محشورۃ کل لہ اواب اور یا جبال اوبی معہ حضرت علی جب سنگریزوں سے تسبیح کرتے تو سنگریزے آپ کے ساتھ تسبیح کرتے تھے داؤد علیہ السلام کو پرندوں کی بولی سمجھنے کا علم دیا گیا۔ حضرت علی علیہ السلام کو ایک ایسی آواز عطا ہوئی جس سے بڑے بڑے بہادر مرجاتے تھے۔ اور پرندے گان ہوا آپ سے باتیں کرتے تھے۔ اللہ تعالیٰ نے حضرت داؤد کے بارے میں کہا۔ واتیناہ الحکمۃ وفصل الخطاب ہم نے داؤد کو حکمت اور فصل خطاب دیا۔ اور جناب علی کی شان میں ہے ومن عندہ علم الکتاب جس کے پاس کل کتاب کا علم ہے۔

حضرت داود علیہ السلام کے بارے میں واذکر عبدنا داؤد ذی الاید اور حضرت علیؑ کی شان میں ہے وایدک بنصرہ وبالمومنین داؤد خطیب انبیاء ہیں جناب علیؑ کو فصل خطاب دیا گیا۔ جب حضرت داؤد نے لوگوں کو لوگوں کو کہا۔ کہ اللہ عزوجل نے طالوت کو تمہارے لئے بادشاہ بنا کر بھیجا ہے تو اس وقت انہوں نے کہا کہ وہ ہم پر حکومت کس طرح کرسکتے ہیں۔ حکومت کے ہم اس سے زیادہ حق دار ہیں اسے تو وافر مال نہیں دیا گیا جب نبی اکرم صلعم نے جناب علی علیہ السلام کو اپنا قائم مقام قرار دیا۔ تب بھی لوگوں نے ایسی باتیں بیان کیں۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ علیؑ حق کے ساتھ ہیں اور حق علیؑ کے ساتھ ہے۔

طالوت کے بارے میں ہے۔ وزادہ بسطۃ فی العلم والجسم۔ علیؑ تمام امت سے زیادہ عالم اور بہادر تھے۔

طالوت کے متعلق ہے ان اللہ اصطفاہ علیکم۔ علیؑ کے بارے میں کہا۔ وفضلنا ... علی العالمین

جنگ جالوت میں جب بنو اسرائیل پیاسے ہوئے تو طالوت نے کہا۔ ان اللہ مبتلیکم بنھر یہ امتحان والی نہر فلسطین میں تھی۔ طالوت نے کہا جو شخص اس سے پانی پیئے گا۔ وہ مجھ سے نہیں ہو گا۔ لشکر کی کل تعداد تیس ہزار تھی۔ جس میں سے صرف تین سو تیرہ یا چار سو آدمیوں نے پانی نہیں پیا تھا۔ طالوت نے کہا جب پانی پینے کے سلسلے میں میری اطاعت نہیں کی۔ تو جنگ کے بارے میں میری اطاعت کس طرح کرو گے۔ رسول اکرم صلعم کے انتقال کے بعد لوگ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوئے کہ آپ ہاتھ بڑھائیے ہم آپ کی بیعت کرتے ہیں۔ آپ نے فرمایا۔ اگر تم سچے ہو۔ تو کل سر منڈوا کر آنا۔ تین چار آدمیوں کے سوا کوئی بھی نہ آیا۔ جالوت نے داؤد کا گھر اکھاڑنا چاہا حضرت داؤد نے جالوت کو قتل کر دیا۔

حضرت سلیمان علیہ السلام نے ملک کی انگوٹھی طلب کی۔ رب ھب لی ملکا۔ حضرت علی علیہ السلام نے ملک کی انگوٹھی حالت نماز میں سوالی کو دے دی۔ یقیمون الصلوٰۃ ویؤتون الزکوٰۃ وھم راکعون۔ الید العلیا خیر من ید السفلی اوپر والا ہاتھ نیچے والے کے ہاتھ سے بہتر ہوتا ہے۔ سلیمان علیہ السلام سائل تھے۔ اور حضرت علی علیہ السلام دینے والے تھے حضرت سلیمانؑ نے ملک کا سوال کیا۔ حضرت علی نے کہا اے سفید اے زرد۔ سونا چاندی کسی اور کو دھوکا دے علیؑ تم پر فریفتہ نہیں ہونے والا ہے۔ حضرت سلیمان علیہ السلام نے ایک ایسے ملک کا سوال کیا جو اس کے بعد کسی کے پاس نہ ہو۔ حالانکہ سلیمان خود فنا ہونے والے تھے۔ اللہ عزوجل نے بلا سوال حضرت علی علیہ السلام کو نعیم اور ملک کبیر عطا کیا۔ حضرت سلیمان نے ملک کی انگوٹھی کا سوال کیا جو انہیں دی گئی۔ غش دھا شھی اور واحھا شھی۔ حضرت علی علیہ السلام کو ملک کی انگوٹھی دی گئی اور دنیا کی سرداری بھی۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ اور آخرت کا ملک بھی عطا ہوا۔ واذا رایت ثم رایت حضرت سلیمان کو علم منطق طیر دیا گیا۔ جیسا کہ سلیمان علیہ السلام نے خود ھدھد اور چیونٹی کے بارے میں بتایا۔ جابر سے روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے پرندے سے کہا اے پرندے تم نے بہت اچھا کیا۔ اللہ عزوجل نے حضرت سلیمان کے بارے میں کہا۔ اذ عرضت علیہ بالعشی الصافنات الجیاد۔ یہ دمشق کے مال غنیمت کے ایک ہزار گھوڑے تھے گھوڑوں کو دیکھنے میں مشغول ہو گئے اللہ عزوجل نے سلیمانؑ کے لئے سورج کو واپس لوٹایا حضرت علیؑ کے لئے کئی دفعہ سورج لوٹایا[1]

[1] ایک مقام وہ جہاں حضرت علی علیہ السلام نے بابل کے مقام پر عصر کی نماز کی خاطر سورج لوٹایا تھا۔ وہاں اب تک بھی وہ جگہ مسجد ردالشمس کے نام سے مشہور ہے جو کہ کربلا اور نجف کے درمیان پکی سڑک کے کنارے موجود ہے بندہ نے اس مسجد کی زیارت کی ہے (۱۲ مترجم)

سلیمان کے لئے اللہ عزوجل نے ہوا کو مسخر کیا۔ ومسخر نا له الریح علیؑ بیر ام کے موقعہ پر ہوا پر غالب آئے ۔ اصحاب کہف کی طرف نکلے۔ تو ہوا نے آپ کی اطاعت کی سلیمان علیہ السلام کا لشکر جن وانس اور پرندوں کا جمع کیا گیا ۔ حضرت علی نے جن وانس کو تلوار کے ذریعے مسخر کیا حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں ایک جن نے عرض کیا ۔ اگر انسان آپ سے ہماری محبت کی طرح محبت کرتے الخ اللہ عزوجل نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں کہا علمنا منطق الطیر اور جناب علی علیہ السلام کی شان میں کہا ۔ وکل شئی احصیناه فی امام مبین حضرت سلیمان علیہ السلام نے لوگوں کی ضیافت کی لیکن انھیں کھانا کھلانے سے عاجز رہے حضرت علی علیہ السلام کی ضیافت قبول ہوئی ۔ ویطعمون الطعام علی حبہ حضرت سلیمانؑ نے بلقیس سے زبردستی شادی کی ۔ جناب علی علیہ السلام نے فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا سے بلطف شادی کی ، حضرت سلیمان کے بارے میں کہا ۔ من نزغ عن امرنا ۔ حضرت علی علیہ السلام کی شان میں ومن یکفر بالایمان فقد حبط عملہ کہا حضرت سلیمان علیہ السلام کے بارے میں ففهمناها سلیمان حضرت علی علیہ السلام کی شان میں فاسئلوا اهل الذکر ہے ۔ اللہ عزوجل نے حضرت صالح علیہ السلام کا نام صالح رکھا ۔ اور حضرت علی علیہ السلام کا نام صالح المومنین ۔ اللہ عزوجل نے جناب صالح کے لئے ایک اونٹنی پہاڑ سے نکالی ۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے لیے پہاڑ سے سو اونٹنیاں نکالیں اور جناب علی علیہ السلام نے نبی اکرم علیہ السلام کا قرض ادا کیا ۔

حضرت علی علیہ السلام کی حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے ساتھ مساوات

اللہ تعالی نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو روح سے پیدا کیا ۔ فنفخنا فیه من روحنا جناب علی علیہ السلام کو نور سے پیدا کیا ۔ حضرت عیسے علیہ السلام کی ولادت کے وقت آپ کی ماں گھر سے نکلیں فانتبذت به مکانا قصیا جناب علیؑ کی ولادت کے وقت آپ کی والدہ محترمہ خانہ کعبہ میں داخل ہوئیں ۔ جناب عیسیٰ شکم مادر میں توراۃ اور انجیل پڑھتے تھے ۔ اور آپ کی والدہ ماجدہ سُنا کرتی تھیں حضرت علی علیہ السلام ماں کے شکم میں گفتگو کرتے اور بُت گر پڑتے تھے ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے بارے میں ویکلم الناس فی المهد ہے حضرت علی علیہ السلام بچپن میں نبی اکرم صلعم سے باتیں کیا کرتے تھے ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا ۔ انی عبد اللہ میں اللہ کا بندہ ہوں ۔ سب سے پہلے یہ فقرہ آپ نے کہا ۔ حضرت علی علیہ السلام نے کہا وانا عبد اللہ و اخو رسول

حضرت عیسیٰ علیہ السلام پر آسمان سے دسترخوان نازل ہوا۔ علیؑ پر جنت کے کئی دسترخوان نازل ہوئے
عیسےٰ کے بارے میں ویعلمہ الکتاب ہے ۔ اور جناب علی علیہ السلام کی شان میں ومن عندہ ام الکتاب
ہے اللہ عزوجل نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو خط سے مخصوص کیا۔ کہتے ہیں خط کے دس حصے ہیں۔ نو حصے حضرت
عیسےٰ علیہ السلام کو ملے ہیں اور ایک حصہ تمام مخلوق کو۔ حضرت علی علیہ السلام کے پاس تمام کتب اور کل صحیفوں کا علم
تھا۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام جذامی اور کوڑھی کو ٹھیک کر دیتے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام دُنیا میں دلوں کے
طبیب اور آخرت میں نجات دہندہ۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا میں اللہ کے حکم سے مردوں کو زندہ کرتا ہوں۔
حضرت علی علیہ السلام نے اللہ عزوجل کے حکم سے سام بن نوحؑ اور اصحاب کہف کو زندہ کیا۔ حضرت عیسیٰ کے بارے
میں کہا بکلمۃ منہ اسمہ المسیح جناب علی علیہ السلام کی شان میں ویحق اللہ الحق بکلمٰتہ حضرت عیسےٰؑ کے
لئے وا وصانی بالصلوٰۃ جناب علی کے لئے سیماھم فی وجوھھم جناب عیسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ والزکوٰۃ
ما دمت حیاً حالانکہ حضرت علیہ السلام پر زکوٰۃ واجب نہ تھی۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام نے کہا۔ مبشراً برسول
یاتی من بعدی اسمہ احمد جناب علی رسول اللہ صلعم کے ناصر، وصی، داماد، ابن عم، اور بھائی ہیں۔ مردوں
نے حضرت عیسیٰ سے کلام کیا۔ جناب علی علیہ السلام سے مردوں کی ایک جماعت نے کلام کیا۔ اللہ عزوجل نے حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کی یہود سے حفاظت کی۔ ما قتلوہ وما صلبوہ ولکن شبہ لھم اللہ عزوجل نے حضرت
علی علیہ السلام کی بستر رسول پر مشرکین سے حفاظت کی۔ ومن الناس من یشری نفسہ اللہ عزوجل نے حضرت
عیسیٰ علیہ السلام کی روح القدس سے مدد کی۔ وایدناہ بروح القدس۔ حضرت محمد علیہ الصلوٰۃ والسلام کی اور
حضرت علی علیہ السلام کی فرشتوں سے مدد کی۔ وایدناہ بجنود لم تروھا۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام چھ ماہ کے
پیدا ہوئے۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے فرزندان حسن اور حسین علیہما السلام چھ ماہ کے تولد ہوئے۔ حضرت مریمؑ نے جناب
عیسےٰؑ کو معلم کے سپرد کیا۔ تو آپ نے توراۃ کو پڑھنے سے پہلے پڑھ دیا۔ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ اگر میرے
لئے مسند بچھا دی جائے۔ تو میں توراۃ والوں کو توراۃ سے زبور والوں کو زبور سے اور انجیل والوں کو انجیل سے
اور قرآن والوں کو قرآن سے فتویٰ دوں گا۔

اللہ تعالےٰ نے حضرت عیسےٰ علیہ السلام کی دعا سے مردوں کو زندہ کیا۔ مردہ دل حضرت علی علیہ السلام کے ذکر سے
زندہ ہوتے ہیں اومن کان میتاً فاحییناہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے استاد نے کہا۔ کہو ابجد حضرت
عیسےٰ علیہ السلام نے کہا۔ اس کا کیا مطلب ہے؟ اس نے آپ کو ڈانٹا۔ جناب عیسےٰؑ نے کہا۔ میں اس کی تفسیر بیان

کروں گا۔ علی بسم اللہ الرحمٰن الرحیم کا نقطہ ہیں۔ تمام علوم کے عالم ہیں۔ حضرت عیسےٰ بچوں کو ان کے گھروں میں ذخیرہ کی ہوئی چیزوں کے بارے میں آگاہ کرتے تھے۔ بچے اپنی ماؤں سے ان کا مطالبہ کرتے تھے۔ حضرت علی علیہ السلام غیب کی خبر دیتے تھے۔ حضرت مریمؑ نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کو ایک رنگریز کے سپرد کر دیا۔ اس نے آپ سے کہا یہ رنگ سرخ کے لئے یہ زرد کے لئے اور یہ سیاہ کے لئے ہے۔ حضرت عیسےٰ علیہ السلام نے سب رنگوں کو ایک برتن میں ڈال دیا۔ رنگریز چلا اٹھا۔ آپ نے فرمایا۔ کوئی خوف کی بات نہیں۔ جو کپڑا بھی اس میں ڈالو گے۔ اور جس قسم کا رنگ مطلوب ہوگا۔ ویسا ہی ہو کر نکلے گا۔ رنگریز نے کہا میں مناسب نہیں سمجھتا ہوں کہ تم جیسا آدمی میرا شاگرد ہو۔ جناب علی علیہ السلام کے اقوال اور افعال سے قریش عاجز آگئے تھے۔ حضرت عیسیٰ زاہد اور فقیر تھے۔ نبی اکرم صلعم سے کسی شخص نے پوچھا سب لوگوں سے زیادہ زاہد اور فقیرالی اللہ کون ہے۔ آپ نے فرمایا۔ وہ علی ہیں۔ جو میرے وصی ہیں میرے بھائی ہیں میرے حیدر ہیں۔ اور میرے کرار ہیں۔ میری صمصام ہیں۔ میرے شیر ہیں۔ اور اللہ کے شیر ہیں جناب عیسےٰ کے بارے میں اختلاف پڑ گیا۔ یعقوبیہ فرقے نے کہا۔ وہ خدا ہیں۔ نسطوریہ نے کہا وہ اللہ کے فرزند ہیں۔ اسرائیلیہ نے کہا تین میں سے تین ہیں۔ یہودیہ نے کہا۔ وہ جھوٹے اور جادوگر ہیں۔ مسلمانوں نے کہا وہ اللہ کے بندے ہیں۔ امت محمدیہ نے جناب علیؑ کے بارے میں بھی اختلاف کیا۔ غالیوں نے کہا۔ وہ معبود ہیں۔ خوارج نے کہا۔ کافر ہیں۔ مرجیہ نے کہا۔ وہ چوتھے خلیفہ ہیں۔ اور شیعہ نے کہا۔ وہ پہلے خلیفہ ہیں۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ جو شخص اس دروازے سے داخل ہوگا۔ وہ تمام لوگوں سے زیادہ عیسےٰؑ کے مشابہ ہوگا۔ حضرت علی علیہ السلام تشریف لائے۔ یہ بات سن کر لوگ ہنس پڑے۔ اللہ عزوجل نے یہ آیت نازل کی۔ ولما ضرب ابن مریم مثلا اذا قومک منہ یصدون

مسند موصلی میں ہے۔ کہ نبی اکرم صلعم نے حضرت علی علیہ السلام سے فرمایا کہ تم میں عیسےٰ بن مریمؑ کی مثال پائی جاتی ہے۔ یہود نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام سے بغض رکھا تھا کہ آپ کی ماں پر بہتان باندھا۔ نصاریٰ نے اسے دوست رکھا تھا کہ آپ کو اس منزلت سے گرا دیا۔ جو اللہ عزوجل کے نزدیک آپ کی منزل مقرر تھی۔

حضرت علی علیہ السلام کی نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ مساوات

نبی اکرم علیہ الصلوٰۃ والسلام کو کتاب ملی۔ جناب علی علیہ السلام کو تلوار اور قلم عطا ہوئی۔ نبی اکرمؐ کے پاس دو بڑے معجزے تھے۔ کتاب خدا اور تلوار علیؑ۔ نبی اکرمؐ کے لئے چاند دو ٹکڑے ہوا۔ علیؑ کے لئے نہروان کا چشمہ پھوٹ پڑا۔ تمام انبیاء کرام پر اللہ عزوجل نے نبی اکرمؐ کا اقرار واجب قرار دیا۔ واذ اخذ اللہ میثاق النبیین جناب علی

علیہ السلام کی شان میں کہا ۔ واسأل من ارسلنا۔ اللہ عزوجل نے رسول اللہ صلعم کو تمام انبیاء کا شب معراج کو امام
مقرر کیا ۔ اللہ تعالیٰ نے شب ہجرت رسول پر اور غدیر وغیرہ کے دن جناب علی کو اوصیا کا امام مقرر کیا ۔ نبی اکرم براق پر
سوار ہوئے علی مرتضیٰؑ دوش رسول پہ سوار ہوئے ۔ نبی اکرمؐ کے بارے میں اللہ تعالیٰ نے فرمایا ۔ بالمومنین رؤف
رحیم جناب علیؑ کی شان میں کہا و جعلنا لھم لسان صدق علیا ۔ جناب نبی اکرم صلعم کے بارے میں کہا لیغفر لک
اللہ ما تقدم من ذنبک وما تاخر۔ جناب علی علیہ السلام کے بارے میں کہا ۔ فوقھم اللہ شر ذلک الیوم
اللہ تعالیٰ نے اپنے نبی اکرمؐ کی ذات کی قسم کھائی ۔ والضحیٰ واللیل اذا سجیٰ جناب علیؑ کے ساتھ بھی قسم کھائی ۔
والفجر ولیال عشر ۔ نبی اکرم کا نام رکھا ۔ والنجم اذا ھویٰ جناب علیؑ کے بارے میں کہا ۔ وعلامات وبالنجم
ھم یھتدون ۔ نبی اکرم صلعم کے بارے کہا ام یحسدون الناس جناب علی کے بارے میں کہا ۔ ومن الناس
من یشری نفسہ نبی اکرمؐ کے بارے میں یعرفون نعمۃ اللہ ثم ینکرونھا جناب علی علیہ السلام کے بارے میں
کہا واتممت علیکم نعمتی ۔ رسول اللہ صلعم کے بارے میں اللہ نور السموٰت والارض جناب علی علیہ السلام کے
بارے میں یریدون لیطفؤا نور اللہ آنحضرت صلعم کے بارے میں وما ارسلناک الا رحمۃ للعالمین
اور ذکرا رسولاً اور جناب علی کے لئے وانزلنا الیک الذکر رسول اللہ صلعم کے لئے علی رجل منکم
علی کے متعلق رجال لا تلھیھم تجارۃ رسول اللہ صلعم کے بارے میں ثم دنیٰ فتدلیٰ رسول اللہ صلعم نے
شب معراج شبیہ علی کو ملاحظہ کیا ۔ آنحضرت صلعم کے دونوں شانوں کے درمیان علامت نبوت موجود تھی ۔ بہادری کی علامت
جناب علیؑ کی کلائیوں پر موجود تھی ۔ رسول اللہ صلعم کی امداد کی خاطر بدر کی جنگ کے روز فرشتے نازل ہوئے حضرت
جبرائیل جناب علی علیہ السلام کے داہنی طرف اور حضرت میکائیل بائیں طرف اور فرشتہ موت حضرت عزرائیل جناب
علی علیہ السلام کے آگے آگے کفار کو فی النار و السقر کر رہا تھا ۔

آنحضرت صلعم کو اللہ عزوجل نے تمام کائنات کا رسول بنا کر بھیجا ۔ جناب علی تمام مخلوق کے امام ہیں ۔ نبی اکرم صلعم
العناصر ہیں ۔ الذی یراک حین تقوم وتقلبک فی الساجدین علیؑ رسول اللہ سے ہیں ۔ خلق من الماء
بشرا فجعلہ نسباً وصھراً آنحضرت صلعم کے بارے میں ان الذین یوذون النبی ویقولون ھو
اذن جناب علی علیہ السلام کے بارے میں ہے وتعیھا اذن واعیۃ
نبی اکرم صلعم نے فرمایا ۔ میں رعب کی وجہ سے فتح مند ہوا ۔ آپؐ نے فرمایا ۔ اے علیؑ رعب تیرے ساتھ ہوگا جہاں
بھی جاؤ گے ۔

انس سے روایت ہے۔ کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ کہ میں خاتم الانبیاء ہوں۔ اور اے علیؑ! تم خاتم الاوصیاء ہو۔
حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا۔ محمدؐ ہزار نبی کے خاتم اور میں ہزار اوصیا کا خاتم ہوں۔ مجھے جتنی تکلیف دی گئی ہے اتنی ان اوصیاء کو تکلیف نہیں دی گئی۔

ابن عباس نے کہا۔ میں نے نبی اکرم صلعم کو فرماتے ہوئے سُنا۔ کہ اللہ عزوجل نے مجھے پانچ خصوصیات عطا کیئے ہیں۔ اور علیؑ کو بھی پانچ۔ مجھے جوامع الکلم عطا کیا۔ اور علیؑ کو جوامع الکلام۔ مجھے نبی بنایا۔ اور علیؑ کو وصی۔ مجھے کوثر عطا کیا۔ اور علیؑ کو سلسبیل۔ مجھے وحی دی۔ اور علیؑ کو الہام۔ مجھے اللہ عزوجل نے رات کو اپنے پاس بُلایا۔ اور علیؑ کے لیئے آسمان کے دروازے کھول دیئے۔ اور تمام پردے ہٹا دیئے۔

عبدالرحمٰن انصاری کا بیان ہے۔ کہ رسول اکرم صلعم نے فرمایا۔ علی علیہ السلام کو نو خصوصیات دیئے گئے ہیں تین دُنیا میں تین آخرت میں۔ دو وہ ہیں۔ جو میں اس کے لیئے چاہتا ہوں۔ ایک خصوصیت کا مجھے علی کے بارے میں خوف لاحق ہے۔ دُنیا کی تین خصوصیات یہ ہیں:۔ کہ آپ ستر عورتیں کریں گے (۲) میرے اہل کے امور کے متولی ہوں گے۔ اور (۳) ان میں میرے وصی ہوں گے۔ آخرت کی تین خصوصیات یہ ہیں۔ کہ مجھے لواالحمد دیا جائے گا میں اسے علی بن ابی طالب علیہ السلام کے حوالے کر دوں گا۔ آپ لواالحمد کو اُٹھا کر مقام شفاعت میں لائیں گے۔ میں علی بن ابی طالب کا اس مقام پر سہارا لوں گا جنت کے دروازوں کو کھولنے میں علی میری مدد کریں گے۔ ان دو خصوصیات کے بارے میں علیؑ سے توقع ہے۔ وہ یہ ہیں۔ کہ آپ میرے بعد نہ گمراہ ہوں گے۔ اور نہ ہی کافر ہوں گے جس بات کا علی بن ابی طالب علیہ السلام کے بارے میں خوف و امنگیر ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ میرے بعد قریش آپ سے بے وفائی کریں گے۔

حضرت امام رضا علیہ السلام نے فرمایا۔ کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اے علی! تمہیں تین چیزیں ایسی دی گئیں ہیں۔ جو مجھے نہیں دی گئیں۔ مجھے ایسے خسر نہیں ملا۔ جیسا تجھے ملا۔ مجھے فاطمہ جیسی حسین بیوی نہیں ملی اور نہ ہی حسنؑ اور حسینؑ جیسے فرزند ملے۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی تمام انبیا علیہم السلام کے ساتھ مساوات

اللہ عزوجل نے نو آدمیوں کو بادشاہ کہا۔ بادشاہ تدبیر یوسفؑ کو کہا۔ رب قد اتیتنی من الملک حکمت اور نبوت ابراہیمؑ کو ملی۔ فقد اتینا ال ابراھیم الکتاب والحکمۃ واتینا ھم ملکا عظیما۔ بادشاہ عزت قدرت اور قوت والا داؤد کو بنایا۔ وشددنا ملکہ۔ والنا لہ الحد[illegible]

بعث لکم طالوت ملکاً بادشاہ کنوز ذوالقرنین کو۔ انا مکنا لہ فی الارض بادشاہ دنیا سلیمان کو رب ھب لی ملکاً بادشاہ آخرت علیؑ کو۔ واذا رایت ثم رایت نعیما وملکا کبیراً

اللہ عزوجل نے پانچ انسانوں کو صدیق کہا یوسف کو یوسف ایھا الصدیق ادریس کو واذکر فی الکتاب ادریس انہ کان صدیقاً اسمٰعیل کو واذکر فی الکتاب اسماعیل انہ کان صادق الوعد مریم کو۔ و امہ صدیقۃ اور علیؑ کو والذی جاء بالصدق و صدق بہ اس بارے میں اللہ عزوجل کی یہ آیت بھی دلالت کرتی ہے والذین امنوا باللہ ورسلہ اولٰئک ھم الصدیقون یوسف کے بھائیوں نے آپ کو دشمن رکھا پھر آپ کے مطیع ہو گئے۔ باپ نے آپ کو دوست رکھا فبشر بہ فلما ان جاء البشیر ادریس کو قوم نے دشمن رکھا۔ اللہ تعالیٰ نے انہیں اٹھا لیا ورفعہ اللہ الیہ جناب ابراہیمؑ سے نمرود نے دشمنی کی۔ اللہ عزوجل نے اسے ہلاک کیا سارہ نے اسے دوست رکھا۔ اسے بشارت دی گئی۔ فبشرناہ باسحق یہودیوں نے مریم سے دشمنی کی اللہ عزوجل نے ان پر لعنت کی۔ زکریا نے اسے دوست رکھا۔ اُسے بشارت دی گئی۔ انا نبشرک جناب علیؑ سے ناصبیوں نے دشمنی کی اللہ نے ان پر دُنیا اور آخرت میں لعنت کی، شیعوں نے آپ کو دوست رکھا اللہ عزوجل نے انہیں جنت کی بشارت دی۔ یبشرھم ربھم برحمۃ منہ

پانچ اشخاص نے اللہ عزوجل کی راہ میں اپنی قوم کو چھوڑ دیا۔

(۱) نوحؑ یاقوم ان کان کبر علیکم مقامی (۲) ہودؑ نے انی اشھد اللہ (۳) ابراہیمؑ نے واعتزلکم وما تدعون من دون اللہ (۴) محمدؐ نے نھیت ان اعبد الذین تدعون من دون اللہ (۵) علیؑ نے فاغضیت علی القذی وشربت علی الشجی وصبرت علی اخذ الکظم وعلی امر من العلقم

پانچ اشخاص نے محراب میں چیزوں کو پایا۔ (۱)

ا۔ حضرت سلیمان علیہ السلام ایک سال تک اپنی موت کے بعد حکومت کرتے رہے۔ ما دلھم علی موتہ الا دابۃ الارض (۲) حضرت داؤد علیہ السلام نے عفو کو پایا۔ فاستغفر ربہ وخر راکعاً و اناب (۳) جناب مریمؑ نے جنت کے کھانے کھائے۔ کلما دخل علیھا زکریا المحراب وجد عندھا رزقا (۴) حضرت زکریا علیہ السلام نے حضرت یحییٰ کی بشارت پائی۔ فنادتہ الملائکۃ وھو قائم یصلی فی المحراب (۵) حضرت علی علیہ السلام نے امامت کو پایا۔ انما ولیکم اللہ ورسولہ

اللہ عزوجل نے حضرت علی علیہ السلام کو شکر میں نوح علیہ السلام کے ساتھ مساوی قرار دیا۔ ......

جناب نوح کے بارے میں ہے۔ انہ کان عبدا شکورا جناب علی علیہ السلام کے بارے میں کہا لا نرید منکم جزاءً ولا شکورا

حضرت ایوب علیہ السلام کے صبر سے مساوی قرار دیا۔ انا وجدناہ صابرا جناب علی علیہ السلام کے بارے میں فرمایا۔ نجزاھم بما صبروا

ملک میں حضرت سلیمانؑ کے ساتھ مساوی قرار دیا۔ رب ھب لی ملکا۔ حضرت علی علیہ السلام کے لئے ملکا کبیرا ہے۔

نیکی میں حضرت یحییٰ علیہ السلام کے ساتھ وبرا بوالدیہ حضرت علی علیہ السلام کے بارے کہا۔ ان الابرار یشربون

وفا میں حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ وابراھیم الذی وفی جناب علی علیہ السلام کے بارے میں یوفون بالنذر۔

اخلاص میں حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ساتھ انہ کان مخلصا اور حضرت علی کے متعلق انما نطعمکم لوجہ اللہ

زکوٰۃ میں حضرت عیسےٰ علیہ السلام کے ساتھ۔ اوصانی بالصلوٰۃ والزکوٰۃ حضرت علیؑ کے بارے میں انما ولیکم اللہ۔

امن میں حضرت محمد مصطفےٰ کے ساتھ یغفر لک اللہ۔ اور جناب علی علیہ السلام کے لئے فوقٰھم اللہ شر ذلک الیوم

خوف میں فرشتوں کے ساتھ۔ یخافون ربھم من فوقھم جناب علی علیہ السلام کے بارے میں انا نخاف من ربنا

سخاوت میں اپنی ذات کے ساتھ۔ وھو یطعم ولا یطعم اور جناب علی علیہ السلام کے بارے میں کہا۔ انما نطعمکم لوجہ اللہ۔

پانچ خصوصیات پانچ نبیوں میں الگ الگ موجود ہیں۔ لیکن جناب علی علیہ السلام میں وہ تمام خصوصیات بیک وقت موجود ہیں (۱) حضرت ابراہیم علیہ السلام ھل اتاک ضیف ابراھیم (۲) حضرت موسیٰ علیہ السلام کلم اللہ موسیٰ تکلیما (۳) حضرت یوسف علیہ السلام ما ھذا بشرا (۴) حضرت زکریا اور یحییٰ علیہما السلام

وکاین من نبی قاتل معہ (۵) حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام فیستحی منکم اور حضرت علی علیہ السلام کے بارے میں ویطعمون الطعام ہے۔ آپ ہی کی شان میں آیت ھو الذی خلق من الماء بشراً ہے۔ حضرت یونس علیہ السلام مچھلی کے پیٹ میں محبوس ہوئے۔ فنادی فی الظلمات حضرت یوسفؑ ویران کنویں میں ڈال دیے گئے۔ فالقوہ فی غیابۃ الجب حضرت موسیٰ علیہ السلام کو صندوق میں ڈال کر دریائے نیل میں پھینک دیا گیا۔ فاقذ فیہ فی الیم حضرت نوح علیہ السلام کشتی میں سوار ہوئے ان اصنع الفلک جناب علی علیہ السلام پر سقیفہ کی مجلس میں ظلم کیا گیا۔ الم احسب الناس ان یترکوا

چار چیزوں میں ہر ایک شخص خوف کھاتا ہے حتیٰ کہ انبیاء کرام بھی۔ شیطان۔ سانپ۔ قتل اور بھوک۔ شیطان کے بارے میں ہے۔ وقل اعوذ بک من ھمزات الشیاطین سانپ کے متعلق فاوجس فی نفسہ خیفۃ قتل کے بارے میں انی قتلت منھم نفساً بھوک کے متعلق وقال لفتاہ اتنا غدائنا حضرت علی علیہ السلام نے شیطان سے جنگ کی۔ اژدھا سے کلام کیا۔ کفار کو قتل کیا۔ اور مساکین یتیم اور اسیر کو کھانا کھلایا۔

پانچ انوار کو اللہ عزوجل نے پانچ مقامات پر رکھا جس کا نتیجہ پانچ چیزیں برآمد ہوئیں۔ ابراہیم علیہ السلام کی پیشانی میں رکھا جس کا نتیجہ رحمت نکلا۔ حضرت یوسف علیہ السلام کی پیشانی میں قرار دیا جس کا ثمرہ محبت نکلا حضرت موسےٰ علیہ السلام کے ہاتھ میں رکھا جس سے معجزہ ظاہر ہوا۔ حضرت محمد مصطفےٰ علیہ الصلوٰۃ والسلام کی پیشانی میں رکھا۔ جس کا ثمرہ ہیبت ہوا۔ چنانچہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ میں اپنے رعب کی وجہ سے فتح مند ہوا ہوں حضرت علی علیہ السلام کی کلائی میں رکھا جس کا ثمرہ اسلام ہوا ھو الذی ایدک بنصرہ وبالمومنین

احمد بن حنبل عبد الرزاق سے وہ معمر سے وہ زہری سے وہ ابن مسیب سے اور وہ ابوہریرہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور ابن بطہ ابانہ میں ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ دونوں راوی نبی اکرم صلعم سے روایت کرتے ہیں کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ من اراد ان ینظر الی ادم فی حلمہ والی نوح فی فھمہ والی موسےٰ فی مناجاتہ والی ادریس فی تمامہ وکمالہ وجمالہ فلینظر الی ھذا الرجل المقبل جو شخص آدمؑ کا حلم۔ نوحؑ کا فہم موسےٰ کی مناجات ادریس کا تمام کمال اور جمال دیکھنا چاہے۔ تو اُسے اس آنے والے شخص کی طرف دیکھنا چاہیے۔ لوگوں نے دیکھا۔ تو حضرت علی علیہ السلام اس شان سے تشریف لا رہے تھے۔ کہ گویا کہ آپ پہاڑ سے نیچے تشریف فرما ہو رہے ہیں۔

انس کی روایت میں ہے کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا جو شخص حضرت ابراہیم کی خلت، حضرت یحییٰ کا زہد اور حضرت موسیٰ کی بطش (پکڑ) دیکھنا چاہے۔ وہ علی بن ابی طالب کی طرف دیکھے۔

مروی ہے کہ ایک روز آنحضرت صلعم نے حضرت علی علیہ السلام کی طرف دیکھ کر فرمایا کہ جس شخص کو حضرت یوسف کا جمال، حضرت ابراہیم کی سخاوت، حضرت سلیمان کی بہجت اور حضرت داؤد کی قوت دیکھنا محبوب ہو تو وہ اس شخص کو دیکھے۔

ایک حدیث میں آنحضرت صلعم نے .... جناب علیؑ کی نرمی کو لوطؑ کی نرمی سے آپ کے خلق کو یحییٰ کے خلق سے آپ کے زہد کو ایوبؑ کے زہد سے۔ آپ کی سخاوت کو ابراہیم کی سخاوت سے آپ کی بہجت کو سلیمانؑ کی بہجت سے اور آپ کی قوت کو داؤد کی قوت سے تشبیہ دی ہے۔

نطنزی نے خصائص میں تحریر کیا ہے۔ کہ مجھے ابو علی حداد نے آگاہ کیا۔ کہ مجھے ابونعیم اصفہانی نے باسناد خود اشبح سے روایت کی ہے۔ کہ میں نے حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سنا۔ کہ میں نے رسول اکرم صلعم کو فرماتے ہوئے سنا کہ اے علیؑ تیرا نام ان انبیاء کے دفاتر میں تحریر ہے۔ جن پر وحی نہیں ہوتی تھی۔ حضرت موسےٰ علیہ السلام کے قصے میں اللہ تعالیٰ نے کہا ہے۔ وکتبنا لہ فی الالواح من کل شیٔ اس جگہ من بعض کے معنی میں آیا ہے۔ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے واقعہ میں آیا ہے۔ ولابین لکم بعض الذی تختلفون فیہ یہاں بعض کا لفظ آیا ہے۔ اور حضرت علی علیہ السلام کے قصے میں کسی تبعیض کے بغیر ارشاد فرمایا ہے وکل شیٔ احصیناہ فی امام مبین ہم نے ہر چیز کا احصا امام مبین میں کر دیا ہے۔

حضرت جبرئیل علیہ السلام نے انگوٹھی کا سوال کیا۔ آپ نے دے دی۔ انما ولیکم اللہ۔ حضرت میکائیل علیہ السلام نے کھانا طلب کیا۔ دے دیا ویطعمون الطعام علی حبہ مسکیناً حضرت محمد مصطفےٰ صلعم نے روح مانگی۔ آپ نے قربان کر دی۔ ومن الناس من یشری نفسہ اللہ تعالیٰ نے ظاہر و باطن میں سوال کیا۔ آپ نے دیا۔ الذین ینفقون اموالھم

فردوس دیلمی میں جابر سے روایت ہے۔ کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اللہ تعالیٰ ہر روز مقرب فرشتوں کے ساتھ جناب علی کے ساتھ فخر و مباہات کرتا ہے۔ حتیٰ کہ فرشتے کہتے ہیں۔ "اے علی! تجھے مبارک ہو مبارک ہو۔" جبرائیل امین نے کہا۔ اے محمد! میں تم دونوں سے ہوں۔ نبی اکرم صلعم نے کہا۔ ... جناب جبرائیل نے کہا ... سے نہیں ہے کوئی ... مگر اس کے لئے مقام معلوم ہے۔ جناب علی علیہ السلام کا مقام وہی رسول کے ... فرض

ہے۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام ایک لمحہ میں سات آسمان اور حجاب طے کر کے عرش کے پاس نبی اکرم صلعم کی خدمت میں پہنچے۔ یہ اتنا سفر ہے جو پچاس ہزار سال میں بھی طے نہیں ہوگا۔ جناب علی علیہ السلام نے اپنی جگہ پر رہ کر نبی اکرم صلعم کو معراج میں اعلےٰ مقام پہ دیکھ لیا جناب علی علیہ السلام کا مرتبہ اور امانت نبی اکرمؐ کے نزدیک اتنی ہے جس طرح جبرائیلؑ اور میکائیل کا مرتبہ اور امانت اللہ کے نزدیک ہے۔

مفردات

جناب علی علیہ السلام پہلے ہاشمی ہیں جو دو ہاشمیوں سے پیدا ہوئے۔ آپ سب سے پہلے کعبہ میں پیدا ہوئے۔ سب سے پہلے ایمان لائے۔ سب سے پہلے نماز پڑھی۔ سب سے پہلے بیعت کی۔ سب سے پہلے جہاد کیا۔ سب سے پہلے نبی اکرم سے تعلیم حاصل کی۔ سب سے پہلے تصنیف کی۔ اسلام میں نبی اکرم کے بعد سب سے پہلے بغلہ پر سوار ہوئے۔ جناب علی خیر الاوصیا ہیں۔ نبیؐ نے سب سے آخر میں علیؑ سے بھائی چارہ قائم کیا۔ نبی اکرم صلعم کی وفات کے وقت علی علیہ السلام آپ سے سب سے آخر میں جدا ہوئے۔ سب سے آخر میں قبر رسولؐ سے باہر نکلے۔

نوادرِ دُنیا ہاروت وماروت۔ عزیر نبی۔ سارہ کا بڑھاپے میں بچہ جننا۔ عیسٰیؑ کا بلا باپ پیدا ہونا۔ یحییٰ اور عیسٰیؑ کا بچپن میں کلام کرنا۔ قرآن کا کلام میں لاثانی ہونا۔ اور جناب علی علیہ السلام کی بہادری لوگوں کے درمیان۔

عجائب دُنیا اصحاب کہف کا کتا۔ عزیر کا گدھا۔ سامری کا بچھڑا۔ صالح نبی کی اونٹنی۔ اسمٰعیل کا مینڈھا۔ یونسؑ نبی کی مچھلی۔ سلیمانؑ نبی کا ہدہد اور چیونٹی۔ نوحؑ نبی کا کوا۔ اوس بن افعان کا بھیڑیا اور تلوار علی علیہم السلام۔

اللہ عزوجل نے مومنین پر تین چیزوں سے احسان کیا۔ ایک اپنی ذات سے یمنون علیک ان اسلموا۔ نبی اکرم سے لقد من اللہ علی المومنین اذ بعث فیھم رسولاً جناب علیؑ کے ذریعے قل بفضل اللہ وبرحمتہ

اللہ عزوجل نے چھ چیزوں کا نام رحمت رکھا ہے (۱) بارش کا فانظر الی اثار رحمۃ اللہ (۲) توفیق کا ولولا فضل اللہ علیکم ورحمتہ (۳) اسلام کا یدخل من یشاء فی رحمتہ (۴) ایمان کا واتانی منہ رحمۃ (۵) نبی کا وما ارسلناک الا رحمۃ (۶) علیؑ کا قل بفضل اللہ وبرحمتہ

المصلین قنوت۔ امن ھو قانت روزہ وجزاھم بما صبروا زکوٰۃ۔ ویؤتون الزکوٰۃ۔
صدقات الذین ینفقون اموالھم حج۔ واذان من اللہ ورسولہ۔ جہاد اجعلتم سقایۃ
الحاج صبر الذین اذا اصابتھم مصیبۃ۔ وعا۔ الذین یدعون اللہ وفا۔ یوفون بالنذر
ضیافت انما نطعمکم لوجہ اللہ تواضع۔ انما یخشی اللہ من عبادہ العلماء صدق وکونوا
مع الصادقین آپ کے آباؤ اجداد کی وتقلبک فی الساجدین آپ کی اولاد کی انما یرید اللہ
لیذھب عنکم الرجس اھل البیت آپ کے ایمان کی مدح کی۔ السابقون السابقون آپ کے علم کی
ومن عندہ علم الکتاب۔ قال النبی صلعم یا علی ما عرف اللہ حق معرفتہ غیری وغیرک و
ما عرفک حق معرفتک غیر اللہ وغیری نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اے علیؑ! اللہ تبارک وتعالیٰ کو کما حقہ میرے
اور تیرے سوا کسی نے نہیں پہچانا۔ اللہ اور میرے سوا تجھے کما حقہ کسی نے نہیں پہچانا۔

نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ حضرت علی علیہ السلام آسمان میں ایسے ہیں۔ جیسے سورج زمین پر۔ آسمان دنیا میں اس
طرح ہیں جس طرح رات میں چاند زمین پر۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا علی علیہ السلام کی مثال بیت اللہ الحرام کی طرح
ہے ہر شخص اس کی زیارت کو جاتا ہے وہ کسی کی زیارت نہیں کرتا۔ پھر فرمایا۔ جب چاند نکلتا ہے تو تاریکی دور ہو جاتی ہے۔
علی علیہ السلام کی مثال سورج کی طرح ہے۔ جب ظاہر ہوتا ہے تو دنیا روشن ہو جاتی ہے۔

نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ اے علیؑ! تم میری طرف سے میرے پیغامات پہنچاؤ گے۔ عرض کیا یا رسول اللہ آپ
نے تبلیغ نہیں کی؟ آپ نے فرمایا۔ میں نے تبلیغ کی ہے لیکن تم میری طرف سے تفسیر کتاب پر تبلیغ کرو گے۔

رسول اکرم صلعم نے جناب علی علیہ السلام کو شب ہجرت اپنا جانشین بنایا۔ اور جنگ تبوک کے روز تحفظ
اولیاء اور تخویف اعداء کے لئے اپنا خلیفہ بنایا۔ یہ بات جناب علی کی امامت کی دلیل ہے کہ تم کو مجھ سے وہ
منزلت حاصل ہے جو ہارونؑ کو موسیٰؑ سے حاصل تھی۔ جناب علیؑ کو اپنا قائم مقام مقرر کیا۔ اور رات کے وقت
اپنے بستر پر سلایا۔ رسول اللہ صلعم نے جناب علیؑ کو مواخات۔ مباہلہ اور غدیر کے روز مقدم کیا۔ آپ نے فرمایا
جس کا میں سردار ہوں۔ اس کے علیؑ سردار ہیں۔ اللہ تعالیٰ نے فرمایا۔ واذ اخذنا من النبیین میثاقھم
ومنک ومن نوح

نبی صلعم پیدائش میں تمام انبیاء سے مقدم تھے۔ اور بعثت کے لحاظ سے موخر تھے۔
نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ ہم لوگ آنے میں موخر ہیں۔ اور قیامت کے روز سابق ہوں گے۔ نیز آپ نے فرمایا۔

میں اور علی ایک نور سے پیدا کیے گئے ہیں۔ فرمایا ہم ابتدا میں مقدم ہیں۔ اور انتہا میں موخر ہیں۔ محمد نے حمد کو زیادہ کیا۔ اور علی نے بلندی کو زیادہ کیا۔ لوگوں نے علی کا حق غصب کیا۔ اللہ عزوجل نے اس کے بدلے آپ کو جنت عطا کی۔ وجزاھم بما صبروا جنة

خلافت سے آپ کو لوگوں نے علیحدہ کیا۔ اللہ عزوجل نے آپ کو آخرت کا ملک عطا کیا۔ واذا رایت ثم رایت نعیما وملکا کبیرا

جناب علی علیہ السلام نے ایک گروہ کو روٹیاں کھلائیں۔ اللہ عزوجل نے اس کے بدلے اٹھارہ آیتیں دیں ان الابرار یشربون۔ اللہ عزوجل کی محبت میں لوگوں کو کھانا کھلایا۔ اللہ عزوجل نے آپ کی محبت لوگوں پر واجب قرار دی۔ اللہ عزوجل کی رضا جوئی میں اپنے نفس کو صرف کیا۔ اللہ نے اپنی رضا کو علیؑ کی رضا قرار دیا۔ شیخ اول نے کہا میں تمہارا خلیفہ تو ہو گیا ہوں لیکن تم سے افضل نہیں ہوں۔ اللہ عزوجل نے جناب علی کی شان میں فرمایا۔ ان الذین امنوا وعملوا الصالحات اولئک ھم خیر البریة علیؑ تمام کائنات سے افضل ہیں۔

پانی کی دو قسمیں ہیں پاک اور نجس۔ علیؑ پاکیزہ پانی ہیں۔ وھو الذی خلق من الماء بشرا۔ علی کے دشمن نجس ہیں۔ انما المشرکون نجس

پاکیزہ چیز خود پاک ہوتی ہے۔ اور دوسری چیزوں کو پاک کرتی ہے نجس عین جب خود نجس ہے تو دوسری چیز کو کس طرح پاک کر سکتا ہے۔ محمدؐ طہور ہیں علیؑ صعید ہیں تم نجس دا فتیمموا صعیدا محمدؐ ابو الطاہرین ہیں۔ اور علیؑ ابو تراب ہیں۔

قرآن مجید میں اومن افمن اورام من دس مقامات پر آیا ہے۔ یہ سب کے سب حضرت علیؑ کے آپ کے دشمنوں کے حق میں ہیں۔ مثلاً افمن کان مومنا کمن کان فاسقا۔ امن ھو قانت۔ افمن کان علی بینة۔ افمن شرح اللہ صدرہ للاسلام۔ افمن یعلم انما انزل الیک من ربک الحق۔ افمن یمشی مکبا علی وجھہ۔ افمن زین سوء عملہ

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ اومن کان میتا فاحییناہ کا مطلب یہ ہے۔ کہ لوگ مردہ بھی ہماری وجہ سے ہوتے ہیں۔ اور زندہ بھی ہماری وجہ سے ہوتے ہیں۔

ابو معاویہ ضریر۔ اعمش سے وہ ابو الصالح سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آیت افمن وعدناہ وعدا حسنا حمزہؓ جعفر اور علیؑ کی شان میں نازل ہوئی ہے۔

مجاہد اور ابن عباس نے بیان کیا کہ آیت افمن یلقی فی النار خیر۔ ولید بن مغیرہ کے بارے میں نازل ہوئی ہے آیت ام من یاتی آمنا من غضب اللہ سے مراد امیر المومنینؑ ہیں۔ پھر اللہ عزوجل نے جناب علی علیہ السلام کے دشمنوں کو دھمکی دی ہے۔ اعملوا ما شئتم۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے منفرد فضائل

اللہ تعالیٰ نے قرآن میں اپنے اعضا کا ذکر کیا ہے۔ لیکن اس سے مراد علی علیہ السلام کی ذات ہے۔ مثلاً دیکھیں ویحذرکم اللہ نفسہ۔ نفس سے مراد علی علیہ السلام ہیں۔

امام رضا علیہ السلام نے فرمایا امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے ذریعے اللہ عزوجل نے لوگوں کو ڈرایا۔ آیت ویبقی وجہ ربک کے بارے میں حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا۔ نحن وجہ اللہ ہم اللہ کی وجہ ہیں۔ ونحن الآیات ہم آیات ہیں۔ ونحن البینات ہم بینات ہیں۔ ونحن حدود اللہ ہم اللہ کی حدود ہیں۔ ابوالمغارب امام رضا علیہ السلام سے روایت کرتے ہیں ایںما تولوا فثم وجہ اللہ سے مراد علی ہیں۔ آیت تجری باعیننا کے تحت اعمش روایت کرتے ہیں۔ کہ ایک شخص نے جس کا سر مجروح تھا حضرت عمر کے پاس آ کر جناب علی علیہ السلام کے ظلم کی شکایت کی۔ جناب علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں اس شخص کے پاس سے گزر رہا تھا۔ یہ ایک عورت سے جھگڑا کر رہا تھا۔ میں نے اس سے وہ بات سنی جسے میں ناگوار تصور کرتا تھا۔ حضرت عمر نے کہا۔ اللہ کے کچھ جاسوس ہوتے ہیں۔ علی علیہ السلام زمین پر اللہ کے جاسوس ہیں۔

اصمعی کی روایت میں ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا کہ میں نے اس شخص کو دیکھا کہ یہ حرم اللہ میں حریم اللہ کو دیکھ رہا تھا۔ حضرت عمر نے اس شخص سے کہا۔ چلے جاؤ۔ تمہارے خلاف اللہ عزوجل کے جاسوسوں میں سے ایک جاسوس اور اللہ کے پردوں میں سے ایک پردے نے گواہی دی ہے یہ تو اللہ کے دایاں ہاتھ ہیں۔ اللہ عزوجل جہاں چاہتا ہے انھیں رکھتا ہے۔

رسول اللہ صلی اللہ علیہ و آلہ وسلم نے فرمایا۔ اے ابوذرؓ علیؑ سے انکار کرنے والا قیامت کے روز اندھا اور گونگا محشور ہوگا۔ قیامت کی تاریکی میں ہاتھ پاؤں مارتا ہوگا کہتا ہوگا افسوس میں نے جنب اللہ کے بارے میں کوتاہی کی اور اس شخص کی گردن میں آگ کا طوق ہوگا۔

حضرت امام جعفر صادق حضرت امام سید سجاد اور زید بن علی سے روایت ہے کہ اس آیت میں جنب اللہ سے مراد حضرت علی علیہ السلام ہیں ۔ آپ قیامت کے روز مخلوق پر اللہ کی حجت ہوں گے ۔

امام رضا علیہ السلام نے جنب اللہ کے بارے میں فرمایا کہ اس سے جناب علیؑ کی ولایت مراد ہے ۔ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام نے فرمایا ۔ انا صراط اللہ میں اللہ کا راستہ ہوں ۔ انا جنب اللہ میں اللہ کا پہلو ہوں ۔

امیرالمومنین علیہ السلام کے نام اور القاب

صاحب کتاب الانوار نے تحریر کیا ہے ۔ کہ اللہ عزوجل کی کتاب میں جناب علی علیہ السلام کے تین سو نام موجود ہیں ۔ احادیث میں ان کی تعداد اتنی زیادہ ہے جنہیں اللہ تعالیٰ ہی بہتر طور پر جانتے ہیں ۔

حضرت علی علیہ السلام کو آسمان والے شمسائیل کہتے ہیں ۔ زمین والے جمحائیل لوح میں قسوم میں قلم پر منصوم ہیں ۔ عرش پر معین ہیں ۔ رضوان کے نزدیک امین ۔ حور عین کے نزدیک اصب صحف ابراہیم میں حذبیل ۔ عبرانیہ میں بلقیا طیس ۔ سریانی میں شرحیل ۔ توریت میں ایلیا ۔ زبور میں اریا ۔ انجیل میں بریا صحف میں حجر العین ۔ قرآن میں علیؑ ۔ نبی اکرمؐ کے نزدیک ناصر ۔ عرب کے ہاں ولی ۔ ہند کے ہاں کبکر ۔ ایک روایت میں لنکر آیا ہے ۔ روم کے ہاں بطریس ۔ ارمن کے ہاں فریق ۔ ایک روایت میں اطفاندوس ۔ صقلاب کے ہاں فیروق ۔ فارس والوں کے ہاں خبر ۔ ایک روایت میں فیروز ہے ترک کے ہاں تبتر ۔ باغیل ۔ ایک روایت میں راج ہے خزر کے ہاں بریر ۔ نبط کے ہاں کریا ۔ دیلم کے ہاں بنی ۔ زنج کے ہاں جنن ۔ حبشہ کے ہاں تبریک شیاطین کے نزدیک مدمر مشرکین کے ہاں الموت الاحمر ۔ مومنین کے ہاں سحاب بیضا ۔ والد کے ہاں حرب ایک روایت میں ظہیر ہے ۔ ماں کے نزدیک حیدر ۔ ایک روایت میں اسد ۔ دایہ کے نزدیک میمون اور اللہ کے نزدیک علیؑ ۔

متوکل نے زید بن حارثہ بصری مجنون سے علی علیہ السلام سے متعلق پوچھا ۔ تو اس نے حروف تہجی کے اعتبار سے جواب دیا ۔ علیؑ الآمر عن اللہ بالعدل والاحسان ۔ الباقر علوم الادیان ۔ التالی سور القرآن ۔ المثاقب لحجاب الشیطان ۔ الجامع احکام القرآن ۔ الحاکم بین الانس والجان ۔ الخالی من کل زور و بہتان ۔ الدلیل عن طلب البیان ۔ الذاکر

ربہ فی الناس والاعلان۔ الراهب ربہ فی اللیالی اذا اشتد الظلام۔ الزائد الراجح بلانقصان۔ الساتر لعورات النسوان۔ الشاکر لما اولی الواحد المنان۔ الصابر یوم الضرب والطعان۔ الضارب بحسامہ رؤس الاقران۔ الطالب بحق اللہ غیر متوان ولاخوان۔ الظاهر علی اهل الکفر والطغیان۔ العالی علمہ علی اهل الزمان الغالب بنصر اللہ للشجعان۔ الفالق للروس والابدان۔ القوی الشدید الارکان۔ الکامل الراجح بعد نقصان۔ اللازم لاوامر الرحمن۔ المتزوج بخیر النسوان۔ النامی ذکرہ فی القران۔ الولی لمن والاہ بالایمان۔ الهادی الی الحق لمن طلب البیان الیسیر السهو لمن طلبہ بالاحسان۔

حروف تہجی کے لحاظ سے امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کے القاب

همزہ

سید النجباء۔ نور الاصفیاء۔ هادی الاولیاء۔ قبلۃ الرحماء۔ قدوۃ الاوصیاء امام الاتقیاء۔ امیر الامراء۔ امین الامناء۔ ثمال الضعفاء۔ غصۃ الاعداء۔ مرشد العلماء۔ مفقہ الفقہاء۔ اعلم القراء۔ اقضی ذوی القضاء۔ ابلغ البلغاء۔ اخطب الخطباء۔ انطق الفصحاء۔ مجیز الشعراء۔ اشهر اهل البطحاء۔ والشهید البراشهداء۔ زوج فاطمۃ الزهرا۔ صاحب الرایۃ واللواء۔ دافع الکرب و متقی الاولیاء۔ مذل الاعداء۔ السابق بالوفا۔ ثانی اهل الکساء۔ مضمخ مغزرۃ الحروب بالاملاء۔ الخارج عن بیت المال صفر الید عن الصفراء والحمراء والبیضاء اعلم من فوق رقعۃ الغبراء و تحت ادیم السماء المستانس المناجاۃ فی ظلمۃ اللیلۃ اللیلاء حجۃ سید الانبیاء۔ مقدم الوصیین والاتقیاء خلیفۃ رب الارض والسماء۔ ماغرتہ سمراء ولا بیضاء۔ ما ستبہ صفراء ولا حمراء ما عجبتہ عین ولا حوراء۔ لا من رغبۃ خضراء ولا مدرعۃ دکناء۔ ولا بریدۃ انضاء۔

ابواب سائر الاصحاب ۔ جدید الرغبات فی الطاعات والثواب ۔ بالی الجلباب ۔ ثابت الثیاب ۔ رواض العصاب ۔ معسول الخطاب ۔ عدیم الحجاب والحجاب ۔ ثابت اللب فی مدحض الاسباب ۔ عدیم اشباہ واضراب ۔ مرشد عجم واعراب ۔ ذو اعراب وذو اغراب ۔ من جمع بین عقل ولصاب واسل ونصاب ۔ احمل الصبر علی کل مصاب وعلی کل اوجاع واوصاب ۔ الذی یذھب بہ کل محراب ۔ یوما معصر رقاب ۔ ویوما مضرب رقاب ۔ مقدم جفان غراب ۔ مجدل الاتراب معفرین بالتراب مسمی بابی تراب الامام المحارب ۔ لیس بجبان ولا ھارب ۔ ختن الرسول والاخ والصاحب ۔ ولی الملک الغالب ۔ خوارق المواکب ۔ بذال الرغائب ۔ المکرم للقرایب والاقارب ۔ الحلال المشکلات الغرائب ۔ الذی لم یخرج بعد الانبیاء ۔ مثلہ فیما بین الصلب والترائب ۔ خاصم الخلائق والرضی اللہ طالب ۔ کثیر المناقب ۔ رفیع المراتب ۔ غالب کل غالب ۔ علی بن ابی طالب ۔ المعصوم من العیوب ۔ المحبوب الی القلوب ۔ منبا بما نباہ اللہ ورسولہ من الغیوب من العلم المکنون المحجوب ۔ المشحوب لقبائل الکفر والشعوب حبیب رسول اللہ ۔ ربیب نبی اللہ ۔ صاحب القرابۃ والقرابۃ ۔ کاسر اصنام الکعبۃ ۔ نبیت القرابۃ ۔ افضل الصحابۃ ۔ الذی من صفاتہ البنیان والبیت والباب والبحر والبینۃ ۔ والبشری والبشیر ۔ والبر والباس ۔ والبلاغ ۔ و البقیۃ ۔ والبلوی ۔

ت

منجز العدات ۔ قاصم العداۃ ۔ المفتاح النجاۃ ۔ المفرج للمشکلات السابق بالخیرات التالی للایات ۔ القبلۃ ۔ للسادات ۔ ولی الخیرات کاشف الکربات ۔ مبین المشکلات ۔ دافع المعضلات صاحب المعجزات عین الحیاۃ ۔ سفینۃ النجاۃ خواض الغمرات حامل الالویۃ والرایات ۔ مولی الاعمال والولایات ۔ منکس العزی واللات ۔ کان للنبی حسنۃ من حسناتہ مشتقۃ من کل مغرسہ وذاتہ یتاذی بآذاتہ ویتالم لشکاتہ وشماتہ ۔ تتحدی عینہ لقذاتہ ۔ دعا اللہ موالاۃ ذی موالاتہ ۔ معاداۃ ذی معاداۃ ۔ کان لرسول اللہ عضداً غیر مفتوتہ ویداً غیر مکتوتہ ۔ الثتہ غیر مفحوتہ اوراتھا رغیر مختوتہ الذی

من اسمائہ التائب، والتسنیم، والتذکرۃ، التابع، التالی۔

ث

حضرت کے نام۔ الثقل۔ الثواب، الثلۃ۔

ج

جاثی۔ جامع۔ جار۔ جوار

ح

حفیظ۔ حجاب۔ حیدر۔ حاکم۔ حامد۔ حمید۔ حبر۔ حق۔ حبل۔ حسنہ۔ حافظ حلیم۔ حامل لواء الحمد

خ

خیر البشر۔ خیر البریۃ۔ خیر الامۃ۔ خیر الناس۔ خلیفہ۔ خاصف۔ خازن خاشع۔ خصم

د

سید مرشد۔ منعم موید۔ عالم زاہد۔ متقی عابد۔ داعی شاہد۔ متن قائد۔ مفلح مشاہد۔ المحمود فی المواقف والمشاہد۔ عصرۃ المجود۔ ومن الذین احیوا اموات الامال بحیاۃ الجود، ومن الذین سیماہم فی وجوہہم من اثر السجود خلیفۃ الرسول فی مہادہ۔ موضع سرہ فی اصدارہ و ایرادہ۔ مبین عرایات اضدادہ ابوا ولادہ۔ منجز وعدہ۔ الموفی بعہدہ۔ جعل اللہ ولدھذ الولادۃ۔ کبر ھذا الکیادۃ ہو الذی کان للجنود الحق سیداً۔ مکوس العطاریداً وعضداً ومدداً الذی کان من السمائہ یداً ووداً، ہادیاً، مویداً۔ اسداً ساجداً۔ سیداً، اباً۔ والداً ولد اور بیضۃ البلد۔

ذ

ذکی۔ ذاکی۔ ذائد، ذریۃ۔ ذوالقربی۔ ذوالمحن۔ ذوالنورین

ر

ر

امام طاہر۔ تمی باہر۔ ماہ طاہر۔ قرات زاہر۔ اسد خاور۔ ربیع باکر۔ خیر ذکر۔ صدیق اکبر۔ تشفیع عشر۔ موت احمر۔ عذاب اکبر۔ ابو شبیر۔ ابو شبر۔ سی مجید۔ و ما ادراک ما حیدر۔ ھو الکوکب الازھر۔ والقمر الانور۔ الطور الاکبر۔ ضرغام المصدر۔ الطاھر المطہر۔ ضرغام مصدر۔ قاہر مخبر۔ صمصام سکندر۔ صاحب براۃ و غدیر خم و خیبر۔ کی احد۔ حنین۔ خندق اور بدر اکبر۔ ساقی زاد کوثر یوم المحشر من عطی رسول اللہ۔ بنسلہ کوثر۔ ایمان منیر۔ لیل ستیر۔ بحر مستنیر۔ امام وصی خستن ابن عم۔ اخ اللہ وزیر۔ الذی کان لضعفاء المسلمین مجیراً لما توباء الکافرین مبیراً۔ بجیش اللہ مبارزاً و امیراً۔ مکوس العطاء علی الفقر امدیراً۔ حتی انزل فیہ و فی اھل بیتہ الذی طھرھم اللہ تطھیراً یطعمون الطعام علی حبہ مسکینا و یتیما و اسیراً۔ امام مختار۔ معروف بلا انکار۔ واعظ بالنصح والانذار۔ قاتل المنافقین والکفار۔ مفعص الجیش الجرار۔ صاحب ذی الفقار۔ قاتل عمرو۔ مرحب و ذی الخمار۔ کھف الاخیار۔ ملجاء الابرار۔ منجی الاخیار۔ قمر الاقمار۔ رجم الفجار۔ قسیم الجنۃ والنار سید المھاجرین والانصار۔ ضو جعفر الطیار۔ ابن عم النبی المختار۔ کرار غیر فرار۔ امیر البررۃ۔ قاتل الکفرۃ۔ دافع الفجرۃ فاقی عیون السحرۃ۔ ثمرۃ بیعۃ الذی لم یخالف اللہ طرفۃ عین فیما امرہ۔ مسی نفسہ یوم غیرہ حیدرہ۔ اخو رسول اللہ و وزیرہ۔ وصیہ۔ مشیرہ۔ عین بالکرم خبرا زۃ۔ معدن العلم و نوارہ۔ لم یطلب فی الدنیا امارۃ۔ ولا لھا عمارۃ۔ شفیق الخیر۔ رفیق الطیر۔ الذی قلع باب خیبر۔ فرع عود منبر۔

آپ کے القاب۔ امر بالمعروف۔ امر بالعدل۔ اول اور آخر۔ طاہر۔ طاہر۔ ظہیر۔ صابر۔ بشیر شاکر۔

آپ کے صفات۔ ابالی الوصیۃ۔ داعی الی الرشاد۔ رضوان۔ رجل۔ رجال۔ راسخ۔ راکع۔ رحمۃ۔ رشید۔

ز

حلاحل الحجاز۔ اسد ابراز۔ المنفق علی الاعواز۔ الذی لا یتعاظمہ جبل الاھواز

لا یخنع بعادی الرکاز۔

حضرت کے نام۔ زعیم۔ زاهد۔ زکی۔ زیتون اور زبیل۔

س

شمس الشموس۔ انس النفوس۔ قامع الکفرة والمجوس۔ مختار الملک القدوس۔ من قال فیه الرسول لا تسبوا علیاً فانه فی ذات الله ممسوس۔ حکیم الشمس محی النفس۔ ثانی فی الخمس۔ ابرئی من کل انس الحبیب عند الوحشة الی کل الادناس الحر والحکمة المارتة الانکاس۔ الولوالقوة۔ والشوکة والباس۔ خیر البشر۔ خیر الامة خیر الناس۔ سماه نفسه جبل البتول ترسه۔ ابقی فی امته حتی القیامة غرسه

حضرت کے نام۔ سفینه۔ سائح۔ سابق۔ ساعت۔ ساجد۔ سبیل۔ سم۔ سنه اور سبیل۔

ش

اصلع قریش۔ لیس جیش لم یتشنق امر الله بخفة وطیش راش ضعف الاسلام احسن ایش۔ لم یثبطه عن اصلاح الامة رقة خش ولا ندادة خیش

ص

حضرت کے نام۔ صادق۔ صدیق۔ صابر۔ صفی۔

حضرت کے صفات۔ صهر۔ صاحب۔ صالح۔ صفوة۔ صوم۔ صف۔

ض

الناکث عن الحوض۔ الواصل الی الروض۔

حضرت کے نام دین۔ دلیل۔ دال۔ داعی۔ دابة الارض۔ لم یکتنز ذهباً ولا فضة۔ لم یحشق فضة ولا بغیة بل کانت دموع عینیه من خوف ربه منفضة

ط

المیزان بالقسط الجواز علی الصراط۔

ظ

الذاکر اذ انسیت الحفاظ۔ المصقع اذا قصرت الوعاظ۔ الکاظم اذا طاش بالغیظ

المفتاظ۔ ذوالاذن الواعیۃ والسیف الباسط والقلب الحفاظ۔

ع

السیف الاروع۔ والملجاء والمفزع۔ والمنہل والمکرع والسجاد الانزع۔ البطین الاصلع۔ عبل الذراع۔ طول الباع۔ حفوظ النزاع۔ المبلغ المسارع۔ المصدق المشفع۔ السبیل الشارع۔ اطول بنی ہاشم باعاً۔ امضاہم زماعاً۔ ارحبہم ذراعاً۔ اغزرہم سماعاً اکثرہم اشیاعاً۔ اشہرہم قراعاً۔ اشدہم صراعاً۔ اعزہم امتناعاً

حضرت کے نام۔ علیؑ۔ العالم۔ العلم۔ العدل۔ العباد۔ العابد۔ العذاب۔ العادل۔ العصی۔ العزیز۔ العروۃ۔ عین اللہ۔ عنوان صحیفۃ المومنین۔

غ

الدامغ۔ المبلغ

ف

سیف الشریف۔ الکریم الظریف۔ السامی المنیف۔ المعصوم الحنیف۔ الابات العفیف۔ طرف الکھف۔ ذوالرجف۔ منافش الخوف۔ قتال الالوف۔ محرق الصفوف۔ الناہی عن المنکر والامر بالمعروف۔

حضرت کے صفات۔ الفائز۔ المفتی۔ الفاروق۔ الفطرۃ۔ الفصل الفاصل۔ الفخر۔ الفاخر۔

ق

الامام الصادق۔ الحنیف الحق۔ المسائل الحق۔ القائل بالصدق۔ فتی فتیان الافاق سید المہاجرین علی الاطلاق۔ سابق السمیت بالاتفاق۔ لم تعقہ خشیۃ الاطراق عن مواصلۃ الاتفاق۔ ساد انفاق النفاق شاق جماجم ذی الشقاق کبش اہل الشام والحجاز و العراق۔ شجاع حلوق الابطال عند التلاق۔ الذی صدق رسول اللہ فصدق بخاتم فی رکوعہ تصدق الذی اغتصب بامماحتہ والحمامۃ نطوق۔ ذنق فی علوم وحقوق۔ دبر بقتل الولید فی بدر واہلاک عمرو فی الخندق۔ مزق من ابناء الحروب ما مزق۔ غرق فی لجۃ سیفہ من اسود المعارک۔ من غرق۔ حرق شہاب صارمہ من شیاطین الہیاج۔

من مرق حتی استوسق الاسلام واتسق الاحکام حقاً الهمام صدقاً

حضرت کے نام۔ القسیم۔ القسم۔ القانت۔ قاضی الدین۔ القاضی۔ القصم۔ القائم۔ القبلة۔ القوی۔ القیم۔ القلیل۔ القول۔ القصر۔ المشید۔ القدم۔

ک

من جعل الله بیاسه دمر اساس قموص حصن خیبر دکا۔ قمص شجاعتہ و نسکا۔ المشید بطیب ذکرہ مبیت اجری غبرا و مسکا۔ خلق علی صورتہ فی حملہ عرشہ ملکا۔

حضرت کے نام۔ الکافی۔ الکلمة۔ الکتاب۔ الکواکب۔ الکرار۔ الکوثر۔ الکهف۔ الکاشف

ل

الامام العادل۔ المرابط المقاتل۔ امیر النحل۔ غیث المحل۔ خاصف النعل۔ الزکی الاصل۔ ذخر الذخر۔ لیوم الفصل۔ الامام العادل۔ الوصی الافضل۔ الاخر الاول۔ محل الشهول یوم الفزع والهول۔ صاحب الانعام والطول۔ القوة والصول۔ المحقق بالفصل ضمان القول۔ ضرغام یوم الجمل۔ الم ردت له الشمس تنقد الصفن۔ تراث السنب ضراب القلل۔ حلیف البیض والاسل۔ شجاع السهل والجبل۔ نفس رسول الله یوم المباهله۔ ساعده المساعد یوم المساد له۔ خطیبة المصقع المقادلة۔ زوج البتول۔ اخو الرسول سیف الله المسلول۔ جواد الخلق المامول۔ الحجاج البهلول۔ العالم المسئول۔ محق الباطل۔ الملبس الحلی للدین العاطل۔ عیه فی التاویل تعویل۔ له فی التنزیل تفصیل۔ له فی کل محل فضیلة التفضیل رایة اصیل۔ ورداہ تحصیل۔ نور الله الجلیل۔ وجهه الجلیل۔ الذی قهر محارب الکفرة والفجرة بالتنزیل والتاویل۔ الذی منعه مذکور فی التوراة والزبور والانجیل۔ جعل الله من ذریته اله۔ موصل بجسد حباله۔ جسمه وفی۔ اسمه جلی اسمه علی۔

م

الامام المعصوم۔ الشهید المظلوم۔ النفیس المرحوم۔ المحسود المحروم۔ باب العلوم۔ جمیع العلوم لحد معلوم۔ سر النبی له مفهوم تبلد من خوف الله مغموم

لاجل دین الله مهموم۔ باب المقام۔ حجۃ الخصام۔ امام الانام۔ مزین الایام۔ ابو الاعلام
بسیفہ ظهر الاسلام۔ وهو یومئذ غلام۔ ساد الانام کسر الاصنام۔ اطال القیام
اکثر الصیام۔ اقل المنام۔ کسا الایتام۔ نفی الاعلام۔ اثنی الاسلام۔ اطعم الطعام
علم الکرام السلام۔ استعمل الاقدام۔ اهتجر الاجرام۔ اعمل الی نقار الحقوق الاقدام
الهادی الی دار السلام۔ الداعی الی دین الاسلام۔ الصدیق الاکبر فی الانام۔ الفاروق
الاعظم۔ بین الحلال والحرام۔ لم یشرب المدام۔ لم یقرب الاثام الذین القویم القرآن
العظیم۔ المولی الرحیم۔ النباء العظیم۔ الصراط المستقیم۔ الفاروق الاعظم۔ الامام
المحترم۔ ماعبد صنماً۔ لا استمل محرماً۔ بحر علم۔ دعا حکمة وحلم۔ بطین من العلم
منبع العلم۔ مستقی العلم۔ قد جنیت ثمار النصر من علمه۔ التقطت جواهر الکلم من
کلمه۔ مدحه جبرئیل من قرنه الی قدمه۔ تحرم الحرمین بحرمه۔ افصح العالمین
بعد نبی الله کلاماً۔ الزهم فی کل مقام خصاماً۔ اکثر للضیف اکراماً۔ اقدم من
القرابة والصحابة اسلاماً

حضرت کے نام المفلح، المثل، المقدم۔ المومن المتوسم۔ المیمون۔ المبارک۔ المخاصم

ن

امیر المومنین۔ امام المسلمین۔ سید الوصیین۔ فارس المسلمین۔ امام العالمین۔
نور المطیعین۔ رایة المهتدین۔ قائد الغر المحجلین حجة الله علی العالمین۔ قاتل
الناکثین۔ والقاسطین۔ زوج سیدة نساء العالمین۔ جمیل الله لک والمشرکین
غیظ المنافقین۔ صالح المومنین۔ اول السابقین۔ افضل المجاهدین۔ خیر الوصیین۔ احسن
المجتهدین۔ زین العابدین۔ یعسوب المومنین۔ والدین۔ نفس الیقین الحصن الحصین الخلیفة الامین العین المعین
الروح المکین۔ وارث علم النبیین۔ حبل الله المتین۔ لسانه الناطق بالحق المبین۔ افضل
الناس بعد رسول الله اجمعین۔ المجتث المتین۔ المتنافس المبین۔ المؤتمن الامین۔
المنصور المکین۔ غرة المهاجرین۔ صفوة الله۔ الانزع البطین۔ انزع من الشرک
بطین من العلم والیقین۔ عنوان صحیفة المومنین۔ کان والله ابا للیتیم وعون

الضعیف ومجار الدین ۔ کنز المساکین ۔ انہزم من ظلہ جنن الشیاطین ۔ اعتضد بنصرتہ خاتم النبیین ۔ انزل اللہ فی شانہ یاایہا النبی حسبک اللہ ومن اتبعک من المومنین ۔

حضرت کے نام ۔ ہارون ۔ زیتون ۔ حسین ۔ یقین ۔ ماسجد للوثن ۔ ماحکم بالظن ۔ زادہ اللہ بسطۃ فی العلم والجسم ۔ نللہ درابوالحسن ۔ اجل الثقلین ۔ السابق بالشہادتین المتجمل بالسبطین ۔ من ردت لہ الشمس مرتین من جرد السیف کرتین فی حیاۃ النبی وبعدہ فی العالمین فی علمہ وعملہ ذو الشرفین فی سیفہ وجہادہ ذو الغفلین ۔ فی صہرہ وصہرتہ ذو الحسبین ۔ فی ابیہ وامہ ذو النسبین ۔ لانہ اول من ولد من ہاشمیین ۔ فی نفسہ وزوجتہ ذو الریحانتین ۔ فی ولایہ ذو النورین والواسطین ابوالحسن ابوالحسین ۔ مہاجر الہجرتین ۔ مبایع البیعتین ۔ المصلی فی القبلتین ۔ الحامل علی فرسین ۔ الضارب بالسیفین ۔ الطاعن بالرمحین ۔ اسمع کل ذی کفین ۔ انصح کل ذی شفتین ۔ ابصر ذی حسینین ۔ اسمع ذی اذنتین ۔ ابطش ذی یدین ۔ اقوی ذی عضدین ارمی ذی ساعدین ۔ احسن ذی زندین ۔ افرس ذی فخذین ۔ اقوی ذی رجلین ۔ اہدی کل من تامل النجدین ۔ اعلم من فی الحرمین ۔ قاضی الدین ۔ صاحب بدروانشد وحنین ۔ راسخ القدمین بین العسکرین ۔ قاتل اثنی اس العراقین فارس منبری الحرمین ۔ الذی لم یعص اللہ طرفۃ عین ۔ السابق بالایمان المشہور بالایقان المعروف بالاحسان ۔ المشہور فی القرآن ۔ ففی القرآن لہ التبیان فی التوراۃ لہ البرہان فی الانجیل لہ البیان ۔ فی الصحف لہ الذکرات ۔ الکلیم مع الجن والثعبان ۔ مقاتل مع الانس والجان ۔ افنی بہ الحرمان ۔ اذعن بالفضل لہ العمران ، سلم نور وجہہ القرآن من صلبہ استہل الثمران ۔ بابوتہ یتبارک فی الفضل الحسان الذی اوصی النبی ناظر حیاً عینہ ۔ تقضی منہ میتا دینہ لم یفرق النبی بین نفسہ وبینہ ۔ صاحب المدینہ صاحب السکینہ ۔ المشید بالسفینہ ۔ ممیت البدعۃ ومحی السنہ ۔ القائد الی الجنہ ۔ القاسم بالفرض والسنہ ۔ المہیب فی الانس والجنہ ۔ المعروف فی الجہاد الاعنہ ذوالباس واعنہ

والاحسان بلامنہ۔ کاتب جواز اہل الجنہ۔ الحق عن بیانہ۔ السکینۃ علی لسانہ۔ فقاؤ عیون الفتن تحمل فی ذات اللہ انواع المحن۔ اتمہم اجابۃ وایماناً۔ اتمہم نقبۃ وایقاناً اعظمہم حلماً۔ علماً وبیاناً

حضرت کے نام۔ النفس۔ الناس۔ النسب۔ النمور۔ النجم۔ الناصر۔ النصرۃ۔ النعمۃ النعم

و

واسطۃ۔ تلاوۃ الفتوۃ۔ نقطۃ۔ دائرہ المروۃ۔ ملتقی شرفی الابوۃ والنبوۃ۔ حائز میراث النبوۃ۔ سیف النبوۃ۔ الف الفتوۃ۔ سیف الذی لاینبو۔ نورہ الذی لایخبو۔ ذوالحلم الذی یعبو۔

حضرت کے القاب اولوالعلم۔ اولوالب۔ اولوالامر۔ اولوالارحام۔

حضرت کے نام الوزیر۔ الوسیلۃ۔ الولد۔ الوارث

ہ

اخو رسول اللہ وابن عمہ۔ الخصیص بہ کان امہ۔ النائب عنہ کسیفہ وسہمہ۔ کشاف کربہ وغمہ، مساهمہ فی طمہ ورمہ۔ مسیط لحمہ بلحمہ ودمہ بدمہ۔ المحیط بعلمہ ابوالامۃ۔ مقتدی الامۃ۔ مزیل النعمۃ۔ خلیفۃ فی امتہ۔ ختنہ علی ابنتہ۔

لا

حضرت کے نام۔ الامیر۔ الامین۔ الایمان۔ الامۃ۔ الامانۃ۔ الاول۔ الافضل۔ الاحسان الایۃ۔ الاذن۔ الاذان۔

حضرت کی صفت۔ الاسلام۔ الاخ۔ الانسان۔ الایقان

ی

علی العلی۔ الوصی۔ الولی۔ الہاشمی۔ المکی۔ المدنی۔ الابطحی۔ الطالبی القرشی۔ الرضی۔ المناقی العصامی۔ الاجودی۔ القوی۔ الحرمی۔ اللوذعی۔ الاریحی۔ المولوی۔ الصفی۔ الوفی۔ المهدی۔ السخی۔ الزکی۔ التقی۔ النقی۔ الذی کان ...

صبیاً۔ ھارونہ فی البریۃ۔ امینہ فی الوصیۃ۔ اعلم الناس فی التقیۃ۔ افخلھم عند اللہ منزلۃ۔ ولی اللہ۔ وصی رسول اللہ۔ سدید الرائی۔ کثیر اللالائی۔ المتقی۔ المصدق۔ المھتدی المحسن۔ المنادی۔ المصباح المھدی۔ الخیر الرضی۔ الاطہر الزکی۔ المسمی بعلی۔ عروۃ اللہ الوثقیٰ امینہ الاعلیٰ۔ وصی رسول اللہ المصطفےٰ۔ الملقب بالمرتضیٰ۔

حضرت کے نام۔ المھاجر۔ المولی۔ المجاھد۔ المشتری۔ الولی المولیٰ۔ المتوسم والمصلی۔ المؤثر۔ و المزکی۔ المستغفر والمتقی۔ الرعیۃ والراعی۔ الموذن والداعی۔ المنفق والمناجی۔ المؤید والمتقی۔

حالات امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام

تلوار۔ زرہ اور مرکب کا ذکر۔ آیت انزلنا الحدید۔ کے بارے میں سدی ابو صالح سے وہ ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ جب حضرت آدم علیہ السلام جنت سے نکلے۔ تو ان کے پاس ذوالفقار تھی۔ جو جنت کے چنبلی کے پتے سے بنائی گئی تھی۔ فیہ باس شدید کا مطلب یہ ہے۔ کہ حضرت آدم علیہ السلام اپنے دشمنوں جن اور شیاطین سے اس کے ذریعہ جنگ کرتے تھے۔ اس پر تحریر تھا۔ کہ لگاتار میرے انبیاء یکے بعد دیگرے ایک نبی کے بعد دوسرا نبی ایک صدیق کے بعد دوسرا صدیق جنگ کرتا رہے گا۔ حتیٰ کہ اس کے وارث امیر المومنینؑ ہوں گے۔ پس اس کے ذریعے نبی اُمی کی طرف سے جنگ کریں گے۔ منافع للناس کا مطلب یہ ہے۔ کہ حضرت محمد صلعم اور علی علیہ السلام کو یہ تلوار فائدہ دینے والی ہے۔ ان اللہ قوی عزیز اللہ عزوجل اس کے ذریعے کفار کو عذاب دینے والا ہے

ہمارے تمام اصحاب نے بیان کیا ہے۔ کہ اس آیت میں حدید سے مراد ذوالفقار ہے۔ اللہ عزوجل نے جبرائیل علیہ السلام کے ذریعہ اسے آسمان سے نبی اکرم صلعم پر اتارا۔ اور نبی اکرم صلعم نے جناب علی علیہ السلام کو دے دی۔ حضرت امام رضا علیہ السلام سے پوچھا گیا۔ کہ ذوالفقار کہاں سے آئی تھی؟ آپ نے فرمایا۔ حضرت جبرائیل علیہ السلام آسمان سے لائے تھے۔ اس کی شکل چاندی کی ہے اور میرے پاس موجود ہے۔

ایک روایت ہے۔ کہ حضرت جبرائیل علیہ السلام نے کہا۔ کہ یمن میں ایک لوہے کا بُت بنایا گیا ہے۔ حضرت علی علیہ السلام نے تشریف لے جا کر اُسے توڑ دیا۔ اس سے دو تلواریں بنائیں۔ ایک کا نام مخذم تھا۔ اور دوسری کا

ذوالفقار جس کو عمیر صیقل نے ڈھالا تھا۔

ایک روایت ہے۔ کہ حضرت علی علیہ السلام کو جنگ بدر کے روز ہاتھ لگی تھی۔ آپ نے اسے عاص بن منبہ سہمی سے چھینا تھا۔ اور اسے قتل کر دیا تھا۔

ایک روایت میں ہے۔ کہ جو تحفے بلقیس نے حضرت سلیمان علیہ السلام کے پاس بھیجے تھے۔ یہ ان میں موجود تھی

ایک روایت ہے کہ حضرت علی علیہ السلام نے غزوہ بنو مصطلق میں منبہ بن حجاج سہمی کو قتل کرنے کے بعد اس سے لے لی تھی۔

ایک روایت ہے۔ کہ یہ ایک کھجور کی شاخ تھی۔ رسول اکرم صلعم نے اس پر اپنا لعاب دہن ڈالا۔ اور وہ تلوار بن گئی۔ ایک روایت ہے۔ کہ جنگ بدر کے موقعہ پر نبی اکرم صلعم کے پاس آئی۔ اور آپ نے جناب علی علیہ السلام کو دے دی۔ پھر امام حسن اور امام حسین علیہما السلام کے پاس رہی۔ آخرکار امام مہدی (عجل اللہ فرجہ) کے پاس پہنچی۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے کسی نے پوچھا۔ اس کا نام ذوالفقار کیوں ہوا؟ فرمایا۔ اس کے ذریعے جس پر امیرالمومنین علیہ السلام نے ضرب لگائی۔ وہ دنیا میں زندگی سے اور آخرت میں جنت سے محروم رہا۔

کلینی نے ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت کی ہے۔ کہ امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام کی تلوار کا نام ذوالفقار اس لئے ہوا۔ کہ اس کے طول میں ایک خط تھا۔ جو پشت کے مہرہ کے مشابہ تھا۔ اصمعی کا خیال ہے کہ اس پر اٹھارہ فقرے تحریر تھے۔

تاریخ ابویعقوب میں تحریر ہے۔ کہ اس کا طول سات بالشت اور عرض ایک بالشت تھا۔ اور اس کے وسط میں مہرے تھے۔ ابوعبداللہ علیہ السلام سے روایت ہے۔ کہ نبی اکرم نے جبرائیل علیہ السلام کی طرف دیکھا۔ وہ آسمان اور زمین کے درمیان سونے کی کرسی پر بیٹھے ہوئے کہہ رہے تھے۔ "تلوار صرف ذوالفقار ہے اور نوجوان محض علی ہیں"۔

قاضی ابوبکر جعانی نے باسناد خود حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام سے روایت کیا ہے۔ کہ جنگ احد کے موقعہ پر ایک فرشتے رضوان نے آسمان سے آواز دی۔ "لاسیف الا ذوالفقار ولافتی الا علی"

اسی طرح ارشاد مفید میں تحریر ہے۔ امالی طوسی میں عکرمہ اور ابورافع سے اسی طرح تحریر ہے۔ سمعانی نے فضائل الصحابہ میں اور ابن بطہ نے ابانہ میں تحریر کیا ہے۔ کہ رضوان نے لاسیف کی آواز جنگ بدر کے روز بلند کی تھی۔

حضرت کی زرہ قیس بن سعید ہمدانی نے حضرت امیر علیہ السلام کو اس حالت میں دیکھا کہ آپ صرف دو کپڑے پہنے ہوئے تھے عرض کیا یا امیرالمومنینؑ اس موقع پر ایسا لباس مناسب نہیں ہے تو فرمایا۔ ہاں لیکن اگر کوئی بندہ ایسا نہیں ہے۔ مگر اللہ اس کا محافظ ہوتا ہے دو فرشتے اس کی نگہبانی کرتے ہیں۔ پہاڑ کی چوٹی سے گرنے میں یا کنوئیں میں گر جانے سے۔ جب قضا آتی ہے دونوں فرشتے اس سے الگ ہو جاتے ہیں۔ حضرت کی زرہ کا پشت کا حصہ نہیں تھا۔ کسی نے آپ سے اس کا سبب پوچھا۔ آپ نے فرمایا میں نے نجات کی خاطر کبھی دشمن کو پیٹھ نہیں دکھائی۔ لہذا پشت کے حصے کی ضرورت نہیں)

حضرت کی سواری ایک سفید بغلہ تھا جس کا نام دلدل تھا۔ یہ آپ کو رسول اللہ صلعم نے دیا تھا۔ اس کا نام دلدل اس لئے ہوا کہ جب نبی اکرم صلعم نے حنین کی جنگ مسلمان بھاگ کھڑے ہوئے تو رسول اکرم صلعم نے کہا دلدل۔ تو اس نے اپنا پیٹ زمین پر لگا دیا۔ رسول اللہ صلعم نے مٹی کی مٹھی لی۔ اور کفار کے چہروں کی طرف پھینک دی۔ پھر یہ دلدل علی علیہ السلام کو دے دیا۔ یہ قامت میں گھوڑے سے چھوٹا تھا۔ حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں عرض کیا گیا۔ کہ آپ گھوڑے پر سوار کیوں نہیں ہوتے جبکہ آپ کے دشمنوں کی تعداد بہت زیادہ ہے؟ فرمایا گھوڑا بھاگنے کا پیچھا کرنے اور خود بھاگ جانے کے لیے ہوتا ہے۔ میں نہ تو پشت دکھانے والوں کا پیچھا کرتا ہوں۔ اور نہ ہی مقابل ہونے والے سے روگردانی کرتا ہوں۔ ایک روایت میں ہے۔ کہ فرمایا کہ میں بھاگنے والے پر حملہ نہیں کرتا اور نہ حملہ کرنے والے سے بھاگتا ہوں مجھے صرف بغلہ ہی کافی ہے۔

حضرت کا علم اور انگوٹھی کسائی نے مبتدا میں تحریر کیا ہے۔ کہ اولاد حضرت آدمؑ میں سب سے پہلے جو جنگ ہوئی۔ وہ شیث اور قابیل کے درمیان واقع ہوئی اس کا سبب یوں ہوا۔ کہ اللہ عزوجل نے سفید لباس کا ہدیہ بھیجا۔ فرشتوں نے اس کے لئے سفید جھنڈا بند کیا۔ فرشتوں نے قابیل کو زنجیروں میں جکڑ کر سورج کے پاس لے گئے اور وہاں مر گیا۔ اس کی اولاد حضرت شیث کی غلام ہو گئی۔ سب سے پہلے جس نے جھنڈے تیار کئے وہ حضرت ابراہیم خلیل علیہ السلام تھے۔

ابن ابی البختری اور تمام اہل سیر نے بیان کیا ہے کہ قریش کا رایت اور لوا تمام کے تمام قصی بن کلاب کے ہاتھ میں تھے پھر مسلسل رایت عبدالمطلب کے پاس رہا۔ جب رسول اللہ صلعم مبعوث ہوئے تو آپ کے پاس آیا۔ اور آپ نے جناب علی علیہ السلام کو دے دیا۔ اس زمانے میں لوا عبدالدار کے پاس تھا۔

نبی اکرم صلعم نے اسے مصعب بن عمیر کو دے دیا۔ جنگ احد تک اس کے پاس رہا۔ اس سے بے
کہ رسول اللہ اکرم صلعم نے جناب علی علیہ السلام کے حوالے کیا اس زمانے میں دونوں رایت اور لوا دونوں جناب
علی علیہ السلام کے پاس جمع ہو گئے۔ دونوں کا رنگ سفید تھا۔

طبری نے اپنی تاریخ میں اثنیشری نے تفسیر میں زید بن علی اپنے آباء علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں
کہ جب جنگ احد کے روز حضرت علی علیہ السلام کے ہاتھ کا گٹا ٹوٹ گیا۔ تو اس وقت آپ کے ہاتھ میں لوا
رسول اللہ صلعم موجود تھا۔ لوا علی علیہ السلام کے ہاتھ سے گر پڑا مسلمان دوڑ کر اسے اٹھانے لگے۔ رسول
اکرم صلعم نے فرمایا۔ لوا علیؑ کے بائیں ہاتھ میں دے دو۔ کیوں کہ یہ میرے لوا کے صاحب ہوں گے دنیا اور
آخرت میں۔ ایک روایت اور میں ہے۔ کہ لوا کو مقداد نے اٹھا لیا۔ اور حضرت علی علیہ السلام کی خدمت میں
پیش کیا۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ تم میرے لوا کے صاحب ہو۔ دنیا اور آخرت میں۔ المواعظ والزواجر میں
عسکری سے روایت ہے۔ کہ مالک بن دینار نے سعید بن جبیر سے پوچھا کہ رسول اکرم صلعم کے لوا کو کون اٹھاتا
تھا؟ کہا علی بن ابی طالب علیہ السلام۔ عبداللہ بن حنبل کا بیان ہے۔ کہ جب مالک بن دینار نے سعید بن
جبیر سے لوا کے بارے میں پوچھا۔ مالک کا بیان ہے کہ سعید نے میری طرف دیکھ کر کہا معلوم ہوتا ہے۔ کہ
تم عیش و آرام کی زندگی بسر کر رہے ہو۔ یہ سن کر میں ناراض ہو گیا۔ میں نے اس بات کی قراء کو شکایت کی
وہ لوگ کہنے لگے۔ تم نے اس سے اس وقت پوچھا۔ جب وہ حجاج سے خائف تھا۔

اس نے گھر میں پناہ لی ہوئی تھی۔ اب اس سے دریافت کرو۔ میں نے پھر آپ سے پوچھا۔ آپ نے
کہا لوا کا اٹھانے والا علیؑ تھا۔ اٹھانے والا علیؑ تھا۔ اسی طرح میں نے عبداللہ بن عباس سے سنا تھا"

تاریخ طبری۔ بلاذری صحیح مسلم اور صحیح بخاری میں تحریر ہے۔ کہ جب رسول اللہ صلعم نے بدر کی طرف
جانے کا ارادہ فرمایا۔ تو ہر ایک آدمی نے ایک ایک جھنڈا منتخب کیا۔ حمزہ نے سرخ جھنڈا۔ بنو امیہ نے
سبز اور علی بن ابی طالب علیہ السلام نے زرد جھنڈا چنا۔ اور رسول اللہ صلعم کا جھنڈا سفید تھا۔ وہ جھنڈا
آنحضرت صلعم نے خیبر کی جنگ کے روز علیؑ کو دے دیا۔ اور فرمایا۔ میں کل جھنڈا اس شخص کو دوں گا۔ جو مرد ہو گا۔
بار بار حملہ کرنے والا ہو گا۔ اور بھاگنے والا نہیں۔ اللہ اور اس کے رسول کو دوست رکھتا ہو گا۔ اللہ اور اس
کا رسول اس کو دوست رکھتا ہو گا۔

ابن کاوش نے کتاب تہذیب الصحابۃ العلویۃ فی ادعائہم الامامۃ النبویۃ میں تحریر کیا ہے۔ کہ رسول

اکرم صلعم نے عباس کو دو سفید کپڑے پہنے ہوئے دیکھا فرمایا۔ جبرائیل علیہ السلام نے مجھے آگاہ کیا ہے۔ کہ اس کی اولاد سیاہ لباس پہنے گی۔

عبداللہ بن احمد بن حنبل نے کتاب صفین میں تحریر کیا ہے کہ صفین کی لڑائی میں عمرو بن عاص نے سیاہ جھنڈا پھیلایا۔ اخبار دمشق میں ابو حسین محمد بن عبد اللہ رازی سے روایت ہے۔ کہ ثوبان نے کہا۔ کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ بنو عباس کے دو جھنڈے ہوں گے۔ ان کا نچلا حصہ کفر اور اوپر والا حصہ گمراہی والا ہوگا۔ اے ثوبان اگر تو اُن کو پائے۔ تو ان کا سایہ حاصل نہ کرنا۔

ابی بن کعب نے کہا۔ شروع میں سیاہ جھنڈے کے لئے فتح مندی ہوگی۔ درمیان میں بے وفائی اور آخر میں کفر ہوگا۔ جس شخص نے ایسے لوگوں کی مدد کی۔ وہ ایسا ہے جس نے موسےٰؑ کے خلاف فرعون کی امداد کی۔ تاریخ بغداد میں تحریر ہے۔ کہ ابو ہریرہ نے کہا۔ کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا کہ مشرق کی جانب سے سیاہ جھنڈے نمودار ہوں گے۔ ان کے شروع میں فتنہ برپا ہوگا۔ ان کے درمیان میں ہرج واقع ہوگی۔ اور آخر میں گمراہی ہوگی۔

اخبار دمشق میں ابو عمامہ ایک حدیث نبی اکرم صلعم سے روایت کرتے ہیں۔ کہ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ شروع میں وہ جھنڈے پھیلائے جائیں گے۔ اور آخر میں تباہی ہوگی۔

تاریخ طبری میں ہے کہ ابراہیم امام نے ابو مسلم کے پاس لوا نصرت اور ظل سحاب بھیجا جو سفید تھا جس کا طول چودہ بالشت تھا اس پر سیاہی سے یہ آیت تحریر تھی۔ اذن للذین یقاتلون بانھم ظلموا وان اللہ علی نصرھم لقدیر۔ ابو مسلم نے اپنے غلام کو حکم دیا۔ کہ ان کے سیاہ رنگ کو تبدیل کر دیا جائے۔ جب سیاہ رنگ میں تبدیل ہوگیا۔ تو کہا کہ اب اس سے مصیبت نمودار ہوتی ہے۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے علم پر یہ اشعار تحریر تھے ؎

الحرب ان باشرتھا فلا یکن منک الفشل

اگر جنگ میں شمولیت کرو تو بزدلی نہ دکھلاؤ۔

واصبر علی اھوالھا لاموت الا بالاجل

جنگ کی تکلیف پر صبر سے کام لو۔ موت وقت مقررہ پر آئے گی۔

حضرت علی علیہ السلام کے رایت پر یہ شعر تحریر تھا ؎

من خیر فتیان قریش عودہ   ھذا علی والھدی یقودہ

یہ علی ہیں جس کی اصل بہترین قریش کے جوانوں سے ہے۔ ہدایت اس کی راہنمائی کرتی ہے

حضرت کی انگوٹھی

سلمان فارسی نے نبی اکرم صلعم سے روایت کی ہے۔ آنحضرت صلعم نے فرمایا۔ اے علی عقیق[1] کی انگوٹھی پہنا کرو تاکہ مقربین میں سے ہو جاؤ۔ عرض کیا یا رسولؐ اللہ، کون لوگ ہیں ؟ آپ نے فرمایا۔ جبرائیل اور میکائیل۔ عرض کیا کس چیز کی انگوٹھی پہنو۔ فرمایا۔ سُرخ عقیق کی۔

ابن عباس صعصعہ اور بی بی عائشہ سے روایت ہے۔ کہ جبرئیلؑ رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہو کر عرض گزار ہوئے یا محمدؐ! اللہ تعالیٰ آپ کو سلام کہتا ہے۔ اور کہتا ہے کہ اپنے داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنو جس کا نگینہ عقیق کا ہو۔ لہذا اپنے ابن عم سے کہو کہ وہ اپنے داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنیں جس کا نگینہ عقیق کا ہو علی علیہ السلام نے عرض کیا یا رسول اللہ عقیق کیا چیز ہے ؟ فرمایا عقیق یمن میں ایک پہاڑ ہے۔ حدیث فضل المیثاق میں مذکور ہے۔ قندی نے موسےٰ بن جعفر علیہما السلام کے حوالے سے حدیث زیادہ بیان کی ہے کہ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ کہ جب اللہ تعالیٰ نے پہاڑ طور سینا پر موسےٰ بن عمران سے کلام کیا تو ایک دفعہ تمام روئے زمین پر نگاہ انتخاب دوڑائی اور اپنی ذات کے نور سے عقیق کو پیدا کیا۔ اور کہا میں اپنی ذات کی قسم کھا کر کہتا ہوں۔ جو شخص (اے عقیق) تجھے پہنے گا۔ اور علیؑ سے دوستی کرے گا میں اسے آگ کا عذاب نہیں دوں گا۔

ابن عباس اور سدی نے بیان کیا ہے۔ کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی چار انگوٹھیاں تھیں۔ یاقوت تیر اندازی کے لئے۔ فیروزہ فتحمندی کے لئے چینی لوہا قوت کے لئے۔ اور عقیق نگہبانی کے لئے۔

صحیح بخاری میں اور شمائل ترمذی میں عبداللہ بن جعفر سے روایت ہے۔ اور جامع بیہقی میں جابر اور انس سے روایت ہے۔ کہ عبدالرحمٰن سلمی انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

ابن مسیب حضرت امام زین العابدین علیہ السلام سے آپ اپنے آباء علیہم السلام سے روایت کرتے ہیں۔ کہ محمد بن یحیٰی محتسب انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔ ہاشم بن عروہ اپنے باپ سے وہ بی بی عائشہ سے اور جعفر بن زبیر قاسم سے وہ ابو امامہ سے روایت کرتے ہیں۔ اور نافع ابن عمر سے اور انس اور جابر تمام کے تمام نبی اکرم صلعم سے

---

[1] عقیق وغیرہ کی خصوصیات اور فضائل میں ہماری کتاب آیات جلی اردو ترجمہ فرحۃ الغری فی تعیین قبر علیؑ مولف نقیب غیاث الدین مرحوم ملاحظہ فرمائیں۔ عنقریب شائع ہو رہی ہے۔ ۱۲ مترجم۔

روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

بعض روایت میں اضافہ کیا ہے۔ کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم کے انتقال کے وقت انگوٹھی آپ کے داہنے ہاتھ میں موجود تھی۔

ابوامامہ نے کہا۔ رسول اللہ صلعم داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

عکرمہ اور ضحاک ابن عباس سے روایت کرتے ہیں۔ کہ رسول اللہ صلعم داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے

شمائل ترمذی اور سنن سجستانی میں تحریر ہے۔ کہ حسنین انگوٹھی پہنا کرتے تھے علی علیہ السلام داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔

جامع بیہقی میں ہے۔ کہ ابن عباس اور عبداللہ بن جعفر اپنے داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

راغب اصفہانی نے محاضرات میں تحریر کیا ہے۔ کہ نبی اکرم اور آپ کے اصحاب اپنے داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنا کرتے تھے۔

سب سے پہلے جس نے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنی وہ معاویہ تھا۔

عبداللہ سلامی کا بیان ہے۔ کہ نبی اور خلفا اربعہ داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنتے تھے۔ بائیں ہاتھ میں پہننے کا رواج معاویہ نے ڈالا اور لوگ اسی ڈگر پر چل پڑے۔ مروانیوں کے زمانے تک یہی سلسلہ جاری رہا۔ (خلیفہ) سفاح نے پھر دائیں ہاتھ میں پہننے کا سلسلہ شروع کیا۔ رشید کے زمانے تک یہی سلسلہ قائم رہا۔ پھر رشید نے بائیں ہاتھ میں پہننے کا سلسلہ شروع کر دیا۔ اور لوگوں نے اس بات کی پیروی شروع کی۔

یہ بات مشہور ہے کہ حکمین کے موقعہ پر عمرو بن عاص نے اپنے داہنے ہاتھ سے انگوٹھی اتاری تھی۔ اور کہا تھا کہ میں نے خلافت سے علی کو ایسے الگ کیا ہے۔ جس طرح اپنے داہنے ہاتھ سے انگوٹھی کو الگ کیا ہے۔ اور معاویہ کو خلافت اس طرح پہنائی۔ جس طرح اپنے بائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنائی ہے۔

جاحظ سے روایت ہے۔ کہ مندرجہ ذیل حضرات کے داہنے ہاتھ میں انگوٹھی تھی:۔

آدمؑ۔ ادریسؑ۔ ابراہیمؑ۔ اسمٰعیلؑ۔ اسحاقؑ۔ الیاسؑ۔ یعقوبؑ، داؤدؑ۔ سلیمانؑ۔ یوسفؑ۔ دانیالؑ۔ یوشعؑ۔ ذوالقرنینؑ۔ یونسؑ۔ لوطؑ۔ ہودؑ۔ شعیبؑ۔ زکریاؑ۔ یحییٰؑ۔ صالحؑ۔ عزیرؑ۔ ایوبؑ۔ لقمانؑ۔ عیسیٰؑ اور محمد علیہم السلام۔

امیرالمومنین حضرت علی علیہ السلام سے داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہننے کے بارے میں پوچھا گیا۔ آپ نے فرمایا

جب اللہ عزوجل نے اپنے نبی پر آیت قل تعالوا ندع ابنائنا نازل کی۔ جبرائیل علیہ السلام نے عرض کیا۔ یا رسول اللہ
ہر ایک نبی کا میں بشیر و نذیر ہوتا تھا۔ میں نے آپ اہل بیت کے سوا کسی نبی پر فخر نہیں کیا۔ نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔
اے جبرائیل! تم ہم لوگوں میں سے ہو؟ جبرائیلؑ نے عرض کیا۔ اے اللہ کے رسولؐ! مجھے کوئی ایسی بات بتایئے
جو آپ کی امت کی کشادگی کا باعث ہو۔ رسول اللہ صلعم نے اپنے بائیں ہاتھ سے انگوٹھی اتاری۔ فرمایا۔ میں تم میں پہلا
ہوں۔ دوسرے علیؑ۔ تیسرے فاطمہؑ۔ چوتھے حسنؑ۔ پانچویں حسینؑ۔ اور چھٹے جبرائیل ہیں۔ آنحضرت صلعم نے جبرائیل علیہ السلام
کے دائیں ہاتھ میں انگوٹھی پہنا دی۔ آپ نے فرمایا۔ اے جبرائیل! تم ہمارے چھٹے ہو۔ جبرائیل نے عرض کیا۔ یا رسول
اللہ صلعم جس شخص نے اپنے داہنے ہاتھ میں انگوٹھی پہنی۔ اور اس سے آپ کی سنت کا ارادہ کیا۔ اگر میں نے اسے قیامت
کے روز حیران دیکھا تو اس کا ہاتھ پکڑ کر آپ کی اور علی بن ابی طالب علیہ السلام کی خدمت میں پہنچا دوں گا۔

حضرت امیر المومنین علی علیہ السلام کی ازواج، اولاد، اقربا اور خدام

حضرت علی علیہ السلام کے والد ابو طالب عمران بن عبد المطلب بن ہاشم۔ اور والدہ محترمہ فاطمہ بنت اسد بن
ہاشم۔ بھائی طالب۔ عقیل اور جعفر ہیں۔ حضرت علی علیہ السلام سب سے چھوٹے تھے۔ اس ترتیب کے لحاظ سے
ہر ایک اپنے بھائی سے دس سال بڑا تھا۔ تمام کے تمام اسلام لائے۔ تمام کی اولاد سے سلسلۂ نسب چلا سوائے طالب
کے وہ اسلام تو لائے مگر اس کا سلسلۂ نسب نہ چلا۔ آپ کی ہمشیرہ ام ہانی تھیں۔ جن کا نام فاختہ اور حجانہ تھا۔ آپ
کا ماموں حنین بن اسد بن ہاشم ہے خالہ۔ خالدہ بنت اسد ہیں۔ آپ کے ربیب محمد بن ابی بکر اور بھانجے
جعدہ بن ہبیرہ ہیں۔

شیخ مفید نے ارشاد فرمایا ہے۔ کہ حضرت امیر علیہ السلام کی اولاد کی تعداد پندرہ تھی۔ بعض نے زیادہ بیان کیا ہے
اور اس تعداد کو ۳۵ تک لے گئے ہیں۔
نسابہ عمری نے شافی میں اور صاحب الانوار نے لڑکوں کی تعداد چودہ اور لڑکیوں کی تعداد اٹھارہ۔ جناب فاطمہؑ
سے حسنؑ۔ حسینؑ پیدا ہوئے اور محسن ساقط ہو گئے۔ زینب کبریٰ۔ ام کلثوم کبریٰ۔ خولہ بنت جعفر بن قیس سے
محمد پیدا ہوئے۔

ام البنین بنت حزام بن خالد کلابیہ سے عبد اللہ۔ جعفر اکبر۔ عباس اور عثمان پیدا ہوئے۔
ام حبیب بنت ربیعہ تغلبیہ سے عمر اور رقیہ جڑوان پیدا ہوئے۔

اسماء بنت عمیس خثعمیہ سے یحییٰ محمد اصغر پیدا ہوئے۔
ایک روایت میں ہے کہ عون اور محمد اصغر لونڈی سے پیدا ہوئے۔
ام سعید بنت عروۃ بن مسعود ثقفیہ سے نفیسہ۔ زینب صغرےٰ اور رقیہ صغرا پیدا ہوئیں۔
ام شعیب مخزومیہ سے ام حسن اور رمعہ پیدا ہوئیں۔
ہملا بنت مسروق نہشلیہ سے ابوبکر اور عبداللہ پیدا ہوئے۔
امام بنت عاص بن ربیع سے محمد اوسط پیدا ہوئے۔
محیات بنت امرءالقیس کلبیہ سے ایک لڑکی پیدا ہوئی۔ اور بچپن میں مر گئی۔

کنیزوں سے خدیجہ، ام ہانی تمیمہ، میمونہ اور فاطمہ پیدا ہوئیں۔ حضرت امیر المومنین علیہ السلام کی وفات سے پہلے ان کا انتقال ہوا۔

نیز یحییٰ، ام کلثوم صغرےٰ۔ زینب صغرےٰ۔ ام الکرام۔ جمانہ جن کی کنیت ام جعفر تھی۔ امامہ۔ ام سلمہ اور رولہ صغرےٰ پیدا ہوئیں۔ حضرت امیرکی آٹھ لڑکیوں کی شادی ہوئی۔ زینب کبرےٰ کی عبداللہ بن جعفر سے میمونہ کی عقیل بن عبداللہ بن عقیل سے۔ ام کلثوم صغرا کی کثیر بن عباس بن عبدالمطلب سے رولہ کی ابوالصباح بن عبداللہ بن ابی سفیان بن حارث بن عبدالمطلب سے اور فاطمہ کی محمد بن عقیل سے
احکام شرعیہ میں خزاز قمی سے روایت ہے۔ کہ نبی اکرم صلعم نے اولاد علی اور جعفر کی طرف دیکھ کر فرمایا۔ ہماری بیٹیاں ہمارے بیٹوں کے لئے اور ہمارے بیٹے ہماری بیٹیوں کے لئے ہیں۔
حضرت علی علیہ السلام کا سلسلہ نسب مندرجہ ذیل پانچ فرزند سے چلا۔ حسنؑ حسینؑ۔ محمد بن حنفیہ۔ عباس اکبر اور عمر۔

رسول اکرم صلعم نے جناب خدیجۃ الکبرےٰ کی زندگی میں اور جناب علی علیہ السلام نے حضرت فاطمہؑ کے ہوتے ہوئے کسی آزاد عورت اور لونڈی سے نکاح نہیں کیا تھا۔
حضرت علی علیہ السلام نے حضرت فاطمہ زہرا سلام اللہ علیہا کے انتقال کے بعد دس عورتوں سے نکاح کیا۔ آپ کے انتقال کے وقت آپ کی چار عورتیں زندہ تھیں۔ وہ یہ ہیں:۔ امامہ۔ اسماء بنت عمیس۔ لیلیٰ تمیمیہ۔ ام البنین کلابیہ ان عورتوں نے آپ کے بعد کسی سے نکاح نہیں کیا۔
مغیرہ بن نوفل نے امامہ سے نکاح کرنا چاہا۔ پھر ابوالعیاج بن ابی سفیان بن حارث نے پیغام نکاح بھیجا۔ تو

امام نے حضرت علی علیہ السلام کے حوالہ سے روایت بیان کی کہ نبی اور وصی کی عورتوں کے لئے ان کے انتقال کے بعد کسی سے نکاح کرنا جائز نہیں ہے۔ خواہ وہ آزاد عورت ہو یا کنیز ہو۔ حضرت امیر علیہ السلام کے انتقال کے وقت آپ کی دس لونڈیاں موجود تھیں۔

حضرت امیر علیہ السلام کے کاتب۔ عبیداللہ بن ابی رافع۔ سعید بن نمران ہمدانی۔ عبداللہ بن جعفر۔ عبیداللہ بن عبداللہ بن مسعود۔

دربان۔ حضرت سلمان فارسیؓ

مؤذن۔ جویریہ بن مسہر عبدی۔ ابن نباح اور ہمدان جس کو حجاج نے قتل کیا تھا۔

خادم۔ ابن تیرز یہ ابنائے ملوک عجم تھا۔ بچپن میں رسول اللہ صلعم کی خدمت میں حاضر ہوا۔ اور مسلمان ہوگیا۔ آنحضرت صلعم کے انتقال کے بعد جناب فاطمہؑ اور حسنینؑ کی ملکیت میں آگیا۔ عبداللہ بن مسعود کو بھی رسول اللہ صلعم نے جناب فاطمہ کو بخش دیا تھا۔ پھر یہ معاویہ کے پاس چلا گیا۔

حضرت امیر علیہ السلام کے غلام جن کی تعداد ایک ہزار تھی۔ قنبر اور میثم کو حجاج نے قتل کیا۔ سعد اور نصر حضرت امام حسین علیہ السلام کے ساتھ کربلا میں شہید ہوئے۔ امیر صفین میں مارا گیا۔ ان غلاموں میں غزوان شبیب اور میمون تھے۔

خادمائیں۔ فضہ۔ زبراء اور سلافہ۔

سواریاں۔ بغلہ جس کا نام شہباء تھا۔ دلدل جسے رسول اللہ نے آپ کو بطور ہدیہ دیا تھا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا حلیہ اور تاریخ

ابن اسحاق اور ابن شہاب نے امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کا حلیہ یوں تحریر کیا ہے۔ مضبوط جسم بدن۔ بڑا پیٹ اور پتلی پنڈلیاں۔ آپ کے حلیہ کے متعلق اختلاف ہے۔ کتاب صفین میں جابر اور ابن حنفیہ کی روایت کی رو سے حضرت کا حلیہ اس طرح تحریر کیا گیا ہے۔ درمیانہ قد کھلے ابرو۔ بڑی آنکھیں، چہرہ خوبصورتی میں چودھویں رات کے چاند کی مانند چمکتا ہوا گندمی رنگ۔ سر کے اگلے حصہ پر چاند پچھلے حصہ پہ تاج کی طرح بال۔ چاندی کی صراحی کی طرح گردن۔ بڑا شکم۔ مضبوط کمر کشادہ سینہ مضبوط ہاتھ۔ بھاری بازو۔ چوڑے شانے۔ شیر سا رعب و داب لمبی ڈاڑھی جس نے سینے کو زینت دی ہوئی تھی۔ مضبوط عضلات اور پتلی

پنڈلیاں۔

۱۳ رجب سنہ ۳۰ عام الفیل میں خانہ کعبہ میں پیدا ہوئے۔ صبح کے وقت مسجد کوفہ میں ۱۹ ماہ رمضان کو عبدالرحمن ابن ملجم مرادی کی تلوار سے زخمی ہوئے۔ ابن ملجم کی مدد کرنے والے وردان بن مجالد۔ شبیب بن بجرہ اشعث بن قیس اور خطام بنت اخضر تھی۔ حضرت امیر علیہ السلام کے سر پر زہر آلود تلوار سے وار کیا۔

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام کے قول کے مطابق آپ کی عمر اس وقت ۶۵ سال تھی۔ اہلسنت نے کہا ہے۔ کہ ۶۳ سال۔ مکہ میں رسول اللہ کے ساتھ ۱۳ سال۔ اور مدینہ میں دس سال رہے۔ ہجرت کے وقت آپ کی عمر ۱۴ سال تھی۔ سولہ سال کی عمر میں رسول اللہ صلعم کی زندگی میں جنگ کرنا شروع کیا۔ بڑے بڑے بہادروں کو ۱۹ سال کی عمر میں تہ تیغ کیا۔ بائیس سال کی عمر میں در خیبر اکھاڑا۔ آپ کی امامت کی مدت تیس سال تھی۔ ظاہری خلافت پانچ سال اور چند ماہ تھی۔ حضرت امیر علیہ السلام نے وصیت فرمائی تھی۔ کہ میری قبر کو پوشیدہ رکھا جائے۔ کیونکہ بنو امیہ کی سخت مخالفت کی وجہ سے بے ادبی کا ڈر تھا۔ حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے آپ کی قبر کو ظاہر کیا۔

محمد بن زید حسنی نے کربلا میں حضرت امام حسین علیہ السلام اور نجف میں حضرت علی علیہ السلام کی قبر اطہر کی تعمیر کی۔ اس کے بعد عضد الدولہ نے دونوں عمارتوں کو تعمیر کیا۔ اور ان کے نام پر جائدادیں وقف کیں۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی شہادت

تفسیر وکیع، سدی، سفیان اور ابو صالح میں ہے۔ کہ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی شہادت کے روز عبداللہ بن عمر نے یہ آیت تلاوت کی اولم یروا انا نأتی الارض ننقصها من اطرافها کہا یا امیر المومنین آپ علم میں طرف اکبر تھے۔ آج علم اسلام سرنگوں ہو گیا۔ اور اسلام کا رکن دنیا سے رخصت ہو گیا۔

زعفرانی مزنی سے وہ شافعی سے وہ مالک سے وہ سمی سے وہ ابو صالح سے روایت کرتے ہیں کہ جس روز امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کی شہادت واقع ہوئی۔ تو اس روز ابن عباس نے کہا۔

"آج مدینہ کی سرزمین سے علم فقہ اور علم رخصت ہو گیا" ——— پھر کہا ——— زمین کے نقصان کا مطلب ہے۔ کہ جب زمین کے علما اور اس کے بہترین لوگ ختم ہو جائیں۔ اللہ تعالیٰ علم کو مردوں

کے سینوں سے سلب نہیں کرتا۔ بلکہ علم دنیا سے اس وقت سلب کرتا ہے۔ جب علما کو دنیا سے اٹھا لیتا
ہے جب دنیا میں عالم موجود نہیں ہوتا۔ تو لوگوں کے سردار جاہل لوگ ہو جاتے ہیں۔ لوگ ان سے فتوے
پوچھتے ہیں۔ وہ بغیر علم کے فتوے صادر کرتے ہیں جس سے لوگوں کو گمراہ کرتے ہیں اور وہ دوسروں کو گمراہ
بناتے ہیں

سعید بن جبیر ابن عباس سے اس آیت کے متعلق روایت کرتے ہیں۔ رب اغفر لی ولوالدی
ولمن دخل مومنا کہا جناب علی بن ابی طالب علیہ السلام کی قبر نوح علیہ السلام کی قبر کے ساتھ کشتی نوح
میں موجود تھی۔ جب حضرت نوح کشتی سے باہر نکلے۔ تو جناب علی علیہ السلام کی قبر کو کوفہ کے باہر چھوڑ دیا۔
حضرت نوحؑ نے رب سے حضرت علی علیہ السلام اور حضرت فاطمہ سلام اللہ علیہا کے لئے مغفرت طلب کی
للمومنین والمومنات کا یہی مطلب ہے۔ ولا تزد الظالمین الا تبارا سے مراد وہ لوگ ہیں جنہوں
نے آل محمدؐ پر ظلم کیا۔ روایت ہے کہ آیت سیعلم الذین ظلموا ای منقلب ینقلبون۔ حضرت علی علیہ السلام
پر ظلم کرنے والوں کے بارے میں ہے۔ ابوبکر مردویہ فضائل امیر المومنینؑ میں اور ابوبکر شیرازی نزول القرآن
میں سعید بن مسیب سے روایت کرتے ہیں۔ کہ حضرت علی علیہ السلام نے آیت اذ انبعث اشقاھا کی تلاوت
فرمایا۔ اور کہا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے۔ یہ ضرور اس سے خون آلود ہو گی۔ سر سے اور
داڑھی کی طرف اشارہ فرمایا۔

ثعلبی اور واحدی نے عمار سے عثمان بن صہیب نے ضحاک سے ابن مردویہ نے جابر بن سمرہ۔ صہیب،
عمار ابن عدی اور ضحاک سے خطیب "تاریخ" میں جابر بن سمرہ سے طبری اور موصلی عمار سے احمد بن حنبل ضحاک
سے روایت کرتے ہیں کہ رسول اکرم صلعم نے فرمایا۔ یا علی! اولین میں سب سے زیادہ بدبخت ترین وہ شخص
تھا جس نے اونٹنی کی کونچیں کاٹ دی تھیں۔ اور آخرین میں بدبخت ترین وہ شخص ہے جو تجھے قتل کرے گا۔ ایک
روایت میں ہے۔ کہ رسول اکرم صلعم نے فرمایا۔ داڑھی کو سر کے خون سے خضاب کرے گا۔

ابن عباس نے کہا عبد الرحمن بن ملجم قدار کی اولاد میں سے تھا جس نے صالح نبی کی اونٹنی کی کونچیں کاٹ
دی تھیں۔ قدار باپ پر اور ابن ملجم قطامہ پر فریفتہ ہوا۔

ابن ملجم کو یہ کہتے ہوئے سنا گیا۔ کہ میں جناب علیؑ کو اپنی اس تلوار سے ضرور قتل کروں گا۔ لوگ پکڑ کر اسے
حضرت علی علیہ السلام کے پاس لے آئے۔ حضرت امیر علیہ السلام نے فرمایا۔ تیرا کیا نام ہے؟ اس نے کہا عبد الرحمن

بن ملجم ۔فرمایا میں تجھے اللہ عزوجل کی قسم دے کر دریافت کرتا ہوں ۔اس کے بارے میں مجھے آگاہ کرنا۔ اس نے کہا۔ہاں آگاہ کروں گا۔آپ نے فرمایا ۔کیا تمہارے پاس ایک شخص اس وقت گذرا تھا جو عصا کا سہارا لیئے ہوئے تھا۔اور تجھے عصا مارا تھا۔پھر کہا تھا۔تمہارے لئے ہلاکت ہو۔تم ثمود کی اونٹنی کو قتل کرنے والے سے زیادہ بدبخت ہو۔ اس نے کہا ۔ہاں ۔آپ نے فرمایا ۔کیا تم بچوں کے ساتھ کھیلتے تھے۔تو بچے تمہیں راعیۃ الکلاب کہہ کر پکارتے تھے ۔کہا ہاں ۔آپ نے پھر فرمایا ۔کیا تمہاری ماں نے تمہیں اس بات سے آگاہ کیا تھا ۔کہ وہ جب تم سے حاملہ ہوئیں تھیں تو وہ حیض کی حالت میں تھی۔اس نے کہا ہاں یہ بھی ٹھیک ہے ۔آپ نے فرمایا ۔بیعت کرو اس نے حضرت امیر علیہ السلام کی بیعت کی ۔پھر فرمایا۔اس کو چھوڑ دو۔

ایک روایت میں ہے ۔کہ ابن ملجم حضرت امیر علیہ السلام کی خدمت میں حاضر ہوا حضرت امیر علیہ السلام نے دو دفعہ یا تین دفعہ بیعت لینے سے انکار کر دیا ۔پھر حضرت امیر علیہ السلام نے اس سے بیعت لے لی ۔پختہ اقرار کیا کہ وہ بیعت نہیں توڑے گا۔اور نہ ہی بے وفائی کرے گا۔حضرتؑ نے فرمایا ۔اے غزوان اس کو اشقر پر سوار کرو۔ اس نے سوار کیا۔حضرت امیرؑ نے یہ شعر بطور تمثیل پڑھا

ارید حیاتہ و یرید قتلی عذیرک من خلیلک من مرادی

فرمایا اے ابن ملجم چلے جاؤ۔ خدا کی قسم جو کچھ تو نے کہا تو اس پر قائم نہیں رہے گا۔

ایک روایت میں ہے کہ حضرت نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس کے قبضہ قدرت میں میری جان ہے تو ضرور اس کو اس سے ضرور خضاب آلود کرے گا۔

حسن بصری نے بیان کیا کہ حضرت علی علیہ السلام رات بھر جاگتے رہے اور نماز شب کے لئے حسب دستور تشریف نہ لے گئے ۔ام کلثوم نے بیداری کا سبب پوچھا ۔آپ نے فرمایا میں اس صبح کو قتل کیا جاؤں گا۔ اور موت سے مفر نہیں ہے ۔

روایت ہے ۔کہ حضرت امیر علیہ السلام بار بار رات کو باہر نکلتے اور آسمان کی طرف دیکھ کر فرماتے خدا کی قسم! میں جھوٹا نہیں ہوں یہی وہ رات ہے جس کا مجھ سے وعدہ کیا گیا ہے ۔پھر آکر آپ اپنے بستر پر لیٹ جاتے ۔ جب صبح کے آثار نمودار ہوگئے ۔تو ابن نباح خدمت میں حاضر ہوا ۔اور نماز کی ندا دی ۔آپ اٹھ کر کھڑے

لہ دل سے بیعت نہ کی تھی ۔ورنہ حضرت امیر علیہ السلام کو شہید نہ کرتا ۱۲ مترجم

ہوگئے۔ مرغابیوں نے آپ کو دیکھ چلانا شروع کیا۔ فرمایا۔ ان کو چھوڑ دو۔ اس چیخنے کے بعد انہوں نے نوحہ کرنا ہے۔ اور حضرت امیر علیہ السلام یہ اشعار فرماتے جاتے تھے۔

اشدد حیازیمک للموت فان الموت لاقیکا
ولا تجزع من الموت اذا حل بوادیکا
فقد اعرف اقواماً
وان کانوا ھا لیکا

ابو صالح حنفی کا بیان ہے۔ کہ مَیں نے حضرت علی علیہ السلام کو فرماتے ہوئے سُنا۔ کہ مَیں نے نبی اکرم صلعم کو خواب میں دیکھا۔ اور میں نے آپ کی خدمت میں ان تکالیف اور آلام کی شکایت کی۔ جو امت کی طرف سے مجھے پہنچی تھیں۔ اور میں رو پڑا۔ آپ نے فرمایا۔ اے علیؑ ادھر دیکھ۔ ذرا متوجہ ہو کر دیکھو۔ مَیں کیا دیکھتا ہوں کہ دو آدمی ہتھکڑیوں میں جکڑے ہوئے کھڑے ہیں۔ اور ان کے سروں پر پتھر گاڑھے جا رہے ہیں۔

اُم کلثوم سے فرمایا بیٹی! مَیں نے خواب میں رسول اکرم صلعم کو دیکھا ہے۔ آپ میرے چہرے سے غبار صاف کر رہے ہیں۔ اور فرماتے ہیں اے علیؑ! جو تکلیف تھی۔ وہ گذر گئی۔ اب کوئی دکھ نہیں ہوگا۔ ام کلثوم فرماتی ہیں۔ اسی رات حضرت امیر علیہ السلام کے سر پر چوٹ لگی۔

ایک اور روایت میں ہے۔ آپ نے فرمایا۔ بیٹی! میں نے رسول اکرم صلعم کو خواب میں دیکھا ہے۔ ہاتھ سے اشارہ کر کے فرماتے ہیں۔ اے علیؑ! ہمارے پاس آجاؤ۔ ہمارے پاس تمہارے لئے بہتری موجود ہے۔

ابو مخنف ازدی۔ ابن راشد۔ رفاعی اور ثقفی نے بیان کیا ہے کہ کچھ خوارج مکہ میں جمع ہوئے اور کہا ہم نے اپنے نفس اللہ کی راہ میں بیچ ڈالے ہیں۔ اگر ہم نے گمراہ آئمہ پر قابو پا لیا۔ تو ان سے شہروں اور لوگوں کو بچا لیں گے۔

ابن ملجم نے کہا۔ میں علیؑ کا کام تمام کروں گا۔ حجاج بن عبداللہ سعدی مشہور بہ برک نے کہا۔ میں معاویہ کو قتل کروں گا۔ عمرو بن بکر تمیمی نے کہا۔ میں عمرو بن عاص کو ختم کروں گا۔ ۱۹ / ماہ رمضان کی تاریخ مقرر کی۔ پھر یہ لوگ چلے گئے۔

ابن ملجم کوفہ میں آیا۔ اور قطام کی محبت میں گرفتار ہوا۔ حضرت امیر علیہ السلام نے اس عورت کے باپ اخضر اور بھائی اصبغ کو نہروان کی جنگ میں قتل کیا تھا۔ عبدالرحمن بن ملجم نے اس سے شادی کرنا چاہی۔ اس عورت نے حق مہر میں حضرت علی علیہ السلام کا سر طلب کیا۔ ابن ملجم نے قبول کر لیا۔ وہ عورت کہنے لگی۔ علی بہت بڑے بہادر ہیں۔ انہیں کوئی شخص قتل نہیں کر سکتا۔ وہ بڑے شہسوار ہمسروں پر غالب آنے والے اور نیزوں کی

طرف سبقت کرنے والے ہیں۔"

ابن ملجم نے کہا "میں یہ کام ضرور کروں گا۔"

قطام نے وردان بن مجالد تمیمی کو بلا کر ابن ملجم کی مدد کرنے کو کہا۔ ابن ملجم نے کہا شبیب بن بجیرہ کی امداد حاصل کرلی۔ ابن ملجم کی عمرو بن عاص کے ایک وکیل نے مدد کی۔ اور خط میں تحریر تھا۔ کہ تجھے ایک لاکھ درہم دیئے جائیں گے۔ جو قطام کا مہر ہزار دینار قطام کے پاس بادام اور آخروٹ روانہ کیئے قطام نے شبیب اور ابن ملجم کو عکبری شراب پلائی شبیب سوگیا۔ اور قطام کے ساتھ ابن ملجم نے منہ سیاہ کیا۔ پھر گھڑی ہوگئی۔ دونوں کو جگایا۔ اور ان سب لوگوں کے سینوں پر ریشم کے کپڑے باندھے یہ تلواریں لگا کر کمین گاہ میں چھپ گئے۔ اشعث بن قیس بھی ان کی امداد کے لیئے آگیا۔ کہا صبح نمودار ہوگئی۔ اپنے کام کے لئے تیار ہوجاؤ۔ حجر بن عدی نے اشعث کے ارادے کو بھانپ لیا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کو آگاہ کرنے کے لئے بھاگا۔ مگر ابن ملجم نے پہلے لپک کر حضرت امیر علیہ السلام پر مسجد میں (سجدہ کی حالت میں) وار کرچکا تھا۔

محمد بن عبداللہ ازدی نے کہا۔ امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام نماز نماز کی آواز بلند کرتے ہوئے مسجد میں تشریف لائے۔ جب آپ زخمی ہوگئے تو میں نے ایک کہنے والے کو کہتے ہوئے سنا۔ "اے علی! حکم اللہ کا ہے۔ نہ تیرا ہے اور نہ ہی تیرے اصحاب کا ہے۔" اور میں نے حضرت علیؑ کو فرماتے ہوئے سنا۔ فزت ورب الکعبۃ کعبہ کے رب کی قسم میں اپنے مشن میں کامیاب ہوگیا ہوں۔

شبیب نے بھی حضرت امیر علیہ السلام پر تلوار کا وار کیا تھا۔ لیکن اس کی تلوار محرابِ عبادت میں جالگی۔ وہ بھاگ کر گھر میں جا پہنچا اس کے چچا زاد بھائی نے دیکھا کہ وہ اپنے سینے سے ریشم کا پارچہ کھول رہا ہے اس نے کہا شاید تم نے امیر المومنین علیہ السلام کو قتل کیا ہے۔ ارادہ تو انکار کرنے کا تھا۔ لیکن اقرار کرلیا۔ ازدی نے اسے قتل کردیا۔"

ابن ملجم وار کر کے بھاگ گیا لیکن ہمدان کے ایک آدمی نے اس کا پیچھا کر کے اور اس پر کپڑا پھینک کے پچھاڑ لیا۔ تیسرا آدمی بھاگ گیا۔ ابن ملجم امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے سامنے پیش ہوا۔ فرمایا۔ جان کا بدلہ جان ہے۔ اگر میں مرجاؤں۔ تو اسے قتل کردینا۔ جس طرح اس نے مجھے قتل کیا ہے۔ اگر میں بچ گیا تو اس کے بارے میں خود فیصلہ کروں گا۔

ایک روایت میں ہے۔ کہ آپ نے ارشاد فرمایا۔ اگر میں زندہ رہا۔ تو میں اس کے بارے میں غور کروں گا۔

این من کان نعلم المصطفیٰ فی الناس بابا

وہ کہاں ہے جو لوگوں میں محمد مصطفےٰ کے علم کا دروازہ تھا۔

این من کان اذا ما قحط للناس سحابا

وہ کہاں ہے جو زمانہ قحط میں لوگوں کے لئے ابر سخاوت تھے

این من کان اذا نودی فی الحرب اجابا

وہ کہاں ہے جو جنگ میں پکارا جاتا تھا۔ تو جواب دیتے تھے۔

این من کان دعا مستجابا و مجابا

وہ کہاں ہے جس کی دعا بارگاہ خداوندی میں قبول ہوئی تھی۔ اور اس کو جواب ملتا تھا۔

امیر المومنین حضرت علی علیہ السلام کے مزار اقدس کی زیارت

نبی اکرم صلعم نے فرمایا۔ من زار علیاً بعد وفاتہ فلہ الجنۃ جس نے جناب علیؑ کی وفات کے بعد آپ کی قبر کی زیارت کی۔ اس کے لئے جنت ہے۔ (حضرت کے مزار کی زیارت کی)

حضرت امام جعفر صادق علیہ السلام نے فرمایا جس شخص نے امیر المومنین کی قبر کی زیارت ترک کی اللہ اس کی طرف نظر نہیں کرے گا۔ تم اس کی زیارت کیوں نہیں کرتے جس کی زیارت فرشتے اور انبیاء کرتے ہیں۔ زائر امیر المومنینؑ جب دعا کرتا ہے تو آسمان کے دروازے کھل جاتے ہیں۔ بھلائی حاصل کرنے کے وقت سویا نہ رہ۔

تم الجزء الاول سیتلوہ الجزء الثانی

اللھم تقبل منی انک انت السمیع العلیم واجعلہ ذلک لی و لوالدی وسیلۃ الی نیل مرضاتک یوم یقوم الاشھاد بجاہ محمد وآلہ الطیبین الطاہرین صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم

عبدہ المذنب

محمد شریف عفی اللہ عنہ

۵/۹۳ - چاہ نیچے والا۔ کوٹلہ تولے خان۔ ملتان مغربی پاکستان

۱۵ شعبان المعظم ۱۳۸۳ھ

یکم جنوری ۱۹۶۴ء

بروز چہار شنبہ